کَنزُ العِرفَان
فِی
تَرجَمَۃِ القُرآن



مع حاشیہ: اِفہام القرآن

از: شیخ الحدیث والتفسیر، ابوصالح مفتی محمد قاسم قادری عطاری

پیش لفظ

قرآن اللہ تعالیٰ کی وہ سب سے آخری اور مستند ترین کتاب ہے جسے انسانوں کی دینی، اخلاقی، سماجی اور معاشرتی ہدایت کے لیے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ یہ عظیم کتاب دورِ رسالت سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے دلیل و برہان اور نورِ ہدایت ہے۔ قرآن اللہ تعالیٰ کی بے مثل کتاب ہے، جس کا ایک ایک لفظ محفوظ اور ناقابلِ تبدیل ہے، اولین و آخرین کے علوم کی جامع، تمام انسانوں کے لئے بشارت، رحمت اور شفا نیز اقوامِ عالم کو عظمت و رفعت کا سبق سکھانے والی ہے۔ علم و فہم کی بنیاد تلاوت و قراءت ہے اور تلاوت کے لئے دین کا حکم یہ ہے کہ اصول و قواعد کے مطابق اس کی تلاوت کی جائے، اگر قواعد معلوم نہ ہوں تو سیکھیں اور اس کے ساتھ قرآن سمجھنے کی کوشش کریں۔ قرآن کے مضامین کی کثرت اور معانی کی وسعت سے غلط فہمی کا بھی اندیشہ ہوتا ہے، اس لئے فہمِ قرآن کا معیاری اسلوب تو یہ ہے کہ اصولِ تفسیر اور علوم القرآن پر بھرپور مہارت حاصل کرکے اسے سمجھنے کی کوشش کریں اور جو سمجھ آیا اسے بڑے علماء سے چیک کروالیں کہ یہ درست ہے یا نہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اپنی زبان میں لکھا ہوا مستند ترجمہ قرآن پڑھیں، جیسے اردو میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا عمدہ اور شاہکار ترجمہ "کنز الایمان"۔ اہلِ علم حضرات کے لیے دونوں طریقے مفید ہیں جبکہ عام مسلمانوں کے لیے فہمِ قرآن کا دوسرا طریقہ زیادہ مفید اور آسان ہے۔

ترجمہ **"کنز العرفان"** قرآنِ مجید کے تراجم میں ایک خوبصورت اضافہ ہے، اس کی بنیادی زبان اردو ہے، انگلش اور سندھی میں بھی اسے منتقل کیا جاچکا ہے اور مزید زبانوں میں منتقل کرنے کا کام جاری ہے۔ اس کی تصنیف کا آغاز سن 2008 کی پہلی ششماہی میں ہوا اور تین سال کے قلیل عرصے میں مکمل ہوا۔ یہ ترجمہ دعوتِ اسلامی کی مشہور و معروف شخصیت، شیخ الحدیث والتفسیر، ابو صالح مفتی محمد قاسم قادری عطاری دامت برکاتہم العالیہ نے لکھا ہے۔ آپ کو ربِ کریم نے بہت سی صفات، خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ وقت کی قدر، شوقِ مطالعہ، کتب بینی کا جنون، حصولِ علم کی حرص، اشاعتِ علم کی لگن، ہزاروں فتاویٰ کی صورت میں امت کی شرعی رہنمائی، دورِ حاضر کے تقاضوں کے پیشِ نظر اصلاحِ امت کے لیے جدید ذرائع کا استعمال، امت تک مستند مواد پہنچانے کی حتی المقدور کوشش، مدارس و جامعات کے طلبہ و اساتذہ اور دارالافتاء

اہلسنت سے وابستہ علماء کی تربیت، مسلمانوں کے عقائد و اعمال اور سیرت و کردار کے تحفظ اور ان میں نکھار پیدا کرنے کی تڑپ، دکھی مسلمانوں کی مدد کا جذبہ وغیرہ بے شمار خوبیاں ایسی ہیں جو مفتی صاحب کی شخصیت کو چار چاند لگا دیتی ہیں۔

ترجمہ "کنز العرفان" کی خصوصیات

(1) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے شاہکار ترجمہ **"کنز الایمان"** کو بنیاد بنا کر لکھا گیا اور عند الضرورت مستند تفاسیر سے بھی مدد لی گئی۔

(2) اس ترجمہ میں متوسط درجے کے پڑھے لکھے حضرات کی ضرورت کے پیش نظر اردو کے مشکل الفاظ کی بجائے آسان الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔

(3) اردو زبان کی فصاحت، جملوں میں سلاست و روانی اور باہمی ربط کا بطور خاص خیال رکھا گیا ہے۔

(4) حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے کہ دوران ترجمہ بات ادھوری نہ رہے بلکہ مکمل اور قابل فہم ہو جس کے لیے موقع محل کی مناسبت سے بریکٹ میں بھی الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(5) قرآن پاک میں بعض اوقات ایک آیت میں مختلف چیزیں بیان ہوتی ہیں اور بعض اوقات دو تین آیات کے بعد نئی بات شروع ہو جاتی ہے، قرآن سمجھنے میں آسانی کے لیے ہر نئی جگہ نیا عنوان لگا دیا اور وہ عنوان جتنے حصے پر مشتمل ہے اسے مختلف رنگوں سے ہائی لائٹ کر دیا تاکہ اس نئے عنوان کو پڑھنے کے بعد ابتدا ہی سے مضمون پر آگاہی ہو اور وہاں سے شروع ہونے والی آیات کو بڑی آسانی سے سمجھا جا سکے۔

(6) نفس ترجمہ کے علاوہ مطلب سمجھنے کے لیے آیت کے جس لفظ یا مضمون کی وضاحت ضروری تھی وہ نیچے حاشیہ میں کر دی گئی ہے، ان حواشی میں تفسیری مباحث اور علمی تحقیقات کا انتہائی ضروری مقامات کے علاوہ کہیں ذکر نہیں کیا اور حتی الامکان مختلف کتابوں کا جامع خلاصہ لکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ذوالقرنین عطاری المدنی

23-09-2020

کنزُ العِرفان
فی
ترجمۃ القرآن



مع حاشیہ: اِفہام القرآن

از: شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد قاسم عطاری دامت برکاتہم العالیہ

سُوْرَةُ الفَاتِحَة ١ — مکی — آیات ۷ — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲﴾

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہان والوں کا پالنے والا ہے○ بہت مہربان رحمت والا○

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ

جزاء کے دن کا مالک○ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے

نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ

مدد چاہتے ہیں○ ہمیں سیدھے راستے پر چلا○ ان لوگوں کا راستہ

الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

جن پر تو نے احسان کیا○ نہ کہ ان کا راستہ جن پر غضب ہوا

وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

اور نہ بہکے ہوؤں کا○

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی صفات — صرف اللہ عزوجل کی عبادت اور اسی سے حقیقی استعانت

صراطِ مستقیم پر چلنے کی دعا — سیدھا راستہ وہی ہے جو نیک لوگوں کا ہو

حاشیہ: ① حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ وہ ذاتی طور پر قادر، مستقل مالک اور غنی بے نیاز ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اس کی عطا سے مددگار ہیں۔ مزید تفصیل تفسیر صراط الجنان، ج ۱، ص 49 پر ملاحظہ فرمائیں۔ ② صراطِ مستقیم سے مراد "عقائد کا سیدھا راستہ" ہے، جس پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام چلے یا اس سے مراد "اسلام کا سیدھا راستہ" ہے جس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان، بزرگانِ دین اور اولیاءِ عظام رحمہم اللہ چلے۔ ③ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا ان سے مراد یہودی یا بے عمل اور بہکے ہوؤں سے مراد عیسائی یا بد عقیدہ لوگ ہیں۔

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ ٢ مَدَنِيَّةٌ ٨٧

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحمت والا ہے۔

اٰیاتھا ٢٨٦ رکوعاتھا ٤٠

الٓمّٓ ﴿١﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٢﴾ الَّذِيْنَ

الٓمّٓ ① وہ بلند رتبہ کتاب جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ اس میں ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ہے ② وہ لوگ جو

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣﴾ وَالَّذِيْنَ

بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں ③ اور وہ

يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ

ایمان لاتے ہیں اس پر جو تمہاری طرف نازل کیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا ④ اور وہ آخرت پر

يُوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥﴾ اِنَّ

یقین رکھتے ہیں ⑤ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں ⑥ بیشک

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٦﴾

وہ لوگ جن کی قسمت میں کفر ہے ان کے لئے برابر ہے کہ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں یہ ایمان نہیں لائیں گے ⑦

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ

اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے ⑧ اور ان کے لئے بہت بڑا

خلاصہ قرآن شک وشبہ سے پاک ہدایت کی کتاب ہے | متقین کے اوصاف | متقی لوگوں کا حصول دنیا میں ہدایت اور آخرت میں کامیابی | کچھ خاص کافروں کا حال اور ان کا انجام

حل لغات ① یہ حروف اللہ تعالیٰ کے راز ہیں اور متشابہات میں سے ہیں، ان کی مراد اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں اور ہم ان کے حق ہونے پر ایمان لاتے ہیں۔ ② ...اس سے معلوم ہوا کہ راہ خدا میں مال خرچ کرنے میں ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ انتہا یا دو مال خرچ کر دیا جائے کہ خرچ کرنے کے بعد آدمی پچھتائے اور نہ ہی خرچ کرنے میں کنجوسی سے کام لیا جائے بلکہ اس میں اعتدال ہونا چاہئے۔ ③ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان لانے اور قرآن مجید سے پہلی کتابوں کے احکام پر عمل کرنے کی تفصیل تفسیر صراط الجنان ج 1 ص 68 پر ملاحظہ فرمائیں۔ ④ کافروں کے دلوں اور کانوں پر مہر لگنے اور آنکھوں پر پردہ پڑ جانا ان کے کفر و عناد، سرکشی اور انبیاء کرام علیہم السلام کی عداوت کے انجام کے طور پر تھا اور نہ ان پر ہدایت کی راہیں شروع سے بند نہ تھیں۔

عَظِيْمٌ ۝٧ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ

عذاب ہے ○ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لے آئے ہیں حالانکہ وہ

بِمُؤْمِنِيْنَ ۝٨ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا

ایمان والے نہیں ہیں ○ یہ لوگ اللہ کو اور ایمان والوں کو فریب دینا چاہتے ہیں ۞ حالانکہ یہ صرف اپنے آپ کو فریب دے رہے ہیں اور

يَشْعُرُوْنَ ۝٩ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ

انہیں شعور نہیں ○ ان کے دلوں میں بیماری ہے ۞ تو اللہ نے ان کی بیماری میں اور اضافہ کر دیا اور ان کے لئے ان کے جھوٹ بولنے کی وجہ

بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝١٠ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا

سے دردناک عذاب ہے ○ اور جب ان سے کہا جائے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو صرف

نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝١١ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝١٢

اصلاح کرنے والے ہیں ○ سن لو! یقیناً یہی لوگ فساد پھیلانے والے ہیں ۞ مگر انہیں (اس کا) شعور نہیں ○

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ

اور جب ان سے کہا جائے کہ تم اسی طرح ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ۞ تو کہتے ہیں: کیا ہم بیوقوفوں کی طرح ایمان لائیں؟

عنوان: ایمان لانے میں منافقوں کا حال اور ان کا انجام | منافقوں کا اصلاح کے نام پر فساد

مخالف پر اعتراض اور اس کا جواب

مفہوم: ①... اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ کوئی اسے دھوکا دے سکے، یہاں اللہ تعالیٰ کو فریب دینے سے مراد اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دینے کی کوشش کرنا ہے۔ ②... یہاں قلبی مرض سے مراد منافقوں کی منافقت اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی بیماری ہے۔ معلوم ہوا کہ بدعقیدگی روحانی زندگی کے لیے تباہ کن ہے نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان سے جلنے والا دل کا بیمار ہے۔ ③... منافقوں کے طرزِ عمل سے واضح ہوا کہ عام فسادیوں سے بڑے فسادی وہ ہیں جو فساد پھیلائیں اور اسے اصلاح کا نام دیں۔ ہمارے معاشرے میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو اصلاح کے نام پر فساد پھیلاتے اور بدترین کاموں کو اچھے ناموں سے تعبیر کرتے ہیں۔ ④... اس آیت میں بزرگانِ دین کی طرح ایمان لانے کے حکم سے معلوم ہوا کہ ان کی پیروی کرنے والے نجات والے جبکہ ان کے راستے سے ہٹنے والے منافقین کے راستے پر ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان بزرگوں پر طعن و تشنیع کرنے والے بہت پہلے سے چلتے آرہے ہیں۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا

سن لو! وہ لوگ یہی بیوقوف ہیں[13] مگر یہ جانتے نہیں ○ اور جب یہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں:

اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٤﴾

ہم ایمان لا چکے ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف ہنسی مذاق کرتے ہیں ○

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١٥﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا

اللہ ان کی ہنسی مذاق کا انہیں بدلہ دے گا[14] اور (ابھی) وہ انہیں مہلت دے رہا ہے کہ یہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں ○ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے

الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿١٦﴾ مَثَلُهُمْ

ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کی تجارت نے کوئی نفع نہ دیا اور یہ لوگ راہ جانتے ہی نہیں تھے ○ ان کی مثال

كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ

اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی پھر جب اس آگ نے اس کے آس پاس کو روشن کر دیا تو اللہ ان کا نور لے گیا

وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿١٨﴾ اَوْ

اور انہیں تاریکیوں میں چھوڑ دیا انہیں کچھ دکھائی نہیں دے رہا ○ بہرے، گونگے، اندھے ہیں[15] پس یہ لوٹ کر نہیں آئیں گے ○ یا ان

كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ

کی مثال) آسمان سے اترنے والی بارش کی طرح ہے جس میں تاریکیاں اور گرج اور چمک ہے۔ یہ زور دار کڑک کی وجہ سے موت کے ڈر سے اپنے

منافقوں کا دوغلا پن اور مسلمانوں کا مذاق اڑانا | منافقوں کی سزا | منافقوں کی حالت کا دو مثالوں کے ذریعے بیان، پہلی مثال

منافقوں کی حالت کی دوسری مثال

حل لغات ① معلوم ہوا کہ تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے ایسے مقبول بندے ہیں کہ ان کی گستاخی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے خود جواب دیا ہے۔ ② اللہ تعالیٰ استہزاء یعنی ہنسی مذاق سے پاک ہے، عربی زبان میں بعض اوقات کسی عمل کا بدلہ دینے کو اسی لفظ سے تعبیر کر دیا جاتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ منافقوں کو ان کے استہزاء کا بدلہ دے گا۔ ③ منافقوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت پر قدرت بخشی لیکن انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور جب وہ حق کو سننے، ماننے، کہنے اور دیکھنے سے محروم ہو گئے تو کان، زبان، آنکھ سب بے کار ہیں۔

مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ

کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں حالانکہ اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے ○ بجلی یوں معلوم ہوتی ہے کہ ان کی نگاہیں اچک کر

اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَاۤ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَاۤ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَلَوْ شَآءَ

لے جائے گی۔ (حالت یہ کہ) جب کچھ روشنی ہوئی تو اس میں چلنے لگے اور جب ان پر اندھیرا چھا گیا تو کھڑے رہ گئے اور اگر

اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٠﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ع ٢

اللہ چاہتا تو ان کے کان اور آنکھیں سلب کر لیتا۔ بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے[11] ○ اے لوگو!

اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿٢١﴾

اپنے رب کی عبادت کرو[12] جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا۔ یہ امید کرتے ہوئے (عبادت کرو) کہ تمہیں پرہیزگاری مل جائے ○

الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۖ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور اس نے آسمان سے پانی اتارا

فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٢﴾

پھر اس پانی کے ذریعے تمہارے کھانے کے لئے کئی پھل پیدا کئے تو تم جان بوجھ کر اللہ کے شریک نہ بناؤ ○

وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا

اور اگر تمہیں اس کتاب کے بارے میں کوئی شک ہو جو ہم نے اپنے خاص بندے پر نازل کی ہے تو تم اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ اور

عنوان عبادتِ الٰہی کا حکم اور اس کے مستحقِ عبادت ہونے کے اسباب — عقابیت قرآن پر منکروں کو چیلنج اور غیب کی خبر کہ کفار اس چیلنج کو پورا نہیں کر پائیں گے

حاشیہ ① ہر ممکن چیز شے میں داخل ہے اور ہر شے اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے اور جو چیز محال ہے اس میں یہ صلاحیت نہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت آسکے۔ ② عبادت اس انتہائی تعظیم کا نام ہے جو بندہ اپنی عبدیت یعنی بندہ ہونے اور معبود کی الوہیت یعنی معبود ہونے کے اعتقاد اور اعتراف کے ساتھ بجالائے۔ یہاں عبادت توحید اور اس کے علاوہ اپنی تمام قسموں کو شامل ہے۔

شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٣﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا

اللہ کے علاوہ اپنے سب مددگاروں کو بلالو اگر تم سچے ہو (۱) ﴿۲۳﴾ پھر اگر تم یہ نہ کرسکو اور تم ہرگز نہ کرسکو گے

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٤﴾ وَبَشِّرِ

تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ وہ کافروں کے لئے (۲) تیار کی گئی ہے (۳) ﴿۲۴﴾ اور ان لوگوں کو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ

خوشخبری دو جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے کہ ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔

كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا

جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے دیا گیا تھا حالانکہ انہیں

بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ

ملتا جلتا پھل (پہلے) دیا گیا تھا اور ان (جنتیوں) کے لئے ان باغوں میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۲۵﴾ بیشک اللہ

لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ

اس سے حیا نہیں فرماتا (۴) کہ مثال سمجھانے کے لئے کسی بھی چیز کا ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر۔ بہرحال ایمان والے تو جانتے ہیں

اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا

کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور رہے کافر تو وہ کہتے ہیں، اس مثال سے اللہ کی مراد کیا ہے؟

عنوان (مکمل مسلمانوں کو جنت کی بشارت اور جنتی نعمتوں کا بیان) (قرآن مجید میں بیان کی گئی مثالوں کا مقصد اور انہیں سن کر مسلمانوں اور کافروں کے طرزِ عمل میں فرق)

تفسیر (۱)... یہ چیلنج قیامت تک تمام انسانوں کے لئے ہے، آج بھی قرآن کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف کہنے والے کفار تو بہت ہیں مگر قرآن کی مثل ایک آیت بنانے والا آج تک کوئی سامنے نہیں آیا اور جس نے اس کا دعویٰ کیا اس کا پول خود ہی چند دنوں میں کھل گیا۔ (۲)... "کافروں کے لئے" فرمانے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ مومنین اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جہنم میں ہمیشہ کے داخلے سے محفوظ رہیں گے کیونکہ جہنم بطورِ خاص کافروں کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ (۳)... اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ پیدا ہو چکی ہے کیونکہ یہاں ماضی کے الفاظ ہیں۔ (۴)... حیاء کا معنی ہے "برائی اور برائی کے خوف سے دل میں کسی کام سے رکاوٹ پیدا ہونا" اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اور یہاں اس سے مراد "مثالیں بیان کرنے کو نہ چھوڑنا" ہے۔

مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۶

اللہ بہت سے لوگوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت عطا فرماتا ہے اور وہ اس سے انہی لوگوں کو گمراہ کرتا ہے

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ

وہ لوگ جو اللہ کے وعدے کو پختہ ہونے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اس چیز کو کاٹتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ نے

يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۲۷ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ

حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں تو یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں ○ تم کیسے اللہ سے منکر ہو سکتے ہو

وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۲۸

حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندگی بخشی پھر وہ تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر اس کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا ○

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۤ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ فَسَوّٰىهُنَّ

وہی ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے بنایا پھر اس نے آسمان کے بنانے کا قصد فرمایا تو سات

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۲۹ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنِّيْ

آسمان بنائے اور وہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے ○ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں

جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ

زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں تو انہوں نے عرض کیا کیا تو زمین میں ایسے کو نائب بنائے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خون

وقف لازم

ع ۳

لغات: فاسقوں کی تین علامات، عہد کھلی قطع تعلق اور فساد پھیلانا — قدرت الٰہی کی نشانیاں — انسان کی تخلیق، اسے موت دینا اور زندہ کرنا — زمین و آسمان کی تخلیق — حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا واقعہ — فرشتوں کو خلیفہ بنانا اور علم عطا کرنا

مفہوم: ۱ روئی قرآن کا اصل مقصد ہدایت دینا ہے یعنی بہت سے لوگ اس کتاب کے ذریعہ اس کے مفہوم سے گمراہ ہو جاتے ہیں اس عبارت سے یہاں قرآن کے ذریعے گمراہ کرنے کا فرمایا گیا ہے۔ (2) اس آیت میں عہد سے مراد تو ہم مسلمانوں کے لئے بھی نصیحت ہے کہ ہم بھی بندوں سے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں بندگی بجا لانے اور زندگی گزارنے کے ہدایات اور نصیحتوں سے نوازا قرآن کی عطاؤں سے فائدہ اٹھانا اس کی یاد سے غافل ہونا اور ہدایت اور نصیحت کی روشنی گزارنا کسی طرح انہیں ہے ثابت ہوتا ہے ۳ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے منع نہیں فرمایا وہ ہمارے لئے مباح و حلال ہے ۴ فرشتوں کو خلیفہ بنانے کی جو خبر ظاہر طور پر مشورہ کے لئے دی گئی اور اللہ تعالیٰ اس سے بے پرواہ ہے کسی سے مشورہ کی حاجت ہو

الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا

جبکہ ہم تیری حمد کرتے ہوئے تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں فرمایا میں وہ جانتا ہوں جو

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٣٠ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ

تم نہیں جانتے ۝ اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھا دیئے پھر ان سب اشیاء کو فرشتوں کے سامنے پیش کر کے فرمایا

اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٣١ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ

اگر تم سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ ۝ فرشتوں نے عرض کی اے اللہ! تو پاک ہے ہمیں تو صرف اتنا علم ہے

اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝٣٢ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ

جتنا تو نے ہمیں سکھا دیا[1] بے شک تو ہی علم والا حکمت والا ہے ۝ پھر اللہ نے آدم سے فرمایا اے آدم تم ان اشیاء کے نام

بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ

بتاؤ تو جب آدم نے انہیں ان اشیاء کے نام بتا دیئے تو اللہ نے فرمایا کیا میں نے تمہیں نہ کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝٣٣ وَاِذْ قُلْنَا

کی تمام چھپی چیزیں جانتا ہوں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو ۝ اور یاد کرو جب ہم نے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۡ وَكَانَ مِنَ

فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کیا[2] اس نے انکار کیا اور تکبر کیا[3] اور

لغات: حضرت آدم علیہ السلام کو علم الاسماء سکھایا جانا اور فرشتوں پر فضیلت — حکم الٰہی پر فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو

سجدہ کرنا جبکہ ابلیس کا انکار کرنا۔

تشریح: ① اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے فرشتوں پر افضل ہونے کا سبب علم ظاہر فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ علم مخلوق اور نبیوں کی عبادت سے افضل ہے۔ ② اس آیت سے استاد کی شاگرد کو علم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تعلیم کی نسبت کرنا صحیح ہے اور معلم کہا جائے گا یہ نہ کہا جائے گا کہ معلم پیشہ ور تعلیم دینے والے کو کہتے ہیں۔ ③ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو تعظیمی سجدہ کیا تھا اور وہ قاعدہ پیشانی زمین پر ٹیکنے کی صورت میں تھا صرف جھکنا نہ تھا۔ ④ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ تکبر ایسا خطرناک عمل ہے کہ یہ بعض اوقات بندے کو کفر تک پہنچا دیتا ہے اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ تکبر کرنے سے بچے۔

الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٤﴾ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ

کافر ہو گیا ﴿٣٤﴾ اور ہم نے فرمایا اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور بغیر روک ٹوک سے جہاں

شِئْتُمَا ۪ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣٥﴾ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ

تمہارا جی چاہے کھاؤ لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ حد سے بڑھنے والوں میں شمار ہو جاؤ گے ﴿٣٥﴾ تو شیطان نے ان دونوں کو

عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ

جس سے لغزش دی ہم نے انہیں وہاں سے نکلوا دیا جس میں وہ تھے اور ہم نے فرمایا تم سب اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے

وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٣٦﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ

اور تمہارے لئے ایک خاص وقت تک میں ٹھکانا اور روزی کا سامان ہے ﴿٣٦﴾ پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لئے

فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿٣٧﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا

تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کی ﴿٣٧﴾ بیشک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا بہت رحم والا ہے ﴿٣٨﴾ ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اتر جاؤ ﴿٣٨﴾ پھر اگر

يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٣٨﴾

تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ﴿٣٨﴾

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٣٩﴾ ع

اور وہ جو کفر کریں گے اور میری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ﴿٣٩﴾

عنوان: حضرت آدم علیہ السلام کی جنت میں تشریف آوری اور شیطان کا واقعہ | حضرت آدم علیہ السلام کا رکوع میں پہلا

اور احکام الٰہیہ

حل لغات: اللہ جل مالک ہے جو اپنے بندوں میں جو چاہے کرے، کسی دوسرے کو یہ حق حاصل نہیں کہ اسے ملزم بنا کر پیش کرے۔ آدم علیہ السلام کے لئے حوا ایک عجوبہ کائنات سے کم نہ تھی۔ تفاسیر قرآن کے علاوہ بائبل کی طرف سے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف نازیبا و ناروا سیئت کی نسبت کر کے حوا کو ہی ایک عجوبہ سے کم نہیں بتایا ہے۔ ﴿٣﴾ جب توبہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس سے مراد "قبول توبہ" ہوتا ہے۔ "یا" اللہ تعالیٰ کا بندے کی رحمت سے ساتھ بندے پر رجوع فرمانا" ہوتا ہے۔ (رض) یہاں "ف" کے صیغے سے ساتھ سب لوگوں کے فرمایا۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کی اولاد بھی مراد ہے جو بھی حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں تھی

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ

اے یعقوب کی اولاد! ① یاد کرو میرے وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد

بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَ

پورا کروں گا اور صرف مجھ سے ڈرو ۝ اور ایمان لاؤ اس کتاب پر جو میں نے اتاری ہے تمہاری کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے اور

لَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۠ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝ وَ

سب سے پہلے اس کا انکار کرنے والے نہ بنو اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت ② وصول کرو اور مجھ ہی سے ڈرو ۝ اور

لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ

حق و سچ کے ساتھ باطل اور جھوٹ کو خلط ملط نہ کرو اور حق کو نہ چھپاؤ ③ ۝ اور نماز قائم رکھو اور

اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ

زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو ۝ کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھولتے ہو حالانکہ

اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا

تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں ④ ۝ اور صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو ⑤ اور بیشک

کلمات بنی اسرائیل (یعقوب کی اولاد) اذکروا (یاد کرو) نعمتی (میرا احسان) اوفوا (پورا کرو) بعھدی (میرا عہد) ارھبون (صرف مجھ سے ڈرو) اٰمنوا (ایمان لاؤ) مصدقا (تصدیق کرنے والی) لما معکم (تمہاری کتاب کی) لا تکونوا (نہ بنو) اول کافر (سب سے پہلے انکار کرنے والے) لا تشتروا (نہ خریدو) ثمنا قلیلا (تھوڑی قیمت) فاتقون (مجھ ہی سے ڈرو) لا تلبسوا (نہ ملاؤ) تکتموا (نہ چھپاؤ) اقیموا (قائم رکھو) اٰتوا (ادا کرو) ارکعوا (رکوع کرو) الراکعین (رکوع کرنے والوں کے ساتھ) اتامرون (کیا تم حکم دیتے ہو) تنسون (تم بھولتے ہو) تتلون (تم پڑھتے ہو) تعقلون (تمہیں عقل نہیں) استعینوا (مدد حاصل کرو) الصبر (صبر) الصلوٰۃ (نماز) انہا (بیشک)

ترجمہ بنی اسرائیل کو نعمتوں کی یاد دہانی اور چند احکام، عہد پورا کرنا، حق و باطل کو خلط ملط نہ کرنا، نماز و زکوٰۃ کی پابندی کا حکم

بنی اسرائیل کو نیکی کا حکم دینا اور اپنے آپ کو بھلا دینا (صبر اور نماز سے مدد حاصل کرنے کا حکم)

ملاحظہ ① اس آیت میں بنی اسرائیل سے مراد یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہے جو بارہ قبیلوں کی شکل میں تھی۔ ② یہاں یاد کرنے سے مراد صرف زبان سے تذکرہ کرنا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کرکے ان نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے۔ ③ یہ نکتہ کی بہت بڑی بات کا شکر ادا نہ کرنا بڑا جرم ہے۔ ④ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو چاہئے کہ وہ حق کو باطل سے الگ کرکے اور حق کو چھپائے بغیر کھل کر بیان کرے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حق بات جاننے والے پر حق بات کا چھپانا سخت حرام ہے۔ ⑤ اس آیت کا شان نزول خاص ہونے کے باوجود حکم عام ہے اور ہر نیکی کا حکم دینے والے کے لئے اس میں ہدایت ہے۔ ⑥ صبر کی وجہ سے نیکی قوت میں اضافہ اور نماز کی وجہ سے اللہ جل جلالہ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں ہر پریشانیوں اور مشکلات سے نکلنے میں سب سے بڑی معاون ہیں۔

لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ

ملاز مر ور بھاری ہے مگر ان پر جو ان سے میری طرف تھکتے ہیں ﴿۴۵﴾ جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور انہیں اسی کی طرف

رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ

لوٹ کر جانا ہے ﴿۴۶﴾ اے یعقوب کی اولاد یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ میں نے تمہیں سارے جہان پر فضیلت

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا

دی تھی ﴿۴۷﴾ اور اس دن سے ڈرو جس میں کوئی جان کسی دوسرے کی طرف سے بدلہ نہ دے گی اور نہ کوئی

شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی ﴿۴۸﴾ اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ

نجات دی جو تمہیں بہت برا عذاب دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے اور اس میں

بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ

تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی ﴿۴۹﴾ اور یاد کرو جب ہم نے تمہارے لئے دریا پھاڑ دیا تو ہم نے تمہیں بچالیا اور

اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ

فرعونیوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے غرق کر دیا ﴿۵۰﴾ اور یاد کرو جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا پھر تم نے پیچھے تم

عنوان (یہودیوں کو نعمتوں کی تفصیلی یاد دہانی) یہودیوں کو آخرت کا فکر) (فرعون کے بنی اسرائیل پر مظالم

اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے وعدے کے لئے کتنی مدت مقرر فرمائی بنی اسرائیل کے لئے دریا میں راستہ بنانا اور فرعونیوں کا غرق ہونا

تورات عطا کئے جانے کا وعدہ موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں بنی اسرائیل کی گمراہی اس سے توبہ و معافی

حل لغات (۴۵) اس سے مراد بنی اسرائیل والے ہیں جن کے بارے میں تورات میں پیش گوئی کی گئی ہے جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف آوری ہوئی تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی طرف منتقل ہو گئی۔ (۴۸) اس سے معلوم ہوا قیامت کے دن کافر کو کوئی کام نفع پہنچائے گا اور نہ کوئی مسلمان اس دن شفاعت صرف مسلمان کے لئے ہوگی۔ (۴۹) فرعون اور فرعونیوں کی غلامی سے نجات کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بنی اسرائیل کے لئے اللہ تعالیٰ سے تورات عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا اور اس کے لئے تیس دن اور پھر دس دن کا اضافہ کر کے چالیس دن کی مدت مقرر ہوئی۔

اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ

سے بچھڑے کو پوجا شروع کر دی اور تم واقعی ظالم تھے ○ پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں معاف فرما دیا تاکہ

تَشْكُرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِذْ قَالَ

تم شکر ادا کرو ○ اور یاد کرو جب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور حق و باطل میں فرق بتا دیا تاکہ تم ہدایت پا جاؤ ○ اور یاد کرو جب

مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا، اے میری قوم تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا لہٰذا اب اپنے پیدا کرنے والے کی بارگاہ میں توبہ

بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ

کرو (یوں کرو) کہ تم اپنے لوگوں کو قتل کرو۔ (1) یہ بہتر ہے تمہارے لیے تمہارے پیدا کرنے والے کے ہاں، پھر اس نے تمہاری توبہ قبول کر لی بیشک وہ

هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۵﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً

بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ○ اور یاد کرو جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے جب تک خدا کو علانیہ نہ دیکھ لیں

فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ

تو تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے تمہیں بجلی نے پکڑ لیا (2) ○ پھر تمہارے مرنے کے بعد ہم نے تمہیں زندہ کیا

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ

تاکہ تم شکر ادا کرو ○ اور ہم نے تمہارے اوپر بادل کا سایہ بنا دیا اور تمہارے اوپر من اور سلویٰ اتارا (3) اور (کہا)

لغات

اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ — تم نے بچھڑے کو معبود بنا لیا — عَفَوْنَا — ہم نے معاف کر دیا — تَشْكُرُوْنَ — تم شکر ادا کرو — اٰتَيْنَا — ہم نے عطا کی — الْكِتٰبَ — کتاب — الْفُرْقَانَ — حق و باطل میں فرق بتانے والی — تَهْتَدُوْنَ — تم ہدایت پا جاؤ — بَارِئِكُمْ — تمہارا پیدا کرنے والا — فَتَابَ — پھر اس نے توبہ قبول کی — التَّوَّابُ — توبہ قبول کرنے والا — الرَّحِيْمُ — مہربان — نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً — ہم اللہ کو علانیہ دیکھیں — الصّٰعِقَةُ — بجلی کی کڑک — بَعَثْنٰكُمْ — ہم نے تمہیں زندہ کیا — ظَلَّلْنَا — ہم نے سایہ کیا — الْغَمَامَ — بادلوں کا سایہ — الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى — من اور سلویٰ کا ترانہ

حل

(1) اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک کرنے سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے یونہی یہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کا باغی ہونے کی سزا دنیا کی حکومت اور مصلحت کے عین مطابق ہے۔ (2) اس واقعہ سے شان انبیاء معلوم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے "ہم آپ کا یقین نہیں کریں گے" کہنے والوں کو ہلاک کر دیا اور حضور ﷺ سے "ہم آپ کا یقین نہیں کریں گے" کہنے والوں کو زندہ کر دیا۔ (3) "من" کے بارے میں کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ یہ انجبین کی طرح کی کوئی میٹھی چیز تھی اور "سلویٰ" کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ایک چھوٹا پرندہ تھا۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ

ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا بلکہ اپنی جانوں پر ہی ظلم کرتے رہے ○ اور جب

قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا

ہم نے کہا کہ اس شہر میں داخل ہو جاؤ پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو

وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

اور کہتے رہنا کہ ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور عنقریب نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے ○ پھر ان ظالموں

قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا

نے جو ان سے کہا گیا تھا اس کے بدلے اور بات سے بدل دی ① تو ہم نے آسمان سے ان ظالموں پر عذاب نازل کر دیا کیونکہ

كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ

یہ نافرمانی کرتے رہتے تھے ○ اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا ② تو ہم نے فرمایا کہ پتھر پر اپنا عصا

الْحَجَرَ ؕ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ

مارو، تو فوراً ان میں سے بارہ چشمے بہ نکلے ③ اور ہر گروہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ کو پہچان لیا

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ

(اور ہم نے فرمایا کہ) اللہ کا دیا کھاؤ اور پیو اور زمین میں فساد پھیلاتے پھرو ○ اور جب تم نے کہا

لغات بدل: تبدیل کر لیا، مصر: کسی علاقہ میں داخل ہو جانا، کلوا: کھاؤ، لکن: ان کا خلاف، ظلم: نقصان کرنا اور سزا پانا، صحرائے تیہ میں بنی اسرائیل کو پانی طلب کرنے پر موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا، فانبجست: پھوٹ نکلے، بنی اسرائیل کا من و سلویٰ کی جگہ دیگر اجناس کا مطالبہ کرنا

تشریح ① بنی اسرائیل کو حکم یہ تھا کہ دروازے میں سجدہ کرتے اور زبان سے "حطۃ" کہتے ہوئے داخل ہوں لیکن انہوں نے دونوں حکموں کی مخالفت کی، سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کی بجائے سرینوں سے گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور توبہ و استغفار کا کلمہ کہنے کی بجائے مذاق کے طور پر "حنطۃ فی شعیرۃ" کہتے گئے جس کا معنی تھا بالیں میں۔ ② ان آیات میں بنی اسرائیل کا اجمالی تذکرہ ہے جس میں ان کی ناشکری اور احکام الٰہی سے روگردانی کا مختصر سا خاکہ پیش کیا گیا ہے اور اس کے بعد ان کی مشکل کشائی کے کارنامے بیان کئے گئے ہیں۔ ③ پتھر سے چشمے جاری کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عظیم معجزہ تھا جبکہ ہمارے آقا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہا انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرمانے کا ثبوت ملتا ہے یہ بھی آپ کا معجزہ تھا

يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ

اے موسیٰ ہم ہرگز صبر نہیں کر سکتے ایک ہی کھانے پر تو دعا کر ہمارے لیے اپنے رب سے وہ نکالے ہمارے لیے جو اگاتی ہے

الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ

زمین ترکاری اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز فرمایا تم بدلنا چاہتے ہو

الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَ

گھٹیا چیز اچھی چیز کے بدلے اترو کسی شہر میں تمہیں ملے گا جو تم مانگتے ہو اور

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا

ان پر ذلت اور محتاجی کی مار پڑی اور اللہ کے غضب میں پھر گئے یہ اس وجہ سے کہ

يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا

اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے تھے یہ اس وجہ سے کہ نافرمانی کی اور وہ حد سے

يَعْتَدُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ ع ۱

گزر جاتے تھے ۝ بیشک جو ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صابی ان میں سے جو کوئی سچے دل سے

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ

اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور نیک کام کیے ان کو ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا

ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۝ اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور تمہارے اوپر طور پہاڑ معلق کر دیا اور کہا ہم نے جو تمہیں

ع ۱

لغات يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ ... موسیٰ سے کہنا کہ ہم ہرگز صبر نہیں کر سکتے ... فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ ... تو دعا کر ہمارے لیے اپنے رب سے ... يُخْرِجْ لَنَا ... وہ نکالے ہمارے لیے ... مِمَّا تُنْۢبِتُ ... جو اگاتی ہے ... بَقْلِهَا ... ترکاری ... قِثَّآئِهَا ... ککڑی ... فُوْمِهَا ... گیہوں ... عَدَسِهَا ... مسور ... بَصَلِهَا ... پیاز ... اَتَسْتَبْدِلُوْنَ ... تم بدلنا چاہتے ہو ... الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى ... گھٹیا چیز ... بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ... اچھی چیز کے بدلے ... اِهْبِطُوْا ... اترو ... مِصْرًا ... کسی شہر میں ... فَاِنَّ لَكُمْ ... تو تمہیں ملے گا ... مَّا سَاَلْتُمْ ... جو تم مانگتے ہو ... ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ ... ان پر ماری گئی ... الذِّلَّةُ ... ذلت ... الْمَسْكَنَةُ ... محتاجی ... بَآءُوْ ... پھر گئے ... بِغَضَبٍ ... غضب سے ... ذٰلِكَ ... اس وجہ سے ... كَانُوْا ... تھے ... يَكْفُرُوْنَ ... انکار کرتے تھے ... بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ... اللہ کی آیتوں کا ... يَقْتُلُوْنَ ... شہید کرتے تھے ... النَّبِيّٖنَ ... پیغمبروں کو ... بِغَيْرِ الْحَقِّ ... ناحق ... عَصَوْا ... نافرمانی کی ... يَعْتَدُوْنَ ... حد سے گزر جاتے تھے ... اٰمَنُوْا ... ایمان لائے ... هَادُوْا ... یہودی ہوئے ... النَّصٰرٰى ... نصاریٰ ... الصّٰبِـِٕيْنَ ... صابی ... اٰمَنَ ... ایمان لائے ... عَمِلَ صَالِحًا ... نیک کام کیے ... اَجْرُهُمْ ... ان کا ثواب ... عِنْدَ رَبِّهِمْ ... ان کے رب کے پاس ... خَوْفٌ ... کوئی خوف ... يَحْزَنُوْنَ ... وہ غمگین ہوں گے ... مِيْثَاقَكُمْ ... تم سے عہد ... رَفَعْنَا ... ہم نے اٹھایا ... الطُّوْرَ ... طور پہاڑ ... خُذُوْا ... کہا ہم نے جو تمہیں

شان نزول بنی اسرائیل پر من و سلویٰ کا نازل کیا جانا، ان کے جواب

توریت کے احکام کو ماننے سے انکار کرنے کی وجہ سے بنی اسرائیل پر کوہ طور کا معلق کیا جانا

حل لغت (1) بنی اسرائیل نے جب گندم کی وجہ سے من و سلویٰ جیسی نعمت کو ٹھکرا دیا تو ان کا مطلب یہ تھا کہ ہمیں ان دونوں چیزوں کے بجائے کوئی اور چیز دے دے جو ہماری طبیعت کے موافق ہو۔ (2) بنی اسرائیل بلند مرتبہ قوم تھی۔ ان کو ذلت و مسکنت سے تعبیر کرنے کے بعد اس جملہ میں ان کی ذلت و مسکنت کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ ذلت سے مراد ان پر جزیہ کا مقرر ہونا ہے۔ مسکنت سے مراد ان کا فقر و احتیاج ہے۔ مسلمان بھی اپنے اعمال کا جائزہ لے کر اپنی حالت پر نگاہ ڈالیں۔

مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

اس (کتاب) کو جو ہم نے تمہیں عطا کی ہے ان جو کچھ اس میں بیان کیا گیا ہے یاد رکھو اس امید پر کہ تم پرہیزگار بن جاؤ ﴿٦٣﴾ اس کے بعد پھر تم

ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ

پھر گئے تو اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاتے ﴿٦٤﴾ اور بیشک

عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿٦٥﴾

تمہیں معلوم ہیں وہ لوگ جنہوں نے تم میں سے ہفتہ کے دن میں حد سے تجاوز کیا تو ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل بندر ہو جاؤ ﴿٦٥﴾

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَاِذْ

تو ہم نے اس واقعہ کو اس وقت کے لوگوں اور ان کے بعد والوں کے لیے عبرت اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت بنا دیا ﴿٦٦﴾ اور یاد کرو جب

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۭ

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو تو انہوں نے کہا کیا آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں؟

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا

موسیٰ نے کہا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں ﴿٦٧﴾ انہوں نے کہا آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتلا دے

مَا هِيَ ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ۭ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ۭ

کہ وہ گائے کیسی ہے؟ فرمایا اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہے جو نہ تو بوڑھی ہے اور نہ بالکل کم عمر بلکہ ان دونوں کے درمیان درمیان عمر کی ہو

کلمات: فَارِضٌ بوڑھی۔ بِكْرٌ کم عمر۔ عَوَانٌ درمیان عمر کی۔ ذٰلِكَ اس کے درمیان۔

ترجمہ: پس سر کشی اور مخالفت کے باوجود حیلے بہانے کرنے سے ان تختیوں پر لکھا ہوا اور اس پر تمہیں نشان عبرت بنا دیا جانا

یہ حکموں سے معاملے میں بنی اسرائیل کی ہٹ دھرمی کا تیسرا نمونہ ہے

ملاحظہ: ﴿٦٣﴾ اس میں صرف عہد پورا کرنے پر مجبور کرنے کا بیان ہے۔ اس حوالے سے یاد رہے کہ کچھ قسمیں ایسی ہوتی ہیں جو نہیں توڑی جا سکتیں البتہ ان قسموں کے بعد ان سے حنث کا عمل کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ ان کی مثال یوں سمجھیں کہ کسی نے اپنے ملک میں آنے پر حکومت مجبور نہیں کرتی لیکن جب وہ ملک میں آجائے تو حکومت اسے قانون پر عمل کرنے پر مجبور کرے گی ﴿٦٤﴾ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں مذکور واقعات محض عبرت و نصیحت کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ لہٰذا قرآن پاک کے حوالوں سے یہ کہنا کہ اس طرح کے واقعات و آیات پڑھ کر اپنی اصلاح کی طرف کبھی توجہ نہ دی جائے ﴿٦٥﴾ بیشمار جھوٹ اور گالی اور کسی کا مذاق اڑانا وغیرہ وغیرہ باتوں سے پاک ہیں البتہ بعض طبعی ایسی محمود صفت ہے یہ ان میں پائی جاسکتی ہے۔

فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧١﴾ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ

تَكْتُمُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ

اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ

اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا

فذبحوھا وما کادوا یفعلون ﴿٧١﴾ واذ قتلتم نفسا فادّٰرءتم فیھا ؕ واللّٰہ مخرج ما کنتم

تکتمون ﴿٧٢﴾ فقلنا اضربوہ ببعضھا ؕ کذٰلک یحیی اللّٰہ الموتٰی ۙ ویریکم

اٰیٰتہٖ لعلکم تعقلون ﴿٧٣﴾ ثم قست قلوبکم من بعد ذٰلک فھی کالحجارۃ

او اشد قسوۃ ؕ وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانھٰر ؕ وان منھا لما

پھر انہوں نے ذبح کیا حالانکہ ایسا کرتے نظر نہیں آتے تھے ﴿٧١﴾ اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا پھر اس کے بارے میں جھگڑنے لگے اور جو بات تم چھپا رہے تھے

اللہ اسے ظاہر کرنے والا تھا ﴿٧٢﴾ تو ہم نے کہا کہ اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو (چنانچہ مارا) اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ تمہیں

اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ ﴿٧٣﴾ پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں کی طرح ہیں

بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت ہیں اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے نہریں بہہ نکلتی ہیں اور کچھ وہ ہیں کہ جب

لغات: ادّٰرءتم: تم نے ایک دوسرے پر قتل کا الزام لگایا۔ مخرج: ظاہر کرنے والا۔ بعضھا: اس کا کوئی حصہ۔ یحیی: زندہ کرتا ہے۔ قست: سخت ہو گئیں۔

نوٹ: ① اس سے فرمان پر بغیر تحقیق عمل نہ کرنا چاہیے اور عمل کرنے کی حالت میں حیلے بہانے نہیں کرنا چاہئیں۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ شرعی احکامات سے متعلق بے جا بحث مشقت کا سبب ہے۔ ③ اس سے معلوم ہوا کہ زبان کی سختی بہت خطرناک ہے۔

يَّشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ

پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تمہارے اعمال سے

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ

بے خبر نہیں ۝ تو اے مسلمانو! کیا تم یہ امید رکھتے ہو کہ یہ تمہاری وجہ سے ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان میں ایک گروہ کا

يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا

کہ وہ اللہ کا کلام سنتے تھے اور پھر اسے سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر بدل دیتے تھے ۝ اور جب

لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ

یہ مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب آپس میں ایک دوسرے کے پاس ہوتے ہیں تو کہتے ہیں۔ کیا ان سے وہ باتیں بیان کرتے ہو

بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاۗجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

جو اللہ نے تمہارے اوپر کھولا ہے تاکہ اس سے وہ تمہارے پروردگار کے سامنے تمہارے اوپر حجت قائم کریں۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟ ۝

اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ

کیا یہ اتنی بات نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں ۝ اور ان میں کچھ ان پڑھ ہیں

لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ

جو کتاب کو نہیں جانتے مگر زبانی پڑھ لیتے ہیں یا کچھ جھوٹی من گھڑت اور یہ صرف خیالوں میں پڑے ہوئے ہیں ۝ تو ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے

الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۤ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ

جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے بدلے میں تھوڑی سی قیمت حاصل کریں

لغات (یہودیوں کا حق چھپانے کا انکار) — یہودیوں کی منافقت — یہودیوں کو تنبیہ کہ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن سب جانتا ہے

یہودیوں سے یہ ان پڑھ لوگ کامل — یہودی علماء کی تحریفات اور ان پر وعید

ملاحظہ ... سے معلوم ہوا کہ علماء کا بگڑنا عوام کے بگڑنے سے زیادہ خطرناک ہے اور عوام علماء کو اپنا دین اور مذہب سمجھتے ہیں اور علماء کے اقوال پر عمل کرتے ہیں ان کے علوم کو دلیل بناتے ہیں اس لئے جب علماء ہی کے عقائد و اعمال میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو عوام کا بگڑنا بدرجہ اولیٰ یقینی ہے۔ ... سے معلوم ہوا کہ تحریف کی بڑی وجہ ... ہے اس لئے ... چھپانا ان کے کمالات کا اظہار ... یہودیوں کا طریقہ ہے

فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ

تو ان کو خرابی ہے اس سبب سے کہ اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر اس کی وجہ سے بلاء ہے اور ان کے لئے اس کمائی کی وجہ سے تباہی ہے ○ اور

قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا

یہ کہتے ہیں کہ ہم کو آگ نہیں چھوئے گی مگر گنتی کے چند دن۔ ان سے فرما دو کہ کیا تم نے خدا سے کوئی وعدہ لیا ہے؟ اگر لیا ہے تو

فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰي مَنْ كَسَبَ

تو خدا ہرگز اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا بلکہ تم خدا پر وہ بات کہہ رہے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ○ کیوں نہیں جس نے

سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْۗـَٔتُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَ

برے کام کئے اور اس کی خطاؤں نے اس کو گھیر لیا تو وہی لوگ جہنمی ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ○ اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾

جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کئے وہ جنتی ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ○

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۣ وَبِالْوَالِدَيْنِ

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ

اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا

بھلائی کرنا اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں سے اچھی بات کہنا اور نماز

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾

پڑھنا اور زکوٰۃ دینا لیکن پھر تم میں سے چند شخصوں کے تم سب پھر گئے اور تم (اب بھی) پھرے ہوئے ہو ○

ربط خطاب جہود سے منتقل ہو کر ان کی حکومت تک پہنچا جو دور کا حکمران تھا

بنی اسرائیل کو دیئے گئے احکام — بنی اسرائیل کی ان احکام کی خلاف ورزی کی تفصیل

لغت ① اس آیت میں جہنم سے شرک کا ذکر ہوا ہے ② احاطہ کرنے سے یہ مراد ہے کہ سیئات کی تمام راہیں بند ہو جائیں اور کفر و شرک کی راہ اس پر کھل آئے ③ کبھی بات سے مراد کسی کی حکومت ہوتا ہے اور یہاں سے وہ کتاب ہے جو بنی اسرائیل کی حکومت میں اس کے تمام طریقے دخل تھے جیسے یہاں ④ دینا۔ خلق نصیحت کرنا غیرہ۔ ⑤ سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے احکام سے اعراض کیا اور ان کے عہد سے پھر جانا ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ

اور یاد کرو جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ تم آپس میں کسی کا خون نہ بہانا اور اپنے لوگوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالنا

ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ

پھر تم نے اقرار کیا اور تم (خود بھی اس کے) گواہ ہو ﴿۸۴﴾ پھر یہ تم ہی ہو جو اپنے لوگوں کو قتل کرتے ہو

وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

اور اپنے میں سے ایک گروہ کو ان کے وطن سے (بھی) نکالتے ہو ان کے خلاف گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد (بھی) کرتے ہو

وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ

اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں تو (ان کا) فدیہ دے کر چھڑا لیتے ہو حالانکہ تمہارے اوپر ان کا نکالنا ہی حرام ہے

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ

تو کیا تم اللہ کے بعض احکامات کو مانتے ہو اور بعض سے انکار کرتے ہو؟ تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ

مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ

بجز رسوائی کے اور کیا ہے؟ دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن شدید تر عذاب کی طرف لوٹایا جائے گا

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ﴿۸۵﴾ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی

بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

خریدی تو نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی ﴿۸۶﴾ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو

ع ۱۰

حکم اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمان شریعت کے احکام پر ایمان رکھتا ہے اور کچھ پر عمل نہیں کرتا

مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شریعت کے تمام احکام پر ایمان رکھنا ضروری ہے اور تمام احکام پر عمل بھی ضروری ہے کوئی شخص کسی وقت بھی شریعت کی پابندی سے آزاد نہیں ہو سکتا اور خود ساختہ طریقت کا نام لے کر یا کسی بھی طریقے سے شریعت سے آزاد ہونے والے کافر ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی طرف داری میں دین کی مخالفت کرنا دنیا میں عذاب کے علاوہ یا شاید بھی امت پر عذاب کا باعث ہوتا ہے۔

الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۪ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ

کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا کیں اور پاک روح کے ذریعے

اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ

ان کی مدد کی (۱) تو کیا جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول وہ حکم لے کر آیا جو تمہارے نفسوں کو پسند نہیں آیا تم نے

اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۪ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ

تکبر کیا تھا پس ایک گروہ کو تو تم نے جھٹلایا تھا اور ایک گروہ کو قتل کر ڈالتے تھے (۲) اور کہتے تھے ہمارے دل پردوں میں ہیں

بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ

بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کر رکھی ہے تو ان میں سے تھوڑے لوگ ہی ایمان لاتے ہیں (۳) اور جب ان کے پاس

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ

اللہ کی وہ کتاب آئی جو ان کے پاس (موجود) کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس سے پہلے یہ اسی نبی کے وسیلے سے کافروں کے خلاف

كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

فتح مانگتے تھے تو جب ان کے پاس وہ جانا پہچانا نبی تشریف لے آیا تو اس کے منکر ہو گئے تو اللہ کی لعنت ہو انکار کرنے والوں پر (۴)

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ

بہت ہی برا ہے جس کا انہوں نے سودا کیا کہ اللہ کے نازل فرمودہ کا انکار کر رہے ہیں (۵) اس حسد کی وجہ سے (۶) کہ اللہ

معلومات یعنی کہ ہم جس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے اور بعد میں یہودیوں کا حال

(۴) یہودیوں کا حسد کی وجہ سے اسلام قبول نہ کرنا

ہدایت (۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ فرمائی۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے پیارے مدد کر سکتے ہیں۔ (۲) اس سے ہر آدمی نصیحت حاصل کرے۔ ایمان کی جگہ ضد، نیکیوں کی جگہ گناہ، اطاعت کی جگہ نافرمانی، صبر کی جگہ اللہ تعالیٰ سے غصب کا سودا بہت خسارے کا سودا ہے۔ (۳) اس سے معلوم ہوا کہ منصب و مرتبے کی طلب انسان سے دین میں حسد پیدا ہونے کا ایک سبب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حسد ایسا خبیث مرض ہے جو انسان کو کفر تک بھی لے جا سکتا ہے۔

فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

اپنے فضل سے جس بندے پر چاہتا ہے وحی نازل فرماتا ہے تو یہ لوگ غضب پر غضب کے مستحق ہو گئے اور کافروں کے لیے

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ

ذلت کا عذاب ہے ۝ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس پر ایمان لاؤ جو اللہ نے نازل فرمایا ہے تو کہتے ہیں ہم تو ایمان رکھتے ہیں

بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۭ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ

جو ہم پر نازل ہوا ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے اس سے انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے اور ان کی کتاب کی تصدیق کرنے والا ہے

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَقَدْ

(ان سے) کہو کہ (اگر تمہارا ایمان یہی ہے) تو تم پہلے خدا کے پیغمبروں کو کیوں قتل کرتے رہے ہو ۝ اور بیشک

جَاۗءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ

تمہارے پاس موسیٰ روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے پھر تم نے ان کے بعد بچھڑے کو معبود بنا لیا اور تم ظالم تھے ۝ اور (یاد کرو) جب

اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ۭ

ہم نے تم سے عہد لیا اور کوہ طور کو تمہارے اوپر بلند کیا (اور حکم دیا) جو (کتاب) ہم تمہیں دیتے ہیں اسے زور سے پکڑے رہو اور سنو

قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۤ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۭ قُلْ بِئْسَمَا

وہ بولے ہم نے سنا اور نہ مانا اور ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں میں بچھڑا (کی محبت) پلائی گئی تھی کہو اگر تم

لغات: بَآءُوْ: لوٹے، مستحق ہوئے۔ مُهِيْنٌ: ذلت آمیز۔ مُصَدِّقًا: تصدیق کرنے والا۔ اَنْۢبِيَآءَ: انبیاء۔ بَيِّنٰتِ: روشن نشانیاں۔ طُوْرَ: کوہ طور۔ اُشْرِبُوْا: پلائی گئی۔

نوٹ: ۱) حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے یہودی اسرائیل کے بیٹے تھے۔ ان میں سے جو حضرات حضور کو شہید نہ کر سکے تو انہوں نے یا تو اگر چہ وہ قاتلوں کی اس حرکت سے راضی تھے اور ان کو پسند کرتے تھے اور کبھی عظمت سے یاد کرتے تھے اس لئے کبھی بھی قاتلوں میں شامل نہ تھے۔ ۲) اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تمام احکام اور سب تقاضوں پر عمل کیا جائے اور ان کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔

يَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ ءَأَنتُمْ مُّسْلِمُونَ ﴿٨٠﴾ قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ

یعنی اللہ سے تو تمہیں یہاں تک حکم دیتا ہے ○ اے محبوب تم کہدو اگر تمہارے واسطے آخرت کا گھر

عِندَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٩٤﴾ وَ

اللہ کے یہاں خالص تمہارے ہی لئے ہے تو اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا تو کرو ○ اور

لَن يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٩٥﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ

یہ اپنے ہاتھوں کی وجہ سے ہرگز کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے ○ اور بیشک تم ضرور

أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ ۛ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ

انہیں پاؤ گے کہ سب لوگوں سے زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں اور مشرکوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں کوئی تمنا کرتا ہے کہ کاش

أَلْفَ سَنَةٍ ۖ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَن يُعَمَّرَ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا

ہزار سال کی عمر پائے جبکہ یہ لمبی عمر اسے عذاب سے دور نہ کرے گی اور اللہ ان کے تمام اعمال کو

يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ

خوب دیکھ رہا ہے ○ اے محبوب تم کہدو جو کوئی جبریل کا دشمن ہو (تو ہوا کرے) اس نے تو قرآن تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٩٧﴾ مَن كَانَ عَدُوًّا

اتارا ہے جو اپنے سے پہلے موجود کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے ○ جو کوئی

لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ﴿٩٨﴾

اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو تو بیشک اللہ کافروں کا دشمن ہے ○

ع ۱۲

شانِ نزول یہودیوں کے اس دعوے کا رد کہ موت صرف ان کے لئے ہے یہ یہودی اور مشرکوں کی حرص دکھائی

یہودیوں کی حضرت جبریل علیہ السلام سے دشمنی اللہ تعالیٰ نے مقرب فرشتوں سے دشمنی اللہ تعالیٰ سے دشمنی ہے

مسئلہ موت کی محبت اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق مطلوب بندوں کا طریقہ ہے صبر جمیل کی پریشانیوں سے لگے آموت کی دعا کرنا صبر و رضا تسلیم و توکل کے خلاف ہے اور ناجائز ہے۔ ③ کفار یہودی زندگی پر حریص ہوتے ہیں اور موت سے محبت رکھتے ہیں جبکہ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ مرنا چاہتے تو صرف اس لئے کہ یہاں رہے آخرت کا توشہ جمع کرے اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء سے دشمنی کفر اور غضب الٰہی کا سبب ہے اور محبوبانِ حق سے دشمنی عذاب کا باعث ہے دشمنی ہے

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا

اور بیشک ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں اتاریں اور ان کا انکار صرف بے حکم ہی کرتے ہیں ﴿۹۹﴾ اور جب کبھی یہود نے

عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَاۗءَهُمْ

کوئی عہد باندھا ان میں سے ایک گروہ نے اس عہد کو پھینک دیا بلکہ ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے ﴿۱۰۰﴾ اور جب ان کے پاس

رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اللہ کی طرف سے یہ رسول تشریف لایا جو ان کی کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہے تو اہل کتاب میں سے یہ گروہ

الْكِتٰبَ ۣ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا

اللہ کی کتاب کو پیٹھ پیچھے یوں پھینک دیا گویا وہ کچھ جانتے ہی نہیں ﴿۱۰۱﴾ اور یہ سلیمان کے عہد حکومت میں

الشَّيٰطِيْنُ عَلٰي مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا

اس جادو کے پیچھے پڑ گئے جو شیاطین پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے کفر نہ کیا ﴿۱۰۲﴾ بلکہ شیطان کافر ہوئے

يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَي الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ

جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور وہ جو دو فرشتوں بابل شہر میں ہاروت و ماروت پر اتارا گیا تھا

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ

اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو صرف آزمائش (کے لئے) ہیں تو (دیکھ) کفر (کرکے) کافر نہ ہو تو

شان نزول یہودیوں کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد توڑ دینا

حل لغات قصہ سلیمان علیہ السلام پڑھا کی بہت سی وجہ یہودیوں کا جادو سیکھنا اور ہاروت و ماروت علیہما السلام کا ذکر

حل (۱) یہودی توریت کی بہت تعظیم کرتے تھے مگر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے تو اس پر عمل نہ کیا گویا یہود نے پس پشت ڈال دیا۔ (۲) یہود نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر جادو کی تہمت لگائی تھی یہاں اس کا رد کیا گیا ہے۔ (۳) ہاروت اور ماروت دو فرشتے ہیں اور فرشتے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں، ان کے بارے میں مشہور قصے یہودیوں سے گھڑے ہوئے ہیں جو سب غلط اور باطل ہیں۔

مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا

ان فرشتوں سے ایسا جادو سیکھتے جس سے جدائی ڈالیں خاوند اور اس کی بیوی میں جدائی ڈالنی چاہی تو وہ اس سے جدائی ڈال سکتے تھے بے کسی کے اللہ کے

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ

حکم کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے[2] اور یہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو انہیں نقصان دے[3] اور نہیں کچھ فائدہ دے اور یقیناً انہیں معلوم ہے بے شک جس

اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؗ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ

نے یہ سودا کیا ہے آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور بہت برا ہے بدلہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کا کاش

كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝١٠٢ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ

یہ جانتے ۝ اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو اللہ کے یہاں کا ثواب بہت اچھا ہے کاش

كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝١٠٣ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَ ع ٣

یہ جانتے ۝ اے ایمان والو[1] راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں[2] اور

اسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝١٠٤ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

پہلے ہی سے سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے ۝ وہ مسلمان جو تم میں کتاب کے کافر چاہتے ہیں

وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ

اور نہ وہ مشرک کہ تمہارے اوپر تمہارے رب کی طرف سے کوئی بھلائی اتاری جائے حالانکہ اللہ جسے چاہتا ہے

شان نزول: ایمان و تقویٰ کی نصیحت کے بعد کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرنے کا مؤدب طریقہ

یہودیوں کی مسلمانوں سے دشمنی اور خیر سے جلن کا بیان ہے

ترجمہ: ۲ علماء محققین اللہ تعالیٰ نے جادو کے اثر کو اسباب کی تاثیر اللہ تعالیٰ کی مشیت یعنی چاہنے کے تحت رکھا ہے یعنی اللہ جادو کا اثر جب چاہے تو ختم کر دے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو جادو کی آگ پر بیٹھ جائے اور شعلے ٹھنڈے ہو جائیں جادو کے اثر سے بچ جائے اور جادو میں نقصان پہنچانے کی تاثیر ہے لیکن قرآن کی آیت میں صرف شفا کی تاثیر ہے یہودی جس کفار جادو سے نقصان پہنچا سکتے ہیں وحدہ کے بعد سے بھی امت کے بعض لوگ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ ③ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیم، تعلیم اور ان کی جناب میں ادب کا لحاظ کرنا اس لیے ہوا جس کلمہ میں سوء ادب کا معمولی سا بھی اندیشہ ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کا ادب رب العالمین خود سکھاتا ہے اور تعظیم سے متعلق احکام خود جاری فرماتا ہے

بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا

اپنی رحمت سے ساتھ خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۝ جب ہم کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں[1] یا لوگوں کو بھلا دیتے ہیں

نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ

تو اس سے بہتر یا اس جیسی اور آیت لے آتے ہیں[2] تو نے نہیں جانا کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے ۝ کیا تجھے معلوم نہیں

اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا

کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ کے مقابلے میں تمہارا نہ کوئی حمایتی ہے اور نہ

نَصِيْرٍ ۝ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىِٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۭ وَ

مددگار[3] ۝ یا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اپنے رسول سے ایسے ہی سوال کرو جیسے اس سے پہلے موسیٰ سے کئے گئے اور

مَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ

جو ایمان کے بدلے کفر اختیار کرے تو وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا ۝ اہل کتاب میں سے بہت سے

اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ

لوگوں نے جس کے بعد کہ ان پر حق خوب ظاہر ہو چکا ہے تمہارے ایمان کے بعد تمہیں پھر کافر بنا دینا[4] چاہا

اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ

کہ کاش وہ تمہیں ایمان کے بعد پھر کفر کی طرف پھیر دیتے تو تم (انہیں) چھوڑو اور درگزر کرتے رہو یہاں تک کہ اللہ

فائدہ قرآن کی بعض آیتوں کے منسوخ ہونے کا ثبوت (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اگلی والی آیت کے بارے میں سوال کیا گیا)

اسلام کی حقانیت جان لینے کے بعد یہودیوں کا مسلمانوں کے کافر ہو جانے کی تمنا کرنا

لغات ① سنخ کا معنی ہے سابقہ حکم کو کسی بعد والی دلیل شرعی سے اٹھا دینا اور یہ حقیقت میں سابقہ حکم کی مدت کی انتہاء کا بیان ہوتا ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا ہاں اللہ تعالیٰ کی اجازت اور تائید سے ہو سکتی ہے قرآن و حدیث میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ ③ اس سے معلوم ہوا کہ حسد بہت برا عیب ہے اور اس کی وجہ سے انسان صرف خود بھلائی سے محروم نہیں ہو جاتا بلکہ دوسروں کو بھی بھلائی سے روکنے کی وحشت میں مصروف ہو جاتا ہے

بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ

بیشک حکم لاتا ہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ

وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اور جو بھلائی اپنے لئے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے بیشک اللہ تمہارے سب کام

بَصِیْرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَ قَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ

دیکھ رہا ہے ○ اور اہل کتاب نے کہا ہرگز جنت میں داخل نہ ہوگا مگر وہی جو یہودی ہو یا عیسائی یہ

اَمَانِیُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۟ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ

ان کی من گھڑت تمنائیں ہیں تم فرما دو کہ اپنی دلیل لاؤ ○ ہاں کیوں نہیں؟ جس نے جھکا دیا اللہ کے لئے

لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ

اپنا چہرہ اور وہ نیکی کرنے والا بھی ہو تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ

یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَیْءٍ ۖ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰى

غمگین ہوں گے ○ اور یہودیوں نے کہا عیسائی کسی شے پر نہیں اور عیسائیوں نے کہا

لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰى شَیْءٍ ۖ وَّ هُمْ یَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ

یہود کسی شے پر نہیں حالانکہ یہ کتاب پڑھتے ہیں اسی طرح جاہلوں نے

لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ

ان (یہود و نصاریٰ) جیسی بات کہی تو اللہ قیامت کے دن ان میں اس بات کا فیصلہ کر دے گا جس میں یہ

شان نزول یہود و نصاریٰ کی حجت کے متعلق جو یہاں اور جنتی ہونے کے بارے میں قالوا الخ

یہود و نصاریٰ کی ایک دوسرے کے بارے میں

مسئلہ حجت تب ہوتی ہے کہ حقیقی معیار یہاں صحیح اور عملی صالح ہے اور کسی بھی زمانے اور کسی بھی قوم کا فرد اگر صحیح ایمان و عمل رکھتا ہے تو وہ جنت میں جائے گا۔ البتہ یہ رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد آپ کی نبوت نہ ماننے والے کا ایمان قطعاً صحیح نہیں ہو سکتا اور وہ بھی عمل ایمان کے بغیر صالح نہیں ہو سکتا

يَخْشَوْنَهُ ۚ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٣٩﴾ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾

جنہوں نے پہنچائے ہیں ۞ اور کس سے بڑھ کر ظالم وہ ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں (اس غرض سے) روکے کہ ان میں اللہ کا نام لیا جائے اور ان کو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا ۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٤٩﴾

ویران کرنے کی کوشش کرے ۞ ایسی مسجدوں میں داخل ہونا مناسب نہ تھا مگر ڈرتے ہوئے۔ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۖ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ﴿٧﴾

اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے ۞ اور مشرق و مغرب سب اللہ ہی کا ہے تو تم جدھر رخ کرو ادھر ہی اللہ کی رحمت [11] تمہاری

وَجْهُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ ۖ بَل لَّهُ

طرف متوجہ ہے بیشک اللہ وسعت والا علم والا ہے ۞ اور مشرکوں نے کہا اللہ نے بیٹا بنا رکھا ہے وہ پاک ہے بلکہ جو کچھ

مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ﴿١١٦﴾ بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَ

آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کی ملکیت میں ہے سب کے سب اسی کے حضور گردن جھکائے ہوئے ہیں ۞ (وہی) بغیر کسی سابقہ مثال کے آسمانوں اور

الْأَرْضِ ۖ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿١١٧﴾ وَقَالَ

زمین کو پیدا کرنے والا ہے [12] اور جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کے متعلق یہ کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے [13] اور

الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِن

جاہلوں نے کہا اللہ ہم سے بات کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آجاتی۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی اسی

لغات مسجدوں میں نماز سے روکنا اور ان کی ویرانی کی کوشش ظلم ہے

اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کفر ہے — اللہ تعالیٰ کافروں کی طرف توجہ نہیں فرماتے

قبلہ کسی بھی طرف ہو عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے

بادشاہوں کی سنت، اللہ تعالیٰ سے تم کلام ہونے کا دعویٰ کرنا

حل (۱۱) یاد رہے اللہ کا منہ ہر جگہ ہے یہاں مسجدوں میں خصوصاً یاد کرنے کا حکم ہے وہ تو ہی کام کرنے سے بجا جاتی ہیں۔
۲ مسجد کو کسی بھی طرح ویران کرنے والا ظالم ہے اس سے متعلق مزید تفصیل جاننے کے لئے تفسیر ضیاء القرآن ص 94 پر مراجعہ کریں۔ (۱۲) وجہ اللہ کا معنی "منہ" ہے "اللہ کا چہرہ" ہے اللہ تعالیٰ مخلوق جیسے چہرے سے پاک ہے یہ متشابہات میں سے ہے اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ (۱۳) بدیع کا معنی ہے کسی چیز کو بغیر کسی سابقہ مثال کے طور پر بنانے والا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پہلے سے کسی چیز سے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو عدم سے وجود میں لایا۔ (۱۴) یاد رہے اللہ تعالیٰ کو کسی کام میں کسی کا محتاج سمجھنا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فعل کاموں کے لئے فرشتوں کو مقرر کرنا حکمت پر مبنی ہے۔

قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۘ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ۗ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ

ان جیسی ہی باتیں ان سے پہلے لوگوں نے کہی تھیں ان کے دل بھی ایک جیسے ہو گئے ہم نے یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں خوب کھول کر بیان کر دی ہیں ﴿۱۱۸﴾ ہم نے آپ کو

اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾

ہم نے تمہیں حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے دوزخ والوں کے بارے میں آپ سے جنہوں نے کفر کیا ہے کچھ سوال نہیں کیا جائے گا ﴿۱۱۹﴾

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى

اور یہود اور نصاریٰ تو آپ سے کبھی راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کے دین کی پیروی نہ کریں تم فرما دو کہ اللہ کی ہدایت ہی

اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

حقیقی ہدایت ہے اور اے مخاطب تیرے پاس علم آجانے کے بعد بھی تو ان کی خواہشات کی پیروی کرے گا ﴿۱۲۰﴾

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ

تو تجھے اللہ سے کوئی بچانے والا ہوگا اور نہ مددگار ہوگا ﴿۱۲۰﴾ وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے تو وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں

حَقَّ تِلَاوَتِهٖٓ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

جیسا تلاوت کرنے کا حق ہے یہی لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کا انکار کریں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں ﴿۱۲۱﴾

ع ۱۵

شان نزول تبلیغ کے باوجود لوگوں کے ایمان نہ لانے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

یہود و نصاریٰ کی ملت کی پیروی کی صورت میں عذاب الٰہی کی وعید — کتاب اللہ کی تلاوت کا حق ادا کرنے کے فضائل

لغات ۱ تشابہت: مشابہت اور موافقت میں بھی مشابہت کہا جاتا ہے کہ ظاہر باطن کی علامت ہوتا ہے اور جاہل کا باطن ظاہر ہوتا ہے جاہل کفار کے طور طریقے سے بالکل دور رہنے کا اختیار کیا جائے تاکہ ان کا ظاہر مسلمان کے باطن کو متاثر نہ کرے ۲ اس آیت سے یہ بھی سمجھ آتا ہے کہ کفار بحیثیت مجموعی مسلمانوں سے کبھی راضی نہیں ہو سکتے اگرچہ انفرادی طور پر کبھی حالات مختلف ہو جائیں افسوس کہ ان تصریحات کے بعد بھی مسلمان سبق نہیں سیکھتے ۳ یہاں خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر اس آیت کو سننے والے ہر مخاطب سے ہے پھر بظاہر خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مراد آپ کی امت ہے یعنی اگر آپ الٰہی کتاب کی خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتے ۴ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کے بھی کچھ حقوق ہیں قرآن کا حق یہ ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے اس سے محبت کی جائے اس کی تلاوت کی جائے اسے سمجھا جائے اس پر ایمان لایا جائے اس پر عمل کیا جائے اور اسے دوسروں تک پہنچایا جائے

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾

اے یعقوب کی اولاد! میرا احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے اس زمانہ کے سب لوگوں پر تمہیں فضیلت عطا فرمائی۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ

اور اس دن سے ڈرو جب کوئی جان کسی دوسری جان کی طرف سے کچھ بدلہ نہ دے گی اور نہ اس سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا

وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ

اور نہ کافر کو سفارش نفع دے گی اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی ○ اور یاد کرو جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں سے آزمایا

فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ؕ قَالَ

تو انہیں پورا کر دیا اللہ نے فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں عرض کی اور میری اولاد میں سے بھی فرمایا

لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا

میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا ○ اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور امان بنایا اور (حکم دیا) تم

مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا

ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل کو تاکید کی کہ میرے گھر طواف کرنے والوں

بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۵۰﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ

اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے خوب پاک صاف رکھو ○ اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی

نشان یہودیوں کو خصوصی چھٹی اور ہفتہ میں کام کی ممانعت کا حکم — حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان، کامیابی اور صلہ

مسجد حرام کی خصوصیات اور اسے پُرامن رکھنے کا حکم — حضرت ابراہیم کے لئے دعائے امن کی

تشریح ۱ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی چار قسمیں ہیں۔ ایک قسم ہے عام نعمتیں جو صرف انسان ہونے کی وجہ سے ہر انسان کو ملتی ہیں۔ دوسری قسم میں خاص نعمتیں ہیں جو کسی خاص قوم کو ملتی ہیں۔ تیسری قسم میں خاص نعمتیں ہیں جو کسی خاص شخص کو ملتی ہیں۔ چوتھی قسم میں خاص نعمتیں ہیں جو کسی خاص زمانہ میں ملتی ہیں۔ ۲ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی احکام اور تکالیف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہیں اور جو ان آزمائشوں میں پورا اترتا ہے وہ بڑا درجہ اور بڑی عزت سے نوازے جانے کا مستحق قرار پاتا ہے۔ ۳ اس سے معلوم ہوا کہ جس پتھر پر ابراہیم کا قدم ہونے کی فضیلت حاصل ہو جائے وہ عظمت والا ہو جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر توحید سے مبنی تھی یہ مکہ مکرمہ تو تیسری تعمیر کا تعین عمارت میں ہوتا ہے۔ ۴ اس سے معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ اور مسجد حرام شریف کو حاجیوں عمرہ کرنے والوں طواف کرنے والوں اعتکاف کرنے والوں اور نمازیوں کے لئے پاک و صاف رکھنا ہے۔ یہی حکم مسجدوں کو پاک و صاف رکھنے کا ہے۔

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ

اے میرے رب! اسے امن والا شہر بنا دے اور اس میں رہنے والے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں

مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ

میں مختلف پھلوں کا رزق عطا فرما۔ اللہ نے فرمایا اور جو کافر ہو تو میں اسے بھی تھوڑی سی مدت کے لئے نفع عطا کروں گا پھر

اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ

اسے دوزخ کے عذاب کی طرف مجبور کر دوں گا اور وہ پہنچنے کی بہت بری جگہ ہے ﴿۱۲۶﴾ اور جب ابراہیم

الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ

اور اسماعیل اس گھر کی بنیادیں بلند کر رہے تھے (تو دعا کی) اے ہمارے رب ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً

سننے والا جاننے والا ہے ﴿۱۲۷﴾ اے ہمارے رب اور ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار کر اور ہماری اولاد میں سے ایک امت بنا

مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ

جو تیری فرمانبردار ہو اور ہمیں ہماری عبادت کے طریقے دکھا دے (۱) اور ہم پر رحمت کے ساتھ رجوع فرما بیشک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ

مہربان ہے ﴿۱۲۸﴾ اے ہمارے رب اور ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیتوں کی تلاوت کرے

ترجمہ: تفسیر نعیمی اور حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی دعائیں

خصوصی نوٹ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے متعلق دعا سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے

حل لغات: (۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حاجیوں کے لئے رزق کی دعا کی تھی، یہاں دعا کی قبولیت ہر شخص کو ہوئی، مسلمانوں سے کچھ ملتا ہے کہ یا پھر سے پہلے (۱) اسے یہاں ہٹا دیتے ہیں۔ (۲) اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کی تعمیر عبادت علی عبادت اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے (۳) معلوم ہوا کہ عبادت کے طریقے سیکھنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اس لئے دعا بھی کرنی چاہیے اور کوشش بھی۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ ع

اور تمہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھاتے اور انہیں خوب پاکیزہ فرمائے بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے ○

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ

اور ابراہیم کے دین سے وہی منہ پھیرے گا جس نے خود کو بیوقوف بنا رکھا ہو اور بیشک ہم نے اسے

فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ

دنیا میں چن لیا اور بیشک وہ آخرت میں بھی خاص قرب پانے والوں میں سے ہے ○ یاد کر جب اس کے رب نے اسے فرمایا

اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ

مسلمان ہو جا تو اس نے عرض کی میں نے مسلمان ہو کر سارے جہانوں کے پالنے والے کی گردن رکھ دی ○ اور ابراہیم اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو

وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا

اسی دین کی وصیت کی کہ اے میرے بیٹو بیشک اللہ نے یہ دین تمہارے لئے چن لیا ہے تو تم ہرگز نہ مرنا مگر

وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ

اس حال میں کہ تم مسلمان ہو ○ (کیا تم حاضر تھے) یا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کے وصال کا وقت آیا،

ترجمہ: ملت: دین اور طریقہ ابراہیم علیہ السلام کی عظمت حضرت ابراہیم و یعقوب علیہما السلام کی اپنے بیٹوں کو دین کی وصیت

ایمان قبول کرنے کی دعوت | **حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت کی تفصیل**

ربط: ① اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی شان معلوم ہوں کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جن و تعلیم و حکمت سکھائی اور جسمیں پاک و صاف کیا ان کے دینی مصداق صحابہ ہیں تو جسے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ آیت آسان نہیں ورنہ اس کی تعلیم کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے جاتے جو لوگ کہ قرآن سمجھنا بہت آسان ہے سے کسی بڑے عالم کے پاس سے جائیں اپنا صفحہ ہیں جان طاہر ہو جائے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کے ساتھ حدیث کی بھی ضرورت ہے ② معلوم ہوا کہ بچے دین کی پہچان ہے کہ وہ سلف صالحین کا ہو یہ حضرت جبریل کی مثل ہیں اللہ تعالیٰ سے حقانیت اسلام کی دلیل یہاں دی کہ وہ طریقہ ہمارے بھی ③ اس سے معلوم ہوا کہ والدین و ضرورت مال کے متعلق کی وصیت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اولاد کو عقائد صحیحہ اعمال صالحہ دین کی عظمت دین پر استقامت نیکیوں پر مداومت اور گناہوں سے دور رہنے کی وصیت بھی کرنی چاہیے۔

إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنۢ بَعْدِي ۖ قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ

جب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا (یاد کرو) اے بیٹو! میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا ہم آپ کے معبود

وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ إِلَٰهًا وَٰحِدًا ۖ وَنَحْنُ لَهُۥ

اور آپ کے آباء ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک معبود ہے اور ہم اس کے

مُسْلِمُونَ ﴿١٣٣﴾ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَ

فرمانبردار ہیں ﴿۱۳۳﴾ وہ ایک امت ہے جو گزر چکی ہے۔ ان کے اعمال ان کے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں۔ اور

لَا تُسْـَٔلُونَ عَمَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١٣٤﴾ وَقَالُوا۟ كُونُوا۟ هُودًا أَوْ نَصَٰرَىٰ تَهْتَدُوا۟ ۗ

تم سے ان کے کاموں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا ﴿۱۳۴﴾ اور اہل کتاب نے کہا یہودی یا نصرانی ہو جاؤ ہدایت پاؤ گے

قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَٰهِـۧمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴿١٣٥﴾ قُولُوٓا۟

تم فرما دو (ایسا نہیں) بلکہ ہم تو ابراہیم کا دین اختیار کرتے ہیں جو ہر باطل سے جدا تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے ﴿۱۳۵﴾ (اے مسلمانو!) تم

ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَآ أُنزِلَ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِـۧمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ

ہم اللہ پر اور جو ہماری طرف نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لائے اور جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق

وَيَعْقُوبَ وَٱلْأَسْبَاطِ وَمَآ أُوتِىَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَآ أُوتِىَ ٱلنَّبِيُّونَ

اور یعقوب اور ان کی اولاد کی طرف نازل کیا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور جو باقی انبیاء کو ان کے رب کی طرف

مِن رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٦﴾

سے عطا کیا گیا ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں ﴿۱۳۶﴾

ترجمہ: قانون بدلنے کے مطابق ہر ایک اپنے اعمال کی جزا و سزا پائے گا — ملت ابراہیمی کی پیروی کرنے کی تاکید — تمام کتابیں اسی کی بنیاد ہیں

ہدایت: 1 اس سے معلوم ہوا کہ آخرت میں اپنے اعمال کام آئیں گے اور نہ عقیدہ و حسب ہو تو کوئی کسی دوسرے کے عمل سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔ 2 اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے وہ مقبولیت عامہ بخشی ہے کہ ہر دین والا ان کی نسبت پر فخر کرتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف زبانی دعوی سے کام نہیں چلتا جب تک زبان سے کام نہ لیا جائے۔ 3 انبیاء کرام علیہم السلام کے درجوں میں فرق ہے جیسا کہ میرے پہلے سے شرح میں سے قرآن کی بہت سی آیات سے ثابت ہے۔

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ

پھر اگر وہ بھی اسی طرح ایمان لائیں جیسا تم ایمان لائے ہو تب تو وہ بھی راہ پا گئے اور اگر وہ منہ پھیریں تو وہ صرف مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾ صِبْغَةَ اللَّهِ ۖ وَمَنْ أَحْسَنُ

تو اے حبیب! عنقریب اللہ (کی طرف سے) تمہیں کافی ہوگا اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ ہم نے اللہ کا رنگ (پکا) چڑھایا ہے۔ اللہ

مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ۖ وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ﴿١٣٨﴾ قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ

کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہے اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔ تم فرماؤ: کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے الجھتے ہو حالانکہ وہ

رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ﴿١٣٩﴾

ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی اور ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں اور ہم خالص اسی کے ہیں۔

أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا

(اے اہلِ کتاب!) کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد

هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ قُلْ أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ۗ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً

یہودی یا نصرانی تھے۔ تم فرماؤ: کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس نے اللہ کی طرف سے

عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٠﴾ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا

(آئی) گواہی چھپائی ہو، اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔ وہ ایک جماعت ہے جو گزر چکی ہے۔ ان کے

مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤١﴾

اعمال ان کے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں اور تم سے ان کے کاموں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

ع ۱۶

شانِ نزول (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان معتبر اور مثالی ہے) اللہ تعالیٰ کا دین ان سب سے بہتر ہے

بعثتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جھگڑنے والے یہودیوں کو جواب — حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف

یہودیوں اور عیسائیوں کی نسبت فارمولا — قانونِ عدل کے مطابق ہر شخص اپنے اعمال کی جزا پائے گا

نکتہ اللہ کے رنگ سے مراد اس کا دین ہے جو اختیار کیا ہے ﴿2﴾ اس میں ان مسلمانوں کے لئے بھی نصیحت ہے جو اپنے باپ یا پیر و مرشد و امیر کے نیک اعمال پر بھروسہ کئے بیٹھے ہیں اور خود نیکیوں سے دور ہیں۔ گمراہوں میں محروم ہیں

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ۭ

پہ ہوتو وہ کہیں گے ۱۴ ان مسلمانوں کو ان کے پہلے سے جس پر یہ پہلے تھے ۲

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۭ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۱۴۲

تم فرما دو مشرق مغرب سب اللہ ہی کا ہے وہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت فرما دیتا ہے ۵

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ وَيَكُوْنَ

اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہتر امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ

الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ

رسول تمہارے نگہبان و گواہ ہوں اور ہے نہیں تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ ہمیں ۱۵

مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰي عَقِبَيْهِ ۭ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَي

کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بیشک وہ بات سخت تھی مگر ان پر

الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ

جنہیں اللہ نے ہدایت فرمائی تھی ۱۶ اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ تمہارا ایمان ضائع کرے بیشک اللہ لوگوں پر

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۴۳ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاۗءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ

بہت مہربان رحم والا ہے ۵ ہم تمہارے چہرے کا آسمان کی طرف بار بار اٹھنا دیکھ رہے ہیں تو ضرور ہم تمہیں

عنوان بیت المقدس پر پہلے یہود کے اعتراض کی پیش خبری اور اعتراض کا جواب کہ امت مسلمہ کا بہترین امت ہونا ۔

قیامت میں دوسروں پر گواہ ہونا تحویل قبلہ کی یہ حکمت کہ مسلمان دوسروں پر گواہ بن کر ظاہر کریں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشی کے لئے آپ کو قبلہ بنانے کا حکم

ملحوظہ ۱ یہ آیت مکی بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے بعد خانہ کعبہ کو قبلہ بنائے جانے پر اعتراض کرنے والوں کو ہے، قوی تھا کہ اس سے معلوم ہو کہ جو شخص دینی مسائل کی حکمتیں نہ سمجھے بلکہ ان پر بے جا اعتراض کرے وہ جاہل اور بے وقوف ہے اگرچہ دنیا کے کاموں میں وہ کتنا ہی چالاک ہو ۲ علم کے معنی "جاننا" ہے لیکن جہاں آیت میں مستقبل سے جیسے یہاں اللہ تعالیٰ کے لئے الفاظ آئیں وہاں اس کا معنی "اللہ تعالیٰ کا لوگوں کے سامنے اس کی جزا یا سزا کو ظاہر فرمانا" ہے ان کے سامنے ممتاز نمایاں اور فرق ظاہر کر دینا ہوتا ہے ۳ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا علم معلوم ہونے سے پہلے بھی ایسا ہی تھا جیسا معلوم ہونے کے بعد ہے یہ اس شبہ کا جواب ہے کہ تبدیلی علم سے لازم آتی ہے ۔

قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ

اس قبلہ کی طرف پھیر لیں گے جس میں تمہاری خوشی ہے تو ابھی اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر دو اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو

فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ

پھر اسی کی طرف منہ کرو اور بیشک جو لوگ تمہیں کتاب عطا کی گئی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۴۴ وَلَئِنْ اَتَيْتَ

یہ تبدیلی ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ۝ اور اگر تم ان

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ

کتابیوں کے پاس ہر نشانی لے آؤ تو بھی وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو

قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ

اور وہ بھی آپس میں ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں ہیں اور اگر تم نے ان کی خواہشوں پر چلنا

مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۴۵ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

تو ان کی خواہشوں پر چلا تو اس وقت تو ضرور زیادتی کرنے والا ہوگا ۝ وہ لوگ جنہیں ہم نے

وقف لازم

شانِ نزول: (قبلہ کی تبدیلی ہونے سے متعلق اہلِ کتاب کے ایک حاسد نے کہا کہ یہ محمد اور اہلِ کتاب کا اپنے قبلہ میں باہم اختلاف ہے تو کیا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قبلہ سے پھرے تو ہمارے میں اہلِ کتاب داخل ہوں اور ان کے پیرو ہو جائیں تو حق پھیرا)

ربط: ① اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی پسند ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی رضا چاہتا ہے۔ فرماتا ہے ② اہلِ کتاب جانتے تھے کہ قبلہ کی یہ تبدیلی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہے کیونکہ ان کی کتابوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر وصف بھی تھا اور ان سے انبیاء علیہم السلام نے آپ کی یہ نشانی بھی بتائی تھی کہ آپ بیت المقدس سے حج کی طرف پھریں گے۔ ③ اس کے باوجود یہ اہلِ کتاب کا مسلمانوں کے قبلہ کی پیروی سے روکنا اس وجہ سے تھا کہ ان کا حسد حق کو قبول کرنے سے مانع ہوا۔ حسد بہت بری صفت ہے کہ آدمی کو حق قبول کرنے سے روک دیتی ہے۔ ④ یہاں خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اس حد تک اس آیت کو سننے والے ہر مخاطب سے ہے یا بظاہر خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مراد آپ کی امت ہے یعنی آپ اہلِ کتاب کی خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتے

الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ

کتاب عطا فرمائی ہے وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بیشک ان میں ایک گروہ

لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ

جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں ﴿۱۴۶﴾ (اے سننے والے!) حق تیرے رب کی طرف سے ہے تو ہرگز شک کرنے

مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ

والوں میں سے نہ ہونا ﴿۱۴۷﴾ اور ہر ایک کے لئے کوئی نہ کوئی سمت ہے جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے (تم نیکیوں میں آگے نکل جاؤ)

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾

تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تم سب کو (وہاں) لے آئے گا بیشک اللہ ہر شے پر بہت قدرت والا ہے ﴿۱۴۸﴾

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ

اور (اے حبیب!) تم جہاں سے آؤ (نماز میں) اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیرا کرو اور بیشک یہ

لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ

یقیناً تمہارے رب کی طرف سے حق ہے، اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں ﴿۱۴۹﴾ اور (اے حبیب!) تم جہاں سے آؤ

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ

اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ

شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ

اسی کی طرف کرو تاکہ لوگوں کو تم پر کوئی بحث کا موقع نہ رہے مگر جو ان میں سے نافرمانی کریں

عنوان: قبلہ کی تبدیلی اور اسلام کی حقانیت (جہتی قبلہ کی بجائے مرکزی قبلہ کی طرف رخ کرنے کی حکمت)

قبلہ کا مقرر ہونا بھی بھلائی کے کاموں میں مقابلہ کرنے کا حکم ہے — سر و حضر ہر جگہ نماز میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم

ملحوظہ: (۱)... یہاں خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ اس آیت کو سننے والے ہر مخاطب سے ہے یا یہاں بھی بظاہر خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن مراد آپ کی امت ہے کیونکہ آپ حکم ہی میں شک نہیں کرسکتے۔ (۲) یہاں آیت میں یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ مال و دولت، عہدہ و منصب، شہرت و مقبولیت اور دنیا کی ایسی چیزیں جن میں ایک دوسرے سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے یہ سب حلال ہیں۔ البتہ باقی رہے وہ کام جن میں مقابلے کے قابل چیز یعنی ثواب، عبادت اور بھلائی کے کام ہیں۔

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۗ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾

تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو[۱] اور تاکہ میں اپنی نعمت تم پر مکمل کر دوں اور تاکہ تم ہدایت پاؤ○

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَ

جیسا[۲] ہم نے بھیجا تم میں ایک رسول تم میں سے جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور

يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ فَاذْكُرُوْنِيْٓ

تمہیں کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے[۳] اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جو تمہیں معلوم نہیں تھا[۴]○ تو تم مجھے یاد کرو

اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا

میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو[۵]○ اے یہاں والو! صبر اور نماز سے

بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ

مدد مانگو[۶] بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے○ اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۗ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ

انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کا شعور نہیں○ اور ہم ضرور تمہیں

ع ۱۵

ترجمہ ۱ یعنی ہر قسم کی مدد صبر اور نماز کی آڑ لے کر مانگو۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی تین قسموں پر شکر کرنے اور ناشکری سے بچنے کا حکم۔ صبر اور نماز سے مدد مانگنے کا حکم۔ صبر والوں کی فضیلت۔ شہید کی عظمت کہ اسے مردہ کہنا منع ہے اور وہ زندہ ہوتا ہے۔ مصیبتوں کے ذریعے آزمائش کی جاتی ہے اور صبر کرنے والوں کے لئے بشارت

تفسیر ۱ اللہ تعالیٰ کا خوف ہر دوسرے خوف پر غالب ہونا چاہئے۔ دین کی مصلحتی مخلوق کی خوشنودی پر غالب ہونی چاہئے ۲ حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ظاہری معالج نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے احکام ہی نہیں بلکہ شفا ہدایت صلاح و فلاح اور علم و حکمت کی بے شمار باتیں سکھائی ہیں یہ خطاب آپ کے زمانہ کے اور آخرین کے علوم کے جامع ہیں۔ ۳ جب لفظ کا لفظ شکر کے مقابلے میں آئے تو اس کا معنی ناشکری اور جب ایمان کے مقابل ہو تو اس کا معنی بے ایمانی ہوتا ہے۔ یہاں آیت میں کفر سے مراد ناشکری ہے ۴ صبر جہد سے مدد طلب کرنا شامل ہے اس موضوع کی مزید تفصیل تفسیر صراط الجنان ج ۱ ص 247 پر ملاحظہ فرمائیں۔ ۵ شہید قطعی طور پر زندہ ہیں لیکن ان کی حیات کیسی ہے اس کا ہمیں شعور نہیں۔ اسی نے نبوی معاملات سے عقیدہ سے ان پر عام میت کی طرح شرعی احکام جاری ہوتے ہیں

بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ

کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے ہم تمہیں

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ

صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو ﴿۱۵۵﴾ وہ لوگ کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور

اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَ

ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں ﴿۱۵۶﴾ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے درود ہیں اور رحمت اور

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ

یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں ﴿۱۵۷﴾ بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں

فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ

تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے چکر لگائے اور جو اپنی

تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا

خوشی سے بھلائی کرے تو بیشک اللہ قدر کا جاننے والا خبردار ہے ﴿۱۵۸﴾ بیشک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں

مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ

روشن باتوں اور ہدایت کو جو ہم نے اتاریں بعد اس کے کہ ہم لوگوں کے لئے کتاب میں بیان فرما چکے تو ان پر

يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا

اللہ لعنت فرماتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں ﴿۱۵۹﴾ مگر وہ لوگ جو توبہ کریں اور اصلاح کر لیں

شانِ نزول صفا اور مروہ پہاڑوں کی عظمت اور ان سے متعلق مسئلوں کے بیان شبہ کا اطمینان بخش جواب

حق چھپانے والوں کے لئے لعنت کی وعید اور توبہ کرنے والوں کے لئے معافی کا وعدہ

ربط ① صفا اور مروہ پہاڑ کو جو عظمت حضرت ہاجرہ کی اس جگہ سے حیثیت سے حاصل ہوئی اس سے معلوم ہوتا صابرین سے محبت، کیونکہ اصل چیز عظمت والی ہو جاتی ہے۔ ② یہ مسائل چھپانا کتمان ہے اس طرح کہ ضرورت کے وقت بتانے سے رہ جائیں یا اس طرح کہ غلط بتائے جائیں غلط غلط ہے پر نسبت سخت، جیسے یہود کیا، فی زمانہ غلط مسائل بیان کرنے والوں اور قرآن و حدیث کی غلط تشریحات و توضیحات کرنے والوں کی کمی نہیں اور یہ سب وعید و آیت کی وعید میں داخل ہیں۔

وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور درستی ہو میں باتوں کو ظاہر کر پس یہ لوگ میں ان کی توبہ قبول فرماتا ہوں اور میں ہی بڑا قبول کرنے والا مہربان ہوں ○ بیشک وہ لوگ

كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَ

جنہوں نے کفر کیا اور کافر[1] ہی مرے ان پر اللہ اور فرشتوں اور

النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا

انسانوں کی سب کی لعنت ہے[2] ○ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ان پر سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ

هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ ع ۱۶

انہیں مہلت دی جائے گی[3] ○ اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں بڑا رحمت والا مہربان ہے ○

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی تبدیلی میں اور کشتی میں جو

تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ

دریا میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لے کر چلتی ہے اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتار

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۖ وَّتَصْرِيْفِ

پھر اس سے مردہ زمین کو زندگی بخشی اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش

الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

اور بادلوں جو آسمان اور زمین کے درمیان حکم کے پابند ہیں[4] ان سب میں یقیناً عقلمندوں کے لیے

[1] حالت کفر میں مرنے والوں پر لعنت و وعید ہے اللہ تعالیٰ کی یا معبود ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت کی نشانیوں پر ان نشانیوں میں تفکر کا حکم

مفید عربی لغت "کلمہ" کا ترجمہ ہے ۔ مرتے وقت ایمان کی دولت سے محروم رہ جانا سب سے بڑی بدقسمتی ہے اس وقت یہاں کا سارا کیا دھرا رہ جاتا ہے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ گرچہ کتنا ہی نیک ہو پابند عبادت ہو اور ہمیشہ گناہوں سے بچتا ہو پھر بھی اللہ سے ڈرتا رہے۔ **(۳)** اس آیت میں بیان کی گئی چیزوں میں ہر غور و فکر کرنے والا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ایسے حیرت انگیز نمونے دیکھتا ہے جو عقل کو دنگ کر دیتے ہیں

يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ

نشانیاں ہیں ﴿۱۶۵﴾ اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں جنہیں اللہ کی طرح محبوب

كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا

رکھتے ہیں اور ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں اور اگر ظالم دیکھتے

اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾

جب وہ عذاب کو آنکھوں سے دیکھیں گے کہ قوت اللہ ہی کی ہے اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ﴿۱۶۵﴾

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ

جب پیشوا پیروی کرنے والوں سے بیزار ہوں گے اور عذاب دیکھیں گے اور ان کے سب رشتے ٹوٹ

بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ

جائیں گے ﴿۱۶۶﴾ اور پیروی کرنے والے کہیں گے کہ ہمیں ایک مرتبہ لوٹ کر جانا مل جائے تو ہم ان پیشواؤں سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں

كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ

جیسے یہ ہم سے بیزار ہو رہے ہیں ﴿۱۶۷﴾ اللہ اسی طرح انہیں ان کے عمل ان پر حسرت بنا کر دکھائے گا

وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ ع

اور وہ آگ سے نکلنے والے نہیں ﴿۱۶۷﴾ اے لوگو جو کچھ زمین میں

شان نزول: مشرکین کی باطل معبودوں سے محبت کا بیان — مومنوں کی اللہ تعالیٰ سے محبت — مشرکوں کے لئے وعید

(یہ آیت میں مشرکوں اور ان کے پیشواؤں سے بیزار ہونے) حلال اور پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم اور شیطان کے طریقوں پر چلنے سے ممانعت

حل لغات: ① ہر وہ علم جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو سکے اسے علم دین کہتے ہیں۔ جتنا کسی علم دین میں اضافہ ہوگا اتنی ہی اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت کی پہچان زیادہ ہوگی۔ مگر کوئی دینی علم اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کی نیت سے نہ حاصل کیا جائے تو یہ بھی عظیم عبادت ہوگی پھر اللہ تعالیٰ سے جو کائنات میں غور و فکر کا حکم دیا ہے یہ بھی علم کی تحصیل بھی قرار پائے گی۔ ② یاد رہے کہ قیامت کے دن جو رشتے ٹوٹ جائیں گے یعنی انبیاء، صدیقین اور صالحین کے ساتھ مسلمانوں کا دینی کا رشتہ باقی رہے گا۔ ③ یہ سب کے ایمان اور اعمال صالحہ کی عمل حسرت تو کافروں کو ہوگی یعنی مسلمانوں کو بھی نیکیوں کی کمی اور گناہوں میں ملوث ہونے پر حسرت ہوگی

حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا

حلال پاکیزہ چیزیں جو کہ ہیں ان میں سے کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ○ وہ تمہیں صرف

يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

برائی اور بے حیائی کا حکم دے گا اور یہ حکم دے گا کہ تم اللہ کے بارے میں وہ کچھ کہو جو خود تمہیں معلوم نہیں ○

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ

اور جب ان سے کہا جائے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم

اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـــًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں نہ وہ ہدایت پائے ہوں؟○

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَاۗءً وَّنِدَاۗءً ۭ

اور کافروں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کسی ایسے کو پکارے جو حالی چالی، پکار سے سوا کچھ نہیں سنتے

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ

(یہ لوگ) بہرے گونگے اندھے ہیں تو یہ سمجھتے نہیں ○ اے ایمان والو کھاؤ ان

شیطان کا کام ... کی بے حیائی اور اللہ پر جھوٹ باندھنے کا حکم دینا — مشرکوں کا اپنے آباء و اجداد کی اندھی

پیروی کرنا اور اس پر مذمت — حق قبول نہ کرنے میں کافروں کی حالت کی ایک مثال

حلال رزق کھانے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا حکم

لغات ۲ وہ اسلام میں حلال ہے ... حرام سے بچنے پر بہت زیادہ تاکید ہے حرام وہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس پر قادر ہو تو اس کا کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہو سکتا۔ شوشے سوا چوپایوں کے ... ذبح کرنے سے حلال ہو جاتا ہے ۳ حلال و طیب سے مراد وہ چیز ہے جو شرعاً حلال ہو اور طبعاً بھی اچھی ہو جیسے بکرے کا گوشت ... حلال ذریعے سے حاصل کیا جائے مثلاً وراثت، ہبہ، خرید و فروخت وغیرہ کے ذریعے سے ہو ۴ شریعت کے مقابلہ میں باپ دادا کی پیروی کرنا حرام ہے۔ یہ بھی گمراہ کافروں میں باپ دادا کی پیروی کا جائز ہونا ہے کہ بحکم حدیث اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام میں کسی کی اطاعت نہیں کی جا سکتی۔ ہمارے ہاں شادی مرگ ... بدعتیں ہیں جو شریعت پر چلنے کا کہا جائے تو لوگ آگے سے کہتے ہیں باپ دادا خاندان اور برادری سے رسم و رواج کا حوالہ پیش کرتے ہیں ... ہدایت غلط ہے۔ ۵ کان، زبان اور آنکھ کا پورا فائدہ یہ ہے کہ ان سے حق سنا جائے اور بیان کیا جائے اور کفار چونکہ اپنے ان اعضاء سے یہ فائدہ نہیں اٹھاتے اس اعتبار سے یہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں۔

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ

حلال چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو ﴿۱۷۲﴾ اس نے تم پر صرف

عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ

مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور حرام کئے ہیں جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا[1] تو جو مجبور

اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾

ہو جائے حالانکہ وہ نہ خواہش رکھنے والا ہو اور نہ ضرورت سے آگے بڑھنے والا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۱۷۳﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا

بیشک وہ لوگ جو اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کو چھپاتے ہیں[2] اور اس کے بدلے میں قیمت

قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ

تھوڑی لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں اور اللہ قیامت کے دن ان سے کلام

الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا

فرمائے گا[3] اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ﴿۱۷۴﴾ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے

الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾

ہدایت کے بدلے گمراہی اور بخشش کے بدلے عذاب خریدا تو یہ کتنا آگ کو برداشت کرنے والے ہیں[4] ﴿۱۷۵﴾

شانِ نزول: کفار کے لئے حرام چیزوں کا بیان اور شرعی مجبوری کے وقت انہیں کھانے کی رخصت کا بیان۔

یہود کی دشمنی کی وجہ سے ان کی مذمت اور ان کی سزا۔

ربط: خود اللہ کے نام پر ذبح کرنے سے مراد یہ ہے کہ دن کے وقت پھرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کیا جائے ایسا کرنا حرام ہے رہنے دینے کی میں کسی طرح منسوب کرنے سے یہ آیت کا تعلق نہیں ہے مزید تفصیل تفسیر صراط الجنان ص ۲۷۶ پر ملاحظہ فرمائیں۔ [2] یہود کی یہ عادت تھی کہ کتاب کے مضمون پر کسی کو مطلع نہ ہونے دیا جائے اور نہ کسی کو پڑھنے دیا جائے اور نہ کہا جائے اور کبھی چھپاتے کہ غلط تاویلیں کرتے معنی بدلتے اور خواہش کی جائے اور کتاب کے اصل معنی پر نہ اللہ جائے۔ یہودیوں یہ سب کام کرتے تھے اور آج بھی بہت سے لوگ یہی کرتے ہیں۔ [3] یہاں کلام نہ فرمانے سے مراد یہ ہے کہ رحمت سے ساتھ کلام نہیں فرمائے گا۔ آیت میں لفظ ما "لوگوں نے محاورے کے اعتبار سے تعجب کے معنی میں ہے اور مستفہمیہ بھی ہو سکتا ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ

یہ (سزا) اس لئے ہے کہ اللہ نے حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی اور بے شک کتاب میں اختلاف کرنے والے①

لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۝ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ ع

دور کی مخالفت میں ہیں ۝ اصل نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف

وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ

کرو بلکہ صحیح نیک وہ ہے جو اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب

وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ

اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور اللہ کی محبت میں عزیز مال رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور

وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ

مسافروں ② اور مانگنے والوں کو اور غلاموں کی آزادی میں خرچ کرے اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ

اور وہ لوگ جو عہد کرکے اپنا عہد پورا کرنے والے ہیں اور مصیبت اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت

وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

صبر کرنے والے ہیں یہی لوگ سچے ہیں③ اور یہی پرہیزگار ہیں ۝

معلومات متعلقہ نیکیوں کی تفصیل جیسے ایمان لانا، رشتہ داروں اور یتیموں کی مدد کرنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا وغیرہ

لغت ① کتاب سے مراد قرآن شریف ہے یا تورات شریف پہلی صورت میں اختلاف سے مراد ہوگا "نہ ماننا" اور دوسری صورت میں اس سے مراد ہوگا "صحیح طور پر نہ ماننا" کیونکہ یہودی قرآن کو تو بالکل نہ مانتے تھے اور تورات کو مانتے تھے مگر صحیح طور پر نہ مانتے تھے ② آیت میں مذکور "ابن السبیل" لفظ کا لفظی ترجمہ ہے راستے کا بیٹا اور اس سے مراد مسافر ہوتا ہے ③ یعنی صحیح عقائد رکھنے والے نمازوں کو قائم رکھنے والے عہد کے عادی وعدے کے پابند اور غریب الحال رشتے داروں پر خرچ کرنے والے پکے ایمان والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا بنائے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۭ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ

اے ایمان والو تم پر مقتولوں کے خون کا بدلہ لینا فرض کر دیا گیا آزاد کے بدلے آزاد

وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۭ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ

اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت تو جس کے لئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دیدی جائے

فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۭ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

تو اچھے طریقے سے مطالبہ ہو اور وارث کو اچھے طریقے سے ادا کیا جائے یہ تمہارے رب کی طرف سے آسانی

وَرَحْمَةٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَكُمْ

اور رحمت ہے تو اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لئے دردناک عذاب ہے ۝ اور تمہارے

فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا

عقل مندو! خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے تاکہ تم بچو ۝ تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب

حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَۨا ڰ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ

تم میں سے کسی کو موت آئے اگر وہ کچھ مال چھوڑے تو اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لئے

مناسبت قصاص کی وصیت اور وراثت کے چند احکام قصاص کا حکم دینے کا میں عظیم فائدہ

وصیت کرنے کا حکم اور اس سے متعلق چند احکام

لغت کتب علیکم فرض کیا گیا ہے ۲ مقتول سے وارث مال سے بدلے معاف کرنے پر راضی ہوں تو انہیں مطالبہ کرنے میں اور دوسری طرف قاتل وخون بہا ادا کرنے میں اچھا طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۳ قصاص میں زندگی یوں ہے کہ قصاص میں قتل ہونے کے ڈر سے کوئی دوسرے کو قتل کرنے سے رکے گا جب وہ قتل کیا جائے تو دوسرے لوگوں کو بھی بھرپور عبرت ملے گی اور یہ چیز لوگوں کی جانوں کے تحفظ کا ذریعہ بنے گی ۴ اسلام میراث کے حکم سے پہلے مرنے والے پر اپنے مال کے بارے میں وصیت کرنا واجب تھا یہ حکم اس وقت تھا جب وصیت کے مطابق مال تقسیم ہوتا تھا اور جب میراث کے احکام آگئے تو وصیت کا حکم وجوب منسوخ ہو گیا البتہ جواز اب بھی باقی ہے

بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ

بھلے طریقے سے میت کے جائے یہ پرہیزگاروں پر واجب ہے ﴿۱۸۰﴾ پھر جو میت کو سننے کے بعد اسے تبدیل کردے تو

اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ فَمَنْ خَافَ مِنْ

اس کا گناہ ان بدلنے والوں پر ہی ہے ۭ بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے ﴿۱۸۱﴾ پھر جس کو وصیت کرنے والے کی طرف سے

مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

جانبداری یا گناہ کا اندیشہ ہو تو وہ ان کے درمیان صلح کرا دے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ۭ بیشک اللہ بخشنے والا

رحیم ۲

رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ

مہربان ہے ﴿۱۸۲﴾ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے تم سے پہلے

عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ

لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ ﴿۱۸۳﴾ گنتی کے چند دن ہیں

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَى

تو تم میں جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو گنتی پوری کرے دوسرے دنوں میں رکھے اور

الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ

جن کو طاقت نہ ہو ان پر بدلہ مسکین کا کھانا فدیہ ہے پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے

شان نزول روزوں کی فرضیت اور مریض و مسافر کے لئے رخصت کا بیان

مسئلہ ① وصیت کرنے کے بعد زندگی میں وصیت کرنے والے کو وصیت تبدیل کرنے کا اختیار ہوتا ہے لیکن بات ہونے کے بعد کسی دوسرے شخص کو وصیت میں تبدیلی کی شرعاً اجازت نہیں۔ ② اگر کسی عالم، حاکم، وصی یا وارث وغیرہ کو معلوم ہو کہ مرنے والا وصیت میں کسی پر زیادتی کر رہا ہے، یا شرعی احکام کی پابندی نہیں کر رہا اور یہ مرنے والے کو سمجھا کر وصیت درست کروا دے تو یہ شخص گناہگار نہیں بلکہ نیک عمل کی وجہ سے ثواب کا مستحق ہوگا۔ ③ اس آیت میں روزوں کی فرضیت کا بیان ہے۔ شریعت میں روزہ یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانے پینے اور ہر بستری سے بچا جائے۔ ④ مریض کو بیماری بڑھنے کا اندیشہ ہو اور مسافر کو رخصت اس صورت میں ہے جب وہ 92 کلومیٹر یا اس سے زیادہ مسافت کے سفر پر ہو

لَهُۥ ۚ وَأَن تَصُومُوا۟ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٤﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِىٓ

بہتر ہے اور اگر تم جانو تو روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے ○ رمضان کا مہینہ ہے جس میں

أُنزِلَ فِيهِ ٱلْقُرْءَانُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٍ مِّنَ ٱلْهُدَىٰ وَٱلْفُرْقَانِ ۚ

قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی ہے اور فیصلے کی روشن باتوں پر مشتمل ہے ،

فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ

تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے تو ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنے روزے

مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلْعُسْرَ وَ

اور دنوں میں رکھے۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور یہ آسانیاں اس لئے ہیں تاکہ

لِتُكْمِلُوا۟ ٱلْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا۟ ٱللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَىٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٨٥﴾

تم روزوں کی تعداد پوری کرلو اور تاکہ تم اس بات پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ ○

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ

اور اے حبیب! جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو بیشک میں نزدیک ہوں ، میں دعا کرنے والے کی دعا قبول

إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا۟ لِى وَلْيُؤْمِنُوا۟ بِى لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ أُحِلَّ لَكُمْ

کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرے تو انہیں چاہئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں ○ تمہارے لئے

مضامین (ماہِ رمضان کی فضیلت، روزوں کی فرضیت اور مریض و مسافر سے متعلق احکام)

قریبِ دعا ہونے اور احکامِ اعتکاف کی ترغیب — رمضان اور مہینے کے مطلب، روزوں کی تعداد اور عیدین سے متعلق شرعی احکام

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ﴾ رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن پاک نازل کیا گیا۔ قرآنِ مجید سے نسبت کی وجہ سے ماہِ رمضان کو عظمت و شرافت ملی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس وقت کو کسی شرف و عظمت والی چیز سے نسبت ہو جائے وہ وقت بھی شرف والا ہے ، اسی لئے جس دن اور گھڑی میں حضور پر نور [illegible] کی ولادت ہوئی [illegible] عظمت و شرافت والے ہوگئے [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] دعا کا معنی ہے اپنی حاجت پیش کرنا اور عبادت [illegible] [illegible]

لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ

روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا[1] وہ تمہارے لئے جامہ ہیں اور تم ان کے لئے جامہ ہو

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ

اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں سے خیانت میں مبتلا تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرما دیا

فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى

تو اب ان سے ہم بستری کرو اور جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھ دیا ہے اسے طلب کرو[2] اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ

يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا

تمہارے لئے فجر سے سفید دھاگا (کی) کالے دھاگے سے ممتاز ہو جائے پھر رات تک اپنے

الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ

روزوں کو پورا کرو اور عورتوں سے ہم بستری نہ کرو جبکہ تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو[3] یہ

حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

اللہ کی حدیں ہیں تو ان کے پاس نہ جاؤ۔ اللہ یونہی لوگوں کے لئے اپنی آیتیں خوب بیان فرماتا ہے تاکہ وہ

يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى

پرہیزگار ہو جائیں ○ اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان

لغات لوگوں حلال ناحق کھانا اس مقصد کے لئے کورٹ کچہری میں گھسنا حرام ہے

حل [1] عربی لفظ الرفث کا لغوی معنی ہے مرد و عورت کی وہ باتیں جو بستر پر ہوتی ہیں یا جو مرد کے سامنے کی جا سکتی ہیں اور یہاں ان سے مراد جماع ہے [2] اللہ جل شانہ کے لکھے ہوئے کو طلب کرنے سے ایک مراد یہ بھی ہے کہ عورتوں سے ہم بستری اولاد حاصل کرنے کی نیت سے ہونی چاہئے جس سے مسلمانوں کی افرادی قوت میں اضافہ ہو اور یہی قوی رائے ہے [3] اس میں بیان ہے کہ رمضان کی راتوں میں روزہ دار کے لئے بیوی سے ہم بستری حلال ہے جبکہ وہ معتکف ہو لیکن اعتکاف میں عورتوں سے میاں بیوی والے تعلقات حرام ہیں۔

الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

کا مقدمہ ان کے پاس پہنچا کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھا جاؤ حالانکہ تم

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ

تم سے نئے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ وہ لوگوں اور حج کے لئے وقت کا اندازہ معلوم کرنے کی علامتیں ہیں اور یہ کوئی

بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا

نیکی نہیں کہ تم گھروں میں پچھلی دیوار پھاند کر آؤ ہاں نیک تو پرہیزگار ہوتا ہے[۵] اور گھروں میں

الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ

ان کے دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ[۱] اور اللہ کی راہ میں

سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو

الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ

پسند نہیں کرتا[۲] اور (دوران جہاد) جہاں پاؤ قتل کرو[۳] اور نکالو وہاں سے نکالا ہے جہاں سے

اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

انہوں نے تمہیں نکالا تھا اور فتنہ قتل سے زیادہ شدید ہوتا ہے اور مسجد حرام کے پاس ان سے

عنوان: چاند کے چھوٹا بڑا ہونے کی حکمت — اصل نیکی پرہیزگاری ہے — جہاد کا حکم اور ریاکاری سے ممانعت

دوران جہاد کافروں کو قتل کرنے کا حکم — حدود حرم میں قتال کی ابتدا کرنے کی ممانعت

حل لغات ① ناجائز فائدہ کے لئے کسی پر مقدمہ بنانا اور اس کو حکام تک لے جانا ناجائز حرام ہے۔ کسی طرح اپنے فائدہ کی خاطر دوسرے کو ضرر پہنچانے کے لئے حکام پر اثر ڈالنا رشوتیں دینا حرام ہے۔ حکام تک جانے والے لوگ شریعت کے حکم کو پیش نظر رکھیں ② عربی حرف عطف ہلال کی جمع ہے اور نئے مہینے کی پہلی رات سے چاند کو ہلال کہتے ہیں۔ ③ یہ آیت بلند عاصیت کی ایک رسم کے متعلق نازل ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کی ممانعت کے بغیر ناجائز سمجھنا جہلا کا کام ہے۔ اپنی طرف سے غلط قسم کی رکاوٹیں بنانا اور پابندیاں لگا لینا جائز نہیں۔ بہت سے کام ایسے جائز ہوتے ہیں لیکن اپنی طرف سے شر عاً ضروری سمجھ لینے سے وہ خلاف شریعت ہو جاتے ہیں۔

④ یہاں دوران جہاد کافروں کو قتل کرنے کی بات ہو رہی ہے یہ حکم نہیں کہ ان کو جہاں پاؤ قتل کرو۔

الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ

یہاں تک کہ وہ تم سے وہاں لڑیں پھر اگر وہ تم سے لڑیں تو تم انہیں قتل کرو کافروں کی

جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَقٰتِلُوْهُمْ

یہی سزا ہے ۝ پھر اگر وہ باز آجائیں تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ اور ان سے لڑتے رہو

حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا

یہاں تک کہ کوئی فساد نہ رہے اور عبادت اللہ کے لئے ہوجائے پھر اگر وہ باز آجائیں تو سوا ظالموں پر سختی کی

عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ

سزا نہیں روا نہیں ۝ ادب کے مہینے کے بدلے ادب والا مہینہ ہے اور تمام ادب ان پابندیوں کا بدلہ ہے

فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا

تو جو تم پر زیادتی کرے اس پر تم بھی اسی قدر زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر زیادتی کی ہو اور اللہ سے

اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے ۝ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور

ع لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بیشک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے ۝

شانِ نزول شرک کا فتنہ ختم ہونے تک عرب کے کافروں سے جہاد کا حکم حرمت والے مہینے میں جنگ کرنے سے

متعلق مسلمانوں و قتل راہِ خدا میں خرچ کرنے کا حکم اور خود کو ہلاکت میں ڈالنے کی ممانعت

مسئلہ (۱) حرم کی حدود میں مسلمانوں کو لڑنے سے منع کرنا گویا یہ کہ حرم کی حرمت کے خلاف ہے لیکن اگر کفار حرم میں مسلمانوں سے جنگ کی بندش کریں تو انہیں جواب دینے کے لئے وہاں بھی ان سے لڑنے اور انہیں قتل کرنے کی اجازت ہے۔ (۲) یہاں فتنہ سے شرک مراد ہے۔ (۳) ان احکام کے عملی اطلاق پاکیزہ اور اعلیٰ ظرف سے بلند کاموں میں ہے جذبات جب انتقام کے جوش اور دشمن پر قابو حاصل ہوتے وقت بدلہ لینے میں مسلمانوں کو تقویٰ اور حدود و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیے اور زیادتی کرنے سے منع کیا جارہا ہے

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ

اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو پھر اگر تمہیں روک دیا جائے تو (حرم میں قربانی کا جانور بھیجو جو میسر آئے

وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جائے پھر جو تم میں

مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ

بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے تو روزے یا خیرات یا قربانی کا بدلہ دے

فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ۪ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ

پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر قربانی جو میسر ہو

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا

پھر جو (قربانی کی قدرت) نہ پائے تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب (اس وقت) جب

رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

تم اپنے گھر لوٹ کر جاؤ یہ مکمل دس ہیں۔ یہ حکم اس کے لئے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو

لغات: حج اور عمرہ سے متعلق چند احکام ۔ تو جب (حصہ یعنی حج سے روکے جانے کے احکام)

حج تمتع و قران یعنی ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج کرنے والے حج تمتع کرنے کی حالت کیسی ہے؟

حکم: ① حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد کسی وجہ سے جیسے دشمن یا دوست سے خوف یا سفر کی وجہ سے مرض یا دوا سے نے غالب گمان کی بنا پر حج و عمرہ پورا نہ کرسکنے کو احصار کہتے ہیں۔ ② احرام کی حالت میں جو پابندیاں اور احکام ذکر کئے گئے ہیں یعنی بال نہ منڈانا ہے وہ احکام اور ذکر کردہ ممنوعات جو بھی کسی وجہ سے جیسے بیماری وغیرہ کی سخت تکلیف کے باعث ہوگی تو اس میں قربانی سے پہلے تین مسکینوں کو ایک ایک صدقہ دینے یا دونوں وقت پیٹ بھر کھانا یا تین روزے رکھنے یا قربانی کرنے کا اختیار ہوگا۔ ③ جو شخص ایک ہی سفر میں حج و عمرہ کی سعادت حاصل کرے تو اس پر بطور شکرانہ قربانی لازم ہے اگر قربانی کی قدرت نہ ہو تو دس روزے رکھے، تین روزے احرام باندھنے کے بعد ۹ ذوالحجہ سے پہلے پہلے رکھ لے اور ۷ روزے گھر واپسی کے بعد رکھے۔ ④ حج تمتع یا حج قران کا حاصل ہونا صرف آفاقی یعنی میقات سے باہر والوں کے لئے ہے۔ حدود میقات میں اور اس سے اندر رہنے والوں کے لئے حج تمتع کی اجازت ہے اور حج قران کی وہ صرف حج الرادہ کرسکتے ہیں۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ شدید عذاب دینے والا ہے ○ حج چند معلوم

مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ

مہینے ہیں تو جو ان میں حج کی نیت کرے تو حج میں نہ عورتوں کے پاس جانا ہو اور نہ کوئی گناہ ہو

وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوْا

اور نہ کسی سے جھگڑا ہو اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے اور زادِ راہ ساتھ لے لو

فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿١٩٧﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

پس سب سے بہتر زادِ راہ پرہیزگاری ہے اور اے عقل والو مجھ سے ڈرتے رہو ○ تم پر

جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا

کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو تو جب تم عرفات سے واپس لوٹو تو

اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ

مشعر حرام کے پاس اللہ کو یاد کرو اور اس کا ذکر کرو جیسے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے حالانکہ تم اس سے پہلے

قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿١٩٨﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا

ضرور بھٹکے ہوئے تھے ○ پھر (اے قریش) تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے دوسرے لوگ پلٹتے ہیں اور اللہ سے مغفرت

تشریح حج میں کچھ معلوم چیزیں — تقویٰ بہترین توشۂ سفر — دورانِ حج کاروبار، عبادت اور دل لگی کی کوشش کا حکم

لغت ① عقل والے کہہ کر اس سے مخاطب کیا تاکہ لوگوں کو سمجھ آجائے کہ عقل کا تقاضا تو یہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے وہ سب عقلوں کی طرح ہے۔ عقل وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے خوف پیدا کرے اور جس عقل سے آدمی بے دین بنے وہ عقل نہیں بلکہ بے عقلی ہے۔ ② قبیلہ قریش کے دیگر لوگوں کے ساتھ عرفات میں وقوف کرنے کے بجائے مزدلفہ میں ٹھہرے رہتے اور جب وہ عرفات سے پلٹتے تو یہ مزدلفہ سے پلٹتے۔ ان میں بڑی بڑائی سمجھتے تھے۔ اس آیت میں انہیں حکم دیا گیا کہ وہ بھی سب کے ساتھ عرفات میں وقوف کریں اور سب کے ساتھ واپس ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی احکام میں اونچ نیچ کے اعتبار سے کمی بیشی اور ذاتی شان کے رتبے اور مقام کی وجہ سے ان میں تبدیلی ہوتی ہے بلکہ امیر و غریب گورے کالے، عرب عجمی سب کے لئے اسلام کے احکام برابر ہیں۔

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ

طلب کرو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے○ پھر جب تم حج کے کام پورے کر لو تو اللہ کا ذکر

كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا

جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو بلکہ اس سے بڑھ کر[1] اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے ہمارے رب ہمیں

فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ

دنیا میں دیدے[2] اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں○ اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے ہمارے رب

اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ

ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آخرت میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا○ ان

لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْٓ

لوگوں کے لئے ان کے کمائے ہوئے حال سے حصہ ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے○ اور گنتی کے

اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِىْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ

دنوں میں اللہ کا ذکر کرو[3] تو جو جلدی کرکے دو دن میں (منیٰ سے) چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں[4] اور جو پیچھے رہ جائے

ف ۱ طلب دنیا اور طلب آخرت میں حاصل فرق — منیٰ میں قیام کے احکام

ف ۱ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب حج کے بعد منیٰ کے قریب اپنے باپ دادا کے فضائل بیان کیا کرتے تھے۔ اسلام میں بتایا گیا کہ یہ شہرت اور خود نمائی کی بیکار باتیں ہیں، ان کے بجائے ان عملوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ یاد رہے کہ مومن کو یہاں بھی بھلائی طلب کرنا چاہیے تو دنیا بھی جائز ہے اور یہ طلب، یہ کوششیں تائید و تقویت کے لئے ہو تو یہ دعا بھی امور دین سے شمار ہوگی۔ لیکن یہ یاد رہے کہ آخرت کو اصلا فراموش کرکے صرف دنیا مانگنا ہر حال مسلمان کے شایان شان نہیں۔ **ف ۲** گنتی کے دنوں سے مراد ایام تشریق ہیں اور ذکر اللہ سے مراد رمی جمرات کے وقت تکبیر کہنا ہے اور رمی سے مراد یہ ہے کہ کسی نہ کسی قیام سے دوران اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہو۔ **ف ۳** یہاں رمی جمرات سے بچے جانے سے مراد دسویں ذوالحجہ کے بعد دن ہیں۔ مطلب یہ کہ اگر کوئی شخص بارہ تاریخ کی رمی کرکے کسی سے واپس آجائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اگرچہ تیرہ تاریخ کی رمی کرکے واپس آنا افضل ہے

فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ لِمَنِ اتَّقٰى ۣ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝٢٠٣

تو اس پر بھی (کوئی) گناہ نہیں۔ یہ بشارت ہے پرہیز گاری کے لئے ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم کو اسی کی طرف اکٹھے جانا ہے ○

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰي مَا

اور لوگوں میں سے کوئی تو ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تمہیں بہت اچھی لگتی ہے اور وہ اپنے دل کی بات پر اللہ کو

فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝٢٠٤ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا

گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے ○ اور جب پیٹھ پھیر جاتا ہے تو اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ملک میں فساد پھیلائے

وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝٢٠٥ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ

اور کھیت اور مویشی برباد کرے اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا ○ اور جب اس سے کہا جائے کہ

اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝٢٠٦ وَ

اللہ سے ڈر تو اسے اور غرور گناہ پر آمادہ کرتا ہے تو ایسے کو جہنم کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے ○ اور

مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝٢٠٧

لوگوں میں سے کوئی وہ ہے جو اللہ کی رضا تلاش کرنے کے لئے اپنی جان بیچ دیتا ہے اور اللہ بندوں پر بڑا مہربان ہے ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ

اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو

شان نزول یہ خاص منافق کی خبر ہے ۔۔۔ دوسرے کی کے لئے جان قربان کرنے بخش تجارت ہے

حدیث کا احکام کی تعمیل میں دل و جان سے کوشش کرنا

لغت (۱) یہاں آیت میں گرچہ ایک خاص منافق کا ذکر ہے لیکن یہ آیت بہت سے لوگوں کو سمجھانے کے لئے کافی ہے۔ ہمارے معاشرے میں بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی زبان بڑی میٹھی ہوتی ہے گفتگو بڑی دلکش کرتے ہیں، بڑی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں لیکن جب وہ دوسروں کے معاملات میں، لوگوں میں یا خاندانوں میں مداخلت کرتے اور بالآخر بربادی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ منافق کی ایک علامت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ اگر اسے سمجھایا جائے تو اپنی بات پر اڑ جاتا ہے دوسرے کی بات ماننا اپنے لئے توہین سمجھتا ہے جس کے نتیجے میں بعض اوقات خونریزی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ افسوس کہ ہمارے معاشرے میں بھی ایسے لوگوں کی بھرمار ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٢٠٨﴾ فَإِن زَلَلْتُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ

بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ○ اور اگر تم پھسل جاؤ اس کے بعد بھی کہ تمہارے پاس روشن دلیلیں آ چکیں

فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٠٩﴾ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ

تو جان لو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے ○ کیا وہ اسی چیز کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس

فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٢١٠﴾

بادل کے سائبانوں میں اللہ کا حکم آ جائے اور فیصلہ کر دیا جائے اور اللہ ہی کی طرف سب کام لوٹائے جاتے ہیں ○

سَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَمْ آتَيْنَاهُم مِّنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ ۗ وَمَن يُبَدِّلْ نِعْمَةَ

بنی اسرائیل سے پوچھ کہ ہم نے انہیں کتنی روشن نشانیاں دیں ○ اور جو اللہ کی نعمت کو

اللَّهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢١١﴾ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا

اس کے آنے کے بعد بدل دے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے ○ کافروں کی نگاہ میں

عنوان ۱ (واضح دلیلوں کے باوجود دینِ اسلام سے خلاف ورزی کی سخت ممانعت ہے۔ دینِ اسلام چھوڑنے سے عذاب

عنوان ۲ (بنی اسرائیل سے روشن نشانیوں کے بارے میں سوال۔ نعمت کی تبدیلی کرنے والوں کو تنبیہ

عنوان ۳ (کافروں کے لئے دنیوی زندگی کا خوشنما بنایا جانا۔ روزِ قیامت مسلمانوں کا ان سے بلند ہونا

تشریح ① اس سے مراد یہ ہے کہ اگر تم لوگ واضح دلیلوں کے باوجود اسلام میں مکمل داخل ہونے سے دور رہے اور اسلام کی کسی بھی خلاف ورزی کا ارتکاب کیا تو یہ تمہارے لئے بہت بڑا جرم ہوگا۔ ② یا اس کا یہ معنی ہے کہ بنی اسرائیل سے روشن نشانیوں کے بارے میں پوچھ حقیقت میں تمہیں سمجھانے کے لئے ہے ورنہ ان کی ہٹ دھرمیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو ان سے کوئی فائدہ حاصل ہونے کی توقع نہیں ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ کی نعمت سے آیاتِ الٰہیہ مراد ہیں جو ہدایت کا سبب ہیں اور ان کی بدولت ہی نجات حاصل ہوتی ہے۔ انہیں میں سے وہ آیات ہیں جن میں نبی کریم ﷺ کی صفات، آپ کی نعت و صفت اور آپ کی نبوت و رسالت کا بیان ہے اور یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں میں تحریف کرتے ہوئے اس کا رد و تبدیل کر دیا ہے۔ ④ کافروں کے لئے دنیوی زندگی آراستہ کر دیئے جانے سے مراد یہ ہے کہ انہیں یہی زندگی پسند ہے وہ اسی کی قدر کرتے اور اسی پر مرتے ہیں۔ مراد ہے یہ کہ یہ دنیوی زندگی وہ ہے جس کی خواہشات میں صرف وہ اور جو توشہ آخرت جمع کرنے میں مشغول ہو وہ بھی حقیقی زندگی نہیں ہے۔

وقف لازم

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا

دنیا کی زندگی کو خوشنما بنا دیا گیا ہے اور وہ مسلمانوں پر ہنستے ہیں اور جو لوگ پرہیزگار ہیں

فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۲۱۲

قیامت کے دن ان کافروں سے اوپر ہوں گے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی عطا فرماتا ہے ○

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠

ابتدا میں سب لوگ ایک ہی دین پر تھے (پھر یہ حالت باقی نہ رہی) تو اللہ نے پیغمبر بھیجے خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے

وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ

اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری تاکہ لوگوں کے درمیان ان کے اختلافات میں فیصلہ کر دے

وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی انہوں نے ہی اپنے باہمی بغض و حسد کی وجہ سے کتاب میں اختلاف پیدا کیا (اور) ان کے پاس

بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ

ان سے پاس دلائل آچکے تھے (یہ اختلاف) اللہ نے اپنے فضل سے جن لوگوں کو اپنے حکم سے حق بات کی ہدایت دی جس میں

بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۲۱۳ اَمْ حَسِبْتُمْ

وہ اختلاف کر رہے تھے اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے ○ یا تمہارا یہ گمان ہے؟

عنوان اختلاف ہدایت کے بعد لوگوں کا اختلاف، اس کی وجہ، مسلمانوں پر حق ہدایت

(مسلمانوں کا امتحان اور سابق امتوں کی تکلیف و شدت کا بیان)

ربط اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غریب مسلمانوں کا مذاق اڑانا کافروں کی سنت چلی آئی ہے۔ فائدہ: اچھا مال دار جو عزت دار نہیں ہے جبکہ مومن اگرچہ غریب ہو اور کسی بھی قوم سے ہو عزت والا ہے بشرطیکہ متقی ہو۔ (2) اس اختلاف مذموم نہیں تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور ان سے اور علیہ السلام سے اختلاف کرنا بیشک حق، صحیح ہونے کے باوجود اختلاف کرنا غلط ہے۔ (3) یہ آیت غزوۂ احزاب کے متعلق نازل ہوئی جہاں مسلمانوں کو دشمنوں کے بھوک و سردی کی سخت تکلیفیں پہنچی تھیں جس میں انہیں صبر کی تلقین فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ راہ حق میں تکالیف اٹھانا ہمیشہ سے حاصلان حق کا معمول رہا ہے

اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ

کہ جنت میں داخل ہوجاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر پہلے لوگوں جیسی حالت نہ آئی۔

مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ

انہیں سختی اور شدت پہنچی اور انہیں زور سے ہلا ڈالا گیا یہاں تک کہ رسول اور اس کے ساتھ

اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ

ایمان والے کہہ اٹھے، اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سن لو بیشک اللہ کی مدد قریب ہے ۝ آپ سے سوال کرتے ہیں

مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَ

کیا خرچ کریں؟ تم فرماؤ جو کچھ مال تم خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور

الْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ

یتیموں اور محتاجوں اور مسافر کے لئے ہے ۝ اور تم جو بھلائی کرو بیشک اللہ اسے

عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا

جانتا ہے ۝ تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے حالانکہ وہ تمہیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں ناگوار ہو

شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

ناپسند ہو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے

وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ ع ۲۲

اور تم نہیں جانتے ۝ آپ سے حرمت والے مہینہ میں جہاد کرنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں تم فرماؤ

خلاصہ: ... بروز حشر میں کتنی صدقہ دینے کی یہ اعلیٰ حد اور اس کا مصرف ... چھٹی فرضیت اور مسلمانوں کو نصیحت

... ماہ حرام میں جہاد کی اجازت کی صورت

ربط: اس آیت میں صدقہ نافلہ کا بیان ہے۔ ماں باپ کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں ۝ کس چیز کے چھوڑنے کا حکم دیا اور کس چیز کے کرنے کا حکم دیا وہ ہر حال ہمارے لئے بہتر ہے اور جس سے منع فرمایا وہ ہر حال ہمارے لئے بہتر نہیں ہے

قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۙ

اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے روکنا

وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ

اور اس کے رہنے والوں کو وہاں سے نکال دینا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے[1] اور فتنہ قتل سے بھی بڑا جرم ہے

وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ

اور وہ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان سے ہو سکے تو تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں[2] اور تم میں جو

يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے پھر کافر ہی مر جائے تو ان لوگوں کے تمام اعمال

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

دنیا و آخرت میں برباد ہو گئے اور وہ دوزخ کے لائق ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے[3] ۝

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے اللہ کے لئے اپنے گھر بار چھوڑ دیئے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا

حاشیہ ۱ مرتد ہونے کی حالت میں مرنے والے کی مرائکاں ہیں

یہاں ان سے ہجرت اور جہاد سے پہلے عمال کرنے والے مراد ہیں جو اسلام لانے کی امیدوار ہیں

حاشیہ ۲ اس سے معلوم ہوا کہ خود لڑنے والے جنگوں میں مبتلا ہونے والے یا جو دوسروں پر ظلم کرتا کافروں کا طریقہ ہے۔ یہ جو ہمارے ہاں بھی عام ہے کہ لڑنے والی قومیں اور قبیلے یہی کرتے ہیں اور قوموں سے بڑھ کر بھی گندگی سے آلودہ ہوتے ہیں۔ ② اس آیت میں خبر دی گئی کہ کفار مسلمانوں سے ہمیشہ عداوت رکھیں گے اور جہاں تک ممکن ہو گا وہ مسلمانوں کو دین سے منحرف کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے چنانچہ آج بھی کفار کی بڑی بڑی تنظیمیں مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو اسلام سے پھیرنے کی اخلاقیات تباہ کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں۔ ③ یاد رکھیں کہ مرتد ہونا بہت سخت جرم ہے افسوس آج کل مسلمانوں کی کثرت ان سے بنیادی عقائد سے اعلم ہے کئی وجوہ سے مختلف توقع پر ان میں عربیہ جملوں کی بھرمار ہے

أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢١٨﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ

وہ رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ آپ سے شراب اور جوئے

الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۖ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ

کے متعلق سوال کرتے ہیں، تم فرما دو ان دونوں میں گہرا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ دنیوی منافع بھی ہیں اور ان کا گناہ

مِن نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ

ان کے نفع سے زیادہ ہے۔ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں؟ تم فرما دو جو ضرورت سے زائد ہو اسی طرح اللہ

لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١٩﴾ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۗ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ

تم سے نشانیاں بیان فرماتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو ○ دنیا اور آخرت کے کاموں میں (غور کرو)۔ اور تم سے یتیموں کا

الْيَتَامَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ ۚ وَاللَّهُ

مسئلہ پوچھتے ہیں۔ تم فرما ان کا بھلا کرنا بہتر ہے اور اگر ان کے ساتھ اپنا خرچہ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ

يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ

بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے بخوبی جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا بیشک اللہ زبردست

حَكِيمٌ ﴿٢٢٠﴾ وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ

حکمت والا ہے ○ اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بیشک مسلمان لونڈی

لغات: خمر: شراب ہر جوئے کی قسم میسر: صدقہ فی سبیل اللہ عفو: یتیموں کا مال جسے ان سے لیتے کا شرعی حکم

مشرکہ عورت اور مشرک مرد سے نکاح حرام قطعی ہے

حل: ① اس سے معلوم ہوا کہ عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ پر اجر دینا واجب نہیں ہو جاتا بلکہ ثواب دینا محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ② اگرچہ اس آیت کا حکم یتیموں کی مالی اصلاح کے بارے میں ہے مگر اصلاح کے لفظ میں ساری مصلحتیں داخل ہیں۔ یتیموں کے اخلاق، عمل، روایت، تعلیم سب کی اصلاح کرنی چاہئے۔ یوں سمجھیں کہ یتیم بھی مسلمہ قوم کے اولاد کی طرح ہیں ③ یہ فرمان بہت جامع ہے دوستی کے ہزاروں شعبوں کے لاکھوں معاملات میں رہنمائی کے لئے کافی ہے کہ جہاں ایک کی چیز میں اچھی اور دوسرے کی بری ہو وہاں دوسرے لوگ اگرچہ بری سے کو جانتے ہوں لیکن اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے

مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۚ وَ

مشرک عورت سے نکاح نہ کرو جب تک وہ تمہیں پسند ہو اور (مسلمان عورتوں کو) مشرکوں سے نکاح نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں اور

لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۗ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ

یقیناً مسلمان غلام مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ مشرک تمہیں پسند ہو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

اور اللہ اپنے حکم سے جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور اپنی آیتیں لوگوں سے لئے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا ع ۲۲

نصیحت حاصل کریں ○ اور تم سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں تم فرما دو وہ ناپاکی ہے تو حیض کے دنوں میں

النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ

عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ جب تک پاک نہ ہو جائیں ○ پھر جب خوب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس وہاں سے جاؤ

مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾

جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے بیشک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور خوب صاف ستھرے رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے ○

نِسَاۗؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۡ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ۭ

تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو ① پہلے کام اپنے لئے کرو

ترجمہ: حیض (عورتوں کی ناپاکی) اور اس سے چند احکام — ازدواجی تعلقات کے بارے میں رہنمائی اور نیک عمل کرنے کا حکم

تفسیر: ① انتہائی افسوس ہے کہ قرآن میں اتنی صراحت و وضاحت سے حکم آنے کے باوجود مسلمان لڑکوں میں مشرک لڑکیوں کے ساتھ اور یہودی کافر لڑکوں اور مسلمان لڑکیوں میں باہم شادیوں کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ اس تمام صورتحال کا وبال دنیا میں طوائف کے اڈوں پر بھی ہے اور ان والدین پر بھی جو اپنی جوان اولاد کو اس جہنم میں جھونکتے ہیں۔ یہ بھی اس کا وبال ان نام نہاد عاقل دانشوروں پر بھی ازحد مرعوبوں اور دین دشمن قلمکاروں پر بھی ہے جو اس کی تائید و حمایت میں دلائل دیتے ہیں۔ ② حیض کی حالت میں عورتوں سے ہم بستری کرنا حرام ہے۔ بقیہ امور سے گفتگو، دان کے ساتھ کھانا پینا حتیٰ ان کا جوٹھا کھانا بھی جائز ہے گناہ نہیں۔ ③ عورت سے ہر طرح لطف اندوز ہوا جا سکتا ہے، بشرطیکہ صحبت اگلے مقام میں ہو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم اس سے ملنے والے ہو اور (اے حبیب) ایمان والوں کو بشارت دو ○ اور اپنی قسموں کی

اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَ

(بات) سے اللہ کے نام (کی آڑ) احسان سے اور پرہیزگاری (اور) لوگوں میں صلح کرنے میں آڑ نہ بناؤ اور

اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ

اللہ سننے والا جاننے والا ہے ○ اور اللہ ان قسموں میں تمہاری گرفت نہیں فرمائے گا جو بے ارادہ زبان سے نکل جاتی ہیں

يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ

ہاں گرفت فرماتا ہے جن کا تمہارے دلوں نے قصد کیا ہو اور اللہ بہت بخشنے والا بڑا حلم والا ہے ○ اور (ہاں) جو

يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ

اپنی بیویوں سے (قسم کھا) بیٹھیں ان کے لئے چار مہینے کی مہلت ہے پھر اگر اس مدت میں رجوع کر لیں تو اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾

بخشنے والا مہربان ہے ○ اور اگر وہ طلاق (کا پختہ) ارادہ کر لیں تو اللہ سننے والا جاننے والا ہے ○

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ

اور طلاق والی عورتیں اپنے کو تین حیض تک روکے رکھیں اور انہیں حلال نہیں کہ

عنوان: ایلاء کا معنی کسی کے قسم کھانے سے ممانعت — جماع کی قسم کھانا ایلاء کہلاتا ہے

ایلاء کی قسم کھانے والوں کے لئے شرعی حکم — ایلاء کے بعد عدت رجوع کے چند احکام

حل لغات: ۱ یہاں ایک اہم مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی سے ناراض ہو تو اس کو چاہئے کہ قسم کھا کر بات چیت بند نہ کرے بلکہ اسے چاہئے کہ قسم کا کفارہ دے دے ② بات پر قسم نہ کھانی چاہئے۔ بعض لوگ قسم کو تکیہ کلام بنا لیتے ہیں کہ ان کی ہر دوسری بات پر قسم جاری ہوتی ہے۔ اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں نکلتا۔ بات بگڑ جاتی ہے یا جھوٹ کا گناہ ہوتا ہے یہ سخت معیوب عمل ہے ③ یہ قسم کھانا کہ میں اپنی بیوی سے چار مہینے تک یا کبھی صحبت نہ کروں گا اسے ایلاء کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر قسم توڑ دے اور چار مہینے کے اندر صحبت کر لے تو اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے اور اگر چار مہینے کے بعد عورت کو طلاق بائن پڑ جائے گی۔

يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ

ن کو چھپائیں جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا ہے ۭ اگر وہ اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں

وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ

اور ان کے شوہر اس مدت کے اندر انہیں پھیر لینے کا حق رکھتے ہیں ۭ اگر اصلاح کا ارادہ رکھتے ہوں [1] اور عورتوں کے لئے

مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ

بھی مرد پر شریعت کے مطابق ویسے ہی حق ہے جیسا ان (مرد) کا عورتوں پر ہے اور مردوں کو ان پر فضیلت حاصل ہے ۭ اللہ

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۭ ع ۲۹

غالب و حکمت والا ہے ۝ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا اچھے طریقے سے چھوڑ دینا ہے [2]

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـــًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ

اور تمہیں حلال نہیں کہ تم نے جو کچھ عورتوں کو دیا ہو اس میں سے کچھ واپس لو مگر اس صورت میں کہ دونوں کو اندیشہ ہو

اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ

کہ وہ اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے ۭ تو اگر تمہیں خوف ہو کہ میاں بیوی اللہ کی حدوں کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو ان پر کسی

عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ

دوسرے معاملے میں کچھ گناہ نہیں جو عورت بدلے میں دے کر چھٹکارا حاصل کرے ۭ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی

مسئلہ: جس طلاق کی تعداد ۔ خلع کا بیان

فائدہ ① آیت میں "اگر وہ" کے لفظ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ طلاق رجعی میں رجوع کے لئے عورت کی رضامندی کی بھی ضرورت نہیں صرف مرد کا رجوع کافی ہے ہاں ظلم کرنے اور عورت سے بدلہ لینے کے لئے رجوع کرنا سخت برا ہے افسوس کہ ہمارے ہاں کی جہالت میں بھی کئی بیویوں پر ظلم و ستم اور سسرال سے انتقام لینے کا ذریعہ بنا لیا جاتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات تو شادی کی رات ہی سے کی جاتی ہے اور بعض اوقات طلاق کے بعد رجوع اس نیت سے کیا جاتا ہے ② اچھے طریقے سے روکنے سے مراد رجوع سے رک جانا اور اچھے طریقے سے چھوڑ دینے سے مراد ہے کہ طلاق سے عدت ختم ہونے دے کہ اس طرح یہ طلاق بائنہ ہو جاتی ہے شریعت نے طلاق دینے کے دو طریقے بتائے ہیں دونوں صورتوں میں بھلائی اور خیر خواہی کا حکم دیا ہے، احادیث میں دونوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جس میں انتہائی سختی سے طلاق دینے میں بھی غلط طریقے اور بیوی کو ستانے میں بھی غلط طریقے اللہ تعالیٰ سے بہت خطرناک

حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ

حدوں سے آگے بڑھے وہی لوگ ظالم ہیں ○ پھر اگر شوہر بیوی کو (تیسری) طلاق دیدے تو جب تک وہ عورت اس کے علاوہ کسی

حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ

دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے اس پر حلال نہیں (۲) پھر اگر دوسرا شوہر بھی طلاق دیدے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں پھر

اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ

آباد ہوجائیں اگر دونوں یہ سمجھیں کہ (اب) اللہ کی حدوں کو قائم رکھ لیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں وہ جاننے والوں کے لئے بیان

يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

فرماتا ہے ○ اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت (یعنی تین حیض) کے قریب پہنچ جائیں تو انہیں قید کرلو جیسے

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ

طریقے سے رکھ لو یا اچھے طریقے سے چھوڑ دو اور انہیں نقصان پہنچانے کے لئے نہ روکو تاکہ تم ان پر زیادتی کرو

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۚ

اور جو ایسا کرے تو اس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا مذاق نہ بناؤ

ف ۱ تین طلاقوں کے بعد عورت شرعی علاحدگی کے بغیر پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں

عورت کو دیئے جانے والی طلاق، اس سے دونوں عورتوں میں اچھے سلوک کا حکم، اور عورتوں پر ظلم حرام ہونے کا بیان

ف ۲ (۱) تین طلاقیں تین مہینوں میں دی جائیں یا ایک مہینے میں یا ایک نشست میں یا ایک جملے میں ہر صورت تینوں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے تین طلاقوں کے بعد بغیر شرعی طریقے کے مرد و عورت کا ساتھ رہنا بغیر نکاح کے صریح حرام و ناجائز ہے اور ایسی صلح کی کوشش کروانے والے بھی گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ (۲) طلاق دیں عورت کی عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع سے یا عدت کے بعد نکاح سے لیکن اس اختیار کو ظلم و زیادتی کا حیلہ بنانا ممنوع، ناجائز ہے۔ جو اس طرح کرتا ہے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور یہ فعل سراسر اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو مذاق بنانے کے مترادف ہے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ کائنات میں بیویوں پر ظلم، ستم اور عظام شرعیہ کی مخالفت کو اور عوام بھی جانتے ہیں اللہ تعالیٰ تو یقیناً جانتا ہے اور اس کی بارگاہ میں تو جواب دہی کرنی پڑے گی۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ

اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر اور جو اس نے تم پر نازل کی کتاب اور حکمت اس کی وہ تمہیں

يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۲۳۱

نصیحت فرماتا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا ہے ۝

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی (عدت کی) مدت پوری ہو جائے تو انہیں عورتوں کے خاوند انہیں اپنے شوہروں سے

اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ

نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ آپس میں شریعت کے موافق راضی ہو جائیں یہ نصیحت ہے اس شخص کو جو تم میں سے

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ

اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ تمہارے لئے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ کام ہے اور اللہ جانتا ہے اور

اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۲۳۲ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ

تم نہیں جانتے ۝ اور مائیں بچے جنیں تو چاہیے کہ دو سال دودھ پلائیں

لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ

(یہ حکم) اس کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے اور بچے کے باپ پر دستور کے مطابق عورتوں کے کھانے اور پہننے کی

آسان ترجمہ: طلاق کے بعد عدت گزارنے والی عورتوں میں سے جو عورتیں خاوند کی حامل ہوں تو ان کی عدت وضع حمل تک ہے ۲۳۳

بچے کو دودھ پلانے سے متعلق چند شرعی احکام

حل لغات: جب کسی عورت کی عدت گزر جائے اور عدت کے بعد وہ عورت کسی سے نکاح کا ارادہ کرے خواہ وہ پہلا خاوند ہو یا کوئی اور ہو یا وہ عورت جس کو طلاق رجعی ہوئی تھی تو اگر وہ مرد وہ عورت باہم حاملہ ہیں تو عورت کے سرپرستوں کو یا وہ خود منع کرنے کا حق نہیں۔ ② یعنی اس حکم پر عمل کرنا تمہارے لئے زیادہ پاکیزگی اور طہارت کا باعث ہے کیونکہ عموماً حالات سابقہ تعلقات کی وجہ سے عورتیں فوراً قدم نہیں اٹھاتیں جو بعد میں سب کے لئے پریشانی کا باعث بنتا ہے، یہ نے عورتوں کو نکاح سے ملانے منع کیا ہے۔

③ بچے کو دودھ پلانے سے متعلق احکام کی تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے تفسیر صراط الجنان ج ۱ ص 515 کا مطالعہ فرمائیں۔

بِالْمَعْرُوْفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَ

و۔ داری ہے کسی جان پر اتنا ہی بوجھ کہا جائے گا جتنی اس کی طاقت ہو۔ ماں کو اس کی اولاد کی وجہ سے تکلیف نہ دی جائے اور

لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا

نہ باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے تکلیف دی جائے[۱] اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی یہی حکم ہے[۲] پھر اگر ماں باپ دونوں

عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ

آپس کی رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر گناہ نہیں اور اگر تم چاہو کہ اپنی اولاد کو

تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ

پالنے والی سے دودھ پلوائیں تو بھی تم پر کوئی مضائقہ نہیں جب کہ جو معاوضہ دینا تم نے مقرر کیا ہو وہ

بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾

بھلائی کے ساتھ ادا کر دو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ○

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ

اور تم میں سے جو مر جائیں اور بیویاں چھوڑیں تو وہ بیویاں چار مہینے اور دس دن اپنے آپ کو

اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

روکے رکھیں[۱] پھر جب وہ اپنی (اقتائی) مدت کو پہنچ جائیں تو اے والیو تم پر اس کام میں کوئی حرج نہیں

لغات: فوت شدہ آدمی کی بیوی کی عدت کا بیان

ترجمہ: [۱] ماں کو ضرر دینا یہ ہے کہ ایسی صورت میں اس پر دودھ پلانا ضروری نہیں اس میں سے دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے اور باپ کو ضرر دینا یہ ہے کہ اس کی طاقت سے زیادہ اس پر ذمہ داری ڈالی جائے [۲] آیت کا یہ حصہ کہ نہ ماں بچے کی وجہ سے تکلیف دے اور نہ باپ ماں کا بچے کی وجہ سے ضرر دینا یہ ہے کہ اس کو اس وقت پر دودھ پلانے سے روکے اس کی گود لی۔ کھلے۔ بچے ساتھ ماں کو لیے کے بعد چھوڑ دے اور باپ کا بچے کی وجہ سے ضرر دینا یہ ہے کہ ماں سے بچہ کو ماں سے چھین لے یا ماں کے حق میں کوئی ایسی بات کرے جس سے بچہ کو نقصان پہنچے [۱] اگر باپ فوت ہو گیا ہو تو جو رشتہ دار یا باپ کی طرف سے ہوں گے وہ سب اس کے قائم مقام ہوں گے۔ [۱] اس آیت میں فوت شدہ آدمی کی بیوی کی عدت کا بیان ہے یعنی بیوی کی عدت چار مہینے دس دن ہے یہ اس صورت میں ہے جب شوہر کا انتقال چاند کی پہلی تاریخ کو ہوا ہو اور عدت 130 دن پورے کرے گی مزید تفصیل تفسیر صراط الجنان ج 1 ص 369 پر ملاحظہ کریں۔

فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

ہو عورتیں اچھے معاملہ میں شریعت کے مطابق کر لیں اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ۝

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاۗءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ

اور تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں جو اشارے کنائے سے تم عورتوں کو نکاح کا پیغام دو یا اپنے دل میں

اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا

چھپا رکھو اللہ کو معلوم ہے کہ اب تم ان کا تذکرہ کرو گے لیکن ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو

اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۬ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى

مگر یہ کہ شریعت کے مطابق دل بات کہہ دو اور عقد نکاح کو پختہ نہ کرنا جب تک عدت کا

يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ

لکھا ہوا حکم اپنی انتہا (اختتام) مدت کو نہ پہنچ جائے اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے

فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ ع ۲۳۵

تو اس سے ڈرو اور جان رکھو کہ اللہ بہت بخشنے والا حلم والا ہے ۝ تم عورتوں کو طلاق دیدو تو جب تک

طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ

تم نے ان کو چھوا نہ ہو یا کوئی مہر مقرر کیا ہو تب تک تم پر کچھ مطالبہ نہیں اور ان کو (کچھ خرچ) برتنے کو دو

عنوان عدت وفات گزارنے والی عورت کے ساتھ نکاح سے متعلق شرعی احکام

عورت کے حق مہر سے متعلق چند شرعی احکام

ربط (۱) اس سے معلوم ہوا کہ عورتیں شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے معاملات کا فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتی ہیں اور وہ خود بھی اپنا نکاح کر سکتی ہیں البتہ مشورے سے چلنا بہر حال بہتر ہے۔ (۲) وفات کی عدت گزارنے والی عورت سے نکاح کرنا یا نکاح کا کھلا پیغام دینا یا نکاح کا وعدہ کرنا تو حرام ہے لیکن پردے کے ساتھ خواہش نکاح کا اظہار گناہ نہیں مثلاً یہ کہے کہ تم بہت اچھی عورت ہو یا اپنا ارادہ دل ہی میں رکھے اور زبان سے کسی طرح کا تذکرہ نہ کرے یہ بھی گناہ نہیں۔ (۳) اس آیت سے مہر کے چند مسائل یاں کئے ہیں ان کی تفصیل جاننے کے لئے تفسیر معارف القرآن، ج ۱ ص 369 تا 376 کا مطالعہ فرمائیں۔

عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ

مالدار پر اس کی حالت کے مطابق اور تنگدست پر اس کی حالت کے مطابق لازم ہے۔ شرعی دستور کے مطابق اچھی طرح دینا ①

حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ

یہ بھلائی کرنے والوں پر واجب ہے ﴿۲۳۶﴾ اور اگر تم عورتوں کو انہیں چھونے سے پہلے طلاق دیدو

وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّاۤ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ

اور تم ان کے لئے مہر بھی مقرر کر چکے ہو تو جتنا تم نے مقرر کیا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ مہر معاف کر دیں یا

يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ

(شوہر) زیادہ دیدے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور یہ مرد تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری کے زیادہ نزدیک ہے ②

وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ حٰفِظُوْا عَلَى

اور آپس میں یہ دوسرے پر احسان کرنا نہ بھولو بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ﴿۲۳۷﴾ تمام نمازوں کی پابندی کرو

الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۤ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا

اور خصوصاً درمیان نماز کی اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہو جاؤ ﴿۲۳۸﴾ پھر اگر تم خوف کی حالت میں ہو تو پیدل

عنوان طلاق کے بعد بھی آپس میں خوشیاں پانے کی خواہش

عمومی طور پر تمام نمازوں اور بالخصوص عصر کی نماز کی پابندی کرنے کی تاکید — خوف کی حالت میں نماز کا شرعی حکم اور اس کا طریقہ

ربط اس آیت سے معلوم ہوا کہ علم فقہ بہت اہمیت اور فضیلت کا حامل ہے کیونکہ اس میں عبادت کے ساتھ ساتھ معاملات جیسے نکاح، حق مہر اور طلاق وغیرہ سے متعلق بھی شرعی احکام بیان کئے جاتے ہیں۔ ① عورت کی طرف سے معافی یہ ہے کہ وہ آدھے مہر سے کچھ یا پورا مہر چھوڑ دے۔ شوہر کی طرف سے معافی یہ ہے کہ وہ پورا مہر دیدے جو طے ہوا تھا یا آدھا ہوتو جتنا زیادہ دینے کی صورت یہ ہے کہ آدھا دینے کے بجائے پورا مہر دیدے۔ ② طلاق کا معاملہ اتنا حساس ہوتا ہے کہ عموماً دونوں فریق جذبہ انتقام میں اندھے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی جان کے درپے ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ یہاں پر بھی آپس میں حسن سلوک کا حکم دے رہے ہیں اور اس میں بھی خصوصاً عورت کو زیادہ تاکید کیونکہ زیادہ تر عام طور پر مرد اور اس کے خاندان کی طرف سے زیادتی ہوتی ہے۔

اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا

یا سوار جیسے تمہیں امن ہو پڑھو اللہ[1] پھر جب حالت طمینان میں ہو اللہ یاد کرو جیسا اس نے تمہیں سکھایا ہے جو تم

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖ وَّصِيَّةً

جانتے نہ تھے ○ اور جو تم میں مرجائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں گھر سے نکالے جانے

لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ

سال بھر تک خرچ دیئے کی وصیت کر جائیں[2] پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر ان معاملے میں

عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾

کوئی گرفت نہیں جو وہ اپنے بارے میں شریعت کے مطابق کریں اور اللہ زبردست[3] حکمت والا ہے ○

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ

اور طلاق والی عورتوں کے لئے بھی شرع کے مطابق خرچ ہے[4] پرہیزگاروں پر واجب ہے ○ اللہ یونہی تمہارے

اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ ع ۱۵

لئے اپنی آیتیں کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو ○ اے حبیب کیا تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا تھا جو

شانِ نزول: ایک مسنون حکم کہ مرنے والے کے لئے بیوی کو سال بھر کا نفقہ دینے کی وصیت ضروری ہے

طلاق کی عدت میں عورت کو نان نفقہ دینا شوہر پر لازم ہے

طلاق کی عدت کے دوران گھر لے جانے کا تصفیہ

موت سے بھاگنے والوں کی ایک مثال کا واقعہ

حکم: (1) یہاں دشمن یا درندے وغیرہ کے خوف کی حالت میں نماز کا حکم اور طریقہ بیان کیا گیا ہے اگر خوف کی ایسی صورت ہو کہ ایک جگہ ٹھہرنا ممکن ہو جائے تو پیدل چلتے ہوئے یا سواری پر جیسے ممکن ہو نماز پڑھ لو۔ (2) اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال تھی اور اس ایک سال میں وہ شوہر کے گھر رہتی اور نفقہ پاتی تھی پھر یہ سال کی عدت تو سورۂ بقرہ کی آیت 234 سے منسوخ ہوئی اور سال بھر کا نفقہ سورۂ نساء کی آیت نمبر 12 یعنی آیت میراث سے منسوخ ہوا۔ (3) اس لفظ "عزیز" کا مادہ "ع ز ز" ہے اس سے یہ مختلف معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے عزت والا غلبہ والا اور دوست وغیرہ۔ یہاں آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ طلاق کی عدت میں شوہر پر عورت کو نان نفقہ دینا لازم ہے۔ تفصیل کے لئے بہار شریعت ج 2 حصہ 8 سے نفقہ کا بیان مطالعہ فرمائیں۔

دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ

موت سے ڈرتے ہزاروں کی تعداد میں اپنے گھروں سے نکلے تو اللہ نے ان سے فرمایا مر جاؤ پھر انہیں زندہ فرما دیا

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾

بیشک اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے مگر اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے ○

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنْ ذَا

اور اللہ کی راہ میں لڑو اور جان لو کہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے ○ ہے کوئی جو

الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ

اللہ کو اچھا قرض دے[4] تو اللہ اس کے لئے اس قرض کو بہت گنا بڑھائے اور اللہ

يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

تنگی بھیجتا ہے اور وسعت دیتا ہے[1] تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ○ اے حبیب کیا تم نے بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو دیکھا

مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

جو موسیٰ کے بعد ہوا[2] جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دیں تاکہ ہم اللہ کی راہ میں لڑیں

قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ

اس نبی نے فرمایا کیا ایسا تو نہیں ہوگا کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے تو پھر تم جہاد نہ کرو[3] انہوں نے کہا ہمیں کیا ہو

وقف لازم

لغوی ۱ اور تنگ کرتا ہے ۲ کشادہ کرتا ہے ۳ روکتا ہے ۴ خرچ کرنے کا حکم ۵ روکنے میں خلاص کے ساتھ خرچ کرنے کی ترغیب ۶ خرچ کرنے سے کنارہ کشی

حل ۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل پر جہاد کی فرضیت اور قوم کا طرز عمل

حل ① اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اگر موت سے بھاگ کر جان بچانے کی سعی بھی کی جائے تو موت مقدر ہے وہ ضرور پہنچ کر رہتی ہے ② اور خلاص کے ساتھ خرچ کرنے کو قرض سے تعبیر فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ کا عطا فرمایا ہوا مال بندے کا مال ہی فرمایا ہوا ہے حقیقی مالک وہی ہے بندہ اس کی عطا سے مجازی مالک بنتا ہے لیکن پھر بھی مجازی مالک دینے سے دینے کو قرض سے تعبیر فرمایا ہے ③ جہاد کا حکم دینے کے بعد اب جہاد کی امت کو صلاحیت رکھنے والا ایک واقعہ بہت ہی دلچسپ تفصیلات کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے

اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا

کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہمیں ہمارے گھروں اور ہمارے بیٹوں سے نکال دیا گیا ہے تو پھر جب

كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

ان پر جہاد فرض کیا گیا تو ان میں سے تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ (باقی) سب پھر گئے اور اللہ ظالموں کو

بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ

خوب جانتا ہے ﴿۲۴۶﴾ اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا: بیشک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔

قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ

وہ کہنے لگے: اسے ہم پر حکومت کا حق کیسے حاصل ہو گا جبکہ ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق ہیں اور اسے مال میں بھی

سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي

وسعت نہیں دی گئی۔ نبی نے فرمایا: بیشک اللہ نے تم پر اسی کو منتخب فرمایا ہے اور اسے علم اور جسم میں کشادگی

الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾

زیادہ دی ہے اور اللہ جس کو چاہے اپنا ملک دے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے ﴿۲۴۷﴾

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا: اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ تابوت آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف

نشان طالوت کو فوجی سپہ سالار کا بادشاہ بنائے جانے کا واقعہ

نوٹ اس واقعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب قوم میں اعتقادی اور عملی حالت خراب ہو جاتی ہے تو ان پر ظالم و جابر قوموں کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔ اس آیت کو سامنے رکھ کر پوری دنیا کے مسلم ممالک کی اعتقادی و عملی حالت کو دیکھا جائے تو اوپر کا نقشہ بڑا واضح طور پر نظر آئے گا۔ قرآن کے اس طرز کے واقعات بیان کرنے کا مقصد صرف تاریخی واقعات بتانا نہیں بلکہ عبرت و نصیحت حاصل کرنے کی طرف لانا ہے۔ 2 عربی لفظ "بقیۃ" کا لغوی معنی ہے کسی چیز کو کھرچنا جبکہ مختلف قوموں کے محاورے میں اس سے مختلف چیزیں مراد لیتے ہیں۔ یہاں یہ لفظ بچے اور مقرر کرنے کے معنی میں ہے۔

رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ

ے دل کا تسکین ہے اور معزز موسیٰ اور معزز ہارون کی چھوڑی ہوئی چیزوں کا بقیہ ہے فرشتے اسے اٹھائے ہوئے ہوں گے بیشک

فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ

اس میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان والے ہو ۝ پھر جب طالوت لشکروں کو لے کر شہر سے جدا ہوا

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِیْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَیْسَ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ لَّمْ

تو اس نے کہا بیشک اللہ تمہیں ایک نہر کے ذریعے آزمانے والا ہے تو جو اس نہر سے پانی پئے گا وہ میرا نہیں ہے اور جو اسے

یَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّیْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِیَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا

نہ چکھے گا وہ میرا ہے سوائے اس کے جو ایک چلو اپنے ہاتھ سے بھر لے تو ان میں سے تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ سب نے اس نہر سے

قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْیَوْمَ

پانی پی لیا پھر جب طالوت اور اس کے ساتھ والے مسلمان نہر سے پار ہو گئے تو انہوں نے کہا ہم میں آج

بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ

جالوت اور اس کے لشکر کے ساتھ مقابلے کی طاقت نہیں ہے (لیکن) جو اللہ سے ملنے کا یقین رکھتے تھے انہوں نے کہا بہت دفعہ چھوٹی

ترجمہ طالوت کے دوران طالوت نے لشکریوں کی نیت ہر نے پانی سے آزمائش۔

حل لغت ① بعض علماء نے فرمایا کہ تابوت میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے اصلی تبرکات تھے قبد ں سے مراد یہی علماء ہیں جبکہ بعض نے فرمایا کہ تابوت میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے بچے تبرکات تھے اور "آل" بطور تعظیم کے بھی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے جب کچھ کہنے والی ہر چیز ہوتی ہے جیسے تابوت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نعلین شریفین یعنی پاؤں میں پہننے کے جوڑے تھی، بت کا، یہ تھے۔ ③ اس واقعے سے یہ حکمت بھی معلوم ہوئی کہ جہاد سے پہلے آزمائش رکھی جاتی ہے تاکہ جہاد پر ولی ہر دکھائے تو اس کا نتیجہ اچھا نکلے۔ جہاد میں فوج کی ترتیب اور مختلف شعبے اسی مقصد کے لئے ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بڑے امتحان سے پہلے چھوٹے امتحان سے گزر لینا چاہئے تاکہ اس سے دل میں قوت پیدا ہوتی ہے۔

قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾ وَلَمَّا بَرَزُوْا

اس لشکر اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آئی ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ○ پھر جب وہ جالوت اور اس کے

لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا

لشکروں کے سامنے آئے تو انہوں نے عرض کی اے ہمارے رب ہم پر صبر انڈیل اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور کافر قوم پر

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَ

مقابلے میں ہماری مدد فرما ○ تو انہوں نے اللہ کے حکم سے دشمنوں کو ہرا دیا اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور

اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ

اللہ نے اسے سلطنت و خاص عطا فرمائی اور جو چاہا سکھا دیا اگر اللہ لوگوں میں ایک سے دوسرے

بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾

کو دفع نہ کرے تو سارا زمین تباہ ہو جائے لیکن اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے ○

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تم پر حبیب ٹھیک ٹھیک پڑھتے ہیں اور بیشک تم رسولوں میں سے ہو ○

عنوان جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلے کے وقت صبر، ثابت قدمی اور مدد کی دعا

جالوت اور اس کے لشکر کی شکست، جالوت کا قتل اور حضرت داؤد علیہ السلام کو بادشاہی، حکمت اور علم عطا ہونا

جہاد کی ایک حکمت زمین میں فساد کو روکنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی دلیل

ربط ۱ طالوت علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کا راستہ بتاتے ہیں اور اسلامی تاریخ میں چھوٹے گروہ بڑے گروہوں پر غالب آنے کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جیسے غزوۂ بدر میں ۳۱۳ کی قلیل تعداد والے مسلمان ۱۰۰۰ کے قریب کفار کے لشکر پر غالب آئے۔ ۲ جنگِ یرموک میں ۴۰۰۰۰ کے قریب مسلمانوں نے ۲۴۰۰۰۰ کے بڑے لشکر پر غالب آیا۔ ۳ اس سے معلوم ہوا کہ دشمن سے جنگ کے وقت ظاہری اسباب پر تکیہ اور بھروسہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صبر، ثابت قدمی اور دشمنوں کے خلاف مدد کی دعا بھی کرنی چاہیے تاکہ ظاہری اسباب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد بھی شاملِ حال ہو۔ ۴ یہاں جہاد کی حکمت بیان کی گئی ہے کہ جہاد میں مصلحتیں ہیں، اگر خاص نہ کی جائے تو فتنہ و فساد بڑھ جائے گا، اگر یہ نہ ہو تو زمین سے کفر و شرک کا فتنہ ختم نہ ہو سکے گا، اگر کفار کو ختم کر دیا جائے تو ان کی جگہ دوسرے کافر آ جائیں گے، اس طرح جہاد کے ذریعے مظلوموں کی آہوں اور مظلوموں کی سسکیوں کو دبایا جاتا ہے، اچھے لوگوں کی

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ

یہ رسول ہیں (۱) ہم نے ان میں سے کوئی کو دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی، ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلندی

دَرَجٰتٍ ۭ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ

عطا فرمائی (۲) اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں اور پاکیزہ روح سے ان کی مدد کی اور اگر اللہ چاہتا

مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ

تو ان کے بعد والے اپنے میں نہ لڑتے بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکی تھیں لیکن یہ آپس میں اختلاف پڑ گئے پھر ان میں

مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۠ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا

کوئی مومن ہوا اور کوئی کافر ہو گیا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہتا ہے کرتا

يُرِيْدُ ع ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ

ہے (۳) اے ایمان والو ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرو اس دن کے آنے سے پہلے جس میں

لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

نہ خرید و فروخت ہو گی اور نہ کافروں کے لئے دوستی اور نہ شفاعت ہو گی (۴) اور کافر ہی ظالم ہیں (۵) اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں (۶)

ترجمہ: یہ رسول علیہم السلام ہیں حکمت و شان اور تین پیغمبر علیہم السلام کو خصوصی فضائل اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے

اور بعد میں مال خرچ کر کے آخرت کی تیاری کا حکم پیغمبر کی تین اہم صفات نے اسی مسائل کا بیان

لغات: عربی لفظ الرسل رسول کی جمع ہے فعل بھی ہوتا ہے اور اسم بھی یہاں اسم ہے علیہم السلام برابر ہیں البتہ ان میں درجات کا فرق ہے بعض بعض سے بڑے ہیں اور وہ سے افضل علیہ السلام سب سے اعلیٰ ہیں (۲) اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کے ملک میں اس کے ارادے کے خلاف کوئی کچھ نہیں کر سکتا اور یہی عدل و شان ہے یہی حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم پر سر تسلیم خم کیا جو انہوں نے فرمایا ہے اس کے مطابق عمل کریں (۳) قیامت کے دن اس مال کام آئے گا جسے دنیا میں ایک کاموں میں خرچ کیا ہو گا اور یہی صرف نیک دوست کام آئیں گے اور شفاعت بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہو گی اور وہ بھی صرف مسلمانوں کیلئے (۴) ظلم کے معنی ہیں کسی چیز کو غلط جگہ استعمال کرنا کافروں کا ایمان کی جگہ کفر اور طاعت کی جگہ معصیت اور شکر کی جگہ ناشکری کرنا ان کا ظلم ہے اور پھر یہاں ظلم کا سب سے بڑا درجہ مراد ہے جس کے فرمایا کافر ہی ظالم ہیں (۵) یہ آیت آیۃ الکرسی کے نام سے مشہور ہے اس میں دس جملے ہیں اللہ تعالیٰ سے متعلق انتہائی اعلیٰ مسائل کا بیان ہے درس میں جتنا عور کیے جائیں اتنے ہی اس کی عظمت اور اس کے بارے میں عقائد اتنے ہی صحیح ہوتے جائیں گے۔

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ

وہ خود زندہ ہے دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے نہ اسے اونگھ لگتی ہے اور نہ نیند جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں سب اسی کا ہے

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ

کون ہے جو اس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے؟ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور

لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ

لوگ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے اس کی کرسی آسمان اور زمین کو اپنی وسعت میں لئے ہوئے ہے

وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ

اور ان کی حفاظت سے تھکا نہیں سکتی اور وہی بلند شان والا عظمت والا ہے ۝ دین میں کوئی زبردستی نہیں [1] بیشک ہدایت کی

الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ

راہ گمراہی سے خوب جدا ہو گئی ہے تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بڑا مضبوط سہارا

الْوُثْقٰی ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ

تھام لیا جس سے کبھی ٹوٹنا نہیں [2] اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے ۝ اللہ مسلمانوں کا ولی ہے انہیں

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ

اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے [3] اور جو کافر ہیں ان کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں

حواشی [1] دین معاملے میں زبردستی نہیں [2] آپ مجھ سے ہدایت روشن طرح ظاہر ہو چکی

اسلام پر مضبوطی سے قائم رہنے کے لئے کوشش اور گمراہی سے بچنا ضروری ہے

مسلمانوں کا ولی اللہ شان ہے اور کافروں کے حمایتی شیاطین ہیں

لغت ؛ یہ ہے کہ کسی کافر کو جبراً مسلمان بنایا جائے کیونکہ اسلام سے پہلے کفر تھا۔ اسلام کی توفیق دوسروں پر زبردستی چلانے کا حکم نہیں دیا گیا۔ [2] ہر سرکش و گمراہ کو طاغوت کہا جاتا ہے شیطان کاہن جادوگر اور بت وغیرہ سب پر اس لفظ بولا جاتا ہے۔ یہاں آیت میں طاغوت سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ اسلام پر مضبوطی سے قائم رہنا اسی پر موقوف ہے جو بت پرستی اس کی محبت اس کی اطاعت ان کی تائید کرنے ان کے وعظ سے دور رہے اور جو چیز ایمان کی پرخوری پھریاں چلانے کا اس کی کاٹ سے بچنا مشکل ہے [3] عربی لفظ "ظلمات" نے کفر اور "نور" سے ایمان مراد ہے اور چونکہ تینوں قسموں میں جملہ ہائے اسمیہ ہیں اس لئے یہاں "ہو" اور "ہم" اور "ظلمات" واقع کر دیا گیا ہے

مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ اَلَمْ تَرَ

تو انہیں اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔ یہی لوگ دوزخ کے ہیں یہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ○ اے حبیب! کیا تم نے اس شخص کو نہ دیکھا

اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ

جس نے ابراہیم سے ان کے رب کے بارے میں حجت کی (یہ بحث) اس لئے (کی) کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی تھی جب ابراہیم نے فرمایا میرا رب وہ ہے جو

يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ

زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے اس نے کہا میں بھی زندگی دیتا ہوں اور موت دیتا ہوں ابراہیم نے فرمایا تو اللہ سورج کو

مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

مشرق سے لاتا ہے تو (ذرا) اسے مغرب سے لے آ تو اس کافر نے حیران کر دیئے گئے[۲] اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ

دیتا○ یا (کیا تم نے) اس شخص (کو نہیں دیکھا) جس کا ایک بستی پر گزر ہوا جو اپنی چھتوں سے نیچے گری پڑی تھی[۱] تو اس شخص نے کہا اللہ اسے

هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ

ان کی موت کے بعد کیسے زندہ فرمائے گا تو اللہ نے اسے سو سال موت کی حالت میں رکھا پھر اسے زندہ کیا۔ کہا تو اس حال میں کتنا عرصہ ٹھہرا ہے؟ کہا

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ

میں ایک دن یا ایک دن سے بھی کم وقت ٹھہرا ہوں گا اللہ نے فرمایا (نہیں) بلکہ تو یہاں سو سال ٹھہرا ہے اور

اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً

اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ (اب تک) بدبودار نہیں ہوا اور اپنے گدھے کو دیکھ (کہ اس کا کیا حال ہے) یہ ہم اس لئے کریں گے کہ تجھے لوگوں کے لئے

کنزالایمان: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود بادشاہ سے مناظرہ

شانِ نزول: حضرت عزیر علیہ السلام کی وفات اور آپ کا دوبارہ زندہ کئے جانے کا واقعہ

ملی: اس آیت سے عقائد میں مناظرہ کے کارآمد ہونے کا ثبوت ہوتا ہے اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد دوسرا مناظرہ ہے جو آپ نے کیا۔ البتہ اس میں جو مناظرہ ہوا اس میں حق کو کھلی دلیل سے روشن کر دیا گیا اور باطل ہو گیا ہے اور یہ کسی صورت میں علماء کرام کا اہم وقت بیکار کرنے سے بچنا ہے۔

لغوی: [۱] ظلمت کے لفظوں سے آیت میں بیان کیا گیا واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے اور بستی سے بیت المقدس مراد ہے

لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ

لوگوں کے لیے نشانی بنائیں اور ان ہڈیوں کو دیکھو کہ کیسے ہم انہیں اٹھاتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں جب یہ معاملہ اس پر روشن ہو گیا

قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۶۰﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ

تو وہ بول اٹھا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۲۶۰﴾ اور جب ابراہیم نے عرض کی تھی کہ اے میرے رب مجھے دکھا دے تو مردوں کو کس طرح

تُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ

زندہ فرمائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں (ابراہیم نے) عرض کی یقین کیوں نہیں (مگر) چاہتا ہوں (کہ) میرے دل کو قرار آجائے فرمایا

فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ

تو پرندوں میں سے چار پرند لے کر پھر انہیں اپنے ساتھ ہلا لے پھر ان سب کا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک پہاڑ پر رکھ دے پھر

ع ۳۱ اُدْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۶۱﴾ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ

انہیں پکار تو وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے اور جان رکھو کہ اللہ غالب حکمت والا ہے ﴿۲۶۱﴾ ان لوگوں کی مثال جو

اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ

اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ﴿۲۶۱﴾ اس دانے کی طرح ہے جس سے سات بالیاں اگیں ہر بال میں سو

حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۶۲﴾ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ

دانے ہیں اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے ؕ اللہ وسعت والا علم والا ہے ﴿۲۶۲﴾ وہ لوگ جو

ترجمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور چار پرندوں کو ذبح کرنے کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے ۱۲ منہ

لغت صُرْهُنَّ ٹکڑے ٹکڑے کرنا اور ملا لینا ۱۲ منہ

حل ۲۶۰ اس آیت میں مردوں کو زندہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت پر استدلال ہے اور واقعہ بیان کیا جا رہا ہے اس کی تفصیل جاننے کے لئے تفسیر صراط الجنان ص ۳۳۳ کا مطالعہ فرمائیں ۲۶۱ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی مثال بیان فرمائی ہے اور مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خوب پرورش کرتا ہے اور ان کی دعائیں قبول فرماتا ہے یہاں تک کہ ان کا ایک نیک عمل سات سو گنا تک بڑھا دیتا ہے ۲۶۲ اس آیت میں واجب یا نفل کی قید کے بغیر خرچ کرنے کا ذکر کیا گیا ہے ہر نیکی کی تمام صورتوں میں خرچ کرنا راہ خدا میں خرچ کرنا ہے جیسے کسی عالم یا طالب علم کی مدد کرنا غریب کو کھانا کپڑے دینا دلانا یا کفن دفن کا انتظام کرنا یا ایسے کام جن میں خرچ کرنا پڑتا ہے ان اعمال کو یکساں ہوتے ہیں مگر خلوص حسن نیت اور جذبہ وغیرہ میں فرق کی وجہ سے بعض دفعہ ثواب میں بہت فرق ہوتا ہے

أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَهُمْ أَجْرُهُمْ

اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اپنے خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں ان کا خرچ

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٦٢﴾ قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ

ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○ اچھی بات کہنا اور معاف کر دینا

خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ ﴿٢٦٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ بے پروا، حلم والا ہے ○ اے ایمان والو

لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَ

احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر اپنے صدقے باطل نہ کرو، اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتا ہے اور

لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ

اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتا تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چکنا پتھر ہو جس پر مٹی ہے تو اس پر زوردار

وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

بارش پڑی جس نے اسے صاف پتھر چھوڑ دیا، ایسے لوگ اپنے کمائے ہوئے اعمال سے کسی چیز پر قدرت نہ پائیں گے اور اللہ

عنوان صدقہ دے کر تکلیف پہنچانے سے بہتر اچھی بات کہہ دینا ہے کہ احسان جتا کر اور تکلیف دے کر صدقات کو

تو بہ باطل کرنے کی ممانعت ریاکاری کے طور پر صدقہ کرنے والوں کی مثال

ف ① صدقہ دینے کے بعد احسان جتانا اور جسے صدقہ دیا اسے تکلیف دینا ناجائز و حرام ہے۔ احسان جتانا یہ ہے کہ دینے کے بعد دوسرے سامنے ظاہر کریں کہ ہم نے تیر سے ساتھ ایسے ایسے سلوک کئے وہ یوں اس کا دل ہلا دیں اور تکلیف دینا یہ ہے کہ اس کو عار دلائیں کہ تو نادار تھا ننگا تھا بھوکا تھا ہم نے تیری خبر گیری کی یا اور طرح اس پر دباؤ ڈالیں۔ ② اگر سائل کو کچھ دیا جائے تو اس سے خوش خلقی سے اچھی بات کہی جائے جو دینے سے ناگوار گزرے اور وہ سوال میں اصرار کرنے یا بدزبانی کرنے پر تو اس سے اگر کہا جائے سائل کو کچھ دینے میں اس سے اچھی بات کہنا اور اس کی زیادتی کو معاف کر دینا اس صدقے سے بہتر ہے جس کے بعد سائل کی دل شکنی ہو یا احسان جتایا جائے یا کسی دوسرے طریقے سے اسے کوئی تکلیف پہنچائی جائے۔ ③ اخلاص اور پوشیدہ دونوں طرح صدقہ کی احادیث ہیں لیکن اس قسم کی حالت پر نظر فرما کر ہی ہے اس لئے کہ ہمارے ہاں ریاکاری اور دکھاوا احسان جتانا اور ستانا تینوں بیماریاں پھیلی ہوئی ہیں۔ پیسہ خرچ کرنے کے بعد نام کے بینر لگوانا یا اخبار میں تصویر کا چھپوانا عام معمول ہے۔ یہ بھی گویا احسان جتانا ہے کسی کی مدد کر دے تو زندگی بھر اسے جتاتا رہتا ہے اور جب بھی موقع ملے سب لوگوں کے سامنے اسے ذلیل کرتا ہے۔ یہ ایذا ہے

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦٤﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ

کافروں کو ہدایت نہیں دیتا ○ اور جو لوگ اپنے مال اللہ کی خوشنودی چاہنے کے لئے اور اپنے دلوں کو ثابت قدم

وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ

رکھنے کے لئے خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس باغ کی سی ہے جو کسی اونچی زمین پر ہو اس پر زور کا مینہ پڑا تو دوچند پھل لایا

فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٦٥﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ

پھر اگر زور کا مینہ نہ پڑے تو ہلکی سی پھوار ہی کافی ہے اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ○ کیا تم میں کوئی یہ پسند کرے گا کہ

تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ

اس کے پاس کھجور اور انگوروں کا ایک باغ ہو جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں اس نے اس میں

كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ

ہر قسم کے پھل ہوں اور اسے بڑھاپا آ گیا ہو حال یہ ہو کہ اس کے کمزور و ناتواں بچے ہوں پھر اس پر ایک بگولا آئے جس میں آگ ہو

فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٦٦﴾ يٰٓاَيُّهَا ع ٣٣

تو وہ باغ جل جائے اللہ تم سے اسی طرح اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو ○ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ

ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائیوں میں سے اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے (اللہ کی راہ میں) کچھ خرچ کرو

شان نزول ہر سے الٰہی کے لئے صدقہ دینے والوں کی مثالیں ریاکاروں کے حق پر صدقہ دینے والوں کے لئے دردناک سزا کی مثالیں

اچھے مال میں پاکیزہ اور حلال مال خرچ کرنے کا حکم

ربط ① اس آیت میں ان لوگوں کی مثال بیان کی گئی ہے جو خالصتاً اللہ کے حصول اور اپنے دلوں کو ایمان پر استقامت دینے کیلئے اخلاص کے ساتھ عمل کرتے ہیں کہ جس طرح بلند جگہ کی بہتر زمین کا باغ ہر حال میں خوب پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ اسی طرح باخلاص مومن کا صدقہ کم ہو یا زیادہ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دیکھی جانے والی چیز نیت ہے نہ کہ فقط مال کی مقدار ② اللہ تعالیٰ نے قدرت کی مثال دینے والی مثال سے کاش ہم سمجھ جائیں اور اپنے تمام اعمال خصوصاً صدقات و خیرات کو ریا، نمود و نمائش اور صدقات و خیرات کو احسان جتلانے اور ایذا دہی سے بچائیں اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہیں۔

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَ

اور خرچ کرتے ہوئے خاص ناقص مال دینے کا ارادہ کرو حالانکہ تم کو نہیں لینا ہے مگر جب تم سے چشم پوشی کی جائے اور

اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٢٦٧﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ

جان رکھو کہ اللہ بے پروا اور حمد کے لائق ہے ﴿٢٦٧﴾ شیطان تمہیں تنگدستی کا اندیشہ دلاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے

وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦٨﴾ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ

اور اللہ تم سے اپنی طرف سے بخشش اور فضل کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے ﴿٢٦٨﴾ اللہ جسے چاہتا ہے حکمت

يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا

دیتا ہے اور جسے حکمت دی جائے تو بیشک اسے بہت زیادہ بھلائی مل گئی اور نصیحت وہی

الْاَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَ

مانتے ہیں ﴿٢٦٩﴾ اور تم جو خرچ کرو یا کوئی نذر مانو اللہ سے چھپا نہیں اور

مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٢٧٠﴾ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا

ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ﴿٢٧٠﴾ اگر تم خیرات ظاہر دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر تم چھپا کر فقیروں کو

لغات وَلَا تَيَمَّمُوا: ارادہ نہ کرو، قصد نہ کرو۔ الْخَبِيْثَ: گھٹیا مال، ردی چیز۔ تُنْفِقُوْنَ: تم خرچ کرتے ہو۔ اَلشَّيْطٰنُ: شیطان۔ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ: وہ تمہیں فقر و تنگدستی سے ڈراتا ہے۔ الْفَحْشَآءِ: بے حیائی کا کام۔ الْحِكْمَةَ: علم و حکمت کی نصیحت۔ نَّفَقَةٍ: کوئی صدقہ اور خرچ۔ نَّذْرٍ: اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں۔ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ: صدقہ ظاہر اور علانیہ کرو۔ تُخْفُوْهَا: اس طرح جائز ہے۔

مفہوم بہت سے لوگ خود تو اچھا استعمال کرتے ہیں لیکن جب وہ خود نہیں لیتا ہوتا ہے تو ناقابل استعمال اور گھٹیا قسم کا مال دیتے ہیں اس لیے اس آیت میں عبرت ہے کہ اگر کوئی چیز تمہیں اچھی ہے لیکن اگر کوئی دوست خود پسند نہیں لاتا ہے تو اسے دینے میں حرج نہیں حرج تب ہے جب چیز اچھی ہو اور سستی وجہ سے ناپسند ہو۔ شیطان طرح طرح سے وسوسے ڈالتا ہے کہ اگر تم خرچ کرو گے، صدقہ دو گے تو خود فقیر و نادار ہو جاؤ گے بہر خرچ نہ کرنے دینا شیطان کی بہت بڑی چال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے اس طرح کے اندیشے دلاتا ہے حالانکہ جن لوگوں کے دل میں یہ وسوسہ آتا ہے وہی لوگ شادی بیاہ میں جائز و ناجائز رسومات پر اور دکھاوے کی مد میں بے دریغ خرچ کر رہے ہوتے ہیں

الْفَقْرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّاٰتِكُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

تو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اور اللہ تم سے تمہارے کچھ گناہ مٹا دے گا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ۝

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ

لوگوں کو ہدایت دے دینا تم پر لازم نہیں ① ہاں اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے اور تم جو اچھی چیز خرچ کرو

فَلِاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ

تو وہ تمہارے لئے ہی فائدہ مند ہے اور تم اللہ کی خوشنودی چاہنے کیلئے ہی خرچ کرو اور جو بھی تم خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا

وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

اور تم پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی ② ان فقیروں کے لئے جو اللہ کے راستے میں روک دیئے گئے وہ زمین میں

ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۖ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ

چل پھر نہیں سکتے ناواقف نہیں جانتے ان کے سوال سے بچنے کی وجہ سے مالدار سمجھتے ہیں ③ تم انہیں ان کی علامت سے پہچان لو گے ④

شان نزول ① وہ ہدایت دینے یا ثابت جانے کے اختیار میں ہے

صدقے کی کے لئے صدقے کا فائدہ بندے کو ہی ہوگا

صدقات کے حقدار مصرف خرچ کرنے والے سے زیادہ تر وہ لوگ ہیں

تفسیر ① ہر نیک عمل میں نیت کا دخل ہے اچھے اور برے علانیہ دونوں طرح جائز ہیں لیکن ریاکاری کیلئے اعلانیہ کرنا حرام ہے اور دوسروں کو ترغیب کیلئے کرنا ثواب ہے۔ شان نزول علانیہ سے عمل اعلانیہ کی ہے کہتے ہیں کہ ان کے مریدین و متعلقین کو ترغیب ہو ② حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم بشیر و نذیر اور داعی یعنی دعوت دینے والے بنا کر بھیجے گئے ہیں، آپ کا فرض دعوت دینے سے پورا ہو جاتا ہے اور کسی سے زیادہ جدوجہد آپ پر لازم نہیں۔ ③ یہ آیت اہل صفہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ان حضرات کی تعداد چار سو کے قریب تھی یہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے یہاں نہ ان کا مکان تھا نہ کنبہ قبیلہ اور نہ ان حضرات نے شادی کی تھی ان کے تمام اوقات عبادت میں صرف ہوتے تھے رہت میں قرآن کریم سیکھنا ان میں جہاد کے کام میں رہنا ان کا شب و روز کا معمول تھا۔ ④ ان حضرات کی صفت میں وہ علماء و طلباء و مسلمین و صالحین داخل ہیں جو دینی کاموں میں مشغولیت کی وجہ سے کمانے کی فرصت نہیں پاتے یہ لوگ اپنی عزت و وقار اور مروت کی وجہ سے لوگوں سے سوال بھی نہیں کرتے۔ سچے فقر و بھی چھپے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ان فاقہ کرنا بہت اچھا ہوتا ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے کہ تحقیق سے ان بزرگوں کا مشقت سے جمع رہنا بہت کی علامات و قرائن سے معلوم ہو جائے گا

لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ

وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے اور تم جو خیرات کرو اللہ سے چھپا نہیں ○ وہ لوگ جو

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ

رات میں اور دن میں چھپا کر اور اعلانیہ اپنے مال خیرات کرتے ہیں ان کے لئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ

ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے

اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا

مگر اس شخص کے طرح جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو یہ سزا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کہا خرید و

الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ

فروخت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے خرید و فروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت

مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

پہنچی پھر وہ باز آ گیا تو جو پہلے ہو چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو دوبارہ سود کی طرف لوٹے تو وہ

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ

دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ○ اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ

لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

کسی ناشکرے بدعمل سے محبت نہیں کرتا ○ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اور نماز قائم کی

رکوع ۳۶ — چوتھیدہ اور علانیہ مال خرچ کرنے والوں کا اجر و ثواب — سود خوروں کا بیان اور ان کا انجام

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقہ و خیرات کو بڑھاتا ہے — عمل صالح کرنے والوں کا اجر و ثواب

حل لغات ○ سود کو حلال سمجھ کھانے والا کافر ہے کیونکہ یہ حرام قطعی ہے اور جو بھی حرام قطعی کو حلال جانے وہ کافر ہے اور ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جو شخص سود کو حرام سمجھتے ہوئے کھائے تو وہ سخت گناہ گار ہے اور عرصہ دراز تک جہنم میں رہے گا

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

اور زکوٰۃ دی ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ

يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٧٧﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ

غمگین ہوں گے۔ اے ایمان والو! اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧٨﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ

چھوڑ دو۔ پھر اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے لڑائی کا یقین کرلو اور اگر

تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٢٧٩﴾ وَاِنْ كَانَ

تم توبہ کرو تو تمہارے لئے اپنا اصل مال لینا جائز ہے۔ نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ تمہیں نقصان ہو۔ اور اگر

ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨٠﴾

مقروض تنگدست ہو تو اسے آسانی تک مہلت دو اور تمہارا قرض کو صدقہ کردینا تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اگر تم جانو۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ

اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر ہر جان کو اس کی کمائی بھرپور دی جائے گی اور ان پر

مضامین مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور بقایا سود چھوڑنے کا حکم | سود خوروں کو اللہ تعالیٰ اور رسول سے جنگ کی وعید

سود سے جنگ کی شدید وعید | تنگدست مقروض کو مہلت دینے اور قرض معاف کردینے کی ترغیب

قیامت کے دن سے ڈرنے کا حکم

یہ شدید ترین وعید ہے۔ کس کی مجال کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کا تصور بھی کرے، چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جن صحابہ کا سودی معاملہ تھا انہوں نے اپنے سودی مطالبات چھوڑ دیئے اور ... لیکن آج کل کے نام نہاد مسلمان، سود خوروں کا حال یہ ہے کہ وہ توبہ کی بجائے ... اللہ تعالیٰ کو اعلانِ جنگ ... [illegible] ... ظلم برداشت کیا جائے ... معلوم ہوا کہ قرض دار اگر تنگدست یا نادار ہو تو اس کو مہلت دینا یا قرض کا کچھ حصہ یا پورا قرض معاف کردینا اجرِ عظیم کا سبب ہے۔

لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

نہ کم کیا جائے گا ۝ اے ایمان والو جب تم ایک مقررہ مدت تک کے لئے دین کا لین دین کرو

فَاكْتُبُوْهُ ۭ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۠ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا

تو اسے لکھ لیا کرو اور تمہارے درمیان کسی لکھنے والے کو انصاف کے ساتھ لکھنا چاہیے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ

عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَ

اللہ نے لکھنا سکھایا ہے تو اسے لکھنا چاہیے اور جس شخص پر حق آتا ہے وہ لکھاتا جائے اور اللہ سے جو اس کا رب ہے ڈرے اور

لَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـــًٔا ۭ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ

اس حق میں سے کچھ کمی نہ کرے پھر جس شخص پر حق آتا ہے اگر وہ بے عقل یا کمزور ہو یا

لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ۭ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ

لکھوا نہ سکتا ہو تو اس کا ولی انصاف کے ساتھ لکھوائے اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ

رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاۗءِ

بنا لو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں میں سے منتخب کر لو جنہیں تم پسند کرو

اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ۭ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَاۗءُ اِذَا مَا

تاکہ (اگر) ان میں سے ایک عورت بھولے تو دوسری اسے یاد دلا دے ۝ اور جب گواہوں کو بلایا جائے تو وہ آنے سے انکار نہ

مسئلہ ادھار کا معاملہ لکھنے کا حکم (کاتب العدل کے ساتھ لکھے اور لکھنے سے انکار نہ کرے)

معاملہ انصاف کے ساتھ لکھنا چاہیے جو لکھنے پر قادر ہو دوسرے سے لکھوائے

معاملہ لکھنے کے بعد گواہ بنا لیے جائیں

مسئلہ جب ادھار کا یا معاملہ ہو خواہ قرض کا لین دین ہو یا خرید و فروخت ہو تم پہلے دی ہو اور اس بعد میں لینا ہے یا دونوں ادھار پر ہے اور تم لکھ لیتے ہو تو بہتر ہے اور اگر کاروبار میں ہے اور لین دین ہو گی اور ایک دوسرے کو دیتے ہو تو اس صورت میں لکھنا ضروری نہیں ہے یہ کا معاملہ ہو اس طرح کی تمام صورتوں میں معاملہ لکھ لینا چاہیے یہ حکم واجب نہیں بلکہ اس میں بہت سی آسانیاں ہیں جن سے بچا جائے جہاں دوسرے رہتے ہیں تو اس حکم پر عمل کرنا آسان ہو چکا ہے

مسئلہ اگر کسی وجہ سے لکھنا نہیں آتا جیسے کوئی بچہ ہے یا اتنا بوڑھا یا بیمار ہے تو دوسرے سے لکھوائے اور جسے لکھنا آتا ہے اسے لکھنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ لکھنا گواہوں کی مدد کرنا ہے اور لکھنے والے کا اس میں کوئی نقصان بھی نہیں تو ثواب کیوں چھوڑے **مسئلہ** لین دین کا معاملہ لکھنے کے بعد اس پر گواہ بھی بنا لینے چاہئیں تاکہ بوقت ضرورت کام آسکیں۔ گواہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہونی چاہئیں

دُعُوْا ۚ وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۗ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ

کریں اور قرض چھوٹا ہو یا بڑا اسے اس کی مدت تک لکھنے میں سستی نہ کرو یہ اللہ کے نزدیک پورا انصاف کی بات

عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً

ہے اور اس میں گواہی خوب ٹھیک رہے گی اور یہ اس سے قریب ہے کہ تم کسی شک شبہ میں نہ پڑو یہ معاملہ نقد ہو جو

حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ۗ وَاَشْهِدُوْٓا

ہاتھوں ہاتھ دیتے ہو جس کا تم آپس میں لین دین کرتے ہو تو اس کے نہ لکھنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ

اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۠ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۭ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ

بنا لیا کرو اور نہ کسی لکھنے والے کو نہ گواہ کو کوئی نقصان پہنچایا جائے اور اگر تم ایسا کرو تو یہ تمہاری

فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۲۸۲ وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰي

نافرمانی ہوگی اور اللہ سے ڈرتے رہو اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ۝ اور اگر تم

سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۭ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ

سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو قرض خواہ کے قبضے میں گروی چیز ہو اور اگر تمہیں ایک دوسرے پر اطمینان ہو تو

الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ۭ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۭ وَمَنْ

وہ (سفر والا) جسے امانت دار سمجھا گیا تھا وہ بھی امانت ادا کر دے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ اور جو

لغات چھوٹے ہو یا بڑے ہر قرض و لکھ لینا مناسب ہے (ہاتھوں ہاتھ تجارت ہو تو نہ لکھنے میں حرج نہیں)

نہ دے سکے نہ گواہ اور کاتب کو کوئی نقصان پہنچائے کا حکم حالت سفر میں کاتب نہ ملے تو کوئی چیز گروی رکھ دی جائے۔

گواہی چھپانے کی ممانعت

ملخص ۲ قرض کے معاملات لکھنے میں کبھی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ قرض چھوٹا ہو یا بڑا اس کی مقدار اور میعاد تک لکھ لینا چاہئے اس کا ایک فائدہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یہ بہت انصاف کی بات ہے جس سے بندوں کے حقوق محفوظ ہوتے ہیں دوسرا فائدہ یہ ہے اس سے گواہی صحیح ادا ہو سکے گی تیسرا فائدہ یہ ہے کہ معاملہ صاف رہے گا ایک دوسرے سے شبہات پیدا نہ ہوں گے ۳ عربی کے قاعدے سے لفظ یضار کو معروف اور مجہول دونوں معنوں میں لیا جا سکتا ہے مجہول کے اعتبار سے معنی ہوں گے کہ کاتبوں اور گواہوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے معروف پڑھنے کی صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ کاتب اور گواہ لینے والوں کو نقصان نہ پہنچائیں۔

يُّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

گواہی چھپائے گا تو اس کا دل گنہگار ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب جاننے والا ہے ﴿۲۸۳﴾ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ

زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور جو کچھ تمہارے دل میں ہے تم اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا

فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ

تو جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۲۸۴﴾ مان لیا اس پر

الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَ

رسول نے جو اس کی طرف اس کے رب سے اترا اور ایمان لائے سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں اور اس کی

كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَ

اور اس کے رسولوں پر یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول میں فرق نہیں لاتے اور انہوں نے عرض کی

اَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ

ہم نے سنا اور مانا (ہم تیری بخشش مانگتے ہیں) اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف پھرنا ہے ﴿۲۸۵﴾ اللہ کسی جان پر اس کی طاقت کے برابر ہی بوجھ ڈالتا ہے

شان نزول: (اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال اور چھپی باتوں کا حساب لے گا)

(اصول اور ضروریات ایمان کے چار مراتب — لوگوں کو ان کی طاقت کے مطابق ہی حکم دیا جاتا ہے)

فائدہ: آیت نمبر 282 اور 283 پر غور کریں اور سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے ہی ان معاملات میں بھی لکھنے کا واضح حکم فرمایا ہے جن کے متعلق ان کے مضبوط ہونے کا اور دین قائم ہونے کا یقین ہے اس میں عقائد و عبادات کے ساتھ معاملات تک کا بھی بیان ہے اور حقوق العباد کی نہایت اہمیت کہ اللہ تعالیٰ نے نہایت وضاحت سے ان کا بیان فرمایا ہے یہ شریعت کے احکام میں سے بہت اہم حصہ ہے اور ان میں ذرا سی بھی سستی یا دھوکہ دہی بہت بڑی خرابی کا سبب بنتی ہے ﴿2﴾ انسان کے دل میں کئی طرح کے خیالات آتے ہیں جیسے وسوسہ اور غرور وغیرہ وسوسوں سے بچنا اور خیالات کو روکنا انسان کی قدرت میں نہیں ہے ان پر مواخذہ نہیں ہے دوسرے وہ خیالات جن پر انسان اپنے دل میں جگہ دیتا ہے اور ان کو عمل میں لانے کا قصد کرتا ہے ان پر مواخذہ ہوگا اور یہی فرمایا ان آیات میں ہے کہ اپنے دل میں موجود چیز کو تم ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ تمہارا ان پر محاسبہ فرمائے گا

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِنْ نَّسِينَآ أَوْ

کسی جان نے جو کچھ کمایا وہ اسی کے لیے ہے اور کسی جان نے جو برا کمایا اس کا وبال اسی پر ہے۔ (1) اے ہمارے رب اگر ہم بھولیں یا

أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُۥ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا ۚ

خطا کریں تو ہماری گرفت نہ فرما۔ اے ہمارے رب اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا تھا۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦ ۖ وَاعْفُ عَنَّا ۖ وَاغْفِرْ لَنَا ۖ وَارْحَمْنَا ۖ

اے ہمارے رب اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہیں اور ہمیں معاف فرما دے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر مہربانی فرما۔

أَنتَ مَوْلَىٰنَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَٰفِرِينَ ﴿٢٨٦﴾

تو ہمارا مالک ہے پس کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔ ○

ع ۲۰

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ
مَدَنِيَّةٌ ۸۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رکوع ۲۰
آیات ۲۰۰

الٓمّٓ ﴿١﴾ اللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ﴿٢﴾ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَٰبَ بِالْحَقِّ

الٓمّٓ ○ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ خود زندہ اور دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے ○ اس نے تم پر یہ سچی کتاب نازل فرمائی

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَىٰةَ وَالْإِنجِيلَ ﴿٣﴾ مِن قَبْلُ هُدًى

جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس سے پہلے تورات اور انجیل نازل فرمائی ○ (2) لوگوں کو ہدایت

ترجمہ ① ہر جان کے لیے جو بھلائی کمائی ہے وہ اسی کی ہے اور جو برائی کمائی ہے وہ اسی پر ہے مسلمانوں کو نیک اعمال کی تلقین

② اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے سوا الوہیت کی نفی ③ نبی سابق کی کتابوں کے برحق ہونے کا بیان

نکتہ ① یہ آیت مبارکہ آخرت کے ثواب و عذاب کے بارے میں ہے لیکن اس طرح کا معاملہ دنیا میں بھی پیش آتا ہے کہ ہر آدمی اپنی محنت کا پھل پاتا ہے۔ محنت کرنے والوں کی محنت کا صلہ ملتا ہے جبکہ سست و کاہل اور کام چور کو اس کی سستی کا انجام بھگتنا پڑتا ہے۔ ② عربی لفظ "حی" کا معنی ہے "ایسا ہمیشہ رہنے والا جس کی موت ممکن نہ ہو" اور "قیوم" وہ ہے جو تمام مادیات کو بغیر کسی سہارے کے قائم رکھنے والا اور تصرف کرنے والا ہو۔ قائم ہو اور مخلوق کو قائم رکھنے والا ہو۔ ③ معلوم ہوا کہ قرآن پاک کے بعد جتنی بھی کتابیں اتری ہیں وہ ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے یعنی قرآن مجید سے گزشتہ کتابوں کی تصدیق کی ہے بعد میں کسی کتاب کے آنے کا ذکر کیا اور نہ بشارت دی جبکہ قرآن پاک کو چھوڑ کر انجیل کے بعد آنے والے نبی کے ان کتابوں میں ذکر کی بشارت پہلے سے دیدی گئی۔

لِّلنَّاسِ وَأَنزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ

لوگوں اور اتارا فیصلہ کرنے والا بیشک وہ لوگ جو منکر ہوئے اللہ کی آیتوں کا ان کے لئے سخت عذاب ہے

وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا

اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے ۝ بیشک اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں نہ زمین میں اور نہ

فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ

آسمان میں ۝ وہی ہے جو تمہاری صورتیں بناتا ہے ماؤں کے پیٹوں میں جس طرح چاہتا ہے نہیں کوئی معبود مگر وہی

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ

زبردست ہے حکمت والا ہے ۝ وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ

أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا

کتاب کی اصل ہیں اور دوسری آیتیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے ۝ تو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ ان میں سے ہولے کی پیروی کرتے ہیں

تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا

ان آیات کا بہکانے مطلب تلاش کرنے کے لئے ان متشابہ آیتوں نے پیچھے پڑے ہیں ۝ حالانکہ ان کا صحیح مطلب

لغات

كفروا انکار کرنے والوں نے — **عزيز** غالب — **ذو انتقام** بدلہ لینے والا — **يخفى** پوشیدہ ہوتا — **يصوركم** تمہاری صورتیں بناتا ہے — **الأرحام** ماؤں کے پیٹ — **الكتاب** کتاب — **محكمات** صاف معنی رکھنے والی — **أم الكتاب** کتاب کی اصل — **متشابهات** معانی کے اعتبار سے آیات قرآنی کی قسم — **زيغ** کجی — **تأويله** اس کا حقیقی مطلب

ترجمہ

کفروا آیات الٰہی کا انکار کرنے والوں کے لئے — **لا يخفى** زمین و آسمان میں کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں

الأرحام ماؤں کے پیٹ میں قدرت الٰہی — **محكمات** معانی کے اعتبار سے آیات قرآنی کی قسم

متشابهات آیات کے ظاہری معنی ناقابل قبول ہونے کی وجہ سے ہولناک ہے — **متشابہ آیات کا حقیقی مطلب اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے**

تشریح

آیت ۱ آسمان و زمین کی ہر چیز ہر وقت تمام تر تفصیلات کے ساتھ بغیر کسی تعلیم و خبر معلوم ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے وہ وصف کسی بندے میں نہیں ہے نہ مخلوق کو جو علم ہے وہ اللہ عزوجل کے بتانے سے ہے جو وہ بھی متناہی اور قلیل ہے **آیت ۲** ماں کے پیٹ میں بچے کی شکل بنانا اس میں روح پھونکنا اس پر قدرت کاملہ اسی کی ہے لیکن عرشہ پر بیٹھا ہوا اللہ تعالیٰ کے علم و تعین سے ہے ناسب نہیں فرمایا کہ اللہ عزوجل ہی ہے جو ماؤں کے پیٹوں میں تمہاری صورتیں بناتا ہے **آیت ۳** متشابہات وہ آیات ہیں جن سے ظاہر معنی پر ذہن نہیں ٹھہرتے جیسے حروف مقطعات یا ان سے ظاہر معنی سمجھ تو آتے ہیں لیکن وہ مراد نہیں ہوتے جیسے اللہ تعالیٰ کے "ید" یعنی ہاتھ اور "وجہ" یعنی چہرہ والی آیات ان سے ظاہر معنی معلوم تو ہوتے ہیں یہ مراد نہیں۔ (۱۲) یہاں گمراہ اور بددین لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو بری خو و شامت نصیبی سے پیچیدہ آیات متشابہات کے ظاہر معنی پکڑتے ہیں جو کہ صحیح نہیں بلکہ بعض صورتوں میں کفر ہوتا ہے یہ لوگ متشابہ آیات کی غلط تاویل کرتے ہیں۔

اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ

اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے[1] کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور عقل والے

اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ

ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں[2] ۝ اے ہمارے رب[3] ہمیں ہدایت عطا فرمانے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر اور اپنے پاس سے

رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ

رحمت عطا فرما بیشک تو بہت عطا فرمانے والا ہے[4] ۝ اے ہمارے رب تو سب لوگوں کو اس دن جمع کرنے والا ہے جس میں کوئی شک نہیں

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ

بیشک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا[5] ۝ بیشک کافروں کے مال اور ان کی اولاد اللہ سے عذاب کے

اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ

کچھ کام نہ آئیں گے اور وہی دوزخ کا ایندھن ہیں ۝ جیسا فرعون کے گھر والوں اور

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ

ان سے پہلے لوگوں کا طریقہ تھا[6] جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو اللہ نے ان کے گناہوں پر انہیں پکڑ لیا اور اللہ کا عذاب بڑا سخت

شان نزول: متشابہ آیت کے متعلق علم میں راسخ لوگوں کا عقیدہ — ہدایت کے بعد دل ٹیڑھے نہ کئے جانے کی دعا

اللہ تعالیٰ محبوب ہے پر کہ ہے — مال اور اولاد غرور نہ ہونے کا دن کا ہونا — مفسر: کافروں کی ایک مثال

حل لغات ① مختلف علماء نے فرمایا ہے کہ حضور اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی متشابہات کا علم عطا فرمائے بلکہ اولیاء کرام کو بھی اس کا علم ملتا ہے ② اس سے معلوم ہوا کہ عقل بہت بڑی نعمت ہے کہ اس کے ذریعے ہدایت و نصیحت حاصل کی جاتی ہے لیکن یہ یاد رہے کہ جس عقل سے ہدایت نہ ملے وہ بہت بری ہے جیسے طاقت اچھی چیز ہے لیکن جو طاقت ظلم لیے استعمال ہو وہ ضرور سے بھی بدتر ہے ③ اللہ تعالیٰ جھوٹ سے پاک ہے لہٰذا وعدہ خلافی نہیں فرماتا اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ بولنے کی نسبت قطعی کفر ہے اور یہ کہنا جھوٹ ہو سکتا ہے یہ بھی کفر ہے ④ یعنی اے پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کے کافروں کا طریقہ دنیا کی ہے جیسا فرعون کے ماننے والوں اور ان سے پہلے لوگوں کا طریقہ تھا کہ انہوں نے بھی ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کاموں سے بھی ہماری آیات کو جھٹلایا تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں پر انہیں پکڑ لیا اسی طرح ان کے گناہوں پر ان کی بھی پکڑ فرمائے گا

الْحِسَابِ ۝ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ

ہے ۝ ان کافروں سے کہہ دو کہ عنقریب تم مغلوب ہو جاؤ گے اور دوزخ کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بہت ہی

الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ

ٹھکانا ہے ۝ واقعہ تمہارے لئے ان دو گروہوں میں بڑی نشانی ہے جنہوں نے آپس میں جنگ کی (ان میں) ایک گروہ تو اللہ کی راہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ

میں لڑ رہا تھا اور دوسرا کافروں کا تھا جو اپنی آنکھوں سے مسلمانوں کو دوگنا دیکھ رہے تھے اور اللہ

يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

اپنی مدد کے ساتھ جس کی چاہتا ہے تائید فرماتا ہے بیشک اس میں عقلمندوں کے لئے بڑی عبرت ہے ۝

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاۗءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ

لوگوں کے لئے ان چیزوں کی محبت کو آراستہ کر دیا گیا ہے یعنی عورتوں اور بیٹوں اور

الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ

سونے چاندی کے جمع کئے ہوئے ڈھیروں اور نشان لگے ہوئے گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتوں کو ان کے آرام کی چیزیں بنا دیا ہے سب

مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ

دنیا کی زندگانی کا سازوسامان ہے اور اللہ کے پاس اچھا ٹھکانا ہے ۝ (اے محمد) کہو کہ میں تمہیں ان چیزوں سے

بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

بہتر چیز بتا دوں؟ (مقام) وہ ہے کہ جو پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے پاس بہشتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں

لغات مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی کا سامان، عارضی سامان

نوٹ اس آیت میں سب سے پہلے عورت کا ذکر ہے، جو مرد کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ اس کے بعد بیٹوں کا ذکر ہے جو والدین کی سب سے بڑی محبت ہوتے ہیں۔ پھر سونے چاندی کے ڈھیروں کا ذکر ہے جو لوگوں کے لئے سب سے پسندیدہ چیز ہے۔ پھر نشان لگے ہوئے گھوڑوں کا ذکر ہے جو اس زمانہ میں سب سے بڑی دولت سمجھے جاتے تھے۔ پھر مویشیوں کا ذکر ہے جو دیہاتی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ ہوتے ہیں۔ پھر کھیتوں کا ذکر ہے جو سب سے بڑی دولت ہیں۔ یہ سب چیزیں دنیا کی زندگی کا سامان ہیں۔ جنت میں ان سے بہتر چیزیں ہوں گی۔

تشریح اس آیت سے لے کر اس آیت میں بہت سی باتیں ہیں۔ ہم مسلمانوں کی اکثریت بھی کئی دنیاوی چیزوں کی محبت میں مبتلا ہے جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ ان چیزوں کی محبت حرام نہیں ہے۔ لیکن ان کی محبت اللہ کی محبت سے بڑھ جائے تو یہ حرام ہو جاتی ہے۔ اس لئے ان چیزوں کی محبت کو اللہ کی محبت پر قربان کرنا ہوگا۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہوگا۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی ایمان کا تقاضا ہے۔ اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی اسلام کی روح ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی تقویٰ ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی نیکی ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی عبادت ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی دین ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی زندگی ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی موت ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی جنت ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی دوزخ سے نجات ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی اللہ کی رضا ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی اللہ کا دیدار ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی اللہ کا قرب ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی اللہ کا وصال ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی اللہ کا عشق ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی اللہ کا جنون ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی اللہ کا فنا ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی اللہ کا بقا ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی اللہ کا وجود ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی اللہ کا ہونا ہے۔ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر مقدم رکھنا ہی اللہ کا ہونا ہے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝١٥

ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور (ان جیسی) پاکیزہ بیویاں اور اللہ کی خوشنودی ہے اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے ۝

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝١٦

وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم یقیناً ایمان لائے ہیں تو تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے ۝

اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝١٧

صبر کرنے والے اور سچے اور فرمانبردار اور راہِ خدا میں خرچ کرنے والے اور رات کے آخری حصے میں مغفرت مانگنے والے (ہیں) ۝

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ

اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر (اس نے) کسی

اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١٨ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ

الف لام

کی عبادت نہیں (وہ) غالب حکمت والا ہے بیشک اللہ کے نزدیک (پسندیدہ) دین صرف اسلام ہے اور جنہیں کتاب دی گئی

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ

تھی انہوں نے آپس میں اختلاف نہ کیا مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آچکا (یہ اختلاف) محض ایک دوسرے پر زیادتی کے لئے (تھا) اور جو اللہ کی آیتوں کا انکار

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝١٩ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ

کرے تو بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۝ پھر (اے حبیب!) اگر وہ تم سے جھگڑا کریں تو تم فرما دو میں تو اپنا سر اللہ کی بارگاہ میں جھکائے ہوئے

لغوی تحقیق: گناہوں کی مغفرت اور عذاب جہنم سے پناہ کی دعا — متقین کے اوصاف صبر، سچائی، عاجزی اور سخاوت کرنا

راہِ خدا میں خرچ کرنا اور سحر کے وقت بخشش کی دعا مانگنا — اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی

بارگاہِ الٰہی میں مقبول دین صرف اسلام ہے — علماء کا انبیاء کی میراث ہونا

آیاتِ الٰہی کا انکار کرنے والوں کے لئے وعید — حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری احکام پہنچا دینا ہے

حل لغت: آیت ۱۹ میں دین اسلام کی تعریف ہے کہ اللہ کے نزدیک دین اسلام کے سوا کوئی اور دین مقبول نہیں۔ دین اسلام سے مراد وہ دین ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں کے بعد مبعوث فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی بنایا، تو اب کسی دوسرے آسمانی دین کی پیروی کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دین کو نہ ماننا ہوگا اور اس کی آسمانی دین کو نہ ماننا بھی معتبر نہیں۔

وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۗ فَاِنْ

ہوں اور میری پیروی کرے لے لی اور (اے حبیب اہل کتاب اور ان پڑھوں سے فرمادو کہ) کیا تم بھی اسلام قبول کرتے ہو؟ پھر اگر

اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ

وہ اسلام قبول کرلیں جب تو بیشک وہ بھی سیدھا راستہ پالیا اور اگر یہ منہ پھیریں تو تمہارے ذمہ تو صرف حکم پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو

بِالْعِبَادِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ

دیکھ رہا ہے ○ بیشک وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور نبیوں کو ناحق شہید کرتے ہیں اور

يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو ○

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۖ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝

یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہوگئے اور ان کا کوئی مددگار نہیں ○

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا کہ جب انہیں اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کا فیصلہ

بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا

فرمادے پھر ان میں سے ایک فریق منہ پھیر لیتا ہے ○ یہ حالت انہیں اس لئے ہوئی کہ وہ کہتے ہیں ہمیں آگ

شان نزول انبیاء کرام علیہم السلام اور انصاف کا حکم دینے والوں کو شہید کرنے والوں کا بیان

(یہودیوں کی توبہ کے احکام سے گریز) آیت اور شان نزول سے متعلق یہودیوں کی مزید خباثتیں

ربط اس آیت میں ان کی سرکشی کے تین جرائم بیان کئے گئے ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار (۲) انبیاء علیہم السلام کو شہید کرنا (۳) انصاف کا حکم دینے والوں کو قتل کرنا۔ پہلے اس آیت میں ان کے جرائم کا ذکر ہے اس کے بعد ان کی مذمت اس لئے کی کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے بدترین فعل سے راضی تھے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی جتنی بھی توہین ہے وہ کفر ہے اور ایسی ہر نظر سے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں یہودیوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو شہید کرنے کا قصد کیا ہے اور اس لئے ان کے اعمال برباد ہو گئے۔

إِلَّآ أَيَّامًا مَّعۡدُودَٰتٖ وَغَرَّهُمۡ فِي دِينِهِم مَّا كَانُواْ يَفۡتَرُونَ ٢٤

مچھوے کی گنتی کے چند دن اور نہیں ہیں (یہی) کہ جن کو جھوٹ باتوں نے ان کے دین کے بارے میں دھوکے میں ڈالا ہوا ہے ۞

فَكَيۡفَ إِذَا جَمَعۡنَٰهُمۡ لِيَوۡمٖ لَّا رَيۡبَ فِيهِۖ وَوُفِّيَتۡ كُلُّ نَفۡسٖ مَّا كَسَبَتۡ وَ

تو کیسی حالت ہوگی جب ہم ان کو اس دن کے لئے جمع کریں گے جس میں کوئی شک نہیں اور ہر جان کو اس کی پوری جزا دی جائے گی اور

هُمۡ لَا يُظۡلَمُونَ ٢٥ قُلِ ٱللَّهُمَّ مَٰلِكَ ٱلۡمُلۡكِ تُؤۡتِي ٱلۡمُلۡكَ مَن تَشَآءُ وَتَنزِعُ

ان پر ظلم نہ ہوگا ۞ یوں عرض کرو اے اللہ (تمام) ملک کے مالک تو جسے چاہتا ہے سلطنت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے

ٱلۡمُلۡكَ مِمَّن تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَآءُۖ بِيَدِكَ ٱلۡخَيۡرُۖ

چھین لیتا ہے اور تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے تمام بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے

إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ ٢٦ تُولِجُ ٱلَّيۡلَ فِي ٱلنَّهَارِ وَتُولِجُ ٱلنَّهَارَ فِي ٱلَّيۡلِۖ

بیشک تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے ۞ تو رات کا کچھ حصہ دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کا کچھ حصہ رات میں داخل کر دیتا ہے

وَتُخۡرِجُ ٱلۡحَيَّ مِنَ ٱلۡمَيِّتِ وَتُخۡرِجُ ٱلۡمَيِّتَ مِنَ ٱلۡحَيِّۖ وَتَرۡزُقُ مَن تَشَآءُ بِغَيۡرِ

اور تو مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے شمار رزق عطا

عنوان — جہالت کے سبب گمراہ خیالات پالنے والوں کو تنبیہ — اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کے دلائل

ربط — جہاد سے جی چرانے والوں کی ایک بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ کسی قوم کی تباہی اسی صورت میں ہوتی ہے جب وہ عمل سے بالکل ہی بے بہرہ ہو جائے اور امید کی ہر کرن اس سے کوسوں دور ہو جائے۔ جو شخص یا قوم کچھ نہ کچھ عمل کرتی ہے اور امید کی کرن اس کے سامنے چمکتی رہتی ہے وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ اس لئے ایسے لوگوں کو یہ خیال کرنا کہ ہم کچھ نہ کریں گے تو ہمارا دین محفوظ رہے گا، یہ بھی ایک دھوکہ ہے۔ کسی قوم کی تباہی کا سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ ترقی کے تمام راستوں کو چھوڑ دے اور ہر قسم کی بداعمالیوں، کاہلی اور بزدلی میں مبتلا ہو جائے۔ ایسی قوم کبھی ترقی کی شاہراہ پر قدم نہیں رکھ سکتی۔ (۲) سلطنت و حکومت بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی ملک ہے جسے چاہے عطا کرے جسے چاہے سلطنتیں تباہ کر دیں جن کے بارے میں ان کے فنا ہونے کا کوئی تصور بھی نہ کر سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی زبردست قوت و قدرت کا ایک کلمہ ہو کہ آج ان کے نام و نشان مٹ گئے یہاں کا سکندر اعظم عراق کا فرمانروا ان کا سروش، نوشیرواں، سیزر، فریدون، جمشید، معمر، فرعون، منگول، چنگیز اور ہلاکو خان بڑے بڑے نامور حکمران اب صرف قصے کہانیوں میں رہ گئے اور دنیا ہے تو رب العالمین کا نام و حاکمیت باقی ہے اور اسی کا رہے گا۔

حِسَابٍ ﴿۲۸﴾ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ

حساب کرتا ہے ﴿۲۸﴾ مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور

مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۗ وَ

جو کوئی ایسا کرے گا تو اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں مگر یہ کہ تمہیں ان سے کوئی ڈر ہو اور

يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ

اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے ﴿۲۸﴾ تم فرما دو کہ تم اپنے دلوں کی

صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب معلوم ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

فِي الْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ

زمین میں ہے اور ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے ﴿۲۹﴾ جس دن ہر شخص اپنے تمام اچھے برے اعمال کو

خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۗ وَ

سامنے موجود پائے گا اور اس سے کہ جو برائی اس نے کی ہوگی وہ اس کے اور اس کے درمیان دور دراز کی مسافت ہو کاش ہو جائے اور

يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ

اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر بڑا مہربان ہے ﴿۳۰﴾ اے حبیب فرما دیں اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو

رکوع ۳ صفحہ ۷۹

شانِ نزول (کافروں کو دوست بنانے کی ممانعت) یہ آیت حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے مکہ والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ پر چڑھائی کی خبر لکھ بھیجی تھی اور ظاہر ہو گیا تھا۔

(برے اعمال کرنے والوں کی قیامت کے دن حسرت) یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی دعوت الٰہی کی دلیل ہے۔

نکتہ ① کفار سے دوستی محبت ممنوع و حرام ہے۔ جنہیں رازدار بنانا ان سے قلبی تعلق رکھنا بھی ناجائز ہے۔ البتہ اگر جان یا مال کا خوف ہو تو ایسے وقت صرف ظاہری برتاؤ جائز ہے۔ یہاں صرف ظاہری میل جول کی اجازت دی گئی ہے۔ دل کی نہیں۔ ② اعمال چھپے ہوں یا ظاہر ہوں اللہ کے علم میں ہیں۔ ③ ایمان اور عقیدہ بنانے کی جگہ دل ہے عمل کے مقابلے میں دل کا عمل بہت بڑا ہے۔ دل کی جان نکلنے پر ہو۔ یہ عمل افضل و بہتر ہوتا ہے ④ یہ آیت اس آیت کریمہ سورہ ۷۱ آیت ۶۱ کی تفسیر ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ اس نبی سے جتنا زیادہ محبت کرو گے اتنا ہی دل میں خوف خدا پیدا ہوگا۔ گناہوں سے نفرت پیدا ہوگی۔ ⑤ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں سے محبت کا دعویٰ جب ہی سچا ہو سکتا ہے جب آپ کی پیروی کا دعویٰ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اختیار کرے۔

فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ

تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ تم فرما دو

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ

کہ اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا بیشک اللہ

اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ

نے آدم اور نوح اور ابراہیم کی اولاد اور عمران کی اولاد کو سارے جہان والوں پر چن لیا ۝ یہ سب ایک

بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ

جو ایک دوسرے سے ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے ۝ یاد کرو جب عمران کی بیوی نے عرض کی اے میرے رب میں

نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

تیرے لئے نذر مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے جو آزاد ہے تو مجھ سے قبول فرما بیشک تو ہی سنتا جانتا ہے ۝

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۭ وَ

پھر جب عمران کی بیوی نے بچی جنی تو کہنے لگی اے میرے رب میں نے تو لڑکی جنی ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس نے جنا اور

لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا

وہ لڑکا جس کی خواہش تھی اس لڑکی جیسا نہیں اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اسے اور اس کی اولاد

لغوی (حاضر ہو) اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اللہ تعالیٰ سے پیار کرتے ہیں۔ منہ پھیر لیں

حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کی والدہ کی نذر۔ حضرت مریم علیہا السلام سے پیدا ہونے والے عجیب و غریب واقعات

حل اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور پیروی کرنا ضروری ہے۔ آپ کی رسالت سب انبیاء علیہم السلام کی اطاعت کی تکمیل ہے اور آپ کی پیروی اللہ تعالیٰ سے محبت کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کے حصول اور اپنی خوشنودی اور قرب و جنت پر اور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشروط اطاعت کے ساتھ جو وعدے اور قرب کی صورتیں ہیں وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و اطاعت اور اتباع و غلامی سے صدقے ہی ہوگا اور اس کے علاوہ ہر امت مردود ہے۔

مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٣٦﴾ فَتَقَبَّلَهٗ رَبُّهٗ بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهٗ نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ

کو شیطان مردود سے شر سے تیری پناہ میں دیتی ہوں ﴿٣٦﴾ تو اس کے رب نے اچھی طرح قبول فرمایا اور اسے خوب پروان چڑھایا اور

كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ

زکریا کو اس کا نگہبان بنا دیا جب کبھی زکریا اس کے پاس اس کی نماز چلنے کی جگہ جاتے تو اس کے پاس کچھ پاتے

قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ

اور پوچھا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آتا ہے وہ بولیں یہ اللہ کے پاس سے ہے بیشک اللہ جسے چاہتا ہے

بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ

بے شمار روزی عطا فرماتا ہے ﴿٣٧﴾ وہیں زکریا نے اپنے رب سے دعا کی عرض کی اے میرے رب مجھے اپنی

ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿٣٨﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي

پاکیزہ اولاد عطا فرما بیشک تو ہی دعا سننے والا ہے ﴿٣٨﴾ تو فرشتوں نے انہیں پکارا کہ جبکہ وہ نماز کی جگہ کھڑے نماز پڑھ

الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّ

رہے ہیں کہ بیشک اللہ تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور وہ سردار ہوگا اور

لغوی حضرت مریم رضی اللہ عنہا یا گاہ نبی میں حضرت مریم علیہا السلام کو عجیب سے رزق عطا ہونا

رحم پر مریم میں پاکیزہ اولاد سے لئے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا

حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت اور ان کے اوصاف

حاشیہ ﴿٣٦﴾ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ نے حضرت مریم کی ولادت پر ان کی اولاد پہلے شیطان کے شر سے پناہ مانگی اور اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا قبول فرمائی جدایہ مقبول الفاظ ہیں ہر اولاد کیلئے ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگتے رہنا چاہئے ان شاء اللہ عزوجل رحم ہوگا ﴿٣٧﴾ جب حضرت زکریا علیہ السلام عبادت خانہ میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے تو وہاں بے موسم کے پھل پاتے حضرت زکریا علیہ السلام نے ان پھلوں کے بارے دریافت فرمایا تو آپ رضی اللہ عنہا نے بتایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بے موسم کی کرامات سے نوازتا اور ان کے ہاتھوں پر خلاف عادت چیز ظاہر فرماتا ہے ﴿٣٨﴾ جس جگہ رحمت کی گھٹا برسنے والی ہو وہاں دعا مانگنی چاہئے جیسے جس مقام پر حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو عجیب سے رزق ملتا تھا وہاں حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں مسجد اور حجرہ شریف کے درمیان اقدس اور مزارات اولیاء پر دعا مانگنے میں یہ فائدہ ہے کہ یہ رحمت الٰہی کی بارش برسنے کے مقامات ہیں۔

حَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ

ہمیشہ عورتوں سے بچنے والا اور صالحین میں سے نبی ہوگا ○ عرض کی اے رب میرے یہاں لڑکا کیسے پیدا ہوگا حالانکہ مجھے بڑھاپے

الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ

پہنچ چکا ہے اور میری بیوی بھی بانجھ ہے فرمایا اللہ یوں ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے ○ عرض کی الٰہی میرے لئے

لِّيْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ

کوئی نشانی مقرر فرما دے اللہ نے فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین دن تک لوگوں سے صرف اشارے سے بات چیت کر سکے گا اور اپنے رب کو

كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ ع ۴

بکثرت یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو ○ اور یاد کرو جب فرشتوں نے کہا اے مریم بیشک اللہ نے

اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ

تمہیں چن لیا ہے اور تمہیں خوب پاکیزہ کر دیا ہے اور تمہیں سارے جہان کی عورتوں پر منتخب کیا ہے ○ اے مریم اپنے رب کی فرمانبرداری کرو

وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ

اور اس کی بارگاہ میں سجدہ کرو اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کرو ○ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی بھیجتے ہیں

ع ۴

شان ہبہ کی بشارت ملنے پر حضرت زکریا علیہ السلام کی بارگاہ الٰہی میں عرض

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش سے حامل ہونے والی نشانی کا تقرر — حضرت مریم علیہا السلام اور ان کی عظمت و شان کی بشارت

حضرت مریم علیہا السلام کو اطاعت و عبادت الٰہی کا حکم — حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کے لئے قرعہ اندازی

شرح ﴿۳۹﴾ حضرت زکریا علیہ السلام سے نسل عظیم جیسے کی صورت میں عادت ظاہر ہونے کا عرض کیا کہ میں بڑھاپے اور بانجھ عورت میں معجزہ ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالح فرزند ملنے پر رب عزوجل کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ عقیقہ صدقہ خیرات وغیرہ سب اسی نعمت کا شکریہ ہے اور چونکہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم جملہ انبیاء و مرسلین اور کائنات کی سب سے عظیم نعمت ہیں اس لئے آپ کا شکریہ ہر میلاد کی صورت میں ہمیشہ ادا کرتے رہتے ہیں۔ ﴿۴۴﴾ اس آیت میں فرمایا گیا کہ حضرت مریم علیہا السلام کا واقعہ غیب کی خبروں میں سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب کے علوم عطا فرمائے ہیں۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات جو قرآن و حدیث میں آئے سب غیب کی خبریں ہیں۔

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ

او تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلمیں ڈالتے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی پرورش کرے گا اور تم ان کے پاس

لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ

نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے ﴿۴۴﴾ اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم اللہ تجھے اپنی طرف سے ایک حکم کی بشارت

مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ

دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا وہ دنیا و آخرت میں بڑی عزت والا ہوگا اور اللہ کے مقربین بندوں

الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ

میں سے ہوگا ﴿۴۵﴾ اور وہ لوگوں سے جھولے میں اور بڑی عمر میں بات کرے گا اور خاص بندوں میں سے ہوگا ﴿۴۶﴾ مریم نے عرض کیا

رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا

اے میرے رب میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا مجھے تو کسی مرد نے ہاتھ بھی نہیں لگایا اللہ نے فرمایا اللہ یوں ہی جو چاہتا ہے

يَشَآءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ

پیدا کرتا ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو اسے صرف اتنا فرماتا ہے ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے ﴿۴۷﴾ اور اللہ اسے کتاب اور

الْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ

حکمت اور توریت اور انجیل سکھائے گا ﴿۴۸﴾ اور وہ (کسی) بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا کہ میں تمہارے

جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ

رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی شکل بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو

رکوع ۵

حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دینے کے واقعات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ملنے پر حضرت مریم کا بارگاہ الٰہی میں عرض

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب و حکمت کی تعلیم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ

تو وہ اللہ کے حکم سے فوراً اڑنے والا جانور بن جاتا میں پیدائشی اندھوں اور کوڑھ کے مریضوں کو شفا دیتا ہوں اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ

اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

کرتا ہوں اور تمہیں غیب کی خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ

بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو ۝ اور مجھ سے پہلے جو تورات کتاب ہے اس کی تصدیق کرنے والا بن کر آیا ہوں اور اس لئے کہ تمہارے لئے

لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

کچھ وہ چیزیں حلال کردوں جو تم پر حرام کی گئی تھیں اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور

اَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

میری اطاعت کرو ۝ بیشک اللہ میرا اور تمہارا سب کا رب ہے تو اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے ۝

ترجمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریف آوری کے مقاصد — **عنوان** عبادت الٰہی کا راستہ سیدھا راستہ ہے

حل ۱ فقہاء نے مشکلات دور کرنے وغیرہ کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کیلئے استعمال کرنا شرک میں داخل ہونا کہا جائے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشکل کشا اور دافع البلاء ہیں یا اللہ یا اللہ جیسے یہ بات عطا فرماتے ہیں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں مردے زندہ کرتا ہوں میں لاعلاج بیماروں کو اچھا کرتا ہوں میں نیکی خریدتا ہوں حالانکہ یہ تمام کام اللہ کے ہیں ۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گھروں میں کھائی ہوئی چیزوں کی خبر دیتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ محبوبان خدا کو غیب کی خبر ہوتی ہے اور یہ کہنا کہ محبوبان خدا کو علم غیب ماننا توحید کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ کی عطا کا انکار توحید کے منافی ہے ۳ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کے خداداد اختیار سے حلال و حرام کر سکتے ہیں یہ کہنا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے بعض وہ حرام چیزوں کو حلال کرتا ہوں ۴ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ کا بیٹا ہونے کا انکار ہے اس میں عیسائیوں کا رد ہے اس سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کا عقیدہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور الوہیت میں شریک ہیں یہ سراسر شرک ہے ان سے مسلمانوں کو شرکت نہیں کرنی چاہئے

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ

پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر محسوس کیا تو فرمایا اللہ کی طرف (کام کرنے) میں کون میرا مددگار ہوتا ہے؟ حواری ساتھیوں نے

الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝۵۲ رَبَّنَآ

کہا ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ (اس پر) گواہ رہیں کہ ہم یقیناً مسلمان ہیں ۝۵۲ اے ہمارے رب،

اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۵۳ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ

ہم اس (کتاب) پر ایمان لائے جو تو نے نازل فرمائی اور (تیرے) رسول کی اتباع کی پس ہمیں گواہی دینے والوں میں سے لکھ لے ۝۵۳ اور (کافروں نے خفیہ تدبیر کی) اور اللہ نے (خفیہ تدبیر فرمائی)

ع ۵ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۵۴ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ

اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر فرمانے والا ہے ۝۵۴ (یاد کرو) جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ میں تمہیں پورا لینے والا ہوں اور تمہیں اپنی طرف

اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ

اٹھانے والا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں اور تیری پیروی کرنے والوں کو قیامت تک

كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

تجھ سے منکروں پر غالب رکھوں گا پھر تم سب میری طرف لوٹ کر آؤ گے تو جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے ان باتوں کا میں تمہارے درمیان فیصلہ

شان نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مددگار (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا)

کافروں کا مکر اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چار قسم کے)

ف ۱ اس سے معلوم ہوا کہ بوقت معصیت اللہ جل جلالہ کے بندوں سے مدد مانگنا سنت پیغمبر ہے۔ **ف ۲** یہاں لفظ "مکر" تدبیر کے معنی میں مستعمل ہوا ہے اس لئے کہ شان الٰہی میں یہ کہا جائے گا اور اب عربی میں بھی دھوکے کے معنی میں معروف ہے اس لئے جو بات بھی جو تجھے کی واضح قرینے سے بغیر شان الٰہی میں بولا جائے۔ یہ لفظ شان الٰہی میں کو ہو سے وہاں وہ خفیہ تدبیر کے معنی میں ہے۔ **ف ۳** یہ الفاظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت پانچ سے کی نقل میں ہیں کیونکہ لفظ "توفی" کا معنی ہے پورا پورا لینا (بیعلاوی) بلاروح جسم (دوں) استعمال جہاں جیسا قرینہ ہو وہیں اس کا وہی معنی مراد ہوتا ہے یہاں "انی متوفیک" کا معنی یہ ہے کہ میں تمہیں پورا پورا لینے والا ہوں گا۔ بلاروح جسم دونوں سے ساتھ دوں گا۔ **ف ۴** حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ماننے والوں سے مراد ہے "ان" کو صحیح طور پر ماننے والے اور صحیح معنے والے یقیناً صرف مسلمان ہیں یہ غلط یہودی تو یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دشمن ہیں اور عیسائی کہتے ہیں حد سے بڑھتے ہیں تو یہ مانتا "توحید" تین خدا کا "ماننا" ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اللہ مجھے ان کے ساتھ معبود ماننے والے نہیں، نہیں، ہرگز آپ بھی معبود نہیں ہیں گے۔

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَ

ہوں گے ﴿۵۵﴾ پس جو لوگ کافر ہیں تو میں انہیں دنیا و آخرت میں سخت عذاب

الْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا ﴿۵۶﴾ اور جو ایمان لائے اور نیک کام

فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ

تو اللہ انہیں ان کا پورا پورا اجر عطا فرمائے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں فرماتا ﴿۵۷﴾ یہ جو ہم تمہارے سامنے پڑھتے ہیں کچھ

الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ

نشانیاں ہیں اور حکمت بھری نصیحت ہے ﴿۵۸﴾ بیشک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے جسے اللہ نے

مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ

مٹی سے بنایا پھر اسے فرمایا ہو جا تو وہ فوراً ہو گیا ﴿۵۹﴾ (یہ) حق تیرے رب کی طرف سے ہے پس تم شک کرنے والوں

الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا

میں سے نہ ہونا ﴿۶۰﴾ پھر تیرے پاس علم آجانے کے بعد جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں جھگڑا کریں تو تم ان سے فرما دو کہ

نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ

آؤ ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور (اپنی) عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو بلائیں پھر

ترجمہ: کافروں کی دنیا کی اور آخرت کی سزا اور نیک مسلمانوں کا اجر ثواب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام باپ کے بغیر پیدا ہوئے — حق بات میں شک کرنے کا حکم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والوں سے خطاب

تفسیر: ① یعنی جیسے حضرت آدم علیہ السلام بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی حضرت آدم علیہ السلام خدا تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہوسکتے ہیں اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے ② یہاں خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اس لئے کہ آپ کے سامنے ہر مخاطب سے ہے یا یہاں بھی بظاہر خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن درحقیقت آپ کی امت سے ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی میں شک نہ رہے

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦١﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ

پھر التجا کریں ہم اور تم جھوٹوں پر اللہ کی لعنت لے آئیں ۝ بیشک یہی سچا بیان ہے

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٦٢﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ

اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک اللہ ہی غالب ہے حکمت والا ہے ۝ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو

اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا

اللہ خوب جانتا ہے فساد کرنے والوں کو ۝ تم فرما دو اے کتاب والو آؤ ایک بات کی طرف جو ہم

وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا

اور تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں کوئی کسی

اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ يٰٓاَهْلَ

اللہ کے سوا دوسرے کو رب نہ بنائے پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرما دو تم گواہ ہو کہ ہم تو مسلمان ہیں ۝ اے اہل

الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ

کتاب تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ توریت اور انجیل تو اتری ہی ان کے بعد سے

شان نزول (اہل کتاب کو کلمہ اسلام کی طرف آنے کی دعوت) (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نجران سے ساٹھ سواروں کا وفد)

تفسیر مباہلہ کا لغوی مفہوم یہ ہے کہ دو متقابل فریق اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اگر ہم حق پر ہوں اور ہمیں باطل پر ہوں تو اللہ جھوٹے کو ہلاک کر دے اور اگر ہم حق پر ہوں اور باطل پر ہو تو اللہ ہمیں تجھ ہلاک کر دے۔ پھر یہی بات دوسرا فریق بھی کہے۔ یاد رہے کہ مباہلہ دینی کے یقینی مسائل میں ہونا چاہیے نہ کہ غیر یقینی مسائل میں۔ اسلام کی حقانیت پر تو مباہلہ ہو سکتا ہے۔ حنفی شافعی اختلافی مسائل میں نہیں۔ (۲) اس آیت میں اختلاف ختم کرنے کا ایک عمدہ طریقہ بیان فرمایا گیا ہے جو مشترک اور متفق چیزیں ہیں انہیں لے لیا جائے باقی اختلافی امور ختم ہو جائیں اور ان کی تعداد کم ہو جائے اور بحث صرف ان پر منحصر رہے۔ ورنہ ہوتا یہ ہے کہ جب بحث کی جاتی ہے تو بھی اختلافی موضوع زیر بحث آتا ہے اور کبھی اتفاقی پر بحث شروع ہو جاتی ہے

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٥﴾ هَا أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ

کیا تمہیں عقل نہیں ﴿٦٥﴾ ہاں تو تم ہی لوگ ہو جو پہلے اس معاملے میں جھگڑ چکے تھے جس کا تمہیں علم تھا (پھر)

فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ

اس میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں؟ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ﴿٦٦﴾ ابراہیم

يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٦٧﴾

نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ وہ تو ہر باطل سے جدا رہنے والے مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے ﴿٦٧﴾

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ

یقیناً سب لوگوں سے زیادہ ابراہیم سے قریب وہ لوگ ہیں جو ان کا اتباع کرنے والے تھے اور یہ نبی اور ایمان والے

وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٨﴾ وَدَّتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّونَكُمْ ۖ

اور اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے ﴿٦٨﴾ اہل کتاب کی ایک جماعت دل سے چاہتی ہے کہ کسی طرح تمہیں گمراہ کر دیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر باطل سے جدا مسلمان تھے

(حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریبی ہونے کے حقدار) (اہل کتاب کا یہ ارادہ کہ مسلمانوں کو گمراہ کریں گے)

معلوم ہوا کہ لوگوں سے دلوں کے الزام دور کرنا عبث ہے ان کی عظمت کی حفاظت کرنا محبوب چیز ہے اس آیت سے علم تاریخ کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے کہ یہاں تاریخ پر ہی حقیقت کا مدار ہے لہٰذا علم تاریخ کی بہت ضرورت ہے کیونکہ ہمارے زمانے نے بہت سے گمراہ لوگ تاریخ کو صحیح کر کے ہی لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں لہٰذا اپنے طور پر ہر کتاب و تاریخ نہیں پڑھنی چاہئے بلکہ موجودہ تاریخ میں بہت سی گمراہ کن باتیں شامل ہیں بے علم کی پڑھے گا تو بہکا جائے گا کسی مستند عالم دین سے تاریخ پڑھنی چاہئے ② اس آیت سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ایمان کے قریب ان کی اطاعت سے حاصل ہوتا ہے کہ بغیر ایمان کے محض ان کی اولاد ہونے سے مسلمان نہیں بچے بھی نہیں چنانچہ اسی لئے تمام انبیاء کی تعلیمیں اسلام میں موجود ہیں جیسے حج قربانی ختنہ داڑھی وغیرہ ③ لوگوں کی دوستی اللہ تعالیٰ کی اصل نعمت ہے جیسے یہاں آیت میں حفاظت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے صحیح نسبت و تعلق کا بیان کامیابی ④ یاد رہے کہ عہد کے گمراہ مسلمانوں کو اپنے دین میں خلل سے بچنے و خشیں ہمیشہ کرتے ہیں کہ چنانچہ وہ قانونی قدروں تحریکیں چلتی ہیں اور سب تو لوگوں دلوں میں خرابیاں اور خصوصاً گاؤں نے تو تباہی مچا رکھی ہے اللہ تعالیٰ سے ایمان کی حفاظت فرمائے

وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ

اور وہ صرف خود ہی گمراہ کر رہے ہیں اور انہیں شعور نہیں ۝ اے کتابیو! اللہ کی آیتوں کے ساتھ کیوں کفر

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ

کرتے ہو حالانکہ تم خود گواہ ہو ۝ اے کتابیو! حق و باطل کے ساتھ کیوں ملاتے ہو اور

تَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ع ۵ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ

حق کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو ۝ اور کتابیوں کے ایک گروہ نے کہا جو ایمان والوں پر

اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَ

نازل ہوا ہے اس پر دن کے ابتدائی حصہ میں ایمان لاؤ اور دن کے آخر میں انکار کر دو شاید کہ اس طرح مسلمان اپنے دین سے پھر جائیں ۝ اور (یہ بھی کہا کہ)

لَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى

صرف اسی کا یقین کرو جو تمہارے دین کی پیروی کرے (اے پیغمبر ﷺ) ان سے کہہ دو کہ ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے (یہ بھی کہتے ہیں کہ) ایسی بات کا یقین نہ کرو

اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ

(کہ کسی اور کو بھی وہی مل سکے جو تمہیں دیا گیا ہے یا یہ کہ) وہ تمہارے رب کے پاس تمہارے اوپر غالب آ جائیں (اے پیغمبر ﷺ) ان سے کہہ دو کہ فضل و کرم

بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے ۝ وہ بڑی وسعت والا ہے (اور) سب کچھ جانتا ہے ۝ اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے ۝

شان نزول (آیت الٰہی کا انکار کرنے پر اہل کتاب کو تنبیہ) حق کو باطل سے ملانے اور حق چھپانے پر اہل کتاب کو تنبیہ

(یہودیوں کی مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی سازش اور اس کا جواب) (یہ سلسلہ خاص فضل الٰہی ہے)

حکم اس بات سے باخبر رہنا چاہئے کہ کافروں کی طرف سے سازشوں کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ آج بھی یہی سازشیں پکڑی جاتی ہیں کہ جھوٹی خبروں جھوٹی تصویروں کے ذریعے دین اسلام سے متنفر کیا جاتا ہے۔ اس وقت غار میڈیا اس مقصد پیلئے بطور خاص مستعد کام کر رہے ہیں ۝ قرآنی لفظ یدّ کا لفظی ترجمہ ہاتھ ہے اور یہاں اس سے قبضہ اور قدرت مراد ہے ۝ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کے کمال کا اصلی سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ۝ اللہ تعالیٰ جو بھی بات کسی کے ساتھ خاص کرنا چاہے خاص فرما لیتا ہے اور نبوت جس کسی کو ملی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملی ہے اس میں ذاتی محنت کا دخل نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ سے چونکہ ہر شخص کو اس کی محنت کے مطابق ہی ثواب ملے گا

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ

اور اللہ بڑے فضل والا ہے ﴿۷۴﴾ اور اہل کتاب میں کوئی تو وہ ہے کہ اگر تم اس کے پاس ایک ڈھیر بھی امانت رکھ

بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ

تو وہ تمہیں ادا کر دے گا اور کوئی ان میں سے وہ ہے کہ اگر تم اس کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھو تو جب تک

لَا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ

تم اس کے سر پر کھڑے نہیں ہو گے وہ تمہیں ادا نہیں کرے گا۔ ان کی یہ بددیانتی اس وجہ سے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ

عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ

ان پڑھوں کے معاملے میں ہم سے کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوگی اور یہ اللہ پر جان بوجھ کر جھوٹ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

باندھتے ہیں ﴿۷۵﴾ ہاں جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور پرہیزگاری اختیار کی تو اللہ پرہیزگاروں سے محبت

الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا

فرماتا ہے ﴿۷۶﴾ بیشک وہ لوگ جو اللہ کے وعدے اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی سی قیمت لیتے ہیں

شان نزول دیانت کی دو قسمیں ہیں اہل کتاب کے دو گروہوں کا بیان) متقی لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں

اللہ تعالیٰ سے عہد کے بدلے دنیا خریدنے والوں کا اخروی انجام

ربط اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم اور تقویٰ کی کمال درجہ کی اہمیت ہے اگرچہ وہ کسی دوسرے مذہب کا ہو۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی یہود کے علماء میں سے تھے۔ انہوں نے آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور ایمان لے آئے۔ ان لوگوں کی باتوں کی تصدیق میں یہود کے علماء نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کتاب میں لکھا ہوا دیکھتے تھے۔ اس کے باوجود یہ لوگ مسلمان ہونے والوں کو ڈراتے دھمکاتے تھے کہ اگر تم نے اسلام قبول کیا تو ہم تمہارا سارا مال و اسباب چھین لیں گے۔ تمہارا کاروبار تباہ کر دیں گے۔ تمہارے ساتھ لین دین بند کر دیں گے۔ تمہارا سوشل بائیکاٹ کر دیں گے۔ اس طرح کی دھمکیوں سے یہ لوگ مسلمانوں کو اسلام سے روکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حرکت پر اس وقت عمومی طور پر مسلمانوں کو متنبہ کیا ہے۔ یہودیوں سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا تھا کہ وہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے جن کی علامات وغیرہ کا ذکر تورات میں موجود تھا۔ یہودیوں نے اپنے معاشرت کی خاطر تورات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کی آیتوں کو بدل دیا اور لوگوں سے چھپا لیا اور اپنی تحریفات پر جھوٹی قسم کھا لیتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ دنیوی مال کی خاطر عہد الٰہی سے بھی گئے اور قسموں کو توڑنے پر اس آیت میں شدید وعید بیان کی گئی ہے۔

أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ

ان لوگوں کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ قیامت کے دن نہ تو ان سے کلام فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَاِنَّ مِنْهُمْ

کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ﴿۷۷﴾ اور یقیناً ان اہل کتاب میں سے

لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ

کچھ وہ ہیں جو اپنی زبان کو مروڑ کر کتاب پڑھتے ہیں تاکہ تم سمجھو کہ یہ بھی کتاب کا حصہ ہے حالانکہ وہ

مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ

کتاب کا حصہ نہیں ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے

وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ

اور یہ لوگ جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ﴿۷۸﴾ کسی بشر کو یہ حق حاصل نہیں کہ

يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا

اللہ اسے کتاب و حکمت اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر

عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ

میرے عبادت کرنے والے بن جاؤ بلکہ وہ یہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ ﴿۷۹﴾ بوجہ تم کتاب کی تعلیم

شان نزول اہل کتاب کے بعض گروہ کا تحریف کرنا بلکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کی حرمت بیچنا

تفسیر آج کل بھی ایسے لوگ دیکھے ہیں جو احادیث پڑھ کر یا بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان کا انکار کرتے ہیں اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ یہ شان صحابہ رضی اللہ عنہم کا انکار بھی قرآن ہی کے حوالہ سے ہے حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہے یہ بھی بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے اسلامی مسائل پر لوگوں سے بحث کرتے ہیں مگر جب قرآن کے بارے میں کلام کرتے ہیں تو بھی قرآن پڑھتے ہیں اور درمیان میں اصل مسائل کو چھوڑ کر اپنی بات کو ثابت کرنے میں لگ جاتے ہیں پڑھنے والا سمجھے کہ شاید یہ بھی قرآن میں ہی ہے حالانکہ یہ صحیح حدیث کے خلاف ہوتا ہے ﴿۲﴾ قرآن سے معلوم ہوا کہ علم و تعلیم کا ثمرہ یہ ہونا چاہئے کہ آدمی اللہ والا ہو جائے۔ افسوس عمر سے یہ حصہ ہوا ہے کہ علم صالح اور بے کار ہے۔

الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا

دیتے ہو اور اس لئے کہ تم خود بھی سے پڑھتے ہو ﴿۷۹﴾ اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا کہ

الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ

فرشتوں اور نبیوں کو رب بنالو کیا وہ تمہیں تمہارے مسلمان ہونے کے بعد کفر کا حکم

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ ع ۸

دے گا ﴿۸۰﴾ اور یاد کرو جب اللہ نے نبیوں سے وعدہ لیا کہ میں تمہیں کتاب و حکمت

مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ

عطا کروں گا پھر تمہارے پاس وہ عظمت والا رسول تشریف لائے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہوگا

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ

تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ (اللہ نے) فرمایا کیا تم نے (اس حکم کا) اقرار کیا اور اس (ذمہ داری)

اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ

میرا (بھاری) ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا (اب) ایک دوسرے پر (حق) گواہ ہو جاؤ اور میں خود بھی تمہارے ساتھ

الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

گواہوں میں سے ہوں ﴿۸۱﴾ پھر جو اس اقرار کے بعد پھر جائے گا تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہوں گے ﴿۸۲﴾

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یہ لوگ اللہ کے دین کے علاوہ کوئی اور دین چاہتے ہیں حالانکہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے وہ سب خوشی سے یا مجبوری سے

شانِ نزول : حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان اسلام کے علاوہ کوئی دین مقبول نہیں

تفسیر : اس آیت مبارکہ میں ہی کچھ سیدنا نصیحہ اللہ سے حکیم فضائل بیان ہوئے ہیں علماء اسلام نے اس آیت کی تفسیر میں پوری پوری کتابیں تصنیف کی ہیں اور اس سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار ثبوت حاصل کئے ہیں۔ ان کی معلومات حاصل کرنے کے لئے تفسیر صراط الجنان ج ۱ ص ۵۰۷ کا مطالعہ فرمائیں۔

طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ

ہی کی بارگاہ میں سب لوگوں کو لوٹنا ہے ﴿۸۳﴾ اور تم یوں کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو

اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَ

اللہ کی طرف سے ہم پر نازل کیا گیا ہے اس پر اور جو کچھ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر

الْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ

نازل کیا گیا ہے ان پر یعنی انبیاء جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دیگر انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا (اس پر بھی ایمان لائے ہیں)

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ

ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے ہم اسی کی بارگاہ میں گردنیں جھکائے ہوئے ہیں ﴿۸۴﴾ اور جو کوئی

غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ

اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ

نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا ﴿۸۵﴾ اللہ کسی قوم کو کیسے ہدایت دے گا جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کو اختیار کیا اور

شانِ نزول: یہود کا یہ کہنا کہ ہم انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں

دینِ اسلام کے علاوہ دوسرا دین بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہیں مرتد ہونے والوں کی سزا

ف۱ یہ ہے کہ ہمیں سب انبیاء و کتابوں پر ایمان لانے کا حکم ہے لہٰذا ہمارا عمل صرف قرآن پر ہوگا اور ہر تفصیلی کام میں اطاعت و اتباع صرف حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کریں گے۔ **ف۲** اللہ تعالیٰ نے واضح طور قرآن پاک میں کئی جگہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہے۔ اسلام کے علاوہ کوئی دین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابلِ معتبر نہیں۔ اسلام کے علاوہ دوسرے کسی بھی تعالیٰ باتوں پر جتنا چاہے عمل کرے لیکن جب تک مکمل طور پر بطور عقیدہ اسلام کو اختیار نہیں کرے گا اس کا کوئی عمل بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہیں ہوگا اور جب اسلام سے مرتد ہو کر دین سے جیسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے **ف۳** مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو ہدایت نہیں دیتا جو ایمان لانے کے بعد کفر کو اختیار کر لیتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جان بوجھ کر حق کا انکار کرنے والے ہٹ دھرم لوگ ہدایت سے محروم ہوتے ہیں۔ حسد نہایت خبیث بیماری ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی جانتے بوجھتے انکار کر دیتا ہے اور یہ حسد جہنم کے عذاب تک پہنچا دیتا ہے۔

شَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

وہ اس بات کی گواہی دے چکے تھے کہ یہ رسول سچا ہے اور ان لوگوں کے پاس روشن نشانیاں بھی پہنچ چکیں اور اللہ

الظّٰلِمِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَ

ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ۝ یہی وہ لوگ ہیں جن کا بدلہ یہ ہے کہ ان پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور

النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ

انسانوں سب کی لعنت ہے ۝ ہمیشہ اس میں رہیں گے نہ ان سے عذاب ہلکا ہوگا اور نہ انہیں

يُنْظَرُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۤ فَاِنَّ اللّٰهَ

مہلت دی جائے گی ۝ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اس کے بعد توبہ کرلی اور اپنی اصلاح کرلی تو بیشک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا

بخشنے والا مہربان ہے ۝ بیشک وہ لوگ جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے گئے

لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الضَّاۗلُّوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا

تو ان کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی اور یہی لوگ گمراہ ہیں ۝ بیشک وہ لوگ جو کافر ہوئے اور

وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى

کافر ہی مر گئے ان میں سے کوئی اگر چاہے اپنی جان چھڑانے کے بدلے میں زمین بھر سونا بھی دے تو ہرگز اس سے نہ لیا جائے

بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝

گا یہ جائے گا ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا

ع ۱۰

فوائد مرتد اور اسکی توبہ کرنے والوں کی بخشش کا بیان ۔ مرتد اور کافر کی توبہ مقبول نہیں

ربط آیات گزشتہ آیات میں مرتد کے توبہ کرنے کا ذکر تھا

ربط یہ ہے کہ توبہ ہر گناہ سے ہوسکتی ہے حتی کہ ارتداد سے بھی توبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہے ۔ آیت میں فرمایا گیا کہ جو کفر کرے اور اس میں بڑھتا جائے اس کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی" اس کا یہ معنی ہے کہ ان کی توبہ قبول نہیں کیونکہ توبہ ہی نہیں کرتے یا یہ معنی ہے کہ ان کی توبہ مقبول نہیں بلکہ ان کی توبہ دل سے نہیں بلکہ منافقانہ ہوتی ہے دل میں کفر بھرا ہوتا ہے اور زبان سے توبہ کررہے ہوتے ہیں ایسی توبہ ہرگز قبول نہیں ایسا شخص جو توبہ سے کفر کی جانب دوبارہ لوٹ جائے مقبول نہیں

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ

تم ہرگز بھلائی کو نہیں پا سکو گے جب تک (راہ خدا میں) اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو اللہ اسے

عَلِيْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى

جانتا ہے ﴿۹۲﴾ تمام کھانے بنی اسرائیل کے لئے حلال تھے سوائے ان کھانوں کے جو یعقوب نے

نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ

تورات نازل کئے جانے سے پہلے اپنے اوپر حرام کر لئے تھے۔ تم فرما دو تورات لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

سچے ہو ﴿۹۳﴾ پھر اس کے بعد بھی جو اللہ پر جھوٹ باندھے تو وہی لوگ

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۠ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ

ظالم ہیں ﴿۹۴﴾ تم فرما دو کہ اللہ نے سچ فرمایا پس تم ابراہیم کے دین پر چلو جو ہر باطل سے جدا تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى

تھے ﴿۹۵﴾ بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا ہے اور سارے جہاں والوں

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۭ وَلِلّٰهِ

کے لئے ہدایت ہے ﴿۹۶﴾ اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے اور جو اس میں داخل ہوا امن والا ہو گیا اور اللہ کے لئے

لغوی تحقیق: رہو گے میں پسندیدہ مال خرچ کرنے کی ترغیب — بعض کھانوں کے حرام ہونے پر یہود کے جھوٹے دعوے کا رد

(دین اسلام کی حقانیت کی دلیل کا بیان) — حاجیوں کی خصوصیات — حج کی فرضیت اور اس کی بنیادی شرائط کا بیان

ربط: اس آیت میں بھلائی سے مراد تقویٰ اور فرمانبرداری ہے جبکہ خرچ کرنے میں واجب اور نفلی تمام صدقات داخل ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سید المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شریف اللہ تعالیٰ کی خاص عطا ہے کہ آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے صحیفوں اور تورات و انجیل سے خبردار فرمایا۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم کے باوجود گناہ کرنا یا دوسروں کو گناہ پر مجبور کرنا بہت سخت ہے جبکہ حلال کو اپنی طرف سے حرام کہنا اللہ تعالیٰ پر افترا کرنا ہے۔ اس آیت میں دین کی بنیادی باتوں کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین محمدی کی بنیادی باتوں پر عمل کرنا فرض ہے۔ دین محمدی کی اس ملت کو اپنانے کا حکم دیا جو ملت ابراہیم علیہ السلام پر مبنی ہے۔ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت غلاف کعبہ اٹھائے ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پتھر کے علم چھو جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے پتھر کو متبرک شعائر اللہ بنا دیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے صفا و مروہ کی پہاڑیوں کو شعائر اللہ بنا دیا۔

عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ

لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے اور جو انکار کرے تو اللہ سارے جہان سے

عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ

بے پرواہ ہے ﴿۹۷﴾ تم فرماؤ اے اہل کتاب تم اللہ کی آیتوں کا انکار کیوں کرتے ہو حالانکہ اللہ تمہارے

عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ

اعمال پر گواہ ہے ﴿۹۸﴾ تم فرماؤ اے اہل کتاب تم ایمان لانے والوں کو اللہ کے رستے سے کیوں روکتے ہو

تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا

تم اس میں کجی چاہتے ہو حالانکہ تم خود اس پر گواہ ہو اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ﴿۹۹﴾ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ

ایمان والو اگر تم اہل کتاب میں سے کسی گروہ کی اطاعت کرو تو وہ تمہیں تمہارے ایمان سے بعد

اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَ

کفر کی حالت میں لوٹا دیں گے ﴿۱۰۰﴾ اور (ایمان والو) تم کیوں کفر کرو گے حالانکہ تمہارے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور

ربط آیات نبی کا انکار کرنے پر اہل کتاب کو تنبیہ ایمان والوں کو اہل کتاب سے دور رہنے پر اہل کتاب کو تنبیہ

مسلمانوں کو اہل کتاب کی اطاعت سے ممانعت کافر رہنے کا حکم مسلمان کی شان نہیں

لغات ۱ یہاں اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے مراد تورات کی وہ آیات ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا بیان ہے اور وہ عقلی دلائل مراد ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں ۲ شاکر کی تین قسمیں ہیں جن سے اصحاب کی دو قسموں اوس اور خزرج کی باہمی عداوت و مخاصمت کی جڑ کٹ گئی ۔ یہود نے آپس میں صلح کرا دینے کی کوشش کی ہو گی ۔ یہود نے اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ فتنہ و شر برپا کرنا مسلمانوں کو آپس میں لڑانا یہود کا کام ہے اور آپس میں پیار محبت پیدا کرنا اور صلح و امن برپا کرنا شیوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم ہے ۳ یہاں بتلایا گیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت یا بغض اور ان کی زبان سے قرآن مجید سننے کے بعد اس آیت میں عام مسلمانوں کو بھی اس اعتبار سے نصیحت ہے کہ ہمارے درمیان قرآن موجود ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات موجود ہیں تو پھر آپس میں نفاق اور لڑائی کس طرح ہو سکتی ہے؟

فِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

تم میں اس کا رسول تشریف فرما ہے اور جس نے اللہ کا سہارا مضبوط پکڑا بے شک وہ سیدھی راہ پر لگایا گیا ۝

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز تمہیں موت نہ آئے مگر اسلام کی حالت

مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۚ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ

میں آئے ۝ اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو اور اللہ کا احسان

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ

اپنے اوپر یاد کرو جب تم آپس میں دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی تو تم اس کے فضل سے

اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

بھائی بھائی بن گئے اور تم تو آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا اللہ تم سے یوں ہی

لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ

اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ ۝ اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائیں

وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَ

اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ۝ اور

شانِ نزول: دین اسلام کو مضبوط پکڑنے کا حکم / تقویٰ اور ایمان پر جان دینے کا حکم / آپس میں دشمنی کا حکم

باہمی تفرقہ کی ممانعت / حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے مسلمانوں میں الفت پیدا ہونا اور جہنم سے نجات ملنا

نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کا حکم / مسلمانوں کو باہمی تعاون کا حکم اور اختلافات میں پڑنے کی ممانعت

مسئلہ ① جس وعدے آیت سے دلیلات کی حجیت سب کو ظاہر ہے کہ اس حکم دینے کا کیا حکم ہے کہ اس طریقے پر مسلمان چلتے آ رہے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جاری ہے اور حجت ہے ثابت ہے اس سے یہ ہوا کہ اہل حجت و جماعت تو حق پر ہیں اور بدعت صحابہ کے طریقے پر چلنے والے ہیں تو کہنا یا تو ان لوگوں کو جائے گا جو ان سے بچے کہ اصل طریقے پر چلنے والوں کو کہا جائے کہ تم راہ حق چھوڑ دو۔

لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَ

ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور (احکام) سے پیغمبر روشن نشانیاں آ چکنے کے بعد بھی آپس میں اختلاف کیا اور

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۙ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

ان کے لئے بڑا عذاب ہے ﴿۱۰۵﴾ جس دن کئی چہرے روشن ہوں گے اور کئی چہرے سیاہ ہوں گے تو جن کے

اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۫ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے؟ تو اب اپنے کفر کے بدلے میں

تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ

عذاب کا مزہ چکھو ﴿۱۰۶﴾ اور جن کے چہرے سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے وہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا

ہمیشہ اس میں رہیں گے ﴿۱۰۷﴾ یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم حق کے ساتھ تمہارے سامنے پڑھتے ہیں۔ اور اللہ جہان والوں پر ظلم

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾

نہیں چاہتا ﴿۱۰۸﴾ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے ﴿۱۰۹﴾

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(اے مسلمانو) تم بہترین امت ہو (جو) لوگوں (کی ہدایت) کے لئے ظاہر کی گئی تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو

ترجمہ: قیامت کے دن موحدوں کے چہرے روشن اور کافروں کے سیاہ ہوں گے ۔ جس چہرے والے جنت ہی کی جگہ جنت

میں ہوں گے ۔ اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے ۔ زمین و آسمان میں موجود ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے ۔

امت محمدیہ کی عظمت کا بیان جس میں خیر، خوبی، بھلائی ہے اس سے منع کرنا

فائدہ: اس آیت میں مسلمانوں کو آپس میں اتفاق و اجتماع کا حکم دیا گیا اور اختلاف اور اس کے سبب پیدا ہونے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ حدیث میں بھی اس کی بہت تاکید ہے۔ ان میں مسلمانوں کی جماعت سے جدا ہونے کی سختی سے ممانعت فرمائی گئی ہے۔

اس آیت میں اللہ نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تمام امتوں سے افضل فرمایا اور بعض آیت میں بنی اسرائیل کو بھی عالمین کی تمام جہانوں سے افضل فرمایا گیا ہے۔ لیکن ان کا افضل ہونا اس وقت تک تھا جب تک حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا فضل ہونا نہیں ہوا تھا۔

وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا ان میں کچھ مسلمان ہیں

وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ

اور ان کی اکثریت نافرمان ہے ﴿۱۱۰﴾ یہ تمہیں ستانے کے سوا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر تم سے لڑیں گے تو تمہارے سامنے سے

الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْۤا اِلَّا بِحَبْلٍ

پیٹھ پھیر جائیں گے پھر ان کی مدد کہیں کی نہ ہوگی ﴿۱۱۱﴾ یہ جہاں کہیں پائے جائیں ان پر ذلت مسلط کر دی گئی ہے ان کے لئے

مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ

اللہ کی طرف سے پناہ مل جائے یا لوگوں کی طرف سے پناہ مل جائے[۴۳] یہ اللہ کے غضب کے مستحق ہیں اور ان پر محتاجی مسلط کر دی گئی ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ

یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ اللہ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق شہید کرتے تھے،

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ

اور اس لئے کہ وہ نافرمانی اور زیادتی کرتے تھے ﴿۱۱۲﴾ یہ سب برابر نہیں ہیں اہل کتاب میں کچھ وہ لوگ بھی ہیں جو

قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

حق پر قائم ہیں رات کے اوقات میں اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں[۴۴] ﴿۱۱۳﴾ یہ اللہ پر

ترجمہ: اہل کتاب سے کچھ لوگ ایمان لے آئے بہتر ہے مسلمانوں سے لیکن ان کی اکثریت نافرمان ہے

یہودیوں پر ذلت اور محتاجی مسلط کئے جانے اور اس کے اسباب کا بیان — **اہل کتاب میں سے حق پر قائم لوگوں کے اوصاف**

حاشیہ: یہودیوں پر ذلت محتاجی لازم کر دی گئی ہے البتہ صورتوں میں یہ ان سے بچ سکتے ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ دل جائے کہ یہودی مسلمان ہو جائیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ لوگوں سے عہد و پیمان کریں۔ احسان طلبی کے لئے بن جائیں یا کافر حکومتوں سے حمایت و تحفظ اور تعاون حاصل کریں۔ پہلی صورت میں تو یہودی عزت پا سکتے ہیں دوسری صورت میں ان کی حفاظت بھی بن سکتی ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ جزیہ کی حفاظت جو وجوب میں آتی ہے وہ ہی قرآن صدقات کی مثل ہے۔ دیگر کافر حکومتوں سے تعاون ان سے قائم ہوتی ہے۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد بہت افضل عبادت ہے کہ یہاں رات کو کھڑے ہو کر عبادت کرنے والوں کی بطور عام تعریف کی گئی ہے اور تہجد کی نماز سے مراد عشاء کے بعد کی نماز بھی ہو سکتی ہے

وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ

اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں میں جلدی

فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۱۴ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ

کرتے ہیں اور یہ لوگ (اللہ کے) صالح بندوں میں سے ہیں ۝ اور یہ لوگ جو نیک کام کریں گے ہرگز اس کی

يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝۱۱۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ

ان کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور اللہ ڈرنے والوں کو جانتا ہے ۝ جو لوگ کافر ہوئے

اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے عذاب سے کچھ بچا نہ سکیں گے اور یہی لوگ جہنمی ہیں یہ ہمیشہ جہنم میں

خٰلِدُوْنَ ۝۱۱۶ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ

رہیں گے ۝ اس دنیا کی زندگی میں جو خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس ہوا جیسی ہے جس میں شدید ٹھنڈ ہو

اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ

وہ کسی ایسی قوم کی کھیتی کو جا پہنچے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور اس کو برباد کر دے اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنی جانوں پر

يَظْلِمُوْنَ ۝۱۱۷ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ

ظلم کرتے تھے ۝ اے ایمان والو غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں

خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۠ وَمَا تُخْفِيْ

کمی نہیں کریں گے وہ تو چاہتے ہیں کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ بیشک ان کا بغض تو ان کے منہ سے ظاہر ہو چکا ہے اور جو ان کے

ترجمہ: مسلمانوں کے نیک اعمال کی ناقدری نہ کی جائے گی کافروں کو اللہ کے ہاں اور اللہ کے عذاب سے کچھ نہیں بچا سکتے

کافروں کے خرچ کی مثال ریاکار کے خرچ کرنے کی مثال کافروں کو رازدار بنانے کی ممانعت اور مخلص کی خوبیاں

حاشیہ: ① اس آیت میں کافر کے خرچ کو ریاکار کے خرچ سے تشبیہ دی ہے جس طرح ریاکار کا خرچ اس کے اخلاص کی کمی کی وجہ سے ضائع ہو جاتا ہے اسی طرح کافر کا خرچ بھی ضائع ہو جاتا ہے اور ان کے ساتھ یہ معاملہ اس ظلم کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ یہ اس کے مطلق ریاکار ہونے کا لازم ہے تو یہ خرچ ان کی اپنی جانوں پر ظلم ہے

صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ اُولَآءِ

دلوں میں چھپا ہوا ہے وہ اس سے بھی بڑھ کر ہے بیشک ہم نے تمہارے لئے کھول کر نشانیاں بیان کر دیں اگر تم عقل رکھتے ہو ﴿۱۱۸﴾ سنو تم یہ ہو کہ

تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ

ان سے محبت رکھتے ہو اور وہ تمہیں پسند نہیں کرتے حالانکہ تم تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لا چکے ہیں

وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور جب خلوت میں ہوتے ہیں تو تمہارے لئے غصے کے مارے پوریاں چباتے ہیں۔ اے حبیب تم فرما دو اپنے غصے میں مر جاؤ بیشک اللہ

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكُمْ

دلوں کی بات کو خوب جانتا ہے ﴿۱۱۹﴾ اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگتا ہے اور اگر تمہیں کوئی

سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ

برائی پہنچے تو اس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کا مکر تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا بیشک

اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ

اللہ ان کے تمام کاموں کو گھیرے میں لئے ہوئے ہے ﴿۱۲۰﴾ اور یاد کرو اے حبیب جب صبح کے وقت تم اپنے گھر سے نکل کر مسلمانوں کو

ع ۱۵

شانِ نزول: مسلمانوں کو اپنے یہاں کپڑا ہونے کا حکم اور منافقوں کا دوغلا پن

مسلمانوں کو اپنے پیرکاری اختیار کرنے کی تلقین — غزوۂ احد کی تیاری، جنگ کی تیاری

ربط: قرآن پاک کی حقانیت کو سمجھ کر جو ان آیات کو پڑھے گا وہ ہر قسم کے مسلمان اور کافر کی مکاریوں سے حفاظت کا طریقہ سیکھ لے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بیان فرمایا وہ قطعی طور پر حق اور سچ ہے۔ یقیناً سچ ہے۔ تاریخ عالم، تاریخ اسلام اور موجودہ حالات تمام کے تمام قرآن کی ان آیات کی صداقت پر شہادت کر رہے ہیں۔ افسوس ہے کہ ہماری آنکھیں حب عظمت میں بند ہو گئی ہیں۔ ہم لوگ کبھی کبھی کوئی نہ کوئی مشکل شدائد اور حاجت روا پاتے ہیں جنہیں ہم اپنا مشکل کشا بنا لیتے ہیں۔ کبھی اللہ تعالیٰ ہمیں منع فرماتا ہے کہ ہرگز نہیں۔ ہماری حالت یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کو دوں بھلائی پہنچے تو نہیں، کہتا ہے اور اگر مسلمانوں کو دوں تکلیف پہنچے تو وہ خوش ہوتے ہیں لہٰذا مسلمانوں کو کافروں سے محبت دوستی نہیں رکھنی چاہیے۔ ان کے مقابلے میں مسلمان اگر صبر اور تقویٰ کو اپنا شعار بنا لیں تو کافروں کا کوئی داؤ مسلمانوں پر نہیں چل سکے گا

لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۲﴾ اِذْ هَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ

لڑائی کے مورچوں پر مقرر کرتے تھے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے ○ جب تم میں سے دو گروہوں نے ارادہ کیا کہ سست پڑ جائیں اور اللہ

وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ

ان کا مددگار تھا اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ کرنا چاہئے ○ اور بیشک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی

اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ

جب تم بالکل بے زور تھے تو اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار بنو ○ یاد کرو جب تم مسلمانوں سے فرما رہے تھے

يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ

کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد کرے ○ ہاں کیوں نہیں اگر تم

تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ

صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور وہ اسی وقت اپنے اوپر حملہ آور ہو جائیں تو تمہارا رب پانچ ہزار

ترجمہ: اللہ جان کا مسلمانوں کے دلوں کو ثابت قدم رکھنا جنگ بدر میں اللہ جان کا مسلمانوں کی مدد کرنا

تین ہزار فرشتوں سے مسلمانوں کی مدد کئے جانے کی بشارت پانچ ہزار ممتاز فرشتوں کے ذریعے مدد کئے جانے کی بشارت

حل لغات: یہ دونوں گروہ انصار میں سے تھے بنو سلمہ کی جس کا تعلق خزرج سے تھا اور بنو حارثہ جس کا تعلق اوس سے تھا یہ دونوں لشکر سے بازو تھے جب عبداللہ بن ابی سلول منافق جو کہ ان قبیلوں سے بھی والی کا ارادہ کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور انہیں اس سے محفوظ رکھا اور یہ دونوں قبیلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے یہاں اس نعمت و احسان کا ذکر فرمایا ہے ۲ اس آیت سے صحیح ہوا کہ انبیاء و اولیاء فرشتوں کا دوسروں کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کی مدد کرنا ہے یونکہ جنگ بدر میں مسلمانوں کی مدد کیلئے فرشتے نازل ہوئے جنگ میں لڑتے نہیں ہوئے مسلمانوں کی مدد کی لیکن ان کی مدد اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں سے پیار ہے جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدد ہوتی ہے تو وہ اللہ والوں کی ہی مدد ہوتی ہے ۳ بدر میں شرکت کرنے والے تمام مہاجرین انصار صابر اور متقی تھے یونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد اتارنے سے پہلے صبر اور تقویٰ کی شرط بھی بھی ورنہ فرشتے بعد میں نازل ہوئے تو اس سے معلوم ہوا شرط پائی گئی تھی بھی صحابہ کرام میں اللہ تعالیٰ نے صبر و تقویٰ کا مظاہرہ پایا تھا لہٰذا صحابہ کرام میں اللہ تعالیٰ نے صبر اور تقویٰ پر قرآن گواہ ہے۔

الٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ

نشان والے فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا ○ اور اللہ نے اس مدد کو صرف تمہارے خوشی کے لیے یا ○ اور اس لیے کہ اس سے

قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا

تمہارے دلوں کو تسلی ملے اور مدد صرف اللہ کی طرف سے ہوتی ہے جو بڑا زبردست ہے حکمت والا ہے ○ اس لئے کہ وہ کافروں کا ایک

مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَاۗىِٕبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ

حصہ کاٹ دے یا انہیں ذلیل و رسوا کر دے تو وہ ناامید ہو کر لوٹ جائیں ○ اے حبیب! آپ کا اس معاملے سے کوئی

الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي

تعلق نہیں اللہ چاہے تو انہیں توبہ کی توفیق دے اور چاہے تو انہیں عذاب میں مبتلا کرے یہ ظالم ہیں ○ اور اللہ ہی کا ہے جو

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ

کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠

بخشنے والا مہربان ہے ○ اے ایمان والو! کھاؤ سود دگنا دگنا کر کے ○

شان نزول: جنگ بدر میں صحابہ کرام کی مدد کی حکمت — غزوہ بدر میں مسلمانوں کی مدد کا ایک سبب غیبی قوت کا حاصل ہے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ربوبیت — ہر چیز کا مالک اور بخشش و عذاب کا اختیار رکھنے والا

اللہ تعالیٰ ہے — سود کھانے کی ممانعت اور طاعت و رب کا حکم

حاشیہ: ① اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اور اہل بیت علیہم الرضوان کی خوشی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے کہ ان کی خوشی کیلئے ان کی مدد کی گئی ② جب کفار مکہ نے مسلمانوں سے جنگ بدر کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی اور آپ نے مکہ کی طرف قاصد بھیجے تاکہ وہ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔ ان قاصدوں نے مکہ پہنچ کر دیکھا کہ وہاں ہر گھر میں صف ماتم بچھی ہوئی ہے۔ ابوسفیان نے ان قاصدوں کو یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ تم نے ہمارے گھروں میں رونا پیٹنا مچا دیا ہے۔ ہم نے ان کے خلاف بددعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا قبول فرما لی۔ اس لئے ہم جنگ کے لئے نہیں جائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے چاہے تو ان کافروں کو توبہ کی توفیق دے اور چاہے تو عذاب میں مبتلا کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کی بہت مثالیں ہیں ③ اس آیت میں سود کھانے سے منع کیا گیا اور اسے حرام قرار دیا گیا۔ ماضی میں جاہلیت میں سود کی بہت صورتیں تھیں۔ رائج تھی کہ جب سود کی ادائیگی کی مدت آتی اگر اس وقت مقروض ادا نہ کر پاتا تو اس خواہ سود کی مقدار میں اضافہ کر دیتا اور یہ عمل مسلسل چلتا رہتا۔ اسی کو آج کل بھی بینکوں میں رائج ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَ

اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں کامیابی مل جائے ○ اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے ○ اور

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ○ اور اپنے رب کی بخشش

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین سے برابر ہے وہ پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے ○ وہ جو

فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

خوشحالی اور تنگدستی میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ

نیک لوگوں سے محبت فرماتا ہے ○ اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کا کام کر لیں یا کسی جان پر ظلم کر لیں تو اللہ کو یاد

فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۡ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۡ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي

کرکے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور اللہ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے اور یہ لوگ

مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ

جان بوجھ کر اپنے برے اعمال پر اصرار نہیں کرتے ○ یہ وہ لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے بخشش ہے اور وہ جنتیں ہیں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ خَلَتْ مِنْ

جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ لوگ ہمیشہ ان (جنتوں) میں رہیں گے اور نیک اعمال کرنے والوں کا کتنا اچھا بدلہ ہے ○ تم سے پہلے کئی طریقے

لغات: سَارِعُوْا: جلدی کرو، دوڑو | مَغْفِرَةٍ: بخشش | عَرْضُهَا: چوڑائی | اُعِدَّتْ: تیار کی گئی | الْكٰظِمِيْنَ: پینے والے | الْغَيْظَ: غصہ | الْعَافِيْنَ: معاف کرنے والے | فَاحِشَةً: بے حیائی کا کام | ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ: اپنی جان پر ظلم کیا | ذَكَرُوا: یاد کیا | اِسْتَغْفَرُوْا: بخشش مانگی | لِذُنُوْبِهِمْ: اپنے گناہوں کی | يُصِرُّوْا: اصرار کرتے ہیں | يَعْلَمُوْنَ: جانتے ہیں | جَزَاۗؤُهُمْ: ان کا بدلہ | مَّغْفِرَةٌ: بخشش | تَجْرِيْ: جاری ہیں | خٰلِدِيْنَ: ہمیشہ رہیں گے | نِعْمَ: کتنا اچھا | اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ: عمل کرنے والوں کا بدلہ | قَدْ خَلَتْ: گزر چکے ہیں

ترجمہ: مغفرت اور جنت پانے کی طرف جلدی کرنے کا حکم: جنتیں تیار ہیں پرہیزگاروں کے لئے | صفات: پرہیزگاروں کا تیسرا وصف: گناہ ہو جانے کی صورت میں فوراً توبہ کرلینا | (جنتیں کیسی ہیں؟) چوڑائی آسمان و زمین جیسی | جنتیں کیسے کام کرنے والوں کو ملیں گی

حاشیہ: یہاں فرمایا گیا کہ سب لوگوں کا انجام دنیا میں ہمیشہ ایک اور برابر نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی نافرمانی کرنے والے تم سے پہلے بھی کئی طریقے گزر چکے ہیں، جب وہ لوگ سمجھانے سے باوجود نہیں مانے تو مختلف عذابوں کے ذریعے انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ اب تمہارے لئے بھی وہی راستے ہیں، چاہو تو ان سے عبرت پکڑو اور اپنے حال کی اصلاح کرو

قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾

گزر چکے ہیں تو زمین میں چل پھر کر دیکھ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا ○

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ

یہ لوگوں کے لئے بیان اور راہ نمائی اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے ○ اور تم سست نہ پڑو اور غم نہ

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ

اگر تم ایمان والے ہو تو تم ہی غالب رہو گے ○ اگر تمہیں زخم لگا ہے تو وہ لوگ بھی

قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

ویسا ہی زخم کھا چکے ہیں جو ہم دنوں کے درمیان لوگوں کے لئے ہوتا ہے کہ اللہ ایمان والوں کی پہچان

اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاۗءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ

کرلے اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ عطا فرمائے اور ظالموں کو پسند نہیں کرتا ○ اور اس لئے کہ اللہ

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ

مسلمانوں کو نکھار دے اور کافروں کو مٹا دے ○ یا تم اس گمان میں ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے

وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ

حالانکہ ابھی اللہ نے تمہارے مجاہدوں کا امتحان نہیں لیا اور نہ ثابت قدم رہنے والوں کی آزمائش کی ہے ○ تم

شانِ نزول (غزوۂ احد میں نقصان اٹھانے پر مسلمانوں کو تسلی و نصیحت)

(مسلمانوں پر کفار کے غلبے کی حکمتیں — مسلمان پر آنے والی آزمائشوں کی حکمت)

(شہادت کی تمنا کرنے والوں کی تنبیہ)

تفسیر ① غزوۂ احد میں مسلمان اتنے زخمی ہوئے مسلمان بہت غمزدہ تھے اور اس کی وجہ سے بعض کے دل سستی کی طرف مائل تھے ان کی اصلاح کے لئے فرمایا گیا کہ پہنچے ہوئے زخم اور پیش آنے والے معاملے کی وجہ سے سستی اور غم نہ کرو کہ تم سچے ایمان والے اور اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھنے والے ہو تو بالآخر تم ہی کامیاب ہو گے ○ ② اس آیت میں ان مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے جو احد کے دن اس خیال سے میدان سے بھاگ گئے تھے کہ اس آیت کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے اطمینان اور پہلی حالت پر کبھی غور نہیں کرنا چاہئے نہ کہ ہمیں اس واقعہ کی پامالی یاد آئے۔ بتائیے تو ہم اس میں کتنا پورا اترتے ہیں؟ اس لئے کہ ہماری حالت کچھ بھی نہیں۔ نصیحت پر عمل میں خرچ کرنے کے لئے جیب بھی ہے اور وقت بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے نہ جیب میں مال رہتا ہے اور نہ وقت۔

ع ۱۲ ۵

تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۫ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾

موت کا ملنا کرتے تھے پہلے تو اس کی تمنا کیا کرتے تھے اب تم نے وہ موت آنکھوں کے سامنے دیکھ لی ○

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَاۗىِٕنْ مَّاتَ اَوْ

اور محمد ﷺ ہیں ہی نہیں ان سے پہلے کئی رسول گزر چکے ہیں تو کیا اگر وہ فوت ہو جائیں یا

قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ

کیا شہید کر دیا جائے تو تم اپنے پاؤں پر پھر جاؤ گے" اور جو اپنے پاؤں پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نہ

شَيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا

بگاڑے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو صلہ عطا فرمائے گا ○ اور کوئی جان اللہ کے حکم کے بغیر

بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ

نہیں مر سکتی سب کا وقت لکھا ہوا ہے ۔ جو شخص دنیا کا انعام چاہتا ہے ہم اسے دنیا کا کچھ انعام دیدیں گے اور جو آخرت کا انعام

ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ

چاہتا ہے ہم اسے آخرت کا انعام عطا فرمائیں گے اور عنقریب ہم شکر کرنے والوں کو صلہ عطا فرمائیں گے ○ اور کتنے ہی انبیاء نے

مناسبت ربط یہ ہے کہ سابقہ رکوع میں جہاد کی ترغیب (ہر حال میں جہاد کرنے کی ترغیب)

اعمال کا ثواب کامدار نیت پر ہے سابقہ رکوع کا جہاد سے متعلق مسلمانوں کو جہاد میں صبر کی ترغیب

ماقبل ۱ شہداء سے پہلے ہونے والے واقعات اب دیکھ ان مسلمانوں کو حسرت ہوئی جو غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے اور جنہوں نے دوران جہاد شہادت کا مرتبہ پانے کی آرزوئیں اور کئی لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ سے باہر جا کر لڑنے کے اصرار کیا تھا لیکن پھر میدان احد سے بھاگ گئے تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور گویا کہ انہیں سمجھایا گیا کہ پہلے تو شہید ہونے کی تمنا کرتے تھے اور جب میدان جنگ میں پہنچے تو بھاگنے لگے یہ ہے؟ ۲ اس آیت میں جہاد کی ترغیب ہے اور مسلمانوں کو دشمن کے مقابلہ پر جمے رہنے پر ابھارا جا رہا ہے کہ کوئی شخص بغیر حکم الٰہی کے مر نہیں سکتا چاہے وہ کتنی ہی جنگ جیز حالات میں شریک ہو اور کتنے ہی نبیوں نے میدان جنگ میں قتل ہو جانے کی تمنا کی ہو تو کوئی مرد نہیں ہو سکتا جو وقت سے پہلے مر جائے اور ہر انسان کو اپنے اوپر سے دار اور محافظ مقرر کرنے اور قلعوں میں جا چھپنے سے کوئی موت کا وقت ٹلا نہیں سکتا ہر ایک کی موت کا وقت لکھا ہوا ہے وہ وقت آگے پیچھے نہیں ہو سکتا

قُتِلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا

جہاد کیا ان کے ساتھ بہت سے اللہ والے تھے تو سستی نہ کی اللہ کی راہ میں جو تکلیفیں ان کو پہنچیں ان تکلیفوں نے ان کو سست یا بزدل اور نہ

ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ

کمزور ہوئے اور نہ دشمنوں کے آگے دبے اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے ۝ اور وہ یہی دعا کرتے رہے اور کچھ بھی نہ

قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا

کہتے تھے کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو اور ہمارے حد سے بڑھنے کو جو کام میں ہم سے ہوئے یا ہو جائیں ہمیں بخش دے اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ

کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما ۝ تو اللہ نے ان کو دنیا کا ثواب بھی عطا فرمایا اور آخرت کا اچھا ثواب بھی

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ع

اور اللہ بھی کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے ۝ اے ایمان والو اگر تم کافروں کے پیچھے پر چلے ۝

شان نزول (حضرت ثابت قدمی اور فتح نصرت کی دعا) ... اپنے کرام علیہ السلام دشمنوں معیت میں جہاد کرنے والوں کا ذکر

کافروں کی ہدایت پر چلنے کا نقصان

ماقبل ... اس آیت میں پہلی آیت سے نبی علیہ السلام کے جہاد پر اور ان کے ساتھ والی لوگ تھے دونوں چیزوں کی تفصیل ہے ... جہاد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوا ان سے پہلے کسی نبی نے جہاد نہیں کیا البتہ بعد میں بہت سے پیغمبروں کی شریعت میں جہاد تھا جیسے حضرت موسیٰ، حضرت ... ان حضرات کے ساتھ بہت سے اللہ والے لوگ تھے ان لوگوں سے مراد علماء، مشائخ اور متقی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کبھی نہ کبھی کوشش میں لگے رہتے ... یہاں مسلمانوں کو بہت واضح الفاظ میں سمجھایا گیا ہے کہ اگر تم کافروں کے کہنے پر یا ان کے پیچھے چلو گے خواہ وہ یہودی ہوں یا عیسائی یا منافق یا مشرک جس کے کہنے پر بھی چلو گے وہ تمہیں کفر کی طرف لے جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف لے کر جائیں گے اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تم آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا بھی تباہ برباد کر بیٹھو گے ... یہ ہے اس آیت کا خلاصہ ... اس آیت میں کافروں کی بات ماننے سے ڈرایا گیا ہے کہ اگر تم کافروں کی بات مانو گے تو وہ تمہاری دنیا اور آخرت تباہ کر دیں گے اور آج کل کے حالات پر یہ بات مشاہدہ بھی ہے یہ بات ہے کہ ہر مسلمان بھی اپنا نظام چلانے میں اپنے روزمرہ میں اپنے کلچر میں اپنے گھریلو معاملات میں اپنے کاروبار میں ہر جگہ کافروں کے کہنے پر اور ان کے طریقے پر چل رہے ہیں جس سے ہمارا رب سختی سے ہمیں بار بار منع فرما رہا ہے

يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَ

تو وہ تمہیں سے پاؤں پھیر دیں گے پھر تم نقصان میں پڑو گے ○ بلکہ اللہ ہی تمہارا مددگار ہے اور

هُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا

وہ سب مددگاروں سے بہتر ہے □ عنقریب ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے[۱۵۱] بدلہ ان کے اللہ کے ساتھ

بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

شریک ٹھہرانے کے جس کی سند اللہ نے کچھ نہیں اتاری اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ ظالموں کا کیا برا ٹھکانا ہے ○

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ

اور بیشک اللہ نے تمہیں اپنا وعدہ سچا کیا جب تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی دکھائی اور

تَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ

حکم میں پس میں اختلاف کیا اور تم نے اس کے بعد نافرمانی کی جب اللہ تمہیں وہ کامیابی دکھا چکا جو تمہیں پسند تھی تم میں وہ

يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ

دنیا کا طلبگار ہے اور تم میں وہ آخرت کا طلبگار ہے پھر اس نے تمہارا رخ ان سے پھیر دیا تاکہ تمہیں آزمائے اور بیشک اس نے

عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ

تمہیں معاف فرما دیا ہے اور اللہ مسلمانوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے[۱۵۲] ○ جب تم منہ اٹھائے چلے جا رہے تھے اور کسی کو پیچھے مڑ کر

لغات اللہ تعالیٰ سب سے بہتر مددگار ہے ۔ جنگ احد سے واپس ہونے والے مسلمانوں پر رعب طاری کرنے کی پہلی خبر

غزوہ احد میں ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم پر عمل نہ کرنے کا نقصان

غزوہ احد میں حفاظت کے لیے دیے گئے تیر اندازوں کی اکثریت کا مال غنیمت کی طرف دوڑ پڑنا

مفہوم ۱ اس آیت میں غیب کی خبر ہے، جب ابو سفیان وغیرہ جنگ احد کے بعد واپس ہوئے تو راستہ میں خیال آیا کہ یوں نہ آئے سب مسلمانوں کو ختم کر کے جاتا تو اچھا تھا۔ حالانکہ یہ چھاپہ تھا جب واپس جانے کے لیے آمادہ ہوئے تو قدرتی طور پر ان کے دلوں میں مسلمانوں کا ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ بھاگ چلے گئے اور یہ خبر پوری ہوئی ۲ غزوہ احد میں جن لوگوں سے خطا اللہ تعالیٰ نے معاف فرمائی اس طرح سے واقعات کو سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرنے والا محروم ہے

عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى

بھی نہ دیکھتے تھے اور تمہارے پیچھے تمہیں بلا رہا تھا تو تمہیں غم کے بدلے غم دیا

مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ١٥٣ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ

تم پر نہ رنج واقع ہو اس سے جو ہاتھ سے جاتا رہا اور نہ اس پر جو تم پر آ پڑا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے پھر اللہ نے

مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَاۗىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَاۗىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ

تمہارے اوپر غم کے بعد چین اتاری اونگھ کہ تم میں کے ایک گروہ کو آ رہی تھی اور ایک گروہ

اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ

وہ تھا جسے اپنی جان کی فکر پڑی ہوئی تھی وہ اللہ پر ناحق گمان کر رہے تھے جاہلیت کے سے گمان وہ کہہ رہے تھے کہ کیا اس معاملے میں کچھ

الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ

دخل بھی اختیار ہے؟ تم فرما دو کہ اختیار تو سارا اللہ ہی کا ہے یہ اپنے دلوں میں وہ باتیں چھپا رہے ہیں جو آپ پر ظاہر نہیں کرتے

لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ

کہتے ہیں کہ اگر ہمیں بھی اس معاملے میں کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے۔ اے حبیب! تم فرما دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں

ترجمہ: تم دو احد میں تمہیں موتوں پر جمع کی جگہ خاص کر لوائی اور وہ احد میں منافقوں کی بے صبری اور بد گمانی

شانِ نزول: (۱) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صدا اور فریاد کس قدر عزیز ہے کہ مقام جمع المسلمون کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اتنی بھی صدمے میں نہ چھوڑا بلکہ اور بھی صدمہ دیا کہ ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کی جان نثاری اور خلاص کی بھی کچھ قدر فرمائی کہ ان کی خبر دی بیت سے۔ تھی فلہٰ اجتہادی طور پر خطا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دلجوئی کیلئے ان کی بخشائی کا اعلان بھی فرمایا۔ (۲) یہ دوسرا قصہ ہے کہ کافی دن تک جیسے آزمائش کے وقت کی عمر سے کھوٹے کی پہچان ہوتی ہے۔ (۳) مسلمان صابر بلکہ منافق سے بہتر ہوتا ہے۔ (۴) مسلمان کو سب سے زیادہ گھبراہٹ کی چیز منافق کو صرف اپنی جان کی فکر ہوتی ہے۔ (۵) مومن کو جان میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اختیار اس سے حسن ظن کرنا چاہیے جبکہ منافق معصوم کی تکلیف پر اللہ تعالیٰ سے بدگمانی کا شکار ہو جاتا ہے۔ (۶) دعوائے ایمانی پر کامل یقین کرنا کامل ایمان کی نشانی ہے۔ (۷) موت سے فرار ممکن نہیں جس کی موت جہاں لکھی ہے وہاں آ کر رہے گی۔ منافقوں نے غزوہ احد میں شریک تمام مسلمان اللہ تعالیٰ نے بچا رکھے تھے۔

بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ

بھی ہوتے جب بھی جن کا لکھا جا چکا تھا وہ اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے اور اس لئے ہوا کہ اللہ

مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

تمہارے سینوں کی بات آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہے اسے کھول دے اور اللہ دلوں کی بات جانتا

الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ

ہے ﴿۱۵۴﴾ بیشک تم میں سے وہ لوگ جو اس دن بھاگ گئے جس دن دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا انہیں شیطان ہی نے ان

الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

کے بعض اعمال کی وجہ سے لغزش میں مبتلا کیا اور بیشک اللہ نے انہیں معاف فرما دیا بیشک اللہ بڑا بخشنے والا

حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا ع ۱۶

بڑا حلم والا ہے ﴿۱۵۵﴾ اے ایمان والو ان کافروں کی طرح نہ ہونا جنہوں نے اپنے بھائیوں نے

لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا

جب کہیں سفر میں یا جہاد میں گئے کہ اگر یہ ہمارے پاس رہتے

ع ۱۶ غزوۂ احد میں مسلمانوں سے ہونے والی لغزش اور اس کی معافی کا اعلان

جہاد سے نظریات رکھنے میں منافقوں کی سازش اور مسلمانوں کو ان سے بچنے کا حکم

ربط: ① یہاں اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احد میں پیش آنے والے واقعات کی حکمتیں بیان فرمائی کہ غزوۂ احد میں جو کچھ ہوا وہ اس لئے ہوا کہ اللہ خلوص والے تمہارے لوگوں کے اخلاص یا منافقت کو آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہے سب کے سامنے ظاہر کر دے ② جنگِ احد میں پورے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بجائے باقی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے قدم اکھڑ گئے تھے اور خصوصاً وہ حضرات جنہیں یہ کہہ کر پہاڑ سے نہ ہٹنے کا حکم دیا تھا کہ ہٹنے کی صورت میں بھی ثابت قدم رہنا لیکن بہرحال ان حضرات سے یہ لغزش ضرور ہوئی یہاں چونکہ وہ کامل الایمان مخلص مومنین ہونے حیثیت سے خطاب ہے لہٰذا ان کے بچے کھلے الفاظ سے آگے پیچھے کی موقع پر ہی صورت حال کو صحیح طریقہ سے بیان فرما دیا جیسا کہ ہم عرض کر چکے تھے اس سے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کی معافی کا اعلان فرمایا تاکہ ان کی لغزش سامنے آنے پر وہ گھبرا نہ جائیں ان کی عظمت بھی سامنے رہے

مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَ

تو مرتے نہ مرتے کئے جاتے۔ ان کی طرف یہ کہا جا رہا ہے ان کے دلوں میں اس بات کا افسوس دینے اور اللہ ہی زندہ کرتا اور

يُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ

مارتا ہے اور اللہ تمہارے تمام اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے ○ اور بیشک اگر تم اللہ کی راہ میں شہید کر دیے جاؤ یا مر جاؤ

لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى

تو اللہ کی بخشش اور رحمت اس (دولت) سے بہتر ہے جو (کافر) جمع کر رہے ہیں ○ اور اگر تم مر جاؤ یا مارے جاؤ بہرحال تمہیں اللہ کی

اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ

بارگاہ میں جمع کیے جاؤ گے ○ تو (اے حبیب!) اللہ کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ آپ ان کے لئے نرم دل ہیں اور اگر آپ بدمزاج سخت دل ہوتے

لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ

تو یہ لوگ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے تو آپ ان سے معاف فرما دیں اور ان کی مغفرت کی دعا کریں اور کاموں میں ان سے مشورہ کیا کریں

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ

پھر جب کسی بات کا پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کریں بیشک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے ○ اگر اللہ تمہاری مدد کرے

اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى

تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر اس کے بعد کون تمہاری مدد کر سکتا ہے؟ اور مسلمانوں کو

شانِ نزول: (وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ) مرنے کے بعد تمام لوگ بارگاہِ الٰہی میں جمع ہوں گے۔

فائدہ: (فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ) اللہ کریم اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بیان فرما رہا ہے۔ (وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ) اہم کاموں میں مشورہ دینے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا حکم۔

(مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے)

حاشیہ: (فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ) یہ شفقت اعلیٰ انسانی اخلاق میں سخت دل اور تند خو لوگ دور ہوتے ہیں جبکہ رحیم و شفیق لوگ قریب ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے تمام مخلوق پر رحمت، شفقت اور مجسم اخلاق تھے۔ (وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ) یہاں بیان کردہ دونوں باتیں غزوۂ بدر و حنین سے واضح ہو جاتی ہیں۔ غزوۂ بدر میں لشکرِ کفار کا لشکرِ اسلام سے تعداد اور جنگی طاقت کے اعتبار سے مسلمانوں سے زیادہ تھا لیکن مسلمانوں کا پورا جذبہ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر تھا جس کا نتیجہ مسلمانوں کی فتح کامرانی کی شکل میں ظاہر ہوا اور فرشتوں کی صورت میں مدد الٰہی کا نزول ہوا جبکہ غزوۂ حنین میں بعض مسلمانوں کے اپنی عددی قوت پر فخر کے نتیجہ میں مسلمانوں کو وقتی طور پر نقصان اٹھانا پڑا۔

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ

اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ﴿۱۲۲﴾ اور کسی نبی کا یہ کام نہیں کہ خیانت کرے اور جو خیانت کرے تو وہ قیامت کے دن اس

بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

چیز کو لے کر آئے گا جس میں اس نے خیانت کی ہوگی پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۱۲۳﴾

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَ

کیا وہ شخص جو اللہ کی خوشنودی کے پیچھے چلا وہ اس شخص کی طرح ہے جو اللہ کے غصہ کا مستحق ہوا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوا اور

بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ

وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے ﴿۱۶۲﴾ وہ لوگ اللہ کے ہاں مختلف درجات ہیں اور اللہ ان کے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے ﴿۱۶۳﴾ بیشک اللہ

مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ

نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا جب ان میں خود ان میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت

اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ

فرماتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں

لغات: غَلَّ یغُلُّ ناجائز لینا — خیانت کرنا — بَآءَ لوٹا — ٹھکانہ — سَخَطٌ غصہ — مَصِیْرٌ لوٹنے کی جگہ — دَرَجٰتٌ درجات — بَصِیْرٌ دیکھنے والا — مَنَّ احسان کیا — یَتْلُوْا پڑھتا ہے — یُزَکِّیْهِمْ انہیں پاک کرتا ہے — یُعَلِّمُهُمُ انہیں تعلیم دیتا ہے — الْکِتٰبَ کتاب — الْحِکْمَةَ حکمت — ضَلٰلٍ گمراہی

مفاد: انبیاء علیہم السلام کی طرف خیانت کا منسوب کرنا درست نہیں کیونکہ یہ شان نبوت کے خلاف ہے تمام انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں لہٰذا ان سے ایسا ممکن نہیں۔ ① اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مستحق دونوں برابر نہیں ہو سکتے کہاں وہ جو اللہ عزوجل سے کچی محبت رکھنے والا اس کی اطاعت کرنے والا اس کی خوشنودی لینے والا قرآن پڑھنے والا قرآن پر عمل کرنے والا اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کے صحابیوں کا ہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا اس کے احکام سے انحراف کرنے والا اس کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرنے والا اور اپنی خواہش کو اپنے مولیٰ پر ترجیح دینے والا جیسے منافقین اور ان کے پیروکار نافرمان لوگ یہ دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ ② عربی میں منت عظیم نعمت کو کہتے ہیں مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عظیم احسان فرمایا انہیں پتا سب سے عظیم چیز عطا فرمائی کیا عظیم چیز عطا فرمایا کہ جو ہمیشہ کی آخرت کی نعمت و خیر کا ذریعہ ہیں جنہوں نے اندر زندگی اور اب زندگی میں اللہ تعالیٰ کی معرفت عطا فرمائی اور قرآن جیسی نعمت سے نوازا۔

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى

پڑے ہوئے تھے ○ کیا جب تمہیں وہی تکلیف پہنچی جس سے دگنی تکلیف تم پہنچا چکے تھے تو تم کہنے لگے کہ یہ کہاں سے

هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ

آگئی؟ اے حبیب تم فرما دو کہ اے لوگو یہ تمہاری اپنی ہی طرف سے آئی ہے بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے ○ اور جو مصیبت تمہیں

يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ

مقابلے کے دن تمہیں جو تکلیف پہنچی تو اللہ کے حکم سے تھی اور اس لئے پہنچی کہ اللہ ایمان والوں کی پہچان کرا دے ○ اور ان کی پہچان کرا دے

نَافَقُوْا ۚ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ

اللہ منافقوں کی پہچان کرا دے اور (جب) ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو یا (کم از کم) دشمنوں سے بچاؤ کا ہی کچھ

قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَىِٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ

کرنا جانتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے (یہ) لوگ اس دن ایمان کی بہ نسبت کفر کے زیادہ قریب تھے یہ لوگ اپنی زبانوں

بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا

سے کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ چھپا رہے ہیں ○ یہ وہ لوگ ہیں

لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ

جو خود بیٹھے رہے اپنے بھائیوں کے بارے میں جو (جہاد میں) شہید ہو گئے اگر وہ ہماری بات مان لیتے تو نہ مارے جاتے

حکمت میدانِ جہاد میں مسلمانوں کو تکلیف پہنچنے کا سبب اور اس کی بہ حکمت

غزوہ احد میں نقصان پہنچنے کی دو حکمت مسلمانوں اور منافقوں کو ممتاز کرنا

منافقوں کا غزوہ احد میں جہاد کے مسلمانوں کی مدد کرنا جہاد میں شرکت کرنا موت سے بچا نہیں سکتا

شانِ نزول منافقین نے احد میں شہید ہونے والوں کے بارے میں کہا کہ اگر یہ لوگ ہماری بات مان لیتے اور ہماری طرح گھر بیٹھے رہتے تو نہ مارے جاتے اس کے جواب میں فرمایا گیا اگر تم بچے ہوئے ہو تو اپنے سے موت کو دور کر دینا اور اپنے کو ہمیشہ باقی رکھنا یقینی موت تو ہر جان آ کر ہی رہے گی خواہ آدمی گھر میں چھپ بیٹھ جائے، تو یہ کہنا صحیح نہیں کہ اگر لوگ ہماری بات مان جہاد میں نہ جاتے تو نہ مارے جاتے۔

الْمَوْتِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اے حبیب تم فرما دو اگر تم سچے ہو تو اپنے سے موت دور کر لے رکھا دو ○ اور جو اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ہرگز نہیں

اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ

مردہ خیال ۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے ○ (وہ) اس پر خوش ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے

فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ

فضل سے دیا ہے اور اپنے پیچھے رہ جانے والے اپنے بھائیوں پر بھی خوش ہیں جو ابھی ان سے نہیں ملے کہ ان پر نہ کوئی خوف ہے

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ ف۲۱

اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○ وہ اللہ کی نعمت اور فضل پر خوشیاں منا رہے ہیں اور اس بات پر کہ اللہ

لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ ع۱۶

یہاں والوں کا اجر ضائع نہیں فرمائے گا ○ وہ لوگ جو اللہ اور رسول کے بلانے پر لبیک

مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ

ہونے کے باوجود (اور) حاضر ہو گئے ان نیک بندوں اور پرہیزگاروں کے لئے جو خوب ہے ○ یہ وہ لوگ ہیں

ف۲۱ شہداء کی عظمت و شان اور ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و انعامات

ع۱۶ غزوۂ احد کے بعد صحابہ کرام کی استقامت و اطاعت صحابہ کرام کی ہمت و جوانمردی اور یہاں کی بے مثال

مسائل ① یہاں سے متعدد آیات میں شہداء کے فضائل بیان ہوئے ہیں جنہیں کفار و منافقین کے منفی ہے کیونکہ وہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کے لئے یہ کہتے تھے کہ جو لوگ جہاد میں مارے گئے وہ مر کر کیا پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔ انہیں رزق ملتا ہے، وہ بہت خوش ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام و احسان، اکرام و انعام اور موت کے بعد اعلیٰ قسم کی زندگی دیئے جانے پر خوش ہیں اور دنیا میں اپنے پیچھے رہ جانے والے بھائیوں پر بھی خوشی منا رہے ہیں کہ ان کے بعد دنیا میں رہ جانے والے ان کے مسلمان بھائی بھی ایمان اور نیکیوں پر قائم رہیں اور شہادت کے بعد وہ بھی ان تمام نوازشوں کو پائیں گے اور قیامت کے دن انہیں امن اور چین کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

② جنگ احد سے فارغ ہونے کے بعد ابوسفیان نے دوبارہ مسلمانوں کا مکمل خاتمہ کرنے کے لئے واپس آنے کا ارادہ کیا تھا لیکن پھر واپس ہو گیا اور پھر واپس ہونے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے تعاقب کے لئے روانگی کا اعلان فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان پر حاضر ہو گئی حالانکہ وہ زخموں سے چور تھے۔ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت و جلالت کا بیان بھی ہے کہ انہوں نے چوٹ کھانے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر فوراً حاضر ہو گئے۔

قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّ

جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لئے (لشکر) جمع کر لیا ہے سو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور

قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ

کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہی اچھا کارساز ہے ﴿۱۷۳﴾ پھر یہ اللہ سے احسان اور فضل کے ساتھ واپس ہوئے

لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ

نہیں ان کو تکلیف نہ پہنچی اور یہ اللہ کی رضا پر چلے اور اللہ بڑے فضل والا ہے ﴿۱۷۴﴾ یہ تو

الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَ

شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو ﴿۱۷۵﴾ اور

لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۗ يُرِيْدُ

اے حبیب! تم ان کا کچھ غم نہ کرو جو کفر میں دوڑے جاتے ہیں وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اللہ یہ چاہتا ہے کہ

اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہ رکھے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے ﴿۱۷۶﴾ بیشک وہ لوگ

اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَ

جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ ہرگز اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ﴿۱۷۷﴾ اور

معلوم ہوا: شیطان مسلمانوں کو مشرکوں کی کثرت سے ڈراتا ہے۔

لوگوں کی نظر میں جلدی دولت کر لینے والے ہو سکتے ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

(ایمان چھوڑ کر کفر اختیار کرنے والوں کو دردناک عذاب کی وعید — کافروں کی دعوت بظاہر ان کے حق میں بہتر نہیں)

ماخوذ: آیت مبارکہ سے پتہ چلا مسلمانوں کو کافروں سے ڈرانا مسلمانوں کے حوصلے پست کرنا ان کے سامنے کافروں کی طاقت بڑھا چڑھا کر پیش کرنا تاکہ مسلمان ہمت ہار بیٹھیں اور کفار سے مقابلے کا نام تک نہ لیں یہ سب حرکتیں شیطان اور منافقین کی ہیں یہ لوگوں کی ہمدردی کے پردے میں کرتے ہیں جنہیں مسلمانوں کو توہمت دلانا دیتے ہیں توفیق نہیں لیکن کفار کی طاقت کو ایسا بڑھا چڑھا پیش کریں گے کہ مسلمان ان سے مقابلے کا نام لینے سے بھی گھبرائیں۔ اخبار ریڈیو کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں

لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ

کافر ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ ہم انہیں جو مہلت دے رہے ہیں یہ ان کے حق میں بہتر ہے، ہم تو صرف انہیں مہلت دے رہے ہیں

لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

کہ وہ گناہ اور بڑھا لیں اور ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے ۝ اللہ کی یہ شان نہیں کہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑے

عَلٰي مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ

جس پر تم ہو جب تک وہ ناپاک کو پاک سے جدا نہ کر دے اور (اے عام لوگو!) اللہ تمہیں غیب پر

عَلَي الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ

مطلع نہیں فرماتا لیکن اللہ اپنے رسولوں کو منتخب فرما لیتا ہے جنہیں چاہتا ہے[۵] تو تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ

وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ

اور اگر تم ایمان رکھو اور متقی بنو تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہے ۝ اور جو لوگ اس چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے

بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا

فضل سے دی ہے وہ ہرگز اسے اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں بلکہ یہ بخل ان کے لئے برا ہے۔ عنقریب قیامت کے دن ان کے گلوں میں

بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا

جس بخل کا طوق بنا کر ڈالا جائے گا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا[۶] اور اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا وارث ہے اور اللہ تمہارے

معانی مسلمانوں اور منافقوں میں ممیز کر دیا جائے گا (اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے)

(زکوٰۃ کی ادائیگی میں بخل کرنے والوں کے لئے وعید)

حواشی ۱ اس آیت سے اور اس کے بعد والی آیات اور بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو جو عید کا دن عطا فرمایا ہے اس میں شکرانہ عید کی ادائیگی کے لئے جو عبادت مقرر فرمائی ہے وہ نماز عید ہے۔ نماز عید کی مطلق تعریف یہ ہے کہ جہاں شرائع عرف و عادت سے اظہار سے خروج ناواجب ہو وہاں خروج ناقابل ہے۔ اور جہاں خروج ناشرعاً واجب ہے اور دوست بجانب عزیز شہر اداروں پر خروج کرنا عرف و عادت سے اظہار سے واجب ہے۔ اکثر مفسرین نے یہاں آیت میں بخل سے زکوٰۃ کا نہ دینا مراد لیا ہے کیونکہ عرفی بخل پر یہ وعید نہیں ہے۔

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۱﴾ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ

تمام کاموں سے خبردار ہے ○ بیشک اللہ نے ان کا قول سن لیا جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے

وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ

اور ہم مالدار ہیں۔ اب ہم ان کی یہ بات اور ان کا انبیاء کو ناحق شہید کرنا لکھ لیں گے اور کہیں گے

ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۲﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

جلا دینے والے عذاب کا مزہ چکھو ○ یہ ان اعمال کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں

لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۳﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا

کرتا ○ وہ لوگ جو کہتے ہیں (کہ) اللہ نے ہم سے وعدہ لیا تھا کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں اس وقت تک کہ وہ ہمارے

بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ

قربان کیے ہوئے (جانور) کو جسے آگ جلا دے۔ اے حبیب! فرما دیں کہ بیشک مجھ سے پہلے بہت سے رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں اور وہ (خاص) چیز لے

قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ

جو تم نے کہی تھی پھر اگر تم سچے تھے تو تم نے انہیں کیوں شہید کیا ○ تو اے حبیب! اگر وہ تمہیں جھٹلا رہے ہیں تو

لغوی: اللہ تعالیٰ کی گستاخی اور انبیاء و رسل علیہم السلام کا قتل بدترین جرم ہیں

سلام: تمام قسم کے شر سے بچنے اور جانوں کو ہلاکت سے بچانے کا ضامن

حاشیہ: ① یہاں آیت میں اللہ تعالیٰ کی گستاخی اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کرنے کی مذمت بیان کی گئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں جرم بہت عظیم تر ہیں اور قیامت میں ان پر بڑی سخت سزا ہوگی۔ اور شان انبیاء میں گستاخی کرنے والا شان الٰہی میں گستاخی کرنے والے کی طرح مجرم ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی گستاخی اللہ تعالیٰ کی گستاخی ہے ② مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ بہت معمولی بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب کوئی چیز کسی معقول دلیل سے ثابت ہو جائے تو اسے ماننا لازم ہے۔ دلیل سے ثابت ہو جانے کے بعد خواہ مخواہ کسی خصوصی قسم کی دلیل کا مطالبہ بے جا اور بے فائدہ ہے اور اس میں بھی ایسے لوگوں کا مقصد حق تک پہنچنا نہیں ہوتا بلکہ محض بحث کرنا ہوتا ہے جیسے علمائے حق میں سے بہت سے حوالات ایسے ہیں جو حقوق شرعی دلیل سے ثابت ہیں لیکن بعض لوگوں کا خواہ مخواہ اصرار ہوتا ہے کہ نہیں اسے یہ مرفوع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہونا چاہیے۔ اسے بخاری سے ثابت ہونا چاہیے۔ یہ طرز عمل سراسر جاہلانہ ہے ایسے لوگوں کو سمجھانا بے فائدہ ہوتا ہے

مِنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

تم سے پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے جو صاف نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے ﴿۱۸۴﴾ ہر جان موت کا مزہ

الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ

چکھنے والی ہے ؕ اور قیامت کے دن تمہیں تمہارے اجر پورے پورے دیئے جائیں گے تو جسے آگ سے بچا لیا گیا اور

اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ

جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے ﴿۱۸۵﴾ بیشک تمہارے مالوں

اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۫ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ

اور تمہاری جانوں کے بارے میں تمہیں ضرور آزمایا جائے گا اور تمہیں ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور

الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ

مشرکوں سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سننی ہوں گی ؕ اگر تم صبر کرتے رہو اور پرہیزگار بنو تو یہ بڑی ہمت کے کاموں

الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ

میں سے ہے ﴿۱۸۶﴾ اور یاد کرو جب اللہ نے ان لوگوں سے عہد لیا جنہیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور اس کتاب کو لوگوں سے بیان کرنا اور

لَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ

اسے چھپانا نہیں تو انہوں نے اس عہد کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کی ﴿۱۸۷﴾ تو یہ کتنی بری

شانِ نزول اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار پر موت مقرر فرما دی ہے — حقیقی کامیابی صرف جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ ہے

مسلمانوں کو ان کی جان، مال سے جو ہونے سے امتحان ضرور ہو گا

اہل کتاب کا رشتہ نبی سے کہ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اوصاف چھپائے

ماخذ ① اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار پر موت مقرر فرما دی ہے اور اس سے کسی کو چھٹکارا نہ ہو گا اور کوئی اس سے بھاگ کر نہیں جا سکے گا۔ موت روح سے جسم کے جدا ہونے کا نام ہے اور یہ جدائی بعض اوقات سخت تکلیف دہ حالت سے ساتھ ہوتی ہے جبھی فرشتوں کا لقب نہیں ہے کہ موت کو یاد کیا جائے اور یہ بھی کہ موت کے بعد ہی تیری جزا ملے گی ② اللہ تعالیٰ نے تورات و انجیل کے علماء سے جو عہد لیا تھا ان دونوں کتابوں میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرنے والے جو دلائل ہیں وہ لوگوں کو خوب کھول کھول کر بیان کریں اور ہرگز چھپائیں لیکن انہوں نے ان میں سے بہت سی چیزیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف چھپا لیے جو توریت و انجیل میں تھے۔

مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا

خریداری ہے ○ ہرگز گمان نہ کر وہ لوگ جو خوش ہوتے ہیں اپنے کاموں پر اور چاہتے ہیں کہ ان کی ایسی باتوں پر تعریف کی جائے

لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَلِلّٰهِ

جو نہیں کیے انہوں نے (نہیں) ہرگز گمان نہ کر تو ان کو کامیابی سے دور عذاب سے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ○ اور اللہ ہی کے لئے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ ع ۱۹

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○ بیشک آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ

اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلی میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں ○ جو یاد کرتے

قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا

کھڑے اور بیٹھے اور پہلوؤں کے بل اپنے ہو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے ہمارے رب

خلاصہ: خوشحالی اور حسب منشا حالات پر لوگوں سے نہ پھولیں (زمین و آسمان کے درمیان ہونے والی ہر چیز کا)

مالک اللہ تعالیٰ ہے قدرت کی نشانیاں، زمین و آسمان کی پیدائش اور دن و رات کی تبدیلی

عاقل یہاں دونوں کے اوصاف بیان ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور زمین و آسمان کی تخلیق میں غور و فکر کرنا

عذاب سے بچنے کا یقینی راستہ صرف اللہ کی بندگی ہے

حاشیہ: ① اس آیت میں ناجائز خود پسندی کرنے والوں اور جھوٹی عزت کی خواہش کے حصول پر وعید شدید ہے ② لوگوں سے اپنے لئے تعریف کا جذبہ ہی ایسا ہے جب کسی شخص کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ لوگ اس کے شیدائی ہوں، اس کی تعریف کریں اور اسے عزت دیں، ملک و قوم کی خدمت سے بھی یہی جذبہ کارفرما ہوتا ہے، محسن قوم قرار پانا چاہتا ہے اور بہتر طریقہ سے تعارف کرایا جائے تو اسے چاہئے اپنے دل پر غور کرے کہ کہیں وہ حب جاہ کا شکار تو نہیں ہو چکا ③ ایسا ہو تو اس آیت سے سبق حاصل کرتے ہوئے فوراً اس سے چھٹکارے کی کوشش کرے ④ اس سے معلوم ہوا کہ علم جس طرح دین اور دنیا میں حاصل کرنا بھی ثواب ہے بلکہ بعض اوقات جیسے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت یا اللہ تعالیٰ کی عظمت کا علم حاصل کرنے کیلئے یہ شرط ہے کہ اسلامی عقائد کے خلاف نہ ہو ⑤ جس طرح کسی چیز کی عظمت، قدرت، حکمت اور علم کی معرفت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ اس کی بنائی ہوئی چیز ہوتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت، حکمت، وحدانیت وغیرہ اس کے علم کی پہچان حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ کائنات کی پیدائش ہے کائنات کی موجود تمام چیزیں اپنے خالق کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی اور اس کے جلال و کبریائی کو ظاہر کرنے والی ہیں

مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ

تو نے یہ سب بیکار نہیں بنایا، تو پاک ہے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے ○ اے ہمارے رب بیشک جسے تو داخل کرے

النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا

دوزخ میں تو اسے تو نے رسوا کر دیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے ○ اے ہمارے رب بیشک ہم نے ایک منادی کو سنا جو

يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۣ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا

ایمان کی طرف بلاتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے اے ہمارے رب تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے برائیاں دور کر دے

سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا

اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے ○ اے ہمارے رب اور ہمیں وہ سب عطا فرما جس کا تو نے اپنے رسولوں کے ذریعے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اور

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ

ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا ○ تو ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ میں تم میں سے کسی

عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا

کے عمل کو ضائع نہیں کرتا وہ مرد ہو یا عورت، تم آپس میں ایک ہی ہو پس جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے

مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ

گئے اور میری راہ میں ایذا دیئے گئے اور جو جہاد کیا اور قتل کر دیئے گئے تو میں ضرور ان کے سب گناہ ان سے مٹا دوں گا اور

لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ

ضرور انہیں ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں یہ اللہ کی طرف سے بدلہ ہے اور اللہ ہی کے پاس

فوائد گناہوں کی مغفرت ۔۔۔ نیک لوگوں کے ساتھ موت ملنے کی دعا ۔۔۔ قیامت کی رسوائی سے بچنے اور جنت ملنے کی دعا

اجر ہجرت اور جہاد کا ثواب

لغت ۱۔ اس مقام سے مراد سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی شان میں "وحیٔ قال معہ ذہ" وارد ہوا ہے

اس سے قرآن کریم مراد ہے

حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيلٌ

اچھا ثواب ہے۔ اے حبیب! کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا ہرگز تجھے دھوکا نہ دے۔ یہ دنیوی زندگی کا تھوڑا سا سامان ہے

ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي

پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نُزُلًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ

رہی ہیں، ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہ اللہ کی طرف سے مہمان نوازی کا سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لئے بہترین

لِّلْأَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا

چیز ہے۔ اور بیشک کچھ اہلِ کتاب ایسے ہیں جو اللہ پر اور جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اس پر اور جو ان کی طرف نازل کیا گیا

أُنزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

اس پر اس حال میں ایمان لاتے ہیں کہ ان کے دل اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں، وہ اللہ کی آیتوں کے بدلے ذلیل قیمت نہیں لیتے۔ یہ وہ لوگ ہیں

أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا

جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔ اے ایمان والو! صبر کرو ①

مضامین: کفار کے عیش و آرام سے دھوکا نہ کھائیں — کافروں کی راحت و آرام عارضی ہے

مسلمانوں کو جنت میں جانے کی بشارت، اہلِ کتاب میں سے ایمان لانے والوں کی شان

(کامیاب کرنے والے اعمال)

تفسیر: ① مسلمانوں کی ایک جماعت نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن کفار و مشرکین تو عیش و آرام میں ہیں اور ہم تنگی میں مبتلا ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ کفار کا یہ عیش و آرام دنیوی زندگی کا تھوڑا سا سامان ہے جبکہ ان کا انجام نہایت برا ہے۔ [illegible] ② صبر کا معنیٰ ہے نفس کو اس چیز سے روکنا جو شریعت اور عقل کے تقاضوں کے مطابق نہ ہو۔ [illegible]

وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۲۰۰

اور صبر میں دشمنوں سے آگے بڑھو اور ملاؤ سرحدیں گھوڑے اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ مراد کو پہنچو ○

سورۃ النساء ۴ — رکوع ۲۴ — آیات ۱۷۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ النساء ۴ — رکوع ۲۴ — آیات ۱۷۶

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا پیدا

زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ

کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو آپس میں

وَالْاَرْحَامَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَ

اور رشتوں کو قطع کرنے سے بچو بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے ○ اور یتیموں کو ان کے مال دیدو اور

لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

پاکیزہ مال کے بدلے گندہ مال نہ لو اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر کھا جانا بیشک یہ

شان نزول: (تفسیر سمرقندی) حضرت آدم علیہ السلام سے نسل در نسل انسانوں کا سلسلہ جاری ہوا

ربط: اللہ تعالیٰ نے ورثہ داروں کو قطع رحمی سے بچنے کا حکم دیا (تفسیر کبیر) یتیموں کو مکھیا مال دینا اور ان کا مال کھا جانا حرام ہے

ماقبل: اس آیت مبارکہ میں تمام انسانوں کو خطاب ہے اور سب کو تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے مزید یہ بھی بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک جان یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کیا پھر ان کے جوڑے سے ان کا جوڑا یعنی حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا پھر دونوں حضرات سے بہت سے مرد و عورت کا سلسلہ جاری ہوا چونکہ نسل انسانی کے پھیلنے سے باہم ظلم اور حق تلفی کا سلسلہ بھی شروع ہو سکتا تھا اس لئے خوف خدا کا حکم دیا گیا تاکہ ظلم سے بچیں اور چونکہ ظلم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ یتیموں کے مال پر ناجائز تصرف کرنے والوں سے قطع تعلقی کے بجائے اس سے بچنے کا حکم دیا۔ (۲) یعنی جب یتیم بچہ بالغ ہو جائے تو اس کا مال اس کے حوالے کر دو۔ اور اپنے حلال مال کے بدلے یتیم کا مال نہ لو جو تمہارے لئے حرام ہے۔ جس کی ایک صورت یہ ہے کہ اچھا مکھیا مال بیچ کر دے اور اس کا عمدہ مال اپنے لئے رکھ لے تمہارا مکھیا مال تمہارے لئے عمدہ ہے یا نہیں یہ تمہارے لئے حلال ہے جبکہ یتیم کا عمدہ مال تمہارے لئے مکھیا ہے تو کھانا بھی حرام ہے

حُوْبًا كَبِيْرًا ۝٢ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ

گناہ ہے ۝ اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کر لو جو تمہیں

مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا

پسند ہوں دو دو، تین تین، چار چار ۚ پھر اگر تمہیں اس بات کا اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے تو صرف ایک سے نکاح کرو یا

مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝٣ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ

لونڈیوں پر کرو۔ یہ طریقہ اس کے زیادہ قریب ہے کہ تم بے انصافی نہ کرو ۝٣ اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــًٔا مَّرِيْۗـــًٔا ۝٤ وَلَا تُؤْتُوا

پھر اگر وہ خود اپنی خوشی سے مہر میں سے کچھ تمہیں چھوڑ دیں تو اسے تم شوق سے کھاؤ (سہنا) ۝٤ اور اپنے مال

السُّفَهَاۗءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ

ان بے وقوفوں کو نہ دو جنہیں اللہ نے تمہارے لئے گزر بسر کا ذریعہ بنایا ہے انہیں ان میں سے کھانا اور پہننا

وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝٥ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ

اور ان سے اچھی بات کہو ۝ یتیموں کی سمجھ بوجھ کو آزماتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر

لغات: مرد کو ایک وقت میں چار عورتوں سے نکاح جائز ہے (عدل نہ کرنے کی صورت میں صرف ایک عورت سے)

نکاح کی حالت: بیوی کو بوجھ سمجھ کر نہیں بلکہ خوشی سے مہر ادا کرے عورت کا اپنی خوشی سے یا والد کی خوشی کے

لئے حلال ہے: نابالغ یتیموں کے مال کا ولی یا والد اور ان سے اچھی بات کی جائے

یتیموں کے مال سے متعلق چند احکام اور ضروری باتوں کا خلاصہ: یہ آیت

حاشیہ: ۱ پہلے زمانہ میں بعض لوگ اپنی زیر پرورش یتیم لڑکیوں سے ان کے مال کی وجہ سے نکاح کر لیتے پھر ان سے برا سلوک کرتے اور نہ چھوڑتے اور نہ اچھا سلوک کرتے ان کی اس حرکت سے منع فرمایا گیا ہے ۲ آیت میں چار تک شادیوں کی اجازت دی گئی ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جب شوہر بیویوں کے درمیان عدل کرے بیویوں کے درمیان عدل کا حکم ہے، اس میں کسی پر ظلم نہ ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ ضروریات زندگی میں یہ عدل کرنا ضروری ہے، کھانے پینے رہنے کی جگہ اور رات کو ساتھ رہنے میں لازم ہے۔ ان امور میں سب کے ساتھ یکساں سلوک ہو ۳ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو حکم دیا ہے کہ بیویوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کریں پھر اگر بیویاں اپنی خوشی سے مہر میں سے کچھ حصہ معاف کر دیں تو شوہر کے لئے اس کا کھانا جائز ہے۔ یہ نہیں کہ زبردستی سے یا شرما شرمی خوشامد کر کے معاف کرائیں اس میں ان لوگوں کی بڑی غلطی ہے جو بیوی کی فوتگی پر اس کے مہر کی معافی کا دعویٰ کر دیتے ہیں

اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ

تم ان میں سمجھداری دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کرو ۔ ان کے مال کھوں نہیں سے اور اس ڈر سے کہ بڑے ہو جائیں گے جلدی جلدی نہ کھاؤ ۔ جو

بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

کہ بے پرواہ ہو جائیں گے اور جسے حاجت نہ ہو تو بچے اور جو حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب

حَسِيْبًا ۝ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ

کھا سکتا ہے ۔ پھر جب تم ان کے مال ان کے حوالے کرو تو ان پر گواہ کر لو اور حساب لینے کے لیے اللہ

مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَ

کافی ہے ۝ مردوں کے لئے ان مال ماں سے وراثت کی حصہ ہے جو ماں باپ اور قریب کے رشتہ دار چھوڑ گئے ہوں عورتوں کے لئے بھی ان کے حصہ ہے

اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا

جو ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ گئے مال وراثت تھوڑا ہو یا زیادہ (اللہ کے یہ) مقرر حصہ (بٹنا ہے) ۝ اور

جب تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو اس مال میں سے انہیں بھی کچھ دیدو ۔

مسئلہ: مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی وراثت کی حقدار ہیں

تقسیم میراث سے پہلے غیر وارثوں کو کچھ مال دینے اور ان سے اچھی بات کہنے کا ترغیب

حاشیہ: یہاں سے چند احکام بطور حاشیہ چند ہدایات دی گئی ہیں چنانچہ فرمایا کہ یتیموں کے مال کو اصول شرعی کے استعمال کرو اور اس سے ان کا مال جلدی جلدی نہ کھاؤ ۔ یہ سے پہلے ان کا مال واپس کرنا پڑے گا ان پر خرچ نہ کرو جتنا یتیم بڑا ہوتا جائے گا اس کا مال کھانا جائز نہیں ہوتا کیونکہ یہ خرابی سے خرید بیت ہے یہ یتیم کا مال استعمال کرنا ہے ۔ جو مالدار ہو یعنی اسے یتیم کا مال استعمال کرنے کی حاجت نہیں ہو اس کا مال استعمال کرنے سے بچے جو کوئی حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب کھا سکتا ہے یعنی جتنی معمولی کی ضرورت ہو اس میں کوشش یہ ہونی چاہئے کہ کم سے کم لے ۔ یہاں ہمارے جاہلیت میں جو لوگ اپنے کو وراثت سے حصہ نہ دیتے ہیں ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کو میراث دینا اور بیٹی کو نہ دینا صریح ظلم اور قرآن کے خلاف ہے ۔ یوں میراث کے حقدار ہیں ۔ یہ معلوم ہوا کہ اسلام میں عورتوں کے حقوق کی بہت حمایت ہے ۔ غیر وارثوں کو وراثت کے مال میں سے کچھ دینا مستحب ہے ۔ اس پر یوں بھی عمل ہو سکتا ہے کہ وارث بچے یتیم پوتے کے بارے میں وصیت کر جائے یا وارث اپنے حصے سے کچھ دیدیں ۔ اس حکم پر عمل کرنے میں مسلمانوں میں بہت سستی پائی جاتی ہے ۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ یتامیٰ اور غیر موجود وارث کے حصے دینے کی اجازت نہیں

لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا

ان سے کچھ بات کہو ۝ اور وہ لوگ ڈریں جو اگر اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑتے تو ان کے بارے میں کیسے

خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ

اندیشوں کا شکار ہوتے تو انہیں چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور درست بات کہیں ۝ بیشک وہ لوگ جو ظلم کرتے ہوئے

ع ۲ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝ ع

یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب وہ لوگ بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے ۝

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ

اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے (۱) بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے پھر اگر صرف لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے زیادہ

اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ

تو ان کے لیے ترکہ کا دو تہائی حصہ ہوگا اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کے لیے آدھا حصہ ہے اور اگر میت کی اولاد ہو تو

لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ

میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے اس کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہوگا (۲) اگر میت کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کے لیے

وَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ

تہائی حصہ ہے (۳) اگر میت کے کئی سگے بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہوگا یہ سب احکام اس وصیت (کو پورا کرنے) کے بعد

منزل ۱	یتیموں کا مال ناحق کھانے کی انتہائی سخت وعید
۱	میت کے ساتھ بھلائی کرنے والے رشتہ داروں کا حصہ
۲	ماں باپ کا حصہ
۳	وراثت میت پر دین کرنے اور قرض کی ادائیگی کے بعد تقسیم ہوگی

حاشیہ: (۱) یتیموں کا مال ناحق کھانا سخت حرام ہے یا تھیں کہ یتیم کا مال جس کو بھی ملے اپنے پیٹ سے کھانا تو صریح ہی ہے لیکن بعض اوقات لاعلمی میں بھی یہ گناہ ہو جاتا ہے جیسے جب میت نے وراثت میں کوئی یتیم بچہ چھوڑا ہو تو اس کے مال سے یا اس کے مال میں میت مشترک ہونے سے فائدہ تجویز وغیرہ کا کھانا حرام ہے (۲) اس میں یتیم کا حق شامل ہے (۳) اس آیت سے وراثت کے احکام بیان کئے جا رہے ہیں ان کے احکام میں کافی تفصیل ہے، تفصیل جب تک باقاعدہ کسی کے پاس بیٹھ کر سیکھ نہ لے جس سے یہ معاملہ سیکھا جائے تب تک سمجھنا مشکل ہے اس لئے تفصیل کیلئے باقاعدہ کسی علم میراث کے ماہر عالم کے پاس بیٹھ کر سیکھیں۔

وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ

(ہیں کہ) جو (قرض ہو) وصیت (کی ہو) یا قرض (ادا کیا جائے) اس کے بعد (جو کہ) تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں معلوم کہ ان میں

لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١١﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ

تمہیں نفع دینے کے لحاظ سے کون زیادہ قریب ہے یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر کر دیے گئے ہیں بیشک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ﴿١١﴾ اور تمہارے لیے تمہاری بیویاں جو

مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ

چھوڑ جائیں اگر ان کی اولاد نہ ہو تو ان میں سے تمہارے لیے آدھا حصہ ہے اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہارے لیے چوتھائی حصہ ہے

مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ

(یہ حصے اس وصیت کے بعد ہیں جو تم کر جاؤ یا قرض کے بعد (ہیں) اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو تمہارے ترکہ میں سے

اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ

عورتوں کے لیے چوتھائی حصہ ہے پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ (یہ حصے) اس وصیت کے بعد (ہیں) جو

بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۗ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ

تم وصیت کر جاؤ یا قرض (ادا کیا جائے) اس کے بعد (اور) اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ (تقسیم کیا جائے) جس کے نہ باپ ہو نہ اولاد (یعنی) اس کے

وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ

اور (صرف) ماں کی طرف سے بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا پھر اگر بھائی بہن اس سے زیادہ ہوں

فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ

تو سب تہائی میں شریک ہوں گے یہ حصے بھی وصیت کی (تعمیل) کے بعد جو کہ (کسی کو) نقصان نہ پہنچائی ہو اور قرض (ادا کیا جائے) اس وصیت سے پہلے جو کی گئی ہو

لغات: وارثوں اولاد کے حصوں کی مقدار کا مکمل علم صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے

یعنی میت کی میراث میں شوہر کا حصہ / بیوی کی میراث میں بیوی کا حصہ (کل مال کی میراث سے حلال)

حاشیہ: میت کی طرف سے کی گئی وصیت اس کے مال کے تیسرے حصے سے پوری کی جائے گی اس سے زائد کی وصیت وارثوں کی اجازت پر موقوف ہے وہ چاہیں تو اتنا مقدار اپنے اپنے حصوں سے لے لیں

وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿١٢﴾ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ

یہ اللہ کی طرف سے حکم ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑے حلم والا ہے ﴿١٢﴾ یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ اور

رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ

اللہ کے رسول کی اطاعت کرے اللہ اسے جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٣﴾ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا

بڑی کامیابی ہے ﴿١٣﴾ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی (تمام) حدوں سے گزر جائے تو اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا

خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٤﴾ وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ

جس میں (وہ) ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے ﴿١٤﴾ اور تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کریں

فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ

ان پر اپنوں میں سے چار مردوں کی گواہی لاؤ پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو

حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿١٥﴾ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا

یہاں تک کہ موت انہیں اٹھا لے یا اللہ ان کے لئے کوئی راستہ نکال دے ﴿١٥﴾ اور تم میں جو مرد بدکاری کا کام کریں

ع ۲

ترجمہ: وراثت کے احکام اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں — تقسیم میراث میں ہر وارث کو اطاعت حاصل کرنا لازم ہے

میراث کی تقسیم میں ظلم زیادتی باعث ہے — ہمیشہ کے جہنم میں رسوا کن عذاب عورتوں کی سزا

زنا کی مرتکب عورتوں کی بعد میں مقرر ہونے والی سزا

حاشیہ: وراثت کے مسائل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حدود قرار دیا ہے اور ان کے بارے میں تفصیلی احکام دیئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ میراث کی تقسیم میں ظلم زیادتی باعث ہے گناہ ہے۔ اس سے ان مسلمانوں کو عبرت پکڑنی چاہئے جو قریبی یا دور کے وارثوں کو وراثت سے محروم کرتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص وراثت سے محروم ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے جنت میں اس کے حصے سے محروم رکھے گا۔" (۲) کو بھی حد فرمایا گیا ہے لیکن تمام حدود و قیود والا کفر ہی سے بچنے جو ایمان کی حد بھی توڑ دیتا ہے اور اس مقام پر یہی مراد ہے کیونکہ یہاں کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں دائمی بتایا گیا ہے اور جہنم میں ہمیشہ کافر ہی رہے گا مسلمان نہیں۔ (۳) زانیہ عورتوں کو موت آنے تک گھروں میں قید رکھنے کا حکم دیا گیا اور پھر ان کے لئے مقرر ہونے سے پہلے تھا جب زنا کی حد کے بارے میں احکام نازل ہوئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ زنا اور قذف کی حد کا بیان سورۃ نور آیت نمبر 2 اور 4 میں بیان ہوا ہے

مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا

ان کو تکلیف پہنچاؤ ① پھر اگر وہ توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے

رَّحِيْمًا ۝١٦ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ

مہربان ہے ۝ وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے برا کام کر بیٹھیں ② پھر

يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

تھوڑی دیر میں توبہ کر لیں ③ یہی ہیں جن پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و

حَكِيْمًا ۝١٧ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ

حکمت والا ہے ۝ اور ان لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں کسی

اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۗ

کو موت آنے لگتی ہے تو کہنے لگتا ہے کہ اب میں نے توبہ کی ④ اور ان لوگوں کی (توبہ) بھی نہیں جو کافر کی حالت میں مرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝١٨ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ

ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۝ اے ایمان والو! تمہارے لئے حلال نہیں کہ تم زبردستی

ترجمہ: ① اگر توبہ قبول ہونے کی یہ صورت ہے ان لوگوں کا کیا حال جن کی توبہ قبول نہیں

عورتوں کا وارث بن بیٹھو اور ان کے دیئے ہوئے مہر میں سے کچھ واپس لینے کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ

حاشیہ: ① یہاں سے پہلے یہ دو پیغام مقرر ہیں کی پھر قید کرنا پھر کوڑے مارنا یا سنگسار کرنا یہ آیت بھی آیت سے منسوخ ہے ② پکی توبہ کے یہ معنی ہیں کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ کی شان سمجھ آ جائے اس پر حرام ہو جائے گناہ چھوڑنے سے اور آئندہ بھی اس گناہ سے بچا رہے گا کچھ دل سے پچھتاوا ہو جس گناہوں کا ارتکاب کیا ہے اسے جیسے ممکن ہو دور کرے یعنی توبہ قضا کرے اور کسی کا مال لیا ہو جیسے چوری، غصب یا خیانت کی تو اسے لوٹا دے اور جہاں معافی مانگنے کی ضرورت ہو وہاں معافی مانگے ③ یہاں تھوڑی دیر سے مراد موت سے وقت عالم یاس کا ہے یعنی جب تک فرشتے نظر آنے سے پہلے تک توبہ کا قانون بنایا ہے حکمت و علم پر مبنی ہے جن لوگوں میں توبہ نہیں ان کے حق میں گناہ پر دلیر ہوتے ہیں یا خدا کی رحم پر دلیر کر دیتی ہے اور معافی کی امید توبہ پر ابھارتی ہے جس شخص کو پھانسی کی سزا سنا دی گئی ہو اسے جب تک معلوم ہوتا ہے تاکہ کی توبہ قبول نہ ہو سکے گی وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہے اور جسے پیغام مقررہ مدت تک سزا سے بعد یہاں کا حکم ہو اسے دیگر مجرموں کے ساتھ قید میں رکھا جاتا ہے اس سے یہ خطرہ نہیں ہوتا کہ وہ قید سے رہائی کی امید ہے

تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۚ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ

عورتوں کے وارث بن جاؤ ۚ اور عورتوں کو اس لیے نہ روکے رکھو کہ جو مہر تم نے انہیں دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو ۔ ہاں اس صورت کے کہ

يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ

وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے گزر بسر کرو ۔ پھر اگر تمہیں وہ ناپسند ہوں

فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝١٩ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ

تو ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے ۝ اور اگر تم

اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا

ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی بدلنا چاہو اور تم نے دوسری بیوی کو ڈھیروں مال دے رکھا ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ

مِنْهُ شَيْـًٔا ۭ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝٢٠ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ

لو ۔ کیا تم کوئی جھوٹ بہتان اور کھلے گناہ سے مرتکب ہو کر وہ واپس لو گے ۝ اور تم وہ مال کیسے واپس لے سکتے ہو جبکہ

اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝٢١ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ

تم تنہائی میں بیٹھ چکے ہو ایک دوسرے سے مل چکے ہو اور وہ تم سے مضبوط عہد لے چکی ہیں ۝ اور جن

مختصر: تمہارے لیے حلال نہیں کہ عورتوں کو اس لالچ سے روکے رکھو کہ جو مہر تم نے ان کو دیا ہے اس کا کچھ حصہ واپس لے لو ۔ ہاں اگر وہ کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوں تو اور بات ہے ۔ مہر عورتوں کا حق ہے اور اسے واپس لینا حرام ہے ۔

حاشیہ: اسلام سے پہلے اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ لوگ مال کی طرح اپنے رشتہ داروں کی بیویوں کے بھی وارث بن جاتے تھے ۔ پھر کر چاہتے تو مہر دے کر نکاح میں اپنی زوجیت میں رکھتے یا کسی دوسرے کے ساتھ شادی کر دیتے اور ان کا مہر خود لے لیتے یا انہیں آگے شادی نہ کرنے دیتے بلکہ اپنے پاس ہی رکھتے تھے ۔ انہیں جو مال وراثت میں ملا ہے وہ ان عورتوں کو دیدیں اور جب یہ ان کی جان چھوڑیں یا عورتیں ان سے بلک رہی ہوں کہ یہ مر جائیں کی تو یہ ان کے وارث بن جائیں ۔ بعض دفعہ عورتیں ان کے ہاتھ میں بالکل مجبور ہوتیں اور اپنے حقیقی سے بھی نہ مل سکتی تھیں اس وحشیانہ طریقے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی گئی ۔ 2 اس آیت میں دیئے ہوئے مال کا تذکرہ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے گرچہ بہتر کم مہر ہے یا بغیر مہر کے جس کی ادائیگی آسان ہو

اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ

باپ دادا نے منکوحہ سے نکاح نہ کرو۔ البتہ جو پہلے ہو چکا وہ معاف ہے۔ بیشک یہ بے حیائی اور غضب کا سبب ہے اور بہت بُرا

سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ ع ٤

راستہ ہے ۝ تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں

وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ

اور تمہاری بھتیجیاں اور تمہاری بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور دودھ کے رشتے سے تمہاری بہنیں[۱۱]

الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ

اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی وہ بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں (جو ان بیویوں سے ہوں) جن سے تم

الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۪ وَ

صحبت کر چکے ہو پھر اگر تم نے ان (بیویوں) سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیویوں سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی حرج نہیں اور

حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ

تمہارے حقیقی بیٹوں کی بیویاں[۱۲] اور دو بہنوں کو اکٹھا کرنا (حرام ہے)

اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾

البتہ جو پہلے گزر گیا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

لغات: (ماؤں بیٹیوں اور بہنوں وغیرہ سے نکاح کرنا حرام ہے)

حاشیہ: (۱) زمانہ جاہلیت میں رواج تھا کہ باپ کے انتقال کے بعد بیٹا سوتیلی ماں سے شادی کر لیتا تھا اس آیت میں ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (۲) حقیقی بہنوں کی طرح شیر خوار بہنوں سے بھی نکاح حرام ہے۔ (۳) اس سے معلوم ہوا کہ سوتیلی بھانجی بھتیجی سے نکاح حرام ہے۔ (۴) اس سے معلوم ہوا کہ منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے ساتھ نکاح جائز ہے اور رضاعی بیٹے کی بیوی بھی حرام ہے کیونکہ وہ بھی بیٹے کے حکم میں ہے اور پوتے پوتیاں بھی بیٹوں میں داخل ہیں۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ

اور شوہر والی عورتیں تم پر حرام ہیں مگر کافروں کی عورتیں کہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں۔ یہ تم پر اللہ کا لکھا ہوا ہے

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ

اور ان عورتوں کے علاوہ تمہیں حلال ہیں کہ تم انہیں اپنے مالوں کے بدلے نکاح میں لانا چاہو قید نکاح میں لانے والے کر کے

مُسٰفِحِيْنَ ۚ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ

نہ کہ بدکاری کرنے کے لئے تو ان میں سے جن عورتوں سے تم فائدہ اٹھانا چاہو ان کے مقررہ مہر انہیں ادا کر دو

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ

اور مقررہ مہر کے بعد اگر تم آپس میں کسی معاملہ پر راضی ہو جاؤ تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں بیشک اللہ

كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ

علم والا حکمت والا ہے ﴿۲۴﴾ اور تم میں سے جو کوئی آزاد عورت سے نکاح کرنے

الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ

کی قدرت نہ رکھتا ہو تو ان مسلمان کنیزوں سے نکاح کرے

الْمُؤْمِنٰتِ ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ

جو تمہاری ملک میں ہیں ﴿۲۵﴾ اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے تم سب آپس میں ایک جیسے ہو ان سے

مسائل: دوسرے کی منکوحہ عورت سے نکاح حرام ہے — محصنہ عورتوں کے علاوہ تمام عورتوں سے نکاح حلال ہے

محصنہ عورتوں سے متعلق چند احکام اور ہدایات — مقررہ مہر میں باہمی رضامندی سے کمی بیشی ہو سکتی ہے

دوسرے شخص کی باندی سے نکاح بلا اجازت — باندیوں سے نکاح باعث عار سمجھنے کی ضرورت نہیں

باندیوں سے نکاح ان کے مالکوں کی اجازت سے اور پاکدامنی کے ساتھ ہو

حاشیہ: (۱) قرآن مجید میں عورت سے ازدواجی تعلقات کے سلسلے میں نفع اٹھانے کی صرف دو صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ شرعی نکاح کے ذریعے (۲) عورت جس صورت میں شرعی طور پر لونڈی بن جائے قید اس کے علاوہ ہر صورت حرام ہے۔ (۳) جو شخص آزاد عورت سے نکاح کی قدرت اور استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ کسی مسلمان کی مومنہ کنیز سے اس کے مالک کی اجازت کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ ایسی کنیز سے نکاح جس کو مکاتبہ کر دیا گیا ہو مالک سے لئے نکاح کے بغیر بھی حلال ہے۔

بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ

مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر دو اور جو طے ہے نیکی اور ان کے مہر ادا کرو جس میں کہ وہ نکاح میں آنے والی ہوں نہ

مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ

زنا کرنے والی اور نہ پوشیدہ آشنا بنانے والی۔ پھر جب وہ نکاح میں آ جائیں پھر اگر وہ کسی بے حیائی کا ارتکاب کریں

فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ

تو ان پر سزا عورتوں کی سزا سے آدھی مقرر ہے۔ یہ تم میں سے اس شخص کے لئے مناسب ہے جسے بدکاری (میں پڑ جانے) کا اندیشہ

مِنْكُمْ ۭ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ ع

ہے۔ تمہارا صبر کرنا تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ

لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۭ

اپنے احکام تمہارے لئے بیان کر دے اور تمہیں تم سے پہلے لوگوں کے طریقے بتا دے اور تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۡ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ

اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ اور اللہ تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمانا چاہتا ہے اور جو لوگ

يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ

بری خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھی راہ سے بہت دور ہو جاؤ۔ اللہ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف

لغات: (شادی شدہ رہتے باندی کی سزا کی) باندی سے نکاح کس نے منع کیا ہے؟

نکاح سے متعلق آیات نازل کرنے کی حکمتیں؟ اللہ تعالیٰ بندوں پر کیا کیا چاہتا ہے

حاشیہ: آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کی استطاعت نہ ہو تو مسلمان باندیوں سے نکاح کر لینا جائز ہے۔ ان کا حق مہر بھی آزاد عورتوں کی طرح ادا کرنا ہوگا۔ ان کے ولی سے اجازت لینا ضروری ہے۔ شادی شدہ باندی کو آزاد عورت کی طرح رجم کیا جائے گا۔ رجم میں تنصیف نہیں ہو سکتی۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ آزاد عورت سے نکاح کیا جائے اور باندی سے نکاح سے بچا جائے البتہ جسے زنا میں پڑنے کا خوف ہو اسے دوسرے کی باندی سے نکاح جائز ہے۔ صبر کرے تو اس صورت میں بھی صبر کرنا اور پرہیز کرنا افضل ہے۔ عورت کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے مرد کا خلا اور عورت کو وطن بنانے کا قانون مقرر ہو چکا ہے

عَنْكُمْ ۗ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ

ہلکے اور آدمی کمزور پیدا کیا گیا ہے ﴿۲۸﴾ اے ایمان والو باطل طریقے سے آپس میں

بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا

ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ[1] البتہ یہ جائز ہے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو اور اپنی جانوں کو قتل نہ

اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا

کرو بیشک اللہ تم پر مہربان ہے ﴿۲۹﴾ اور جو ظلم و زیادتی سے ایسا کرے گا تو

فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَاۗىِٕرَ

عنقریب ہم اسے آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے ﴿۳۰﴾ اگر بڑے گناہوں سے بچتے رہو

مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے دوسرے گناہ بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے ﴿۳۱﴾

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا

اور تم اس چیز کی تمنا نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے مردوں کے لئے ان کے اعمال سے

لغات: باطل طریقے سے (بغیر عوض کے ناجائز کمانے کی ممانعت) باہمی رضامندی سے تجارت حلال ہے

خود کو ہلاک کرنے کی ممانعت (کبیرہ گناہوں سے بچنے کی فضیلت) حسد کی ممانعت

مرد کو عورت کی جگہ، عورت کو مرد کی جگہ نیک اعمال نہیں ملیں گے

حاشیہ: [1] یہاں باطل طریقے سے مراد وہ طریقہ ہے جس سے مال حاصل کرنا شریعت کی رو سے حرام ہو، جیسے رشوت، غصب، چوری، جوا، سود کے ذریعے مال حاصل کرنا یا کوئی بھی جھوٹی قسم، جھوٹی گواہی، خیانت اور گناہ کا کام کرنے کی اجرت یہ سب باطل طریقے ہیں۔ قتل اور خودکشی حرام ہے۔ [2] یہاں ظلم و زیادتی کی قید اس لئے لگائی کہ جن صورتوں میں کسی کا قتل جائز ہے اس صورت میں قتل نہ کرنا جرم نہیں جیسے مرتد، دوسروں کو قتل و فساد میں پائے جانے والے شدہ راہی و ڈکیت، جنگ کے میدان میں یا دشمن کے ساتھ ملکر یا حکومت کے باغی یا ملک میں قتل کرنا یہ سب حالتیں جائز ہونے کی علامت ہیں۔ [3] کبیرہ گناہ کی یہ تعریف ہے کہ وہ گناہ جس کا مرتکب قرآن و سنت میں بیان کی گئی کسی خاص سخت وعید کا مستحق ہو۔

اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

حصہ ہے اور عورتوں کے لئے ان کے عمل سے حصہ ہے اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بیشک اللہ

كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۳۲﴾ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ

ہر شے کو جاننے والا ہے ﴿۳۲﴾ اور ماں باپ اور جو کچھ مال چھوڑیں ہم نے سب کے لئے وارث بنا دیئے ہیں (کہ ان کے حق دار ہیں)

الْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اور جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے انہیں ان کا حصہ دو بیشک اللہ

عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا ﴿۳۳﴾ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ ع ۴

ہر شے پر گواہ ہے ﴿۳۳﴾ مرد عورتوں پر نگہبان ہیں اس وجہ سے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے

عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا

اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے تو نیک عورتیں (شوہروں کی) تابعدار ہیں اور (ان کی) غیر حاضری میں اللہ

حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی

کی حفاظت سے حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور (پھر نہ سمجھنے کی صورت میں)

معانی: (اللہ تعالیٰ سے) اس کا فضل مانگا جائے — اللہ ہر چیز کو جانتا ہے — مال (وراثت سے) حقدار — عقد — الاتِ پیدا کرنے کا علم — مرد عورتوں پر حاکم ہیں اور اس فضیلت کی وجہ سے — نیک (بیوی) مرد کی غیر حاضری میں اس کے مال کی حفاظت کرنے والی

(نافرمان بیوی کی اصلاح کا طریقہ)

حل: آیت میں عقد سے مراد ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص جس کا نسب معلوم نہ ہو دوسرے سے یہ کہے کہ تو میرا موالی ہے میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا تو تجھے دیت دینی ہوگی دوسرا شخص قبول کرلے اس صورت میں یہ عقد صحیح ہو جاتا ہے اور فریقین کے درمیان توارث ثابت ہو جاتا ہے اور دیت بھی لازم آجاتی ہے ﴿۲﴾ مرد عورتوں پر حاکم ہیں اور اس تسلط حاصل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو یہ مقام عطا فرمایا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مرد عورتوں سے اخراجات کے ذمہ دار ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کچھ وجوہات ہیں لیکن یہ بات واضح رہے کہ مجموعی طور پر ہر مرد ہر عورت سے افضل ہے کیونکہ بعض عورتیں کئی مردوں سے افضل ہیں جیسے حضرت خدیجہ حضرت فاطمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن بہت سے مردوں سے افضل ہیں۔

الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ

ان سے الگ سونا اور انہیں مار کی سزا دینا ۔ پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو ان پر زیادتی کرنے کا بہانہ نہ ڈھونڈو ۔

كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ

بیشک اللہ بہت بلند بہت بڑا ہے ۔ اور اگر تم دونوں میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک منصف مرد کے گھر والوں کی طرف سے بھیجو اور

حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

ایک منصف عورت کے گھر والوں کی طرف سے بھیجو یہ دونوں اگر صلح کرا دینا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا بیشک

عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ

اللہ خوب جاننے والا خبر رکھنے والا ہے ۔ اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے

اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ

اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور قریب کے پڑوسی اور دور کے

الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ

پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے ساتھی اور مسافر اور اپنے غلام لونڈیوں سے بیشک اللہ

مفردات: نشوز: نافرمان ہونا، اطاعت گزار نہ رہنا۔ شقاق: جھگڑا۔

۳۴ نافرمان بیوی کی اصلاح نہ ہوتے تو میاں بیوی سے تعلق رشتہ دار سے کام لینا۔ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق کا بیان۔

متکبر، فخر کرنے والا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

حاشیہ: اس بات سے مراد یا تو کوئی خاص چیز ہے جو چہرے اور ہاتھ کے علاوہ ہو یا یہ مراد ہے کہ ہر جگہ پر یہ حکم نہیں لگتا۔ جیسے وہ عورت جو اجنبی مردوں کے سامنے ہو اس کے لئے چہرے اور ہاتھوں کا پردہ ہے جو اس کے علاوہ ہیں وہ بھی پردہ میں آتے ہیں۔ کپڑوں اور برقعہ سے پہلے اندر پائجامہ ہاتھ میں دستانے اور جرابیں پہننا چاہئیں۔ یہ سب حکم ہونا چاہئے اور پردہ ہے جاہلیت اور کمینگی ہے ۔ اس آیت سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو عورت کے ہر اعضاء کو ستر کہتے ہیں۔ پاؤں پر سے طرح طرح کے وسوسے دیتے ہوئے اپنا ناک چنگی نہیں کرتے اور منہ کالا کرنے والے کو بہادر سمجھتے ہیں ۔ جب کسی صورت میاں بیوی کے درمیان نااتفاقی محسوس ہو تو مرد عورت دونوں کے حاصل تو بھی رشتہ داروں میں سے ایک ایک شخص کو منصف مقرر کر دیا جائے یہ منصف مسئلے کا حل نکالنے کی کوشش کریں گر پھر بھی بیت اور صحیح طریقے سے کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے درمیان اتفاق پیدا کر دے گا یہ منصف صلح کرانے کا اختیار رکھتے ہیں، نہیں میاں بیوی میں جدائی کرانے کا اختیار نہیں یعنی یہ جدائی کا فیصلہ کریں تو شوہر ان میں جدائی ہو جائے ایسا نہیں ہو سکتا

لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ

پسند فخص کو پسند نہیں کرتا جو متکبر فخر کرنے والا ہو ﴿۳۶﴾ وہ لوگ جو خود بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو

بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا

بخل کا حکم دیتے ہیں اور اللہ نے جو کچھ انہیں اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپاتے ہیں (ان سے کہے شدید عذاب ہے) ﴿۳۷﴾ کافروں کے لئے ہم نے

مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا

خوار کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿۳۸﴾ اور وہ لوگ جو اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ

بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَمَاذَا

آخرت کے دن پر، ان کے لئے شیطان ہی ساتھی ہے اور جس کا ساتھی شیطان بن جائے تو بہت ہی برا ساتھی ہوگیا ﴿۳۸﴾ اور اگر

عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

وہ اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور اللہ کے دیئے ہوئے میں سے اس میں سے راہ میں خرچ کرتے تو ان کا کیا نقصان تھا اور اللہ

بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ

ان سے خوب جانتا ہے ﴿۳۹﴾ بیشک اللہ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں فرماتا ﴿۴۰﴾ اگر کوئی نیکی ہو تو وہ اسے کئی گنا بڑھا دیتا ہے اور

ترجمہ بخل کی مذمت اور کافروں کے لئے وعید — دکھاوے اور شہرت کے لئے مال خرچ کرنے کی مذمت

ناشکروں اور دکھاوے کے لئے مال خرچ کرنے والوں کو تنبیہ — اللہ تعالیٰ ذرہ بھر بھی ظلم نہیں فرماتا

اللہ تعالیٰ نیکی کا ثواب کئی گنا بڑھا دیتا ہے

حاشیہ ﴿۳۶﴾ کسی کو حقیر سمجھنا اور حق بات قبول نہ کرنا تکبر ہے یہ انتہائی مذموم وصف اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخل کا شمار بھی کبیرہ گناہ میں ہے اور یہ ناقابل برداشت چیز ہے۔ یہاں بخل سے مراد بخل کی کئی قسمیں ہیں مثلاً مسئلہ دریافت کرنے پر علم کو چھپانا، اور اسے دوسروں تک نہ پہنچانا، بعض مفسرین نے یہاں بخل سے مراد وہ بخل لیا ہے جو یہود نے حضور ﷺ کی صفات کے بارے میں کیا تھا ﴿۳۷﴾ جب بندہ شیطان کا ساتھی بن جاتا ہے تو شیطان اس کا ساتھی بن جاتا ہے اور جس کا ساتھی شیطان ہو وہ بڑے برے کام کرتا ہے اس کی تفصیل تفسیر ماجدی ج ۲ ص ۲۵۵ پر ملاحظہ فرمائیں۔ ﴿۴۰﴾ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں فرماتا۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ باوجود کسی کے نیک اعمال صالحہ کے جو اسے حرام کرتا ہے یا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی شان کے لائق نہیں۔

يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا

اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا ۝ تو کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور

بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ

تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے اس دن کفار اور رسول کی نافرمانی کرنے والے تمنا کریں گے کہ کاش

تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہمیں مٹی میں برابر کر دیا جائے اور اللہ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے ۝ اے ایمان والو

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا

اللہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک سمجھنے لگو وہ بات جو تم کہو اور نہ ناپاکی کی حالت میں (نماز کے قریب جاؤ)

عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ

ہی کہ تم غسل کر لو سوائے اس کے کہ تم حالت سفر میں ہو (تیمم کر لو) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی

مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے ہم بستری کی ہو اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى

تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کر لیا کرو بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے ۝ کیا تم نے ان

ف۱ (اور قیامت کے دن ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب پر گواہ ہوں گے)

(اور قیامت کے دن کافروں اور رسول کی نافرمانی کرنے والوں کی حسرتیں) (نشے اور جنابت کی حالت میں نماز کے قریب جانے کی ممانعت)

(تیمم کے حکم کی تفصیل) (یہود کی خود گمراہی کے خریدار اور مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہنے کا)

ف۲ آیت ہے جب گرچہ کافروں کے بارے میں اتری ہو لیکن ہر حال میں یا ایمان تو ہر ایک کو واجب ہے کہ اللہ سے ڈرتا رہے جیسا جو گمان دین قیامت کا نہ ہو نادان اور جاہل ہے جہنم کی شدت سے انتہائی خوفزدہ رہتے تھے ۱۲ اس آیت میں نشے اور جنابت کی حالت میں نماز کے قریب جانے کا حکم دیا گیا اور تیمم کا تفصیلی حکم بیان کیا گیا ہے اس سے متعلق مزید تفصیل تفسیر صراط الجنان ج ۲ ص ۲۰۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

اَلَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا

لوگوں کو جنہیں کتاب سے ایک حصہ ملا کہ وہ گمراہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی

السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ

راستے سے بھٹک جاؤ ﴿۴۴﴾ اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور حفاظت کے لئے اللہ ہی کافی ہے اور مدد کے لئے اللہ ہی کافی

نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ

مددگار ہے ﴿۴۵﴾ یہودیوں میں کچھ وہ ہیں جو کلمات کو ان کی جگہ سے بدل دیتے ہیں اور کہتے ہیں

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي

ہم نے سنا اور مانا نہیں اور آپ ہمیں اپنے کو سنایا جائے اور رعایت کیجئے ہمارا مطلب یہ ہے کہ زبان مروڑ کر اور دین میں طعنہ کے

الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

لئے اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا اور حضور ہماری بات سنیں اور ہم پر نظر فرمائیں تو یہ ان کے لئے بہتر

وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾ يٰۤاَيُّهَا

اور زیادہ درست ہوتا لیکن ان پر تو اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے لعنت کر دی تو وہ بہت تھوڑا یقین کرتے ہیں ﴿۴۶﴾ اے

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ

کتاب والو ﴿۴۶﴾ ہم نے تمہارے پاس موجود کتاب کی تصدیق کرنے والا (قرآن) اتارا ہے اس پر ایمان لے آؤ اس سے پہلے کہ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا حامی و ناصر ہے ۔۔۔ یہودیوں کی بری عادتیں اور ان کو ایسے پر شدید وعید

حل لغات: یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو تم سے زیادہ جانتا ہے بہت اچھے دوست اور بہت اچھے دشمن ہیں یہ شیطان اور کفار

ربط آیات: اس آیت میں یہودیوں کی بعض عادتوں کا بیان ہے جو کہ کفار مکہ سے مشابہت رکھتی ہیں اس لئے اب ان کی بیان کیا جا رہا ہے

تفسیر: اس آیت میں ایمان نہ لانے کی صورت میں یہودیوں کے چہرے بگاڑ دینے کی اور ان پر لعنت کی جانے کی وعید بیان کی گئی ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ وعید یہود سے متعلق ہے جبکہ بعض نے اس کا تعلق یہود سے نہیں بلکہ کفار سے قرار دیا ہے۔ پہلے قول پر بعض مفسرین نے فرمایا کہ چہرے بگڑنے کی یہ وعید اس صورت میں تھی جبکہ یہود میں سے کوئی یہاں نہ لاتا اور چونکہ بہت سے یہودی یہاں سے ایمان لے آئے اس لئے شرط نہیں پائی گئی اور وعید ٹل گئی۔

لَطَمسۡ وُجُوۡهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدۡبَارِهَآ اَوۡ نَلۡعَنَهُمۡ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصۡحٰبَ

کہ چہرے بگاڑ دیں پھر انہیں ان کی پیٹھ کی سمت پھیر دیں یا ان پر لعنت کریں جیسے ہفتے والوں پر لعنت

السَّبۡتِ ؕ وَكَانَ اَمۡرُ اللّٰهِ مَفۡعُوۡلًا ﴿۴۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ

کی تھی اور اللہ کا حکم ہو کر ہی رہتا ہے ﴿۴۷﴾ بیشک اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے ﴿۴۸﴾

وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدِ افۡتَرٰٓى اِثۡمًا

اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہتا ہے معاف فرما دیتا ہے ﴿۴۸﴾ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا تو بیشک اس نے بہت بڑے گناہ کا بہتان

عَظِيۡمًا ﴿۴۸﴾ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يُزَكُّوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُ وَ

باندھا ﴿۴۸﴾ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو خود اپنی پاکیزگی بیان کرتے ہیں بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے پاکیزہ بنا دیتا ہے اور

لَا يُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا ﴿۴۹﴾ اُنۡظُرۡ كَيۡفَ يَفۡتَرُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثۡمًا

ان پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۴۹﴾ دیکھو یہ لوگ کیسے جھوٹ باندھتے ہیں اور کھلے گناہ کے لئے یہی

مُّبِيۡنًا ﴿۵۰﴾ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِيۡبًا مِّنَ الۡكِتٰبِ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡجِبۡتِ وَ

جھوٹ کافی ہے ﴿۵۰﴾ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا وہ بت اور

ع ۸

گناہ: روز قیامت شرک کے علاوہ ہر گناہ بخشے جانے کا امکان ہے ۔ شرک کبھی نہ بخشے جانے کا بیان ہے

(خود پسندی کی مذمت) (عقائد باطلہ میں مبتلا یہودیوں کا حال بیان کرنا)

حاشیہ: ۱ جو حاسد کافر میں مرے اس کی بھی بخشش ہو اور جس نے کفر کیا ہو وہ خواہ کتنا ہی نیکوکار ہو اسے بھی اس کے لئے جہنم میں ہمیشہ کا خلد کہیں ہوگا بلکہ اس کی مغفرت اللہ تعالیٰ کی مشیت (یعنی اس کے چاہنے) پر موقوف ہے چاہے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے جو چاہے تو گناہ دیکھ کچھ عذاب دینے کے بعد جنت میں داخل فرما دے ۲ قیامت کے دن کفر کے علاوہ گناہوں کی بخشش کا امکان ضرور ہے مگر اس امید پر گناہوں میں بہت خطرناک ہے بلکہ بعض صورتوں میں گناہ دوہرا ہو جاتا ہے کہ کتنا کریم ہے دے دے اور جہنم جیسا ٹھکانا گناہوں کی معافی کی امید دلا رہا ہے اور کتنا گھٹیا ہے وہ جو اس کریم و رحیم پروردگار کے احسان سے قرآن ہو کر اس کی بندگی میں لگنے کی بجائے اس کی نافرمانیوں پر کمر بستہ ہے ۳ یہاں خود پسندی کی مذمت کا بیان ہے خود پسندی یہ ہے کہ بندے اللہ تعالیٰ کے سچے فضل و کرم سے دینی یا دنیاوی کوئی نعمت عطا ہوئی ہو وہ یہ تصور کرے کہ اس نعمت کا ملنا میرے ان کاموں کا نتیجہ ہے اور میرا حق تھا جو مجھے ملنا چاہئے تھا

الطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

شیطان پر ایمان لاتے ہیں اور کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ

سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ

ہدایت یافتہ ہیں ﴿۵۱﴾ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جس پر اللہ لعنت کرے تو کبھی تم اس کے لئے

نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ اَمْ

کوئی مددگار نہ پاؤ گے ﴿۵۲﴾ یا ان کے لئے سلطنت کا کچھ حصہ ہے؟ ایسا ہوتا تو یہ لوگوں کو تل برابر بھی نہ دیتے ﴿۵۳﴾ یا

يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰي مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ

یہ لوگوں سے اس چیز پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے تو بیشک ہم نے ابراہیم کی آل کو کتاب اور

الْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى

حکمت عطا فرمائی اور انہیں بہت بڑی سلطنت دی ﴿۵۴﴾ پھر ان میں سے کوئی تو ان پر ایمان لے آیا اور کسی نے اس سے منہ پھیر لیا اور

بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ

جہنم کے لئے جہنم کافی ہے ﴿۵۵﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم انہیں آگ میں داخل کریں گے جب کبھی ان کی کھالیں

شانِ نزول: جس کو پوچھا گیا سے یہودیوں پر لعنت — یا شہادت اور بیعت کا حقدار ہونے میں یہودیوں سے محمد ﷺ کی توہین

یہودیوں کا حسد — ایمان لانے اور نہ لانے میں یہودیوں کا حال — کافروں کے لئے عذاب اور عذاب جہنم کی شدت کا بیان

حاشیہ: ۱ طاغوت کا لفظ "طغی" سے بنا ہے جس کا معنی ہے "سرکشی" جو رب سے ہو یا اللہ اور اس کے رسول کی سرکشی ہے طاغوت ہے خواہ شیطان ہو یا انسان چونکہ طاغوت کے لفظ میں سرکشی کا مادہ موجود ہے اس لئے مقربین بارگاہ الٰہی جیسے یہ لفظ ہرگز استعمال نہیں ہو سکتا بلکہ جن کے لئے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ طاغوت ہیں ۲ اس آیت میں یہودیوں سے اصل مراد کعب بن اشرف وغیرہ ہیں بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نبوت عطا فرمائی اور ان کے غلاموں کو جو نصرت، غلبہ، عزت و علم و فضل عطا فرمائے ہیں ان پر یہ لوگ یعنی صلی اللہ علیہ وسلم اور آل یعنی ان سے حسد کرتے ہیں اور بغض پر مبنی یہ فعل سراسر حماقت ہے ۳ یہاں کافروں کے لئے عذاب اور عذاب جہنم کی شدت کا بیان ہے کہ جہنم میں ایسا نہیں ہوگا کہ عذاب کی وجہ سے جل کر آدمی کوئلہ ہو جائے بلکہ عذاب ہوتا رہے گا نہ جلنے کی وجہ سے ختم ہوگا نہ عذاب کی شدت میں کمی آئے گی یہ ایسے ہی ہوگا جیسے یہاں کسی کی کھال جل جائے تو پھر نئی کھال آنے کے بعد صحیح ہو جاتی ہے۔

جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا

خوب جل جائیں گی تو ہم ان کی کھالوں کو اور نئی کھالوں سے بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں بیشک اللہ زبردست ہے

حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ ع ۷

حکمت والا ہے ○ اور وہ لوگ جو یہاں اس سے قبل ایمان لائے اور نیک عمل کئے عنقریب ہم انہیں ان باغوں میں داخل کریں گے جن کے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّنُدْخِلُهُمْ

نیچے نہریں جاری ہیں وہ وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کے لیے وہاں پاکیزہ بیویاں ہیں اور ہم انہیں گھنی چھاؤں میں داخل کریں گے

ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ

جہاں سایہ ہی سایہ ہوگا ○ بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کی ہیں ان کے سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ

بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا

کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو بیشک اللہ تمہیں بہت ہی خوب نصیحت فرماتا ہے ○ بیشک اللہ سننے والا

بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ

دیکھنے والا ہے ○ اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں سے حکومت والے

مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ

ہیں ○ پھر اگر کسی بات میں تمہارا جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو یہی

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ ع ۸

بات اللہ اور رسول کی بارگاہ میں پیش کرو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام بھی بہت اچھا ہے ○ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا

۵۶ یا گئی مسلمانوں کو جنت اور کافروں کو عذاب کی بشارت — عذاب کی ادائیگی اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کا حکم

اطاعت رسول اور اطاعت امیر کا حکم — مختلف بات قرآن و سنت پر پیش کی جائے — جھگڑے کا فیصلہ کروانے میں متعلقہ افراد

شان نزول یہاں آیت میں دو حکم بیان کئے گئے ہیں (1) لوگوں کی امانتیں لوٹاؤ (2) جب فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو۔ یہ دونوں حکم عمومی تعلیمات سے شامل ہیں اور امن و امان کے قیام اور حقوق کی ادائیگی میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ ② اولی الامر میں حاکم امیر بادشاہ عام قاضی علماء سب شامل ہیں

يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ

جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا وہ چاہتے ہیں کہ

يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ

اپنے شیطان کے پاس لے جائیں[1] حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اسے باطل کر دیں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ

يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ

انہیں بہکا کر گمراہی میں بہت دور ڈال دے ۝ اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی نازل کردہ کتاب اور رسول کی طرف آؤ

رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ

تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں ۝ تو کیسی حالت ہوگی جب ان پر ان کے اپنے اعمال کی وجہ سے کوئی مصیبت

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّ

آ پڑے پھر تمہارے پاس قسمیں کھاتے ہوئے تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہ ہمارا مقصد تو صرف بھلائی اور

تَوْفِيْقًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ

اتفاق پیدا کرنا تھا ۝ ان لوگوں کے دلوں کی بات تو اللہ جانتا ہے پس تم ان سے چشم پوشی کئے رہو اور

عِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا

نصیحت کرتے رہو اور ان کے بارے میں ان سے پر اثر کلام کئے رہو ۝ اور ہم نے جو رسول بھی بھیجا وہ حکم اس لئے

ترجمہ: منافقوں کا قرآن اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منہ پھیرنا

منافقوں کا فیصلہ طاغوت سے چاہنا | **لوگوں کی ہدایت کرنا** | **منافقوں سے چشم پوشی کرنے اور نہ سمجھنے کا حکم**

رسولوں کی تشریف آوری کا مقصد

حاشیہ: [1] یہاں طاغوت سے مراد کعب بن اشرف یہودی ہے جس کے پاس یہ منافق یہ یہودی کے ساتھ ہو لئے ہے جھگڑے کا فیصلہ کرانے کے لئے جانا چاہتا تھا۔ اس کی تفصیل جاننے کے لئے تفسیر صراط الجنان پ۵ ص۲۳۳ کا مطالعہ فرمائیں۔

[2] یہاں رسولوں کی تشریف آوری کا مقصد بیان کیا گیا ہے کہ ان کی آمد کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کی اطاعت کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو معصوم بنایا ہے کیونکہ اگر انبیاء علیہم السلام خود گناہوں کے مرتکب ہوں گے تو دوسروں سے ان کی اطاعت و اتباع کیا ہوگی۔

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

حکم سے اس لئے اطاعت کی جائے اور کہ جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو اے حبیب تمہارے پاس حاضر ہو جاتے تم سے معافی مانگتے

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ فَلَا وَرَبِّكَ

اور رسول بھی ان کی شفاعت فرماتے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے ﴿۶۴﴾ تو اے حبیب تمہارے رب کی قسم

لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا

یہ لوگ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں ﴿۶۵﴾ پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے

مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَوِ

رکی رکاوٹ نہ پائیں اور کھلی طرح دل سے مان لیں ﴿۶۶﴾ اور اگر ہم ان پر فرض کرتے کہ اپنے آپ کو قتل کر دو یا

اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ

اپنے گھر بار چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں تھوڑے ہی ایسا کرتے اور اگر وہ کام کریں جس کی انہیں نصیحت کی جاتی

بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّاۤ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّ

ہے تو ان کے لئے بہت بہتر اور ثابت قدمی کا۔ ہے ہوتا ﴿۶۶﴾ اور اس حالت میں تو ضرور ہم انہیں اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب عطا فرماتے ﴿۶۷﴾ اور

ترجمہ: بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر گناہوں کی معافی چاہے گا حکم

بی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو قبول کرنا ایمان کا حصہ ہے مسلمانوں والی سزا میں کمی نہیں ہوگی

اطاعت رسول ایمان میں پختگی اور اجر عظیم اور صراط مستقیم کی ہدایت ملنے کا ذریعہ ہے

حاشیہ: ۱ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری توبہ کی قبولیت اور عذاب کی دوری کا سبب ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات میں حاضر ہونا تو ظاہر تھا اور اب آپ کے مزار پر انوار پر حاضر ہونا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور جسے یہ بھی میسر نہ ہو تو وہ دل سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف توجہ اور آپ سے توسل کرے یا اللہ عزوجل اور حضور شفاعت کرے ۔ اللہ تعالیٰ حاکم ہے ۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حاکم فرمایا گیا اس سے معلوم ہوا کہ بہت سے صفات حق اللہ تعالیٰ جیسے استعمال ہوتے ہیں مگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے استعمال ہو جائیں تو شرک کے لازم نہیں آتا جب تک کہ شرک کی حقیقت نہ پائی جائے ۲ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ماننا فرض اور اس سے انکار کرنا کفر ہے ہر مسلمان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم جان لے جانے اور اس کے بارے میں دل میں بھی برا خیال نہ آنے دے اس آیت پر ان لوگوں کو غور کرنا چاہیے جو مسلمان کہلا کر کافروں سے تو یقین کی سندیں لیتے ہیں اور مسلمانوں کو بدعتی کہہ دیتے ہیں۔

لَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝٦٨ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ

ہم انہیں ضرور سیدھے راستے کی ہدایت دیتے ۝ اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ

جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور

حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝٦٩ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝٧٠ يٰٓاَيُّهَا ع ١٠

یہ کتنے اچھے ساتھی ہیں ۝ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ جاننے والا کافی ہے ۝ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝٧١ وَاِنَّ

ایمان والو ہوشیاری سے کام لو پھر دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلو یا سب کے سب چلو ۝ اور

مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ

تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو ضرور دیر لگائیں گے پھر اگر تم پر کوئی مصیبت آپڑے تو کہے گا کہ اللہ نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ

لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝٧٢ وَلَىِٕنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ

میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا ۝ اور اگر تمہیں اللہ کی طرف سے فضل ملے تو (بے تعلق ہو کر) کہے گا

لغات اطاعت: فرمانبرداری، تابعداری۔ صدیقین: صدیق کی جمع، بہت سچا۔ رفیق: ساتھی، دوست۔ حذر: بچاؤ، ہوشیاری۔ ثبات: ثبۃ کی جمع، جماعت، ٹولی۔ لیبطئن: بطء سے، دیر لگانا، سست ہونا۔

ترجمہ اطاعت کرنا مسلمانوں کا شعار ہے۔ جو شخص بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہوگا اللہ تعالیٰ کا فضل اس کے شامل حال ہوگا۔

دشمن کے مقابلے میں ہوشیاری اور سمجھداری سے کام لینا چاہیے۔ منافقوں کی ایک جماعت کی معاندانہ سرگرمیوں کا ذکر۔

حاشیہ ۱: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت کرتے تھے جدائی کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ کبھی حضرت میں جدائی کا اندیشہ ہوا تو بیقرار ہو گئے۔ اس حالت میں مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بھی عبادت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخرت میں قرب چاہتا ہے وہ محبت اور اطاعت کا جذبہ اختیار کرے۔ ۲: یہ آیت سن کر جنگی تیاریوں میں مشغول ہو گئے۔ دشمنوں کی حربی طاقت سے اندر سے لگے معلومات تھے۔ ان کے مقابلے میں بھرپور تیاریوں اور بہترین جنگی حکمت عملی کے جذبے سے ہوں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسباب کا اختیار کرنا بھی عبادت ہے۔ بغیر اسباب لڑنا مرنے کے مترادف ہے۔ توکل کے اسباب کا نام نہیں بلکہ اسباب اختیار کرنے میں اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ رہنے کا نام ہے۔

تَكُنۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾

تمہارے اور اس کے درمیان کوئی دوستی تھی ہی نہیں جو کہہ اٹھے کہ کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی کامیابی حاصل کرتا ﴿۷۳﴾

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ

پس جو لوگ دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے بیچ رہے ہیں انہیں چاہیے کہ اللہ کی راہ میں لڑیں، جو

يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا لَكُمْ

اللہ کی راہ میں لڑے پھر شہید کر دیا جائے یا غالب آ جائے تو عنقریب ہم اسے بہت بڑا ثواب عطا فرمائیں گے ﴿۷۴﴾ اور تمہیں کیا ہو گیا

لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ

تم اللہ کے راستے میں نہ لڑو اور کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر[1] جو

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا

دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس شہر سے نکال لے جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنے پاس سے

مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ

اپنے پاس سے کوئی حمایتی بنا دے[2] اور اپنے پاس سے کسی کو ہمارا مددگار بنا دے ﴿۷۵﴾ ایمان والے اللہ کی

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا

راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کافر شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں تو تم

شان نزول: (آیت 74) جہاد کی ترغیب کے لئے مسلمانوں کی مظلومیت کا بیان

(آیت 75) ان دبے ہوئے مظلوم مسلمانوں اور کافر رہ شیطان میں لڑنے والوں

ماخذ: [1] ان آیات سے معلوم ہوا کہ خود عرضی، موقع شناسی، مفاد پرستی اور ان کی ہر ان مناقشوں کا طریقہ ہے۔ یہ میں وہ مخلص بھی کامیاب نہیں ہوتا جو تکلیف کے موقع پر تو کسی کا ساتھ دے لیکن جیسے معاملے موقع پر آگے ہوتا پھرے۔ مفاد پرست اور خود غرض آدمی بھی بہت عرصہ تک تو اپنی منافقت چھپا سکتا ہے لیکن اس کے بعد دوست دشمن سب پر اس کا نقد ہوتی ہے۔ [2] یہاں جس کمزوری کا ذکر ہے اس سے مراد مکہ کے مسلمان ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے کے لئے مسلمانوں کی مظلومیت کا بیان مناسب ہے۔ [3] اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو ولی اور مدد گار بنا سکتے ہیں

ع ۱۰ اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ

شیطان نے دوستوں سے جہاد کرو بیشک شیطان کا مکر و فریب کمزور ہے ○ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے یہ کہا گیا

لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ

اپنے ہاتھ روکے رکھو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو پھر جب ان پر

الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا

جہاد فرض کیا گیا تو ان میں سے ایک گروہ لوگوں سے ایسے ڈرنے لگا جیسے اللہ سے ڈرنا ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور کہنے لگے

رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۚ قُلْ مَتَاعُ

اے ہمارے رب تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا تھوڑی مدت تک ہمیں اور مہلت کیوں نہ عطا کر دی؟ اے حبیب انکا فرما دو دنیا کا

الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۚ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَيْنَ مَا

سامان تھوڑا ہے اور پرہیزگاروں کے لئے آخرت بہتر ہے اور تم پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا ○ تم جہاں کہیں

تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ

بھی ہو گے موت تمہیں ضرور پالے گی تم چاہے تم مضبوط قلعوں میں ہو اور ان (منافقوں) کو کوئی بھلائی پہنچے

يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۗ

تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچے تو کہتے ہیں (اے محمد) یہ آپ کی وجہ سے آئی ہے۔

ترجمہ: جہاد فرض ہونے پر بعض مسلمانوں کا طبعی خوف اور موت جہاں حکمت سے متعلق سوال

موضوعات: جہاد کی ترغیب دینے کی حکمت

بھلائی اور برائی کی نسبت کرنے میں منافقوں کا حال

حل لغات: ۱ یہ سوال حکمت دریافت کرنے کے لئے عرض کرنے کے لئے ہے اعتراض کی غرض سے نہیں کیونکہ ان سوالوں پر جزو ثواب فرمایا گیا بلکہ سلی بخش جواب عطا فرمایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ اعتراض کی غرض سے نہیں بلکہ سمجھنے کے لئے سلامی قوم کی خصلت پر اچھا ایمان کے منافی نہیں ہے۔ ۲ یہ کلام ہے مسلمان کا جو دنیا کی تھوڑی زیادہ اور اخروی نعمتوں کے مقابلے میں انتہائی حقیر ہے اور مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ دنیا سے نہیں زیادہ آخرت بہتر ہے لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ دنیا کے مقابلے میں آخرت کو بہتر بنائے اور اسے سنوارنے کی زیادہ کوشش کرے۔

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۫ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾ مَآ

اے حبیب! تم فرمادو سب اللہ کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا کہ کسی بات کو سمجھنے کے قریب بھی نہیں آتے ۔ سے

اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۘ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ

وہ تجھے جو بھلائی پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور تجھے جو برائی پہنچتی ہے وہ تیری اپنی طرف سے ہے اور اے حبیب! ہم نے تمہیں

لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ

سب لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور گواہی کے لئے اللہ کافی ہے ○ جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا اور

مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ

جس نے منہ موڑا تو ہم نے تمہیں نہیں بھیجا کہ تم ان پر نگہبان ہو ○ اور کہتے ہیں ہمارا حکم مانا پھر جب تمہارے پاس سے نکل

عِنْدِكَ بَيَّتَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ

جاتے ہیں تو ان میں ایک گروہ آپ کے فرمان کے برخلاف رات کو مشورہ بناتا ہے اور اللہ ان کے رات کے مشورے لکھ رہا ہے

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ

تو اے حبیب تم ان سے منہ پھیر لو اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی کارساز ہے ○ تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟

ترکیب: اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصدر اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضع — بھلائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور برائی بندوں کی طرف سے ہے

اطاعت رسول اطاعت خدا ہے — احکام رسول سے متعلق منافقوں کا حال — عظمت قرآن اور قرآن پاک میں غور و فکر کی دعوت

حاشیہ: یہاں بھلائی کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف اور برائی کی نسبت بندے کی طرف کی گئی ہے جب کہ اوپر آیت میں سب کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف ہے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ بندہ جب ہر شے خلق کی طرف نظر کرے تو ہر چیز کو اسی کی طرف سے جانے اور جب اسباب پر نظر کرے تو ہر چیز کو اپنی شامت عمل سے سمجھے۔ یہ آیت مبارکہ جس کے بعد دو معجزے مذکور ہیں جلیل القدر، منصب و عظیم المرتبت قدر و منزلت کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عرب، عجم اور ساری مخلوق کے لئے رسول بنائے گئے اور کل جہان آپ کا امتی بنایا گیا۔ قرآن مجید میں غور و فکر بنا بالی ○ کی دعوت ہے، لیکن یہ بات واضح ہے کہ قرآن میں وہی غور و فکر معتبر اور صحیح ہے جو صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرامین اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان سے تربیت پانے والے تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے علوم کی روشنی میں ہو۔ اس کے دور جدید سے ان تمام محققین نے جنہوں نے چودہ سو سال کے علماء، فقہاء، محدثین و مفسرین اور سارے امت کے فہم کو غلط قرار دے کر اپنا علم بنایا ہے فکر کرتے ہیں کہ قرآن اگر سمجھا ہے تو ہم نے ہی سمجھا ہے پچھلی ساری امت جہالت میں گزر گئی ہے یہ لوگ نتیجہ گمراہ ہوئے

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿٨٢﴾ وَاِذَا جَآءَهُمْ

اور اگر یہ قرآن اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے ﴿٨٢﴾ اور جب

اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى

ان کو امن یا خوف کی کوئی بات ان کے ہاتھ آتی ہے وہ اسے پھیلا دیتے ہیں حالانکہ اگر اس بات کو یہ رسول اور اپنے میں کے اختیار والوں کی خدمت

الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ

میں پیش کرتے تو ضرور ان میں سے تحقیق کرنے کی صلاحیت رکھنے والے اس بات کی حقیقت معلوم کر لیتے اور تم پر اللہ کا فضل اور

رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٨٣﴾ فَقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا

اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم میں سے چند کے علاوہ سب شیطان کے پیچھے لگ جاتے ﴿٨٣﴾ تو اے محبوب اللہ کی راہ میں جہاد کیجئے آپ کو

نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ

صرف اپنی ذات کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا اور مسلمانوں کو جہاد پر ابھارتے رہئے عنقریب اللہ کافروں کی طاقت روک دے گا

وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿٨٤﴾ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ

اور اللہ کی طاقت سب سے زیادہ سخت اور اس کا عذاب سب سے زیادہ شدید ہے ﴿٨٤﴾ جو کوئی سفارش کرے اچھی بات کی سفارش تو اسے

مسئلہ: جھوٹ پھیلانے والی خبر کے متعلق نہیں ہمیں احتیاط کرنی چاہئے۔ جہاد کا حکم اور ترغیب جہاد سے متعلق

کسی اچھی سفارش یا اچھے کام کی ترغیب دینا سفارش کا جائز ہے

حاشیہ: ① یہاں آیت میں گروپ یا جماعت کی بات ہے باقی میں ایسے چیزیں رکھی ہے جن میں جو حکم بیان کیا گیا ہے وہ ہر فرد کے ہر اداروں کے شعبوں میں اصلاح لینے والی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب کوئی بھی بات معلوم ہو کہ اس کا سبب بن سکتی ہے دوسرے پھیلانے سے بچانے والی عقل اور سمجھدار لوگوں تک پہنچا جائے وہ غور و فکر اور تحقیق سے اس کی حقیقت حال معلوم کر لیں گے اور یوں بات کا بتنگڑ اور رائی کا پہاڑ نہیں بنے گا۔ ② اچھی سفارش وہ ہے جس میں کسی کو جائز طریقے سے تکلیف سے بچایا جائے۔ اس پر ثواب ہے جیسے اوپر ثواب کا ذکر ہوا اور بری وہ دوسرے کی ناحق طرفداری کیلئے ہو جس سے کسی کو نقصان پہنچتا ہے یا دوسرا مظلوم ہے اور ظالم کو ظلم سے روکنے پر ہمیں سے سفارش کی جائے

نَصِيبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى

اس کا اچھا ہے اور جو بری سفارش کرے[1] اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے اور اللہ

كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۗ

ہر شے پر نگاہ رکھتا ہے ﴿۸۵﴾ اور جب تمہیں کسی لفظ سے سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا لفظ کہو جواب دو یا وہی الفاظ کہہ دو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ

بیشک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے ﴿۸۶﴾ اللہ (ایسا) ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ ضرور تمہیں قیامت کے دن

الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ

اکٹھا کرے گا جس میں کوئی شک نہیں اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے[2] تو تمہیں کیا ہو گیا منافقوں کے بارے میں

فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ

دو گروہ ہو گئے حالانکہ اللہ نے ان کے اعمال کے سبب انہیں اوندھا کر دیا ہے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اسے راہ پر لے آؤ جسے اللہ نے گمراہ کر دیا

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا

اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو تم اس کے لئے ہرگز کوئی راہ نہ پاؤ گے ﴿۸۸﴾ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ جیسے وہ کافر ہوئے ہیں کاش کہ تم بھی

فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ

ویسے ہی کافر ہو جاؤ پھر تم سب یکساں ہو جاؤ تو تم ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک وہ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں

حل لغات سلام کا جواب دینے کا طریقہ — سے تعلق سب سے زیادہ اچھا ہے

چند منافقوں کے بارے میں مسلمانوں کے دو گروہ — منافقوں کا کفر ظاہر ہونے کی حد سے گزر جانا اور مسلمانوں کو نصیحت

حاشیہ [1] بری سفارش وہ ہے جس میں غلط طریقے سے بچایا جائے یا کسی کا حق ناحق دلایا جائے جیسے کسی بے گناہ کو قتل کی سزا سے بچانے کی سفارش کی جائے۔ کسی کو شراب یا جوئے کے کسی مقدمہ سے بچانے کی سفارش کی جائے یہ حرام ہے [2] مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کسی کلام میں جھوٹ کا قطعی امکان نہیں کیونکہ یہ نقائص اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کمال طور پر صفت کمال ہیں اور جس طرح کسی کی صفت کمال کی نفی سے اس کی ذات کی نفی لازم آتی ہے اسی طرح کسی نقص و عیب کی صفت کا ثبوت بھی اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی فرمان "ومن اصدق من اللہ حدیثا" اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے" اس عقیدے کی بہت بڑی دلیل ہے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۚ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ

پھر اگر وہ منہ پھیریں تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور ان میں کسی کو نہ دوست بناؤ

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٨٩﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ

نہ مددگار ﴿٨٩﴾ مگر ان لوگوں کو (قتل نہ کرو) جو ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں کہ تمہارے اور ان کے درمیان (امن کا) معاہدہ ہو

جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ۭ وَلَوْ

یا تمہارے پاس اس حال میں آئیں کہ ان کے دل تنگ ہو رہے ہوں کہ تم سے لڑائی کریں یا اپنی قوم سے لڑیں[1] اور

شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَ

اللہ اگر چاہتا تو ضرور انہیں تم پر مسلط کر دیتا تو وہ بے شک تم سے لڑتے پھر اگر وہ تم سے کنارہ کریں اور

اَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿٩٠﴾ سَتَجِدُوْنَ

تمہاری طرف صلح کا پیغام بھیجیں تو (صلح کی) صورت میں اللہ نے تمہیں ان پر (کوئی) راہ نہیں دی ہے[2] ﴿٩٠﴾ عنقریب تم کچھ دوسروں

اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ

کو پاؤ گے جو چاہتے ہیں کہ وہ تمہاری طرف سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم کی طرف سے بھی امن میں رہیں[3] (لیکن) جب کبھی انہیں فتنے کی طرف پھیرا جاتا ہے[4]

اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ

تو اس میں اوندھے جا پڑتے ہیں۔ پھر اگر وہ تم سے کنارہ کشی نہ کریں اور تمہاری طرف صلح کا ہاتھ نہ بڑھائیں اور اپنے ہاتھ تم سے لڑنے سے روک نہیں

ترجمہ: منافقوں کا دوغلا پن اور ان کے متعلق حکم

تفسیر: [1] یہاں ان لوگوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جو مشرکین آیت میں دیئے گئے قتل کے حکم سے خارج ہیں اور وہ یہ ہیں: 1: وہ لوگ جن کا کسی قوم سے تعلق ہو جن سے تمہارا امن کا معاہدہ ہو چکا ہو۔ 2: وہ لوگ جن کے دل تنگ آ چکے ہوں کہ تم سے لڑیں یا تمہارے ساتھ مل کر اپنی قوم سے لڑیں۔ یعنی دونوں میں سے کسی کے ساتھ جنگ نہیں کرنا چاہتے۔ [2] یہاں فرمایا گیا کہ اگر وہ تم سے کنارہ کش رہیں اور لڑیں بلکہ صلح کا پیغام بھیجیں تو اس صورت میں تمہیں اجازت نہیں کہ تم ان سے جنگ کرو۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے اور یہ اسلامی لشکروں کو صلح کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ [3] اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں اور کافروں دونوں کو خوش رکھنے کی دوغلی پالیسی سے تعلقات قائم رکھنے کی کوشش کرنا منافقوں کا طریقہ ہے۔ [4] یہاں فتنہ سے مراد شرک ہے یا اس سے مراد ایسی جگہ جس نے مسلمانوں سے جنگ بند کر رکھی ہے

فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ

تو تم انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ انہیں قتل کرو اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے خلاف ہم نے تمہیں

سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ

کھلا اختیار دیا ہے ﴿۹۱﴾ اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو قتل سے بجز اس کے کہ غلطی سے ہو جائے ﴿۹۲﴾ اور جو کسی مسلمان کو

مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

غلطی سے قتل کر دے تو ایک مسلمان غلام کو آزاد کرنا اور دیت دینا جو مقتول کے گھر والوں کے حوالے کی جائے گی ﴿۹۲﴾ ہاں یہ

يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

وہ معاف کر دیں ﴿۹۲﴾ پھر اگر وہ مقتول تمہاری دشمن قوم سے ہو اور وہ مقتول خود مسلمان ہو تو صرف ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا

مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى

لازم ہے ﴿۹۲﴾ اور اگر وہ مقتول اس قوم میں سے ہو جو تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہو تو اس کے گھر والوں کے حوالے دیت

اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۙ

کی جائے اور ایک مسلمان غلام یا لونڈی کو آزاد کیا جائے پھر جسے (غلام وغیرہ) نہ ملے تو وہ مہینے کے مسلسل روزے رکھے

تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا

یہ اللہ کی بارگاہ میں (اس کی) توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ﴿۹۲﴾ اور جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے ﴿۹۳﴾

فوائد: مسلمان کا ناحق قتل کبیرہ ہے ۱۔ قتل خطا میں دیت اور ان کے احکام مسلمان دشمن ہو جو قتل کرے پر شدید وعید ہیں

حاشیہ: ① اس آیت میں بھی غلطی سے قتل کے دو صورتیں اور ان کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ ② دیت کا لغوی معنی ہے مال جو مقتول کے وارثوں کو مقتول کی جان کے بدلے دیا جائے۔ اصطلاحی معنی یہ ہے کہ مسلمان یا ذمی کافر کا قتل کے بدلے کسی عضو کو تلف کرنے کی وجہ سے جو مالی معاوضہ دینا پڑتا ہے اسے دیت کہتے ہیں۔ دیت کا مال مقتول کے وارث آپس میں بطور میراث تقسیم کریں گے۔ ③ مقتول کے وارث دیت معاف کر سکتے ہیں یونہی وہ اپنا حق ہے لیکن کفارہ معاف نہیں کر سکتے یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ ④ جس مسلمان کو غلام خریدنے کی استطاعت نہ ہو اس سے غلطی سے قتل کی صورت میں صرف کفارہ واجب ہے جو قتل عمد میں بھی واجب ہے دیت مقتول کے وارثوں کو بطور میراث ملتی ہے اور کفارہ کو مسلمان کی میراث نہیں ملتی۔ ⑤ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان جان بوجھ کر قتل کرنے کی ہمت ہے اور کسی مسلمان کا قتل کتنا شدید جرم ہے کہ جہنم، غضب الٰہی، لعنت اور عذاب عظیم کا مستحق ہو جاتا ہے۔

فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا

تو اس کا بدلہ جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں اور غصہ ہوا اللہ اس پر اور لعنت کی اور اس نے

عَظِيْمًا ﴿٩٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَ

تیار کر رکھا ہے بڑا عذاب ﴿٩٣﴾ اے ایمان والو جب تم اللہ کے رستے میں چلو تو خوب تحقیق کر لیا کرو اور

لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ

جو تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں تم چاہتے ہو دنیا کا سامان چاہتے

الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

سو پاس اللہ کے بہت سے غنیمت کے مال ہیں تم بھی ایسے ہی تھے پہلے پھر احسان کیا

فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿٩٤﴾ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ

تو خوب تحقیق کر لو بیشک اللہ کام کاج سے خبردار ہے ﴿٩٤﴾ برابر نہیں بیٹھ رہنے والوں سے ماسوا معذور مسلمان

الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ

جہاد سے بیٹھے رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے ساتھ جہاد کرنے والے

اَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ

فضیلت دی اللہ نے جہاد کرنے والوں کو اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ بیٹھ رہنے والوں پر درجے کے اعتبار سے فضیلت عطا فرمائی ہے

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا

اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے بڑے فضیلت

ترجمہ: معاملے کی تحقیق کرنے سے متعلق مسلمانوں کو نصیحت ۔ مجاہدین کی عظمت و فضیلت

ماخذ: آیات سے معلوم ہوا کہ جہاد سے مسلمان کا مقصد غنائم کا مال حاصل کرنا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے دین کی سربلندی اور اس کی رضا حاصل کرنا ہوتی ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو مسلمان بیمار ہو یا بڑھاپے یا ناداری یا نابینائی یا لنگڑے پن کے باعث جہاد سے اور دیگر اسی وجہ سے جہاد میں حاضر ہونے والے ثواب سے محروم نہ سمجھے جائیں گے جبکہ انہیں نیت رکھتے ہوں

ع ۱۵

عَظِيمًا ﴿۱۰۰﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾

عطا فرمائی ہے ○ ان کی طرف سے بہت سے درجات اور بخشش اور رحمت ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا

وہ لوگ جن کی جانیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں ان سے فرشتے کہتے ہیں تم

مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا

اس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے وہ فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت

فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۰۰﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ

کر جاتے؟ تو یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ کتنی بری لوٹنے کی جگہ ہے ○ مگر وہ بیچ

مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ

مرد اور عورتیں اور بچے جو کوئی تدبیر کرنے کی طاقت رکھتے ہیں نہ راستہ

سَبِيْلًا ﴿۱۰۰﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا

جانتے ہیں ○ تو عنقریب یہ ان لوگوں سے درگزر فرمائے گا اور اللہ معاف فرمانے والا

غَفُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا

بخشنے والا ہے ○ اور جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے تو وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش

وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ

پائے گا اور جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلا پھر اسے موت نے آ

شان نزول: مجاہدین کا اجر و ثواب — قدرت کے باوجود فرض ہجرت سے روگردانی کا کوئی عذر مقبول نہیں

ہجرت کی طاقت نہ رکھنے والے معذور ہیں — **ہجرت سے متعلق اہم** — **دارالکفر سے دارالاسلام ہجرت کرنے والے کا اجر**

فائدہ: ① اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی شہر میں اپنے دین پر قائم نہ رہ سکتا ہو اور وہ جس جگہ جا کر اپنے دین پر قائم رہ سکے گا تو اس پر ہجرت واجب ہو جاتی ہے اس حکم کو سامنے رکھ کر ان کے درمیان رہنے سہنے سے بہت سے مسلمانوں کو اپنی حالت پر غور کرنے کی ضرورت ہے

الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَ اِذَا

تو بیشک ثواب اللہ کے ذمہ[1] پر ہو گیا[2] اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ اور جب

ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ

تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو[3] اگر

خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝

تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں بے دین کر دیں گے بیشک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں ۝

وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْۤا

اور اے محبوب جب تم ان میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں ان کی امامت کرو تو چاہیے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو اور

اَسْلِحَتَهُمْ ؕ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۪ وَ لْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى

وہ اپنے ہتھیار لیے رہیں پھر جب وہ سجدہ کر لیں تو تمہارے پیچھے ہو جائیں اور چاہیے دوسری جماعت آئے جس نے

لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ؕ وَدَّ الَّذِيْنَ

نماز نہیں پڑھی ہے تمہارے ساتھ نماز پڑھیں[4] اور وہ بھی چاہیے کہ پوری حفاظت کا سامان اور اپنے ہتھیار لیے رہیں[5]

ع ۱۱

آسان: حالت امن میں نماز قصر سے پڑھنے کا حکم (عورت خوف اور بے نماز حریق)

حاشیہ: [1] دوران اجر ثابت استقال جانے والے کا اجر اللہ کریم کے وعدے اور اس سے فضل و کرم سے ان کے وعدہ کرم پر ہے یوں نہیں کہ اس پر بطور معاوضہ واجب ہے بے حد اس طرح یہ دونوں چیز فقہ مذکورہ پر واجب کیں۔ [2] اس سے معلوم ہوا کہ جو نیکی کا ارادہ کرے اور اس کو پورا کرنے سے عاجز ہو جائے تو وہ اس نیکی کا ثواب پائے گا [3] اس آیت میں نماز قصر کرنے کا مسئلہ بیان فرمایا گیا ہے یعنی سفر کی حالت میں ظہر عصر اور عشاء میں چار فرضوں کی بجائے دو پڑھیں گے نماز قصر سے متعلق مزید معلومات کے لئے تفسیر صراط الجنان ج ۲ ص ۲۸۷ اور بہار شریعت حصہ 4 سے نماز مسافر کا بیان مطالعہ فرمائیں۔ [4] اس آیت میں نماز خوف کی جماعت کا طریقہ بیان کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جماعت ہی کی بہت ہی اہمیت ہے کہ سخت جنگ کی حالت میں بھی جماعت کا طریقہ بتایا گیا۔ [5] اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو جماعت چھوڑ دینے کی حال تک اس میں شامل ہونا ثواب ہے۔ [6] دوران خطرہ ہو تو نماز خوف ہتھیار رکھنا مستحب ہے اور اس ہتھیار رکھنے سے نماز کی حالت میں فضل و کرم نہ ہوگا

كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً

کافر چاہتے ہیں کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان سے غافل ہو جاؤ تو ایک ہی دفعہ تم پر حملہ

وَّاحِدَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى

کر دیں اور تم پر کچھ گناہ نہیں بارش سے جب تکلیف ہو یا بیمار ہو تو تم پر اس صورت میں

اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا

کہ اپنے ہتھیار رکھ دو اور اپنی حفاظت کا سامان لے لو بیشک اللہ نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب

مُّهِيْنًا ۝۱۰۲ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ

تیار کر رکھا ہے پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد کرو

فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو نماز قائم کرو بیشک نماز مسلمانوں پر

كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝۱۰۳ وَ لَا تَهِنُوْا فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ

مقررہ وقت میں فرض ہے ۝ اور کافروں کی تلاش میں سستی نہ کرو اگر تمہیں رنج پہنچتا ہے تو جیسے تمہیں

يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

وہ بھی رنج پہنچتا ہے تو جیسے تمہیں امید ہے اللہ سے وہ امید رکھتے ہیں جو وہ نہیں رکھتے اور اللہ علم والا

حَكِيْمًا ۝۱۰۴ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ ع ۱۵

حکمت والا ہے ۝ اے حبیب بیشک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری تاکہ تم لوگوں میں اس رائے کے ساتھ فیصلہ کرو جو

ربط: نماز کے بعد ذکر اللہ کرنے کا حکم — حالت امن میں حسب معمول نماز پڑھنے کا حکم

نماز مقررہ وقت پر فرض ہے — جہاد سے بعد ثواب کی امید میں سستی کرنے والوں کو نصیحت

رسول کا کام قرآن کا ایک اہم مقصد — اس کے احکام کے مطابق فیصلہ کرنا

شانِ نزول: اس آیت سے معلوم ہوا کہ جہاد کسی خطہ حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہئے بلکہ یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کے بعد جو ذکر و دعا پڑھا جاتا ہے وہ نماز کا حصہ ہے۔

اللّٰهَ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿۱۰۵﴾ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اللہ نے تمہیں کھایا ہے اور خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے والے نہ بنو ﴿۱۰۵﴾ اور اللہ سے بخشش مانگتے رہو بیشک اللہ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ

بخشنے والا مہربان ہے ﴿۱۰۶﴾ اور ان لوگوں کی طرف سے جھگڑنا جو اپنی جانوں کو خیانت میں لیتے ہیں بیشک اللہ

لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ

پسند نہیں کرتا ایسے جو بہت خیانت کرنے والے بڑے گنہگار ہیں ﴿۱۰۷﴾ وہ لوگوں سے شرماتے ہیں اور

مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا

اللہ سے نہیں شرماتے حالانکہ اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ رات کو ایسی بات کا مشورہ کرتے ہیں جو اللہ کو پسند نہیں اور اللہ

يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ

ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے ﴿۱۰۸﴾ ہے لوگو تم ہو جو تم نے دنیا کی زندگی میں ان کی طرف سے جھگڑے تو

ترجمہ: بارگاہ الٰہی میں مستغفر رہنے کا حکم — خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے کا حکم

(اللہ تعالیٰ یاد دہانی کرتا ہے کہ کس سے اجتناب کرنا ہے) (خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے والوں کو تنبیہ)

حاشیہ: ۱ اس آیت میں بظاہر خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے لیکن درحقیقت قیامت تک کے حکام کو سنانا مقصود ہے کہ وہ بلا تحقیق رشوت لیں نہ ناحق طرفداری کریں اور صحیح ملزم و بے گناہ کی رعایت نہ کریں۔ ۲ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی سے بھی بھول چوک ہو جانے پر استغفار کرنا چاہیے۔ ۳ اسلام میں کسی بے گناہ کی گرفتاری نہیں کہ اپنی قوم یا خاندان کی ہر معاملے میں تائید کرے اگرچہ وہ ظلم پر ہوں بلکہ حق کی اتباع ضروری ہے اس میں تمام قوم و خاندان ملک صوبہ زبان و ثقافت کے ہر قسم کے تعصب کا رد ہے۔ ۴ اس آیت میں خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے سے منع فرمایا گیا ہے اس سے وکالت کا پیشہ کرنے والوں کو غور کرنا چاہیے کہ مانا ایسا ہوتا ہے کہ مثلاً اپنے موکل کا مجرم ہونا جانتا ہے لیکن روپیہ کمانے کے چکر میں مقدمہ کو خام اور غلط ثابت کرنا ہے اور حاکم کی طرف داری کرکے اس کی طرف سے لاکھ پیش کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے دوسرے فریق کا غلط پہلو ثابت کرتا ہے جو اس کا حق ہے ان سب باتوں کا مرتکب ہوتا ہے ۵ یہ آیت بہت بڑا تقویٰ و طہارت کی ہے انسان یہ خیال رکھے کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے چھپا ہوا نہیں تو گناہ کرتے ہی ہمت نہ ہارے

اللّٰهُ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿١٠٩﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ

قیامت کے دن ان کی طرف سے اللہ سے کون جھگڑے گا یا کون ان کا کارساز ہوگا؟ ﴿١٠٩﴾ اور جو

سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١١٠﴾ وَمَنْ

کوئی برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا ﴿١١٠﴾ اور

يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١١١﴾ وَ

جو گناہ کماتا ہے تو وہ اپنی جان پر ہی گناہ کما رہا ہے ﴿١١١﴾ اور اللہ علم و حکمت والا ہے ﴿١١١﴾ اور

مَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ

جو کوئی غلطی یا گناہ کا ارتکاب کرے پھر کسی بے گناہ پر اس کا الزام لگائے تو یقیناً اس نے بہتان اور

اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿١١٢﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ

کھلا گناہ کمایا ﴿١١٢﴾ اور اے حبیب اگر تمہارے اوپر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے کروہ نے

يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ

آپ کو حق سے پھیرنا چاہا تھا اور وہ اپنے سوا کسی کو گمراہ نہیں کر رہے تھے اور آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اللہ نے آپ

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ

پر کتاب اور حکمت اتاری اور آپ کو وہ سب کچھ سکھایا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا فضل

ع ١٥

خلاصہ سچی توبہ کرنے والا گناہگار اللہ تعالیٰ کو غفور و رحیم پائے گا گناہ کا بار کسی اور پر نہ ڈالے گا

اپنے گناہ کا دوسرے پر الزام لگانے والا بہتان تراش اور کھلا گناہگار ہے (تفسیر صراط الجنان، النساء، تحت الآیۃ: ۱۱۲، ۲/۴۱۰)

حاشیہ ﴿١﴾ اس کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کرنا کفار سے بھی ثابت ہے اور اس آیت میں شفاعت کا انکار نہیں کیا گیا بلکہ جھوٹوں کی شفاعت اور جھوٹے بتوں کا اپنے ماں باپ کی بخشش کے لئے رب تعالیٰ سے نہ مانگنے کے علوم پر گفتگو آیت و احادیث سے ثابت ہے ﴿٢﴾ جو گناہ کرے گا وہی اس گناہ کا وبال اٹھائے گا البتہ جو کسی گناہ کا جاری کرنے والا ہے تو وہ گناہ کرنے والوں کے گناہ سے بھی حصہ لے گا ﴿٣﴾ یہاں خطا سے مراد گناہ صغیرہ اور گناہ سے مراد گناہ کبیرہ ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ بے گناہ پر تہمت لگانا سخت حرام ہے وہ بے گناہ خواہ مسلمان ہو یا کافر ہو اس سے اسلام کے اعلیٰ اخلاقی اصولوں کا علم ہوا کہ اسلام میں انسان حقوق کا کس قدر پاس اور لحاظ ہے حتیٰ کہ کافر تک سے حقوق اسلام میں بیان کئے گئے ہیں ﴿٤﴾ یہاں بھی اللہ نے خود ہی فیصلہ کر دیا ہے۔

عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ

بہت جاننے والا ہے ○ ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی مگر ان لوگوں کے مشوروں میں جو صدقے کا یا

مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ

نیکی کا یا لوگوں میں باہم صلح کرنے کا مشورہ کریں اور جو اللہ کی رضامندی تلاش کرنے کے لئے یہ کام کرے

اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۲۸﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

تو اسے عنقریب ہم بڑا ثواب عطا فرمائیں گے ﴿۱۲۸﴾ اور جو ان کے بعد کہ ان کے لئے ہدایت بالکل واضح ہو چکی رسول کی مخالفت کرے

لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ

اور مسلمانوں کی راہ کے سوا راہ چلے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جدھر وہ پھر گیا ہے اور اسے جہنم میں داخل کریں گے اور

ع ۱۹ سَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ

وہ کیسی بری جگہ ہے ﴿۱۱۵﴾ بیشک اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے

لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنْ يَّدْعُوْنَ

جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے ﴿۱۱۶﴾ اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ بہکاوے میں بہت دور جا پڑا ○ یہ شرک والے اللہ کے

لغات: عَلِيْمًا: بہت جاننے والا ہے | نَّجْوٰىهُمْ: ان کے خفیہ مشورے | اَمَرَ: حکم دے | صَدَقَةٍ: خیرات | مَعْرُوْفٍ: نیکی | اِصْلَاحٍ: صلح کرانا | ابْتِغَآءَ: تلاش کرنا | مَرْضَاتِ: رضامندی | سَوْفَ نُؤْتِيْهِ: ہم عنقریب اسے دیں گے | اَجْرًا عَظِيْمًا: بڑا ثواب | يُّشَاقِقِ: مخالفت کرے | تَبَيَّنَ: ظاہر ہو چکا | الْهُدٰى: ہدایت | يَتَّبِعْ: چلے | سَبِيْلِ: راہ | نُوَلِّهٖ: ہم اسے پھیر دیں گے | تَوَلّٰى: وہ پھرا | نُصْلِهٖ: ہم اسے داخل کریں گے | جَهَنَّمَ: جہنم | سَآءَتْ: کیسی بری | مَصِيْرًا: جگہ | يَغْفِرُ: بخشتا ہے | يُّشْرَكَ: شریک ٹھہرایا جائے | مَا دُوْنَ ذٰلِكَ: اس سے نیچے جو کچھ ہے | يَّشَآءُ: چاہتا ہے | يُّشْرِكْ: شریک ٹھہرائے | ضَلَّ: بہکا | ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا: بہت دور | يَّدْعُوْنَ: پکارتے ہیں

ترجمہ: خیر نہیں بہت سے ان کے مشوروں میں بھلائی ہے صرف اس کے مشورے میں جو حکم دے خیرات کا یا نیک کام کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا اور جو کوئی یہ کام کرے اللہ کی رضا چاہنے کو تو ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی بعد اس کے کہ اس پر راہ سیدھی ظاہر ہو چکی اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ سے چلنے کو ہم اس کو پھیر دیں گے جدھر وہ پھرتا ہے اور ڈالیں گے اس کو دوزخ میں اور وہ بری جگہ ہے پہنچنے کی اور اللہ نہیں بخشتا اس گناہ کو کہ اس کا شریک ٹھہرایا جائے اور بخش دیتا ہے اس سے نیچے گناہ جس کو چاہے اور جو کوئی شریک ٹھہرائے اللہ کا وہ بہک کر بہت دور جا پڑا ہے اللہ سے یہ شرک والے اللہ سے

خلاصہ: ۱ صرف وہ مشورہ کامیاب ہے جو اللہ کے حکم کے مطابق ہو ۲ مشوروں میں بھلائی ہے صرف وہ مشورہ بھلائی ہے جو اللہ کے لئے کیا جائے

۳ پر ثواب ملے گا ۴ رسول کریم ﷺ کی مخالفت اور مسلمانوں کے راستے سے ہٹ کر چلنا جائز نہیں

۵ ہر قسم کے شرک کے علاوہ ہر گناہ بخشے جانے کی امید ہے ۶ بتوں کو پوجنے والے درحقیقت شیطان کے پجاری ہیں

حاشیہ: ۱ اچھے مشوروں پر اجر و ثواب ملتا ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ یہ خالصۃً اللہ کی رضا کیلئے کئے جائیں، اگر دکھاوے کیلئے یا کسی دنیاوی غرض سے کئے جائیں تو ان پر کوئی ثواب نہیں ۲ مصلح بھلے لوگوں میں عزت و شہرت اور دوست حاصل کرنے کیلئے نیک نامی کیلئے مرتے حالم یا سلطان یا متحرک کہلوانے کیلئے مشورے دیتا ہے تو یہ سراسر نادانی اور خسارہ ہے ۳ اس آیت میں دو چیزوں سے منع کیا ہے جو حقیقت میں ایک ہی ہیں ۱ رسول ﷺ کی مخالفت سے ۲ مسلمانوں کے راستے سے ہٹ کر چلنے سے کیونکہ مسلمانوں کا راستہ رسول کی اطاعت ہے تو اس سے ہٹنا اطاعت رسول سے ہٹنا ہوگا ۴ یہ آیت اس بات میں قطعی دلیل ہے کہ شرک کے علاوہ ہر گناہ بخش جانے کی امید ہے ہاں شرک کرنے والا اگر شرک پر مرے، یعنی توبہ نہ کرے تو اس کا بخشا جانا ممتنع ہے اور اگر شرک سے توبہ کر لے تو اس کی توبہ یقیناً قبول ہے ۵ اس سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کے شرک کے علاوہ گناہوں کی بخشش کی امید ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جسے چاہے بخش دے یہ نہیں فرمایا کہ جسے چاہے گا یہ معلوم ہوا کہ سب گناہ بخشے جائیں گے یہ نہیں ملتا بلکہ گناہ سے توبہ ملتی ہے

مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ

سو عبادت نہیں کرتے مگر چند عورتوں کی اور یہ عبادت نہیں کرتے مگر سرکش شیطان کی ○ جس پر اللہ نے لعنت کی

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ

اور اس نے کہا میں ضرور تیرے بندوں سے مقررہ حصہ لوں گا ○ اور میں ضرور بہکاؤں گا انہیں

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ

اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا میں اور ضرور انہیں حکم دوں گا تو یہ ضرور جانوروں کے کان چیریں گے اور میں ضرور انہیں حکم دوں گا

فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

تو یہ اللہ کی بنائی چیز بدل دیں گے اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے

فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ

تو وہ کھلے نقصان میں جا پڑا ○ شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان نہیں

الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا

صرف فریب کے وعدے دیتا ہے ○ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور یہ اس سے بچنے کی جگہ

مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

نہ پائیں گے ○ اور جو یقین لائے اور بھلے کام کئے تو عنقریب ہم انہیں ایسے باغوں میں داخل کریں گے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ○ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور اللہ سے زیادہ کس کی بات

خلاصہ: شیطان سے بیزاری کا کام — شیطان کو دوست بنانے والا کھلے نقصان میں ہے — شیطان صرف فریب کے وعدے دیتا ہے

شیطان کو دوست بنانے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے — بامل مسلمانوں سے کئے جنت کا وعدہ

مسئلہ: ① اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اعمال پر مقدم ہے کیونکہ ایمان کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے ساتھ نیک اعمال کی بھی ضرورت ہے اور جو یہ کہے کہ مسلمان کو نیک اعمال کی ضرورت نہیں، وہ اس آیت سے علاج کرائے

مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿١٢٢﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا

کہی ہے ۱۲۲ نہ تمہاری خواہشوں کی کوئی حقیقت ہے اور نہ اہل کتاب کی خواہشوں کی ۱۲۳ جو کوئی برائی کرے گا

يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ

اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا ۱۲۴ اللہ کے سوا نہ وہ کسی کو دوست پائے گا اور نہ مددگار ۱۲۵ اور جو کوئی

الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ

مرد ہو یا عورت نیک عمل کرے اور وہ مسلمان بھی ہو تو یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کسی کے

نَقِيْرًا ﴿١٢٤﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ

نہیں دیا جائے گا ۱۲۶ اور اس سے بہتر کس کا دین ہو سکتا ہے جس نے اپنا چہرہ اللہ کے لئے جھکا دیا اور وہ نیکی کرنے والا ہو اور وہ ابراہیم کے دین کا پیرو بن گیا

مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿١٢٥﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

جو ہر باطل سے جدا تھے اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنا لیا ۱۲۷ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿١٢٦﴾ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ ع ١٥

اور جو کچھ زمین میں اور اللہ ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے ۱۲۸ اور آپ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں ۱۲۹

شان نزول: یہ آیت کافروں کے بارے میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ ہم کسی کی جھوٹی امید پر نہیں ہیں اور نیکی کرنے والے کے متعلق قانون الٰہی کا بیان۔

اچھا دین کون سا ہے: حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کی حکمت و شان)

عورتوں اور یتیم بچوں سے متعلق قرآن مجید کی تعلیمات

شانِ نزول: ۱۲۹ ان سے معلوم ہوا کہ صرف سب اور جنتوں پر فخر کرنا اعمال کی کوشش نہ کرنا پھر خواہ کتنی بھی بڑی بڑی امیدیں ہوں اور خاص خیال ہے ان سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو بزرگوں سے محبت کا دعویٰ کر کے بزرگوں کے اعمال کی طرف سے بے پرواہ بنے ہوئے ہیں۔ ۲ اعمال کی جزا ملنے میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں جتنا ثواب مرد کو ملے گا اتنا ہی عورت کو ملے گا۔ ۳ نقیر کھجور کی گٹھلی کے اندر کے گڑھے کو کہتے ہیں۔ ۴ ان اعمال پر جو بعض اعمال میں عورت کو شریعت کی طرف سے تخفیف دی گئی ہے۔ ۵ خلت کے معنی ہیں غیر سے منقطع ہو جانا یہ اس گہری دوستی کو کہا جاتا ہے جس میں دوست کے غیر سے انقطاع ہو جائے ایک معنی یہ ہے کہ خلیل اس محب کو کہتے ہیں جس کی محبت کامل ہو اس میں کسی قسم کا خلل اور نقصان نہ ہو یہ معنی حضرت ابراہیم علیہ السلام میں پائے جاتے ہیں۔ ۶ قرآن پاک میں عورتوں یتیموں بیواؤں اور معاشرے کے کمزور محروم افراد پر بہت زیادہ ہدایت دی گئی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یتیموں بیواؤں عورتوں کمزوروں اور محروم لوگوں کو ان کے حقوق دلانا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِي يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِي

تم فرما دو کہ اللہ تمہیں ان کے بارے میں حکم بھیجتا ہے اور جو کتاب تمہارے سامنے پڑھی جاتی ہے (اس کا حکم بھی یہی ہے) یعنی ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں جن کو تم

لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ

ان کا مقرر حق تو دیتے نہیں اور چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کر لو اور (نیز) بے بس بچوں کے بارے میں (حکم بھیجتا ہے) اور اس بات کے بارے میں کہ یتیموں کے

الْوِلْدَانِ ۙ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ

حق میں انصاف پر قائم رہو اور تم جو نیکی کرو گے خدا اس سے بخوبی واقف ہے

كَانَ بِهِ عَلِيمًا ﴿١٢٧﴾ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ

اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی زیادتی یا بے اعتنائی کا احتمال ہو تو ان پر کوئی گناہ نہیں

عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِنْ

کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہتر ہے اور طبیعتوں میں لالچ سے قریب کر دیا گیا ہے اور

تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٢٨﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ

اگر تم نیکوکاری اور پرہیزگاری کرو تو اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھتا ہے ○ تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کے

تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ

درمیان پورا پورا انصاف کرو اگرچہ تم کتنی ہی (اس کی) خواہش کرو تو یہ کرو کہ (ایک ہی) بیوی کی طرف (اس طرح) جھک نہ جاؤ (دوسری کو) بیچ میں لٹکتی سی چھوڑ دو

عنوان گھریلو زندگی میں بگاڑ کا سبب بننے والے دو خرابیوں کی اصلاح — بیویوں سے برتاؤ کے حقوق میں یکساں برتاؤ کرنے کا حکم

حل لغات ۱ قرآن نے گھریلو زندگی اور معاشرتی برائیوں کی اصلاح پر بہت زور دیا ہے جو کہ معاشرے میں بگاڑ کا سبب بنتے ہیں اور جو چیزیں خاندانی نظام میں بگاڑ کا سبب بنتی اور خرابیوں کو جنم دیتی ہیں ان کی قرآن میں بڑے اصلاح مانگی ہے جیسے یہاں عورت کو شوہر کی طرف سے بے توجہی اور بے رخی کا اندیشہ ہونے پر آپس میں الہام تصفیہ سے صلح کر لینے کا فرمایا گیا اور یہ صلح کرنا آپس میں صلح کرنا یا ان کے اور جدائی ہو جانے دونوں سے بہتر ہے یہ کہ طلاق اگرچہ بعض صورتوں میں جائز ہے مگر اللہ تعالیٰ کو بارگاہ میں جائز ناپسندیدہ چیز ہے ۲ میاں بیوی کے تعلقات سے بھی اور ان سے ہٹ کر بھی معاشرے کے ہر لائق کے چندے میں پھنسے ہوئے ہیں ہر ایک اپنی راحت و آسائش چاہتا ہے اور اپنے اوپر کچھ مشقت گوارا کرنے دوسرے کی آسائش کو ترجیح نہیں دیتا بلکہ جو شخص دوسرے کی راحت کو مقدم رکھتا ہے اور خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کو آرام پہنچاتا ہے وہ بہت بڑا امت ہے

وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٢٩﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا

اور اگر تم نیکی اور پرہیزگاری کرو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿١٢٩﴾ اور اگر وہ (میاں بیوی) دونوں جدا ہو جائیں

يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿١٣٠﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

تو اللہ اپنی وسعت سے ہر ایک کو دوسرے سے بے پروا کر دے گا اور اللہ وسعت والا حکمت والا ہے ﴿١٣٠﴾ اور اللہ ہی کا ہے جو

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ

کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بیشک ہم نے ان لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور تمہیں بھی تاکید

اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ

فرمائی ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر تم کفر کرو تو (یاد رکھو) اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور

اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿١٣١﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

اللہ بے پروا ہے خوبیوں کا مالک ہے ﴿١٣١﴾ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کافی

وَكِيْلًا ﴿١٣٢﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ

کارساز ہے ﴿١٣٢﴾ اے لوگو اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور دوسروں کو لے آئے اور اللہ اس پر

قَدِيْرًا ﴿١٣٣﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَ

قادر ہے ﴿١٣٣﴾ جو دنیا کا انعام چاہتا ہے تو دنیا و آخرت کا انعام اللہ ہی کے پاس ہے اور

لغات: طالب ہو جائے تو یہ بیوی اللہ تعالیٰ پر توکل کریں — اللہ تعالیٰ ہے مالک ہے — یاز ہے

ترجمہ: تمہیں لے جائے یا طلب کرنے والا تو ہے کر دے ہے

حاشیہ: ① اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت بالکل کمزور نہیں محتاج ہے اور ہر حال عورت کا حاجت مند ہونا مرد کے حاجت مند ہونے سے بغیر مرد کے عورت کا گزارہ چل سکتا ہے عام طور پر طلاق کے بعد عورت اور اس کے گھر والے بہت عمر بھر کے لیے پریشان ہو جاتے ہیں اگر یہ آیت سمجھ لیں تو بیشک اللہ تعالیٰ ان کو بہتر سے بہتر مل جائے گا اور اللہ تعالیٰ مناسب حل بھی عطا فرما دے گا

② اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے بھی عمل ہے دنیا مقصود کو دیا جا سکتا ہے لیکن آخرت کا عمل جس سے دنیا بھی مل جاتا ہے وہ جس سے دنیا کی اور ثواب آخرت کے سوا کچھ عمل ہے تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو یہ دینے والا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ سے فقط دنیا کا طالب ہو نادان نہیں کم ہمت ہے جب اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا آخرت سب کچھ ہے تو ان سے دنیا آخرت کی بھلائی مانگو

كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ

اللہ ہے سنتا دیکھتا ہے ○ اے ایمان والو اللہ کے لئے گواہی دیتے ہوئے انصاف پر خوب قائم

شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ

ہو جاؤ چاہے تمہارے اپنے یا والدین یا رشتے داروں کے خلاف ہی (کوئی) ہو جس پر گواہی ہو وہ غنی ہو یا

فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ

فقیر بہرحال اللہ ان کے زیادہ قریب ہے تو (نفس کی) خواہش کے پیچھے نہ چلو کہ عدل نہ کرو اگر تم ہیر پھیر کرو

تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا

منہ پھیرو تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ○ اے ایمان والو ۞ اللہ اور اس کے رسول پر

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ

اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری ۞ اور ان کتاب پر جو ان سے پہلے اس نے اتاری (ان سب پر ایمان)

ترجمہ: عدل انصاف اور ان سے تقاضے پورے کرنے کا حکم — مسلمانوں کو ایمان پر ثابت قدمی کا حکم

ماخذ: یہ آیت دین اسلام کی شاہکار تعلیم پر مشتمل ہے اس میں انصاف کے تقاضے پورے کرنے میں رکاوٹ بننے والی تین چیزیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ ان میں طرف داری کا تعلق دوسروں کی طرف سے رعایت کرنا کسی کی امیری کی وجہ سے اس کی حمایت کرنا یا کسی کی غریبی پر رحم کھا کر دوسرے فریق پر زیادتی بتایا جاتا ہے کہ فیصلہ کرتے ہوئے گواہی سچی ہونے جو صحیح حکم ہے اس کے مطابق چلو اور کسی قسم کی تعلق داری کا خیال نہ کرو حتیٰ کہ اگر تمہارا فیصلہ یا تمہاری گواہی تمہارے سگے ماں باپ کے بھی خلاف ہو تو عدل سے نہ ہٹو ۞ اگر خطاب حقیقی مسلمانوں سے ہے تو اس کا معنی ہوگا یہاں پر ثابت قدم ہونا ۞ اگر یہ خطاب یہود و نصاریٰ سے ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ اے بعض کتابوں اور بعض رسولوں پر ایمان لانے والو! تم اصل یہاں الف ۞ اگر یہ خطاب منافقین سے ہے تو اس کے معنی ہوں گے کہ اے یہاں کا ظاہری طور پر ایمان والو! خلاص کے ساتھ ایمان لے آؤ ۞ یہاں رسول سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب سے قرآن پاک مراد ہے۔ یاد رکھیں کہ وجود سے میں اہل ایمان کا لفظ حقیقی معنی کے اعتبار سے صرف مسلمانوں پر ہی استعمال ہے کسی اور مذہب والے پر لفظ نہیں بولا جاتا۔

مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

یقین رکھو اور جو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کو

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝١٣٦ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا

مانے تو وہ صریح دور کی گمراہی میں جا پڑا ۝ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے

ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝١٣٧ بَشِّرِ

پھر کفر میں اور بڑھ گئے اللہ ہرگز نہ بخشے گا انہیں اور نہ انہیں راہ دکھائے گا ۝ منافقوں

الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝١٣٨ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ

کو خوشخبری دے کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۝ وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست

دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝١٣٩

بناتے ہیں کیا یہ ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں تو تمام عزتوں کا مالک اللہ ہے ۝

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ

اور بیشک اللہ تم پر کتاب میں یہ حکم نازل فرما چکا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جا رہا ہے اور

ترجمہ: کفر کرنے والوں کی کفر ہی میں جان پڑے ۔ کفر پر قائم رہے اور حالت کفر میں مرنے والا کہیں ٹھکانا نہ پائے گا

منافقوں کے لئے دردناک عذاب ۔ منافقوں کی یہ حرکت مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنانا

آیات الٰہی کا انکار ہوتے ہوئے دیکھ کر اٹھ جانے والوں کے پاس نہ بیٹھا جائے

شانِ نزول: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے پھر بچھڑے کی پوجا کرنے کا آنے کے بعد ایمان لانے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کرنے کافر ہو گئے پھر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا انکار کرکے اور کفر میں بڑھ گئے یہ کفر پر قائم رہیں اور حالت کفر ہی میں مریں تو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشے گا ۔ منافق لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی بناتے تھے یہ سوچ کر ان کا خیال تھا کہ اسلام غالب نہ ہوگا اس لئے وہ اغیار سے قوت و شوکت والا سمجھ کر ان سے دوستی کرتے تھے اور ان سے ملنے میں عزت جانتے تھے ان کے طرز عمل کو سامنے رکھ کر آج دنیا کے حالات کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ یہ مرض آج کل بکثرت پایا جا رہا ہے اپنوں کو چھوڑ کر بیگانوں سے اور مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے پیار باہمی اتحاد سے محرومی حاصل کرنے کے بجائے کفار سے قومی میں بیجا عزت حاصل کرنے کی کوشش کرنا مسلمان قوم میں کس طرح سرایت کئے ہوئے ہے

يُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۚ اِنَّكُمْ اِذًا

ان کا مذاق کیا جارہا ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہو جائیں ورنہ تم بھی

مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ۝ الَّذِيْنَ

انہیں جیسے ہو جاؤ گے I بیشک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے O وہ ہیں

يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۠

تمہارے اوپر (گردش زمانہ کا) انتظار کرتے رہتے ہیں پھر اگر اللہ کی طرف سے تمہیں فتح ملے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟

وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ

اور اگر کافروں کے لئے (فتح کا) حصہ ہو تو (ان سے) کہتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہ تھے؟ اور کیا (پھر بھی) ہم نے مسلمانوں کو تم سے روکے

الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ

نہیں رکھا؟ تو اللہ تمہارے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی

عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا ع ١٥

راہ نہ دے گا O بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دینا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب

قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا

نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑے سست ہو کر لوگوں سے دکھاوا کرتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں [1] اور اللہ کو بہت

عنوان منافقوں کی دو قسمیں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ منافقوں کو دھوکا دینے کی سزا دے گا

(ب) نماز میں سستی اور ریاکاری منافقوں کی علامت ہے

حاشیہ [1] اس آیت میں واضح طور پر فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرنے اور ان کا مذاق اڑانے سے جب دین کی خصوصیت فعل میں مصروف ہوں تو ان کے پاس نہ بیٹھو اس سے دو گونہ سبق حاصل کریں جو قلموں، زبانوں، گانوں، تصویروں، دستوروں، کپڑوں اور بدعتوں کی مجلسوں میں بے کھٹکے جاتے ہیں اور پھر بھی وہاں بیٹھے رہتے ہیں بلکہ مصداق اللہ ان کی وہاں میں ہاں ملا رہے ہوتے ہیں [2] اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں سستی منافقوں کی علامت ہے۔ نماز پڑھنا صرف لوگوں کے سامنے پڑھنا جبکہ تنہائی میں نہ پڑھتا یا لوگوں کے سامنے خشوع و خضوع سے اور تنہائی میں جلدی جلدی پڑھنا یا نماز میں ادھر ادھر خیال سے جانا اور دل بھی بیٹھے دھڑکے سے رہنا وغیرہ سب کسی کی علامتیں ہیں۔

قَلِيْلًا ﴿١٤٣﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ

تھوڑا یاد کرتے ہیں ○ درمیان میں ڈانکا رہے ہیں نہ ان کی طرف ہیں نہ ان کی طرف اور جسے اللہ گمراہ کرے

اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿١٤٤﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ

تو تم اس کے لئے کوئی راہ نہ پاؤ گے ○ اے ایمان والو مسلمانوں کو چھوڑ کافروں کو

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿١٤٥﴾

دوست نہ بناؤ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لئے صریح حجت قائم کرو ○

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿١٤٦﴾

بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقے میں ہیں اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا ○

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ

مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اپنی حالت درست کر لی اور اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لیا اور اپنا دین خالص اللہ کے لئے کر دیا

مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٤٧﴾ مَا يَفْعَلُ

یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں اور عنقریب اللہ مسلمانوں کو بڑا ثواب دے گا ○ اللہ کو کیا

اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿١٤٨﴾

شکر گزار بن جاؤ اور ایمان لاؤ تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اور اللہ خوب قدر کرنے والا جاننے والا ہے ○

خلاصہ: منافق کفر اور ایمان کے درمیان ڈانکا رہے ہیں مسلمانوں کو چھوڑ کے دوسرے کافروں کو دوست بنانے کی ممانعت

منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے (منافق سے پکی توبہ کرنے سے مسلمانوں کے ساتھ ہوں گے)

اللہ تعالیٰ شکر گزار بندوں کی قدر فرماتا ہے

فائدہ: منافق کا عذاب کافر سے بھی زیادہ اس لئے ہوگا کہ وہ دنیا میں خود کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں سے مختلف شرعی احکام سے بچا اور کافر ہونے کے باوجود مسلمانوں والا حصہ پایا اور اسلام کے ساتھ استہزاء کرنا اس کا شیوہ رہا ہے ۞ منافق لوگ بدترین کافر ہیں لیکن نہیں بھی توبہ کی دعوت دی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدترین کافر بھی اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول ہے۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

بری بات کا اعلان کرنا اللہ پسند نہیں کرتا مگر مظلوم سے ② اور اللہ

سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ

سننے والا جاننے والا ہے ○ اگر تم کوئی بھلائی ظاہر کرو یا چھپ کر کرو یا کسی برائی سے درگزر کرو

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ

تو بیشک اللہ معاف کرنے والا قدرت والا ہے ③ ○ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے

رُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ

رسولوں کو ماننے سے چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق کریں اور کہتے ہیں

نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ

ہم کسی پر تو ایمان لاتے ہیں اور کسی کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال

سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا

لیں ④ تو یہی لوگ ہے کافر ہیں ⑤ اور ہم نے کافروں کے لئے سخت کا عذاب تیار کر رکھا

مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ

ہے ○ اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی پر ایمان لانے

ترجمہ: بری باتوں کا اعلان پسند نہیں کرتا مگر جو ظلم سے مظلوم ہوا ہو (لوگوں کی خطاؤں سے درگزر کرنے کی ترغیب)

تمام نیکیوں باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے — تمام رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے

حاشیہ: ① بری بات کے اعلان میں لوگوں سے غیبت شکایت مراد ہے خاص طور پر حاکم کے سامنے کسی کی غیبت کرنا، چغلی کھانا اور کوئی دینا سب داخل ہیں۔ ② یہاں مظلوم سے ظلم پر بددعا مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مظلوم حاکم کے سامنے خاص طور پر اس کی بددعا کر سکتا ہے یہ غیبت میں داخل نہیں۔ ③ ظالم سے بدلہ لینا گرچہ جائز ہے لیکن بدلہ لینے پر قادر ہونے کے باوجود اس کے ظلم پر صبر کرنا اور معاف کر دینا بہتر اور اجر و ثواب کا باعث ہے۔ ④ کفر و ایمان دلوں میں سے ہوتے ہیں دکھانے ضروری ہوگا ان کے لیے کوئی ظاہری شکل نہیں جو کفر و اسلام ⑤ صرف بعض رسولوں پر ایمان لانا ظاہر ہے کہیں بچا نہیں سکتا۔ سب پر ایمان لانا ضروری ہے ایک کا انکار بھی تمام انبیاء علیہم السلام کے انکار کے برابر ہے

مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

میں سے ہے تو عنقریب اللہ انہیں ان کے اجر عطا فرمائے گا اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ ۚ

مہربان ہے ﴿۱۵۲﴾ (اے حبیب!) اہل کتاب آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ ان پر آسمان سے ایک کتاب اتار دیں

فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً

تو یہ لوگ تو موسیٰ سے اس سے بھی بڑا سوال کر چکے ہیں جو انہوں نے کہا تھا (اے موسیٰ!) اللہ کو ہمیں علانیہ دکھا دو

فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ

تو ان کے ظلم کی وجہ سے انہیں کڑک نے پکڑ لیا پھر ان کے پاس واضح نشانیاں آنے کے باوجود وہ

الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَ رَفَعْنَا

بچھڑے (کو معبود) بنا بیٹھے پھر ہم نے یہ معاف کر دیا اور ہم نے موسیٰ کو کھلا غلبہ عطا فرمایا ﴿۱۵۳﴾ پھر ہم نے

فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَ قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا

ان سے عہد پکے کرنے کے لئے ان پر (پہاڑ) طور کو بلند کیا اور ان سے فرمایا کہ دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو اور ان سے فرمایا

لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَ اَخَذْنَ مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ

ہفتہ کے دن میں حد سے نہ بڑھو اور ہم نے ان سے مضبوط عہد لیا ﴿۱۵۴﴾ تو (پھر) ان کی ان

مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ

عہد کو توڑنے اور اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرنے اور انبیاء کو ناحق شہید کرنے اور ان کے یہ کہنے کی وجہ سے (کہ)

عنوان: یہودیوں کا کیا پوچھنا گزشتہ قوموں کا حال قرآن کا مطالبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عظمت و شان

یہودیوں پر دو طور پر کیا گیا اور ان کے لیے حاشیہ والے دو احکام ہفتہ کے دن کی عظمت کے جانے کے سبب

حاشیہ: (1) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دیدار الٰہی کا مطالبہ جدید عقیدہ مشرکوں کے یہودیوں سے نہیں بلکہ ان سے باپ دادا نے کیا تھا اور یہاں ان کی طرف اس سوال کی نسبت اس لئے کی گئی کہ یہ لوگ اپنے باپ دادا سے متفق تھے۔ (2) سجدہ دروازے سے داخل ہونے کا حکم ہوا تھا۔ ادب سے داخل ہونا یہ اس سے مراد ہے اور دروازے کے پاس جھکنا اس سے داخل ہونا ہے۔

قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ

اور ہمارے دلوں پر غلاف ہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے تو ان میں سے اکثر تھوڑے

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾ وَّ

یمان لائے ہیں ○ اور ان پر لعنت کی کہ ان سے کفر اور مریم پر بہتان لگانے کی وجہ سے ○ اور

قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا

ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کر ڈالا ○ حالانکہ انہوں نے نہ تو اسے

قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا

قتل کیا اور نہ سولی دی بلکہ ان کے لئے اس جیسا بنا دیا گیا اور جو لوگ اس کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں

فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ

وہ اس کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے ہیں ○ اس بارے میں انہیں کوئی علم حاصل نہیں مگر گمان کی پیروی کرنا

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا

اور یقیناً انہوں نے اسے قتل نہیں کیا ○ بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا تھا اور اللہ غالب

حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ

حکمت والا ہے ○ اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان

شان نزول: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل اور سولی کی تردید — قرب قیامت میں نازل ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا

حاشیہ ① اس سے معلوم ہوا کہ پاکدامن عورت پر تہمت لگانا سخت گناہ ہے اور خصوصاً کسی مقدس عورت پر اور مقدس ہستی پر تہمت لگانا اور بھی زیادہ سنگین ہے اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں کی مذمت زیادہ بیان کی گئی ② یہودیوں نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے اور عیسائیوں نے اس کی تصدیق کی تھی اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی تردید فرما دی: نہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا گیا اور نہ کسی اور کی شکل ان پر چڑھا دی گئی تاہم عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا تو بیہوش ہو گئے لیکن جان نہ نکلی بائبل کے بیان کے بالکل خلاف ہے

مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ

سے آئے گا اور قیامت کے دن وہ (عیسیٰ) ان پر گواہ ہوں گے ○ تو یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے اور ان کے

هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ

بہت سے لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکنے کی وجہ سے ہم نے ان پر بعض پاکیزہ چیزیں حرام کر دیں جو ان کے لئے

اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿١٦٠﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ

حلال تھیں ○ اور اس لئے (حرام میں) کہ وہ سود لیتے حالانکہ انہیں اس سے منع کیا گیا تھا اور وہ باطل طریقے سے

النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٦١﴾ لٰكِنِ

لوگوں کا مال کھا جاتے تھے اور ان میں سے کافروں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ○ لیکن

الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ

ان میں علم میں پختگی دینے والے اور ایمان والے ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف نازل کیا گیا

اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ

اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے

ترجمہ: (یعنی قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اہل کتاب پر گواہ ہوں گے) (یعنی یہود کے جرائم اور ان کی بری واخروی سزا)

حاشیہ عقیدہ یہودیوں سے یہاں نیک اعمال اور اجر و ثواب کا ہونا

حاشیہ: ① اس آیت کا یہ معنی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے قریب وقت سے پہلے یہودیوں اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر صحیح ایمان لے آئیں گے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ ہر انسان اپنی موت سے پہلے اللہ تعالیٰ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے گا لیکن موت کے وقت کا ایمان مقبول نہیں اور اس سے پہلے کفر ہی ہوگا۔ ② یہ عام ہے جس کا علم اس کے دل میں اتر گیا ہو جیسے مضبوط عقیدہ والے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جس کی جڑیں عمل میں جا چکی ہوں اس سے مراد خوش عقیدہ اور با عمل علماء ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم باعمل کا ثواب دوسروں سے زیادہ ہے یہ فقط باعمل عالم ہی نہیں بلکہ بے عمل عالم بھی دوسروں سے زیادہ عذاب پائے گا چاہے کہ عالم کا عمل سنت ہوں کا آمر ہو اور اس کی مرد تبلیغ رہے اس سے شاذ ہونا بھی معلوم ہوا کہ بے عمل عالم کا عذاب بھی دوسروں سے زیادہ ہے یہ تو وہ گمراہ بھی ہے اور گمراہ کن بھی اور اس کی بد عملی دوسروں کو بھی بد عمل بنا دے گی۔

اَلزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا

اور زکوٰۃ اور قیامت پر یقان رکھنے والے یہی لوگ ہیں کہ عنقریب ہم ان کو ثواب

ع ۱۹ عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ اِنَّاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ كَمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ

بڑا دیں گے ﴿ ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے ہم نے نوح اور ان کے بعد پیغمبروں

بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَ

کی طرف بھیجی اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور

الْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا

ان کے بیٹوں اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی فرمائی اور ہم نے

دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ

داؤد کو زبور عطا فرمائی ﴿ اور ہم نے بھیجے بہت سے رسول جن کا ذکر ہم تم سے پہلے کر چکے

وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿۱۶۴﴾

اور بہت سے رسول جن کا ذکر تم سے نہیں فرمایا اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقۃً کلام فرمایا ﴿

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ

رسول خوشخبری دینے اور ڈر سنانے والے تاکہ رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کے لئے کوئی

تشریح: (یہ بیان ہے مرجع میں ہے قرآن سے خطاب ہے ان لوگوں کو جو یہ بات رسولوں کی تشریف آوری کا مقصد اور ان کی حکمت)

عالیہ: ① یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا تھا کہ ان کے لئے ان سے پہلے ہی ہم پر کوئی کتاب نازل ہو جائے تو وہ سب مانیں گے اس کے جواب میں یہاں سے آخر تک ۲ آیات میں فرمایا گیا کہ کتنے ہی نبیوں اور یہودیوں اور عیسائیوں سے ایسی حالانکہ ان پر وحی آسمانی کتاب نازل فرمائی گئی ہے جو جب ان پر بہت تعجب ہے کہ جس اللہ نے آپ پر اور تمام انبیاء علیہم السلام پر کتاب نازل فرمائی ہے اس کی بہت تعریف ہے اور تمام مسلمان مفسرین اور محدثین کی بہت تعریف کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہونا بہت شان والا ہے اس کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء علیہم السلام کو خاص عظمتیں بخشی ہیں ایک نبی کی خصوصیت تمام نبیوں میں ڈھونڈنا عقل سے پیدل ہونا ہے اللہ نہیں

بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ

بعد رسولوں کے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے ﴿۱۶۵﴾ لیکن اللہ نے جو کچھ تم پر نازل فرمایا ہے اس کی

بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى

جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اپنے علم کے ساتھ نازل فرمایا ہے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں اور اللہ

بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

کافی گواہ ہے ﴿۱۶۶﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا

قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ

بیشک وہ دور کی گمراہی میں جا پڑے ﴿۱۶۷﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ظلم کیا اللہ ہرگز

اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

نہیں کہ بخشے گا انہیں اور نہ انہیں کسی راستے کی ہدایت فرمائے گا ﴿۱۶۸﴾ مگر جہنم کے راستے کہ ان میں ہیں

فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ

ہمیشہ رہیں گے اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے ﴿۱۶۹﴾ اے لوگو تمہارے پاس

جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ

رسول تشریف لائے تمہارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ تشریف لائے تو ایمان لاؤ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر

شانِ نزول: مفسرین فرماتے ہیں کہ جب قرآن پاک میں فرشتوں کے گواہ ہونے کا ذکر ہوا تو یہود کہنے لگے کہ ہم فرشتوں کو نہیں مانتے اور نہ ہی ہم آپ کی نبوت کی گواہی دیتے ہیں جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر لوگوں کی بخشش اور ہدایت اسی پر موقوف ہے کہ وہ فرشتوں کو مانیں تو یہ ان کی جہالت ہے۔

خلاصہ: اس سے مراد یہ ہے کہ جن باتوں کی گواہی اللہ نے تورات میں موجود ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف یہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہیں اور اللہ نے آپ پر قرآن نازل فرمایا ہے اور اس پر فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں مگر ان کی گواہی کافی نہیں بلکہ ان میں سے جو یہاں سے یہودی حالت پر مریں گے ان کا انجام جہنم ہوگا اور ان کی مغفرت نہ ہوگی۔ (۲) اس آیت میں تمام بنی نوع انسان کو عظیم خوشخبری سنائی جا رہی ہے کہ اے لوگو! آخری نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے ساتھ تشریف لا چکے ہیں خود بھی حق ہیں اور ان کا ہر قول و فعل حق ہے ان کی شریعت طریقت اور تعلیم حق ہے وہاں باطل کا گزر نہیں لہٰذا ان پر ایمان لے آؤ اس میں تمہارے لئے بہتری ہے۔

تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾

تم کفر کرو گے تو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے ○

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ

اے کتاب والو اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو[1] اور اللہ پر سچ کے سوا کوئی بات نہ کہو

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ

بیشک مسیح مریم کا بیٹا عیسیٰ اللہ کا رسول اور اس کا ایک کلمہ ہے جو اس نے مریم کی طرف بھیجا

وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا

اور اس کی طرف سے ایک خاص روح ہے تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور نہ کہو (کہ معبود) تین ہیں۔ (اس سے) باز آؤ

خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا

(یہ) تمہارے لئے بہتر ہے صرف اللہ ہی معبود ہے وہ پاک ہے اس سے کہ اس کی کوئی اولاد ہو[2] اسی کا ہے جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کافی کارساز ہے ○ نہ تو سیح

الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ

اللہ کا بندہ بننے سے کچھ عار کرتا ہے[3] اور نہ مقرب فرشتے اور جو اللہ کی بندگی سے نفرت

ترجمہ: رکوع ۲۱ ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلو سے باز رہنے کی ہدایت

اللہ تعالیٰ کا بندہ بننا شرم کی بات نہیں بلکہ فخر کا باعث ہے

حاشیہ: [1] غلو کا مطلب گلے حاشیے میں موجود ہے [2] اس آیت میں اہل کتاب کو بتایا گیا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلو سے باز رہیں۔ نہ تو وہ خدا کا بیٹا ہے اور نہ خدا کے برابر ہے بلکہ یہ عقیدہ رکھیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بغیر باپ کے کلمہ کن سے پیدا کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خاص روح تھے۔ [3] نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ میں شریک لوگوں نے کہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بندہ کہتے ہیں۔ ان پر عیب لگاتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونا باعث شرم نہیں بلکہ باعث فخر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے نفرت کرتا اور اس میں شرم محسوس کرتا ہے وہ کافر ہے مسلمان نہیں۔

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا

اور تکبر کرے تو قریب وہ ان سب کو اپنے پاس جمع کرے گا ﴿۱۷۲﴾ تو وہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ

جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے تو (اللہ) انہیں ان کے پورے اجر عطا فرمائے گا اور

يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا

انہیں اپنے فضل سے اور زیادہ دے گا اور وہ جنہوں نے نفرت اور تکبر کیا تو

فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّ لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا

انہیں دردناک سزا دے گا اور وہ اللہ کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے

وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

نہ مددگار ﴿۱۷۳﴾ اے لوگو! بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل آچکی

وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا ﴿۱۷۴﴾ تو وہ جو اللہ پر ایمان لائے

وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ يَهْدِيْهِمْ

اور انہوں نے اس (رسی) کو مضبوطی سے تھام لی تو عنقریب اللہ انہیں اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کرے گا اور انہیں

ترجمہ: زندگی و عزت چاہنے والوں کے لئے بشارت ہے۔ اس سے محبت و تعظیم کرنے والوں کے لئے ہے)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کسی خاص قوم کے ساتھ خاص نہیں کہ کامل ایمان والوں کو رحمت فضل اور ہدایت کی بشارت

حاشیہ: 1 یہاں تیسرے رکوع تک کے تمام انسانوں سے خطاب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انسانوں، تمام جنوں اور تمام زمانوں کے لئے خدا کی طرف سے دلیل بن کر تشریف لائے ہیں۔ 2 اس نور سے مراد قرآن پاک ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دنیا میں پھیلا۔ 3 اس آیت میں ایمان والوں کو رحمت، فضل اور ہدایت ملنے کی بشارت عطا فرمائی گئی ہے رحمت جنت ہے اور فضل جنت میں کرم ہوا ہے کہ اللہ کے دیدار اور دیدار کی ہدایت ہے جو ہر جنتی کو ہر لمحہ قرب کی شکل میں ملتا رہے گا۔

اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ

یہ طرف سیدھی راہ دکھائے گا ﴿۱۷۵﴾ اے حبیب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے

اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا

اگر کسی مرد کا انتقال ہو جس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس بہن کا آدھا

تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ

ہے اور مرد بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کی اولاد نہ ہو پھر اگر وہ دو بہنیں ہوں

فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً

تو ان میں اس کا دو تہائی (حصہ) ہوگا اور اگر بھائی بہن ہوں (جن میں) مرد بھی ہوں اور عورتیں بھی

فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ

تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے صاف بیان فرماتا ہے تاکہ تم بہک نہ جاؤ

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

اور اللہ ہر چیز جانتا ہے ﴿۱۷۶﴾

سُوْرَةُ النِّسَآءِ ۴ — ۵ — ۱۲ — مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ ۶ — اب تک ۲۰ — رکوعات ۱۶

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا

اے ایمان والو تمام عہد پورے کرو میرے لئے چوپائے جانور حلال کر دیے گئے سوائے ان کے جو (آگے)

اَلْمَنْزِلُ الثَّانِي ﴿۲﴾

عنوان: کلالہ میں وراثت کے احکام — عہد پورا کرنے کا حکم — حلال جانوروں کا بیان

حاشیہ: ① کلالہ سے کہتے ہیں جس کے مرنے سے پہلے [illegible] ② یہ ہے کہ میں کلالہ کی وراثت کا بیان آگیا ہے وراثت کے مسائل میں بہت دقت ہوتی ہے اس لئے ان میں بہت زور دیا گیا ہے وراثت کا وہ مسئلہ زیر پیش ہو تو کسی ماہر میراث عالم سے ضرور حل کرا لیا جائے ③ بہیمہ خشکی اور تری کے ہر اس جانور کا نام ہے جس کی چار ٹانگیں ہوں یہاں آیت میں اس کی الانعام کی طرف اضافت بیانیہ ہے

يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝

تمہارے سامنے بیان کئے جائیں گے لیکن حرام کی حالت میں شکار حلال نہ سمجھو بیشک اللہ جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے ۝

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَ

اے ایمان والو اللہ کی نشانیاں حلال نہ سمجھو اور نہ ادب والے مہینے اور نہ حرم کو بھیجی گئی قربانیاں اور نہ (حرم میں لائے جانے

لَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ

والے جانور) جن کے گلے میں علامتی پٹے ہوں اور نہ ادب والے گھر کا قصد کرکے آنے والوں کو ستاؤ جو اپنے رب سے فضل اور

وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ

اس کی رضامندی چاہتے ہیں اور جب حرام سے باہر جاؤ شکار کرو اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تم پر

الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ؘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ

بند کئے تھے ظلم پر نہ ابھارے اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر

وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے ۝

وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ — جب احرام سے باہر آؤ تو شکار کرو

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ — اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تم پر مسجد حرام کا راستہ بند کیا ہے ظلم پر نہ ابھارے

اَنْ تَعْتَدُوْا ؘ — ظلم کرنے کا حکم

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ — نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ — گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرنے کا حکم

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ — اللہ سے ڈرنے کا حکم اور اللہ کا عذاب سخت ہونے کا بیان

حالت احرام میں (خشکی کا) شکار کرنا حرام ہے — دین کی نشانیوں کی تعظیم کرنے کا حکم — احرام کھلنے کے بعد ہی دوبارہ حرم میں شکار کی اجازت

کسی قوم کی دشمنی کسی کو ظلم پر نہ ابھارے — نیکی اور پرہیزگاری پر باہم تعاون کرنے کا حکم — گناہ اور زیادتی پر باہم تعاون کرنے کا حکم

حالت احرام (۱) اس سے معلوم ہوا کہ حرام صرف وہ ہے جو قرآن و حدیث میں کہا گیا بقیہ حلال ہے یونہی حلال کہنے کے لئے حلال کی دلیل کی ضرورت نہیں، ہر چیز کا حرام نہ ہونا ہی حلال کی دلیل ہے۔ اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو مسلمانوں کے پیروں فقیروں کو شیطانی بہانوں سے حرام بلکہ شرک قرار دیتے رہتے ہیں۔ (۲) اس آیت میں دین کی نشانیوں کی تعظیم کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے اور معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے فرض کیں اور جو منع فرمائیں سب کی حرمت کا خاطر رکھو۔ تمام جو چیزیں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں قرار پاجائیں ان کا حرام کرنا نہایت ضروری ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت والی چیزوں کا حرام کیا جانا گویا شعائر اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں داخل ہے قرآن پاک، مساجد، اولیاء، علماء وغیرہ سب ہی داخل ہیں ہاں جس چیز کو اللہ تعالیٰ سے منگوں بندوں سے نسبت ہو جائے وہ بھی درجات کے فرق کے ساتھ شعائر اللہ بن جاتی ہے۔ (۳) اس سے مراد حج عمرہ کرنے کے لئے جانے والے ہیں۔ (۴) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرنے اور گناہ و زیادتی پر باہمی تعاون نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ بر سے مراد جامع دینی کام ہے جس کے کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ ان کاموں سے بچا جائے جس سے شریعت نے روکا ہے۔ اثم سے مراد گناہ اور عدوان سے مراد اللہ تعالیٰ کی حدود میں حد سے تجاوز کرنا ہے۔

وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ

باہم مدد ۔۔۔ اللہ سے ۔۔۔ رہو بیشک اللہ شدید عذاب دینے والا ہے ۝ تم پر حرام کیا گیا ہے

الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَ

مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو[3] اور دم گھونٹ سے مرے ہوئے جانور اور

الْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۭ

چوٹ سے مرے ہوئے جانور اور گری پڑی سے مرے ہوئے جانور اور ٹکر سے مرے ہوئے جانور اور جسے درندوں نے کھایا ہو مگر

وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ

جسے تم ذبح کر ڈالو اور جو تھان پر ذبح کیا گیا ہو اور جوا کہ تیروں سے فیصلہ کرنا یہ سب گناہ کے کام ہیں آج کافر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ

اس طرف سے بالکل ناامید ہو گئے ہیں تمہارے دین کی طرف سے کافر ناامید ہو گئے سو ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں نے

لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ

تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی[2] اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا[1]

لغات: مُنْخَنِقَة: گلا گھٹ کر مرا ہوا جانور | مَوْقُوْذَة: لاٹھی سے مارا ہوا جانور | مُتَرَدِّيَة: گر کر مرا ہوا جانور | نَطِيْحَة: سینگ سے مارا ہوا جانور | نُصُب: بتوں کے تھان | اَزْلَام: جوا کے تیر | يَىِٕسَ: مایوس ہو گئے | اَكْمَلْتُ: مکمل کر دیا

ترجمہ: (مُردار، خون، سور کا گوشت، جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو، گلا گھٹ کر مرا ہوا، چوٹ سے مرا ہوا، گر کر مرا ہوا، ٹکر سے مرا ہوا، درندوں کا کھایا ہوا مگر جسے تم ذبح کر لو، تھان پر ذبح کیا ہوا، جوا کے تیروں کا فیصلہ)

(آج کفر سے نعمت الٰہی پوری کر دی گئی) (اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام ہے) (دین اسلام سے کفار کی مایوسی) (دین اسلام مکمل کر دیا گیا)

حاشیہ 1: جس جانور کو ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا وہ حرام ہے اور جس جانور پر ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا نام لیا گیا ہو مگر ذبح سے پہلے قائم میں وہ غیر خدا کی طرف منسوب نہ رہا وہ حرام نہیں جیسے یہ کہہ دیا جائے کہ جو جانور فلاں کے عقیقے کا ہے یا ولیمہ کا جانور یا فلاں کی کے ایصال ثواب کا ہے کا ہو گا۔ ۔۔۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ دین کا کمال یعنی مکمل کرنا یہ ہے کہ وہ پچھلی شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہو گا اور قیامت تک باقی رہے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر مسلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں بن سکتا ورنہ دین کامل ہو چکا سورج نکل آنے پر چراغ کی ضرورت نہیں رہتی قادیانی مذہب باطل ہے اصول دین میں ترمیم کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ البتہ اجتہادی فروعی مسئلے ہمیشہ نکلتے رہیں گے۔ ۔۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف اسلام ہی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یعنی جو دین محمدی کی صورت میں اب موجود ہے باقی سب دین اب نامقبول ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام کو چھوڑ کر دوسرے طریقوں پر کرنے خدا ملنا محال ہے یہاں تک کہ اسلام جڑ ہے اور اعمال شاخیں اور پتے اور جڑ کٹ جانے کے بعد شاخوں اور پتوں کو ہرا رکھنا بے کار ہے۔

فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝٣

تو جو بھوک پیاس کی شدت میں مجبور ہو اس حال میں کہ گناہ کی طرف مائل نہ ہو (تو وہ حرام کھا لے) تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ

اے حبیب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال ہوا تم فرما دو کہ حلال کی گئیں تمہارے لئے پاک چیزیں اور (ان شکاری جانوروں کا شکار) جو

مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ ۖ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ

تم نے شکار پر چھوڑے ہوں شکار کرنا سکھاتے ہو تم انہیں وہ سکھاتے ہو جو اللہ نے تمہیں تعلیم دی ہے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ تمہارے لئے روک رکھیں

وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝٤

(شکار پر) چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے ۝

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۖ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ

آج تمہارے لئے ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئیں اور اہلِ کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا

حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا

ان کے لئے حلال ہے اور پاکدامن مسلمان عورتیں اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ان کی پاکدامن عورتیں

مسئلہ شکاری مجوسی چند شرائط کے ساتھ مجوسی چیز یا کھا لیتا ہے (پاک چیزیں ہی حلال ہیں) (چند شرائط کے ساتھ شکاری جانور کا شکار حلال ہے)

پاکیزہ چیزیں ۔۔۔ حتیٰ اہلِ کتاب کا ذبیحہ حلال ہے (اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح حلال ہے)

حاشیہ (1) اس کا مطلب یہ ہے جب کھانے پینے کی دونوں حلال چیزیں میسر نہ آئیں اور بھوک پیاس کی شدت سے جان پر بن جائے تو اس وقت جان بچانے کے لئے بقدرِ ضرورت کھانے پینے کی حرام چیزوں میں سے اتنی مقدار کھانے سے گناہ نہیں ہوگا جس سے خطرہ جان جاتا رہے۔ (2) خلاصہ یہ ہے کہ شکاری کتے چھوڑنے ہوں یا شکاری جانور ہوں شکار حلال ہے۔ شکاری جانور مسلمان کا سکھایا ہوا ہو اور کتا ہو یا ہوا ہو۔ اس نے شکار کو زخم لگایا ہو۔ شکاری جانور بسم اللہ کہہ کر چھوڑا گیا ہو۔ اگر شکار کے پاس شکاری جانور پہنچا تو اس نے بسم اللہ نہیں کہی تو حلال ہوگا۔ (3) اہلِ کتاب کا ذبیحہ بھی مسلمانوں کے لئے حلال ہے بشرطیکہ یہ یاد رکھا جائے کہ اس اہلِ کتاب کا مذہب حلال ہے جو واقعی اہلِ کتاب ہو موجودہ زمانے میں عیسائیوں کی بہت بڑی تعداد ہے جو درحقیقت منکر ہو چکے ہیں لہٰذا ان کا ذبیحہ حلال نہیں۔

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَ

(انہیں) ان کے حلال بدلے دیں جبکہ تم ان سے نکاح کرنے والے ہو نہ کہ بدکاری کرتے ہوئے اور نہ چھپی یاری

لَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ

کرتے ہوئے اور جو ایمان سے پھر کافر ہو جائے تو اس کا عمل برباد ہو گیا اور وہ آخرت میں خسارہ

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا ع ۵

پانے والوں میں ہوگا ۝ اے ایمان والو جب تم نماز کی طرف کھڑے ہو تو اپنے

وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى

چہروں کو اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھو لو اور سروں کا مسح کر لو اور ٹخنوں تک

الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ

پاؤں دھو لو اور اگر تم ناپاک ہو تو خوب پاک ہو جاؤ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے

اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا

کوئی بیت الخلاء سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو پھر ان صورتوں میں پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے

طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

تیمم کر لو تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کا اس سے مسح کر لو اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی کرے

ترجمہ: مرد سے میت اتار لیا جاتے ہیں — وضو کے فرائض کا بیان — حالت نجابت میں غسل کرنے کا حکم

حکم: تیمم کے جواز کی طریقہ — سب کچھ ہمیں اللہ تعالیٰ کا فضل احسان

مسائل: ① اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح حلال ہے یعنی ان میں بھی یہ شرط ہے کہ وہ واقعی اہل کتاب ہوں نہ کہ بے دین جیسے آج کل بہت سے ہیں اور یہ اجازت بھی دار الاسلام میں ہے وہاں یہ بھی نہ ہو کہ کتابی عورت کے ساتھ ہے موجودہ زمانے میں جو اہل کتاب ہیں یہ حربی ہیں ان کی عورتوں کے ساتھ نکاح مکروہ تحریمی ہے۔ یہ بھی اس سے ثابت ہے کہ یہ اجازت صرف مسلمان مردوں کو ہے مسلمان عورت کا نکاح کسی مرد سے کفر حرام ہے ② جہاں دھونے کا حکم ہے وہاں دھونا فرض ہے ہاں مسح کہیں کرتے جیسے پاؤں وہاں دھونا ضروری ہے مسح کرنے کی اجازت کہیں ہے جہاں موزے پہنے ہوں تو اس کی شرائط پائے جانے کی صورت میں موزوں پر مسح کر سکتے ہیں کہ یہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔

حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَ

لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب پاک کردے اور اپنی نعمت تم پر پوری کردے تاکہ تم شکر ادا کرو ۝ اور

اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا

اپنے اوپر اللہ کا احسان اور اس کا وہ عہد یاد رکھو جو اس نے تم سے لیا جب تم نے کہا ہم نے سنا

وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور مانا ۡ اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے ۝ اے ایمان والو

اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى

انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے حکم پر خوب قائم ہوجاؤ اور تمہیں کسی قوم کی عداوت اس پر نہ ابھارے

اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۡ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا

کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرو، وہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تمہارے تمام اعمال سے

تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ

خبردار ہے ۝ اللہ نے ایمان والوں اور اچھے عمل کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے لئے بخشش اور

عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا

ثواب ہے ۝ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی دوزخ والے ہیں ۝ اے

شان نزول: بیعت عقبہ اور بیعت رضوان سے اور اللہ کے احسان کو یاد رکھنے کا حکم (ہر حال میں عدل و انصاف پر قائم رہنے اور ناانصافی نہ کرنے کا حکم)

(قسم سے متعلق مسائل کا بیان اور جھوٹی قسم کا وبال) (توبہ کی قبولیت کا بیان) (کفار کے شر سے بچ جانا نعمت کبریٰ ہے)

حاشیہ: ① اس بیعت میں اللہ تعالیٰ کی نعمت سے مراد بیعت عقبہ یا بیعت رضوان ہے جس سے معلوم ہوا کہ بیعت عقبہ اور بیعت رضوان والے سارے صحابہ اور ان کے مسلک پر چلنے والے تمام مسلمان اللہ کے مقبول بندے ہیں جنہیں اس بیعت کا شرف نصیب ہوا۔ اسی بیعت کو یہاں نعمت قرار دیا گیا ہے۔ ② اس آیت میں بھی خاص کر اس بات کے معاملے میں عدل و انصاف سے کام لینے کا حکم فرمایا گیا ہے اور یہ بھی فرمایا گیا کہ کسی کی عداوت بھی تمہیں عدل کے تقاضوں سے نہ ہٹا سکے۔ یہ ہیں اسلام کی عظیم الشان تعلیمات جس سے یہ دین اعلیٰ و عظیم ہے۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ

ایمان والو اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو جب ایک قوم نے ارادہ کیا کہ تمہاری طرف اپنے ہاتھ

اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

دراز کریں تو اللہ نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے اور اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١١﴾ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ

کرنا چاہئے ○ اور بیشک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان میں بارہ

عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ

سردار قائم کئے اور اللہ نے فرمایا بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور

اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ

میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دیتے رہو تو بیشک میں تم سے تمہارے گناہ

سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ

مٹا دوں گا اور ضرور تمہیں ان باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں تو اس (عہد) کے بعد تم میں سے

ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ﴿١٢﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ

جس نے کفر کیا وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا ○ تو ان کے عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان

جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا

کے دل سخت کر دیئے وہ اللہ کی باتوں کو ان کے مقامات سے بدل دیتے ہیں اور جس سے انہیں نصیحت کی گئی اس کا بڑا حصہ بھلا بیٹھے ہیں

لغوی بنی اسرائیل سے یا گیا ایک عہد ان سے پورا کرنے والوں کی جزا بنی اسرائیل کی بداعمالیاں اور ان کی دنیوی سزا

مسئلہ ① یہاں رسولوں پر ایمان لانے کے ساتھ ان کی تعظیم کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی تعظیم اہم ترین فرائض میں سے ہے ② یہاں قرض حسن سے زکوٰۃ کے علاوہ صدقات مراد ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف زکوٰۃ دینے ہی پر اکتفا نہ کی جائے بلکہ اس کے علاوہ نفلی صدقات بھی دیتے رہنا چاہئے

بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ

تمہیں اور تم ان میں سے چند لوگوں کے علاوہ سب کی کسی خیانت پر مطلع ہوتے رہو گے تو تم انہیں معاف کرتے رہو اور ان سے درگزر کرو

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ

بیشک اللہ احسان کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے ﴿۱۳﴾ اور جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں ان سے ہم نے عہد لیا

فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ

تو وہ نصیحت کا بڑا حصہ بھلا بیٹھے جو انہیں دی گئی تھی تو ہم نے ان کے درمیان قیامت کے دن تک کے لئے دشمنی

الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ

اور بغض ڈال دیا اور عنقریب اللہ انہیں بتا دے گا جو کچھ وہ کرتے تھے ﴿۱۴﴾ اے اہل کتاب بیشک

جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا

تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لائے وہ تمہیں بہت سی وہ چیزیں ظاہر کرتے ہیں جو تم کتاب سے چھپاتے تھے اور

عَنْ كَثِيْرٍ ۭ قَدْ جَاۗءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ

بہت سی معاف فرما دیتے ہیں بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آ گیا ﴿۱۵﴾ اور روشن کتاب ﴿۱۵﴾ اللہ اس کے ذریعے

لغات: خیانت کرنا، کسی سے کسی کی کثرت کی عادت ہے — عفو: درگزر کرنا، معاف کرنا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان — اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع لوگ قرآن سے ہدایت پاتے ہیں

ملاحظہ: (۱) جب یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب تورات پر عمل کرنا ترک کر دیا، بہت سی باتوں کو بھلا دیا اور بعض کو چھپانے لگے، حدود الٰہی کو پامال کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں بغض و عداوت ڈال دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ فرقوں میں بٹ گئے اور ایک دوسرے سے برسرپیکار رہنے لگے۔ ماضی قریب کی تاریخ سے واقف ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا میں عظیم جنگیں اور ان کی تباہیاں یہی لوگوں کی وجہ سے ہوئیں۔

(۲) اس آیت میں لفظ "نور" سے مراد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ بعض مفسرین نے یہاں "بہ" کی ضمیر سے قرآن مجید مراد لیا ہے اور بعض نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مراد لیا ہے۔ دونوں صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہدایت عطا فرماتا ہے۔

مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ

سے سلامتی کے راستوں کی ہدایت دیتا ہے جو اس کی مرضی کا تابع ہو جائے اور انہیں اپنے حکم سے اندھیریوں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے

وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ

اور انہیں سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے ﴿۱۶﴾ بیشک وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن

ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ

مریم ہے تم فرما دو کہ اللہ مسیح ابن مریم کو اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمائے

مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

تو کس کی مجال ہے جو اللہ سے کچھ بھی طاقت رکھتا ہو؟ اور آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کی بادشاہت

بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ

اللہ ہی کے لئے ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے ﴿۱۷﴾ اور یہود یوں اور عیسائیوں نے

النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ

کہا ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں ﴿۱۸﴾ اے حبیب تم فرما دو کہ پھر وہ تمہیں تمہارے گناہوں پر عذاب کیوں دیتا ہے ﴿۱۸﴾

شانِ نزول: (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کہنے سے عیسائیوں کا کافر ہونا) (یہودیوں اور عیسائیوں کا محبوب نہ ہونے کے باوجود ان کا رد)

حل لغات: ﴿۱﴾ جیسائیوں کے ایک فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ (معاذ اللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام "اللہ" ہیں۔ اس آیت میں ان کے عقیدے کی کئی طرح سے تردید کی گئی ہے جیسے (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت لاحق ہے، جسے موت آ سکتی ہے وہ خدا نہیں ہو سکتا (۲) آپ علیہ السلام ماں کے شکم سے پیدا ہوئے اور جو پیدا ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا (۳) اللہ تعالیٰ تمام آسمانی اور زمینی چیزوں کا مالک ہے اور ہر چیز حادث ہے۔ (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے بندے ہونے کا اقرار کرتے ہیں جبکہ کوئی بندہ خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ خالقِ حقیقی، خالق کا مطلب ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں الوہیت ہوتی تو آپ علیہ السلام بھی کسی کو کسی حقیقی خالق ہوتے ﴿۲﴾ یہاں پیدا سے مراد ولادت نہیں کیونکہ دونوں کو آپ نے حقیقی ابن اللہ کا بیٹا نہیں کہا تھا بلکہ اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ اللہ عزوجل کو جیسے پیارے ہیں جیسے بیٹا باپ کو پیارا ہوتا ہے مگر باپ کا بیٹا ہونا حقیقی معنوں میں ہوتا ہے جیسے کہ ہم ہیں ﴿۳﴾ معلوم ہوا کہ خود انہوں نے یہ بات مان لی تھی اور عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ آج کل بعض جاہل عقیدت مندوں یا سیدھے سادے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے، ایسا عقیدہ رکھنے والے پکے کافر ہیں جو قرآن کریم سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ بھی ضرور کرنا چاہیے۔

بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

بلکہ تم (بھی) اس کی مخلوق میں سے (عام) آدمی ہو وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہے سزا دیتا ہے

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَهْلَ

اور آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے اور اسی کی طرف پھرنا ہے ۝ اے کتاب

الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ

والو بیشک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لائے وہ رسولوں کی تشریف آوری بند ہونے کے عرصہ بعد تم پر ہمارے احکام ظاہر

تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۫ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ

فرما رہے ہیں تاکہ تم یہ کہو کہ ہمارے پاس تو کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا نہیں تحقیق تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ ع

ڈر سنانے والا (رسول) پہنچ چکا اور اللہ ہر شے پر قادر ہے ۝ اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا اے میری قوم اللہ کا احسان

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ

اپنے اوپر یاد کرو جب اس نے تم میں سے انبیاء پیدا فرمائے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ کچھ عطا فرمایا جو

ع ۱۶

ترجمہ: حضور علیہ السلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر اور اس کا سب مقصد یہ ہے کہ رسول پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں خصوصی طور پر ظاہر ہوں۔

حاشیہ: ① حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان دو سو سال کا فاصلہ تھا اس عرصہ میں کوئی نبی نہیں آیا۔ اس آیت سے لوگوں کو صرف عقیدہ توحید کافی تھا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں کی تشریف آوری نعمت ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس کا ذکر کرنے کا حکم دیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میلاد منانا بہت بڑی نعمت ہے اور اس کا ذکر کرنے کی واضح طور پر دلیل ملتی ہے کہ جب ہمارے لئے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری نعمت ٹھہری یاد کرنے کا حکم ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اس سے بڑھ کر نعمت ہے۔ ③ اس سے معلوم ہوا کہ حکومت و سلطنت اور اقتدار بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور اس کا بھی شکر ادا کرنا چاہئے اور اس کے شکر کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ حکومت و سلطنت اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چلائی جائے غریبوں کی مدد کی جائے لوگوں سے ظلم دور کئے جائیں ظلم کا خاتمہ کیا جائے ملک کے باشندوں کو امن و سکون کی روزی گزارنے کے مواقع فراہم کئے جائیں۔

أَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۱﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ

سارے جہان میں کسی کو نہ دیا ﴿۲۱﴾ اے میری قوم اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے

لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا

تمہارے لئے لکھ دی ہے اور پیٹھ پھیر کر نہ چلے پھرو کہ تم نقصان کھانے والے ہو کر پلٹو گے ﴿۲۲﴾ قوم نے کہا اے موسیٰ اس میں

قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا

تو بڑے زبردست لوگ ہیں اور ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے جب تک وہ وہاں سے نکل جائیں تو اگر وہ وہاں سے نکل جائیں

مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا

تو ہم شہر میں داخل ہوں گے ﴿۲۳﴾ اللہ سے ڈرنے والوں میں سے دو مرد جن پر اللہ نے احسان کیا تھا انہوں نے کہا

ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا

تم دروازے سے ان پر داخل ہو جاؤ تو جب تم دروازے میں داخل ہو جاؤ گے تو تم ہی غالب ہو گے اور اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا

ہی پر بھروسہ کرو ﴿۲۴﴾ انہوں نے کہا اے موسیٰ ہم تو وہاں ہرگز کبھی نہیں جائیں گے جب تک وہ وہاں ہیں

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ

تو آپ اور آپ کا رب دونوں جائیں اور لڑیں ہم تو یہیں بیٹھے ہوئے ہیں ﴿۲۵﴾ موسیٰ نے عرض کیا اے میرے رب مجھے میرے جان

اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ

اور اپنے بھائی کا اختیار ہے تو ہمارے اور نافرمان قوم کے درمیان جدائی کر دے ﴿۲۶﴾ اللہ نے فرمایا پس یہ زمین ان پر

نوٹ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو مقدس سرزمین میں داخل ہونے کا حکم شہر میں رہنے والے بڑے زبردست لوگ ہیں

خوب خدا رکھنے والے دو حضرات کا بنی اسرائیل کو جہاد کی ترغیب دینا بنی اسرائیل کا جہاد میں جانے سے صاف انکار

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ سے شکوہ کرنا (بنی اسرائیل کو بزدلی اور نافرمانی کی سزا)

فائدہ: ① ان رکعتوں و مقدس زمین کے لئے چنا گیا کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی رہائش گاہ تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سکونت سے زمینوں کو بھی شرف حاصل ہوتا ہے اور وہ زمینیں ان کے باعث برکت ہو جاتی ہیں۔

عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۗ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ

وہ زمین ان پر چالیس برس تک حیران پھریں گے تو تم (اے موسیٰ) نافرمان لوگوں پر

الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ

رنج نہ کرو اور (اے محمد) تم ان کو آدم کے دو بیٹوں کی سچی سچی خبر پڑھ کر سناؤ جب دونوں نے قربان چڑھایا تو ان میں سے

اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ

ایک کی قبول کر لی گئی اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی تو (جس کی قبول نہ ہوئی تھی) وہ (دوسرا) کہنے لگا میں ضرور تجھے قتل کروں گا (پہلے نے) کہا اللہ

مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ

صرف پرہیزگاروں سے قبول فرماتا ہے ﴿۲۷﴾ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے میری طرف اپنا ہاتھ بڑھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے

لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَ

کے لئے اپنا ہاتھ تیری طرف نہیں بڑھاؤں گا میں اللہ سے جو سارے جہانوں کا مالک ہے ﴿۲۸﴾ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا اور تیرا

اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ

گناہ (مارا جائے) تو تیرے اوپر (جو میرا گناہ ہے) تو (بھی) ہو جائے اور (تو) دوزخ والوں میں ہو جائے اور ظالموں کی یہی سزا ہے ﴿۲۹﴾ تو اس کے نفس نے

نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا

اپنے بھائی کے قتل پر رضامند کر لیا تو اس نے اس کو قتل کر ڈالا پس وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گیا ﴿۳۰﴾ پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا

يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى

جو زمین کریدنے لگا تاکہ وہ اسے دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپائے (کوے کو دیکھ کر) کہنے لگا

لغات: ابنی آدم سے مراد ہابیل اور قابیل کا واقعہ — قربانی کی قبولیت کا معیار

نفس نے بھائی سے مراد قابیل کا ہابیل کو قتل کرنے پر آمادہ کرنا

مفاد: ۱: حضرت آدم علیہ السلام کے ان دو بیٹوں کا نام ہابیل اور قابیل تھا۔ قابیل کا لفظ قبل سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں بھائی۔ حسد کی برائی معلوم ہوا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسد کرنے والوں سے پناہ مانگنے کا موقع ملے۔ ۲: یہ واقعہ بہت سی عورتوں اور بعض مفسرین کے بیان کے مطابق ہابیل پر حسد کرنے کی وجہ سے قابیل نے قتل کیا۔ حسد جس چیز سے ہو اس چیز سے شیطان کو دور رہنا چاہیے اور حسد کرنے والے کو قابیل کی طرح سزا ملتی ہے۔

اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ

میں اس جیسا بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپا لیتا تو وہ پچھتانے والوں میں سے

النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا

ہو گیا۔ اس کے سبب ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کسی جان کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے

بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا

بغیر کسی شخص کو قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک جان کو قتل سے بچا لیا

فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ

اس نے گویا تمام انسانوں کو زندہ رکھا اور بیشک ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ آئے پھر بیشک

كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ

ان میں سے بہت سے لوگ اس کے بعد (بھی) زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں۔ بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے

يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْۤا اَوْ

رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ انہیں خوب قتل کیا جائے یا انہیں سولی دی جائے

يُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ

یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دیے جائیں یا انہیں ملک بدر کر دیا جائے

ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۳۳﴾ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا

یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ مگر وہ لوگ جو ان سزاؤں سے توبہ کر لیں

مسئلہ ① اسلام کی نظر میں انسانی جان کی اہمیت ② سولی کی سزا دینے کی ایک صورت

مسئلہ ① اس آیت میں بنی اسرائیل سے جو فرمایا گیا وہ قرآن ہی سے ثابت ہے اور یہ آیت بتا رہی ہے کہ اسلام کی اصل تعلیمات کیا ہیں واضح رہے کہ اسلام میں انسانی جان کی حرمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جو لوگ قتل و غارت گری کرتے ہیں وہ سخت مجرم ہیں اور خصوصاً اسلام سے باغی ہو کر قتل کرنے والے بڑے مجرم ہیں۔ ② اس آیت کریمہ میں دو سزاؤں کا بیان ہے۔ اس سے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے تفسیر صراط الجنان ج 2 ص 422 کا مطالعہ فرمائیں۔

ع ۴

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يٰٓاَيُّهَا

کہ تم پہنچے کہ تم ان پر قابو پاؤ تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ

ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو امید ہے کہ

تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ

تم فلاح پاؤ ○ بیشک کافر لوگ جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اور اس کے برابر اور اس کے ساتھ ملا

لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾

قیامت کے دن کے عذاب سے چھٹکارے کے لئے دیں تو ان سے قبول نہیں ہوگا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ○

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ

وہ دوزخ سے نکلنا چاہیں گے اور وہ ان سے نکل نہ سکیں گے اور ان کے لئے ہمیشہ کا

مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا

عذاب ہے ○ اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے تو ان کے ہاتھ کاٹ دو ان کے عمل کے بدلے میں ان کے لئے

ترجمہ: بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی اور راہ میں جہاد کا حکم کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ قیامت کافروں کے پاس عذاب سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہ ہوگی

چوری کرنے والے مرد و عورت کی شرعی سزا

تفسیر: ① آیت میں وسیلہ کا معنی یہ ہے کہ جس سے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت چاہے فرض ہوں یا نفل ان کی ادائیگی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو۔ اچھے نیک اعمال کو وسیلہ بناؤ اپنے نیک اعمال کا واسطہ دے کر اللہ سے مانگو جیسے کہ احادیث میں ہے کہ بخاری و مسلم میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ پکڑنے کا ذکر ہے ② یعنی اگر کافر دنیا کا مالک ہو اور اس کے ساتھ اس کے برابر اور بھی اور یہ سب کچھ بھی مل کر قیامت کے دن کے عذاب سے چھٹکارے کے لئے فدیہ دے تو اس کا یہ فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا اور قیامت کے ان کافروں کو عذاب ضرور ہوگا۔ ان دن ان کے پاس عذاب سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان ہوگا تو نجات قیامت کے دن اعمال کا اجر ملے گا۔ کچھ شفاعت کا فائدہ ہوگا۔ کچھ رحمت الٰہی متوجہ ہوگی اور کچھ جہنم سے چھٹکارا ملے گا۔ اس لئے ایمان کی حفاظت کی فکر کرنا نہایت ضروری ہے۔ ③ اس آیت میں چور کی سزا بیان کی گئی ہے کہ شرعی عدالت سے جب چوری ثابت ہو جائے تو چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ تفصیلی حدود اور تعزیرات سے متعلق عوام الناس کو قانون ہاتھ میں لینے کی شرعاً اجازت نہیں۔ چوری کے مسائل کی تفصیلی معلومات کے لئے بہار شریعت حصہ ۱۷ کا مطالعہ کیجئے

مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۹﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ

اور اللہ غالب حکمت والا ہے ﴿۳۹﴾ تو جو اپنے ظلم کے بعد توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرلے تو

اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ

اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۴۰﴾ کیا تجھے معلوم نہیں کہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰ

آسمانوں کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے وہ جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ

ہر شے پر قادر ہے ﴿۴۱﴾ اے رسول جو کفر میں دوڑ کر گرتے ہیں تمہیں غمگین نہ کریں

مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ

یہ وہ ہیں جو اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے حالانکہ ان کے دل مسلمان نہیں اور وہ جو یہودی ہیں

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ

بہت جھوٹ سننے والے ہیں دوسرے لوگوں کی جاسوسی کرنے والے ہیں جو آپ کی بارگاہ میں نہیں آئے یہ اللہ کے کلام کو اس کے مقامات

مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ

کے بعد بدل دیتے ہیں یہ کہتے ہیں اگر تمہیں یہ حکم ملے تو قبول کرلینا اور اگر تمہیں یہ نہ ملے تو بچنا ﴿۴۱﴾

ترجمہ: یعنی توبہ کرنے والے کافر کی توبہ منظور ہوگی مغفرت وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی اور منافقوں کی مخالفت کا بیان شرعی احکام کے متعلق یہود کی بے جا حرکات

حاشیہ: ۳۹ توبہ بہت نفیس شے ہے اللہ تعالیٰ بڑے گناہوں سے توبہ سے معاف فرما دیتا ہے اور توبہ کرنے والے کو عذاب آخرت سے نجات دے دیتا ہے لیکن... یاد رہے حقوق اللہ اور حقوق العباد میں توبہ کی مختلف شرائط ہیں کہیں بھی توبہ کرنا صحیح نہیں ہے ۴۰ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب کرنا اور رحمت فرمانا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے وہ اللہ ہے جو چاہے سزا دے جو چاہے رحمت فرمائے کوئی اس کے مجال نہیں ۴۱ اس میں ہر مبلغ کے لئے بھی تسلی ہے کہ وہ لوگوں کے کفر دیکھنے سے غمگین نہ ہو بلکہ تبلیغ کرتا رہے یہ نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے ۴۲ یہود یوں کے اس طرز عمل کو سامنے رکھتے ہوئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے دین کے مطابق اپنے دین و دنیا کو درست کرے بلکہ خود شریعت کے پیچھے چلے جو کچھ یہ جائے علماء کے مرضی کے مطابق ہو تو عمل کرے ورنہ چھوڑ دے۔

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ

اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو (اے مخاطب) تو اللہ سے اس کے بچانے کا کچھ اختیار نہیں رکھتا یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو

اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ ۚ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

پاک کرنے کا اللہ نے ارادہ نہیں فرمایا ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا

عَظِيْمٌ ۝ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ

عذاب ہے ۝ جھوٹ سننے والے حرام کھانے والے (ہیں) تو اگر یہ تمہارے حضور حاضر ہوں تو ان میں فیصلہ دو یا

اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ

ان سے منہ پھیر لو اور اگر آپ ان سے منہ پھیر لیں تو وہ تمہارا کچھ نقصان نہیں کر سکتے اور اگر آپ ان میں فیصلہ

بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ

فرمائیں تو انصاف کے ساتھ فیصلہ دیں بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے ۝ اور آپ کو کیسے حاکم بنائیں گے حالانکہ

التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ان کے پاس توریت موجود ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہے پھر اس کے بعد (بھی) منہ پھیر لیتے ہیں اور یہ ایمان والے نہیں ۝

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا

بیشک ہم نے توریت اتاری جس میں ہدایت اور نور ہے (اور) فرمانبردار

ف۱۰۷ اگر گمراہ کے ہدایت نہیں مل سکتی تو یہودیوں کو حکم الٰہی اور اپنی کتاب پر عمل نہ کرنے کے باوجود ہدایت کیسے مل سکتی ہے

ف۱۰۸ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا ہے کہ مقدمات کا فیصلہ چاہے کریں چاہے نہ کریں

(توریت کی عظمت و شان اور یہودیوں کو کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے ان کی حرکت)

مسائل ① ہدایت دینے کا رب تعالیٰ اللہ تعالیٰ سے جسے وہ ہدایت نہ دینا چاہے اسے کسی جگہ سے ہدایت نہیں مل سکتی ② یہودیوں کے علماء اور پادری رشوت لے کر فیصلے بدل دیتے حرام و حلال کے احکام شریعت سے بدل دیتے تھے اس لئے ان کے لئے رشوت حرام ہو گئی یہ ہے کہ رشوت کا لینا دینا دونوں حرام ہیں دینے والے دونوں جہنمی ہیں البتہ حاکم کے ظلم و جور سے بچنے یا کسی پر اپنا موجود حق وصول کرنے کے لئے رشوت دینے کی اجازت ہے گرچہ لینے سے حق میں پھر بھی حرام ہے ③ سابقہ شریعتوں کے احکام جو قرآن و حدیث میں بیان کر دیے گئے ہوں اور ہمیں منسوخ نہ کیا گیا ہو تو وہ ہم پر بھی لاگو ہوتے ہیں

لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا

ربانی علماء اور (تمام) یہودیوں کو اسی کے مطابق حکم دیتے تھے جو اللہ کی کتاب میں سے انہیں حفاظت کیلئے دی گئی تھی اور وہ اس

عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۚ وَ

پر خود گواہ تھے۔ تو لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی دنیوی قیمت نہ لو اور

مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ

جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ نے نازل فرمایا وہی لوگ کافر ہیں ﴿۴۴﴾ اور ہم نے تورات میں ان پر لازم کر دیا تھا کہ

النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ

جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت

بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ

قصاص لیا جائے گا اور تمام زخموں کا قصاص ہوگا پھر جو شخص اسے راہ خدا میں قصاص کے لئے پیش کر دے تو یہ اس کا (گناہوں کا) کفارہ ہو جائے گا

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ

اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل فرمایا وہی لوگ ظالم ہیں ﴿۴۵﴾ اور ہم نے ان نبیوں کے پیچھے ان کے نقش قدم پر

بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۚ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ

عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اس تورات کی تصدیق کرتے ہوئے جو اس سے پہلے موجود تھی اور ہم نے اسے انجیل عطا کی

فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً

جس میں ہدایت اور نور تھا اور وہ انجیل (بھی) اس سے پہلے موجود تورات کی تصدیق کرنے والی تھی اور پرہیزگاروں کیلئے ہدایت اور

عنوان: قصاص کے احکام — حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری اور انجیل کی عظمت وشان کا بیان

حاشیہ: ① اس آیت میں علماء یہود کو یہ حکم موجود ہے کہ وہ اللہ کی کتاب کی حفاظت کریں اور اس کی ہدایت کے بارے میں دیانت حاصل کریں اور لوگوں سے ڈرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔ ② اس آیت میں جو یہ بیان ہے کہ تورات میں یہ احکام تھے یعنی چونکہ ہمیں اس سے ترک کرنے کا حکم نہیں دیا گیا اس لئے ہمارے لئے بھی یہ احکام لازم ہیں گے جیسا کہ حاشیہ پیچھے بیان ہو گیا ہے

لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۶﴾ وَ لْیَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِیْلِ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْهِؕ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ

نصیحت تھی ○ اور انجیل والوں کو بھی اسی کے مطابق حکم کرنا چاہیے جو اللہ نے اس میں نازل فرمایا ہے اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ

بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا

کریں جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ نافرمان ہیں ○ اور اے حبیب! ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری جو پہلی کتابوں کی

لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَیْمِنًا عَلَیْهِ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ

تصدیق فرمانے والی ہے اور ان پر نگہبان ہے تو ان لوگوں کے درمیان اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ کرو اور اے سننے والے!

لَا تَتَّبِـعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ

اپنے پاس آیا ہوا حق چھوڑ کر ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا۔ ہم نے تم سب کے لئے ایک ایک شریعت اور

مِنْهَاجًاؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ

راستہ بنایا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا مگر (اس نے یہ چاہا) کہ جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے

فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ

تو نیکیوں کی طرف دوسروں سے آگے بڑھ جاؤ، تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے تو وہ تمہیں بتادے گا وہ بات جس میں تم

مضامین
- انجیل والوں کے لئے بھی انجیل کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم
- قرآنِ مجید کی عظمت و شان
- قرآنِ مجید کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم
- ہر دو شریعتیں ایک سے مختلف ہیں تو اصل دین ایک ہی ہے
- تمام لوگوں کو ایک امت نہ بنانے کی حکمت
- بھلائی کے کاموں میں مقابلہ کرنے کی دعوت

خلاصہ آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ انجیل والوں کو بھی اسی کے مطابق حکم کرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ نے انجیل میں نازل فرمایا ہے [illegible]

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ

جھگڑتے تھے ﴿۴۸﴾ اور (ہم نے حکم دیا) کہ تم (مسلمانوں) کے درمیان اس (کتاب) کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے نازل فرمائی ہے اور ان کی

احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ

خواہشات کے پیچھے نہ چلو اور ان سے بچتے رہو کہ کہیں وہ تمہیں اس کے بعض (حکم) سے جو اللہ نے تمہاری طرف نازل کیا ہے

اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ

پھیر دیں۔ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو جان لو کہ اللہ انہیں ان کے بعض گناہوں کی سزا پہنچانا چاہتا ہے اور بیشک بہت سے لوگ

لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ

نافرمان ہیں ﴿۴۹﴾ تو کیا یہ لوگ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور یقین والوں کے لیے اللہ سے بہتر کس کا حکم

يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ

ہو سکتا ہے ﴿۵۰﴾ اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ

وہ (صرف) آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بیشک

اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ﴿۵۱﴾ تو جن کے دلوں میں مرض ہے تم انہیں دیکھو گے کہ یہود و نصاریٰ کی طرف

ترجمہ: احکام قرآن کے مطابق اہل کتاب میں فیصلہ کرنے کا حکم اور یہود و نصاریٰ سے دوستی نہ رکھنے کا حکم

پس منظر: یہودیوں اور عیسائیوں کی دوستی کے نقصانات — اللہ تعالیٰ کا حکم ہی سب سے اچھا حکم ہے

حل لغات: ① یہاں مسلمان فیصلہ کرنے والوں کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ کرو۔ اس بات سے بچتے رہو کہ یہ لوگ تمہیں کسی غلطی کا مرتکب بنا دیں اور اگر یہ اہل کتاب لوگ قرآن سے اعراض کریں تو سمجھ جاؤ کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے گناہوں کی سزا دینا چاہتا ہے جو دنیا میں قتل و قتال اور جلاوطنی کے ساتھ ہوگی۔ جبکہ ویسے تمام گناہوں کی سزا آخرت میں دے گا۔ ② اس آیت میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی و مودت سے منع فرمایا ہے یہ حکم عام ہے اگرچہ آیت کا سبب کسی خاص واقعہ میں ہو ہو۔ ③ اس سے معلوم ہوا کہ نفاق کی طرف میلان اور ان کی طرف کھچاؤ کی بنیاد یعنی اصل سبب یہی کمزوری ایمان کی علامت ہے۔

يُسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ

وہ دوڑے جاتے ہیں ان میں کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر ہے کہ ہم پر کوئی گردش آ جائے تو قریب ہے کہ اللہ

بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

فتح یا اپنی طرف سے کوئی خاص حکم دے آپ پھر یہ لوگ اس پر جو اپنے دلوں میں چھپائے تھے نادم ہوں گے ○

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ

اور ایمان والے کہیں گے کیا یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی بڑی پکی قسمیں کھائی تھیں وہ تمہارے

لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ ع ۱۰

ساتھ ہیں تو ان کے تمام اعمال برباد ہو گئے پس یہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے ○ اے ایمان والو تم میں

يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى

سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو لائے گا جن سے اللہ محبت فرماتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں

الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ

مسلمانوں پر نرم دل کافروں پر سخت ہیں، اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت

لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا

سے نہیں ڈرتے یہ بھی اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے ○ تمہارے

شانِ نزول: منافقوں کی منافقت آشکار ہونے پر مسلمانوں کا تعجب لوگوں کے مرتد ہونے کی خبر

اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب بندوں کے عظیم اوصاف اللہ تعالیٰ کے کافر سوں، دوستوں کا مکمل مسلمان تمہارے دوست ہیں

ربط: منافقین، یہودی مصیبت کے اندیشے کی بنا پر یہودیوں سے محبت اور میل جول رکھتے تھے حالانکہ ان سے میل جول کفر کی وجہ سے بہت خطرناک تھا، اس سے معلوم ہوا کہ یہاں خطرات کی وجہ سے پیچھے ہٹنے والے منافقوں کا طریقہ ہے۔ ② اس آیت میں ان کی خبر کی تائید ہوئی اللہ تعالیٰ نے مرتد ہونے والوں اور یہودیوں کے خلاف لڑنے والے مسلمانوں کی دو صفتیں بیان فرمائی ہیں۔ ① کفار کے ساتھ دشمنی اور محبت و قلبی تعلق چونکہ بعض اوقات بے دینی کا سبب بن جاتا ہے اس لئے کفار سے دوستی کی ممانعت سے بعد مرتدین کا ذکر فرمایا اور مرتد ہونے سے پہلے لوگوں کے مرتد ہونے کی خبر دی چنانچہ یہ خبر سچی ثابت ہوئی اور بہت سے لوگ مرتد ہوئے۔

وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

دوست صرف اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ

الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ

دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں ﴿۵۵﴾ اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بیشک

حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ

اللہ ہی کا گروہ غالب ہے ﴿۵۶﴾ اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ان میں سے وہ لوگ

اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ

جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا لیا ہے انہیں اور کافروں کو اپنا دوست

اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ

نہ بناؤ اور اگر ایمان رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو ﴿۵۷﴾ اور جب تم نماز کے لئے اذان دیتے ہو

اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ

تو یہ اس کو ہنسی اور کھیل بنا لیتے ہیں یہ اس لئے ہے کہ وہ بالکل بے عقل لوگ ہیں ﴿۵۸﴾ تم فرما دو اے اہل کتاب

هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَ

کہیں ہماری طرف سے یہی برا لگا ہے کہ ہم اللہ پر اور جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو پہلے نازل کیا گیا اس پر ایمان لائے ہیں اور

ترجمہ: کافروں کو دوست بنانے والے مصیب ہوں گے ۔ دین حق اور عمل صالح والوں اور کافروں سے دوستی کی ممانعت

دینی شعائر کا مذاق اڑانا یہودیوں کا فعل ہے ۔ اللہ، رسول اور قرآن پر ایمان رکھنا یہودیوں کو برا لگتا ہے

حاشیہ: ① جن لوگوں یعنی کافروں سے ساتھ دوستیاں لگانا حرام ہے ان کا ذکر کرنے کے بعد جن کا ایمان فرمایا گیا جن کے ساتھ موالات واجب ہے ۔ ان آیت میں بیان ۔ وہ حکم تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے جب بھی کسی زمانہ میں ۔ محب بنیں ۔ افسوس کہ جو کام یہودی اور منافق کرتے تھے وہی کام آج مسلمان کہلانے والوں میں آ گئے ہیں ۔ نماز روزہ، حج زکوٰۃ کو اچھے جذبہ عربیہ کے ساتھ ۔ قرآن سنت، احادیث، یونی کتابوں، دینی شعائر کا مذاق، مسجد مدرسے، دینداروں کی جان، مال، عزت، مقدس کتابوں، فرض وہ کوئی بھی چیز ہے جس کا ان رسالے میں کھلے یا ظلموں زبانوں خصوصاً جرائد، رسالوں، عام ہوں چاہے، دستوں کی محفلوں، یا وی تقریروں، اس مذاق کی مشقوں اور باہمی گپ شپ میں مذاق نہیں اڑایا جاتا ہے تو دینی شعائر کا مذاق ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے ۔

اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

بیشک تمہارے اکثر لوگ فاسق ہیں ﴿۵۹﴾ تم فرماؤ کیا میں تمہیں وہ لوگ بتادوں جو اللہ کے یہاں اس سے بدتر درجہ رکھتے ہیں،

مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ

جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب فرمایا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو بندر اور سور بنادیا اور جنہوں نے شیطان

الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ

کی عبادت کی یہ لوگ بدترین مقام والے اور سیدھے راستے سے سب سے زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں ﴿۶۰﴾ اور جب تمہارے پاس آتے ہیں

قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا

تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں حالانکہ وہ آتے وقت بھی کافر تھے اور جاتے وقت بھی کافر ہی تھے اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ

يَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ

چھپا رہے ہیں ﴿۶۱﴾ اور تم ان میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھو گے کہ گناہ اور زیادتی اور حرام خوری کے کاموں میں دوڑ

اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ

رہے ہیں، بیشک یہ بہت ہی برے کام کر رہے ہیں ﴿۶۲﴾ ان کے درویش اور علماء انہیں

ترجمہ: ... یہودیوں کا مذاق اڑانے والے ... یہودیوں کا مذاق

گناہ اور زیادتی اور حرام خوری میں جلدی کرنا یہودیوں کا وصف ہے — یہودی درویشوں اور عالموں کا عمل پر تعریف نہ کرنا

ربط: ... یہودیوں نے مسلمانوں سے کہا کہ تمہارے دین سے بدتر دین ہم کسی جانتے۔ اس پر فرمایا گیا کہ مسلمانوں کو تم نے اپنے بغض، کینہ اور دشمنی کی وجہ سے ہی برا سمجھا ہے ورنہ حقیقت میں اصل بدتر تو تم لوگ ہو اور اپنے حالات دیکھ کر خود فیصلہ کر لو کہ تم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو یا مردود؟ پچھلے دو میں صورتیں تمہاری مسخ ہوئیں، سور بندر تم بنائے گئے پھر تمہارے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت تم پر ہوئی، غضب الٰہی کے مستحق تم ہوئے، حقیقی بدنصیب اور بدبخت تم ہو اور تم ہی بدترین مقام یعنی جہنم میں جاؤ گے۔ ﴿۲﴾ منافق بد عقیدوں کے ساتھ آتے تھے ویسے آتے ہی جاتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم عقیدت و محبت سے ساتھ لے کر تالیف قلب کے لیے خرچ کر جاتے تھے، ان سے متعلق ہے کہ بد عقیدوں کے ساتھ ہی پاس جانے والا فیض نہیں اٹھا سکتا۔ ﴿۳﴾ یہاں گناہ سے مراد توراۃ کی وہ آیات چھپانا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا بیان تھا اور زیادتی سے مراد توراۃ میں اپنی طرف سے بڑھا دینا ہے اور حرام خوری سے مراد وہ رشوتیں ہیں جو عوام سے یہودی علماء توراۃ سے احکام بدلنے کے

لَاحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾

گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے بیشک یہ بہت ہی برے کام کر رہے ہیں ﴿۶۳﴾

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ

اور یہودیوں نے کہا اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے ان کے ہاتھ باندھے جائیں اور ان پر اس کہنے کی وجہ سے لعنت ہے بلکہ

يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ

اللہ کے ہاتھ کشادہ ہیں جیسے چاہتا ہے خرچ فرماتا ہے ﴿۶۴﴾ اور جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ

کیا ہے بات یہ ان میں سے بہت سے لوگوں کی سرکشی اور کفر میں بڑھاوا دے گا ﴿۶۴﴾ اور ہم نے قیامت تک ان میں دشمنی اور بغض

الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ

ان دیا جب کبھی یہ لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے یہ زمین میں فساد پھیلانے کی

فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا

کوشش کرتے ہیں اور اللہ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں فرماتا ﴿۶۴﴾ اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے

عنوان یہودیوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف بخل کی نسبت اور ان کا رد — یہودیوں کے حسد و عناد کا اظہار

یہودیوں میں ہمیشہ باہمی اختلاف رہے گا — یہودیوں کی شرانگیزی اور سازشوں کا عبرتناک حال

(ایمان لانے والے اہل کتاب کی اخروی اور دنیوی جزاء)

ربط ﴿۶۳﴾ یہاں تک یہود کی دو شرارتوں اور علماء کے متعلق فرمایا گیا کہ انہوں نے پہلی قوم کو گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم دین کی اس بات پر بھی پکڑ ہوگی کہ وہ گناہ ہوتے ہوئے دیکھیں اور قدرت کے باوجود منع نہ کریں یونکہ ایسا عالم گناہ کرنے والے کی طرح سے عالم پر واجب ہے کہ وہ خود بھی سمجھے اور دوسروں کو بھی سمجھائے ﴿۶۴﴾ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کشادہ ہونے سے مراد بے حد رحم اور مہربانی ہے جو دوستوں کو بھی نوازتے ہیں دشمنوں کو بھی محروم نہیں فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہونے سے پاک ہے ﴿۶۴﴾ اس سے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں بغض کا مادہ ہو اس کی نصیحت اور خیر خواہی کی بات کو قبول کرنے کی توفیق نہیں ہوتی جیسے آج کل بہت سے یہودیوں کو دیکھا جا رہا ہے کہ دین کی عظمت دل میں نہ ہونے سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت سے بھی

لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ

تو ضرور ہم ان سے ان کے گناہ دور کر دیتے اور ضرور انہیں نعمتوں کے باغوں میں داخل کرتے ﴿۶۵﴾ اور اگر وہ قائم رکھتے توراۃ اور انجیل اور جو کچھ ان

الْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ

کی طرف ان کے رب کی جانب سے اتارا گیا ضرور کھاتے اوپر سے اور اپنے قدموں کے نیچے سے کھاتے

مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ ع ۸

ان میں ایک گروہ اعتدال پر ہے اور ان میں بہت سے برے کام کر رہے ہیں ﴿۶۶﴾ اے رسول جو کچھ آپ کی

بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ

طرف آپ کے رب کی جانب سے اتارا گیا اسے پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اس کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۷﴾ قُلْ

اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا بیشک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا ﴿۶۷﴾ تم فرما دو

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ

اے کتابیو جب تک تم توراۃ اور انجیل اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اتارا گیا ہے قائم نہیں کرتے

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا

کسی شے پر نہیں ہو اور ضرور یہ جو تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اتارا گیا ہے ان میں سے بہت سے لوگوں کی

وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا

سرکشی اور کفر میں اضافہ کر دے گا تو آپ کافر قوم پر غم نہ کھائیے ﴿۶۸﴾ بیشک وہ جو آپ پر مسلمان ہوئے اور یہود

لغات: یعنی اہل کتاب اختلاف چھوڑ دیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبلیغ رسالت کا حکم ہوا ان کی حفاظت کا وعدہ الٰہی

پہلا ہے یہ صورت میں کہ اہل کتاب کسی زیادتی پر تلے ہوئے ہیں یہ اہل قرآن سے پہلوں علماء اور سرداروں پر نشی والمراد ہیں اصل

پہنچے ہیں سے بچانا ہے اور یہ کمال ہے اور اس کی جزا

نکتے: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وحی شرعی کتم نہیں چھپایا بلکہ ایک ایک حکم کی پوری تبلیغ فرمائی ہے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی شرعی حکم سے چھپانا ہے ہی سمجھ نہیں آ جاتی ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کسی کے لئے انسان کچھ نہیں مگر اس کی وہی قدر ہے جو کچھ حقیقت اگرچہ عالم فاضل اخلاق اور نیک ہو مگر اس میں سے ہو

وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ

اور ستاروں کی پوجا کرنے والے اور عیسائی (ان میں سے جو بھی) اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو ان پر

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ

کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ﴿۶۹﴾ بیشک ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ان کی طرف

اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا

پیغمبر بھیجے (تو) جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول وہ بات لے کر آیا جو ان کے نفس کو پسند نہ تھی تو انہوں نے (انبیاء کے) ایک گروہ کو جھٹلایا

وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ

اور ایک گروہ کو شہید کرتے رہے ﴿۷۰﴾ اور انہوں نے یہ سمجھا کہ کوئی سزا نہ ہوگی تو (حق سے) اندھے اور بہرے ہو گئے پھر اللہ

عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ لَقَدْ

نے ان کی توبہ قبول کی پھر ان میں سے بہت سے اندھے اور بہرے ہو گئے اور اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے ﴿۷۱﴾ بیشک

كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ

وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے حالانکہ مسیح نے تو یہ کہا تھا اے بنی

اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ

اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے بیشک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر

لغات: نیک عمل کا انجام ایمان صحیح سے ہے ۔ وہ جھٹلانا اور قتل کرنا

یہودی صدیوں کا سنگین جرائم کے باوجود خود کو اللہ کے محبوب سمجھنا اس کا سبب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کہنے والے کافر ہیں اللہ کا شریک ٹھہرانے والوں کی عبرتناک سزا

ماخذ: ① انبیاء کرام علیہم السلام کی تکذیب ہی تو یہودیوں اور عیسائیوں سب شریک ہیں مگر قتل نبی خاص یہودیوں کا کام ہے، کیونکہ بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام شہید یا جن میں سے حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا علیہما السلام بھی ہیں۔ ② عیسائیوں کے بہت سے فرقے ہیں۔ ان میں سے جیکوبیہ اور ملکانیہ کہتے ہیں کہ مریم اللہ یعنی معبود جنا اور وہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ یعنی معبود عیسیٰ کی ذات میں حلول کر گیا اور ان کے ساتھ مل کر تین الٰہ (معبود) ہو گئے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ عیسائیوں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی توہین ہوئی کہ وہ تو بچے کو دودھ پلانے کا محتاج ہوتا ہے اور یہ کیسا معبود ہے جو

اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ

جنت حرام فرمادی اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ○ بیشک وہ لوگ کافر ہوگئے

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ

جنہوں نے کہا بیشک اللہ تین معبودوں میں سے تیسرا ہے حالانکہ عبادت کے لائق تو صرف ایک ہی معبود ہے اور اگر یہ لوگ

يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا

اس بات سے باز نہ آئے جو یہ کہہ رہے ہیں تو جو ان میں کافر رہیں گے ان کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا ○ تو یہ کیوں

يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ

اللہ کی بارگاہ میں توبہ نہیں کرتے اور کیوں اس سے مغفرت طلب نہیں کرتے؟ حالانکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ مسیح بن مریم

مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا

تو صرف ایک رسول ہے اس سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور اس کی ماں صدیقہ بہت سچی ہے وہ دونوں

يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾ قُلْ

کھانا کھاتے تھے دیکھو تو ہم ان کے لئے کیسی صاف نشانیاں بیان فرماتے ہیں پھر دیکھو وہ کیسے بہکے جاتے ہیں؟ ○ تم فرماؤ،

وقف لازم

خلاصہ! جو لوگ ایسی باتیں کہنے والے ہیں کافر ہوگئے ہیں دردناک عذاب ہے ان کو، کیا ایسوں کو توبہ و مغفرت طلب کرنے کا حکم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا ہونے سے دلائل — شرک کو باطل کرنے کے لیے مثال

ربط! عیسائیوں میں فرقہ ملکوسیہ اور ملکوریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تین ہیں باپ روح القدس اللہ تعالیٰ و باپ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام و بیٹا اور حضرت جبریل علیہ السلام کو روح القدس کہتے ہیں یہ معاذ اللہ یہاں ان کا رد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک ہے نہ ثالث و حدانیت کے ساتھ موصوف ہے اس کا کوئی بیٹا نہیں باپ بیٹے کی نسبت سے پاک ہے اگر کفار تثلیث (تین خدا ہونے) کے معتقد ہے اور توحید اختیار کریں تو آخرت میں دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے ⑦ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا نہ ہونے سے دلائل بیان کئے گئے ہیں پہلی دلیل یہ کہ وہ رسول ہیں لہٰذا ان کو خدا ماننا غلط اور کفر ہے کیونکہ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں جو بشر تھے تو جب دیگر انبیاء علیہم السلام کو بشریت کی بنا پر خدا نہیں مانتے تو عیسیٰ بھی خدا نہ ماننے کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ دونوں کھانا کھاتے تھے جبکہ معبود کھانے پینے سے پاک ہوتا ہے یعنی معبود کھانے کا محتاج نہیں ہو سکتا تو جو کھانے کھائے جسم رکھے وہاں جسم میں تبدیلیاں واقع ہوں خدا ان کا محل بنے وہ کیسے معبود ہو سکتا ہے؟

أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ

کیا تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے نقصان کا مالک ہے اور نہ نفع کا اور اللہ ہی سننے والا

الْعَلِيمُ ﴿٧٦﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا

جاننے والا ہے ﴿٧٦﴾ تم فرما دو اے کتاب والو! اپنے دین میں ناحق حد سے زیادتی نہ کرو اور ان لوگوں کی خواہشوں

أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿٧٧﴾

پر نہ چلو جو پہلے خود بھی گمراہ ہو چکے ہیں اور بہت سے لوگوں کو بھی گمراہ کر چکے ہیں اور سیدھی راہ سے بھٹک چکے ہیں ﴿٧٧﴾

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ

بنی اسرائیل میں سے کفر کرنے والوں پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر لعنت کی گئی

ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٧٨﴾ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ

یہ لعنت اس وجہ سے تھی کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ زیادتی کرتے تھے ﴿٧٨﴾ وہ ایک دوسرے کو کسی برے کام سے منع نہیں کرتے تھے

فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧٩﴾ تَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ

جو وہ کیا کرتے تھے بیشک یہ بہت ہی برے کام کرتے تھے ﴿٧٩﴾ تم ان میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھو گے کہ کافروں

كَفَرُوا ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ

سے دوستی کرتے ہیں تو ان کی جانوں نے ان کے لئے بری چیز آگے بھیجی کہ ان پر اللہ نے غضب کیا اور یہ لوگ ہمیشہ

لغات: غلو: دین میں ناحق زیادتی کرنا۔ ضلوا: گمراہ ہوئے۔ اضلوا: گمراہ کیا۔ سواء: درمیان۔ لعن: لعنت کی۔ لسان: زبان۔ عصوا: نافرمانی کی۔ اعتدوا: زیادتی کی۔ تناھون: منع کرتے۔ منکر: برا کام۔ تولون: دوستی کرتے۔ سخط: غضب کیا۔

ترجمہ: یہودیوں کی اپنے سرکشی، دوسروں کو گمراہ کرنے اور حق سے روگردانی کی وجہ سے لعنت کیا جانا۔ عیسائیوں کی غلو، عبادت کے بجائے عبادت کرنے اور حق سے روگردانی کی وجہ سے لعنت کیا جانا۔

حاشیہ: ① اس آیت میں شرک کو باطل ثابت کرنے کی ایک اور دلیل بیان کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مستحق عبادت وہی ہو سکتا ہے جو نفع نقصان دینے پر پوری قدرت اختیار رکھتا ہو اور جو ایسا نہ ہو وہ مستحق عبادت نہیں ہو سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نفع ضرر کے بارے میں اللہ کے محتاج تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں وہ الٰہ ہونے کی صلاحیت کا اختیار باطل ہے۔ ② معلوم ہوا کہ غلو دین سے روکنا اور اس کے مقابلہ حرام ہے۔ یہ آیت مبارکہ ان مسلمانوں کے لئے تازیانۂ عبرت ہے جو غلو فی الدین میں مبتلا ہو کر دوسرے مسلمانوں سے کھلی دشمنی رکھنے کے باوجود صرف اپنے مفادات کی خاطر ان کے ساتھ دوستی کرتے ہیں شیر بن جاتے اور ان کی ناراضگی سے خوف کھاتے ہیں۔

هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا
عذاب میں ہی رہیں گے ○ اور اگر یہ اللہ اور نبی پر اور اس پر جو نبی کی طرف نازل کیا گیا ہے ایمان رکھتے تو
اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ
کافروں کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں بہت زیادہ فاسق ہیں ○ ضرور تم مسلمانوں کا سب
عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً
سے زیادہ شدید دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے[1] اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں
لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَ
سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جو کہتے تھے کہ ہم نصرانی ہیں یہ اس لئے ہے کہ ان میں علماء اور
رُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾
عبادت گزار موجود ہیں اور یہ تکبر نہیں کرتے ○

فرمان حقیقی مومن کافر کو دوست نہیں بنا سکتا۔ مسلمانوں کے سب سے سخت دشمن یہودی اور مشرک ہیں۔

(اور عیسائیوں کے بعض بھائیوں کا اسلام لانا، مسلمانوں سے قریب)

مالی ① ان آیات کے پس منظر پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا اصل مقصود ریاست کی تخریب اور منصب کا حصول تھا اور اس کے لیے وہ ہر طریقہ اپنانا پسند کرتے تھے۔ ② اس آیت کریمہ میں اہل کتاب کی تعریف بیان کی گئی ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر قائم تھے اور ساتھ ہی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت معلوم ہونے کے بعد سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا

اور جب یہ سنتے ہیں وحی جو رسول کی طرف اتری تو تم دیکھو گے کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے ابلی پڑتی ہیں اس لیے کہ وہ

عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا

حق پہچان گئے کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں حق کے گواہوں کے ساتھ لکھ لے ﴿٨٣﴾ اور ہمیں کیا ہے

لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ

کہ ہم اللہ پر اور اس حق پر ایمان نہ لائیں جو ہمارے پاس آیا اور ہم طمع رکھتے ہیں کہ ہمیں تیرا رب نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں

الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

لے جائے ﴿٨٤﴾ تو اللہ نے ان کے اس کہنے کے بدلے انہیں وہ باغ عطا فرمائے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ نیکوں کی جزا ہے ﴿٨٥﴾ اور جنہوں نے کفر کیا اور

بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٨٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا

آیتیں ہماری جھٹلائیں وہ دوزخ والے ہیں ﴿٨٦﴾ اے ایمان والو ان پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ

طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَ

جنہیں اللہ نے تمہارے لیے حلال فرمایا ہے اور حد سے نہ بڑھو بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے ﴿٨٧﴾ اور جو کچھ

كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾

تمہیں اللہ نے حلال پاکیزہ روزی دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور اس اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو ﴿٨٨﴾

لغات: رغبت قرآن سن کر ہونے والے — ایمان کا عملاً اظہار کفر کا حجاب — حلال کو حرام نہ بنانے کی ممانعت

ف: ① حبشی بادشاہ اور اس کی طرف سے وفد رسالت میں بھیجے ہوئے وفد سے لوگ تلاوت قرآن سن کر رو پڑے ان آیتوں میں انہی کی تعریف ہے ② جب حبشہ کا وفد اسلام سے مشرف ہو کر واپس گیا تو یہود یوں نے کہا کس کی پیروی کی ان کے جواب میں یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ جب حق واضح ہو گیا تو ایسی حالت میں ایمان سے رکنا قابل ملامت ہے ③ ان آیتوں میں پاکیزہ چیزوں کو حرام قرار دینے سے منع فرمایا ان سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو منہ اللہ کی طرف منسوب ہر چیز پر حرام کا فتویٰ دے دیتے ہیں میرے طرز کی سادگی بتانے کے لیے بھی تو بعض کے بارہ میں حلال و حرام فرما دیتے ہیں

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ

اللہ تمہیں تمہاری قسموں پر نہیں پکڑے گا لیکن ان قسموں پر گرفت فرمائے گا جنہیں تم مضبوط کر لو

فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ

تو اس قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو اس طرح کا کھانا دینا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا

كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ

ان کو کپڑے دینا ہے یا ایک مملوک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے تو جو نہ پائے تو تین دن کے روزے ہیں

كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب قسم کھائی اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان

اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ

فرماتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو ۝ اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت

وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اور قسمت معلوم کرنے کے تیر ناپاک شیطانی کام ہیں تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ ۝

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض ڈلوا دے

لغات: قسم کھانے کے شرعی مسائل اور توڑنے کا کفارہ — ناپاک شیطانی کام — شراب، جوئے کا وبال اور دینی نقصان

تشریح: ① قسموں کی حفاظت کی صورت یہ ہے کہ جس پر قسم کھائی جائے جبکہ اس میں شرعاً کوئی حرج نہ ہو اور یہ بھی حفاظت کی صورت ہے کہ قسم کھانے کی عادت ترک کی جائے اگر کوئی گناہ کرنے کی قسم کھا بیٹھے تو اس قسم کو توڑ دینا واجب ہے ② انصاب سے مراد وہ پتھر ہیں جن کے پاس جاہلیت میں جانور ذبح کرتے تھے یا ان سے مراد بت ہیں ③ ازلام جاہلیت میں قمار کے تین تیر بنائے ہوئے تھے ان میں سے ایک پر ہاں اور دوسرے پر نہیں لکھا تھا جبکہ تیسرا خالی تھا جب کسی کو کوئی کام درپیش ہوتا تو وہ ان تیروں سے فال نکالتے اور جو فال نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے تھے ④ شراب اور جوئے کا یہ وبال ہے کہ ان سے باہمی بغض اور عداوت پیدا ہوتی ہیں جبکہ دینی وبال یہ ہے کہ جوا میں مبتلا ہونے والا نماز سے عموماً محروم ہو جاتا ہے اور خود ان گناہوں کا وہاں پر کیا حال ہے

وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَطِيْعُوا

اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو کیا تم باز آنے والے ہو ﴿۹۱﴾ اور اللہ کا

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا

حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ہوشیار رہو پھر اگر تم پھر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول پر تو صاف

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا

طور پر پہنچا دینا لازم ہے ﴿۹۲﴾ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ان پر کھانے میں کوئی گناہ نہیں

طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ

جب کہ پرہیزگاری کریں اور ایمان رکھیں اور نیک عمل کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور

اَحْسَنُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ ع

نیکیاں کریں اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے ﴿۹۳﴾ اے ایمان والو! اللہ ضرور تمہیں کسی چیز سے آزمائے گا جس تک

بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ

تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچ سکیں گے تمہارا امتحان کرے گا تاکہ اللہ ان لوگوں کی پہچان کرا دے جو اس سے بن دیکھے ڈرتے ہیں ﴿۹۴﴾

ع ۱۲

شان نزول: اللہ تعالیٰ کے رسول کا حکم (حرمت سے پہلے شراب پینے والوں کا حکم) حالت حرام میں شکار کرنے والے کی سزا کا حکم

تفسیر: اس آیت مبارکہ میں لفظ "اتقوا" جس کے معنی ڈرنے اور پرہیز کرنے کے ہیں تین مرتبہ آیا ہے پہلے سے مراد شرک سے بچنا، دوسرے سے مراد تمام حرام کاموں اور گناہوں سے بچنا اور تیسرے سے مراد شبہات کا ترک کر دینا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ پہلے سے مراد تمام حرام چیزوں سے بچنا، دوسرے سے اس پر قائم رہنا اور تیسرے سے مراد وہی سابقہ باتوں پر ہمیشگی کے بعد جو پیش آ جائیں ان کو چھوڑ دینا ہے۔ بعض مفسرین نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ پہلے تو گناہوں سے بچتے رہے ہوں اور اب بھی بچتے ہیں اور آئندہ بھی بچتے رہیں گے ﴿۲﴾ صلح حدیبیہ کے سال مسلمان حالت احرام میں تھے۔ جنگلی جانور بکثرت ہیں اور اللہ کی شان کہ جنگلی جانور بھی بڑی کثرت سے آئے اور ان کی سواریوں پر چھا گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے جنگلی جانور کا شکار کرنا یا ہاتھ سے پکڑنا بالکل اختیار میں تھا اس سے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حکم الٰہی کی پابندی میں ثابت قدم رہے اور حالت احرام میں شکار سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی گناہ سے اسباب و موقع جس قدر کثرت سے موجود ہوں ان سے بچنے میں اتنا ہی زیادہ ثواب ہے۔

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا

پھر جس نے حالت سے بعد جو حد سے بڑھے تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے ﴿۹۴﴾ اے ایمان والو حالت احرام

الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ

میں شکار کو قتل نہ کرو اور تم میں سے جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ مویشیوں میں سے کسی طرح کا وہ جانور دیدے

النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ

جس کے فیصلہ کی شہادت دو معتبر آدمی تمہیں میں سے دیں یہ جانور کعبہ کو پہنچنا ہوگا یا کفارہ میں مسکینوں کا کھانا کفارہ میں سے

اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ

یا اس کے برابر روزے تاکہ وہ اپنے کام کا وبال چکھے اللہ نے پہلے جو گزرا معاف فرمایا اور جو دوبارہ کرے گا

فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ

تو اللہ اس سے انتقام لے گا اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا ہے ﴿۹۵﴾ تمہارے لئے دریا کے شکار کرنے کا حلال کیا گیا

طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَ

اور اس کا کھانا تمہارے فائدہ کے لئے اور قافلہ والوں کے لئے اور تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا

اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ

جب تک تم احرام کی حالت میں ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کی طرف تم جمع کئے جاؤ گے ﴿۹۶﴾ اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو اور حرمت والے مہینے اور حرم کی طرف ہانکے جانے

ترجمہ: حالت احرام میں شکار کی ممانعت ﴿۹۴﴾ سے پر فدیہ اور کفارہ (حالت حرم میں صید کا شکار حلال ہے)

(حالت احرام اور شعائر اللہ کی عظمت)

تفسیر: ﴿۹۵﴾ حالت حرام میں شکار یعنی خشکی سے کسی وحشی (جنگلی) جانور، پرندہ یا کوئی اس طرح شکار سے اشارہ تاکہ کسی طرح بتانا حرام ہے اور یہ ہر حال میں حرام ہے خواہ جان بوجھ کر ہو یا غلطی سے، قتل صورت کا حکم اس آیت سے اور عمد کی حدیث پاک سے ثابت ہے۔ ان سب صورتوں میں کفارہ واجب ہے اور وہ اس جانور کی قیمت ہے یعنی عادل دیہاں کے حساب سے جو قیمت بتادیں وہ دینی ہوگی اور اگر وہاں اس کی کوئی قیمت نہ ہو تو وہاں سے قریب جگہ میں جو قیمت ہو وہ دینا لازم ہے۔ اگر ایک سے عادل نے بتایا واجب بھی کافی ہے ﴿۹۶﴾ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے قیام کا باعث بنایا کہ وہاں دینی اور دنیوی امور کا قیام ہو تاکہ وہاں تجارتوں اور مزدوروں کا آنا جانا ہے جس سے تاجر نفع پاتے ہیں اور حج و عمرہ کرنے والے وہاں حاضر ہو کر ثواب حاصل کرتے ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ کعبہ جس میں حج کیا جاتا ہے اور جس سے حرام ان سب سے ساتھ حلال کی بھی دنیا و دین امور وابستہ ہیں۔ اس سے گوشت سے عمر پوں اور امیر اس کا گزارہ ہوتا ہے ان سے ایک کمال سلطانی اور ہوتا ہے

قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ۚ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا

جانے اللہ قربانی والوں جانوروں کو جن کے گلے میں اپنی قربانی ہونے کی علامت ڈالی ہو اور ان سب کو لوگوں کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے جس سے یہ کام درست ہیں

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

کہ وہ کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور یہ کہ اللہ سب

عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾

کچھ جانتا ہے ○ جان رکھو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا بھی ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان بھی ہے ○

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ

رسول پر صرف پہنچا دینا لازم ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو ○ تم فرما دو

لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي

کہ گندہ اور پاکیزہ برابر نہیں اگرچہ گندے کی زیادتی تجھے کیسی ہی اچھی لگے سو اے عقل والو

الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ ع ۱۳

اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ ○ اے ایمان والو جو چیزیں تم پر ظاہر نہ کی جائیں ان کے بارے میں سوال نہ کیا کرو

اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۭ

ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر تم انہیں ایسے وقت پوچھو گے جب قرآن نازل کیا جا رہا ہے تو تم پر وہ چیزیں ظاہر کر دی جائیں گی

عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ

اور اللہ ان کو معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے ○ بیشک تم سے پہلے یہ تم سے ان اشیاء کے متعلق سوال کر چکے ہیں پھر

عنوان اللہ تعالیٰ کی شان صفات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منصب رسالت کی ادائیگی

(کثرت ہر جگہ مقبولیت کی دلیل نہیں فضول سوالات سے ممانعت

ربط اس کا معنی یہ ہے یہ اموال و مال وہ دولت کی لالچ اور بیان کیے ہوئے ہیں کہ جو حقیقی اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ سب سے اچھی اور سب سے زیادہ باقی رہنے والی ہیں ان سے ان کی خواہشات اور ان کی رنگینیوں سے لطف اندوز ہونے میں لگے رہنے اور اپنی آخرت کی تیاری سے غافل رہنا مذموم ہے ○ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس امر کی شریعت میں ممانعت نہ ہو وہ مباح ہوتا ہے

اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ۝ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ

ان کا انکار کرنے والے ہو گئے ۝ اللہ نے نہیں ٹھہرایا بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام کو

وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ

مقرر نہیں یا نہیں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا بہتان لگاتے ہیں ۝ اور ان میں کثر

لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا

بے عقل ہیں ۝ اور جب ان سے کہا جائے کہ جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف کو تو کہتے ہیں

حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ

کہ ہمیں وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ جانتے ہوں اور نہ

لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا

ہدایت ہوں ۝ اے ایمان والو تم اپنی جانوں کی فکر کرو جب تم ہدایت پر ہو تو گمراہ ہونے والا تمہارا کچھ

اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا

بگاڑے گا اللہ ہی کی طرف تم سب کا جانا ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو تم کرتے تھے ۝ اے

شان نزول کافروں نے چند جانوروں کو حرام قرار دینے کا (شریعت کے مقابلے میں باپ دادا کی رسمیں نہیں چلیں گی)

الٰہی احتساب کا حکم ہدایت پانا کردار دوسروں کی گمراہی کو نقصان نہیں پہنچائے گی وصیت کے گواہ بنانے کا حکم

حل لغات ۱ زمانہ جاہلیت میں مشرکین نے اپنی طرف سے جن جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا تھا اور خود ان سے کسی قسم کا نفع اٹھانا حرام سمجھتے تھے۔ ان کی چھ قسمیں مشہور تھیں۔ بحیرہ کی مادہ اونٹنی جس کے پانچ بچے ہو چکے ہوں اور پانچویں بچہ نر ہو اس کا کان چیر کر اسے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے۔ سائبہ وہ اونٹنی جو بتوں کے نام پر چھوڑ دی جاتی تھی کہ مسافر ہو گیا یا بیمار ہو گیا یا اس جانور سے فلاں فلاں فائدہ حاصل ہوا تو ان جانوروں کا یہ حکم ہوگا جس شخص سے چھ بچے مادہ پیدا ہوئے وہ بھی یہاں آ کر چھوڑ دی جاتی۔ ان جانوروں کو یہ لوگ بتوں کے لئے چھوڑ دیتے اور جو ان سے کسی قسم کا نفع اٹھانا حرام سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس آیت میں مشرکوں کا رد کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا اور یہ لوگ اس کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے ہیں۔

۲ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سب پر مقدم ہے خواہ اپنے باپ دادا کے طریقے کو ہو یا حکم خدا و رسول کے۔ یہ آیت اسی کا بیان ہے۔ اس سے ہدایت کی بھی خبر ملتی ہے۔ یعنی جو لوگ خوشی کے ساتھ قبول حق حاصل کریں اور اسلام کی اور احکام شریعت پر عمل کرنے کو ترجیح دیتے ہیں کہ حکم شریعت چھوڑ دیتے ہیں یعنی رسمیں نہیں چھوڑتے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ

یعنی اے جو تم میں کسی کو موت آنے لگے تو وصیت کرتے وقت تمہاری آپس کی گواہی ہے دو والے تم میں سے

اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي

دو معتبر شخص ہوں یا اگر تم میں سے نہ ہوں تو اور دو غیر ہوں اگر تم کہیں سفر میں جا رہے ہو پھر تمہیں موت کا حادثہ پہنچے تو تمہارے غیر میں

الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ۭ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ

سے وہ دونوں (گواہ ہوں) تم ان دونوں گواہوں کو نماز کے بعد روک لو پھر اگر تمہیں شبہ واقع ہو تو وہ دونوں

بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ

اللہ کی قسم کھائیں کہ ہم قسم کے بدلے کوئی مال نہ لیں گے اگرچہ قرابتی رشتے دار ہو اور ہم اللہ کی گواہی نہ چھپائیں گے

شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ

اگر ہم ایسا کریں تو اس وقت ہم سخت گنہگاروں میں ہوں گے ۝ پھر اگر اس بات پر اطلاع ملے کہ دونوں گواہ گواہی میں جھوٹے ہوں یا کسی

اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ

گناہ کے مستحق ہوئے ہیں تو ان کی جگہ ان لوگوں میں سے جن کا حق دبایا گیا ہے پہلے دو شخص کھڑے ہوجائیں

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۚ اِنَّآ اِذًا

پھر دونوں کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی (جھوٹی ہے ان کی گواہی سے بڑھ کر ہے اور ہم نے حد سے نہیں بڑھا ہم نے جو کچھ کہا) اس وقت ہم

لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰي وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ

ظالموں میں ہوں گے ۝ یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ وہ گواہ صحیح طریقے سے گواہی ادا کریں یا وہ اس بات سے ڈریں کہ

ترجمہ میت کی گواہی سے متعلق احکام

شرح اس آیت میں یہ حکم فرمایا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آئے تو اس وصیت پر دو مسلمانوں کو گواہ بنالو اور اگر سفر وغیرہ میں ہو اور وہاں کوئی مسلمان نہ ملے تو غیر مسلموں کو گواہ بنالو۔ یہ وصیت کے گواہوں کا جھوٹ ثابت ہو جائے تو اس صورت میں حکم یہ ہے کہ میت کے ورثاء میں سے دو افراد قسم کھائیں کہ یہ دونوں گواہ جھوٹے ہیں ہماری گواہی یعنی قسم ان دونوں کی گواہی سے زیادہ درست ہے اور ہم حد سے نہیں بڑھے اگر ایسا کریں گے تو اس وقت ہم ظالموں میں ہوں گے

تُرَدُّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

ان کی قسموں کے بعد قسموں کو رد کر دیا جائے گا اور اللہ سے ڈرو اور غور سے سنو اور اللہ نافرمانوں

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۖ قَالُوْا ع ۱۵

کو ہدایت نہیں دیتا ﴿۱۰۸﴾ جس دن اللہ سب رسولوں کو جمع فرمائے گا پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا؟ وہ عرض کریں گے

لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

ہمیں کچھ علم نہیں بیشک تو ہی سب غیبوں کو جاننے والا ہے ﴿۱۰۹﴾ جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ

اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰي وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ تُكَلِّمُ

میرے اس احسان کو یاد کر جو تجھ پر اور تیری والدہ پر میں نے کیا جب میں نے پاک روح سے تیری مدد فرمائی تو گہوارے میں

النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَ

اور جوانی عمر میں لوگوں سے باتیں کرتا تھا اور جب میں نے تجھے کتاب اور حکمت اور توریت اور

الْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا

انجیل سکھائی اور جب تو میرے حکم سے گیلی سے پرندے جیسی صورت بناکر اس میں پھونک مارتا تھا

فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ

تو وہ میرے حکم سے پرند ہو جاتی اور تو میرے حکم سے پیدائشی اندھا اور سفید داغ کے مریض کو شفا دیتا تھا اور جب تو میرے حکم سے

ربط ربط دربارِ قیامت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال ربط دربارِ قیامت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا کلام معجزات کا بیان

لغوی ① مراد یہ ہے کہ گواہی سے متعلق جو احکام دیے ہوئے ہیں ان پر عمل کرنے سے گواہ صحیح طریقے سے گواہی دیں گے یا یہیں اس بات کا خوف ہوگا کہ ہم سے جھوٹی قسم غلط اور علامات و قرائن سے جھوٹ ظاہر ہو گیا تو قسمیں میت کے ورثاء پر منتقل کر دی جائیں گی اور انہیں سے ہمارے حق میں قسمیں معتبر کر لی جائیں گی یوں سب سے سامنے گواہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جب انہیں یہ خوف ہوگا تو وہ جھوٹی قسم کھانے سے باز رہیں گے۔ ② اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اور جبرائیل امین سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے معجزوں کی مدد سے معلوم ہوا۔ جس سے نبی اندھا پن اور برص کا علاج بہت بڑی معجزے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان معجزوں کو دکھاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اس کی عطا سے بڑے بڑے مشکل امور حاجت روا ہوتے ہیں۔ ④ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مقبول بندے اس کے دیئے ہوئے اختیار سے مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔

الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

مردوں کو زندہ کر کے نکالتا اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آیا

فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذْ اَوْحَيْتُ

تو ان میں سے کافروں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے ﴿۱۱۰﴾ اور جب میں نے حواریوں[1] کے

اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا

دل میں یہ بات ڈالی[2] کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم

مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ

مسلمان ہیں ﴿۱۱۱﴾ یاد کرو جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا آپ کا رب یہ کر سکے گا[3]

اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

کہ ہم پر آسمان سے کھانے کا خوان نازل فرمائے؟ فرمایا اللہ سے ڈرو اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ

رکھتے ہو ﴿۱۱۲﴾ حواریوں نے کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم جان لیں

اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ

کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا ہے اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں ﴿۱۱۳﴾ عیسیٰ بن مریم نے عرض کی

مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا

اے اللہ اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے خوان نازل فرما جو ہمارے لئے اور ہمارے

[1] حواریوں کی طرف ایمان لانے کا القاء اور ان کا ایمان لانا — آسمان سے دسترخوان اترنے کا مکمل واقعہ

[2] آیت حواریوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مخصوص اور مخلص حضرات کو کہا جاتا ہے۔ (2) اس آیت میں لفظ وحی کی نسبت غیر نبیوں کی طرف سے اور جب وحی کی نسبت غیر ہی کی طرف ہو تو اس سے مراد دل میں بات ڈالنا ہوتا ہے۔ (3) اس سے حواریوں کی مراد یہ تھی کہ کیا اللہ تعالیٰ اس بارے میں آپ کی عاجزی فرمانے پر مراد نہیں کریں گے کہ کیا آپ کا رب یہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ وہ حضرات اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان رکھتے تھے

عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

بعد میں آنے والوں کے لئے عید اور تیری طرف سے نشانی ہو جائے اور ہمیں روزی عطا فرما اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے ○

قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا

اللہ نے فرمایا بیشک میں وہ تم پر اتارتا ہوں پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے گا تو بیشک میں اسے وہ عذاب دوں گا

لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ

کہ سارے جہان میں کسی کو نہ دوں گا ○ اور جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے

قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ

لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو معبود بنانا؟ تو وہ عرض کریں گے تو پاک ہے

مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ۭ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ

میرے لئے ہرگز جائز نہیں کہ میں وہ بات کہوں جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی تو تجھے ضرور معلوم ہوتی

تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾

تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے بیشک تو ہی سب چھپوں کا جاننے والا ہے ○

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ

میں نے تو ان سے وہی کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور میں

شان قیامت میں عیسیٰ علیہ السلام سے خصوصی سوال وجواب

مسئلہ (۱) اس آیت سے معلوم ہوا جس روز اللہ تعالیٰ نے خاص رحمت نازل فرمائی اس دن کو عید بنانا خوشیاں منانا عبادتیں کرنا اور شکر بجا لانا صالحین کا طریقہ ہے اور بیشک حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری یقیناً قطعاً سب سے عظیم ترین نعمت اور سب سے ترین رحمت ہے اس لئے خصوصاً آپ کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر بجا لانا اور رحمت و سرور کا اظہار کرنا مستحسن و محمود اور اللہ والوں کے متبوں بندوں کا طریقہ ہے (۲) اس آیت میں بھی قیامت کے دن کا بیان ہے کہ ضرور قیامت ہوگی سب کو مرنے کے بعد اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہوگا (۳) علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ثابت کرنا اور معاملہ اس کے سپرد کر دینا اور عظمت الٰہی کے سامنے اپنی بے علمی کا اظہار یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان ادب ہے۔

عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۚ

ان پر مطلع رہا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا

وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿١١٧﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ

اور تو ہر شے پر گواہ ہے ﴿١١٧﴾ اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور

تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١١٨﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ

تو انہیں بخش دے تو بیشک تو ہی غلبے والا حکمت والا ہے ﴿١١٨﴾ اللہ نے فرمایا یہ قیامت وہ دن ہے جس میں سچوں

الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ

ان کا سچ کام دے گا ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے،

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١٩﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

اللہ ان سے خوش ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے یہ بڑی کامیابی ہے ﴿١١٩﴾ آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٢٠﴾

میں اور جو کچھ ان میں ہے سب کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿١٢٠﴾

اٰیات ١٦٥ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — سورۃ الانعام ٦ — رکوع ٢٠

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۚ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور اندھیروں اور نور کو پیدا

عنوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے متعلق پروردگار کی میں عرض — دنیا سے جانے کا قیامت میں ذکر

کائنات کا حقیقی مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے — قدرت کاملہ کے دلائل اور کافروں کا حال

لغت اس لفظ سے قائلین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال کرتے ہیں ان کا یہ استدلال غلط ہے کیونکہ عربی لفظ "توفی" موت کے لئے خاص نہیں بلکہ کسی شے کو پورے طور پر لینے کو کہتے ہیں خواہ موت کے ذریعہ ہو یا نیند کے ذریعہ سوال وجواب اور قیامت کا ہے تو لفظ "توفی" موت کے معنی میں بھی ہے یا جائے جب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے زمین پر تشریف لانا سے پہلے وفات پانا ان سے ثابت ہو سکے گا

ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى

پھر (بھی) کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں ۝ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک مدت

اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ

کا فیصلہ کر دیا اور ایک مقررہ مدت اسی کے پاس ہے پھر تم لوگ شک کرتے ہو ۝ وہی اللہ آسمانوں میں اور

فِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ

زمین میں (ہر ایک کا) معبود وہی ہے ۝ وہ تمہارے ہر پوشیدہ اور ظاہر بات کو جانتا ہے اور جو تمہارے سب کام جانتا ہے ۝ اور ان کے

مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ

پاس ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی بھی نشانی نہیں آتی مگر یہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں ۝ چنانچہ جس وقت حق

لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۭ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا

جب ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے جھٹلا دیا جس کا یہ مذاق اڑاتے تھے ۝ کیا انہوں نے نہیں دیکھا

كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ

کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا جنہیں ہم نے زمین میں وہ قوت و طاقت دی تھی جو تمہیں نہیں دی اور

اَرْسَلْنَا السَّمَاۗءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۠ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ

ہم نے ان پر موسلا دھار بارش بھیجی اور ان کے نیچے نہریں بہا دیں

عنوان ۔۔۔ دوبارہ زندہ کئے جانے سے منکرین کا رد ۔۔۔ آسمان ۔۔۔ میں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے کامل علم کا بیان

گزشتہ کفر سے متعلق کافروں کا طرز عمل اور اس کا انجام ۔۔۔ سابقہ قوموں کے عبرتناک انجام کے ذریعے تنبیہ

حل لغات ۔۔۔ معترین کے بیان کے مطابق آیت میں لفظ "یعدلون" کا تعلق "یخلقون" کے ساتھ ہے۔ "یعدلون" کا ایک معنی ہے دوں یعنی عدل کرنا۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ کافر لوگ اپنے رب سے عدل کرتے ہیں۔ دوسرا معنی تسویہ یعنی برابر کرنا ہے۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ کافر لوگ اپنے رب سے برابر ٹھہراتے ہیں۔ نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "یعدلون" کا تعلق اس سے پہلے لفظ "کفروا" کے ساتھ ہو۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا وہ (اس سے) انحراف کرتے ہیں۔ (اس کے) برابر ٹھہراتے ہیں۔ ② اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں میں رہتا ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر جگہ اس کی عبادت ہوتی ہے اور ہر جگہ وہی معبود حقیقی اور ہر جگہ اسی کی سلطنت حکومت ہے۔

فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

پھر ہم نے گناہوں کی وجہ سے انہیں ہلاک کر دیا[D] اور ان کے بعد دوسری قومیں پیدا کر دیں[E] ۝ اور اگر ہم کاغذ میں کچھ

كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ

لکھ دیتے اور آپ اپنے ہاتھ سے اسے چھو بھی لیتے تب بھی کافر یہی کہتے کہ یہ تو کھلا

مُّبِيْنٌ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ

جادو ہے[F] ۝ اور کافروں نے کہا کہ ان پر آسمان سے کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا حالانکہ اگر ہم کوئی فرشتہ اتارتے تو فیصلہ کر دیا جاتا

ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا

پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی[G] ۝ اور اگر ہم اسے فرشتہ بناتے تو بھی اسے مرد ہی بناتے اور ان پر وہی شبہ ڈال دیتے جس میں

يَلْبِسُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا

اب پڑے ہیں ۝ اور اے حبیب بیشک تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی مذاق کیا گیا تو وہ جو ان میں سے (رسولوں کا) مذاق

مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ ع ۷

اڑاتے تھے ان پر ان کا مذاق ہی اتر آیا[H] تم فرماؤ زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کیسے

شانِ نزول: کافروں کی ہٹ دھرمی کا بیان — فرشتے کے نزول کا مطالبہ اور نہ اتارے جانے کی حکمت

ربط: گزشتہ آیات میں انبیاء کرام علیہم السلام کا مذاق اڑانے والوں کا انجام — زیرِ نظر آیات میں عذاب کے مشاہدہ سے عبرت حاصل کرنے کا حکم

تفسیر: ان آیات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دنیوی خوشحالی، مال و دولت اور کثرتِ اولاد اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی علامت نہیں، اسے تو قدرتی توسیعِ عقوبت یا گرفت میں ہونے سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنا چاہیے جو مسلمانوں سے مقابلے میں کفار کی دنیوی ترقی یا کسی مہلت کو دیکھ کر ان کی کثرت یا مال و اسباب کی فراوانی دیکھ کر کہیں درگاہِ الٰہی میں مقبول اور مسلمانوں کو مردود سمجھنے لگتے ہیں اور ضلالت و گمراہی میں مسلمانوں کو کفار کی تقلید کا مشورہ دیتے ہیں۔ کفار کی یہ ناجائز مقبولیت کہیں بڑی مہلت کا پیش خیمہ نہ ہو۔ اس آیت میں گزشتہ امتوں کا جو حال اور انجام بیان کیا گیا کہ وہ لوگ دولت اور مال و عیال کی کثرت کے باوجود کفر و سرکشی اور انبیاء علیہم السلام سے استہزاء کی وجہ سے ہلاک کر دیے گئے، اس میں اصل خطاب کفار اور عمومی طور پر ہر مسلمان کے لئے عبرت اور نصیحت ہے، اس سے سب کو چاہیے کہ ان کے حال سے عبرت حاصل کرے اور غفلت سے بیدار ہو اور کفر و سرکشی اور گناہوں کو چھوڑ کر اپنا اصل عبادتِ الٰہی کاموں میں مصروف ہو جائیں۔

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ

جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا ۝ فرما دو کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے؟ فرما دو اللہ ہی کا ہے

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ

اس نے اپنے ذمہ رحمت پر رحمت لکھ لی ہے ضرور وہ تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کچھ شک نہیں

اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَ

وہ جنہوں نے اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالا ہے تو وہ ایمان نہیں لاتے ۝ اور سب کچھ اسی کا ہے جو بستا ہے رات اور

النَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ

دن میں اور وہی سننے والا جاننے والا ہے ۝ تم فرماؤ کیا میں اللہ کے سوا اور حمایتی بناؤں جو آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ

اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے؟ اور وہ کھلاتا ہے اور کوئی اسے کھانا نہیں دیتا تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے

اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ

فرمانبرداری کے لئے گردن جھکائیں اور تم ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہونا ۝ تم فرماؤ کہ میں اپنے رب کی نافرمانی کروں

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ

تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے ۝ کہ جس سے عذاب پھیر دیا گیا تو ضرور اس پر اللہ نے رحم فرمایا اور یہی

شان نزول: آسمانوں اور زمین کی کائنات سب اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کا وعدہ

قیامت کا ذکر: اللہ عزوجل کی شان اور اس کی رحمت کا بیان

ترجمہ: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کا وعدہ فرمایا ہے وہ اللہ عزوجل کا وعدہ خلاف نہیں کرتا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ بات معلوم ہے کہ اس نے رحمت کا وعدہ فرمایا اور رحمت عام ہے دنیا و آخرت کی ہر چیز اور ہر شخص کو اور ہر حال میں اللہ عزوجل کی رحمت کی طرف ہر وقت توجہ فرمانا کافی ہے اس کی رحمت فرمانے میں کسی سے کوئی عداوت و دشمنی نہیں اور سزا دینے میں جلدی نہیں فرماتا کافی ہے یونہی سے نہیں توبہ اور رجوع کا موقع ملتا ہے۔ (۲) اس آیت میں فرمایا گیا کہ جس سے قیامت کے دن عذاب پھیر دیا گیا اس پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن عذاب سے بچ جانا اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے ہوگا اعمال صالحہ اس کے لئے کافی نہیں ہوں گے یہ اس کا ظاہری سبب ہیں حقیقی سبب اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے

الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ

کامیابی ہے ﴿۱۶﴾ اور اگر اللہ تجھے کوئی نقصان پہنچائے تو اس کے سوا اس کی کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر

يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ

اللہ تجھے بھلائی پہنچائے تو وہ ہر شے پر قادر ہے ﴿۱۷﴾ اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہی

الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَ

حکمت والا خبردار ہے ﴿۱۸﴾ تم فرماؤ سب سے بڑی گواہی کس کی ہے؟ فرماؤ کہ میرے اور تمہارے درمیان

بَيْنَكُمْ ۫ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ

اللہ گواہ ہے ﴿۱۹﴾ اور میری طرف اس قرآن کی وحی بھیجی گئی ہے تاکہ میں اس کے ذریعے تمہیں اور جس کو یہ پہنچے خبردار کروں۔ کیا تم یہ

لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ

گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے معبود بھی ہیں؟ تم فرما دو میں یہ گواہی نہیں دیتا۔ تم فرما دو وہ تو بس ہی معبود

وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ

ہے اور میں ان سے بیزار ہوں جنہیں تم (اللہ کا) شریک ٹھہراتے ہو ﴿۱۹﴾ وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس (نبی) کو ایسے

كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾

پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ لیکن جو اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالے ہوئے ہیں تو وہ ایمان نہیں لاتے ﴿۲۰﴾

شان نزول اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی تکلیف نہیں ٹل سکتی — حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی

خلاصہ قرآن کا پہلا مقصد — **خلاصہ قرآن کا دوسرا مقصد** — **خلاصہ قرآن کا تیسرا مقصد**

ربط اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کی گواہی کئی طریقوں سے دی ہے۔ 1۔ اپنے خاص بندوں سے گواہی دلوانا۔ 2۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کلام نازل فرمایا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعلان فرمایا۔ 3۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے معجزات عطا فرمائے یہ سب رب تعالیٰ کی گواہیاں ہیں۔ (2) اس سے ثابت ہوا کہ مسلمان کو توحید و رسالت کی شہادت کے ساتھ اسلام کے ہر مخالف عقیدہ سے بیزاری کا اظہار بھی کرنا چاہیے بلکہ ہر لازم ہے کہ تمام بتوں سے دور رہے ہر قسم کے شرک، گناہ سے بیزار ہے اور ہر صورت سیرت و کردار و گفتار سے اپنے ایمان کا اعلان کرے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

اور اس سے زیادہ کون ظالم جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے بیشک ظالم فلاح

الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ

نہ پائیں گے ۝ اور جس دن ہم سب کو اٹھائیں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے تمہارے وہ شریک کہاں ہیں

الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا

جنہیں تم گمان کرتے تھے ۝ پھر ان کی جانچ کے سوا کوئی عذر نہ ہوگا کہ کہیں گے ہمیں

مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

قسم ہمارا رب مشرک نہ تھے ۝ اے محبوب، دیکھو کیسے اپنوں سے یہ جھوٹ باندھا اور ان سے غائب ہو گئیں وہ باتیں جن کا یہ

يَفْتَرُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ

بہتان باندھتے تھے ۝ اور ان میں سے کوئی وہ ہے جو تمہاری طرف کان لگاتا ہے اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں کہ

يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا

اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور اگر ساری نشانیاں دیکھ لیں تو ان پر ایمان نہ لائیں گے حتی کہ جب

جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

تمہارے پاس تم سے جھگڑتے ہوئے آتے ہیں تو کافر کہتے ہیں یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ۝

شانِ نزول اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ نسبت منسوب کرنا۔ ظلم ہے قیامت میں مشرکوں سے ان کے شریکوں کے بارے میں سوال

کہ وہ مشرکین کا بارگاہِ الٰہی میں جھوٹ قرآن مجید سے متعلق عقائد و نظریات

تفسیر ان آیتوں میں مشرکین کے ساتھ ساتھ ظالموں، نافرمانوں کی بھی بڑے سخت لفظوں میں مذمت بیان کی گئی ہے یا جو قرآن سے سنتے تو ہیں مگر اس پر ایمان نہیں لاتے یا جو قرآن کو سن کر اس کے خلاف جھوٹی باتیں منسوب کرتے ہیں اور ان میں وہ سب کفار و مشرکین اور منکرین بھی شامل ہیں جو دیدہ دانستہ قرآن کی غلط تفسیریں یا ان ہونی ہوئی قرآن کی تفسیر کرتے ہیں یعنی قرآن مجید پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ ② اور کہ قرآن مجید دیکھ کر لوگوں کی نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں جیسے وہ نشانیاں شقالقمر یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہونا، یدِ بیضا، عصا کا اژدہا بن جانا وغیرہ کی کہانیاں جھوٹی بناتے ہیں یعنی یہ قرآن مشتمل اور محض وقت گزاری کا فسانہ دیتے ان کی طرح صاحب ذائقہ قرآن مجید کا مذاق ہے ان پر اس لفظ کا اطلاق ہے کہ یہ بتا سر سے جھوٹ ہے یونکہ قرآن کے واقعات قطعی ہیں قرآن کی خبریں حقیقی ہیں قرآن کا ہوت کے بعد مذکر کا بیان کرنا قطعی ہے قیامت ہے اور اس میں بیان کردہ واقعات عظیم حکمتوں اور کثیر فوائد پر مشتمل ہیں

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا

اور وہ دوسروں کو اس سے روکتے اور خود اس سے دور بھاگتے ہیں وہ اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں اور نہیں

يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ

شعور نہیں ﴿۲۶﴾ اور اگر آپ دیکھیں جب انہیں جہنم پر کھڑا کیا جائے گا پھر یہ کہیں گے کاش کہ ہمیں واپس بھیج دیا جائے اور ہم

بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ

اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور مسلمان ہو جائیں ﴿۲۷﴾ بلکہ پہلے خود یہ چھپا رہے تھے وہ ان پر ظاہر ہو گیا

قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ

اور اگر انہیں لوٹا دیا جائے تو پھر وہی کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا اور بیشک یہ ضرور جھوٹے ہیں ﴿۲۸﴾ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ

هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى

کہ زندگی تو صرف یہ دنیا کی زندگی ہی ہے اور ہمیں دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا ﴿۲۹﴾ اور اگر تم دیکھو جب انہیں ان کے رب کی بارگاہ میں کھڑا

رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

کیا جائے گا تو وہ فرمائے گا کیا یہ حق نہیں؟ تو کہیں گے یوں کیوں نہیں ہمیں اپنے رب کی قسم فرمائے گا تو اب اپنے کفر کے بدلے

مناسبت قرآن بیان دعوت ایمان سے متعلق کافروں کا حال ۔ روز قیامت کافروں کی دنیا میں واپسی اور ایمان کی تمنا

(کافروں کی دنیا میں واپسی و ایمان کی تمنا جھوٹی ہے) (منکرین قیامت کا بُرا انجام)

بارگاہ الٰہی میں پیشی کے وقت قیامت کے حق ہونے کا اقرار

شرح ۔ جب کافروں کو آپ پر کھڑا کیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ کاش ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اپنے رب کی آیتوں کو کبھی نہ جھٹلائیں گے اور ایمان لے آئیں گے۔ اس پر فرمایا گیا کہ اگر چہ یہ لوگ لوٹائے جانے کی تمنا اور ایمان لانے کا وعدہ کر رہے ہیں لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ روز قیامت پہلے جو یہ پوشیدہ شرک ہوتا چلا آرہا ہے وہ ان پر تمام اور بالکل کھل کے ساتھ ظاہر ہو گیا ہے ورنہ اگر یہ دوبارہ بھی انہیں دنیا میں لوٹا دیا جائے تو پھر وہی کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا اور بیشک یہ ضرور پرلے درجہ کے جھوٹے ہیں ۔ کافروں کا یہ عقیدہ کہ صرف دنیا کی زندگی ہی زندگی ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا نہیں جائے گا اور اسی احمقانہ بنیاد پر ان کی زندگیاں عملاً شرک تھیں اور لیکن مسلمانوں پر بھی افسوس ہے کہ ان کا قطعی عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد لوگوں کو اٹھایا جائے گا، حساب کتاب دینا پڑے گا لیکن اس کے باوجود وہ عملاً شرک میں پڑے ہوئے ہیں۔ لوگوں کی اکثریت کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ زندگی صرف یہی دنیا کی زندگی ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی نہ ہے اور نہ اس آیت میں ان کے اس عقیدے کا بھی رد ہے۔

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝٣٠ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا

میں عذاب کا مزہ چکھو ۝ بیشک ان لوگوں نے نقصان اٹھایا جنہوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا یہاں تک کہ جب

جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ

ان پر اچانک قیامت آنے لگی تو کہیں گے اے افسوس ہم پر جو ہم سے اس کے بارے میں کوتاہی ہوئی اور وہ ہے

اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝٣١ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا

گناہوں کے بوجھ اپنی پیٹھ پر لے ہوئے ہوں گے خبردار وہ کتنا برا بوجھ لادے ہوئے ہیں ۝ اور دنیا کی زندگی صرف

لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝٣٢ قَدْ

کھیل کود ہے اور بیشک آخرت بہتر ہے ڈر رکھنے والوں کے لئے تو کیا تم سمجھتے نہیں ۝ ہم

نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ

جانتے ہیں بے شک ان کی باتیں تمہیں رنجیدہ کرتی ہیں تو بیشک یہ تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ

الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝٣٣ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا

ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ۝ اور آپ سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا گیا تو انہوں نے جھٹلائے جانے اور تکلیف دیئے

عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ

جانے پر صبر کیا یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آگئی اور کوئی اللہ کی باتوں کو بدلنے والا نہیں اور

عنوان حشر میں قیامت کا بیان اور اس کی حسرت کا بیان / دنیاوی زندگی اور آخرت کی حقیقت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانا اللہ تعالیٰ کو جھٹلانا ہے / رسولوں کے صبر اور امداد الٰہی کا بیان

شرح (۱) یہاں زندگی وہ ہے جو نفس کی خواہشات میں گزر جائے اور جو زندگی حق کے لئے ہو وہ حق کے ساتھ ہونے کی وجہ سے عبادت ہی ہے خواہ نماز میں ہو یا روزہ میں ہو مگر یہاں زندگی سے مراد انبیاء و صالحین کی زندگی نہیں بلکہ یہ ہے کہ وہ خلیفہ غافل اور اللہ کی یاد سے دور ہو ان میں بڑا فرق ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے انکار سے مراد قرآن مجید کا انکار کرنا ہے اور اس بات کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اے حبیب! ہم (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی تکذیب آیات الٰہیہ کی تکذیب سے اور تکذیب کرنے والے ظالم ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانا اللہ تعالیٰ کو جھٹلانا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ

بیشک تمہارے پاس رسولوں کی خبریں پہنچی ہیں ﴿۳۴﴾ اور اگر ان کا منہ پھیرنا آپ پر شاق

اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ

گزرتا ہے تو اگر تم سے ہو سکے تو زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی تلاش کرو

فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ

ان کے پاس کوئی نشان لے آؤ اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو بے صبروں

مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؘ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ

میں نہ ہونا ﴿۳۵﴾ صرف وہ لوگ مانتے ہیں جو سنتے ہیں اور اللہ ان مردہ دلوں کو اٹھائے گا

اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ

پھر اسی کی طرف پھیرے جائیں گے ﴿۳۶﴾ اور کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اترتی تم فرما دو

اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا

کہ بیشک اللہ کسی نشانی کے اتارنے پر قادر ہے لیکن ان کے اکثر لوگ بے علم ہیں ﴿۳۷﴾ اور زمین

مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ

میں چلنے والا کوئی جانور نہیں ہے اور نہ کوئی پرند اپنے دو پروں سے اڑتا مگر وہ تمہاری طرح کی امتیں ہیں ﴿۳۸﴾

الم ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ

عنوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سیرت — وعظ و نصیحت کا اثر توجہ کے ساتھ سننے سے ہوتا ہے

کفار مکہ کا حاص نشانیوں کا مطالبہ — حیوانات کی بعض جماعتوں کے ساتھ مماثلت

شرح ... کفار مکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حسد رکھتے تھے کہ سب لوگ سلام لے آئے ہیں اور جو سلام سے محروم رہے ہیں ان کی محرومی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت شاق رہتی تھی۔ اس پر یہاں سمجھایا گیا کہ نظام کائنات میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت شامل ہے کہ بڑی تعداد کو ایمان سے لانا بھی مراد نہیں ہے بعد اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشیت الٰہی کے آگے تسلیم خم کر دیئے ہیں ② یہ امر ثابت ہے اکثر مفسرین سے کہ بعض اعتراض سے ہے اور ان وجوہ کے بیان میں بعض مفسرین نے فرمایا کہ حیوانات تمہاری طرح اللہ تعالیٰ کو پہچانتے اور اسے واحد مانتے جاتے۔ اس کی تسبیح پڑھتے اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ وہ مخلوق ہونے میں تمہاری مثل ہیں۔ بعض نے کہا کہ وہ انسان کی طرح باہمی الفت رکھتے اور ایک دوسرے کو سمجھتے سمجھاتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ روزی طلب کرنے میں بات سے بچنے ہوئے اقرار رکھنے میں تمہاری مثل ہیں۔ بعض نے کہا کہ پیدا ہونے مرنے اور مرنے کے بعد حساب کے لئے اٹھنے میں تمہاری مثل ہیں۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی ﴿۳۸﴾ پھر یہ سب اپنے رب کی طرف جمع کئے جائیں گے ﴿۳۸﴾ اور جنہوں نے

بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى

ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں ہیں اللہ جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ

سیدھے راستہ پر ڈال دے ﴿۳۹﴾ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا تم پر قیامت آجائے

اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا

تو کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ اگر تم سچے ہو ﴿۴۰﴾ بلکہ تم تو اسی (اللہ) کو پکارو گے تو اگر اللہ چاہے تو وہ مصیبت

تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ ع ۶

جسے تم اس کی طرف سے پکارو گے اور تم شریکوں کو بھول جاؤ گے ﴿۴۱﴾ اور بیشک ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف

قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ

رسول بھیجے تو انہیں سختی اور تکلیف میں گرفتار کیا کہ وہ کسی طرح گڑگڑائیں ﴿۴۲﴾ تو کیوں ایسا نہ ہوا کہ جب ان پر

بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

ہمارا عذاب آیا تو گڑگڑائے لیکن ان کے دل سخت ہوگئے تھے اور شیطان نے ان کے اعمال انہیں بھلے کر دکھائے تھے ﴿۴۳﴾

شان نزول: ربط سے علوم یہیں مخلوظ یا قرآن میں ہیں (آیت الٰہی کو جھٹلانے والے حق سے گونگے بہرے ہیں)

مگر ان کا وجود یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے (مصیبت، عذاب اور قیامت آنے پر مشرکین کا اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا)

تنبیہ: مصیبتیں بھیجنے کی یہ حکمت اور پچھلی قوموں کا طریقہ عمل

ملحوظہ: کتاب سے قرآن مراد ہے یا لوح محفوظ دونوں کا معنی یہ ہے کہ جملہ علوم اور تمام "ماکان ومایکون" کا ان میں بیان ہے اور جمیع اشیاء کا علم ان میں سے ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم کل ثابت ہوا کیونکہ سارے علوم لوح محفوظ یا قرآن میں ہیں اور یہ کتابیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظرف ہیں۔

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰى إِذَا فَرِحُوا بِمَا

پھر جب انہوں نے ان نصیحتوں کو بھلا دیا جو انہیں کی گئی تھیں تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ اس پر

أُوتُوا أَخَذْنٰهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ ﴿٤٤﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا ؕ

خوش ہوگئے جو انہیں دی گئی تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا پس اب وہ مایوس ہیں۔ ﴿44﴾ تو ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿٤٥﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ

اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ﴿45﴾ تم فرماؤ: بھلا بتاؤ کہ اگر اللہ تمہارے کان اور تمہاری

وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوبِكُم مَّنْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيكُم بِهِ ؕ انظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيٰتِ

آنکھیں لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تمہیں یہ چیزیں لا دے؟ دیکھو ہم کس طرح بار بار نشانیاں

ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ ﴿٤٦﴾ قُلْ أَرَءَيْتَكُمْ إِنْ أَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً أَوْ جَهْرَةً

بیان کرتے ہیں پھر (بھی) یہ لوگ منہ پھیر لیتے ہیں۔ ﴿46﴾ تم فرماؤ: بھلا بتاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب اچانک یا کھلم کھلا آئے تو

هَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُونَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَ

ظالموں کے سوا اور کون ہلاک کیا جائے گا؟ ﴿47﴾ اور ہم رسولوں کو اسی حال میں بھیجتے ہیں کہ وہ خوشخبری دینے والے اور

مُنذِرِينَ ۚ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٤٨﴾

ڈر سنانے والے ہوتے ہیں تو جو ایمان لائیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ﴿48﴾

خلاصہ [illegible]

[illegible]

تفسیر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ قُلْ لَّآ

اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو انہیں ان کی مسلسل نافرمانی کے سبب عذاب پہنچے گا ۝ تم فرما دو

اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ

میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ بتاتا ہوں کہ میں غیب جان لیتا ہوں (1) اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں

مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ

فرشتہ ہوں میں تو صرف اس وحی کا پیروکار ہوں جو میری طرف آتی ہے (2) تم فرماؤ کہ اندھا اور دیکھنے والا برابر ہو سکتے ہیں؟

اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ع

تو پھر تم غور نہیں کرتے ۝ اور اس قرآن سے ان لوگوں کو ڈر سناؤ جو اس بات سے ڈرتے ہیں کہ انہیں ان کے رب کی طرف یوں اٹھایا

لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ

جائے گا کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ کوئی سفارشی (3) (تاکہ اس امید پر) کہ پرہیزگار ہو جائیں ۝ اور ان

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۭ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ

لوگوں کو نہ دھتکارو جو صبح و شام اپنے رب کو اس کی رضا چاہتے ہوئے پکارتے ہیں (4) آپ پر ان کے حساب سے

مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ

کچھ نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں پھر آپ انہیں دور کریں تو یہ کام صاف ہے

شان کفار کے چند سوالات کا جواب — سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبلیغ کا حکم

مخلص غریب صحابہ رضی اللہ عنہم پر خصوصی شفقت کا حکم

حل ① اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے علم کی نفی کی ہے، علم عطائی کی نفی کسی طرح مراد نہیں ہو سکتی بلکہ اس صورت میں آنکھوں میں تھوڑا سا کانا پن ہونا چاہئے کیونکہ قرآن کی بعض آیتوں میں صاف ہے ② قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی کسی کا حمایتی اور سفارشی نہ ہوگا یہاں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے حمایتی سفارشی ہوں گے جیسے انبیاء، اولیاء، شہداء، صلحاء، علماء اور حجاج مرد و عورت سب اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی مخلوق سے لوگوں کی حمایت اور سفارش کریں گے اور ان کی مختلف صورتیں ہوں گی جن میں ایک شفاعت محبت کی وجہ سے یہ جماعت سے سبب اور ایک اس کی بہت اعلیٰ ہوگی۔

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٣﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

بعد ہے ○ اور یونہی ہم نے ان میں بعض کو بعضوں سے آزمائش میں ڈالا کہ کہیں کیا یہ وہ لوگ ہیں جن پر ہم سے

مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ

درمیان میں سے اللہ نے احسان کیا؟ کیا اللہ شکر گزاروں کو خوب نہیں جانتا؟ ○ اور جب آپ کی بارگاہ میں وہ لوگ حاضر ہوں جو

يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ

ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے (فرمائیے) تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے کہ تم

عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥٤﴾

میں سے جو کوئی نادانی سے کوئی برائی کرے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٥٥﴾ قُلْ اِنِّيْ

اور اسی طرح ہم آیتوں کو مفصل بیان فرماتے ہیں اور (یہ) اس لیے (کہ) مجرموں کا راستہ واضح ہو جائے ○ تم فرما دو مجھے

نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ

منع کیا گیا ہے کہ میں ان کی عبادت کروں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، تم فرما دو میں تمہاری خواہشوں پر نہیں چلتا

قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ

(اگر ایسا کروں) تو میں جلد گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ لوگوں سے نہ ہوں گا ○ تم فرما دو میں تو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور

ع ١٥

شانِ نزول (مسلمانوں کے دو گروہ امیروں کی آزمائش ہوتی رہتی ہے) اہل یمان کو سلام کرنے اور رحمتِ الٰہی کا خوشخبری بیان

آیات و تفصیل سے ساتھ بیان سے بیان حکمت شرک اور جو بعض لوگوں کی جہالت سے صادر

ہوا عذاب کے مطالبہ پر کفار کو جواب

حکم ہدایت سے محروم لوگوں اور خود امیروں کو بھی یہ سبق حاصل کرنا چاہئے کہ ہمارے معاشرے میں بھی یہ رجحان موجود ہے امیروں کی تعظیم کی جاتی اور غریب کو حقارت سے دیکھا جاتا ہے غریب کی بات نہیں سنی جاتی اور امیر کے آگے بچھا جاتا ہے خود امیروں کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ کی رحمت کا فیصلہ ہے کہ غریب اور امیر کے بیچ فاصلہ نکالا جائے، اسی لئے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ آپ کی ساری عنایت چھوٹے بچے غریب پر ہے غریب آدمی کو پاس بٹھانے سے امیر اپنے اسٹیٹس کے خلاف سمجھتا ہے غریب سے گریز کرتا ہے جس سے غریب کا دل ٹوٹتا ہے اور غریب سے ہاتھ ملانا امیر سے ہاتھ ملانا ہے ہم چھوٹا بنا دیتا ہے الغرض یہ سب باتیں غرور و تکبر کی ہیں ان سے بچنا لازم اور ضروری ہے

كَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ

تم نے اسے جھٹلایا ہے۔ جس (عذاب) کے تم جلدی مچا رہے ہو وہ میرے پاس نہیں حکم صرف اللہ ہی کا ہے[1] وہ حق بیان فرماتا ہے

وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ

اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے○ تم فرما دو کہ (عذاب) جس کی تم جلدی مچا رہے ہو اگر میرے پاس ہوتا تو میرے اور تمہارے

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ

درمیان معاملہ ختم ہو چکا ہوتا اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے○ اور غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں ان کو صرف وہی

اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ

جانتا ہے[2] اور جو کچھ خشکی اور تری میں ہے وہ سب جانتا ہے اور کوئی پتہ نہیں گرتا اور نہ کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں گرتا ہے

فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

مگر وہ ان سب کو جانتا ہے اور کوئی رطوبت نہیں اور نہ کوئی خشک چیز مگر وہ روشن کتاب میں ہے○ اور وہی ہے جو

يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰۤى اَجَلٌ

رات کو تمہیں (سونے میں) قبض کر لیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کماتے ہو اسے جانتا ہے پھر تمہیں اس کے وقت اٹھاتا ہے[3] تاکہ مقررہ

شان نزول علم الٰہی کی وسعت۔ اللہ حال و تدبیر کا مالک ہے

۱ عذاب الٰہی کے لیے کفار مکہ کی طرف سے جو مطالبہ ہوتا تھا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ فرما دیجئے کہ جس عذاب کی تم جلدی مچا رہے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے بلکہ عذاب بھیجنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اسی کو معلوم ہے کہ کس وقت کس قوم پر عذاب بھیجنا مناسب ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی کہ آپ فرما دیجئے کہ اگر عذاب میرے قبضہ میں ہوتا تو میں اسے بھیج کر تمہارا قصہ ختم کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

۲ غیب کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اس سے معلوم ہوا کہ غیب کی کنجیاں کسی نبی یا ولی کو نہیں دی گئیں اس خصوصیت کے یہ معنی ہیں کہ ابتداء سے لے کر انتہا تک ہر ہر ذرہ کے ہر ہر جزو کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں دیا گیا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کو بعض چیزوں کا علم غیب عطا نہ فرمایا ہو کیونکہ وہ بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

۳ یہاں موت میں پہلے عبد مسلط کرنے اور اس کے بعد بیدار کرنے کا بیان ہوا اس میں قیامت قائم ہونے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر واضح دلیل ہے کہ جو رب عزوجل اس چیز پر قادر ہے وہ مردہ ہونے کے بعد بھی اس طرح کی حیات عطا فرما سکتا ہے جس سے تم دن اور ان کے ظاہر و اعمال دیکھنا، سننا، چلنا پھرنا اور پکڑنا وغیرہ سب معطل ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد پھر بیدار کرتا ہے۔ بیدار کے وقت وہی رب عزوجل تمام اعضاء کو ان کے مصروفیات عطا فرما دیتا ہے تو وہ رب عزوجل جو ان کی تخلیق موت کے بعد دوبارہ بھی نئے تصرفات عطا کرنے پر بھی قادر ہے۔

ع ۱۲

قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ

مدت پوری ہو چکے پھر کسی طرف تمہیں لوٹنا ہے پھر وہ بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے ﴿۱۲﴾ اور وہی ہے بندوں

عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا

پر غالب ہے اور وہ تم پر نگہبان بھیجتا ہے[1] یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے[2] اس کی جان قبض کرتے ہیں

وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۡ وَهُوَ

اور وہ کوتاہی نہیں کرتے ﴿۶۱﴾ پھر سب اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے جو ان کا مالک حقیقی ہے سن لو اسی کا حکم ہے اور وہ سب سے

اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ

جلد حساب کرنے والا ہے ﴿۶۲﴾ تم فرماؤ وہ کون ہے جو تمہیں خشکی اور سمندر کی ہولناکیوں سے نجات دیتا ہے تم اسے گڑگڑا کر اور

تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ

پوشیدہ طور پر پکارتے ہو اور تم کہتے ہو کہ اگر وہ ہمیں اس سے نجات دیدے تو ہم ضرور شکر گزاروں میں سے ہو جائیں گے ﴿۶۳﴾ تم فرماؤ اللہ

يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى

تمہیں ان ہولناکیوں سے اور ہر سختی سے نجات دیتا ہے پھر بھی تم شرک کرتے ہو ﴿۶۴﴾ تم فرماؤ ان پر قادر ہے

اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا

کہ تم پر تمہارے اوپر سے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا مختلف گروہ بنا کر آپس میں لڑا دے[3]

شان نزول بندوں پر فرشتے مقرر ہیں[1] موت کے فرشتے تمہیں حکم میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے[2] قیامت کے حاضر ہونے کا حساب

[3] آفات میں مبتلا ہونے اور ان سے نجات پانے کا بیان عذاب الٰہی کی متعدد صورتیں

شرح [1] اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو ہر آدمی کی نیکیاں اور گناہ لکھتے ہیں انہیں کراماً کاتبین کہتے ہیں ہر عمل لکھا جاتا ہے اور روز قیامت وہ نامہ اعمال تمام مخلوق کے سامنے پڑھا جائے گا اس وقت ہر شخص اپنے اعمال کا حساب دے گا۔ [2] ان فرشتوں سے مراد یا تو خود حضرت ملک الموت علیہ السلام ہیں اس صورت میں جمع کا لفظ تعظیم کے لئے ہے یا ان سے مراد ملک الموت علیہ السلام اور وہ فرشتے ہیں جو ان کے مددگار ہیں۔ [3] اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ دنیا میں نافرمانی کرنے والی قوموں کو آپس میں لڑوا کر انہیں اپنے عذاب کا مزہ چکھاتا ہے جیسے ماضی کی قوموں میں اس کی مثالیں بڑی عام ہیں۔

وَيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾

اور تمہارے بعض کو دوسرے بعض کی لڑائی کا مزہ چکھائے دیکھو ہم کس طرح بار بار نشانیاں بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھ جائیں ○

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۫

اور تمہاری قوم نے اس (قرآن) کو جھٹلایا حالانکہ یہی حق ہے۔ تم فرما دو میں تم پر نگہبان نہیں ہوں ○ ہر خبر کے لئے ایک وقت مقرر ہے

وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

اور عنقریب تم جان جاؤ گے ○ اور جب تم انہیں دیکھو جو ہماری آیتوں میں بیہودہ گفتگو کرتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے

حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ

جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہو جائیں اور اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد

الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ

آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھ ○ اور پرہیزگاروں پر ان کے حساب سے

مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ

کچھ نہیں لیکن نصیحت کرنا ہے تاکہ وہ بچیں ○ اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جنہوں نے اپنا دین کھیل اور تماشا

لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا

بنا لیا اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ؕ اور قرآن کے ذریعے نصیحت کرتے رہو تاکہ کوئی جان اپنے کئے کی وجہ سے ہلاکت

لغات: قرآن اور نماز میں عذاب و ثواب سے ڈرانے والوں کو ہدایت — مسلمانوں کی صحبت میں بیٹھنے کی ہدایت

مسئلہ: قرآن کے ذریعے نصیحت کرنے کا حکم — دین کا مذاق اڑانے والوں سے ساتھ نہ بیٹھنے کی ہدایت — مسلمانوں کو صحبت سے فائدہ

حکم: ① اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں سے قرآن مجید میں کافروں اور گنہگاروں کے عذاب جو تہدیدیں ہیں ان کا بچنے وقت پر واقع ہونا یقینی ہے، یہ اعلان سننے کے بعد بھی نافرمانی کرنے والے بیشمار گناہوں میں مبتلا ہونے کے بعد ہی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ ② اس آیت سے معلوم ہوا کہ بدمذہبوں کی صحبت میں بیٹھنے سے منع کیا گیا اور فرمایا کہ ان کے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ تو اپنے ساتھ جاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے لوگوں کی مجلس میں جانا شرکت کرنا ہے۔ البتہ وہ علماء جو ان بدمذہبوں کا رد کرنے کے لئے جاتے ہیں وہ اس حکم میں داخل نہیں۔ ③ یہ اولیاء اللہ کی توہین کا حوالہ ہے کہ ان پر بیہودہ گفتگو کرنے والوں کی مجلس میں بیٹھ کر اپنی آخرت سے غافل ہو جائے۔ آخر ان لوگوں کے بیٹھنے میں کیا برائی تھی ان کا کیا بگاڑ لیتے؟ ہے یہ اللہ جل شانہ کی طرف سے اپنی محبت سے بھرپور توجہ اور کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے

كَسَبَتْ ۚ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ

سے پہلے سے روکی جائے، اللہ کے سوا اس کا کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی سفارشی اور اگر وہ اپنے بدلے میں سارے سامان دیدے

لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۚ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ

تو اس سے نہ لیا جائے گا۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے اعمال کی وجہ سے ہلاکت کے سپرد کیا گیا ان کے لئے ان کے کفر کے سبب

وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا ع ۱۰

کھولتے ہوئے پانی کا مشروب اور دردناک عذاب ہے ۝ تم فرماؤ کیا ہم اللہ کے سوا ان کی عبادت کریں جو ہمیں نفع دے سکتا ہے

وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ

اور ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے اور ہم اس کے بعد کہ اللہ نے ہمیں ہدایت دی ہے اس شخص کی طرح الٹے پاؤں پھر جائیں

الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۖ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۭ

جسے شیطانوں نے جنگل میں راستہ بھلا دیا ہو وہ حیران ہے اس کے ساتھی اسے راستے کی طرف بلا رہے ہیں کہ ادھر آؤ

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

تم فرماؤ کہ اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے اور ہمیں حکم ہے کہ ہم اس کے فرمانبردار ہوجائیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے ۝

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۭ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِىْ

اور یہ کہ نماز قائم رکھو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کی طرف تمہیں اکٹھا کیا جائے گا ۝ اور وہی ہے جس نے

شانِ نزول: قیامت میں کفار کی سفارش و عذاب کا بیان) حق اور باطل کی دعوت دینے والوں کی ایک مثال

ماده و تقویٰ کا حکم اللہ تعالیٰ کی شانِ خالقیت کا بیان

ربط: اس آیت میں حق اور باطل کی دعوت دینے والوں کی ایک مثال بیان فرمائی گئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ایمان سے محروم شخص کو شیطانوں نے جنگل میں منزلِ مقصود تک پہنچانے والے سیدھے راستے سے بھٹکا کر ویرانہ ہلاکت پر چلا دیا ہے ان کے ساتھی اسے راہِ ہدایت کی طرف بلانے لگے اور وہ حیران کھڑا سوچ رہا ہے کہ کدھر جائے کہ گروہ شیطانوں کے بتائے ہوئے راستے پر چل پڑا تو ہلاک ہو جائے گا اور اگر اس کے ساتھیوں کا کہا مانا تو سلامت رہے گا اور منزل پر بھی پہنچ جائے گا۔ یہی حال اس شخص کا ہے جو اسلام سے منہ پھیرتے ہی بہک کر شیطان کے بتائے ہوئے راستے پر چل پڑے اور مسلمان اسے راہِ راست کی طرف بلا رہے ہیں تب یہ مسلمانوں کی دعوت پائے گا تو ہدایت پائے گا ورنہ ہلاک ہو جائے گا

الجزء ۲۳

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ

حق کے ساتھ آسمان و زمین بنائے اور جس دن فرمائے گا ہو جا تو وہ ہو جائے گا اس کی بات سچی ہے

وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ

جس دن صور میں پھونکا جائے گا اس کی سلطنت ہے (وہ) پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے اور وہی حکمت والا

الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ

خبردار ہے ﴿۷۳﴾ اور یاد کر جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تو بتوں کو اپنا معبود بناتے ہو بیشک میں تمہیں

وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ

اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں ﴿۷۴﴾ اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی عظیم سلطنت

الْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ

دکھاتے ہیں اور اس لیے کہ وہ یقین والوں میں سے ہو جائے ﴿۷۵﴾ پھر جب ان پر رات کا اندھیرا چھایا تو ایک تارا دیکھا فرمایا

هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ

کیا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ ڈوب گیا تو فرمایا میں ڈوبنے والوں سے پیار نہیں کرتا ﴿۷۶﴾ پھر جب چاند چمکتا دیکھا تو فرمایا

هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ

یہ میرا رب ہے پھر جب وہ ڈوب گیا تو فرمایا اگر مجھے میرے رب نے ہدایت نہ دی ہوتی تو میں بھی گمراہ لوگوں

عنوان حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آزر سے مکالمہ — حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عظیم شواہد کا بیان

(حضرت ابراہیم علیہ السلام کے توحید پر دلائل)

لغات ﴿۱﴾ یہاں آیت میں آزر کیلئے "اب" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے باپ لیکن عرف میں "چچا" کیلئے بھی کثرت استعمال ہوتا ہے اور یہاں اس سے مراد چچا ہے جیسا کہ القاموس الجدید ص 491 پر مذکور ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسالک الحنفاء" میں بھی یہی لکھا ہے۔ عربی و اپ اور اردو میں بھی ممالک میں معنوں سے بالخصوص عرب میں اور قرآن حدیث میں بھی چچا و اپ کے کئی مثالیں موجود ہیں۔ ﴿۲﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں لوگ ستاروں چاند اور سورج کی پوجا کرتے تھے چنانچہ آپ علیہ السلام نے بہت غور و تدبر کے بعد ان چیزوں سے حد ہونے کا یہ کہ جو چیزیں نظم پذیر ہیں کو ظاہر ہوتی اور ڈوب جاتی ہیں وہ خدا نہیں ہو سکتیں۔

الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّا

نکلے ہوتا ﴿۷۶﴾ پھر جب سورج کو چمکتا دیکھا تو فرمایا کیا یہ میرا رب ہے؟ یہ تو ان سب سے بڑا ہے پھر جب

اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ

وہ ڈوب گیا تو فرمایا اے میری قوم میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جنہیں تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو ﴿۷۸﴾ میں نے ہر باطل سے منہ پھیر

فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ

کر اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں ﴿۷۹﴾ اور ان کی قوم ان سے

قَالَ اَتُحَاۗجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۭ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

جھگڑنے لگی اور تم نے فرمایا کیا تم اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہ تو مجھے ہدایت عطا فرما چکا اور مجھے ان کا ڈر نہیں

يَّشَاۗءَ رَبِّيْ شَيْـــًٔا ۭ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَكَيْفَ

تمہیں جنہیں تم شریک بناتے ہو جب تک کہ میرا رب کوئی بات چاہے، میرے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے ﴿۸۰﴾ اور

اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ

میں تمہارے شریکوں سے کیوں ڈروں؟ اور تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کا شریک اس کو ٹھہرایا جس

عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِيْنَ

کوئی دلیل اللہ نے تم پر نہیں اتاری تو دونوں گروہوں میں امان کا زیادہ حقدار کون ہے؟ اگر تم جانتے ہو ﴿۸۱﴾ جو

وقف لازم

شان نزول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے قبیلہ اور دین حق کا اعلان — اعلانِ حق پر قوم کا جھگڑنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب

کفار سے بیزاری ہوئے شرکوں سے بے توبی کا اعلان — امان کا زیادہ حقدار کون ہے؟

ربط ① اس آیت میں بیان ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود کو حنیف فرمایا حنیف کے معنی ہیں "تمام جھوٹے دینوں سے صاف اور ہر باطل سے جدا" اس سے معلوم ہوا کہ دین حق کا قیام و استحکام جب ہی ہو سکتا ہے جب کہ تمام باطل دینوں سے بیزاری اور دین حق پر پختگی ہو۔ دین کے معاملے میں پہلے ہی کا مظاہرہ کرتے سب سے الگ اپنی جگہ بنائے اور سب مذہب میں نفاق اور اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرنے سے دین حق کا استحکام ممکن نہیں۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر علیہ السلام کے دل میں مخلوق کی ایسی ہیبت نہیں تھی جو کہیں حق کے اظہار میں رکاوٹ بنتی ہے۔

اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَ

یہاں کے اور اپنے ایمان میں شرک کو نہ ملایا تو یہی ہے جن کے لیے امن ہے اور یہی ہدایت والے ہیں ﴿۸۲﴾ اور یہ ہماری

تِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ

مضبوط دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلے میں عطا فرمائی ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں بیشک تمہارا رب

حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا

حکمت والا، علم والا ہے ﴿۸۳﴾ اور ہم نے انہیں اسحاق اور یعقوب عطا کیے ان سب کو ہم نے ہدایت دی اور ان سے پہلے نوح کو ہدایت دی

مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ

اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو ہدایت عطا فرمائی

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ

اور ایسا ہی ہم نیک لوگوں کو بدلہ دیتے ہیں ﴿۸۴﴾ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو (ہدایت یافتہ بنایا) یہ سب

مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى

ہمارے خاص بندوں میں سے ہیں ﴿۸۵﴾ اور اسماعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو (ہدایت دی) اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر فضیلت

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ

عطا فرمائی ﴿۸۶﴾ اور ان کے باپ دادا اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے (بھی بعض کو) ہم نے (فضیلت دی) اور ہم نے انہیں چن لیا اور

عنوان حضرت زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس علیہم السلام کی عظمت و شان

ربط اس رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمت کا بیان ہے اور اس سلسلے میں انبیاء علیہم السلام کا مختصر سب سے تذکرہ فرمایا ① حضرت زکریا علیہ السلام نجار تھے اور بڑھئی کا کام کرتے تھے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کی خالہ زاد بہن تھیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خالہ تھیں ② حضرت الیاس علیہ السلام کا نام ادریس بھی ہے آپ حضرت ہارون علیہ السلام کے پوتے تھے ③ اس آیت میں اس بات کا بیان ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام فرشتوں سے افضل ہیں ④ عالم یعنی جہان میں ملائکہ بھی ہے جن و انس بھی ہیں تمام موجودات کو عالم کہتے ہیں اور جب تمام جہان والوں پر فضیلت کی دو قسموں پر بھی فضیلت ثابت ہو گئی

إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٨٧﴾ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ

سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے ﴿٨٧﴾ یہ اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے

وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ

اور اگر وہ بھی (بالفرض) شرک کرتے تو ان کے تمام اعمال برباد ہو جاتے ﴿٨٨﴾ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب اور حکمت

الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا

اور نبوت عطا فرمائی تو اگر یہ لوگ ان چیزوں کا انکار کریں تو ہم نے ان کے لئے ایسی قوم مقرر کر رکھی ہے جو ان چیزوں کا انکار کرنے والی نہیں

بِهَا بِكَافِرِينَ ﴿٨٩﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ۗ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ

ہیں ﴿٨٩﴾ یہی وہ لوگ (پیغمبر) ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی تو تم انہی کی ہدایت پر چلو (اے پیغمبر) کہہ دو کہ میں اس (تبلیغ) پر تم سے

عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ﴿٩٠﴾ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ

کچھ اجر نہیں مانگتا۔ یہ تو صرف سارے جہان والوں کے لئے نصیحت ہے ﴿٩٠﴾ اور انہوں نے اللہ کی قدر جیسا کہ اس کی قدر کا حق تھا جانا

قَالُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّن شَيْءٍ ۗ قُلْ مَنْ أَنزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ

جب یہ کہا کہ اللہ نے کسی انسان پر کوئی چیز نازل ہی نہیں کی۔ تم (ان سے) پوچھو کہ وہ کتاب جس کو موسیٰ

مُوسَىٰ نُورًا وَهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا ۚ

لے کر آئے اور لوگوں کے لئے ہدایت تھی (١٢) جس کے تم نے الگ الگ کاغذ بنا رکھے ہیں (کچھ) ظاہر کرتے ہو اور بہت سا (حصہ) چھپا جاتے ہو

ع ١٠

ترجمہ ہدایت اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے شرک سے اعمال کی بربادی کا بیان (نبیوں کی شان)

شان نزول انبیاء کرام کی ہدایت کی پیروی کرنے کا حکم قرآن کی حقانیت کا انکار کرنے والوں کو جواب سب سے پہلی کتاب سے ساتھ ملوے

تفسیر (١) یہاں ان سے مراد صراط مستقیم کی طرف ہدایت ہے یعنی چیزوں کی معرفت مراد ہے اللہ تعالیٰ اعلم یہ آیت اور اس کا دوں ثریہ نہیں۔ (٢) علماء نے اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں یہ نکہ جو شرف و کمال اور خصوصیت و اوصاف حمیدہ انبیاء علیہم السلام کو جدا جدا عطا فرمائے تھے وہ سب کی سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی گئیں اور آپ میں جمع فرما دیں چنانچہ ارشاد فرمایا "فبھدھم اقتدہ" تو جب آپ سب انبیاء علیہم السلام کے اوصاف کمالیہ کے جامع ہیں تو بے شک سب سے افضل ہوئے (٣) یہودیوں کے بڑے بڑے عالم مالک بن صیف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کی۔ وہاں پر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ۚ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ

اور تمہیں وہ سکھایا جاتا ہے جو نہ تم کو معلوم تھا اور نہ تمہارے باپ دادا۔ تم کہو اللہ (پھر) تمہیں ان کی بیہودگی میں

خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿٩١﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ

کھیلتے ہوئے چھوڑ دو ﴿٩١﴾ اور یہ (قرآن) کتاب ہے جسے ہم نے (لوگوں پر) نازل کیا ہے (پہلی) کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے

يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

اور اس لئے (نازل کی) کہ اس کے ذریعے شہر (مکہ) کے رہنے والوں اور جو لوگ اس کے آس پاس ہیں ان کو ڈر سنائیں اور جو آخرت پر یقین

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى

رکھتے ہیں وہ اس کتاب پر یقین رکھتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں ﴿٩٢﴾ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے؟ جو اللہ پر جھوٹ

اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ

بات گھڑے یا یہ کہے کہ میری طرف وحی کی گئی حالانکہ اس کی طرف کسی شے کی وحی نہیں بھیجی گئی ﴿٩٣﴾ اور جو کہے میں بھی ویسا ہی نازل

مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ

جیسا اللہ نے نازل کیا ہے اور کاش تم دیکھو جب ظالم موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ

بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ

پھیلائے ہوئے کہتے ہیں کہ اپنی جانیں نکالو آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا اس لئے کہ تم اللہ کے بارے میں جو

تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٩٣﴾ وَلَقَدْ

تم ناحق باتیں کہتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے ﴿٩٣﴾ اور بیشک

عنوان: قرآن مجید کی شان اور اس کے نزول کی حکمت — بہت بڑے جھوٹے کے ٹھکانے کا بیان

کافروں کی موت کے وقت کے حالات، قیامت کے چند احوال کا بیان

ربط: ① یہ کافر حصہ مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوا جس نے کہا تھا کہ اللہ نے کسی انسان پر کچھ نازل نہیں فرمایا، یعنی اللہ کا نبوت و رسالت کا انکار کیا اور قیامت کی جزا و سزا کا مذاق اڑایا۔ ② آیت کا یہ حصہ عبداللہ بن ابی سرح کے بارے میں نازل ہوا جس نے یہ موقع پر یہ گمان کیا کہ اسے بھی وحی نازل ہونے لگی ہے پھر مرتد ہو گیا اور آخر کار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر اس کے قتل کا حکم دیا تھا پھر وہ دوبارہ اسلام سے مشرف ہوا

جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ

تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور تم نے پیچھے وہ سب مال و متاع چھوڑ دیا جو ہم نے تمہیں

ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ

دیا تھا اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جنہیں تم اپنے کارساز سمجھتے تھے کہ وہ تم میں شریک ہیں۔ ①

لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ

بیشک تمہارے درمیان جدائی ہو گئی اور تم سے وہ غائب ہو گئے جن (کے معبود ہونے) کا تم دعویٰ کرتے تھے ○ بیشک اللہ (وہ) ہے

الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ

دانہ اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے (وہ) زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا ہے

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ

یہ اللہ ہے تو تم کہاں پھرے جاتے ہو؟ ○ (وہی) صبح کا پھاڑنے والا (ہے) اور اس نے رات کو آرام (کا وقت) بنایا اور سورج

وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ

اور چاند (کو) اوقات کے حساب کا (ذریعہ) بنایا یہ زبردست علم والے کا مقرر کیا ہوا اندازہ ہے ○ اور وہی ہے جس نے

لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ

تمہارے لیے تارے بنائے تاکہ تم ان سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ پاؤ بیشک ہم نے علم والوں

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ

کے لیے تفصیل سے نشانیاں بیان کر دی ہیں ○ اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر کہیں ٹھکانا ہے

لغات: قدرت: اللہ کے چھوڑے ہوئے قانون (جنہیں سائنس پڑھ کے جانا جاتا ہے) تخلیق انسان میں قدرت کی نشانی

حواشی: ① عربی زبان کا یہ محاورہ ہے کہ مستقبل میں ہونے والی قطعی اور یقینی بات کو بھی کبھی کبھی صیغہ ماضی سے بیان کیا جاتا ہے اور چونکہ قیامت کے دن سارا گواہی میں پیش حاضر ہونا یقینی اور قطعی ہے اس لئے یہاں اسے ماضی سے تعبیر کیا گیا ہے ② اس سے مراد یہ ہے کہ تمہارے گمان کے مطابق تمہاری عبادت کا مستحق ہونے میں اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں ③ اس آیت سے معلوم ہوا کہ علم یا علمی علم یا نجوم، علم فلکیات اور علم حیوانات بھی بہت سی علوم ہیں کہ ان سے خالق کائنات جل جلالہ کی قدرت کاملہ ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا سیکھنا پسند فرمایا ہے اور ان کو قدرت کا کمال بتایا ہے۔

وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ

اور کہیں بیٹھ جانے کی جگہ ہے بیشک ہم نے سمجھنے والوں کے لیے نشانیاں تفصیل سے بیان کر دیں ﴿۹۸﴾ اور وہی ہے جس نے آسمان سے

السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ

پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعے ہر قسم کی نباتات نکالی پھر ہم نے اس سے سرسبز کھیتی نکالی جس میں سے ہم تہ بہ تہ چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں

حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ

اور کھجور کے درخت سے اس کے گابھوں سے گچھے نکالتے ہیں جو جھکے ہوئے ہوتے ہیں اور انگور کے باغ اور

وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا اِلٰی ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ

زیتون اور انار ملتے جلتے بھی ہوتے ہیں اور کسی وصف میں ملتے جلتے نہیں ہوتے ہیں غور سے دیکھو جب وہ پھل دیتا ہے اور اس کے پکنے

وَیَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ

کی طرف دیکھو جب وہ پھل دیتا ہے بیشک اس میں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں ﴿۹۹﴾ اور لوگوں نے جنوں کو اللہ کا شریک بنا لیا حالانکہ اللہ

خَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۲

نے ان کو پیدا کیا ہے اور لوگوں نے اللہ کے لئے جہالت سے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیں حالانکہ اللہ ان باتوں سے پاک اور بلند ہے جو یہ بیان کرتے ہیں ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۲

لغات یہاں کے رہنے کی جگہ کہی گئی چیزوں میں مدت تک رہنے کی وجہ سے (باوجود بہت سے مختلف احوال)

مائل یہاں آیت میں مستقر سے مراد یہ ہے کہ ماں کے رحم میں یا زمین کے اوپر تمہارا ٹھکانہ بنایا اور مستودع سے مراد یہ ہے کہ باپ کی پیٹھ یا زمین کے اندر تمہارے لئے مرنے کے بعد جانے کی جگہ بنائی ہے ۲ اس آیت میں اللہ عزوجل سے اپنی قدرت کی کیسی عظیم دلیل بیان فرمائی کہ دیکھو پانی ایک ہے اور جس زمین سے سب کچھ اُگ رہا ہے وہ ایک ہے یعنی اللہ عزوجل نے ان سے جو چیزیں اگائیں وہ قسم قسم اور رنگا رنگ کی ہیں تو جو اب عظیم عزوجل ایک پانی سے ہر قسم کی ہریالی پیدا فرمانے پر قادر ہے تو وہ ایک صورت کی پھلوں سے سارے عالم دوبارہ اور دوسری صورت سے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے لہذا قیامت پر دلیل ۳ سابقہ آیت میں بیان کردہ دلائل قدرت کے جواب حکمت اور ان سے شرکاء کی نفی پیدا ہوتے جانے اور لوگوں کو دعوت دینے کا تقاضا یہ تھا کہ سب لوگ ایمان لاتے لیکن ان کی بجائے بہت سے لوگ یہ ہوا کہ جنوں کو خدا عزوجل کا شریک قرار دیا کہ ان کی اطاعت کرکے ان پر مسلط ہو گئے اور اللہ عزوجل کیلئے صاحبزادے اور بیٹیاں گھڑ لیں حالانکہ اللہ عزوجل ان کی بیان کی ہوئی چیزوں سے پاک اور بلند ہے اور یہ چیزیں اس کی شان سے کوسوں دور ہیں

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ

وہ جو ہے نئی بنانے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے اس کے بیٹا کیسے ہو سکتی ہے حالانکہ نہیں اس کی بیوی اور نہیں ہے

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے ﴿۱۰۱﴾ اللہ تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ

ہر چیز کو پیدا فرمانے والا ہے تو تم اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے ﴿۱۰۲﴾ آنکھیں اس کا احاطہ

الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ

نہیں کر سکتیں اور وہ تمام آنکھوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور وہی باریک بین خبردار ہے ﴿۱۰۳﴾ بیشک تمہارے پاس تمہارے

جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ

رب کی طرف سے نشانیاں روشن ہو چکیں تو جس نے آنکھیں کھول لیں اپنا ہی بھلا کیا اور جو اندھا بنا رہا تو اس کا وبال اسی پر ہے

وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا

اور میں تم پر نگہبان نہیں ﴿۱۰۴﴾ اور ہم اسی طرح طرح طرح کی نشانیاں پھیر کر بیان کرتے ہیں اور اس لیے کہ کافر یوں کہیں کہ تم نے پڑھ لیا ہے اور

دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ

اس لیے کہ ہم اسے علم والوں کے لیے صاف بیان فرما دیں ﴿۱۰۵﴾ تم اس وحی کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے بھیجی گئی ہے

شانِ نزول: (اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے) (سچی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے) (رب الٰہی کو آنکھوں سے احاطہ نہیں ہو سکتا)

توحید و رسالت کے دلائل سے فائدہ اٹھانے اور نہ اٹھانے کا نتیجہ توحید و رسالت کے دلائل مختلف پیرایوں سے بیان کرنے کی وجہ تخصیص

وحی کی پیروی کرنے اور شرکوں سے متعلق خصوصی ہدایت و تسلی

تفسیر: ﴿۱۰۱﴾ اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان اور قدرت بیان کرکے فرمایا جا رہا ہے کہ جس کی یہ عظیم صفات ہیں وہی اللہ تمہارا رب ہے اور وہی سچی عبادت کے لائق ہے تم صرف اسی کی عبادت کرو ﴿۱۰۳﴾ اس آیت کا مفہوم سمجھنا نہایت ضروری ہے یہ عقائد کے متعلق بہت سے مسائل کا دارومدار کی پر ہے مختصر طور پر یہ جان لیں کہ ادراک کے معنی ہیں کسی چیز کی تمام حدوں کا معلوم ہو جانا اور حدوں کا معلوم ہونا کہ یہ چیز فلاں جگہ سے شروع ہو فلاں جگہ ختم ہو گی جیسے انسان کو ہم کل کی سر سے شروع ہو کر پاؤں پر ختم ہو گیا اسی کو احاطہ (گھیراؤ) کہتے ہیں جمہور مفسرین اور متکلمین نے اس آیت میں ادراک سے احاطہ کی چیز کا ہو سکتا ہے جس کی حدیں ہوں جو محدود ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے حدود جہت محال ہے تو اس کا ادراک و احاطہ بھی ناممکن ہے یہاں دیدار خداوندی مراد نہیں اور قیامت میں مومنوں کے لئے ثابت ہے اور یہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٠٦ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ

کسی نے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے منہ پھیر لو ۝ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے [1]

وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝١٠٧ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ

اور ہم نے تمہیں ان پر نگہبان نہیں بنایا اور نہ آپ ان پر نگہبان ہیں ۝ اور (مومنو) جن کو یہ لوگ خدا کے سوا

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ

(معبود) پکارتے ہیں (ان کو) برا نہ کہنا کہ یہ بھی (جواب میں) بے سمجھے بوجھے خدا کو برا کہیں گے اسی طرح ہم نے ہر جماعت کے

عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٠٨ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ

کام (نظر میں) آراستہ کر رکھے ہیں پھر (سب کو) اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے تو وہ انہیں جتا دے گا جو وہ کرتے تھے ۝ اور یہ لوگ خدا کی

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَاۗءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا

سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئی تو ضرور اس پر ایمان لائیں گے تو کہدو کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تمہیں

يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَاۗءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٠٩ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ

کیا خبر کہ جب وہ نشانیاں (بھی) آئیں گی تو یہ ایمان نہیں لائیں گے ۝ اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو پھیر دیں گے

كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝١١٠ ع

جیسا کہ یہ پہلی بار اس پر ایمان نہیں لائے تھے اور ہم ان کو انکی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیں گے ۝

الانعام ۶

ف۱ لوگوں کو ایمان لانے سے متعلق قرآن کی ہدایت — ویسے ہی نشانیوں کی تلاش میں مسلمانوں کو مبتلا نہیں ہونا چاہیے

(کفار کا مطلوبہ نشانی دیکھنے پر ایمان لانے کا وعدہ اور اس کا جواب)

ف۱ ... دنیا کا کوئی کام اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے کے بغیر نہیں ہو سکتا لہٰذا کفار کا طرز مشرکین کا شرک اور گناہگاروں کے گناہ اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیت سے ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کفر و شرک اور گناہ سے راضی نہیں ہوتا۔ اس سے ان چیزوں کا ظہور یا صدور ... آیت سے بآسانی معلوم ہو گئے ۱۲ منہ غیر مسلموں کی عبادت ایسے صنم کا کفارہ بن جائے جو خشوع ہو سکے (2) واعظ عالم اس طریقے سے وعظ نہ کرے جس سے لوگوں میں ضد پیدا ہو جائے اور فساد اور بے ادبی تک نوبت پہنچے (3) اگر کسی نے متعلق یہ قول اختیار ہو ... نصیحت کرنا اور زیادہ خرابی کا باعث ہو گا تو نہ کرے (4) کبھی ضد سے اسلام چھوڑ دیں گے کو چھیڑنے سے بچنے کا حکم ہے لفظ اللہ کا ... وہ سنتے تھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ضد میں اللہ تعالیٰ کی شان میں بھی بے ادبی کرتے تھے ۱۲ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے بھی معجزات دیکھ کر ایمان نہیں لائے جیسے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا اور انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا اسی طرح اب بھی ایمان نہیں لائیں گے اور ان سے ایمان کی امید رکھنا بے سود ہے جھوٹے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ

اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے نازل کرتے اور مردے ان سے باتیں کرتے اور ہر چیز ان کے سامنے

قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

جمع کر دیتے جب بھی وہ یہاں لانے والے تھے مگر یہ کہ اللہ چاہتا لیکن ان میں اکثر لوگ جاہل ہیں ○

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کا دشمن بنایا انسانوں اور جنوں کے شیطانوں کو جن میں ایک دوسرے کو ملمع کی

اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ

ہوئی باتوں کے دھوکے دینا ہے اور اگر تیرا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو تم انہیں

وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

اور ان کی بنائی باتوں کو چھوڑ دو ○ اور تاکہ ان کے دل ان کی طرف مائل ہو جائیں

وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا

اور تاکہ وہ ان باتوں کو پسند کریں اور وہ ہی گناہ اور کتاب کریں جس کے یہ خود مرتکب ہیں ○ تو کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو حاکم بناؤں؟

لغات: مُعجزات دیکھنے سے پہلے جو کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ ہے شیطانوں کی پہچان سے دشمنی اور دھوکے دینے کی وجوہات

نزولِ قرآن کے بعد کتابِ باطل کی گنجائش نہیں

تشریح: ① جو کافر ہو دوسروں کو شریعت کے خلاف کام کی ترغیب دے وہ انسانی شیطان ہے اگرچہ وہ اپنے حلقوں میں سے ہو یا عالم کے لباس میں ہو غیر میں وہ تمام لوگ داخل ہیں جو آزاد خیالی یا روشن خیالی کے نام پر شرعی کاموں کے خلاف پروپگنڈا کرتے اور منصوبے بناتے اور اس لیے تنظیمیں تشکیل دیتے ہیں۔ ان سب سے بچنا لازم ہے۔ ② ہر شخص اپنے ہم جنس کی طرف جھکتا ہے لہٰذا اگر کسی آدمی کا دل گناہگاروں کی طرف زیادہ جھکتا ہے تو اسے غور کرنا چاہئے کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کے دل میں بھی گناہ کی محبت چھپی ہوئی ہے۔ ③ اسلامی عقیدوں اور شرعی قطعی مسائل میں کسی دلیل بنا کثرت سے کا اختیار نہیں جمہوریت کی رٹ لگانا غیر شرعی چیز کی اجازت نہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان ہر حال میں واجب العمل ہیں کوئی اس کا لحاظ کرے یا نہ کرے لوگوں کی بات کے موافق ہو یا مخالف

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ

علاوہ وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ یہ

اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ

تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ اتاری گئی ہے تو ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو ۝ اور سچ اور انصاف کے

رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ تُطِعْ

اعتبار سے تیرے رب کے کلمات کامل ہیں۔ اس کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے ۝ اور اے سننے

اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ

والے! اگر تو ان میں سے اکثر لوگوں کے کہنے پر چلے جو زمین میں بستے ہیں تو تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں گے یہ صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں اور

اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ

یہ صرف اٹکل سے کام لیتے ہیں ۝ بیشک تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ

اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ

ہدایت والوں کو بھی خوب جانتا ہے ۝ تو ان میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے

فوائد: کلمات الٰہی کی شان — گمراہوں کی پیروی کا نقصان — کن کی قربانی درست ہے اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں

اللہ کے نام پر ذبح کردہ جانور حلال ہے

لغات: ۱ ایسی جگہوں پر آیت کو سننے والا ہر مخاطب مراد ہوتا ہے یا بظاہر مخاطب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر مراد آپ کی امت ہوں ہے۔ ② اس آیت میں یہ پہلو بھی ہے کہ عوام ہے کوئی سے بھی مخاطب ہیں جو اسلام کا مذاق اڑاتے اور اس کی تعلیمات کی شناعت و بے اصل بتاتے اسلام کی بیخ کنی کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ کے مصداق ہیں۔ میں ان کی قیاس آرائیاں حق و باطل کو واضح ظاہر کرنے میں ان کی مدد کرتی ہوں تو ان کی کوئی قدر نہیں، ان کی پیروی یا آخرت نے عظیم خسارے کا سبب بن سکتی ہے۔ ③ اس آیت کا معنی ہے جو جانور اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا گیا ہے حلال اور جو بتوں مردہ یا بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو حرام ہے۔" جانور کے حلال ہونے کا تعلق اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح ہونے سے ہے نیز حلال و حرام کا تعین اللہ تعالیٰ کے پاس سے نازل ہونے والی وحی کے مطابق ہی چیزوں کو حرام یا حلال قرار دیا جائے۔

مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا

ہو ○ اور تمہیں کیا ہے کہ تم اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے حالانکہ وہ تمہارے لئے وہ چیزیں تفصیل سے بیان فرما چکا ہے جو

حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ

اس نے تم پر حرام کر دی ہیں [۲] سوائے ان چیزوں کے جن کی طرف تم مجبور ہو جاؤ اور بیشک بہت سے لوگ اپنی نفسانی خواہشات کی وجہ سے

بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ

گمراہ کرتے ہیں [۳] بیشک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے ○ اور ظاہری اور باطنی

وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾

سب گناہ چھوڑ دو بیشک جو لوگ گناہ کماتے ہیں انہیں عنقریب ان گناہوں کا بدلہ دیا جائے گا جن کا وہ ارتکاب کرتے تھے ○

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ

اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے نہ کھاؤ [۴] اور بیشک یہ نافرمانی ہے اور بیشک شیطان

لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ

اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں [۵] اور اگر تم ان کا کہا ماننے لگے تو اس وقت تم بھی

لغات: رِجس = حرام کا شرعی قانون — ظَاهِر = ظاہری و باطنی گناہ چھوڑ دینے کا حکم

وَمَا لَكُمْ = تمہیں کیا ہے — شیاطین کی وسوسہ اندازیاں

حل: ① اس سے معلوم ہوا کہ قانون یہ ہے کہ حرام چیزوں کا تفصیل کر ہوتا ہے اور جس چیز کو حرام نہ فرمایا گیا ہو وہ حلال ہے۔ ② اپنی طرف سے مختلف جانوروں یا اشیاء کو حرام قرار دینا گمراہی ہے۔ اس آیت پر وہ لوگ بھی غور کریں جو اولیاء کرام سے ایصال ثواب کیلئے مقرر دہ جانوروں کو حرام قرار دیتے ہیں حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں۔ ③ حکم یہ ہے کہ جس جانور پر مسلمان یا کتابی نے جان بوجھ اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرنا یا ذکر حرام ہے۔ اگر بھول کر نام نہ لیا تو حلال ہے اور مسلمان و کتابی کے علاوہ کسی دوسرے کا ذبح کیا ہوا مطلقاً حرام ہے۔ یہاں حلال سے مراد حلال سب ہیں جو پنے کی اور سب پر حلال رکھتے ہیں۔ محمل ہم سے بیان اور حقیقت میں وہ یہ مراد لیتے ہیں۔ ④ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بغیر علم دینی مسائل میں جھگڑنا یا محض جھگڑنے کی نیت سے مناظرہ کرنا شیطان لوگوں کا کام ہے۔ ہاں تحقیق حق کے لئے مناظرہ درست ہے

لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي

یقیناً مشرک ہو جاؤ ﴿۱۲۱﴾ اور کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کر دیا اور ہم نے اس کے لیے نور پیدا کر دیا جس کے ساتھ وہ

النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ

لوگوں میں چلتا ہے (کیا) اس جیسا ہو جائے گا جو اندھیروں میں (پڑا ہوا) ہے اور ان سے نکلنے والا بھی نہیں۔ اسی طرح کافروں

لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا

کے لیے ان کے اعمال آراستہ کر دیئے گئے ﴿۱۲۲﴾ اور جیسے ہی ہم نے ہر بستی میں اس کے مجرموں کو ان کا سردار بنا دیا

لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ

تاکہ وہ اس میں دو بدو چالیں چلیں، وہ صرف اپنے خلاف چالیں چل رہے ہیں اور انہیں شعور نہیں ﴿۱۲۳﴾ اور جب ان کے پاس

اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ

کوئی نشانی آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمیں بھی وہی کچھ نہ ملے جو اللہ کے رسولوں کو دیا گیا۔ اللہ ہی

يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ

خوب جانتا ہے جہاں وہ اپنی رسالت رکھے ؕ عنقریب مجرموں کو ان کے مکر و فریب کے بدلے میں اللہ کے ہاں ذلت اور

شَدِيْدٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ

شدید عذاب پہنچے گا ﴿۱۲۴﴾ اور جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے ۚ

رکوع ۱۵ — مومن اور کافر کی مثال — سرداران مکہ کی دشمنی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

گفتار کا مطالب اور عقائد ہدایت کا اصول — مجرموں کا انجام — ہدایت و گمراہی کی نشانی

لغات ① اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت خالص عطیہ الٰہی ہے۔ تو ہیت یا مال کی وجہ سے ہدایت نہیں ملتی اور نہ ہی یہ ہے کہ اعمال صالحہ کرنے کی وجہ سے ہدایت مل جائے۔ ② شرح کا معنی ہے کشادہ کرنا اور شرح صدر یعنی سینے کا کھل جانا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے دل میں روشنی پیدا فرماتا ہے یہاں تک کہ اس کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو جاتا ہے۔ اس کا دل اور آخرت کی طرف رغبت ہو جاتا ہے۔

وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ

اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ تنگ بہت ہی تنگ کر دیتا ہے گویا کہ وہ بہ زور

فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

آسمان پر چڑھ رہا ہے اسی طرح اللہ ایمان نہ لانے والوں پر عذاب مسلط کر رہا ہے ○

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾

اور یہ تمہارے رب کی سیدھی راہ ہے ہم نے نصیحت لینے والوں کے لیے تفصیل سے آیتیں بیان کر دیں ○

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَيَوْمَ

ان کے لیے ان کے عمل کے بدلے میں ان کے رب کے حضور سلامتی کا گھر ہے اور وہ ان کا مددگار ہے ○ اور (یاد کرو) جس دن

يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَ

وہ ان سب کو اکٹھا کرے گا (اور فرمائے گا) اے جنوں کے گروہ! تم نے بہت سے لوگوں کو اپنا تابع بنا لیا تھا

قَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ

انسانوں میں سے جو ان کے دوست ہوں گے وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ اٹھایا اور ہم اپنی

اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا

مدت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمائی تھی۔ اللہ فرمائے گا اب تمہارا ٹھکانہ ہے جہنم تم اس میں ہمیشہ رہو گے مگر

رکوع ۱۶ صراط مستقیم کا بیان جنت اور حق تعالیٰ کی بشارت پروردگار قیامت سرکش جنات سے خطاب

جنات سے دوستوں کی حسرت و انجام

مسئلہ (۱) جس کی تنگی یہ ہے کہ کفر کو پسند کرے اور اسلام کو برا سمجھے جو کی نیکیوں سے محبت ختم ہونا اور گناہوں کا شوق ہونا بھی اس کی تنگی میں داخل ہے۔ (۲) دارالسلام کے وہ معنی ہیں۔ اللہ سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے تو "دار السلام" کا معنی ہو "اللہ تعالیٰ کا گھر" یعنی وہ گھر جس کی نسبت اللہ جل جلالہ کی طرف ہے اور یہ اضافت اس گھر جیسی جس کی حرمت تعظیم کے لئے ہے جیسے بیت اللہ اور ناقۃ اللہ میں ہے۔ (۳) اس کا دوسرا معنی ہے "سلامتی کا گھر" دار بمعنی "و" اور "سلام" اس سے فرمایا ہے کہ جس میں ہر قسم کی خرابیوں، تکلیفوں اور مشقتوں سے سلامتی ہے

مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ

چاہے خدا چاہے [1] بیشک تمہارا رب حکمت والا علم والا ہے ○ اور یونہی ہم ظالموں میں سے ہر ایک کو ان کے

بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ

اعمال کے سبب مسلط کر دیتے ہیں ○ اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں سے وہ رسول نہ آئے تھے [2]

مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا

جو تم پر میری آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں تمہارے اس دن کی حاضری سے ڈراتے تھے وہ کہیں گے ہم اپنی جانوں کے

عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾

خلاف گواہی دیتے ہیں اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا اور وہ اپنی جانوں کے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے ○

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلٍّ

یہ [3] اس لیے کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم سے ہلاک نہیں کرتا جبکہ ان کے لوگ بے خبر ہوں □ اور ہر ایک کے لیے

دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو

ان کے اعمال سے درجات ہیں [3] اور تیرا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ○ اور تیرا رب بے پرواہ [4] رحمت والا ہے

ترجمہ علامہ کی خاص ہے [illegible] قرآن میں کافر جنوں اور انسانوں سے مخاطب ہونے کا ایک قانون

ایک دوسرے کو رحمت میں ترقی اللہ تعالیٰ کی شان رحمت کا بیان

تفسیر [1] کفار جہنم سے کبھی نکالے نہیں جائیں گے بلکہ ہمیشہ اس میں رہیں گے یہاں آیت میں اس مشیت سے کچھ معنی ہیں، اور ہمیشہ جہنم میں رہیں گے لیکن قبر سے حشر تک اور میدان حشر میں حساب کتاب سے لے کر جہنم میں داخل ہونے تک جہنم میں نہ رہیں گے [illegible] ان سے مراد وہ اوقات ہیں جن میں انہیں عذاب سے دوسرے عذاب میں منتقل کیا جائے گا، جہنمی جب دوزخ کی گرمی کی شدت سے فریاد کریں گے تو انہیں زمہریر یعنی سخت ٹھنڈے اور خاص قسم کی ہوا دی جائے گی اور جب زمہریر کی ٹھنڈ سے گھبرا کر فریاد کریں گے تو انہیں پھر جہنم میں لوٹا دیا جائے گا۔ [2] یہاں صرف انسانوں میں سے رسولوں کا ذکر ہے جنات سے نہیں۔ چونکہ یہاں جن و انسان دونوں سے خطاب ہے اس لیے فرمایا یعنی جنوں والے رسولوں نے تمہارے پاس رسول بھیجے اور ان کے ذریعہ تمہیں ڈرایا کیا۔ بہرحال اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنات میں بھی آپ ہی کے ہاں جنت سے آئے ہیں گروہ انسان تھے۔ [3] جمہور مفسرین نے درجات میں آیت میں ذکر کیا ہے شاید "درجات" رحمتوں کا تعین اور کو ترجیح دی ہے۔ [4] اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے چاہے وہ نیک ہو یا گناہگار ان کے اچھے برے اعمال کے اعتبار سے درجے ہیں اور کمی کے مطابق ثواب اور عذاب ہوگا یہ نہیں کہ اعمال کے برابر مختلف ہوتے ہیں کہ ایک ہی عمل خلاص اور جس کے لیے ریاء وہ سب کا اور دوسرے کے لیے ثواب کا باعث ہوتا ہے۔

الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ

رحمت والا ہے۔ اے لوگو اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور جسے چاہے تمہاری جگہ لے آئے جیسے اس نے تمہیں دوسرے

ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ

لوگوں کی اولاد سے پیدا کیا ○ بیشک جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور آنے والی ہے اور تم (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتے ○ تم فرما

يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ

اے میری قوم تم اپنی جگہ عمل کرتے ہو میں اپنا عمل کرتا ہوں پھر عنقریب تم جان لو گے کہ آخرت کا گھر کس

الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ

(کیلئے) انجام کار بہتر ہے بیشک ظالم فلاح نہیں پاتے ○ اور اللہ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کیے ہیں یہ مشرک ان میں سے

نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا

اللہ کے لئے ایک حصہ مقرر کرتے ہیں پھر اپنے گمان سے کہتے ہیں کہ یہ حصہ تو اللہ کے لئے ہے اور یہ ہمارے شریکوں کے لئے ہے (تو) جو ان کے

يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

شریکوں کے لئے ہے وہ اللہ تک نہیں پہنچتا اور جو اللہ کے لئے ہے وہ ان کے شریکوں تک پہنچ جاتا ہے کتنا برا یہ فیصلہ کرتے ہیں ○

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ

اور یوں ہی بہت سے مشرکوں کی نگاہ میں ان کے شریکوں نے اولاد کا قتل مزین کر دیا ہے تاکہ وہ انہیں ہلاکت میں

تفسیر دھوکہ کی سرمستی ہونے کی خبر — یہ ہیں ہر عمل پر عبرت کی ہوئی ہے — کفار مکہ کی چند بے ہودہ حرکتیں اور گمراہیاں

ترجمہ ① یہ نہیں کفر یا گناہوں پر عذاب نہیں بلکہ تمہارے غضب سے بچنے کے لئے ان طرح فرمایا گیا ہے ② اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ آج بھی فیصلہ ہو چکا۔ موت حق ہے اور کافر دوزخی لیکن علانیہ چشم دید فیصلہ قیامت میں یا عذاب آنے وقت ہوگا ③ یہاں شرکین سے مراد وہ شیاطین ہیں جن کی اطاعت کے شوق میں مشرکین اللہ خالق کی نافرمانی اور اس کی معصیت کو روا رکھتے تھے اور یہ قبیح اور جاہلانہ اعمال کے مرتکب ہوتے تھے کہ جن کو عقل سلیم کبھی گوارا نہ کر سکے اور جن کی قباحت میں کسی بچے کے بھی شبہ نہ ہو بت پرستی کی شامت سے وہ ایسے فساد عقل میں مبتلا ہوئے کہ حیوانوں سے بدتر ہو گئے بیٹے اور بیٹیوں سے بڑھ کر جانور بھی پیارے ہوتے ہیں لیکن یہ لقمہ شیاطین کی بھوک میں اولاد یعنی بیٹیوں کا بھی حرص بھا جاتے تھے

وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

اور ان کا یں ان پر مشتبہ کر دیں اور اگر اللہ چاہتا تو وہ یہ نہ کرتے تو تم انہیں اور ان کے بہتانوں کو چھوڑ دو ﴿۱۱۲﴾

وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ

اور مشرک اپنے جی سے کہتے ہیں یہ چوپائے اور کھیتی ممنوع ہے، اسے وہی کھا سکے جسے ہم چاہیں اور کچھ چوپائے ہیں

حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ

جن پر چڑھنے کو حرام کر دیا گیا اور کچھ چوپائے ہیں جن کے ذبح پر اللہ کا نام نہیں لیتے اللہ پر بہتان باندھتے

سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ

ہوئے، کہ عنقریب وہ انہیں ان کے بہتانوں کا بدلہ دے گا ﴿۱۳۸﴾ اور کہتے ہیں ان چوپایوں کے پیٹ میں جو ہے وہ خالص

لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ؕ

ہمارے مردوں کیلئے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ مردہ ہو تو پھر سب اس میں شریک ہیں

سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ

عنقریب اللہ انہیں ان کی باتوں کا بدلہ دے گا بیشک وہ حکمت والا علم والا ہے ﴿۱۳۹﴾ بیشک وہ لوگ گھاٹے میں ہو گئے جنہوں نے اپنی اولاد کو جہالت

شانِ نزول: مویشیوں اور کھیتیوں سے متعلق کفار کے باطل نظریات کا

بتوں کا تقرب اور حلال کو حرام ٹھہرانا گمراہ قصبان کا حیلہ

مسئلہ: ① اس آیت میں کفار کی چند بری عادتوں کا ذکر ہے کہ اپنے بعض مویشیوں اور کھیتوں کے بارے میں توقف کرتے کہ اس کی پیداوار اور آمدنی صرف بتوں کے خادمین میں سے جن کو چاہیں کھلائیں ② بتوں کے نام پر سانڈ چھوڑ دیتے جنہیں سائبہ وغیرہ کہتے جن سے اونٹنی کا دودھ دوہنا یا سواری کرنا حرام ہوتا ہے ③ کفار کے یہ دونوں کام توشرک تھے مگر شرعاً ان جانوروں کا گوشت کھانا حرام نہیں ہے ④ جاہلیت کے بعض مذہبی لوگ ان تمام چیزوں پر بعض کو قیاس کر کے استعمال کرنے سے روکتے ہیں یہ بھی ان کی بے پر کی ہے ⑤ بچے کا کھانا بھی حرام ہے اور یہ "ما اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" میں داخل ہے ⑥ اولاد کو اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور اسے قتل کر دینا آخرت میں نقصان و تباہی کا باعث ہے اور بری ہے اور آخرت و دنیا تباہ کرنا ہے اولاد کی محبت عزیز اور پیاری ہونے کے باوجود اس قسم کی سفاکی اور بے رحمی کرنا انتہا درجہ کی حماقت اور جہالت ہے

سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا

بے وقوفی کرتے ہوئے قتل کرتے ہیں اور اللہ نے جو رزق انہیں عطا فرمایا ہے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے حرام قرار دیتے ہیں یقیناً

وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ

یہ لوگ گمراہ ہوئے اور یہ ہدایت پانے والے نہیں ہیں۔ اور وہی ہے جس نے باغ بنائے جن میں سے کچھ چھپے ہوئے اور کچھ کھلے ہوئے

مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ

ہیں اور کھجور اور کھیتی کو پیدا کیا جن کے کھانے مختلف ہیں اور جس اور انار کو پیدا کیا یہ

مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ

کسی بات میں آپس میں ملتے ہیں اور کسی میں نہیں ملتے۔ جب وہ درخت پھل لائے تو اس کے پھل سے کھاؤ اور اس کی کٹائی کے دن

حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً

کا حق دو ۚ اور فضول خرچی نہ کرو بیشک وہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا ○ اور مویشیوں میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ

وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ

چھوٹے پیدا کئے کھاؤ جو کچھ اللہ نے تمہیں رزق عطا فرمایا ہے اس میں سے کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ

کھلا دشمن ہے ○ (اللہ نے) آٹھ (نر و مادہ) جوڑے پیدا کئے، بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو (ان سے) پوچھ

آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

کیا اس نے دونوں نر حرام کیے یا دونوں مادہ یا وہ بچے جو دونوں مادہ پیٹوں میں لئے ہوئے ہیں؟

ترجمہ باغات اور پھلوں میں قدرت الٰہی کے نمونے ۔ فضول خرچی کی ممانعت

حلال جانوروں کے کھانے کا حکم اور شیطان کی پیروی کی ممانعت ۔ حلال جانوروں کو حرام ٹھہرانے والوں پر تنقید

تفسیر ○ یہاں پھلوں کا حق ادا کرنے کا حکم ہے، اس میں سب سے پہلے تو عشر یعنی پیداوار کا دسواں حصہ یا نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ داخل ہے اور اس کے علاوہ مساکین کو پھل وغیرہ دینا بھی پیداوار کے حقوق میں آتا ہے۔ اس آیت میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ ہر پیداوار میں کوئی نہ کوئی حق ہوتا ہے خواہ پیداوار کم ہو یا زیادہ اس لئے چھ سال تک عشر میں معاف کرنے

نَبِّـُٔوْنِیْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَ مِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ

اگر تم سچے ہو تو علم کے ساتھ بتاؤ۔(1) اور (اللہ نے) نر اور مادہ کا ایک جوڑا اونٹ سے اور ایک جوڑا گائے سے

اثْنَیْنِؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ

پیدا کیا۔ تم فرماؤ: کیا اس نے دونوں نر حرام کئے یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ اپنے پیٹوں میں لئے

اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَاۚ فَمَنْ اَظْلَمُ

ہوئے ہیں؟ کیا تم اس وقت موجود تھے جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا؟ تو اس سے بڑھ کر ظالم کون

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی

جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟ تاکہ لوگوں کو اپنی جہالت سے گمراہ کرے۔ بیشک اللہ ظالموں

الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۴﴾ قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ

کو ہدایت نہیں دیتا۔ تم فرماؤ، جو میری طرف وحی کی جاتی ہے اس میں کسی کھانے والے پر کوئی

یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ

کھانا حرام نہیں پاتا مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں میں بہنے والا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کیونکہ وہ ناپاک ہے(1)

مضمون: حرام جانوروں کا بیان

حاشیہ: (1) اس سے معلوم ہوا کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ

یا وہ نافرمانی کا حال ہو جس پر ذبح میں غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو تو جو کوئی مجبور ہو جائے اور اس حال میں نہ تو نافرمانی کرنے والا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا

رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ

تو بیشک تمہارا رب بخشنے والا مہربان ہے ﴿۱۴۵﴾ اور یہودیوں پر ہم نے ناخن والا جانور حرام کر دیا[۱]

وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ

اور گائے اور بکری کی چربی حرام کر دی سوائے اس چربی کے جو ان کی پیٹھ کے ساتھ

اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۡ وَاِنَّا

یا انتڑیوں سے لگی ہو یا جو چربی ہڈی سے ملی ہوئی ہو ہم نے یہ ان کی سرکشی کا بدلہ دیا[۲] اور بیشک ہم

لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ

سچے ہیں ﴿۱۴۶﴾ پھر اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو تم کہہ دو کہ تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے اور اس کا عذاب

بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ

مجرموں پر سے نہیں ٹالا جاتا ﴿۱۴۷﴾ ب شرک کریں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو

مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَاۗؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ

نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہی ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی ایسے ہی

مقاصد مجبور کے لئے حرام چیز کھانے کی رخصت — سورہ میں چند حرام چیزوں کا بیان

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عذاب — شرک کو مشیت الٰہی قرار دینے والوں کو جواب

لغات یہاں ناخن سے مراد انگلی کے سوا انگلیاں ہیں جیسے شتر مرغ کے پنجے ہوں جیسے بطخ کے یا وہ پنجے ہوں بلکہ کھر کی صورت میں ہوں جیسے اونٹ، شتر مرغ اور بطخ وغیرہ۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہاں بطور حاصل مطلب مراد ہیں۔ یہ حلال اور یہودیوں پر حرام تھے۔ (۲) یہودیوں پر گائے بکری کا گوشت وغیرہ حلال تھا لیکن ان کی چربی حرام تھی البتہ جو چربی گائے بکری کی پیٹھ میں لگی ہو یا آنتوں یا ہڈی سے لگی ہو وہ ان کے لئے حلال تھی۔ یہودی چونکہ اپنی سرکشی کے باعث اس چیز کو حرام سمجھتے تھے بعد میں یہ چیزیں ان پر حرام کر دیں اور ہماری شریعت میں گائے بکری کی چربی اور اونٹ بطخ اور شتر مرغ حلال ہیں۔

قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ

جھٹلایا تھا یہاں تک کہ ہمارا عذاب ان پر آ پہنچا۔ کہو کہ تمہارے پاس کوئی علم ہے تو ہمارے سامنے اسے نکالو۔ تم تو

تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ

صرف جھوٹے خیال کے پیچھے چلتے ہو اور تم بالکل غلط اندازے لگا رہے ہو۔ تم فرما دو کہ دلیل اللہ ہی کی ہے

فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ

تو اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔ تم فرما دو کہ اپنے وہ گواہ لے آؤ جو گواہی دیں

اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ

کہ اللہ نے اس چیز کو حرام کیا ہے (جسے تم حرام بتاتے ہو) پھر اگر وہ گواہی دے بیٹھیں تو تم ان کے ساتھ گواہی نہ دینا اور

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ

ان لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور وہ اپنے رب کے

يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا ۚ ع ۱۵

برابر ٹھہراتے ہیں ﴿۱۵۰﴾ تم فرما دو کہ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اور

وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ

اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا۔ ہم تمہیں اور وہ سب کو روزی دیتے ہیں ﴿۱۵۱﴾

ع ۱۵

شانِ نزول: کہ اللہ نے کیا حرام کیا ہے؟ جواب دیا گیا کہ جھوٹے گواہوں کی شہادت حرام ہے۔

شرک کی ممانعت اور والدین سے اچھا سلوک کا حکم — **مفلسی کے خوف سے اولاد کو قتل کرنے کی ممانعت**

تشریح: ① اس میں تنبیہ ہے کہ جو لوگ جھوٹی شہادت دیتے ہیں تو وہ محض خواہش کی پیروی اور تعصب پر مبنی ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی گواہی بھی حرام ہے اور اس کی تصدیق و تائید بھی اور جھوٹے آدمی کی وکالت بھی یہ سب گناہ کے کام ہیں۔ ② دورِ جاہلیت میں اولاد کو قتل کرنے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ لڑکیوں کو بڑے ہو کر اور لڑکوں کو جوان ہو کر ماں باپ کی خدمت کرنی پڑتی ہے۔ اس لیے لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیتے تھے اور لڑکوں کو بھی بڑے ہو کر ان کے کام آنے کی امید پر قتل کر دیتے تھے۔ اسی طرح بہت سے مسلمان بھی دورِ جاہلیت کے اثر سے غلط طریقہ اختیار کر لیتے ہیں اور وہ بھی اولاد کے پیدا ہونے پر اس کی پرورش، تعلیم اور تربیت کے اخراجات کہیں سے پورے نہ ہونے کے اندیشے سے اسقاطِ حمل جیسے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بچے کا رزق اس کے پیدا ہونے سے پہلے ہی ماں کے پیٹ میں پیدا کر دیا ہے۔

اور نہ نزدیک جاؤ بے حیائیوں کے پاس سے جو ظاہر ہیں اور جو چھپی ہیں اور جس جان کو قتل کرو

النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۱۵۱ وَ

اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق پر ۔ یہ حکم دیا ہے تمہیں اس کا تاکہ تم سمجھ جاؤ ۝ اور

لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا

یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقے سے یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور ناپ

الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا

اور تول انصاف کے ساتھ پورا کرو ہم کسی جان پر اس کی طاقت کے برابر ہی بوجھ ڈالتے ہیں اور جب بات کرو تو عدل کرو

وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۱۵۲

گرچہ تمہارے قریبی کا معاملہ ہو اور اللہ کا عہد پورا کرو ۔ اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا ہے تاکہ نصیحت حاصل کرو ۝

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ

اور یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے جدا

سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۱۵۳ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

کر دیں گی ۔ تمہیں یہ حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ ۝ پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی

ربط ظاہری و باطنی بے حیائیوں سے بچنے کا حکم ۔ ناحق قتل کی ممانعت

یتیموں کے مال و دیگر معاملات سے متعلق چند احکام ۔ سیدھے راستے کی پیروی کا حکم ۔ تورات کی عطا

تشریح ① چند حرام چیزیں کی ہیں کہ جن میں عام احکام شریعت محمدیہ کو دخل نہیں ۔ جیسے قاتل و مقتول کے درمیان میں شاہد و ثالث کی اجازت سے قتل کرنا یا بطور قصاص کے قتل کرنا یا بدلے کے قتل پر قتل کی جو صورتیں ہوسکتی ہیں ان پر عام لوگ مطلع نہیں کہ ان کے لئے ملکہ کی اجازت صرف حاکم اسلام کو ہے ۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ عقائد کی درستی عبادت کی ادائیگی، معاملات کی صفائی اور حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھنا سیدھا راستہ ہے جو ان میں سے کسی میں کوتاہی کرتا ہے وہ سیدھے راستے پر نہیں ۔ عقیدہ بگڑے تو سارا عمل برباد ہے کہ جس کے بغیر اعمال اصلاً معتبر نہیں جبکہ عبادات و معاملات میں بھی شیطان ہر قدم پر رکاوٹ ڈالتا ہے ۔ ③ یہاں دو سے مراد دو سے زیادہ بھی ہیں ۔ اس سے مراد وہ راستے ہیں جو احکام کے خلاف ہوں یہودیت ہو یا نصرانیت یا اور کوئی ملت باطلہ ۔ اسلام کے راستے پر چلنا چاہیے قادیانی نہیں ۔

تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ

تاکہ نیک کاموں پر احسان پورا ہو اور ہر شے کی تفصیل ہو اور ہدایت اور رحمت ہو کہ کہیں وہ اپنے

بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا ع ۱۹

رب سے ملنے پر ایمان لائیں ﴿۱۵۴﴾ اور یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے تو تم اس کی پیروی کرو اور پرہیزگار بنو

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ

تاکہ تم پر رحم کیا جائے ﴿۱۵۵﴾ (یہ اس لئے کہ) تاکہ تم یہ نہ کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں

قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

پر اتاری گئی اور ہمیں ان کے پڑھنے پڑھانے کی کچھ خبر نہ تھی ﴿۱۵۶﴾ یا (یہ) کہو کہ اگر ہم پر کتاب

الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّ

اترتی تو ہم ان سے زیادہ ہدایت پانے والے ہوتے ﴿۱۵۷﴾ تو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف دلیل اور ہدایت و

رَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ

رحمت آگئی ہے تو اس سے زیادہ ظالم کون جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے اور ان سے منہ پھیرے ہم عنقریب ان لوگوں کو جو ہماری

يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ

آیتوں سے منہ پھیرتے ہیں برے عذاب کی سزا دیں گے منہ پھیرنے کی وجہ سے ﴿۱۵۷﴾ وہ صرف کس چیز کا انتظار

ربط قرآن مجید کی برکتوں کا حکم / گزشتہ قرآن والوں پر قسم رحمت سے

عظمت قرآن اور جھٹلانے والوں کے لئے وعید / ظہور حق کے بعد ایمان نہ لانے والوں کو تنبیہ

شرح قرآن مجید کا یہ حق ہے کہ اس کی برکتوں سے اس کے نزول کی غرض کے اعتبار سے مسلمانوں کا حال انتہائی ناگفتہ بہ ہے آج مسلمانوں نے اس کتاب کی دو ہی غرض رہ گئی ہے ایک تلاوت سے کی جائے گھروں میں جزدان بغلاف زینت بنا کر رکھا جائے کاغذوں پر کاروبار میں کسب کے لئے رکھا جائے اور تلاوت سے بھی صحیح طریقے سے تلاوت نہیں کرتے ہیں اور سمجھنے والوں کی تعداد تو اور بھی قلیل ہے ﴿۱﴾ کفار عرب کا یہ عذر تھا کہ یہود و نصاریٰ پر توریت و انجیل نازل ہوئیں مگر وہ بے عقل ان باتوں سے ہدایت حاصل نہ کر سکے ہم ان کی طرح خفیف العقل اور نادان نہیں ہیں ہماری عقلیں صحیح ہیں ہم زیادہ عقلمند اور سمجھدار ہیں تو ہمیں کہ ہم پر کتاب اترتی تو ہم ان سے زیادہ ہدایت پر ہوتے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اب تو قرآن نازل ہو گیا ہے اب اس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟

اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ

کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آجائیں یا تیرا رب آجائے یا تیرے رب کی کچھ نشانیاں آجائیں۔ جس دن تیرے

بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ

رب کی بعض نشانیاں آجائیں گی کسی شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا یا

كَسَبَتْ فِيْۤ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْۤا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

جس نے اپنے ایمان میں کوئی بھلائی حاصل نہ کی ہوگی۔ تم فرما دو تم بھی انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں ﴿۱۵۸﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں

فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ

نے اپنے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور خود مختلف گروہ بن گئے[۱۲۱] اے حبیب آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ان کا معاملہ صرف اللہ کے

يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَ

حوالے ہے پھر وہ انہیں بتا دے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ﴿۱۵۹﴾ جو ایک نیکی لے کر آئے اس کیلئے دس نیکیاں ہیں[۱۲۲] اور

مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِيْ

جو کوئی برائی لائے تو اسے صرف اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۱۶۰﴾ تم فرما دو بیشک مجھے

هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَ

میرے رب نے سیدھے رستے کی طرف ہدایت فرمائی یہ مضبوط دین ہے جو ہر باطل سے جدا ابراہیم کی ملت ہے اور

شان نزول یہ آیت کفر بدعت کے ماننے والوں کے حق میں نازل ہوئی نیکی پر دس گنا ثواب ہونا اور گناہ کا بدلہ ... ہونا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صراط مستقیم پر ہونا

مدنی پھول (۱۲۱) اس کے معنی یہ ہیں کہ عذاب کی جانب سے جو ان طور پر ہونے سے پہلے جس کفار و مومن نے توبہ کی تو اس کے بعد اس کی توبہ مقبول نہیں۔ (۱۲۲) ان لوگوں سے مراد یہودی و عیسائی ہیں جو مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے یا ان سے تمام مشرکین مراد ہیں جو مختلف چیزوں کی پوجا کرتے ہیں۔ (۱۲۳) ایک نیکی کرنے سے دس نیکیوں کی جزا ملے گی اور یہ کوئی انتہائی عدد نہیں بلکہ یہ تو فضل ہی کی بات ہے اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے اس کی نیکیوں کو بڑھا دے ایک کے سات سو کر دے یا بے حساب عطا فرما دے

مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ

وہ شریکوں میں سے نہیں تھے ﴿۱۶۳﴾ تم فرماؤ بیشک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۴﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۵﴾ قُلْ

سارے جہانوں کا رب ہے ﴿۱۶۴﴾ اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ﴿۱۶۵﴾ تم فرماؤ

اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ

کیا اللہ کے سوا اور رب تلاش کروں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے اور ہر شخص جو عمل کرے گا وہ اسی کے ذمہ ہے

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

اور کوئی بوجھ اٹھانے والی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی پھر تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے تو وہ تمہیں بتادے گا

فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰۗىِٕفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ

جس میں اختلاف کرتے تھے ﴿۱۶۴﴾ اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین کا نائب بنایا اور تم میں بعض کو بعض پر کئی

فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ

درجے بلندی عطا فرمائی تاکہ وہ تمہیں ان چیزوں میں آزمائے جو اس نے تمہیں عطا فرمائی ہے بیشک تمہارا رب بہت جلد

ترجمہ: عبادت، زندگی اور موت سب اللہ کیلئے ہے — اکثر لوگ جاہل ہیں — ہر جان صرف اپنے گناہ کا ذمہ دار ہے

گروہ بندی میں پڑنا اللہ کی ناراضگی کا مستحق بنانا ہے

تفسیر: ① یہاں جو فرمایا گیا وہ حقیقتاً ہر مسلمان کی زندگی کی حکایت ہے۔ مسلمان کا جینا مرنا اور عبادت وغیرہ سب کچھ اللہ ﷻ کیلئے ہونا چاہئے۔ اللہ ﷻ اور اللہ ﷻ کی رضا کے کاموں میں صرف ہونا ہی جینا مرنا عبادت کہلا سکتا ہے اور جب تک دل میں اللہ ﷻ کے سوا کسی کی عبادت کا شائبہ بھی ہے پاک ہونا تو ہر حال ایمانیت میں۔ خلل ہے عبادت شرک خفی یعنی ریاکاری سے بھی پاک ہو اور خالص اللہ عزوجل کی رضا و خوشنودی کیلئے ہو ② حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تمام مخلوق سے پہلے پیدا ہوا جیسا کہ حدیث میں ہے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار یا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ ہی کے ایمان و اسلام کا اول نمبر آپ ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے۔ ③ یعنی مجرم گناہ سے بالکل بری ہو جائے اور کسی دوسرے پر اس کے گناہ ڈال دیئے جائیں یہ نہیں ہو سکتا اور جو کچھ بھی ایسا آدمی کے گناہ دوسرے پر بغیر کسی سبب کے ڈال دیئے جائیں یہ بھی نہیں ہو سکتا البتہ ہو سکتا ہے کہ آدمی گناہ کا طریقہ یا راستہ دوسرے کو بتا جائے یا گناہ کے راستے پر لگا دے یا اپنے ان اعمال کی وجہ سے جو گناہ میں گئے ہوں دوسرے کے گناہ کی شدت ہو گی کہ اس کی وجہ سے جیسے دوسروں نے جیسے گناہ کئے ان سب کے وہ گناہ اس پہلے آدمی پر ڈال دیئے جائیں۔ حقیقت میں یہ اس آدمی کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے جو اس نے دوسروں کو گناہ میں مبتلا کیا دوسروں نے گناہ اس پر ڈال دیئے گئے

الجزء ٨

سورۃ الاعراف ٧ مکیۃ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اٰیات ٢٠٦ رکوعات ٢٤

الٓمّٓصٓ ۝ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ

الف لام میم صاد ۝ یہ کتاب ہے جو آپ پر نازل کی گئی ہے تاکہ آپ اس سے ڈر سنائیں اور مومنوں کے لئے نصیحت

بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا

ہے پس آپ کے دل میں اس کی طرف سے کوئی تنگی نہ ہو ۝ جو کچھ تمہارے رب کی جانب سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اس کی

مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا

پیروی کرو اور اس کے سوا دوسرے حمایتیوں کے پیچھے نہ جاؤ تم بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو ۝ اور کتنی ہی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کر دیا

بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا

ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت آیا یا اس حال میں کہ وہ دوپہر کو سو رہے تھے ۝ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو ان کے پاس اس کے سوا کچھ کہنے کی

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

بیشک ہم ظالم تھے ۝ تو ضرور ہم ان لوگوں سے سوال کریں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے اور بیشک ہم رسولوں سے

خلاصہ: تبلیغ قرآن میں رکاوٹ نہ ہوں ۔ اتباع قرآن کا حکم ۔ اگلی امتوں کی طرح نافرمانوں کی ممانعت

دنیا میں قوموں کی ہلاکت کا بیان ۔ قیامت کے دن رسولوں اور قوموں سے سوال

ربط: اس کا معنی یہ ہے کہ جب عذاب کا وقت جانے لگا تو اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرنے کے معنی یہ لیتے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے وقت کیوں نہیں آتا جب کہیں نہیں تھا یا کہ وہ یا تو رات کا وقت تھا وہ آرام کر رہے تھے یا دن میں قیلولہ کا وقت تھا اور وہ محو استراحت تھے۔ عذاب نے ان کی اس غفلت کی حالت میں آلیا۔ پہلے سے آگاہ ہونے بلکہ چاہتے تھے اور وہ بھاگنے کی کوشش بھی نہ کر سکے۔ ان سے کفار کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ اس عذاب الٰہی کو معمولی نہ سمجھیں جب کہ وہ آجاتا ہے ۲ اگلی ان امتوں سے پوچھا جائے گا جن کی طرف رسول بھیجے گئے کہ تمہیں تمہارے رسولوں نے تبلیغ کی تھی؟ اور تم نے رسولوں کی دعوت کا کیا جواب دیا اور ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اور رسولوں سے بازپرس کی جائے گی کہ کیا آپ نے اللہ کے پیغام کو ان تک پہنچایا اور تمہاری قوم نے تمہیں کیا جواب دیا تھا؟

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ فَمَنْ

سے سوال کریں گے ○ تو ضرور ہم ان کو اپنے علم سے بتا دیں گے اور ہم غائب نہ تھے ○ اور اس دن وزن کرنا برحق ہے تو جن

ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ

کے پلڑے بھاری ہوں گے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے ○ اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے

فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

تو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کا نقصان کیا اس لئے کہ وہ ہماری آیتوں پر ظلم کیا کرتے تھے ○ اور بیشک

مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ ع ۱

ہم نے تمہیں زمین میں ٹھکانا دیا اور تمہارے لئے اس میں روزی کے اسباب پیدا کئے تم بہت ہی کم شکر ادا کرتے ہو ○

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۡ فَسَجَدُوْٓا

اور بیشک ہم نے تمہیں پیدا کیا تمہاری صورتیں بنائیں پھر ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ

سجدہ کیا وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا ○ اللہ نے فرمایا جب میں نے تجھے حکم دیا تو تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا؟

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا

ابلیس نے کہا میں اس سے افضل ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے پیدا کیا ○ اللہ نے فرمایا تو یہاں سے

لغات قیامت میں نیکیوں اور گناہوں کا وزن ہونا — بعض پر متفق اور بعض کا انکار — بعض کا تفصیل نظر

تفسیر آدم اور فرشتوں کا کیسا سجدہ تھا — سجدہ نہ کرنے پر ابلیس کا عذر اور جواب — ابلیس جنت سے اترنے کا حکم اور کیوں میں شمار

حل صحیح اور متواتر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ قیامت کے دن سب میزان اعمال کی رکھی جائے گی جس میں نیکیاں اور بدیاں تولی جائیں گی۔ یہاں اللہ اور اس کے حق سمجھنا مراد ہیں یہ بات کہ کس میزان کے دونوں پلڑوں کی نوعیت اور کیفیت کیا ہوگی اور اس سے وزن معلوم کرنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ یہ سب امور عقل اور فہم کے احاطے سے باہر ہے اور نہ ہم سے جانے کے مکلف ہیں ہم پر جیسی کچھ میزان کی یہاں اطلاع دی گئی ہے اس پر ایمان رکھنا اور کیفیت اللہ کے سپرد کرنا کافی ہے۔ اس کا وزن صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ ابلیس نے اپنی فضیلت کی وجہ یہ سمجھی کہ آگ مٹی سے افضل اور اعلیٰ ہے تو جس کی اصل آگ ہو گی وہ مٹی سے افضل ہوگا جس کی اصل مٹی ہو اور شیطان کا یہ خیال غلط تھا کہ افضل وہ ہے جسے مالک مولیٰ فضیلت دے۔ اللہ مالک ہے جسے چاہے فضیلت دے۔ مخلوق کو اس میں دخل نہیں۔ مالک کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔

فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى

پس تیرے لیے جائز نہیں کہ تو اس مقام میں تکبر کرے پس نکل جا بیشک تو ذلت والوں میں سے ہے ﴿۱۳﴾ شیطان نے کہا: تو مجھے مہلت دے

يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ

اس دن تک جس میں وہ اٹھائے جائیں گے ﴿۱۴﴾ اللہ نے فرمایا: تجھے مہلت ہے ﴿۱۵﴾ شیطان نے کہا: مجھے اس کی قسم کہ تو نے مجھے

لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ

گمراہ کیا میں ضرور تیرے سیدھے راستہ پر لوگوں کی تاک میں بیٹھوں گا ﴿۱۶﴾ پھر ضرور میں ان کے آگے اور

مِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾

ان کے پیچھے اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے ان کے پاس آؤں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا ﴿۱۷﴾

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ

اللہ نے فرمایا: تو یہاں سے ذلیل و مردود ہو کر نکل جا بیشک ان میں سے جو تیری پیروی کرے گا تو میں ضرور تم

مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ

سب سے جہنم بھر دوں گا ﴿۱۸﴾ اور اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو پھر کھاؤ اس میں سے جہاں چاہو

شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا

کھاؤ اور اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ حد سے بڑھنے والوں میں سے ہو جاؤ گے ﴿۱۹﴾ پھر شیطان نے انہیں وسوسہ

خلاصہ ابلیس کا قیامت تک کی مہلت مانگنا — لوگوں کو بہکانے کے لئے ابلیس کا عزم — ابلیس اور اس کے پیروکاروں کا بھانا

حضرت آدم و حوا کی لغزش اور تجرید معصوم — حضرت آدم و حوا کے خلاف شیطان کی وسوسہ اندازی

ربط اس سے معلوم ہوا کہ تکبر ایسا مذموم وصف ہے کہ ہزاروں برس کا عبادت گزار ابلیس بھی اس کی وجہ سے بارگاہ الٰہی میں مردود ٹھہرا اور قیامت تک کے لئے ذلت و رسوائی کا شکار ہو گیا ﴿۱۳﴾ شیطان نے یہاں گمراہ کرنے کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف کی اس میں یا تو شیطان نے خود کو مجبور محض مان کر یوں کہا یا اللہ تعالیٰ کی نسبت ادبی کے طور پر اس طرح کہا ﴿۱۶﴾ سے مراد یہ ہے کہ میں ان کی نیکیوں کے متعلق وسوسے ڈالوں گا اور پیچھے سے مراد ہے کہ ان کی آخرت سے متعلق وسوسے ڈالوں گا اور ان سے مراد یہ ہے کہ ان کے دین میں شبہات ڈالوں گا اور بائیں سے مراد یہ ہے کہ ان کو گناہوں کی طرف رغبت دلاؤں گا

الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا

ڈالا تاکہ ان پر ان کی چھپی ہوئی شرم کی چیزیں کھول دے اور بولا تمہیں تمہارے رب نے

رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ

اس درخت سے کسی لیے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم فرشتے بن جاؤ یا تم ہمیشہ رہنے والے بن جاؤ ﴿۲۰﴾ اور

قَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ

ان دونوں سے قسم کھائی کہ بیشک میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں ﴿۲۱﴾ تو دونوں کو دھوکے کر ان دونوں کو اتار لایا پھر جب انہوں نے اس

بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا

درخت کا پھل کھایا تو ان کی شرم کے مقام ان پر کھل گئے اور وہ جنت کے پتے اپنے اوپر لپیٹنے لگے ﴿۲۱﴾ اور انہیں ان کے رب نے

رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ

فرمایا کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا؟ اور میں نے تم سے یہ فرمایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن

مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ

ہے ﴿۲۲﴾ دونوں نے عرض کی اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اور اگر تو ہماری مغفرت نہ فرمائے اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو ضرور ہم

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ

نقصان والوں میں سے ہو جائیں گے ﴿۲۳﴾ اللہ نے فرمایا اترو تم میں بعض دوسرے کا دشمن ہے اور تمہارے لئے زمین میں ایک

شان نزول ممنوعہ درخت سے کھانے کا نتیجہ اور اس سے رونما ہونے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی جانب سے مغفرت

جنت سے اترنے کا حکم اور آدم و حوا علیہما السلام کا جواب

حکم حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا سے جب ممنوعہ درخت کے پھل کھانے کی دونوں کا پوں کے ساتھ اپنے بدن کو چھپانا شروع کر دیا اس بات کی دلیل ہے کہ پوشیدہ اعضاء کا چھپانا انسانی فطرت میں داخل ہے لہذا جو شخص ننگے ہونے کو فطرت سمجھتا ہے جیسے مغربی ممالک میں رہنے والے طبقے کا خیال ہے تو وہ ان دونوں میں سے ہے جن کی فطرت مسخ ہو چکی ہے ﴿۲۲﴾ اس آیت میں پہلی جانوں کی بارگاہ سے مراد گناہ کرنا نہیں بلکہ یہ نقصان کرنا ہے اور وہ اس طرح کہ جنت سے نکلنا ہے میں پر آنا اور وہاں کی آسائش کی بجائے یہاں مشقت کی زندگی اختیار کرنا پڑی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے بھی لغزش کے بعد جس طرح توبہ فرمائی اس میں مسلمانوں کے لئے ہمیشہ ہے کہ ان سے جب بھی غلطی سرزد ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ندامت کا اظہار کرتے ہوئے اس کا اعتراف کریں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت و رحمت کا انتہائی عاجزی سے ساتھ سوال کریں تو اللہ تعالیٰ ان کا گناہ بخش دے اور ان پر رحم فرمائے۔

مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا

وقت تک ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے ﴿۲۴﴾ فرمایا تم اسی میں جیو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے اٹھائے

تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ

جاؤ گے ﴿۲۵﴾ اے آدم کی اولاد بیشک ہم نے تمہاری طرف یہ لباس اتارا جو تمہاری شرم کی چیزیں چھپاتا ہے اور یہ جو اور (بھی) ہے

وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾

زینت ہے اور پرہیزگاری کا لباس سب سے بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ نصیحت حاصل کریں ﴿۲۶﴾

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا

اے آدم کی اولاد کہیں شیطان تمہیں فتنہ میں نہ ڈالے جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکال باہر کیا ان سے ان کے لباس

لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ

اتروا دیے تاکہ انہیں ان کی شرم کی چیزیں دکھادے بیشک وہ خود اور اس کا قبیلہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے ﴿۲۷﴾

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً

بیشک ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنادیا ہے جو ایمان نہیں لاتے ﴿۲۷﴾ اور جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں تو

قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ

کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی پر پایا اور اللہ نے ہمیں اسی کا حکم دیا ہے تم فرما دو بیشک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا

رکوع ۳ زمین پر رہنے سہنے اور موت، حشر کا بیان — لباس تقویٰ کا بیان — شیطان کے فتنے سے بچنے کا حکم

شیطان ہمارا کھلا دشمن ہے — کفار کے دو معاندانہ اعتراضوں پر انکار کا پہلا بیان اور ان کا جواب

ربط: لباس تقویٰ کا مطلب ہے ایسے عقائد اور ایسے اعمال کو ترک کر دینا اور پاکیزہ سیرت بنانا جس طرح کپڑوں کا لباس انسان کو سردی اور گرمی کی اور برسات کے موسموں کی شدت سے محفوظ رکھتا ہے اسی طرح تقویٰ کا لباس انسان کو اخروی عذاب سے بچاتا ہے

(۲) یعنی شیطان اور اس کی ذریت سارے جہان کے لوگوں کو دیکھتے ہیں جبکہ لوگ انہیں نہیں دیکھتے "شیطان خطرناک دشمن ہے" اس سے بچنے کا طریقہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا اور شیطان کے مکر و فریب سے ہوشیار رہنے کی کوشش کرنا ہے صالحین کی صحبت اختیار کرنے سے

(۳) عربی لفظ "فاحشہ" سے مراد ہر برا کام ہے جس کی برائی صحیح طور پر واضح ہو لیکن جاہلیت کے کافرانہ مالک طریقے ہے اور وہ طریقہ یہ تھا کہ مرد اور عورتیں ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے اور اس کے جواز کی دلیل میں اپنے باپ دادا کو پیش کرتے تھے کہ ہم نے یہی کچھ اپنے باپ دادا کو کرتے دیکھا ہے یہاں اس کا ذکر کیا گیا ہے

أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ ۖ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ

کیا تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں ﴿٢٨﴾ تم فرماؤ میرے رب نے عدل کا حکم دیا ہے اور (یہ کہ) ہر نماز

عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ﴿٢٩﴾

کے وقت تم اپنے منہ سیدھے کرو اور عبادت اسی کے لئے خالص کرکے اسی کو پکارو جس طرح اس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا ویسے ہی تم پلٹو گے ﴿٢٩﴾

فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ ۗ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ

ایک گروہ کو ہدایت دی اور ایک گروہ پر گمراہی ثابت ہوگئی بیشک انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو

مِن دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٣٠﴾ يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ

دوست بنالیا ہے اور سمجھتے یہ ہیں کہ یہ ہدایت پانے والے ہیں ﴿٣٠﴾ اے آدم کی اولاد ہر نماز کے وقت اپنی زینت

كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾

لے لو اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بیشک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا ﴿٣١﴾

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۚ قُلْ هِيَ

تم فرماؤ اللہ کی اس زینت کو کس نے حرام کیا جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا فرمائی ہے اور پاکیزہ رزق کو (کس نے حرام کیا) تم فرماؤ یہ

الجزء ۸

خلاصہ: عدل و انصاف اور عبادت میں اخلاص کا حکم — ہدایت و گمراہی کے اعتبار سے انسانوں کے دو گروہ

نماز کے وقت کچھ خاص حالت اختیار کرنے کا حکم — کھانے پینے کی اجازت اور فضول اڑانے کی ممانعت

زینت اور پاکیزہ رزق کی حلت اور انہی چیزوں کی خصوصیت

تفسیر: (۱) عربی لفظ "قسط" کے کئی معانی ہیں جیسے حصہ، عدل، انصاف اور درست چیز یعنی جس میں زیادتی نہ ہو۔ لفظ "مسجد" یہاں آیت میں "قسط" "عدل و انصاف" کے معنی میں ہے۔ (۲) آیت میں لفظ "مسجد" مصدر میمی ہے جس کا معنی سجدہ ہے۔ اس سے مراد نماز ہے۔ (۳) اس آیت مبارکہ کی روشنی میں بہت سے لوگوں کو یہ اصطلاح کی ضرورت ہے۔ وہ لوگ جو اپنے زہد و تقویٰ سے بھٹکے ہوئے لوگوں کی حلال اشیاء میں بھی تحقیق کرتے ہیں۔ یہ سخت ناجائز اور سراسر تقویٰ کے خلاف ہے۔ (۴) وہ لوگ جو خود اپنے اوپر سختی کرنے کی خاطر تمام حلال چیزوں کو حرام کر لیتے ہیں لیکن دوسرے شخص اگر ان حلال اشیاء کو استعمال کرتا ہے تو اسے انتہائی نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ بھی سراسر حرام ہے۔ (۵) وہ لوگ جو گیارہویں، میلاد شریف، بزرگوں کی فاتحہ، عرس، قل، شبینہ وغیرہ اور شیرینی اور سبیل وغیرہ سے شربت کو ممنوع اور حرام کہتے ہیں وہ بھی اس آیت کے صریح خلاف کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوتے ہیں کیونکہ یہ چیزیں حلال ہیں اور نہیں ممنوع کہنا اپنی رائے کو دین میں دخل کرنا ہے اور یہی بدعت و ضلالت ہے

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

دنیا میں ایمان والوں کے لئے ہے قیامت میں تو خاص انہی کے لئے ہوگا ہم اسی طرح علم والوں کے لئے تفصیل سے آیات

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَ

بیان کرتے ہیں ○ تم فرماؤ میرے رب نے تو ظاہری باطنی بے حیائیاں[1] اور

الْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ

گناہ[2] اور ناحق زیادتی[3] کو حرام فرمایا ہے[4] اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نہیں اتاری اور یہ کہ

تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ

تم اللہ پر وہ باتیں کہو جس کا تم علم نہیں رکھتے ○ اور ہر گروہ کے لئے ایک مدت مقرر ہے تو جب ان کی وہ مدت آجائے گی تو

لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ

نہ ایک گھڑی پیچھے ہوں گے نہ آگے بڑھیں گے ○ اے آدم کی اولاد اگر تمہارے پاس تم میں سے وہ رسول تشریف لائیں

مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

جو تمہارے سامنے میری آیتیں بیان کریں[5] پس جو پرہیزگاری کریں[6] اور اپنی اصلاح کرلیں تو ان پر کچھ خوف ہوگا اور نہ

يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

وہ غمگین ہوں گے ○ اور جو ہماری آیتیں جھٹلائیں گے اور ان کے مقابلے میں تکبر کریں گے[7] تو یہ لوگ

عنوان حرام و گناہ کا بیان (لوگ ایک مقررہ مدت سے ایک گھڑی آگے پیچھے نہ ہوں گے)

رسولوں سے متعلق بنی آدم کو ہدایت دینا

شرح ۱ اس سے مراد ہر کبیرہ گناہ ہے۔ ۲ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے وہ گناہ مراد ہیں جن میں شرعی سزا لازم ہو اور تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد زنا ہے۔ ۳ اس کی تفسیر میں بھی چند قول ہیں: (۱) ہر صغیرہ و کبیرہ گناہ (۲) وہ گناہ ہے جس پر شرعی سزا لازم ہو (۳) ہر گناہ "اثم" سے چاہے صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ ۴ ناحق زیادتی کا معنی ہے "کسی شخص کا اس چیز کو طلب کرنا جو اس کا حق نہیں" جیسے اپنے حق سے زیادہ طلب کرنا اس میں داخل ہیں۔ ۵ یہ آیت کے مقابلے میں حکم کا معنی ہے یہیں تسلیم کرنا تکبر ہے یہ بھی ہے کہ متکبر لئے نصیحت قبول کرنا مشکل ہوتا ہے

النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ

جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۳۹﴾ تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا یا

كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۚ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمْ

اس کی آیتیں جھٹلائیں؟ تو انہیں ان کا لکھا حصہ پہنچتا رہے گا حتیٰ کہ جب ان کے پاس ان کی جان قبض کرنے کے لئے

رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا

ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) آتے ہیں تو (ان سے) کہتے ہیں وہ کہاں ہیں جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کیا کرتے تھے؟ (جواب)

عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ

ہم سے غائب ہو گئے اور وہ اپنی جانوں پر آپ گواہی دیتے ہیں کہ وہ کافر تھے ﴿۳۷﴾ اللہ ان سے فرمائے گا کہ تم سے پہلے جو

خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ

جنوں اور آدمیوں کے گروہ جہنم میں گئے ہیں تم بھی ان میں داخل ہو جاؤ جب بھی کوئی گروہ جہنم میں داخل ہوگا تو دوسرے گروہ کو

اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ

لعنت کرے گا یہاں تک کہ سب کے سب اس میں جمع ہو جائیں گے تو ان میں کا پچھلا گروہ پہلے گروہ کے لئے کہے گا کہ ہمارے رب! یہی

اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۭ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾

ہمیں گمراہ کیا تھا تو انہیں جہنم کا دوہرا عذاب دے اللہ فرمائے گا سب کے لئے دوہرا ہے لیکن تمہیں معلوم نہیں ﴿۳۸﴾

وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

اور پہلے گروہ والے پچھلوں سے کہیں گے تو تمہیں ہم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں تو اپنے اعمال کے بدلے

لغات: اللہ پر جھوٹ بہتان لگانے والے، جھٹلانے والوں کا عبرتناک حال — ظاہر و خوش جہنم کا حکم اور اس میں ان کا حال و عذاب

مفہوم: ۳۷ اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے والے کتنے بڑے ظالم ہیں — انسانوں اور جنوں کو اللہ عزوجل کا شریک ٹھہرانے والوں اور مرنے کے بعد قبر میں اللہ تعالیٰ سے ملنے والے بیٹے یا بیٹیاں ٹھہرانے والوں کا حال — ۴۰ اصل حکم اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے والی آیات کو جھٹلانے سے بڑا ظلم ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کی کتاب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کا انکار کرنا۔ ۴۱ یعنی ہر قسم کا کافر اپنی قسم کے کافر پر لعنت کرے گا مشرک مشرکوں پر لعنت کریں گے یہودی یہودیوں پر اور عیسائی عیسائیوں پر لعنت کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر شخص اپنی ہی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کا تعلق ہوگا زبردستی جگہ بدلنے کی کوشش

بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا

عذاب کا مزہ چکھو ﴿۳۹﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے مقابلے میں تکبر کیا تو

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ

ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل

الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ

ہو جائے اور ہم مجرموں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ﴿۴۰﴾ ان کے لیے آگ کا بچھونا ہے اور ان کے

فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اوپر سے (آگ کا) اوڑھنا ہوگا اور ہم ظالموں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ﴿۴۱﴾ اور وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے

الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۚ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا

اعمال کیے ہم کسی پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتے وہ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ

خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ

رہیں گے ﴿۴۲﴾ اور ہم نے ان کے سینوں سے بغض و کینہ نکال دیا ان کے نیچے نہریں بہیں گی

عنوان کفار کے لئے آسمانی دروازے نہ کھلنے اور نہ ہی جنت میں داخل ہونے کا بیان | کفار کا جہنمی بچھونا | نیکوں کا انجام

اہل جنت کے دن کیسے سے حال ہوں گے — اہل جنت کا حمد و ثنا کرنا اور جہنم سے رہائی کا اقرار

ترجمہ ① کافروں کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جانے کا یہ معنی ہے کہ کفار کے اعمال اور ان کی روحوں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے یونکہ ان کے اعمال و ارواح دونوں خبیث ہیں۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ وہ خیر و برکت اور رحمت کے دروازوں سے محروم رہتے ہیں۔ ② اس سے ثابت ہوا کہ کفار کا جنت سے محروم رہنا لازمی ہے یونکہ سوئی سے سوراخ میں اونٹ کا داخل ہونا محال ہے اور جو محال پر موقوف ہو وہ بھی محال ہوتا ہے لہذا کفار کا جنت میں داخل ہونا بھی محال ہے۔ ③ اس آیت میں "مجرمین" سے لا کر ظالمین یونکہ اوپر اسی صفت کی اللہ تعالیٰ نے مذمت کو مجملاً اور ان سے تکبر سے کا بیان ہو چکا ہے۔ ④ یعنی اوپر نیچے ہر طرف سے آگ انہیں گھیرے ہوئے ہے یہاں صرف اوپر نیچے کا ذکر ہوا گیا یونکہ وہاں وہاں بیان کلام سے خود ہی سمجھ میں آگیا۔ ⑤ جنتیوں سے دل حسد و کینہ سے پاک ہوں گے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ جو یہاں اپنے دل و بغض و حسد سے پاک کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے پیروی والوں یعنی جنتیوں میں داخل فرمائے گا

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ

اور وہ کہیں گے تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس کی ہدایت دی اور ہم ہدایت نہ پاتے اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا

لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا

بیشک ہمارے رب کے رسول حق لائے اور انہیں ندا دی جائے گی کہ یہ جنت ہے، تمہیں تمہارے نیک اعمال کے بدلے میں

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا

اس کا وارث بنا دیا گیا ﴿۴۳﴾ اور جنتی جہنم والوں کو پکاریں گے کہ ہم نے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے اسے

وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ

سچا پایا تو تم نے بھی اس وعدے کو سچا پایا جو تم سے تمہارے رب نے کیا تھا؟ وہ کہیں گے ہاں پھر ایک منادی دینے والا

بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ

ان کے درمیان پکارے گا ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو ﴿۴۴﴾ جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور

یَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَبَیْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى

اسے ٹیڑھا کرنا چاہتے ہیں ﴿۴۵﴾ اور وہ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں ﴿۴۵﴾ اور جنت دوزخ میں ایک حجاب ہوگا اور اعراف

الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِیْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ

اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو ہر ایک کو اس کے چہرے سے پہچانیں گے اور جنت والوں کو پکاریں گے کہ

عَلَیْكُمْ ۫ لَمْ یَدْخُلُوْهَا وَهُمْ یَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ

تم پر سلام ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہوئے ہیں اور وہ اس کی امید رکھتے ہیں ﴿۴۶﴾ اور جب ان کی نگاہیں

وقف لازم

معجزہ نیک اعمال کے بدلے جنت — جنتیوں کا جہنمیوں سے مکالمہ — کافروں سے عذاب ٹلنے کی درخواست

اعراف پر موجود لوگوں کا اہل جنت سے کلام

لغت ﴿۴۳﴾ قرآن مجید میں جنت میں داخلے کے دو اسباب بیان کئے گئے ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کا فضل (۲) بندوں کے نیک اعمال۔ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ پہلا حقیقی سبب ہے اور دوسرا ظاہری سبب ہے ﴿۴۳﴾ جنت کو وجہ سے میراث فرمایا گیا (۱) کافروں کے ایمان لانے کی صورت میں جو جنتی محامات ان کیلئے تیار تھے وہ ان کے بدلے میں مومنوں کو دیدے جائیں گے تو یہ گویا ان کی میراث ہوگی (۲) جیسے میراث اپنی محنت و کمائی سے نہیں ملتی بلکہ بغیر محنت کے فضل و کرم سے ہوتی ہے ﴿۴۳﴾ ان سے مراد جہنمی کفار ہیں ﴿۴۳﴾ گمراہ مومن کیونکہ جہنمی مسلمان ان کو جہنم میں نہ دیکھ سکیں گے بلکہ ان کی شفاعت کرکے وہاں سے نکالیں گے ﴿۴۳﴾ یہاں یہ وعیدیں بطور خاص کافروں سے متعلق ہیں لیکن جو عصیان کہلانے والے بھی دوسروں کو دین حق سے روکتے ہیں وہ بھی جو دین میں تحریف و ردوبدل کرتے ہیں جیسے بعض اہل بدعت جو دین میں تحریف و تغییر کی کوششیں کرتے رہتے ہیں ایسے لوگ بھی دین کے مجرم ہیں بلکہ وہ بھی جسم کے مستحق ہیں ﴿۴۳﴾ یہ پردہ اس لئے ہے تاکہ دوزخ کا اثر جنت میں نہ پہنچ سکے اور حق یہ ہے کہ یہ پردہ اعراف ہی ہے چونکہ یہ دونوں جنت اور جہنم کے درمیان ہے اس لئے اسے اعراف کہا جاتا ہے یہ مقام اعراف کا حق ہے بلند جگہ

الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْٓا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ

پہچانیں گے جو سب کو ان کی پیشانیوں سے پہچانیں گے اور جنتیوں کو پکاریں گے کہ تم پر

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ

سلام ہو۔ یہ اعراف والے جنت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے مگر اس کی طمع رکھتے ہوں گے ○ اور جب ان اعراف والوں کی نگاہیں

اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ

جہنمیوں کی طرف پھیری جائیں گی تو کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کرنا ○ اور اعراف والے پکاریں

الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ

مردوں کو پہچان کر جنہیں ان کی پیشانیوں سے پہچانتے ہوں گے۔ تمہاری جماعت اور جو تم تکبر کرتے تھے

تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ۭ اُدْخُلُوا

وہ تمہیں کام نہ آئے ○ کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق تم قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ اللہ ان پر رحمت نہیں کرے گا[1] ان سے تو فرمایا گیا ہے کہ

الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ

تم جنت میں داخل ہو جاؤ تم پر نہ کوئی خوف ہے نہ تم غمگین ہو گے ○ اور جہنمی جنتیوں کو

اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا

پکاریں گے کہ ہمیں کچھ پانی دے دو یا اس رزق سے کچھ دے دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے جنتی کہیں گے

ترجمہ جنتیوں پر نظر کرکے اہل اعراف کا کلام ۔ اہل اعراف کا کلام جہنمیوں سے

اہل جہنم کا جنتیوں سے پانی اور رزق مانگنا

تفسیر [1] اعراف سے عرب جنگی مسلمانوں کی طرف اشارہ ہے جو شروع میں کفار کی تعداد دیکھ کر گھبرا گئے تھے کہ کہیں یہ عرب مسلمان جنہیں ہم اپنی حقیر سمجھتے تھے اور جن کی عورتیں لونڈیاں بنائیں گے تم قسمیں کھاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نہیں فرمائے گا اب خود دیکھ لو کہ وہ جنت کے دائمی عیش و راحت میں ہیں اس عورت و حرام کے ساتھ دنیا اور تم اس بڑی مصیبت میں مبتلا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں مومن کی فقیری و ناکامی کو دیکھ کر کسی مومن سے حقارت سے پیش نہ آنا چاہئے نہ کسی غریب کی عورت کو حلال سمجھنا چاہئے غریبوں کی بے عزتی کا مرتکب اتنا کافروں کا طریقہ ہے اور مسلمان کو عورت سے ملنے دینا یہ بھی مسلم اور حرام عمل ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا

بیشک اللہ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام کی ہیں ﴿۵۰﴾ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنالیا اور

وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ

دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکا دیا تو آج ہم انہیں بھلا دیں گے جیسے وہ اس دن کی ملاقات کو بھلا رہے تھے ﴿۵۱﴾

وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى

اور وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے ﴿۵۱﴾ اور بیشک ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے جسے ہم نے ایک علم سے بڑی تفصیل

وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ۚ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ

سے بیان کیا ﴿۵۲﴾ کیا اب انہیں دنوں کے منتظر ہیں ﴿۵۳﴾ وہ قرآن نے کہے ہوئے آخری انجام کا انتظار کر رہے ہیں۔

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا

جس دن وہ آخری انجام آئے گا تو جو اس سے پہلے بھولے ہوئے ہیں کہیں گے کہ بیشک ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ تشریف

مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ

لائے تھے، تو ہمیں کوئی ہمارے سفارشی جو ہماری شفاعت کریں یا ہمیں واپس بھیج دیا جائے تو ہم جو پہلے عمل کیا کرتے تھے اس کے خلاف

ترجمہ دین کو کھیل تماشہ بنانے والے کفار کا آخری انجام — مفصل بیان اور ہدایت و رحمت پر مشتمل کتاب قرآن

کفار کی دنیا میں عقلت اور قیامت میں حسرت، افسوس

تفسیر (۱) یہاں حرام سے مراد شرعی حرام نہیں کیونکہ یہاں شرعی احکام جاری نہیں ہوں گے بلکہ مراد کامل محرومی ہے جیسے جنتیوں کا جہنمیوں پر عذاب کرنا کافر جہنمیوں کے متعلق ہے ورنہ جہنم کے مستحق بہت سے گناہگار مسلمانوں پر بھی ایک وقت ایسا ضرور ہوگا جس میں شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ (۲) یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف بیان کی نسبت کا مطلب فکر سے بیان کھولنے کا بتا دینا ہے (۳) کتاب سے مراد قرآن پاک ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل علم کی بنا پر بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے اس میں اصولی ہدایت کے لیے جن جن چیزوں کی ضرورت ہے اللہ عزوجل نے وہ تمام چیزیں بیان فرمادیں اور جس چیز کی طرف اللہ عزوجل نے دعوت دی اس کی حقانیت کے دلائل قائم فرمائے اور سمجھانے کے بار بار دلنشین انداز اور حسین پیرایوں میں بیان کیا۔ قرآن پاک مختلف علوم و اعلیٰ حضرت کے بیان کا حسین مجموعہ ہے۔ (۴) قرآن کی رحمت عامہ تو سارے جہان کے لیے ہے کہ سارے دین و دنیا کی ہدایت نازل کی مگر رحمت خاصہ صرف مومنوں کے لیے ہے کہ ان سے نفع صرف وہی اٹھاتے ہیں۔

ع ۱۹

قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ

اتمال کریں۔ بیشک انہوں نے اپنی جانیں نقصان میں ڈالیں اور ان سے کھو گئے جو یہ بہتان باندھتے تھے ○ بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫ يُغْشِي

نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے[1] پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے[2] رات دن کو ایک دوسرے سے چھپا دیتا

الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ۭ

ہے کہ ایک دوسرے کے پیچھے جلد جلد چلا آتا ہے اور اس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا فرمائے سب اس کے حکم کے باندھے

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ

ہیں سن لو پیدا کرنا اور تمام کاموں میں تصرف کرنا اسی کے لائق ہے۔ اللہ بڑی برکت والا ہے سارے جہانوں کا رب ہے ○ تم

خُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ

رب سے گڑگڑاتے ہوئے اور آہستہ آواز سے دعا کرو۔ بیشک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا[3] اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد

عنوان عظمت و قدرت والی کے سامنے دعا مانگنے کا ایک ادب اور حد سے بڑھنے کی ممانعت

زمین میں فساد کی ممانعت اور دعا مانگنے کا ایک ادب

ربط (1) سابقہ رکوع کی آیت میں جو کچھ بیان ہوا اس میں بیباکی طور پر مسلمانوں اور کافروں کے انجام کا بیان کیا گیا ہے تاکہ ان کے ساتھ اصحاب اعراف کا بھی بیان ہے جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے۔ اب یہاں مسلمانوں کا ایک دوگروہ بھی ہوگا جن کے گناہ زیادہ اور نیکیاں کم ہوں گی اور یہ بھی دو گروہ ہوں گے جو نیکیوں کے باوجود کسی گناہ کی وجہ سے پکڑے جائیں گے ان تمام پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں اس آیت میں غور کرنا چاہئے۔ سب سے پہلے تو ہر ایک کو اپنے انجام کی فکر اور کوشش کرنی چاہئے دوسرے یہ کہ جو مسلمان ہمیشہ کیلئے جہنم میں نہیں جائے گا لیکن یہ بات طے شدہ ہے کہ کچھ گناہگار مسلمان ضرور جہنم میں جائیں گے لہٰذا ہمیں جہنم کے عذاب اور اس کی ہولناکیوں سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ (2) چھ دن میں تخلیق سے یا مراد ہے اس سے متعلق بعض نے فرمایا کہ چھ دن سے مراد چھ ادوار ہیں۔ کسی نے فرمایا کہ یوں اعتبار سے جو چھ دن کی مقدار بنتی ہے وہ مراد ہے بہرحال جو بھی صورت ہو اللہ تعالیٰ ہر صورت پر قادر ہے۔ یہ آیت متشابہات میں سے ہے اس کے حقیقی معنی یا مراد ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور ہمارے لئے حق ہے پر ایمان لانا ہے۔ اس سے متعلق مزید تفصیل تفسیر صراط جنان، ج۳، ص۶۶۶ پر ملاحظہ فرمائیں۔ (3) یعنی لوگوں کو دعا وغیرہ جن چیزوں کا حکم دیا گیا ان میں حد سے بڑھنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ یاد رہے کہ دعا میں حد سے بڑھنے کی مختلف صورتیں ہیں جیسے ہمیشہ سے لئے تندرستی اور عافیت مانگنا، گناہوں کی دعا مانگنا، سب مسلمانوں کے سب گناہ بخشے جانے کی دعا مانگنا اور کافروں کی مغفرت کی دعا کرنا وغیرہ۔

اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۚ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾

اصلاح کے بعد اور اسے پکارو ڈرتے ہوئے اور طمع کرتے ہوئے بیشک اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہے ﴿٥٦﴾

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ

اور وہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے خوشخبری دیتے ہوئے اپنی رحمت کے آگے یہاں تک کہ جب وہ اٹھا لیتی ہیں

سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ

بھاری بادلوں کو تو ہم انہیں کسی مردہ شہر کی طرف چلاتے ہیں پھر ہم مردہ شہر میں پانی اتارتے ہیں پھر اس پانی کے ذریعے ہر

الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ

طرح سے پھل نکالتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو نکالیں گے شاید تم نصیحت حاصل کرو ﴿٥٧﴾ اور جو اچھی زمین

يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ

ہوتی ہے اس کا سبزہ اپنے رب کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہو اس کا سبزہ بڑی مشکل سے تھوڑا سا نکلتا ہے ہم اسی طرح

نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿٥٨﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ

طرح طرح سے دلیلوں کے لئے تفصیل سے آیات بیان کرتے ہیں ﴿٥٨﴾ بیشک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بیشک میں تم پر بڑے دن کے عذاب کا خوف رکھتا

عَظِيْمٍ ﴿٥٩﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦٠﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ

ہوں ﴿٥٩﴾ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا بیشک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں ﴿٦٠﴾ اس نے کہا اے میری قوم

لغات قیامت وحدانیت اور روز قیامت کی مثل — مومن وکافر کے لئے حق کی مثل — حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ

سردار کا شاندار جواب — حضرت نوح علیہ السلام کا مشفقانہ اور مدلل جواب

مسئلہ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ آیت میں لفظ بلد میں ضمیر کا مرجع بادل ہے اس صورت میں بلد کا معنی ہوگا پھر ہم نے ان بادلوں سے پانی اتارا اور بعض مفسرین نے کہا کہ اس کا مرجع مردہ شہر ہے اس صورت میں آیت کا معنی ہوگا پھر ہم نے اس مردہ شہر میں پانی اتارا اس سے ان کے مذہب کے مطابق مردہ روز قیامت یا روز طوفان کا حل ہے۔

بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦١﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ

مجھ میں کوئی گمراہی نہیں لیکن میں تو رب العالمین کا رسول ہوں ﴿٦١﴾ میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی

لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے ﴿٦٢﴾ اور کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی

عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٦٣﴾ فَكَذَّبُوْهُ

طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کے ذریعے نصیحت آئی تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ ﴿٦٣﴾ تو انہوں نے

فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا

نوح کو جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے سب کو نجات دی اور ڈبو دیا ہم نے انہیں جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹا کہا بیشک وہ

قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

اندھے لوگ تھے ﴿٦٤﴾ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا ہود نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا

اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تم ڈرتے نہیں ﴿٦٥﴾ اس کی قوم کے کافر سردار بولے بیشک ہم تمہیں بیوقوف سمجھتے

لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦٦﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ

ہیں اور بیشک ہم تمہیں جھوٹوں میں سے گمان کرتے ہیں ﴿٦٦﴾ ہود نے فرمایا اے میری قوم! میرے ساتھ بیوقوفی کا کوئی تعلق نہیں

ع ۸

ترجمہ سرکش کفار پر عذاب الٰہی — حضرت ہود علیہ السلام کی اپنی قوم کو تبلیغ

کافر سرداروں کا شاخسانہ جواب — حضرت ہود علیہ السلام کا مشفقانہ اور ناصحانہ جواب

ربط اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبوت اور کمالات روحانی دونوں جمع نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی ایک نبی سے دوسرے نبی کی تکفیر ہو سکتی ہے ﴿٦١﴾ یعنی ان کے پاس ہود جیسی شان دیکھنے والی نگاہ نہ تھی۔ ان کے دل اندھے تھے چنانچہ نہیں دیکھ سکیں ﴿٦٢﴾ آیت میں "اخا" بمعنی "ابن" ہے مراد حقیقی بھائی نہیں بلکہ ہم قوم مراد ہے ﴿٦٦﴾ نبی کے ساتھ بیوقوفی کا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی یہ صفت کسی نبی سے ہو سکتی ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کامل عقل سے اور ہمیشہ ہدایت پر ہوتے ہیں۔ تمام جہان کی عقل بھی ان کی عقل کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ ہوتا ہے تو وہ کسی کے ذریعے سے علم و عقل حاصل کرتا ہے اور نہ کسی چیز سے متاثر ہونا ان کا کمال ہے

وَلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦١ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ

میں تو رب العالمین کا رسول ہوں ۝٦١ میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمہارے لیے ایک خیر خواہ

اَمِيْنٌ ۝٦٢ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۭ

امین ہوں ۝٦٢ اور کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک شخص کے ذریعہ نصیحت آئی تاکہ وہ تمہیں

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاۗءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ

اور یاد کرو جب اس نے تمہیں قوم نوح کے بعد جانشین بنایا اور تمہاری جسامت میں قوت اور وسعت

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٦٩ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ

پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ ۝٦٩ قوم نے کہا کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم اکیلے اللہ کی عبادت

وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٧٠

اور جن بتوں کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے انہیں چھوڑ دیں؟ تم نے ہمیں جس کی دھمکی دی ہے اسے لے آؤ اگر تم سچے ہو ۝٧٠

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ

کہا بیشک تم پر تمہارے رب کا عذاب اور غضب لازم ہو گیا کیا تم مجھ سے ان ناموں کے بارے میں جھگڑ رہے ہو

سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ

جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں جن کی کوئی سند اللہ نے نہیں اتاری تو تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے

مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝٧١ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ

ساتھ انتظار کرتا ہوں ۝٧١ تو ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا اور جھٹلانے والوں کی جڑ کاٹ دی جو

لغوی: قوم عاد کی یاد دہانی قوم ہود کی سرکشی اور عذاب کا مطالبہ

حضرت ہود علیہ السلام کی طرف سے ان کی نصیحت **حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کا** مکالمہ **قوم عاد پر** عذاب کا اعلان

ملاحظہ ہو: ۱ اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں (۱) اصل ایمان یہ ہے کہ اللہ کو اس کی ذات و صفات میں یکتا مانا جائے (۲) اللہ کی عبادت کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق کے ساتھ احسان کیا جائے۔ (۲) اہل علم کہاں وضاحت کے ساتھ کہ یہ منصب کہاں کا ہے جائے۔ اس آیت میں حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی نجات اور قوم عاد پر عذاب کا ذکر ہے۔ اس کی تفصیل جاننے کے لئے تفسیر صراط الجنان کا مطالعہ فرمائیں۔

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ

ان نے جھٹلا دی ہماری نشانیاں اور وہ ایمان والے نہ تھے ۝ اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا صالح نے کہا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ هٰذِهٖ نَاقَةُ

اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن نشانی آگئی یہ اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی

اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْۗءٍ فَيَاْخُذَكُمْ

اللہ کی یہ اونٹنی ہے تو تم اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے برائی کے ساتھ ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ تمہیں

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاۗءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ

دردناک عذاب پکڑ لے گا ۝ اور یاد کرو جب اس نے تمہیں قوم عاد کے بعد جانشین بنایا اور اس نے تمہیں زمین میں ٹھکانہ دیا

تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ

تم نرم زمین میں محلات بناتے تھے اور پہاڑوں کو تراش کر مکانات بناتے تھے تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ

اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو ۝ اس کی قوم کے متکبر سردار

قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ

مسلمانوں سے کہنے لگے کیا تم جانتے ہو کہ صالح اپنے رب کا رسول ہے؟

ربط: حضرت صالح علیہ السلام کی اپنی قوم کو تبلیغ — قوم کو اللہ تعالیٰ کی یاد دہانی اور فساد کی ممانعت

مشکل الفاظ: متکبر = بڑے لوگ، کمزور = مسلمانوں سے سوال وجواب

تشریح: ۷ ثمود بھی عرب کا ایک پرانا قبیلہ تھا۔ یہ لوگ ثمود بن عابر بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں تھے اور حجر (شام کے علاقہ) کے درمیان سر زمین وادی القریٰ میں رہتے تھے۔ یہ قوم ثمود کے گرمیوں کے شہروں میں محل بنائے ہوئے تھے اور اللہ کی نعمتوں کے شکر کے بجائے پہاڑوں میں گرم مکانات تعمیر کئے تھے جیسا کہ آج کل بھی دولت مند لوگ گرمی سے بچنے کے لئے ٹھنڈے اور گرم علاقوں میں الگ الگ مکانات بناتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قوم میں فساد پھیلانا بڑا جرم ہے خواہ یہ کفر و فجور کی صورت میں ہو یا ظلم و شرک کی شکل سے پھیلے یا ان تقریروں اور تحریروں سے ہو آج کل کثرت علم کی وجہ سے نابلد لوگ علماء کے بارے میں فساد پھیلاتے اور علماء پر الزام دیتے پھرتے ہیں ان سے ہوشیار ہو جانا چاہئے

قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا

سردار نے کہا بیشک ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں جس کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے ﴿۷۵﴾ تکبر والے بولے بیشک ہم اس کا انکار کرنے

بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا

والے ہیں جس پر تم ایمان لائے ہو ﴿۷۶﴾ پس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور

يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

کہنے لگے اے صالح! تم رسول ہو تو ہم پر وہ عذاب لے آؤ جس کی تم ہمیں وعیدیں سناتے رہتے ہو ﴿۷۷﴾ تو انہیں زلزلے نے پکڑ لیا

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ

تو وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ﴿۷۸﴾ تو صالح نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے میری قوم! بیشک میں نے تمہیں

رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ

اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے ﴿۷۹﴾ اور لوط کو بھیجا جب

لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ

اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم وہ بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان میں کسی نے نہیں کی ﴿۸۰﴾ بیشک تم

عنوان قوم صالح کا اونٹنی ذبح کرنا اور دیگر سرکشی — قوم صالح پر عذاب الٰہی

حضرت صالح علیہ السلام کا مردہ لاشوں سے خطاب — حضرت لوط علیہ السلام کی اپنی قوم کو بدکاری پر تنبیہ

ترجمہ ۷۵ اور ان کی قوم سے والا کہ جو متکبر قید رہنے والے تھے اور کہا کہ جس مصلح کو ان نے بھیجا ہے اس کا ہم انکار کرتے ہیں ۷۶ پس ان ہمارے قوم کی جانوں نے اونٹنی کو کاٹا قتل کر دیا اور سرکشی کی اپنے رب کے حکم سے اور کہا اے صالح لے آ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے اگر تو ہے بھیجے ہوئے میں سے ۷۷ پس پکڑا ان کو زلزلہ نے پس صبح کی اپنے گھر میں اوندھے پڑے رہ گئے ۷۸ پس پھرا ان سے اور کہا اے میری قوم! البتہ تحقیق پہنچا دیا میں نے تم کو پیغام اپنے رب کا اور نصیحت کی تمہارے لیے اور لیکن تم نہیں پسند کرتے نصیحت کرنے والوں کو ۷۹ اور لوط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم بے حیائی کرتے ہو جو نہیں سبقت کی تم پر کسی نے جہان والوں میں سے ۸۰ بیشک تم

حل لغات اَلْمَلَاُ: سردار۔ اَلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا: متکبر لوگ۔ عَقَرُوا: انہوں نے کونچیں کاٹ دیں۔ عَتَوْا: سرکشی کی۔ اَمْرِ رَبِّهِمْ: اپنے رب کے حکم سے۔ الرَّجْفَةُ: زلزلہ۔ جٰثِمِيْنَ: اوندھے پڑے رہ گئے۔ اَبْلَغْتُكُمْ: میں نے تمہیں پہنچا دیا۔ رِسَالَةَ رَبِّيْ: اپنے رب کا پیغام۔ نَصَحْتُ لَكُمْ: میں نے تمہاری خیر خواہی کی۔ لَا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ: تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ: کیا تم بے حیائی کرتے ہو۔ سَبَقَكُمْ: تم سے پہلے کسی نے نہیں کی۔

تشریح ۷۵ اوپر ذکر ہوا کہ قوم ثمود کے متکبر لوگوں نے کہا کہ جس مصلح کو ان نے بھیجا ہے اس کا ہم انکار کرتے ہیں، لیکن چونکہ یہ کام ساری قوم کی رضامندی سے ہوا تھا اس لیے ان سب کو اس کا فاعل قرار دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کرنا گناہ ہے اور گناہ پر راضی ہونا دوسرا گناہ ہے اور یہ دونوں گناہ سب ہی کی جزا ہیں جن کی وجہ سے عذاب آتا ہے۔ ۷۷ قوم ثمود کے عذاب سے متعلق مختلف آیات میں مختلف چیزوں کا ذکر ہے جیسے یہاں زلزلے کا ذکر ہے اور سورہ حجر کی آیت نمبر 83 میں چیخ کا ذکر ہے۔ ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ پہلے وہ دونوں عذاب آئے ہوں گے پھر سخت زلزلہ کا آنا بیان کیا گیا ہے۔ ۸۰ اس آیت میں "فاحشہ" سے مراد لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرنا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرنا قوم لوط کی ایجاد ہے، اسی لیے اسے "واحشہ" کہتے ہیں۔ یہ کام مرد کا مرد کے ساتھ بدفعلی حرام اور اسے حلال سمجھنے والا کافر ہے۔ عورت کا عورت سے شہوانی لذت حاصل کرنا حرام ہے اور بیوی سے پیچھے مقام میں جماع کرنا بھی حرام ہے۔

تَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝
عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو بلکہ تم لوگ حد سے گزرنے والے ہو ۝
وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ
اور ان کی قوم کا اس کے سوا کوئی جواب نہ تھا کہ انہوں نے کہا ان کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے پاک
اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝
بنے پھرتے ہیں ۝ تو ہم نے اور ان کے گھر والوں کو نجات دی سوائے اس کی بیوی کے وہ پیچھے رہنے والوں میں سے تھی ۝
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَاِلٰى
اور ہم نے ان پر بارش برسائی تو دیکھو مجرموں کا کیسا انجام ہوا ۝ اور مدین کی طرف
مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ
ان کے بھائی شعیب کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں
قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ
بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آچکی تو ناپ اور تول پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں

عنوان: قوم لوط کا جواب — حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی پر عذاب الٰہی

مردوں کی باہم بدفعلی پر حد کا شدید عذاب — شعیب علیہ السلام والوں کو ناپ تول میں کمی سے منع کرنا اور دیگر نصیحتیں

لغات: ۱ شہوت: اس نے دی گئی کہ نسل انسانی باقی رہے اور دنیا آباد ہو اور عورتوں کو شہوت کا محل اور نسل چلانے کا ذریعہ بنایا کہ ان سے معروف طریقے کے مطابق اور جیسے شریعت نے اجازت دی اس طرح شہوت پوری کی جائے اور ان سے اولاد حاصل کی جائے، جب آدمیوں نے عورتوں کو چھوڑ کر ان کا کام مردوں سے لینا چاہا تو وہ حد سے گزر گئے اور انہوں نے اس قوت کے مقصد صحیح کو فوت کر دیا یا نکما مرد وہ ہوتا ہے جو عورت کے ساتھ مشغول ہونا سوائے شیطانیت کے اور کچھ نہ کرے۔ ۲ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جس کا نام واعلہ تھا وہ آپ پر ایمان نہ لائی بلکہ کافر ہی رہی اپنی قوم سے محبت تھی اور ان کے لئے جاسوسی کرتی تھی یہ عذاب میں مبتلا ہوئی۔ ۳ اس سے معلوم ہوا کہ فعل بد انتہائی منحوس اور شدید جرم ہے کہ اس جرم کی وجہ سے قوم لوط پر ایسا عذاب آیا جو دوسری عذاب پانے والی قوموں پر نہ آیا

اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
کر دو تم زمین میں اس کی اصلاح کے بعد اور پکارو تم اس کو خوف سے اور طمع سے بیشک رحمت اللہ کی قریب ہے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ
اگر تم ایمان رکھتے ہو ﴿۸۶﴾ اور مت بیٹھو ہر راستے پر کہ دھمکیاں دو اور روکو اللہ کے راستے
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ
سے ایمان لانے والوں کو اور تلاش کرو اس میں کجی اور یاد کرو جب تم
قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۚ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاِنْ كَانَ
تھوڑے تھے تو اس نے تمہاری تعداد میں اضافہ کر دیا اور دیکھو فسادیوں کا کیسا انجام ہوا ﴿۸۶﴾ اور اگر تم میں ایک
طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا
گروہ اس پر ایمان لائے جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے اور ایک گروہ ایمان نہ لائے
فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾
تو صبر اختیار کرو حتیٰ کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ﴿۸۷﴾

مدین حضرت شعیب علیہ السلام کی اس مدین کو تبلیغ

مدین ① اس سے معلوم ہوا کہ بعض حالات سے اللہ بھی غلاف میں ہوتا حضرت شعیب علیہ السلام نے پہلی قوم کو ناپ تول درست کرنے کا حکم دیا اور اس سے روکنے پر عذاب الٰہی کی دھمکی دی ② اس سے معلوم ہوا کہ قوموں کے تاریخی حالات معلوم کرنا اور ان سے عبرت کے مقامات سے کچھ عبرت حاصل کرنا بہت مفید ہے اس سے اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی عنایات پر ترغیب پیدا ہوتی ہے ③ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر تمام لوگ ایمان لانے کے بعد کچھ لوگ ایمان لاتے ہیں کچھ نہیں لاتے اس میں ہر عالم و مبلغ کے لئے نصیحت ہے کہ تمام لوگ ان کی بات مان لیں ان پر عمل پیرا ہوں گے لازم نہیں چاہئے کہ لوگوں کی ذمہ داری لے کر تبلیغ دین کے استقامت سے ساتھ دین کی خدمت میں مصروف رہیں۔

ع ۵ الجزء ۹

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ

اس پر اس قوم کے متکبر سردار کہنے لگے[1] اے شعیب ہم ضرور نکالیں گے اور تمہارے ساتھ والے

اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا

مسلمانوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں آجاؤ فرمایا کیا اگرچہ ہم

كٰرِهِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ

بیزار ہوں[2] بیشک (پھر تو) ہم اللہ پر جھوٹ باندھیں گے اگر اس کے بعد بھی ہم تمہارے دین میں آئیں

نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ

جبکہ اللہ نے ہمیں اس سے بچا لیا ہے اور ہم کسی طرح نہیں کہ تمہارے دین میں آ سکیں مگر یہ کہ

اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا

ہمارا رب اللہ چاہے۔[3] ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے[4] ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا اے ہمارے رب

افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿۸۹﴾ وَقَالَ

ہم میں اور ہماری قوم میں حق کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور تو سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے○ اور

الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا

اس کی قوم کے کافر سردار جو ایمان نہ لائے تھے آپس میں کہنے لگے اگر تم شعیب کے تابع ہوئے تو ضرور نقصان

لغات متکبر سرداروں کا شعیب علیہ السلام سے کلام

حل [1] حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے سرداروں کا تکبر اور حق قبول کرنے سے سرکشی ان کی جہالت کا سبب کی معلوم ہو کہ قوم کے سردار قوم کی ہلاکت کا باعث بنتے ہیں۔ ان کا تکبر ہی ہوتا ہے قوم کو اعلیٰ درجے پر پہنچا دیتا اور گمراہی کی گہری کھائیوں میں گرا دیتا ہے۔ [2] گمراہ ہونے سے پہلے علیہ السلام عارف ہیں یہ کہ وہ قبل معصوم ہوتے ہیں اور شیطان نہیں گمراہ نہیں کر سکتا حضرت شعیب علیہ السلام کا یہ کہنا کہ "اگر اللہ چاہے" تو چونکہ ہو سکتا ہے "اور شعیب اللہ تعالیٰ کی مشیت قدرت کا بیان ہے [3] یہ آیت ان آیات کی تفسیر ہے جن میں فرمایا گیا کہ اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ ان سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی قدرت گھیرے ہوئے ہے یعنی دنیا کی کوئی شے اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت سے خارج نہیں۔ اللہ تعالیٰ جسم اور مکان سے بھی گھیرے اور گھیرے سے پاک ہے۔

لَجٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

میں رہ گئے ﴿۹۱﴾ تو انہیں شدید زلزلے نے آ لیا پس وہ اپنے گھروں میں صبح کے وقت اوندھے پڑے رہ گئے ﴿۹۲﴾ جن لوگوں

مع شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۳﴾

نے شعیب کو جھٹلایا ہے ہو گئے گویا ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے شعیب کو جھٹلانے والے ہی نقصان اٹھانے والے ہوئے ﴿۹۳﴾

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ

تو شعیب نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے میری قوم بیشک میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی

ع اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا

تو کافر قوم پر میں کیسے غم کروں ﴿۹۴﴾ اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا مگر ہم نے اس کے رہنے والوں کو

بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۵﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ

سختی اور تکلیف میں پکڑا تاکہ وہ گڑگڑائیں ﴿۹۵﴾ پھر ہم نے بدحالی کی جگہ خوشحالی بدل دی

حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً

یہاں تک کہ وہ بہت بڑھ گئے اور کہنے لگے بیشک ہمارے باپ دادا کو بھی تکلیف اور راحت پہنچتی رہی ہے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا ﴿۹۵﴾

عنوان (قوم شعیب پر نزول عذاب اور ان کا حال) حضرت شعیب علیہ السلام کا باشندوں سے خطاب)

نافرمانوں پر عذاب کیسے ہوتا ہے؟

تشریح ① حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم والے اللہ کی پابندی میں بری ناکامی رہے۔ ان سب پر چلنے میں بڑی رکاوٹ اور وہ یہ حق پر ایمان لانے میں عجیب نظر آنے لگے تو انہوں نے دوسروں کو بھی دین حق سے دور رکھنے کی کوشش شروع کر دی۔ اس طرح کی بیماری ذہنیت کے حامل افراد ہر دور ہر معاشرے میں پائے جاتے ہیں۔ اسلام کے اصولوں کو نہ ماننے والے اور شریعت کے قوانین کی بیڑیوں سے بچنے والے عورت کی آزادی کے خلاف قرار دینے والوں اسلامی سزاؤں کو ظلم قرار دینے والوں کو چاہیے کہ الٰہی عذاب کے حالات پڑھیں۔ ان کے انجام پر غور کریں۔ ② قدرتی آفات کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام نے ان سے جو کلام فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے ③ گزشتہ قوموں کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں بھی اپنے موجودہ حالات پر غور کرنا چاہیے کہ ہم بھی طوفان زلزلے، سیلاب اور دیگر عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں تو ہمارا کیا رویہ ہوتا ہے کیا ہم عبرت حاصل کرتے ہیں یا اور حال پوچھتے ہیں۔ اس نظر آتا ہے افسوس اکثر لوگوں کے دل کی یہی کیفیت ہے کہ وہ ہر طوفان اور عذاب کو عبرت کی بجائے تفریح بنا لیتے ہیں اور ٹی وی چینلز پر بیٹھ کر اس کی گفتگو، نقصان اور تباہی کے مناظر دیکھنے والوں کی تعداد بڑھانا شروع کر دیتے ہیں

وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ

اور انہیں اس کا کوئی علم نہ تھا ﴿۹۸﴾ اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ضرور ہم ان پر آسمان اور زمین سے

بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۹﴾

برکتیں کھول دیتے مگر انہوں نے تو جھٹلایا تو ہم نے انہیں ان کے اعمال کی وجہ سے پکڑ لیا ﴿۹۹﴾

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ

کیا بستیوں والے اس بات سے بے خوف ہو گئے کہ ان پر ہمارا عذاب رات کو آئے جب وہ سو رہے ہوں ﴿۱۰۰﴾ یا بستیوں والے اس بات سے

الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ

بے خوف ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن کے وقت آجائے جب وہ کھیل میں پڑے ہوں ﴿۱۰۱﴾ کیا اللہ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہیں تو

مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ

اللہ کی خفیہ تدبیر سے صرف تباہ ہونے والے لوگ ہی بے خوف ہوتے ہیں ﴿۹۹﴾ اور کیا وہ لوگ جو زمین والوں کے بعد اس کے وارث

مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

ہوتے ہیں اس بات سے بھی ہدایت نہیں پاتے کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے گناہوں کے سبب انہیں پکڑ لیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں

فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ

تو وہ کچھ نہیں سنتے ﴿۱۰۰﴾ یہ بستیاں ہیں جن کے حالات ہم تمہیں سناتے ہیں اور بیشک

پ ۹

عنوان یہاں دو قوموں کی بات ہے — اللہ تعالیٰ کے عذاب یا خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے

ان دو قوموں کے انجام سے عبرت — سابقہ قوموں کا حال اور صدیوں کا سفر کرنے کا حکم

لغت ﴿۱﴾ عربی لفظ "مکر" کے کئی معنی ہیں "خفیہ تدبیر" جیسے عام محاورہ میں "مکار" اور "فریب" کہا جاتا ہے یہاں اس کا وہی معنی یعنی خفیہ تدبیر مراد ہے ﴿۲﴾ اس کا معنی ہے کہ جس سے ہدایت کے راستے واضح فرما دیئے اور گزشتہ امتوں کی مثالیں بھی بیان فرما دیں وہ اس کے بعد بھی اپنے کفر اور سرکشی پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے جس کے سبب وہ کسی حق بات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ۚ

ان کے پاس ان کے رسول روشن دلائل لے کر تشریف لائے تو وہ اس قابل نہ ہوئے کہ ایمان لاتے اس چیز پر جسے پہلے جھٹلا چکے تھے

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ

اللہ یونہی کافروں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے ﴿۱۰۱﴾ اور ہم نے ان کے اکثر لوگوں میں عہد پورا کرنے والا

عَّهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى

نہ پایا اور بیشک ہم نے ان میں اکثر کو نافرمان ہی پایا ﴿۱۰۲﴾ پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ

بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کی طرف بھیجا تو انہوں نے ان نشانیوں پر زیادتی کی تو دیکھو فسادیوں کا

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ

کیسا انجام ہوا ﴿۱۰۳﴾ اور موسیٰ نے فرمایا اے فرعون میں سارے جہانوں کے رب کا رسول ہوں

حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ

میری شان کے لائق ہے کہ اللہ سے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہوں بیشک میں تم سب کے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں

رکوع ۱۲ (فرعون اور اس کے درباریوں کا مآل حال و انجام) (موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے مکالمہ)

ف مفسرین نے آیت سے اس جملے کے مختلف معنی بیان کئے ہیں ان میں سے دو یہ ہیں (۱) انبیاء کے معجزات دیکھنے سے پہلے جس چیز کو عقلاً چاہئے تھے معجزات دیکھ رہی ہے۔ (۲) انبیاء کرام علیہم السلام کی تشریف آوری سے پہلے جس کا انکار چلے آ رہے تھے اب اسے ثابت کرنے چلے ہیں۔ **ع** اس عہد سے مراد وہ وعدہ اور عہد و پیمان ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے لیا تھا یعنی ہم اللہ ہی کی عبادت کریں گے اور جب کبھی ہم مصیبت میں گرفتار ہوں گے تو اسی سے دعا کریں گے اور ایمان لائیں گے پھر جب مصیبت ٹلتے ہی اس عہد سے پھر جاتے ہیں۔ **ق** حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے ایک عظیم رسول ہیں۔ آپ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات سے چار سو برس بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سات سو برس بعد پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ ۱۸۰ برس عمر پائی۔ **ق** فرعون اصل میں ایک شخص کا نام تھا پھر یہ مصر کے بادشاہوں کا لقب بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زمانے کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا

فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿١٧﴾ قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ بِـَٔايَةٍ فَأْتِ بِهَآ

تو بھیج دے میرے ساتھ بنی اسرائیل کو ○ کہا اگر تو آیا ہے کوئی نشانی لے کر تو لے آ اس کو

إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١٨﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٩﴾ وَنَزَعَ

اگر تو سچا ہے ○ تو ڈالی اس نے اپنی لاٹھی پس دفعتہً وہ ایک اژدہا تھا صریح ○ اور

يَدَهُۥ فَإِذَا هِىَ بَيْضَآءُ لِلنَّٰظِرِينَ ﴿٢٠﴾ قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُۥٓ إِنَّ

کھینچا ہاتھ اپنا گریبان میں اپنے پس دفعتہً وہ چمکنے لگا دیکھنے والوں کے سامنے ○ کہا سرداروں سے جو گرد تھے اس کے بیشک

هَٰذَا لَسَٰحِرٌ عَلِيمٌ ﴿٢١﴾ يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِۦ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿٢٢﴾

یہ تو ایک جادوگر ہے بڑا علم والا ○ یہ چاہتا ہے کہ نکال دے تم کو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے پس کیا حکم دیتے ہو تم ○

قَالُوٓا۟ أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَٱبْعَثْ فِى ٱلْمَدَآئِنِ حَٰشِرِينَ ﴿٢٣﴾ يَأْتُوكَ بِكُلِّ

بولے ڈھیل دے اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج دے شہروں میں جمع کرنے والے ○ وہ تیرے پاس لے آئیں ہر

سَحَّارٍ عَلِيمٍ ﴿٢٤﴾ وَجُمِعَ ٱلسَّحَرَةُ لِمِيقَٰتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٢٥﴾ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ

جادوگر کو بڑا علم والا ○ اور اکٹھے کئے گئے جادوگر فرعون کے پاس وقت پر ایک دن مقرر کئے ہوئے کا ○ اور لوگوں سے کہا گیا کیا

أَنتُم مُّجْتَمِعُونَ ﴿٢٦﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ ٱلسَّحَرَةَ إِن كَانُوا۟ هُمُ ٱلْغَٰلِبِينَ ﴿٢٧﴾ فَلَمَّا جَآءَ

تم جمع ہوتے ہو ○ شاید ہم پیچھے چلیں جادوگروں کے اگر وہ غالب رہیں ○ پھر جب

ٱلسَّحَرَةُ قَالُوا۟ لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ

آئے جادوگر فرعون کے پاس بولے کیا ہمارے لئے کچھ انعام ہے اگر ہم

ٱلْغَٰلِبِينَ ﴿٢٨﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ ٱلْمُقَرَّبِينَ ﴿٢٩﴾ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰٓ أَلْقُوا۟ مَآ أَنتُم

غالب رہے ○ کہا ہاں اور بیشک تم تو اس وقت میرے مقربوں میں ہو جاؤ گے ○ موسیٰ نے کہا ان سے ڈالو جو تم

مُّلْقُونَ ﴿٣٠﴾ فَأَلْقَوْا۟ حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا۟ بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ

ڈالنے والے ہو ○ پس ڈالیں انہوں نے رسیاں اپنی اور لاٹھیاں اپنی اور بولے قسم ہے فرعون کی ہم

ٱلْغَٰلِبُونَ ﴿٣١﴾ فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿٣٢﴾ فَأُلْقِىَ

ہی غالب رہیں گے ○ پھر ڈالی موسیٰ نے اپنی لاٹھی پس دفعتہً وہ نگلنے لگی جو بناوٹ وہ بناتے تھے ○ پس گر پڑے

ع ۲

معانی: فرعون کا نشانیوں کا مطالبہ کرنا اور ان کا مطالبہ کرنا۔ فرعون کے سرداروں کا موسیٰ علیہ السلام کے حصول اللہ کی کوشش کا الزام

جادوگروں کو مقابلے کیلئے جمع کرنے کا مشورہ۔ جادوگروں کا فرعون سے انعام کا مطالبہ اور جواب

جادوگروں کا موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ اور بعد کے واقعات

ہدایت: ۱ جادوگروں کے پہلے جملوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب یہ کہ آپ کو مقدم بیان کیا اور آپ کو جازمانہ حکم پر عمل میں مشغول ہونے سے اس ادب کا عوض ملنا ملا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان اور ہدایت کی دولت سے سرفراز فرمادیا۔

النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ

وہ ڈر گئے اور انہیں خوف زدہ کر دیا اور وہ بہت بڑا جادو لے آئے ﴿۱۱۶﴾ اور ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ

اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا

تم اپنا عصا ڈال دو تو جبھی وہ عصا ان کی بناوٹی چیزوں کو نگلنے لگا ﴿۱۱۷﴾ تو حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ

وہ کر رہے تھے سب باطل ہو گیا ﴿۱۱۸﴾ تو وہ وہیں مغلوب ہو گئے اور ذلیل ہو کر پلٹے ﴿۱۱۹﴾ اور جادوگر سجدے میں گر پڑے

سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ قَالَ

﴿۱۲۰﴾ کہنے لگے ہم سارے جہان کے رب پر ایمان لائے ﴿۱۲۱﴾ جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے ﴿۱۲۲﴾ فرعون

فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ

نے کہا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں یہ تو بہت بڑا مکر ہے جو تم نے اس شہر میں کیا ہے

لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ

تاکہ تم شہر کے لوگوں کو اس سے نکال دو اب تم جان جاؤ گے ﴿۱۲۳﴾ میں ضرور تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے

مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

پاؤں کاٹ دوں گا پھر تم سب کو پھانسی دے دوں گا ﴿۱۲۴﴾ جادوگر کہنے لگے بیشک ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں ﴿۱۲۵﴾

ربط جادوگروں کا سجدہ اور اعلانِ ایمان / فرعون کا جادوگروں سے کلام اور سخت سزا کی دھمکی

جادوگروں کا جرأت مندانہ جواب اور بارگاہِ الٰہی میں دعا

تفسیر ﴿۱﴾ اس آیت میں جادوگروں نے جادو سے ڈرکا ہے کہ ہوں سے بچنے کے لیے ہو سکتا ہے اور انہیں کی حقیقت نہ ہو بلکہ لوگوں کی نگاہوں پر اثر ڈال دیا کہ لوگوں کو بچتے دوڑتے سانپ محسوس ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کے جادوگروں کے جادو کی صورت یہ تھی یہ حقیقت نہ تھی۔ ﴿۲﴾ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور نیک اعمال و خصائل دوا اور اپنی تباہی اور دنیا کا فروں کا طریقہ ہے حقیقی مومن کے مزاج میں یہ چیزیں دنیا و آخرت دونوں میں مفید ہوتی ہیں۔ ﴿۳﴾ مومن کے دل میں صدیہ ایمان کے بعد وقت خوفِ اللہ کا غلبہ ہوتا ہے اسی لئے حق محض کرنے سے بعد ان جادوگروں کا یہ حال ہوا کہ فرعون کی دھمکی اور سزا کی کچھ پرواہ نہ کی ان کے قدم ڈگمگا گئے کیونکہ ان لوگوں نے عمل اعلان فرعون کے سامنے اس کی دھمکی کی بڑی جرأت کے ساتھ جو سجدہ کیا اور اپنے ایمان کی تقریر کی علامہ عمل سے پیٹا

وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ رَبَّنَآ اَفْرِغْ

اور تجھے ہماری طرف سے یہی بات بری لگی ہے کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لائے جب وہ ہمارے پاس آئیں اے ہمارے رب

عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ

ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمیں حالت اسلام میں موت عطا فرما ﴿۱۲۶﴾ اور قوم فرعون کے سردار بولے کیا تو موسیٰ اور اس

مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ

کی قوم کو اس لئے چھوڑ دے گا کہ وہ ملک میں فساد پھیلائیں اور وہ موسیٰ تجھے اور تیرے مقرر کئے ہوئے معبودوں کو چھوڑ دے گا ؕ

اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْىٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ

فرعون نے جواب دیا ہم ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رکھیں گے اور بیشک ہم ان پر غالب ہیں ﴿۱۲۷﴾ موسیٰ نے اپنی قوم

اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

سے فرمایا اللہ سے مدد طلب کرو اور صبر کرو بیشک زمین کا مالک اللہ ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا

عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ

ہے وارث بنا دیتا ہے اور اچھا انجام پرہیزگاروں کیلئے ہی ہے ﴿۱۲۸﴾ (قوم نے) کہا ہمیں آپ کے تشریف لانے سے پہلے بھی اور

مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ

تشریف آوری کے بعد بھی ستایا گیا ہے (موسیٰ نے) فرمایا عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمنوں کو ہلاک کرے گا اور تمہیں

رکوع ۱۵ — فرعون کی ہٹ دھرمی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم کو سمجھانا

ف۱ قوم کی عرض اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی جو

ف۲ یہ لوگ شروع میں حلقہ بگوش تھے اور ان کی زوجہ مومن بنے اور ان کے تحت میں شہید ہو گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے ایک دن میں یہاں صحابیت اور شہادت فائز ہو پائی ﴿۱﴾ فرعون سے اپنی قوم کے لئے کہا تھا جس کی عبادت کرنے کا حکم دیا تھا ﴿۲﴾ فرعون نے یہ بات قوم میں پھیلا رکھی تھی کہ میں تمہارا بھی رب ہوں اور ان بتوں کا بھی ﴿۳﴾ فرعون نے یہ بات قوم میں پھیلا رکھی تھی کہ میں تمہارا بھی رب ہوں اور ان بتوں کا بھی ﴿۴﴾ اور اس سے اس کا مقصود یہ تھا کہ عوام کو پتا نہ چل جائے کہ ان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کی بجائے خوف کی وجہ سے نہیں چھوڑا جا رہا جب چاہے انہیں پکڑ سکتا ہے یہ بات وہ اپنے منہ سے کہتا تھا جبکہ فرعون کا حال یہ تھا کہ اس کا دل حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خوف سے بھرا ہوا تھا

فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ

میں کیسے عمل کرتے ہو ﴿۱۲۹﴾ اور بیشک ہم نے فرعونیوں کو کئی سال کے قحط

وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا

اور پھلوں کی کمی میں گرفتار کردیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں ﴿۱۳۰﴾ تو جب انہیں بھلائی ملتی تو کہتے

لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۭ اَلَآ اِنَّمَا

یہ ہمارے لئے ہے اور جب برائی پہنچتی تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے سن لو ان کی نحوست

طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ

شگون کے پاس ہے لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے ﴿۱۳۱﴾ اور فرعونیوں نے کہا تو کوئی نشانی ہمارے اوپر جادو کرنے کو

اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ

پس کیسی بھی نشانی لے آ ہم ہرگز تجھ پر ایمان لانے والے نہیں ﴿۱۳۲﴾ تو ہم نے ان پر طوفان اور

الْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا

ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون کی جدا جدا نشانیاں بھیجیں تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ

عنوان (فرعونیوں پر مختلف عذابوں کی تفصیل)

ترجمہ ① حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصائے الٰہی سے آنکھ پیش آنے والے عجیب کرشمے، معجزات طاہرہ و کرامات باہرہ دیکھ کر جیسے آپ علیہ السلام سے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا کہ فرعون اپنی قوم کے ساتھ بالآخر برباد کیا گیا اور اس کی سلطنت ملک مصر سے ② شرک قوموں میں مختلف چیزوں سے فال لینے کی، کسی بہت پرانی بے بنیاد بات یا وہم پرست مزاج چیز سے اثر قبول لیتے جیسے وہ شخص کسی کام کو نکلا ہو۔ سفر میں کالی بلی راستے سے گزر گئی یا کسی مخصوص پرندے کی آواز کان میں پڑ گئی تو فوراً گھر واپس لوٹ آئے۔ اسی طرح کسی کے آنے کو یا بعض دنوں اور مہینوں کو منحوس سمجھنا ان کے ہاں عام تھا۔ اسی طرح کے تصورات اور خیالات ہمارے معاشرے میں بھی بہت پھیلے ہوئے ہیں۔ اسلام نے ان طرح کی توہم پرستی کو باطل قرار دیا ہے اور کسی بدشگونیاں شرعاً ممنوع کردیں۔ ③ جب فرعون اور اس کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے صاف صاف انکار کردیا تو آپ علیہ السلام نے ان کے خلاف بددعا کی جو قبول ہوئی اور اس بددعا کے بعد فرعون اور اس کی قوم پر جو عذاب آئے ان کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔ ان کی تفصیل جاننے کے لئے تفسیر صراط الجنان ج 3 ص 479 کا مطالعہ فرمائیں۔

قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا

مجرم لوگ تھی ○ اور جب ان پر عذاب واقع ہوتا تو کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کر اس عہد کے سبب جو

عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ

اس کا تمہارے پاس ہے بیشک اگر آپ ہم سے عذاب اٹھا دیں گے[1] تو ہم ضرور آپ پر ایمان لائیں گے اور ضرور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ

اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۵﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

بھیج دیں گے ○ پھر جب ہم ان سے اس مدت تک کے لئے عذاب اٹھا لیتے جس تک انہیں پہنچنا تھا تو وہ فوراً اپنا عہد توڑ دیتے ○

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا

تو ہم نے ان سے بدلہ لیا تو انہیں دریا میں ڈبو دیا بوجہ اس کے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے

غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ

بالکل غافل رہے[2] ○ اور ہم نے اس قوم کو جسے کمزور سمجھا جاتا تھا ان ملکوں کے مشرق

وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ

اور مغربوں کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور بنی اسرائیل پر ان کے صبر سے بدلے میں تیرے رب کا اچھا وعدہ پورا

بِمَا صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ ع

ہو گیا[3] اور ہم نے وہ سب تعمیرات اور بلند عمارتیں جو فرعون اور اس کی قوم بناتی تھی اور وہ نہریں جو فرعون نے بلند کرتے تھے ○ اور

حل لغات اَجَل: عذاب آنے پر فرعونیوں نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ جس عذاب کے بعد ہمارے ایمان کا حال

فرعونیوں کی جان سے اور اس سے جانبہ۔ بنی اسرائیل پر احسان کیا اور فرعونیوں سے انتقام لیا۔ بہادری

دریا عبور کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا جانا مطالبہ

حل ۱: فرعونیوں کو بھی معلوم تھا کہ عذاب الٰہی سے مشکل کشائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے اسی سے مقبولان بارگاہ کی مشکل کشائی اور حاجت روائی ہوا کرتی ہے۔ ۲: اس کا معنی یہ ہے کہ جب ہلاک فرعونیوں کو عذابوں سے نجات دی گئی اور وہ کی عہد پر قائم نہ رہے اور ایمان نہ لائے اور غرقہ چھوڑا تو جزیرہ نما کے لئے حکم فرمائی گئی وہ پوری ہونے کے بعد کنعان شام عراق وغیرہ ملکوں میں غرق کرنے بلا بے مزہ۔ ۳: بنی اسرائیل وان کے صبر کی وجہ سے حضرت غلبہ خوشحالی اور حکمرانی عطا فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ صبر بہت باعث نعمت عمل ہے

جٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْكُفُوْنَ عَلٰۤی اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا

ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار کرا دیا تو وہ کچھ لوگوں کے پاس پہنچے جو اپنے بتوں کے آگے جم کر بیٹھے ہوئے تھے۔ (بنی اسرائیل نے)

یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۚ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ

کہا اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایک معبود بنا دیجئے جیسے ان کے لئے کئی معبود ہیں۔ موسیٰ نے فرمایا تم یقیناً جاہل لوگ ہو ﴿۱۳۸﴾ بیشک

هٰۤؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ

یہ لوگ جس کام میں لگے ہوئے ہیں وہ سب برباد ہونے والا ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ سب باطل ہے ﴿۱۳۹﴾ موسیٰ نے فرمایا کیا اللہ کے

اَبْغِیْكُمْ اِلٰهًا وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَ اِذْ اَنْجَیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

علاوہ میں تمہارے لئے کوئی اور معبود تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہیں سارے جہان والوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے ﴿۱۴۰﴾ اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی

یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِیْ

جو تمہیں بہت برا عذاب دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے اور اس میں

ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ﴿۱۴۱﴾ وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا ع ۱۶

تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی ﴿۱۴۱﴾ اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا اور ان میں دس راتوں کا اضافہ

بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ۚ وَ قَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ

کر کے پورا فرمایا تو اس کے رب کا وعدہ چالیس راتوں کا پورا ہو گیا اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا

ع ۱۶ بنی اسرائیل کو سمندر پار کرانے کی یاد دہانی — حصولِ تورات کیلئے موسیٰ علیہ السلام کا طور پر جانے کا واقعہ

حاشیہ ﴿۱۳۸﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ عرض کرنا بنی اسرائیل سے بعید نہیں تھی یہ تو ان میں حضرت ہارون علیہ السلام کو رکھ کر گئے اور انبیاء اللہ صلوات اللہ علیہم بھی تھے بلکہ ان لوگوں سے یہ بات بھی بعید نہیں تھی جو کبھی ملک سے باہر نہ نکلے تھے ﴿۱۳۹﴾ فرعون کی ہلاکت کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بنی اسرائیل نے کتاب آسمانی کے لئے درخواست کی تو تیس راتوں کیلئے کوہ طور پر آنے کا وعدہ فرمایا گیا اور ان میں دس راتوں کا اضافہ فرما کر چالیس راتیں پوری کرنے کا حکم پایا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب مقرر کرتے ہوئے طور کی طرف جانے والے ہوئے۔ وہاں جب عبادت و ریاضت میں تیس دن پورے ہو گئے تو مناجات کی میں مناجات سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مسواک کرنی تھی اس سے پہلے آپ نے اس پر تیس مزید دن روزے رکھنے کا حکم پایا۔

اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى

تم میری قوم میں میرا نائب رہنا اور اصلاح کرنا اور فسادیوں کے راستے پر نہ چلنا ﴿۱۴۲﴾ اور جب موسیٰ ہمارے وعدے کے وقت پر حاضر ہوا اور اس

لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْۤ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ

کہ اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا تو اس نے عرض کی اے میرے رب مجھے جلوہ دکھا کہ میں تیرا دیدار کروں فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا لیکن

انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ

اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھے گا پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا

جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا

اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر گئے پھر جب ہوش میں آیا تو عرض کی تو پاک ہے میں تیری طرف رجوع لایا اور میں

اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَ

سب سے پہلا مسلمان ہوں ﴿۱۴۳﴾ اللہ نے فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھے لوگوں پر اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے ساتھ چنے ہوئے لوگوں پر

بِكَلَامِيْ ۫ فَخُذْ مَاۤ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ

منتخب کیا تو جو میں نے تجھے عطا فرمایا ہے اسے لو اور شکر گزاروں میں سے ہو جاؤ ﴿۱۴۴﴾ اور ہم نے ان کے لئے تختیوں میں

ترجمہ موسیٰ علیہ السلام سے کلام الٰہی اور آپ کا مناجات کے لیے جانا، تجلی، دیدار اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر خصوصی انعامات، تورات کی عظمت و شان اور اس سے متعلق احکام

تفسیر ① حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت ہارون علیہ السلام سے یہ فرمانا درحقیقت آپ کے واسطے سے بنی اسرائیل کے لئے تھا ورنہ انبیاء علیہم السلام تو فسادیوں کے راستے پر چلنے سے معصوم ہیں، یہ کلام تائید استقامت کے طور پر بھی ہو سکتا ہے ② اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ناممکن ہے ہو سکتا ہے کہ یہ ثابت ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ہرگز اس کی طلب نہ کرتے چونکہ محال کی دعا مانگنا جائز نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ سے بھی دعا مانگنے کو ناجائز قرار دیتے ہیں یا بلکہ یہاں اس کی عدم تمویت و بیان ہے یونہی اس آیت میں اللہ تعالیٰ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سمجھنے کی نفی ہے یہ نہیں فرمایا کہ سمجھ کیسے سکتے ہیں۔ ③ یہاں لوگوں سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کے لوگ ہیں اور ان میں کوئی شک نہیں کہ آپ علیہ السلام اپنے زمانے کے لوگوں میں سب سے زیادہ عزت رکھتے اور شرف و حیثیت رکھتے تھے پھر آپ صاحب شریعت تھے اور آپ پر اللہ عزوجل کی کتاب تورات بھی نازل ہوئی۔ اللھم صل علی محمد وعلی آلہ وسلم پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام تمام کائنات میں سب سے افضل ہیں۔

كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّأْمُرْ قَوْمَكَ

ہر چیز کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی اور (کہا) اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ

يَأْخُذُوْا بِأَحْسَنِهَا ۚ سَأُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٤٥﴾ سَأَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ

وہ اس کی اچھی (اچھی) باتیں اختیار کریں عنقریب میں تمہیں نافرمانوں کا گھر دکھاؤں گا ☐ اور میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو پھیر دوں

يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۖ وَإِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۖ وَإِنْ

گا جو زمین میں ناحق بڑائی چاہتے ہیں اور اگر وہ سب نشانیاں دیکھ لیں تو بھی ان پر ایمان نہیں لائیں گے اور اگر

يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۖ وَإِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ

وہ ہدایت کی راہ دیکھ لیں تو اسے راہ نہیں بناتے اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اسے پکا راستہ

سَبِيْلًا ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٤٦﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

بنا لیتے ہیں یہ اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے غافل رہے ☐ اور جنہوں نے ہماری آیتوں

بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٧﴾ ع

اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تو ان کے تمام عمل برباد ہوئے، کیا ان کے عمل ہی کا بدلہ دیا جائے گا ☐

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ۚ أَلَمْ

اور موسیٰ کے پیچھے اس کی قوم نے اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا بنا لیا جو (سونے کا) جسم تھا جس کی گائے جیسی آواز تھی، کیا انہوں نے یہ

يَرَوْا أَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿١٤٨﴾

نہ دیکھا کہ وہ نہ تو ان سے کلام کرتا ہے اور نہ انہیں کوئی راہ بتاتا ہے؟ انہوں نے اسے معبود بنا لیا اور وہ ظالم تھے ○

منزل ۲ **وقف لازم**

شانِ نزول: ماحق گمراہ کافر اور متکبرین کا حال بیان ہوا۔ اب بنی اسرائیل کی گمراہی اور اس کی مذمت

ربط: ① جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کیلئے کوہِ طور پر تشریف لے گئے تو ان کے جانے کے تیس دن بعد سامری نے بنی اسرائیل سے تمام زیور جمع کرنے کے بعد جس بچھڑا بنایا، پھر اس میں حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے نعل کے نیچے سے کی ہوئی خاک ڈالی تو اس کے اثر سے وہ گائے کی طرح آواز نکالنے لگا اور سامری کے بہکانے پر بنی اسرائیل کے بارہ ہزار لوگوں کے علاوہ جنہیں سب نے کی بچھڑے کی پوجا کی۔ پھر جب حضرت موسیٰ واپس آئے تو بنی اسرائیل پر شدید ناراض ہوئے اور سمجھ گئے۔ وہ پشیمان ہو گئے تھے تو انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں رحمت و مغفرت کی دعا کی۔

وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَ

اور جب شرمندہ ہوئے اور سمجھ گئے کہ واقعی گمراہ ہو گئے تھے تو کہنے لگے اگر ہمارے رب نے ہم پر رحم نہ فرمایا اور

يَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ

ہمیں معاف نہ کر دیا تو ہم ضرور نقصان پانے والوں میں ہو جائیں گے ﴿۱۴۹﴾ اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف بہت غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے لوٹے تو

قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ

فرمایا تم نے میرے بعد بہت برا نائب بنایا کیا تم سے اپنے رب کے حکم میں جلدی ہو گئی اور تختیاں ڈال دیں

وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَ

اور اپنے بھائی کے سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے ہارون نے کہا اے میری ماں کے بیٹے بیشک قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور

كَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۡ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَاۗءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ

قریب تھا کہ مجھے مار ڈالتے تو تم مجھ پر دشمنوں کو ہنسنے کا موقع نہ دے اور مجھے ظالموں کے ساتھ

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۡ وَاَنْتَ اَرْحَمُ

نہ ملا ﴿۱۵۰﴾ عرض کی اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

تفسیر ہی سے ہارون کی گرفتاری پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سخت ردعمل

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا برادر کا لئے مغفرت کرنا

لغات یہاں صرف اپنی حمیت اور غیرت غصب کی وجہ سے جلدی میں ان تختیوں کو زمین پر ڈالنا مراد ہے جسے قرآن پاک میں ڈالنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اس لئے بھی کہ کسی طرح تورات کی تختیوں کو بے حرمتی نہ ہو۔ تھی اور وہ جو مقصود تھی کہ بعض تختیاں ٹوٹ گئیں یہ کہ ممکن ہے تو جلدی میں زمین پر رکھنے کی وجہ سے تختیوں کو چوٹ لگی ہو۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جان بوجھ نہیں تو بھول اور ان کو یہ گمان تھا کہ ایسا ہو جائے گا۔ ② شماتت کا معنی ہے کسی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار کرنا کسی کی ہلاکت پر خوشی اور یہ دونوں شخصوں میں شماتت کے لفظ سے بہت عام ہیں مدینے کی دوگانہ اسی طرح کا گھر دوگانہ کا گھر جانے فیکٹری بل میں ملازمت کرنے والوں جو کسی کی کمپنی اور دفتر کے پیمانے میں حساب کتاب والوں کی یہ طرز العداوت بھی شماتت ہی ہے مسلمان جہاں پر آئے وہاں مصیبت پر خوش ہونے کے مذموم فعل میں مبتلا نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطا فرمائے آمین۔ ③ یہ دعائے مغفرت امت کی تعلیم کے لئے ہے ورنہ انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔

الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ ع ۱۹

مہربانی کرنے والا ہے ○ بیشک وہ لوگ جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا عنقریب انہیں پہنچے گی ان کے رب

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ

غضب اور ذلت دنیا کی زندگی میں اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ○ اور وہ لوگ جنہوں نے برے اعمال کئے

ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَلَمَّا

پھر ان کے بعد توبہ کریں اور ایمان لے آئے تو بیشک اس توبہ و ایمان کے بعد تمہارا رب بخشنے والا مہربان ہے ○ اور جب

سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۠ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ

موسیٰ کا غصہ تھم گیا تو اس نے تختیاں اٹھالیں اور ان کی تحریر میں ہدایت اور رحمت ہے

لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا

ان کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ○ اور موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر مرد

لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَ

منتخب کئے ہمارے وعدہ کے لئے پھر جب انہیں زلزلہ نے پکڑا تو موسیٰ نے عرض کی اے میرے رب اگر تو چاہتا تو پہلے ہی انہیں اور مجھے ہلاک کر دیتا

اِيَّايَ ۭ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاۗءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۭ تُضِلُّ بِهَا مَنْ

کیا تو ہمیں ہلاک فرمائے گا جو بیوقوفوں نے کیا ہے یہ تو نہیں ہے مگر تیری طرف سے آزمانا تو اس سے گمراہ کرے جسے

شان نزول: بچھڑا پرستوں کے لئے غضب الٰہی اور ہمیشہ کی ذلت کی خبر — پچھلی توبہ کرنے والوں کے لئے بشارت

(حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم کے ستر آدمیوں کو کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے گفتگو کیلئے لے جانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا)

ربط: ۱۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دینے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے تیس راتوں کے مطابق پورا فرمایا اور ان کو منتخب کرکے دو طور پر لے گئے وہاں اللہ تعالیٰ سے ان کو باتیں کرنے کا شرف حاصل ہوا جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے طلب کیا تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اعلانیہ دیکھیں گے تب ہم آپ کی بات کا یقین کریں گے اس پر انہیں بجلی نے آلیا اور وہ تمام کے تمام بیہوش ہو گئے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے انہیں دوبارہ زندہ کر دیا گیا۔

تَشَآءُ وَتَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ

چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے راہ پر لاتا ہے تو ہمارا مولیٰ ہے ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر

الْغٰفِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَاكْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَیْكَ ؕ

بخشنے والا ہے ○ اور ہمارے لئے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ دے [1] بیشک ہم نے تیری طرف رجوع کی

قَالَ عَذَابِیْۤ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا

فرمایا میں جسے چاہتا ہوں اپنا عذاب پہنچاتا ہوں اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے تو عنقریب میں وہ رحمت ان کے

لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَلَّذِیْنَ

لئے لکھ دوں گا جو پرہیزگار ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ○ وہ جو اس

یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ

رسول غیب بتانے والے نبی جو غیب کی خبریں دیتے ہیں [2] جو ان کے پاس لکھے ہوئے لکھے ہیں [3] توریت

وَالْاِنْجِیْلِ ۫ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ

اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں [4] انہیں برائی سے منع کرتے ہیں اور ان کیلئے پاکیزہ چیزیں حلال فرماتے ہیں

وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ

اور گندی چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں [5] اور ان کے اوپر سے وہ بوجھ اور قیدیں اتارتے ہیں جو ان پر تھیں [6]

خلاصہ ۱۵۵ یہ دعا آخرت کی بھلائی سے متعلق ہے مولیٰ اور اس جملہ کے متعدد معنی اور اس جملہ کے متعدد معنی اسب مفسرین کی شان اور الفاظ مصطلحی

ملحوظہ ۱ یہاں بھلائی سے پیغمبر و ملک اور نیک اعمال مراد ہیں اور آخرت کی بھلائی سے جنت اللہ تعالیٰ کا دیدار اور یہاں نیکیوں پر ثواب مراد ہے۔ ۲ مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس آیت میں رسول سے مراد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ ۳ یعنی اگلی کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ وہ امی ہیں کسی سے پڑھا نہیں لیکن وہ ایسی بہترین کتاب یعنی قرآن لے کر آئے اور لوگوں کے سامنے ہمیشہ ایسے ایسے بہترین تعلیمات پیش فرمائیں۔ ۴ بوجھ سے مراد سخت تکلیف دہ چیزیں ہیں جیسے کہ توبہ میں اپنے آپ کو قتل کرنا۔ جن اعضاء سے گناہ صادر ہوں ان کا بعض صورتوں میں کاٹ دینا قید سے اور مشقت والے حکم ہیں جیسے کپڑے کے جس مقام کو نجاست لگے اس کو قینچی سے کاٹ ڈالنا اور جیسے کہ جلتا

قَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ

تو وہ لوگ جو اس نبی پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اس کی مدد کریں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا

ع ۱۹ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ

تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ۝ تم فرما دو اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں ۝ جس

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ

کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو ایمان لاؤ اللہ اور

رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَ

اس کے رسول غیب بتانے والے (کسی سے پڑھے ہوئے نہیں) اللہ اور اس کی تمام باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ ۝ اور

مِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ

موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے جو حق کی راہ بتاتا ہے اور اسی کے مطابق انصاف کرتا ہے ۝ اور ہم نے انہیں بارہ

اَسْبَاطًا اُمَمًا ۭ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ

قبیلوں میں تقسیم کر دیا کہ یہ الگ الگ جماعتیں ہوں اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی جب اس سے اس کی قوم نے پانی مانگا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مار ۝

لغوی عموم رسالت اور مغلیت مصطفیٰ کا بیان — قوم موسیٰ میں حق پر قائم رہنے والے

ربط آیات بنی اسرائیل کی بارہ گروہوں میں تقسیم اور ان پر انعامات الٰہیہ

تفسیر اس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم عقائد، عملی قوی فعلی، ظاہری باطنی ہر طرح لازم ہے بلکہ اہم ہے۔ ② یہ آیت مبارکہ کائنات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عموم رسالت کی دلیل ہے کہ آپ تمام مخلوق جنوں، انسانوں اور کل جہاں آپ کی امت ہے۔ ③ یہاں حق پر رہنے والوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو اس بارے میں معتبر سے مختلف اقوال ہیں ان میں سے دو قول یہ ہیں: ① اس سے مراد بنی اسرائیل کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کر لیا جیسے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی رضی اللہ عنہم۔ ② بنی اسرائیل سے مراد ان کی وہ جماعت ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت حضور ﷺ کے آنے سے پہلے مضبوطی سے تھامے رہی۔ اس میں وفی بدری رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دیگر مومنین شامل ہیں۔ ④ اگرچہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ ہر چیز بندوں کو بلا واسطہ خود ہی دیدے مگر اس کا قانون یہ ہے کہ وہ بندوں کے توسل اور ان سے مانگنے سے دیتا ہے اس کی ایک مثال اسی آیت میں ہے کہ پانی مانگنے پر بنی اسرائیل کو پانی عطا فرمایا۔ یا یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میقات میں ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا۔

فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ

تو اس میں سے بارہ چشمے جاری ہوگئے ہر گروہ نے اپنے پانی کی جگہ کو پہچان لیا

وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ

اور ہم نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا اور ان پر من و سلویٰ اتارا (اور کہا) ہماری دی ہوئی

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ

پاک چیزیں کھاؤ اور انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہ کیا لیکن یہ اپنی ہی جانوں کا نقصان کرتے رہے ۝ اور یاد کرو

قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّ

جب ان سے کہا گیا کہ اس شہر میں سکونت اختیار کرو اور اس میں جو چاہو کھاؤ اور یوں کہو ہمارے گناہ بخشے ہوئے اور

ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ

(شہر کے) دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو تو ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے نیکی کرنے والوں کو (نعمت) قریب اور زیادہ عطا فرمائیں گے ۝ تو

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ

ان میں سے ظالموں نے جو بات ان سے کہی گئی تھی اسے دوسری بات سے بدل دیا تو ہم نے ان پر آسمان سے عذاب

السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ

بھیجا کیونکہ وہ ظلم کرتے تھے ۝ اور ان سے بستی کا حال پوچھو جو دریا کے کنارے پر تھی

الاعراف ۷ — وقف لازم

عنوان بنی اسرائیل کو مخصوص انداز سے شہر میں داخلے کا حکم اور بشارت ظالموں کی خالفت اور ان کا جام

اصحاب سبت کا واقعہ

تشریح بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا کہ بیت المقدس میں داخل ہوں یہ توبہ اور استغفار کا کلمہ ہے یعنی وہ اس کی بجائے حطۃ شعیرۃ کہتے ہوئے داخل ہوئے اس وجہ سے ان پر طاعون کا عذاب نازل ہوا اور چوبیس ہزار افراد طاعون کی وبا سے ہلاک ہوئے جس سے یہ ساعت میں ہی ہلاک ہو گئے ۱۲ اس آیت میں خطاب مراد ہے جو حاضر صورت علیہ وسلم سے ہے آپ اپنے قریب رہنے والے یہودیوں سے بطور پرسش سے طور پر اس بستی والوں کا حال دریافت فرمائیں۔ اس میں ان سے مقصود ان پر یہ ظاہر کرنا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور معجزات کا انکار ان یہودیوں کیلئے نئی بات نہیں ہے بلکہ قدیم معصیت تو ان کا پیشہ اور شیوہ ہے ان کے آباء و اجداد بھی اسی میں مبتلا رہے ہیں

اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ

جب وہ ہفتے کے بارے میں حد سے بڑھے جب ہفتے کے دن تو مچھلیاں پانی پر تیرتی ہوئی ان کے سامنے آتیں اور جس دن ہفتہ نہ

لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ كَذٰلِكَ ۛ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ

ہوتا نہ آتیں ہم انہیں اسی طرح آزماتے تھے ان کی نافرمانی کی وجہ سے ان میں کا ایک گروہ کہتا تھا ﴿۱۶۳﴾ اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا

مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا

تم ان لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا کیوں سخت عذاب دینے والا ہے؟ انہوں نے کہا:

مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا

تمہارے رب کے حضور عذر پیش کرنے کے لئے اور شاید یہ ڈر جائیں ﴿۱۶۴﴾ پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو بھلا دیا جو انہیں یاد کرائی گئی تھی

الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَـِٕيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا

تو ہم نے برائی سے منع کرنے والوں کو نجات دی اور ظالموں کو ان کی نافرمانی کے سبب برے عذاب میں

يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَ

گرفتار کر دیا ﴿۱۶۵﴾ پھر جب انہوں نے ممانعت کے حکم سے سرکشی کی ہم نے ان سے فرمایا ذلت سے ہوئے بندر بن جاؤ ﴿۱۶۶﴾ اور

اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ

جب تمہارے رب نے اعلان کر دیا کہ وہ ضرور قیامت کے دن تک ان پر یہود کو بھیجتا رہے گا جو انہیں برا عذاب دیتے رہیں گے ﴿۱۶۷﴾

کنزالایمان: یہود پر ظالم مسلط ہوتے رہنے کی خبر

تفسیر ① اس آیت میں اس گاؤں کا ذکر ہے کہ جنہوں نے شکار سے منع کرنے پر حیلہ سازی کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ مچھلی کے شکار پر بالکل راضی نہ تھے بلکہ ان سے متنفر تھے جبھی تو حیلہ سازی کرتے تھے ورنہ کھلم کھلا شکار کرتے کہ ان کے روکنے کی امید نہ تھی اس سے بظاہر یہ سمجھ آتا ہے کہ یہ لوگ بھی سخت پکڑے گئے تھے کیونکہ جب کسی کے ماننے کی امید ہو تو امر بالمعروف کرنا فرض نہیں ہوتا ہاں نصح واجب ہوتا ہے امر بالمعروف فرض لغایہ سے ہے جب یہ گروہ بن جائے تو ان پر بعد فرض ہے۔ ② اس آیت میں قیامت تک یہودیوں کے لئے سخت اور خاص عذاب کا وعدہ کیا جانا ہے چنانچہ سخت قہر بیت المقدس اور دوسری عیسائی بادشاہوں کا یہودیوں پر تسلط پھر ان پر مسلمان مجاہدین کا تقرر پھر گھریلو ذلت کا ہونا قریب کے دور میں جو کچھ ہٹلر نے یہود کے ساتھ کیا جس جس طرح قتل کرتا اور جلتے بھٹے سے نکال نکال کر جس طرح ذلیل کرتا یہ اس آیت کی صداقت کے واضح نمونے ہیں۔

إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٦٧﴾ وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي

بیشک تمہارا رب ضرور جلد عذاب دینے والا ہے اور بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے ○ اور ہم نے انہیں

الْأَرْضِ أُمَمًا ۖ مِّنْهُمُ الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَبَلَوْنَاهُم بِالْحَسَنَاتِ

زمین میں مختلف گروہوں میں تقسیم کردیا ان میں کچھ نیکوکار ہیں اور کچھ ان کے علاوہ ہیں اور ہم نے انہیں خوشحالیوں

وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٦٨﴾ فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ

اور بدحالیوں سے آزمایا تاکہ وہ باز آجائیں ○ پھر ان کے بعد ایسے ناخلف آئے جو کتاب کے وارث ہوئے

يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَٰذَا الْأَدْنَىٰ وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَإِن يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهُ

وہ اس ادنیٰ کا مال لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں ضرور بخش دیا جائے گا حالانکہ اگر ویسا ہی مال ان کے پاس پھر آجائے

يَأْخُذُوهُ ۚ أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِم مِّيثَاقُ الْكِتَابِ أَن لَّا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ

تو اسے لے لیں گے کیا ان سے کتاب میں یہ عہد نہیں لیا گیا کہ اللہ کے ذمہ پر نہ کہیں مگر حق بات کہیں گے

وَدَرَسُوا مَا فِيهِ ۗ وَالدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٦٩﴾ وَ

اور وہ پڑھ چکے ہیں جو اس کتاب میں ہے اور بیشک آخرت گھر پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے تو کیا تمہیں عقل نہیں ۱۲ اور

الَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ﴿١٧٠﴾

وہ جو کتاب کو مضبوطی سے تھامتے ہیں اور نماز قائم رکھی بیشک ہم اصلاح کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے ○

وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ ۖ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم

اور یاد کرو جب ہم نے پہاڑ ان کے اوپر بلند کیا گویا وہ سائبان ہے اور لوگوں نے سمجھا کہ یہ ان پر گرنے والا ہے ہم نے فرمایا جو کچھ ہم نے تمہیں

لغات نَتَقْنَا ہم نے بلند کیا ظُلَّةٌ سائبان وَاقِعٌ گرنے والا خُذُوا پکڑو

ترجمہ بنی اسرائیل کی مختلف گروہوں میں تقسیم اور آزمائش بنی اسرائیل سے عہد اور عہد شکنیوں سے تعرض

کتاب الٰہی کو مضبوطی سے تھامنے والوں کی فضیلت بنی اسرائیل پر پہاڑ کو سائبان کی طرح بلند کیا جانا

تشریح ۱۲ یہودی نافرمانیوں کے باوجود خشیت کاملین تھے اس بنا پر کہ ہم جیسا سلسلہ انبیاء ان میں آتا رہا اور ہدایت پہنچتی رہی ہے ان کے لئے ان کا ماضی ہم سے بہتر ہوگا کسی زمانہ میں بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں رہی جو دنیا کے مقابلہ میں آخرت سے جڑ کر تقویٰ کی زندگی گزارتے ہیں۔ اور یہ اصلاح کرنے والے ہیں جن سے سنت کی جڑ سے شر و فساد ہیں قیامت تک شفاعت کی امید ہے یہی وہ خشیت کاملین ہیں اور اعمال صالحہ سے حاصل کرنے والے ہیں۔ مجھ سے سر طل ہوا ہے

بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ

سے مضبوطی سے تھامو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ ○ اور (اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی

ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۚ

پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ بنایا اور فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سب نے کہا کیوں نہیں،

شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْٓا

ہم نے گواہی دی (یہ ہم نے اس لئے ہوا) کہ تم قیامت کے دن یہ کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی ○ یا یہ کہنے لگو

اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے بعد (ان کی) اولاد ہوئے تو کیا تو ہمیں ان باطل پرستوں کے فعل پر ہلاک فرمائے گا جو

الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ

انہی باطل نے کیا ○ اور ہم اسی طرح تفصیل سے آیتیں بیان کرتے ہیں اور اس لئے (بھی) کہ وہ رجوع کریں ○ اور (اے محبوب) انہیں اس (عالم) کی خبر

نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾

حال سنا دیجئے کہ ہم نے اسے اپنی آیتیں عطا فرمائیں تو وہ ان سے صاف نکل گیا پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا تو وہ آخر گمراہوں میں سے ہو گیا ○

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ

اور اگر ہم چاہتے تو اسے ان (آیتوں) کے سبب سے بلند مرتبہ کر دیتے مگر وہ تو زمین کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہش کا تابع ہو گیا تو اس کا حال

شان نزول یہ آیت میثاقِ الست میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اور اس کا مقصد اور یعنی سر تسلیم کے پیغام کی بجا آوری اور اس کا طریقہ بتانے کے لئے

مسئلہ یہاں چند باتیں توجہ طلب ہیں ایک یہ کہ عمومی طور پر شرعی احکام میں جہالت معتبر نہیں، دوسری یہ عذر پیش کرنے والے کے مطلوبہ نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے عذاب سے نہیں بچوں سکتا ہر شخص پر فرض ہے کہ ضرورت کے مطابق دینی مسائل سیکھے، دوسری بات یہ کہ آباؤ اجداد کی جاہلانہ تقلید کی کوئی حد نہیں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے کفر کی بنیاد اسی کو قرار دیا ہے تیسری بات یہ کہ گناہ پر عمل کرنا گناہ ہے مگر اس جرم کے ارتکاب کرنے والے سب مجرم نہیں ہوں گے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم چونکہ اس گناہ پر راضی تھے اس لئے قصور وار بھی ہیں ○ کلبی سے مروی ہے یہ آیت بلعم بن باعوراء کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بہت فضل و کمال والا شخص تھا لیکن نفسانی خواہشات کی پیروی سے اس کی دنیا و آخرت تباہ ہو گئی

كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُ

جیسے کی طرح ہے تو اس پر سختی کرے تو زبان نکالے اور تو اسے چھوڑ دے تو بھی زبان نکالے یہ ان

الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٧٦﴾

لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو تم یہ واقعات بیان کرتا رہ تاکہ وہ غور و فکر کریں ﴿۱۷۶﴾

سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنْفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿١٧٧﴾ مَنْ

کتنی بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ اپنی جانوں پر ہی ظلم کیا کرتے تھے ﴿۱۷۷﴾ جسے

يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي ۖ وَمَنْ يُضْلِلْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٧٨﴾ وَلَقَدْ

اللہ ہدایت دے تو وہی ہدایت یافتہ ہوتا ہے اور جنہیں اللہ گمراہ کردے تو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں ﴿۱۷۸﴾ اور بیشک

ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ

ہم نے جہنم کے لیے بہت سے جنات اور انسان پیدا کئے ہیں ان کے پاس دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں

أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ

ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان

هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٧٩﴾ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَ

سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں یہی لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ﴿۱۷۹﴾ اور بہت اچھے نام اللہ ہی کے ہیں تو تم ان ناموں سے اسی کو پکارو اور

عنوان آیت الٰہی جھٹلانے والوں کا حال ہدایت کا حصول اور گمراہی کا انجام کثیر جنوں اور انسانوں کا جہنم کا ایندھن ہونے

اللہ تعالیٰ کو اسی کے اچھے ناموں سے پکارنا چاہیے

حل لغات ذرأنا ہم نے پیدا کیا۔ یلحد کجروی اختیار کرتا ہے۔ سیجزون وہ بدلہ دیئے جائیں گے۔

ربط گذشتہ آیات میں علم دین حاصل کرنے کا حکم دیا گیا تھا اس آیت میں علم دین حاصل کرنے کے لئے دو بڑی رکاوٹوں کا ذکر ہے۔ ایک کا تعلق انسان کے اپنے باطن سے ہے اور دوسری کا تعلق اس کے ماحول سے ہے۔ پہلی رکاوٹ کا ذکر آیت ۱۷۵ میں ہے اور دوسری رکاوٹ کا ذکر آیت ۱۷۹ میں ہے۔

تشریح (۱) اس آیت میں علم دین حاصل کرنے کی راہ میں حائل ایک بڑی رکاوٹ کا ذکر ہے۔ اس رکاوٹ کا تعلق انسان کے اپنے باطن سے ہے۔ اس رکاوٹ کا نام ہے ہوائے نفس۔ ہوائے نفس کا مطلب ہے نفس کی خواہشات کی پیروی کرنا۔ نفس کی خواہشات کی پیروی کرنا علم دین حاصل کرنے کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ اس آیت میں ہوائے نفس کی پیروی کرنے والے کی مثال کتے سے دی گئی ہے۔ کتے کی خاص عادت یہ ہے کہ اسے مارو تو بھی زبان نکالتا ہے اور چھوڑ دو تو بھی زبان نکالتا ہے۔ اسی طرح ہوائے نفس کی پیروی کرنے والے کی حالت ہے کہ اسے نصیحت کرو تو بھی وہ گمراہی پر اڑا رہتا ہے اور نصیحت نہ کرو تو بھی وہ گمراہی پر اڑا رہتا ہے۔ (۲) اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ہدایت اور گمراہی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں جب ان میں سے کسی کو اختیار کرنا بندے کی طرف سے ہے لہٰذا بندہ گمراہی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں گمراہی پیدا فرما دیتا ہے اور اگر وہ ہدایت اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں ہدایت پیدا فرما دیتا ہے۔ (۳) اس سے مراد یہ ہے کہ جنوں اور انسانوں کو پیدا کرنے کا اصل مقصد اگرچہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے لیکن ان میں سے بہت کا آخری انجام جہنم ہے۔ لفظ "یلحدون" میں "ہ" اور "ل" دونوں پر زبر پڑھتے ہیں۔ عربی قاعدہ سے واقف حضرات اسے آسانی سے سمجھ لیں گے

ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٠﴾ وَمِمَّنْ

ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں حق سے ہٹ جاتے ہیں۔ عنقریب انہیں ان کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا ﴿١٨٠﴾ اور ہماری مخلوق میں

خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿١٨١﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

سے ایک ایسا گروہ ہے جو حق کی ہدایت دیتا ہے اور حق کے مطابق عدل کرتے ہیں ﴿١٨١﴾ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہم عنقریب ہم

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٢﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿١٨٣﴾

انہیں بتدریج ایسے طریقہ سے پکڑیں گے جہاں سے انہیں خبر بھی نہ ہوگی ﴿١٨٢﴾ اور میں انہیں ڈھیل دوں گا بیشک میری خفیہ تدبیر بہت مضبوط ہے ﴿١٨٣﴾

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۭ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٨٤﴾ اَوَلَمْ

کیا وہ غور و فکر نہیں کرتے کہ ان کے صاحب کے ساتھ جنوں کا کوئی تعلق نہیں وہ تو صاف ڈر سنانے والے ہیں ﴿١٨٤﴾ کیا انہوں

يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى

نے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور جو جو چیز اللہ نے پیدا کی ہے اس میں غور نہیں کیا؟ اور اس بات میں کہ شاید

اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٨٥﴾ مَنْ

ان کی مدت نزدیک آگئی ہو تو اس (قرآن) کے بعد اور کونسی بات پر یہ ایمان لائیں گے ﴿١٨٥﴾ جسے

ترجمہ: خلقوں میں حق کی ہدایت دینے والا ایک گروہ ہے ﴿١٨٠﴾ جھٹلانے والوں کو میں اللہ تعالیٰ کی مہلت اور خفیہ تدبیر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنون سے محفوظ ہیں ﴿١٨٤﴾ دلائل قدرت میں غور فکر کی دعوت ﴿١٨٥﴾ بعث بعد الموت کا قرآن کے علاوہ

تشریح: اللہ تعالیٰ کے ناموں میں حق سے ہٹنے کی کئی صورتیں ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے ناموں کو بگاڑ کر غیروں پر اطلاق کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن و حدیث میں جو ناموں سے جیسا نام مقرر کیا ہے اس میں حسن ادب کی رعایت نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے قاسد معنی کے نام مقرر کرنا یا غیر اللہ کے لئے ان کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جو نام اللہ تعالیٰ سے ان معنوں کا اطلاق کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں جیسے کسی کا نام محسن، قدوس، خالق، قدیر رکھنا یا ہمارے زمانے میں یہ بہت عام ہے کہ عبدالرحمٰن کو محسن، عبدالخالق کو خالق اور عبدالقدیر کو قدیر وغیرہ کہہ کر پکارتے ہیں۔ یہ حرام ہے اس سے بچنا لازم ہے۔ یعنی اللہ محسن نہیں اس طرح مالکیت، خالقیت کے قریب نہ رہے گا کہ نہیں بچا بھی نہ چل سکے گا پھر یہ دیکھ کر جب وہ بڑی جرم یا گناہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دنیا میں ان پر نعمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے دنیوی نعمتوں میں مگن ہوں اور یہ سمجھ رہے ہوں کہ یہ بہت خوش ہے اور ہم پر راضی ہے اور ہمارے گناہ اور معاصی کا بدلہ نہیں دے رہا ہے اور یہ بڑھتے ہی جاتے ہیں پھر اچانک عین غفلت کی حالت میں اللہ تعالیٰ انہیں اپنی گرفت میں لے لیتا ہے ہمیں بھی ہرگز نہ چاہئے کہ گناہوں کے باوجود ہمیں دنیا کی فراوانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہیں مہلت اور ڈھیل نہ ہو

يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ

اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور وہ انہیں چھوڑتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں ﴿۱۸۶﴾ آپ سے قیامت کے متعلق سوال

عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ

کرتے ہیں کہ اس کے قائم ہونے کا وقت کب ہے؟ تم فرماؤ اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے اسے اس کے وقت پر ظاہر

اِلَّا هُوَ ؕ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ

کرے گا وہ آسمانوں اور زمین میں بھاری پڑ رہی ہے تم پر وہ اچانک ہی آجائے گی آپ سے ایسا پوچھتے ہیں گویا آپ

حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

اس کی خوب تحقیق کر چکے ہیں تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ﴿۱۸۷﴾

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ

تم فرماؤ میں اپنی جان کے نفع اور نقصان کا خود مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جان لیا

شانِ نزول وقوعِ قیامت سے متعلق سوال کرنے والوں کو جواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے الٰہی نسبت اور ربانی منصب کی نفی اور عبدیت ثابت

ربط اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب مسلسل کفر عناد پر جمے رہنے کی وجہ سے کفار کے دلوں میں گمراہی رچ ہو گئی اور وہ ہدایت سے بہت حد تک بڑھ گئے تو ان کے دلوں سے اپنے اختیار سے ان چیزوں کو نکالنا یعنی ہدایت اور ایمان کی دعوت دینی تو پھر ان کے دلوں تک دعوت حق کو پہنچانے کی ساری راہیں بند ہو گئیں اور وہ اس طرح ہو گئے گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے ② قیامت کے معین وقت کی خبر دینا انبیاء کی ذمہ داری نہیں یونکہ یہ خبر شریعت نہیں جس کی اشاعت کی جائے بلکہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے اسرار میں سے ہے جسے چھپانا ضروری ہے عوام سے قیامت کا علم اور اس کے وقوع کا وقت مخفی رکھنے کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ لوگ قیامت سے خوف زدہ اور ڈرتے رہیں کیونکہ جب انہیں معلوم نہیں ہو گا کہ قیامت کس وقت آئے گی تو وہ اس سے بہت زیادہ ڈریں گے اور ہر وقت گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہیں گے ورنہ انہیں ایسا علم ہو تو وہ گناہوں میں مشغول ہوں اور قیامت آجائے ③ اس آیت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنے کی عاجزی، عظمتِ الٰہی اور عقیدۂ توحید کے اظہار کا حکم فرمایا گیا کہ کل قدرت و اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور کائنات میں کسی کو جو کچھ بھی ولی اختیار ہے تو اللہ تعالیٰ کے دینے سے ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو شفایاب کرنا، اندھوں کو بینا کرنا، مردوں کو زندہ کرنا سب اللہ کے اختیار دینے سے تھا

الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ

کرتا تو میں بہت سی بھلائی جمع رکھتا اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچتی۔ میں تو یہاں والوں کو معروف ڈر اور خوشخبری سنانے

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

والا ہوں ﴿۱۸۹﴾ وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کی بیوی بنائی

لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ

تاکہ اس سے سکون حاصل کرے پھر جب مرد اس عورت پر چھا جاتا ہے ایک ہلکے سے بوجھ کا حمل ہو جاتا ہے وہ اسی حمل کو لئے چلتی پھرتی ہے پھر جب

دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا

تو دونوں اپنے رب سے دعا کرتے ہیں کہ اگر تو ہمیں نیک اولاد عطا فرمائے تو ہم یقیناً شکر گزار ہوں گے ﴿۱۸۹﴾ جب اس نے انہیں

صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ

نیک اولاد عطا فرمائی تو دونوں نے اس کی عطا میں شریک ٹھہرا لیے تو اللہ ان سے شرک سے بلند و بالا ہے ﴿۱۹۰﴾ کیا وہ اسے شریک بناتے ہیں

مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ

جو کوئی چیز نہیں پیدا کر سکتا اور خود پیدا کیے جاتے ہیں ﴿۱۹۱﴾ اور نہ وہ ان کی کوئی مدد کر سکتے ہیں اور نہ وہ اپنی جانوں

يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ

کی مدد کر سکتے ہیں ﴿۱۹۲﴾ اور اگر تم انہیں راہ راست کی طرف بلاؤ تو تمہارے پیچھے نہیں آئیں گے۔ تم پر برابر ہے کہ تم انہیں پکارو

مسئلہ شرک کا ایک واقعہ جس کی حقیقت و بے کی بیان کی

مسئلہ ۱ یعنی ہم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب عطا نہیں کیا جیسا کہ قرآن و حدیث سے تصریحات سے یہاں اس آیت میں علم غیب کی نفی کی توجیہات یہ ہیں ۱ اس آیت میں علم عطائی کی نہیں بلکہ علم ذاتی کی نفی ہے۔ (2) یہ کلام ادب و توضیح سے طور پر ہے۔ (3) اس آیت میں جن حالات میں غیب جاننے کی نفی ہے مستقبل میں ہونے یا دوسرے میں سے ہے (4) اس آیت اور پچھلی چند آیات میں جنوں کے حصول ہونے کی پانچ دلیلیں قائم فرمائی گئی ہیں اور ان میں جنوں سے قدرتی شرک کے بطلان کا بیان ہے۔ مشرکین کی تمام جہالت وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

أَمْ أَنتُمْ صَامِتُونَ ﴿١٩٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ

یا تم خاموش رہو ○ بیشک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تم جیسے ہی

فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٩٤﴾ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا

تو تم انہیں پکار دیکھو پھر اگر تم سچے ہو تو انہیں چاہیے کہ تمہیں جواب دیں ○ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلتے ہیں؟

أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ آذَانٌ

یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے پکڑتے ہیں؟ یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھتے ہیں؟ یا ان کے کان ہیں

يَسْمَعُونَ بِهَا قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنظِرُونِ ﴿١٩٥﴾ إِنَّ وَلِيِّيَ

جن سے سنتے ہیں تم فرما دو کہ تم اپنے شریکوں کو بلاؤ پھر میرے ساتھ چال چلو پھر مجھے مہلت نہ دو ○ بیشک میرا مددگار

اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ﴿١٩٦﴾ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن

اللہ ہے جس نے کتاب اتاری اور وہ نیکوں کی مدد کرتا ہے ○ اور اللہ کے سوا جن کی تم عبادت

دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ﴿١٩٧﴾ وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى

کرتے ہو وہ تمہاری مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ اپنی مدد کر سکتے ہیں ○ اور اگر تم انہیں سنبھالی کی طرف بلاؤ

الْهُدَىٰ لَا يَسْمَعُوا ۖ وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿١٩٨﴾ خُذِ الْعَفْوَ

تو وہ نہ سنیں گے اور تم انہیں دیکھو تو تمہاری طرف آنکھیں کھولے ہیں حالانکہ کچھ نہیں دیکھتے ○ اے حبیب معافی کا اختیار کرو

مضمون: تین مزید اخلاقی قدروں کا حکم

شانِ نزول: (۱) یہ آیت میں مدد کو پکارنے کا نفی ہے "تمہارے" یعنی جن کی تم عبادت کرتے ہو یہاں یہ حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کی بھی عبادت نہ کرو ہے ہی طرح قرآن میں کسی معبود باطل سے پناہ مانگنے کا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اس سے حاجتیں اور مدد طلب کرنا بھی شرک ہے البتہ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے علاوہ کسی اور کو معبود سمجھتا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ سے نیک بندوں کو ان کی عطا سے مشکلات دور کرنے والا مانتا ہو تو یہ ہرگز شرک نہیں جیسے عیسیٰ علیہ السلام کا بیماروں کو شفا دینا اللہ کے حکم سے ہی ممکن ہوا اور یہ مشکل کشائی کی صورت میں (۲) یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب بت پرستی کی مذمت کی اور بتوں کی عاجزی اور بے اختیاری کا بیان فرمایا تو مشرکین نے جھگڑا اور کہا کہ بتوں کو برا کہنے والے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اور یہ بت انہیں ہلاک کر دیتے ہیں۔ ان مشرکوں کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ

اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو ○ اور اگر تمہیں شیطان کی طرف سے

الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۚ إِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

کوئی وسوسہ تجھے ابھارے تو اللہ کی پناہ مانگ بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے ○ بیشک پرہیزگاروں کو

إِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَإِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾ وَ

جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال آتا ہے تو وہ (خدا کو) یاد کرتے ہیں پھر اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں ○ اور

إِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِاٰيَةٍ

وہ جو شیطانوں کے بھائی ہیں شیطان انہیں گمراہی میں کھینچتے ہیں پھر وہ کمی نہیں کرتے ○ اور اے حبیب جب تم ان کے پاس کوئی نشانی نہیں پہنچاتے

قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ إِنَّمَآ أَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى إِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا

تو کہتے ہیں کہ تم نے خود کیوں نہ بنالی تم فرماؤ میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے میری طرف وحی کیا جاتا ہے یہ

بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَإِذَا قُرِئَ

تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھول دینے والی دلیلیں ہیں اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے ○ اور جب

الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ

قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ○ اور اپنے رب کو اپنے

معارف ۱ شیطان سے ہونے والے وسوسے سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم شیطانی خیال سے پرہیزگاروں کا حال

۲ شیطان مشرکوں کو گمراہی میں کھینچتے ہیں ۳ نظام سے متعلق مطالبہ کا جواب اور عظمتِ قرآن

۴ تلاوتِ قرآن غور سے اور خاموش رہ کر سننے کا حکم ذکر الٰہی کے آداب

ملحوظہ ۱ جب شیطان دل میں گناہ کا وسوسہ ڈالے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے انتقام میں غور کرنا اور اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اپنے گناہ کا خیال کرنا اور اللہ سے ڈرنے والے بندوں کے انجام کو سوچنا بہت مفید ہے۔ ② ان آیات سے معلوم ہوا کہ مشرکین کو شیطان گمراہی میں کھینچتے ہیں یہاں تک کہ وہ گمراہی پر پکے ہو جاتے ہیں پھر وہ گمراہی سے نہیں ہٹتے اور نہ گمراہی چھوڑتے ہیں۔ ③ جب قرآن کی تلاوت ہو رہی ہو تو تمام لوگوں پر خاموشی سے سننے کا حکم ہے خصوصاً نماز میں جیسے نماز سری ہو جہری عورت پڑھ رہی ہو یا تو خاموشی سے سننا ضروری ہے امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کی جہت سے۔

نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ

دل میں یاد کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اور بلندی سے کچھ کم آواز میں صبح و شام

وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ

اور غافلوں میں سے نہ ہونا ﴿۲۰۵﴾ بیشک وہ جو تیرے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر

عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾

نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں ﴿۲۰۶﴾

سورۃ الانفال ۸ مدنیۃ ۸۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پ ۹ ۷۵ رکوعاتها ۱۰

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

اے محبوب تجھ سے مال غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں ① تم فرماؤ غنیمت کے مال اللہ اور رسول کے ہیں تو اللہ سے ڈرو اور

اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۚ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱﴾

آپس میں صلح معاف رکھو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر تم مسلمان ہو ﴿۱﴾

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ

ایمان والے تو ایسے ہیں کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں ② اور جب ان پر

مقام: (فرشتوں کی جماعت کی کاریں) (مال غنیمت کا حکم اور تقویٰ سلامت کی نصیحت)

کامل ایمان والوں کے تین روحانی اوصاف

شرح: ① یہ سورت آیات سجدہ میں سے ہے اس کی تلاوت کرے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت کرنا واجب ہے ② عربی لفظ انفال نفل کی جمع ہے اور اس سے مراد مال غنیمت ہے۔ اور نفل کو غنیمت اس لئے کہتے ہیں کہ یہ بھی محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی عطا ہے۔ ③ خوف خدا کی دو قسمیں ہیں ① اللہ کے خوف سے گناہوں کو ترک کرنا (۲) اللہ کے جمال، اس کی عظمت اور کبریائی سے دل کا لرز جانا۔ پہلی قسم کا خوف عام مسلمانوں میں سے پرہیزگاروں کو ہوتا ہے اور دوسری قسم کا خوف انبیاء و مرسلین اولیاء کاملین اور مقرب فرشتوں کو ہوتا ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ سے جتنا بڑا قرب ہوتا ہے اسے اتنا ہی بڑا خوف ہوتا ہے۔

اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝٢ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ

جن کو اس کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں ۝٢ جو

الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝٣ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں ۝٣ یہی سچے مسلمان

حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝٤ كَمَآ

ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس درجات اور مغفرت اور عزت والا رزق ہے ۝٤ جیسے

اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

(اے نبی) تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ برآمد کیا حالانکہ یقیناً مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر

لَكٰرِهُوْنَ ۝٥ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ

ناخوش تھا ۝٥ جو حق بات کے واضح ہو جانے کے بعد تم سے جھگڑ رہے تھے گویا

اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝٦ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّاۗىِٕفَتَيْنِ

آنکھوں دیکھی موت کی طرف ہانکا جا رہا ہے ۝٦ اور یاد کرو جب اللہ نے تم سے وعدہ کیا[2] کہ ان دونوں گروہوں میں سے

اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ

تمہارے لیے ہے اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں وہ ملے جس میں کانٹے کا کھٹکا نہ ہو اور اللہ یہ چاہتا تھا

عنوان کامل ایمان والوں کے دو طبقوں کی اوصاف — کامل ایمان والوں کی جزا

غزوہ بدر سے پہلے اور بعد کے حالات و واقعات

ملحوظہ ۱ توکل کا حقیقی معنی یہ ہے کہ انسان ظاہری اسباب کو اختیار کرے لیکن ان اسباب پر تکیہ نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کی تائید اور اس کی عنایت پر بھروسہ کرے۔ ۲ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جیسے شروع میں مال غنیمت کا مسلمانوں کے اختیار سے نکل کر آپ کے اختیار میں دینا آپ کا حق تھا جیسے آپ کا مدینہ سے گھر سے نکلنا حق تھا اگرچہ دونوں چیزوں سے بعض مسلمانوں کی طبیعت پر گراں گزرا۔ ۳ اس گروہ کے ناخوش ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ دیکھ رہے تھے کہ ان کی تعداد کم ہے ہتھیار تھوڑے ہیں جبکہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے اور وہ پورا سامان رکھتا ہے

ان آیات میں غزوہ بدر کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل جاننے کے لیے تفسیر ضیاء القرآن ص 524 کا مطالعہ فرمائیں۔

اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۙ﴿۷﴾ لِيُحِقَّ الْحَقَّ

کہ سچے کلام سے سچ کو سچ دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے ۝ تاکہ سچ کو سچا کر دکھائے

وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۚ﴿۸﴾ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ

اور جھوٹ کو جھوٹا کر دکھائے گرچہ مجرم ناپسند کریں ۝ یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴿۹﴾ وَ

تو اس نے تمہاری فریاد سنی کہ میں تمہیں ایک ہزار فرشتوں سے مدد دینے والا ہوں ۝ اور

مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا

اللہ نے اس کو خوشخبری بنایا اور اس لیے کہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور مدد تو نہیں

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۙ﴿۱۰﴾ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ

اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے ۝ یاد کرو جب اس نے تمہیں اپنی طرف سے

اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ

تمہاری تسلی کے لئے غنودگی اور تم پر آسمان سے پانی اتارا تاکہ اس سے تمہیں پاک کر دے اور

يُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ

تم سے شیطان کی ناپاکی دور کرے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کرے اور اس سے تمہارے

الْاَقْدَامَ ۙ﴿۱۱﴾ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا

قدم جمادے ۝ یاد کرو اے حبیب جب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا

مسلمانوں کو ثابت رکھو عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دوں گا تو تم

ع ۱۱

شان نزول: مسلمانوں کی دعا سے متعلق فرشتوں کی آمد

لغات: خوف کی گرج چمک میں ہوتو من سے ورنہ اس کا من ہونا اس سے ظاہر ہے کہ خوف جان کا اندیشہ ہوتے ہیں رد اور گھبراہٹ کی وہ قسم ہے جو اضطراب میں رہتا ہے۔ شدید خوف کے وقت خوف کا حصول من اور دل خوف کی منزل ہے۔

فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا

کافروں کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کے پور پور جوڑ پر مارو لگاؤ ○ یہ عذاب اس لیے ہوا کہ انہوں نے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے تو بیشک اللہ سخت سزا

الْعِقَابِ ﴿۱۴﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۵﴾

دینے والا ہے ○ یہ سزا ہے دنیا میں اس کا مزہ چکھو اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ کافروں کے لیے آگ کا عذاب ہے ○

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ

اے ایمان والو جب کافروں کے لشکر سے تمہارا مقابلہ ہو تو ان سے پیٹھ

الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا

پھیرو ﴿۱۵﴾ اور جو اس دن ان سے پیٹھ پھیرے لڑائی میں صف بندی کا مقابلہ کرنے یا اپنے لشکر سے ملنے کے علاوہ کسی اور صورت میں

اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾

دشمن پیٹھ پھیرے گا تو وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہوگا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت بری ہونے کی جگہ ہے ○

شان نزول خدا اور رسول کی مخالفت کا انجام اور میدان جنگ سے بھاگنے کے متعلق احکام

ربط یعنی غزوہ بدر کے دن لڑائی سے دلوں میں رعب ڈالا جانا ان کا قتل ہونا اور قید ہونا اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ﴿۱۳﴾ مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ وہ میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگیں ○ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ مسلمانوں سے تعداد میں دشمن دوگنے سے زیادہ نہ ہوں اس سے زیادہ ہوں اور دشمن تعداد مسلمانوں کے مقابلے میں اس سے زیادہ ہو تو پھر مسلمانوں کا پیٹھ پھیر کر بھاگنا جائز و درست نہیں ہے۔ تھوڑے کے مقابلے میں تو کفار کے مقابلے سے بھاگنا کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ اگر کافروں کی تعداد دوگنے سے زیادہ ہو تو ان کے مقابلے سے بھاگنا گرچہ جائز ہے لیکن صبر و استقامت سے ان کے مقابلے میں ڈٹے رہنا بہتر اور افضل ہے ﴿۱۴﴾ اور ان جنگ لڑنے کے مقابلے سے بھاگنے والا مسلمان غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے البتہ دو صورتیں ایسی ہیں جن میں دشمن کے مقابلے سے ہٹ جانا اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے والا نہیں ہے ان کی جنگی حکمت عملی کی وجہ سے پیچھے ہٹنا۔ 2۔ اپنی جماعت میں ملنے کے لیے پیچھے ہٹنا۔ یاد رہے کہ غزوہ احد اور حنین میں پسپائی اختیار کرنے والے صحابہ کرام اس آیت کی وعید میں داخل نہیں ہیں کیونکہ ان کی عام معافی کا اعلان خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ

تو تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور (اے حبیب) جب تم نے خاک پھینکی تو تم نے نہیں پھینکی تھی بلکہ

اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ

اللہ نے پھینکی تھی اور اس لئے تاکہ مسلمانوں کو اپنی طرف سے اچھا انعام عطا فرمائے بیشک اللہ سننے والا

عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا

جاننے والا ہے ﴿۱۷﴾ یہ حق ہے اور یہ کہ اللہ کافروں کے مکر کو کمزور کرنے والا ہے ﴿۱۸﴾ اے کافرو اگر تم فیصلہ چاہتے ہو

فَقَدْ جَاۗءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا

تو یہ فیصلہ تم پر آچکا اور اگر تم باز آجاؤ تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم پھر وہی کرو گے

نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـــًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ

تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور تمہارا گروہ تمہیں کوئی فائدہ نہ دے گا گرچہ بہت زیادہ ہو اور مزید یہ کہ اللہ

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا ع ۱۲

مسلمانوں کے ساتھ ہے ﴿۱۹﴾ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو اور

عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ

اس سے منہ نہ پھیرو ﴿۲۰﴾ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا حالانکہ

شان نزول بدر میں مسلمانوں کی فتح اور اس کی حکمت — مشرکین مکہ کو تنبیہ — اطاعت رسول کا حکم اور نافرمانی کی ممانعت

مشرکین و منافقین جیسے ہونے کا حکم

ربط آپ نے آیت سے معلوم ہوا کہ جنگ بدر کی سعادت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی چاہئے اور اپنے کارنامے پر فخر نہیں کرنا چاہئے یہ تو اللہ تعالیٰ کی دین اور فتح ہے۔ (2) جنگ بدر حقیقت حق و باطل کا فیصلہ تھی کہ وہاں فتح حقانیت کی دلیل ہے شکست باطل ہونے کی دلیل تھی۔ (3) اس سے معلوم ہوا کہ جنگ صرف لشکر کی تعداد یا زیادہ سامان جنگ سے نہیں جیتی جاتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ساتھ ہونا ضروری ہے۔ (4) اس آیت سے مقصود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنے کا حکم دینا اور ان کی نافرمانی سے منع کرنا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا کہ اس بات پر متنبہ کرنے کے لئے ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اللہ عزوجل ہی کی اطاعت ہے

لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ

وہ نہیں سنتے ﴿۲۱﴾ بیشک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں جن کو

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ

عقل نہیں ﴿۲۲﴾ اور اگر اللہ ان میں کچھ بھلائی جانتا تو انہیں سنا دیتا اور اگر وہ انہیں سنا دیتا

لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ

تو بھی وہ روگردانی کرتے ہوئے پلٹ جاتے ﴿۲۳﴾ اے ایمان والو اللہ اور رسول کے بلانے پر

لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ

حاضر ہو جب وہ تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی اور جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان

وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ

حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ اسی کی طرف تمہیں اکٹھا کیا جائے گا ﴿۲۴﴾ اور اس فتنے سے ڈرتے رہو جو ہرگز

شانِ نزول حق بات سننے اور سمجھنے سے بہرے گونگے بدترین مخلوق ہیں مشرکین کے مطلوبہ معجزات نہ دکھانے کی وجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہونا ضروری ہے دل بدلنے کے بارے میں گفتگو عام فتنے سے ڈرنے کی ترغیب

تفسیر ① یعنی مخلوق میں سے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین ہیں جو نہ تو حق سنتے ہیں اور نہ ہی حق بات بولتے اور سمجھتے ہیں۔ ② آیت میں خیر سے مراد صدق و رغبت ہے یعنی اگر اللہ عزوجل ان لوگوں کے دلوں میں تھوڑی حق کا سچا جذبہ اور رغبت جانتا بھی پاتا تو ان کے مطلوبہ معجزات دکھاتا، سناتا اور حق سنا دیتا لیکن چونکہ ان کے دلوں میں وہ صدق و رغبت موجود نہیں جسے اللہ عزوجل جانتا ہے لہٰذا ان کے مطلوبہ معجزات نہ دکھائے۔ اگر اللہ عزوجل ایسا کر بھی دیتا تو یہ منہ پھیر لیتے ③ اس آیت سے ثابت ہوا کہ باعث دار سالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کسی کو بلائیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے چاہے وہ کسی بھی کام میں مصروف ہو ④ جیسے نماز میں ہو جیسے بخاری کی حدیث میں اس کا واضح بیان آیا ہے ⑤ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم فرمایا ہے کہ وہ بری حالت و قدرت کے مطابق بروں کو برائیوں سے منع کریں اگر نہ کریں گے تو سب عذاب میں گرفتار ہوں گے اور خطاکار اور غیر خطاکار سب کو پہنچے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو قوم قدرت کے باوجود برائیوں سے منع نہ کرتا چھوڑ دیتی ہے اور دوسروں کو گناہوں سے نہیں روکتی تو وہ بھی اس مرتکب قوم کی شامت میں مبتلائے عذاب ہوتی ہے

ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾

تم میں جو لوگ ظالم ہیں تو ہی نہیں پہنچے گا اور جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے ○

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ

اور یاد کرو جب تم زمین میں تھوڑے تھے دبے ہوئے تھے، تم ڈرتے تھے

اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ

کہ کہیں لوگ تمہیں چھین کر لے جائیں تو اللہ نے تمہیں ٹھکانہ دیا اور اپنی مدد سے تمہیں قوت دی اور تمہیں

الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا

پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا تاکہ تم شکر ادا کرو ○ اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے

اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَ

خیانت نہ کرو اور نہ جان بوجھ کر اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور

اعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ

جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان ہے اور یہ کہ اللہ کے پاس

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ

بڑا ثواب ہے ○ اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو

لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ

تمہیں حق و باطل میں فرق کرنے والی نور عطا فرمائے گا، تمہارے گناہ مٹا دے گا اور تمہاری مغفرت فرما دے گا اور اللہ

ع ٤

عنوان: مہاجر صحابہ کرام پر انعامات الٰہیہ — خیانت کی ممانعت — مال اور اولاد ایک امتحان ہے

پرہیزگاری اختیار کرنے پر خصوصی انعامات

لغت:) خیانت کا لفظ امانت کی ضد کے طور پر استعمال ہوتا ہے یہاں اس سے مراد بطور خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راز و مشوروں تک پہنچتا ہے اور عمومی طور پر اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی سب داخل ہے۔

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۰﴾ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ

بڑے فضل والا ہے ﴿۳۰﴾ اور اے حبیب یاد کرو جب کافروں نے تمہارے خلاف سازش کی کہ تمہیں باندھ لیں

اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ

یا تمہیں شہید کر دیں یا تمہیں نکال دیں اور وہ اپنی سازشیں کر رہے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرما رہا تھا اور اللہ

خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ

سب سے بہتر خفیہ تدبیر فرمانے والا ہے ﴿۳۱﴾ اور جب ان کے سامنے ہماری آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں ہم نے

نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۲﴾

سن لیا اگر ہم چاہیں تو ایسا (کلام) ہم بھی بنا دیں یہ صرف پہلے لوگوں کی داستانیں ہیں ﴿۳۲﴾

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ

اور جب انہوں نے کہا ﴿۳۲﴾ اے اللہ اگر یہ قرآن تیری طرف سے حق ہے تو

عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۳﴾ وَمَا كَانَ

ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا ہمیں دردناک عذاب میں مبتلا کر ﴿۳۳﴾ اور اللہ کی

اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ

یہ شان نہیں کہ انہیں عذاب دے جب تک اے حبیب تم ان میں تشریف فرما ہو ﴿۳۴﴾ اور اللہ انہیں عذاب دینے والا نہیں جب

عنوان کفار مکہ کی مطلوب صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازش کا بیان — قرآن آیات میں کفار کا بد کردار ہونا

کفار مکہ کی جانب سے بروز عذاب کی دعا — کفار مکہ کی عادتوں کے ہونے کی وجوہات

حل لغات ﴿۱﴾ اس آیت میں کفار قریش کی اس سازش کا ذکر ہے جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دارالندوہ میں بیٹھ کر تیار کی تھی اس کے بعد ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تھی۔ ﴿۲﴾ اس سے پہلی آیت میں مدد اور دعوں اور اس آیت میں مدد اور حاضر میں حارث وغیرہ کفار نے کی تھی اور نضر بن حارث وہ بدبخت کافر ہے جس کی مذمت میں قرآن پاک کی آیات نازل ہوئیں اور عزوہ بدر سے ان سب کافروں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب اقدس سے جہنم واصل ہونا۔ ﴿۳﴾ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور امان میں ہونے کی وجہ سے دنیا میں عام عذاب نہیں آئے گا

يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ

بخشش مانگتے ہیں ﴿٣٣﴾ اور کیوں نہ ہو کہ اللہ انہیں عذاب نہ دے حالانکہ وہ

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا

مسجد حرام سے روک رہے ہیں اور یہ اس کے اہل ہی نہیں۔ اس کے اہل تو

الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ

پرہیزگار ہی ہیں[3] مگر ان میں اکثر جانتے نہیں ﴿٣٤﴾ اور بیت اللہ کے

عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

پاس ان کی نماز صرف سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا ہی تھا[4] سو چکھو کفر کے بدلے عذاب کا

تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا

مزہ ﴿٣٥﴾ بیشک کافر اپنے مال اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کی

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ

راہ سے روکیں تو یہ ابھی اور خرچ کریں گے پھر وہی مال ان پر حسرت ندامت ہو جائیں گے پھر

يُغْلَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴿٣٦﴾ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ

یہ مغلوب کر دیئے جائیں گے اور کافروں کو جہنم کی طرف چلایا جائے گا ﴿٣٦﴾ تاکہ اللہ

فوائد مسجد حرام سے متقی ہونے کے باوجود پرہیزگار وہ ہیں) بیت اللہ کے پاس کفار کی عبادت کا انداز

دوگنا عذاب دیئے جانے پر مال خرچ کرنے والے کافروں کا حال کفار کو جہنم کی طرف چلایا جانا

ربط ① معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ سے امن میں رہنے کا وعدہ ہے۔ ② اور یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم حاجیوں کو حرم شریف کے متولی ہیں تو ہم جسے چاہیں اس میں داخل ہونے دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں ارشاد فرمایا کہ یہ مسجد حرام سے اہل نہیں اور نہ ہی اس کے امور میں تصرف و انتظام کا ان کو اختیار کیونکہ یہ مشرک ہیں جبکہ مسجد حرام کا حق دار ہونے کے اہل تو پرہیزگار ہی ہیں۔ ③ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قریش ننگے ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے، سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے اور ان کا یہ عمل یا تو اس باطل عقیدے کی وجہ سے تھا کہ یہ عبادت ہے یا اس شرارت کی وجہ سے کہ ان سے اس طرح نماز میں مسلمانوں کو تشویش ہو۔ (ابن کثیر) ④ یعنی بدر کے میدان میں پریشان ہو

الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ

خبیث کو پاکیزہ سے جدا کرے[1] اور خبیثوں کو ایک دوسرے کے اوپر کرکے سب کو اکٹھا

جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ قُلْ لِّلَّذِيْنَ ع ۶

کر کے جہنم میں ڈال دے یہی نقصان پانے والے ہیں[2] ۝ تو کافروں سے فرما

كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ

کہ اگر وہ باز آجائیں تو جو پہلے گزر چکا وہ انہیں معاف کر دیا جائے گا[3] اور اگر وہ دوبارہ (لڑائی) کریں گے تو

مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

پہلے لوگوں کا دستور گزر چکا[4] ۝ اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے[5]

وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے پھر اگر وہ باز آجائیں تو اللہ ان کے کام

بَصِيْرٌ ۝ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى

دیکھ رہا ہے[6] ۝ اور اگر وہ روگردانی کریں تو جان لو کہ اللہ تمہارا مددگار ہے کیا ہی اچھا مولیٰ

وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

اور کیا ہی اچھا مددگار[7] ۝

ربط کفار سے جہاد کا حکم اور اس کے غایت تک پہنچنے تک جہاد کا حکم

ہر کثیر کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کا مددگار اللہ ہے

لغت موصوف اپنے ناپاکی کی وجہ سے طیب یعنی پاکیزہ ہے جبکہ کافر اپنے کفر کی وجہ سے خبیث ہے۔ مسلمان طیب کہلاتا ہے۔ یہ آیت سے معلوم ہوا کہ جب حرمے باز آئے اور سلام قبول کرے تو اس کا پہلا کفر اور حالت کفر میں کئے گئے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ آیت میں فتنہ سے مراد کفر و شرک ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غازی مومن کو چاہئے کہ صرف ہتھیاروں اور ظاہری اسباب پر بھروسہ کرنے بلکہ اپنا کامل بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھے کیونکہ وہی سب سے اچھا مولیٰ مددگار ہے۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ دو طرح کا ہوتا ہے جو مسلمانوں کے پاس ہے لیکن کفار کے پاس نہیں

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ

اور جان لو کہ تم جو مال غنیمت حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لئے اور رسول کے لئے

وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ

اور رسول کے لئے اور قرابت والوں کے لئے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اگر تم

اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى

اللہ پر اور اس پر ایمان رکھتے ہو جو ہم نے اپنے خاص بندے پر فیصلہ کے دن اتارا جس دن دونوں فوجیں آپس میں ملی تھیں

الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا

اور اللہ ہر شے پر قادر ہے ۝ جب تم قریب والی جانب تھے

وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ

اور وہ کافر دور والی جانب تھے اور قافلہ تم سے نیچے والی طرف تھا اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے

لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ

تو ضرور وعدہ کے بارے میں تمہیں اختلاف ہو جاتا لیکن کیونکہ اللہ نے کل کام وہ پورا کرنا تھا جسے ہونا تھا

لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ

تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ واضح دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ ہے وہ بھی واضح دلیل سے زندہ رہے اور بیشک اللہ

شان نزول (مال غنیمت کے پانچویں حصے کے مصارف) (عید الفرقان بدر میں مسلمانوں اور کفار کے جمع ہونے کا واقعہ)

(مدت معین کئے بغیر جنگ بدر کی ایک علت)

ف ① وہاں جسے مسلمان کفار سے جنگ میں قہر و غلبہ کے طور پر حاصل کریں اسے غنیمت کہتے ہیں اور جنگ کے بغیر جو مال کفار سے حاصل ہو جائے جیسے خراج اور جزیہ سے لیے گئے ② یہاں جماعت سے مراد لشکر ہے مدد سے مراد ایمان ہے اور آیت کا معنی یہ ہے کہ بدر کی فتح سے یہ مسئلہ خوب اور مسلمانوں پر اللہ کی صداقت پر مضبوط دلیل قائم ہو گئی اس لئے جو شخص کفر کے ہلاک میں پڑے گا دلیل قائم ہونے اور حجت پوری ہو جانے کے بعد پڑے گا اور جو اسلام قبول کرے گا ہدایت حاصل کرے گا تو وہ دلیل قائم ہونے کے بعد سے گا۔

لَسَمِعْتُمْ لَفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ
الصُّدُورِ ﴿٤٣﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ
فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ
الْأُمُورُ ﴿٤٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا
اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٤٥﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا

سنتا ہے اور اگر تمہیں دکھاتا انہیں تمہاری آنکھوں میں تھوڑے کہ ضرور تم بزدلی کرتے اور ضرور حکم میں جھگڑا نکالتے لیکن اللہ نے سلامت رکھا بیشک وہ دلوں کی
بات جانتا ہے ﴿٤٣﴾ اور (یاد کرو) جب اللہ تمہیں دکھاتا تھا کافروں کو تمہاری آنکھوں میں تھوڑے اور تمہیں کم دکھاتا تھا ان کی آنکھوں میں تھوڑے کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا تھا اور اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں سب کام ﴿٤٤﴾ اے ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو
بہت یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ ﴿٤٥﴾ اور حکم مانو اللہ اور اس کے رسول کا اور آپس میں جھگڑا نہ کرو

ف۱۰ خواب میں دشمن کی تعداد کم دکھائے جانے کی حکمت

دونوں جنگ کنندہ مسلمین و کفار کو ایک دوسرے کی تعداد قلیل دکھائے جانے کی حکمت | **چوتھا مسئلہ ثابت قدمی، ذکر الٰہی کی تاکید اور نزاع کا انجام**

ف۱۰ مسلمانوں و مشرکین کو تھوڑے دکھانے میں حکمت یہ تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خواب کی صداقت ظاہر ہو جائے مسلمانوں کے دل مضبوط ہو جائیں اور کفار پر ان کی جرأت بڑھ جائے جب مشرکین کو مسلمانوں کی تعداد تھوڑی دکھائے میں یہ حکمت تھی مشرکین مقابلے پر جم جائیں بھاگ کھڑے نہ ہوں اور یہ بات بدر میں بھی مقابلہ ہونے کے بعد تھی مسلمان بہت زیادہ نظر آنے لگے ﴿۲﴾ اس کام سے مراد اعلاء کلمۃ اللہ مسلمانوں کی نصرت شرک کا ابطال، مشرکین کی ذلت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کا ظہور ہے ﴿۳﴾ اور قلیل دکھائے جانے میں حکمت یہاں لشکر کی فتح یاب ہونا ہے ﴿۴﴾ اس آیت میں جنگ کے آداب اور دوران جنگ باہمی اختلاف جھگڑے سے بچنے کا حکم اور اختلاف کے نقصانات کا بیان ہے البتہ عمومی حالات میں بھی مسلمانوں کو باہمی اختلاف سے بچنا اور اتفاق و اتحاد کا راستہ ہی اختیار کرنا چاہئے تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمین میں متحد رہے قوت کی جرأت و بہادری کے سبب بیگانے بھی معترف رہے کفاروں پر ان کا رعب و دبدبہ قائم رہا جب سے ان کی وحدت پارہ پارہ ہو کر ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی تو ان کی جرأت اور رعب ختم ہو کر رہ گیا ہے۔

فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَ

اور تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا (قوت) اکھڑ جائے گی اور صبر کرو ؕ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ○ اور

لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ

ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو اپنے گھروں سے نکلے اور لوگوں کو دکھاوا کرتے ہوئے نکلے اور وہ اللہ

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

کے رستے سے روکتے ہیں اور اللہ ان کے تمام اعمال کو گھیرے ہوئے ہے ○ اور (یاد رکھو) جب شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے

اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا

اعمال خوبصورت کر کے دکھائے اور شیطان نے کہا کہ آج لوگوں میں سے کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں اور بیشک میں تمہارا مددگار ہوں پھر

تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى

جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو شیطان اپنے پاؤں پیچھے ہٹانے لگا اور کہنے لگا بیشک میں تم سے بیزار ہوں میں وہ دیکھ رہا ہوں

مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ اِذْ يَقُوْلُ ع ۱۱

جو تم نہیں دیکھ رہے بیشک میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے ○ جب منافق

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ

اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہنے لگے کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور جو

يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ

اللہ پر توکل کرے تو بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے ○ اور اگر آپ دیکھتے جب فرشتے کافروں

شان نزول: جب ان جملہ میں شیطان کا کردار (منافقوں کا مجاہدین اسلام پر طنز کرنا)

کفار کی روح قبض کئے جانے کا منظر

یہاں منافقین سے مراد اوس و خزرج قبیلے کے چند نوجوان ہیں جنہوں نے اسلام تو قبول کر لیا تھا مگر ابھی تک ان کے دلوں میں شک موجود تھا۔

كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ

ی ان کے چہروں اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے جان نکالتے ہیں اور (کہتے ہیں) آگ کا عذاب

الْحَرِيْقِ ﴿٥٠﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٥١﴾

جلنا○ یہ بدلہ ہے ان اعمال کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا○

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ

جیسا فرعونیوں اور ان سے پہلوں کا طریقہ وہ اللہ کی آیت کے ساتھ کفر کرتے تھے تو اللہ نے ان کے گناہوں کے

اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٥٢﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ

سبب پکڑ لیا بیشک اللہ بڑی قوت والا سخت عذاب دینے والا ہے○ یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ

يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰي قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ

کسی نعمت کو ہرگز نہیں بدلتا جو اس نے کسی قوم کو عطا فرمائی ہو جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں○ اور بیشک اللہ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٣﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا

سننے والا جاننے والا ہے○ جیسا فرعونیوں اور ان سے پہلوں کا طریقہ انہوں نے اپنے رب

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا

آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں ان کے گناہوں سے ہلاک کر دیا اور ہم نے فرعونیوں کو غرق کر دیا اور وہ سب

ربط سورت کے وقت عذاب کفار کا سبب عذاب کفار سے متعلق دستور الٰہی

رحمت کی تبدیلی سے متعلق قانون قدرت (کفار قریش کے حال و انجام سابقہ کفار سے تشبیہ)

حل لغات ① اس سے مراد بہت ظلم کرنے والا نہیں بلکہ مطلق ظلم کرنے والا مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ بالکل ظلم نہیں کرتا۔

② اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ کسی قوم سے اس وقت تک اس نعمت کو واپس نہیں لیتا جب تک وہ خود اپنے طرز عمل کو تبدیل نہیں کر لیتا۔ یہ قانون ہر زمانہ میں ہر قوم کے لئے یکساں ہے۔ اس سے پہلے آپ دیکھ چکے ہیں کہ کسی نعمت کا دوام ثابت نہیں ہوتا۔ ہر زمانہ میں ہوتا رہا اور موجودہ زمانہ میں بھی موجودہ قوموں کے عروج و زوال کیلئے یہی اٹل قانون کام کر رہا ہے۔ نعمت کا شکر اور حق ادا کرنے سے نعمت بڑھ جاتی ہے اور ناشکری کرنے پر واپس لے لی جاتی ہے۔ یہ قانون صرف کافر قوموں کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ مسلمان بھی اگر اپنی روش پر چلیں تو اللہ تعالیٰ ان سے بھی اپنی دی ہوئی نعمتیں واپس لے لیتا اور مسلمانوں کو بھی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے جیسا کہ مسلمانوں کے عروج و زوال کے اسباب سمجھنے والے بخوبی جانتے ہیں۔

ظٰلِمِيْنَ ﴿٥٥﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ

عالم تھے ○ بیشک جانوروں میں سب سے بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا تو وہ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٦﴾ الَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ

یقین نہیں لائیں گے ○ وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تو پھر وہ ہر بار اپنا عہد توڑ

مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٧﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ

دیتے ہیں اور ڈرتے نہیں ○ تو اگر تم انہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسی مار مارو جس سے ان کے پیچھے والے بھاگ جائیں

خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ

ان امید پر کہ وہ کچھ نصیحت حاصل کریں ○ اور اگر تمہیں کسی قوم سے عہد شکنی کا اندیشہ ہو تو ان کا عہد ان کی طرف اس طرح پھینک

اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿٥٩﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ ع

دو کہ دونوں برابر ہو جاؤ بیشک اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ○ اور کافر یہ خیال

كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ

نہ کریں کہ وہ ہاتھ سے نکل گئے ہیں بیشک وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے ○ اور ان کے لیے جتنی قوت ہو سکے

لغات

اللہ تعالیٰ کے دشمن کافر	خیانت دغا دینا، عہد شکنی اور جو چیز حوالہ کرنا
دشمنانِ جنگ شمنوں کی ہیبت اور رعب قائم کرنا	معاہدہ ختم ختم کرنا یک طرفہ صورت
کافر خود کو گرفت والی سے باہر سمجھ لیں	جنگ کی تیاری طاقت حاصل کرنے کا حکم

حل

کفار و جانوروں سے بھی بدتر کہنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جانور اللہ تعالیٰ کی آیات سننے، سمجھنے اور دیکھنے کی قوت سے عاری ہیں، اپنا نفع، نقصان پہچانتے اور اپنے مالک کی اطاعت کرتے ہیں جبکہ کافر باوجود اللہ تعالیٰ کی آیات سننے، سمجھنے اور دیکھنے کی قوت رکھنے کے باوجود ان سے کام نہیں لیتے اور نافرمانی اختیار کرتے ہوئے اپنا نقصان کرتے اور اپنے مالک و مولیٰ کے نافرمان ہیں اس لئے سب جانوروں سے بدتر ہیں۔ ② اس آیت میں عام مسلمانوں اور مسلم حکمرانوں سے خطاب ہے کہ جب کسی قوم کی طرف سے عہد شکنی کی علامات ظاہر ہوں تو مسلمانوں کا امیر انہیں معاہدہ ختم ہونے سے متعلق بتائے تاکہ ان پر حملہ کرنے سے پہلے انہیں جنگ کی اطلاع دیدے تاکہ یہ اس قوم سے بدعہدی کرنے والا شمار نہ ہو اور اگر عہد شکنی روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے تو عہد ختم ہونے اور جنگ کی اطلاع دینے کی ضرورت نہیں بلکہ بلا اطلاع بھی حملہ کیا جا سکتا ہے

مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ

تیار کرو اور بندھے گھوڑے باندھنا کہ تاکہ ان تیاریوں سے دھاک بٹھاؤ اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر

وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا

اور جو ان کے علاوہ ہیں تمہیں نہیں معلوم اللہ انہیں جانتا ہے اور تم جو کچھ

مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَ

اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تمہیں اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تم پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی ۝ اور

اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو بیشک وہی سننے والا

الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ

جاننے والا ہے ۝ اور اے حبیب اگر وہ تمہیں دھوکا دینا چاہیں گے تو بیشک اللہ تمہیں کافی ہے وہی ہے

الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ

جس نے اپنی مدد اور مسلمانوں سے ذریعے تمہاری تائید فرمائی ۝ اور ان مسلمانوں کے دلوں میں الفت پیدا فرمائی اگر

اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ

تم میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے تھے لیکن اللہ نے ان مسلمانوں کے دلوں

شان نزول راہ خدا میں خرچ کرنے کی فضیلت — صلح کی طرف مائل ہونے کا حکم ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے متعلق رحمتیں — قبائل انصار میں باہمی الفت و محبت

ملفوظ اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو وہ تمام قسم تیار رکھو جن سے دشمن سے جنگ کے دوران قوت حاصل ہو۔ جیسا کہ چونکہ بری اور بحری اور فضائی جنگیں ہوتی ہیں جن میں جیٹ طیارے کام آتے ہیں اور آبدوز وغیرہ سب ہتھیاروں سے دشمن کے مقابلے میں قوت حاصل ہوتی ہے اس لئے ان ہتھیاروں کی تیاری وغیرہ بھی اس آیت میں شامل ہوگی۔ 2 جدید میں اللہ تعالیٰ کی مدد تو وہ تھی جو فرشتوں کے ذریعے آئی اور مسلمانوں کے ذریعہ مدد وہ تھی جو مہاجرین و انصار کے ذریعے پہنچی۔ جس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کی مدد فرشتوں کے ذریعے بھی ہوتی ہے اور بندوں کے ذریعے بھی بعض مقامات اسباب کے ساتھ بھی ہوتی ہے اور بعض مقامات اسباب سے ہٹ کر بھی۔

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ

یہ ناسمجھ لوگ ہیں ﴿٦٥﴾ اے نبی اللہ تمہیں کافی ہے اور جو مسلمان تمہارے پیرو ہیں

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۭ اِنْ يَّكُنْ

ہیں ﴿٦٤﴾ اے نبی مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو اگر

مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا

تم میں سے بیس صبر کرنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے سو ہوں گے تو

اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ

ہزار کافروں پر غالب آئیں گے کیونکہ وہ سمجھ نہیں رکھتے ﴿٦٥﴾ اب اللہ نے تم پر سے تخفیف فرما دی

وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۭ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ

اور اسے علم ہے کہ تم کمزور ہو ﴿٦٥﴾ تو اگر تم میں سو صبر کرنے والے ہوں تو دو سو پر غالب آئیں گے

وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾

اور اگر تم میں سے ہزار ہوں تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب ہوں گے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ﴿٦٦﴾

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ

کسی نبی کے لئے نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہا لے تم لوگ دنیا کا مال و

شان نزول (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نصرت و کامیابی کا وعدہ) (جہاد کے متعلق چند احکام)

جہاد کے بارے حکم کی منسوخی عرب بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے پر تنبیہ

ربط ﴿٦٤﴾ یہ آیت اس سے پہلی آیت کی تابع ہے جس پہلے تو ہر مسلمان کا دس مقابل کافروں سے جہاد فرض تھا اب صرف دوگنا کے مقابلے میں یہ جہاد فرض رہ گیا ﴿٦٥﴾ اس سے ایمان کی کمزوری نہیں بلکہ ایمان کی کمزوری مراد ہے ﴿٦٧﴾ عرب بدر کے قیدیوں سے متعلق بعض مسلمانوں کی رائے یہ تھی کہ بجائے فدیہ لینے کے چھوڑ دیا جائے اور بعض کی یہ رائے تھی کہ سب کو قتل کر دیا جائے آخر میں فدیہ لے کر چھوڑ دینے پر فیصلہ ہوا جو بدر کے پہلے جہاد گاہ کی میں زیادہ پسندیدہ نہ تھا قیدیوں کو اس موقع پر قتل کیا جاتا ہے اس اعتبار سے یہاں ان مسلمانوں سے خطاب فرمایا گیا ہے جنہوں نے محض مال کے پیش نظر فدیہ لینے کا مشورہ دیا تھا اس میں وہ لوگ شامل نہیں جنہوں نے قیدیوں سے بلا فدیہ لئے ہی چھوڑ دینے کا مشورہ دیا تھا جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

عَرَضَ الدُّنْيَا ۗ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ

اسباب چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے ﴿۶۷﴾ اگر اللہ کی طرف سے پہلے سے یہ حکم لکھا ہوا نہ ہوتا

مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ

تو جو مال تم نے لیا اس کے بدلے تمہیں بڑا عذاب پہنچتا ﴿۶۸﴾ تو اس سے کھاؤ جو حلال پاکیزہ غنیمت

حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ ع ۱۰

تمہیں ملی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۶۹﴾ اے نبی جو قیدی

لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ

تمہارے ہاتھ کی ہیں ان سے فرما اگر اللہ تمہارے دل میں بھلائی دیکھے گا تو جو مال تم سے لیے گئے

خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۰﴾ وَاِنْ

اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۷۰﴾ اور اے محبوب اگر

يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللّٰهُ

وہ تمہارے خیانت کرنا چاہتے ہیں تو بیشک یہ اس سے پہلے اللہ سے خیانت کر چکے ہیں جس پر انہیں تمہارے قابو میں دے دیا اور اللہ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ

جاننے والا حکمت والا ہے ﴿۷۱﴾ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور

شان نزول: آیت مصطفیٰ کے مال غنیمت حلال ہے — عرب بدر کے قیدیوں کے متعلق چند باتیں

(درخت کے متعلق یہ منسوخ حکم)

ربط: ① اس لکھے ہوئے سے مراد یہ ہے کہ اجتہاد پر عمل کرنے والے سے موعدہ فرمائے گا یا اس سے وہ مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے غنیمتیں حلال فرمائے گا۔ ② یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی جو اسیروں کے بھی شکر و کھانے کا انتظام کرتے تھے اور اس کے لئے بیس اوقیہ سونا حاصل کیا تھا جو ان کی بدری جنگ ہوگئی اور کھانا کھلانے کی وجہ سے فتح کے بعد ان سے یہ سونا لے لیا گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے اپنے مال نے متعلق یہ بشارت خیر سن کر عرض کیا یا رسول اللہ میرے عزیز کے مال سے بہت مال عطا فرمایا۔

اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ
جانوں سے جہاد کیا اور وہ جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی وہ سب ایک دوسرے کے
اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ
وارث ہیں اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی تمہارا ان سے میراث کا کوئی
مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ
تعلق نہیں جب تک وہ ہجرت نہ کریں اور اگر وہ دین میں تم سے مدد مانگیں تو تم پر مدد کرنا
النَّصْرُ اِلَّا عَلٰي قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
واجب ہے مگر یہ کہ ایسی قوم کے خلاف مدد (کریں) کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہو اور اللہ تمہارے اعمال
بَصِيْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ
دیکھ رہا ہے ۝ اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں ۭ تم ایسا نہ کرو گے تو
فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا
زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا ۝ اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد

ترجمہ مظلوم مسلمانوں کی مدد سے متعلق احکام — مسلمانوں میں باہمی تعاون ختم ہونے کا نقصان

مہاجرین و انصار صحابہ کی فضیلت

تفسیر (1) یہاں مہاجرین و انصار کی اخوت کی بنا پر ایک دوسرے کے وارث قرار دیا گیا بعد میں یہ وراثت منسوخ ہو گئی جس میں کسی رشتہ دار کو دوسرے کا وارث قرار نہیں دیا گیا۔ (2) اس آیت میں تین مسئلے بیان ہوئے ہیں۔ غیر مہاجر مسلمان کی کافر قوم سے جہاد کی وجہ سے جنگ میں اگر دوسرا فریق تم سے مدد مانگے تو مدد کرنا واجب ہے بشرطیکہ تمہارا اور مسلمان اپنے مسلم بھائی کی جنگ میں مدد نہ کرنا کفر ہے۔ (3) اور جہاد میں صرف دین کے لئے لڑنا ہے محض زیادتی کے لئے نہیں۔ (4) اور اگر مسلمانوں کی کسی کافر قوم سے جنگ ہو جن کا تمہارے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہے تو تم ایسے ان کے خلاف مدد نہیں دے سکتے بلکہ اس میں یہ کوشش کی جائے کہ ان کفار اور ان مسلمانوں میں صلح ہو جائے اگر صلح ممکن نہ ہو تو تم صحیح حقدار ہو۔ (5) اس آیت میں فرمایا کہ کافر باہمی تعاون کریں گے اگر مسلمان ایک دوسرے کی مدد نہ کریں تو ملک کمزور ہو جائیں گے اس صورت میں زمین میں فتنہ اور فساد کبیر ہو گا اس آیت کی حقانیت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مسلمانوں کو آپس کے عدم تعاون کی وجہ سے فتنہ اور فساد کبیر ہو گا اور اب ہر کوئی دیکھ سکتا ہے کہ آج مسلمانوں کے خلاف فتنہ اور فساد زیادہ ہے یا نہیں اور اس کی وجہ بھی مسلمانوں کا عدم اتحاد ہے یا نہیں؟

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ

اللہ کی راہ میں گئے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی سچے ایمان والے یہی ہیں ان کے لیے

مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا

بخشش اور عزت کی روزی ہے ۝ اور جو اس کے بعد ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد

مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ

کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں اور رشتے دار اللہ کی کتاب میں دوسرے مسلمانوں سے زیادہ

كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

حصدار ہیں بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے ۝

ع ۱۲

۹ سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۳

اٰیاتہا ۱۲۹ رکوعاتہا ۱۶

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں کی طرف اعلان ہوتا ہے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا ۝

فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي

پس تم مشرکو چار مہینے ملک میں چلو پھرو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں

اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى

کرتے اور یہ کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے ۝ اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے

نزول: دوسری ہجرت کرنے والوں کا حکم اور ان کے حکم کا بیان معاہدہ توڑنے والے مشرکوں سے متعلق چند احکام

ربط: ۱۱ ہجرت اور اخوت کی وجہ سے وراثت دینے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے اب وراثت کا دار و مدار نسبی قرابت پر ہے جبکہ رشتے کی وجہ سے کوئی دوسرے کا وارث نہیں اور نہ رشتے میں بھی صرف شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے وارث ہیں ۱۲ **ربط:** مشرکین عرب اور مسلمانوں کے درمیان معاہدہ تھا لیکن چند مشرکوں کے سوا سب نے معاہدہ توڑ دیا تو ان عہد شکنوں کا معاہدہ ساقط کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ چار مہینے ان کے ساتھ جہاد جاری رہے گا اس عرصہ میں ان کو موقع ہے کہ خوب سوچ سمجھ لیں۔ ان سے لڑنا بہتر ہے یا اسلام اور اپنی جانیں قربان کریں۔

النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ

تمام لوگوں کی طرف حج کے دن اعلان ہے کہ اللہ مشرکوں سے بری ہے اور اس کا رسول بھی

فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى

تو اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم منہ پھیرو تو جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں

اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ

کرنے اور کافروں کو اپنے عذاب کی خوشخبری سنا دو ۳ مگر وہ مشرکین جن سے

الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا

تمہارا معاہدہ تھا پھر انہوں نے تمہارے معاہدے میں کوئی کمی نہیں کی اور تمہارے مقابلے میں کسی کی مدد نہیں کی تو ان کا

اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝﴿۴﴾ فَاِذَا انْسَلَخَ

معاہدہ ان کی مقررہ مدت تک پورا کرو بیشک اللہ پرہیزگاروں سے محبت فرماتا ہے ۴ پھر جب

الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَ

حرمت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں تم انہیں پاؤ قتل کرو اور انہیں پکڑو اور

عنوان معاہدے کے پابند مشرکوں کے ساتھ معاہدہ پورا کرنے کا حکم

(امان کے مہینے گزرنے کے بعد مشرکین سے جنگ کا حکم)

ربط (۱) "عمرہ" حج اصغر ہے اور "حج" حج کبر ہے عوام میں یہ مشہور ہے کہ جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو وہ حج اکبر ہوتا ہے یہ کوئی غلط نہیں بلکہ مفسرین اور محدثین کی ایک تعداد اسی کی قائل ہے کہ "حج اکبر" کا اطلاق یوم عرفہ پر ہوتا ہے (۲) اس سورت کے شروع میں چونکہ یہ بیان کیا گیا تھا کہ آئندہ چار ماہ تک کافروں سے معاہدے قائم رہیں گے اور ان کے بعد ختم اب یہاں فرمایا گیا کہ جن لوگوں کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے اور وہ معاہدے کے پابند ہیں اور انہوں نے معاہدے کی ان شرطوں کے ساتھ پوری طرح بھی ان سے معاہدہ پورا چار مہینے یہ معاہدہ ختم ہونے کا حکم ان مہینوں کے لئے نہیں ہے یہ وہ لوگ ہیں جو کہ پابند عہد تھے اور ان کی مدت کے مہینے باقی رہتے تھے (۳) یہاں یہ حکم نہیں دیا جا رہا ہے کہ کافروں کو جنگ کے دوران یا جنگ کے علاوہ جہاں کافر ملے بہر صورت قتل کر دیا جائے بلکہ یہاں صرف اس جہاد قتال کرنے کا حکم ہے جب کہ اسلام دشمن لوگ اس طرح کی آیات سے غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ایسے لوگوں کی سازشوں سے ہوشیار رہنا چاہئے

احْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ

قید کرو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور

اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ

زکوٰۃ دیں تو ان کا رستہ چھوڑ دو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ اور اگر کوئی

الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۚ ذٰلِكَ

مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو یہاں تک کہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو یہ

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ ع ۱۰

اس لیے کہ وہ نادان لوگ ہیں ۝ اللہ اور اس کے رسول کے پاس مشرکوں کے لئے کوئی عہد

رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ

کیسے ہوگا مگر وہ جن سے تم نے مسجد حرام کے پاس معاہدہ کیا تو جب تک وہ تمہارے لیے عہد پر قائم رہیں

فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا

تو تم ان کے لیے قائم رہو بیشک اللہ پرہیزگاروں سے محبت فرماتا ہے ۝ بھلا کیسے ہو سکتا ہے حال کہ اگر وہ تم پر غالب آجائیں تو تمہارے

ع ۱۰

مشرکوں سے پناہ طلب کرنے والے مشرک کو پناہ دینے کا حکم — معاہدہ پر قائم مشرکوں کے ساتھ وفا کی تاکید

کفار کا مسلمانوں سے ساتھ جنگ روپ

ف ان آیت سے 9 مسئلے معلوم ہوئے۔ 1 جس کافر کا امان کی مدت کا حال نہ معلوم ہو اس کا مال چھینا جائے گا۔ 2 جس کافر کا امان کی مدت کا حال نہ معلوم ہو اس کا مال چھینا جائے گا۔ 3 جس کافر کی امان کی مدت گزر جائے اسے بھی دار الاسلام میں رہنے کی اجازت نہیں۔ 4 اگر وہ موسم پاوری نہ ہونے تو امن کی مدت گزر جانے کے بعد سے سال تک کے ساتھ دار الاسلام سے نکال دیا جائے۔ 5 جس کافر کو امان دی گئی ہے اسلام کی تبلیغ کی جائے۔ شاید وہ ایمان لے آئے۔ اس آیت سے یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ علماء کو چاہیئے تبلیغ دین کے زیادہ سے زیادہ موقع پیدا کیا کریں کہ وہ اسلام دین، مجھ اور سمجھ کر اس کی طرف مائل ہوں۔ 6 کفار کا عام حال عام طور پر یہ ہے کہ وہ مسلمان کے مقابلے میں نہ قرابت داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ معاہدے کا بلکہ جب بھی موقع ملتا ہے تو وہ بلا تامل عہد شکنی کر دیتے ہیں جیسا کہ آج کے دور میں بھی عالمی حکومتوں کا مسلمانوں کے ساتھ رویہ دیکھا جا سکتا ہے اور ان کا حال تو یہاں تک جگہ جگہ ملحوظ ہوا ہے اس بات کا بھی ہے کہ یہ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے کے باوجود مسلمان حکومت سے صلح نہیں کرتے اور مسلمانوں کی جنگ کفار سے معاہدے کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اس میں انہیں کتنا ہی نقصان کیوں نہ اٹھانا پڑے۔

فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ

پاسداری میں نہ کسی شتہ داری کا خیال کریں گے اور نہ کسی معاہدے کا۔ یہ تمہیں اپنے منہ سے راضی کرتے ہیں اور ان کے دل انکار کرتے ہیں اور

فٰسِقُوْنَ ۝ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ

ان میں اکثر نافرمان ہیں ۝ انہوں نے اللہ کی آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت لے لی اور اس کے رستے سے روکا بے شک یہ

سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ

بہت برے عمل کرتے ہیں ۝ کسی مسلمان کے بارے میں نہ رشتے داری کا خیال کرتے ہیں اور نہ کسی معاہدے کا اور یہی لوگ

هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ

سرکش ہیں ۝ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دین میں بھائی

فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ

ہیں[۱۲] اور ہم جاننے والوں کے لیے تفصیل سے آیتیں بیان کرتے ہیں ۝ اور اگر معاہدہ کرنے کے بعد

مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ

اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو کفر کے پیشواؤں سے لڑو[۱۳] بیشک ان کی

لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ

قسموں کا کوئی اعتبار نہیں (ان سے لڑو) تاکہ یہ باز آئیں ۝ کیا تم اس قوم سے نہیں لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں

معارف شرک سے توبہ کرنے والے مسلمانوں سے دینی بھائی ہیں

عہد شکنی اور دین میں طعنہ زنی کرنے والوں سے جنگ کا حکم (کفار سے جہاد کی ترغیب)

لغات ۱۲ یعنی اگر وہ مشرکین شرک سے توبہ کرکے مسلمان ہو جائیں اور فرض نمازیں ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا شروع کر دیں تو وہ تمہارے مسلمان بھائی ہیں ان کے لئے بھی وہی احکام ہیں جو تمہارے لئے ہیں۔ ۱۳ مشرکین سے کیا گیا معاہدہ توڑنے کی صورت میں یہ ہے کہ وہ تمہارے دین پر اعتراض طعنہ زنی کریں اور گویا اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن یا اسلام یا صوم و صلوٰۃ دین کی اشاعت اور حج وغیرہ کی توہین کریں یا اس پر طعنہ زنی کریں تو ان کا معاہدہ ختم اور ان کے خلاف جنگ کی جائے گی۔

وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ

اور رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا تھا اور انہوں نے تم سے چھیڑ کی تھی پہل تو کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟

فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ قٰتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ

پس اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو ﴿۱۳﴾ تم ان سے لڑو اللہ تمہارے ہاتھوں سے انہیں

اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ

عذاب دے گا اور انہیں رسوا کرے گا اور ان کے مقابلہ تمہاری مدد فرمائے گا اور ایمان والوں کے جی کو ٹھنڈا

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ

کرے گا ﴿۱۴﴾ اور ان کے دلوں کی گھٹن دور فرمائے گا اور اللہ جس پر چاہتا ہے رجوع فرماتا ہے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ

اور اللہ علم والا حکمت والا ہے ﴿۱۵﴾ یا تم نے یہ گمان کر لیا کہ تمہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا حالانکہ ابھی اللہ

الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ

نے ان لوگوں کی پہچان نہیں کرائی جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول

ع ۱۰ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ ع مَا كَانَ

اور ایمان والوں کے علاوہ کسی کو پکا رازدار نہیں بناتے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ﴿۱۶﴾ مشرکوں کو لائق نہیں

لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ

کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جبکہ یہ خود اپنے کفر کے گواہ ہیں

لغات: اَوَّلَ مَرَّةٍ: پہلی مرتبہ، بعض نشانے تاک ہونے سے رہ جاتے ہیں، یہاں یہ احتمال بھی ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین نے پہلے ہی حملے کر دیئے ہوں گے

مفہوم: ① اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین و ایذا مسلمانوں سے عہد شکنی اور شر و فساد کی انتہا ہے ② یہاں قتال کا تقاضا یہ ہے کہ مومن سچے دل سے ایمان لائے کے سوا کسی سے ڈرے اور اس سے علاوہ کسی کی پروا نہ کرے ③ یہاں مسجدوں سے بطور عام مسجد حرام اور بیت اللہ مراد ہے اور اس واسطے جمع کا صیغہ ہے کہ اس لئے ذکر فرمایا کہ وہ تمام مسجدوں کا قصد اور نام سے تو آباد کرنے والا ہے جیسے تمام مسجدوں کو آباد کرنے والا بیت اللہ مسجد حرام شریف کا مرتبہ مسجد ہے اسی لئے یہاں جمع کا صیغہ لایا گیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسجد سے مراد جنس مسجد ہے یعنی جو بھی مسجد اللہ کافروں والے آباد نہ ہونی چاہئیں ۔۔۔ اس صورت میں بیت اللہ بطریق اولیٰ اس میں داخل ہے بلکہ وہ تو تمام مسجدوں کا سر اور ہے۔

أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۖ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿١٧﴾ إِنَّمَا يَعْمُرُ

ان کے تمام اعمال برباد ہیں اور یہ ہمیشہ آگ ہی میں رہیں گے ﴿١٧﴾ اللہ کی مسجدوں کو

مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَ

وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور

آتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ

زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو عنقریب یہ لوگ ہدایت والوں میں سے

الْمُهْتَدِينَ ﴿١٨﴾ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

ہوں گے ﴿١٨﴾ کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے (والے) اور مسجد حرام کی خدمت کرنے (والے) کو اس شخص کے برابر ٹھہرا لیا

كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا يَسْتَوُونَ

جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہ اللہ کے نزدیک برابر

عِنْدَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ آمَنُوا

نہیں ہیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ﴿١٩﴾ وہ جنہوں نے ایمان قبول کیا

وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۙ

اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا

رکوع ۱۱

مسجد میں آباد کرنے کے مستحق باعمل مومن ہیں ایمان کے بغیر نیک عمل بیکار ہیں

مومن مہاجر مجاہد کے فضائل

ربط: اس آیت سے مراد یہ ہے کہ کفار کے اعمال کو مومنین کے اعمال سے کچھ نسبت نہیں کیونکہ کافر کے اعمال رائیگاں ہیں جو وہ حاجیوں کے لئے سبیل لگائیں یا مسجد حرام کی خدمت کریں ان کے اعمال مومن کے اعمال کے برابر قرار دینا ظلم ہے۔

اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝٢٠ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ
اللہ کے نزدیک ان کا بہت بڑا رتبہ ہے اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ۝ ان کا رب انہیں اپنی رحمت
بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝٢١ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ
اور خوشنودی اور باغوں کی بشارت دیتا ہے ان کے لئے وہاں عیش کی نعمتیں ہیں ۝ وہ ہمیشہ ہمیشہ ان باغوں میں
اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝٢٢ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا
رہیں گے بیشک اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے ۝ اے ایمان والو اپنے باپ اور
اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَ مَنْ
اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کریں تم میں جو کوئی
يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝٢٣ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ
ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں ۝ تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے
وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ
اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا خاندان اور تمہارے مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت
تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ
جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے پسندیدہ مکانات تمہیں اللہ اور اس کے رسول

شان نزول مومن مہاجر مجاہد سے کیے بشارتیں ہیں کافر رشتہ داروں کو دوست بنانے کی ممانعت اور وعید

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبوب ترین ہونے چاہئیں

ربط ۞ جب مسلمانوں کو مشرکین سے ترک موالات کا حکم دیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ کیسے ممکن ہے کہ آدمی اپنے باپ بھائی وغیرہ قرابت داروں سے ترک تعلق کر لے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ کفار سے موالات یعنی قلبی محبت کا تعلق جائز نہیں چاہے ان سے کوئی بھی رشتہ ہو یا وہ سے کہ اللہ تعالیٰ سے نا فرمانوں یعنی کافروں سے یہود اور گمراہوں کے ساتھ دوستانہ میل جول کم از کم صورت محبت ان کے ہاں میں ہاں خاندان کی خوشامد میں رہنا سب ممنوع ہے

وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

اور ان کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ نافرمان

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ

لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ﴿۲۴﴾ بیشک اللہ نے بہت سے مقامات میں تمہاری مدد فرمائی اور حنین کے دن

حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ

کو یاد کرو جب تمہاری کثرت نے تمہیں غرہ میں مبتلا کیا تو یہ کثرت تمہارے کسی کام نہ آئی اور تم پر

الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى

زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے ﴿۲۵﴾ پھر اللہ نے اپنے رسول پر

رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ

اور ایمان والوں پر اپنی تسکین اتاری اور وہ لشکر اتارے جو تمہیں نظر نہ آئے اور ان سے

كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے ﴿۲۶﴾ پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ کی توفیق

ترجمہ حضرت حسین کا بیان

تشریح (۲۶) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ صفحہ 3 پر فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ جنگ میں کوئی عزیز کوئی مال، کوئی چیز اللہ و رسول سے زیادہ محبوب ہو تو وہ گمراہی ہے مردود ہے، اللہ سے پھر جانے اور عذاب کا مستحق ہونے کا سبب ہوگا۔ عذاب الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہئے۔ (۲) غزوہ حنین کے موقع پر مسلمانوں کی اس غلطی کو دیکھ کر بعض نئے مسلمان ہونے والوں کی زبان سے فخریہ کلمہ نکل گیا جس کا یہ مطلب ہوا کہ ہم تو اتنی کثیر تعداد کے ہیں پہلے ہی حملے میں دشمن کی تمام فوج کو تباہ کر ڈالیں گے۔ مسلم اور فتح اسلام میں شامل ہونے والے بعض مسلمان بھاگ نکلے۔ ان کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ ان کے ساتھ مہاجرین کے بھی پاؤں اکھڑ گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خود پسندی اللہ عزوجل کو ناپسند ہے۔ بندہ اپنے کو کچھ نہ سمجھے۔ اللہ عزوجل کا فضل سمجھنا چاہئے۔ اسے اپنے زور بازو کا نتیجہ نہ سمجھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ حنین میں بھاگ جانے والے مسلمان جو ان میں سے ان کی معافی ہوگئی۔ ان پر اللہ عزوجل نے تعریف فرمائی۔ جو ان پر اعتراض کرے وہ ان آیات کا مخالف ہے۔ جو بھاگ جانے والے آئندہ کبھی واپس ہوئے اور انہوں نے معرکہ فتح کیا بلکہ یہ فتح گزشتہ خطا کا کفارہ ہوگی۔

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا

سے کو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ یہ ایمان والو مشرک

الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ

بالکل ناپاک ہیں تو اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں

وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۚ اِنَّ

اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو عنقریب اللہ اپنے فضل سے تمہیں دولت مند کر دے گا اگر چاہے

اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٩﴾ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ

اللہ علم والا حکمت والا ہے ○ وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ان میں سے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہی

الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ

آخرت کے دن پر اور نہ وہ ان چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور نہ وہ

الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ

سچے دین پر چلتے ہیں ان سے جہاد کرتے رہو حتیٰ کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ

صٰغِرُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ع ۱۰

دیں ○ اور یہودیوں نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا مسیح

ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

اللہ کا بیٹا ہے یہ ان کی اپنے منہ سے کہی ہوئی بات ہے یہ پہلے کے کافروں جیسی بات

عنوان: مشرکین کو مسجد حرام میں آنے کی ممانعت — جزیہ کا حکم — یہودیوں اور عیسائیوں کے باطل دین کی تفصیل

ف ۱: یہاں مشرکین کو ناپاکی کے اعتبار سے ناپاک قرار دیا گیا ہے کہ وہ ہر مشرک کی عادت سے آلودگی ہے ○ اس آیت میں مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا کہ اس سال یعنی سن 9 ہجری کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں حج کے لیے ہو یا عمرے کے لیے۔ یہاں اصل حکم مسجد حرام شریف میں آنے سے روکنے کا ہے اور بقیہ یا پھر ان مساجد میں آنے سے متعلق بھی یہی حکم ہے کہ کفار مسجدوں میں نہیں آنے چاہئیں خصوصاً کعبہ وبیت اللہ میں ان کا داخلہ بالکل حرام ہے۔

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ

کرتے ہیں۔ اللہ انہیں مارے، کہاں اوندھے جاتے ہیں؟ ﴿۳۰﴾ انہوں نے اپنے پادریوں اور درویشوں

اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا

کو اللہ کے سوا رب بنا لیا اور مسیح بن مریم (کو بھی)، حالانکہ انہیں صرف یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ

اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ

ایک معبود کی عبادت کریں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ان کے شرک سے پاک ہے ﴿۳۱﴾ یہ چاہتے ہیں کہ

يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ

اپنے منہ سے اللہ کا نور بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو مکمل کئے بغیر رہنے کا نہیں اگرچہ

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ

کافر ناپسند کریں ﴿۳۲﴾ وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا

تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرک ناپسند کریں ﴿۳۳﴾ اے ایمان والو! بیشک بہت سے

ع ۴

شانِ نزول (یہ آیت کب نازل ہوئی) (بحث کا یہ مقصد دینی علوم کا فروغ ہے)

پوپ پادریوں کی حرص مال اور زکوٰۃ دینے کی وعید

حل لغت ﴿۳۰﴾ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے پادریوں اور عالموں کو معبود بنا کر ان کی بات کو باقاعدہ عبادت نہیں کی بلکہ خدا کے حکم کو چھوڑ کر ان کے حکم کو اپنے لئے شریعت بنا لیا اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے حد بنا لئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول کے مقابلے میں جس کی بھی اطاعت کی جائے گی تو گویا اسے رب بنانا ہے۔ ہاں جو احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علماء کے ذریعہ ملیں اور ان میں کوئی حکم دین کی روشنی میں قرآن و حدیث سے ثابت ہو جائے اس کا ماننا یہودیوں اور عیسائیوں کے عمل سے کوئی تعلق نہیں رکھتا کیونکہ یہ حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے اور کثیر آیات و احادیث میں اس کا ثبوت موجود ہے ﴿۳۲﴾ غلبے سے دلائل اور قوت دونوں اعتبار سے غلبہ مراد ہے۔ دلائل کے اعتبار سے تو یوں کہ یہ اسلام کے دین حقانیت پر ہونے کی وہ دلیل ہے جس سے کوئی خلاف ثابت نہیں کر سکا اور قوت کے اعتبار سے یوں کہ کئی صدیوں تک دنیا میں عموماً اسلام ہی غالب تھا اور اب آخر زمانہ میں اس کا کامل غلبہ اس وقت ہوگا جب حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ دنیا میں تشریف لائیں گے

مِنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ

پادری اور درویش باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھا جاتے ہیں اور

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ

اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ

راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو ○ جس دن وہ (سونا) جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا

فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ

پھر اس سے ان پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا) یہ وہ (سونا) ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا

فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ

تو اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو ○ بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں بارہ

شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ

مہینے ہیں جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ

یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر حال میں

شان نزول: مہینوں کی تعداد اور حرمت والے مہینوں کا بیان — مشرکین سے متعلق دو ٹوک حکم۔

ربط: آیت ۳۴ یہود و نصاریٰ کے پادریوں اور درویشوں کے ناجائز طریقوں سے مال حاصل کرنے کے ذکر میں ان کی کتابوں میں تحریف و تبدیلی کرتے اور سابقہ کتابوں میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ اوصاف پر مشتمل آیات میں فاسد تاویلیں اور تحریفیں کرتے تھے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کا علم اس لئے حاصل کرنا تاکہ اس کے ذریعے دنیا کا مال، دولت، عزت، منصب اور وجاہت حاصل ہو یہ انتہائی بُرا عمل اور دین و آخرت برباد کر دینے والا عمل ہے۔ ﴿۲﴾ سونا چاندی اور ہر قسم کے مال جمع کرنا حرام نہیں ہاں ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرنا گناہ ہے۔ سال کی دو قسمیں مقرر کر دی گئیں ان عید میں عمل ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہو اور زکوٰۃ دی جائے جبکہ اس کثیر مال پر بھی عید نہیں جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔

كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّمَا النَّسِيْۗءُ زِيَادَةٌ

تم سب مل کر ان سے لڑتے ہو جیسے وہ تم سب سے مل کر لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ۝ مہینوں کا آگے پیچھے کرنا کفر میں قدم بڑھانا ہے

فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ

بے شک اس سے کافر گمراہی میں پڑتے ہیں ایک سال اسے حلال ٹھہرا لیتے ہیں اور ایک سال اسے حرام کر دیتے ہیں تاکہ

مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْۗءُ اَعْمَالِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینوں کی گنتی پوری کر لیں اور اللہ کے حرام کئے ہوئے کو حلال کر لیں ان کے برے کام ان کے لئے بھلے کر دکھائے گئے اور اللہ

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

کافروں کو ہدایت نہیں دیتا ۝ اے ایمان والو تمہیں کیا ہوا؟ جب تم سے کہا جائے کہ اللہ کی راہ میں نکلو

اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ

تو زمین کے ساتھ لگ جاتے ہو؟ کیا تم آخرت کی بجائے دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے؟ تو آخرت کے مقابلے میں

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّ

دنیا کی زندگی کا سامان بہت ہی تھوڑا ہے ۝ اگر تم نہ نکلو گے تو وہ تمہیں دردناک سزا دے گا اور

شانِ نزول: مہینوں کو آگے پیچھے کرنے سے متعلق کافروں کا حال (مرد و عورت میں شرکت کی ترغیب) اللہ جل جلالہ کی مدد نہ کرنے

تفسیر: (۱) اس سے مراد یہ ہے کہ مشرکین کے خلاف جنگ کرنے میں کمزوری نہ دکھاؤ ان کے خلاف جنگ میں مردوں اور عورتوں کا مظاہرہ کرو اور سب کی پوری اتحاد کے ساتھ اللہ سے ڈرتے ہوئے پرہیزگاری کے ساتھ مشرکین سے جنگ کرنے میں متحد اور متفق ہو جاؤ۔ (۲) عرب لفظ "نسیء" کا معنی ہے ہٹانا، موخر کرنا" اور یہاں اس سے مراد حرمت والے مہینے کی حرمت دوسرے مہینے کی طرف ہٹا دینا ہے۔ دور جاہلیت میں اہل عرب حرمت والے مہینوں کی حرمت، عظمت کے معتقد تھے لیکن بعض جنگ میں ان کی حرمت کو دوسرے مہینوں کی طرف منتقل کر دیتے جیسے محرم کی بجائے صفر کے مہینے کو حرمت والا قرار دے کر محرم میں جنگ جاری رکھتے تھے یہاں ان کے اسی عمل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ (۳) کفر میں زیادتی سے مراد یہ ہے کہ لاتعلقی جیسے ہی کافر تھے اور پھر مہینے آگے پیچھے کر کے حرام و حلال سمجھنے کے غلط میں پڑتے تھے تو یہ مزید گمراہی میں اضافہ ہوا۔ (۴) یعنی جو حرام تو ہیں اس کی تو پابندی کرتے ہیں بلکہ ان کی تخصیص بھی "حکم الٰہی کی مخالفت" کرتے ہیں کہ جو مہینہ حرام تھا اسے حلال کر لیا اور اس کی جگہ دوسرے کو حرام قرار دے لیا۔ (۵) شریعت مطہرہ نے جہاد کی فرمائوں اور سخت عبادات سے عمر، مضروری یا جو محسوس ہو جیسے طبعی راحت دیتے ہیں جیسے سردی کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا جہاد کی خاطر ہو یا عمر، یہ گناہ نہیں کیونکہ اللہ معاف کرنے والا ہے۔

يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا

تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے ﴿۳۹﴾ اگر تم ان کی

تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا

مدد نہیں کرو گے تو اللہ ان کی مدد کر چکا ہے جب کافروں نے انہیں وطن کے غم سے نکال دیا تھا جبکہ یہ دو میں سے دوسرے تھے جب

فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ

دونوں غار میں تھے جب اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے[1] غم نہ کر بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے ان پر اپنی تسکین اتار فرمائی[2]

وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ

اور ان لشکروں سے ان کی مدد فرمائی جو تم نے نہ دیکھے اور اس نے کافروں کی بات نیچی کر دی[3] اور اللہ کی بات

هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

ہی بلند و بالا ہے[4] اور اللہ غالب حکمت والا ہے[5] ﴿۴۰﴾ تم مشقت اور آسانی ہر حال میں نکل کھڑے ہو اور اپنے مالوں

وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ

اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو ﴿۴۱﴾ اگر

عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَ

آسانی سے ملنے والا مال ہوتا اور درمیانہ سا سفر ہوتا تو وہ ضرور تمہارے پیچھے چلتے لیکن مشقت کا سفر ان پر بہت دور پڑ گیا اور

رکوع ۵ — مجاہدوں کے وقت مدد نہ کرنے کا بیان — غزوۂ تبوک میں شرکت کا حکم — منافقوں کا عذر واہیہ کرنے میں طریقہ عمل

[1] ان ہستیوں سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ [2] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سوال ہوا حزن اللہ تعالیٰ سے بیان فرمایا یہ شرف آپ کے علاوہ اور کی مجال و عطا ہوا۔ [3] اللہ تعالیٰ کا خصوصیت کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علیہ ناز فرمانا ان کی افضلیت کی دلیل ہے یہ افضلیت ان قول پر ہے کہ علیہ کی ضمیر کا مرجع ابوبکر ہے۔ [4] کافروں کی بات سے مراد شرک یا حکومت کفر ہے یا اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہید کرنے کی سازش ہے جس میں نقاب کامیاب نہ ہو سکے۔ [5] اللہ تعالیٰ کی بات سے مراد توحید یا حکومت اسلام ہے یا اس سے مراد اللہ عزوجل کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائے گا

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

اب اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہمیں طاقت ہوتی تو ہم آپ کے ساتھ ضرور نکلتے یہ اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں اللہ جانتا ہے

اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ ع ۱۶

کہ یقیناً جھوٹے ہیں ﴿۴۲﴾ اللہ تجھے معاف کرے آپ نے کیوں انہیں اجازت دے دی جب تک آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ

صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

ہو جاتے اور آپ جھوٹوں کو نہ جان لیتے ﴿۴۳﴾ اور جو لوگ اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں وہ آپ سے کبھی

الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا

مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے سے بچنے کی چھٹی نہیں مانگیں گے اور اللہ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے ﴿۴۴﴾ آپ

يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ

سے چھٹی وہی لوگ مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں تو وہ

فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ

اپنے شک میں حیران پریشان ہیں ﴿۴۵﴾ اگر ان کا نکلنے کا ارادہ ہوتا تو اس کے لئے کچھ تو سامان تیار کرتے لیکن اللہ کو

اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ

ان کا اٹھنا ناپسند ہے تو اس نے ان میں سستی پیدا کر دی اور کہہ دیا گیا کہ بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو ﴿۴۶﴾ اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو

شانِ نزول: منافقوں کو جہاد سے رخصت لینے پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عتاب

(۱) جو لوگ بے عذر ہیں اور منافقوں میں سے ہیں (۲) منافقوں کا عذر جھوٹا ہونے پر علامت (۳) منافقوں کے شریک جہاد ہونے سے نقصانات

ترجمہ: (۱) منافقین کی اس حرکت سے پہلے حضور نے دیگر بھی خبر دی ۔ یہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے کی، کل ہے چنانچہ ایسا فرمایا تھا ویسا ہی پیش آیا ۔ ہوں نے بھی معذرت کی اور جھوٹی قسمیں کھائیں (۲) ہی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل سے پہلے پہلے تو خوشخبری دی اور پھر عتاب فرمائی کہ آپ نے ان منافقوں کو جہاد سے پیچھے رہنے کی اجازت کیوں دی ۔ ں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کی تسکین بھی ہو گئی اور تربیت بھی۔ (۳) اللہ تعالیٰ کا علم تو قدیم قطعی ہے لیکن ہمارے لئے جس میں ایک مدت سے ہمارے کی چیزوں کا اعتماد کرنے سے بھی جاتا ہے جیسے یہاں منافقین کا جہاد کیلئے کوئی سامان تیار نہ کرنا اس بات کا قرینہ ہے کہ ہوں نے جہاد کا ارادہ نہیں کیا تھا ۔ بیٹھے رہنے والوں سے مراد عورتیں، بچے مریض اور معذور افراد ہیں۔

مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ

یہ تمہارے لشکر میں کچھ فساد ہی بڑھاتے اور تمہارے درمیان فتنہ تلاش کرنے کے لئے دوڑتے پھرتے اور تمہارے اندر ان کے جاسوس موجود

لَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ

ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے ﴿۴۷﴾ بیشک انہوں نے پہلے بھی فتنہ و فساد چاہا تھا اور اے حبیب! تمہارے لئے

الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ

کئی تدبیریں کی یہاں تک کہ حق آگیا اور اللہ کا دین غالب ہو گیا گرچہ یہ بات انہیں ناپسند تھی ﴿۴۸﴾ اور ان میں کوئی آپ سے یوں کہتا ہے

ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِى الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ

کہ مجھے رخصت دیجئے اور مجھے فتنے میں نہ ڈالئے سن لو یہ فتنے ہی میں پڑے ہوئے ہیں[1] اور بیشک جہنم کافروں کو

بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا

گھیرے ہوئے ہے ﴿۴۹﴾ اگر تمہیں بھلائی پہنچتی ہے تو انہیں برا لگتا ہے اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں

قَدْ اَخَذْنَاۤ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَاۤ اِلَّا مَا

ہم نے پہلے ہی اپنا حتمی معاملہ اختیار کر لیا تھا اور خوشیاں مناتے ہوئے پھر جاتے ہیں ﴿۵۰﴾ تم فرما دو ہمیں وہی پہنچے گا جو

كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ هَلْ

اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا[2] وہ ہمارا مددگار ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے ﴿۵۱﴾ تم فرما دو تم ہمارے

[1] عرض حضور سے پہلے منافقوں کی بات شرکت جہاد سے متعلق تھی منافق نے جھوٹے عذر کئے۔

منافقوں کا مسلمانوں کی مصیبت پر خوش ہونا اور خوشی پر غم کرنا۔ ہر تکلیف میں کسی مصیبت کا پہنچنا۔

مسلمانوں کے مصائب پر منافقوں کی خوشی کا یہ جواب

مسئلہ یہاں فتنے سے مراد وہ امور ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار کا تکلیف دہ کرنے سے اعراض کرنا اور مسلمانوں کی مخالفت پر قائم رہنا ہے۔ **[2]** ہر مسلمان کو یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ اسے جو مصیبت پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم و لکھ میں ہے اور اسے وہ پہنچ جانا ہے۔ علت خوشی نہیں لکھتا مزید یہ کہ اس مسئلہ میں بحث اور غور و فکر کرنے سے بچنا چاہئے یہ تکفیر کے مسئلے میں بحث اور غور و فکر ایمان کی بربادی کا سبب بن سکتے ہیں۔ **[3]** منافقین دیوی اسباب سے بھاگنے والے ہیں وہ فانی سہاروں پر بھروسہ کرتے ہیں اور مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کریں اور اسی کی رضا پر راضی رہیں۔

تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ

دو بھلی چیزوں میں سے ایک کا انتظار کر رہے ہو① اور ہم تم پر انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ تمہیں

اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۚ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ

اپنی طرف سے یا ہمارے ہاتھوں سے عذاب دے تو تم انتظار کرو ہم تمہارے ساتھ (بھی) منتظر ہیں ﴿۵۲﴾ تم فرما دو کہ

اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَ

تم خوشی سے خرچ دو یا ناخوشی سے، ہرصورت تمہارے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا② بیشک تم نافرمان قوم ہو ﴿۵۳﴾ اور

مَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَ

ان کے صدقات قبول کئے جانے سے یہ بات مانع ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور

لَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ

وہ نماز کی طرف سستی و کاہلی سے ہی آتے ہیں③ اور ناخوشی سے ہی مال خرچ کرتے ہیں④ ﴿۵۴﴾ تمہیں ان کے مال

اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اور ان کی اولاد تعجب میں نہ ڈالیں⑤ اللہ تو چاہتا ہے کہ ان چیزوں کے ذریعے دنیوی زندگی میں ان سے سخت عذاب کرے

شان نزول منافق کا روزہ نہیں لیا جاتا تھا منافقین کا روزہ جہاد میں خرچ مردود ہونے کی وجہ سے

رسا منافقوں کی مالداری کا راز

ربط ① اس سے مراد یہ ہے کہ جہاد سے یا تو فتح و غنیمت ملے گی یا شہادت نصیب ہوگی۔ ② یہ آیت اُن چھ خاص منافقوں کے بارے میں ہے جس کا حکم عام ہے چنانچہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضا و نیت سے خرچ نہ کرے بلکہ ریاکاری اور نام و نمود کی وجہ سے خرچ کرے تو وہ قبول نہ کیا جائے گا۔ ③ اس آیت سے معلوم ہوا کہ سستی منافقوں کا طریقہ ہے لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ نماز میں سستی سے بچے۔ ④ روزہ میں خرچ کرنے سے تنگ ہونا منافقوں کا طریقہ ہے لہٰذا اللہ عزوجل کی رضا میں خرچ کیا جائے تو خوش دلی سے خرچ کیا جائے۔ ⑤ اس آیت میں خطاب اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن اس سے مراد مسلمان ہیں۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ ان منافقوں کی مالداری اور اولاد پر یہ خوش نہ ہو کہ جب یہ مرد ہیں تو انہیں اتنا مال کیوں دیا؟ اس میں یہ حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان چیزوں کے ذریعے دنیوی زندگی میں ان سے راحت و آرام دور کرے کہ سخت سے سخت مشقت سے ان کی حفاظت کریں اور حسرت سے چھوڑ کر مریں۔

وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۗ وَ

اور تم کفر کی حالت میں ان کی جان نکلے ○ اور وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں حالانکہ

مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ

وہ تم میں سے نہیں ہیں لیکن وہ لوگ ڈرتے ہیں ○ اگر کہیں وہ پناہ کا غار یا کہیں گھسنے کی جگہ

اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ

مل جاتی تو جلدی کرتے ہوئے ادھر پھر جائیں گے ○ اور ان میں سے وہ ہے جو صدقات تقسیم کرنے میں تم پر

فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ

اعتراض کرتا ہے تو اگر انہیں ان صدقات میں سے کچھ دیدیا جائے تو راضی ہو جاتے ہیں اور اگر نہیں ان میں سے کچھ دیا جائے تو اسی وقت

يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا

ناراض ہو جاتے ہیں ○ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں عطا فرمایا اور کہتے ہمیں

اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

اللہ کافی ہے عنقریب اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول بھی دیں گے بیشک ہم اللہ کی طرف رغبت رکھنے والے ہیں ○

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ

زکوٰۃ صرف فقیروں اور بالکل محتاجوں اور زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر کئے ہوئے لوگوں اور ان کیلئے ہے جن کے دلوں میں اسلام کی

عنوان: منافق لوگ مختلف مسلمانوں جیسے تھے — صدقات کی تقسیم پر منافقوں کا اعتراض اور ان کی معذور حالتی

عطائے رسول پر راضی رہنے میں ہی بہتری ہے — زکوٰۃ کے مستحق لوگوں کا بیان

ف ① یہ بات اخلاص نہ ہونے کی علامت ہے کہ جب تک فائدہ ملتا ہے تب تک راضی خوش ہیں اور جب فائدہ منقطع ہو جاتے ہیں تو برا بھلا بیان شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے بھی کسی کی ناراضی کے ڈر سے کسی کے ساتھ مخلص ہونے کا بطلان ہوتا ہے کہ جو شخص ڈر سے فائدہ حاصل کرتے وقت تو خوش اور راضی ہو اور تعریف کرے اور فائدہ منقطع ہو جانے پر سلام لینا تو درکنار الٹا ناراض ہونے کی علامت ہے ② اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرماتے ہیں اور آئندہ بھی عطا کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ جو دیتا ہے اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جو کچھ دیتے ہیں اللہ ہی کے دینے سے دیتا ہے ③ اس آیت میں لفظ صدقہ سے زکوٰۃ مراد ہے اور یہاں زکوٰۃ کے مصارف بیان کیے گئے ہیں۔

قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً

ملکیت میں جائے ۔ اور غلام آزاد کرنے میں اور قرضدار جو چکتے اور اللہ کے راستے میں (غازی اللہ کی راہ میں) اور مسافر کے لئے ہے یہ حصہ کا

مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ

مقرر کیا ہوا حکم ہے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے ۝ اور ان میں کچھ وہ ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں

هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ

وہ تو کان ہیں ۔ تم تمہاری بہتری کے لئے کان ہیں وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور تم

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

میں جو مسلمان ہیں ان کیلئے رحمت ہیں اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے ۝

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ

(اے مسلمانو) تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کریں حالانکہ اللہ اور اس کا رسول اس بات کے زیادہ حقدار ہیں

كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ

رکوع ۸ مسلمان ہیں ۔ کیا وہ یہ نہیں جانتے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو اس کے لیے

جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ

جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی رسوائی ہے ۝ منافقین اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ان کے

شان نزول: شان نزول میں جذبیا الذاع کہہ کے منافقوں کو جو ہے (یہ اب منافقوں کی مسلمانوں کو ہنسی کرنے کی کوشش)

(یہ اب منافقوں کو جواب ہے) (منافقوں کو منافقت ظاہر ہونے کا ڈر)

حل لغات: ① عربی لفظ مؤلفۃ القلوب ہے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرنا اور جنہیں اسلام کی طرف راغب کرنا یا اسلام پر ثابت قدم رکھنا مقصود ہو یہ بھی زکوٰۃ کے مستحقین میں داخل ہیں حضرت صحابہ کرام علیہم الرضوان سے اجماع کی وجہ سے یہ زکوٰۃ کے مستحق نہیں رہے کیونکہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا تو اب اس کی حاجت نہ رہی اور یہ اجماع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں منعقد ہوا تھا ② اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ الٰہی میں عزت و وجاہت کا پتہ چلتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچانے والوں کو دردناک عذاب کی وعید دی گئی ہے ③ آیت کے اس ٹکڑے میں واحد ضمیر کس لئے کی گئی کہ اللہ جل جلالہ کی رضا اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا میں فرق نہیں دونوں کی رضا کا یکساں حکم ہے

عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ

خلاف ورزی کی صورت نازل کر دی جائے جو ان کے دلوں کی پوشیدہ باتیں بتا دے۔ تم فرما دو مذاق اڑاؤ بیشک اللہ ان چیز کو ظاہر کرنے والا ہے

مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۭ قُلْ

جس سے تم ڈرتے ہو۔ اور اے محبوب اگر آپ ان سے پوچھیں تو ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل کر رہے تھے تم فرما دو

اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ

کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم بیشک

بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۭ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَاۗىِٕفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا

ظاہر ایمان کے بعد کافر ہو چکے اگر تم میں سے کسی گروہ کو معاف کر دیں تو دوسروں کو عذاب دیں گے کیونکہ وہ

مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ

مجرم ہیں۔ منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک ہی ہیں برائی کا حکم دیتے ہیں

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ

اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ بند کئے ہیں۔ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اس نے انہیں بھلا دیا بیشک

الثلثۃ

شان نزول منافقوں سے ان کی بے پردگی پر سوال ہوا) منافقوں پر حملہ

تفسیر ان میں لفظ "عَلَيْهِمْ" "تُنَبِّئُهُمْ" اور "قُلُوْبِهِمْ" میں موجود ضمیروں سے متعلق مفسرین نے مختلف اقوال ذکر کیے ہیں ایک قول یہ ہے کہ پہلے دو لفظ میں موجود ضمیروں سے مسلمان اور تیسرے لفظ میں موجود ضمیر سے منافق مراد ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ پہلے لفظ میں موجود ضمیر سے مسلمان اور دوسرے دو لفظ میں موجود ضمیر سے منافق مراد ہیں اور تیسرا قول یہ ہے کہ تینوں لفظ میں موجود ضمیر سے مراد منافق ہیں تینوں صورتوں میں آیت کا ترجمہ مختلف ہو جائے گا ② منافقوں سے اللہ تعالیٰ کی نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی تھی مگر یہاں فرمایا گیا "یا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے ہو" اس سے معلوم ہوا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اللہ تعالیٰ کی توہین ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانا اللہ تعالیٰ اور اس کی تمام آیتوں کا مذاق اڑانا ہے ③ جس شخص سے صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کی شان میں اکراہ و شرعی کے بغیر ایسے کلمات کفر جو عرف میں توہین اور استہزاء کے لئے متعین ہوں تو وہ بیت اور عدم توبہ کے وقت کے بغیر قضاءً اور دیانۃً دونوں طرح کافر ہے ④ ان کا حکم یہ اور بھلائی سے منع کرنا منافق کا کام ہے اس سے ثابت ہوا کہ مسلمان کو ان میں بھی گناہوں کی ترغیب دینا اور نیکی سے روکنا ایسا گناہ ہے جیسے ظالموں کی مدد کرنے والے کو ظالم کہا جاتا ہے اور ان کی طرح گناہگار کہا جاتا ہے بلکہ کسی بھی طرح کا گناہ کرنے یا کرنے سے منع کیا جاتا ہے

الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ

منافقین ہی نافرمان ہیں○ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ

نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

کا وعدہ کیا ہے جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے وہ (جہنم) انہیں کافی ہے اور اللہ نے ان پر لعنت فرمائی اور ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا

مُّقِيْمٌ ﴿٦٨﴾ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا

عذاب ہے○ (اے منافقو!) جس طرح تم سے پہلے لوگ تم سے قوت میں زیادہ مضبوط اور مال اور اولاد میں زیادہ تھے

وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ

تم نے اپنا حصہ لیا پھر جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے اپنا حصہ لیا تو تم نے اپنا حصہ لیا جیسے تم سے پہلے لوگوں نے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ

اپنا حصہ لیا اور تم نے بیہودگی کی طرح بیہودگی کی تو یہ لوگ جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہو گئے اور یہی لوگ

اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ

نقصان اٹھانے والے ہیں○ کیا ان کے پاس

نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَ

ان سے پہلے لوگوں (یعنی) قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور مدین اور الٹ جانے والی

اَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ

بستیوں کے رہنے والوں کی خبر نہیں آئی؟ ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے؟

عنوان منافقوں کی آخروی سزا کا بیان — منافقین مذکر و مؤنث کافروں کے حکم میں

سابقہ امتوں کے عبرتناک انجام سے منافقوں کو تنبیہ

ترجمہ (۱) یہ دنیا میں دولت کی کثرت اور اولاد کی قوت کی بدولت کوئی فضیلت کی علامت نہیں بلکہ یہ تو اللہ کی بارگاہ میں کامیابی ایمان اور تقویٰ و پرہیزگاری کے ساتھ ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے کافر و مومن دونوں کو حصہ ملتا ہے لیکن کافر ان سے صرف دنیا کی نفع حاصل کرتا ہے جبکہ کامل مومن ان سے دنیا اور دین دونوں کے منافع حاصل کرتا ہے۔

اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَ

اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا[1] بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے ۝ اور مسلمان مرد اور

الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ

مسلمان عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے ولی ہیں بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ

منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

حکم مانتے ہیں[2] یہ وہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم فرمائے گا بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے ۝

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ

ان میں ہمیشہ رہیں گے اور عدن کے جنات میں پاکیزہ رہائشوں کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ کی رضا

اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ

سب سے بڑی چیز ہے یہی بہت بڑی کامیابی ہے ۝ اے نبی کافروں اور

ربع ۱۵

ربط: کامل ایمان والوں کے اوصاف — اہل ایماں کو بشارتیں — کفار و منافقین سے جہاد اور ان پر سختی کا حکم

[1] یہاں ظلم سے مراد بے تصور کو سزا دینا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کے ظلم سے پاک ہے وہ جو کچھ کرتا ہے بے شک عین عدل و انصاف ہے۔ [2] ان سے پہلی آیت میں منافقوں کے اور یہاں مخلص ایمان والوں کے جو اوصاف بیان ہوئے ان سے معلوم ہوتے ہیں سامنے رکھتے ہوئے عمومی طور پر تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ غور کریں کہ ان کے اعمال کن لوگوں کے ساتھ ملتے ہیں؟ ان کے اعمال مخلص ایماں والوں کے ساتھ ملتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکر ادا کریں اور اگر اعمال منافقوں کے ساتھ ملتے ہوں تو انہیں چاہئے کہ اپنی عملی حالت کو بہتر بنانے کی بھرپور کوشش کریں اور مخلص ایمان والوں جیسے اوصاف اپنائیں تاکہ وہ منافقوں کے لئے بیان کی گئی وعید میں داخل ہونے سے بچ سکیں۔

الْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾ يَحْلِفُوْنَ

منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی ۱۳ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ سختی برے پہنچنے کی جگہ ہے ○ منافقین

بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَ

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ نہیں کہا حالانکہ بیشک کہا ہے کلمہ کفر کا اور کافر ہو گئے اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے اور

هَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ

نہیں پہنچے اس چیز کا قصد و ارادہ کیا جو نہیں پہنچے ۱۴ اور نہیں بدلہ لیا مگر اس کا کہ غنی کر دیا انہیں اللہ اور اس کے رسول نے اپنے

فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا

فضل سے بھی رہا تو ۱۵ توبہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہوگا اور اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ انہیں

اَلِيْمًا ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِى الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾

دنیا اور آخرت میں سخت عذاب دے گا اور ان کے لئے زمین میں نہ کوئی حمایتی ہوگا اور نہ مددگار ○

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ

اور ان میں کچھ وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم صدقہ دیں گے ۱۶ اور ہم ضرور

خلاصہ رکوع منافقوں کے برے اعمال اور ان کی قبیح ترکیب حد سے بڑھنے والے ایک شخص کا واقعہ

۱۳ منافقوں سے جہاد حجت قائم کرنے کے ساتھ ہوگا اور ہر وہ شخص جس کے عقیدے میں فساد ہو اس کے بارے میں بھی یہی حکم ہے کہ حجت و دلائل کے ساتھ اس سے جہاد کیا جائے اور جتنا ممکن ہو اس کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا جائے ۱۲ منہ (۱۴) یعنی ان کے دلوں میں کفر کرنا حکمرانی اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے بلکہ یہ ان کی شدت پسندی ہے بلکہ یہ اسلام کی تعلیمات اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے البتہ جو بھی سختی یا اسلامی تعلیمات سے منافی قتل و غارت گری ہو وہ حرام ہے ۱۲ (۱۵) اس سے مراد منافقین کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ ہے یا یہ مراد ہے کہ منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے بغیر عبداللہ بن ابی کی تاج پوشی کا ارادہ کیا جو پورا نہ ہوا ۱۲ (۱۶) یہ آیت ثعلبہ نامی شخص ثعلبہ بن ابی حاطب کے بارے میں نازل ہوئی اس نے بارگاہ رسالت میں اپنے مالدار ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی اور آپ سے اصرار کیا چنانچہ دعا کے بعد اس نے بہت سا مال حاصل کیا بعد میں اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا یا دینے سے انکار کیا اس سے متعلق آیت نازل ہوئی تو یہ زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم الٰہی کی بنا پر زکوٰۃ وصول کرنے سے انکار کر دیا

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ

صالحین میں سے ہو جائیں گے ﴿٧٥﴾ پھر جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا تو اس میں بخل کرنے لگے اور

مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ

منہ پھیر کر چلتے گئے ﴿٧٦﴾ تو اللہ نے بھی ان کے دلوں میں نفاق کو ان کے اس دن تک کہ جس دن یہ اس سے ملیں گے پیدا

اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿٧٧﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ

انہوں نے اللہ سے وعدہ کرکے وعدہ خلافی کی اور جھوٹ بولتے رہے ﴿٧٧﴾ کیا انہیں معلوم نہیں تھا کہ

اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿٧٨﴾ اَلَّذِيْنَ

اللہ ان کے دل کی ہر چھپی بات اور ان کی ہر سرگوشی کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب چھپوں کو خوب جاننے والا ہے ﴿٧٨﴾ وہ لوگ

يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ

جو کھلے دل سے خیرات دینے والے مسلمانوں پر اور ان پر جو اپنی محنت مشقت کی بقدر ہی پاتے ہیں

لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۙ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۖ

عیب لگاتے ہیں پھر ان کا مذاق اڑاتے ہیں تو اللہ انہیں ان کے مذاق اڑانے کی سزا دے گا

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ

اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿٧٩﴾ (اے محبوب!) تم ان کی مغفرت کی دعا مانگو یا نہ مانگو اگر تم

شان نزول منافقوں کا مسلمانوں کے صدقات پر اعتراض — اللہ تعالیٰ عالم پوشیدہ چیز سے واقف ہے

منافقوں کی بخشش نہ ہونا اور اس کی وجہ — بیان کا پہلے عہد شکنی و وعدہ خلافی

ذکر ① اس آیت سے تین چیزیں معلوم ہوئیں۔ (1) جو لوگ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو صدقات و خیرات یا عطاؤں پر محمول کرتے ہیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان پر طعن کرتے ہیں وہ منافقین ہیں۔ (2) نیک لوگوں کا نیکی پر مذاق اڑانا منافقین کا کام ہے۔ (3) کبھی بھی مسلمان بھائی سے والوں کو ظالموں کے ظلموں سے تکلیف نہیں ہونی چاہئے بلکہ شعائر پر عمل کرنے والے جیسے نماز کا نام لیوا سے تکلیف ہوتی ہے اور نماز کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ② یہ بندوں کا مذاق اڑانا کبھی تہمت لگانا سب اللہ سے مقابلہ کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا بدلہ لیتا ہے۔

لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ

ستر بار بھی ان کی مغفرت طلب کرے تو اللہ ہرگز ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا یہ اس لئے کہ یہ اللہ

وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ ع

اور اس کے رسول سے ساتھ کفر کیا کرتے تھے[1] اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا[2] ﴿۸۰﴾ پیچھے رہ جانے والے اس بات پر خوش ہوئے

بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

کہ وہ اللہ کے رسول کے پیچھے بیٹھے رہے اور انہیں یہ بات ناپسند تھی کہ اپنے مالوں

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ

اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کے رستے میں جہاد کریں اور لوگوں سے کہا کہ گرمی میں نہ نکلو[3] کہہ دو کہ جہنم کی آگ

جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا

شدید ترین گرم ہے کسی طرح یہ لوگ سمجھ لیں ﴿۸۱﴾ تو انہیں چاہیے کہ تھوڑا سا ہنس لیں اور بہت سا روئیں

كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ

رویں[4] یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے ﴿۸۲﴾ پھر اے حبیب اگر اللہ تمہیں ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے

شان نزول: منافقوں کا رہ جانے پر خوش ہونا اور اس پر وعید — منافقوں کو جہاد میں شرکت کی ممانعت

شرح ① اس آیت میں منافقوں کو رونے کی وجہ بیان فرمائی گئی کہ وہ اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے منکر ہیں اور جو اس کا منکر ہو اور نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اس کے لئے بھی، حسب عادت کی بنا پر دعا بھی کریں، جب بھی اللہ عزوجل اسے نہیں بخشے گا اس کے بخشنے میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی عظمت کا ظہور ہے آپ کا منکر حد سے نہیں جا سکتا کافر کو عذاب سے مفر ہے سے فائدہ کیا ہوتا ہے۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ جو ایمان سے خارج ہوں جب تک کہ وہ توبہ کر کے واپس اللہ عزوجل نہیں ہدایت نہیں ملتی ③ اس آیت میں منافقین کو تھوڑا ہنسنے اور بہت رونے کا حکم نہیں یا پابند منافقین کی حالت کی خبر دینے کے طور پر کلام کیا گیا ہے آیت کا معنی یہ ہے کہ منافقین کو چاہیے کہ ساری زندگی ہنسیں اور خوشیاں منائیں یہ حکم ہے یا کلمہ دنیا کی بے ثباتی کے باوجود قلیل ہے اور آخرت میں ان کا غم اور رونا بہت زیادہ ہوگا کیونکہ آخرت کی مصیبت ہمیشہ کے لئے ہوگی کبھی ختم نہ ہوگی اور ختم ہو جانے والی چیز حقیر ہوتی ہے اس کے مقابلے میں تھوڑی ہی ہے۔ اس آیت میں منافقین سے متعلق کلام سے ملتا جلتا کلام علماء پر بھی ہے بعض جگہ یہی حال بھی حکم دیا گیا ہے کہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں یا رلایا جائے۔

مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّ

جائے اور وہ تم سے جہاد میں ساتھ نکلنے کی اجازت مانگیں تو تم کہہ دینا کہ تم کبھی بھی میرے ساتھ سے چلو گے

لَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا

اور نہ میرے ساتھ کسی دشمن سے لڑو تم نے پہلی دفعہ بیٹھے رہنے کو پسند کیا تو اب پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ

مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى

بیٹھ رہو ﴿۸۳﴾ اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز جنازہ نہ پڑھنا اور نہ ان کی قبر پر

قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾

کھڑے ہونا بیشک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور نافرمانی کی حالت میں مرے ﴿۸۴﴾

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا

اور ان کے مال اور اولاد تمہیں تعجب میں نہ ڈالیں اللہ یہی چاہتا ہے کہ انہیں اس کے ذریعے

فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ

دنیا میں سزا دے اور کفر کی حالت میں ان کی روح نکل جائے ﴿۸۵﴾ اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے

ترجمہ: منافقوں کا جنازہ پڑھنے اور ان کی قبر پر کھڑے ہونے کی ممانعت

منافقوں کا مال و اولاد تمہیں تعجب میں نہ ڈالے بلکہ باعث وبال ہے

قدرت سے یا جو جہاد سے رہ گئے منافقوں کا حال

شرح: آیت سے ثابت ہوا کہ جس شخص سے رہو گا اور قریب ظاہر ہو اس سے تعلق ختم کر دینا، اس سے بیزار کی اختیار کرنی چاہئے رحمتِ عالم کے مدعی ہونے سے کسی کو ساتھ ملانے کی اجازت نہیں ہوتی آج جو لوگ کہتے ہیں ۔ ہر کلمہ گو کو ملاؤ اور ان کے ساتھ تعاون و اتحاد کرو یہ اس حکم قرآنی کے بالکل خلاف ہے (۲) اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے جنازے کی نماز پڑھنے اور ان کے دفن میں شرکت کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ یاد رہے کہ اگر دوں کافر مر جائے تو مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ان کے مرنے پر ان کے لئے دعا کرے اور ان کی قبر پر کھڑا ہو اسی طرح اگر مسلمانوں کے ملک میں کوئی کافر مر جاتا ہے تو مسلمانوں کی رائے کے دعوے دار اس کے مرنے پر اس طرح اظہار افسوس کرتے ہیں جیسے ان کا اپنا بڑا فوت ہو گیا ہو اور اگر اس کی قبر بنی ہو تو اس پر کھڑے ہو کر دعائیں مانگتے ہیں یہ دعا بالکل حرام ہے

اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ

کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو ان کے قوت و طاقت رکھنے والے تم سے رخصت مانگتے

مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ

ہیں اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیجئے تاکہ ہم پیچھے رہنے والوں کے ساتھ ہو جائیں ﴿۸۶﴾ انہیں یہ پسند آیا کہ پیچھے رہنے والی

الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ

عورتوں کے ساتھ ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی تو وہ کچھ سمجھتے نہیں ﴿۸۷﴾ لیکن رسول اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

جو ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا اور

لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

انہی کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی کامیاب ہونے والے ہیں ﴿۸۸﴾ اللہ نے ان کے لیے جنتیں تیار کر رکھی ہیں

ع ۱۱ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ وَجَآءَ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جہاں ان میں ہمیشہ رہیں گے[1] یہی بڑی کامیابی ہے ﴿۸۹﴾ اور بدو

الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ

بہانہ کرنے والے دیہاتی آئے تاکہ انہیں رخصت دے دی جائے اور اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولنے والے

شان نزول: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا جہاد کرنا اور منافقوں کا یہ حیلہ کرنا۔

[1] منافقوں کا جہاد میں شرکت نہ کرنا اور اس کی وعید

ربط: مدت کے باوجود دین اسلام کی مدد کرنا منافقوں کا عمل ہے لہٰذا جہاں بھی مسلمان مظلوم ہوں یا ان کا عقیدہ خطرہ میں ہو یا جہاد ہو وہاں قدرت رکھنے والے ہر مسلمان کو اپنی حیثیت کے مطابق بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

① یعنی ان سے عذر و بہانے قبول کرنے سے باعث ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی تو وہ کچھ سمجھتے نہیں کہ جہاد میں کامیابی و سعادت اور پیغمبر کے ساتھ رہنے میں کیسی ہدایت و حکمت ہے۔ ② جنتی اپنی اپنی جنت کے پورے مالک ہوں گے۔ وہاں صرف مہمان کی طرح نہیں بلکہ حقیقت کے لحاظ سے ہوں گے البتہ اللہ ہی حاضر تو صحیح مہمانوں کی سی ہو گی

رَسُوْلَهٗ ۚ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَى

بھیجے رہے ان میں سے کافروں کو عنقریب دردناک عذاب پہنچے گا ۝ گناہ نہیں پر

الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ

اور بیماروں پر اور خرچ کرنے کی طاقت نہ رکھنے والوں پر

حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ۚ

کوئی حرج نہیں جبکہ وہ بھلے اور اس رسول کے خیر خواہ رہیں ۝ نہیں کسی کو ان پر کوئی راہ

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ اور نہ ان پر کوئی حرج ہے جو آپ کے پاس ان کے آتے ہیں تاکہ آپ انہیں سواری دیدیں آپ نے

قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۖ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ

آپ فرمادیئے تھے میں تمہارے لئے کوئی چیز نہیں پاتا جس پر تمہیں سوار کروں تو وہ اس حال میں لوٹ جاتے تھے کہ ان کی آنکھوں سے

الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ

آنسو جاری تھے اس غم میں کہ وہ خرچ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ۝ مواخذہ تو ان لوگوں پر ہے جو

يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ

باوجود دولتمند ہونے کے آپ سے رخصت مانگتے ہیں یہ پسند ہے انہیں کہ پیچھے رہنے والوں کے ساتھ پیچھے رہ جائیں

وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی تو وہ کچھ نہیں جانتے ۝

خلاصہ جہاد سے معذور لوگوں کا بیان (صحابہؓ اور ان کا شوقِ جہاد) جہاد سے رکنے والے منافقوں اور معذوروں کا

تشریح ۱ یا اہل عذر والوں کا ذکر ہے بعد والوں کے متعلق فرمایا ان پر سے جہاد کی فرضیت ساقط ہے جو لوگ ۲ ان کے تین طبقے بیان فرمائے پہلا طبقہ ضعیف جیسے کمزور بوڑھے بچے عورتیں اور وہ شخص جس میں داخل ہے جو پیدائشی کمزور ضعیف و نحیف ہو دوسرا طبقہ بیمار جس میں اندھے لنگڑے اپاہج بھی داخل ہیں تیسرا طبقہ وہ لوگ جنہیں خرچ کرنے کی قدرت نہ ہو اور یہاں جہاد میں نہ جانے پر وہ لوگ رہ جائیں تو ان پر گناہ نہیں

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ

جب تم ان کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو یہ تم سے بہانے بنائیں گے تم فرمانا بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز تمہاری بات پر یقین نہیں کریں

قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ

گے اللہ نے ہمیں تمہاری خبریں دیدی ہیں اور اب اللہ اور اس کا رسول تمہارے کام دیکھیں گے پھر تمہیں اس کی طرف لوٹایا جائے گا

اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحْلِفُوْنَ

جو غیب اور ظاہر کو جاننے والا ہے تو وہ تمہیں تمہارے اعمال بتادے گا ○ اب جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے

بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ

تو تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو تو تم ان سے درگزر ہی کرو یہ ناپاک ہیں

وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا

اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے بدلہ ان کے اعمال کا ہوگا ○ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے

عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾ اَلْاَعْرَابُ

راضی ہوجاؤ تو اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو بیشک اللہ تو نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوگا ○ دیہاتی (منافق)

شان نزول منافقوں کی بہانے بازی کی پیشگی خبر اور قسمیں جو اب کھلی قسمیں کھانے والے منافقوں سے اعراض کی ہدایت

دیہاتی منافق کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں

لغت عربی لفظ عالم الغیب اللہ تعالیٰ کا منصب خاص ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے جس مقربین بارگاہ کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے اس سے ہمارے میں یہ لفظ نہیں بولتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے وہ غیب جانتے ہیں یا غیب پر مطلع ہیں یا غیب پر حاوی ہیں لیکن کبھی عالم الغیب نہیں بولا جاسکتا کیونکہ اس لفظ کا استعمال اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے ۔ (۲) یعنی دیہات میں رہنے والے منافق کفر اور منافقت میں شہر میں رہنے والوں سے زیادہ سخت ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ لوگ علم کی مجلس اور علماء کی صحبت سے دور رہتے ہیں قرآن و حدیث اور وعظ و نصیحت نہیں سنتے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرائض مجھ پر اور احکام دے ہیں میں اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائے ہیں ان میں سے جاہل رہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جہالت شدت پیدا کرتی ہے اور جو شخص باوجود شدت کا عادی ہے وہ علم سے دور رہے۔ اس سے روکنے میں بھی ایک گونہ شدت کی طرف مائل ہے اس لئے سب کو مشترک قرار دیتا ہے یہ شدت بھی جہالت کی علامت ہے

أَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ

کفر اور منافقت میں زیادہ سخت ہیں اور اس قابل ہیں کہ ان احکام سے جاہل رہیں جو اللہ نے اپنے رسول پر

رَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٩٧﴾ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ

نازل فرمائے ہیں اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے ﴿٩٧﴾ اور کچھ دیہاتی وہ ہیں کہ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں

مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ

اسے تاوان سمجھتے ہیں اور تم پر گردشیں آنے کے انتظار میں رہتے ہیں برائی کی گردش انہی پر ہے اور اللہ سننے والا

عَلِيمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا

جاننے والا ہے ﴿٩٨﴾ اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو

يُنفِقُ قُرُبَاتٍ عِندَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ ۚ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۚ

خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے ہاں نزدیکی اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ان کو بیشک وہ ان کے لیے (اللہ کے) قرب کا ذریعہ ہیں۔

سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩٩﴾ وَالسَّابِقُونَ ع

عنقریب اللہ انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا ۚ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿٩٩﴾ اور پہلے پہل

الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ

اور انصار میں سے سابقین اولین[1] اور دوسرے وہ جو بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے ہیں ان سب سے

شان نزول دیہاتی منافقوں کی سلام شعبی اور مسلمانوں کی بدخواہی ﴿ مخلص ایمان والے دیہاتیوں کی اچھی سیرت اور ان کا صلہ

مہاجرین و انصار میں سے سابقین اولین اور ان کے نیک کاروں پر عظیم بشارت

لغت ﴿٩٧﴾ اس سے معلوم ہوا کہ جب انسان میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کی سچی تاثیر ہو تو پھر کفر بلکہ جہالت کی رسائی سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے مبارک ہونے کا کیا کہنا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر اچھی چیز کے حصول کا ذریعہ یہاں آیت میں قرب الٰہی کے ساتھ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا حصول ایک مقصد کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ [2] سابقین مہاجرین سے مراد وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے ایمان لانے میں سبقت کی اور سابقین انصار سے مراد بیعت عقبہ اولیٰ بیعت عقبہ ثانیہ اور بیعت عقبہ ثالثہ میں شرکت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ

اللہ راضی ہو اور یہ اللہ سے راضی ہیں اور اس نے ان کیلئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ ہمیشہ

فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ

ان میں رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے ۝ اور تمہارے آس پاس دیہاتیوں میں سے کچھ منافق ہیں

وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ۛؔ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ

اور کچھ مدینہ والے بھی وہ منافقت پر اڑ گئے ہیں تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِیْمٍ ۝ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا

عنقریب ہم انہیں دو مرتبہ عذاب دیں گے پھر انہیں بڑے عذاب کی طرف پھیرا جائے گا ۝ اور کچھ دوسرے لوگ ہیں جنہوں نے

بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ ؕ

اپنے گناہوں کا اقرار کیا انہوں نے ملا جلا عمل کیا کچھ اچھا اور دوسرا برا عنقریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے گا

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّیْهِمْ

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ اے حبیب تم ان کے مال سے زکوٰۃ وصول کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ

بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

کردو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دل کا چین ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے ۝

شانِ نزول مدینے کے گرد و نواح اور ان کے رہنے والے کچھ منافق موجود ہوئے ہیں تھے اور جن کی سزا غزوۂ تبوک میں عدم شرکت پر جدا کا

قرآن کے لفظوں کو غور سے پڑھنے والوں کو خوب توبہ کی بشارت معافی پانے والوں کے بارے میں مژدۂ جاں فزا سنائے جانے والوں کا چین ہے

تفسیر ① اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کے اچھا یا برا ہونے کا فیصلہ صرف ایک جگہ سے نہیں ہو سکتا جیسے مدینہ منورہ میں رہنے کے باوجود کچھ لوگ منافق ہو گئے ان کی مذمت ہوئی ہے وہاں عقیدہ صحیح ہے تو پھر مکہ کی نصیحت بھی کام دیتی ہے ② حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منافقین کا حال جاننے کی یہ نفی اس وقت کی ہے جب آپ کو ان کا علم عطا نہیں ہوا تھا بعد میں ان کا علم عطا دیا گیا تھا ③ دو مرتبہ عذاب دینے سے مراد یہ ہے کہ ایک بار تو بیماریوں اور قتل کے ساتھ اور دوسری مرتبہ قبر میں عذاب دیں گے ④ یہاں اچھے عمل سے مراد قصور کا اعتراف اور توبہ کرنا ہے وہ سابقہ غزوات میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوتا رہا طاعت کے تمام اعمال مراد ہیں اس صورت میں یہ آیت تمام مسلمانوں کے بارے میں ہو گی ⑤ یہاں برے عمل سے تخلف یعنی جہاد سے رہ جانا مراد ہے

أَلَمْ يَعْلَمُوٓا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِۦ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَٰتِ وَ

کیا نہیں معلوم کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور خیرات (اپنے ہاتھ میں) لیتا ہے اور

أَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَ

بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ﴿۱۰۴﴾ اور (ان سے) کہدو کہ تم عمل کرو اللہ اور اس کے رسول

رَسُولُهُۥ وَالْمُؤْمِنُونَ ۖ وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَٰدَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا

اور مسلمان تمہارے کام دیکھیں گے اور جلد ہی تم (خدائے) علام الغیب والشہادۃ کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو تم (دنیا میں) کرتے تھے

كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾ وَءَاخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَإِمَّا

تمہیں (اس سے) اطلاع دے گا ﴿۱۰۵﴾ اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا حکم آنے تک (کچھ) نہیں کہا جاتا (کہ ان کو سزا دی جائے گی یا) توبہ قبول کی جائے گی یا تو اللہ انہیں عذاب دے گا اور یا

يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٠٦﴾ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا

ان کی توبہ قبول فرمائے گا اور اللہ علم والا حکمت والا ہے ﴿۱۰۶﴾ اور کچھ منافق (اور) ہیں (کہ) جنہوں نے نقصان پہنچانے کے لئے

وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُۥ

اور (مسلمانوں میں) کفر (پھیلانے) اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے اور اس شخص کے انتظار کے لئے مسجد بنائی جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول

مشکل الفاظ: اللہ تعالیٰ ہی توبہ و صدقات قبول فرماتا ہے — اطاعت گزاروں و عیب اور گناہگاروں کو جانتا ہے

توبہ کی قبولیت موقوف رکھے جانے والوں کا بیان — مسجد ضرار بنانے والے منافقوں کے بد ترین مقاصد

حل لغات: ① اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صدقات و خیرات کو قبول فرماتا ہے اور اس پر ثواب عطا فرماتا ہے۔ ② عالم الغیب سے وہ علم مراد ہے جو انسان کے حواس سے پوشیدہ ہو اور عالم الشہادۃ سے وہ علم جو حواس سے ظاہر ہو۔ اللہ تعالیٰ کا علم دونوں کو محیط ہے۔ ③ یہ آیت منافقوں کی اس جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے مسجد قبا کو نقصان پہنچانے اور اس کی جماعت میں تفریق ڈالنے کے لئے اس کے قریب ایک مسجد بنائی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کے نام پر بھی مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے اور اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کی جا سکتی ہے لہٰذا ایسی مسجدوں سے بھی دور رہا جائے جہاں اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے اور جہاں مسلمانوں کو باطل تعلیم دے کر گمراہ کیا جاتا ہے۔

مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ

کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو صرف بھلائی کا ارادہ کیا تھا اور اللہ گواہ ہے کہ وہ یقینا

لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ۭ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ

جھوٹے ہیں ۝ اے حبیب! آپ ان مسجد میں کبھی کھڑے نہ ہوں بیشک وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے پرہیزگاری پر

يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ

رکھی گئی ہے وہ اس کی مستحق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں وہ لوگ ہیں جو خوب پاک ہونا پسند کرتے ہیں اور

يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰي تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَ

خوب پاک ہونے والوں سے محبت فرماتا ہے ۝ تو کیا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ سے ڈرنے اور اس کی رضا پر رکھی

رِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰي شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ

اور بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک کھائی کے کنارے پر رکھی جو گرنے والی ہے پھر وہ عمارت اس کو لے کر جہنم

جَهَنَّمَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا

کی آگ میں گر پڑے اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ۝ ان کی تعمیر شدہ عمارت ہمیشہ ان کے دلوں میں

ع ۱۴ رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ اللّٰهَ

کھٹکتی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ علم والا حکمت والا ہے ۝ بیشک اللہ

اشْتَرٰي مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ

نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بدلے میں خرید لئے کہ ان کے لیے جنت ہے وہ اللہ کی راہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَ

میں جہاد کرتے ہیں تو قتل کرتے ہیں اور شہید ہوتے ہیں یہ اس سے وعدہ کرم پر سچا وعدہ ہے توریت اور انجیل اور

فوائد مسجد ضرار کی بنیاد رکھنے والوں کی مذمت — مسجد قباء اور اس کے بانیوں کی فضیلت و تعریف — اچھی نیت اور اچھے عمل کا تقابل — مسجد ضرار بنانے کے نتائج و اثرات — اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا مال کس قیمت سے خریدا ہے

ربط اس سے مراد مسجد قباء اور مسجد ضرار کا یہ فرق بیان کرنا ہے کہ اس سے مسجد کیا بنانا مراد ہے

الْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ

قرآن میں اور اللہ سے بڑھ کر اپنے وعدے کو پورا کرنے والا کون ہے؟ پس تم اپنی اس خرید و فروخت پر جو تم نے اللہ کے ساتھ کی ہے

وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ

اور یہی بڑی کامیابی ہے ﴿۱۱۱﴾ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، تعریف کرنے والے، روزے رکھنے والے،

الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ

رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے اور

الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ

اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں[1] اور مسلمانوں کو (جنت کی) خوشخبری سنا دو ﴿۱۱۲﴾ نبی اور ایمان والوں کے

اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

لئے نہیں کہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں گرچہ وہ رشتہ دار ہوں[2] جبکہ ان کے لئے واضح ہو چکا ہے

لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ

کہ وہ دوزخی ہیں[3] ﴿۱۱۳﴾ اور ابراہیم کا اپنے باپ کی مغفرت کی دعا کرنا صرف ایک وعدے کی وجہ سے تھا جو

عنوان: کامل ایمان والوں کے اوصاف — مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کرنے کی ممانعت

پہچانئے مغفرت اور بخشش کے مستحق اور مستغفر کی نوعیت اور اوصاف اور نبی

شرح اللہ تعالیٰ نے بندوں پر جن احکام کا پابند کیا وہ عبادات اور معاملات پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے جن کاموں کو کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ایمان اور جن سے منع کیا ان سے رک جانا حدود اللہ کی حفاظت کرنا ہے۔ علامہ الغافہ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو پورا کرنے والے حدود اللہ کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں دونوں چیزوں کی اہمیت ہے۔ نہ تو حقوق اللہ میں کمی ہو اور حقوق العباد چھوڑ دیں اور نہ حقوق العباد میں مصروف ہو کر حقوق اللہ سے غافل ہو جائیں۔ ہاں بعض اوقات شرائط و آداب کی رعایت نہ ہونے کی وجہ سے عبادت میں نقص آ جاتا ہے اور یہ دین سے جہالت کی وجہ سے ہے۔ (2) جب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا تھا کہ میں تمہارے لئے مغفرت کروں گا جب تک مجھے ممانعت نہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ممانعت فرما دی۔ (3) کسی مشرک کا مرتے وقت تک مسلمان نہ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہ کافر اور جہنمی پر اسلام کے احکام جاری نہیں ہوتے اگرچہ حقیقت حال پر خبر اللہ عزوجل ہی دے جیسے کسی کافر کا مرتے وقت تک مسلمان رہنا اس کے اسلام پر مرنے کی علامت ہے اگرچہ اس کے خاتمہ کا حال ہمیں معلوم نہیں یہی اس آیت کریمہ کا مقصد ہے۔

مَوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ

کہیں سے کی تھی جو اس نے کہا تھا (۱) پھر جب ابراہیم کے لئے یہ بالکل واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے بیشک ابراہیم

لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ۝۱۱۴ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى

بہت آہ و زاری کرنے والا بہت برداشت کرنے والا تھا (۲) اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد سے گمراہ کر دے

يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۱۵ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ

جب تک نہیں صاف بتا دے کہ کس چیز سے انہیں بچنا ہے بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے ۝ بیشک اللہ ہی کے لئے ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے وہ زندہ کرتا ہے اور وہ مارتا ہے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی ہے اور

لَا نَصِيْرٍ ۝۱۱۶ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَي النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ

نہ مددگار ۝ بیشک اللہ نے رحمت متوجہ ہوئی نبی پر اور ان مہاجرین اور انصار پر (۳) جنہوں نے مشکل

اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ

وقت میں نبی کی پیروی کی (۴) حالانکہ قریب تھا کہ ان میں سے بعض لوگوں کے دل پھر جائیں

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۱۷ۙ وَّعَلَي الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ

پھر اللہ کی رحمت ان پر متوجہ ہوئی بیشک وہ ان پر بہت مہربان بڑا رحم فرمانے والا ہے ۝ اور ان تین پر بھی رحمت سے توجہ فرمائی جن

عنوان موضوع عمل پر گفت سے متعلق کچھ قانون قدرت اور شان الٰہی کا بیان

عمدہ جو کے لوگوں کے لئے ہدایت پر رحمت کی تمین صحابہ کی بیقراری اور غیبی تحویت توبہ کی اشاعت

حل لغات (۱) اس سے وہ وعدہ مراد ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر سے کیا تھا کہ میں تیرے لئے دعائے مغفرت کرتا رہوں گا۔ (۲) یہ ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے۔ (۳) یہ ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے۔ (۴) اس آیت میں توبہ کی توثیق کی گئی اور اس توبہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول بھی فرمایا۔ (۵) مشکل گھڑی سے مراد غزوۂ تبوک ہے جسے غزوۂ عسرت بھی کہتے ہیں۔ اس غزوہ میں تمام تر مشکلات اور تنگیوں کے باوجود صحابہ رضی اللہ عنہم نے صدق و یقین اور ایمان و اخلاص کے ساتھ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاں نثاری میں ثابت قدم رہے

خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ

کا معاملہ موقوف کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور وہ اپنی جانوں سے تنگ

اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ

آ گئے اور لوگوں سے یقین کر لیا کہ اللہ کی پکڑ سے بچنے کی اس کے سوا کوئی پناہ نہیں تو اللہ نے ان پر توبہ قبول فرمائی تاکہ وہ توبہ قبول کرتے رہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ ع ۱۶

بیشک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ○ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ

ہو جاؤ ○ اہل مدینہ اور ان کے گرد رہنے والے دیہاتیوں کے لئے مناسب نہیں تھا کہ

يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

وہ اللہ کے رسول سے پیچھے بیٹھے رہیں اور نہ یہ کہ اپنی جان سے بڑھ کر رسول کو عزیز سمجھیں یہ اس لئے ہے کہ

لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا

اللہ کے رستے میں انہیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک پہنچتی ہے اور جہاں کفار کو غصہ دلانے والی جگہ

يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَ لَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ

پر قدم رکھتے ہیں اور جو چوٹ دشمن سے حاصل کرتے ہیں ان سب کے بدلے ان کے لیے نیک عمل لکھا جاتا ہے بیشک

عنوان اللہ سے ڈرنے اور سچوں کے ساتھ ہونے کا حکم — غزوہ میں غیر حاضر ہونے کی ممانعت اور مجاہدین کی عظمت و شان

ربط پیچھے بیان ہوا ہے کہ تین صحابہ حضرت کعب بن مالک وغیرہما کی آزمائش ہوئی۔ ان کا معاملہ موقوف کر دیا گیا جس کی وجہ سے انہیں تین سخت آزمائشیں پیش آئیں (۱) اور حتیٰ کہ زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی کہ کہیں چین نہ ملتا تھا (۲) وہ اپنی جان سے تنگ آ گئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ان کی زندگی بوجھ معلوم ہونے لگی (۳) ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیئے جانے پر یقین ہو گیا کہ اب ہماری پناہ وہی ہے۔ جب ان کا یہ حال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ بخوشی قبول فرمائی اور اس کا اعلان کیا تاکہ نہیں اس کی قدر ہو اور آئندہ توبہ پر قائم رہیں۔ ﴿۱۱۸﴾ یہاں تک مدینہ سے مدینہ طیبہ میں سکونت رکھنے والے عام لوگوں کو خطاب تھا خواہ وہ مہاجرین ہوں یا انصار اور عرب سے قرب و جوار کے تمام دیہاتی رہنے والوں کو۔

اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً

اللہ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا ۔ اور جو کچھ تھوڑا اور زیادہ وہ خرچ کرتے ہیں

وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا

اور جو وادی وہ طے کرتے ہیں سب ان کے لیے لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ ان کے بہتر کاموں کا انہیں بدلہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ

عطا فرمائے ﴿۱۲۱﴾ اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکل جائیں تو ان میں ہر گروہ میں سے کیوں

فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَاۗىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا

جماعت کیوں نہیں نکل جاتی[1] تاکہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کریں[2] اور جب ان کی طرف واپس آئیں تو وہ انہیں

اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ ع ۱۶

ڈرائیں تاکہ یہ ڈر جائیں ﴿۱۲۲﴾ اے ایمان والو ان کافروں سے جہاد کرو جو تمہارے

مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا

قریب ہیں[3] اور وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ﴿۱۲۳﴾ اور جب

ربط علم دین حاصل کرنے کا حکم دینے کا بنیادی مقصد، کفار سے جنگ کرنے کے آداب

قرآن پاک سے منافقوں کا طریقہ

حل لغت [1] یعنی علم حاصل کرنے کے لئے سب مسلمانوں کا اپنے وطن سے نکل جانا درست نہیں کہ اس طرح شدید حرج ہوگا تو سب سارے نہیں جاسکتے بلکہ ہر بڑی جماعت سے ایک چھوٹی جماعت جس کا نکلنا تبلیغ فاسق ہو کیوں نہیں نکل جاتی تاکہ وہ دین میں فقاہت حاصل کریں اور ان سے حصول میں مشغول رہیں اور ان سے ان کا مقصود واصل ہو کہ بقیہ قوم وعظ نصیحت کرنا ہو تاکہ اس کی قوم کے لوگ اس چیز سے بچیں جس سے بچنا ہمیں ضروری ہے۔ [2] علم دین حاصل کرنا فرض ہے۔ اس کی تقسیم یہ ہے کہ جو چیزیں بندے پر فرض و واجب ہیں اور جو اس کے لئے ممنوع و حرام ہیں اور اسے درپیش ہیں ان کا سیکھنا فرض عین ہے اور اس سے زائد علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے فقہ افضل ترین علوم میں سے ہے فقہاء دین نے علم کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں فقہ بھی اس کا عظیم مصداق ہے۔ [3] جہاد تمام کافروں سے واجب ہے قریب کے ہوں یا دور کے لیکن قریب والے مقدم ہیں پھر وہ جو ان سے متصل ہوں۔

مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

کوئی سورت اترتی ہے تو ان منافقین میں سے کوئی کہتا ہے کہ اس سورت نے تم میں کس کے ایمان میں اضافہ کیا ہے؟ تو جو

اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

ایمان والے ہیں ان کے ایمان میں تو اس نے اضافہ کیا اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں ﴿۱۲۴﴾ اور جن کے دلوں میں

مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ

مرض ہے تو ان کی ناپاک پر مزید ناپاکی کا اضافہ کر دیا اور وہ کفر کی حالت میں مر گئے ﴿۱۲۵﴾ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ

اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ

ہر سال یہ ایک یا دو مرتبہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں پھر بھی نہ وہ توبہ کرتے ہیں اور نہ وہ

يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ

نصیحت پکڑتے ہیں ﴿۱۲۶﴾ اور جب کوئی سورت اترنے کی حالت ہے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں کہ

يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ

تمہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا پھر پلٹ جاتے ہیں اللہ نے ان کے دل پلٹ دیئے ہیں کیونکہ یہ لوگ

لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

سمجھتے نہیں ﴿۱۲۷﴾ بیشک تمہارے پاس تم میں سے وہ عظیم رسول تشریف لے آئے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت شاق گزرتا ہے

خلاصہ: ایمان لانے اور منافقوں پر قرآن مجید کا اثر — منافقوں کی آزمائش اور ان کا حال

یا: کفار و حالات سے منافقین کا فرار — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف و عظمت

ف ۱ ہر مومن ہر مصیبت و عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اسے اپنے گناہ کا نتیجہ یا آزمائش سمجھتا ہے جبکہ کافر کی نگاہ ہر موسم کی خرابیوں اور بیماری اسباب پر ہوتی ہے اور یہ منافقین دونوں حال (آج کی بہت بڑی تعداد کا ہے) نہ یہ اب اور نہ اس طرح کی کسی بھی آفت و مصیبت کو عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ صرف سیاسی توجیہات میں لگا شروع کر دیتے ہیں۔ ② اس آیت مبارکہ میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی غرض، مومنین کا بیان، خلق حمیدہ، اوصاف جلیلہ اور فضیلت و شرف کا بیان ہے۔

حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ

تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے مسلمانوں پر بہت مہربان رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۲۸﴾ پھر اگر وہ پھر جائیں تو تم فرما دو مجھے

اللّٰهُ ۫ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

اللہ کافی ہے اس نے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میرا بھروسا ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے ○

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ ۱۰ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیات ۱۰۹ رکوعات ۱۱

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَاۤ

الٓرٰ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ○ کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہے کہ ہم نے ان میں

اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَهُمْ

سے ایک مرد کی طرف یہ وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سنا اور جو ایمان والے ہو خوشخبری دو کہ ان کے لیے

قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذٰى لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲﴾

ان کے رب کے پاس سچی عزت ہے کافروں نے کہا بیشک یہ تو کھلا جادوگر ہے ○

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ

پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے وہ کام کی تدبیر فرماتا ہے کوئی سفارش اس کی اجازت کے بعد ہی ہے

الجزء الثالث ۱۳ — تلک الرسل — القسم الثالث

فوائد: ربانی سے منہ پھیرنے پر کفار کو سخت وعید — قرآن پاک حکمت والی کتاب ہے

توحید اور بعثت و رسالت پر کفار کا تعجب — عظمت و شان الٰہی کا بیان اور کفار کو تنبیہ

لغات: ﴿۱﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے رؤف و رحیم ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال محبت یہ ہے ﴿۲﴾ اس آیت میں قدم سے کس جگہ یعنی مقام مراد ہے اور مفسرین نے قدم صدق کے معنی کیا بیان فرمائے ہیں بہترین مقام، جنت میں بلند مرتبہ، نیک اعمال کا اجر، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت۔

إِذْنِهِۦ ۚ ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝٣ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ

سفارش ہو سکتی ہے۔ یہ اللہ تمہارا رب ہے تو تم اس کی عبادت کرو تو کیا تم سمجھتے نہیں ۝٣ اسی کی طرف تم سب کو

جَمِيعًا ۖ وَعْدَ ٱللَّهِ حَقًّا ۚ إِنَّهُۥ يَبْدَؤُا۟ ٱلْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ لِيَجْزِىَ ٱلَّذِينَ

لوٹنا ہے یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے۔ بیشک وہ پہلی بار (بھی) پیدا کرتا ہے پھر (فنا کرنے کے بعد) دوبارہ بنائے گا تاکہ ایمان لانے والوں

ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ بِٱلْقِسْطِ ۚ وَٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ

اور اچھے عمل کرنے والوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے اور کافروں نے لیے ان کے کفر کی وجہ سے شدید گرم

وَعَذَابٌ أَلِيمٌۢ بِمَا كَانُوا۟ يَكْفُرُونَ ۝٤ هُوَ ٱلَّذِى جَعَلَ ٱلشَّمْسَ ضِيَآءً وَٱلْقَمَرَ

پانی کا مشروب اور دردناک عذاب ہے ۝٤ وہی ہے جس نے سورج کو روشنی اور چاند کو

نُورًا وَقَدَّرَهُۥ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا۟ عَدَدَ ٱلسِّنِينَ وَٱلْحِسَابَ ۚ مَا خَلَقَ ٱللَّهُ ذَٰلِكَ

نور بنایا اور چاند کے لیے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب جان لو اللہ نے یہ سب حق کے

إِلَّا بِٱلْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ ٱلْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝٥ إِنَّ فِى ٱخْتِلَٰفِ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ

ساتھ پیدا فرمایا وہ علم والوں کے لیے تفصیل سے نشانیاں بیان کرتا ہے ۝٥ بیشک رات اور دن کی تبدیلی میں

وَمَا خَلَقَ ٱللَّهُ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَّقُونَ ۝٦ إِنَّ ٱلَّذِينَ

اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ان میں ڈرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں ۝٦ بیشک وہ لوگ جو

عنوان حشر، کشر کا بیان اور دوبارہ پیدا کرنے کا اہم مقصد — سورج و چاند سے جڑی قدرت کی دو دلیلیں

(قد جاءتکم) کی مزید نشانیاں — حشر پر ایمان لانے والوں کی صفات اور ان کا انجام

مسئلہ (۱) یہاں سے پہلے کافروں کے ان قول کا کہ "اب ان کی شفاعت کریں گے" کا رد ہے۔ بتایا گیا کہ شفاعت عزت پانے والوں کے متعلق ہوگی اور عزت پانے والے صرف وہ ہیں گے جن کے مقبول بندے ہوں گے۔ کثیر احادیث سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء صالحین رضی اللہ عنہم اور دیگر بھی شفاعت فرمائیں گے اور ان شفاعت کرنے والوں کے سردار اور آقا مولیٰ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم ہوں گے۔ یہ دن آخرت کا دن ہے۔ مقبولانِ الٰہی میں قدرت والی شان کی نشانیاں پرہیزگاروں کے لئے ہیں یہ تو ان چیزوں میں سے ہے جن کا ایمان و عرفان صرف خوف خدا رکھنے والوں کو میسر ہوتا ہے جبکہ بہت سے کافر یہ چیزیں دیکھ کر سرکش ہو جاتے ہیں جیسے آج کل سائنس والوں نے سائنس میں ترقی کر کے خدا جل جلالہ کا انکار کر دیا

لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا

ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے ہیں اور اس پر مطمئن ہو گئے ہیں اور وہ جو ہماری نشانیوں

غٰفِلُوْنَ ۙ﴿۷﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

سے غافل ہیں ﴿۷﴾ ان لوگوں کا ٹھکانہ ان کے اعمال کے بدلے میں دوزخ ہے ﴿۸﴾ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ

نیک عمل کئے ان کے ایمان کے سبب ان کا رب ان کو منزل مراد پر پہنچائے گا ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۹﴾ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَ

نعمتوں کے باغوں میں ہوں گے ﴿۹﴾ ان کی دعا وہاں میں یہ ہوگی کہ اے اللہ تو پاک ہے اور رحمت میں ان کی ملاقات کا تحفہ "سلام" ہوگا اور

اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ

ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے ﴿۱۰﴾ اور اگر اللہ لوگوں پر جلد ہی اسی طرح

اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ

جلدی بھیجتا جس طرح وہ بھلائی جلدی طلب کرتے ہیں تو ان کی مدت ان کی طرف پوری کر دی جاتی تو جو لوگ ہماری ملاقات کی امید

ع ۱۱

ترجمہ ۱۰ویں رکوع کا خلاصہ — (اہل جنت کی دعا اور سلام) — (بددعا کا جلد قبول نہ ہونا رحمت الٰہی ہے)

ربط ① یہاں آیت مبارکہ میں کفار کے عقائد کے اعتبار سے ان کے یہ حوال بیان فرمائے گئے ہیں لیکن عملی طور پر مسلمان بھی ان میں سے بہت سی چیزوں میں ملوث ہیں جیسے دنوں سے قیامت کے حساب کتاب اور عذاب الٰہی کا خوف نکل جانا دنیا کی محبت کو دل میں پسند کرنا اور اسی لینے کی کوشش کرنا اور اسی پر مطمئن ہو کر بیٹھ جانا۔ قرآن اور حقانیت الٰہیہ سے غفلت، ان کاموں کا سخت ہونا شدید، عبرتیں ان گناہوں سے بازنہ آنا یہ سب چیزیں ہمارے اندر ہیں آیت کریمہ میں اعمال کفار کا عکس کیوں رکھا گیا ہے تو ② کیا ہے کہ ان کے کلام میں بدء اللہ ملائکہ کی تعظیم تحریہ سے ہوگی۔ کلام کا اختتام ان کی حمد و ثنا پر ہوگا اور ان سے دوران جو چالیں گے ہیں میں سلام کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں بھی ہوگی۔ ③ ہماری تمام عبادتیں قبول ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور بھی رائی و جہاں بھی ہیں: ہر قصہ میں اپنے آپ و اپنا مال بچوں و دوستوں چاہئے بلکہ وقت رسم تعالیٰ سے خیر ہی مانگنی چاہئے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات بددعا کیلئے بددعا اور وہ قبولیت کی گھڑی بھی جس کے نتیجے میں اولاد پر بھی وہ مصیبت آ جاتی ہے جس کی بددعا کی ہوتی ہے لہٰذا اس طرح کی چیزوں سے حتی الوسع بچنا چاہئے۔

لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ

نہیں رکھتے ہم کہ ہیں ان کی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتے ہیں ۝ اور جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے لیٹے ہوئے اور

قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ

بیٹھے ہوئے اور کھڑے ہوئے (ہر حالت میں ہمیں) پکارتا ہے پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو یوں چل دیتا ہے گویا کبھی کسی تکلیف کے پہنچنے پر

مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا

(ہمیں) پکارا ہی نہیں تھا ۚ حد سے بڑھنے والوں کے لئے ان کے عمل یونہی خوشنما بنا دیئے گئے ۝ اور بیشک ہم نے تم سے پہلی

الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا

قوموں کو ہلاک کر دیا جب انہوں نے ظلم کیا اور ان کے پاس ان کے رسول روشن دلائل لے کر تشریف لائے اور وہ

لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي

ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لاتے ہم یونہی مجرموں کو بدلہ دیتے ہیں ۝ پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں

الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا

جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو ۝ اور جب ان کے سامنے ہماری روشن آیات کی

لغوی تحقیق (تکلیف، راحت کے وقت کافر کا حال) سابقہ قوموں کا حال اور ان کا انجام سابقہ قوموں سے عبرت حاصل کرنے کا حکم

قرآن مجید سے متعلق کفار کا ایک مطالبہ اور اس کا جواب

ربط ۝ اس آیت سے مقصود یہ ہے کہ انسان مصیبت کے وقت بہت ہی بے صبرا ہے اور جس وقت نہایت ناشکرا کہ جب تکلیف پہنچتی ہے تو کھڑے بیٹھے ہر حال میں دعا کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ تکلیف دور کر دیتا ہے تو شکر بجا نہیں لاتا اور یوں سابقہ حالت کی طرف لوٹ جاتا ہے یہ حال عاقل شخص کا ہے جبکہ عقلمند مومن کا حال اس کے خلاف ہے وہ مصیبت و بلا پر صبر کرتا ہے اور راحت و آسائش میں شکر کرتا ہے اور تکلیف و راحت سے جملہ حالات میں اللہ تعالیٰ سے حضور قلبی اور دعا کرتا ہے سے سامنے رکھ کر ہمیں ہر حال پر غور کرنا چاہئے کہ ہم کس گروہ کے پیچھے ہیں اور ہمارے اندر کس گروہ کی علامات پائی جاتی ہیں۔(۱) اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھے بغیر نہیں جانتے اور جب مشاہدہ میں عمل آئے گا تو اللہ تعالیٰ کو علم ہوگا بلکہ یہاں مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ایسا معاملہ فرمائے گا جیسا امتحان لینے والا لوگوں کے ساتھ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ ہی کسی چیز کا علم ہونا ممکن ہے۔

بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ

حالت میں آتی ہیں تو ہم سے ملاقات کی امید نہ رکھنے والے کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آ یا اسے تبدیل کر دے

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ

تم فرما دو مجھے حق نہیں کہ میں اسے اپنی طرف سے تبدیل کر دوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے

اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ

اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے ﴿۱۵﴾ تم فرما دو کہ اللہ چاہتا

مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ

تو میں تمہارے سامنے اس کی تلاوت نہ کرتا اور وہ تمہیں اس سے خبردار نہ کرتا بیشک میں اس سے پہلے تمہارے درمیان عمر گزار چکا ہوں

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ

تو کیا تمہیں عقل نہیں ﴿۱۶﴾ تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے بیشک مجرم

لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ

فلاح نہیں پائیں گے ﴿۱۷﴾ اور (یہ مشرک) اللہ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو نہیں ان کا نقصان دے سکے اور نہ نفع دے سکے

وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي

اور یہ کہتے ہیں کہ یہ (بت) اللہ کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی ہیں ﴿۱۸﴾ تم فرما دو کیا تم اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو اس کے علم میں

لغوی تحقیق: مَا يَكُوْنُ لِيْ = میرے لیے روا نہیں۔ مَا تَلَوْتُهٗ = میں نہ پڑھتا۔ لَا اَدْرٰىكُمْ = نہ تمہیں خبردار کرتا۔

حل: ① اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضور کے ساتھ غلام کی قطعی چیزوں میں سے کسی چیز کو کسی معاوضہ نہیں ہو سکتا اس لیے ان کی خوشنودی کیلئے غلامی کی قطعی چیز چھوڑ دیں جیسے انہیں خوش کرنے کیلئے سود کی حلالت، بیاہ یا بیٹے کو نکاح میں یا نمازوں میں کمی کر دیں۔ ② مشرکین شفاعت کے چکر میں بتوں کی عبادت کرتے تھے اور یہ دونوں چیزیں کی غلط تھیں۔ ایک تو شرک تھا، دوسرا ان بتوں کو شفاعت کرنے والا ماننا جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اذن نہیں دیا اور نہیں سے مشرکوں اور مسلمانوں کے درمیان فرق ہو گیا کہ مسلمان صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم کو اپنا شفیع مانتے ہیں لیکن ان کی عبادت نہیں کرتے اور پھر جن ہستیوں کو شفیع مانتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ سے شفاعت کا عقیدہ بھی دیے ہوئے ہیں۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہے تو گویا مشرکوں نے دو کام کئے اور دونوں غلط یعنی شرک اور نافرمانوں کی شفاعت کا عقیدہ جبکہ مسلمانوں نے عقیدہ شفاعت رکھا لیکن ویسا جیسا ان کے رب کریم تعالیٰ نے بتایا۔

السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ

آسمانوں میں ہے اور نہ زمین میں۔ وہ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے ۝ اور سب لوگ

النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ

ایک ہی امت تھے پھر مختلف ہو گئے اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے درمیان

بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ

ان سے بھی اختلافات کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ۝ اور کہتے ہیں اس نبی پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشان کیوں نہیں اترا؟

ع ۲ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ وَاِذَآ

تم کہو، غیب تو صرف اللہ کے لیے ہے تو تم انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں ۝ اور جب

اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ؕ

ہم لوگوں کو کسی تکلیف پہنچنے کے بعد رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو فوراً ہی وقت ان کا کام ہماری آیتوں کے بارے میں حیلے کرنا ہو جاتا ہے۔

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ

تم کہو اللہ سب سے جلد خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔ بیشک ہمارے فرشتے تمہارے مکر و فریب کو لکھ رہے ہیں ۝ وہی ہے جو

شان نزول لوگوں میں مذہبی اختلاف کا بیان — کفار مکہ کا طرح طرح کے نشان کا مطالبہ اور انہیں جواب

کفار مکہ کا طرح طرح کے نشان طلب کرنا — طوفان ختم ہونے کے بعد لوگوں کا حیلے کرنا اور انہیں تنبیہ

ملحوظہ ① اللہ کا طریقہ ہے کہ جب ان کے خلاف مضبوط دلیل قائم ہوتی ہے اور وہ جواب دینے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو نئی دلیل کا مطالبہ کرتے ہیں گویا کہ وہ پیش ہی نہیں ہوئی اور یوں کہتے ہیں کہ دلیل دو تاکہ سننے والے اس مغالطہ میں پڑ جائیں کہ ان کے مقابلے میں اب تک دی ہوئی دلیل ہی نہیں قائم کی گئی۔ اس کی کچھ جھلک بعض اوقات نزول وحی میں بھی نظر آتی ہے جو خود اہل علم مسلمانوں میں شمار کرنے کے باوجود مسلمانوں کے عقائد نظریات پر انتہائی ناظرانہ طریقے سے وار کرتے اور علمی بات ہوتے لوگوں کے سامنے یوں ظاہر کرتے ہیں کہ گویا مدلل کی دلیل بعض سے اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے

② کراماً کاتبین فرشتے اعمال لکھنے پر بھی مقرر ہیں جو ان سے ہر قول و عمل لکھتے ہیں۔ البتہ کراماً کاتبین فرشتے لوگوں کے اعمال لکھتا ہے اور نیکیاں لکھنے والا فرشتہ اس پر نگران ہوتا ہے وہ کچھ نہیں لکھتا یہ کہ ان کی نگرانی کرتا ہے

يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ

تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں خوشگوار ہوا کے ساتھ انہیں لے کر

طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَاۗءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ

چلتی ہیں اور وہ اس پر خوش ہوتے ہیں پھر ان پر شدید آندھی آ لگتی ہے اور ہر طرف سے لہریں ان پر آتی ہیں

وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا

اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ انہیں گھیر لیا ہے تو اللہ کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اس سے عاجزی کرتے ہیں کہ اگر تو ہمیں

مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ

اس (طوفان) سے نجات دیدے تو ہم ضرور شکر گزار ہو جائیں گے ۝ پھر جب اللہ انہیں بچا لیتا ہے تو اسی وقت وہ

بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ

ناحق زیادتی کرنے لگتے ہیں (۲۳) اے لوگو تمہاری زیادتی صرف تمہارے ہی خلاف ہے دنیا کی زندگی سے فائدہ اٹھا

ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ

پھر تمہیں ہماری طرف لوٹنا ہے تو اس وقت ہم تمہیں بتا دیں گے جو تم کیا کرتے تھے ۝ دنیا کی زندگی کی

الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ

مثال (۲۴) تو اس پانی جیسی ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا، تو اس کے سبب زمین سے اگے ہوئے سبزے کھنچ نکلیں جن سے

النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ

انسان اور جانور کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے اپنی خوبصورتی پکڑ لی اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالک

مشکل الفاظ: یاوہ زندگی کی ناپسندیدگی کی مثال

حل: (۱) مصیبت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور خوشحالی کے وقت بھول جانا حقیقت میں کافروں کا طریقہ ہے افسوس کہ آج کل مسلمان بھی عملی اعتبار سے اس میں مبتلا ہیں۔ (۲) اس آیت میں بہت اہم دو طریقے سے دنیا میں یہ بات سمجھائی گئی ہے۔ دنیا کی زندگانی امیدوں کا بہترین باغ ہے، اس میں انسان جب وہ اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں اس کو امید حاصل ہونے کا اطمینان ہوتا ہے اور وہ کامیابی کے نشے میں مست ہو جاتا ہے، چنانچہ اس کو موت آ پہنچتی ہے اور وہ اپنی محنتوں اور عمل کے ثمرات سے محروم ہو جاتا ہے

أَهْلُهَآ أَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ أَتٰىهَآ أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا

سمجھے کہ (اب) وہ اس کھیتی پر قادر ہیں تو رات یا دن کے وقت ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے اسے ایسی کٹی ہوئی کھیتی کر دیا

كَأَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ ۚ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْأٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَاللّٰهُ

گویا وہ کل وہاں پر موجود ہی نہ تھی ہم غور کرنے والوں کیلئے اسی طرح تفصیل سے آیات بیان فرماتے ہیں ○ اور اللہ

يَدْعُوْٓا إِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۖ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢٥﴾

سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے[I] اور جسے چاہتا ہے سیدھے رستے کی طرف ہدایت دیتا ہے[α] ○

لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ

بھلائی کرنے والوں کے لیے بھلائی ہے[β] اور اس سے بھی زیادہ ہے[II] اور ان کے منہ پر نہ سیاہی چھائی ہوگی اور نہ ذلت

أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ

یہی جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے○ اور جنہوں نے برائیاں کمائیں تو برائی کا بدلہ

سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَأَنَّمَآ أُغْشِيَتْ

اسی کے برابر ہے[γ] اور ان پر ذلت چھائی ہوگی نہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا گویا ان کے چہروں کو

لغات: (جس کی طرف دعوت) (نیک بدلہ دینے کے لئے شامل کیں) (گناہگاروں کے لئے وعید ہے)

حل: (I) یہاں سے تیسرا بیان شروع ہوتا ہے اس آیت میں پہلی سے دوسرے گھر جنت کی طرف دعوت دی گئی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو اس گھر کی طرف بلاتا ہے جس میں نہ تکلیف اور مصیبت سے سلامتی ہے یا دے سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو جنت کی طرف دعوت دیتا ہے اور یہ دعوت اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہے۔ (2) اس آیت میں صراط مستقیم سے مراد دین اسلام ہے آیت کے اس حصے سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی دعوت تو عام ہے کہ سب کو پہنچ جاتا ہے مگر اس کی ہدایت حاصل ہے کوئی کسی کو ملتی ہے۔ (3) بھلائی والوں سے اللہ جل جلالہ نے فرمایا جو نیکوکار ہیں مومن مخلص مراد ہیں اور یہ جو فرمایا کہ ان کے لئے بھلائی ہے اس بھلائی سے جنت مراد ہے اور اس زیادت سے مراد دیدار الٰہی ہے۔ (4) اس قید سے اس بات پر تنبیہ مقصود ہے کہ نیکی اور گناہ میں فرق ہے کیونکہ نیکی کا ثواب نیکی سے سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھایا جاتا ہے اور یہ اللہ جل جلالہ کا فضل و کرم ہے۔ گناہ کی سزا اتنی ہی دی جاتی ہے جتنا گناہ ہو یہ اللہ عزوجل کا عدل ہے۔

وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَ

اندھیری رات کے ٹکڑوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ وہی دوزخ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ○ اور

يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَاۗؤُكُمْ ۚ

جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے فرمائیں گے تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو،

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاۗؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۝ فَكَفٰى

تو ہم انہیں جدا جدا کر دیں گے اور ان کے شریک ان سے کہیں گے تم ہماری عبادت نہ کرتے تھے □ تو کافی ہے

بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ هُنَالِكَ

اللہ ہمارے درمیان گواہی کے لئے بس ہے بیشک ہم تمہاری عبادت سے بے خبر تھے ○ وہاں

تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ

ہر کوئی اپنے سابقہ عمل کو جانچ لے گا، اور انہیں اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا جو ان کا سچا مولیٰ ہے اور ان کے بنائے ہوئے (شریک)

مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ ع قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ

ان سے غائب ہو جائیں گے ○ تم فرماؤ: آسمان اور زمین سے تمہیں کون روزی دیتا ہے؟ یا کان

السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ

اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟ اور زندہ کو مردے سے اور مردے کو زندہ سے کون نکالتا ہے؟

وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِكُمُ

اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ تو اب کہیں گے "اللہ" تو تم فرماؤ: تو تم ڈرتے کیوں نہیں؟ ○ تو یہ

رکوع ۴ قیامت کے دن مشرکوں اور ان کے شریکوں کا حال — حشر میں عملوں کی جانچ اور بارگاہِ الٰہی میں پیشی

مشرکوں کا آخری ٹھکانہ اور دنیا میں تنبیہ

ربط یعنی اس موقف میں سب کو معلوم ہو جائے گا کہ دنیا میں پہلے جو عمل کئے تھے وہ کیسے تھے اچھے یا برے مقبول یا مردود اور مشرکوں و بتوں کا جو ان کی طرف نسبت کیا جاتا ہے کہ ان کا رب ہے اور الٰہی ربوبیت میں کچھ حصہ رکھتا ہے اور مشرک جن بتوں کو بتوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتے تھے وہ ان سے غائب ہو جائیں گے، جو جھوٹی باتیں مشرکین ان کی شفاعت کرنے کی گھڑتے تھے وہ سب باطل اور بے حقیقت ثابت ہوں گی۔

اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ

اللہ ہے جو تمہارا سچا رب ہے۔ پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا ہے؟ پھر تم کہاں پھیرے جا رہے ہو؟ ﴿۳۲﴾ یونہی نافرمانوں

كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ

پر تیرے رب کے یہ کلمات ثابت ہو چکے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے ﴿۳۳﴾ تم فرماؤ کیا تمہارے شریکوں میں کوئی

مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى

ایسا ہے جو پہلے مخلوق کو بنائے پھر ختم کرے دوبارہ بنائے؟ تم فرماؤ اللہ پہلے بناتا ہے پھر ختم کرے بعد دوبارہ بنائے گا تم

تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ

کہاں اوندھے جا رہے ہو؟ ﴿۳۴﴾ تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو حق کی طرف رہنمائی کرے؟ تم فرماؤ اللہ حق کی طرف

لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ

رہنمائی کرتا ہے تو کیا جو حق کا راستہ دکھائے وہ اس کا حق دار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو راستہ نہ دکھائی دے جب تک

يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۠ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ

اسے راستہ دکھایا جائے تمہیں کیا ہو تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟ ﴿۳۵﴾ اور ان کی اکثریت تو صرف بے بنیاد گمان پر چلتی ہے بیشک گمان

عنوان ۱ توحید کی حقیقت اور شرک کے بطلان پر دو تنبیہات — مشرکوں کی اکثریت وہم و گمان کی تابع ہے

ترجمہ ① یعنی جس طرح یہ مشرکین حق سے گمراہی کی طرف پھیر دیے گئے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے علم ازلی میں ان کا جو حکم اور قضا تھی وہ ان لوگوں پر ثابت ہو چکی جنہوں نے اپنے رب مالک کی اطاعت نہ کی اور اس کی نافرمانی کی اور اس سے کفر کیا۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تصدیق نہیں کریں گے اور اس کے رسول سیدنا محمد ﷺ کی تصدیق نہیں کریں گے۔ نوٹ: اس آیت میں کلمات سے مراد قضائے الٰہی ہے یا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مراد ہے "لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ" یعنی میں جہنم کو ان سے ضرور بھر دوں گا۔ ② آیت میں ظن سے مراد وہ گمان ہے جو خلاف تحقیق ہو۔ اس میں شک اور وہم بھی داخل ہیں اور یہ کلام عقائد کے بارے میں ہے جیسے کفار کے بارے میں ہے کہ وہ اپنے آباء اجداد کی پیروی اور تقلید کی اس تقلید پر زیادہ حسرت میں ان کا یہ عذر مقبول نہیں البتہ خالص مومن جس کا دل ایمان سے بھرا ہو ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلائل قائم کرنے سے عاجز ہے وہ معذور ہے جیسے محض کی تقلید کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلائل قائم کرتا ہے تو وہ اس کے مصداق نہیں بلکہ وہ یقینی طور پر مومن ہے یونہی اس کے قریب یہ گمان نہیں بلکہ یقین ہے جو کہ قطع کے مطابق ہے

لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَمَا كَانَ هٰذَا

حق کا کوئی فائدہ نہیں بے شک اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے ○ اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ

الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ

اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے بنا لیا جائے ہاں یہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق ہے

وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ

اور دین کے احکام کی تفصیل ہے اس میں کوئی شک نہیں یہ پروردگار عالمین کی طرف سے ہے ○ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نبی نے

قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

خود ہی بنا لیا ہے تم فرما دو تو تم بھی اس جیسی کوئی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا جو تمہیں مل سکیں سب کو بلا لو اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ

سچے ہو ○ بلکہ انہوں نے اس کو جھٹلایا جس کے علم کا وہ احاطہ نہ کر سکے اور نہ ابھی ان کے پاس اس کا انجام کار آیا ہے اسی

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ

طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا تو دیکھو ظالموں کا کیسا انجام ہوا ○ اور ان میں کوئی

يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاِنْ

تو اس پر ایمان لاتا ہے اور ان میں کوئی اس پر ایمان نہیں لاتا اور تمہارا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے ○ اور اگر

كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا

وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم فرما دو کہ میرا عمل میرے لیے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لئے ہے تم میرے عمل سے الگ ہو اور

ترجمہ (قرآن مجید کی عظمت شان) قرآن مجید میں ایسی باتیں ہیں جو آسمانی کتابوں میں موجود ہیں قرآن پاک کو جھٹلانے کی وجہ اور سابقہ امتوں کا طرز عمل نافرمانوں کے یہاں سے متعلق ایسی خبریں جو کھلانے والوں کے علاوہ کسی کو معلوم نہ ہوں

تفسیر علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک لوح محفوظ کی تفصیل ہے لوح محفوظ میں ماکان ومایکون یعنی جو ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا اور دنیا و آخرت میں جو ہونے والا ہے سب کچھ لکھا ہوا ہے اور قرآن میں لوح محفوظ کی پوری تفصیل ہے البتہ علم قرآن کے سمندر میں سے کوئی چیز عطائوں سے لوح محفوظ پر لکھا ہوا جانتے ہیں ضروری نہیں بلکہ وہ جو چاہے قرآن میں سے معلوم کر لیتا ہے (صاوی، یونس، تحت الآیۃ ۳۷، ۳/۸۷۲)

أَنْ بَرِيٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٤١﴾ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ تُسْمِعُ

میں تمہارے اعمال سے بیزار ہوں ﴿41﴾ اور ان میں کچھ وہ ہیں جو تمہاری طرف کان لگاتے ہیں تو کیا تم بہروں

الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٢﴾ وَمِنْهُم مَّن يَنظُرُ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ

کو سنا دو گے؟ گرچہ وہ کچھ نہ سمجھتے ہوں ﴿42﴾ اور ان میں کوئی تمہاری طرف دیکھتا ہے تو کیا تم

تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ

اندھوں کو راستہ دکھا دو گے؟ گرچہ وہ کچھ نہ دیکھتے ہوں ﴿43﴾ بیشک اللہ لوگوں پر کوئی ظلم نہیں کرتا ہاں

النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٤﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوٓا إِلَّا

لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں ﴿44﴾ اور جس دن (اللہ) انہیں جمع کرے گا گویا وہ (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ

سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ۚ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَآءِ

ٹھہرے ہی نہیں تھے آپس میں ایک دوسرے کو پہچان رہے ہوں گے بیشک اللہ کی ملاقات کو جھٹلانے والے خسارہ میں رہے

اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿٤٥﴾ وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ

اور وہ ہدایت پانے والے نہیں تھے ﴿45﴾ اور ہم تمہیں جس چیز کا کچھ حصہ دکھا دیں جس کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں ہم تمہیں پہلے ہی

نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ

اپنے پاس بلا لیں ہمیں تمہاری طرف ہی لوٹنا ہے پھر اللہ ان کے کاموں پر گواہ ہے ﴿46﴾ اور ہر امت کے لئے رسول

شان نزول کفار کے بعض سوالوں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی — کفار کی ہدایت سے محرومی ان کا اپنا قصور ہے

ہر امت قیامت میں حشر کی ایک حالت — کفار پر عذاب آنے کا وقت اللہ کی مشیت پر ہے — سب سے پہلے ہر جماعت کی تمام ہونے والی ہے

حل لغات ﴿1﴾ یہاں بہرے سے مراد وہ لوگ ہیں ﴿2﴾ آیت سے مراد یہ ہے کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان لوگوں کو ہدایت کی کوئی بات نہیں سنا سکتے جن کے دل کے کانوں کو اللہ تعالیٰ نے بہرہ کر دیا ہے ﴿2﴾ یہاں اندھوں سے مراد وہ لوگ ہیں ﴿3﴾ آیت سے مراد یہ ہے کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان لوگوں کو ہدایت کا راستہ نہیں دکھا سکتے جن کے دل کی نظروں کو اللہ تعالیٰ نے اندھا کر دیا ہے ﴿4﴾ اس لئے تمہیں ہدایت کی کوئی چیز نظر ہی نہیں آئی ﴿5﴾ قبر سے نکلتے وقت حشر میں ایک دوسرے کو ایسے پہچانیں گے جیسے دنیا میں پہچانتے تھے پھر قیامت کے دن کے ہولناک اور دہشت انگیز مناظر دیکھ کر ان کو یہ محسوس ہوگا جیسے

رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾

ہر امت کے لئے ایک رسول ہے تو جب ان کا رسول ان کے پاس تشریف لاتا ہے تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جاتا ہے ﴿۴۷﴾

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا

اور کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب آئے گا ﴿۴۸﴾ تم فرماؤ میں اپنی جان کے نقصان

وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ

اور نفع کا اتنا ہی مالک ہوں جتنا اللہ چاہے ﴿۴۹﴾ ہر گروہ کے لئے ایک مدت ہے تو جب وہ مدت آجائے گی تو وہ ایک گھڑی بھر

سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَیَاتًا اَوْ

نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے ﴿۵۰﴾ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو کہ اس کا عذاب تم پر رات کو آئے یا دن کو تو

نَهَارًا مَّاذَا یَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ

کون سی چیز ہے جس کی مجرم جلدی مچا رہے ہیں ﴿۵۱﴾ تو کیا جب اور عذاب واقع ہو جائے گا اس وقت تم اس پر ایمان لاؤ گے ﴿۵۱﴾ کیا

آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِیْلَ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا

کہا جائے گا کہ اب ایمان لائے حالانکہ اس سے پہلے تو تم اس کی بڑی جلدی مچا رہے تھے ﴿۵۱﴾ پھر ظالموں سے کہا جائے گا

عنوان کفار کا جلدی سے عذاب کا مطالبہ اور نہیں ہوتے عذاب کی جلدی کرنے والوں کے دو حوالات

ظالموں کو ان کے اعمال کا ہی بدلہ ملے گا

شرح ﴿۴۷﴾ بعض مفسرین نے ہر ایک اس آیت میں دنیا کا بیان ہے کہتے ہیں کہ ہر امت کے لئے دنیا میں ایک رسول ہوا ہے جو انہیں دین حق کی دعوت دیتا اور طاعت و ایمان کا حکم کرتا تو کچھ لوگ ایمان لاتے اور کچھ تکذیب کرتے اور منکر ہو جاتے جب ان کے درمیان انصاف سے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا کہ رسول اور ان پر ایمان لانے والوں کو نجات دی جاتی اور تکذیب کرنے والوں کو عذاب سے ہلاک کر دیا جاتا بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس میں آخرت کا بیان ہے اور معنی یہ ہے کہ ہر قیامت ہر امت کے لئے ایک رسول ہو گا جس کی طرف وہ منسوب ہو گی جب وہ رسول موقف میں آئے گا اور موحن و کافر کو دیکھے گا تب ان میں فیصلہ کر دیا جائے گا مومنوں کو نجات نصیب ہو گی جبکہ کافر عذاب میں گرفتار ہوں گے ﴿۴۹﴾ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قادر کئے بغیر میں اپنی جان کی بھی کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ جس پر کا چاہے مجھے مالک و قادر بنا دیتا ہے یاد رہے مشرکین آیات اور احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نفع و نقصان کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرت اور اختیار میں دیا ہے۔

ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ

ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو کیا تمہیں تمہارے کیے ہوئے اعمال ہی کا بدلہ دیا جا رہا ہے ﴿۵۲﴾ اور

يَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ۭ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ۭ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾

تم سے پوچھتے ہیں کیا یہ وعدہ حق ہے؟ تم کہو ہاں! میرے رب کی قسم! یقیناً یہ وعدہ برحق ہے اور تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکو گے ﴿۵۳﴾

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ

اور ہر جان جس نے ظلم کیا ہے اگر زمین کی ہر چیز اس کی مالک ہو جائے تو وہ یقیناً اپنی جان چھڑانے کے لیے اسے دے دے گی اور وہ جب عذاب

لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾

دیکھیں گے تو دل میں چپکے چپکے پشیمان ہوں گے اور ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۵۴﴾

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ

سن لو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے سن لو بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے مگر

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾ يٰٓاَيُّهَا

ان میں اکثر نہیں جانتے ﴿۵۵﴾ وہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ﴿۵۶﴾ اے

النَّاسُ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاۗءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى

لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ چکی ہے دلوں کی شفا اور مومنوں کے لیے

آسان ترجمہ: عذاب کی حقانیت سے متعلق سوال اور اس کا جواب کہ وہ قیامت کو آئے گا اور عذاب سے بچنے کا واحد راستہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری ہے

تشریح: ① اس آیت میں قرآن کریم کے تین عظیم فائدے بیان کئے گئے ہیں۔ "الموعظۃ" اس کا معنی ہے وعظ و نصیحت یعنی مخلوق کے سامنے ایسے اعمال بیان کرنے کہ جن کی طرف پہلے سے رغبت ہو اور ایسے اعمال سے ترہیب ہو جن سے انسان بچنا چاہتا ہے۔ قرآن کریم میں یہ خوبی بدرجہ اتم موجود ہے۔ ② "شفاء لما فی الصدور" سے مراد یہ ہے کہ قرآن پاک قلبی امراض کو دور کرتا ہے۔ قرآن کریم کے اس وصف سے مراد مذموم اخلاق، فاسد عقائد اور مہلک جہالتیں ہیں۔ قرآن پاک ان تمام امراض کو دور کرتا ہے۔ ③ قرآن کریم کی صفت میں ہدایت بھی فرمایا یعنی وہ گمراہی سے بچاتا اور راہ حق دکھاتا ہے اور ایمان والوں کے لئے رحمت ہے اس لئے فرمایا کہ وہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٨﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ

ہدایت اور رحمت ہیں ﴿٥٨﴾ تم فرماؤ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی خوشی منانی چاہیے

هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿٥٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ

یہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں ﴿٥٩﴾ تم فرماؤ بھلا بتاؤ کہ اللہ نے تمہارے لیے جو روزی اتاری ہے تو تم نے اس

مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَمَا ظَنُّ

میں سے خود ہی حرام اور حلال بنالیا، تم فرماؤ کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو ﴿٥٩﴾ اور اللہ

الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى

پر جھوٹ باندھنے والوں کا قیامت کے دن کے بارے میں کیا خیال ہے؟ بیشک اللہ لوگوں پر فضل فرمانے

النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ

والے ہیں مگر اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے ﴿٦٠﴾ اور تم کسی کام میں ہو اور تم اس کی طرف سے قرآن کی تلاوت کرتے

قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَ

ہو اور اے لوگو تم کوئی بھی کام کرتے ہو ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس میں مشغول ہوتے ہو اور

ع ۱۱

ترجمہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت پر خوشی منانے کا حکم — اپنی طرف سے حلال و حرام سمجھنا اللہ تعالیٰ پر افترا ہے

شان نزول اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھنے والوں کی تنبیہ — علم الٰہی کی شان

تفسیر ﴿۱﴾ بعض مفسرین کے نزدیک یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اگر اس آیت میں متعین طور پر فضل و رحمت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ نہ بھی ہو تو بھی بالکل واضح طور پر تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً اللہ تعالیٰ کا عظیم ترین فضل اور رحمت ہیں لہٰذا اگر تفسیر کے ان اصولوں پر کہ عموم الفاظ کا اعتبار ہوتا ہے خصوص سبب کا نہیں، ان سے مطابق ہی پیارے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ کے ملنے سے خوشی منائی جائے گی خواہ وہ میلاد شریف کرکے ہو یا معراج شریف منانے کے ذریعے ہاں اگر کسی بدنصیب کے پاس یہ خوشی کا مقام ہی نہیں ہے تو اس کا معاملہ جدا ہے اسے اپنے ایمان کے متعلق سوچنا چاہیے ﴿۲﴾ اس آیت سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو اپنی طرف سے حلال یا حرام سمجھنا ممنوع اور اللہ تعالیٰ پر افترا ہے۔ آج کل بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہیں، ممنوعات و حلال جانتے ہیں اور مباحات کو حرام، بعض تو وہ حلال کہنے پر مصر ہیں اور بعض عوام ہیں جو بے قیدیوں اور بے پرواؤں کو مباح سمجھتے ہیں وہ حلال سمجھ رہے ہیں۔ کسی طرح کچھ لوگ حلال چیزوں کو حرام سمجھنے پر مصر ہیں جیسے کھلا میدان، فاتحہ کیا ہوا اور ایصال ثواب کے بغیر طریقوں کو حرام کہنے والے یہ سب اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے کی صورتیں ہیں۔

مَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ

زمین آسمان میں کوئی ذرہ برابر چیز تیرے رب سے غائب نہیں اور ذرے سے چھوٹی

مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ

اور بڑی کوئی چیز نہیں جو یہ روشن کتاب میں نہ ہو ﴿٦١﴾ سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي

خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ﴿٦٢﴾ وہ جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے ﴿٦٣﴾ ان کے لئے خوشی کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾

زندگی میں اور آخرت میں خوشخبری ہے اللہ کی باتیں بدلتی نہیں یہی بڑی کامیابی ہے ﴿٦٤﴾

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ ع

اور تم ان کی باتوں کا غم نہ کرو بیشک تمام عزتوں کا مالک اللہ ہے وہی سنے والا جاننے والا ہے ﴿٦٥﴾ سن لو بیشک اللہ ہی

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

مالک ہے سب کا جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور جو اللہ کے سوا اور شریکوں کی عبادت کرنے والے ہیں کس کی پیروی کر

شُرَكَآءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ

رہے ہیں وہ تو صرف گمان کے پیچھے چل رہے ہیں اور وہ صرف جھوٹ اندازے لگا رہے ہیں ﴿٦٦﴾ وہی ہے جس نے

وقف لازم

شان نزول اولیاء کی شان صفات اور شہرت — کفار کے جھٹلانے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی

۱ عظمت حق اور رد شرک — رحمت اور دین قدرت کی نشانیاں تین

حل لغات ① لفظ "ولی" ولاء سے بنا ہے جس کا معنی قرب اور نصرت ہے۔ ولی اللہ وہ ہے جو اخلاص کی دولت سے اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہے اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کی معرفت میں مستغرق ہو۔ ② اس خوش خبری سے یا تو دنیا میں مراد ہے جیسے بیمار کا تندرستی کو، قرآن کریم میں جانبازی کی گئی ہے یا اس سے سچے خواب مراد ہیں جو مومن دیکھتا ہے یا اس کے لئے دیکھا جاتا ہے۔ ③ کسی اللہ تعالیٰ نے وعدے تبدیل نہیں ہوتے جو اس نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسولوں علیہم السلام کی زبان سے اچھے اور برے انجام کے متعلق فرمائے ہیں۔

جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

تمہارے لیے رات بنائی تاکہ اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو روشن کھولتے ہوئے بنایا بیشک اس میں سننے والوں کے

يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

لیے نشانیاں ہیں ﴿٦٧﴾ انہوں نے کہا کہ اللہ نے بیٹا بنا رکھا ہے وہ پاک ہے وہی بے پروا ہے جو کچھ آسمانوں

وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے ① تمہارے پاس اس کی کوئی بھی دلیل نہیں کیا تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ

جس کا تمہیں علم نہیں ﴿٦٨﴾ تم فرما دو بیشک اللہ پر جھوٹ باندھنے والے فلاح نہیں پائیں گے ﴿٦٩﴾ دنیا میں تھوڑا سا فائدہ

فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا

ہوتا ہے پھر انہیں ہماری طرف واپس آنا ہے پھر ہم انہیں ان کے کفر کے بدلے میں شدید عذاب کا

يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ

مزہ چکھائیں گے ﴿٧٠﴾ اور انہیں نوح کی خبر پڑھ کر سنا جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اگر میرا قیام کرنا

ع ۱۰

لغات اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ نسبت کرنے والے کامیاب نہیں ہوں گے — اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے ناکام ہوں گے

انسانوں کی ہدایت کامیابی کی دلیل نہیں — حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم سے خطاب

تشریح ① یہاں سے مشرکین کے اس قول "اللہ نے اپنے لئے اولاد بنا رکھی ہے" کے تین جواب فرمائے گئے ہیں، پہلا جواب تو کلمہ "سبحٰنہ" میں ہے جس میں بتایا گیا کہ اللہ کی ذات اس سے منزہ و پاک ہے کہ اولاد حقیقی ہے۔ دوسرا جواب "ھو الغنی" فرمانے میں ہے کہ اولاد تو تمام مخلوق سے بے نیاز ہے تو اولاد اس کے لئے کیسے ہو سکتی ہے؟ تیسرا جواب "لہ ما فی السموٰت وما فی الارض" میں ہے کہ تمام مخلوق اس کی مملوک ہے اور مملوک ہونا بیٹا ہونے کے ساتھ کیسے جمع ہو سکتا ہے۔ ان میں سے دوسرا جواب کیسے ہو سکتا ہے یہاں کچھ لوگوں کے اس شبہ کا جواب ہے کہ اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھنے والے بہت سے اور عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے اور دنیا میں ہر طرح سے لطف اندوز ہو رہے ہیں تو وہ کامیاب یہاں سے ہوئے؟ ان کے شبہ کے ازالے کیلئے فرمایا گیا کہ یہ عارضی آرام ہے ان کا دائمی عقبیٰ نہیں بلکہ عقبیٰ انجام کار ہے اور ان کا انجام خراب ہی ہے۔

عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَ تَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا
اور میرا مقام اور اللہ کی آیتوں کے ذریعے نصیحت کرنا تم پر بھاری ہے تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا تو تم
اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَيَّ وَ
اپنا کام اور اپنے شریکوں کو جمع کرلو پھر تمہارا کام تم پر پوشیدہ نہ رہے پھر میرے بارے میں جو کچھ کرسکتے ہو کر گزرو اور
لَا تُنْظِرُوْنِ ۝ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى
مجھے کوئی مہلت نہ دو۔ (71) پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں نے تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگا، میرا اجر تو اللہ کے ذمہ کرم پر ہے (1)
اللّٰهِ ۙ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ
اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ (72) تو انہوں نے نوح کو جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو کشتی میں اس کے ساتھ
فِي الْفُلْكِ وَ جَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓىِٕفَ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ
والوں کو نجات دی اور انہیں ہم نے جانشین بنایا اور جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی انہیں ہم نے غرق کردیا تو دیکھو (3)

قومِ نوح کا انجام اور اس کے سبب نصیحت

① [illegible] حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام [illegible] اس سے معلوم ہوا کہ [illegible] تھا کہ [illegible] اور [illegible] سے نقصان پہنچنے کا خوف ہوتا [illegible] تھا ② یعنی میرا وعظ و نصیحت کرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہے کسی [illegible] سے نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغِ دین پر اجرت [illegible] وعظ و خطابت [illegible] اور تعلیمِ قرآن وغیرہ جہاں شریعت کی طرف سے [illegible] ③ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ تم دینِ اسلام قبول کرو [illegible] دیا گیا ہے [illegible] ④ حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی قوم پر [illegible] کرنے کے بعد [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] جو لوگ بھی [illegible] جیسے حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کو جھٹلانے والوں پر [illegible] ایمان والوں کے لئے بھی نصیحت ہے کہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہیں تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام پر ایمان لانے والوں کو کافروں کے شر سے نجات دی اسی طرح انہیں بھی مخالفین کے شر سے بچائے گا۔

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ

ان لوگوں کا کیسا برا انجام ہوا جنہیں ڈرایا گیا تھا ○ پھر اس کے بعد ہم نے ان کی قوموں کی طرف کئی رسول بھیجے

فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ

تو وہ ان کے پاس روشن دلیلیں لائے لیکن وہ کفار ایسے نہ تھے کہ اس پر ایمان لے آتے جسے پہلے جھٹلا چکے تھے۔ ہم ہی

نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٧٤﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ

طرح سرکشوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں ○ پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا

فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے ○ تو جب

جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٦﴾ قَالَ مُوْسٰٓى

ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا تو کہنے لگے بیشک یہ کھلا جادو ہے ○ موسیٰ نے کہا:

اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿٧٧﴾

کیا تم حق کے بارے میں یہ کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آیا؟ کیا یہ جادو ہے؟ اور جادوگر فلاح نہیں پاتے ○

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا

وہ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس (دین) سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور زمین میں

عنوان: حضرت نوح علیہ السلام کے بعد آنے والوں کی آمد اور کفار کا حال — موسیٰ علیہ السلام اور فرعونیوں کا واقعہ

فرعونیوں کا معجزات کو جادو کہنا اور انکا جواب — فرعونیوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام بددعا اور یہ پکڑ

ربط: ① فرعون اور اس کی قوم کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلا معجزہ پہچان لینے کے باوجود اور اس کے ساتھ انسانیت سے لگے کہ بیشک یہ کھلا جادو ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق بات معلوم ہو جانے کے بعد نفسانیت کی وجہ سے قبول نہ کرنا اور اس کے بارے میں ایسی باتیں کرنا جو دوسروں نے کی ہیں اس نے متعلق شکوک وشبہات پیدا کرتی ہیں یہ فرعونیوں کا طریقہ ہے۔ اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو حق جان لینے کے باوجود صرف ہٹ دھرمی اور انا کی وجہ سے قبول نہیں کرتے اور اس کے بارے میں دوسروں سے ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے یوں لگتا ہے کہ ان کا عمل درست ہے اور حق بیان کرنے والا جھوٹا ہے۔

الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٨﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

تم دونوں کی بڑائی ہو جائے اور ہم تو تم پر ایمان لانے والے نہیں ﴿٧٨﴾ اور فرعون نے کہا

ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ

ہر علم والے جادوگر کو میرے پاس لے آؤ ﴿٧٩﴾ پھر جب جادوگر آگئے تو ان سے موسیٰ نے کہا ڈال دو جو تم

مُّلْقُوْنَ ﴿٨٠﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ

ڈالنے والے ہو ﴿٨٠﴾ پھر جب انہوں نے ڈالا تو موسیٰ نے کہا جو تم لائے ہو یہ جادو ہے بیشک اب اللہ اسے باطل کر دے گا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ

اللہ فساد والوں کے کام کو نہیں سنوارتا ﴿٨١﴾ اور اللہ اپنے کلمات سے سچ کو سچ کر دکھاتا ہے اگرچہ مجرموں کو

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰي خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ

ناگوار ہو ﴿٨٢﴾ تو فرعون اور اس کے درباریوں کے خوف کی وجہ سے موسیٰ پر اس کی قوم میں سے چند لوگوں کے علاوہ کوئی ایمان

وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۭ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ

نہ لایا اس ڈر سے کہ فرعون انہیں تکلیف میں ڈالے گا بیشک فرعون زمین میں غلبہ رکھتا تھا اور بیشک وہ

الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ

حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا ﴿٨٣﴾ اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو

تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا

تم مسلمان ہو تو اسی پر بھروسہ کرو ﴿٨٤﴾ انہوں نے کہا ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا اے ہمارے رب ہمیں ظالم

عنوان حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جادوگروں سے مقابلہ — جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پہلے کون لائے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنی ایمان کو توکل کی وصیت — اللہ تعالیٰ کا جادو کو باطل کر دینا

حل لغات (۱) اس سے معلوم ہوا کہ حکمرانوں کی پرامن روش یہی چلی آئی ہے کہ اصلاح کرنے والوں سے کی بجائے وہ سمجھانے والے پر جھوٹے الزام لگاتے اور اسے اقتدار کا لالچی قرار دے کر پبلک جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ آج بھی اس بات کو دیکھا جا سکتا ہے کہ علماء اور حکمران پر تنقید کرتے تو ضرور ہیں لیکن شاذ و نادر ہی کرتے ہیں کہ یہ لوگ ہماری حکومت ختم کر کے اپنی حکومت لانا چاہتے ہیں۔

قِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ

دشمنوں کے لیے آزمائش نہ بنا (۱۱) اور اپنی رحمت فرما کر ہمیں کافروں سے نجات دے ○ اور ہم نے

اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ

موسیٰ اور اس کے بھائی کو وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لیے مکانات بنائیں (۱۲) اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ بنائیں (۱۳) اور

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ

نماز قائم کرو اور مسلمانوں کو خوشخبری دو ○ (۱۴) اور موسیٰ نے عرض کی اے ہمارے رب! تو نے فرعون

فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ

اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں آرائش اور مال دیئے (۱۵) اے ہمارے رب! تاکہ وہ تیرے راستے سے بہکائیں (۱۶)

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا

اے ہمارے رب! ان کے مال برباد کر دے (۱۷) اور ان کے دلوں کو سخت کر دے (۱۸) پس یہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ

عذاب نہ دیکھ لیں ○ اللہ نے فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی (۱۹) پس تم ثابت قدم رہو اور نادانوں

سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ

کے راستے پر نہ چلنا ○ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار کرا دیا پھر فرعون اور اس کے

شان نزول: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا فرعون اور اس کی قوم کے خلاف تھی

ربط: موسیٰ کی تسلیت۔ بنی اسرائیل کا دریا عبور کرنا اور فرعون لشکر کا غرق ہونا

۱۱ اس سے مراد یہ ہے کہ ہمیں ہم پر غالب نہ کر اور ان کے گناہوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک نہ فرما تاکہ وہ یہ گمان نہ کریں کہ وہ حق پر ہیں اور یوں سرکشی و الحاد میں بڑھ جائیں۔ (۲) گھر بنانا بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیکن شہر یہ ہے کہ فخر کے لیے نہ ہو بلکہ ضرورت پوری کرنے کے لیے ہو۔ (۳) رہنے سہنے کے گھروں میں گھر ہی مسجد بنانا جسے مسجد بیت کہا جاتا ہے یہ ایک قدیم طریقہ ہے لہٰذا یہ ہونا چاہئے کہ مسلمان اپنے گھر کا کوئی حصہ نماز کے لئے پاک و صاف کریں اور اس میں عورت حکمران رہے۔ (۴) یہاں عام طور پر غفلت کا سبب بتانے کی لئے مالدار کو اپنے مال کی زیادہ حاجت ہے کہ کہیں اس کے مال سے وہ غافل نہ کر دیں۔ (۵) اس میں بڑی عجیب بات ہے اس کی تین معنی ہیں کہ نصیحت ان پر اثر نہ کرے۔ گناہوں سے رغبت ہو اور گناہ سے پوری پشیمانی نہ ہو اور توبہ کی طرف توجہ نہ ہو

فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ

لشکروں نے پیچھا کیا، ظلم سے ان کا پیچھا یہاں تک کہ جب سے غرق ہونے نے آلیا کہنے لگا میں ان بات پر ایمان لایا کہ

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۹۰ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ

کہ کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل یہاں لائے ہیں اور میں مسلمان ہوں ۝ (اسے کہا گیا) اب یہ ایمان لاتے ہو؟ حالانکہ

عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۹۱ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ

تو پہلے تو نافرمان رہا اور تو فسادیوں میں تھا ۝ آج ہم تیری لاش کو بچائیں گے تاکہ تو بنے

لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝۹۲ وَلَقَدْ

بعد والوں کے لیے نشانی (عبرت) اور بیشک بہت لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر غافل ہیں ۝ اور بیشک

بَوَّاْنَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا

ہم نے بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ دی اور ستھری چیزوں سے روزی عطا کی تو وہ اختلاف میں نہ پڑے

حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ

مگر علم آنے کے بعد [1] بیشک تیرا رب قیامت کے دن ان میں اس بات کا فیصلہ کر دے گا جس میں وہ

يَخْتَلِفُوْنَ ۝۹۳ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ

اختلاف کرتے تھے ۝ تو اگر تجھے اس میں کوئی شک ہو جو ہم نے تیری طرف اتارا ہے تو ان سے پوچھ لو

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ؕ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں بیشک تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آیا تو تو ہرگز

لغات ۱؎ بغیا ظلم کرنا، اعتداء یہاں اور سے جب — قرآن کی ناشکری عذاب الٰہی کی نشانی

قرآن میں قصے ۔۔۔ کی اہمیت — ۔۔۔ کی اہم مثال پر عذاب الٰہی اور ۔۔۔ کی ناشکری

حل یہاں علم سے مراد وہ علم ہے جس کے ملنے میں یہود کی آپس میں اختلاف ہوئے تھے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے تو سب یہودی آپ کے قائل اور آپ کی نبوت پر متفق تھے اور توراۃ میں جو آپ کی صفات مذکور تھیں ان کو پڑھتے تھے لیکن تشریف آوری کے بعد اختلاف کرنے لگے کچھ ایمان لے آئے اور کچھ لوگوں نے حسد و عداوت کی وجہ سے انکار کیا ایک قول یہ ہے کہ مراد قرآن مجید ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توثیق اور تحقیقی معرفت ہو وہ علم اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور قابل قدر ہے

الْمُمْتَرِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ

شک والوں میں سے نہ ہو ○ اور ہرگز ان میں سے نہ ہونا جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا ورنہ تو نقصان اٹھانے والوں

الْخٰسِرِيْنَ ﴿٩٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٩٦﴾

میں سے ہو جائے گا ○ بیشک جن لوگوں پر تیرے رب کی بات پکی ہو چکی ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے ○

وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٩٧﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ

گو ان کے پاس ہر نشانی آجائے جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے ○ تو کیوں نہ ہوا

قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا

ہو کہ کوئی قوم ایمان لے آتی تاکہ اس کا ایمان اسے نفع دیتا لیکن یونس کی قوم جب ایمان لائی تو ہم نے

عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾

ان سے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب ہٹا دیا اور ایک وقت تک نہیں فائدہ پہنچنے دیا ○

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِى الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ

اور اگر تمہارا رب چاہتا تو جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب یہاں سے ایمان لے آتے تو کیا تم

تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ

لوگوں کو مجبور کرو گے یہاں تک کہ مسلمان ہو جائیں ○ اور کسی جان کو قدرت نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر

تفسیر ازاں کا مرجع کسی صورت بیان سے ہیں گے (قوم یونس کے ایمان لانے پر رفع عذاب)

(عام لوگوں کے ایمان نہ لانے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی) (حکم الٰہی کے بغیر کوئی ایمان نہیں لا سکتا)

تفسیر ۱۔ قوموں سے بھی آخری وقت میں توبہ ہوتی اور حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے بھی۔ لیکن قوموں کی توبہ قبول نہ ہوئی اور حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی توبہ قبول ہو گئی ان دونوں کی توبہ میں واضح فرق یہ ہے کہ قوموں سے عذاب کا مشاہدہ کرنے کے بعد توبہ کی تھی جبکہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم نے جب وہ نشانیاں ظاہر ہوئیں جو عذاب کے قریب ہونے پر ظاہر ہوتی ہیں تو انہوں نے عذاب کا مشاہدہ کرنے سے پہلے ہی وقت ہی توبہ کر لی تھی۔ اس کا مطلب یہ نکلا کہ دوسری قوموں نے عذاب کے بعد توبہ قبول نہیں ہوئی تھی عذاب سے پہلے جو وقت عذاب کے ظہور سے پہلے توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ (۲) اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ یہاں اکثر لوگ ہدایت ازل پر موقوف ہے، ایمان ان ہی لائیں گے جن کے لئے ازل میں شامل حال ہو چکا ہے تو ایسے ضدی اور سرکش لوگوں کا ایمان لانا ناممکن ہے باوجود بھی ہو گئے ایمان سے محروم رہتے ہیں ان کا آپ کو غم نہیں ہونا چاہیے

إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٠﴾ قُلِ انْظُرُوا مَاذَا

یمان لے آئے[1] اور اللہ ان لوگوں پر عذاب ڈالتا ہے جو سمجھتے نہیں ﴿١٠٠﴾ تم فرماؤ تم دیکھو کہ آسمانوں

فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَن قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠١﴾

زمین میں کیا کچھ (نشانیاں) ہیں اور نشانیاں اور ڈر سنانے والے ان لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں دیتے جو یمان نہیں لاتے ﴿١٠١﴾

فَهَلْ يَنتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانتَظِرُوا إِنِّي

تو کیا یہ لوگ ان دنوں جیسے دنوں کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں[2] تم فرماؤ تو انتظار کرو میں بھی

مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا كَذَٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا

تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں ﴿١٠٢﴾ پھر ہم اپنے رسولوں اور یمان والوں کو نجات دیں گے اسی طرح ہمارے ذمہ حق ہے کہ

نُنجِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ ع ۱۱ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي شَكٍّ مِّن دِينِي فَلَا أَعْبُدُ

یمان والوں کو نجات دیں ﴿١٠٣﴾ تم فرماؤ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے کسی شبہ میں ہو تو سن لو میں ان چیزوں کی

الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ ۖ وَأُمِرْتُ

عبادت نہیں کرتا جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو البتہ میں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان نکالے گا[3] اور مجھے حکم ہے

شانِ نزول مشرکوں کا مطالبہ کرنے والے مشرکوں کو جواب (کفارِ قریش کا ظاہری حال اور نہیں دیکھا

کہ دینِ حق کے وقت حاضر ہو جائے (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلانِ حق کا حکم

خلاصہ ① جب اللہ عزوجل چاہتا ہے تو بندہ اپنے اختیار سے یمان قبول کرتا ہے اپنے چاہنے کی وجہ سے وہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور جب اللہ عزوجل ہدایت کا ارادہ کرے تو بندہ دین جنت کے طریق پر ہو لیتا ہے اور اس رغبت کا سبب پاتا ہے۔ لہٰذا اس آیت سے معتزلہ کا ثابت نہیں ہوتا کہ بندہ مجبور ہے کیونکہ بندے کی مشیت بھی مشیتِ الٰہی میں داخل ہے ② اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ان لوگوں کا طرزِ عمل یہ بتاتا ہے کہ گویا یہ وہ گزشتہ قوموں جیسے دنوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ گزشتہ جیسا (علیہم السلام) والوں میں کفار کو ان دنوں کے آنے سے ڈرتے تھے جن میں مختلف قسم کے عذاب آئے جیسا کہ کفار سے فرمایا جا رہا ہے کہ وہ عذاب آنے میں جلدی مچاتے ہیں کی طرح یہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں کہ کبھی کبھی روشن اختیار کرتے ہیں۔ ③ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم دیا ہے کہ اپنے دین کا اظہار کریں اور یہ اعلان کریں کہ وہ مشرکین سے علیحدہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت چھپ کر ہونے کی جائے اعلانیہ ہونے لگے

أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٥﴾ وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ

کہ میں ایمان والوں میں سے ہوں ﴿١٠٥﴾ اور یہ کہ تو اپنا چہرہ یکسو ہو کر دین کے لئے سیدھا رکھ اور ہرگز مشرکوں

الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٦﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ فَإِنْ فَعَلْتَ

میں سے نہ ہو ﴿١٠٦﴾ اور اللہ کے سوا اس کی عبادت نہ کر جو تجھے نفع نہ دے نہ تجھے نقصان پہنچا سکے پھر اگر تو ایسا کرے گا

فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٧﴾ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ

تو اس وقت تو ظالموں میں سے ہوگا ﴿١٠٧﴾ اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی تکلیف کو دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ

يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ

تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو اس کے فضل کو کوئی رد کرنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے یہ فضل پہنچاتا ہے اور وہ

الرَّحِيمُ ﴿١٠٨﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا

بخشنے والا مہربان ہے ﴿١٠٨﴾ تم فرما دو کہ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آ چکا تو جو ہدایت حاصل کرے تو وہ اپنے ہی

يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ﴿١٠٩﴾ وَ

لئے ہی ہدایت حاصل کر رہا ہے اور جو کوئی گمراہ ہوتا ہے تو اپنے ہی نقصان کو گمراہ ہوتا ہے اور میں تم پر کوئی نگہبان نہیں ﴿١٠٩﴾ اور

ترجمہ: ہدایت کس کے لئے ہے — مخلوق کو نفع و نقصان پہنچانے سے متعلق ہدایت الٰہی

ہدایت کا فائدہ اور گمراہی کا نقصان بندے کو ہی ہوگا — حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اتباع قرآن کا حکم

تفسیر: یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں لوگ ایک دوسرے کو نفع بھی پہنچاتے ہیں اور نقصان بھی جبکہ آیت میں کسی مخلوق کے نفع نقصان پہنچانے کا انکار کیا گیا ہے۔ اس سوال کا جواب آیت کے الفاظ میں ہی موجود ہے کہ مخلوق سے نفع نقصان پہنچانے کا انکار نہیں کیا گیا بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو نفع پہنچانا چاہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا اور جب اللہ تعالیٰ کسی کے نقصان کا ارادہ فرمائے تو کوئی اس نقصان کو ٹال کر نفع نہیں پہنچا سکتا۔ (2) یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے اے لوگو! تمہارے پاس اللہ عزوجل کی طرف سے قرآن اور اس کا سچا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تو ان سے جو ہدایت حاصل کرے تو وہ اپنے فائدے کیلئے ہی ہدایت حاصل کر رہا ہے اور اس ہدایت کا ثواب اسے ہی ملے گا اور اگر تم میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں کر سکتا اور نہ ہی ایمان لا کے قرآن سے اللہ عزوجل کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اسے کوئی نفع یا نقصان پہنچے اور جو کوئی گمراہ ہوتا ہے تو وہ اپنے ہی نقصان کو گمراہ ہوتا ہے کیونکہ اس کی گمراہی کا عذاب اسی کی جان پر ہوگا

اتَّبِعْ مَا يُوحٰۤى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

اس کی پیروی کرو جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے اور صبر کرتے رہو یہاں تک کہ اللہ فیصلہ فرمائے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے ۝

سورۃ ھود ۵۲ مکیۃ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — پارہ ۱۲ رکوع ۱۰

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا

الر یہ کتاب ہے جس کی آیتیں محکم بھری ہیں پھر خوب کھولی گئی ہیں ایک حکمت والے خبردار کی طرف سے تفصیل سے بیان کی گئی ہیں ۝ کہ عبادت

اللّٰهَ ۚ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ

اللہ کی مت کرو بیشک میں تمہارے لیے اس کی طرف سے ڈر اور خوشی کی خبر دینے والا ہوں ۝ اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس

يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا

کی طرف توبہ کرو وہ تمہیں ایک مقررہ مدت تک بہت اچھا فائدہ دے گا اور ہر بڑائی والے کو اپنا فضل عطا فرمائے گا اور اگر تم پھیر

فَاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

تو میں تم پر بڑے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں ۝ اللہ ہی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے اور وہ ہر شے پر

قَدِيْرٌ ۝ اَلَاۤ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ

قادر ہے ۝ سن رکھو بیشک وہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ اللہ سے چھپ جائیں سن رکھو جس وقت وہ اپنے کپڑوں سے

ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

اپنے بدن ڈھانپتے ہیں اللہ جانتا ہے جو چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے ۝

شان نزول آیت قرآن کی عظمت وشان — قرآن مجید کا بیان کی بیان ... حضور ... کا منصب

توبہ استغفار کا حکم ان کے لیے اندار ہے ... کے لیے خوشخبری ... بندے کا دل حال نہ ہونے سے چھپانا

ربط یعنی اے حبیب ... اللہ تعالیٰ آپ کی طرف جو وحی فرماتا ہے آپ اس کی پیروی کریں اور آپ کی قوم کے کفار کی طرف سے آپ کو جو اذیت پہنچتی ہے اس پر صبر کرتے رہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ان کو عطا فرمائے کے خلاف آپ کی مدد کا فیصلہ فرمائے ... اللہ تعالیٰ جو سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے ... سورت اور آیت کے ساتھ جدا ... کیا ہے یا ملحدہ ملحدہ نازل ہوئیں یا مختلف مواقع ... واقعات پر کچھ آیتیں ... اس میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمائیں ...

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا

اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو[1] اور وہ ہر ایک کے ٹھہرنے

وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور سپرد کئے جانے کی جگہ کو جانتا ہے۔ سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں موجود ہے۝ اور وہی ہے جس نے آسمانوں

وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ

اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا[2] تمہیں پرکھ لے تاکہ تمہیں آزمائے

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ

کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے اور اگر تم کہو (اے لوگو!) تمہیں مرنے کے بعد اٹھایا جائے

الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَئِنْ

گا تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ (قرآن) تو کھلا جادو ہے۝ اور اگر

اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ

ہم ان سے کچھ گنتی کی مدت تک کے لئے عذاب کو دیر کر دیں تو ضرور کہیں گے کہ کس چیز نے روکا ہوا ہے؟

اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

جان لو جس دن وہ عذاب ان پر آئے گا تو ان سے پھیرا نہیں جائے گا اور جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑاتے تھے وہی ان کو گھیرے

ربط: (روزی کی ذمہ داری سے اللہ تعالیٰ کے علم کامل کا بیان) آسمان و زمین کی تخلیق کا مقصد

موت کے بعد اٹھائے جانے کے کافروں کے انکار کا جواب عذاب میں دیر ہونے پر کافروں کا مسخرہ پن اور نہ ٹلنے والا عذاب

لغات: (۱) ہر وہ جاندار جو زمین پر چلتا ہو "دابۃ" کہتے ہیں اور عرف میں چوپائے کو "دابۃ" کہتے ہیں جبکہ آیت میں اس سے مطلقاً جاندار مراد ہے لہٰذا انسان اور تمام حیوانات اس میں داخل ہیں (۲) اس سے مراد یہ ہے کہ جانداروں کو رزق دینا اور ان کی حفاظت کرنا اللہ تعالیٰ سے پہلے مقرر فرما دیا ہے وہ اپنے فضل و رحمت سے اس کے خلاف نہیں کرتا (۳) اس کا معنی یہ ہے کہ عرش اور پانی کے درمیان کوئی دوسری چیز تھی اگرچہ دونوں میں فاصلہ تھا یعنی یہ کہ عرش کی مقام میں تھا جہاں اب ہے یعنی ساتویں آسمان سے اوپر اور پانی کی جگہ تھا جہاں اب ہے یعنی ساتویں زمین کے نیچے اگرچہ اس وقت سات آسمان اور سات زمینیں نہ تھیں۔

ع ۱۰ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ

ہو رہے ہوگا ۝ اور اگر ہم انسان کو اپنی کسی رحمت کا مزہ چکھا دیں پھر وہ رحمت اس سے چھین لیں تو بیشک وہ

لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ

بڑا مایوس اور ناشکرا ہو جاتا ہے ۝ اور اگر ہم مصیبت کے بعد جو اسے پہنچی ہو اسے نعمت چکھائیں تو ضرور کہے گا کہ برائیاں مجھ

السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۭ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ

سے دور ہو گئیں بیشک وہ (اس وقت) بہت خوش ہونے والا فخر و تکبر کرنے والا ہو جاتا ہے ۝ مگر جنہوں نے صبر کیا اور نیک کام کئے

اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ

ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے ۝ تو (کیا) تمہاری طرف جو وحی بھیجی جاتی ہے تم اس میں سے کچھ چھوڑ دو گے

وَضَاۗىِٕقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَاۗءَ مَعَهٗ

اور اس پر تمہارا دل اس وجہ سے تنگ ہو جائے گا کہ وہ کہتے ہیں اس پر خزانہ کیوں نہیں اترتا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ

لغات حسد: چھن جانے پر انسان کی مایوسی، ناشکری ۔ مصیبت کے بعد نعمت ملنے پر انسان کا فخر و تکبر ۔

صبر: سے مراد ایسے لوگوں کا ستقلال اور ان کا صلہ ۔ یہ ایک سو سولہویں آیت سے کافروں کی تنبیہ اور انکار کے عذر اصلیت کا جواب ہے

حل (۱) یہاں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہونا مراد ہے جس کے بعد انسان پر ناامیدی کا غلبہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے اور اس کے عذاب سے بھی بے خوف ہو جاتا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے عزت کی قسم میں اپنے کسی بندے پر دو خوف جمع نہیں کروں گا اور دو امن جمع کروں گا اگر وہ مجھ سے دنیا میں بے خوف رہے گا تو میں قیامت کے دن اسے امن دوں گا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے امن میں رہے گا تو میں قیامت کے دن اسے خوف میں مبتلا کروں گا۔ (ابن کثیر، ۲۸۳/۲، بحوالہ: ابن ابی حاتم)

(۲) حسب چھن جانے پر صبر کرنا اور نعمت ملنے پر شکر کرنا اور ہر صورت اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرمانبرداری میں مصروف رہنا مومن کی شان ہے۔ یعنی انسانوں کی یہاں اوپر کی آیات میں بیان کیے گئے انکار کا طریقہ عمل تو بعض مسلمانوں میں بھی عام ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ان سے اپنی نعمتیں روک لیتا ہے تو یہ اس قدر مایوس ہو جاتے ہیں کہ ان کی زبان پر شکایت کا حرف آنے لگتا ہے اور جب ان میں سے کسی پر آئی ہوئی مصیبت اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے تو وہ لوگوں پر فخر و غرور کا اظہار شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقل سلیم اور ہدایت عطا فرمائے۔

(۳) اس آیت کی تفسیر میں علماء نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے حبیب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسالت کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے اس لیے اس سے معصوم فرمایا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی تبلیغ رسالت کی تاکید فرمائی ہے اور اس تاکید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی خاطر بھی ہے اور عام لوگوں کی بھی کہ کفار کی مخالفت کی وجہ سے تبلیغ رسالت میں خلل نہیں ڈالنا چاہیے۔

مَلَكٌ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ

کیوں نہیں آتا؟ تم تو ڈر سنانے والے ہو اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے ○ یا یہ کہتے ہیں کہ قرآن اس نے خود ہی بنا لیا ہے

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ

تم (ان سے) کہہ دو کہ یہ بات ہے تو تم بھی بنائی ہوئی اس کی سورتیں سے دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جس کو تم بلا سکتے ہو

اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ

بلا لو اگر تم سچے ہو ○ پھر اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ کے علم ہی سے نازل کیا گیا ہے

وَاَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

اور جان لو کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو پھر اب تم مانتے ہو ○ جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی

وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

رونق چاہتا ہو تو ہم یہاں انہیں ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے دیں گے اور یہاں انہیں کچھ کم نہ دیا جائے گا ○ یہ وہ لوگ ہیں

لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا

جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں، دنیا میں جو کچھ انہوں نے بنایا وہ سب برباد ہو گیا اور ان کے اعمال

يَعْمَلُوْنَ ۝ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ

باطل ہیں ○ تو کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو اور اللہ کی طرف سے اس پر ایک گواہ آئے[۱۵] اور اس سے پہلے

نوٹ ۱۴ تحقیق قرآن مجید جس کی اس سورت میں بار بار تحدی کی گئی ہے

دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طلبگاروں کا انجام) سے الٰہی سے طلبگاروں کا بیان

لغت ۱۷ بعض مفسرین سے نزدیک "روشن دلیل" سے وہ دلیل عقلی مراد ہے جو اسلام کی حقانیت پر دلالت کرے اور جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہے" اس سے مومنوں کی مراد ہیں جو اسلام سے مشرف ہوئے۔ جیسے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ۔ "گواہ" سے مراد قرآن پاک ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک "روشن دلیل" سے مراد قرآن پاک اور "جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہے" اس سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اہل بیان ہیں۔ "گواہ" سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ

موسیٰ کی کتاب ہو جو پیشوا اور رحمت ہے وہ لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور تمام گروہوں میں سے جو اس کا انکار کرے

الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے تو اے سننے والے تجھے اس کے بارے میں کوئی شک نہ ہو بیشک یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ۝ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر

كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ

جھوٹ باندھے یہ لوگ اپنے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے اور گواہ دینے والے کہیں گے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے

كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ

اپنے رب پر جھوٹ باندھا خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو ۝ وہ جو اللہ کی راہ سے

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ

روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہی آخرت کا انکار کیے دے رہے ہیں ۝ یہ

لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

زمین میں عاجز کرنے والے نہیں ہیں اور اللہ کے سوا ان کے کوئی مددگار بھی نہیں

عنوان: منکرین قرآن کا انجام — اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں کی بروز قیامت رسوائی

کفار کے تین بڑے جرم — کافروں کی بے کسی عذاب اور اخروی خسارہ

حل لغت: یہ بیان دین اسلام کے صحیح ہونے اور قرآن پاک کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے کے بارے میں شک کرنے والوں کو کافر کہا گیا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لانے والوں کے لئے آخرت میں جو آگ کا ٹھکانہ ہے اس میں شک کرنے والے کافر کہا گیا ہے۔ [2] اس آیت میں وہ کفار و مشرکین بھی شامل ہیں جو یہاں کا سیدھا راستہ چھوڑ کر الٹا ٹیڑھا راستہ تلاش کرتے ہیں اور وہ مرتدین بھی شامل ہیں جو قرآن کی معنوی تحریف کرکے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عام مسلمانوں کے خلاف راستہ اختیار کرتے ہیں اور یہ بات سے وہ معنی کرتے ہیں جو متواتر معانی کے خلاف ہیں اگر نہیں تو آخرت کا ہونا تو یہ جرأت تو کبھی نہ کرتے

أَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا

ان کے لئے عذاب کو کئی گنا بڑھا دیا جائے گا وہ نہ سن سکتے تھے اور نہ

يُبْصِرُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

دیکھ سکتے تھے ۝ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو خسارے میں ڈالا اور ان سے ان کے بہتان گم

يَفْتَرُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

ہو گئے ۝ بے شک لازمی طور پر آخرت میں سب سے زیادہ نقصان میں یہی لوگ ہوں گے ۝ بیشک جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ

ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے اور انہوں نے اپنے رب کی طرف رجوع کیا تو یہی لوگ جنتی ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۝ دونوں فریقوں کا حال ایسا ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھنے والا

وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

اور سننے والا کیا ان دونوں کی حالت برابر ہے؟ تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے ۝ اور بے شک ہم نے نوح کو

نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۠ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ

ان کی قوم کی طرف بھیجا (انہوں نے کہا) میں تمہارے لیے صاف ڈر سنانے والا ہوں ۝ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو بیشک

اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

میں تم پر ایک دردناک دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں ۝ تو ان کی قوم کے کافر سردار کہنے لگے

مشکل الفاظ مثل دو گروہوں کا بیان — موحدین و کفار میں فرق — حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو تبلیغ

کافر سرداروں سے حضرت نوح علیہ السلام کی بات پر تین اعتراضات

ملاحظہ ان سے مراد یہ ہے کہ وہ حق سننے سے بہرے ہو گئے تو کوئی بھلائی کی بات نہ سنتے نہ سمجھتے نہ مانتے اور یہ آیت قدرت کا وہ بیان کردہ کلیہ ہے جو کبھی نہیں بدلتا۔

مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا

ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی سمجھتے ہیں[2] اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہاری پیروی صرف وہ کر رہے ہیں جو ہم سب سے پست اور کمزور ہیں

بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ

سوچ کر جلد سوچ سمجھے بغیر ہی[1] اور ہم تمہارے اندر اپنے اوپر کوئی فضیلت نہیں پاتے بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں ۝ وہ

يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ

اے میری قوم! بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائی ہو پھر تم

فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

غور نہ کرو اسے دیکھنے سے اندھے رہو تو کیا ہم تمہیں اس (دعوت) پر مجبور کر دیں حالانکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو ۝ اور اے قوم! میں تم سے

مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا

اس پر کوئی مال نہیں مانگتا میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور میں مسلمانوں کو دور نہیں کر سکتا[1] یقیناً یہ اپنے رب سے

مضامین: حضرت نوح علیہ السلام کا قوم سے خطاب

لغات: آ اس آیت میں بہت سی مثلیں بیان ہوئی ہیں سلام سے محروم رہتی ہیں آل پاک میں جانیوالے ان سے مراد ہیں اس امت میں بھی بہت سے بدنصیب ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل سے بغض اور حسد کا جذبہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے بچائے اور ہدایت عطا فرمائے (2) یہ وہ لوگ تھے جو ان کی نظر میں گھٹیا رہتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ قول جاہلانہ جہالت پر مبنی تھا کیونکہ انسان کا تقویٰ مرتبہ دین ہی دیتی اور رسول کی فرمانبرداری سے ہے جبکہ مال و منصب اور پیشے وغیرہ اس میں دخل نہیں دیندار نیک سیرت پیشہ ور کو حقارت کی نظر سے دیکھنا اور حقیر جاننا جاہلانہ فعل ہے آ قوم سے غریب مسلمانوں کو مجلس سے نکالنے کا مطالبہ کیا تھا جس پر حضرت نوح علیہ السلام نے کہا یہ جو جواب دیا اس سے معلوم ہوا کہ دیندار غریبوں کو حقیر سمجھنا کفار کا طریقہ ہے، اس میں ہمارے لئے ان داعیوں کے لئے بڑی عبرت ہے جو غریب علماء، طلباء دین، مسلمین، مہاجرین کو دیکھ کر عزت دینے کو تیار نہیں ہوتے چندہ بھی بڑا ہو تو دس چکر لگوا کر دیتے ہیں پھر تیوری چڑھا کر کہیں گے اور دیر سے بعد میں اپنا کر سمجھیں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے جواب سے ہر صاحبان علم و خطابت کو بھی درس حاصل ہے کہ مالداروں کو اپنے قرب میں بٹھانا ان کی خوشامد کرنا اور آپ کے گھر حاضر ہو جانا جبکہ غریبوں وغیرہ سے کچھ فاصلے پر رکھنا، ان کی دنیاوی فریادوں سے باوجود بھی ان پر شفقت نہ کرنا بہت بری ہے اور اللہ ہی ان حضرات کے شایان شان ہے۔

رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ

ملنے والے ہیں لیکن میں تم لوگوں کو بالکل جاہل قوم سمجھتا ہوں ﴿۲۹﴾ اور اے میری قوم! اگر میں انہیں دور کر دوں تو مجھے اللہ سے کون

طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ

بچائے گا تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے ﴿۳۰﴾ اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور یہ کہ میں غیب جانتا

الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ

ہوں اور یہ بھی نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں ﴿۳۱﴾ اور میں ان غریب مسلمانوں کے بارے میں جنہیں تمہاری نگاہیں حقیر سمجھتی ہیں یہ نہیں کہتا کہ انہیں کوئی

اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚ اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ

بھلائی نہیں دے گا اللہ خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے اگر میں ایسی بات کہوں تو صریح ظالموں میں سے ہوں گا ﴿۳۲﴾ انہوں

قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

نے کہا اے نوح! تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت زیادہ جھگڑا کر لیا ہے تو تم جس چیز کا ہمیں وعدہ دیتے ہو اگر تم سچے ہو تو وہ ہم پر لے آؤ ﴿۳۳﴾

قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَاۗءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ

(نوح نے) فرمایا وہ بھی تمہارے اوپر اللہ ہی لائے گا اگر وہ چاہے گا تو، تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے ﴿۳۴﴾ اور اگر میں تمہاری

اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۭ هُوَ رَبُّكُمْ ۣ وَ

خیر خواہی کرنا چاہوں تو یہ بھی میری نصیحت تمہیں نفع نہیں دے گی اگر اللہ تمہیں گمراہ کرنا چاہتا ہو وہ تمہارا رب ہے اور

عنوان کافروں کے اعتراضات کا جواب ﴿ غریب مسلمانوں کو حقیر سمجھنے کا جواب

قوم کا مطالبہ عذاب اور حضرت نوح علیہ السلام کا جواب

حل لغات ﴿۱﴾ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے آپ پر جن اعتراضات کئے تھے پہلا یہ کہ تم ہم سے زیادہ عقل والے نہیں ہو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ میں نے تم سے کب کہا ہے کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں۔ دوسرا یہ کہ تمہارے پیروی کرنے والے حقیر لوگ ہیں ہے اس کے جواب میں فرمایا کہ میں نے کب یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ بنا پر میں جن جن کو حقیر سمجھتا ہوں ان کا انتخاب کروں گا تیسرا یہ کہ تم ہمارے جیسے ہی آدمی ہو اس کے جواب میں فرمایا کہ میں نے تم سے کب یہ کہا تھا کہ میں فرشتہ ہوں کہ اس دعوے کی وجہ سے تمہیں اعتراض کا موقع مل گیا۔ ﴿۲﴾ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کا یہ مطالبہ کہ عذاب آجائے ہمیں کیوں نہیں دیتا یہ اللہ تعالیٰ کے ارادے پر موقوف ہے

إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٣٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَ

کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ﴿٣٣﴾ کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ اس نے خود گھڑ لیا ہے۔ کہہ دو اگر میں نے یہ گھڑا ہے تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور

أَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تُجْرِمُونَ ﴿٣٥﴾ وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا ع ١٤

میں تمہارے جرم سے بری ہوں ﴿٣٥﴾ اور نوح کی طرف وحی بھیجی گئی کہ تیری قوم میں سے مسلمان ہو جانے والوں کے علاوہ

مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا

اور اب مسلمان نہیں ہوگا تو قوم پر غم نہ کر جو یہ کر رہے ہیں ﴿٣٦﴾ اور ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا

وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿٣٧﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ

اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات نہ کر یہ یقیناً غرق کیے جانے والے ہیں ﴿٣٧﴾ اور نوح کشتی بنانے لگا اور ان کی قوم کے سردار

عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا

جس سے بھی گزرتے اس کے پاس سے تو مذاق اڑاتے اس کا۔ اس نے کہا اگر تم ہمارے اوپر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم بھی تم پر

تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ

ہنسیں گے جیسے تم ہنستے ہو ﴿٣٨﴾ عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر دے گا اور کس پر ہمیشہ رہنے والا

مُّقِيمٌ ﴿٣٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ

عذاب اترتا ہے ﴿٣٩﴾ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ گیا اور تنور ابلنے لگا تو ہم نے فرمایا ہر قسم میں سے

زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ

جوڑا اور جن پر عذاب کی بات پہلے طے ہو چکی ہے ان کے سوا اپنے گھر والوں کو اور ایمان والوں کو کشتی میں سوار کر لو اور ان کے ساتھ

لغات: لفظ کا پیٹ الف اور ن کا جواب — حضرت نوح علیہ السلام کو عجیب کی خبر — کشتی بنانے کا حکم اور کافروں کی مسخرہ

ربط: کی مخالفت — کشتی بنانے پر قوم کا مذاق اڑانا اور اس کا جواب — عذاب کی نوعیت اور حضرت نوح علیہ السلام کو ہدایت

حل: ① پہلے عذاب سے دنیا میں غرق ہونے کا عذاب مراد ہے اور دوسرے عذاب سے مراد آخرت میں جہنم کا عذاب ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ ② ان سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی واعلہ ہے جو یہاں رہ گئی اور آپ علیہ السلام نے فرمایا خانہ ہے اللہ تعالیٰ سے ان کی ہدایت کا بھی فیصلہ ہو گیا۔

مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ۝ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۝ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ

مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ ۝ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ

اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ

معہ الا قلیل ۝ وقال ارکبوا فیہا بسم اللہ مجرٖہا ومرسٰہا ؕ ان

تھوڑے ہی لوگ تھے ۝ اور (نوح سے) فرمایا کہ اس میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ ہی کے نام سے ہے بیشک

ربی لغفور رحیم ۝ وھی تجری بہم فی موج کالجبال ۫ ونادٰی نوحُ

میرا رب بخشنے والا مہربان ہے ۝ اور وہ کشتی پہاڑ جیسی موجوں کے درمیان سے لے کر چلنے لگی اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا

ابنہٗ وکان فی معزلٍ یّبنیَّ ارکب معنا ولا تکن مع الکٰفرین ۝ قال ساٰوی

اور وہ الگ تھلگ (کھڑا) تھا اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ ۝ بیٹے نے کہا

الی جبلٍ یّعصمنی من الماءِ ؕ قال لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من

میں کسی پہاڑ پر جا پڑوں گا جو مجھے پانی سے بچا لے گا (نوح نے) کہا آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں مگر (وہی بچے گا) جس پر

رحم ۚ وحال بینہما الموج فکان من المغرقین ۝ وقیل یٰارض ابلعی

وہ رحم فرمائے (اتنے میں) ان کے درمیان میں موج حائل ہو گئی تو وہ بھی غرق کئے جانے والوں میں سے ہو گیا ۝ اور حکم فرمایا گیا

ماءَکِ ویٰسمآءُ اقلعی وغیض الماءُ وقُضِیَ الامرُ واستوت علی الجودیِّ

کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا (چنانچہ) پانی خشک کر دیا گیا اور کام تمام ہو گیا اور وہ کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی

وقیل بعدًا للقوم الظّٰلمین ۝ ونادٰی نوحٌ ربّہٗ فقال ربِّ انّ ابنی من

اور فرما دیا گیا ظالموں کے لئے دوری ہے ۝ اور نوح نے اپنے رب کو پکارا تو عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا بھی

اھلی وانّ وعدک الحقُّ وانت احکمُ الحٰکمین ۝ قال یٰنوحُ انہٗ لیس

میرے گھر والوں میں سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے ۝ اللہ نے فرمایا اے نوح بیشک وہ تیرے گھر

لغات کشتی میں سوار ہو — کشتی چلانا اور ٹھہرانا — حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا — حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی

عذاب کے بعد کی حالت — حضرت نوح علیہ السلام کی بیٹے کے متعلق بارگاہ الٰہی میں عرض — حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی

حل ① جب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل ہوا تو چالیس دن رات آسمان سے بارش برستی رہی اور زمین سے پانی اُبلتا رہا پانی پہاڑوں سے اونچا ہو گیا یہاں تک کہ ہر چیز اس میں ڈوب گئی اور یہ پانی اتنی شدت سے چل رہا تھا کہ اس کی وجہ سے پہاڑوں کی مانند اونچی لہریں بلند ہو رہی تھیں

مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۫ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ

والوں میں سے ہر گز نہیں، بیشک اس کا عمل اچھا نہیں، پس تم مجھ سے اس بات کا سوال نہ کرو جس کا تجھے علم نہیں، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں

اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا

کہ تم نادانوں میں سے نہ ہو جاؤ ۝ عرض کی اے میرے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا

لَيْسَ لِىْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِىْ وَتَرْحَمْنِىْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ قِيْلَ يٰنُوْحُ

مجھے علم نہیں اور اگر تو میری مغفرت نہ فرمائے اور مجھ پر رحم نہ فرمائے تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا ۝ فرمایا گیا اے نوح!

اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ

ہماری طرف سے (اس) سلامتی اور ان برکتوں کے ساتھ (زمین پر) اتر جاؤ جو تم پر اور تمہارے ساتھیوں کی جماعتوں پر (نازل ہوں گی) اور کچھ جماعتیں ایسی ہوں گی جنہیں ہم (کچھ عرصہ) دنیا

يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ

سے فائدہ اٹھانے دیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا ۝ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں، اس سے

تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۭ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

پہلے نہ تم انہیں جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم جانتی تھی تو تم صبر کرو بیشک اچھا انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے ۝

کلمات: حضرت نوح علیہ السلام کو دعا — حضرت نوح علیہ السلام کو سلامتی کی بشارت — قوم نوح کا واقعہ ایک عبرتی ہے

معنی ۱ اس سے مراد بیٹا ہے کہ وہ آپ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں میں سے ہر گز نہ تھا یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ آپ علیہ السلام کے ان گھر والوں میں سے نہ تھا جن کی آپ علیہ السلام نے ساتھ نجات کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا اس آیت سے ثابت ہوا کہ نجات کیلئے صرف نسبی قرابت کا اعتبار نہیں بلکہ اس کیلئے ایمان شرط ہے ۲ اس آیت میں حضرت نوح علیہ السلام سے مقام اضطرار کے تقاضا پر کہ اے کاش میرا بیٹا نگاہوں کے سامنے ہوتا اور وعدہ الٰہی کے پیش نظر عرض کرنا یہ ظاہر ہے کہ یہ سوال حقیقت حال معلوم ہونے اور اللہ تعالیٰ سے تنبیہ فرمانے سے پہلے تھا جس پر آپ نے فوراً توبہ و استغفار اور رحم الٰہی کی دعا مانگنا شروع کر دی ۳ ان سے حضرت نوح علیہ السلام کے بعد قیامت تک پیدا ہونے والے وہ کافر گروہ مراد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ان کی مقررہ مدت تک فراخی عیش اور راحت و عافیت عطا فرمائے گا پھر انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں دردناک عذاب پہنچے گا ۴ حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ ماضی کی ایک عبرتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہو جس سے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ

اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تم تو صرف

اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ

بہتان لگانے والے ہو ۝ اے میری قوم میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی کے ذمہ ہے جس نے

فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُرْسِلِ

مجھے پیدا کیا تو کیا تمہیں عقل نہیں ۝ اور اے میری قوم اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو وہ تم پر آسمان

السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝

بارش بھیجے گا اور تمہاری قوت کے ساتھ مزید قوت زیادہ کرے گا اور تم مجرم بن کر منہ نہ پھیرو ۝

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْۤ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ

انہوں نے کہا اے ہود تم ہمارے پاس کوئی دلیل لے کر نہیں آئے اور ہم صرف تمہارے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہی ہم

بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ

تمہارے دعوت پر یقین کرنے والے ہیں ۝ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں کوئی برائی پہنچائی ہے (ہود علیہ السلام نے) کہا میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور

اشْهَدُوْۤا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝

تم بھی گواہ ہو جاؤ کہ میں تمہارے شریک بنائے ہوئے معبودوں سے بیزار ہوں تم سب مل کر میرے ساتھ جو چاہو کر گزرو پھر مجھے ذرا مہلت نہ دو ۝

لغات: حضرت ہود علیہ السلام کی پہلی قوم عاد تھی عاد کا اصل معنی بعد ہے یہ لفظ اس قوم کے لئے بولا جاتا ہے جو حق سے دور ہو اور کفر و سرکشی میں حد سے بڑھ گئی ہو

قوم کا لفظ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کے لئے بولا جاتا ہے جو حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان نہ لائی

حل: ① اس سے مراد یہ نہیں کہ ہود علیہ السلام سے پہلے کوئی نبی نہیں آیا بلکہ حضرت ہود علیہ السلام کا تعلق قبیلہ عاد سے تھا اس لئے قوم کا لفظ بولا کہ تم ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں لائے اس سے معلوم ہوا کہ انکار حق کی بنیاد ہمیشہ حضرت ہود علیہ السلام کے سامنے بھی یہی بہانہ پیش کیا گیا کہ آپ کے پاس کوئی دلیل معجزہ پیش نہیں کیا ہوں گے لیکن آپ نے ان کے ہر اعتراض کا صحیح دلائل اور معجزات کے ساتھ منہ توڑ جواب دیا ہے ② یہ خطاب ہود علیہ السلام نے قوم کو اللہ تعالیٰ کی گواہی پیش کر کے تھا کہ آپ نے بات کر لی اب میرا بھی سن لو اور تم سب مل کر میرے خلاف جو کر سکتے ہو کر لو اس سے معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام کو اپنی جان کی پروا نہیں تھی اور ہر طرح کے نقصان اور اذیت کو برداشت کرنے کے لئے تیار تھے اور اصل خوف اس قوم کا تھا جو نشانی عذاب اور قہری سے بار بار آپ علیہ السلام کو اپنی حفاظ سے عاجز رہی

إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ ۚ مَا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ۚ إِنَّ رَبِّي

میں نے اللہ پر بھروسہ کیا ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ کوئی چلنے والا ایسا نہیں جس کی پیشانی اس کے قبضہ قدرت میں نہ ہو بیشک

عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٦﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ ۚ وَ

میرا رب سیدھے راستے پر ہے ﴿۵۶﴾ پھر اگر تم روگردانی کرو تو میں تمہیں اس کی تبلیغ پہنچا چکا جس کے ساتھ مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا تھا اور

يَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٥٧﴾

میرا رب تمہاری جگہ دوسروں کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے بیشک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے ﴿۵۷﴾

وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۖ وَنَجَّيْنَاهُم مِّنْ

اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے ہود اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں کو اپنی رحمت کے ساتھ بچا لیا اور انہیں سخت عذاب سے

عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۖ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ

نجات دی ﴿۵۸﴾ اور یہ عاد تھے جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر جبار

كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٥٩﴾ وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ عَادًا

سب حق کے کہنے پر چلے ﴿۵۹﴾ اور اس دنیا میں اور قیامت کے دن ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی سن لو بیشک عاد نے

كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ﴿٦٠﴾ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ

اپنے رب سے کفر کیا سن لو ہلاکت ہے عاد کی قوم ہود کے لئے دور ہے ﴿۶۰﴾ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم

وقف لازم

حضرت ہود علیہ السلام کا توکل — حضرت ہود علیہ السلام کی طرف سے آخری تبلیغ

حضرت ہود علیہ السلام اور مسلمانوں کی نجات — قوم عاد کی ہلاکت کی تفصیل — (قوم عاد کا علاقہ، تباہی کا سبب)

حضرت صالح علیہ السلام کی اپنی قوم کو تبلیغ

لغات: ۱ انبیاء علیہم السلام اپنی امت تک اللہ کے شرعی احکام اپنی ظاہری زندگی میں پہنچا دیتے ہیں کوئی بات چھپا نہیں رکھتے۔ ۲ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جن قوموں کی طرف اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے ان کی نافرمانی کے بعد دوسری قوموں کو اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کی تسلی کے لئے فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی خدمت کے لئے کسی قوم کی خدمت کی ضرورت نہیں وہ سب سے بے نیاز ہے

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ

اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اسی میں تمہیں بسایا

فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ

تو اس سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو بیشک میرا رب قریب ہے دعا قبول کرنے والا ہے ﴿۶۱﴾ انہوں نے کہا اے صالح تم ہم سے پہلے

كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ؕ وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ

تم ہمارے اندر ایسے تھے کہ تم سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں کیا تم ہمیں ان کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں بیشک

مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ

جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس کی طرف سے تو ہمیں بڑے دھوکے میں ڈالنے والے شک میں ہیں ﴿۶۲﴾ اس نے کہا اے میری قوم! بتاؤ کہ اگر میں

رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ؕ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ

اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھ پر اپنی رحمت عطا فرمائی ہو (پھر بھی میں تمہارا کہا مانوں) تو اللہ کے مقابلہ میں کون میری مدد کرے گا تم تو میرے نقصان ہی بڑھا رہے ہو

غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ

سوائے بربادی کے ﴿۶۳﴾ اور اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی ہے اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں

شان نزول قوم کا حضرت صالح علیہ السلام پر عتراض — حضرت صالح علیہ السلام کا جواب — اونٹنی سے متعلق قوم و تنبیہ

ترجمہ جب حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے اپنا دعوٰی پیش کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اے صالح علیہ السلام اس سے پہلے تمہاری شخصیت ہمارے درمیان بڑی قابل قدر تھی ہمیں تم سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں اور ہم امید کرتے تھے کہ تم ہمارے سردار بنو گے یا کم از کم تم ہمارے بڑوں کی حمد کرتے اور فقیروں پر سخاوت کرتے تھے لیکن جب تم نے توحید کی دعوت دی اور ہمارے بتوں کی برائیاں بیان کیں تو قوم کی امیدیں تم سے ختم ہو گئی ہیں ﴿۶۲﴾ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو جواب دیتے ہوئے فرمایا: "اے میری قوم مجھے بتاؤ کہ" اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر اور منصب نبوت پر فائز ہوں اور اس کے بعد بھی میں تمہاری خواہشوں کے مطابق کام کروں تو اللہ تعالیٰ سے مجھے کون بچا سکتا ہے میں تمہارے لئے نقصان کے سوا اور کچھ نہیں بڑھا رہا ہوں ﴿۶۳﴾ اور اے میری قوم یہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے ایک نشانی ہے اسے چھوڑ دو کہ یہ اللہ کی زمین میں

وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا

کھائی رہنے اور اسے برائی کے ساتھ ہاتھ نہ لگانا ورنہ قریب ہی عذاب تمہیں پکڑ لے گا ○ تو انہوں نے اس کی کچیل جانب کے اوپر

فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا

اپنے گھروں میں تین دن اور فائدہ اٹھا لو یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہو گا پھر جب

صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے صالح اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو اپنی رحمت کے ذریعے بچا لیا اور اس دن کی رسوائی سے بھی بیشک تمہارا

الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ

رب بڑی قوت والا غلبے والا ہے ○ اور ظالموں کو چنگھاڑ نے پکڑ لیا تو وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں

جٰثِمِيْنَ ﴿٦٧﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا

گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے ○ گویا وہ کبھی یہاں رہتے ہی نہ تھے سن رکھو بیشک ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا خبردار رحمت ہو

لِّثَمُوْدَ ﴿٦٨﴾ وَلَقَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ع ١٠

ثمود پر ○ اور بیشک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے انہوں نے "سلام" کہا تو ابراہیم نے "سلام" کہا

فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاۗءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَ

پھر تھوڑی ہی دیر میں ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے ○ پھر جب دیکھا کہ ان فرشتوں کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھ رہے تو ان سے

نزول اللہ تعالیٰ کی طرف سے نافرمانوں پر عذاب کی خبر — حضرت صالح علیہ السلام اور مسلمانوں کی نجات — قوم ثمود پر عذاب الٰہی

فرشتوں کی بارگاہ ابراہیمی میں حاضری اور ان کی مہمان نوازی — حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خوفزدہ ہونا اور فرشتوں کا اطمینان دلانا

تفسیر ① سورۂ اعراف میں قوم ثمود پر آنے والے عذاب کی کیفیت اس طرح بیان ہوئی ہے "پس رجفہ نے انہیں پکڑ لیا" اور یہاں اس طرح بیان ہوئی کہ "اور ظالموں کو چنگھاڑ نے پکڑ لیا" ان دونوں کیفیتوں میں کوئی تضاد نہیں ہو سکتا پہلے ہولناک چیخ و پکار کی آواز آئی اور اس کے بعد زلزلہ پیدا ہوا اس لئے قوم ثمود کی ہلاکت دو چیخ اور زلزلہ دونوں میں سے کسی کی طرف بھی منسوب کیا جا سکتا ہے ② گائے کا گوشت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمان کے لئے پیش کیا تھا آپ علیہ السلام اسے پسند کرتے تھے بھنا ہوا گائے کا گوشت کھانے سے گرمی کی بیماری کے لئے بہت مفید ہے اور اس کی بیت کرنے سے توانائی پیدا ہوتی ہے

أَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ﴿٧٠﴾ وَ

دل میں ان کی طرف سے خوف محسوس کیا۔ فرشتوں نے کہا آپ نہ ڈریں۔ بیشک ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں ﴿٧٠﴾ اور

امْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ ۙ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ ﴿٧١﴾

ان کی بیوی (پاس) کھڑی تھی تو وہ ہنسنے لگی ۚ تو ہم نے انہیں اسحاق کے پیچھے یعقوب کی خوشخبری دی ﴿٧١﴾

قَالَتْ يَا وَيْلَتَىٰ أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَٰذَا بَعْلِي شَيْخًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ

کہا ہائے تعجب کیا میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں تو بوڑھی ہوں اور یہ میرے شوہر بھی بہت بوڑھے ہیں۔ بیشک یہ

عَجِيبٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۖ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ

بڑی عجیب بات ہے ﴿٧٢﴾ فرشتوں نے کہا کیا تم اللہ سے کہہ تعجب کرتی ہو؟ اے گھر والو تم پر اللہ کی رحمت اور اس

أَهْلَ الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ﴿٧٣﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ

کی برکتیں ہوں۔ بیشک وہ سب خوبیوں والا عزت والا ہے ﴿٧٣﴾ پھر جب ابراہیم سے خوف دور ہو گیا اور اس کے پاس

الْبُشْرَىٰ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ﴿٧٤﴾ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ﴿٧٥﴾

خوشخبری آ گئی تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگے ﴿٧٤﴾ بیشک ابراہیم بڑے تحمل والا بہت آہیں بھرنے والا رجوع کرنے والا ہے

ترجمہ حضرت سارہ کی مسرت اور تعجب بھرے ہونے کی بشارت — حضرت سارہ کا تعجب

قوم لوط کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فرشتوں کے ساتھ مناقشہ کرنا

فرشتوں کا اطمینان دلانا اور اہل بیت پر رحمت و برکت — حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تحمل کا بیان

تفسیر ① مفسرین کے بیان کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ حضرت سارہ جو حضرت لوط علیہ السلام کی چچا زاد حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کی خوشخبری سن کر یا بیٹے کی بشارت سن کر خوشی سے باغ باغ ہونے لگیں اور اولاد پیدا ہونے کا سن کر تعجب کی وجہ سے ہنسیں۔

② فرشتوں نے کلام کے معنی یہ لیے کہ اے سارہ رضی اللہ عنہا آپ کے لئے یہ تعجب کا مقام نہیں ہو سکتا آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق اس گھرانے سے ہے جو معجزات عادتوں سے ہٹ کر کاموں کے سرانجام ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے نازل ہونے کی جگہ بنا دیا گیا ہے ③ آیت میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اہل بیت کہا گیا اس سے ثابت ہوا کہ ازواج مطہرات علیہن السلام اہل بیت میں داخل ہیں نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواج مطہرات جو اصحاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل بیت میں شامل ہیں ④ جمہور مفسرین کے نزدیک اواہ کا معنی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمارے بھیجے ہوئے فرشتوں سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگے

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ

ابراہیم! اس بات سے کنارہ کش ہو جائیے، بیشک تیرے رب کا حکم آ چکا ہے اور بیشک ان پر ایسا عذاب آنے والا ہے

غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ

جو پھیرا نہ جائے گا ﴿۷۶﴾ اور جب لوط کے پاس ہمارے فرشتے آئے تو ان کی وجہ سے لوط غمگین ہوئے اور ان کا دل تنگ ہوا اور فرمانے

قَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا

لگے یہ بڑا سخت دن ہے ﴿۷۷﴾ اور ان کے پاس ان کی قوم دوڑتی ہوئی آئی اور وہ لوگ پہلے ہی سے برے کاموں کے عادی تھے

يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

لوط نے فرمایا اے میری قوم! یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لیے پاکیزہ ہیں تو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں رسوا

لَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ

نہ کرو کیا تم میں کوئی بھی بھلا آدمی نہیں ہے ﴿۷۸﴾ سب نے کہا تجھے معلوم ہے کہ تمہاری قوم کی بیٹیوں میں ہمارے

بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى

لئے کوئی حاجت نہیں اور تم ضرور جانتے ہو جو ہم چاہتے ہیں ﴿۷۹﴾ لوط نے کہا کاش تمہارے مقابل میرے پاس کوئی قوت

رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ

ہوتی یا میں کسی مضبوط سہارے کی پناہ لے سکتا ﴿۸۰﴾ فرشتوں نے عرض کی اے لوط! ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں یہ لوگ

ف۱۱ قوم لوط کی سفارش کرنے پر جواب فرشتوں کی آمد پر حضرت لوط علیہ السلام کی پریشانی

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نصیحت اور قوم کا جواب حضرت لوط علیہ السلام کی حسرت

فرشتوں کا خود کو ظاہر کرنا اور قوم کا بے شرمی سے پیش آنا

ف۱۱ ① جب فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو ان کا حسن و جمال دیکھ کر ان کی قوم کی عادت بد عمل کا خیال کر کے آپ علیہ السلام ان خوبصورت لڑکوں کی وجہ سے غمگین ہوئے اور آپ کا دل تنگ ہوا اور فرمانے لگے کہ آج سختی کا دن ہے۔ ② حضرت لوط علیہ السلام نے اس کلام سے مراد یہ لی کہ اے میری قوم یہ جو میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لئے نکاح کی صورت میں پاکیزہ ہیں تو اپنی بیویوں سے فائدہ حاصل کرو کہ وہ تمہارے لئے حلال ہے۔ ③ حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کی بیٹیوں کو بزرگانہ شفقت سے بیٹیاں فرمایا تاکہ اس حسن اخلاق سے وہ فائدہ اٹھائیں اور غیرت و حمیت سیکھیں۔

بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا

تم اپنے گھر والوں کو لے کر کچھ رات رہے چل دو اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے سوائے تمہاری بیوی کے

مَاۤ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ

بیشک اسے بھی وہی عذاب پہنچنا ہے جو ان ظالموں کو پہنچے گا بیشک ان کا وعدہ صبح کے وقت کا ہے کیا صبح قریب نہیں؟ ﴿۸۱﴾ پھر جب

اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾

ہمارا حکم آیا تو ہم نے اس بستی کے اوپر کے حصے کو اس کا نیچے کا حصہ کر دیا اور ہم نے اس پر لگاتار کنکر کے پتھر برسائے ﴿۸۲﴾

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ ع وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ

جن پر تیرے رب کی طرف سے نشان لگے ہوئے تھے اور وہ پتھر ظالموں سے کچھ دور نہیں ﴿۸۳﴾ اور مدین کی طرف ان کے بھائی

شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَ

شعیب کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ناپ اور تول میں

الْمِيْزَانَ اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَ

کمی نہ کرو بیشک میں تمہیں خوشحال دیکھ رہا ہوں اور بیشک مجھے تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے ﴿۸۴﴾ اور

يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ

اے میری قوم انصاف کے ساتھ ناپ اور تول پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور

رکوع ۷ قوم ثمود پر عذاب کی نوعیت — حضرت شعیب علیہ السلام کی اپنی قوم کو تبلیغ اور نصیحت

① حضرت صالح علیہ السلام کی قوم پر عذاب اس طرح آیا کہ ان کے شہر حجر جس علاقہ میں تھا وہاں کے لیے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پہلے ان کے پانچ بڑے شہروں کو جن میں سب سے بڑا سدوم تھا ان میں چار لاکھ آدمی بستے تھے تباہ کیا چنانچہ یہ کیا کہ ان کی زمین کو اٹھا کر آسمان کے قریب لے گئے اور پھر اوندھا کر کے نیچے گرا دیا اور ساتھ ہی آسمان سے پتھر برسائے گئے۔ ان میں سے جو لوگ باہر سفر میں تھے وہ بچ گئے اور جو لوگ اس وقت بستی میں موجود تھے وہ وہیں مر گئے۔ ان پر بھی پتھر برسائے گئے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ بستیاں الٹنے کے بعد ان پر لگاتار پتھر برسائے گئے۔

لَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٨٥﴾ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ

میں میں سے پھیلاتے پھرو ﴿٨٥﴾ اللہ کا دیا ہوا جو بچ جائے وہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تمہیں یقین ہو

وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ﴿٨٦﴾ قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ

اور میں تم پر کوئی نگہبان نہیں ﴿٨٦﴾ (قوم نے) کہا اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم چھوڑ دیں

آبَاؤُنَا أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ۖ إِنَّكَ لَأَنتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ﴿٨٧﴾

جو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں یا اپنے مال میں اپنی مرضی سے معاملہ نہ کریں (یہ بھی کہا) کہ تم تو بڑے عقلمند (اور) نیک چلن ہو ﴿٨٧﴾

قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا

شعیب نے کہا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے

حَسَنًا ۚ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا

اچھی روزی دی (تو کیا میں اس کی نافرمانی کروں) اور میں تمہیں جس بات سے منع کرتا ہوں خود اس کے خلاف کرنے کا تمہارا مجھے کوئی منشا نہیں

الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿٨٨﴾

اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے اور میرا توفیق (نیک کام کرنے کی) اللہ ہی سے ہے میں اسی پر بھروسا رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ﴿٨٨﴾

وَيَا قَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَن يُصِيبَكُم مِّثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ

اور اے میری قوم (ایسا نہ ہو کہ) میری مخالفت تم سے یہ کام کرا دے کہ تم پر بھی وہی (عذاب) پہنچے جو نوح کی قوم یا

هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنكُم بِبَعِيدٍ ﴿٨٩﴾ وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ

ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر آیا تھا اور لوط کی قوم تو تم سے کچھ دور بھی نہیں ہے ﴿٨٩﴾ اور اپنے رب سے معافی چاہو پھر

تراجم: قوم کا حضرت شعیب علیہ السلام پر طنز | حضرت شعیب علیہ السلام کا قوم کو جواب

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو نصیحت | قوم کو توبہ و استغفار کی دعوت

لغات: ﴿١﴾ مفسرین نے اس آیت کے مختلف معنی بیان کئے ہیں ان میں سے یہ ہے کہ حرام سے رکنے کے بعد جس قدر حلال مال بچے وہی تمہارے لئے بہتر ہے دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے بچا ہوا تمہارے لئے بہتر ہے ﴿٢﴾ حضرت شعیب علیہ السلام نے اس کلام شریف میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ کوئی شخص رب جہاں کی توفیق کے بغیر محض اپنی عقل سے ہدایت نہیں پا سکتا

تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝٩٠ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا

کی طرف رجوع کرو ① بیشک میرا رب بڑا مہربان محبت والا ہے ۝٩٠ انہوں نے کہا اے شعیب تمہاری بیشتر باتیں تو ہماری سمجھ میں

مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۖ وَ

نہیں آتیں اور بیشک ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تمہارا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں پتھروں سے مار ڈالتے اور

مَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝٩١ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَ

تم ہمارے مقابلہ میں کچھ زور آور نہیں ہو ۝٩١ شعیب نے فرمایا اے میری قوم! کیا تم پر میرا قبیلہ اللہ سے زیادہ ہے اور

اتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝٩٢ وَيٰقَوْمِ

اسے تم نے پس پشت ڈال رکھا ہے بیشک میرا رب تمہارے تمام اعمال کو گھیرے ہوئے ہے ۝٩٢ اور اے میری قوم

اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ

تم اپنی جگہ پر (اپنا کام) کیے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں عنقریب تم جان جاؤ گے کہ رسوا کر دینے والا عذاب

يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝٩٣ وَلَمَّا جَاۗءَ

کس پر آتا ہے اور کون جھوٹا ہے اور تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں ۝٩٣ اور جب ہمارا

عنوان حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم سے آخری خطاب — حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا قبیح جواب

حضرت شعیب علیہ السلام کا تمام حجت اور ان پر عذاب الٰہی کا نازل ہونا

لغات ① بہت سے گناہوں سے پہلی قوموں کو توبہ و استغفار کا حکم دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ بڑی اہم چیز ہے ② عربی لفظ "وَدُوْدٌ" "وُدٌّ" سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے خالص محبت اور اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق بطور شان کے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے اطاعت گزار بندوں سے محبت فرماتا ہے کہ وہ اس کے عمال سے اجتناب کرتے ہیں ان کی معاصی کو معاف فرما دیتا ہے ان پر لطف و احسان فرماتا اور اطاعت گزاری کی وجہ سے ان کی تعریف بھی کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ محبوب ہے یعنی اللہ تعالیٰ نیک اور صالح بندوں سے محبت فرماتے ہیں ③ یہ بات دوسرے کئی لوگوں کی طرح ان کی سمجھ میں نہیں آئی اور کسی چیز کی پابندی والی بات تھی اور اس کو حقوق اللہ کی کمی اور عبادت کی پابندی پر محمول سمجھتا ہے ایسے لوگوں کو چاہیے کہ قرآن و احادیث کو حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم سے بیزار کر دینے کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے یہ بھی ان کی قوم نے عقل قدم نہیں چلا ہے۔

أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ

حکم آیا تو ہم نے شعیب اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا اور ظالموں کو

ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٩٤﴾ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ

خوفناک چیخ نے پکڑ لیا تو وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے ○ گویا وہ کبھی ان میں بسے ہی نہ تھے

أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ﴿٩٥﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ

خبردار! دور ہوں مدین والے جیسے قوم ثمود دور ہوئی ○ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں اور روشن دلیل

مُّبِينٍ ﴿٩٦﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَإِيْهِ فَاتَّبَعُوا أَمْرَ فِرْعَوْنَ ۖ وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ

کے ساتھ بھیجا ○ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے فرعون کی بات مانی حالانکہ فرعون کا کام

بِرَشِيدٍ ﴿٩٧﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۖ وَبِئْسَ الْوِرْدُ

بالکل درست نہ تھا ○ فرعون قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے ہوگا پھر انہیں دوزخ میں لا اتارے گا اور وہ اترنے کا گھاٹ بھی

الْمَوْرُودُ ﴿٩٨﴾ وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ ﴿٩٩﴾

بہت برا ہے اور اس دنیا میں اور قیامت کے دن ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی ○ بہت ہی برا انعام ہے جو انہیں ملا ○

ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْقُرَىٰ نَقُصُّهُ عَلَيْكَ مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيدٌ ﴿١٠٠﴾ وَ

یہ بستیوں کی خبریں ہیں جو ہم تجھے سناتے ہیں ان میں سے کوئی بھی قائم ہے اور کوئی کاٹ دی گئی ○ اور

ع ۱۰

خلاصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعہ کا اجمالی بیان ... قیامت فرعون کا انجام ... فرعونیوں پر لعنت

گزشتہ قوموں کے حال سے آنحضرت ﷺ کی طرف اشارہ

ربط قرآن مجید میں مدین والوں پر آنے والے عذاب کی کیفیت دو طرح سے بیان کی گئی ہے ... انہیں شدید زلزلے سے ہلا کر ان میں سے بعض کو (2) ظالموں کو خوفناک چیخ سے پکڑ لیا۔ ان دونوں کیفیتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ پہلے ان پر چیخ سے عذاب آیا ہو اس لئے ایک جگہ اللہ کی نسبت سبب قریب یعنی خوفناک چیخ کی طرف کی گئی اور دوسری جگہ سبب بعید یعنی زلزلے کی طرف کی گئی۔ (2) اس کا معنی یہ ہے کہ یہ عذاب دونوں جگہ لعنت فرعونیوں کے ساتھ مل ہوئی ہے اور کبھی ان سے جدا نہ ہوگی۔

مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ

ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ خود انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اللہ کے سوا جن معبودوں کی عبادت یہ کرتے تھے وہ کچھ

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ۝۱۰۱

کام نہ آئے جب تیرے رب کا حکم آیا اور انہوں نے ان کے نقصان میں ہی اضافہ کیا ۝۱۰۱

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ

اور تیرے رب کی گرفت ایسی ہی ہوتی ہے جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے جبکہ وہ ظالم ہوں بیشک اس کی پکڑ بڑی سخت

شَدِيْدٌ ۝۱۰۲ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمٌ

دردناک ہے ۝ بیشک اس میں اس کیلئے نشانی ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے وہ ایسا دن ہے

مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ۝۱۰۳ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ

جس میں سب لوگ کھنچے ہوئے آئیں گے اور وہ دن ایسا ہے جس میں ساری مخلوق موجود ہوگی ۝ اور ہم اسے پیچھے نہیں ہٹاتے مگر ایک مقررہ

مَّعْدُوْدٍ ۝۱۰۴ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ۝۱۰۵

مدت کے لئے ۝ جب وہ دن آئے گا تو کوئی شخص اللہ کے حکم کے بغیر کلام نہ کرسکے گا تو ان میں کوئی بدبخت ہوگا اور کوئی خوش نصیب ہوگا ۝

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۝۱۰۶ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

تو جو بدبخت ہوں گے وہ تو دوزخ میں ہوں گے وہاں اس میں گدھے کی طرح چلائیں گے ۝ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

فوائد: اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے ۔ عذاب الٰہی عبرت کی نشانی ہے ۔ قیامت کا حال ۔ اور قیامت والوں کا حال

بدبختوں کا ٹھکانہ جہنم ہے

لغوی: (۱۰۱) اس آیت کا یہ معنی بھی ہے کہ ہم نے کسی عذاب دینے والے میں مبتلا نہ کیا ہم نے ان پر ظلم نہیں بلکہ خود ہی گناہوں کا ارتکاب کرکے انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا ۔ (۱۰۲) معنی یہ ہے کہ کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آنا اللہ عزوجل کا ظلم نہیں بلکہ عدل اور انصاف ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے تو کفر اور گناہوں میں مبتلا ہو کر اپنی جانوں پر ظلم کرتی ہے پھر ان برے اعمال کی وجہ سے اپنے اوپر اس عذاب دنیا کو دعوت دیتی ہے

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا

جب تک آسمان و زمین ہیں ۔ مگر جو تمہارا رب چاہے ۔ بیشک تمہارا رب جو چاہتا ہے وہی

يُرِيْدُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِى الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

کرنے والا ہے ۝ اور وہ جو خوش نصیب ہوں گے وہ جنت میں ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان

وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ فَلَا تَكُ فِىْ مِرْيَةٍ

اور زمین ہیں مگر جو تمہارا رب چاہے ۔ یہ ایسا بخشش ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگی ۔ تو ان چیزوں کی طرف سے شک والوں کے شک میں

مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا

تم نہ پڑنا یہ جیسی حماقت کرتے ہیں پہلے ان کے باپ دادا حماقت کرتے تھے اور بیشک ہم

لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ

ان کا پورا حصہ دینے والے ہیں جس میں کوئی کمی نہیں ہوگی ۝ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں اختلاف

پ ۱۲

شانِ نزول معاویہ عمرو بن عاص کو آخری حملہ — بت پرستی کا سبب اور بت پرستوں کا انجام

اور قوم کی مخالفت پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی

تفسیر ① اس آیت میں کفار سے جہنم میں قیام و زمین و آسمان کے قائم رہنے کی مدت پر تعلق کیا گیا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس طرح زمین و آسمان ہمیشہ قائم رہنا ہمیشہ کے لئے ہیں اسی طرح کفار بھی جہنم میں ہمیشہ نہ رہیں گے کیونکہ قرآن مجید کی دیگر آیات سے کفار و مشرکین کی مخلصی نہ ہونا اور ان کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنا ثابت ہے اسی وجہ سے مفسرین نے اس آیت کی مختلف تاویلات بیان کی ہیں ان میں سے یہ ہے کہ اس آیت میں جنت و دوزخ کے رہنے والے آسمان مراد ہیں اور یہ چونکہ ہمیشہ رہیں گے اس لیے جنت میں رہنے والے اور دوزخ میں جانے والے کافر بھی ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ۔ ② قرآن پاک کی کئی آیات سے کفار کا جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ثابت ہوتا ہے اس لئے مفسرین نے اس مسئلہ کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جہنم میں جانے کا عذاب بھی ہوگا اور عمر بھر کا بھی جس میں بہت سخت ٹھنڈک ہوگی اور اس آیت سے مراد یہ ہے کہ کافر ہمیشہ کسی نہ کسی عذاب میں رہیں گے یعنی جس وقت اللہ تعالیٰ چاہے گا انہیں آگ کے عذاب سے نکال کر ٹھنڈک کے عذاب میں ڈال دے گا ۔ ③ اس مسئلہ میں وہ لوگ داخل ہیں جو اپنے گناہوں کی وجہ سے کچھ عرصہ جہنم میں رہیں گے پھر انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا یہ اس بات پر اتفاق ہے کہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ کبھی بھی جنت سے نہیں نکلے گا یعنی اس مسئلہ سے مراد جہنم میں رہنے والا عرصہ ہے

فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ

یا کیا۔ اگر تمہارے رب کی ایک بات پہلے طے نہ ہو چکی ہوتی تو ان کا فیصلہ کر دیا جاتا اور بیشک وہ لوگ اس کی طرف سے دھوکے میں ڈالنے والے

مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

شک میں ہیں ○ اور بیشک ان سب کو تمہارا رب ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ بیشک وہ ان کے تمام اعمال سے

خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ

خبردار ہے ○ تو تم ثابت قدم رہو جیسا تمہیں حکم دیا گیا ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع ہوا ہے اور تم سرکشی نہ کرو بیشک وہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَ

تمہارے تمام کام دیکھ رہا ہے ○ اور ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ تمہیں آگ چھو لے گی اور

مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ

اللہ کے سوا تمہارے کوئی حمایتی نہیں پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی ○ اور دن کے دونوں کناروں

النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى

اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کرو۔ بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ماننے والوں کیلئے

لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ

نصیحت ہے ○ اور صبر کرو کیونکہ اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ○ تو تم سے

ترجمہ سب کو اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا — یہ اور رکوع میں پہلے مناسبت کا حکم

(ظالموں کی طرف جھکنے کی ممانعت اور جھکنے کا انجام) — (نماز کی پابندی کا حکم اور بد اعمال کی نصیحت)

صبر کا حکم اور نیکوں کا صلہ — گزشتہ قوموں پر دردناک عذاب کے دو جواب

حل ① یعنی تصدیق کرنے والے ہوں یا تکذیب کرنے والے، ان سب کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے اعمال کی پوری پوری جزا دے گا: تصدیق کرنے والوں کو ان کی تصدیق کا پھل جنت ملے گی اور انکار کرنے والوں کو ان کے کفر کی وجہ سے جہنم نصیب ہوگی۔ ② عربی لفظ "رکون" کا معنی جھکنے کا بھی ہے قلبی میلان اور محبت بھی اور ظالموں کے ساتھ تعلقات کی ان صورتوں میں سے کوئی بھی ہو گا جو قلبی میلان سے بڑھ کر ہیں یا اس سے کم درجوں یعنی کافروں سے دوستی گہرا ہونا اور ظالموں کے ساتھ بظاہر ورسم میل جول رکھنا: قلبی میلان اور محبت، ان کی ہاں میں ہاں ملانا اور ان کی شاہد میں۔ بہرحال حسب الحال سب انتہائی سخت ممنوع ہے

مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ

پہلی گزری ہوئی قوموں میں سے کچھ ایسے فضیلت والے لوگ کیوں نہ ہوئے جو زمین میں فساد سے منع کرتے

اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ

البتہ ان کی تھوڑے سے ایسے تھے جنہیں ہم نے نجات دی اور ظالم لوگ ہی عیش عشرت کے پیچھے پڑے رہے جو انہیں دیا گیا

وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا

اور وہ مجرم تھے ﴿۱۱۶﴾ اور تمہارا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو بیوجہ ہلاک کر دے حالانکہ ان کے رہنے والے

مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ

بھلے لوگ ہوں ﴿۱۱۷﴾ اور اگر تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت بنا دیتا اور لوگ ہمیشہ اختلاف

مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ

میں رہیں گے ﴿۱۱۸﴾ البتہ جن پر تمہارے رب نے رحم کیا وہ اختلاف سے محفوظ رہیں گے اسی کے لئے پیدا کیا ہے اور تمہارے رب کی بات

رَبِّكَ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ

پوری ہو چکی کہ بیشک میں ضرور جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھر دوں گا ﴿۱۱۹﴾ اور سب کی

عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ

خبریں ہم تمہیں رسولوں کی سناتے ہیں جس سے تمہارے دل کو قوت دیں اور اس سورت میں تمہارے پاس

لغات قوموں کی ہلاکت میں قانونِ الٰہی | بربادی گمراہی سے متعلق قانونِ الٰہی

جہنم جنوں اور انسانوں سے بھر جائے گی | رسولوں کی خبریں سنانے کا ایک مقصد

تشریح ۱۱۶ آیت میں "اولوا بقیۃ" سے مراد علماء ربانیین ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ گزشتہ قوموں کی عام گمراہی کا باعث یہ ہوا کہ ان میں علماء ربانیین نہ رہے۔ گروہ تھے تو ان طرح گمراہی پھیلی۔ عام لوگ اس لئے مجرم تھے کہ بدکاریاں کرتے تھے۔ علماء اس لئے مجرم تھے کہ نہی عنہ کرتے تھے ② علامہ صابونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اختلاف جس طرح پچھلی امتوں میں موجب تھا اسی طرح اس امت میں بھی رہے گا۔ ان میں سے وہی مومن ہوں گے جو اختلاف سے بچتے ہوں گے اور وہی گناہگار ہوں گے جو اختلاف کریں گے حدیث میں ہے کہ یہودی ۷۱ فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور عنقریب تمام ۷۲ فرقوں میں بٹ جائیں گے جن میں سے ۷۲ فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا اور وہ ایک بھی فرقہ اہل سنت وجماعت ہے۔ (صابونی، صفوۃ التفاسیر، آیۃ ۱۱۸، ۲/۱۳۸)

الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا

حق آیا اور مسلمانوں کے لئے وعظ و نصیحت و یاد دہانی ﴿۱۱۱﴾ اور تم ایمان نہ لانے والوں سے فرماؤ تم

عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۫ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ

اپنی جگہ ہم کئے جاتے ہیں ﴿۱۲۱﴾ اور تم انتظار کرو بیشک ہم بھی منتظر ہیں ﴿۱۲۲﴾ اور آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۫

زمین کے غیب اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف ہر کام لوٹایا جاتا ہے تو اس کی عبادت کر اور اس پر بھروسہ رکھو

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں ﴿۱۲۳﴾

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾

الٓرٰ یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں ﴿۱﴾ بیشک ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اتارا تاکہ تم سمجھو ﴿۲﴾

سورۃ یوسف ۱۲ — مکیۃ — رکوعاتہا ۱۲ — اٰیاتہا ۱۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شان نزول کافروں کو نصیحت کی جاتی ہے (اللہ کی عبادت اور اسی پر بھروسہ کرنے کی ہدایت)

پیارے قرآن کی شان عربی زبان میں نازل قرآن کی ایک حکمت

تفسیر ① جس سے مراد توحید رسالت اور قیامت سے روکنے والی ہیں جنہیں اس سورت میں بیان فرمایا گیا ② عربی لغت میں موعظۃ کا معنی ہے جس کے ذریعے نصیحت حاصل کی جائے یہاں اس سے مراد سابقہ امتوں کی ہلاکت کا بیان ہے جس کا ذکر اس سورت میں ہوا۔ ③ کتاب مبین کا ایک معنی ہے حق کو واضح کرنے والی کتاب اور دوسرا معنی یہ ہے کہ اہل عرب اپنی کتاب کے معنی کو واضح طور پر سمجھتے ہیں کیونکہ یہ ان کی اپنی زبان میں نازل ہوئی ہے ④ قرآن مجید کا مسلمانوں پر ایک حق یہ بھی ہے کہ اسے سمجھیں اور اس میں غور و فکر کریں اور اسے سمجھنے کے لئے عربی زبان پر عبور ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ کلام عربی زبان میں نازل ہوا ہے اس لئے جو لوگ عربی زبان سے ناواقف ہیں یا جنہیں عربی زبان پر عبور حاصل نہیں تو انہیں چاہئے کہ اہل حق کے مستند علماء سے قرآن اور احادیث کا مطالعہ کریں تاکہ وہ قرآن مجید کو سمجھ سکیں۔ کئی تفاسیر میں سے ایک آسان اور عام فہم انداز میں لکھی گئی تفسیر "صراط الجنان فی تفسیر القرآن" بھی ہے جس کا مطالعہ عوام و خواص سبھی کے لئے بہت مفید ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَإِنْ

ہم سے تمہاری طرف یہ قرآن کی وحی بھیجی اس کے ذریعے ہم تمہارے سامنے سب سے اچھا واقعہ بیان کرتے ہیں اگرچہ

كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ إِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِأَبِيْهِ يٰٓأَبَتِ إِنِّيْ رَأَيْتُ

اس سے پہلے تم بیخبر اس سے بے خبر تھے ۝ یاد کرو جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے ابا جان میں نے گیارہ

أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ

ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا میں نے انہیں اپنے لئے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ۝ فرمایا اے میرے بچے اپنا خواب

رُءْيَاكَ عَلٰٓى إِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۖ إِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا ورنہ تمہارے خلاف کوئی سازش کریں گے بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے ۝

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيْلِ الْأَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ

اور اسی طرح تیرا رب تمہیں منتخب فرمائے گا اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا اور تجھ پر اور یعقوب کے گھر والوں پر

وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ أَتَمَّهَا عَلٰٓى أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرٰهِيْمَ وَإِسْحٰقَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ

اپنا احسان مکمل فرمائے گا جس طرح اس نے پہلے تمہارے باپ ابراہیم اور اسحٰق پر بھی نعمت مکمل فرمائی بیشک تیرا رب

عنوان حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کی تمہید — حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے والد سے خواب بیان کرنا

حضرت یعقوب علیہ السلام کی حضرت یوسف علیہ السلام کو نصیحت — حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر

لغات حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے بہت زیادہ محبت تھی اس لئے یہ آپ کے ساتھ ان کے بھائی حسد کرتے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام جو خواب دیکھتے تھے اس لئے آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے سامنے خواب بیان کرنے سے منع کیا تاکہ وہ اس کی تعبیر سمجھ کر ان کے خلاف کوئی سازش نہ کریں اس سے معلوم ہوا کہ انسان جب کوئی اچھا خواب دیکھے تو اس کے بارے میں صرف اس شخص کو خبر دے کہ جو اس سے محبت رکھتا ہو یا عقلمند ہو اور اس سے حسد نہ کرتا ہو اور اگر برا خواب دیکھے تو اسے کسی سے بیان نہ کرے ۲ اس آیت میں مذکور لفظ "یَجْتَبِیْكَ" سے اگر "نبوت" کے لئے منتخب کرنا مراد لیا جائے تو اس صورت میں نعمت پوری کرنے سے مراد دنیا اور آخرت کی سعادتیں عطا فرمانا ہے اور اگر "یَجْتَبِیْكَ" سے "بلند درجات تک پہنچانا" مراد لیا جائے تو اس صورت میں نعمت پوری کرنے سے مراد نبوت عطا فرمانا ہے۔

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝ اِذْ قَالُوْا ع ۴

صاحب علم و حکمت والا ہے ۝ بیشک یوسف اور اس کے بھائیوں میں نشانیاں ہیں پوچھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں ۝ یاد کرو جب بھائیوں نے

لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ

بیشک یوسف اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم جتھا ہیں بیشک ہمارے والد کھلی محبت میں ہیں

مُّبِيْنِ ۝ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ

ہوئے ہیں ۝ یوسف کو مار ڈالو یا انہیں کسی زمین میں پھینک آؤ تمہارے باپ کا چہرہ تمہاری طرف ہی رہے اور

بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ

اس کے بعد تم نیک ہو جانا ۝ ان میں سے بولنے والے نے کہا یوسف کو قتل نہ کرو اور اسے کسی تاریک کنوئیں میں ڈال دو

الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا

کہ کوئی مسافر اسے اٹھا لے جائے گا اگر تمہیں کچھ کرنا ہو ۝ بھائیوں نے کہا اے ہمارے باپ آپ کو کیا ہوا کہ یوسف کے معاملے میں

عَلٰي يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ

آپ ہمارا اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم یقیناً اس کے خیر خواہ ہیں ۝ آپ کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیں کہ وہ کھائے اور کھیلے بیشک ہم اس کے

لَحٰفِظُوْنَ ۝ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ

نگہبان ہیں ۝ کہا بیشک تمہارا اسے لے جانا مجھے غمگین کرے گا اور میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھا لے اور

اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝ قَالُوْا لَىِٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا

تم اس کی طرف سے بے پروا ہو جاؤ ۝ بولے اگر اسے بھیڑیا کھا جائے حالانکہ ہم جتھا (مضبوط) ہوں تب تو

نوٹ ماں واقعہ کے وقت تھی ۔ اور اس یوسف کی عمر ۱۸ سال تھی ۔ باقی مشابہ ہے

برادران یوسف کی بکری بھیڑیے پر عمل کی تفسیر ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا مراقبہ ۔ برادران یوسف کی تفسیر ولی

نکتہ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں بعض حضرات انبیاء تھے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی طرف مائل سے بیٹے تھے نفس کی حاضر نہ تھیں ۔ اسی لیے انہیں بعد میں نبی قوم عصبہ ہوگی ہو گی معلوم ہوا کہ جائز بلکہ افضل ہے تقصد سے خصوص بیٹے بھی ناجائز دریا اختیار سے ہی جائز تھیں جیسے یہاں حضرت یوسف علیہ السلام سوتے بھائیوں کا مقصد اندر محبت کا خصوص تھا جو منصب نبوت پر فائز بھی تھے یہاں ہوں سے ہی بیٹے ناجائز دریا اختیار یا اس کی مذمت کی گئی

تَخْيُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبٰتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ

جس کی تم باتیں بناتے ہو ﴿۷۰﴾ پھر جب وہ اسے لے گئے اور سب نے متفق ہو کر طے کیا کہ اسے تاریک کنوئیں میں ڈال دیں تو ہم نے اسے وحی بھیجی

اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً

کہ تم ضرور انہیں ان کی یہ حرکت یاد دلاؤ گے درآنحالیکہ انہیں (اس وقت) خبر نہ ہوگی ﴿۷۱﴾ اور رات کے وقت اپنے باپ کے پاس روتے

يَّبْكُوْنَ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ

ہوئے آئے ﴿۷۲﴾ کہنے لگے اے ہمارے باپ ہم دوڑنے لگ گئے تھے اور یوسف کو ہم اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے تھے تو اسے

الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ

بھیڑیا کھا گیا اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہ کریں گے گو ہم سچے ہوں ﴿۷۳﴾ اور وہ اس کے کرتے پر جھوٹا خون

كَذِبٍ ۚ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۚ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۚ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

لگا لائے یعقوب نے فرمایا بلکہ تمہارے دل نے تمہارے لئے ایک بات گھڑ لی ہے تو صبر اچھا اور تمہاری باتوں پر اللہ ہی سے مدد

عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۚ قَالَ

چاہی ہوں ﴿۷۴﴾ اور ایک قافلہ آیا تو انہوں نے اپنا پانی لانے والا (کنوئیں پر) بھیجا تو اس نے اپنا ڈول (کنوئیں میں) لٹکایا (تو اس میں یوسف کو دیکھ کر) کہنے لگا

الجزء ۱۳

خلاصہ بھائیوں کا باپ کو دھوکہ دینے پر عمل اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بشارت

بھائیوں کا حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے صفائی پیش کرنا — بھائیوں کی یہ تدبیر اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا طریقہ عمل

حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکالنے کا قدرتی انتظام

ربط اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے سے یا الہام سے یا خواب میں حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ آپ مگھبرائیں نہیں ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ ظالمانہ کام کرنے والے جو آپ سے کر رہے ہیں اس وقت تمہارے سامنے ہوں گے اور اس وقت تمہیں پہچان نہ سکیں گے۔ تم یوسف ہو گے اس وقت آپ کی شان بلند ہوگی اور آپ مسند حکومت پر متمکن ہوں گے جس کی وجہ سے وہ آپ کو پہچان سکیں گے۔ (۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بھائیوں نے مکر کر کے یوسف علیہ السلام کی قمیص پر لگا دیا تھا لیکن قمیص پہچاننا بھول گئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے قمیص اپنے چہرہ مبارک پر رکھ کر رو دیئے اور فرمایا عجیب قسم کا ہوشیار بھیڑیا تھا جو میرے بیٹے کو تو کھا گیا اور قمیص کو پھاڑا تک نہیں۔ مزید فرمایا حقیقت یہ ہے کہ بلکہ تمہارے دل نے تمہارے لئے یہ بات گھڑ دی ہے تو میرا طریقہ صبر ہے اور تمہاری باتوں پر اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔

يُبْشٰرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ

کیسی خوشی کی بات ہے یہ تو ایک لڑکا ہے۔ اور انہوں نے اسے سامان تجارت قرار دے کر چھپا لیا اور اللہ جانتا ہے جو وہ کر رہے تھے ○ اور

بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالَ الَّذِي

بھائیوں نے بہت کم قیمت چند درہموں کے عوض میں بیچ دیا اور کیسی اس میں بے رغبت تھے ○ اور مصر کے

اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ

جس شخص نے انہیں خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہیں عزت سے رکھو شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے یا ہم انہیں بیٹا بنا لیں

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ

اور اسی طرح ہم نے یوسف کو ملک میں غلبہ دیا اور تاکہ ہم اسے باتوں کا انجام سکھائیں اور اللہ

غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا

اپنے کام پر غالب ہے مگر اکثر آدمی نہیں جانتے ○ اور جب یوسف اپنی جوانی کی عمر کو پہنچے تو ہم نے اسے حکمت

وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ

اور علم عطا فرمایا اور ہم نیکوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں ○ اور جس عورت کے گھر میں تھے اس نے انہیں ان کے نفس کے خلاف پھسلانے کی

نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْۤ اَحْسَنَ

کوشش کی اور دروازے بند کر دیئے اور کہنے لگی آؤ (یہ) تم ہی سے (سروکار) ہے (یوسف نے) جواب دیا (پناہ ہے) اللہ (کی) بیشک وہ مجھے

کنعان بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کو فروخت کرنا ۔ مصر میں خریدار کی بیوی کو ہدایت

حضرت یوسف علیہ السلام پر احسان الٰہی ۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو علم و حکمت عطا ہونا

عزیز مصر کی بیوی کی خوبصورت گناہ اور حضرت یوسف علیہ السلام کا جواب

مفہوم ① آیت میں حکمت سے مراد نبوت اور علم سے مراد دین کی فقاہت ہے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ علم سے درست بات اور علم سے خواب کی تعبیر مراد ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ چیزوں کی حقیقتوں کو جاننا علم اور علم کے مطابق عمل کرنا حکمت ہے۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام پر انعامات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ان کی تفصیل جاننے کے لئے تفسیر صراط الجنان، ج ۵، ص 543 کا مطالعہ فرمائیں۔

مَثْوَایَ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَ هَمَّ بِهَا لَوْ لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ

خریدنے والا مجھے میرا ٹھکانہ دے دیا ہے اس سے مجھے کچھ مراد حاصل نہیں ہوتی ﴿۲۳﴾ بیشک ناانصاف لوگ نجات نہیں پاتے ﴿۲۳﴾ اور بیشک عورت نے یوسف کا

رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۲۴﴾

دل میں خیال کیا اگر یوسف اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ چکتا تو وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا ہم نے یونہی اس کی طرف سے برائی اور بے حیائی پھیر دی بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا

وَ اسْتَبَقَا الْبَابَ وَ قَدَّتْ قَمِیْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ

پیچھے ہو لیے دروازوں میں سے ﴿۲۵﴾ اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے ان کی قمیص پیچھے سے پھاڑ دی اور دونوں نے دروازے کے

مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ یُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِیَ

پاس عورت کے شوہر کو پایا عورت نے کہا اس شخص کی کیا سزا ہے جو تیرے گھر والی سے برائی کا ارادہ کرے قید کر دیا جائے یا دردناک

رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ ۚ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ

مار دی جائے ﴿۲۵﴾ یوسف نے فرمایا اسی نے میرے دل کو پھسلانا چاہا اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی ﴿۲۶﴾

شان نزول: حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کا بیان — شوہر کو دیکھ کر عورت کا فریب

حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کا ایک اہم قرینہ

ف۱ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہونا چاہیے اور اپنے محسن کا احسان ماننا نبیوں علیہم السلام کا طریقہ ہے۔ ﴿۲﴾ یہاں "اپنے رب کی دلیل" سے مراد معصیت یوست ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے پاکیزہ نفس کو رذیل اخلاق اور گندے اعمال سے پاک پیدا کیا ہے اور پاکیزہ مقدس اور شرافت والے اخلاق پر ان کی پیدائش فرمائی ہے۔ اس لئے وہ ہر برے کام سے ماز رہتے ہیں جس کا کرنا منع ہے۔ ﴿۳﴾ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ بیشک آپ پر الزام لگانی ہے اور آپ کے لئے قید کی صورت پیدا کی ہے تو آپ علیہ السلام نے اپنی براءت کا اظہار کیا اور حقیقت حال بیان کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے قصور شخص اپنی براءت ظاہر کرنے کے لئے کسی کے سامنے دوسرے کا قصور بیان کر سکتا ہے۔ ﴿۴﴾ یہ گواہ ایک قریبی رشتہ کے معتبر گھر والوں میں سے ایک چار مہینے کا بچہ تھا اس واقعے سے کچھ عرصہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بھی معلوم ہوئی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگی تو ان کی پاکیزگی کی گواہی بچے نے دی اور حضور پر تہمت لگی تو پاکدامنی کی گواہی اللہ عزوجل نے خود دی۔

قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ

کر تو وہ جھوٹا ہے اور اگر کرتا پیچھے سے پھٹا ہو تو عورت سچی ہے اور وہ سچے ہیں ﴿۲۶﴾ اور اگر کرتا پیچھے سے پھٹا ہو ہے تو عورت جھوٹی ہے

وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ

اور یہ سچے ہیں ﴿۲۷﴾ پھر جب عزیز نے اس کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو اس نے کہا بیشک یہ تم عورتوں کا مکر ہے بیشک

كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖ اِنَّكِ

تمہارا مکر بہت بڑا ہے ﴿۲۸﴾ اے یوسف تم اس بات سے درگزر کرو اور اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی مانگ بیشک

كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا

تو ہی خطاکاروں میں سے ہے ﴿۲۹﴾ اور شہر کی چند عورتوں نے کہا عزیز کی بیوی اپنے جوان کا دل بھلانے کی کوشش کرتی

عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ

ہے بیشک ان کی محبت اس کے دل میں گھر گئی ہے ہم تو اس عورت کو کھلی غلطی میں دیکھ رہے ہیں ﴿۳۰﴾ تو جب اس عورت نے ان کی بات

بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ

کی تو ان عورتوں کی طرف پیغام بھیجا اور ان کے لیے مکان تیار کیا جیسے کی نشستیں تیار کروائیں اور ان میں سے ہر ایک کو

سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ

چھری دی اور یوسف سے کہا ان کے سامنے نکل آ تو جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا تو اس کی بڑائی بیان کی اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے

شان نزول (عزیز مصر کے سامنے اصل صورت حال کا انکشاف — عزیز مصر کی بیوی کو ڈانٹ)

(عزیز مصر کی بیوی نے عشق کا بھید کھولا — حسن یوسف دیکھ کر عورتوں کا ہاتھ کاٹ لینا)

ماخذ ① اس سے ریکا کی وہ بات مراد ہے جو اس نے کہی تھی کہ میں شخص کی نیت برے ہے جو میرے گھر والے کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھے ② جب عزیز مصر کے سامنے ریکا کی خیانت اور حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت ثابت ہو گئی تو اس سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر اس طرح معذرت کی کہ اے یوسف اس بات سے درگزر کرو اور اس پر مغموم نہ ہو بیشک تم پاک ہو اور ریکا کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا "اے عورت تو اللہ تعالیٰ سے اپنے اس گناہ کی معافی مانگ جو تو نے حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگانے میں کیا وہ اس سے بری ہیں۔ تو نے اپنے شوہر کے ساتھ خیانت کا ارادہ کرنے کی وجہ سے بیشک تو ہی خطاکاروں میں سے ہے"

وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ

اور بولیں حاشا اللہ یہ کوئی آدمی نہیں ہے یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے ﴿۳۱﴾ بولی یہ ہے وہ

الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ

جس کے بارے میں تم مجھے طعنے دیتی تھیں اور بیشک میں نے اس کا دل بہلانا چاہا تھا مگر وہ بچا لیا اور بیشک اگر یہ وہ کام نہ کرے گا

مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا

جو میں اس سے چاہتی ہوں تو ضرور قید میں پڑے جائیں گے اور ضرور ذلت اٹھانے والوں میں سے ہوں گے ﴿۳۲﴾ یوسف نے عرض کی اے میرے رب جیل خانہ مجھے

يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾

اس سے زیادہ پسند ہے جس کی طرف یہ مجھے بلا رہی ہیں اور اگر تو ان کا مکر و فریب میرے اوپر سے نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانوں میں سے ہو جاؤں گا ﴿۳۳﴾

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ

تو اس کے رب نے اس کی دعا قبول فرمائی تو اس سے عورتوں کا مکر پھیر دیا بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے ﴿۳۴﴾ پھر

بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ وَدَخَلَ مَعَهُ

سب نشانیاں دیکھنے کے باوجود بھی انہیں یہی بھلا لگا کہ وہ عزیز ایک مدت تک یوسف کو قید خانہ میں رکھیں ﴿۳۵﴾ اور یوسف کے ساتھ

السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ

قید خانے میں دو جوان بھی داخل ہوئے ﴿۳۶﴾ ان میں سے ایک نے خواب میں دیکھا ہے میں شراب کشید کر رہا ہوں اور دوسرے نے کہا

ترجمہ یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کی مکمل حضرت یعقوب علیہ السلام کی بارگاہ تک میں حاضری کے بعد کی تحریر ہے

حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانے میں ڈالنے کا فیصلہ قید خانے میں قیدیوں کا خواب بیان کرنا

حل لغات حضرت یوسف علیہ السلام سے گناہ سرزد کی بجائے قید خانے میں جانے کو پسند کیا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے گناہ کے مقابلے میں مصیبت برداشت کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ نیز حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کے باوجود گناہوں سے قطعی معصوم ہیں اس سے باوجود آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کس قدر عاجزی کا اظہار کیا اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان خود کو شیطان کے وار اور گناہوں سے محفوظ نہ سمجھے اور بارگاہ الٰہی میں عاجزی و انکساری کے ساتھ گناہوں سے محفوظ رہنے کی دعا کرتا رہے

تفسیر ان دو جوانوں میں سے ایک تو مصر کے شاہ اعظم ریان بن ولید کے دسترخوان کا باورچی تھا اور دوسرا اس کا ساقی۔ ان دونوں پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دینا چاہا اور اس جرم میں دونوں قید کر دیئے گئے۔

أَرَانِيٓ أَحۡمِلُ فَوۡقَ رَأۡسِي خُبۡزٗا تَأۡكُلُ ٱلطَّيۡرُ مِنۡهُۖ نَبِّئۡنَا بِتَأۡوِيلِهِۦٓۖ إِنَّا

میں نے خواب دیکھا کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں جن میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔ (کہا) ہمیں اس کی تعبیر بتائیے۔ بیشک

نَرَىٰكَ مِنَ ٱلۡمُحۡسِنِينَ ٣٦ قَالَ لَا يَأۡتِيكُمَا طَعَامٞ تُرۡزَقَانِهِۦٓ إِلَّا نَبَّأۡتُكُمَا بِتَأۡوِيلِهِۦ

ہم آپ کو نیک آدمی دیکھتے ہیں ○ فرمایا تمہیں جو کھانا ملتا ہے وہ تمہارے پاس نہیں آنے کا مگر میں تمہارے آنے سے پہلے میں تمہیں

قَبۡلَ أَن يَأۡتِيَكُمَاۚ ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّيٓۚ إِنِّي تَرَكۡتُ مِلَّةَ قَوۡمٖ لَّا يُؤۡمِنُونَ

اس خواب کی تعبیر بتادوں گا۔ یہ ان علوم میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھائے ہیں بیشک میں نے ان لوگوں کے دین کو چھوڑا جو اللہ پر ایمان نہیں

بِٱللَّهِ وَهُم بِٱلۡأٓخِرَةِ هُمۡ كَٰفِرُونَ ٣٧ وَٱتَّبَعۡتُ مِلَّةَ ءَابَآءِيٓ إِبۡرَٰهِيمَ وَإِسۡحَٰقَ وَ

لاتے اور وہ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں □ اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور

يَعۡقُوبَۚ مَا كَانَ لَنَآ أَن نُّشۡرِكَ بِٱللَّهِ مِن شَيۡءٖۚ ذَٰلِكَ مِن فَضۡلِ ٱللَّهِ عَلَيۡنَا وَعَلَى

یعقوب کے دین کی پیروی کی ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہم کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں یہ ہم پر اور لوگوں پر

ٱلنَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكۡثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَشۡكُرُونَ ٣٨ يَٰصَٰحِبَيِ ٱلسِّجۡنِ ءَأَرۡبَابٞ مُّتَفَرِّقُونَ خَيۡرٌ

اللہ کا بڑا فضل ہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ○ اے میرے قید خانے کے دونوں ساتھیو! کیا جدا جدا رب اچھے ہیں

أَمِ ٱللَّهُ ٱلۡوَٰحِدُ ٱلۡقَهَّارُ ٣٩ مَا تَعۡبُدُونَ مِن دُونِهِۦٓ إِلَّآ أَسۡمَآءٗ سَمَّيۡتُمُوهَآ أَنتُمۡ

یا اللہ جو سب پر غالب ہے؟ ○ تم اس کے سوا جن چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا

حل لغات حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے مجزے کا ظہور — حضرت یوسف علیہ السلام کا جیل میں تبلیغ دین فرمانا

حضرت یوسف علیہ السلام کی دعوت توحید

ملاحظہ (1) حضرت یوسف علیہ السلام کی بات سن کر ان دونوں قیدیوں نے کہا یہ علم تو کاہنوں اور نجومیوں سے پاس ہوتا ہے آپ سے پاس یہ علم کہاں سے آیا؟ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا میں کاہن یا نجومی نہیں ہوں جس سے بارے میں تمہیں خبر دوں گا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یہ وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ (2) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے معجزے کا ظہور خواب کی تعبیر کے بعد بھی ظاہر فرمایا کہ آپ حاذق نبوت سے ہیں اور آپ سے آباؤ اجداد ابراہیم علیہ السلام ہیں جن کا بلند مرتبہ دنیا میں مشہور ہے۔ ان سے آپ علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ سننے والے آپ کی دعوت قبول کریں اور آپ کی ہدایت پائیں۔

وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ

سوا اس کے تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ٹھہرا لیے جن کی اللہ نے کوئی سند نہیں اتاری حکم نہیں مگر اللہ کا اس نے حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ

اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ

کرو مگر اسی کی یہ سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۝ اے قید خانے کے دونوں ساتھیو تم میں

اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ

ایک تو اپنے بادشاہ کو شراب پلائے گا اور جہاں تک دوسرے کا تعلق ہے تو اسے سولی دی جائے گی پھر پرندے اس کا سر کھا لیں گے

قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ

اس کام کا فیصلہ ہو چکا ہے جس کے بارے میں تم پوچھتے تھے I اور یوسف نے جس کے بارے میں گمان کیا کہ ان دونوں میں سے وہ بچ جائے گا اسے فرمایا

عِنْدَ رَبِّكَ ۖ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝ وَ

اپنے بادشاہ کے پاس میرا ذکر کرنا شیطان نے اسے اپنے بادشاہ کے سامنے یوسف کا ذکر کرنا بھلا دیا تو یوسف کئی برس اور قید میں رہے ۝ اور

قَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ

بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں سات موٹی گائیں دیکھیں جنہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات

سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا

سرسبز بالیاں اور دوسری خشک بالیاں دیکھیں اے درباریو تم مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم خواب کی تعبیر جانتے ہو تو میرے خواب کے بارے میں

عنوان قیدیوں کے خواب کی تعبیر — قیدِ آزادی و پیشِ دبیر و تعبیرِ الٰہی — بادشاہ کا خواب دیکھنا اور تعبیر پوچھنا

لغات ① حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تعبیر سن کر ان دونوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ خواب تو ہم نے کچھ نہیں دیکھا ہم تو ہنسی کر رہے تھے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کام کا فیصلہ ہو چکا ہے جس کے بارے میں تم نے پوچھا تھا اور جو میں نے کہہ دیا یہ ضرور سچ ہو گا تم نے خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو یہ تعبیر بہرحال سچی (ابن جریر، ابن ابی حاتم) ② کئی مفسرین نے لکھا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام سات سال اور قید میں رہے اور پھر کنعان سے اپنے والد کو بلا لیا تھا یہ مدت گزرنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید سے نجات عطا فرمائی تو مصر کے شاہ اعظم ریان بن ولید نے ایک عجیب خواب دیکھا جس سے اس کو بہت پریشانی ہوئی اس نے ملک کے جادوگروں کاہنوں اور تعبیر دینے والوں کو جمع کر کے ان سے اپنا خواب بیان کیا

تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

تجھے خواب دیکھ کر بیان کرو اگر تم خواب کی تعبیر بتا سکتے ہو۔ انہوں نے کہا یہ محض پریشان خواب ہیں اور ہم ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔

وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾

اور قیدیوں میں سے جو شخص رہا ہوا تھا اور مدت کے بعد اسے یاد آیا تھا کہا میں تمہیں اس کی تعبیر بتاتا ہوں تم مجھے بھیج دو۔ چنانچہ وہ قید خانے میں یوسف کے پاس آیا اور کہنے لگا

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ

اے یوسف اے صدیق ہمیں ان سات موٹی گایوں کے بارے میں تعبیر بتائیں جنہیں سات دبلی گائیں کھا رہی تھیں اور

سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

سات سرسبز بالیوں اور دوسری خشک بالیوں کے بارے میں تاکہ میں لوگوں کی طرف لوٹ جاؤں تاکہ وہ جان لیں۔

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا

یوسف نے کہا تم سات سال تک لگاتار کھیتی باڑی کرو گے تو تم جو فصلیں کاٹو اس کو اس کی بالی کے اندر ہی چھوڑے رکھنا سوائے اس تھوڑے سے

مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ

حصے کے جو تم کھاؤ گے ﴿۴۷﴾ پھر اس کے بعد سات برس سخت آئیں گے جو اس سے کھا جائیں گے جو تم نے ان سالوں کے لیے پہلے جمع کر رکھا ہوگا۔

عنوان درباریوں کا بادشاہ کو جواب — شاہی ساقی کی درباریوں سے سامنے پیش کش

حضرت یوسف علیہ السلام سے خواب کی تعبیر بیان کرنے کی درخواست — بادشاہ نے خواب کی تعبیر

حل لغات ﴿۴۵﴾ "جو بچ جانے والے" سے مراد شراب پینے والا وہ شخص ہے جس نے اپنے ساتھی یوسف سے اپنی سفارش کے بعد قید سے نجات پائی تھی۔ "مدت کے بعد یاد آیا" کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے فرمایا تھا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا ذکر کرنا ﴿۴۶﴾ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی ایسی تعبیر بیان فرمائی جو غیب کی خبر معلوم ہوتا ہے۔ اس میں آئندہ کی حفاظت کے لیے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماریوں سے ساتھ ساتھ زمینی آفتوں سے بھی خبردار ہونے میں۔ حفاظتی تدابیر کے طور پر آئندہ کے لیے کچھ بچا رکھنا توکل کے خلاف نہیں بلکہ علوم سے رکھنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ اناج وغیرہ کچھ ضروریات کے حوالے سے ملکی دفاع کا جائزہ لیتے ہیں اور اس کے مطابق حکمت عملی ترتیب دیتے ہیں۔ بلکہ بعض کے جو معاملات صحیح کے راستے جاتے ہیں ان سے بھی اس آیت سے نکال سکتے ہیں۔ اسی طرح کسی شخص کا اس طرح کچھ بچا رکھنا جن کا نان نفقہ اس نے دینا ہے یہ بھی توکل کے خلاف نہیں۔

إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تُحْصِنُونَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ

مگر تھوڑا سا (بچ جائے گا) جو تم بچا لو گے ﴿٤٨﴾ پھر ان سات سالوں کے بعد ایک سال ایسا آئے گا جس میں لوگوں کو مینہ ملے گا اور

فِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿٤٩﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ

لوگ (اس میں خوب) نچوڑیں گے ﴿٤٩﴾ اور بادشاہ نے حکم دیا کہ (یوسف) میرے پاس لے آؤ تو جب ان کے پاس قاصد آیا تو یوسف نے فرمایا اپنے بادشاہ کی

إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّي

طرف لوٹ جاؤ پھر اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ بیشک میرا رب

بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ﴿٥٠﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدتُّنَّ يُوسُفَ عَن نَّفْسِهِ ۚ قُلْنَ

ان کے مکر کو جانتا ہے ﴿٥٠﴾ بادشاہ نے کہا اے عورتو تمہارا کیا حال تھا جب تم نے یوسف کا دل لبھانا چاہا انہوں نے کہا:

حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِن سُوءٍ ۚ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ

سبحان اللہ ہم نے ان میں کوئی برائی نہیں پائی عزیز کی عورت نے کہا اب اصل بات کھل گئی

أَنَا رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٥١﴾ ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ

میں نے ان کا دل لبھانا چاہا تھا اور بیشک وہ سچے ہیں ﴿٥١﴾ یوسف نے فرمایا یہ میں نے اس لیے کہا تاکہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی

بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ ﴿٥٢﴾

عدم موجودگی میں کوئی خیانت نہیں کی اور اللہ خیانت کرنے والوں کا مکر نہیں چلنے دیتا ﴿٥٢﴾

عنوان بادشاہ کی حضرت یوسف علیہ السلام کو دعوت رہائی کا جواب — عورتوں سے گفتگو اور ان کا اعتراف حق

عورتوں سے گفتگو کا مطلب کہنے کا مقصد

ربط حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ سن کر یہ پیغام بادشاہ کے سامنے آپ کی امانت داری کا کتنا ظاہر ہو جائے اور بے گناہی ثابت ہو جائے اور یہ معلوم ہو کہ یہ سب کید و فریب عورتوں کا تھا جو آئندہ حاسدوں کو ایسا کرنے کا موقع نہ ملے اس سے معلوم ہوا کہ تہمت دور کرنے میں کوشش کرنا ضروری ہے۔ (۲) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے قصور کا اعتراف کر لیا اور قصور کا اعتراف کرنا اچھا ہے لہٰذا اب حضرت یوسف علیہ السلام کو برے لفظوں سے یاد کرنا حرام ہے کیونکہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی صفائی میں ہیں اور عزیز مصر کی موت کے بعد ان کی قابلیت اور امانت بھی کئی تھیں اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے قصوروں کا ذکر فرما کر ان پر عتاب ظاہر فرمایا ہے کہ وہ بہت بڑی تھیں اور تہمت لگانے والا کتنا بڑا یا کتنا چھوٹا گناہ طرح ہوتا ہے۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ

اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے بیشک

رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵۳ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ

میرا رب بخشنے والا مہربان ہے ۝ اور بادشاہ نے کہا انہیں میرے پاس لے آؤ کہ میں انہیں اپنے لیے منتخب کرلوں

فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝۵۴ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰي

پھر جب بادشاہ نے یوسف سے بات کی تو کہا بیشک آج آپ ہمارے یہاں معزز و معتمد ہیں ۝ یوسف نے عرض کیا مجھے زمین کے

خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۝۵۵ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ

خزانوں پر مقرر کیجئے بیشک میں حفاظت کرنا علم والا ہوں ۝ اور ایسے ہی ہم نے یوسف کو اس ملک میں اقتدار عطا فرمایا

يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاۗءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاۗءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ

کہ اس میں جہاں چاہے رہائش اختیار کرے ہم جسے چاہتے ہیں رحمت پہنچاتے ہیں اور نیکوں کا اجر

الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۶ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝۵۷ۧ

ضائع نہیں کرتے ۝ اور بیشک آخرت کا ثواب ان کے لیے بہتر ہے جو ایمان لائے اور پرہیزگار ہیں ۝

وَجَاۗءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝۵۸

اور یوسف کے بھائی آئے تو ان کے پاس حاضر ہوئے پس یوسف نے انہیں پہچان لیا اور وہ بھائی ان سے انجان رہے ۝

نشان: حضرت یوسف علیہ السلام کی عاجزی و انکساری ✓ بادشاہ کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم

حضرت یوسف علیہ السلام کی بادشاہ سے ملاقات ✓ حضرت یوسف علیہ السلام کا اقتدار ✓ (مخالف بھائیوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ)

بھائیوں کا حاضر ہونا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا انہیں پہچان جانا

مفہوم: (۱) نبی یا ولی کسی شخص کی اہلیت دیکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ نے حکام کا حق قرار دیا ہے کہ اسے ذمہ داری و خدمت طلب فرمائیں بلکہ سنت قرار دیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا یہی حال تھا کہ آپ علیہ السلام جس چیز کو لوگوں کی ضروریات سے واقف تھے یہ جانتے تھے کہ شدید خطرہ ہونے والا ہے جس میں مخلوق کو بہت اور آسانی پہنچانے کی یہی صورت ہے کہ اختیار حکومت آپ اپنے ہاتھ میں لیں اس لئے آپ نے ذمہ داری طلب فرمائی۔ (۲) اور تکبر سے نہیں بلکہ اپنی خوبیوں کو بیان کرنا جائز ہے لیکن دوسروں کو نقصان پہنچانے یا مخلوق کے حقوق کی خلاف ورزی کرنے کے لئے نہیں اپنی خوبیوں کے اظہار کی ضرورت پیش آنے پر ممنوع نہیں۔

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُمْ مِّنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا تَرَوْنَ

اور جب یوسف نے ان کا سامان تیار کر دیا تو فرمایا کہ اپنا سوتیلا بھائی میرے پاس لے آؤ تم یہ بات نہیں دیکھتے کہ میں ناپ

أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ﴿٥٩﴾ فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ

کمل دیتا ہوں اور میں سب سے بہتر مہمان نواز ہوں ﴿٥٩﴾ تو اگر تم اس بھائی کو میرے پاس نہیں لاؤ گے تو تمہارے لیے میرے پاس

لَكُمْ عِندِي وَلَا تَقْرَبُونِ ﴿٦٠﴾ قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ﴿٦١﴾

کوئی ناپ نہیں اور نہ تم میرے قریب پھٹکنا ﴿٦٠﴾ انہوں نے کہا ہم اس کے باپ سے اس کے متعلق ضرور درخواست کریں گے اور ہم یہ ضرور کریں گے ﴿٦١﴾

وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انقَلَبُوا

اور یوسف نے اپنے غلاموں سے فرمایا ان کی پونجی (قیمت) ان کی بوریوں میں واپس رکھ دو تاکہ جب یہ اپنے گھر والوں کی طرف

إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا

واپس جائیں تو اسے پہچان لیں تاکہ یہ واپس آئیں ﴿٦٢﴾ پھر جب وہ اپنے باپ کی طرف لوٹ کر گئے تو کہنے لگے اے ہمارے باپ

مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٦٣﴾

ہم سے غلہ روک دیا گیا ہے لہٰذا ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ ہم غلہ ناپ لیں اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے ﴿٦٣﴾

قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِن قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ

یعقوب نے فرمایا کیا میں اس کے بارے میں تم پر ویسا ہی اعتبار کروں جیسا پہلے اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا تو اللہ

ترجمہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بھائیوں سے ملاقات کا بیان

حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائیوں پر کرم و احسان بھائیوں کی حضرت یعقوب علیہ السلام سے اور ان کا جواب

ربط حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی جانب سے کی جانے والی غلطی کو تم بھی سمجھ گئے ہو گے ان کی بوریوں میں سامان کے ساتھ ان کی رقم بھی واپس کر دی تاکہ وہ قحط زدہ علاقے میں کسی کام آ سکے۔ نیز یہ رقم پوشیدہ طور پر ان کے پاس پہنچائی تاکہ انہیں پتہ نہ چلے ورنہ شرم بھی دامن گیر ہو گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب، جتنا ضرورت مند کو کسی چیز کی حاجت اور ضرورت ہو تو اس کی مدد کرنی چاہئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی رشتہ دار کی مدد کرنے یا اس کی مدد کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس کی اس طرح مدد کی جائے کہ اس تک رقم یا وہ چیز پہنچائی جائے جس میں سے لینے والے کو شرم بھی محسوس نہ ہو اور اس کی عزت و خودداری پر بھی کوئی حرف نہ آئے۔

خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا

سب سے بہتر حفاظت فرمانے والا ہے[۱] اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے ○ اور جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو اپنی پونجی کو بھی

بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ

موجود پایا۔ کہنے لگے ابا جان ہم اور کیا چاہیں یہ دیکھئے ہماری پونجی ہمیں لوٹا دی گئی ہے ہم اپنے گھر والوں کے لئے غلہ لائیں گے

اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ

اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ اور بڑھا لائیں گے یہ بوجھ تو آسان

يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ

ہے جو ہے ○ یعقوب نے فرمایا میں ہرگز تمہارے ساتھ اسے کبھی نہ بھیجوں گا جب تک تم مجھے اللہ کا یہ عہد نہ دے دو کہ تم ضرور اسے (واپس)

بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ

لے کر آؤ گے سوائے اس کے کہ تم کسی بڑی مصیبت میں گھر جاؤ پھر جب انہوں نے یعقوب کو عہد دیدیا تو یعقوب نے فرمایا جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں

وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ

اس پر اللہ نگہبان ہے ○ اور فرمایا اے میرے بیٹو[۲] (مصر) داخل ہونا[۳] اور جدا جدا دروازوں

نوٹ (۱) یعنی میں تمہیں بنیامین کا بھیجنا ہرگز نہ مانتا مگر اللہ کی قسم کھانے کی وجہ سے (مترجم حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف سے مشروط اجازت ہوا کرتی ہے وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کی فصاحت)

لغات (۱) مخلوق کے مقابلے میں یقیناً اللہ تعالیٰ کی حفاظت ہی سب سے بہتر ہے اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی جان مال اولاد اور دین و ایمان وغیرہ کی حفاظت سے متعلق ظاہری اسباب اختیار کرنے کے بعد حقیقی اعتماد اور بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہی کرے جان مال کی حفاظت کے ظاہری اسباب اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کی حفاظت پر بھروسہ کرنے کے خلاف نہیں ہوتا کیونکہ توکل نام ہی سبب چیز کا ہے کہ اسباب اختیار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا جائے۔ بعد جن لوگوں نے اپنی جان مال کی حفاظت کے لئے سبیل کی گارڈ رکھے یا دیگر اسباب اختیار کئے تو ان کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی حفاظت پر بھروسہ نہیں۔ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ تعویذوں اور معصیتوں سے نجات حاصل کرنے کی تدبیر کرنا اور مناسب احتیاطیں اختیار کرنا جبکہ حرام امور سے بچا جائے نہ تو کسی نبی علیہ السلام نے تعویذوں اور معصیتوں سے بچنے کے لئے خود بھی مناسب تدبیریں فرمایا کرتے اور دوسروں کو بھی بتایا کرتے تھے

مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَیْهِ

سے (بچا) میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں سکتا، حکم نہیں اللہ ہی کا چلتا ہے، میں نے اسی پر

تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَیْهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَیْثُ اَمَرَهُمْ

بھروسہ کیا اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے ﴿۶۷﴾ اور جب وہ جس طرح سے داخل ہوئے جہاں سے ان کے باپ نے

اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ یُغْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ

حکم دیا تھا (تو) نہیں اللہ سے کچھ بچا سکتے تھے (انہیں) یعقوب کے جی میں ایک خواہش تھی جو

قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَلَمَّا ع ۸

اس نے پوری کرلی اور بیشک وہ صاحب علم تھا بوجہ اس کے جو ہم نے اسے تعلیم دی تھی مگر لوگ نہیں جانتے ﴿۶۸﴾ اور جب وہ سب

دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰۤی اِلَیْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ

بھائی یوسف کے پاس گئے تو یوسف نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی (اور) فرمایا بیشک میں تیرا حقیقی بھائی ہوں تو ان پر جو

بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَایَةَ فِیْ رَحْلِ اَخِیْهِ

ہوتا رہا ہے رنج نہ کر ہے ﴿۶۹﴾ پھر جب انہیں ان کا سامان مہیا کر دیا تو اپنے بھائی کی بوری میں پیالہ رکھ دیا

ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَیْهِمْ مَّاذَا

پھر ایک منادی نے ندا کی اے قافلے والو بیشک تم چور ہو ﴿۷۰﴾ انہوں نے پکارنے والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کیا چیز تمہیں نہیں

حل لغات تفریق و تقسیم — حضرت یوسف علیہ السلام کا پیمانہ بھائی پر القاء سے راز ظاہر ہوا — بھائی کو اپنے پاس جگہ دی

تشریح ① حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کو جدا جدا دروازوں سے داخل ہونے کا حکم اس لئے دیا تاکہ وہ نظر بد سے محفوظ رہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نظر سے بچنے کے لئے تدبیر سے اختیار سے چاہئے۔ حدیث پاک میں بھی ہے کہ "عاقل کو چاہیئے کہ اپنے کو چھپانے سے بھی چارہ جوئی کرے" (شعب الایمان ۵ عدد ۶۶۵۵ حدیث ۶۶۵۵) ② اس آیت کا معنی یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کا مختلف دروازوں سے شہر میں داخل ہونا ان سے دو چیز دور نہیں کر سکتا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقدر فرما دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر دیکھا جائے تو ان کا ایک ہی دروازے سے داخل ہونا یا مختلف دروازوں سے۔ داخل ہونا برابر ہے۔ ان کا مختلف دروازوں سے جانا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو نہیں ٹال سکتا لیکن بد نظری سے بچنے کی یہ تدبیر اختیار کرنا حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل کی سب تمنا تھی جو پوری ہوئی۔

تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّ

تم نہیں پاتے ہو ﴿۷۱﴾ مہتر کہنے لگے ہم بادشاہ کا پیمانہ نہیں پاتے اور جو شخص اسے لائے گا اس کے لئے ایک اونٹ کا بوجھ انعام ہے اور

اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ

میں اس کا ضامن ہوں ﴿۷۲﴾ انہوں نے کہا خدا کی قسم تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم ملک میں فساد کرنے نہیں آئے

وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ

اور نہ ہی ہم چور ہیں ﴿۷۳﴾ اہلکار کہنے لگے اگر تم جھوٹے نکلے تو اس کی کیا سزا ہوگی ﴿۷۴﴾ انہوں نے جواب دیا کہ

مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ

جس کے سامان میں (پیمانہ) نکلے وہی (اس کے بدلے میں) غلام بنا لیا جائے ہمارے یہاں ظالموں کو یہی سزا دیتے ہیں ﴿۷۵﴾ (یہ سن کر) حضرت یوسف نے

بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ

بھائی کے سامان کی تلاشی لینے سے پہلے انہوں کی تلاشی لینا شروع کی پھر اس پیالے کو اپنے بھائی کے سامان سے نکال لیا اس طرح

كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ

یوسف کو ہم نے تدبیر بتائی تھی بادشاہی قانون میں ان کے لئے یہ جائز نہ تھا کہ اپنے بھائی کو لے سکتے مگر یہ کہ

يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾

خدا چاہے ہم جسے چاہتے ہیں درجوں بلند کر دیتے ہیں اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے ﴿۷۶﴾

ترجمہ: حضرت یوسف علیہ السلام کی تدبیر پر شبہات کا ازالہ

حاشیہ: ﴿۱﴾ اس سے ثابت ہوا کہ کفالت جائز ہے حدیث پاک سے بھی اس کا جواز ثابت ہے جمہور علماء کے نزدیک شریعت کی اصطلاح میں کفالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے اوپر دوسرے کے حق کے ساتھ مطالبہ میں ضم کرے یعنی مطالبہ ایک شخص سے کرے اور دوسرے سے بھی مطالبہ کرے ہمارے لئے بھی چاہیے کہ اگر دو مسلمان بھائی قرض یا کسی اور معصیت میں گرفتار ہوں تو حکمت بہتر صورت میں اس کی اعانت دے کر ان کی معصیت دور کرنے کی کوشش کریں ﴿۲﴾ حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت میں چور کو غلام بنا لینے کی یہ سزا تھی اس سے یہ کہنا کہ دوسرے یہاں ظالموں کی یہی سزا ہے ﴿۳﴾ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیمانہ نکلوانے کے بعد کہا تھا حقیر سمجھا اور یہ بالکل جھوٹ تھا کہ کسی پر ظلم نہ تھا تاکہ ان سب کو بہت فائدہ پہنچانا مقصود تھا جو آخر میں ظاہر ہوا اس سے معلوم ہوا کہ ثواب کے لئے جھوٹ بولنا درست نہیں

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَ

بھائیوں نے کہا اگر یہ چوری کرے تو بیشک اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی تو یوسف نے یہ بات اپنے دل میں چھپا

لَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا

لی اور ان پر ظاہر نہ کی اور دل میں کہا تم تو بدتر ہو گے تمہاری کرتوت سے اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم بیان کر رہے ہو ﴿۷۷﴾ بھائیوں نے کہا

الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ

اے عزیز بیشک اس کے بہت بوڑھے والد ہیں تو آپ ان کی جگہ ہم میں سے کسی کو لے لیں بیشک ہم آپ کو احسان کرنے والا

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ

دیکھ رہے ہیں ﴿۷۸﴾ یوسف نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ جس کے پاس ہم نے اپنا سامان پایا ہے اس کے علاوہ کسی اور کو پکڑیں ایسا کریں تو جب تو

اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا اسْتَايْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۭ قَالَ كَبِيْرُهُمْ

ہم ظالم ہوں گے ﴿۷۹﴾ پھر جب وہ بھائی اس سے مایوس ہو گئے تو ایک طرف ہو کر گوشی میں مشورہ کرنے لگے۔ ان میں بڑا بھائی کہنے لگا

اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کا عہد لیا تھا اور اس سے پہلے تم یوسف کے حق میں کوتاہی

يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ

کر چکے ہو تو میں تو یہاں سے ہرگز نہ ٹلوں گا جب تک میرے والد مجھے اجازت نہ دیں یا اللہ مجھے کوئی حکم فرمائے اور وہ سب سے بہتر

الرکوع ۱۰

مناسبت: بھائیوں کی حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف چوری کی نسبت اور آپ کا طرزِ عمل (بھائیوں کی یادگار گاؤ یوسف میں گزارش)

حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائیوں کا ناامید ہونے پر بھائیوں کا باہمی مشورہ

حالیہ: جیسے یہاں سے چوری فرمادے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف منسوب کیا وہ واقعہ یہ تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کا یہ بات چپکے سے سنی تو دل میں کہا یہ لوگ بڑے ہی بدتر ہیں کہ اس بات کے اندر اتنی بڑی خیانت ہے حقیقت میں چوری نہ تھی بلکہ بات پر تہمت لگانا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت میں اگرچہ چوری کرنے والے کو اس کے جرم میں غلام بنایا جاتا تھا لیکن قرینہ سے معاف کر دینا بھی جائز تھا۔ اس لئے بھائیوں نے کہا اے عزیز اس کے والد عمر میں بہت بڑے ہیں وہ اس سے محبت رکھتے ہیں اور اسی سے ان کے دل کو تسلی ہوئی ہے آپ ہم میں سے کسی کو غلام بنا کر رکھ لیں ہم آپ کو احسان کرنے والا دیکھ رہے ہیں کہ آپ نے ہمیں عزیز کی شرط میں چھوڑ دیا ہم مطلوب بھی خوش ہو جائیں اور ہمارے حق میں بھی بہتری ہو جائے۔

الْحٰكِمِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ

حکم دینے والا ہے ○ تم اپنے باپ کے پاس واپس جاؤ اور جا کر عرض کرو کہ اے ہمارے باپ بیشک آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے اور ہم

اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿٨١﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَ

نے اس بات کے گواہ ہیں جس کا ہمیں علم ہوا اور ہم غیب کے نگہبان نہ تھے ○ اور آپ شہر والوں سے پوچھ لیجئے جس میں ہم تھے اور

الْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٨٢﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ

اس قافلے سے معلوم کریں، جس میں ہم واپس آئے ہیں اور بیشک ہم سچے ہیں ○ یعقوب نے فرمایا بلکہ تمہارے نفس نے تمہارے

اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ

لئے کچھ حیلہ بنایا ہے تو عمدہ صبر ہے[1] قریب ہے اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے گا بیشک وہی علم والا

الْحَكِيْمُ ﴿٨٣﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ

حکمت والا ہے ○ اور یعقوب نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگا ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر اور یعقوب کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں

الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿٨٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا

تو وہ اپنا غم برداشت کرتے رہے ○ بھائیوں نے کہا اللہ کی قسم آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ مرنے

اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿٨٥﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ

کے قریب ہو جائیں گے، ہلاک ہو جائیں گے ○ یعقوب نے کہا میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں[2] اور میں

لغات ۱ بیٹوں کی جدائی پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا جواب اور کیفیت بیٹوں کی حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض

۲ حضرت یعقوب علیہ السلام کا جواب

حواشی ① بیٹوں کی بات سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بھی تمہارے نفسوں نے تمہارے لئے اس بات کو مزین کر کے گھڑ لیا ہے کہ ہم بنیامین کی طرف چوری کی نسبت کریں ② حضرت یعقوب علیہ السلام کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ غم اور پریشانی میں اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنا صبر کے خلاف نہیں ہاں بے صبری کے کلمات منہ سے نکالنا یا لوگوں سے شکوے کرنا بے صبری ہے

مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَ اَخِیْهِ وَ

اللہ کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ﴿۸۶﴾ اے بیٹو تم جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور

لَا تَایْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یَایْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ کی رحمت سے کافر لوگ ہی ناامید ہوتے ہیں ﴿۸۷﴾

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَیْهِ قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ

پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے تو عرض کی اے عزیز ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو مصیبت پہنچی ہے اور ہم تھوڑی سی

مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَیْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَیْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ ﴿۸۸﴾

سرمایہ لے کر آئے ہیں تو آپ ہمیں پورا ناپ دیجئے اور ہم پر کچھ خیرات بھی کیجئے بیشک اللہ خیرات دینے والوں کو صلہ دیتا ہے ﴿۸۸﴾

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ وَ اَخِیْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْۤا

یوسف نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے جو تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا تھا جب تم نادان تھے ﴿۸۹﴾ وہ بولے

ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا یُوْسُفُ وَ هٰذَاۤ اَخِیْ ۫ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا ؕ

کیا واقعی آپ ہی یوسف ہیں؟ فرمایا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے بیشک اللہ نے ہم پر احسان کیا

اِنَّهٗ مَنْ یَّتَّقِ وَ یَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ

بیشک جو پرہیزگاری اور صبر کرے تو اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ﴿۹۰﴾ بولے بخدا اللہ کی قسم بیشک

شان نزول: حضرت یوسف علیہ السلام اور بھائیوں کی تلاش کے لیے بھیجنا یا گمشدہ یوسف میں بھائیوں کی دوبارہ حاضری

حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے اور بھائیوں کا تعارف کرانا

ربط: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام روتے رہتے تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام یاد آتے تھے اور بے تابی ہو جاتی تھی اور ان کے بھائی کو بھی یاد کرتے تھے اور صبر و رضا واقع ہوگا۔ ① زندگی میں پے در پے آنے والی مصیبتوں، مشکلوں اور غموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے یہ اللہ حقیقی علاج پر، یا آخرت کی تمام مشکلات دور کرنے والا اور تنگی کے بعد آسانیاں عطا کرنے والا ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔ ② بھائیوں کا یہ حال تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر یہ بیتی ہوگئی اور مہدک آنکھوں سے محروم ہو گئے، فرمایا یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ لے جاؤ اس کو آنکھوں میں ملنا اپنا والد صحت سے بینا ہو جائے گا اور اپنے گھر والوں میں آ ملنا اور ان کے بعد ان کے بھائی و بھتیجے، غلام و لونڈیاں سب کو لے آنا تمہیں یاد ہے اور یہ فرماتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کو نکلے ہوئے اور انہوں نے آپ کے کرتہ کو سونگھا، کیونکہ یہ بھی ان کی شان ہے۔

اثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ

اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور بیشک ہم خطاکار تھے ﴿۹۱﴾ فرمایا آج تم پر کوئی ملامت نہیں،

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى

اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے ﴿۹۲﴾ میرا یہ کرتا لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے

وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ

منہ پر ڈال دینا وہ دیکھنے والے ہو جائیں گے اور اپنے سب گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ ﴿۹۳﴾ اور جب قافلہ وہاں سے جدا ہوا ان کے

اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ

باپ نے فرمایا بیشک میں یوسف کی خوشبو پا رہا ہوں اگر تم مجھے کم عقل نہ کہو ﴿۹۴﴾ حاضرین نے کہا اللہ کی قسم آپ اپنی اسی

ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ

پرانی محبت میں گرفتار ہیں ﴿۹۵﴾ پھر جب خوشخبری سنانے والا آیا تو اس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈال دیا تو اسی وقت وہ دیکھنے والے

بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا

ہو گئے یعقوب نے فرمایا میں نے تم سے کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ﴿۹۶﴾ بیٹوں نے کہا اے ہمارے باپ!

کلمات حضرت یوسف علیہ السلام کا عمود کرم) حضرت یوسف علیہ السلام کو مقدر میں قمیص کی برکت

خوشبوئے یوسف کی خبر اور حاضرین کا جواب قمیص یوسف کی برکت سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی کی واپسی

بیٹوں کی حضرت یعقوب علیہ السلام سے مغفرت کی درخواست اور آپ کا جواب

ملاحظہ ۱ جب بھائیوں سے اپنی خطا کا اعتراف کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی انہیں معاف کر دیا اور دعا کی اس سے معلوم ہوا کہ مغفرت کے لئے استغفار بھی ضروری ہے ہمیں بھی چاہئے کہ مغفرت کی علامت پائیں اور ہدایت پانے والوں کو صالحین کے لئے معافی کی دعا کرنی چاہئے وہ بچے پر شفقت بھی ہوں۔ عجب بشپ پادری سے کہا کہ میں تمہیں بھی رحم یا جائے گا اور معاف کرنا تھا۔ وہ تمہیں بھی معاف کیا جائے گا (نصب الاحبار، ۵، ۴۳۹، حدیث ۷۳۳۹) ۲ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات اور ان کے مبارک جسموں سے چھوئی ہوئی چیزوں کی شفا اور اثر ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ ۳ احادیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت سی کرامات کا مطالعہ کریں تو ایسے واقعات بکثرت مل جائیں گے جن میں بزرگان دین کے مبارک جسموں سے مس ہونے والی چیزوں میں شفا کا بیان ہو ۴ یہ بات ان میں سے کسی پر نہ کھلی ہو وہ اس گمان میں تھے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام یہاں رہ رہے ہوں گے ان کی لونڈی آئی ہوگی۔

اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

ہمارے گناہوں کی معافی، بیشک ہم خطاکار ہیں ﴿۹۷﴾ فرمایا: عنقریب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا، بیشک وہی

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا

بخشنے والا، مہربان ہے ﴿۹۸﴾ پھر جب وہ سب یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا تم مصر میں

مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ

داخل ہو جاؤ اللہ چاہے (تو) امن (وامان) سے ساتھ ﴿۹۹﴾ اور اس نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور سب اس کے لیے سجدے میں گر گئے

وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَقَدْ

اور یوسف نے کہا اے میرے ابا یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے بیشک اسے میرے رب نے سچا کر دیا اور بیشک

اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ

اس نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے قید سے نکالا اور آپ سب کو گاؤں سے لے آیا اس کے بعد کہ شیطان نے مجھ

الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ

میں اور میرے بھائیوں میں ناچاقی کرا دی تھی بیشک میرا رب جس بات کو چاہے اس کی تدبیر کرنے والا ہے بیشک وہی علم والا

خلاصہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا مصر آنا اور ان کا عزاز و اکرام

حضرت یوسف کی تعبیر اور حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا جانا

لغات ۱ یہ داخل ہونا عدہ مصر میں قیام سے بعد دو ... داخل ہونا خاص شہر میں ہے جس کا بیان اس آیت سے اگلے حصے میں ہے۔ ۲ یہ سجدہ تعظیم اور عاجزی سے وظیفہ کے طور پر تھا اور ان کی شریعت میں جائز تھا جیسے ہماری شریعت میں کسی عظمت دینے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا، مصافحہ کرنا اور بوسہ لینا جائز ہے۔ ہماری شریعت میں سجدہ تعظیمی جائز نہیں ہے۔ ۳ قید سے آزاد یا عبور و حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ نہیں بلکہ اللہ کا احسان قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نعمتیں ملنے کو اپنے کمال اور خوبی کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کی طرف منسوب کرنا چاہئے۔ ۴ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے درمیان ہونے والی ناچاقی کو شیطان کا فعل قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے جو آپس میں لڑائیاں ہوتی ہیں ان کا شیطان کا کام ہے۔ لہٰذا اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیے۔ حدیث پاک میں ہے اللہ تعالیٰ سے نزدیک تمام لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ ہے جو ادھر ادھر کی باتوں میں لگا کر بھائی بھائی کے مسلمان بھائیوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈالتا ہے۔ (مسند احمد، ج ۶، ص ۴۵۹، حدیث: ۲۷۰۳۰)

الْحَكِيْمُ ○ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ

حکمت والا ہے ○ اے میرے رب بیشک تو نے مجھے بڑی سلطنت دی اور مجھے خوابوں کی تعبیر نکالنا سکھا دیا

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ

اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا مددگار ہے مجھے اسلام کی حالت میں موت عطا فرما[۱۱] اور

اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ○ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ

مجھے اپنے قرب کے کاملوں کے ساتھ شامل فرما ○ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں[۱] ہم ان کے

لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ

پاس نہ تھے جب بھائیوں نے اپنا کام پکا کیا تھا اور وہ تدبیر کر رہے تھے ○ اور اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے چاہے آپ

بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ

کتنی ہی خواہش کریں ○ اور آپ اس قرآن پر ان سے کوئی اجرت نہیں مانگتے یہ تو سارے جہان کے لئے صرف نصیحت ہے ○ اور

مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَمَا يُؤْمِنُ

آسمانوں اور زمین میں کتنی نشانیاں ہیں جن کے پاس سے گزر جاتے ہیں[۱۲] ان سے بے خبر رہتے ہیں ○ اور ان میں اکثر وہ ہیں جو[۱۳]

ترجمہ: حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات کتنی عبرتیں ہیں

کفار کے یہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی کفار قریش کی سازش

حاشیے: (۱) حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ دعا اصل امت کی تعلیم کے لئے ہے کہ وہ حسن خاتمہ کی دعا مانگتے رہیں (۲) حضرت یوسف علیہ السلام کی اس دعا سے معلوم ہوا کہ صالحین کا قرب بڑی چیز ہے۔ صالحین سے متعلق حدیث پاک میں ہے یہ دونوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بدبخت نہیں ہوتا (مسند ص ۱۴۲۳ حدیث ۳۱۸۹،۲۵ و ان حدیث پاک میں ہے کہ اپنے مُردوں کو صالحین کے درمیان دفن کرو کیونکہ میت کو برے پڑوسی سے اس طرح تکلیف ہوتی ہے جیسے زندہ آدمی کو برے پڑوسی سے تکلیف ہوتی ہے۔ (جمع الفوائد ۱/۲۹۰ حدیث ۴۰۴۲) (۳) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان فرما کر بہت سی خبروں میں سے ایک یہ خبر دی، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن علم غیب کا ایک ذریعہ ہے۔ جمہور مفسرین نے ورکیا ہے مشرکین کے بتوں میں تاثیر ہوتی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عاجز اور مخلوق ہونے کا قرار کرنے کے بعد جو بت پرست کسی کو عبادت میں اللہ تعالیٰ کا شریک کرتے تھے۔

أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ أَفَأَمِنُوْٓا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ

اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے ﴿۱۰۶﴾ کیا وہ اس بات سے بے خوف ہیں کہ ان پر اللہ کے

عَذَابِ اللّٰهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ

عذاب سے کوئی چھا جانے والی مصیبت یا ان پر اچانک قیامت آجائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو ﴿۱۰۷﴾ تم فرما دو یہ میرا راستہ ہے

أَدْعُوْٓا إِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ أَنَا مِنَ

میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں اور میرے پیرو بھی پوری بصیرت پر ہیں اور اللہ ہر عیب سے پاک ہے اور میں شرک

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ إِلَيْهِمْ مِّنْ أَهْلِ

کرنے والوں میں نہیں ہوں ﴿۱۰۸﴾ اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ سب شہروں کے بسنے والے مرد ہی تھے جن کی طرف

الْقُرٰى ۭ أَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ

ہم وحی بھیجتے تھے تو کیا یہ لوگ زمین میں نہیں چلے تاکہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلوں کا کیا انجام

قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰٓى إِذَا

ہوا اور یقیناً آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لیے بہتر ہے تو کیا تم سمجھتے نہیں ﴿۱۰۹﴾ یہاں تک کہ جب

اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ

رسولوں کو حاضری جواب کی امید نہ رہی اور لوگ سمجھے کہ ان سے جھوٹ بولا گیا ہے تو ناگہاں وقت ان کے پاس ہماری مدد کی لے جائے ہم

مخالفین توحید کو تنبیہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا دعوت) بشر کو رسول بنانے پر اعتراض کا جواب

عذاب سے متعلق ایک ضروری بحث

ف ۱۰۹ ﴿۱﴾ یعنی وہ لوگ دیکھ چکے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں تاخیر ہوئی اور عیش و آسائش کے یہ ساتھی بے فکر ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم سے پہلی قومیں بھی بہت سی حجتیں دی جا چکی ہیں یہاں تک کہ جب ان کے عذابوں میں بہت تاخیر ہوئی اور ظاہری اسباب کے لحاظ سے رسولوں کو اپنی قوموں پر دنیا میں عذاب آنے کی امید نہ رہی تو قوموں نے گمان کیا کہ نہیں جو عذاب سے ڈرائے گئے تھے وہ پورے ہو کر رہے۔ تو اس وقت اچانک انبیاء علیہم السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کے لئے ہماری مدد آئی اور ہم نے اپنے بندوں میں سے اطاعت کرنے والے ایمانداروں کو بچا لیا اور مجرمین اس عذاب میں مبتلا ہو گئے۔

لِّمَنْ نَّشَآءُ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ

سے چاہا ہے بچا لیا گیا اور ہمارا عذاب مجرموں سے پھیرا نہیں جاتا ﴿۱۱۰﴾ بیشک ان رسولوں کی خبروں میں

عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ

عقل مندوں کیلئے عبرت ہے۔ یہ (قرآن) وہ کلام نہیں جو خود بنا لیا جائے لیکن یہ (قرآن) ان کتابوں کی تصدیق

بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

کرنے والا ہے جو اس سے پہلے تھیں اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے ﴿۱۱۱﴾

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

الٓمّٓرٰ ۔ یہ کتاب کی آیتیں ہیں اور وہ جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے وہ حق ہے لیکن اکثر

النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ

لوگ ایمان نہیں لاتے ﴿۱﴾ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کیا جیسا تم انہیں دیکھ رہے ہو پھر

سورۃ الرعد ۱۳ — مکیۃ — ۹۲ — الیہا ۴۳ — رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تعارف: سابقہ امتوں کے واقعات بیان کرنے کا مقصد — قرآن مجید کی عظمت و شان — قرآن مجید کی خصوصیت

قدرت الٰہی پر دلائل سے دین کی سچائیاں

ربط: یہاں سے قرآن پاک کی شان بیان کی گئی کہ قرآن کوئی ایسی بات نہیں کہ جسے کسی انسان نے اپنی طرف سے بنا لیا ہو کیونکہ اس کا لانے والا ہونا اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے پر قطعی طور پر ثابت ہے علاوہ ازیں قرآن اللہ تعالیٰ کی نشانیوں آیات اور انجیل کی تصدیق کرنے والا ہے اور قرآن میں حلال، حرام، حدود، تقدیرات، واقعات، نصیحتوں اور مثالوں وغیرہ ہر چیز کا مفصل بیان ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے جو لوگ دین اس سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ (۲) آسمانوں وستونوں کے بغیر بلند کرنے کے بھی ہو سکتے ہیں (۳) آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کیا جیسا کہ تم ان کو دیکھتے ہو یہ بھی حقیقت ہے کہ دین ستون ہی ہیں۔ (۲۶) یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ تمہارے دیکھنے میں آنے والے ستونوں کے بغیر بلند کیا۔ اس صورت میں آیت سے مثل یہ ہوں گے کہ ستون تو ہیں مگر تمہارے دیکھنے میں نہیں آتے جیسا کہ دل جسم کا ستون ہے

اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

اس نے آسمان کو بغیر ستونوں کے بلند کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ہر ایک مقررہ وقت تک چلا رہا ہے

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ

اللہ ہی تدبیر کرتا ہے تفصیل سے نشانیاں بیان فرماتا ہے تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرو ۝ وہی ہے جس نے

مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا

زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور نہریں بنائیں اور زمین میں ہر قسم کے پھل

زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

دو دو قسموں کے بنائے وہی رات سے دن کو چھپا دیتا ہے یقیناً ان میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں ۝

وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّ

اور زمین میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ٹکڑے ہیں انگوروں کے باغ ہیں کھیتی اور کھجور کے درخت ہیں بعض جڑ سے

غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ

ملے ہوئے اور الگ الگ ہوتے سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے پھر پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر بنا دیتے ہیں یقیناً

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا

اس میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں ۝ اور اگر تعجب کرنا ہو تو تعجب ان چیزوں کا کرنا چاہئے کہ کہتے ہیں کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا

لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ

ہم پھر نئے سرے سے بنائے جائیں گے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا اور یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق

اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ

ہوں گے اور یہی جہنمی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے ۝ اور بھلائی سے پہلے برائی

مفردات: قِطَعٌ ٹکڑے — مُتَجٰوِرٰتٌ ملے ہوئے — صِنْوَانٌ ایک جڑ سے نکلے ہوئے — يُسْقٰى سیراب کیا جاتا ہے — الْاُكُلِ پھل — اَغْلٰلُ طوق

سابقہ قوموں کی تاریخ میں عبرت ہے

بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ

عذاب کا جلدی مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے عبرتناک سزائیں گزر چکی ہیں اور بیشک تمہارا رب تو لوگوں

مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

کے ظلم کے باوجود بھی انہیں بہت معاف فرمانے والا ہے اور بیشک تمہارا رب سخت عذاب دینے والا ہے ۝ اور کافر کہتے

كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ ع

ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری؟ اے حبیب! تم تو ڈر سنانے والے ہو ہر قوم کے لیے راہ بتانے والے ہو ۝

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ

اللہ جانتا ہے جو ہر مادہ کے پیٹ میں ہے اور جو پیٹ کم اور زیادہ ہوتے ہیں اور ہر چیز

عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ

اس کے پاس ایک اندازے سے ہے ۝ وہ ہر غیب اور ظاہر کو جاننے والا سب سے بڑا بلند شان والا ہے ۝ برابر ہیں تم میں

مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ

جو آہستہ بات کرے اور جو بلند آواز سے کہے اور جو رات میں چھپا ہے اور جو راہ میں چلتا ہے

بِالنَّهَارِ ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ

پھرتا ہے ۝ آدمی کے لیے باری باری آنے والے ہیں اس کے آگے اور اس کے پیچھے جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی

شانِ نزول: مغفرت اور عذاب الٰہی نشانی کا مطالبہ اور اس کا جواب علم الٰہی کی شان

حفاظت فرشتوں کی تبدیلی

حاشیہ: ۱ ۝ کافر اس کا یہ قول بہانہ ہے ایمان کا قول تھا جبکہ جتنی آیات چاہیں ہو چکی تھیں اور جتنے معجزات دکھائے جانے تھے سب کو انہوں نے ناکافی قرار دے دیا۔ انتظار جب ہی صحیح ہے جب دلائل کامل ہو چکیں اور ناقابل انکار شواہد پیش کر دیے جائیں اور دینے والا کمی سے مبرا ثابت ہو۔ یہ جاہل جس نے جواب دے کر تمام اہل علم و بصر عاجز اور تم ان اندھوں اور آنکھیں سب بلاتا ہے۔ ان کھولنا کیا ہو جائے گا آنکھیں دیکھ کر یہ ہٹ دھرم نشان یوں نہیں اترتی اور روشن میں ان کا انکار کرنے سے بھی یاد رہے اور عقل رکھنے والے حقیقت میں یہ حق کو پہچان لیں گے عناد والے نہیں۔

اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ

کرتے ہیں۔ بیشک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔ اور جب اللہ کسی

اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِيْ

قوم سے برائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا کوئی پھیرنے والا نہیں اور اس کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہیں○ وہی ہے جو

يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ

تمہیں بجلی دکھاتا ہے اس حال میں کہ تم ڈرتے ہو یا امید رکھتے ہو اور وہ بھاری بادل پیدا فرماتا ہے○ اور رعد اس کی حمد کے ساتھ تسبیح

بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ

بیان کرتا ہے[1] اور اس کے خوف سے فرشتے بھی تسبیح کرتے ہیں[2] اور وہ کڑک بھیجتا ہے تو اسے جس پر چاہتا ہے ڈال دیتا

يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ

ہے حالانکہ وہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں اور وہ سخت پکڑنے والا ہے○ اسی کا پکارنا

الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا

سچا ہے[3] اور اس کے سوا جن کو وہ پکارتے ہیں وہ ان کچھ بھی نہیں سنتے مگر

كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا

اس کی طرح جو پانی کے لئے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ پانی اس کے منہ میں پہنچ جائے حالانکہ وہ ہرگز اس تک پہنچنے والا نہیں اور کافروں

معارف قوموں کے عروج و زوال سے متعلق قانونِ الٰہی — قدرتِ الٰہی کی آفاقی نشانیاں — جنوں و پیغمبر پیکار ہے

ہدایت [1] اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ جن لوگوں کو اگر دنیا میں کوئی مستقل حکومت، خوش حالی، عافیت وغیرہ جو نعمتیں عطا فرماتا ہے، ان نعمتوں کو ان لوگوں سے اس وقت تک سلب نہیں فرماتا جب تک وہ مسلسل اپنی بداعمالی کے سبب، ان نعمتوں کا اہل ثابت نہیں کر دیتے۔ مسلمانوں کے لئے بھی بعید اور ماضی قریب کے حالات و واقعات میں اس دستورِ الٰہی کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ ان سے عبرت حاصل کرنے کی شدید حاجت ہے۔ [2] تسبیح یعنی ان سے جو آوازِ بلند ہوتی ہے اس کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس آواز کا پیدا ہونا خالق کائنات کی ہر مخلوق سے پاکیزگی اور حمد کی دلیل ہے۔ بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ رعد ایک فرشتہ کا نام ہے جو بادلوں پر مامور ہے وہ اس کو چلاتا ہے اور بادلوں سے جو آواز نکلتی ہے وہ اسی فرشتے کی تسبیح ہے۔ [3] اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنا اور [illegible] کی گواہی دینا حق ہے یا اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کا [illegible] اور اسی سے دعا کرنا برابر ہے

ظِلٰلُهُمْ ۚ ذٰلِكَ ۞ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ

کا پرتو ناگواری سے بھی ہے ۞ اور جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب خوشی سے خواہ مجبوری سے اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور ان کے

وَالْاٰصَالِ ۞ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ

سائے بھی صبح و شام [۱۵] تم فرماؤ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ تم خود ہی فرما دو اللہ تو فرماؤ کیا تم نے (کچھ)

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى

اس کے سوا کارساز بنا رکھے ہیں جو اپنے نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ تم فرماؤ کیا اندھا اور

وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ

دیکھنے والا برابر ہو جائیں گے؟ [۱۶] یا کیا ہوں نے اللہ کے لیے ایسے شریک ٹھہرا رکھے ہیں جنہوں نے اللہ کی مخلوق کی طرح پیدا

فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۞ اَنْزَلَ

کیا ہو تو ان کاروں کو پیدا کرنے کا معاملہ ایسے جیسا لگا ہو تم فرما دو اللہ ہر شے کا خالق ہے اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے ۞ [۱۷] اس نے

لغات آسمان و زمین میں موجود چیزوں کا اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنا مختلف قول کے مطابق ہے۔ کفر و انکار سے بچنے کی مثال

حل [۱] اس سے ثابت ہوا کہ کافروں کا اپنے جسموں کا پھرنا اور ان سے دعا کرنا بیکار ہے یہ تو عبادت سے سوا کی پکار ہیں لگتے ہیں اور سے ان کی دعائیں کرتے ہیں [۲] یہ آیت ان آیات میں سے ہے جسے پڑھنے اور سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے [۳] سائے سے سجدہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان سے سایہ اول تا آخر اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں جتنا وہ چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور جتنا چاہتا ہے گھٹا دیتا ہے [۴] زیادہ آخر سب میں جو کچھ کسی کے پاس ہے یا ہو گا وہ سب اللہ عزوجل کے دیئے ہوئے ہے اور ہو گا جیسے فرشتوں کی عظیم قوتیں انبیاء علیہم السلام و رسل علیہم السلام کی عظیم طاقتیں معجزات کرامات وغیرہ یہ بھی دیا ہوا کسی کو کسی کی بادشاہتیں حکومتیں وغیرہا سب اللہ عزوجل کے دیئے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بغیر کوئی ایک ذرے کا بھی مالک مختار نہیں بن سکتا [۵] اس آیت میں موحد اور کافر و مشرک کو اندھے اور اندھے سے ایمان اور کفر کو روشنی اور اندھیرے سے تشبیہ دی گئی ہے [۶] اس آیت میں ایمان اور کفر کی یہ مثال بیان فرمائی گئی ہے۔ اس مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ بادل سے جھاگ کی طرح ہوتا ہے جو مقدروں میں ان کی وسعت کے مطابق پانی کی سطح پر بہہ رہا ہوتا ہے۔ جیسے نالی وغیرہ جو کھلی ہوں معدنیات کی سطح پر ظاہر ہونے سے جیسے حق جھاگ سے علاوہ باقی رہ جاتا ہے اصل چیز کی طرح ہوتا ہے تو جس طرح بہتے پانی یا کھلی ہوئی معدنیات کی سطح پر جھاگ ظاہر ہو جلدی زائل ہو جاتی ہے ایسے ہی باطل گرچہ اتفاق بھر جاتے اور بعض حالتوں اور وقتوں میں جھاگ کی طرح حد سے زیادہ بڑھ جائے لیکن جلد کافور ہو جاتا ہے اور حق اصل پیدا وار صاف جوہر کی طرح باقی و ثابت رہتا ہے۔

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا

آسمان سے پانی اتارا تو نالے اپنی اپنی گنجائش کے بقدر بہہ نکلے تو پانی نے اوپر آئے ہوئے جھاگ اٹھا لی اور

يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ

جو یہ لوگ زیور بنانے یا اسباب کے لیے آگ پر دہکاتے ہیں اس سے بھی ویسی ہی جھاگ اٹھتی ہیں اللہ

يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا

طرح حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے پھر جھاگ تو سوکھ کر ضائع ہو جاتا ہے اور وہ پانی جو

مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ۝ لِلَّذِيْنَ

لوگوں کو فائدہ دیتا ہے وہ زمین میں باقی رہتا ہے اللہ اسی طرح مثالیں بیان فرماتا ہے جن لوگوں

اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ

نے اپنے رب کا حکم مانا انہیں کے لیے بھلائی ہے اور جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا (ان کا حال یہ ہوگا کہ) اگر ان کے

جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ

پاس جو کچھ ہے وہ سب اور اس کے ساتھ وہ اتنا اور بھی جو کچھ دے دیتے تو اپنی جان چھڑانے کو دے دیتے۔ ان کے لئے برا حساب ہوگا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ

اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے ۝ بھلا جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا ہے وہ حق ہے تو کیا وہ

اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ

اس جیسا ہے جو اندھا ہے؟ صرف عقل والے ہی نصیحت مانتے ہیں ۝ وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور

لغات: اطاعت گزار، فرمانبردار — سوکھ کر ضائع ہو جانا

معانی: اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے اور اس سے پھرنے والے

تشریح: یعنی جن لوگوں نے اللہ جل کی وحدانیت کا اقرار کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو دنیا میں ان کے لئے بھلائی یعنی جنت ہے اور جو لوگ اپنے خالق و مالک سے منکر ہیں ان کا حال یہ ہوگا کہ اگر ان کے پاس قارون کا خزانہ اور اس کے برابر اور بھی بہت کچھ ہوتا تو وہ سب کا سب اور اس سے بھی زیادہ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی بہت کچھ ہوتا تو قیامت کے دن جہنم کے عذاب سے اپنی جان چھڑانے کے لئے وہ سب کچھ دے دیتے لیکن ان کی جان پھر بھی نہ چھوٹتی۔

لَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ

معاہدے کو توڑتے نہیں ﴿۲۰﴾ اور وہ جو اسے جوڑتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا اور

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ

اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے خوف رکھتے ہیں ﴿۲۱﴾ اور جنہوں نے اپنے رب کی رضا کی طلب میں صبر کیا

رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ

اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے ہماری راہ میں پوشیدہ اور علانیہ خرچ کیا اور برائی کو

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ

بھلائی کے ساتھ ٹالتے ہیں انہیں کے لئے آخرت کا اچھا انجام ہے ﴿۲۲﴾ ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں ان میں وہ خود داخل ہوں گے اور

صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ

ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے جو لائق ہوں گے اور فرشتے ان کے پاس

بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ

ہر دروازے سے آئیں گے ﴿۲۳﴾ تم پر سلامتی ہو کیونکہ تم نے صبر کیا آخرت کا اچھا انجام یہ ہی خوب ہے ﴿۲۴﴾ اور وہ جو اللہ کا عہد

عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ

مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جسے جوڑنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں

فِى الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

فساد پھیلاتے ہیں ان کیلئے لعنت ہی ہے اور ان کیلئے برا گھر ہے ﴿۲۵﴾ اللہ جس کیلئے چاہتا ہے رزق وسیع

حل لغات بدبختوں کے احوال اور ان کا انجام۔ رزق کی وسعت و تنگی کا بیان۔ سبب اور وسعت رزق کا بیان۔ القصاص

عالم یہ تفسیر کے مطابق یہاں جوڑنے سے مراد صلہ رحمی کرنا ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ بعض دوسرے اور بعض سے منکر ہو جاتے ہیں تفریق نہیں کرتے ۔ مراد ہے کہ رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت رکھتے ہیں اور قطع رحمی نہیں توڑتے۔

يَشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا

روزی دیتا ہے اور تنگ رکھتا ہے اور کافر دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں

مَتَاعٌ ﴿٢٦﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ ع

بہت حقیر چیز ہے ○ اور کافر کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری تم فرما دو بیشک اللہ

يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿٢٧﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ

جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور اپنی طرف راہ دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع لاتا ہے ○ (ان لوگوں کو ہدایت دیتا ہے جو ایمان لائے اور

بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿٢٨﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں ○ وہ لوگ جو یہاں لائے اور جنہوں نے عمل

الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿٢٩﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ

کئے ان کیلئے خوشی اور اچھا انجام ہے ○ اسی طرح ہم نے تمہیں اس امت میں بھیجا جس سے پہلے

مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ

کئی امتیں گزر گئیں تاکہ تم انہیں پڑھ کر سناؤ جو ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے حالانکہ وہ رحمٰن کے منکر ہو رہے ہیں ﴿٣٠﴾

ترجمہ نشانی کے طلبگار کافروں کو جواب (دلوں کے چین و سکون کا واحد ذریعہ ذکر الٰہی)

باعمل مسلمانوں کو خوشی اور اچھے انجام کی بشارت (رحمٰن کے منکروں کو تنبیہ)

حاشیہ بندوں کے رزق میں وسعت اور تنگی میں بہت سی حکمتیں ہیں اور یہ بہت بڑی حکمت بندوں کے ایمان کی حفاظت ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں کہ جن کے ایمان کی بھلائی مالدار رہنے میں ہے اگر میں انہیں مالدار نہ بناؤں تو وہ کفر میں مبتلا ہو جائیں گے اور میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کی بھلائی مالدار ہونے میں ہے اگر میں انہیں مالدار بناؤں تو وہ کفر میں مبتلا ہو جائیں گے (ابن عساکر ۱۹۶/۲) یہ آیت صلح حدیبیہ میں نازل ہوئی جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ سہیل بن عمرو جب صلح کے لئے آیا اور صلح نامہ لکھنے پر اتفاق ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کفار نے اس میں جھگڑا کیا اور کہا کہ آپ ہمارے دستور کے مطابق باسمک اللھم لکھوایئے اس کے متعلق آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ وہ رحمٰن کے منکر ہو رہے ہیں۔

قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا

تم فرماؤ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے ﴿۳۰﴾ اور اگر کوئی ایسا قرآن

سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ

جس سے پہاڑ چل جاتے یا زمین پھٹ جاتی یا مردوں سے باتیں کی جاتیں (سب سے بڑھ کر یہ قرآن ہوتا) بلکہ سب کام اللہ ہی کے اختیار

جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ

میں ہیں کیا یہ مسلمان اس بات سے ناامید نہ ہوگئے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت دیدیتا

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ

اور کافروں پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ہمیشہ کوئی نہ کوئی آفت پہنچتی رہے گی یا آپ ان کے گھروں کے قریب

دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ

اتریں یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آجائے بیشک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ﴿۳۱﴾ اور بیشک آپ سے

بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ

پہلے رسولوں کا مذاق اڑایا گیا تو میں نے کافروں کو مہلت دی پھر میں نے انہیں پکڑ لیا تو میرا عذاب کیسا

ع ۴

ترجمہ کفار کی ہٹ دھرمی اور مسلمانوں کو تسلی

کفار کے مذاق اڑنے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی

حاشیہ ① کفار قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی نبوت مانیں اور آپ کی پیروی کریں تو آپ قرآن شریف پڑھ کر اس کی تاثیر سے مکہ مکرمہ کے پہاڑ ہٹا دیں جگہ سے ہٹا دیں تاکہ یہاں پر کشادہ جگہ ہو جائے اور کھیتی باڑی وغیرہ ہو سکے یا مردے زندہ کر دیں جو مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کر دیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتا دیا گیا کہ یہ جیسے ہٹ دھرمی والے کسی حال میں بھی ایمان لانے والے نہیں۔ ② یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صدیوں کے ان کافروں کے شرک کفر کے ساتھ اتریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح نصرت کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کافروں پر غالب ہونے کا اور مکہ مکرمہ کی فتح کا وعدہ پورا ہو جائے۔ ③ اس آیت میں علماء و صلحاء کیلئے درس ہے کہ راہ حق میں تکالیف برداشت کرتا رہے علیہ السلام کا طریقہ ہے اس لئے کہ نہیں راہ حق میں یہ تکلیف اور پریشانی کا سامنا ہو تو نہیں چاہئے کہ جیسا صبر سے کام لیتے ہوئے صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں اللہ تعالیٰ سے چاہا تو ان کی تکالیف جلد دور ہو جائیں گی

عِقَابِ ﴿۳۶﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ؕ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ

تو کیا وہ جو ہر شخص پر اس کے اعمال کی نگرانی کرتا ہے (وہ بتوں جیسے ہیں)؟ پھر کہتے ہیں کہ وہ لوگ اللہ کے شریک ٹھہرا رہے ہیں۔

قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ

تم (ان سے) کہو کہ (ذرا) انکے نام تو لو۔ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کے شریک بناتے ہو جسکو وہ زمین میں نہیں جانتا یا (محض) ظاہری بات (کہہ رہے ہو)؟

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

کافروں کیلئے انکا فریب خوشنما بنا دیا گیا اور انہیں (سیدھے) رستے سے روک دیا گیا اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی

مِنْ هَادٍ ﴿۳۷﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ

ہدایت دینے والا نہیں۔ ان (کافروں) کیلئے دنیا کی زندگی میں عذاب ہے اور آخرت کا عذاب (تو) بہت سخت ہے اور انکو

مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۸﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِىْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا

اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں۔ جس بہشت کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کا حال یہ ہے (کہ) اس کے

الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۡ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ

(باغوں میں) نہریں جاری ہیں۔ اس کے پھل اور اس کا سایہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ یہ پرہیزگاروں کا انجام ہے اور کافروں کا انجام

النَّارُ ﴿۳۹﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ

آگ ہے۔ اور جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی ہے اس سے خوش ہوتے ہیں اور ان گروہوں میں

لغات: مَثَلُ الجنۃ — جنت کی مثال، جنت کا حال — عُقْبَى — انجام، آخرت — اَشَقُّ — زیادہ سخت

ترجمہ: جنت کے پھل وسایہ اور نعمتیں اہل تقویٰ کا انجام ہیں اور کافروں کا انجام جہنم کی آگ ہے

حاشیہ: ۳۶ اس سے مراد یہ ہے کہ تمہیں جن اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک موجود نہیں مگر اس کا کوئی شریک ہو سکتا تو اللہ تعالیٰ وہ اس کا علم ضرور ہوتا کیونکہ اس کا علم ہر چیز محیط ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے علم میں نہ ہو وہ محض باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے شریک ہونا بھی باطل اور غلط ہے۔ اس لیے بھی اللہ تعالیٰ کے شریک نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا شریک ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ بعض مفسرین نے یہاں آیت میں "کتاب" سے مراد قرآن پاک اور "جنہیں کتاب دی گئی" سے مراد صحابہ رضی اللہ عنہم لیے ہیں اور قرآن کریم سے خوش ہونے سے مراد یہ ہے کہ قرآن نازل ہونے سے مزید احکام نازل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں خوشی ہوتی ہے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ "کتاب" سے مراد تورات اور انجیل ہے اور "جنہیں کتاب دی گئی" سے مراد یہود و نصاریٰ میں جو اسلام سے مشرف ہوئے اور قرآن پاک نازل ہونے پر یہ اس سے خوش ہوتے ہیں کہ قرآن پاک پر ایمان لانے والوں کی تصدیق کی

الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَاۤ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ

کچھ وہ ہیں جو اس قرآن کے بعض حصے کا انکار کرتے ہیں۔ تم فرما دو مجھے تو یہی حکم ہے کہ میں اللہ ہی عبادت کروں اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤں،

اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ

میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے پھرنا ہے ﴿۳۶﴾ اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی فیصلے کی صورت میں نازل کیا اور اے

اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾

سننے والے (۳۶) اگر تو ان خواہشوں پر چلے گا ان کے بعد کہ تیرے پاس علم آچکا تو اللہ کے سامنے تیرا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا ﴿۳۷﴾

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ

اور بیشک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان سے بیویاں اور بچے بنائے اور کسی رسول کا کام

لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ

نہیں کہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی نشانی لے آئے ہر وعدے کی ایک لکھی ہوئی مدت ہے (۳۸) اللہ جو چاہے مٹا

مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ

دے اور برقرار رکھتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے ﴿۳۹﴾ اور اے محبوب اگر ہم تمہیں وہ وعدہ دکھائیں جو

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾

ہم ان سے کر رہے ہیں یا ہم تمہیں پہلے ہی وفات دیدیں تو آپ پر تو ہم حال تبلیغ کرنا ہے اور حساب لینا ہمارے ذمے ہے ﴿۴۰﴾

شانِ نزول کفار کی خواہشوں پر چلنے والوں کو نصیحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کے اعتراضات کا جواب

تحویلِ آیات سے متعلق شبہات کی تردید حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی تعداد

تفسیر (۳۶) بعض مفسرین کے نزدیک احزاب سے یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکین کے وہ گروہ مراد ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر چہ میگوئیاں کرتے تھے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ احزاب سے یہاں ان لوگوں کے علاوہ جو یہاں بیان کیے گئے ہیں وہ تمام مشرکین مراد ہیں جو قرآن کے بعض حصے کا انکار کرتے تھے۔ (۳۷) اس آیت میں ظاہر خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ (۳۸) پہلی قول یہ ہے کہ آیت میں مذکور لکل اجل کتاب سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے جو کہ ان سے ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ام الکتاب سے وہ لوح محفوظ مراد ہے جس میں تمام کائنات اور عالم میں ہونے والے جملہ حوادث و واقعات اور تمام اشیاء لکھی ہوئی ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ

کیا یہ کافر دیکھتے نہیں کہ ہم ہر طرف سے ان کی زمین کو کم کرتے چلے آ رہے ہیں؟ اور اللہ حکم فرماتا ہے، اس کے حکم کو کوئی پیچھے

لِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٤١﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ

کرنے والا نہیں، اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ اور ان سے پہلے لوگ فریب کر چکے ہیں تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو

جَمِيعًا ۖ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾

اللہ ہی ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ کوئی جان کمائے۔ عنقریب کافر جان لیں گے کہ آخرت کا اچھا بدلہ کس نے لیا ہے۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَ

اور کافر کہتے ہیں تم رسول نہیں ہو۔ تم کہہ دو میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہی کو

بَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ﴿٤٣﴾

ہے اور ہر وہ شخص گواہ ہے جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

الرعد ۱۳

ترجمہ: اور دیکھتے نہیں کہ ہم ان کی زمین کو اس کے چاروں طرف سے کم کرتے چلے آ رہے ہیں؟ اور اللہ حکم فرماتا ہے، اس کے حکم کو کوئی پیچھے کرنے والا نہیں، اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ اور ان سے پہلے لوگ فریب کر چکے ہیں تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ کوئی جان کمائے۔ عنقریب کافر جان لیں گے کہ آخرت کا اچھا بدلہ کس نے لیا ہے۔ اور کافر کہتے ہیں تم رسول نہیں ہو۔ تم کہہ دو میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہی کو ہے اور ہر وہ شخص گواہ ہے جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

شانِ نزول: یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی جب کفار کی طرف سے آپ کی نبوت کی تکذیب کی جاتی تھی اور مشرکین مکہ کی فریب کاریوں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی۔

شکریہ: سورت کو جواب

ماخذ: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منہ موڑنا بیماریاں بھی لاتا ہے اور نافرمانیوں پر بیماریوں کی وسعت سے یا زیادہ تنگ ہوتی چلی جاتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب مسلمان اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری پر مضبوطی سے قائم ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے تمام دشمن قوموں پر غلبہ و اقتدار عطا فرمایا اور جب مسلمانوں نے اس سے منہ موڑا تو ان کی ریاستیں بھی ہر طرف کم ہوتے ہوتے گئیں اور سارا سرزمین کی حکومت رفتہ رفتہ کم ہوتے ہوتے ختم ہو گئی۔ افسوس آج بھی مسلمان اسی راستہ پر چلتے اور اپنی سابقہ تاریخ سے عبرت پکڑنے کی بجائے دنیا کی روز بروز ابتر ہوتی حالت کو دیکھ رہے ہیں۔ ﴿2﴾ اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مشرکین مکہ سے پہلے گزری ہوئی امتوں نے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مقابلہ کر چکے ہیں اور ان مقابلوں میں ہر طرح کی چالیں چلیں لیکن پھر بھی ناکام و نامراد ہوئے کیونکہ اصل تدبیر کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر اس کی مشیت کے بغیر کسی کی کیا چل سکتی ہے۔ جب حقیقت یہ ہے تو تقویٰ کا راستہ اختیار کرو۔ ﴿3﴾ اللہ تعالیٰ کے علاوہ گواہی دینے والوں کے ساتھ بیان فرما کر اس سے معلوم ہوا کہ علم بڑی فضیلت کی چیز ہے۔

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ ۵۲ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیات ۵۲ رکوع ۷

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ

یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف

اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

اس خدا کے راستہ کی طرف جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔ اللہ جس کی ملکیت میں ہر وہ چیز ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے

وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

اور تباہی ہے ان کافروں کے لیے ایک سخت عذاب کی جو آخرت کی بجائے دنیا کی زندگی کو

عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ

پسند کرتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں وہ لوگ گمراہی

بَعِيْدٍ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ

میں بہت دور نکل گئے ہیں۔ اور ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کی قوم کی زبان ہی میں بھیجا ہے تاکہ وہ انہیں اچھی طرح کھول کر بات سمجھائے، پھر اللہ

ترجمہ: (قرآن کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لوگوں کو تاریکیوں سے نکالنا) (شانِ الٰہی اور کفار کے لئے وعید)

کفار کی تمنا: کاش کی دعا کرنا اور لوگوں کی ہدایت کو اللہ ہی سے متعلق سمجھنا

حاشیہ: (۱) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (یہ ہیں) "ظلمات" کو جمع اور "نور" کو واحد کے صیغہ سے ذکر فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ دین حق کی راہ ایک ہے اور کفر و گمراہی کے بے شمار راستے ہیں (تفسیر کبیر، ابراھیم تحت الآیۃ ۱ ج ۷ ص ۵۸) (۲) اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوگوں کو ظلمت کفر سے نکال کر ایمان کی روشنی میں داخل کرتے ہیں، کوئی شخص صرف قرآن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کے بغیر ہدایت نہیں پا سکتا اور ہدایت کا یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق ہی نہیں کہ ہے۔ (۳) یعنی میں نیا پن تلاش کرنے والے ہیں، ایسے لوگوں کو سیدھا راستہ نظر نہیں آتا۔ اس لیے دین کا حق مذہب کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات ڈالنے کی اور جس قدر ہو سکے حیلوں، بہانوں سے حق مذہب میں برائیاں نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہی عزت والا حکمت والا ہے ۝ اور بیشک ہم نے

مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ

موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے اجالے میں لا اور انہیں اللہ کے دن یاد

اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ

دلا بیشک اس میں ہر بڑے صبر والے شکر گزار کیلئے نشانیاں ہیں ۝ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا

اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ

اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو جب اس نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی جو تمہیں برا

الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَاۗءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَاۗءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ

دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش

رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ

تھی ۝ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان فرمایا کہ اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے

اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

تو میرا عذاب سخت ہے ۝ اور موسیٰ نے فرمایا اگر تم اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب ناشکرے ہو جاؤ

ع ۱۳

شان نزول حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے جانے والے حکام [illegible] اور حضرات انبیاء بنی اسرائیل کو یاد دہانی

شکر کا صلہ اور ناشکری کا انجام (اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی)

نکات ① اندھیروں سے نکالنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن یہاں آیت میں اس کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے یہ سبب مجازی ہے جس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کا ذریعہ و وسیلہ بنایا اور اس سے معلوم ہوا کہ فنون کی طرف نسبت مجازی درست ہے اور اس میں کسی طرح بھی شرک کا دور پہلو نہیں ہے ② اللہ تعالیٰ کے دنوں سے متعلق مفسرین سے مختلف اقوال ہیں ان میں سے چند قول یہ ہے کہ ان دنوں سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے کرشمہ قدرت دکھائے اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلی امتوں سے کی وہ واضح فرمایا ہے اس سے مسلمانوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کا جشن منانا بھی ثابت ہوا ہے اور آیات اللہ میں سب سے بڑی نعمت ہادی حضور کی ولادت باسعادت ہے لہذا اس دن یاد کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ

تو بیشک اللہ بے پروا خوبیوں والا ہے ۝ کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے تھے (یعنی) نوح کی قوم اور عاد اور

ثَمُوْدَ ۛ وَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

ثمود اور جو ان سے بعد ہوئے جنہیں اللہ ہی جانتا ہے ان کے پاس ان کے رسول

بِالْبَیِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا اَیْدِیَهُمْ فِیْۤ اَفْوَاهِهِمْ وَ قَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ

تو وہ اپنے ہاتھ اپنے منہ کی طرف لے گئے اور کہنے لگے ہم اس سے جو تم (خدا کے) پیغام لائے ہو منکر ہیں اور

اِنَّا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ

جس طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس کی طرف سے ہم شک میں (پڑے ہوئے) ہیں ۝ ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یَدْعُوْكُمْ لِیَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤی اَجَلٍ

(کے وجود) میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے وہ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہارے گناہ بخش دے اور تمہیں مقرر وقت

مُّسَمًّی ؕ قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ

تک مہلت دے۔ انہوں نے کہا تم تو ہمارے جیسے آدمی ہو تم چاہتے ہو کہ ہمیں ان (معبودوں) سے روک دو جن

اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے رہے ہیں تو تم کوئی صریح سند (یعنی معجزہ) پیش کرو ۝ ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم تمہارے جیسے ہی انسان ہیں

مفردات: عَادٍ قوم عاد کے باپ دادا کو کہتے ہیں اور قوم کو عاد کہنا مجاز ہے ۔ اَفْوَاهِهِمْ منہ کا بہ جمع ہے ۔ مُرِیْبٍ شک میں ڈالنے والا ۔ بَشَرٌ انسان ۔ سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ روشن دلیل، کھلا معجزہ

ترکیب: اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ ۔ اس آیت سے مقصود یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سابقہ قوموں کی ہلاکت و بربادی کے واقعات سے عبرت و نصیحت حاصل کریں ۔ (2) قوم نوح، عاد اور ثمود کے بعد بہت سی قومیں گزری ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کیونکہ کسی کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے ۔ ہمیں ان کے بارے میں اجمالاً ہی خبر نہیں پہنچی ۔ (3) یہاں سابقہ امتوں کے نقاط کا ذکر ہوا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو اپنے جیسا بشر کہتے تھے قرآن مجید میں کئی دوسرے مقامات پر کفار کا یہ تصور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی بیان ہوا ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہنا کفار کی عادت و طریقہ ہے ۔ (4) قوموں کا یہ کلام عناد اور ضد کی وجہ سے تھا ورنہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوموں میں روشن دلائل اور معجزات دکھا چکے تھے جیسے پچھلی قوموں کے رسولوں کی دلیل کو پیش کئے ہوئے معجزات کا تذکرہ ہے

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ

لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے اور ہمیں یہ حق نہیں کہ ہم اللہ کے حکم کے بغیر تمہارے پاس

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى

کوئی سند لے آئیں اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ۝ اور ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ کریں

اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ۭ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰي مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

جبکہ اس نے ہمیں (راہیں) سجھائی ہیں اور تم نے جو ہمیں تکلیفیں دی ہیں ہم ضرور ان پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی

الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ

پر بھروسہ کرنا چاہیے ۝ اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم ضرور تمہیں اپنی سرزمین سے نکال دیں گے یا

لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَ

تم ہمارے دین میں آجاؤ تو ان رسولوں کی طرف اس کے رب نے وحی بھیجی کہ ہم ضرور ظالموں کو ہلاک کر دیں گے ۝ اور

لَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝

ہم ان کے بعد تمہیں (ان کی) زمین میں آباد کریں گے یہ (انعام) اس شخص کے لئے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے اور میری وعید سے خوف رکھے ۝

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مِّنْ وَّرَآىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّاۗءٍ

اور رسولوں نے فیصلہ طلب کیا اور ہر سرکش ہٹ دھرم ناکام ہو گیا ۝ جہنم اس کے پیچھے ہے اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا

صَدِيْدٍ ۝ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ

۝ جسے بڑی مشکل سے وہ تھوڑا تھوڑا گھونٹ کرے گا اور پی نہ سکے گا اور ہر طرف سے اسے موت آئے گی

مفردات: وعید: ڈرانا، دھمکی اور تہدید ۔ استفتحوا: کافروں کا نکل اور ہیر ۔ کافروں کی رسولوں کو دھمکی اور وحی الٰہی

حق و باطل میں فیصلے کی عادت اور سرکشوں کی ناکامی کا سبب

خلاصہ: اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام کو ہلاک کرنے کی امید سے کافر قومیں ایمان لانے کی امید سے رسولوں نے اللہ تعالیٰ سے پہلی قوموں سے خلاص مدد طلب کی اور اللہ تعالیٰ سے ان کے مخالفوں کے لئے عذاب مانگا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ کافروں نے یہ گمان رکھتے ہوئے کہ وہ رسولوں علیہم السلام سے اور ایمان اللہ تعالیٰ سے فیصلہ طلب کیا تو وہ حق پر تھے اور انبیاء علیہم السلام حق پر تھے

وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۚ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ

اور وہ مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہوگا ﴿۱۷﴾ جو اپنے رب کا انکار کرنے والوں کے

اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۚ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا

اعمال (برباد ہونے میں) اس راکھ کی طرح ہیں جس پر آندھی کے دن بڑی تیز طوفان آجائے تو وہ اپنی کمائیوں میں سے کسی شے پر بھی قادر

كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

نہ ہوں گے یہی بڑی گمراہی ہے ﴿۱۸﴾ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان اور زمین

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى

حق کے ساتھ بنائے وہ اگر چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے ﴿۱۹﴾ اور یہ اللہ پر

اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا

کچھ دشوار نہیں ﴿۲۰﴾ اور سب کے سب اللہ کے حضور (قیامت میں) حاضر ہوں گے تو جو کمزور تھے بڑے لوگوں سے کہیں گے ہم

لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا

تمہارے تابع تھے تو کیا تم اللہ کے عذاب میں سے کچھ ہم سے دور کرسکتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ اگر اللہ ہمیں ہدایت (کا راستہ) بتاتا تو ہم تمہیں بھی

شانِ نزول: کفار کے اعمال کی مثال، قدرتِ الٰہی کا بیان، روزِ قیامت کافروں کی حاضری اور تابعداروں کی بھی بحث

ربط: اس آیت میں کفار کے اعمال کی جو مثال بیان کی گئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح تیز آندھی راکھ کے ذرات کو ہوا میں اڑا کر ختم کردیتی ہے اور اس راکھ کے جزء ہوا میں اس طرح منتشر ہوجاتے ہیں کہ ان کا نہ تو نشان اور نہ اثر باقی رہتا ہے اسی طرح کافروں کے تمام اعمال خواہ کتنے ہی اچھے نظر آئیں وہ اللہ کے نزدیک باطل ہیں اور ان اعمال کا اس طرح ضائع ہوجانا ان کی کوئی چیز اور نشان باقی نہ رہنا اس سے معلوم ہوا کہ آخرت میں ان کے اعمال کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا جو اعمال ان سے بعد کئے گئے ہوں گے اور جو نیک اعمال حالتِ کفر میں کئے گئے ہوں گے اور نیک اعمال کرنے والا حالتِ کفر میں ہی مر جائے گا تو ان نیک اعمال کا آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ (۲) یہ بھی ہوا کہ آسمانوں اور زمینوں کو حق کے ساتھ پیدا کرنے پر قادر ہونے سے وہ اس قدر کہ ان کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے بلکہ جو کسی بات کو مشکل چیز سمجھتا ہے وہ اللہ کی قدرت کاملہ سے بعید ہے۔ (۳) کمزور لوگوں کا یہ کلام قیامت کے روز اور میدانِ حشر میں ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ جھوٹے معبود نہ تو ان کی کچھ مدد کرسکیں گے اور نہ ان کی شفاعت کام آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا سب عاجز و درماندہ ہیں۔ (۴) کمزور لوگوں کا یہ کلام توبیخ اور عتاب کے طور پر ہوگا کہ کیا ہم تمہارے کہنے پر ایمان نہیں لائے تھے اور کیا تم نے ہمیں گمراہ نہیں کیا تھا اور اب ہم سے کیا چاہتے ہو۔ وہ کہیں گے کہ ہم تو خود ہی گمراہ تھے اب تمہاری کیا مدد کرسکتے تھے اب اس عذاب میں سے ہم تمہیں کیا بچا سکتے ہیں۔

ع ۴ ۱۴

اللّٰهُ لَهَدٰىنٰكُمْ ۚ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ وَقَالَ

اللہ نے تو ہمیں راہ دکھائی تھی (اب) ہم پر برابر ہے کہ (اس پر) فریاد کریں یا صبر کریں ہمارے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہیں ۝ اور جب

الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ

انجام ہو چکے گا تو شیطان کہے گا بیشک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا

فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ

وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور مجھے تم پر (کچھ) زور (وغیرہ) نہیں تھا (کچھ) نہیں کہ میں نے تمہیں بلایا تو تم نے میری بات مان لی

فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّيْ

تو اب مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو میں تمہاری فریاد کو پہنچ نہیں سکتا اور نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو

كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَ

جو تم پہلے مجھے اللہ کا شریک بناتے تھے تو میں اس شرک سے بیزار ہوں بیشک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے ۝ اور

اُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنتوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ

داخل کئے جائیں گے ہمیشہ ان میں رہیں گے وہاں ان کی ملاقات کی دعا سلام ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ

مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاۗءِ ۝

نے کلمہ پاک کی کیسی مثال بیان فرمائی ہے جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم ہو اور اس کی شاخیں آسمان میں ہوں ۝

لغات: شیطان کا اپنے پیروکاروں سے اعلانِ برأت ۔ یا عمل مسلمانوں نے اچھے برے حالات میں تحمل سے کام لینے کی مثال کا

حاشیہ: ۱ جنت میں سلام کا معنی یہ ہے کہ وہاں کی آفتوں سے محفوظ رہیں گے اور وہاں انہیں اپنے پیاروں سے سلامت ہو گے ۲ یہ آیت اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی یہ مثال بیان فرمائی ہے کہ جس طرح اچھے درخت کی جڑ زمین کی گہرائی میں مضبوط ہوتی ہے اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا ہے ایسے ہی کلمہ طیبہ ایمان ہے کہ جس کی جڑ مومن کے دل میں ثابت اور مضبوط ہوتی ہے اور اس کی شاخیں عمل آسمان میں پہنچتے ہیں اور اس نے ثمرات بھی۔ یعنی اب ہر وقت حاصل ہوتے ہیں

تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

ہر وقت اپنے رب کے حکم سے پھل دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ

سمجھیں ﴿۲۵﴾ اور گندی بات کی مثال گندے درخت کی طرح ہے جو زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا

الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي

ہو تو اب اسے کوئی قرار نہیں ﴿۲۶﴾ اللہ ایمان والوں کو حق بات پر پکا رکھتا ہے

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ۬ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾

دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ثابت رکھتا ہے اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ﴿۲۷﴾

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا ﴿۲۸﴾

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ؕ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ

جو دوزخ ہے کہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ بہت برا ٹھہرنے کی جگہ ہے ﴿۲۹﴾ اور انہوں نے اللہ کے لیے ہمسر بنائے تاکہ

سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اس کی راہ سے بہکائیں۔ تم فرما دو کہ کچھ کھا لو پھر بیشک تمہیں آگ کی طرف لوٹنا ہے ﴿۳۰﴾ میرے ان بندوں سے فرما دو جو ایمان لائے

لغات: اٰیٰتٍ: نشانیاں، بیان کرنے کا مقصد — کَشَجَرَةٍ: کلمہ کی مثال — اَلَمْ تَرَ: کیا تم نے نہ دیکھا، تعجب کا کلمہ یہاں پر عبرت تعجب کی بشارت

لغات: تُؤْتِيْٓ: دیتا ہے، کلمہ کے اعمال — كُلَّ حِيْنٍ: ہر وقت، ہر عید — اَحَلُّوْا: طلاقوں کو استعمال کیا

حاشیہ: ﴿۲۴﴾ اس آیت میں کافروں کی ایک مثال بیان کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ گندی بات یعنی ظریہ کلام کی مثال اندرائن جیسے کڑوے پھل، اور کڑوے درخت کی طرح ہے جو زمین کی سطح سے اوپر سے کاٹ دیا گیا ہو تو اب اسے کوئی قرار نہیں کیونکہ اس کی جڑیں زمین میں ثابت و مستحکم نہیں اور اس کی شاخیں بلند ہوتی ہیں یہی حال کلمہ خبیثہ کا ہے کہ اس کی جڑ اصل ثابت نہیں اور وہ دلیل کے تحت نہیں، خلاصہ یہ ہے کہ کلام میں اور اس کی ہر بات سے کہ وہ حقیقت کی بنیاد پر ہو ﴿۲۵﴾ یہاں حق بات سے مراد کلمہ ایمان ہے۔ ﴿۲۸﴾ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا ان سے مراد کفار مکہ ہیں اور وہ نعمت جس کی ناشکری کی وہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تھی۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۵۷، ۴۵۸)

يُقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ

کہ نماز قائم کریں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ ہماری راہ میں پوشیدہ اور علانیہ خرچ کریں اس دن کے آنے سے پہلے

لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ

جس میں نہ کوئی تجارت ہوگی اور نہ دوستی ﴿۳۱﴾ اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ

آسمان سے پانی اتارا تو اس کے ذریعے تمہارے کھانے کیلئے کچھ پھل نکالے اور کشتیوں کو تمہارے قابو

لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ

میں دیدیا تاکہ اس کے حکم سے دریا میں چلیں اور دریا تمہارے قابو میں دیدیئے ﴿۳۲﴾ اور تمہارے لیے سورج اور چاند کو

وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا

کام پر لگادیا جو برابر چل رہے ہیں اور تمہارے لیے رات اور دن کو مسخر کردیا ﴿۳۳﴾ اور اس نے تمہیں وہ بھی بہت کچھ دیدیا

سَاَلْتُمُوْهُ ۚ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۚ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ

جو تم نے اس سے مانگا ﴿۳۴﴾ اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو نہیں شمار کر سکتے بیشک انسان بڑا ظالم

ترجمہ: لغت میں کہتے ہیں ظاہر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں

حالی: ① اس آیت میں قیامت سے بدن انسانی اور طبعی، وحشی باقی رہتے کہ فنا ہے اور ایمانی و وحشی جو محبت الٰہی کے سبب سے ہو وہ باقی رہے گا ② اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے اور اس کے علم و قدرت کے کمال پر دلالت کرنے والے بیان ہوئے ہیں ① آسمانوں و زمین کا پیدا کرنا ② آسمان سے پانی اتار کر اس سے بندوں کے کھانے کیلئے پھل نکالنا ③ کشتیوں کو لوگوں کے قابو میں دینا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا میں چلیں ④ دریا لوگوں کے قابو میں دینا ⑤ سورج اور چاند کو لوگوں کے کام پر لگا دینا جو برابر چل رہے ہیں ⑥ لوگوں کے لئے رات اور دن کو مسخر کر دینا ان باتوں کو بیان کرنے کے بعد ان کی مذمت کی ہے ③ مفسرین نے آیت کے اس حصے کے مختلف معنی بیان فرمائے ہیں ان میں سے تین یہ ہیں ① تم نے جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگا اس میں سے کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت و حکمت کے مطابق عطا فرمایا ② اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہر وہ چیز عطا کر دی جس کی اسے حاجت اور ضرورت تھی چاہے اس نے سوال کیا ہو یا نہ کیا ہو ③ تمہیں ہر وہ چیز عطا کر دی جس کی تمہیں ضرورت تھی اور تم نے اس لیے زبان حال سے سوال کیا تھا۔

كَفَّارٌ ﴿۳۶﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَ

ناشکر ہے ○ اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں

بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۷﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ

کو بتوں کی عبادت کرنے سے بچائے رکھ ○ اے میرے رب بیشک بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا

فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۸﴾ رَبَّنَآ

تو جو میرے پیچھے چلے تو بیشک وہ میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے ○ اے ہمارے رب

اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ

میں نے کچھ اولاد تیرے گھر کے پاس ایک کھیتی والی جگہ میں ٹھہرائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی

رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ

اے ہمارے رب تاکہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے دل ان کی طرف کر دے اور انہیں پھلوں سے

مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ

رزق عطا فرما تاکہ وہ شکر گزار ہو جائیں ○ اے ہمارے رب! تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں

ربط حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مکہ مکرمہ سے متعلق دعا ۔ مطلع دعا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے متعلق دعا ۔ علم الٰہی کے کمال کا اعتراف

تفسیر ① انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں تمام گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ دعا کرنا بارگاہ الٰہی میں حاضری اور بندگی کے اظہار کے لئے ہے کہ یا باوجود یہ کہ تو نے اپنے کرم سے معصوم بنایا لیکن ہم تیرے فضل و رحمت کی طرف دست حاجت دراز کئے رہتے ہیں۔ ② حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو سرزمین حرم میں چھوڑنے کا واقعہ آپ علیہ السلام کے شام میں دوسرے جانے کے بعد ہوا آپ نے واقعہ میں آپ علیہ السلام نے عام فرمائی تھی اور اس واقعہ میں دعائی اور عاجزی کا اظہار یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اختیار کرنا بھی توکل رہتے ہے لیکن مقام دعا میں سے بھی افضل ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس دوسرے واقعہ میں دعا فرمانا افضل کام و اختیار کرنا ہے

وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

اور اللہ پر زمین اور آسمان میں کوئی بھی شے پوشیدہ نہیں ﴿۳۸﴾ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں

الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾

جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل و اسحاق بیٹے عطا فرمائے بیشک میرا رب دعا سننے والا ہے ﴿۳۹﴾

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا

اے میرے رب مجھے اور کچھ میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا رکھ اے ہمارے رب اور میری دعا قبول فرما ﴿۴۰﴾ اے ہمارے

اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ ع ۶ ۸

رب مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو بخش دے جس دن حساب قائم ہوگا ﴿۴۱﴾ اور (اے سننے والے!) ہرگز اللہ

غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ

ان کاموں سے بے خبر نہ سمجھنا جو ظالم کر رہے ہیں اللہ انہیں اس دن تک مہلت دے رہا ہے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی

الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَ

رہ جائیں گی ﴿۴۲﴾ لوگ بے تحاشا اپنے سروں کو اٹھائے ہوئے دوڑتے جا رہے ہوں گے ان کی پلک بھی ان کی طرف نہیں لوٹ رہی ہوگی اور

اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

ان کے دل حال ہوں گے ﴿۴۳﴾ اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جب ان پر عذاب آئے گا تو ظالم کہیں گے اے ہمارے

مضمون فرمانبرداری کی دعا قبول ہونے پر شکر ادا کیا اولاد کے حق میں نیکوں کی پیروی سے متعلق دعا کی ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حقیقی والدین کے لئے دعائے مغفرت ظالموں کے لئے وعید

اور قیامت ظالموں کی طرف سے مہلت کا مطالبہ اور اس کی وجہ

حل لغات ﴿۳۹﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ایک اور فرزند کی عطا تھی جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تو آپ علیہ السلام نے اس کا شکر ادا کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں یہ کلمات عرض کئے ﴿۴۱﴾ علماء فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ماں باپ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی والدین مراد ہیں اور وہ دونوں مومن تھے اسی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان کے لئے دعا کرنے کا جواز ثابت ہوا۔

ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَ

رب تھوڑی سی مہلت ہمیں عطا فرما، ہم تیری دعوت قبول کرلیں اور رسولوں کی غلامی کرلیں۔ (کہا جائے گا) کیا تم

لَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ

تم پہلے قسم کھا چکے تھے کہ تمہیں تو کبھی زوال نہیں ﴿۴۴﴾ اور تم ان کے گھروں میں رہے جنہوں نے

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ

اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تمہارے لئے ظاہر ہوگیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا اور ہم نے تمہارے لئے مثالیں بیان کیں ﴿۴۵﴾ اور

مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ

بیشک انہوں نے اپنی سازش کی اور ان کی سازش اللہ کے قابو میں تھی اگرچہ ان کی سازش کوئی ایسی نہیں تھی کہ

الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

پہاڑ ٹل جائیں ﴿۴۶﴾ تو تم ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا بیشک اللہ غالب

ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ

بدلہ لینے والا ہے ﴿۴۷﴾ یاد کرو جس دن (۱) زمین کو دوسری زمین سے اور آسمانوں کو بدل دیا جائے گا (۲) اور تمام لوگ اللہ سے جا ملیں

ف۱ لفظ سے کفار کی پیہم سازش کی طرف اشارہ — للہ عدہ خلافی سے پاک ہے

روز قیامت کے ہولناک احوال کی یاد دہانی

فائدہ ۱ مفسرین کے بعض قول کے مطابق یہاں سازش سے مراد ظاہر کا حصول مدعا، علم و شعور ہے یہ قید سے یا کفر طرح سے نکلنا ہے کافر رہے۔ (۲) اس آیت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کی آیات اور شریعت مصطفیٰ کے احکام جو اپنی قوت ثابت میں مضبوط پہاڑوں سے بھی بڑھ کر ہیں اور کمال سے کافروں کے مکر اور ان کی چیرہ دستیوں سے وہ اپنی جگہ سے ٹل سکیں۔ ۳ اس دن سے قیامت کا دن مراد ہے۔ ۴ لیکن آسمان کی تبدیلی کے بارے میں مفسرین کے دو قول ہیں ایک یہ کہ ان سے اوصاف بدل دیے جائیں گے دوسرا قول یہ ہے کہ آسمان و زمین کی ذات ہی بدل دی جائے گی۔ یہ دونوں قول اگرچہ بظاہر ایک دوسرے کے مخالف معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ صحیح ہے وہ اس طرح کہ پہلی مرتبہ میں آسمان کی صفات تبدیل ہوں گی اور دوسری مرتبہ حساب کے بعد ذات کی تبدیلی ہوگی جس میں زمین و آسمان کی تمام شکلیں بدل جائیں گی۔

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۱۷﴾

اکیلا کہ دبدبے والا ہے ﴿۱۶﴾ اور اس دن تم گنہگاروں کو بیڑیوں میں باندھا ہوا دیکھو گے ﴿۱۷﴾

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۱۸﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ

ان کے کرتے تارکول کے ہوں گے اور ان کے چہروں کو آگ لپٹ رہی ہوگی ﴿۱۸﴾ تاکہ اللہ ہر جان کو اس کی

مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَ

کمائی کا بدلہ دے[1] بیشک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے ﴿۱۹﴾ یہ (قرآن) لوگوں کے لئے پہنچا دینا ہے اور اس لئے کہ انہیں اس سے ڈرایا جائے اور

يَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾

جان لیں کہ وہ (اللہ) ایک ہی معبود ہے اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں ﴿۵۲﴾

ع ۳

سورۃ الحجر ۱۵ — مکیۃ — ۵۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾

الٓرٰ یہ کتاب اور روشن قرآن کی آیتیں ہیں ﴿۱﴾

فوائد: کفار کے خروج عذاب کے دن کا مقصد — دعوت قرآنی کی حکمت و شان — توحید قرآنی کی عظمت و شان

حاشیہ: [1] یعنی اللہ تعالیٰ کافروں کو یہ سزا اس لئے دے گا تاکہ وہ ہر مجرم شخص کو اس کے کئے ہوئے کفر اور گناہ کی ایسا بدلہ دے جو اس کے جرم سے مطابق ہو۔ (۲) اس آیت میں "تلک" سے اس سورت کی آیتوں کی طرف اشارہ ہے اور کتاب اور "قرآن مبین" سے وہ کتاب مراد ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَ

کافر بہت آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے ۝ ہم چھوڑ دو انہیں کہ کھائیں اور مزے اڑائیں اور

يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ

امید انہیں غفلت میں ڈالے رکھے جلد وہ جان لیں گے ۝ اور ہم نے جو بستی ہلاک کی اس کیلئے ایک مقرر مدت

مَّعْلُوْمٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا

لکھی ہوئی ہے ۝ کوئی امت اپنی مدت سے نہ آگے بڑھے گی نہ پیچھے ہٹے گی ۝ اور کافروں نے کہا اے

الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ

وہ جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے بیشک تم مجنون ہو ۝ اگر تم سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں

الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْۤا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝ اِنَّا

لاتے ۝ ہم فرشتوں کو حق فیصلے کے ساتھ ہی اتارتے ہیں اور جب وہ اترتے ہیں تو لوگوں کو مہلت نہیں دی جاتی ۝ بیشک ہم

نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ

نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور بیشک ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں ۝ اور بیشک ہم نے تم سے پہلے گزشتہ

شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

امتوں میں رسول بھیجے ۝ اور ان کے پاس جو بھی رسول آتا وہ اس کا مذاق اڑاتے تھے ۝

شان نزول (قیامت کے دن کفار کی مسلمان ہونے کی آرزو — جب دعوتِ نفاذِ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدنیت

قوموں نے طلب الٰہی مؤخر ہونے کا سبب — کفار مکہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جنون کی نسبت کرنا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر کفار کا اعتراض اور اس کا جواب — مخاطب قرآن کی مدارات

کفار مکہ کے جاہلانہ رویہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی

ربط (۱) قرآن پر ہر طرح کی حفاظت کئی طرح سے ہے (۲) قرآن کریم کے مضامین سے ملوث ہونے سے بشر کلام اس میں دخل نہ سکے (۲) اس کو معارضے اور مقابلے سے محفوظ کیا کہ کوئی انسان ایسا کلام پیش کرنے پر قادر نہ ہو۔ (۳) کائناتی مخلوق کو اسے معدوم کرنے سے عاجز کردیا کہ کفار شدید عداوت کے باوجود اس مقدس کتاب کو معدوم کرنے سے عاجز ہیں۔

كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ

ایسے ہی ہم اس کفر کو ان مجرموں کے دلوں میں چلتے ہیں ○ وہ اس پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ پہلے

سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ

لوگوں کا طریقہ گزر چکا ہے ○ اور اگر ہم ان پر آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیتے تاکہ دن کے وقت اس میں

يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ ع

چڑھ جاتے ○ جب بھی وہ یہی کہتے کہ ہماری نگاہوں کو بند کر دیا گیا ہے بلکہ ہم پر کسی قوم نے جادو کر دیا ہے ○

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ

اور بیشک ہم نے آسمان میں بہت سے برج بنائے اور اسے دیکھنے والوں کے لیے سجا دیا ○ اور اسے ہم نے ہر شیطان

شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾

مردود سے محفوظ رکھا ○ البتہ جو چوری چھپے سننے جائے تو اس کے پیچھے روشن شعلہ پڑ جاتا ہے ○

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور ہم نے اس میں لنگر ڈال دیئے اور اس میں ہر چیز ٹھیک اندازے سے

مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾

سے اگائی ○ اور تمہارے لیے اس میں روزی کے سامان بنائے اور وہ جاندار بنائے جنہیں تم رزق نہیں دیتے ○

کلمات کفار کے انکار کا انداز اور ہٹ دھرمی — اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی آسمان کی نشانیاں

مردود شیطان سے آسمان کی حفاظت — اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی زمین کی نشانیاں — مخلوق کے لئے معیشت کا انتظام

مفہوم (۱۹) اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں ہر چیز کو لوگوں کی ضروریات کے مطابق مقدار سے پیدا فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ مقدار جانتا ہے جس میں لوگوں کو ضرورت ہو اور وہ اس سے نفع حاصل کر سکتے ہوں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ لفظ "موزون" حسن اور تناسب کے لئے آیا ہے اور آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم نے زمین میں ہر چیز مناسب اگائی، عقل سلیم رکھنے والا ہر شخص اسے بہترین مصلحت کے مطابق سمجھتا ہے۔ (۲۰) "جنہیں تم رزق نہیں دیتے" اس میں اہل عیال، نوکر، غلام، خدمت گار چوپائے اور تمام مخلوق داخل ہیں۔ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ کسی کو رزق نہیں دیتے یہ لوگوں کی جہالت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب کو رزق دیتا ہے لوگ صرف ذریعہ ہیں۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَ

اور نہیں کوئی چیز مگر ہمارے پاس اس کے خزانے ہیں اور نہیں اتارتے ہم اس کو مگر ایک اندازے سے جانے ہوئے ﴿۲۱﴾ اور

اَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَیْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ

ہم نے بھیجیں ہوائیں بھرنے والیاں پھر برسایا ہم نے آسمان سے پانی پھر پلایا ہم نے وہ تمہیں پینے کو دیا اور تم اس

لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ

کے خزانچی نہیں ہو ﴿۲۲﴾ اور بیشک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں ﴿۲۳﴾ اور بیشک

عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ

ہم نے جانے ہیں تم میں سے آگے بڑھنے والوں کو اور بیشک ہم نے جانے ہیں پیچھے رہنے والوں کو ﴿۲۴﴾ اور بیشک تمہارا رب ہی

یَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۵﴾ ع وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ

اکٹھا کرے گا بیشک وہی حکمت والا علم والا ہے ﴿۲۵﴾ اور بیشک ہم نے پیدا کیا آدمی کو بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو سیاہ گارے کی تھی جس

مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ

سے بو آتی تھی ﴿۲۶﴾ اور جن کو ہم نے اس سے پہلے پیدا کیا تھا لو کی آگ سے ﴿۲۷﴾ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ

فرشتوں سے فرمایا کہ میں بنانے والا ہوں آدمی کو بجتی ہوئی مٹی سے بنے ہوئے گارے سے جو سیاہ گارے کی ہے ﴿۲۸﴾ تو جب میں اسے ٹھیک کر لوں اور

عنوان خزانہ الٰہی درحقیقت کائنات کی ہر چیز کے لامتناہی ذخائر اور قلیل کی زندگی و موت

اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی قدرت و حکمت حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے تخلیق جن کی آگ سے تخلیق

فرشتوں کو تخلیق آدم کی خبر اور ان کا سجدہ نہ کرنے کا حکم

حل اس آیت میں "شَیْء" سے مراد ہر وہ چیز ہے جو ممکن ہو اور خزانے سے مراد اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے آیت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام ممکنات اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل ہیں اور اس کی ملک ہیں وہ اس جیسے چاہے عدم سے وجود میں لے آئے اور ممکنات میں سے جس چیز کو اللہ تعالیٰ وجود عطا فرماتا ہے اپنی حکمت اور مشیت کے تقاضے کے مطابق معین مقدار کے ساتھ وجود عطا فرماتا ہے۔ ﴿۲﴾ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے یا اس سے مراد سابقہ امتیں ہیں۔ ﴿۳﴾ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ابھی پیدا نہیں فرمایا یا ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مراد ہے۔

نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ

میں اپنی طرف کی خاص معزز روح اس میں پھونک دوں تو اس کے لیے سجدے میں گر جانا ﴿۲۹﴾ تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب

اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ

سجدے میں گر گئے ﴿۳۰﴾ سوائے ابلیس کے اس نے سجدہ والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کیا ﴿۳۱﴾ اللہ نے فرمایا اے ابلیس!

مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ

تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا ﴿۳۲﴾ اس نے کہا میرے لائق نہیں کہ میں آدمی کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی ہوئی

صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ

کھنکھناتے گارے سے بنایا جو سیاہ بدبودار گارا ہے ﴿۳۳﴾ اللہ نے فرمایا تو جنت سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے ﴿۳۴﴾ اور بیشک قیامت

اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ

تک تجھ پر لعنت ہے ﴿۳۵﴾ اس نے کہا اے میرے رب تو مجھے اس دن تک مہلت دے جب لوگ اٹھائے جائیں گے ﴿۳۶﴾ اللہ نے فرمایا:

فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ

پس بیشک تو ان میں سے ہے جن کو معین وقت کے دن تک مہلت دی گئی ہے ﴿۳۷﴾ ﴿۳۸﴾ اس نے کہا اے رب میرے بدلے میں بات کی قسم

فوائد ۱ تمام فرشتوں کا سجدہ کرنا اور ابلیس کا سجدے سے انکار — سجدہ کرنے پر ابلیس سے سوال اور اس کا جواب

ابلیس مردود کی جنت سے بے دخلی اور اس پر قیامت تک لعنت — ابلیس کی طرف سے مہلت کا مطالبہ اور اسے مہلت ملنے کے عوامل

لغت ۲ فرشتوں کا یہ سجدہ تعظیمی تھا۔ سجدۂ تعظیمی پہلی شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں جائز نہیں اور سجدہ عبادت پہلی شریعتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے جائز نہیں ہوا۔ حدیث پاک میں ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ دوسرے شخص کو سجدہ کرے، اگر کسی کو دوسرے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورت پر شوہر کا بڑا حق رکھا ہے۔ (ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، بیہقی، ابن عساکر) ۲ اس کلام سے ابلیس کی مراد یہ تھی کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی اصل مٹی ہے اور ابلیس کی اصل آگ ہے اور اس کے خیال میں آگ مٹی سے افضل ہے۔ وہ خبیث یہ بات بھول گیا تھا کہ افضل تو وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ فضیلت عطا کرے۔ ۳ قیامت کے دن تک مہلت مانگنے سے شیطان کا مطلب یہ تھا کہ وہ کبھی نہ مرے یا قیامت کے بعد کوئی نہ مرے گا اس لئے اس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح قبول کیا اس نے مرنا ہی مقدر نہ تھا ان میں سے ہے جن کو اس معین وقت کے دن تک مہلت دی گئی ہے جس میں تمام مخلوق مر جائے گی اور وہ وقت پہلے سے معلوم ہے ۴ یہاں دو گروں والے اس لئے الگ کیے گئے ہیں کہ اس مقام پر دو آیتیں آخر تک یکساں ساتھ ساتھ آئی ہیں

أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ

کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور ان کے لئے زمین میں (گناہوں کو) خوشنما بنا دوں گا اور میں ضرور ان سب کو گمراہ کر دوں گا ﴿٣٩﴾ سوائے ان کے

مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ

جو ان میں سے تیرے چنے ہوئے بندے ہیں ﴿٤٠﴾ (اللہ نے) فرمایا یہ (خالص بندوں) کا (مجھ) تک پہنچنے کا سیدھا راستہ ہے ﴿٤١﴾ بیشک میرے بندوں پر

عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿٤٢﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ

تیرا کچھ قابو نہیں سوائے ان گمراہوں کے جو تیرے پیچھے چلیں ﴿٤٢﴾ اور بیشک جہنم ان سب کا

أَجْمَعِينَ ﴿٤٣﴾ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ﴿٤٤﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ

وعدہ ہے ﴿٤٣﴾ اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک ایک حصہ تقسیم کیا ہوا ہے ﴿٤٤﴾ بیشک متقی لوگ

فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٤٥﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم

باغوں اور چشموں میں ہوں گے ﴿٤٥﴾ (حکم ہوگا) ان میں سلامتی کے ساتھ امن والے ہو کر داخل ہو جاؤ ﴿٤٦﴾ اور ان کے سینوں میں موجود

مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٤٧﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا

کینہ نکال دیں گے، وہ آپس میں بھائی بھائی ہوں گے، وہ آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے ﴿٤٧﴾ کسی جنت میں انہیں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہی

الحمد (تمہیں خوشخبری ہو) اس کے بندوں کو جنہوں نے عید (یعنی گناہوں کا چھوڑ جانا)

لغت ① یہاں تک ابلیس کا جو قول مذکور ہوا اس کا مطلب یہ نہیں کہ ابلیس لوگوں کو جبراً طور پر برائی پر مجبور کرے گا بلکہ مراد یہ ہے کہ اس کے بہکانے پر لوگ خود اپنے اختیار سے اس کی پیروی کریں گے۔ ② مفسرین نے اس آیت سے مختلف معنی بیان فرمائے ہیں۔ (1) سیدھا راستہ اپنے اوپر چلنے والے کو سیدھا چلاتا ہے یہاں تک کہ اس پر چل کر وہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ (2) اللہ کے ساتھ لوگوں کی پہنچ اسی کے ذریعہ ہوتی ہے یہ اسی کی طرف رہنمائی کرتا ہوا لے جاتا ہے۔ (3) خلاص مجھ تک پہنچنے کا یہ سیدھا راستہ ہے۔ (4) پسندیدہ ہونے بندوں کا ابلیس کے بہکاوے سے بچ جانا وہ راستہ ہے جو سیدھا اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے۔ ③ ہر قسم کے گناہوں سے بچنے والوں اور ان گناہگار مسلمانوں سے جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے یا کسی کی شفاعت و عبادت کے صدقے اپنے بندوں سے بخش دے یقیناً گناہگار مسلمانوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے چاہے تو انہیں ایک مدت تک عذاب میں مبتلا کر دے یا انہیں عذاب کئے بغیر ہی یا شفاعت کے صدقے انہیں بھی معاف کر دے۔

بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ	
وہ وہاں سے نکالے جائیں گے ○ میرے بندوں کو خبر دو بیشک میں ہی بخشنے والا مہربان ہوں ○ اور بیشک میرا ہی عذاب	
الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا	وقف لازم
وہ ہی دردناک عذاب ہے ○ اور انہیں ابراہیم کے مہمانوں کا حال سنا دو ○ جب وہ ان کے پاس آئے تو کہنے لگے	
سَلٰمًا ۭ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ	
سلام کہا ابراہیم نے کہا ہم تم سے خوف کھا رہے ہیں ○ انہوں نے عرض کیا آپ خوف نہ کریں بیشک ہم آپ کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت	
عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓي اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا	
دیتے ہیں ○ فرمایا کیا تم مجھے بشارت دیتے ہو باوجودیکہ مجھے بڑھاپا آ چکا ہے تو کس چیز کی بشارت دے رہے ہو ○ انہوں نے عرض کیا	
بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ	
ہم نے آپ کو سچی بشارت دی ہے آپ ناامید نہ ہوں ○ ابراہیم نے کہا گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون	
اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ	
ناامید ہوتا ہے ○ فرمایا اے فرشتو تمہارا بھی کیا کام ہے ○ انہوں نے عرض کیا ہم ایک مجرم	

عنوان 1 اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت اور عذاب کا بیان — حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمان فرشتوں کا حال

مہمانوں کی طرف سے خوف اور بیٹے کی بشارت اور اس کے بعد کا تفصیلی واقعہ — حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فرشتوں سے سوال

فرشتوں کا جواب

مسائل 1 حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مہمانوں سے خوف کھانے کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ اجازت کے بغیر اور بے وقت آئے تھے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ مہمانوں نے ان کا پیش کردہ کھانا نہ کھایا ہو۔ پھر کھانے سے انکار کر دیا تھا اور اس دور میں مہمان کا کھانے سے انکار دشمنی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ 2 فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے بتانے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی خبر اور بشارت دی کہ ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا اور وہ علم والا ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عام بیٹا اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے۔ 3 حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ کلام بطور تعجب تھا اور یہ تعجب اللہ تعالیٰ کی قدرت پر نہیں بلکہ عادت کے خلاف کام ہونے پر تھا کیونکہ بڑھاپے میں کسی کے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ 4 اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو چلے تھے یہ تو تب جب کسی کلام سے بچنے کی امید ہو تو اس وقت بھی اس انداز میں کلام کیا جاتا ہے۔

إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٥٨﴾ إِلَّا آلَ لُوطٍ ۖ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٩﴾ إِلَّا امْرَأَتَهُ

قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ○ سوائے لوط کے گھر والوں کے ہم یقیناً ان سب کو بچا لیں گے ○ سوائے اس کی بیوی کے

قَدَّرْنَا ۙ إِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ إِنَّكُمْ

ہم نے مقرر کر دیا ہے کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں سے ہے ○ جب وہ لوط کے گھر والوں کے پاس فرشتے آئے ○ تو لوط نے فرمایا تم

قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ﴿٦٢﴾ قَالُوا بَلْ جِئْنَاكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٦٣﴾ وَأَتَيْنَاكَ

اجنبی لوگ ہو ○ انہوں نے جواب دیا بلکہ ہم تو آپ کے پاس وہ (عذاب) لائے ہیں جس میں یہ لوگ شک کرتے تھے ○ اور ہم آپ کے پاس حق

بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿٦٤﴾ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ

کے ساتھ آئے ہیں اور ہم یقیناً سچے ہیں ○ تو آپ رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے چلیں اور آپ خود ان کے پیچھے پیچھے چلیں

وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ﴿٦٥﴾ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْأَمْرَ

اور تم لوگوں میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے بس چلتے رہو جہاں کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے ○ اور ہم نے اس حکم کا فیصلہ اسے

أَنَّ دَابِرَ هَٰؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ﴿٦٦﴾ وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٦٧﴾ قَالَ

کر دیا تھا کہ ان کافروں کی جڑ صبح ہوتے ہی کاٹ دی جائے گی ○ اور شہر والے خوشی خوشی آئے ○ لوط نے فرمایا

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ ﴿٦٩﴾ قَالُوا

یہ میرے مہمان ہیں تو تم مجھے شرمندہ نہ کرو ○ اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو ○ انہوں نے کہا کیا ہم نے تمہیں دنیا بھر کے لوگوں کے متعلق

فرشتوں کی حضرت لوط علیہ السلام کے ہاں آمد اور قوم کے عذاب کی خبر — فرشتوں کی حضرت لوط علیہ السلام کو چند ہدایات

حضرت لوط علیہ السلام کی طرف قوم کا برا سلوک — قوم نے آنے پر حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت اور قوم کا جواب

فائدہ ① اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض کام ان کے محبوب بندوں کی طرف منسوب کئے جا سکتے ہیں جیسے عذاب سے بچانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، مگر فرشتوں نے کہا کہ ہم سب کو بچا لیں گے۔ نیز مسلمان یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے عذاب سے بچائیں گے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمیں ان سے بچا لیں۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ جیسے مہمان کے احترام میں میزبان کی عزت ہوتی ہے ویسے ہی مہمان کی بے عزتی میزبان کی رسوائی کا باعث ہوتی ہے اس لئے اگر کسی مسلمان پر کوئی دشمن دار مہمان آ جائے تو ہمارے مسلمان بھائی کو چاہیے کہ وہ اپنی مہمان کے احترام میں ہمارے پاس آ کر اس کی عزت و اکرام کرے اور مہمان کی بے عزتی کرنے والوں کا کام کرنے سے بچے جس سے مہمان کی بے عزتی محسوس ہوتی ہے۔ ③ پھر میزبان کے لئے شرمندگی اور رسوائی کا باعث نہ بنے

اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ لَعَمْرُكَ

میں غل سے منع نہ کیا تھا؟ ۝ فرمایا یہ قوم کی عورتیں میری بیٹیاں ہیں اگر تمہیں کرنا ہے ۝ اے

اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ۝ فَجَعَلْنَا

حبیب تمہاری جان کی قسم بیشک وہ اپنی مستی میں بھٹک رہے ہیں ۝ تو سورج نکلتے نکلتے انہیں زور کی چنگھاڑ نے پکڑا ۝

عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

ہم نے اس بستی کا اوپر کا حصہ اس کے نیچے کا حصہ کر دیا اور ان پر کنکر کے پتھر برسائے ۝ بیشک اس میں عبرت کے نشان ہیں

لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ۝ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

دیکھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں ۝ اور بیشک وہ بستیاں راستے پر ہیں جو اب تک قائم ہے ۝ بیشک اس میں ایمان والوں کیلئے نشانیاں ہیں ۝

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ

اور بیشک گھنے درختوں والی جگہ کے رہنے والے ضرور ظالم تھے ۝ تو ہم نے ان سے انتقام لیا ۔ بیشک وہ دونوں بستیاں

مُّبِيْنٍ ۝ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا

صاف راستے پر ہیں ۝ اور بیشک حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا ۝ اور ہم نے انہیں اپنی نشانیاں دیں

فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۝

تو وہ ان سے منہ پھیرے رہے ۝ اور وہ پہاڑوں میں تراش تراش کر گھر بناتے تھے ۝

وقف لازم

شان نزول قوم لوط کا حال بجرم نشان عبرت ہے اصحاب الایکہ کا بیان حال اور جملہ قوم ثمود کا بیان حال اور جملہ

مدنی ۱ یہاں دو دینا مکی اور آخر سورت تک اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں کیونکہ ان سے تقویٰ اور عبرت اخذ ہوتی ہے بے عقل عاشق اور کافر ایسے واقعات کو تعالیٰ پر اہل تاثرات سے پاتا ہے جیسے ۔ آج بھی یہ جگہ عبرت ہے لیکن عقلمند موحد ان کو نشان دیدہ عمل کا نتیجہ جان کر ان میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرتا ہے ۔ ان سے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم مراد ہے جو بلفظ "ایکہ" گھنے جنگل کو رہتے تھے ان لوگوں کا شہر چونکہ سرسبز جنگلوں اور خوشحالیوں کے درمیان تھا اس لئے ان گھنے جنگل والا فرمایا گیا۔

۲ حجر مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک وادی ہے جس میں قوم ثمود رہتے تھے

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ

تو انہیں صبح ہوتے زور دار چیخ نے پکڑ لیا ﴿۸۳﴾ تو ان کی کمائی کچھ ان کے کام نہ آئی ﴿۸۴﴾ اور

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ ؕ

ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب حق کے ساتھ بنایا اور بیشک قیامت آنے والی ہے

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ

تو تم اچھی طرح درگزر کرو ﴿۸۵﴾ بیشک تمہارا رب ہی بہت پیدا کرنے والا جاننے والا ہے ﴿۸۶﴾ اور بیشک ہم نے تمہیں

سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ

سات آیتیں دی جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن دیا ﴿۸۷﴾ تم ہرگز اس سامان کی طرف آنکھ نہ اٹھاؤ جو ہم نے

اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَقُلْ

ان کافروں کی کئی قسموں کو فائدہ اٹھانے دیا ہے اور ان کا کچھ غم نہ کھاؤ اور مسلمانوں کیلئے اپنے بازو بچھا دو ﴿۸۸﴾ اور فرما دو

اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا

کہ میں ہی صاف ڈر سنانے والا ہوں ﴿۸۹﴾ جیسا ہم نے تقسیم کرنے والوں پر اتارا ﴿۹۰﴾ جنہوں نے کلام الٰہی کے

شان نزول آیات کی تفسیر یا مقصد و شان نزول کا ترجمہ سے پہلے ہونا ضروری ہے اللہ تعالیٰ کی شان عالمیت، رحم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں کفار کے دل کی حسرت نہ بنیں۔ غلبے اور مومنین پر شفقت کی تاکید

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار و منافقین کی ایذا رسانی سے درگزر

حل لغات (۱) سات آیتوں سے مراد سورۂ فاتحہ ہے سورۂ فاتحہ کو مثانی کہنے کی مختلف وجوہات ہیں (۱) سورۂ فاتحہ نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے (۲) یہ سورت دو مرتبہ نازل ہوئی پہلی بار مکہ میں اور دوسری بار مدینہ میں (۳) اس کے مضامین مکی اور مدنی سورتوں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ (۲) اس آیت میں بظاہر خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن حقیقت میں دنیا کے مال و متاع کی طرف نظر اٹھانے سے ممانعت امت کو ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو پہلے سے ہی اس چیز سے گھبراتے ہیں۔ (۳) ان سے کون لوگ مراد ہیں؟ اس بارے میں مفسرین کے دو قول ہیں: (۱) ان سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں جنہوں نے قرآن پاک کو حصوں میں تقسیم کر دیا یعنی قرآن کریم کا جو حصہ ان کی خواہشوں کے موافق تھا وہ اس پر ایمان لے آئے اور باقی سے منکر ہو گئے۔ (۲) ان سے کفار قریش مراد ہیں جن میں سے بعض چار قرآن وجود بعض جہالت اور بعض افسانہ کہتے تھے اس طرح انہوں نے قرآن کریم کے بارے میں پھوٹ تقسیم کر رکھی تھی۔

الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾

کلمے کلڑے کر دیئے ○ تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے ○ اس کے بارے میں جو وہ کرتے تھے ○

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٩٤﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ

پس وہ بات سنا دے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو ○ بیشک ہم تمہیں ان

الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿٩٥﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَ

سے مقابلے میں سرِ تمہیں کافی ہوں گے ○ جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو عنقریب جان جائیں گے ○ اور

لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ

بیشک ہمیں معلوم ہے ان کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے ○ تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرو اور

مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾

سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ ○ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو حتیٰ کہ تمہیں موت آ جائے ○

سُوْرَةُ النَّحْلِ ١٦ مَكِّيَّة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الیاق ٢٨ رکوعاتها ١٦

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿١﴾ يُنَزِّلُ

اللہ کا حکم قریب آ گیا تو تم اس کو جلدی طلب نہ کرو ○ اللہ ان سے برتر ہے پاک ہے اور بلند بالا ہے ○ اللہ اپنے بندوں

عنوان مال کے بارے میں سوال ہو جائے گا ملائکہ عذاب سے کافر کے مقابلے میں قابل ہونے کا وعدہ الٰہی

کفار کے تکبر و استہزاء پر ہونے والے غم کا علاج عذاب کے طلبگاروں کو وعید اور شانِ نبی

وحی کے ساتھ فرشتوں کے نزول سے متعلق شبہات کی اور ان کا رد

ربط اس سے معلوم ہوا کہ بعد حساب و قتال ہی ہوگا ان جائے وہ عبادات سے بے پروا نہیں ہو سکتا جب بندہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی آخری دم تک عبادت کرے گا تو غم دور کرنے والی چیز ہیں اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو اپنے آپ کو بڑے بلند مقام و مرتبہ پر فائز سمجھ کر عبادت کے معاملے میں خود کو بے پروا سمجھ لیتے ہیں حتیٰ عبادت کرنا چاہئے کہ وہ کہیں شیطان کے خبیث اور خطرناک وار کا شکار تو نہیں ہو گئے۔

الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ

جس سے جس پر چاہتا ہے اس پر فرشتوں کو اپنے حکم سے روح نبی کی کے ساتھ بھیجتا ہے کہ تم ڈر سنا دو کہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ تَعٰلٰى عَمَّا

میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھ سے ڈرو ۝ اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ بنایا وہ ان سے شرک سے بلند و بالا

يُشْرِكُوْنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَالْاَنْعَامَ

ہے ۝ اس نے انسان کو منی سے پیدا کیا پھر کیسی وہ کھلم کھلا جھگڑنے والا بن گیا ۝ اور اس نے چارپائے پیدا کئے ان میں تمہارے

خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ

لیے گرم لباس اور بہت سے فائدے ہیں اور ان سے تمہاری غذا بھی ہوتی ہے ۝ اور تمہارے لئے ان میں جب کہ تم انہیں شام کو

تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ

واپس لاتے ہو اور جب چرنے کیلئے چھوڑتے ہو ۝ وہ جانور تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں جہاں تم بڑی جان و مشقت

اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ

میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے بیشک تمہارا رب بہت شفقت کرنے والا ہے ۝ اور اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم

مضامین آسمان و زمین کی تخلیق کا تذکرہ ہوئے اور شانِ الٰہی کا بیان

انسان کی پیدائش اور اس کی ناشکری کا ذکر — مویشیوں اور دیگر جانوروں سے حاصل ہونے والے فوائد

لغت ① یہاں میں "ملٰئکۃ" سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں ان کی تعظیم کے لئے جمع کا صیغہ "الملٰئکۃ" ذکر فرمایا گیا ہے۔

② یہاں روح سے مراد وحی ہے۔ وحی کو روح اس لئے فرمایا گیا کہ جس طرح روح کے ذریعے جسم زندہ ہوتا ہے اور روح نہ ہو تو جسم مردہ ہو جاتا ہے اسی طرح وحی کے ذریعے دل زندہ ہوتا ہے اور اسی سے دینی سعادت کا پتہ چلتا ہے اور جو دل وحی سے خالی ہو وہ مردہ ہو جاتا ہے۔ ③ ابی بن خلف مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرتا تھا ایک مرتبہ کسی مردے کی گلی ہوئی ہڈی لایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگا آپ کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ہڈیوں کو زندگی دے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بہت نفیس جواب دیا گیا کہ دیکھو تو چھوٹے سے بچے کے نطفہ کی شکل رکھتی ہے اللہ تعالیٰ اسی سے ایک چھوٹے سے بے حس و حرکت قطرے سے تجھ جیسا جھگڑالو انسان پیدا کر دیتا ہے اور دیکھ بھی لیتا ہے اس قدرت پر ایمان نہیں لاتا۔

لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَ

اس پر تم سوار ہو اور یہ تمہارے لئے زینت ہے اور (اللہ تعالیٰ) ایسی چیزیں پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے ۝ اور سیدھا راستہ اللہ تک پہنچنا ہے

ع ۱۶ مِنْهَا جَاۗىِٕرٌ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً

اور راستوں میں سے کوئی راستہ ٹیڑھا بھی ہے اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دیدیتا ۝ وہی ہے جس

لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَ

نے آسمان سے پانی اتارا جس سے تمہارا پینا ہے اور اسی سے درخت ہیں جن سے تم جانور چراتے ہو ۝ اس پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتی

الزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے بیشک اس میں غور و فکر کرنے والوں

يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ

کیلئے نشانی ہے ۝ اور اس نے تمہارے لئے رات دن اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا اور ستارے (بھی)

مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي

اسی کے حکم کے پابند ہیں۔ بیشک ان میں عقل مندوں کیلئے نشانیاں ہیں ۝ اور (اس نے) تمہارے کام میں لگا دیں رنگ رنگ کی مخلوقات

شانِ نزول: سب لوگوں کو ہدایت نصیب نہ ہوگی — قدرتِ الٰہی کی دلیل، بارش کا پانی اور اس کے منافع

قدرتِ الٰہی کی آفاقی نشانیاں — زمین کی پیداوار میں قدرتِ الٰہی کی دلیل

ربط: ان میں وہ تمام چیزیں آگئیں جو انسان کے فائدے، راحت و آرام اور آسائش کے کام آتی ہیں اور وہ اس وقت تک موجود نہیں ہوئی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کا پیدا کرنا منظور تھا جیسے کہ ہوائی جہاز، ریل گاڑیاں، کاریں، موٹر، جہاز وغیرہ اس طرح کی ہزاروں لاکھوں سواریاں اور بھی پیدا کرنے میں ہے جسے کہ پیدا ہو گا لیکن جو بھی پیدا ہوگا وہ اس آیت میں داخل ہو گا۔ (2) یعنی اگر وہ خود اپنی راہ چاہتا تو تم سب کو سیدھے راستے تک پہنچا دیتا لیکن اس نے ایسا نہیں چاہا بلکہ اللہ تعالیٰ ان سے ہدایت چاہتا ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو جنت میں جانے کے قابل ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو جہنم میں جانے کے لائق ہیں۔ سب کو ہدایت نصیب نہ ہوگی۔ (3) اس آیت سے یہ تین چیزیں معلوم ہوئیں (۱) اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید کے لئے عقل کی ضرورت ہے۔ (2) اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی عمل اچھا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کے بعد جو عقل اس کی معرفت تک پہنچائے وہ ہے عقلی ہے۔ (3) علم طب، یا سی، فلکیات، غیرہ بہت عمدہ اعلیٰ علوم ہیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں مدد ملتی ہے۔

الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِیْ

گوں واں چیزیں جو اس نے تمہارے لیے زمین میں پیدا کیں بیشک اس میں نصیحت والوں کیلئے نشانی ہے ﴿۱۳﴾ اور وہی ہے

سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ

جس نے سمندر تمہارے قابو میں دیدیئے کہ تم ان میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور تم ان میں سے زیور نکالو جسے تم پہنتے ہو اور تم

تَرَی الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلْقٰی

ان کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ پانی کو چیرتی ہوئی چلتی ہیں اور اس لئے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرو ﴿۱۴﴾ اور اس نے

فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ

زمین میں لنگر ڈالے تاکہ تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے اور نہریں اور راستے بنائے تاکہ تم راہ پاؤ ﴿۱۵﴾ اور نشانیاں بنائیں

عَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ ؕ

کئی نشانیاں بنائیں اور لوگ ستاروں سے راستہ پاتے ہیں ﴿۱۶﴾ تو کیا جو پیدا کرے وہ اس جیسا ہے جو کچھ بھی نہیں پیدا کرتا ؕ

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۸﴾

تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے ﴿۱۷﴾ اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہیں کر سکتے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۱۸﴾

وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو ﴿۱۹﴾ اور اللہ کے سوا جن کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں

شان نزول: سمندر کی تسخیر اور اس سے کھانا نکالنا کافروں کے اعتراض پر ہے کہ ہمارے بتوں نے ہمیں کیا نعمتیں دیں۔

ربط: اللہ تعالیٰ کی توحید پر نشانیوں سے دلیل بتوں کی حقیقت اور ان کی عاجزی کا بیان۔

تفسیر: 1 سمندر کی تسخیر کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو سمندر سے نفع اٹھانے کی قدرت عطا فرمائی ہے اور مختلف اور بڑی بڑی جہازوں کے ذریعے ان میں سفر کرنے کی طاقت دی ہے جو ملے لگا کر اس کی تہہ میں پہنچ سکتے ہیں اور ان میں سے شکار کر سکتے ہیں۔ 2 ان سے مراد مچھلی ہے۔ سمندری جانوروں میں سے صرف مچھلی کا گوشت حلال ہے۔ 3 زیور سے مراد موتی اور مونگا ہیں جو پہننے سے مراد عورتوں کا پہننا ہے کیونکہ زیور عورتوں کی زینت ہے اور چونکہ عورتوں کا زیوروں کے ساتھ جیسا تعلق ہے ویسا مردوں کا نہیں اس وجہ سے ہوتا ہے۔ یا کہ گویا کہ یہ مرد ہی کی زینت اور سجاوٹ ہے۔ 4 مفسر عصر نے اپنی تفسیر میں اس آیت میں دو لفظ "یدعون" کا معنی "یعبدون" یعنی عبادت کرنا لکھا ہے اور قرآن پاک میں لفظ "دعا" عبادت کے معنی میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔

لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿٢٠﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ

وہ کسی شے کو پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں ﴿٢٠﴾ بے جان ہیں زندہ نہیں ہیں اور نہیں جانتے

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٢١﴾ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ ع

کہ کب اٹھائے جائیں گے ﴿٢١﴾ تمہارا معبود ایک معبود ہے ﴿٢٢﴾ تو جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل

مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٢٢﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا

منکر ہیں اور وہ متکبر ہیں ﴿٢٣﴾ حقیقت یہ ہے کہ اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو

يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ

ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ متکبروں کو پسند نہیں فرماتا ﴿٢٤﴾ اور جب ان سے کہا جائے تمہارے رب نے کیا اتارا فرمایا

قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ

تو کہتے ہیں پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ﴿٢٥﴾ اس لئے کہ قیامت کے دن پورے پورے بوجھ اور کچھ ان لوگوں

وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَدْ ع

کے گناہوں کے بوجھ اٹھائیں جنہیں بے جانے بوجھے گمراہ کر رہے ہیں ﴿٢٦﴾ سن لو کیا ہی برا بوجھ وہ لادتے ہیں ﴿٢٧﴾ بیشک

شان نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے متعلق نازل ہوئی جب اس نے قرآن مجید کے متعلق کہا تھا کہ یہ کاہن کا کلام ہے۔

ربط گزشتہ آیات میں مشرکین کا یہ قول مذکور ہوا تھا کہ ہم کو جھوٹی کہانیاں کہنے والوں کا جواب

لغت ① تمام مستند مفسرین نے یہی تفاسیر لکھی ہیں کہ ان سے مراد بت ہیں کسی بھی مستند مفسر نے ان آیات کا مصداق حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کو قرار نہیں دیا۔ ② یہاں آیت میں ہدایت نفیس ترتیب ہے کہ پہلے آخرت کے ساتھ کامل دلائل توحید بیان کیا گیا اور جب ان سب دلائل کا اہم ترین نتیجہ وحدانیت باری تعالیٰ کی صورت میں بیان فرما دیا گیا اور وہ نتیجہ بھی ایسی قطعی عبارت کا کام فرمایا گیا کہ جس میں شبہات کی پوری گنجائش اور گنجائش کی سوچ گنجائش نہیں بلکہ انتہائی عام فہم انداز میں مخاطب انسانی کے قریب ترین دلائل جمع کرتے ہوئے بات کو سمجھایا گیا۔ یہی وہ قرآنی اسلوب ہے جو ہر داعی و مبلغ کو اپنانے والا ہے۔ ③ اس سے معلوم ہوا کہ قوم کا امیر ہر اچھا طریقہ جاری کرے اور قوم اس کی پیروی کرے تو امیر کو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا اور جو لوگ اس برے طریقے پر عمل کریں گے ان کے گناہ کے برابر امیر کو بھی گناہ ہوگا۔

مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ

ان سے پہلے لوگوں نے مکر و فریب کیا تو اللہ نے ان کی تعمیر کو بنیادوں سے اکھاڑ دیا اور اوپر سے ان پر

مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ

چھت گر پڑی اور ان پر وہاں سے عذاب آیا جہاں سے انہیں خبر بھی نہیں تھی ﴿۲۶﴾ پھر قیامت کے دن اللہ انہیں رسوا کرے گا

وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اور فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے بارے میں تم جھگڑتے تھے؟ کہیں گے

الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ

کہ آج ساری رسوائی اور برائی کافروں پر ہے ﴿۲۷﴾ فرشتے جن کی جان اس حال میں نکالتے ہیں کہ وہ لوگ اپنی

ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں تو وہ صلح کی بات پیش کرتے ہیں کہ ہم تو کوئی برائی نہیں کیا کرتے تھے (فرشتے کہتے ہیں) کیوں نہیں

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ

بیشک اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے ﴿۲۸﴾ تو اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے تو تکبر کرنے

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا

والوں کا کیا ہی برا ٹھکانہ ہے ﴿۲۹﴾ اور متقی لوگوں سے کہا جائے کہ تمہارے رب نے کیا اتارا فرمایا تو کہتے ہیں بھلائی

عنوان قیامت کے دن کفار و مشرکین کی رسوائی | موت کے وقت کفار کا حال | متکبر کفار کا ابدی ٹھکانہ

قرآن مجید سے متعلق اہل ایمان کا طرز عمل اور عیب دار لوگوں کا حصہ

ربط اس آیت میں ان لوگوں کی مثال بیان فرمائی گئی ہے جو اپنے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مکر و فریب کرتے تھے۔ ان کا خاصہ یہ ہے پچھلی امتوں نے اپنے اپنے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مکر کرنے کے لئے کچھ منصوبے بنائے تھے اللہ تعالیٰ نے کہیں خود کہیں کے منصوبوں میں ڈال دیا اور ان کا حال ایسا ہو جیسے کسی قوم نے کوئی بلند عمارت بنائی پھر وہ عمارت ان پر گر پڑی اور وہ ہلاک ہو گئے اسی طرح کفار اپنی مکاریوں سے خود برباد ہوئے

خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ

تاکہ وہ اٹھائیں اپنے بوجھ پورے قیامت کے دن سے کچھ بوجھ ان کے بوجھوں سے جن کو بہکاتے ہیں بے سمجھی سے سنتے ہو خبردار برا ہے جو بوجھ وہ اٹھائیں گے ۝ ان سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے بھی داؤ کیا تھا ہماری باتوں کا پھر ہم نے آ لیا ان کی عمارت کو بنیاد سے پھر گر پڑی ان پر چھت اوپر سے اور آیا ان پر عذاب جہاں سے ان کو خبر نہ تھی ۝ پھر قیامت کے دن رسوا کرے گا ان کو اور کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کے بارے میں تم جھگڑتے تھے ان کو کہیں گے جن کو علم دیا گیا ہے آج رسوائی ہے اور برائی کافروں پر ۝ جن کی جان قبض کرتے ہیں فرشتے اس حال میں کہ وہ ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر تو ڈالتے ہیں وہ صلح کی بات کہ ہم نہیں کرتے تھے کوئی برائی تمہارے بدلے میں ہاں کیا تھا تم نے برائی کرتے تھے اپنے کاموں کی ۝ تو داخل ہو جاؤ دروازوں میں جہنم کے ہمیشہ رہو گے اس میں سو کیا برا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کا ۝ اور کہا ان لوگوں نے جو ڈرتے رہے کیا اتارا تمہارے رب نے کہا بھلائی کی جن لوگوں نے اس دنیا میں بھلائی ہے اور بیشک آخرت کا گھر سب سے بہتر ہے اور کیا اچھا گھر ہے پرہیزگاروں کا ۝ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے ان کے نیچے بہریں جاری ہیں ان کیلئے ان باغوں میں وہ ہر چیز ہے جو وہ چاہیں گے اللہ بدلہ دیتا ہے پرہیزگاروں کو ایسا ہی ۝ فرشتے ان کی جان قبض کرتے ہیں جس حال میں کہ وہ ستھرے ہیں کہتے ہیں تم پر سلامتی ہو تم جاؤ بہشت میں بدلہ اپنے اعمال کے جو تم کرتے تھے ۝ نہیں انتظار کرتے مگر اس کا کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا حکم آ جائے تیرے رب کا ایسا ہی کیا تھا ان سے پہلے لوگوں نے اور نہیں ظلم کیا تھا ان پر اللہ نے لیکن وہ آپ ظلم کرتے تھے اپنی جانوں پر ۝ تو ان کو برائیاں ان

لغات | موت سے وقت پرہیزگاروں کے ساتھ فرشتوں کا طرز تخاطب | قوموں کی تباہی سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت

ربط | عرب کے قبائل حج کے دنوں میں مکہ آتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حال کی تحقیق کے لئے کئی وفود بھیجے تھے یہ قاصد جب مکہ پہنچتے شہر کے داخلی راستوں پر کیمپ لگا کے قافلہ والوں سے ملتے جو کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مختلف باتیں کرتے بہکاتے اور جب وہ مدینہ آتے تو وہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات، کمالات اور قرآن کریم کے مضامین سے مطلع کرتے تھے اس کا ذکر اس آیت میں فرمایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادھر سے دھیان ہٹانا کفار کا طریقہ جبکہ عظمت و شان بیان کرنا صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے۔ آخرت میں پرہیزگاروں سے کہا جائے گا کہ تم اپنے اعمال کے بدلے میں جس میں داخل ہو جاؤ یہ کہی وہ تمام آیات جن میں اعمال کی وجہ سے جس میں داخل ہونے کا ذکر ہے اس کا معنی یہ ہے کہ خالص اللہ کے ساتھ کئے ہوئے نیک اعمال کی وجہ سے بندہ اس وقت جنت میں جائے گا جب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل سے ان اعمال کو قبول فرمائے گا محض نیک عمل کر لینے سے کوئی جنت میں داخل ہو گا یہ جنت میں لے جانے کا سبب حقیقی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

پڑ پڑیں اور جس عذاب کا یہ مذاق اڑاتے تھے اس نے انہیں گھیر لیا ﴿۴۸﴾ اور مشرک کہنے لگے

اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَ

اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرتے اور نہ اس کے حکم کے بغیر

لَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى

ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا تو رسولوں پر تو

الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا

صاف صاف تبلیغ کر دینا ہی لازم ہے ﴿۴۹﴾ اور بیشک ہر امت میں ہم نے اپنے رسول بھیجے تاکہ (اپنے لوگو) اللہ کی عبادت کرو

اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ

اور شیطان سے بچو تو ان میں کسی کو اللہ نے ہدایت دی اور کسی پر گمراہی ثابت

الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۵۰﴾ اِنْ

ہو گئی تو تم زمین میں چل پھر کر دیکھو (نہ ماننے) جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا ﴿۵۰﴾ تم ان کی

تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۱﴾

ہدایت کی حرص کرتے ہو تو بیشک اللہ ایسے کو ہدایت نہیں دیتا جسے وہ گمراہ کرے اور ان کا کوئی مددگار نہیں ﴿۵۱﴾

لغات مشیت: کسی کو اپنے اعمال کی دلیل بنانے والوں کی مذمت — رسولوں کی حجت اور معجزوں کا بیان

۱ سابقہ امتوں کی ہلاکت سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

ربط ان آیت میں اور اس سے اگلی آیت میں کفار کی ان جہالت کا بھی سبب بیان کیا ہے کہ مشیت الٰہی کو حرام کی دلیل بناتے ہیں یعنی ظلم الٰہی کی ان کو کوئی پرواہ نہیں۔ ہمارے زمانے میں بعض مسلمان بھی اپنے برے اعمال کی یہی دلیل پیش کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو میں یہ گناہ فلاں حرام اور وہ معصیت نہ کرتا۔ اگر میں نے ایسا کیا ہے تو اس میں میرا قصور ہی کیا ہے یہ لوگ خود ہی عقل سے کام نہیں لیتے ان کا طرز عمل کیا ہے؟ اس سے یہ مراد نہیں کہ ہر قبیلے یا ہر علاقے میں رسول بھیجا گیا بلکہ جہاں بھیجا گیا اسی جگہ اس کی رسالت کا پیغام پہنچا دیا گیا ﴿۲﴾ اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی دی گئی ہے کہ کسی کے سب لوگوں سے ہدایت حاصل کرنے کی امید نہ کریں حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اگر بعض بدبخت آپ پر ایمان نہیں لاتے تو آپ غمگین نہ ہوں

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا

اور انہوں نے بڑی بڑی سخت قسمیں کھائیں کہ اللہ کسی مرنے والے کو نہ اٹھائے گا۔ کیوں نہیں؟ یہ سچا وعدہ ہے اس

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَ

کے ذمہ پر ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ○ تاکہ جس امر میں یہ اختلاف کر رہے ہیں وہ بات ان پر ظاہر کر دے جس میں جھگڑتے تھے

لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ

اور کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے ○ جب ہم کوئی چیز چاہیں تو ہمارا کام صرف یہی فرمانا ہوتا ہے کہ ہم

اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ع

اسے کہیں ہو جا" وہ فوراً ہو جاتی ہے ○ اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

وہ ہم ضرور انہیں دنیا میں بھی اچھا ٹھکانا دیں گے اور بیشک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے کاش وہ سمجھتے ○

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا

وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں ○ اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی بھیجے

نحل = ۱۶ — وقف لازم

لغات: اَقْسَمُوْا = انہوں نے قسمیں کھائیں، جَهْدَ = بڑی کوشش سے، اَيْمَانِهِمْ = اپنی قسموں، لَا يَبْعَثُ = نہیں اٹھائے گا، مَنْ يَّمُوْتُ = جو مرتا ہے، بَلٰى = کیوں نہیں، وَعْدًا = وعدہ ہے، عَلَيْهِ = اس کے ذمہ، حَقًّا = سچا، لَا يَعْلَمُوْنَ = نہیں جانتے، لِيُبَيِّنَ = تاکہ واضح کر دے، يَخْتَلِفُوْنَ = اختلاف کرتے ہیں، لِيَعْلَمَ = تاکہ جان لیں، كٰذِبِيْنَ = جھوٹے، قَوْلُنَا = ہمارا کہنا، لِشَيْءٍ = کسی چیز کو، اَرَدْنٰهُ = ہم چاہیں، نَّقُوْلَ = ہم کہیں، كُنْ = ہو جا، فَيَكُوْنُ = وہ ہو جاتی ہے، هَاجَرُوْا = ہجرت کی، ظُلِمُوْا = ظلم کیا گیا، لَنُبَوِّئَنَّهُمْ = ہم ضرور ٹھکانا دیں گے، حَسَنَةً = اچھا، اَكْبَرُ = بہت بڑا، صَبَرُوْا = صبر کیا، يَتَوَكَّلُوْنَ = بھروسہ کرتے ہیں، اَرْسَلْنَا = ہم نے بھیجے، رِجَالًا = مرد

ربط: منکرین کا نکتہ: آخرت میں کیا اور کیسے ہوگا؟ مرنے کے بعد اللہ نے جلانا کیوں ہے؟ اس کا جواب ہجرت اور توکل کی ترغیب دیتے ہوئے

شان نزول: مہاجر صحابہ کی قربانیوں اور آخرت کے اجر کا بیان — ہجرت کی ترغیب اور توکل کا حکم — بشر کو رسول بنانے پر اعتراض کا جواب

حل: یعنی جب ہم کسی چیز کو وجود میں لانے کا ارادہ کریں تو اس سے صرف اتنا کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا تو وہ اسی وقت وجود میں آجاتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہر معدوم چیز کو وجود میں لانا اللہ تعالیٰ کے لئے اتنا زیادہ آسان ہے تو مرنے کے بعد اعادۂ اس کے لئے کیا مشکل ہے۔ 2 یہ آیت ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی جن پر اہل مکہ نے بہت ظلم کئے اور انہیں دین کی خاطر طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں۔ بعض ان میں سے حبشہ چلے گئے پھر وہاں سے مدینہ طیبہ آئے اور بعض مدینہ ثم یصل ان کو ہجرت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مدینہ طیبہ میں ٹھکانا دیا اور ان کے حق میں بہت بڑے وعدے فرمائے۔ 3 یہ آیت ان مشرکین مکہ کے جواب میں اتری جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا یہ کہہ کر انکار کیا کہ اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں کہ وہ کسی بشر کو رسول بنا کر بھیجے۔ انہیں بتایا گیا کہ سابقہ انبیاء کی طرح جو ہمیشہ مرد ہی رہے ہیں ہمیشہ سے انسانوں میں سے مرد ہی کو رسول بنا کر بھیجا جاتا ہے۔

نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَ

جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے سے تو کہو کہ تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھ لو ﴿۴۳﴾ ہم نے رسولوں کو بھیجا روشن دلیلوں اور

الزُّبُرِ ؕ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ

نوشتوں کے ساتھ اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ قرآن اتارا کہ تم لوگوں سے بیان فرما دو جو ان کی طرف اتارا گیا ہے

يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ

اور کہ وہ غور و فکر کریں ﴿۴۴﴾ تو کیا بری چالیں چلنے والے اس بات سے بے خوف ہو گئے کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے

اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ

یا انہیں وہاں سے عذاب آئے جہاں سے انہیں خبر بھی نہ ہو ﴿۴۵﴾ یا انہیں چلتے پھرتے پکڑ لے تو وہ اللہ کو

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾ اَوَ لَمْ

عاجز نہیں کر سکتے ﴿۴۶﴾ یا انہیں کمی کمی سے نقصان پہنچاتے ہوئے پکڑ لے تو بیشک تمہارا رب بہت مہربان رحمت والا ہے ﴿۴۷﴾ اور کیا

يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا

یہ اس طرف نہ دیکھا کہ اللہ نے جو چیز بھی پیدا فرمائی ہے اس کے سائے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں

لِّلّٰهِ وَ هُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّ الْمَلٰٓئِكَةُ

جھکتے ہیں اور وہ عاجزی کرتے ہیں ﴿۴۸﴾ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں چلنے والا ہے اور فرشتے سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں

خلاصہ قرآن مجید ناس کے ہونے کے مقاصد ... عادلہ کو مختلف سوالوں کی تعلیم

... سمانوں سے بھیجے اور عاجزی میں اور فکر میں ... ہر چیز اللہ کی ہی سجدہ ریز ہے

تفسیر ... اس آیت میں علم والوں سے مراد اہل کتاب ہیں اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو اہل کتاب سے دریافت کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ کفار مکہ اس بات کو تسلیم کرتے تھے۔ اس آیت کے الفاظ کے عموم سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس مسئلے کا علم نہ ہو اس کے بارے میں علماء کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے یہ بھی آیت سے تقلید کے جواز پر علمی دلیل بھی بنتی ہے۔(2) سجدہ دو طرح کا ہوتا ہے ... سجدہ عبادت جیسا کہ مسلمانوں کا اللہ عزوجل کے لئے سجدہ اور سجدہ بہ معنی عاجزی جیسا کہ سایہ، غیر ذی روح کا سجدہ۔ چیز کا سجدہ اس کی حیثیت کے مطابق ہے مسلمانوں اور فرشتوں کا سجدہ سجدہ عبادت ہے اور ان کے سوا کا سجدہ سجدہ بہ معنی عاجزی ہے۔ یہاں سجدہ سے مراد عاجزی ہے اور سجدہ سجدہ ہی مراد ہو تو بھی حق ہے کہ ہر چیز کی حقیقت میں معلوم ہونا ہمارے علم کی دلیل ہے کسی بات کا نہ ہونا اس کی نفی کی دلیل نہیں ہو سکتی لہٰذا... آیت سجدہ میں سے ہے اس کے پڑھنے اور سننے سے سجدہ تلاوت لازم ہو جائے گا

وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا

اور وہ تکبر نہیں کرتے ﴿۴۹﴾ وہ اپنے اوپر اپنے رب کا خوف کرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو

يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

حکم دیا جاتا ہے ﴿۵۰﴾ اور اللہ نے فرمایا دو معبود نہ ٹھہراؤ وہ تو یہی معبود ہے تو مجھ ہی

فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۚ

سے ڈرو ﴿۵۱﴾ اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور فرمانبرداری (کا حق) ہمیشہ اسی کیلئے ہے تو کیا تم اللہ

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ

کے سوا کسی اور سے ڈرو گے ﴿۵۲﴾ اور تمہارے پاس جو نعمت ہے سب اللہ کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو تم

تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾

اسی سے فریاد کرتے ہو ﴿۵۳﴾ پھر جب وہ تکلیف تم سے دور کر دیتا ہے تو تم میں کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک بنانے لگتے ہیں ﴿۵۴﴾

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا

تاکہ وہ ہماری دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کریں تو (چند روز) فائدہ اٹھا لو تو عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا ﴿۵۵﴾ اور (اللہ کے بندوں کی یہ بھی) ان

لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾

چیزوں کیلئے حصہ مقرر کرتے ہیں جو کچھ نہیں جانتے ہم نے جو روزی انہیں دی ہے اللہ کی قسم تم سے اس بارے میں ضرور پوچھا جائے گا جو تم جھوٹ بنا رہے تھے ﴿۵۶﴾

لغات: الرجز: گندگی، ناپاکی، شرک کی مذمت — الضر: تکلیف، مصیبت — الجؤار: فریاد، گڑگڑانا

ترجمہ: ہر نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے — حقیقی خوف صرف اللہ تعالیٰ کا ہونا چاہیے — مصیبت کے وقت اور عافیت ملنے پر لوگوں کا حال (دو تین آیتیں)

تشریح: جن کے لئے رزق میں سے حصہ مقرر کرنے والوں کو تنبیہ

ربط: ان آیات میں بندوں کی حالت کی وضاحت فرمائی گئی ہے جو تکلیف آنے پر تو بارگاہ الٰہی میں گریہ وزاری کرتے اور حاجات کی دعائیں مانگتے ہیں جبکہ تکلیف دور ہونے پر اللہ تعالیٰ کی ناشکری میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ کبھی کبھی ہم لوگوں کے حالات کا جائزہ لیں تو شاید ہی کوئی ایسا دن گزرتا ہو جس میں ہم پر کوئی چھوٹی بڑی تکلیف اور پریشانی نہ آتی ہو اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ دوسری طرف ہماری یہ بھی عادت ہے کہ جونہی کسی حالت میں پہنچ گناہوں اور نافرمانیوں سے توبہ اور تمام گناہوں سے کنارہ کش ہونے کے ارادے سے رجوع نہیں کرتا ہو جاتے ہیں کہ جونہی مصائب ختم ہو جانے کے بعد سب اس کا جو حال ہوتا ہے وہ سب کے سامنے ہے

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ

اور وہ اللہ کے لیے بیٹیاں قرار دیتے ہیں حالانکہ وہ پاک ہے اور اپنے لیے وہ (بیٹے) جو اپنا جی چاہتا ہے ○ اور جب ان میں کسی

بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوٰرٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ

کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصے سے بھرا ہوتا ہے ○ اس بشارت کی برائی کے سبب

مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ

لوگوں سے چھپا پھرتا ہے۔ کیا بے عزت کے ساتھ رکھے گا یا مٹی میں دبا دے گا؟ خبردار کتنا برا

مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ

فیصلہ ہے یہ ○ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کیلئے بری حالت ہے اور اللہ کی سب سے

الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ

بلند شان ہے اور وہ عزت والا حکمت والا ہے ○ اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم کی بنا پر پکڑ لیتا تو زمین پر

عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ

چلنے والا کوئی جاندار نہ چھوڑتا لیکن وہ انہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دیتا ہے پھر جب ان کی مدت آجاتی ہے

لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَ

تو وہ ایک گھڑی پیچھے نہیں ہٹ سکتے اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں ○ اور اللہ کے لیے وہ ٹھہراتے ہیں جو (خود) ناپسند کرتے ہیں اور

شان: اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹیاں قرار دینے والوں کا بُرا عقیدہ — منکرینِ آخرت کا حال اور شانِ الٰہی

غلاموں کی گرفت سے متعلق دستورِ الٰہی — مشرکین کی حماقت، جھوٹا دعویٰ اور ان کا انجام

حل لغات: (۱) ..... زمانہ جاہلیت میں کفار مختلف جہات کی بنا پر مختلف طریقوں سے اپنی بیٹیوں کو قتل کر دیتے تھے۔ یہ سلوک ان کا لڑکیوں کے ساتھ ہے جس سے یہ بیٹیاں سب سے پہلے عورت و حقوق سے محروم ہے اور عزت و وقار سے لازماً اس کے بعد وہ گھر کے مرد حضرات کی تمام تعیشات کا ہدف بن جاتی ہے جو عورتوں کے حقوق سے مختلف بلکہ متضاد ہے اور اس کے لئے بہت سی وجوہات بیان کی جا سکتی ہیں۔ (۲) ..... ان سے پچھلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے بہت سے غلط اور بے ہودہ اقوال کا بیان فرمایا۔ مابعد جملہ اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں پر جلدی عذاب نازل نہ فرما کر ہمیں ڈھیل دیتا ہے تاکہ ان کی رحمت اور اس کے فضل و کرم کا ظہور ہو۔

تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ اَنَّهُمْ

ان کی زبانیں جھوٹ بولتی ہیں کہ ان کے لیے بھلائی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے لئے آگ ہے اور یہ کہ وہ سب سے آگے

مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

چھوڑے جانے والے ہیں ﴿۶۲﴾ اللہ کی قسم ہم نے تم سے پہلے کئی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو شیطان نے ان کے لئے ان کو

اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

عمل سجھا دیئے تو آج وہی ان کا ساتھی ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿۶۳﴾ اور ہم نے تم پر یہ کتاب اس لئے نازل فرمائی

اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَ

ہے تاکہ تم لوگوں کیلئے وہ بات واضح کر دو جس میں انہیں اختلاف ہے اور یہ کتاب ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے ﴿۶۴﴾ اور

اللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیا بیشک اس میں سننے والوں

لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَ اِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ

کے لئے نشانی ہے ﴿۶۵﴾ بیشک تمہارے لیے مویشیوں میں عبرت ہے ہم تمہیں ان کے پیٹوں میں

ع ۷

شانِ نزول سابقہ امتوں کے ساتھ شیطان کا سلوک اور ان کا انجام — قرآن مجید سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری

تفسیر قدرت کی نشانی، شک میں مبتلا نہ ہو — مویشیوں سے عبرت حاصل کرو — قرآن کی عظمت

تفسیر علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جب لوگوں نے سامنے قرآن کریم کے احکام بیان کرنے اور خاص لوگوں کے سامنے قرآن مجید کے حقائق کو بیان کرنے کا منصب احادیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور ان کی تشریح کرتے ہوئے متشابہات کو واضح کرنے کا ہے چنانچہ علماء ظاہر واضح بیان سے ساتھ لوگوں سے ان اختلافات کا تصفیہ کرتے ہیں جو ان کے ظاہر کے ساتھ متعلق ہیں۔ علماء باطن صحیح کشف کے ساتھ لوگوں کے ان اختلافات کو دور کرتے ہیں جن کا تعلق ان کے باطن سے ساتھ ہے ان میں سے ہر ایک کا شرف ہے اور اسے تھامنے والا کامیاب ہوتا ہے (روح البیان، النحل، تحت الآیۃ ۶۲ ج ۵ ص ۲۶۲) مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے سے متعلق کفار کا ایک شبہ یہ تھا کہ جب آدمی مر گیا اور اس کے جسم کے اجزاء منتشر ہو گئے تو ان سے پہلی سی طرح جمع کئے جانے کیسے ممکن ہیں طرح ممتاز کیے جانے کی آیت میں جو صاف و واضح بیان فرمایا گیا اس میں غور کرنے سے یہ شبہ بالکل ختم ہو جاتا ہے کہ قدرت الٰہی کی پریشان روزمرہ جیسے میں ہے کہ وہ مرنے سے بعد جسم کے اجزاء جن سے حاصل ہو گئے تھے ان کے قریب ہونے اور ان کی جنس کا شامل ہونے کی وجہ سے ان میں تمیز کر لیتا ہے تو علیم حق کی قدرت سے یہ بعید کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ہر قسم کے اجزاء کو منتشر ہونے کے بعد پھر جمع فرما دے۔

مِنۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ

گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ نکال کر پلاتے ہیں جو پینے والوں کے گلے سے آسانی سے اترنے والا ہے ﴿۶۶﴾ اور کھجور

وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

اور انگور کے پھلوں میں سے تم شیرہ بناتے ہو کہ اس سے تم نبیذ اور اچھا رزق بناتے ہو بیشک اس میں عقل مند لوگوں کیلئے

يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ

نشانی ہے ﴿۶۷﴾ اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ پہاڑوں میں اور درختوں

الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ

میں اور چھتوں میں گھر بنا ﴿۶۸﴾ پھر ہر قسم کے پھلوں میں سے کھا اور اپنے رب کے رستے آسان راستوں پر چلتی رہ

يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اس کے پیٹ سے پینے کی رنگ رنگ کی چیز نکلتی ہے اس میں لوگوں کیلئے شفا ہے بیشک اس میں غور و فکر

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ؕ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى

کرنے والوں کیلئے نشانی ہے ﴿۶۹﴾ اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر وہ تمہاری جان نکالے گا اور تم میں کوئی سب سے گھٹیا عمر کی

اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَاللّٰهُ

طرف پھیرا جاتا ہے تاکہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے بیشک اللہ جاننے والا بڑی قدرت والا ہے ﴿۷۰﴾ اور اللہ نے

ع ۸

عنوان: کھجور اور انگور میں قدرت الٰہی کی نشانی — مکھی کے نکلنے والا شہد رب کی قدرت کی دلیل ہے

رات دن کے تبادلہ میں قدرت الٰہی کے آثار — رزق کی تقسیم میں لوگوں کی فطرت کا بیان اور بت پرستی کا رد

لغات: ① ... رب تعالیٰ جو اپنی قدرت کاملہ سے ایک ادنیٰ کمزور سی مکھی کو یہ صفت عطا فرماتا ہے کہ وہ مختلف قسم کے پھولوں اور پھلوں سے پیدا طائفہ جو حاصل کرے جس سے نفیس شہد ہے جو بہت خوشگوار ہو طاہر دیکھنے والا ہو شفا ہو ہر مرض کی اس میں کفایت نہ ہو جو قادر حکیم ہے مکھی کو شہد کے بنانے جمع کرنے کی قدرت دیتا ہے وہ کمزور مرنے ہونے انسان کے منتشر اجزاء کو جمع کرنے تو اس کی قدرت سے بالبعید ہے مرنے کے بعد مٹی ہو جانے کے بعد گلنے والے اس قدر عقل سے دور ہیں۔

فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى

تم میں سے کسی کو دوسرے پر رزق میں برتری دی ہے تو جنہیں رزق کی برتری دی گئی ہے وہ اپنا رزق اپنے غلاموں

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۚ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٧١﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ

مالکیوں پر اتنی دیتے کہ وہ اس رزق میں برابر کے شریک ہو جائیں تو کیا یہ لوگ اللہ کی نعمت سے انکار کرتے ہیں؟ ﴿٧١﴾ اور اللہ نے

لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ

تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں اور تمہارے لیے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے نواسے پیدا کیے اور تمہیں ستھری چیزوں

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَيَعْبُدُوْنَ

سے روزی دی تو کیا وہ باطل ہی پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کے فضل ہی کے منکر ہوتے ہیں ﴿٧٢﴾ اور اللہ کے سوا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٧٣﴾

ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہیں آسمان اور زمین سے کچھ بھی روزی دینے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ کچھ رکھ سکتے ہیں ﴿٧٣﴾

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧٤﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

تو تم اللہ کے لیے مثل نہ ٹھہراؤ بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ﴿٧٤﴾ اللہ نے یہ مثال بیان فرمائی ﴿٧٤﴾

ترجمہ ہوں تو کیا یہ [illegible] نعمت کا انکار کرتے ہیں اور بت پرستی کرتے ہیں (بت پرستوں کی ایک اور قسم کی تردید)

(ایک مثال کے ذریعے شرک کا رد)

تفسیر ﴿٧١﴾ اس آیت میں بڑے لطیف اور نفیس انداز میں بت پرستی کا رد کیا گیا ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر رزق میں برتری دی ہے تو تم میں جو لوگ مالدار ہیں وہ اپنے مال میں غلاموں کو برابر کا شریک نہیں بناتے اور جو مملوک ہیں وہ مالک نہیں بن جاتے تو جب تمہیں رزق کی برتری دی گئی ہے تو وہ اپنے غلاموں اور باندیوں کو اپنا مال دے کر اپنے برابر نہیں کر لیتے اور جب تم اپنے غلاموں کو اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کرتے تو اللہ عزوجل سے بندوں اور اس کے مملوکوں کو اس کا شریک کیسے ٹھہرا لیتے ہو۔ اس آیت میں بیان کی گئی مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص ایسا ہے جو خود کئی غلاموں کا مالک ہے اور وہ مالک ہونے کی وجہ سے کئی چیزوں میں تصرف کی پوری قدرت رکھتا ہے جبکہ دوسرا شخص ایسا ہے جو خود بھی کسی کا غلام ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرما رکھی ہے جو اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرنا چاہے خرچ کرتا ہے اس میں تصرف کرنے پر بھی شخص قادر ہے اور عام ہے جبکہ دوسرا شخص آزاد مالک اور صاحب مال ہے اور قدرت و اختیار بھی رکھتا ہے تو یہ دونوں برابر نہیں ہو جائیں گے یعنی نہیں، تو جب غلام اور آزاد شخص برابر نہیں ہو سکتے حالانکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ سے بندے ہیں تو خالق مالک اور قادر مطلق اللہ کے ساتھ قدرت و اختیار نہ رکھنے والے بت کیسے شریک ہو سکتے ہیں اور ان کو اللہ عزوجل کا مثل قرار دینا کیسے ظلم اور جہل ہے۔

عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا

جو خود کسی کی ملکیت میں ہے وہ کسی شے پر قادر نہیں اور ایک وہ ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرمائی ہے

فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

تو وہ اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کرتا ہے، کیا وہ برابر ہو جائیں گے؟ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں بلکہ ان میں سے

لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ

اکثر نہیں جانتے ۝ اور اللہ نے دو مردوں کی مثال بیان فرمائی ان میں سے ایک گونگا ہے جو کسی شے پر قدرت

عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰي مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ

نہیں رکھتا اور وہ اپنے آقا پر صرف بوجھ ہے اس کا آقا اسے جدھر بھیجتا ہے وہ کوئی بھلائی لے کر نہیں آتا تو کیا وہ اور وہ

هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ

جو عدل کا حکم دیتا ہے اور وہ سیدھے راستے پر بھی ہے یہ دونوں برابر ہیں؟ ۝ اور آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں اللہ کا علم

وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

ہی ہے اور قیامت کا معاملہ صرف پلک جھپکنے کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے بیشک اللہ

عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

ہر شے پر قادر ہے ۝ اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے اس حال میں پیدا کیا کہ تم کچھ

شَيْـــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

جانتے تھے اور اس نے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم شکر ادا کرو ۝

الفاظ: مومن اور کافر کی ایک مثال — اللہ تعالیٰ کا کامل علم و قدرت — عطا کی نعمت اور اس کا شکر

مفہوم: اس آیت میں بیان کی گئی مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص گونگا ہے اور کسی سے اپنی بات سمجھا نہیں سکتا اور وہ سمجھانے کی وجہ سے وہ کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور اپنے آقا پر صرف بوجھ ہے۔ اس کا آقا اسے جہاں بھی کسی کام سے بھیجتا ہے تو وہ اس کا کوئی کام کر کے نہیں آتا اور دوسرا وہ شخص ہے جس نے حواس سلامت پائے، بھلائی اور ہدایت پانے کی وجہ سے بہت فائدہ مند ہے۔ لوگوں کو حکم کرتا ہے اور اس کی سیرت بھی اچھی ہے، تو کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ جب یہ دونوں برابر نہیں تو پھر مومن اور کافر کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ

کیا انہوں نے پرندوں پر نظر نہیں کی جو آسمان کی فضا میں (اللہ کے) حکم کے پابند ہیں۔ انہیں (وہاں) اللہ کے سوا کوئی نہیں روکتا بیشک

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

اس میں یقیناً ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں ۝ اور اللہ نے تمہارے گھروں کو تمہاری رہائش بنایا اور اس نے تمہارے لیے

مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ

جانوروں کی کھالوں سے کچھ گھر بنا دیے جنہیں تم سفر کے دن اور قیام کے دن ہلکا پھلکا پاتے ہو اور بھیڑوں کی اون

اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ

اور اونٹوں کی پشم اور بکریوں کے بالوں سے گھریلو سامان اور ایک مدت تک فائدہ اٹھانے کے اسباب بنائے ۝ اور اللہ نے تمہیں اپنی پیدا

مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ

ہوئی چیزوں سے سائے دیئے اور تمہارے لیے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں بنائیں اور تمہارے لیے کچھ کپڑے بنائے جو تمہیں گرمی سے

وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝

بچائیں اور کچھ ایسے بنائے جو لڑائی کے وقت تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔ اسی طرح تم پر اپنی نعمت پوری کرتا ہے تاکہ تم فرمانبردار بنو ۝

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا

پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اے حبیب تم پر صرف صاف صاف پہنچا دینا لازم ہے ۝ وہ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں

عنوان (پرندوں کی پرواز میں قدرت کی نشانیاں) (رہائش و لباس سے متعلق احسانات۔ ان کا حق)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل (اللہ تعالیٰ کی نعمت سے متعلق کفار کا حال)

ربط اس آیت میں پرندوں کی پرواز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر استدلال کیا گیا ہے اور کفار کو توحید پر دلائل سے کہیں بڑھ کر اور ان سے انتہائی قریب ہوا میں پرواز کے ذریعے کفار کو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر استدلال حاصل ہوتا ہے اور یہ ہوا گرچہ انسان سے بہت دور ہے لیکن اس سے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل، سمجھ اور قدرت سے فائدہ اٹھا کر انسان نے کئی ایجادات کی ہیں جن کی بدولت وہ کئی کام کر سکتا ہے یہ بھی اس کا پروردگار کی طرف سے انعام ہے۔ بظاہر گرچہ مشینی آلات کی وجہ سے ہے لیکن درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اسی کے اثر سے ہوا میں تیرنے پرواز کرنے کی صلاحیت ہے جو پرواز کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ اسی طرح انسان کے لئے کپڑے بنانا

وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ

اور ان میں اکثر کافر ہیں ○ اور یاد کرو جس دن ہم ہر امت سے ایک گواہ اٹھائیں گے پھر کافروں کو اجازت نہیں

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ

دی جائے گی اور نہ ان سے رجوع کرنا طلب کیا جائے گا ○ اور ظلم کرنے والے جب عذاب دیکھیں گے تو ان سے

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا

عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی ○ اور شرک جب اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے

رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ

اے ہمارے رب یہ ہمارے شریک ہیں جن کی ہم تیرے سوا عبادت کیا کرتے تھے تو وہ ان کی طرف بات لوٹا دیں گے بیشک

الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ

وہ کہیں گے کہ تم یقیناً جھوٹے ہو ○ اور وہ شرک اس دن اللہ کی طرف صلح کی پیشکش کریں گے اور ان کی جو بناوٹ باتیں

مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا

ان سے گم ہو جائیں گی ○ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ہم ان کے فساد کے بدلے میں

فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ

عذاب پر عذاب کا اضافہ کریں گے ○ اور جس دن ہم ہر امت میں انہی میں سے ان پر ایک گواہ

مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا

کھڑا کریں گے اور اے حبیب ہم انہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا جو ہر چیز کا

معارف قیامت کے دن کفار کا حال اور انجام — مشرکین اور ان کے شریکوں کی باہمی بحث

یا مسلمان سے ان کفار کی طرف سے معذرت — رد و بدل کر کے کرنے والوں کا عذاب

قیامت کے دن تمام انبیاء علیہم السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی — قرآن مجید کے اوصاف اور قرآن میں ہر شے کا بیان

حل لغات یہاں گواہ سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام ہیں یہ قیامت کے دن اپنی اپنی امتوں سے متعلق گواہی دیں گے۔ یعنی اے اللہ جان کا پیغام ان تک پہنچا دیا۔ ان لوگوں نے ایمان قبول کرنے کی دعوت دی

لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ

روشنی دیتی ہے (۳) اور مسلمانوں کیلئے ہدایت و رحمت اور بشارت ہے ○ بیشک اللہ عدل اور

الْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ

احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے اور بے حیائی اور ہر بری بات اور ظلم سے منع فرماتا ہے وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ

تاکہ تم نصیحت حاصل کرو (۴) ○ اور اللہ کا عہد پورا کرو جب تم نے عہد کیا (۵) اور قسموں کو مضبوط

بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾

کرنے کے بعد جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن بنا چکے ہو بیشک اللہ تمہارے کام جانتا ہے ○

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ

اور تم اس عورت کی طرح نہ ہو جائو جس نے اپنا سوت مضبوط بٹنے کے بعد ریزہ ریزہ کر دیا (۶) تم اپنی قسموں کو آپس میں

دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ۭ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ۭ

دھوکے اور فساد کا ذریعہ بنا لو کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے زیادہ طاقتور مال والی ہے (۷) اللہ تو اس کے ذریعے تمہیں معرف فرماتا ہے

ترجمہ: قرآن کریم کی عظیم الشان تعلیمات ۔ عہد پورا کرنے کا حکم اور قسم توڑنے کی ممانعت

ربط: عہد توڑنے اور قسموں کو باہمی دھوکے فساد کا ذریعہ بنانے کی ممانعت ۔ عہد پورا کرنے کا حکم دینے کی علت

لغات: (۱) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید وہ عظیم الشان کتاب ہے جو ہر علم کو جامع ہے (۲) عدل اور انصاف کا عام فہم معنی یہ ہے کہ ہر حق دار کو اس کا حق دیا جائے اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے کسی طرح عقائد عبادات اور معاملات میں افراط و تفریط سے بچ کر درمیانی راہ اختیار کرنا بھی عدل میں شامل ہے (۳) قسموں کو مضبوط کرنے سے مراد یہ ہے کہ قسم کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات یاد رکھے جائیں اور قسم توڑنے کی ممانعت مضبوط قسم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مطلقاً قسم توڑنا منع ہے یا قسم مضبوط کرنے سے مراد یہ ہے کہ قصداً قسم کھا جائے اس صورت میں تو قسم اس حکم سے خارج ہو جائے گی (۴) لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ ایک قوم سے معاہدہ کرتے اور جب دوسری قوم ان سے زیادہ تعداد مال یا قوت والی پاتے تو پہلوں سے جو معاہدے کئے تھے توڑ دیتے اور دوسرے سے معاہدہ کرتے اللہ تعالیٰ نے اس طرح کرنے سے منع فرمایا اور عہد پورا کرنے کا حکم دیا (۵) یہ چیز کے نظائر ہمارے معاشرے میں بھی عام نظر آتے ہیں کہ جب تک لوگ اپنے منصب اور مقام پر رہتے ہیں قائم رہتے ہیں تب تک وہ ان کی خدمت کرتے ہیں اور جب وہ معزول یا اس کام سے علیحدہ کر دیا جائے تو لوگ اسے چھوڑ دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ایسے ہو جاتے ہیں گویا اسے پہچانتے ہی نہیں

وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

اور وہ ضرور قیامت کے دن تمہارے لئے صاف کر دے گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے ○ اگر اللہ چاہتا

لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ

تو سب کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور

لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْۤا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ

تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا ﴿۹۳﴾ اور تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد کا ذریعہ نہ بناؤ ورنہ

قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ

قدم ثابت ہونے کے بعد پھسل جائیں گے اور تم اللہ کے راستے سے روکنے کی وجہ سے برا مزہ چکھو گے اور تمہارے لئے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

بہت بڑا عذاب ہوگا ﴿۹۴﴾ اور اللہ کے عہد کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لو بیشک جو اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ

اگر تم جانتے ہو ﴿۹۵﴾ جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور ہم ضرور صبر

صَبَرُوْۤا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ

کرنے والوں کو ان کے بہترین کاموں کے بدلے میں ان کا اجر ضرور دیں گے ﴿۹۶﴾ جو مرد یا عورت نیک عمل کرے

شان نزول: تمام لوگوں کو ایک امت بنانا مشیت الٰہی ہے — قسموں کو باہمی دھوکے فساد کا ذریعہ بنانے کا شدید منع

عہد کی توڑنے کے بدلے ملنے والی چیز کم ہونے کی تاکید — یاد آخرت کا طریقہ (صابرین کے لئے اجر)

ربط: عمل صالح کا اجر و ثواب

حل لغات: ① اللہ جل شانہ کی یہ مشیت اور حکمت ہے جس کے مطابق وہ فیصلے فرماتا ہے تو وہ اپنے عدل سے جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور اپنے فضل سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اس میں کسی بندے کو خل دخل کی مجال نہیں ہے۔ جہاں البتہ یاد رہے کہ لوگ اس مشیت کے سامنے گمراہ کن راستوں پر جری ہو جائیں کیونکہ قیامت کے دن لوگوں سے ان کے اعمال کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا جو مشیت کا مقصد جزا ہے اور علم اس کا شاہد

أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ

اور وہ مسلمان ہو تو ہم ضرور اسے پاکیزہ زندگی دیں گے اور ہم ضرور انہیں ان سے بہترین کاموں کے بدلے

مَا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

میں ان کا اجر دیں گے ﴿٩٧﴾ تو جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی

الرَّجِيْمِ ﴿٩٨﴾ إِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ

پناہ مانگو ﴿٩٨﴾ بیشک اس کو ان لوگوں پر کوئی قابو نہیں جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر

يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٩٩﴾ إِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ

بھروسہ کرتے ہیں ﴿٩٩﴾ اس کا قابو تو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور وہ جو اس کو شریک

مُشْرِكُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَإِذَا بَدَّلْنَا اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا إِنَّمَا ع ١٤

ٹھہراتے ہیں ﴿١٠٠﴾ اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ اتارتا ہے تو کافر کہتے ہیں

أَنْتَ مُفْتَرٍ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ

تم تو گھڑ لیتے ہو بلکہ ان میں اکثر ہوتے نہیں ﴿١٠١﴾ تم فرما دو اسے مقدس فرشتے نے آپ کے رب کی طرف سے

شان نزول جب آیت سے پہلے شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم نازل ہوا تو کفار مسخرہ پن سے کہنے لگے کہ اب ہمیں معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے شیطان کا ڈر ہوتا ہے۔

ربط مومن کو چاہے کتنی ہی اس کی زندگی دولت مند کاروبار عیش سے بھرپور ہو پھر بھی وہ مومن جانتا ہے کہ اس کی روزی اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور مومن کا دل حرص کی پریشانیوں سے محفوظ اور آرام میں رہتا ہے جبکہ کافر اللہ عزوجل پر نظر نہیں رکھتا وہ حرام میں مبتلا رہتا ہے عیش، مشقت اور تحصیل مال کی فکر میں پریشان رہتا ہے۔ (2) قرآن کریم کی تلاوت شروع کرتے وقت اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنا مستحب ہے۔ (3) اس سے معلوم ہوا کہ شیطان ولی اللہ پر زور نہیں رکھتا بلکہ جو خود اس کی طرف مائل ہو اسے اور اسے دوست بناتا ہے وہی اس کا اثر قبول کرتا ہے۔ (4) مشرکین اپنی جہالت کی وجہ سے قرآن مقدس کے منسوخ ہونے پر اعتراض کرتے تھے اور اس کی حکمتوں سے ناواقف ہونے کی وجہ سے طعن کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیتے ہیں اور ایک حکم کو منسوخ کرکے دوسرا حکم دیتے ہیں تو اس میں ولی ہی کوئی حکمت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے جو وہ اتارتا ہے کہ اس میں یہ حکمت اور اس کے بندوں کے لئے اس میں کیا مصلحت ہے۔

رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ

حق کے ساتھ نازل کیا ہے تاکہ وہ ایمان والوں کو ثابت قدم کردے اور (یہ) مسلمانوں کیلئے ہدایت اور خوشخبری ہے ﴿۱۰۲﴾ اور بیشک

نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ

ہم جانتے ہیں کہ وہ کافر کہتے ہیں، کہ یہ (قرآن) تو انہیں ایک آدمی کی طرف سے سکھایا جاتا ہے، جس آدمی کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے

وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ

اور یہ (قرآن) روشن عربی زبان میں ہے ﴿۱۰۳﴾ بیشک جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ انہیں

اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ

ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ﴿۱۰۴﴾ جھوٹا بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں

اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ

لاتے اور وہی جھوٹے ہیں ﴿۱۰۵﴾ جو ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے سوائے اس کے جسے مجبور کیا جائے

وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ

اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو ﴿۱۰۶﴾ لیکن وہ جو دل کھول کر کافر ہوں ان پر اللہ کا غضب ہے

شانِ نزول: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کا ایک اعتراض اور اس کا جواب ہدایت سے محروم لوگ اور ان کی سزا

بہتان باندھنا اور جھوٹ بولنا کن لوگوں کا کام ہے مرتد ہونے کے وعید اور مجبوری میں رخصت کا بیان

شانِ نزول: کفار مکہ قرآن مجید سے متعلق جو باتیں کرتے ان میں سے ایک یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عجمی غلام قرآن سکھاتا ہے، اس کے رد میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور ارشاد فرمایا کہ کسی باطل بات کو دلیل سے کون قبول کرسکتا ہے۔ جس غلام کی طرف کفار نسبت کرتے ہیں وہ تو عجمی ہے، یہ کلام بناتا اس کے لئے تو یہ ممکن ہوتا، تمہارے اصحاب و بلغاء جن کی زبان دانی پر اہل عرب کو فخر و ناز ہے وہ سب کے سب حیران ہیں اور چند جملے قرآن کی مثل بنانا ان کے بس کے باہر ہے تو یہ عجمی کی طرف کی نسبت کس قدر باطل اور اختلاق کا فعل ہے۔ حالت اکراہ میں ایمان پر جما ہوا ہو تو کلمہ کفر کا زبان پر جاری کرنا جائز ہے جب کہ زبان کی کسی کلام کی طرف سے دل جان یا کسی عضو کے تلف ہونے کا حقیقی خوف ہو۔ اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی ایسا معنی ان بات کہنے میں گزار چل سکتا ہو جس سے کفار پر اس کہنے والا اس کی دست مراد سے تو ضرور ہے کہ اس وہ معنی دل میں جمے رہے جبکہ کس طرح بنا چاہتا ہو

اللّٰهِ ۙ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝١٠٩ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَ

اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے ۝ یہ اس لئے کہ انہوں نے آخرت کی بجائے دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا اور

اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝١٠٧ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ

اس لئے کہ اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا ۝ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دل اور کان اور

سَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝١٠٨ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ

آنکھیں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور یہی غافل ہیں ۝ حقیقت میں یہ لوگ آخرت میں نقصان اٹھانے والے

الْخٰسِرُوْنَ ۝١٠٩ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ

ہیں ۝ پھر بیشک تمہارا رب ان لوگوں کے لیے جنہوں نے تکلیفیں اٹھانے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور صبر

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١١٠ ۧ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا

کیے بیشک تمہارا رب اس کے بعد بہت بخشنے والا مہربان ہے ۝ یاد کرو جس دن ہر جان اپنی طرف سے جھگڑتی ہوئی آئے گی

وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝١١١ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً

اور ہر جان کو اس کا کیا پورا پورا دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۝ اور اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان فرمائی ۝

خلاصہ: گمراہی دنیا کی محبت اور آخرت سے بے رغبتی کا نتیجہ ہے ۔ مہاجر مجاہدین کیلئے بخشش و رحمت کی بشارت

قیامت کے حوالی کی یاد دہانی ۔ ناشکری کرنے والوں کا انجام

لغات: یعنی جو لوگ اس لئے کافر ہوں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے غضب اور بڑے عذاب کی وعید کا یہ سبب ہے کہ انہوں نے آخرت کی بجائے دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا اور دنیا کی محبت ان کے کفر کا سبب ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو ہدایت نہیں دیتا جو سمجھ بوجھ کے باوجود بھی ضد کئے رہیں ۔ ② یعنی حقیقت میں یہ لوگ آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں کہ ان سے جہنم کا بڑا عذاب ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے بڑی بدنصیبی دین کی خفلت ہے ۔ ③ یعنی قیامت کے دن ہر انسان اپنی ذات کے بارے میں جھگڑتا ہوا آئے گا ہر ایک نفسی نفسی کہتا ہوگا اور سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی جھگڑنے سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک اپنے دنیاوی جرموں کے بارے میں عذر بیان کرے گا ۔ ④ ممکن ہے کہ اس بستی سے اور مکہ مکرمہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ کے علاوہ دوسری اور بستی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے سابقہ امتوں کی وہ بستی مراد ہو جس کا حال اس آیت میں بیان کیا گیا ہے ۔ واللہ اعلم ۔ ⑤ ایک اس بستی سے مراد مکہ مکرمہ ہے ۔

كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ

جو امن و اطمینان والی تھی، ہر طرف سے اس کے پاس اس کا رزق کثرت سے آتا تھا، تو اس کے رہنے والوں نے اللہ کی نعمتوں کی

بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١١٢﴾

ناشکری کرنے لگے تو اللہ نے ان کے اعمال کے بدلے میں انہیں بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھایا۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ

اور بیشک ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول تشریف لایا تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں عذاب نے پکڑ لیا اور وہ

ظٰلِمُوْنَ ﴿١١٣﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

ظالم تھے۔ تو اللہ کا دیا ہوا حلال پاکیزہ رزق کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو

اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿١١٤﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ تم پر صرف مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ

الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ

جس کے ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا سب حرام فرمایا ہے، پھر جو مجبور ہو اس حال میں کہ نہ تو خواہش سے کھا رہا ہو اور

لَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٥﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ

نہ حد سے بڑھ رہا ہو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور تمہاری زبانیں جھوٹ بولتی ہیں اس لئے نہ کہو کہ

خلاصہ: پاکیزہ رزق کھاؤ اور نعمتِ الٰہی کا شکر ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے حرام کردہ چیزوں اور شرکی مجبوری کے بیان

ربط: ہر طرف سے کوئی چیز حلال یا حرام قرار دینے کی ممانعت

شانِ نزول: جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت میں مسلمانوں سے خطاب ہے چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے ایمان والو! تم لوٹ، غصب اور خبیث پیشوں سے حاصل کئے ہوئے جو حرام اور خبیث مال کھاتے تھے ان کی بجائے حلال اور پاکیزہ رزق کھاؤ اور اللہ عزوجل کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ (2) اس سے معلوم ہوا کہ دینِ اسلام ہمیشہ پاکیزگی کا حکم دیتا ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مردار اور خبیث چیز سے پاک فرمایا ہے اور اس دین میں مسلمانوں کو طہارت، پاکیزگی کی عمدہ تعلیمات دی گئی ہیں۔

الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ

یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ تم اللہ پر جھوٹ باندھو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ

بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہ ہوں گے○ تھوڑا سا فائدہ

قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا

ہوگا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے○ اور ہم نے یہودیوں پر وہ چیزیں حرام کی تھیں جو ہم نے پہلے

عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

آپ سے بیان کی ہیں اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے○

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ

پھر بیشک تمہارا رب ان لوگوں کے لیے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر اس کے بعد

ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ اِنَّ ع ۱۴

توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں بیشک تمہارا رب اس کے بعد بخشنے والا مہربان ہے○ بیشک

اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

ابراہیم تنہا ایک امت تھے اللہ کے فرمانبردار اور ہر باطل سے جدا تھے اور وہ مشرک نہ تھے○

لغات: لِّتَفْتَرُوْا: تاکہ تم جھوٹ باندھو (اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والوں کا انجام) — حَرَّمْنَا: ہم نے حرام کیں (یہودیوں پر حرام کردہ چیزوں کی طرف اشارہ)

ربط: پھر توبہ کرنے والوں کیلئے بشارت — حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوصاف

حل: (۱) زمانہ جاہلیت کے لوگ اپنی طرف سے بعض چیزوں کو حلال اور بعض چیزوں کو حرام کر لیتے تھے اور ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیتے تھے یہاں اس کی ممانعت فرمائی گئی اور اسے اللہ تعالیٰ پر افترا کہا گیا اور افترا کرنے والوں کے بارے میں دنیا کا یہ کہنا کہ وہ کامیاب نہ ہوں گے آج کل بھی لوگ اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام بتا دیتے ہیں جیسے میلاد شریف کی شیرینی، فاتحہ گیارہویں، عرس وغیرہ ایصال ثواب کی چیزیں جس کی حرمت شریعت میں نہ ہو، انہیں ہوں کہیں ان آیات کے حکم سے ڈرنا چاہئے کسی چیز کی نسبت یہ کہہ دینا کہ یہ شرعاً حرام ہے اللہ تعالیٰ پر افترا ہے۔

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ

اس کے احسانات کا شکر ادا کرنے والا تھا اللہ نے اسے چن لیا اور سیدھے راستے کی طرف ہدایت دی ﴿۱۲۱﴾ اور ہم نے اسے

فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ

دنیا میں بھلائی دی اور بیشک وہ آخرت میں قرب کے لائق نیکوں میں سے ہوگا ﴿۱۲۲﴾ پھر

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ

ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ کی راہ چلیں ابراہیم کی جو ہر باطل سے جدا تھے اور

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ

مشرک نہ تھے ﴿۱۲۳﴾ ہفتہ صرف انہی لوگوں پر مقرر کیا گیا تھا جنہوں نے اس دن کے بارے میں اختلاف کیا

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

اور بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان کے درمیان اس بات کا فیصلہ کردے گا جس میں اختلاف کرتے تھے ﴿۱۲۴﴾

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ

اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے اس طریقے سے بحث کرو

آیت ۱۲۳ ابراہیمی ملت کی پیروی کا حکم | ہفتے کے دن کی تعظیم سے متعلق یہودیوں کے دعوے کا جواب

آیت ۱۲۵ لوگوں کو دعوت کیسے دی جائے

آیت ۱۲۳ یہاں پیروی سے مراد عقائد و اصول دین میں موافقت کرنا ہے ورنہ ہم مسلمین کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کا جو حکم دیا گیا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و مسرت اور رفعت درجات کا اظہار ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ابراہیمی کی موافقت فرمانا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ان کے تمام فضائل و کمالات میں سب سے اعلیٰ فضل و شرف ہے

② یہودیوں نے ہر ایک ہفتے کے دن کی تعظیم کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑے ان کی تعظیم کی تو یہود سے اختلاف کرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں ہفتے کے دن کی تعظیم ہے ہی نہیں بلکہ ان کی شریعت میں جمعہ کے دن کی تعظیم تھی

هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ

جو سب سے اچھا ہو، بیشک تمہارا رب اسے خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے گمراہ ہوا اور وہ ہدایت پانے والوں کو

بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١٢٥﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ

بھی خوب جانتا ہے ○ اور اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہو اور اگر

صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ﴿١٢٦﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ

تم صبر کرو تو بیشک صبر والوں کیلئے صبر سب سے بہتر ہے ○ اور صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٧﴾ إِنَّ اللَّهَ

اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کی سازشوں سے دل تنگ نہ ہو ○ بیشک اللہ

مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾

ان لوگوں کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرنے والے ہیں ○

الربع

نکات جرم کی سزا دینے کا حکم — حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کرنے اور غمزدہ ہونے کی ممانعت

(پرہیزگاروں اور نیک لوگوں کیلئے بشارت)

ترجمہ (۱) جس اگر تم کسی کو سزا دو بے لگو تو وہ سزا جرم کے مطابق ہو اس سے زیادہ نہ ہو اور اگر تم صبر کرو اور انتقام نہ لو تو یہ صبر سے بہتر ہے۔ (۲) یعنی اے انسان تو چاہتا ہے کہ میرا صبر میرے فضل اور میری رحمت تیرے شامل حال ہو تو ان لوگوں میں سے ہو جا جو مجھ سے ڈرتے ہیں اور نیکیاں کرنے والے ہیں۔

سورۃ بنی اسرائیل ۱۷ — رکوع ۱۲ — آیات ۱ تا ۵۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اب تک ۱۲ رکوع

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

پاک ہے وہ ذات جس نے چلے خاص بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی ①

الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ وَاٰتَیْنَا

جس کے گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں یقیناً وہی سننے اور دیکھنے والا ہے ۝ اور ہم نے

مُوْسَی الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ

موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا کہ میرے سوا کسی کو کارساز

وَكِیْلًا ۝ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝ وَقَضَیْنَآ اِلٰی

نہ بناؤ ② اے ان لوگوں کی اولاد جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا وہ یقیناً بہت شکر گزار بندہ تھا ③ اور ہم نے

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا

بنی اسرائیل کی طرف کتاب میں وحی بھیجی کہ ضرور تم زمین میں دو مرتبہ فساد کرو گے اور تم ضرور بڑی

عنوان: مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک معراج کا بیان — حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت کے اوصاف کا بیان

حضرت نوح علیہ السلام کے شکر کی یاد دہانی — بنی اسرائیل کے دو مرتبہ فساد کرنے کی خبر

① حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسجد حرام سے بیت المقدس تک رات کے تھوڑے سے حصہ میں تشریف لے جانا اس آیت سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے دو آسمانوں کی سیر اور مقام قرب میں پہنچنا حدیث صحیح معتمد مشہور سے ثابت ہے جو حد تواتر کے قریب پہنچی ہوئی ہیں اس کا منکر گمراہ ہے۔ ② آیت سے اس حصے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج شریف کا تذکرہ کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عمل مجزہ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت ہے اور اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ اعلیٰ قرب ظاہر ہوتا ہے جو مخلوق میں کسی کو نہ کبھی ملا نہ مل سکتا ہے۔ ③ حضرت نوح علیہ السلام جب کھانا کھاتے پیتے یا لباس پہنتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور اس کا شکر بجالاتے تھے اس لیے انہیں بطور خاص شکر گزار بندہ فرمایا گیا

كَبِيْرًا ۝ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ

تکبر کرتے ۝ پھر جب ان دو مرتبہ میں سے پہلی بار کا وعدہ آیا تو ہم نے تم پر اپنے بندے بھیجے جو بہت لڑنے والے تھے

فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ

تو وہ شہروں کے اندر تمہاری تلاش لینے گھس گئے۔ یہ ایک وعدہ تھا جسے پورا ہونا تھا ۝ پھر ہم نے تمہارا غلبہ ان پر لوٹا دیا

وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ

اور مالوں اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور تمہاری تعداد بھی زیادہ کر دی ۝ اگر تم بھلائی کرو گے

اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۡ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا

تو اپنے لئے ہی بھلائی کرو گے اور اگر برائی کرو گے تو تمہاری جانوں کیلئے ہی ہو گا پھر جب دوسرا وعدہ آیا (کہ تمہارے

وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا

چہرے بگاڑ دیں اور تاکہ مسجد میں داخل ہو جائیں جیسے پہلی بار اس میں داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر غلبہ پائیں اسے تباہ و برباد

تَتْبِيْرًا ۝ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ

کر دیں ۝ قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے اور اگر تم پھر دوبارہ (شرارت) کرو گے تو ہم دوبارہ (سزا) دیں گے اور ہم نے جہنم

رکوع ۱۱

پہلے ساد پہلی سرکشی کا انجام — بربادی کے بعد دوسری سرکشی پر حساب لینے

بنی اسرائیل کو تنبیہ اور دوسرے فساد پر ان کا انجام — (بنی اسرائیل کو مزید تنبیہ)

۷ پہلے فساد کی صورت یہ ہوئی کہ بنی اسرائیل نے توریت کے احکام کی مخالفت کی اور گناہ کے کاموں اور حرام چیزوں کی مرتکب ہونے لگے حتیٰ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت شعیاء علیہ السلام یا حضرت زکریا علیہ السلام کو شہید کر دیا۔ اس فساد پر اللہ تعالیٰ نے بخت نصر بادشاہ بابل کو ان پر مسلط کر دیا جس نے بنی اسرائیل کے علاقہ کو فتح کیا، بیت المقدس کو جلایا، مسجد اقصیٰ کو ویران کیا اور سرکردہ لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ ۸ پھر بنی اسرائیل کی بابل سے واپسی کے بعد دوبارہ سمجھنے کی توفیق بخشی جاتی ہے کہ گناہوں اور نافرمانیوں سے نتیجے میں ہونے والی بربادی سے عبرت حاصل کریں اور تمہیں دولت، مال اور تمہیں حاصل قوت و طاقت عطا فرمائی کہ تم دوبارہ مقابلہ کرنے کے قابل ہو سکو چنانچہ تمہیں یہ موقع بھی عطا کیا جا چکا ہے۔ ۹ جب دوسری بار بنی اسرائیل کے فساد کرنے کا وقت آیا اور انہوں نے دوبارہ وہی پرانی حرکتیں شروع کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر فارس اور رومیوں کو مسلط کر دیا جنہوں نے بیت المقدس کی بے حرمتی کی اور بنی اسرائیل کے شہروں کو تباہ و برباد کر دیا

لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝٨ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ

کافروں کیلئے قید خانہ بنا دیا ہے ۝ بیشک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور

الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝٩ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ

ایسے ایمان لانے والے عملوں کو مژدہ سنا دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا ثواب ہے ۝ اور یہ کہ جو

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ ع

آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۝ اور انسان برائی کو اس طرح مانگتا ہے

دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝١١ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ

جیسے وہ بھلائی کی دعا کرتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے ۝ اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا

فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ

پھر ہم نے رات کی نشانی کو مٹایا اور دن کی نشانی کو دیکھنے والی بنایا تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور

لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝١٢ وَكُلَّ اِنْسَانٍ

تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب جان لو اور ہم نے ہر چیز کو خوب جدا جدا تفصیل سے بیان کر دیا ۝ اور ہر انسان

اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝١٣

کی قسمت ہم نے اس کے گلے میں لگا دی ہے اور ہم اس کیلئے قیامت کے دن ایک نامہ اعمال نکالیں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا ۝

آسان ترجمہ: قرآن مجید کی تین خوبیاں (ہدایت، دعا کے بارے میں انسان کا حال، قدرت الٰہی کی عظیم نشانیاں)

انسان کی قسمت ہر وقت اس کے ساتھ ہے (اور قیامت اعمال نامہ ملنے اور اسے پڑھنے کا منظر)

حل لغات اَلْزَمْنٰهُ ہم نے اسے لازم کر دیا ہے طٰۗىِٕرَهٗ اس کا پرندہ، مراد اس کی قسمت عُنُقِهٖ اس کی گردن يَّلْقٰىهُ وہ اسے پائے گا مَنْشُوْرًا کھلا ہوا

ہمیں اپنی اولاد کی مخلصانہ طریقے سے بددعا کبھی نہیں کرنی چاہیے اور ہمیشہ منہ سے اچھی بات نکالنی چاہیے کیونکہ بعض اوقات قبولیت کا وقت ہوتا ہے اور ہمارے معاشرے میں عموماً ماؤں بچوں کو طرح طرح کی بددعائیں دیتی رہتی ہیں، مثلاً تیرا بیڑا غرق ہو تو تباہ ہو جائے، تو مر جائے تجھے بڑے پڑیں، تیرا ستیاناس ہو اس طرح کے جملوں سے حتی الامکان بچنا چاہیے۔ یعنی جو کچھ بھی آدمی کے منہ سے نکلتا ہے اچھا یا برا، اس کی پابند ہوتی ہے اور اس کو اس طرح کا رویہ اور ہر وقت اس طرح کا ساتھ رہے گی جیسے گلے کا ہار کہ آدمی جہاں جاتا ہے وہ ساتھ رہتا ہے کبھی جدا نہیں ہوتا

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا

(کہا جائے گا) اپنا نامہ اعمال پڑھ، آج اپنے متعلق حساب کرنے کیلئے تو خود ہی کافی ہے ﴿۱۴﴾ جس نے ہدایت پائی اس نے

يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ

اپنے فائدے کیلئے ہی ہدایت پائی اور جو گمراہ ہوا تو اپنے نقصان کو ہی گمراہ ہوا اور کوئی جان کسی دوسری جان کا

اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ

بوجھ نہیں اٹھائے گی ﴿۱۵﴾ اور ہم کسی کو عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (پہلے) رسول نہ بھیج لیں ﴿۱۵﴾ اور جب ہم کسی بستی کو

نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا

ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو (احکام) بھیجتے ہیں پھر وہ اس بستی میں نافرمانی کرنے لگتے ہیں تو اس بستی پر (عذاب) پورا ہو جاتا ہے تو ہم اسے

تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ

تباہ و برباد کر دیتے ہیں ﴿۱۶﴾ اور ہم نے نوح کے بعد کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر دیا ﴿۱۷﴾ اور تمہارا رب

عنوان: انسان کو اپنی ہدایت اور نیک اعمال کا ہی فائدہ ہوگا — عذاب سے متعلق دستور الٰہی

گزشتہ قوموں کی مرفہ الحالی اور تباہی و بربادی — سابقہ قوموں کی ہلاکت کا اجمالی بیان اور علم الٰہی

مسئلہ ① اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو اپنی ہدایت و نیک اعمال کا ہی فائدہ ہوگا یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی نیکی سے دوسرے کو بھی فائدہ پہنچ جائے جیسے ایصال ثواب یا صدقہ جاریہ وغیرہ کی صورت میں ہوتا ہے، یونہی آدمی کے بہکنے کا گناہ اور وبال بھی اسی پر ہوگا یہ نہیں ہوگا کہ کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہاں جہاں تک گناہ کی ترغیب دینے کا یا دوسروں کے اسباب مہیا کرنے کا تعلق ہے تو اس کا گناہ بہرحال اسی کے ذمہ ہوگا ② اس میں بطور حاصل کفار مکہ اور عمومی طور پر ساری کائنات کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے کہ گزشتہ قوموں نے جس طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والا راستہ اختیار کیا اور اسی پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ ان قوموں کی طرح تمہیں بھی کبھی عذاب میں مبتلا کر سکتے ہیں

بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا

اپنے بندوں کے گناہوں کی خوب خبر رکھنے والا دیکھنے والا ہے ﴿۳۰﴾ جو جلدی والی (دنیا) چاہتا ہے تو ہم جسے چاہتے ہیں اس کیلئے جتنا جس کو

مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۱﴾ وَمَنْ

چاہتے ہیں جلد دیدیتے ہیں پھر ہم نے اس کے لئے جہنم بنا رکھی ہے جس میں وہ مذموم مردود داخل ہوگا ﴿۳۱﴾ اور جو

اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ

آخرت چاہتا ہے اور اس کیلئے جیسی کوشش کرنی چاہیے اور وہ پورا ایمان والا بھی ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جن کی کوشش کی

مَّشْكُوْرًا ﴿۳۲﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ

قدر کی جائے گی ﴿۳۲﴾ ہم آپ کے رب کی عطا سے ان کو اور ان کو مدد دیتے ہیں اور آخرت کے طلبگاروں کا سعی مشکور ہوتا ہے اور تیرے

رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۳۳﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ

رب کی عطا پر کوئی روک نہیں ﴿۳۳﴾ دیکھو ہم نے ان میں سے کو دوسرے پر کیسی بڑائی دی اور بیشک آخرت درجات کے اعتبار سے

دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۳۴﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا

سب سے بڑی ہے اور فضیلت میں سب سے بڑی ہے ﴿۳۴﴾ نہ بنا اللہ کے ساتھ اور معبود نہ ٹھہر پس تو مذموم

مَّخْذُوْلًا ﴿۳۵﴾ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا

بے یار و مددگار ہو بیٹھا رہے گا ﴿۳۵﴾ اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر

ع ۴

عنوان آخرت کے طلبگاروں کا بیان — اللہ تعالیٰ کی عطا سب کو عام ہے

اپنے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دینے کا انجام — اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے کا انجام

شرک کی ممانعت اور والدین سے متعلق عظیم انسانی تعلیم

ربط ۱: ان آیات کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ دنیا کی جلد ملنے والی جنتی نصیب میں ہے خواہ اسے کم سعی کرے حاصل کرے یا بہت محنت سے بہت کچھ دنیا کمائے وہ دنیا ہی بہتر بنانے کے لئے پوری آخرت برباد کرنے والا ہے اور کسی کی دنیا کی خاطر کمی بیشی آخرت نہیں بدلے گی۔

۲: ان آیات سے معلوم ہوا کہ عمل کی مقبولیت کے لئے تین چیزیں درکار ہیں (۱) طلب آخرت ہونا یعنی نیت نیک ہو (۲) سعی یعنی عمل کو باہتمام کی نیت کے تعلق کے ساتھ ادا کرنا (۳) ایمان جو سب سے زیادہ ضروری ہے۔

يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَ

تیرے سامنے ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اف تک نہ کہنا اور نہیں جھڑکنا اور

قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ

ان سے خوبصورت بات کہنا ﴿۲۳﴾ اور ان کے لیے رحم سے عاجزی کا بازو جھکا دینا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے رب!

ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا

تو ان دونوں پر رحم فرما جیسا ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا ﴿۲۴﴾ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم

صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَ

نیک ہو تو بیشک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے ﴿۲۵﴾ اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے اور مسکین اور

ابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَ

مسافر کو اس کا حق دے اور فضول خرچی نہ کر ﴿۲۶﴾ بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور

كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ

شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے ﴿۲۷﴾ اور اگر تم اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تجھے امید ہے

رشتہ داروں، مسکین اور مسافر کو اس کا حق دینے کا حکم اور اسراف کی ممانعت — مسئلوں کو حل کرنا

فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں — کسی سے کچھ بات کہنے کا حکم

① اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا مطالعہ کرنے سے بڑی شدت سے احساس پیدا ہوتا ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے، ان کے حقوق کی حفاظت کرنے کی کیسی عظیم تعلیم اسلام نے اپنے ماننے والوں کو دی ہے۔ کیسی پوری یاد دہانی پائی جاتی ہے اور دیگر مذاہب میں نظر نہیں آتی۔ یہ بات غیر مسلم ممالک میں بوڑھے والدین کی نازک ترین صورت حال کا مشاہدہ کرنے والا ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ ان کی جوان اولاد کسی طور پر بھی انہیں سنبھالنے اور ان کی خدمت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتی اسی وجہ سے وہاں کی حکومتیں کسی پناہ گاہ میں بے یار و مددگار بوڑھے اور بیمار والدین کی مدد کی کوشش کرتی ہیں۔

تُرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ

ان سے منہ پھیرو تو ان سے آسان بات کہو ﴿۲۸﴾ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو اور

لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

نہ پورا کھول دو کہ پھر ملامت میں حسرت میں بیٹھے رہو ﴿۲۹﴾ بیشک تمہارا رب جس کیلئے چاہتا ہے رزق

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَلَا تَقْتُلُوْٓا

کھول دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کی خوب خبر رکھنے والا دیکھنے والا ہے ﴿۳۰﴾ اور غربت کے ڈر سے

اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً

اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی بیشک انہیں قتل کرنا

كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَ

کبیرہ گناہ ہے ﴿۳۱﴾ اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے ﴿۳۲﴾ اور

لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا

جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی ہے اسے ناحق قتل نہ کرو اور جو مظلوم ہو کر مارا جائے تو ہم نے

ع ۴

عنوان: خرچ کرنے میں اعتدال کی تاکید — رزق کی وسعت تنگی سے متعلق ہونا

عربت کے خوف سے اولاد قتل کرنے کی ممانعت — زنا کی ممانعت — ناحق قتل کرنے کی ممانعت

قصاص میں قتل کی اجازت اور اس کی حدود و قیود

حل: ﴿۲۸﴾ یعنی اگر کسی وقت تمہارے پاس کوئی سائل آئے اور تم سے کچھ مانگے تو ان سے آسان بات کہو جس سے ان کی خوش دلی کے ساتھ ان سے وعدہ فردا یا ان کے حق میں کوئی اور دعا کر دو۔ کسی بھی صورت مجبور رشتے دار مسکین یا سائل کو جھڑکنا نہیں چاہیے اور مستحق کو جھڑکنا حرام ہے البتہ جو غیر مستحق ہے اسے نہ دینے کا عذر ہے ﴿۲۹﴾ اس آیت میں خرچ کرنے میں اعتدال و میانہ روی کا حکم دیا گیا ہے اور اسے بخل اور اسراف کے بیچ کی راہ بتایا گیا ہے۔ تو اس طرح ہاتھ روکو کہ بالکل خرچ ہی نہ کرو اور یہ معلوم ہو گویا ہاتھ گلے سے باندھ دیا گیا ہے اور نہ ہی اسے کھلا چھوڑ دو کہ کچھ بھی نہیں بچتا ایسا رہنا تو صاحب ملامت ہوتا ہے کہ بخیل لوگوں کو سب لوگ برا کہتے ہیں اور ایسا ہاتھ کھولو کہ کچھ بھی ضروریات کے لئے کبھی کچھ باقی نہ رہے کہ ایسی صورت میں اوروں کو پریشان ہو کر بیٹھنا پڑتا ہے۔

لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ

اس کے وارث کو قابو دیا ہے تو وہ وارث قتل کا بدلہ لینے میں حد سے نہ بڑھے۔ بیشک اس کی مدد ہوئی ہے ۝ اور یتیم کے مال کے پاس نہ

الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ

جاؤ ۝ مگر کسی طریقے سے جو سب سے اچھا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی عمر کو پہنچ جائے اور عہد پورا کرو بیشک عہد سے

كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ

باز پرس ہوگی ۝ اور جب ماپ کر دو تو پورا ماپ کرو اور بالکل سیدھی ترازو سے تول کر دو یہ

خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ

بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے اچھا ہے ۝ اور جس بات کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ بیشک کان اور آنکھ

وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ

اور دل ان سب کے بارے میں سوال کیے جائیں گے ۝ اور زمین میں اترتے ہوئے نہ چل

اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ

بیشک تو ہرگز زمین کو پھاڑ دے گا اور نہ ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو پہنچ جائے گا ۝ ان تمام باتوں میں سے برے کام تیرے رب

عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَ

تمہارے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں ۝ یہ وحی کی ہوئی حکمت کی باتوں میں سے ہیں جو تمہارے رب نے تمہاری طرف بھیجی ہیں ۔

عنوان: مال یتیم کی حفاظت اور عہد پورا کرنے کا حکم ناپ تول پورا کرنے کا حکم جھوٹ بولنے کی ممانعت

اترتے ہوئے چلنے کی ممانعت برے کام اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں حکم الٰہی کی حقیقت شرک کی ممانعت اور مشرک کا انجام

حکم ① کتنے افسوس کی بات ہے کہ اسلام میں انسانی جان کی جس قدر حرمت بیان کی گئی ہے آج ہمارے معاشرے کا حال یہ ہے کہ جس کا جی چاہتا ہے وہ بندوق اٹھاتا ہے اور جس کو دل چاہے قتل کر دیتا ہے، کہیں سیاسی وجوہات سے تو کہیں علاقائی اور عصبی تعصب کی وجہ سے یہ سب کہیں بھی ان کے ہاتھ پر تو کہیں فرقہ بندی کے نام پر۔ ان میں سے کوئی بھی صورت جائز نہیں ہے قتل کی حرمت کے خصوصی صورتوں میں حاکم اسلام ہو اور کسی کو نہیں ② یتیم کا کل یا بعض مال غصب کرنا یا اس میں خیانت کرنا اس کے دینے میں ٹال مٹول کرنا یہ سب حرام ہے۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ

نہ بنا تو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود پھر تو ڈالا جائے جہنم میں ملامت زدہ مردود کر کے ﴿۳۹﴾ کیا تمہارے

رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾

رب نے تمہارے لئے بیٹے چن لئے اور اپنے لئے فرشتوں سے بیٹیاں بنائیں بیشک تم بہت بڑی بات کہتے ہو ﴿۴۰﴾

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ

اور بیشک ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان فرمایا تاکہ وہ سمجھیں اور یہ کچھانہیں سے دور ہونے کو اور نہیں بڑھتا ہے ﴿۴۱﴾ تم فرماؤ

كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾

جیسا کافر کہتے ہیں اس طرح اگر اللہ کے ساتھ اور معبود ہوتے جب تو وہ عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ ڈھونڈ نکالتے ﴿۴۲﴾

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ

وہ ان باتوں سے پاک ہے بہت ہی بلند و بالا ہے ﴿۴۳﴾ ساتوں آسمان اور زمین اور جو مخلوق ان میں ہے

شان نزول مشرکوں کو بیٹیاں بتانے کے بعد توحید کی دلیل قرآن میں مختلف طرح سے سمجھانے کا مقصد

توحید کی ایک عام فہم دلیل اور شان الٰہی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے

ف ① مشرکین عرب فرشتوں کو اللہ عزوجل کی بیٹیاں کہتے تھے ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ② یہاں قرآن پاک کے علم نفسیات کا ایک اصول سمجھا دیا کہ لوگوں کے ان کی اپنی صلاحیتوں کے مطابق کلام کیا جائے کیونکہ بعض لوگ لائل ہوتے ہیں اور بعض ورسے اور کچھ مثالوں سے۔ یہ بھی بعض اوقات ہوتا ہے کہ کسی کی حالت کسی مختلف ہوتی ہے کسی وقت سے ڈر کر سمجھانا مفید ہوتا ہے اور کسی وقت امید سے۔ تو قرآن پاک نے تمام لوگوں کو ان کے تمام احوال کی رعایت کرتے ہوئے سمجھایا ہے۔ ③ اس آیت میں اللہ عزوجل نے اپنی توحید پر قطعی مگر رعایت عام فہم دلیل بیان فرمائی ہے کہ بالفرض اگر دو معبود ہوتے تو ان میں ایک دوسرے سے ٹکراؤ کی طور پر ممکن ہوتا جیسے ان میں سے ایک ارادہ کرتا کہ زید حرکت کرے اور دوسرا چاہتا کہ زید ساکن رہے اب حرکت اور سکون دونوں چیزیں فی نفسہ ممکن تو ہیں کسی طرح دونوں کا حرکت اور سکون میں سے ہر ایک چیز کا ارادہ بھی ممکن ہے لیکن دونوں کے ارادے کے بعد ہوتا یہ ہے کہ ان کے ارادوں کے مطابق حرکت اور سکون دونوں چیزیں واقع ہوں تو متضاد چیزوں کا جمع ہونا لازم آئے گا اور اگر دونوں واقع نہ ہوں تو ان دونوں کا عاجز ہونا لازم آئے گا اور اگر ایک واقع ہو دوسری نہ ہو تو دونوں میں سے ایک عاجز کا عاجز ہونا لازم آئے گا جو عاجز ہے وہ معبود نہیں کیونکہ عاجز ہونا نقص ہے اور معبود ہونے کے منافی ہے تو ثابت ہوا کہ وہ معبود ہونا کمال ہے۔

الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ

سب کی کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی بھی شے ایسی نہیں جو اس کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن

تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝۴۴ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ

تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں۔ بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے ○ اور اے حبیب جب تم قرآن پڑھتے ہو تو تمہارے اور

بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝۴۵ وَّجَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ

آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے درمیان ایک چھپا ہوا پردہ کر دیتے ہیں ○ اور ہم نے ان کے دلوں پر

اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ

غلاف ڈال دیئے ہیں تاکہ وہ قرآن کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ ڈال دیا اور جب تم قرآن میں اپنے اکیلے رب کا ذکر کرتے ہو

وَلَّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝۴۶ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ

تو وہ نفرت کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں ○ ہم خوب جانتے ہیں کہ جب وہ آپ کی طرف کان لگا کر سنتے

اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا

ہیں تو وہ سے کیوں سنتے ہیں اور جب وہ آپس میں مشورہ کرتے ہیں جب ظالم کہتے ہیں کہ تم تو صرف ایسے مرد کی پیروی کر رہے ہو

مَّسْحُوْرًا ۝۴۷ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

جس پر جادو کیا گیا ہے ○ دیکھو یہ لوگ آپ کے بارے میں کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں تو یہ گمراہ ہو گئے پس یہ راستہ پانے کی طاقت نہیں

سَبِيْلًا ۝۴۸ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝۴۹

رکھتے ○ اور کہنے لگے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا پھر نئی بنا کر اٹھائے جائیں گے ○

نوٹ: (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس کو سمجھنے سے اہل تعصب قاصر ہیں)

(کفار مکہ کے دو گروہ اور ان کا حال) ہمارے بعد پیدا ہونے والے جو ہم پر اعتراض اور ان کے جواب

ملاحظہ: اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا آپ کی سنت کو کسی گھٹیا چیز کے ساتھ تشبیہ دینا ایسا ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک سے متعلق اللہ تعالیٰ کو جاہلوں کے علم سے تشبیہ دینا یقیناً ایسا شخص لوین کا مرتکب ہے

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ

تم فرماؤ کہ پتھر بن جاؤ یا لوہا ﴿۵۰﴾ یا اور کوئی مخلوق جو تمہارے خیال میں بہت بڑی ہے

فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ

تو اب کہیں گے دوبارہ کون پیدا کرے گا؟ تم فرماؤ وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تو اب آپ کی طرف تعجب سے

رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ

اپنے سر ہلا کر کہیں گے یہ کب ہوگا؟ تم فرماؤ ہو سکتا ہے کہ یہ نزدیک ہی ہو ﴿۵۱﴾ جس دن وہ تمہیں بلائے گا

فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ ع

تو تم اس کی تعریف کرتے ہوئے جواب دو گے اور تم سمجھو گے کہ ہم بہت تھوڑا عرصہ رہے ہیں ﴿۵۲﴾ اور اے حبیب آپ میرے بندوں سے فرما دیں

يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ

کہ وہ ایسی بات کہیں جو سب سے اچھی ہو بیشک شیطان لوگوں کے درمیان فساد ڈال دیتا ہے بیشک شیطان

لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ

انسان کا کھلا دشمن ہے ﴿۵۳﴾ تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے وہ اگر چاہے تو تم پر رحم فرمائے یا اگر چاہے

يُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

تو تمہیں عذاب دے اور ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ﴿۵۴﴾ اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو آسمانوں

شان نزول: (کفار کی بد زبانی کا جواب اخلاق سے دینے کی ہدایت) شیطان کی انسان دشمنی

کفار سے متعلق مشیت الٰہی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیہ ہدایت (علم الٰہی کی شان اور پیاروں کو اس کی نصیحت کا انداز)

تفسیر: مشرکین مسلمانوں کے ساتھ بدزبانیاں کرتے اور کہیں یہ کہیں وہ پہنچتے تھے یہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شکایت کی۔ اس پر یہ آیتیں اتریں جس میں فرمایا گیا کہ کافروں سے وہ بات کہو جو نرم ہو یا چپ رہو۔ ادب اور تہذیب کی ہو اشتعال انگیز نہ ہو حق کو خلق کر دے ہو گی کریں تو ان کا جواب دینے کے اختیار میں نہ پڑو جانے دو۔ ظالموں کو جواب دینا اخلاق کا جو سبق خلق سے دیا اسے بھی سمجھ لے۔ ہمیں حکم ہے کہ ان کو قوں دو مگر یہ حکم ہے کہ ان کو قوں سے نکالو۔ یہ آیت مدنی زندگی کے حکم پر عمل کرنے کی سخت حاجت ہے یہ نکتہ وہاں دھیان سے پہلے گوں اور گاں کا رکھان۔ ستاجا رہے۔

وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾ قُلِ

اور زمین میں ہیں اور بیشک ہم نے نبیوں میں ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی ۝ تم فرماؤ

ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا

پکارو انہیں جن کو تم اللہ کے سوا (معبود) سمجھتے ہو تو وہ تم سے تکلیف ہٹانے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ

تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ

بدلنے پر قادر ہیں ۝ وہ معبود جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں

اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ

کہ ان میں کون مقرب ہے وہ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تمہارے رب کا عذاب

مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

ڈرنے کی چیز ہے ۝ اور کوئی بستی نہیں مگر یہ کہ ہم اسے دن قیامت سے پہلے غارت کرنے والے ہیں

اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾ وَ

یا اسے سخت عذاب دینے والے یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے ۝ اور

شانِ نزول یہ آیت کفار کے اس گروہ کے بارے میں نازل ہوئی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت عزیر علیہ السلام کو یا فرشتوں کو یا بتوں کو پوجتا تھا اور ان بزرگوں کو بھی الٰہ یا معبود سمجھتا تھا۔ اللہ عزوجل نے مقبولانِ بارگاہ سے ان کے اظہارِ بیزاری کے بیان میں یہ آیت نازل فرمائی۔

(قوموں کی ہلاکت و بربادی سے متعلق قانونِ الٰہی) (کفار کے مطلوبہ نشانیاں نہ بھیجنے کی حکمت)

تفسیر کفار نے کہا تھا کہ اگر آپ اللہ عزوجل کے مقبول بندے ہیں تو ہمارے ان معبودوں کو جو فرشتوں یا عیسیٰ علیہ السلام یا عزیر علیہ السلام یا بتوں کی صورت میں ہیں، ان سے ہماری تکلیف دور کرنے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ بدلنے پر قادر ہیں۔ اس آیت میں اللہ عزوجل نے ان کے اس قول کا رد فرمایا کہ یہ معبود اللہ عزوجل کے مقبول بندے ہیں اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے تاکہ جو سب سے زیادہ مقرب ہو اس کو وسیلہ بنائیں تو کفار کیسے اس طرح معبود کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقربینِ بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ بنانا جائز اور اللہ عزوجل کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے اور جو اس کو شرک کہے وہ اس آیت کے مطابق صحابہ و اللہ والے علیہم السلام کو بھی شرک کا مرتکب قرار دیتا ہے۔

مَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا

ہمیں نشانیاں بھیجنے سے صرف اس چیز نے باز رکھا کہ اگلوں نے ان نشانیوں کو جھٹلایا[۱۰] اور ہم نے

ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾

ثمود کو اونٹنی روشن نشانی دی تو انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم نشانیاں ڈرانے کے لئے ہی بھیجتے ہیں ﴿۵۹﴾

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ

اور جب ہم نے تم سے کہہ دیا تھا کہ تمہارا رب لوگوں کو گھیرے ہوئے ہے[۱۱] اور ہم نے آپ کو جو مشاہدہ کرایا ہے لوگوں

اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِى الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ

کیلئے آزمائش بنا دیا[۱۲] اور اس درخت کو بھی جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے اور ہم انہیں ڈراتے ہیں

فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ ع ۶

تو یہ ڈرانا ان کی بڑی سرکشی میں اضافہ کر دیتا ہے[۱۳] اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا

لغات: نشانیوں کو بھیجنے کی ایک مثال — سب لوگ اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں

لوگوں پہلے آزمائش بنا جانے والی چیزیں — تنبیہات پر کفار قریش کا حال

حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اور ابلیس کا حسد

ربط: کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ صفا پہاڑ کو سونا بنا دیں اور پہاڑوں کو سرکا دیں مکہ سے ہٹا دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی کہ آپ فرمائیں تو آپ کی امت کو مہلت دی جائے اور اگر آپ فرمائیں تو جو کچھ انہوں نے طلب کیا ہے وہ دیا جائے لیکن اگر پھر بھی وہ ایمان نہ لائے تو ان کو ہلاک کرنے میں مہلت نہ دیا جائے گا۔ اس لئے کہ ہماری سنت یہی ہے کہ جب بھی قوم نشان طلب کر کے ایمان نہیں لاتی تو ہم انہیں ہلاک کر دیتے ہیں اور مہلت نہیں دیتے۔ اسی طرح ہم نے پہاڑوں کے ساتھ یہ بھی بیان کیا کہ یہ آیت نازل ہوئی (۲) قرآن و حدیث میں جہاں بھی یہ لفظ وارد ہوا ہے اللہ عزوجل گھیرے ہوئے ہے یا احاطہ کئے ہوئے ہے تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل کا علم و قدرت سب کو گھیرے ہوئے ہے وہاں جسم کی اعتبار سے گھیرنا مراد نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات جسمانی اعتبار سے گھیرے سے پاک ہے کہ وہ جسم سے پاک ہے۔ آیت یہاں دکھانے سے مراد معراج کی رات کی وہ سیر ہے جس کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں کو دی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تصدیق کرنے کی وجہ سے صدیق بن گئے اور کفار اس پر مزید انکار میں چلے گئے

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝۶۱

کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ۝

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

کہنے لگا بھلا کہہ تو سہی کہ تو نے میرے اوپر معزز بنایا اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت

لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۶۲ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ

تو ضرور میں تھوڑے لوگوں کے علاوہ اس کی اولاد کو بیخ سے اکھاڑ ڈالوں گا ۝ اللہ نے فرمایا چلا جا ان میں جو تیری پیروی کرے گا تو بیشک جہنم

جَزَاۗؤُكُمْ جَزَاۗءً مَّوْفُوْرًا ۝۶۳ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ

تم سب کی بھرپور سزا ہے ۝ اور تو بہکا آواز سے جسے بہکا سکتا ہے بہکا لے[1] اور

اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۭ

ان پر اپنے سواروں اور پیادوں سے دھاوا کر دے اور مالوں اور اولاد میں ان کا شریک ہو جا[2] اور ان سے وعدے کرتا رہ

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۶۴ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۭ

اور شیطان ان سے دھوکے ہی کے وعدے کرتا ہے ۝ بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں[3]

لغات (ابلیس کا عزم) ابلیس کی جنس سے ہر دغلی اور اس سے پیروکاروں کی سزا

تعلق گمراہ کرنے سے متعلق ابلیس کو دیا جانے والا اختیار — اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر ابلیس کو غلبہ حاصل نہیں

درس [1] شیطان کے پھسلانے کے بارے میں علماء نے کہا کہ اس کا پھسلانا دو طرح سے ڈالنا ہے معصیت کی طرف بلانا ہے اور بعض علماء نے کہا کہ اس سے مراد گانے بجانے اور لہو و لعب کی آوازیں ہیں۔ [2] بعض مفسرین کے نزدیک مال و اولاد میں شریک ہونے سے مراد یہ ہے کہ جو گناہ مال میں ہوتا ہے جیسے حرام طریقے سے مال حاصل کرنے کے دوسرے حرام طریقے اور یا جیسے فسق و معصیت میں خرچ کرنا، یا حرام ذرائع سے مال حاصل کرنا ہے جیسے ناجائز طریقے سے اولاد حاصل کرنا یا اولاد میں شیطان کی شرکت ہے۔ [3] اس آیت کی بنا پر انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ معصوم ہیں اور ہر قسم کے گناہ سے محفوظ ہوتے ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں وہ بھی شامل ہیں۔

وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿٦٥﴾ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا

اور تیرا رب کافی کارساز ہے ○ تمہارا رب وہ ہے کہ تمہارے لیے دریا میں کشتیاں جاری کرتا ہے تاکہ تم

مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٦٦﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ

اس کا فضل تلاش کرو بیشک وہ تم پر مہربان ہے ○ اور جب تمہیں دریا میں مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ کے سوا جن

تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ

جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں پھر جب تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان

كَفُوْرًا ﴿٦٧﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ

بڑا ناشکرا ہے ○ کیا تم بات سے بے خوف ہو گئے کہ اللہ تمہارے ساتھ خشکی کا کنارہ میں سے دھنسا دے یا تم پر پتھر برسانے والی

لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿٦٨﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ

تم اپنے لئے کوئی حمایتی نہ پاؤ ○ یا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے کہ وہ تمہیں دوبارہ دریا میں لے جائے پھر

عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ

تم پر بھیجے ایک تند آندھی کہ غرق کر دے تمہیں تمہارے کفر کے سبب پھر نہ پاؤ تم اپنے لئے اس پر

تَبِيْعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ

ہمارے کوئی مطالبہ کرنے والے ○ اور بیشک ہم نے عزت دی آدم کی اولاد کو اور ہم نے انہیں خشکی اور دریا میں سواری دی اور ان کو

الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ

ستھری چیزوں سے روزی دی اور انہیں اپنی بہت سی مخلوق پر بہت بڑی فضیلت دی ○ یاد کرو جس دن ہم ہر جماعت کو

ع ۸

لغات: معزز کیا، فضیلت دی — مصیبت، سختی کے وقت غیر کا خیال — خشکی، تری، چند تصریحات

ترجمہ: انسانوں پر اللہ تعالیٰ کے احسانات — دریا میں کشتیوں کا چلنا

تشریح: آیت کا مقصد یہ ہے کہ خشکی اور سمندر سب اللہ تعالیٰ کے تحت قدرت ہیں جیسا کہ سمندر میں غرق کرنے والے طوفان پر قادر ہے ویسا ہی خشکی میں بھی ہے اور ہر ایک کا وجود اسی کی رحمت کا محتاج ہے۔

بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ یَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا یُظْلَمُوْنَ

دن کے نام کے ساتھ بلائیں گے ۚ تو جسے اس کا نامہ اعمال اس نے اپنی داہنی ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ لوگ اپنا نامہ اعمال پڑھیں گے اور ان پر

فَتِیْلًا ۝ وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ۝ وَ

ایک دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا ۝ اور جو شخص اس دنیا میں اندھا ہو گا وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا اور راہ سے گمراہ ہو گا ۝ اور

اِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَهٗ ۖ وَ

کفار تو چاہتے تھے کہ تمہیں اس وحی سے بہکا دیں جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے کہ تم ہمارے اوپر اس کے سوا اور باتیں منسوب

اِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِیْلًا ۝ وَلَوْلَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَیْهِمْ

اس وقت وہ آپ کو گہرا دوست بنا لیتے ۝ اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف

شَیْـًٔا قَلِیْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ

کچھ تھوڑا سا مائل ہو جاتے ۝ اگر ایسا ہوتا تو ہم تمہیں دنیا کی زندگی میں دگنی سزا اور موت کے بعد دگنی سزا کا مزہ چکھاتے پھر تم

شان نزول (دنیا میں گمراہی کا اخروی نقصان) کفار کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باطل کی دعوت دینا

حل لغات ۱ اس آیت مبارکہ میں لفظ امام سے مراد وہ پیشوا ہے جس کی دعوت پر دنیا میں لوگ چلے خواہ اس نے حق کی دعوت دی ہو یا باطل کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں صالحین کا بھی اپنا پیشوا بنانا چاہئے تاکہ قیامت میں اسی کے ساتھ حشر ہو ۲ قبیلہ ثقیف کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا کہ اگر آپ تین باتیں منظور کریں تو ہم آپ کی بیعت کریں گے، ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی جس میں رسول سے اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے کو کہا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت اور معاملات کی نگہبانی تو خود اللہ عزوجل فرما رہا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ آپ اللہ عزوجل کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کر سکیں۔ ۳ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں کفار کی بات کا رد، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و شان اور معصومیت کا بیان فرمایا گیا ہے کہ اللہ عزوجل نے خاص رحمت و توفیق اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شامل حال رہنے کے باعث فرمایا کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر ہم تمہیں معصوم بنا کر ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا مائل ہو جاتے لیکن چونکہ اللہ عزوجل نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور درحقیقت آپ ان کی طرف جھکتے تو ہم تمہیں دنیا کی زندگی میں دگنی سزا اور موت کے بعد دگنی سزا کا مزہ چکھاتے یعنی کافر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ دوسروں سے بلند دیکھ کر جلتے ہیں اس سے آپ سے بغض بڑھے گا اور آخرت میں عظمت کا تقاضا بھی دوسروں کی بہ نسبت زیادہ ہے۔

عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا

ہمارے مقابل ہمارا کوئی مدد گار پائے ○ اور بیشک قریب تھا کہ وہ تمہیں اس سر زمین سے پھسلا دیں تاکہ تمہیں وہاں سے نکال دیں

وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ

اور اگر ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے تھوڑی ہی مدت ٹھہرتے ○ جیسے ہمارے ان رسولوں کا طریقہ ہوا جنہیں ہم نے تم سے

رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ ع ۸

تم سے پہلے بھیجے اور تم ہمارے قانون میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے ○ نماز قائم کرو سورج ڈھلنے سے رات کے

الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ

اندھیرے تک اور صبح کا قرآن بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں ○ اور رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھو یہ

نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ

تمہارے لئے زیادہ ہے قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری تعریف کریں ○ اور عرض کرو اے میرے رب

مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا

مجھے پسندیدہ طریقے سے داخل کر اور مجھے پسندیدہ طریقے سے نکال لے اور اپنے پاس سے اپنی طرف سے مدد گار

نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَ

قوت عطا کر ○ اور تم فرما دو کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا ○ اور

شان نزول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ۔۔۔ کا بیان، کام معجزہ ۔۔۔ دعوں کے بعد ۔۔۔ آجانا دستور ہے

نمازوں کی فرضیت اور اوقات کا بیان — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تہجد کی فرضیت اور آپ کا مقام و مرتبہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعا کی تعلیم — حق کی آمد اور باطل کے مٹنے کا اعلان — قرآن مجید کی عظمت شان

حل لغات ۲ نماز تہجد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تھی، جمہور کا یہی قول ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے یہ نماز نفل ہے۔ ② مفسرین نے اس کے بارے میں مختلف اقوال بیان فرمائے ہیں ان میں سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد نفل ہے یعنی آپ کا مقام و مرتبہ تمام مخلوق سے بڑھ کر ہے۔ ③ ۔۔۔ پسندیدہ طریقے سے مراد جہاں بھی میں داخل ہوں اور جہاں سے بھی میں باہر آؤں خواہ دنیا کے کسی مکان میں ہو یا مکہ ④ مجھے قبر میں اپنی رضا اور طہارت کے ساتھ داخل کر اور قبر سے اٹھا تے وقت عزت و امت کے ساتھ باہر نکال

نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا

ہم قرآن میں وہ چیز اتارتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو خسارہ ہی

خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَ اِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

بڑھتا ہے ○ اور جب ہم انسان پر احسان کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف سے دور ہٹ جاتا ہے اور جب اسے برائی پہنچتی ہے

كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۫ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى

تو مایوس ہو جاتا ہے ○ کہہ دو سب اپنے اپنے انداز پر کام کرتے ہیں تو تمہارا رب اسے خوب جانتا ہے جو زیادہ ہدایت

سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ ۔ع۱۱

کے راستے پر ہے ○ اور تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں۔ تم فرما دو روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں (اے لوگو!) نہیں

الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَ لَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ

بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے ○ اور اگر ہم چاہیں تو ہر آئینہ آپ کی طرف وحی بھیجتے ہیں ہے جو ہم نے آپ کے پاس بھیجی ہے پھر آپ کے لئے

بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ

اس پر ہمارے حضور کوئی وکیل نہ پائیں گے ○ مگر تمہارے رب کی رحمت کی بنا پر بیشک تمہارے اوپر اس کا

كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

بڑا فضل ہے ○ تم فرما دو اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں

شان نزول: بعض تکلیف میں کافر نادان (کفار کو جواب سمجھیں) (روح کے بارے میں سوال کا جواب)

(قرآن پڑھنے کی حفاظت کتنی رحمت ہے) (قرآن کی مثل نہ لا سکنے کا سبب)

ف ① اس آیت اور اس سے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم چاہتے تو اس قرآن کو سینوں اور صحیفوں سے محو فرما دیتے پھر آپ کوئی وکیل نہ پاتے جو ہمارے ہاں گواہی میں آپ کے لئے اس قرآن کو واپس لینے کی وکالت کرتا لیکن آپ کے رب کی رحمت ہی ہے کہ اس نے قیامت تک کے باقی رہنے اور ہر طرح کی کمی بیشی اور تبدیلی سے محفوظ فرما دیا۔ اے حبیب اصل سے علیہ الصلوٰۃ والسلام بیشک تمہارے اوپر اللہ عزوجل کا بڑا فضل ہے جیسے اس نے آپ کو قرآن کریم عطا فرمایا آپ کو تمام نبی آدم کا اور خاتم النبیین بنایا اور مقام محمود عطا فرمایا۔

لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ

تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو ○ اور بیشک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن

هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ

میں ہر طرح کی مثال بار بار بیان کی ہے تو اکثر لوگوں نے ناشکری کرنے کے علاوہ نہ مانا ○ اور انہوں نے کہا ہم ہرگز یقین نہ

لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ

لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ بہا ○ یا تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کا

عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا

کوئی باغ ہو پھر تم ان کے درمیان خوب بہریں جاری کر دو ○ یا تم ہم پر آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دو جیسا تم نے کہا

كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى

ہے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آؤ ○ یا تمہارے لئے سونے کا گھر ہو یا تم آسمان پر

فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ

چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہرگز یقین نہ لائیں گے جب تک ہم پر ایک کتاب نہ اتارو جو ہم پڑھیں۔ تم فرما دو

عنوان (قرآن مجید کے ذریعے اتمام حجت) تصدیق رسالت کیلئے کفار کے مطالبات اور انکے جوابات

حل لغات ۱ جب قرآن کریم کا اعجاز خوب ظاہر ہو چکا اور واضح معجزات سے حجت قائم ہو گئی تو کفار نے بے عقلی کی وجہ سے ضد اور ہٹ دھرمی تو وہ لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے طرح طرح کی نشانیاں طلب کرنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ان کی ضد عناد اور حق سے روگردانی کا حد سے گزرنا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی حالت پر افسوس ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی

② کفار کے تمام مطالبات کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی جواب دیا گیا اور ارشاد فرمایا گیا کہ آپ ان سے کہہ دیں کہ میرا کام اللہ جل جلالہ کا پیغام پہنچا دینا ہے وہ میں نے پہنچا دیا ہے اور جس قدر معجزات و آیات تھیں وہ اطمینان سے دے دیں ان سے بہت زیادہ میرے پروردگار جل جلالہ ظاہر فرما چکا ہے جو حجت پوری ہو چکی ہے یہ سمجھنا کہ دوسروں کے لئے آیات الٰہیہ سے ملنے کا کیا مطلب ہوتا ہے

ع ۱۰ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ

میرا رب پاک ہے میں تو صرف اللہ کا بھیجا ہوا ایک آدمی ہوں ○ اور لوگوں کو یہاں آنے سے ان کے پاس

جَآءَهُمُ الْهُدٰۤى اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِی

ہدایت آنے کے بعد ایمان لانے سے صرف اس بات نے روکا کہ وہ کہتے تھے کیا اللہ نے انسان کو رسول بنا کر بھیجا ہے ○ تم فرما دو اگر

الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾

زمین میں فرشتے ہوتے جو اطمینان سے چلتے پھرتے تو ہم ان پر آسمان سے کسی فرشتے کو ہی رسول بنا کر بھیجتے ○

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ﴿۹۶﴾ وَ

تم فرما دو میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے بیشک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھنے والا دیکھنے والا ہے ○ اور

مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ

جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہوتا ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے تو تم ہرگز ان کیلئے اس کے سوا کسی مددگار نہ پاؤ گے

وَ نَحْشُرُهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْیًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ

اور ہم انہیں قیامت کے دن ان کے منہ کے بل اٹھائیں گے اس حال میں کہ وہ اندھے ہوں گے اور گونگے اور بہرے ہوں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِیْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ

جب کبھی بجھنے لگے گی تو ہم ان کے لئے اور بھڑکا دیں گے ○ یہ ان کی سزا ہے اس وجہ سے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور

النصف

عنوان: انسانوں کیلئے انسان کو ہی رسول بنانے کی وجہ (کفار پر اتمام حجت)

ہدایت و گمراہی سے متعلق سنت الٰہی اور کفار کی سزا (کفار کی سزا کے اسباب)

ربط: ۹۳ کفار نے جو اعتراض میں مزید کہا اگر اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم ان سے فرماؤ کہ انسانوں کی ہدایت کے لئے میں صرف فرشتے واقعی پہلے ہوتے جو یہاں چلتے پھرتے تو ہم ان پر آسمان سے کسی فرشتے کو ہی رسول بنا کر بھیجتے لیکن جب زمین میں انسان بستے ہیں تو رسول بھی انسان ہی بنایا جاتا ہے فرشتوں کیلئے فرشتہ ہی رسول بھیجا جاتا کیونکہ وہ ان کی جنس سے ہوتا ہے لیکن جب زمین میں آدمی بستے ہیں تو ان کا ہادی انہی میں سے رسول خلیفہ ہدایت کی ہے جاتا ہے

قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا

کہنے لگے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کر کے کھڑے کیے جائیں گے ﴿۴۹﴾ اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا

اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ

کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے وہ اس پر قادر ہے کہ ان لوگوں کی مثل اور پیدا کر دے اور اس نے

لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ

ان کے لیے ایک مدت مقرر کر رکھی ہے جس میں کچھ شبہ نہیں تو ظالموں نے سوائے ناشکری کرنے کے انکار کیا ﴿۹۹﴾ تم فرما دو کہ تم

خَزَاۗىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ

میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو خرچ ہو جانے کے ڈر سے تم (انہیں) روک رکھتے اور آدمی

قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔـلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِذْ

بڑا کنجوس ہے ﴿۱۰۰﴾ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو نو روشن نشانیاں دیں ﴿۲﴾ تو بنی اسرائیل سے پوچھ جب وہ

جَاۗءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ

موسیٰ ان کے پاس تشریف لے گئے تو فرعون نے ان سے کہا اے موسیٰ بیشک میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ تم پر جادو کیا گیا ہے ﴿۱۰۱﴾ فرمایا بیشک تم جانتے

ع = ۱۱

عنوان منکرین آخرت کا جواب — غلام کنجوس کا حال

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات اور فرعون کا غلام — حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو جواب

حل ① یہاں انسان کو اس کی اصل سے اعتراض سے بڑا کنجوس فرمایا گیا ہے کیونکہ انسان کو فنا پذیر پیدا کیا گیا ہے اور فنا پذیر مادی چیز پر دل پسند کرتا ہے جس سے فنا کی ناپسندیدگی ظاہر ہوتی ہے اور اس چیز کو اپنے سے دور ہو جانے کے لئے روک لیتا ہے جبکہ اس کی فنا سے حاصل ہونے والی سہولت کی وجہ سے ہوتی ہے جیسے اسے پسند آتی ہے تو اس کی وجہ سے پسند ہوتی ہے یا ثواب ملنے کی امید ہوتی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ انسان اپنی اصل سے بخیلی سے نکلتا ہے ② وہ نو نشانیاں یہ ہیں (۱) عصا (۲) ید بیضا (۳) قحط (۴) طوفان (۵) ٹڈی (۶) جوں (۷) مینڈک (۸) خون۔

مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ

ہے کہ ان نشانیوں کو نہیں اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے رب ہی نے دلوں کی آنکھیں کھولنے والی بنا کر اور میں تو تمہیں یہ گمان کرتا ہوں کہ تو

يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ

اے فرعون ہلاک ہونے والا ہے ۝ تو فرعون نے چاہا کہ بنی اسرائیل کو زمین سے نکال دے تو ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو

جَمِيْعًا ۝ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ

غرق کر دیا ۝ اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے فرمایا اس سرزمین میں سکونت اختیار کرو پھر جب آخرت کا وعدہ

الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ۝ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۗ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

آئے گا تو ہم تم سب کو جمع کر لائیں گے ۝ اور ہم نے قرآن کو حق ہی کے ساتھ اتارا اور حق کے ساتھ ہی یہ اترا اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا

اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ

مگر خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر ۝ اور قرآن کو ہم نے جدا جدا کر کے نازل کیا تاکہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور ہم نے اسے

تَنْزِيْلًا ۝ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا

بتدریج اتارا ہے جس پر ۝ تم فرما دو کہ تم قرآن پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ بیشک جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا جب

يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ

ان کے سامنے اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں ۝ اور کہتے ہیں پاک ہے ہمارا رب بیشک ہمارے رب کا

وقف لازم

عنوان فرعون کا برا انجام اور اس کا انجام فرعون کے غرقاب ہونے کے بعد بنی اسرائیل پر عذاب الٰہی

۱ عظمتِ قرآن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی قرآن مجید تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کئے جانے کی حکمت

لطائف آسمانی کتابوں میں سے بیک وقت لوگوں کا طریقہ عمل

لطائف ① یعنی قرآن شیاطین کے حملہ سے محفوظ رہا اور اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہ ہو سکی ② جملہ قرآن کا ایک یکساں جملہ کلام ہونے کے حق ہے ③ اس آیت شریفہ کا یہ جملہ "وَبِالْحَقِّ نَزَّلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ" ہر پریشان کے لئے عمل مجرب ہے ہر مرض کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر پڑھا جائے تو بإذن اللہ بیمار اور بیماری سے محفوظ رہے

وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝

وعدہ ہوں ہمارے رب کا ضرور ہونے والا تھا ۝ اور وہ منہ کے بل روتے ہوئے گر پڑتے ہیں اور یہ قرآن ان کے دل کی خشوع اور بڑھا دیتا ہے ۝

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَ

تم فرما دو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں ۝ اور

لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

اپنی نماز میں نہ تو بالکل آہستہ پڑھو اور نہ بالکل بلند اور دونوں کے درمیان کا راستہ تلاش کرو ۝ اور تم کہو سب خوبیاں اللہ کیلئے ہیں

الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ

جس نے نہ بنایا کوئی بیٹا اور نہ اس کی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار

مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝

ہے اور اس کی اچھی طرح بڑائی بیان کرو ۝

شان نزول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے نماز میں قرآن سے متعلق یہ آیت

اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان

مفہوم ① اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی تلاوت میں پڑھنے والے پر خشوع و خضوع پیدا کرتا ہے **فائدہ** یہ آیت ان آیات میں سے ہے جسے پڑھنے والے پر سجدہ تلاوت کرنا واجب ہے ② یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں نازل ہوئی اور آپ سجدہ میں "یا اللہ یا رحمٰن" فرماتے تھے۔ اہل مکہ نے سنا تو کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو ایک معبود سے پکارنے سے منع کرتے تھے اور خود دو کو پکارتے ہیں اللہ کو اور رحمٰن کو (معاذ اللہ) اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ اللہ اور رحمٰن دونام ایک ہی معبود برحق کے ہیں خواہ کسی نام سے پکارو ③ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھایا کرتے تو تلاوت قرآن سے وقت بہت آواز مبارک بلند فرمایا کرتے تھے جب کافر سنتے تو گستاخانہ کلمات بکتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (بخاری ۲/ ۷۲۲ حدیث ۴۷۲۲)

سورۃ الکہف ۱۸ مکیۃ ۲۹ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — الم الف لام میم ۱ رکوعاتھا ۱۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ قَيِّمًا

تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں کوئی ٹیڑھ نہیں رکھی ۞ بالکل درست مضبوط کتاب

لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

تاکہ وہ (لوگوں کو) اپنی جانب سے سخت عذاب سے ڈرائے اور ایمان والے نیک عمل کرنے والوں کو خوشخبری

الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ

دے کہ ان کے لیے اچھا ثواب ہے ۞ جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے ۞ اور ان لوگوں کو ڈرائے

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً

جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنا کوئی بچہ بنایا ہے ۞ اس بارے میں نہ تو وہ کچھ علم رکھتے ہیں اور نہ ان کے باپ دادا تھا بڑی بات ہے

تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى

جو ان کے منہ سے نکلتی ہے وہ بالکل جھوٹ کہہ رہے ہیں ۞ کیا تو اس بات پر ممکن ہے اپنی جان

مضامین: قرآن مجید کے وصف اور مقاصد — مشرکوں کی ایک بھی تکذیب — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی

ربط: ۱ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا بندہ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کی شان اس میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ کہا جائے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہونا شروع کر دیا جائے جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے ہیں۔ ② یعنی قرآن میں کوئی لفظی خرابی، معنوی خلل یا آیتوں میں آپس میں اختلاف نہیں اور نہ تضاد ③ مراد یہ ہے کہ علم اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ بیٹا یا بیٹی والا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے بچے کا ہونا ناممکن محال ہے اور یہ ہوس ہے یہ بات ان چیزوں میں سے نہیں جن کا علم کسی ذریعہ کے بغیر محض جہالت کی وجہ سے ہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہو سکتی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہیں۔ ④ اس طرح کی آیات سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبہ تبلیغ، امت پر رحمت و شفقت، انتہا اور رسالت کے حقوق و امتیاز کی طرف بھی اشارہ ہے اور اس سے کافروں کا بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ جن کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ طرز عمل حد سے بڑھا ہوا ہے اور بہت زیادہ نبی ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرز عمل ہے کہ ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے آپ کس قدر غمزدہ ہوتے ہیں جس سے جان پر بن جانے کا خطرہ ہے۔

اثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝٦ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ

تو شاید تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کو گھلانے والے ہو ۝٦ بیشک ہم نے زمین پر موجود چیزوں کو زمین کیلئے

زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝٧ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا

زینت بنایا تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں عمل سے اعتبار سے کون اچھا ہے ۝٧ اور بیشک جو کچھ زمین پر ہے ہم اسے خشک

جُرُزًا ۝٨ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا

میدان بنا دیں گے ۝٨ یا تمہیں معلوم ہو کہ پہاڑی غار اور جنگل کے متعلق والے وہ ہماری نشانیوں میں سے

عَجَبًا ۝٩ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ

ایک عجیب نشان تھے ۝٩ جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی پھر کہنے لگے اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور

هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝١٠ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝١١

ہمارے لئے ہمارے معاملے میں بھلائی کے اسباب مہیا فرما ۝١٠ تو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر کئی سال تک کی نیند لگا دی ۝١١

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝١٢ نَحْنُ نَقُصُّ ع

پھر ہم نے انہیں جگایا تاکہ دیکھیں کہ دونوں میں سے کون ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ صحیح بتاتا ہے ۝١٢ ہم آپ کے سامنے ان کا

شان نزول: دنیا کی رغبت سے ممانعت ہے — دنیا کا حرص — اصحاب کہف سے واقعے کی تفصیل

غالب لوگوں کے لیے اصحاب کہف کی کوشش اور دعا — اصحاب کہف میں تبدیلی ہونا

اصحاب کہف کی بیداری اور اس کا ایک مقصد — اصحاب کہف کے حالات

تشریح: اصحاب کہف کے متعلق قوی رائے یہ ہے کہ وہ سات حضرات تھے اگرچہ ان کے ناموں میں کسی قدر اختلاف ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت پر جو مدار میں ہے ان کے نام یہ ہیں۔ (1) مکسلمینا (2) مجلیمینا (3) مرطوس (4) بیرونس (5) ساریونس (6) دونیس (7) کشفیطونس اور ان کے بادشاہ کا نام قطمیر ہے "رقیم" اس وادی کا نام ہے جس میں اصحاب کہف ہیں۔ ع یعنی ہمیں یہ بھی معلوم تھا کہ وہ کتنی مدت سوئے رہیں گے۔ اصحاب کہف کی سرگزشت کے اور پہلوؤں پر ان کا کھائے پیے بغیر اتنی مدت زندہ رہنا دلالت کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ موت کا وقت اللہ تعالیٰ ہی مقرر فرماتا ہے اسباب کی کمی بیشی سے موت میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ امت محمدیہ کے اولیاء سے بھی ایسی کرامتیں صادر ہو سکتی ہیں

عَلَيْهِمْ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾ وَّ

ہم تمہیں ٹھیک ٹھیک حال بیان کرتے ہیں بیشک وہ چند جوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیا ﴿۱۳﴾ اور

رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا

ہم نے ان کے دلوں کو قوت عطا فرمائی جب وہ کھڑے ہو گئے تو کہنے لگے ہمارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی

مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ

معبود کو ہرگز نہیں پکاریں گے اگر ہم نے ایسا کیا تو بیشک بڑی بیہودہ بات کہی ﴿۱۴﴾ یہ ہماری قوم ہے انہوں نے اللہ کے سوا

اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

اور معبود بنا رکھے ہیں یہ ان پر کوئی روشن دلیل کیوں نہیں لاتے؟ تو اس سے زیادہ ظالم کون جو اللہ پر

كَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ

جھوٹ باندھے ﴿۱۵﴾ اور (انہیں میں سے کہا) جب تم ان لوگوں سے اور اللہ کے سوا جن کو یہ پوجتے ہیں ان سے جدا ہو جاؤ تو غار میں چلا تو تمہارا رب

رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا

تمہارے لیے اپنی رحمت پھیلائے گا اور تمہارے کام میں تمہارے لئے آسانی مہیا فرمائے گا ﴿۱۶﴾ اور (اے مخاطب) تو سورج کو دیکھے گا کہ جب

طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ

نکلتا ہے تو ان کے غار سے داہنی جانب ہٹ کر نکل جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے بائیں طرف کترا کر گزر جاتا ہے ﴿۱۷﴾

معانی: صحاب: جماعت، گروہ۔ ہیئ: مہیا کرے گا۔ مرفقا: آرام کی چیز، فائدہ۔ تزاور: ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ تقرضھم: ان سے کترا کر گزرتا ہے۔

تفسیر: ① اصحاب کہف کے یہ بات، فیاضوں یا بادشاہ کے سامنے اس وقت کی تھی جب ان سے کہیں بچ کر دربار میں پہنچ قصد ② یہاں سے جو کلام ہے یہ ان اصحاب کہف کا آپس میں تھا۔ کسی نے ایک دوسرے سے کہا کہ اس کافر قوم میں رہنا بیکار ہے بلکہ ان سے جدا ہو جاؤ اور جا کر کہیں کسی گوشہ میں چھپ جاؤ جہاں ان کے فتنہ سے بچ کر اللہ کی عبادت کر سکیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ گوشہ عافیت ضرور دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ فتنوں سے بھاگنا بزدلی نہیں بلکہ دین کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ ③ یعنی ان پر سایہ دن بھر رہتا ہے اور طلوع سے غروب تک کسی وقت بھی دھوپ نہیں آتی نہیں پہنچتی۔

وَهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۚ

حالانکہ وہ دائیں طرف کھلے ہوئے ہیں یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے جسے اللہ ہدایت دیتا ہے تو وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے

يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۚ وَّ

وہ گمراہ کرے تو تم ہرگز اس کیلئے کوئی مددگار راہ راست دکھانے والا نہ پاؤ گے ○ اور تم انہیں جاگتے ہوئے خیال کرو گے حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں اور

نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۚ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۚ

ہم ان کی دائیں اور بائیں کروٹ بدلتے رہتے ہیں اور ان کا کتا[1] غار کی چوکھٹ پر اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے[2] اگر تم

لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾ وَكَذٰلِكَ

انہیں جھانک کر دیکھو تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاؤ اور ان کی ہیبت سے بھر جاؤ ○ اور (دیکھو) ہم نے انہیں

بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۚ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ

جگا اٹھایا تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے حالات پوچھیں۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا تم (یہاں) کتنی (مدت) رہے ہو؟ انہوں نے کہا ایک دن رہے

بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۚ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ

یا ایک دن سے بھی کچھ کم (مدت) رہے ہوں گے۔ دوسروں نے کہا تمہارا رب خوب جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے ہو تو اپنے میں سے ایک کو یہ اپنا چاندی کا

عنوان اصحاب کہف کی بیداری اور مدت قیام سے متعلق باہمی سوال وجواب

اصحاب کہف کا ایک دوسرے سے پوچھنا اور جواب دینا

حل لغات [1] علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب ایک بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا قرآن پاک میں ذکر فرماتا ہے تو اس مسلمان کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے جو اللہ اور صالحین سے محبت کرے اور ان کی محبت سے بھی بہرہ ور ہو۔ بلکہ اس آیت میں ان مسلمانوں کے لئے بھی بڑی بلند مقام پر جگہ ہے۔ (قرطبی الکہف تحت الآیۃ ۸ ج ۱۰ ص ۳۶۸) [2] الباعث سے روایتیں ہیں محبت و عقیدت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہوں گے

[1] اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ تم انہیں دیکھو تو تم انہیں جاگتے ہوئے خیال کرو گے حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں اور ہم سال میں دو مرتبہ ان محترم شخصیات کو دائیں اور بائیں کروٹ بدلتے رہتے ہیں تاکہ یہ بھی طرح بیٹھے رہنے سے ان کے بدن کو نقصان نہ پہنچے اور ان کا کتا غار کی چوکھٹ پر اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے اور وہ بھی ان کے ساتھ کروٹ بدلتا ہے یعنی جب اصحاب کہف کروٹ بدلتے ہیں تو وہ بھی کروٹ بدلتا ہے

إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَ

شہر کی طرف بھیجو تاکہ وہ دیکھے وہاں کون سا کھانا پاکیزہ تر ہے پھر تمہارے پاس اس میں سے کچھ کھانا لے آئے اسے چاہیئے کہ نرمی سے کام لے اور

لَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ﴿١٩﴾ إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي

ہرگز کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے ﴿19﴾ بیشک اگر وہ تم پر دسترس پائیں گے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا تمہیں اپنے دین میں پھیر

مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ

لیں گے اور تم ایسا ہو تو پھر تم کبھی بھی فلاح نہ پاؤ گے ﴿20﴾ اور اسی طرح ہم نے ان پر مطلع کر دیا تاکہ لوگ جان لیں کہ

وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ

اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کچھ شک نہیں، جب وہ لوگ ان کے معاملے میں باہم جھگڑنے لگے

فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا ۖ رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ

تو کہنے لگے ان کے غار پر کوئی عمارت بنا دو، ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے، جو لوگ اپنے اس کام میں غالب رہے تھے

أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۖ وَ

انہوں نے کہا ہم ضرور ان کے قریب اپنی مسجد بنائیں گے ﴿21﴾ اب لوگ کہیں گے کہ وہ تین ہیں (جن کا) چوتھا ان کا کتا ہے اور

عنوان اصحاب کہف پر مطلع کیے جانے کی حکمت — اصحاب کہف کی وفات کے بعد غار کے دہانے پر مسجد کی تعمیر

اصحاب کہف کی تعداد کے متعلق لوگوں کا اختلاف اور قصوں کو ان کی طرف منسوب کرنے کی ممانعت

ف۱۹ ارشاد فرمایا کہ جیسے ہم نے اصحاب کہف کو جگایا تھا اسی طرح کر دیا لوگوں کو قیامت کے مرنے اور مدت کے بعد اصحاب کہف کے بارے میں مطلع کر دیا تاکہ تمام لوگ اور بالخصوص بیدار ہونے والا بادشاہ کی قوم کے منکرین قیامت جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کچھ شک نہیں۔ چنانچہ اصحاب کہف کی وفات کے بعد ان کے غار پر لوگ عمارت بنانے میں جھگڑنے لگے تو کہنے لگے ان کے غار پر کوئی عمارت بنا دو ان کا رب ہی خوب جانتا ہے جو لوگ اپنے اس کام میں غالب رہے تھے یعنی بیدار ہونے والے بادشاہ اور اس کے ساتھی انہوں نے کہا کہ ہم ضرور ان کے قریب ایک مسجد بنائیں گے جس میں مسلمان عبادت پڑھیں اور ان سے فیض حاصل کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قریب مسجدیں بنانا ان جگہوں کا قدیم طریقہ ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمانا اور اس کو منع نہ فرمانا اس فعل کے درست ہونے کی قوی ترین دلیل ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے قرب میں دعا قبول ہوتی ہے اسی لئے اہل اللہ کے مزارات پر لوگ حصول برکت کے لئے جایا کرتے ہیں۔

يَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ

کچھ کہیں گے پانچ ہیں اور چھٹا ان کا کتا ہے یہ سب بغیر کچھ اندازے ہیں اور کچھ کہیں گے وہ سات ہیں اور آٹھواں

كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۬ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا

ان کا کتا ہے تم فرما دو میرا رب ان کی گنتی خوب جانتا ہے تمہیں بہت تھوڑے لوگ جانتے ہیں تو ان کے بارے میں بحث نہ کرو مگر ایسی

مِرَآءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ

جتنی ظاہر ہو چکی ہے اور ان کے بارے میں ان میں سے کسی سے کچھ نہ پوچھو ﴿۲۲﴾ اور ہرگز کسی چیز کے متعلق نہ کہو کہ

فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۚ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى

میں کل یہ کرنے والا ہوں ﴿۲۳﴾ مگر یہ کہ اللہ چاہے اور جب تم بھول جاؤ تو اپنے رب کو یاد کرو اور یوں کہو کہ قریب ہے

اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ

کہ میرا رب مجھے اس واقعے سے زیادہ قریب ہدایت کا راستہ دکھائے ﴿۲۴﴾ اور وہ اپنے غار میں تین سو سال ٹھہرے

سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ

اور نو سال زیادہ ﴿۲۵﴾ تم فرماؤ اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنا ٹھہرے آسمانوں اور زمین کے سب غیب

الْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ

کی کے لیے ہیں کیا دیکھنے والا اور سننے والا ہے ان کیلئے اس کے سوا کوئی مددگار نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک

اَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَ

نہیں کرتا ﴿۲۶﴾ اور پڑھتے رہو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی کتاب سے وحی کی گئی ہے اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور

شان نزول مسلمان پچھلے زمانے میں ان شاء اللہ ضرور کہا کرتے تھے صاحبزادے کے غار میں ٹھہرنے کی مدت

علم الٰہی کی شان اور اللہ تعالیٰ کی معلومات کا بیان تلاوت قرآن کرتے رہنے کا حکم

ملاحظہ اس آیت سے متعلق تفسیر میں کئی قول ہیں ان میں سے دو یہ ہیں (۱) اگر ان شاء اللہ کہنا یاد نہ رہے تو جب بھی یاد آئے کہہ لو (۲) اگر کسی کام کو کل کرنے کا ارادہ کرو تو آج ہی ان شاء اللہ کہہ لو

لَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

تم ہرگز اس کے سوا کوئی پناہ نہ پاؤ گے ﴿٢٧﴾ اور اپنی جان کو ان لوگوں کے ساتھ باندھے رکھو جو

بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۚ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ

صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں ۚ اور تیری آنکھیں دنیوی زندگی کی زینت چاہتے ہوئے انہیں چھوڑ

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ

اور دیکھ نہ ان کی بات نہ مان جس کا ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور

اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿٢٨﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ

اس کا حال حد سے گزر گیا ﴿٢٨﴾ اور تم فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لے اور جو چاہے

فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا

کفر کرے بیشک ہم نے ظالموں کے لیے وہ آگ تیار کر رکھی ہے ۙ جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی اور اگر وہ پانی کے لیے فریاد کریں

الکہف

ترجمہ کیسے لوگوں اور کافروں سے صحبت رکھنے کا حکم — متکبر کفار کو تنبیہ

تفسیر ① یہ واقعہ ان فقراء کی ایک جماعت کے متعلق ہے جو سخت تکلیف اور مصیبت سے مرکب تھے اور ہمیشہ غربت اور شکستہ حالی سے ساتھ چیتھڑے پہنے آتی ہے۔ آپ نے ان کی معیت سے جدا کرنا چاہا تو ان کے بیچ سے اسلام لانے سے متعلق کثیر تعداد سامنے آنے لگی۔ کیونکہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ② اس حکم میں قیامت تک کے مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ ظالموں متکبروں بدکاروں اور بیباکوں کی صحبت نہ کریں اور ان کے مال و دولت پر نظر نہ جمائیں بلکہ مخلص صالح غرباء و مساکین کے ساتھ تعلق رکھیں اور ان ہی کی طاعت میں مشغول رہیں۔ دنیوی محبت میں گرفتار مالداروں کی بات ماننا دین و برباد کر دیتا ہے۔ قرآن و حدیث کی متعدد آیتوں میں یہ مضمون موجود ہے کہ مال اور اولاد اس شخص کے لیے برے نہیں اور نہ اچھے بلکہ مال کا غلط استعمال اور بے جا خرچ برے ہیں اور چونکہ مالدار عموماً نفس پر قابو نہیں پا سکتے اس لیے ان کی بے مہار دولت دین و ایمان کو تباہ کر دیتی ہے۔ ③ اس آیت مبارکہ میں ہر اس مسلمان کے لیے بھی بڑی نصیحت ہے جو ظلم اور گناہ کرنے میں مصروف ہے اسے اپنے گناہوں پر ندامت و شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے توبہ و استغفار کرنا اور نیک اعمال میں مصروف ہو جانا چاہیے اور یاد رکھے کہ مرنے کے بعد کا سفر انتہائی طویل ہے جہنم کی گرمی بڑی شدید ہے اہل جہنم کا پانی پگھلے ہوئے تانبے کی طرح اور جہنمیوں کا پینا بہت سخت ہے۔

يُغَاثُوا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ ۖ وَسَآءَتْ

تو ان کی فریاد رسی پانی سے کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا جو ان کے منہ کو بھون ڈالے گا۔ کیا ہی برا پانی ہے اور

مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ

بری ٹھہرنے کی جگہ ہے ○ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ہم ان کا اجر ضائع نہیں کرتے جو

أَحْسَنَ عَمَلًا ﴿٣٠﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ

اچھے عمل کرنے والے ہوں ○ ان کے لیے ہمیشگی کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں انہیں

فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ

ان باغوں میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ سبز ریشم کے باریک اور موٹے ریشم کے کپڑے پہنیں گے

مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ ۖ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٣١﴾ وَاضْرِبْ

وہاں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے یہ بہترین بدلہ ہے اور جنت کی یہ اچھی جگہ ہے ○ اور ان کے سامنے

لَهُمْ مَثَلًا رَجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا

دو آدمیوں کا حال بیان کر [۲۵] کہ ان میں سے ایک کے لیے ہم نے انگوروں کے دو باغ بنائے اور ان دونوں باغوں کو کھجوروں کے درختوں سے گھیر دیا اور

بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَفَجَّرْنَا

ان کے درمیان میں کھیتی بھی بنا دی ○ دونوں باغوں نے اپنے پھل دیئے اور اس میں کچھ کمی نہ کی اور

خِلَالَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا

ان کے درمیان نہر بھی جاری کر دی ○

ترجمہ: باغوں کی بشارت — نیک عمل مسلمانوں کا اجر و ثواب — ایک مالدار کافر اور غریب مومن کا حال

حل لغات: ۲۹ سبز ریشمی لباس اور سونے چاندی کے کنگن جنتی مرد پہنیں گے، دنیا میں عورتوں کے لئے طلائی اور مردوں کے لئے حرام ہیں۔ ۳۲ اس پوسے دنیا میں اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کا ایک مسلمان اور ایک کافر کا حال بیان فرمایا ہے اور کافر و مومن دونوں کو کھیتی عطا کی ہے کہ اس واقعے میں غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ آخرت میں جنت کا حصول ایمان پر موقوف ہے۔ ۳۳ آس پاس سبز باغ ہو اور بیچ میں ہرا بھرا کھیت ہو تو کھیت میں بہت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے اور اس سے مالک کی تمام ضروریات پوری ہوتی ہیں، کھیت سے غلہ اور باغ سے پھل حاصل ہوتے ہیں۔

فَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا

دونوں کے بیچ میں ہم نے ایک نہر جاری کر دی ○ اس آدمی نے پاس پھل تھے تو اس نے اپنے ساتھی سے بات چیت کرتے ہوئے اس سے فخریہ کہا کہ میں تجھ سے

اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ

زیادہ مال والا ہوں اور اولاد کے اعتبار سے زیادہ طاقتور ہوں ○ اور وہ اپنے باغ میں گیا حالانکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا، کہنے لگا:

مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى

میں گمان نہیں کرتا کہ یہ (باغ) کبھی فنا ہوگا ○ اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہونے والی ہے اور اگر مجھے میرے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا

رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ

تو میں ضرور اس باغ سے بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا ○ اس سے ساتھی نے بات چیت کرتے ہوئے جواب دیا کیا تو نے ساتھ کفر

بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ

ہے جس نے تجھے مٹی سے بنایا پھر نطفے سے پھر تجھے بالکل سیدھا مرد بنایا ○ لیکن میں تو یہی کہتا ہوں کہ وہ اللہ ہی

رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ

میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں کرتا ○ اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں آیا تو کہتا ① جو کچھ وہ ہے

لغات مالدار کافر کا فخریہ تکبر — غریب مومن کا مالدار کافر کی فخریہ باتوں کا جواب

غریب مومن کی مالدار کافر کو ناصحانہ نصیحت

حل ① یہاں سے اس کافر کی ظالمانہ باتوں کی بنیاد ہوتی ہے چنانچہ دو باغ اس کا مالک مسلمان کا ہاتھ پکڑ کر اس کو ساتھ لے کر باغ میں گیا، وہاں سے فخریہ طور پر ہر طرف سے پھرا اور مسلمان کو ہر ہر چیز دکھائی اور پھر باغ کی زیبائش اور رونق دیکھ کر مغرور ہو گیا اور کہنے لگا میں گمان نہیں کرتا کہ یہ باغ کبھی فنا ہو گا یعنی ساری عمر مجھے پھل دیتا رہے گا ② مسلمان نے اس کافر کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ تو اس سارے باغ اور سیراب پر اللہ تعالیٰ کی قدرت و نعمت کا معترف ہوتا اور گریز تو باغ دیکھ کر ماشاء اللہ کہتا اور اعتراف کرتا کہ یہ باغ اور اس سے تمام حاصل منافع اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے فضل و رحم سے ہیں اور سب کچھ اس کے اختیار میں ہے چاہے اس کو برقرار رکھے اور چاہے برباد کر دے ایسا ہوتا تو تیرے حق میں بہتر ہوتا یہاں سے مومن اور کافر کا فرق واضح ہوا کہ کافر اپنے مال و جائیداد کی کامیابی و پیش و نمائش کا نتیجہ سمجھتا ہے جبکہ مسلمان اپنی ہر کامیابی کو اللہ عزوجل کے فضل و رحم کی طرف منسوب کرتا ہے

مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى

جو اللہ نے چاہا ہماری قوت اللہ ہی سے ہے اگر تو مجھے اپنے سے مال اور اولاد میں کم دیکھ رہا ہے ﴿۳۹﴾ تو قریب ہے کہ

رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ

میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر عطا فرما دے اور تیرے باغ پر آسمان سے بلائیں نازل کر دے تو وہ چٹیل میدان

صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ

ہو جائے ﴿۴۰﴾ یا اس باغ کا پانی زمین میں دھنس جائے پھر تو اسے ہرگز تلاش نہ کر سکے ﴿۴۱﴾ اور اس کے پھل

بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ

گھیر لیے گئے تو وہ اس خرچ پر جو اس باغ میں کر چکا تھا ہاتھ ملتا رہ گیا جو اس کے چھتوں کے گر جانے سے ان پر اجڑا پڑا تھا اور

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ

وہ کہہ رہا تھا کاش میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا ﴿۴۲﴾ اور اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ کے سوا

دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّ

اس کی مدد کرتی اور نہ وہ خود بدلہ لینے کے قابل تھا ﴿۴۳﴾ یہاں پتہ چلتا ہے کہ اختیار سچے اللہ کا ہے ۔ اسی کا انعام بہتر ثواب دینے والا

لغات باغ کی تباہی ۔ مالدار ہونے کی تمنا ۔ مالدار کافر کی بے کسی

مالدار کافر اور غریب مومن کے واقعہ سے حاصل ہونے والا سبق

ترجمہ ۔ ارشاد ہوا کہ اس کافر کے دل پر غلبہ کیا اور باغ سے ساتھ ساتھ اس نے بھی ہر طرح سے مال و اسباب چھن جانے میں کمی نہ کی گئے اور باغ بالکل ویران ہو گیا تو وہ حسرت کے ساتھ اس اخراجات پر ہاتھ ملتا رہ گیا جو اس نے باغ کی دیکھ بھال میں خرچ کئے تھے اور باغ کی چھتوں کے گر جانے سے منہ کر گیا پھر اس حال کو پہنچ کر اسے مومن کی نصیحت یاد آئی اور وہ سمجھ گیا کہ اس نے کفر و سرکشی کا نتیجہ ہے اور اس وقت وہ اپنے کافر ساتھی کے ساتھ کی شریک ۔ یا ہونے ② یہاں اس واقعے کا سبق بیان فرمایا گیا ہے کہ یہاں پتہ چلتا ہے اور ایسے حالات میں معلوم ہوتا ہے تمام اختیارات صرف اللہ کے دست قدرت میں ہیں ۔ وہ جو چاہے تو چھنوں سے بدل دے اور جو چاہے تو پل بھر میں سب کچھ تہس نہس کر دے

خَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ

سب سے اچھا انجام بھی اللہ ہی کے ہاں ہے ﴿٤٤﴾ اور ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بھی بیان کر دو یہ ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا

فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي

تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا پھر وہ سوکھ کر ایسا ریزہ ریزہ ہو گیا جسے ہوائیں اڑائی پھرتی ہیں اور اللہ

كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿٤٥﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ

ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ﴿٤٥﴾ مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی رونق ہیں مگر باقی رہنے والی

الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿٤٦﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَ

نیکیاں تیرے رب کے ہاں ثواب کے اعتبار سے بہتر اور امید کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں ﴿٤٦﴾ اور یاد کرو جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور

تَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿٤٧﴾ وَعُرِضُوْا

تم زمین کو صاف کھلی ہوئی دیکھو گے اور ہم تمام لوگوں کو جمع کریں گے ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے ﴿٤٧﴾ اور

عَلٰي رَبِّكَ صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ

سب تمہارے رب کی بارگاہ میں صفیں باندھے پیش کئے جائیں گے (اور کہا جائے گا) اب تو تم ہمارے پاس ویسے ہی آ گئے جیسے ہم نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا تھا تم تو کہتے تھے

الرکوع دنیوی زندگی کے ناپائیدار ہونے کی ایک مثال ۔ مال و اولاد اور نیک اعمال کی حقیقت

قیامت کا قائم ہونے وقت کے ہولناک مناظر ۔ قیامت کا قائم ہونے کے بعد کی منظر کشی

۴۴ ۔ مال اور اولاد کی حسد تو کر چکے دیا لیکن یہ دو چیزیں آخرت کے لئے عظیم زادِ راہ بھی بن سکتی ہیں کیونکہ اگر مال کو راہ حق میں خرچ کیا اور خصوصاً کوئی صدقۂ جاریہ کا کام کیا تو یہی مال نجات کا ذریعہ بنے گا اور نیکی کی اولاد کی اچھی تربیت کی اور نیکی کے رستے پر لگایا تو ان نیکیوں کا ثواب بھی ملے گا اور اس کے ساتھ ان کی دعائیں بھی ملتی ہیں گی۔ (2) ان سے یہ اعمال مراد ہیں جن سے قریب انسان سے لئے باقی رہتے ہیں، جیسا کہ نیچ کلمہ مدارک تسبیح، تحمید اور عمدہ عبادات۔

نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿٥٨﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا

کر ہرگز تمہارے لیے کوئی وعدے کا وقت نہ کہیں گے ○ اور نامہ اعمال رکھا جائے گا تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اس میں جو لکھا ہوگا

فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً

اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے ہماری خرابی اس نامہ اعمال کو کیا ہے کہ اس نے نہ چھوٹے اور بڑے گناہ

إِلَّآ أَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴿٥٩﴾ وَإِذْ

کو گھیر لیا ہے اور لوگ اپنے تمام اعمال کو اپنے سامنے موجود پائیں گے اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا ○ اور یاد کرو جب

قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا إِلَّآ إِبْلِيْسَ ۖ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ

ہم نے فرشتوں سے فرمایا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ جنوں میں سے تھا تو وہ

عَنْ أَمْرِ رَبِّهٖ ۗ أَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۗ

اپنے رب کے حکم سے نکل گیا تو کیا تم مجھے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں

بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿٥٠﴾ مَآ أَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَ

ظالموں کے لیے یہ بدلہ برا ہے ○ میں نے نہیں آسمانوں اور زمین کو بناتے وقت حاضر رکھا تھا اور

لَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ ۖ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿٥١﴾ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا

نہ خود ان کے بناتے وقت اور میں گمراہ کرنے والوں کو مددگار بنانے والا ہوں ○ اور یاد رکھو جس دن اللہ فرمائے گا پکارو ان شریکوں کو

عنوان نامہ اعمال ملنے کے بعد مجرموں کا حال شیطان کے بہکانے کی برائی کا بیان اور اس کی پیروی سے بچنے کی تاکید

(انبیاء کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کسی کا مشورہ نہیں لیتا) قیامت کے دن مشرکوں اور ان کے شریکوں کا حال

ف ① یہاں قیامت کا وہ وقت بیان ہو رہا ہے جہاں سخت دہشت چھائی ہوئے کا اعلان ہوتا ہے کہ ہر ہونے والا نامہ اعمال اس کو دیا جائے گا۔ مومن خوش ہوں گے اور کافر کانپ رہے ہوں گے۔ اس وقت نامہ اعمال دیکھ کر جو برے لوگوں کی حالت ہوگی وہ دہشت تحریر ہوئی کہ وہ نامہ اعمال دیکھ کر رو رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے ہماری خرابی اس نامہ اعمال کو کیا ہے کہ اس نے ہر چھوٹے اور بڑے گناہ کو گھیر ہوا ہے ایک ذرے کے برابر بھی کوئی گناہ ہوگا تو وہ نامہ اعمال میں درج ہوگا اور لوگ اپنے تمام اعمال کو اپنے سامنے موجود پائیں گے۔

شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ

پکارو جنہیں تم میرا شریک گمان کرتے تھے تو وہ انہیں پکاریں گے تو وہ شریک انہیں جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان

مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا

ہلاکت کا میدان بنا دیں گے ﴿۵۲﴾ اور مجرم دوزخ کو دیکھیں گے تو یقین کر لیں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے

مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ

پھرنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے ﴿۵۳﴾ اور بیشک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح سے بیان فرمائی اور

الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ

انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے ﴿۵۴﴾ اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آئی تو انہیں ایمان لانے اور اپنے رب سے

الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ

مغفرت مانگنے سے کس چیز نے روکا سوائے اس کے کہ ان پر بھی پہلے لوگوں کا طریقہ آجائے ﴿۵۵﴾ یا ان پر عذاب کی قسموں کا

رکوع ۶

مجرموں کو دیکھ کر مجرموں کا حال

جہنم کو دیکھ کر مجرموں کا حال

کفار کے ایمان نہ لانے میں ایک رکاوٹ

۵۲ عربی لفظ "موبق" ورنے کا ایک طبقہ یا ان سے مراد مغتاظ ہلاکت کی جگہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ موبقا جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ (خازن، الکہف، تحت الآیۃ ۵۲، ۳/۱۵۳، مدارک، الکہف، تحت الآیۃ ۵۲، ص ۶۵۵، ملتقطاً)

۵۳ یعنی جب مجرموں کو جہنم کی طرف چلایا جائے گا تو وہ جہنم کو دیکھ کر یقین کریں گے کہ اب وہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے پھرنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے کیونکہ جہنم ہر طرف سے انہیں گھیرے ہوئے ہوگی۔ ۵۴ یہ آیت اگرچہ بطور عام ہر کافر کے بارے میں نازل ہوئی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس آیت میں تمام کفار داخل ہیں جو حق کو تسلیم کرنے سے صرف بحث و مباحثہ کرتے ہیں اور اس آیت کے عموم میں تمام وہ حق دشمن داخل ہیں کہ جب ان کے سامنے حق بات واضح ہو جائے تو وہ قبول نہیں کرتا اگرچہ وہ حق بات کتنی ہی کیوں نہ ہو بلکہ بحث و مباحثہ کرتا ہے۔ ۵۵ یہ کلام ان کفار کے بارے میں ہے جیسے کوئی شخص سمجھانے کے باوجود بار بار عذاب طلب کرتا ہے اور اسے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ عذاب کے سوا تیری اصلاح نہیں ہو سکتی یا جیسے کوئی شخص عذاب کے لائق ہو جائے اور اس کے بعد اسے عذاب دیا جائے۔ یہی بات کفار کے بارے میں کہی گئی کہ ہدایت کی تعلیم آجانے کے بعد اب انہیں ایمان لانے اور استغفار کرنے سے صرف اسی بات نے روکا ہوا ہے کہ ان پر بھی پہلے لوگوں جیسا عذاب آئے

الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿٥٥﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ

عذاب آجائے ﴿٥٥﴾ اور ہم رسولوں کو خوشخبری دینے والے اور ڈر کی سنانے والے بنا کر ہی بھیجتے ہیں

وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ

اور کافر باطل باتوں کے ساتھ جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے سے حق بات کو مٹا دیں اور انہوں نے میری نشانیوں کو

وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿٥٦﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَ

اور جس سے انہیں ڈرایا جاتا تھا سے مذاق بنا لیا ﴿٥٦﴾ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اس کے رب کی آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جائے تو وہ ان سے منہ پھیر لے اور

نَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ

ان اعمال کو بھول جائے جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ بیشک ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیے ہیں تاکہ قرآن کو نہ سمجھیں اور ان

وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿٥٧﴾ وَرَبُّكَ

کے کانوں میں بوجھ رکھ دیے ہیں اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو جب بھی وہ کبھی ہدایت نہ پائیں گے ﴿٥٧﴾ اور تمہارا رب

الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ

بڑا بخشنے والا رحمت والا ہے۔ اگر وہ لوگوں کو ان کے اعمال کی بنا پر پکڑ لیتا تو جلد ان پر عذاب بھیج دیتا بلکہ ان کے لیے

مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِلًا ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا

ایک وعدے کا وقت ہے جس سے سامنے کوئی پناہ نہ پائیں گے ﴿٥٨﴾ اور یہ بستیاں ہیں جنہیں ہم نے تباہ کر دیا جب انہوں نے ظلم کیا

عنوان رسولوں کا منصب اور کافروں کا طرزِ عمل — قرآنی نصیحتوں سے منہ پھیرنے والا بڑا ظالم ہے

کفر پر اڑے رہنے والوں کا انجام — اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہلت کا بیان

سابقہ قوموں سے انجام کا بیان

حل ① اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت کے اسباب اگرچہ مکمل طور پر جمع ہوں ان کے باوجود لوگ اس وقت تک ہدایت حاصل نہیں کرتے اور سچا ایمان اپناتے ہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی عنایت شاملِ حال نہ ہو۔

وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿٥٩﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ

اور ہم نے ان کی ہلاکت کیلئے ایک وعدہ مقرر کر رکھا تھا ﴿۵۹﴾ اور جب موسیٰ نے اپنے خادم سے فرمایا میں مسلسل چلتا رہوں گا حتیٰ کہ میں

مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا

دو سمندروں کے ملنے کی جگہ پر پہنچ جاؤں یا برسوں چلتا رہوں گا ﴿۶۰﴾ پھر جب وہ دونوں دو سمندروں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے

فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا

وہ مچھلی سمندر میں سرنگ کی طرح اپنا راستہ بناتی گئی ﴿۶۱﴾ پھر جب وہ وہاں سے آگے گئے تو موسیٰ نے اپنے خادم سے فرمایا ہمارا ناشتہ لاؤ

لَقَدْ لَقِينَا مِن سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ

بیشک ہمیں اپنے اس سفر سے بڑی مشقت کا سامنا ہوا ﴿۶۲﴾ خادم نے عرض کی کیا جب ہم نے اس چٹان کے پاس آرام کیلئے ٹھکانہ بنایا تو

فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ ۚ وَاتَّخَذَ

بیشک میں مچھلی (کے ملنے) کا ذکر بھول گیا تھا اور مجھے شیطان ہی نے اس کا ذکر بھلا دیا اور (وہ عجیب طرح سے) کہ مچھلی نے

سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلَىٰ

سمندر میں اپنا راستہ بڑا عجیب بنایا ﴿۶۳﴾ موسیٰ نے فرمایا یہی تو ہم چاہتے تھے پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے

عنوان حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم سیکھنے کے لئے سفر — مچھلی کا سمندر میں راستہ بنا کر چلے جانا اور پانی کا برف کی طرح جم جانا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خادم سے ناشتہ طلب فرمانا — مچھلی کا واقعہ بھول جانے پر خادم کی معذرت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب اور واپسی

ترجمہ ان آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام کے پاس علم سیکھنے کے لئے جانے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے آیت میں "موسیٰ" سے مشہور پیغمبر اور جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام مراد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تورات اور کثیر معجزات عطا فرمائے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم کا نام حضرت یوشع بن نون ہے ۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اس جگہ پہنچے جہاں خضر سے ملاقات ہونی تھی تو انہیں تھکن اور بھوک کی شدت محسوس ہوئی اور جب وہ منزلِ مقصود سے آگے بڑھ گئے تو تھکن اور بھوک معلوم ہوئی اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ تھی کہ وہ مچھلی یاد آئے اور اس کی طلب میں منزلِ مقصود کی طرف واپس لوٹیں۔

اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً

نشانات دیکھتے واپس لوٹ گئے ○ تو وہاں انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے خاص

مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ

رحمت دی تھی اور اسے اپنا علم لدنی عطا فرمایا ○ اس سے موسیٰ نے کہا کیا

اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ

اس شرط پر میں تمہارے ساتھ رہوں کہ تم مجھے وہ درست بات سکھاؤ جو تمہیں سکھائی گئی ہے ○ جواب دیا آپ

تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾

میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے ○ اور آپ ان باتوں پر کس طرح صبر کریں گے جنہیں آپ کا علم محیط نہیں ○

قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ

موسیٰ نے کہا اگر اللہ چاہے گا تو عنقریب آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کروں گا ○ کہا

رکوع ۱۰ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات اور آپ کی شان

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے راستوں پر ان کی رفاقت کا معاہدہ

لغات ① یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ آپ کا نام بلیا بن ملکان اور کنیت ابوالعباس ہے۔ بزرگان دین فرماتے ہیں جو حضرت خضر علیہ السلام کا نام ان کی ولدیت اور کنیت کے ساتھ (یعنی ابوالعباس بلیا بن ملکان) یاد رکھے گا ان شاء اللہ عزوجل اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا (صاوی الکہف تحت الآیۃ ۶۵ ۴ ۲ ۲) اس رحمت سے نبوت مراد ہے یا ولایت یا علم یا کچھ اور۔ حضرت خضر علیہ السلام کے نبی ہونے میں تو اختلاف ہے جبکہ آپ کی ولایت میں اختلاف نہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں معتمد و مختار یہ ہے کہ وہ (یعنی حضرت خضر) نبی ہیں اور دنیا میں زندہ ہیں۔ (فتاوی رضویہ ۲۸ ۲ ۲) ② حضرت خضر علیہ السلام سے یہ اس لئے فرمایا کہ وہ جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کچھ ناپسندیدہ امور ممنوع کام دیکھ پائیں گے اور علم ظاہر علیہ السلام سے لیکن ان کی نہیں کہ وہ ممنوع کام کچھ برداشت کر سکیں۔

فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَن شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾

اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی شے کے بارے میں سوال نہ کریں جب تک میں خود آپ کے سامنے اس کا ذکر نہ کروں ①

فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا ۖ قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو اس نے کشتی کو چیر ڈالا موسیٰ نے کہا: یہ تم نے کیا کیا؟ کیا

أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ

کشتی والوں کو غرق کر دو؟ بیشک یہ تم نے بہت بڑا کام کیا ② کہا: کیا میں نے نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر

صَبْرًا ﴿٧٢﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ﴿٧٣﴾

سکیں گے؟ موسیٰ نے کہا: میری بھول پر میرا مواخذہ نہ کریں اور مجھے میرے کام کی طرف سے مشکل میں نہ ڈالیں ③

فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ ۙ قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب انہیں ایک لڑکا ملا اس نے اسے قتل کر دیا موسیٰ نے کہا: کیا تم نے کسی جان کے بدلے کے بغیر

نَفْسٍ ۖ لَّقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾

ایک پاکیزہ جان کو قتل کر دیا بیشک تم نے بہت ناپسندیدہ کام کیا ④

کشتی توڑنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اعتراض — **حضرت خضر علیہ السلام کا جواب**

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معذرت — **بچہ لڑکے کو قتل کرنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اعتراض**

① یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر آپ میرے ساتھ رہنے تو آپ میرے کسی بھی عمل کے بارے میں مجھ سے سوال نہ کریں جو آپ کی نظر میں ناپسندیدہ ہو جب تک میں خود آپ سے اس کا ذکر نہ کروں اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد اور مرید کے آداب میں سے ہے کہ وہ اپنے استاد اور پیر کے افعال پر ناقدانہ محاسبہ شروع نہ کر دے اعتراض نہ کرے اور منتظر رہے کہ وہ خود ان کی حکمت ظاہر کر دیں۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ

(خضر نے) کہا کیا میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ (رہ کر) صبر نہ کر سکیں گے؟ (موسیٰ نے) کہا اس مرتبہ کے بعد اگر میں آپ سے کسی

شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى

شے کے بارے میں سوال کروں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھئے گا۔ بیشک میری طرف سے آپ عذر (کی انتہا) کو پہنچ چکے ہیں ﴿۷۶﴾ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ

اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا

جب (ایک بستی والوں سے پہنچے تو انہوں نے بستی والوں سے کھانا مانگا۔ انہوں نے ان دونوں کی مہمانداری سے انکار کر دیا پھر وہاں

جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾

(انہوں نے) ایک دیوار دیکھی جو گرنا ہی چاہتی تھی تو (خضر نے) اسے سیدھا کر دیا۔ موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے تو (ہم) اس پر (کام کی) مزدوری لے لیتے ﴿۷۷﴾

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ

کہا (اب) میرے اور آپ کے جدا ہونے کا وقت ہے۔ اب میں آپ کو ان باتوں کا اصل مطلب بتاؤں گا جن پر آپ صبر

صَبْرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ

نہ کر سکے ﴿۷۸﴾ وہ کشتی تھی تو وہ چند مسکین لوگوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا کہ

اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ

اسے عیب دار کر دوں (کیونکہ) ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر صحیح سالم کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا ﴿۷۹﴾ اور وہ جو لڑکا تھا تو

لغات حضرت خضر علیہ السلام کا جواب — حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تجویز گزارش

ترجمہ ... جدائی کرنے کا وقت ہے اور حضرت خضر علیہ السلام کا جواب اس کی حکمت بیان

کشتی توڑنے کی حکمت — لڑکے کو قتل کرنے کی حکمت

ملاحظہ (۱) حجت عمل نہیں ہوتی بلکہ وقت کی ضرورت کی بنا پر قاعدہ کلیہ انتظام میں جس پر عمل کرنا ضروری ہے، اس کی تفصیل جاننے کے لیے ہماری شرح حصہ ۴ سے "جدید کا بیان" مطالعہ کیجیے۔ (۲) کائنات میں اللہ تعالیٰ کی خفیہ حکمتوں کا مکمل ادراک تمہیں ہمارا مکمل اس پر ایمان رکھنا اور ان کی تصدیق کرنا ہونا چاہیے۔ (۳) جب دو برائیوں کا سامنا ہو جن میں سے ایک بڑا اور ایک چھوٹا ہو تو بڑے نقصان سے بچنے کے لیے چھوٹے نقصان کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔

أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَآ أَن يُرْهِقَهُمَا طُغْيَٰنًا وَكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَأَرَدْنَآ أَن

ان کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ لڑکا انہیں بھی سرکشی اور کفر میں ڈھانپ دے گا ﴿٨٠﴾ تو ہم نے چاہا کہ

يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَوٰةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَأَمَّا ٱلْجِدَارُ فَكَانَ

ان کا رب انہیں پاکیزگی میں پہلے سے بہتر اور صلہ رحمی میں زیادہ قریب عطا فرمائے ﴿٨١﴾ رہی دیوار

لِغُلَٰمَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِى ٱلْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُۥ كَنزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَٰلِحًا ۚ

تو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی[1] اور اس دیوار کے نیچے ان دونوں کا خزانہ تھا[2] اور ان کا باپ نیک تھا[3]

فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبْلُغَآ أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ

تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں (یہ سب) آپ کے رب کی رحمت سے ہے

ع ۱۱ وَمَا فَعَلْتُهُۥ عَنْ أَمْرِى ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ وَ

اور یہ سب کچھ میں نے اپنے حکم سے نہیں کیا[4] یہ ان باتوں کا اصل مطلب ہے جس پر آپ صبر نہ کر سکے ﴿٨٢﴾ اور

يَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ

آپ سے ذوالقرنین کے متعلق سوال کرتے ہیں[5] فرما دیجئے میں عنقریب تمہارے سامنے اس کا کچھ حال پڑھ کر سناتا ہوں ﴿٨٣﴾ بیشک ہم نے اسے

ف ۱ دیوار سیدھی کرنے کی حکمت — حضرت ذوالقرنین کے واقعہ کے بارے میں انکار کے سوال کا جواب

حضرت ذوالقرنین کی مختصر سوانح

لغات ۲ اور اس موت بعض، قاف تحریر ہوتی ہے۔ ذوالقرنین کا معنی سے لئے جاتے ہیں یا بعد میں کیونکہ ایک وصف ہے اور اسی سے یا وہ اولاد ذوالقرنین کے حصول جنت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ۳ یتیم نابالغ لڑکے یا لڑکی کو کہتے ہیں جس کا باپ فوت ہو جائے حدیث پاک میں ہے کہ "جس نے مسلمانوں کے کسی یتیم بچے کے کھانے پینے کی ذمہ داری لی اللہ عزوجل اسے جنت میں داخل فرمائے گا مگر یہ کہ وہ ایسا گناہ کرے جس کی معافی نہ ہو۔ (ترمذی، ۳/۲۷۳، حدیث: ۱۹۲۴) ۴ باپ کے لئے مال چھوڑنا عتاب نہیں بلکہ حدیث پاک کے مطابق اولاد کے لئے مال چھوڑنا بہتر ہے فقیر محتاج چھوڑنے سے بہتر ہے ۵ والد ماں باپ نے اپنے کا فائدہ دینا میں کمی ملتا ہے اور آخرت میں بھی ملے گا۔ ۶ حضرت خضر علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے یہ کام کیا تھا شریعت کے خلاف کسی کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ۷ حضرت ذوالقرنین بادشاہ تھے انتظام حال اور انصاف پسند بادشاہ تھے حدیث پاک میں ہے کہ عادل حکمران کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (مسند، ص ۴ ۱۵، حدیث: ۱۹۳۱۴)

فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿۸۵﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۶﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ

میں میں اللہ ۔ یا اور ۔ سے ہر چیز کا سامان عطا فرمایا ○ تو وہ ایک راستے کے پیچھے چلا ○ یہاں تک کہ جب وہ

مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا

غروب ہونے کی جگہ پہنچا تو اسے ایک سیاہ پانی کے چشمے میں اترتا ہوا پایا اور اس چشمے کے پاس ہی ایک قوم کو پایا ہم نے فرمایا:

يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۷﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ

اے ذوالقرنین یا تو تو انہیں سزا دے یا ان کے بارے میں بھلائی اختیار کر ○ اس نے کہا: جو

ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۸﴾ وَاَمَّا مَنْ

ظلم کرے گا عنقریب ہم اسے سزا دیں گے پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا تو وہ اسے بہت برا عذاب دے گا ○ اور جو حال ہو

اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۹﴾ ثُمَّ

جو ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کیا تو اس کا بدلہ بھلائی ہے اور عنقریب ہم اس کو آسان کام کہیں گے ○ پھر وہ ایک رستے کے

اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۰﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ

پیچھے چلا ○ یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہونے کی جگہ پہنچا تو اسے ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتا پایا جن کے لیے ہم نے سورج سے

حل لغات: حضرت ذوالقرنین نے اس مہم کا مغرب کی طرف سفر — حضرت ذوالقرنین نے اس مہم کا ایک قوم پر اختیار فرمانا

بظاہر اس سے متعلق حضرت ذوالقرنین نے اس مہم کا یہ عمل سطحوں سے متعلق حضرت ذوالقرنین نے اس مہم کا ایسے

حضرت ذوالقرنین نے اس مہم کا مشرق کی طرف سفر اور ایک وحشی قوم کا سامنا

حل: ۲ علماء نے مسلم حکمران کی متعدد ذمہ داریاں بیان کی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں ۔ ان سے مستفاد احکام اور جس پر سلف امت کا اجماع ہے اس کے مطابق ان کا تحفظ کرنا۔ (2) لوگوں کے اختلافات اور جھگڑوں میں عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا۔ (3) لوگوں کے جان و مال چوروں اور لٹیروں سے حفاظت ۔ (4) اسلامی سرحدوں کا تحفظ۔ (5) شہروں کے راستوں کی حفاظت تاکہ جنگلی سانڈ سانپ اور آفت خطرناک وغیرہ کی روک تھام کرنا (6) حق داروں کی بیت المال سے مدد ۔ (7) لوگوں کے احوال وغیرہ کی معلومات کرتے رہنا۔ (احکام السلطانیۃ للماوردی ص ۲۸ ۔ ۲۹ ۔ ابن الاثیر) مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ قوم اس جگہ پر تھی جہاں ان سے سورج کے روشنی اور چیز پہاڑ درخت وغیرہ حائل نہ تھی اور وہاں پانی کی کمی کی وجہ سے کوئی عمارت قائم نہ ہو سکتی تھی اور وہاں کے لوگوں کا یہ حال تھا کہ طلوع آفتاب کے وقت غاروں میں گھس جاتے تھے اور زوال کے بعد نکل کر اپنے کام کاج کرتے تھے (ابن کثیر، الکہف تحت الآیۃ ۹۰، ۵/۲۲۱، روح البیان، الکہف، تحت الآیۃ ۹۰، ۵/۱۹۴ ملتقطاً)

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ۚ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ

کوئی آڑ نہیں رکھی تھی ﴿۹۰﴾ بات اسی طرح ہے اور جو کچھ اس کے پاس تھا سب کو ہم نے علم محیط ہے ﴿۹۱﴾ پھر وہ ایک اور رستے کے

سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ

پیچھے چلا ﴿۹۲﴾ یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان پہنچ تو ان سے ان پہاڑوں کے آگے بسنے والی قوم کو پایا جو کوئی بات سمجھتے

يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى

معلوم نہ ہوتے تھے ﴿۹۳﴾ انہوں نے کہا اے ذوالقرنین بیشک یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد مچانے والے ہیں تو کیا ہم آپ

الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا

کے لیے کچھ مال مقرر کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں ﴿۹۴﴾ ذوالقرنین نے کہا جس چیز پر مجھے

مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾

میرے رب نے قابو دیا ہے وہ بہتر ہے تو تم میری مدد قوت کے ساتھ کرو میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط فاصلہ بنا دوں گا

اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا

میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لاؤ یہاں تک کہ جب وہ دونوں پہاڑوں کے کناروں کے درمیان برابر کر دی تو ذوالقرنین نے کہا:

شان نزول علم کی شان — حضرت ذوالقرنین کی دعوت کا تیسرا سفر — مگر قوم سے ملاقات

یاجوج ماجوج سے متعلق قوم کی درخواست — حضرت ذوالقرنین کی دعوت کا جواب

مضبوط دیوار کی تعمیر اور یاجوج ماجوج کی آمد

حاشیہ ﴿۹۰﴾ مگر نبی میں بڑا تنوع ہے۔ ان کے رہنے سہنے کے طریقوں میں بھی بہت فرق ہے اور یہ سب قدرت اور حکمت خداوندی ہے۔ ﴿۹۲﴾ فساد فی الارض میں ہر طرح کی خلاف ورزی شرک، کفر، خرافات، اوہام، قتل و غارت گری، لوٹ مار، ظلم و ستم اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی پامالی شامل ہے اور یہ دین اسلام سے انحراف کی تمام صورتوں سے روکتا ہے اور دین میں فساد پھیلانے والوں پر قرآن مجید میں لعنت کی گئی اور قتل، عذاب جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ جو "فساد فی الارض" کرنے والے اسلامی انتظام پر عمل نہیں کر رہے بلکہ اس کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔ ﴿۹۳﴾ حضرت ذوالقرنین کی بات سے قوم سے مدد کرنے کا مطالبہ کیا جانا سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا شرک نہیں بلکہ جائز ہے۔ ﴿۹۴﴾ مسلمانوں کو تکنیکی ترقی میں ترقی کرنی چاہیے کہ ان کی بنا پر ظالم عوام بہت سے مسائل، مشکلات سے بچ جاتی ہے تیز رفتار معاشی خوشحالی اور دشمنوں سے حفاظت میں بھی بہت معاون ثابت ہوتی ہے

جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا

آگ دھونکا یہاں تک کہ جب اس نے اسے آگ کر دیا تو کہا کہ لاؤ میں اس پر پگھلا ہوا تانبا ڈال دوں ○ تو یاجوج

اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ

وہ اوپر نہ چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ کر سکے ○ ذوالقرنین نے کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ

دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿٩٨﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّ

آئے گا تو اسے پاش پاش کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے ○ اور اس دن ہم انہیں چھوڑ دیں گے کہ ان کا ایک گروہ دوسرے پر یلغار

نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿١٠٠﴾

کی طرح آئے گا اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو ہم سب کو جمع کر لیں گے ○ اور ہم اس دن جہنم کافروں کے سامنے لائیں گے ○

الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ ع

وہ جن کی آنکھیں میری یاد سے پردے میں تھیں اور حق بات سن نہ سکتے تھے ○

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ

تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی بنا لیں گے[2] بیشک ہم نے

ع رکوع

آسان: دیوار بننے کا مخصوص وقت — یاجوج ماجوج کا نکلنا — صور میں پھونکا جانا

ہر دو قیامت جہنم کافر کے سامنے لائی جائے گی — کافر کی عملی حالت — کافر کا ایک حیلہ

مطلب: (1) احادیث میں قیامت کی بہت سی علامات بیان کی گئی ہیں ان میں سے یہ دس بڑی علامات ہیں جو ظاہر ہوں گی۔ (2) دھواں کا ظاہر ہونا۔ (3) دجال کا نکلنا (4) سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا (5) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا (6) یاجوج ماجوج کا نکلنا (7) تین آدمیوں کا زمین میں دھنس جانا ایک مشرق میں ایک مغرب میں تیسرا جزیرۂ عرب میں (8) وہ آگ جو یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو ان کی قیامت گاہ کی طرف ہانک لے جائے گی۔ مسلم ص ۳۹۰ ج ۲ مشکوٰۃ ص ۴۹۰ (9) یعنی کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں جیسے حضرت عیسیٰ حضرت عزیر علیہما السلام فرشتوں وغیرہ اللہ کے سوا ان کی حمایتی بنا لیں گے اور ان سے کچھ نفع پا لیں گے؟ ان کا یہ گمان فاسد ہے بلکہ وہ میرے سخت دشمن ہیں اور ان سے بیزاری کا اظہار کریں گے کافروں کا گمان فاسد ہونے کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ ایمان والوں سے حسد کریں گے اور کافروں کی شفاعت کریں گے نہ کافروں کی

أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾

کافروں کی مہمانی کیلئے جہنم تیار کی ہے ○ فرما دو کہ کیا تمہیں بتا دیں کہ سب سے زیادہ ناقص عمل والے کون ہیں؟ ○

اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ

وہ لوگ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی حالانکہ وہ یہ گمان کر رہے ہیں کہ وہ اچھا

صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ

کام کر رہے ہیں ○ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا تو ان کے سب اعمال برباد

فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا

ہو گئے پس ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں کریں گے ○ یہ ان کا بدلہ ہے جہنم کا بوجہ اس کے کہ یہ

وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ

اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کو ہنسی مذاق بنایا ○ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کئے ان کی مہمان

لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَّوْ

کیلئے فردوس کے باغات ہیں ○ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، ان سے کوئی دوسری جگہ بدلنا چاہیں گے ○ تم فرما دو اگر

ترجمہ: سب سے زیادہ ناقص عمل والوں کی نشاندہی ۔ جنہیں کفار، رہبانیت اور ان کا دین سے ہٹ جانا ہے

کفار کے جہنم ہونے کا سبب ۔ مکمل مسلمانوں کا صلہ ۔ کلمات کی شان

حل لغات: ○ سچی وہ ہے جو قرآن و سنت سے مطابق ہے، اس سے علاوہ کوئی چیز بظاہر کتنی ہی سچی نظر آ رہی ہو مگر قرآن و حدیث کے خلاف ہے تو وہ جھوٹی ہے، کفار کے ظاہری اچھے اعمال اور مگر ہوس کی بدعتیں سب اسی میں شامل ہیں جیسے عیاشی والے یہ کوشش کرنے والے سمجھتے ہیں کہ وہ توحید پر ہیں یہ لوگ بھی اسی آیت میں داخل ہیں ○ جنتیں کتنی ہیں جن کے نام یہ ہیں ۔ ارجاء، الفردوس، عدن، خلد، المأوى، جنة الخلد، جنة الفردوس، جنة النعيم۔ ان میں فردوس سب سے اعلیٰ جنت ہے اور اس کی دعا مانگنے کی ترغیب دی گئی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو کیونکہ وہ جنتوں میں سب کے درمیان اور سب سے بلند ہے اور اس پر رحمن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ (بخاری ۲۷۹۰، ۷۴۲۳، ترمذی ۲۵۳۱)

كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ

سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہوجاتا تو ضرور سمندر ختم ہوجاتا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوتیں اگرچہ

جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ

ہم اس کی مدد کیلئے اتنا ہی سمندر اور لے آتے ﴿۱۰۹﴾ تم فرمادو میں تمہاری طرح بشر ہوں ﴿۱۱۰﴾ مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ

ایک ہی معبود ہے تو جو اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی

بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے ○

سُوْرَةُ مَرْيَمَ ۹ مکیۃ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیات ۹۸ رکوع ۶

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً

کٓہٰیٰعٓصٓ ﴿۱﴾ یہ تیرے رب کی مہربانی کا بیان ہے اپنے بندے زکریا پر ﴿۲﴾ جب اس نے اپنے رب کو آہستہ سے

خَفِيًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ

پکارا ﴿۳﴾ عرض کی اے میرے رب بیشک میری ہڈی کمزور ہوگئی اور سر سے بڑھاپے کا شعلہ چمک رہا ہے اور اے میرے رب میں

مناسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مغفرت شریعت — ملاقات الٰہی کا یقین — اعمال صالحہ

حضرت زکریا علیہ السلام پر رحمت الٰہی کا ذکر — حضرت زکریا علیہ السلام کا اولاد کے لیے دعا کرنے کا انداز

ربط ﴿۱﴾ آیت میں کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت کے کلمات ہیں جن کی کوئی انتہا نہیں ﴿۲﴾ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی بشر کہا گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت نور ہے اور ظاہری صورت بشر کی ہے ﴿۳﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مراد نبی ہے صالح بیٹا عطا فرمانا ہے اور بیٹا عطا فرمانے کے تذکرے کو رحمت الٰہی کا تذکرہ فرمایا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا صالح بیٹا اللہ عزوجل کی بڑی رحمت ہے خصوصاً جب بڑھاپے میں عطا ہو ﴿۴﴾ بلند آواز سے دعا مانگنا جائز ہے احادیث سے ثابت ہے البتہ آہستہ اور میں دعا مانگنا افضل ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا آہستہ ارشاد فرمانا اس شخص کے برابر ہے جو سوئے ہوئے کو جگانے والے کے ساتھ جاتا ہے (فردوس الاخبار ۲ ۲۱۳ حدیث ۳۰۳۹)

بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ

اے میرے رب! میں تجھے پکار کر کبھی محروم نہیں رہا ۝ اور بیشک مجھے ہے بعد اپنے رشتے داروں کا ڈر ہے اور میری بیوی

عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ

بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے ایک ایسا وارث عطا فرما دے ۝ جو میرا جانشین ہو اور یعقوب کی اولاد کا وارث ہو اور اے میرے

رَبِّ رَضِيًّا ۝ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ

رب! اسے پسندیدہ بنا دے ۝ اے زکریا! ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے ہم نے اس سے پہلے کسی اور کا نام

قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ

کوئی ہم نام نہ بنایا ۝ عرض کیا اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی حد سے سوکھ کر

مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ

کانٹا ہو چکا ہوں ۝ فرمایا ایسا ہی ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ میرے لیے بہت آسان ہے اور میں نے تو اس سے پہلے تجھے پیدا

قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ

کیا حالانکہ تو کچھ بھی نہ تھا ۝ عرض کیا اے میرے رب! میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دے فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو لوگوں سے

نام حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کے بارے میں ۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت

فرشتوں کے ذریعے بشارت دیئے جانے کے طریقے سے متعلق سوال اور اس کا جواب ۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی ایک درخواست اور اس کی قبولیت

حالقہ ① حضرت زکریا علیہ السلام کو اپنے بھائی بھتیجوں کے شریر ہونے کی وجہ سے یہ خوف تھا کہ کہیں میرے بعد یہ لوگ دین میں بدعتیں نہ ایجاد کر دیں اور صحیح طور پر دین کی خدمت نہ کریں اس لئے آپ علیہ السلام نے اپنی پشت سے نیک بیٹے کی دعا کی تاکہ وہ ان کے بعد دین کو درست رکھے ۔ ② یہاں وراثت سے علم کی وراثت مراد ہے مال کی وراثت مراد نہیں ۔ حدیث پاک میں ہے انبیاء کرام علیہم السلام نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہیں بنایا بلکہ انہوں نے صرف علم کا وارث بنایا تو جس نے علم لیا اس نے بڑا حصہ پایا (ترمذی ج ۲ ص ۱۳۱ ابواب العلم) ③ حضرت زکریا علیہ السلام نے اس طرح عرض کرنے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت پر کسی عدم یقین کا اظہار مقصود نہیں ہے بلکہ اس کلام سے آپ کا مقصود یہ معلوم کرنا تھا کہ بیٹا کس طرح عطا کیا جائے گا کیا آپ کی اور بیوی جوان عطا کی جائے گی یا اسی عمر میں بیٹا عطا کیا جائے گا

ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ

ہوتے ہوئے تین رات لوگوں سے کلام نہ کر سکے گا ۝ پس وہ اپنی قوم کی طرف محراب سے باہر نکلے تو انہیں اشارہ سے کہا

سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَّ

صبح و شام تسبیح کرتے رہو ۝ اے یحییٰ کتاب کو مضبوطی سے تھام لے اور ہم نے بچپن ہی میں اسے حکمت عطا فرمائی تھی ۝

حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا

اپنی طرف سے محبت اور پاکیزگی دی تھی اور وہ بڑا پرہیزگار تھا ۝ اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا تھا اور وہ سرکش

عَصِيًّا ۝ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ وَاذْكُرْ

نافرمان نہیں تھا ۝ اور جس پر سلامتی ہے جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ فوت ہوگا اور جس دن وہ دوبارہ اٹھایا جائے گا ۝ اور کتاب

فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ

میں مریم کا ذکر کر جب وہ اپنے گھر والوں سے مشرقی جانب میں الگ ہو گئی ۝ پھر ان لوگوں سے اس نے پردہ

دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۠ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّىْٓ

کر لیا پھر ہم نے اس کی طرف اپنا فرشتہ (جبرئیل) بھیجا تو وہ اس کے سامنے پورے آدمی کی صورت بن کر آیا ۝ مریم نے کہا میں تجھ

ع ۱۵ ۱۶

نوٹ حضرت زکریا علیہ السلام کی قوم کو اشارہ سے ذکر کی تلقین — حضرت یحییٰ علیہ السلام کو آپ پر الہامات نبی کا بیان

حضرت یحییٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا سلام — حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے واقعات یاد دہانی

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا پردہ کرنا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی بشری صورت میں آمد — حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو تسلی کرنا

لغات پہلے زمانہ میں جاسوسی کا رواج بھی ہوتا تھا اس لئے ہماری شریعت میں چپکے سے کلام کرنا مکروہ ہوگیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوم وصال تک روزانہ بغیر مسلسل روزہ رکھے ۱۴ چپکے کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۲) حنانا۔ حنان کا معنی ہے رحمت والی کی رحمت اور کثیر خیر والا۔ اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر رحمت فرمائی یا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے دل میں رحمت پیدا فرمادی تاکہ آپ والدین اور لوگوں پر مہربانی کریں۔ جبارا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نافرمان کے ساتھ سختی کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو سرکش نافرمان نہیں بنایا۔ بارہ ربیع الاول کے دن اللہ تعالیٰ نے حبیب تمام انبیاء کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن بنایا ہے اور اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سی نعمتیں نازل فرمائی ہیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا یہاں تین جگہ سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں اور کچھ دوسروں نے فرمایا یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ دن ان کی پیدائش کے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لتنذر یوم التلاق"

أَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ

سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں ۔ تجھے خدا کا ڈر ہے ﴿١٨﴾ کہا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں تجھے پاک

لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾

پاکیزہ بیٹا عطا کروں ﴿١٩﴾ مریم نے کہا میرے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ مجھے کسی آدمی نے چھوا تک نہیں اور نہ میں بدکار ہوں ﴿٢٠﴾

قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ

جبرئیل نے کہا ایسا ہی ہوگا تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ میرے لئے بہت آسان ہے اور تاکہ ہم اسے لوگوں کیلئے نشان بنائیں اور اپنی طرف

وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾ فَاَجَآءَهَا

سے رحمت بنائیں اور یہ کام ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے ﴿٢١﴾ پھر مریم حاملہ ہوگئیں تو اسے لے کر دور کی جگہ چلی گئی ﴿٢٢﴾ پھر درد زہ

الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا

پیدا ہونے کا درد اسے ایک کھجور کے تنے کی طرف لے آیا وہ کہنے لگی کاش کہ میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی بسری

مَّنْسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَ

ہو جاتی ﴿٢٣﴾ تو اسے اس کھجور کے نیچے سے پکارا کہ غم نہ کر بیشک تیرے رب نے تیرے نیچے چشمہ بہا دیا ہے ﴿٢٤﴾ اور

ربط حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تشریف آوری کا مقصد

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا مقولہ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جواب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی نشانی اور رحمت بنایا گیا — حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے حمل اور مصاحبہ واقعات

لغات ۱ ۔ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ کے بعض کاموں کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے جیسے کسی کو بیمار دینا اور حقیقت اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تجھے پاکیزہ بیٹا دینے آیا ہوں ہمارے عرف میں لوگ بیٹے دیتے ہیں اور یہاں عرف منسوب ہوتے ہیں ایسے لوگوں پر تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کے کلام کا محمل اچھا مطلب بنانا واجب ہے ۔ ۲ ۔ پاکدامن عورت کی پہچان یہ ہے کہ اس میں شرم و حیا ہو اس سے لوگوں سے پہلے کسی مرد کے ساتھ ولی تعلق قائم نہ کیا ہو ۔ ۳ ۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا سے حاملہ ہونے کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان کے منہ یا گریبان میں پھونک ماری تو اسی وقت انہیں محسوس ہو گیا کہ حمل ٹھہر گیا ہے ۔ ۴ ۔ جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو درد زہ شدت سے مرنے کی تمنا کی تو اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وادی کے نیچے سے پکارا کہ غم نہ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کے نیچے آپ کے رب نے قریب چشمہ بہا دیا ہے ۔

هُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَ

کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلا، وہ تم پر تازہ پکی کھجوریں گرائے گا ﴿۲۵﴾ تو کھا اور پی اور

قَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ

آنکھ ٹھنڈی رکھ پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو اسے کہہ دینا کہ میں نے اللہ رحمٰن کیلئے روزہ کی نذر مانی ہے تو میں

صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ

ہرگز آج کسی آدمی سے بات نہیں کرونگی ﴿۲۶﴾ پھر مریم اسے اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس لائیں تو لوگ کہنے لگے اے مریم بیشک

جِئْتِ شَيْـــًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ

تو بہت ہی عجیب و غریب چیز لائی ہے ﴿۲۷﴾ اے ہارون کی بہن! تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں

بَغِيًّا ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ

بدکار تھی ﴿۲۸﴾ اس پر مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا وہ کہنے لگے ہم اس سے کیسے بات کریں جو گہوارے میں بچہ ہے ﴿۲۹﴾ بچے نے

اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا

فرمایا بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے ﴿۳۰﴾ اور اس نے مجھے مبارک بنایا ہے جہاں میں کہیں بھی

شان نزول: بچے کے کلام کرنے کی حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں کی طرف اشارہ اور لوگوں کا اعتراض کرنا گود میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اشارہ کرنا

فائدہ: ① دین اسلام میں صبح سے رات تک خاموش رہنے کا روزہ رکھنا منسوخ ہو جانے کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم یا فقہاء اس کی مشروعیت بھی جائز نہیں البتہ خاموشی کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔ (سنن دارمی ۲۷۵۳ حدیث ۲۷۵۹) ② حضرت مریم رضی اللہ عنہا ان کی قوم نے لوگوں سے باتیں نہ کرنے کی وجہ سے یہ باتیں کی گئی ہے واللہ اعلم۔ تکمیل میں تیف بہت نیک، صالح شخص تھا ہم اس علاقہ کے نقش اول پر بزرگوں سے تشبیہ دینے کے لیے آپ کو وارثین کی بجائے کہہ رہے ہیں۔ صالحین بابرکت ہوتے ہیں اور ان سے نسبت رکھنے والی اشیاء بھی بابرکت ہو جاتی ہیں جن سے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں جیسے ان کی برکت سے مصائب و مشکلات دور ہوتی ہیں اور مریضوں کو شفا ملتی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک چاندی کی ڈبیا میں تھے۔ جب کوئی بیمار ہوتا تو وہ ان بالوں سے تبرک حاصل کرتے اور ان کی برکت سے شفا پاتے۔ (سنن ابی داؤد ۴۱۵۱، صحیح الجامع ۵۸۹۶)

كُنْتُ ۚ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۲﴾ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ ۫

ہوں اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک میں زندہ رہوں ﴿۳۲﴾ اور مجھے اپنی والدہ سے اچھا سلوک کرنے والا بنایا

وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿۳۳﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ

اور مجھے متکبر بدنصیب نہ بنایا ﴿۳۳﴾ اور مجھ پر سلامتی ہو جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں وفات پاؤں اور جس دن

اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۴﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۳۵﴾ مَا كَانَ

زندہ کیا جاؤں ﴿۳۴﴾ یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا یہ سچی بات ہے جس میں یہ شک کر رہے ہیں ﴿۳۵﴾ اللہ کیلئے لائق

لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۚ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ

نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے وہ پاک ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو اسے صرف یہ فرماتا ہے ہو جا تو وہ ہو

فَيَكُوْنُ ﴿۳۵﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳۶﴾

جاتا ہے ﴿۳۵﴾ اور عیسیٰ نے کہا بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے تو اس کی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے ﴿۳۶﴾

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ

پھر گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا ﴿۳۷﴾ تو کافروں کے لئے خرابی ہے بڑے دن کی

عَظِيْمٍ ﴿۳۷﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ

حاضری سے، اس دن کتنے اندھے اور دیکھتے ہوں گے جس دن وہ ہمارے پاس حاضر ہوں گے لیکن آج ظالم کھلی گمراہی

خلاصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق حق کفر یہ اور قدرت الٰہی — حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے عبادت الٰہی کی دعوت

عیسائیوں کے اختلاف کی طرف اشارہ اور کفار کے لئے وعید

ربط جب تک آدمی زندہ ہے تب تک وہ عبادت اور شرعی احکام کا پابند ہے الا یہ کہ اسے کوئی ایسا شرعی عذر لاحق ہو جو اسے شرعی عبادات سے ساقط ہو جاتا ہے جیسا کہ پاگل ہونا شیدائی ہونا وغیرہ اور یہ بات ہم اللہ تعالیٰ کی حکمت کامل کر چکے ہیں اب ہم پر دوں عبادت کی نہیں ہی ۔ ﴿۲﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کا بندہ اور برحق نبی ہونا ہے اور یہ ان کے حوالے سے شک دور کرنا تھا کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے ﴿۳﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حقیقت حال واضح ہو جانے کے باوجود لوگوں نے نظریات میں اختلاف کیا ہوا بعض کہنے لگے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اللہ کے خود ساختہ پر آسمان پر اٹھا لیا گیا پھر آسمان پر چڑھ گیا۔ بعض کا کہنا تھا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے جب تک چاہا اسے زمین پر رکھا پھر اللہ تعالیٰ اور بعض اس سے قائل تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جدا ہوئے تھے قتل کیا اور پھانسی پر لٹکا دیا تھا۔

مُّبِيْنٍ ۝ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ

میں ہیں ۝ اور تو انہیں ڈر سنا اس پچھتاوے کے دن سے جب فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝ ع وَ

نہیں مانتے ۝ بیشک ہم اور جو کچھ اس پر ہے سب سے وارث ہم ہوں گے اور سب ہماری ہی طرف لوٹائے جائیں گے ۝ اور

اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۘ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ

کتاب میں ابراہیم کو یاد کر بیشک وہ بہت ہی سچے نبی تھے ۝ جب اپنے باپ سے فرمایا اے میرے باپ تو کیوں

تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ

ایسے کی عبادت کرتا ہے جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ تجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے ۝ اے میرے باپ بیشک میرے پاس

الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ

وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں تو میری پیروی کر میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں گا ۝ اے میرے باپ شیطان کا پوجنا نہ کر

اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ

بیشک شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے ۝ اے میرے باپ میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمٰن کی طرف سے کوئی عذاب پہنچے

مضمون قیامت سے ڈرانے کا حکم اور کفار کی غفلت و انکار — عظمت ہی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ اور اس کی شان — حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کو تبلیغ

حاشیہ ۴ قیامت کا دن ایسا ہے جس میں کفار لوگ اپنی ہر بداعمالی کا انجام دیکھ کر پچھتائیں گے اس لئے اسے یوم الحسرۃ یعنی حسرت کا دن کہتے ہیں۔ ۵ عربی لفظ صدیق ایک معنی سے بہت سچ بولنے والا اور دوسرے معنی سے حضرت سے تصدیق کرنے والا ہے ۶ یہاں باپ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا آزر ہے اور چچا کو باپ جیسا ہونے کی وجہ اور محاورے کے مطابق کہا ہے ۷ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے خاندان کو بھی تبلیغ کرنی چاہیے ۸ اس سے معلوم ہوا کہ اتباع سے لائق اصل چیز علم ہے باپ ہونا یا عمر میں بڑا ہونا کسی لائق نہیں کوئی شخص عمر میں بڑا ہو اور دین کا علم نہ ہو جبکہ اس کی اولاد یا قرابتی عزیزوں میں سے کوئی عمر میں کچھ چھوٹا ہے لیکن دین کا علم رکھتا ہو تو اس کی اتباع کرنی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کے ساتھ بندوں کو بلندی عطا فرماتا ہے تو کبھی بعض لوگوں کے کاموں میں قائد و رہنما اور عالم بناتا ہے جن کے نقش قدم پر چلا جاتا اور ان کے اعمال کی پیروی کی جاتی ہے۔ جامع بیان العلم وفضلہ ص ۱۰۰، حدیث ۱۴۴۹

الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ

تو شیطان کا ساتھی ہو جائے ﴿۴۵﴾ بولا کیا تو میرے معبودوں سے منہ پھیرتا ہے؟ اے ابراہیم باز نہ آئی تو میں تجھے پتھر مار

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ

کا اور تو عمر بھر کے لیے مجھ سے الگ ہو جا ﴿۴۶﴾ ابراہیم نے کہا تجھ پر سلام ہے، عنقریب میں تیرے لیے اپنے رب سے معافی مانگوں گا[1] بیشک

رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا

وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے ﴿۴۷﴾ اور میں تم سب سے اور اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو ان سے الگ ہوتا ہوں اور میں اپنے

رَبِّيْ ۖ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ

رب کی عبادت کرتا ہوں، قریب ہے کہ میں اپنے رب سے دعا مانگنے کی وجہ سے بدبخت نہ ہوں گا ﴿۴۸﴾ پھر جب ابراہیم ان سے اور اللہ

دُوْنِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ

کے سوا جنہیں وہ پوجتے تھے ان سے جدا ہو گئے تو ہم نے اسے اسحاق اور (اس کے بعد) یعقوب عطا کئے اور ان سب کو ہم نے

رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى ۚ اِنَّهٗ

نبی بنایا ﴿۴۹﴾ اور ہم نے انہیں اپنی رحمت عطا کی اور ان کے لیے سچی بلند شہرت رکھی ﴿۵۰﴾ اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کر بیشک وہ

ع ۳

لغات: بچوں کی طرح سے جواب — بچوں کو دی جانے والی سلام — استغفار کا وعدہ — حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہجرت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت اور ان کو عطا کی جانے والی نعمتیں — حضرت اسحاق علیہ السلام کا تذکرہ اور ان کی عظمت شان

حل: (۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے چچا سے یہ وعدہ کہ عنقریب میں تمہارے لئے اپنے رب سے معافی مانگوں گا اس وجہ سے تھا کہ آپ علیہ السلام کو ان کے ایمان لانے کی توقع تھی اور جب آپ علیہ السلام پر یہ واضح ہو گیا کہ وہ ایمان نہیں لائے گا تو ان سے بعد آپ علیہ السلام بیزار ہو گئے۔ پھر کبھی ان کے لئے مغفرت کی دعا نہ کی۔ (۲) نیکی شہرت سے مراد یہ ہے کہ ہر آنے والے مسلمان خواہ یہودی یا عیسائی سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ثناء تعریف کرتے ہیں اور مسلمانوں میں تو نمازوں کے اندر التحیات پڑھ کر آپ پر درود بھیجا جاتا ہے۔ دعائے قنوت اور نماز جنازہ میں بھی جنہیں آپ کی شہرت کی طلب محمود ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے ثنا فرمایا۔ جھوٹے جھگڑے بکریوں کے چرواہوں کی طرح آپس میں کرنے والے جاہلوں کی محبت سے مسلمان کو بچنا چاہیے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۲ طبری ج ۱۶ ص ۲۹)

كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥٤﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَ

چنا ہوا بندہ تھا اور وہ نبی رسول تھا ﴿٥٤﴾ اور ہم نے طور کی داہنی جانب سے پکارا اور

قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿٥٥﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿٥٦﴾ وَاذْكُرْ فِي

ہم نے اسے پاس رکھ کر خاص طور پر قریب بنایا ﴿٥٥﴾ اور ہم نے اپنی رحمت سے اس کے بھائی ہارون کو بھی نبی دیا تھا ﴿٥٦﴾ اور

الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥٧﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ

کتاب میں اسماعیل کا بیان کر، بیشک وہ وعدے کا سچا تھا اور غیب کی خبریں دینے والا رسول نبی تھا ﴿٥٧﴾ اور وہ اپنے

اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿٥٨﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتا تھا اور وہ اپنے رب کے ہاں بڑا پسندیدہ بندہ تھا ﴿٥٨﴾ اور کتاب میں ادریس کو

اِدْرِيْسَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿٥٩﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٩﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

یاد کر، بیشک وہ بہت ہی سچا نبی تھا ﴿٥٩﴾ اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھا لیا ﴿٥٩﴾ یہ وہ نبی ہیں جن پر

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۗ وَّمِنْ

اللہ نے انعام فرمایا جو آدم کی اولاد میں سے ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا اور ابراہیم اور

ربط حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ اور ان کی شان ﴿حضرت ادریس اور علی علیہ السلام کا تذکرہ اور ان کی عظمت و شان﴾

﴿انبیاء کی شان اور آیات الٰہی سنتے وقت ان کا حال﴾

لغات ﴿۱﴾ تمام انبیاء کرام علیہم السلام عقل سے بچے ہی ہوتے ہیں مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کا خصوصی طور پر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام اس صفت میں بہت زیادہ ممتاز تھے۔ وعدہ پورا کرنا تمام انبیاء سے اور وعدہ خلافی منافق کی نشانی ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ منافق کی تین نشانی ہے کہ جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔ (بخاری، ص ۸۸۰، حدیث ۲۱۳۳) ﴿۲﴾ گھر والوں کو نماز کا حکم دینے کا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو حکم دیا ہے ہمیں بھی چاہئے کہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کریں اور اس کے علاوہ ان تمام کاموں کا بھی حکم کریں جو ان کے حق میں بہتر ہیں۔ ﴿۳﴾ حضرت ادریس علیہ السلام کو بلند مکان پر اٹھانے سے مراد آپ علیہ السلام کے مرتبے کی بلندی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے اور زیادہ صحیح یہی قول ہے کہ آپ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے۔ ﴿۴﴾ انبیاء علیہم السلام پر انعامات الٰہیہ اور ان کی عظمت، شان بیان کرنا قرآن کا طریقہ اور یہ گواہی میں محبوب عمل ہے خواہ وہ محفل میلاد کی صورت میں ہو یا کسی اور انداز میں۔

ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

یعقوب کی اولاد میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے جنہیں ہم نے ہدایت دی اور چن لیا جب ان کے سامنے رحمٰن کی آیتیں تلاوت

اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا

کی جاتی ہیں تو یہ سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے گر پڑتے ہیں ۝ ان کے بعد وہ نالائق لوگ ان کی جگہ آئے انہوں نے نمازوں

الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ

کو ضائع کیا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی تو عنقریب وہ جہنم کی خرابی سے دوچار کئے جائیں گے ○ مگر جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور

عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۝ جَنّٰتِ عَدْنِ

نیک کام کئے تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی زیادتی نہیں کی جائے گی ○ ہمیشہ رہنے کے ان باغوں میں جو داخل ہوں گے

الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا

جس کا وعدہ رحمٰن نے اپنے بندوں سے ان دیکھے کیا ہے بیشک اس کا وعدہ آنے والا ہے ○ وہاں باغات میں کوئی بیکار بات

لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ۭ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ

نہ سنیں گے مگر سلام اور ان کے لئے وہیں صبح و شام روزی ہے ○ یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے ان کو بنائیں گے

عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا

جو پرہیزگار ہو ○ اور ہم فرشتے صرف آپ کے رب کے حکم سے ہی اترتے ہیں۔ سب کی کل اسی کا ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ

السجدة ۵

لغات: بے معنی اور نقصان دہ واہیات کے مقابلہ میں سلام — توبہ سے دونوں کا سلسلہ — رحمت سے علامات

جنت سے وارث پرہیزگار لوگ ہیں — فرشتوں کا اترنا حکم الٰہی کے تابع ہے

حاشیہ: ۱ کلام الٰہی سن کر رونا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی آیات قرآنی سنا کر رویا کرتے تھے۔ ۲ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم الشان جنتوں کے گھر جنت کو لغو اور بیکار باتوں سے پاک فرمایا ہے۔ جن کی زندگی، یہ بھی لغو سے پاک ہوگی وہ قیامت میں ان شاء اللہ اس گھر میں جائیں گے جو لغو سے پاک ہوگا یعنی جنت۔ ۳ جنت متقی اور پرہیزگار مسلمان دیئے گئی اور گناہگار مسلمانوں کو بھی جو جنت میں گئی وہ اس لئے گئی کہ گناہوں کی معافی یا سزا پا کر گناہوں سے جانے کے بعد ہی ملے گی یعنی جنت میں داخل ہوتے وقت وہ بھی گناہوں سے پاک ہو چکے ہوں گے

خَلَفْنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

ہمارے پیچھے اور جو ان کے درمیان ہے اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں ہے ○ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے

بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ

سب کا رب (بھی ہے) تو اسی کی عبادت کرو اور اس کی عبادت پر ثابت رہو کیا تم اللہ کا کوئی ہم نام جانتے ہو؟ ○ اور آدمی کہتا ہے

ع ۴ ۱۵ ۱۲

ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ

کیا جب میں مر جاؤں گا تو عنقریب زندہ کر کے نکالا جاؤں گا؟ ○ کیا آدمی یاد نہیں رکھتا کہ ہم نے اس سے پہلے پیدا

وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ

کیا حالانکہ وہ کوئی چیز نہ تھا ○ تو تیرے رب کی قسم ہم انہیں اور شیطانوں کو جمع کریں گے پھر انہیں دوزخ کے

جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾

گرد گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے ○ پھر ہر گروہ سے ان میں جو رحمٰن سے زیادہ سرکش ہوگا

ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ

پھر ہم انہیں خوب جانتے ہیں جو اس میں جلنے کے زیادہ لائق ہیں ○ اور تم میں سے ہر ایک دوزخ پر سے گزرنے والا ہے

ربط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر و عبادت کی تاکید — مرنے کے بعد جینے پر کافر کا شک اور اس کا جواب

قیامت کے دن کفار کا غیر تناسب حال — پل صراط کا بیان اور اس پر گزرنے والوں کا حال

لغات ۱ شہ لغوی اس سے پاک ہے کہ وہ کچھ بھول جائے ان لوگوں کو جو اس سے سخت مرعوب ہیں جو حال میں کسی بڑے کے بارے میں یا کسی چیز کے بارے میں بول دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو سے بھول ہی گیا ہے۔ یہ کہنا صریح کفر ہے اور یہ ہے اس کا کفر ہے اور اس پر توبہ واجب ہے ایمان فرض ہے۔ ۲ صبر سے خوشی پر صبر کرنے کا حکم میں عبادت ناممکن نہیں بلکہ خوشی غمی ہر حال میں ہمیشہ عبادت کرنی چاہیے۔ یہی حکم ہے اور یہی بارگاہ صمدیت میں محبوب ہے۔ ۳ آیت میں انسان سے مراد وہ کفار ہیں جو موت کے بعد دوبارہ جینے جانے سے منکر تھے ۴ یہاں سے بات سے مراد یا تو کافر ہے یا مطلقاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے الا ان دونوں میں سے جو ظرو ناخرمانی میں سب سے زیادہ سخت ہوگا اسے سب سے پہلے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ ۵ صراط ایک پل ہے جسے جہنم کی پشت پر نصب کیا جائے گا یہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے ہر ایک کو اس پر سے گزرنا ہوگا اپنے اپنے اعمال کے مطابق لوگ مختلف رفتار سے یہ پل پار کریں گے اس پل کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے لٹکے ہوئے ہوں گے جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا وہ پکڑ لیں گے بعض تو صحیح سلامت نجات پا جائیں گے اور بعض کو جہنم میں گرا دیں گے۔

كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا

یہ تمہارے رب پر لازم ہے جس کا فیصلہ کیا ہوا ہے ﴿٧١﴾ پھر ہم ڈر والوں کو بچا لیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرے

جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

ہوئے چھوڑ دیں گے ﴿٧٢﴾ اور جب ان کے سامنے ہماری روشن آیتیں کی تلاوت کی جاتی ہے تو کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں

اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿٧٣﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ

دونوں گروہوں میں کس کا مکان بہتر اور مجلس اچھی ہے ﴿٧٣﴾ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کر دیں جو

هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿٧٤﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ

سازوسامان میں اور دکھاوے میں ان سے زیادہ اچھے تھے ﴿٧٤﴾ تم فرما دو جو گمراہی میں ہو تو اسے رحمٰن خوب ڈھیل دے

حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ۭ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ

یہاں تک کہ جب وہ اس چیز کو دیکھیں جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا عذاب یا قیامت تو وہ جان لیں گے کہ کس کا

شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿٧٥﴾ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۭ وَالْبٰقِيٰتُ

درجہ برا اور کس کی فوج کمزور ہے ﴿٧٥﴾ اور ہدایت پانے والوں کی ہدایت زیادہ فرماتا ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب

الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿٧٦﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا

کے ہاں ثواب کے اعتبار سے بہتر اور انجام کے لحاظ سے بہتر ہیں ﴿٧٦﴾ تو کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کیا

لغات آیت قرآن سن کر کفار کا ایک عذر اس کفار کو جواب اہل ایمان کی ہدایت میں اضافہ کی بشارت

یک نافرمان کی سزا اس کفار اور تنبیہ

ملی ☆ دنیا کے مال و دولت اور منصب پر فخر، ظہر کفار کا طریقہ ہے یہ بہت مذموم عمل ہے حدیث پاک میں ہے کہ تکبر میں اور غرور و تکبر کی وجہ سے بغیر حساب کے جہنم میں جائیں گے۔ (کنز العمال، ۸، ۷۰، حدیث ۴۴۰۲۲، ابن السنی عشرہ) ☆ ان سے نیک اعمال مراد ہیں جن کے شروع انسان کے بعد باقی رہتے ہیں جیسے پنج گانہ نمازیں تسبیح و تحمید اور حمد عبادت۔ حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ماتیت صالحات کی تفسیر کا حکم دیا صحابہ نے عرض کی ہمیں کیا پڑھیں؟ فرمایا اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ پڑھا کرو۔ (مسند احمد، حدیث ۱۵۰۱۴، حدیث ۴۰۰)

وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾

اور کہتا ہے مجھے ضرور مال اور اولاد دیئے جائیں گے ○ کیا اسے غیب پر اطلاع ملی ہے یا اس نے رحمٰن کے پاس کوئی عہد کر رکھا ہے؟ ○

كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَ

ہرگز نہیں اب ہم لکھ لیں گے جو وہ کہتا ہے اور اسے خوب بڑھا چڑھا کر عذاب دیں گے ○ اور وہ جو چیزیں بول رہا ہے ان سب کا ہم وارث ہوں گے اور

يَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ۭ

وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا ○ اور انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کے لیے سفارشی بن جائیں ○ ہرگز نہیں

سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ

عنقریب وہ (جھوٹے معبود) ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے اور وہ ان کے مخالف بن جائیں گے ○ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے کافروں

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ

پر شیطان چھوڑ رکھے ہیں کہ وہ انہیں خوب اکساتے ہیں ○ تو تم ان پر جلدی نہ کرو ہم تو ان کے لیے گنتی کر رہے ہیں ○ یاد رکھو

ربط: جنوں سے متعلق مشرکانہ خیالات کا باطل کیا جانا اور ان کی تردید کے ساتھ معاد میں حشر الٰہی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی کہ

مرنے کے بعد قیامت پر ہیر گاروں کا کرام اور کفار کا حشر

فائدے: ① امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ کاموں میں مبتلا رہے اس پر لازم ہے کہ اس کی رحمت کی امید نہ رکھے جو شخص گناہ کا ارادہ کرے تو ایسے شخص کا مغفرت کی امید رکھنا بیوقوفی ہے اور اس طرح کی امید رکھنے والے شخص کی امید جیسی ہے جو کھیتی بوئے بغیر پھل کی امید رکھے یا بیج ڈالے بغیر کھیتی کی امید رکھے (احیاء علوم الدین ۴/۱۴۴) البتہ یہ بیان سے باہر ہے جو شخص توبہ کرے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور اس کے گناہ معاف فرما دے گا اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نصیحت ہے جو اللہ تعالیٰ کے ظلم کی طرف سے بے خوف ہیں اور گناہ کرنے کے بعد یہ کہہ کر دل کو تسلی دیتے ہیں کہ اللہ معاف کرے گا اللہ تعالیٰ انہیں عقل سلیم عطا فرمائے آمین ② یعنی جب وہ محشر کے میدان میں حاضر ہوگا تو اس کے ساتھ کوئی مال نہ ہوگا اور نہ اولاد بلکہ بالکل تنہا ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن اور بے ختنہ لائے جائیں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مرد اور عورتیں سب ایک ساتھ ہوں گے ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا وہ دن اس سے سخت تر ہوگا کہ بعض بعض کی طرف نظر کرے (بخاری، مسلم، ابن ماجہ، مسند احمد) ③ اس سے مراد ان کے اعمال کی گنتی کرنا مراد ہے یا ان کے سانس کی گنتی کرنا یا ان کے جسم کے جوڑوں کی گنتی کرنا مراد ہے جو ان کے عذاب کے واسطے مقرر ہے۔

نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾

جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف مہمان بنا کر لے جائیں گے ○ اور مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے ہانکیں گے ○

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ

وہ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہ جس نے رحمٰن کے پاس عہد لے رکھا ہے ○ اور کافروں نے کہا:

الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ

رحمٰن نے اولاد اختیار کی ہے ○ بیشک تم بیہودہ بات لائے ہو ○ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ پڑیں اور

تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ

زمین کھل جائے اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں ○ اس سے کہ انہوں نے رحمٰن کے لیے اولاد کا دعویٰ کیا ○ حالانکہ

لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي

رحمٰن کے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے ○ آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب رحمٰن کے حضور بندے ہو

الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

حاضر ہوں گے ○ بیشک ان سے کسی کو گھیر رکھا ہے اور ان کو ایک ایک کر کے خوب گن رکھا ہے ○ اور ان میں ہر ایک روز قیامت

فَرْدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ

اس کے حضور تنہا آئے گا ○ بیشک وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے عنقریب رحمٰن ان کے لیے محبت پیدا

وقف لازم — وقف لازم

مفردات: شفاعت کرنے کے حق ہونے کی — اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنے والوں کا —

قیامت کے دن حاضری کی کیفیت — متقین و مومنین کی علامت

حاشیہ: ① عقیدۂ تنزیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات ہمیشہ سے تمام نقائص و عیوب اور ہر قسم کے عیبوں اور کمزوریوں سے پاک ہیں اور کسی چیز سے بھی پاک ہیں جس میں کوئی نقص و عیب ہے مثلاً زمان، یعنی کسی وقت میں ہونا، مکان، یعنی کسی جہت مکان، ماں، شریک اور اولاد سے بھی پاک ہے (تفہیم القرآن، صفحہ ۲۹۱، ۳۰۱) ② یعنی اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت سے سب و کچھ رکھا ہے اور ہر ایک نے سانس لینے والوں کی تمام حرکات کی و جملہ معاملات کی تعداد اللہ تعالیٰ کے شمار میں ہے کسی کچھ مخفی نہیں سب کی تدبیر قدرت کے تحت ہیں

وُدًّا ﴿۹۷﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا

محبت دے گا ﴿۹۷﴾ تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں آسان فرمادیا تاکہ تم اس سے پرہیزگاروں کو خوشخبری سناؤ اور جھگڑالو لوگوں کو

لُّدًّا ﴿۹۸﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ

ان سے ڈر سنادو ﴿۹۸﴾ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کردیں۔ کیا اب تم ان میں کسی کو پاتے ہو

اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

یا ان کی معمولی سی آواز بھی سنتے ہو ﴿۹۸﴾

سورۃ ۲۰ طٰہٰ — مکیہ — رکوع ۸ — آیات ۱۳۵ — الجزء ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۳﴾ تَنْزِيْلًا

طٰہٰ ﴿۱﴾ اے حبیب! ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ ﴿۲﴾ مگر یہ اس کے لئے نصیحت ہے جو ڈرتا ہے ﴿۳﴾

مِمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿۴﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾

اس کی طرف سے جس نے زمین اور اونچے آسمان بنائے ﴿۴﴾ وہ رحمٰن ہے، عرش پر جلوہ فرما ہوا جیسا اس کی شان کے لائق ہے ﴿۵﴾

شانِ نزول: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جان پر قرآن آسان کرنے کی حکمت

پچھلی قوموں کے بعد کی طرف اشارہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نبی آپ کا ایک مقصد

قرآن خالق کائنات کا کلام ہے صفت یہی اور عرش پر استوا

حاشیہ: ① حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے: اللہ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں پھر حضرت جبریل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کی مقبولیت زمین والوں میں رکھ دی جاتی ہے۔ (بخاری، ۲/۴۷۴، حدیث: ۳۲۰۹)

② استوا کا لغوی معنی ہے کسی چیز کا کسی چیز سے بلند ہونا۔ کسی چیز پر ٹھہرنا۔ یہاں آیت میں یہ "تیرہ نسبہ" سے معنی میں ہے، یہ معنی زبان عرب سے ثابت ظاہر ہے۔ عرش سب مخلوقات سے اوپر اور اچھا ہے اس لئے اس کے لئے یہ لفظ ارشاد فرمایا اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات پر قاہر و غالب ہے۔ یہ "قصد و ارادہ" کے معنی میں ہے یعنی پھر عرش کی طرف متوجہ ہوا یعنی اس کی آفرینش کا ارادہ فرمایا یعنی اس کی تخلیق شروع کی۔ مزید تفصیل جاننے کے لئے تفسیر صراط الجنان، ج ۶، ص ۳۳۹ کا مطالعہ فرمائیں۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝

اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو کچھ اس گیلی مٹی (زمین) کے نیچے ہے ۝

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفَى ۝ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ

اور اگر تم بلند آواز سے بات کرو تو بیشک وہ آہستہ آواز کو جانتا ہے (بلکہ) اس سے بھی زیادہ پوشیدہ بات ۝ وہ اللہ ہے اس کے سوا

الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ

وفی الارض

(اس کی) صفات ہیں اچھے اچھے نام ہیں ہی ہے ۝ اور کیا تمہارے پاس موسیٰ کی خبر آئی ۝ جب اس نے ایک آگ دیکھی تو

لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ

اپنے اہل سے فرمایا ٹھہرو بیشک میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں تمہارے پاس اس میں سے کوئی چنگاری لے آؤں یا آگ کے پاس سے

هُدًى ۝ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰۤى ۝ اِنِّيْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ

راستے کا پتا پاؤں ۝ پھر جب آگ کے پاس آئے تو ندا فرمائی گئی اے موسیٰ ۝ بیشک میں تیرا رب ہوں تو اپنے جوتے اتار دے بیشک تو

بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ اِنَّنِيْۤ اَنَا اللّٰهُ

پاک وادی طوی میں ہے ۝ اور میں نے تجھے پسند کیا تو اب سنو جو وحی کی جاتی ہے ۝ بیشک میں ہی اللہ ہوں

لغات ساری کائنات کا مالک اللہ ہے۔ علم ہی کی دعوت۔ شدید حدانیت اور بڑے بڑے نشانیاں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی طرف اشارہ۔ بیشک آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی۔ وحی و رسالت

آپ نے اپنی ہدایت کی تعلیم۔ رسالت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتخاب۔ عقیدۂ توحید کی تعلیم اور عبادت و ذکر کا حکم

مسائل ① اللہ تعالیٰ نے اپنے حسنیٰ سے مراد وہ اچھے نام ہیں جو ذات الٰہی پر دلالت کرتے ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ پر اسی نام کا اطلاق جائز ہے جس کا ذکر قرآن و حدیث میں ہو کوئی اپنی طرف سے اطلاق یا اشتقاق نہیں کر سکتا۔ اسی لئے محدثین اور احادیث میں اسماء حسنیٰ کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے جیسے صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں یعنی جو شخص ان کو یاد کرے یاد رکھے وہ جنت میں داخل ہوگا (بخاری ۲۲۱۶/۵ حدیث ۵۹۳۶ و مسلم ۳۴۷۶/۴) ② پاک اور مقدس جگہ پر جوتے اتار کر حاضر ہونا چاہئے کہ یہ ادب کے زیادہ قریب ہے یہ مقدس جگہ کا ادب و احترام ابتدا جب ابراہیم علیہ السلام کی سنت سے کیا جب سے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے عظام رضی اللہ عنہم سے مزار ہے اور اس مقدس جگہ کا ادب کیا جاتا ہے جہاں وہ آرام فرما ہیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ

میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ ﴿۱۴﴾ بیشک قیامت آنے والی ہے قریب ہے کہ میں

اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا

اسے چھپا رکھوں تاکہ ہر جان کو اس کی کوشش کا بدلا دیا جائے ﴿۱۵﴾ تو قیامت پر ایمان نہ لانے والا اور اپنی خواہش کی پیروی کرنے والا تجھے

وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ

اس سے روک نہ دے ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا ﴿۱۶﴾ اور اے موسیٰ یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے ﴿۱۷﴾ عرض کی یہ میرا عصا ہے

اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا

میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے اور بھی کئی کام ہیں اس میں ﴿۱۸﴾ فرمایا اسے

يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۭ سَنُعِيْدُهَا

اے موسیٰ ﴿۱۹﴾ تو موسیٰ نے اسے ڈال دیا جبھی وہ سانپ بن گیا جو دوڑ رہا تھا ﴿۲۰﴾ فرمایا اسے پکڑ لے اور ڈر نہیں ہم ابھی

سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ

دوبارہ اس کی پہلی حالت پر کیے دیتے ہیں ﴿۲۱﴾ اور اپنا ہاتھ اپنے بازو سے ملا بغیر کسی مرض کے خوب سفید ہو کر ایک اور

ترجمہ: قیامت آنے کی خبر اور اسے خبر دینے کی حکمت — قیامت سے متعلق امت موسیٰ علیہ السلام کو تنبیہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عصا کے متعلق سوال اور ان کا جواب — عصا ڈالنے پر اژدہا بننے کا حکم اور عصا کا سانپ بن جانا

روشن ہاتھ کا معجزہ اور اس کی ایک حکمت

حاشیہ: ① قیامت آنے کا وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے چھپایا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے کسی بھی بندے کو اس کی اطلاع نہیں دی بلکہ دوسری جگہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت آنے کا وقت بھی بتا دیا ہے اور یہ بھی کہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کی نشانیاں بیان فرمائیں اور اس کا متعین وقت نہ بتانا بھی حکمت سے خالی نظر نہیں ہے۔

② اس سوال کی حکمت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا کو دیکھ لیا اور یہ بات قلب میں خوب راسخ ہو جائے کہ یہ عصا ہے تاکہ جس وقت وہ سانپ کی شکل میں ہو تو آپ کی خاطر مبارک پر نوں پریشانی نہ ہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ سوال ہمیشہ پوچھنے والے کی لاعلمی کی بنا پر نہیں ہوتا بلکہ اس میں کچھ اور بھی حکمتیں ہوتی ہیں۔ لہٰذا کسی خوش پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی سے کچھ پوچھنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے خبر ہونے کی دلیل نہیں۔ ③ جادوگروں کے وقت عصا کو سانپ اس لئے بنوایا گیا تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کا پہلے سے مشاہدہ کر لیں اور جب فرعون کے سامنے یہ عصا سانپ بنے تو آپ علیہ السلام سے کچھ خوف زدہ نہ ہو۔

اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرَى ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ

معجزہ بن کر نکلے گا ﴿۲۲﴾ تاکہ ہم تجھے اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں ﴿۲۳﴾ فرعون کے پاس جاؤ بیشک وہ سرکش

ع طَغٰى ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ

ہو گیا ہے ﴿۲۴﴾ موسیٰ نے عرض کیا اے میرے رب میرے لیے میرا سینہ کھول دے ﴿۲۵﴾ اور میرے لیے میرا کام آسان فرما دے ﴿۲۶﴾ اور میری زبان

عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾

کی گرہ کھول دے ﴿۲۷﴾ تاکہ وہ میری بات سمجھیں ﴿۲۸﴾ اور میرے لیے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر

هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ

میرے بھائی ہارون ﴿۳۰﴾ اس سے میری کمر مضبوط فرما ﴿۳۱﴾ اور اسے میرے کام میں شریک کر دے ﴿۳۲﴾ کہ ہم بکثرت تیری پاکی

كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ

بیان کریں ﴿۳۳﴾ اور بکثرت تیرا ذکر کریں ﴿۳۴﴾ بیشک تو ہمیں دیکھ رہا ہے ﴿۳۵﴾ اللہ نے فرمایا اے موسیٰ تجھے تیرا

يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿۳۸﴾

مانگا پا لیا ﴿۳۶﴾ اور بیشک ہم نے تجھ پر ایک مرتبہ اور احسان فرمایا ﴿۳۷﴾ جب ہم نے تمہاری ماں کی طرف وہ بات ڈالی جو دلوں کے یقین میں آنی چاہئے تھی ﴿۳۸﴾

تفسیر سرکش فرعون کی طرف جانے کا حکم ۔ شرح صدر اور کام میں آسانی کیلئے دعا ۔ زبان کی لکنت ختم ہونے کیلئے دعا

حضرت ہارون علیہ السلام کو پیغمبر بنانے کی دعا ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو احسان الٰہی کی یاد دہانی ۔ یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تفصیلی داستان کا آغاز

عالمی ﴿۳۶﴾ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے عزیز رشتہ داروں کو نہایت اہم عہدوں پر فائز کرنا حرام نہیں بلکہ اصل عہدہ اہلیت پر ہے اگر عہدہ والا اہل ہے تو اسے جائز ہے بلکہ بعض اوقات اہل رشتہ دار کا ہونا دوسروں کے ہونے سے بہتر ہوتا ہے اور ایسے شخص کو نہ بنانا جائز ہے ہاں کسی خارجی وجہ سے یہ فعل ناجائز ہو جائے تو وہ جدا بات ہے۔ اس معاملے میں دونوں انتہاؤں میں بہت سے لوگ مبتلا ہو گئے ہیں بہت سے لوگ اقربا پروری کو اختیار کر بیٹھے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ بندہ مومن کے علاوہ کسی اور سے قوت کا حصول ناجائز توکل کے خلاف ہے اور نہ تفویض کے منافی ہے ﴿۳﴾ معلوم ہوا کہ بارگاہ الٰہی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقام انتہائی بلند ہے کہ ان کی دعا سے ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام و اللہ تعالیٰ نے نبوت جیسا عظیم منصب عطا فرما دیا ﴿۴﴾ وحی صرف انبیاء علیہم السلام کی طرف نہیں ہے اور قرآن مجید میں جہاں بھی وحی کا لفظ غیر نبی کے لئے آیا ہے وہاں اس سے الہام مراد ہوتا ہے

أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ

اس بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے پھر دریا اسے کنارے پر ڈال دے گا تاکہ اسے وہ اٹھا لے جو

يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۖ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ

میرا دشمن ہے اور اس کا بھی دشمن ہے اور میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی تاکہ میری نگاہ کے سامنے تمہاری پرورش کی

عَيْنِي ﴿٣٩﴾ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ

جائے ﴿۳۹﴾ جب تیری بہن چلی جا رہی تھی پھر وہ کہنے لگی: کیا میں تمہیں ایسی عورت کی طرف رہنمائی کروں جو اس بچے کو پالے پوسے؟ سو ہم نے تجھے

إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ

تیری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ غمگین نہ ہو اور تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تو ہم نے تمہیں

الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ

غم سے نجات دی اور تمہیں کئی طرح آزمایا پھر تم کئی برس مدین والوں میں رہے پھر اے موسیٰ تم

عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ﴿٤٠﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ﴿٤١﴾ اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ

ٹھیک وقت پر آ گئے ﴿۴۰﴾ اور میں نے تجھے خاص اپنے لئے تیار کیا ﴿۴۱﴾ تم اور تمہارے بھائی دونوں میری نشانیاں

بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ﴿٤٢﴾ اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ﴿٤٣﴾ فَقُولَا

لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا ﴿۴۲﴾ دونوں فرعون کی طرف جاؤ بیشک اس نے سرکشی کی ہے ﴿۴۳﴾ تم اس سے نرم بات کہنا

لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَن

کہ شاید وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے ﴿۴۴﴾ دونوں نے عرض کیا اے ہمارے رب! بیشک ہمیں اس بات سے ڈر ہے کہ

فائدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کی والدہ کی طرف وحی کا ذکر اور صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈالنے کا حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اضافات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خصوصی انتخاب فرعون کی سرکشی فرعون کی طرف جانے کا حکم اور نرمی کی تاکید

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ خداوندی میں عرض اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد

فائدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال یہ تھا کہ جو آپ کو دیکھتا اس کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو جاتی تھی اس سے معلوم ہوا کہ مخلوق میں محبوب اور مقبول ہونا بھی بعض انبیاء کرام علیہم السلام کا معجزہ ہے ہمارے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخلوق کے محبوب ہیں یہ محبوبیت بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے

يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾

وہ ہم پر زیادتی کرے گا یا سرکشی سے پیش آئے گا ﴿۴۵﴾ اللہ نے فرمایا تم دونوں نہ ڈرو بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں ﴿۴۶﴾

فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۡ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ

پس تم اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور انہیں تکلیف نہ دے

قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ

بیشک ہم تیرے رب کی طرف سے ایک نشان لے کر آئے ہیں اور اس پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرے ﴿۴۷﴾ بیشک ہماری طرف وحی ہوئی

اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۴۸﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾ قَالَ

کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیرے ﴿۴۸﴾ فرعون بولا اے موسیٰ! تم دونوں کا رب کون ہے؟ ﴿۴۹﴾ موسیٰ نے فرمایا

رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾

ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی خاص شکل و صورت دی پھر راہ دکھائی ﴿۵۰﴾ فرعون بولا پچھلی قوموں کا کیا حال ہے؟ ﴿۵۱﴾

قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿۵۲﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ

موسیٰ نے فرمایا ان کا علم میرے رب کے پاس لکھا ہوا کتاب میں ہے میرا رب نہ بہکتا ہے نہ بھولتا ہے ﴿۵۲﴾ وہ جس نے تمہارے لیے

مناسبت فرعون کے پاس آمد اور بنی اسرائیل سے متعلق مطالبہ — عذاب الٰہی کے مستحق لوگوں کی طرف اشارہ

فرعون کا رب موسیٰ اور دیگر چیزوں کے متعلق سوال — اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کے دلائل

مسائل ① مومن کو شیطان اور شیطانی حاضروں سے خوف نہ کھانا چاہیے اور توکل کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے انسانوں کی طبیعت اور عظمت میں یہ چیز ہے کہ وہ ضرور دینے والی اور محفوظ رکھنے والی چیزوں سے ڈرتے ہیں۔ اس نظری خوف سے بچنا بہت دشوار ہے اس لئے سیدنا موسیٰ بھی نہیں بچ سکے طبیعت کی مجبوری سے بچانا پر کلام حق سے باز نہیں رکھتا جیسے موسیٰ علیہ السلام نے بہر حال فرعون کے دربار میں کلمہ حق بلند کیا ② ہمارے لئے حکم ہے کہ کفار کو سلام نہ کریں اور اگر وہ سلام کریں تو انہیں جواب دینے کی البتہ جواب میں صرف علیکم کہا جائے اور اگر کسی ایسی جگہ سے گزر ہو جہاں مسلمان اور کافر دونوں ہوں تو السلام علیکم کہیں اور مسلمانوں پر سلام کا ارادہ کریں ورنہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یوں کہیں السلام علی من اتبع الھدیٰ ③ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو جواب دیا کہ اس کا علم میرے رب کے پاس محفوظ ہے اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ آپ دگر شدہ قوموں کے حالات معلوم نہ تھے بلکہ وجہ یہ تھی کہ آپ علیہ السلام کو موضوع بدل کر تبلیغ دین سے نہ پھیرنا تھا کیونکہ یہ تبلیغ دین کا ادب ہے کہ بات کو موضوع پر محدود رکھیں۔

الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ

زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے لیے اس میں راستے بنا دیئے اور آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر ہم نے اس سے

اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝۵۳ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي

مختلف قسم کی نباتات پیدا کر دیں ۝ تم خود بھی کھاؤ اور اپنے چوپایوں کو بھی چرواؤ یقیناً اس میں عقل والوں کے لیے

النُّهٰى ۝۵۴ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝۵۵ وَلَقَدْ

نشانیاں ہیں ۝ ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لوٹائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے ۝ اور یقیناً

اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۝۵۶ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا

ہم نے اس کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں تو اس نے جھٹلا دیا اور نہ مانا ۝ کہنے لگا کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اپنے

بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝۵۷ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا

جادو کے زور سے ہمارے ملک سے نکال دو ۝ تو ہم بھی تمہارے مقابلے پر کوئی جادو لائیں گے پس ایک وعدہ ہمارے اور تمہارے درمیان ایسا مقرر کر لو جس کی خلاف ورزی نہ ہم کریں اور نہ تم، کسی جگہ جو برابر فیصلہ کن ہو ۝ موسیٰ نے کہا تمہارے وعدے کا وقت جشن کا دن ہے[1]

لغات: اَزْوَاج: مختلف قسمیں، جوڑے۔ نُهٰى: عقل والے۔ اَرَيْنٰهُ: ہم نے اسے دکھائیں۔ كَذَّبَ: جھٹلایا۔ اَبٰى: نہ مانا۔ اَجِئْتَنَا: کیا تم ہمارے پاس آئے ہو۔ لِتُخْرِجَنَا: کہ ہمیں نکال دو۔ سِحْرِكَ: تیرا جادو۔ فَلَنَاْتِيَنَّكَ: تو ہم بھی تیرے پاس لائیں گے۔ مَوْعِدًا: وعدہ۔ لَا نُخْلِفُهٗ: نہ ہم خلاف ورزی کریں۔ سُوًى: برابر، ہموار۔

مضمون: زمین سے پیدائش، اسی میں لوٹنا اور اسی سے دوبارہ نکلنا — نشانیاں دیکھنے کے باوجود فرعون کا حال

فرعون کی ایک نہ چلی — حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلے کا چیلنج — جادوگروں کا فوری جواب

حل: ① جادو وہ علم ہے جس سے کسی شخص کو ایسی مہارت حاصل ہو جائے جس سے وہ عجیب و غریب افعال پر قادر ہو جاتا ہے جس سے سحر پر شبہ ہوتا ہے (راغب، ابن المختار) ② فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر سمجھ تو گیا تھا کہ آپ علیہ السلام حق پر ہیں اور جادوگر حق پر نہیں لیکن اس نے اپنی سلطنت بچانے کے لئے یہ سیاسی چال چلی کہ لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کو جادو قرار دے دیا اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمیں ہمارے ملک سے نکال کر خود اقتدار حاصل کرنا ہے۔ ③ شرعی عدالت کے وقت مسلمان کو کفار کے میلے میں جانا جائز ہے اور شرعی ضرورت سے علاوہ تجارت یا کسی اور غرض سے جانے کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ میلہ لغو کاموں کا ہے جس میں مجمع اور سامان عموماً یہ ہوتا ہے تو کسی غرض سے بھی جانا جائز نہیں اور اگر وہ مجمع لغو کاموں کا نہیں بلکہ صرف یہ لعب کا میلہ ہے تو محض تجارت کی غرض سے جانا بلا ضرورت جائز، مکروہ ہے جہاں جانے سے کسی گناہ کا ارتکاب کرنا پڑے وہاں پھر جانا بہت سے حالات میں کفر ہے جیسا کہ وقت معلوم اللہ تعالیٰ نعمت اترنے کا محل ہیں اس نے ان سے لوٹنا کفر ہے

يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٦٠﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦١﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى

اور یہ کہ لوگ دن چڑھے جمع کر لئے جائیں ○ تو فرعون (یہ سنکر) چلا گیا پھر اپنے مکر و فریب کو جمع کرنے لگا پھر آیا ○ ان سے موسیٰ

وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿٦١﴾

نے فرمایا کمبختو (١) نہ اللہ پر جھوٹ باندھو ورنہ وہ تمہیں عذاب سے ہلاک کر دے گا اور یقیناً ناکام ہوا جس نے جھوٹ باندھا ○

فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ

تو وہ اپنے معاملہ میں باہم مختلف ہو گئے اور انہوں نے چپکے چپکے مشورہ کیا ○ کہنے لگے یہ دونوں یقیناً جادوگر ہیں

يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾

یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری سرزمین سے اپنے جادو کے زور سے نکال دیں اور تمہارے بہت شرف والے طریقے کا خاتمہ کر دیں (٢)

فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى

تو تم اپنا داؤ جمع کر لو پھر صف باندھ کر آؤ اور یقیناً آج جو غالب آئے گا کامیاب ہو گا ○ انہوں نے جواب دیا اے موسیٰ

اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ

یا تو تم پھینکو (٣) یا پہلے ہم ڈالنے والے ہوں (٤) موسیٰ نے فرمایا بلکہ تم ہی ڈالو (٥) تو یکایک ان کی رسیاں اور

عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾

لاٹھیاں ان کے جادو سے اس کے خیال میں یوں آئیں کہ وہ دوڑ رہی ہیں ○ موسیٰ نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا (٦)

لغوی: مقابلے کے لئے فرعون کی تیاری — حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جادوگروں کو نصیحت — جادوگروں کا اختلاف اور خفیہ مشورہ

مقابلے کی ابتدا سے متعلق جادوگروں کی گفتگو — جادوگروں کا تعجب — حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خوف دور ہونا

حاشیہ: (١) جادوگروں نے اپنے کفر کی وجہ سے مقابلے کی ابتدا کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سمجھ میں نہ آیا اور آپ کی نصیحت سے آخر کار اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان کی دولت سے مشرف فرمایا۔ (٢) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جادوگروں نے کہا کہ تم ہمارے پاس بہت کچھ جادو سے مکر و حیلے لیکر آئے ہو سب ظاہر ہیں ان سے بعد آپ علیہ السلام اپنا معجزہ دکھائیں اور جب حق باطل کو مٹا دے اور معجزہ جادو و باطل کو دیکھنے والوں کو بصیرت حاصل ہو۔ (٣) یہ قول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہی سے خبر دی گئی تھی کہ آپ کو ان پر غلبہ ہو گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شرفاء کے مقابلے آپ علیہ السلام کے دل میں خوف محسوس کیا۔

قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا

ہم نے فرمایا ڈر نہیں بیشک تم ہی غالب ہو ﴿۶۸﴾ اور تم کچھ ہے ڈالو جو تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے وہ ان کی بنائی ہوئی چیزوں کو نگل جائے گا بیشک

صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا

جو کچھ انہوں نے بنایا ہے وہ تو صرف جادوگروں کا مکر فریب ہے اور جادوگر کامیاب نہیں ہوتا جہاں بھی آجائے تو وہ جادوگر تجھ سجدے میں گر پڑے

قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿۷۰﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ

وہ کہنے لگے ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے ﴿۷۰﴾ فرعون نے کہا کیا تم اس پر ایمان لائے اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دوں بیشک

لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ

وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا تو مجھے تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف طرف سے کاٹنے ہیں

وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿۷۱﴾ قَالُوْا

اور تمہیں کھجور کے تنوں پر چڑھاؤں گا اور تم ضرور جان جاؤ گے کہ ہم میں کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہے ﴿۷۱﴾ انہوں نے کہا

لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ ؕ

ہم ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے ان روشن دلیلوں پر جو ہمارے پاس آئی ہیں اور نہ اس ذات پر جس نے ہمیں پیدا کیا پس تو جو فیصلہ کرنے والا ہے کر لے

شان حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تحمل اور عجیب شجاعت (جادوگروں کا سجدہ اور اعلانِ ایمان)

جادوگروں کو فرعون کی سخت سزا جادوگروں کا حیرت انگیز جواب

ماخذ ۱ جادوگروں کا ایمان لانا ہمارے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دعوے کا استدلالی قرار پانا اور جادوگروں کا متحمل ہونا کہ میں تمہارے ایک طرف سے ہاتھ اور دوسری طرف سے پاؤں کاٹ دوں تمہیں سولی چڑھاؤں گا۔ فرعون سے ڈرنے کے بجائے جادوگروں کی فلسطین و شام کے علاقہ میں پیش رو ہونے کی وجہ سے علیہ السلام کے جادو کا ان سے پہلے جادوگروں کے جادو پر غالب آجانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غلبہ حاصل ہو جانے سے یہاں بھی فرعون سے سیاسی چال چلنے کی وجہ سے بچنے کی خوشخبری دی ہے۔ ۲ اس سے فرعون مخالف ہمارا یہ کہنا کہ اس کا عذاب سخت تر ہے یا رب العالمین کا عذاب یا ہمارا عذاب سخت ہے ۳ جادوگروں نے سوچ سمجھ کر فرعون سے کہہ دیا کہ جو ہونے والا ہے کر لے ہمیں اس کی پروا نہیں اس سے معلوم ہوا کہ مومن کامل کے دل میں خصوصاً ایمان کے معاملے میں جرأت ہوتی ہے اور وہ ایمان لانے کی صورت میں مخلوق کی طرف سے اذیت پہنچنے کی پروا نہیں کرتا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ظالم کا ظلم روکنا تو فرض ہے اور مومن کی ہمت بڑھانا بھی کبھی کبھی تو بلکہ وہ لوگوں سے اتنا نہ ڈرے کہ ظالم کے خوف کی وجہ سے حق بات میں کمزوری دکھائے۔ حدیث پاک میں ہے تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اسے اللہ اور اس کے کاموں سے ڈرنے والے لوگوں سے نہ ڈرے یہاں تک کہ وہ اپنے اور لوگوں کے درمیان حق کی طرف بڑھنے سے روکنے والی چیز کو ہٹا دے۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۳۱۲ طبع قدیم ۳۱۵۰)

إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا

تو اس کو یہی کرنی ہے جو کرلے گا ﴿٧٢﴾ بیشک ہم لے آئے ہیں اپنے رب پر یقین کہ وہ ہمارے گناہ بخش دے

أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿٧٣﴾ إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا

جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا اور اللہ بہتر ہے اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے ﴿٧٣﴾ بیشک جو اپنے رب کے حضور مجرم ہو کر آئے گا

فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ ۖ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿٧٤﴾ وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ

تو بیشک اس کے لیے جہنم ہے جس میں نہ مرے گا اور نہ جی سکے گا ﴿٧٤﴾ اور جو اس کے حضور ایمان والا ہو کر آئے گا کہ اس نے

الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ﴿٧٥﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

نیک عمل کئے ہوں تو ان کیلئے بلند درجات ہیں ﴿٧٥﴾ ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری

الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ ﴿٧٦﴾ وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ

ہیں، ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ اس کی جزا ہے جو پاک ہوا ﴿٧٦﴾ اور بیشک ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی

أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا

کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چل تو ان کے لیے دریا میں خشک راستہ نکال لے تجھے ڈر نہ ہوگا کہ فرعون پکڑ لے گا

تَخْشَىٰ ﴿٧٧﴾ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾ وَأَضَلَّ

اور تجھے خطرہ ہوگا ﴿٧٧﴾ تو فرعون اپنے لشکر کے ساتھ ان کے پیچھے چلا تو انہیں دریا سے ڈھانپ لیا جیسا انہیں ڈھانپ لیا ﴿٧٨﴾ اور

الجزء ۱۶

عنوان بنی اسرائیل کا مصر سے نکلنا، فرعونیوں کا سمندر میں غرق ہونا — حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہی سرگوشی کے ساتھ بشارت کا حکم اور فرعون کی تباہی

(فرعون اور اس کی فوجوں کا غرق ہونا اور فرعون کا مرنا اور گمراہ تھا)

ف ① قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ایمان اور نیک اعمال دونوں کا ساتھ ساتھ ذکر ہوا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ صحیح عقائد اور نیک اعمال دونوں ہونا ضروری ہیں۔ جس کے عقیدے میں خرابی ہوگی اور اس کا ایمان پر خاتمہ نہ ہوا تو اسے ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈالا جائے گا اور جس کا عقیدہ صحیح ہوگا اور ایمان پر اس کا خاتمہ بھی ہوگا لیکن اس نے نیک اعمال نہ کئے تو وہ قیامت و رحمت الٰہی شامل حال ہونے کے بعد بھی عذاب جہنم کا سامنا کرنا پڑے گا، لہٰذا صحیح عقائد اور نیک اعمال دونوں اختیار کئے جائیں تاکہ جہنم سے بچے بغیر جنت کی نعمتیں حاصل ہو سکیں۔

فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿٧٩﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَ

فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ نہ دکھائی ﴿٧٩﴾ اے بنی اسرائیل بیشک ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور

وٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿٨٠﴾ كُلُوْا مِنْ

تمہارے ساتھ وعدہ کیا طور کی دائیں جانب کا وعدہ کیا اور تم پر اتارا من اور سلوی ﴿٨٠﴾ جو پاکیزہ چیزیں ہم نے

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ

تمہیں دی ہیں ان میں سے کھاؤ اور اس میں زیادتی نہ کرو کہ تم پر میرا غضب اترے اور جس پر میرا غضب

غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿٨١﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ

اترا وہ بیشک گر گیا ﴿٨١﴾ اور بیشک میں اس کا بہت بخشنے والا ہوں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیا پھر

اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ

راہ پر رہا ﴿٨٢﴾ اے موسیٰ تجھے اپنی قوم سے کس چیز نے جلدی میں مبتلا کردیا ﴿٨٣﴾ عرض کی وہ میرے پیچھے ہیں

وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَ

اور میں تیری طرف حاضر ہونے میں جلدی کی تاکہ تو راضی ہو جائے ﴿٨٤﴾ فرمایا تو ہم نے تیرے آنے کے بعد تیری قوم کو آزمائش میں

اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ

ڈال دیا اور سامری نے گمراہ کردیا ﴿٨٥﴾ تو موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ اور افسوس کرتے ہوئے واپس آئے (اور) فرمایا اے میری قوم

شان نزول: جب سامری کو حضرت موسیٰ کی یاد دہانی کا نتیجہ معلوم ہوا تو اس نے بچھڑے کی پوجا کرنے والے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ڈرایا

قوم کی آزمائش اور سامری کے بہکانے کی وجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واپسی اور قوم پر غصہ

نکتہ قوم کے پہلے اور دوسرے فتنوں یا بچھڑوں میں قوم کے سب لوگ شامل نہیں ہوئے بلکہ یہ صرف چند لوگ تھے تو قوم کو ہر صورت میں بھی حقیقی کامیابی پر سمجھا جاتا ہے اور آخرت میں بھی حقیقی فلاح سے سرفراز ہو سکتی ہے اور اگر یہ بگڑ جائے تو قوم دنیا اور آخرت دونوں میں ہی برباد ہو جاتی ہے۔ اس آیت میں گمراہ کرنے کی نسبت سامری کی طرف کی گئی ہے مگر وہ اس کا سبب اور باعث بنا تھا جس سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو اس کے سبب کی طرف منسوب کرنا جائز ہے، اسی طرح یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ماں باپ نے پرورش کی نانی نے پرورش کی، پیشواؤں نے ہدایت کی، اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے حاجت روائی اور بزرگوں سے نذر و نیاز کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ غصہ ذاتی وجہ کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے تھا اور یہ ممنوع نہیں ہمارے لئے بھی جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایمان کی سب سے مضبوط کڑی اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے بغض ہے۔ (شعب الایمان، ۶۷۱۰، حدیث ۱۵۱)

اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ

یا تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہ کیا تھا؟ یا مدت تم پر لمبی ہو گئی تھی یا تم نے یہ چاہا کہ تم پر تمہارے

عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ

بے کا غضب اتر آئے؟ پس تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی ہے ﴿۸۶﴾ انہوں نے کہا ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدے کی

بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى

خلاف ہرگز نہیں کی لیکن قوم کے پھر کے زیورات سے بوجھ ہم سے ڈھوئے گئے تھے تو ہم نے ان زیورات کو آگ میں پھینک دیا اسی طرح

السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ

سامری نے ﴿۸۷﴾ پس اس نے ان لوگوں کے لیے بچھڑا بنا کر نکالا جس کی گائے کی سی آواز تھی لوگ کہنے لگے کہ تمہارا معبود اور موسیٰ کا

مُوْسٰى فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّ

معبود ہے اور موسیٰ بھول گئے ہیں ﴿۸۸﴾ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ بچھڑا انہیں کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور ان کے نہ نقصان کا نہ فائدے کا

ع ۱۳ لَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ

مالک ہے ﴿۸۹﴾ اور بیشک ہارون نے ان سے پہلے ہی کہا تھا کہ اے میری قوم تمہیں اس کے ذریعے صرف آزمایا گیا ہے اور بیشک تمہارا رب

الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى

رحمٰن ہے تو میری پیروی کرو اور میرے حکم کی اطاعت کرو ﴿۹۰﴾ بولے ہم تو اس پر جمے بیٹھے رہیں گے جب تک

مفردات قوم کی طرف سے معذرت (قوم کی بیوقوفی کی طرف اشارہ)

اس کے وقت حضرت ہارون علیہ السلام کی نصیحت اور قوم کا جواب

حاشیہ (۸۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس طرز عمل میں یہ ہدایت موجود ہے کہ اگر کچھ لوگوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کے احکام کی نافرمانی سے آنکھ بند کر لی جائے۔ اس کو اپنی ذات پر لوگوں کا احسان سمجھا جائے۔ اس کو اپنی ذات سے متعلق کام کرنے والا گران سے کسی حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے تو یہ سادہ لوحی اس پر موسیٰ علیہ السلام جیسا جذبہ طاری نہیں کرتے ہیں نہیں کہ یہی لوگ اللہ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں تو ان کے سامنے پر شکن تک نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطا فرمائے۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بات کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا البتہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کا مرتکب ہوتا تو ضرور اس سے انتقام فرماتے۔ (بخاری ۲/۸۸۹، مسلم ۲/۲۵۹)

يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ ﴿٩١﴾ قَالَ يَا هَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا ﴿٩٢﴾ أَلَّا

ہمارے پاس موسیٰ لوٹ کر نہ آجائیں ○ موسیٰ نے فرمایا اے ہارون! جب تم نے انہیں گمراہ ہوتے دیکھا تو تمہیں کس چیز نے

تَتَّبِعَنِ ۖ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ۖ

میرے پیچھے آنے سے روکا؟ کیا تو نے میرے حکم کی مخالفت کی؟ ○ ہارون نے کہا اے میری ماں کے بیٹے! میری داڑھی اور میرے سر کے بال نہ پکڑ

إِنِّي خَشِيتُ أَن تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ﴿٩٤﴾ قَالَ

میں ڈرا کہ تم کہو گے کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا انتظار نہ کیا ○ موسیٰ نے فرمایا

فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً

اے سامری تیرا کیا حال ہے؟ ○ اس نے کہا میں نے وہ دیکھا جو لوگوں نے نہ دیکھا تو میں نے فرشتے کے نشان سے ایک

مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَٰلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ

مٹھی بھر لی پھر اسے ڈال دیا اور میرے نفس نے مجھے یہی اچھا کر کے دکھایا ○ موسیٰ نے فرمایا تو چلا جا بس تیرے لئے

شان نزول حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت ہارون علیہ السلام سے پوچھ گچھ حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف سے معذرت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سامری سے باز پرس اور اس کا جواب سامری اور اس کے بچھڑے کا عبرتناک انجام

حل لغات ہاں لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے لگائے گئے ہیں کہ اس مقام پر وہ بہت کام آیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ گمان ہوا کہ حضرت ہارون علیہ السلام سے ہی کوئی غلطی ہوئی ہے کہ انہوں نے بچھڑا پرستی سے روکنے میں کوئی سختی نہیں کی اس لئے آپ علیہ السلام نے جوش غضب میں حضرت ہارون علیہ السلام کے سر اور داڑھی کے بالوں کو اپنی طرف کھینچا۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے یہ کلام فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ فعل حضرت ہارون علیہ السلام کی توہین سے طور پر نہ تھا بلکہ شدت غضب کی وجہ سے تھا۔ یہ غضب چونکہ بھائی کے لئے تھا اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس فعل پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

③ حضرت ہارون علیہ السلام نے قوم کو خطاب کر کے فرمایا کہ میں نے ان کو بہت سمجھایا اور چند امور کے علاوہ باقی لوگ بچھڑا پرستی پر ڈٹ گئے اور آپ علیہ السلام کی مخالفت پر اتر آئے چنانچہ حالات کی نزاکت کے پیش نظر آپ علیہ السلام ان سے الگ ہو گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واپسی تک خاموش رہے۔ فرمایا کہ میں قوم کو روکنے کی جتنی طاقت تھی اس سے زیادہ نہیں پایا اور اتنا ہی حکم تھا جو ہو سکا اس سے زیادہ کی ہرگز نہیں کیونکہ شریعت یہ ہے کہ خطاب شرع پر ہی ہے جتنی قدرت ہے اتنا ہی کرنا چاہیے۔ جمہور مفسرین کے نزدیک آیت میں رسول سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں اور اثر سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑی کے پاؤں کے نیچے کی مٹی ہے۔

لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۚ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى

میرے پاس نہ آنے کا تو تجھے کہنا ہوگا "مجھے نہ چھونا" (۹۷) اور بیشک تیرے لیے ایک وعدہ کا وقت ہے جس کا تجھ سے خلاف نہ ہوگا اور اپنے

اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝

اس معبود کو دیکھ جس پر تو مجاور بنا بیٹھا تھا ہم اسے جلا دیں گے پھر اسے ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہا دیں گے ۝

اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ كَذٰلِكَ نَقُصُّ

تمہارا معبود تو وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے ۝ اے محبوب ہم تمہارے سامنے

عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝ مَّنْ اَعْرَضَ

اسی طرح پچھلے گزرے ہوئے حالات بیان کرتے ہیں (۹۸) اور بیشک ہم نے تمہیں اپنے پاس سے ایک نصیحت عطا فرمائی ۝ جو اس سے منہ

عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَاۗءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

پھیرے گا تو بیشک وہ قیامت کے دن بڑا بوجھ اٹھائے گا ۝ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور وہ قیامت کے دن ان کے لیے برا بوجھ ہوگا

حِمْلًا ۝ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۭ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ۝ يَّتَخَافَتُوْنَ

بوجھ ہوگا ۝ جس دن صور میں پھونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو اس حال میں اٹھائیں گے کہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی ۝ وہ آپس

بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ

میں آہستہ آہستہ باتیں کریں گے تم نہیں ٹھہرے مگر دس دن ۝ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہیں گے جب ان میں سب سے اچھا

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے خطاب — سابقہ امتوں کے واقعات بیان کرنے کی غرض اشارہ اور عظمت قرآن

ان سے منہ پھیرنے والوں کا انجام — قیامت کے ہولناکیاں

حاشیہ: (۹۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس فرمان کے بعد سامری کا حال یہ ہوا کہ وہ لوگوں کو چھونے سے منع کرتا تھا اور اگر اتفاقاً کوئی اس سے چھو جاتا تو دونوں کو بخار چڑھ جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے ویسی ہی قوت عطا فرمائی کہ جو بات زبان سے نکل جاتی وہ پوری ہو جاتی تھی۔ (۹۸) سابقہ قوموں کے واقعات غیب کی خبریں ہیں اور یہ خبریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے ملتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے۔

طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ

رہنے والا کہے گا کہ صرف ایک دن رہے تھے ﴿١٠٤﴾ اور آپ سے پہاڑوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ تم فرما دو میرا رب ریزہ

نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ

ریزہ کر کے اڑا دے گا ﴿١٠٥﴾ تو زمین کو ہموار چٹیل میدان بنا چھوڑے گا ﴿١٠٦﴾ تو اس میں کوئی ناہمواری دیکھے گا اور نہ اونچائی ﴿١٠٧﴾ اس دن

يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا

پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے ﴿١٠٨﴾ لوگوں کی طرف سے اس داعی کے لئے ٹیڑھا ہونا ناممکن ہوگا اور سب آوازیں رحمٰن کے سامنے پست ہو جائیں گی تو تو

هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ

آہٹ ہی سنے گا ﴿١٠٨﴾ اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر جسے رحمٰن اجازت دے دے ﴿١٠٩﴾ اور

قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَ

اس کی بات پسند فرمائی ہو ﴿١٠٩﴾ وہ جانتا ہے جو کچھ ان لوگوں کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور لوگوں کا علم اسے نہیں گھیر سکتا ﴿١١٠﴾ اور

عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ

تمام چہرے اس کے حضور جھک جائیں گے جو ہمیشہ سے سب کا تھامنے والا ہے اور بیشک وہ شخص نامراد رہا جس نے ظلم کا بوجھ لادا ﴿١١١﴾ اور جو کوئی

خلاصہ: قیامت کے دن شفاعت کون کرے گا؟ علم الٰہی کی شان۔ اور قیامت کے دن کافروں کا برا حال اور مشرکوں کی ناامیدی

نیک اعمال کی قبولیت ایمان کے ساتھ مشروط ہے

ربط: وقت ایک نفیس نقدی اور لطیف جوہر ہے، اسے کسی حقیر اور فانی چیز کو پانے کے لئے خرچ نہیں کیا جانا چاہئے بلکہ اس سے وہ چیز حاصل کرنی چاہئے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہو۔ اس آیت میں اسی بات کی ترغیب دی گئی ہے۔

خلاصہ: اس آیت میں شفاعت کا ثبوت موجود ہے چنانچہ علامہ علی بن محمد خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قیامت کے دن مومن کے علاوہ کسی اور کی شفاعت نہ ہوگی اور کہا گیا ہے شفاعت کرنے والے کا رحمٰن کی بہت تعظیم کرنے سے اذن حاصل ہو گا جسے اللہ تعالیٰ اجازت عطا فرمائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ ہو گا۔ (خازن، طٰہٰ، تحت الآیۃ: ۱۰۹، ۳/۲۷۴)

الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا

اسلام کی حالت میں نیک اعمال کرے تو اسے نہ ظلم کا خوف ہوگا اور نہ حق تلفی کا ﴿۱۱۲﴾ اور اسی طرح ہم نے عربی قرآن

عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾

نازل فرمایا اور اس میں مختلف طرح سے عذاب و وعید کا بیان کیا تاکہ لوگ ڈر جائیں یا قرآن ان کے دل میں کچھ خیال پیدا کرے ﴿۱۱۳﴾

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۚ

تو وہ اللہ بہت بلند ہے جو سچا بادشاہ ہے اور آپ کی طرف قرآن کی وحی کے ختم ہونے سے پہلے قرآن میں جلدی نہ کرو ﴿۱۱۴﴾

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ

اور عرض کرو کہ میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما ﴿۱۱۴﴾ اور بیشک ہم نے اس سے پہلے آدم کو حکم دیا تھا تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا

عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾

کوئی پختہ ارادہ نہ پایا ﴿۱۱۵﴾ اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا اس نے انکار کیا ﴿۱۱۶﴾

فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾

تو ہم نے فرمایا اے آدم بیشک یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے تو یہ تم دونوں کو جنت سے نکال دے ورنہ تو مشقت میں پڑ جائے گا ﴿۱۱۷﴾

ع ۷

نوٹ: قرآن میں عیب بیان کئے جانے کا مقصد ۱۱ قرآن کے وقت یاد کرنے سے بچنے اور علم میں اضافے کی دعا کرنے کی وجہ

حضرت آدم علیہ السلام کا شجر ممنوع کے پاس جانا نسیان تھا حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کا واقعہ

تفسیر ۱ جب حضرت جبریل علیہ السلام قرآن کریم لے کر نازل ہوتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے اور جلدی کرتے تھے تاکہ خوب یاد ہو جائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ یاد کرنے کی مشقت نہ اٹھائیں۔ پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو جمع کرنے کی ذمہ داری بھی لے لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے پڑھوا دینے کا وعدہ فرمایا۔ ۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں سب سے بڑے عالم ہیں آپ کا علم ہمیشہ ترقی میں ہے آپ کے بارے میں یہ کہنے کا حکم دیا گیا کہ اس سے معلوم ہوا کہ علم سے کبھی سیر نہیں ہونا چاہیے بلکہ مزید علم کی طلب میں رہنا چاہیے اور علم ہی حرص کی چیز ہے۔ ۳ یہ آیت حضرت آدم علیہ السلام کی عصمت پر اس طرح مثل ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر معصیت سے نہیں کھایا بلکہ اس کی وجہ اللہ تعالیٰ کا حکم یاد نہ رہنا تھا اور جو کام بھول کر ہو گناہ نہیں ہوتا۔

إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ ﴿١١٨﴾ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ ﴿١١٩﴾

بیشک تیرے لیے جنت میں یہ ہے کہ تو بھوکا نہ ہوگا اور ننگا نہ ہوگا ﴿۱۱۸﴾ اور یہ کہ تو کبھی اس میں پیاسا نہ ہوگا اور نہ تجھے دھوپ لگے گی ﴿۱۱۹﴾

فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ

تو شیطان نے اسے وسوسہ ڈالا کہنے لگا اے آدم کیا میں تجھے ہمیشہ رہنے کے درخت اور کبھی نہ ختم ہونے

مُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ ﴿١٢٠﴾ فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا

والی بادشاہی کی طرف رہنمائی کروں ﴿۱۲۰﴾ تو ان دونوں نے اس درخت میں سے کھایا تو ان پر ان کی شرم کے مقام ظاہر ہو گئے اور وہ

مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ ۚ وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ﴿١٢١﴾ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ

جنت کے پتے اپنے اوپر چپکانے لگے اور آدم نے اپنے رب کے حکم میں لغزش کی تو وہ مقصد جاتا رہا ﴿۱۲۱﴾ پھر اس کے رب نے اسے

فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ ﴿١٢٢﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ

برگزیدہ بنا لیا اس کی توبہ قبول کی اور راہ دکھائی ﴿۱۲۲﴾ فرمایا تم دونوں جنت سے اتر جاؤ تم کچھ تم میں کچھ کے دشمن ہو گے

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾

پھر جب میری طرف سے تمہارے پاس کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا تو وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ بدبخت ہوگا ﴿۱۲۳﴾

شان نزول حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت

حضرت آدم و حوا کی جنت سے تشریف آوری اور انسانوں کو تنبیہ

ربط ﴿۱﴾ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی سکونت جنت میں ہمیشہ کے لیے نہیں تھی جو بعد قیامت نیکوں کو عطا ہوگی ﴿۲﴾ دنیا کی بادشاہی بالکل ختم ہو جائے گی مگر وہ بادشاہی باقی رہے گی تو دھوپ بھی ہوگی اور یہاں بھوک بھی لگتی ہے ﴿۳﴾ اس آیت میں ظاہری اور صوری اعتبار سے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف نافرمانی کی نسبت کی گئی ہے ورنہ جو فعل حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا وہ درحقیقت کوئی گناہ نہ تھا جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور ظاہری و صوری اعتبار سے نافرمانی کی نسبت بھی اس لئے کی گئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے بہر حال اس درخت سے کھانا تھا جو ان کا ارادہ نہ تھا ہوا۔ کسی دلیل ضرورت جیسے علامت قرآن حدیث کے بغیر حضرت آدم علیہ السلام کی طرف معصیت کی نسبت کرنا جائز ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ

اور جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا تو بیشک اس کے لیے تنگ معیشت ہے اور ہم اسے قیامت

الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾

کے دن اندھا اٹھائیں گے ○ وہ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو دیکھنے والا تھا ○

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَ

اللہ فرمائے گا اسی طرح ہماری آیتیں تیرے پاس آئی تھیں تو نے انہیں بھلا دیا اور آج کی طرح تجھے بھلا دیا جائے گا ○ اور

كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ

ہم اس شخص کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں جو حد سے بڑھے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور بیشک آخرت کا عذاب

اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ

سب سے شدید اور سب سے زیادہ دیر تک رہنے والا ہے ○ تو کیا انہیں اس بات سے رہنمائی نہ ملی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک

فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

کیں جن کی بستیوں میں یہ چلتے پھرتے ہیں بیشک اس میں عقل والوں کیلئے نشانیاں ہیں ○ اور اگر تمہارے رب کی طرف

مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ

سے ایک بات پہلے سے طے نہ ہو چکی ہوتی اور ایک مقررہ مدت نہ ہوتی تو عذاب لازم ہو جاتا ○ تو ان کی باتوں پر صبر کریں

ع ۸

شان نزول: ریاءِ الٰہی سے منہ پھیرنے کا نقصان — قیامت کے دن اندھا اٹھنے سے متعلق سوال اور اس کا جواب

کفار مکہ کی عقلت کا حال — **اس امت سے عذاب عام مؤخر کیے جانے کی وجہ** — **صبر و عبادت کی تاکید اور اوقات نماز کی تعلیم**

ف ۱: یہاں ذکر سے مراد قرآن مجید پر ایمان لانا ہے یا اس سے مراد وہ دلائل ہیں جنہیں اسلام کی حقانیت کے ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ذکر سے سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزات مراد ہوں جو آپ ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ **ف ۲:** آیت میں "کلمۃ" سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت سے قیامت تک عذاب عام مؤخر کیے جانے کی بات ہے۔ **ف ۳:** صبر کا معنی ہے نفس و دل کو روکنا جس پر روکنا عقل اور شریعت تقاضا کرتی ہو یا نفس و دل کو اس چیز سے روکنا جس سے روکنا عقل اور شریعت تقاضا کرتی ہو۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ

اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کرتے رہو سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اور رات کی

اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ

کچھ گھڑیوں میں اور دن کے کناروں پر بھی تسبیح بیان کرو امید ہے کہ تم راضی ہو جاؤ ﴿۱۳۰﴾ اور نہ پھیلائیں آپ

عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

اپنی آنکھیں اس چیز کی طرف جو ہم نے ان کافروں کو دنیا کی زندگی کی رونق کے طور پر دے رکھی ہے تاکہ ہم انہیں اس بارے میں آزمائیں تو اس کی طرف

لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ

تو بھی نہ دیکھیں اس سے پہلے اور تیرے رب کا رزق سب سے بہتر اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے ﴿۱۳۱﴾ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو

وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾

اور خود بھی نماز پر جمے رہو ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے بلکہ ہم تجھے روزی دیں گے اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے ﴿۱۳۲﴾

وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ

اور کافروں نے کہا یہ نبی اپنے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا کیا ان کافروں کے پاس پچھلی کتابوں میں

مخلوق مالدار دیکھ کر تعجب کی نظر سے نہ دیکھنے کی ہدایت اور حقیقی نعمتوں کا حال

خود بھی ثابت قدم رہنے اور اہل خانہ کو بھی نماز کا حکم دینے کی تاکید کافروں کی طرف سے نشانی کا مطالبہ اور اس کا جواب

حالل ① یہاں بظاہر خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جبکہ مراد امت ہے۔ یہ معلوم ہوا کہ قرآن کی اصل توجہ اہل دنیا کی طرف نہیں بلکہ خود نبی کریم کی طرف ہوتی ہے۔ ② حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دروازے پر کئی ماہ تک تشریف لاتے رہے اور فرماتے الصلوٰۃ یرحمکم اللہ إنما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس أھل البیت ویطھرکم تطھیرا (ابن عساکر) اس آیت میں مخاطب اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بھی داخل ہے اور ہر امتی کو بھی یہ حکم ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہے

الْاُوْلٰى ﴿۱۳۴﴾ وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ

سے کوئی پیغام نہ آیا ﴿۱۳۴﴾ اور اگر ہم انہیں کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو ضرور کہتے اے ہمارے رب ہمارے

اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۵﴾

ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے تیری آیتوں کی پیروی کرتے؟ ﴿۱۳۵﴾

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ

تم فرما دو ہر کوئی انتظار کر رہا ہے تو تم بھی انتظار کرو عنقریب تم جان لو گے کہ سیدھے راستے والے کون تھے

وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾

اور کس نے ہدایت پائی؟ ﴿۱۳۵﴾

ع ۹

ترجمہ: اور اگر ہم انہیں کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے ان مسلمانوں پر حوادث سے منتظر خاکہ وجوب

تشریح: ﴿۱﴾ شان نزول: مشرکین نے کہا تھا کہ ہم تم سے حوادث اور انقلاب کا انتظار کر رہے ہیں کہ سب مسلمانوں پر مصیبتیں اور ان کا خاتمہ ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا تم مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا انتظار کر رہے ہو اور مسلمان تمہاری سزا و عذاب کا انتظار کر رہے ہیں۔ عنقریب جب حد کا ظہور ہوگا اور قیامت قائم ہوگی تو تم جان لو گے کہ سیدھے رستے والے کون تھے اور کس نے ہدایت پائی؟ (خزائن العرفان صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶)

سورۃ الانبیاء ۲۱ — مکیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اٰیاتہا ۱۱۲ — رکوعاتہا ۷

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ

لوگوں کا حساب قریب آ پہنچا ہے اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں ۝ جب ان کے پاس

مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ

ان کے رب کی طرف سے کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو اسے کھیلتے ہوئے ہی سنتے ہیں ۝ ان کے دل کھیل میں پڑے ہوئے ہیں اور

اَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ

ظالموں نے چپکے چپکے مشورہ کیا کہ یہ (شخص) کیا ہے تمہارے جیسا ایک آدمی ہی تو ہے پھر کیا تم (جانتے بوجھتے) دیکھتے سنتے جادو

السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ

کے پاس جاتے ہو ۝ پیغمبر نے کہا میرا پروردگار آسمان اور زمین میں ہر بات کو جانتا ہے وہ

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ بَلْ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ

سننے والا (اور) جاننے والا ہے ۝ بلکہ (کافر) کہنے لگے (یہ قرآن) پریشان خوابوں (کا مجموعہ) ہے بلکہ خود انہی نے اسے بنا لیا ہے بلکہ یہ شاعر ہے

فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَاۤ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ مَاۤ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ

(اگر یہ نہیں) تو ہمارے پاس کوئی نشانی (کیوں) نہیں لاتا جیسے پہلے (زمانے کے) پیغمبر بھیجے گئے تھے ۝ ان سے پہلے جو بستی ہلاک کی ہے وہ

لغات: اقترب (قریب آ گیا) حسابہم (قیامت اور لوگوں کی حالت) معرضون (نصیحت پر منکروں کا طرز عمل) اضغاث احلام (کفار قریش کے بعض مشورے کی خبر)

نظم: کفار کے دو اعتراضات اور ان کا مطالبہ — کفار کے یہ بیان ان سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

ربط: یہاں اگرچہ کفار کی روش کو بیان کیا ہے لیکن افسوس کی رسم مسلمانوں میں بھی قیامت سے دن بچے خیال سے حسب سے غفلت بہت عام ہو چکی ہے ۔ ج کہیں بھی جب نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب و حدیث سے ان پر جاتا ہے تو یہ غیر سنجیدہ نصیحت حاصل کرنے کی بجائے منہ پھیر کر گزر جاتے ہیں حالانکہ مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ ایسا طرز عمل اختیار کرے جو کافروں اور مشرکوں کا شیوہ رہا ہے ۔ لفظ اضغاث اضغث کی جمع ہے جس کا لغوی معنی ہے جھاڑ کا تنکا اور اصطلاح میں جھوٹ اور بے معنی خواب کو کہتے ہیں عربی لفظ حلم بضم الحاء بمعنی خواب کی جمع ہے ۔ یہاں کفار کے ان قول کی مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جسے قرآن کہتے ہیں یہ دراصل جھوٹے خواب ہیں اللہ تعالیٰ کی وحی نہیں ۔

اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝۱ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا

تو کیا یہ لوگ ایمان لائیں گے ۝۱ اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی بھیجے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے تو تم لوگ

اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۲ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ

علم والوں سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے ۝۲ اور ہم نے انہیں ایسے بدن نہیں بنایا تھا کہ وہ کھانا نہ

الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝۳ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ

کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے ۝۳ پھر ہم نے ان سے وعدہ سچا کر دکھایا تو ہم نے انہیں اور جن کو چاہا نجات دی

وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝۴ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ

اور حد سے بڑھنے والوں کو ہلاک کر دیا ۝۴ بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب اتاری جس میں تمہارا چرچا ہے

ع اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۵ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا

تو کیا تمہیں عقل نہیں ۝۵ اور کتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کر دیں جو ظلم کرتے والی تھیں اور ان کے بعد ہم نے دوسری قوم

اٰخَرِيْنَ ۝۱۱ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝۱۲ لَا تَرْكُضُوْا

پیدا کر دی ۝۱۱ تو جب ہمارا عذاب پایا تو اچانک وہ اس سے بھاگنے لگے ۝۱۲ بھاگو نہیں

وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ۝۱۳ قَالُوْا

اور ان آسائشوں کی طرف لوٹ آؤ جو تمہیں دی گئی تھیں اور اپنے مکانوں کی طرف (لوٹ آؤ) شاید تم سے سوال کیا جائے ۝۱۳ وہ بولے

شان نزول بشریت انبیاء ثابت فرمائی ہے **اہل علم کی طرف رجوع کا حکم** (انبیاء کے بشری اوصاف پر اعتراض کا جواب)

اس میں اور منکرین سے متعلق وعدہ الٰہی کی صداقت قرآن مجید کا یہ عظیم فائدہ اور خوبی

ثبوت قوموں کی تباہی کی طرف اشارہ ایک قوم کا خبر تک نہیں

ربط ۱۲ ناواقف کو اہل علم کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے یہ تو ناواقف کے لئے ان کے علاوہ اور لوگ چارہ ہی نہیں کہ وہ واقف سے دریافت کرے پہلی ضرورت کا سلسلہ ملتا ہے اور یہ کہ جس علم کو علماء سے پوچھ کر حاصل کرنا ہے غیر مجتہدین کی تقلید بھی اسی آیت پر عمل کی ایک صورت ہے ان سے علماء کی حجیت بھی واضح ہوئی ۱۳ قول یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام علماء پہلے سے ہوتے ہیں مگر ان پر بھی علماء پہلے کی حاجت ہوتی ہے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کچھ عرصے پہلے بغیر کسی کی مدد کے وحی کے ذریعے حضور قلب کی وجہ سے علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علوم و کمال حاصل کر لیتے ہوں جیسے کہ ہمارے پیغمبر کی نسبت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا

وہ بولے ہائے ہماری بربادی بیشک ہم ظالم تھے ﴿۱۴﴾ تو یہی ان کی پکار رہی یہاں تک کہ ہم نے انہیں ایسا کر دیا

خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ

بجھے ہوئے ﴿۱۵﴾ اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل تماشے کیلئے نہیں بنایا ﴿۱۶﴾ اگر

اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ

ہم کوئی کھیل کی چیز اختیار کرنا چاہتے تو اپنے پاس سے ہی اختیار کر لیتے ﴿۱۷﴾ ہمیں کرنا ہو تو ہم حق کو

بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ

باطل پر پھینکتے ہیں تو وہ اس کا دماغ توڑ دیتا ہے تو یکبارگی وہ مٹ کر جاتا ہے اور تمہارے لئے بربادی ہے ان باتوں سے جو تم بناتے ہو ﴿۱۸﴾ اور

لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ

جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اسی کی ملک ہیں اور جو اللہ کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور

لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً

تھکتے ہیں ﴿۱۹﴾ رات اور دن ان کی پاکی بیان کرتے ہیں وہ سستی نہیں کرتے ﴿۲۰﴾ کیا انہوں نے زمین میں سے کچھ ایسے معبود

ترجمہ (زمین و آسمان، جو بھی کچھ ہیں اللہ ہی کی ملکیت ہیں اور اللہ کے پاس ہیں وہ باطل کو مٹانے کا طریقہ بھی اور اللہ کے لئے عبادت سے عار نہ کرنے والے)

(اللہ تعالیٰ کی شان، ملائکہ اور فرشتوں کا بیان) (زمین و آسمان کا رب ایک ہے)

ربط ① قیامت کا دن حسرت و ندامت کا دن ہوگا کہ اس دن لوگ اپنے برے اعمال پر ندامت، پشیمانی کا اظہار کریں گے یہاں حسرت و ندامت کی کوئی جگہ نہ ہوگی، لہٰذا عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ اپنی زندگی میں ہی اپنے برے اعمال پر نادم و پشیمان ہو کر بارگاہ الٰہی میں سچی توبہ کر لی جائے اور اپنے رب اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں لگ جائیں تاکہ روز قیامت کی حسرت و ندامت سے محفوظ رہ سکیں۔ ② فرشتوں کا یہ وصف ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے تھکتے نہیں البتہ اگر انہیں عبادت کرتے کرتے تھک جانے کا حکم دیا جائے تو یہ اس کو بھی بجا لائیں گے۔ ③ علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ فرشتوں کے بارے میں یہ خبر دینے سے مقصود مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت کرنے پر ابھارنا اور کافروں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت سے شرم دلانا ہے کہ جب عبادت و تسبیح کرنا قرب اور شرف رکھنے والے لوگوں کا وصف ہے تو ان سے کیونکر روگردانی کی جا سکتی ہے۔ (نسیم الریاض، الانبیاء تحت الآیۃ ۱۹-۲۰، ۶/۱۲۴)

مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿٢١﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ

بناتے ہیں جو مردوں کو زندہ کرتے ہیں ﴿٢١﴾ اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا (اور) معبود ہوتے تو (ضرور) آسمان و زمین تباہ ہو جاتے

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٢٢﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ

(لوگوں کی) بنائی ہوئی باتوں سے اللہ پاک ہے جو عرش کا مالک ہے ﴿٢٢﴾ جو کام وہ کرتا ہے اس کے بارے میں (کسی کو) سوال کرنے کا حق نہیں اور (لوگوں

يُسْـَٔلُوْنَ ﴿٢٣﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ

سے) سوال کیا جائے گا ﴿٢٣﴾ کیا انہوں نے اللہ کے سوا (اور) معبود بنا رکھے ہیں (ان سے) کہہ دو کہ اپنی دلیل پیش کرو یہ (قرآن) میرے ساتھ والوں

مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَ

کا (بھی) ذکر ہے اور مجھ سے پہلوں کا (بھی) تذکرہ ہے بلکہ ان کے اکثر لوگ حق کو نہیں جانتے تو (اسی لئے) منہ پھیرے ہوئے ہیں ﴿٢٤﴾ اور

مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا

ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں

فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۙ

تو میری ہی عبادت کرو ﴿٢٥﴾ اور کافروں نے کہا کہ خدا نے (فرشتوں کو اپنا) بیٹا بنا رکھا ہے وہ پاک ہے (وہ اولاد نہیں رکھتا) بلکہ (جن کو وہ اولاد بتاتے ہیں) فرشتے (اس کے) معزز بندے ہیں ﴿٢٦﴾

مضمون اللہ کسی کا محتاج نہیں ۔ دلائل توحید پر مشرکین کے بیہودہ اعتراضات کا جواب ۔ توحید کا ہمیشہ سے ایک ہی پیغام

فرشتوں کی شان اور اطاعت الٰہی

تشریح اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے واحد معبود ہونے کی ایک عقلی دلیل بیان کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کائنات میں دو خدا ہوں تو جہان کی تباہی یقینی ہے کیونکہ اگر دو خدا امر میں لگے جائیں تو وہ دونوں کسی شے پر متفق ہوں گے یا ان میں اختلاف ہوگا۔ اگر یہ چیز پر متفق ہوں تو ان سے ایک کام آئے گا کہ یہ پر دونوں کی قدرت میں ہو اور دونوں کی قدرت سے واقع ہو یہ محال ہے اور اگر ان میں اختلاف ہو تو ایک چیز کے بارے میں دونوں سے ارادوں کی مختلف صورتیں ہوں گی یا دونوں کے ارادے ایک ساتھ واقع ہوں گے۔ اس صورت میں ایک ہی وقت میں دو چیز موجود و معدوم ہونا چاہے گی (یعنی دونوں کے ارادے واقع ہوں) اس صورت میں دو چیز نہ موجود ہوگی نہ معدوم (یعنی ایک کا ارادہ واقع ہوا دوسرے کا واقع نہ ہوا) یہ تمام صورتیں محال ہیں یہ تکم جس کی بات پوری ہوگی وہ خدا کہلائے گا اور ثابت ہوا کہ ہر صورت یہ ہے کہ ایک خدا ہے باقی سب اس کے بندے ہیں اور کائنات کا نظام انتہائی مربوط و منظم انداز میں چلتا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اس کا خالق ایک ہی ہے جو اس نظام کو چلا رہا ہے۔

لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا

وہ کسی بات میں اللہ سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں ﴿۲۷﴾ وہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو

خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ

ان کے پیچھے ہے اور وہ صرف اسی کی شفاعت کرتے ہیں جسے اللہ پسند فرمائے اور وہ اس کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں ﴿۲۸﴾ اور ان میں جو

يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي

کوئی کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے ہم ظالموں کو ایسی ہی

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا ع ۱۲

سزا دیتے ہیں ﴿۲۹﴾ کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے

فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلْنَا فِي

تو ہم نے انہیں کھولا اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی ﴿۳۰﴾ کیا وہ ایمان نہیں لاتے ﴿۳۱﴾ اور زمین میں ہم نے

الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ

مضبوط لنگر ڈال دیئے تاکہ لوگوں کو لے کر کھسک نہ جائے اور ہم نے اس میں کشادہ راستے بنائے تاکہ

عنوان: فرشتے بھی شفاعت نہیں کر سکتے (اللہ کی کبریائی کرنے والے کا انجام)

تفسیر: حدیث کے آسمان اور زمین کا ملنا

حاشیہ (۱) اس آیت میں فرمایا گیا کہ آسمان و زمین ملے ہوئے تھے اس سے ایک مراد تو یہ ہے کہ یک دوسرے سے ملا ہوا تھا ان میں فصل و جدائی نہیں پیدا کی گئی تھی۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ آسمان اس طور پر بند تھا کہ اس سے بارش نہیں ہوتی تھی اور زمین اس طور پر بند تھی کہ اس سے نباتات پیدا نہیں ہوتی تھیں، تو آسمان کا کھولنا یہ ہے کہ اس سے بارش ہونے لگی اور زمین کا کھولنا یہ ہے کہ اس سے نباتات پیدا ہونے لگیں۔ اس آیت میں چونکہ متعین طور پر یہ مراد نہیں کہ آسمان و زمین متصل طور پر ملے ہوئے تھے اس لیے بگ بینگ کی تھیوری وغیرہ کے ساتھ اس آیت سے استدلال نہیں کرنا چاہئے۔ (۲) سورۂ نور (۲۴) میں گزرا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی سے ہر جاندار کی پیدائش کا سبب بنایا ہے یہاں یہ مراد ہے کہ ہر جاندار کی پیدائش پانی سے ہوئی ہے۔

يَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ

وہ راہ پائیں ﴿۳۱﴾ اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنایا اور وہ لوگ اس کی نشانیوں سے منہ پھیرے ہوئے ہیں ﴿۳۲﴾ اور

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ

وہی ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا کیا سب ایک ایک گھیرے میں

يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَاۗىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ

تیر رہے ہیں ﴿۳۳﴾ اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لیے دنیا میں ہمیشہ رہنا نہیں بنایا پھر اگر تم انتقال فرما جاؤ تو کیا یہ دوسرے لوگ

الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَ

ہمیشہ رہیں گے ﴿۳۴﴾ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور ہم تم سب کو برائی اور بھلائی کے ساتھ خوب آزمائش میں ڈالتے ہیں اور

اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا

ہماری ہی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ﴿۳۵﴾ اور جب کافر آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کو صرف ہنسی مذاق

هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ

کا پہچانتے ہیں کیا یہ وہی ہے جو تمہارے خداؤں کو برا کہتا ہے اور وہ خود رحمٰن کی یاد سے

عنوان (واقعہ اس نے متعلق کفار کا تبصرہ) (موت اور آزمائش کا بیان)

ف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کفار کا حال

شرح (۱) ریاسی اور نظریات کا علم دلی علوم میں سے ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ بنایا جاتا ہے صوفیاء کرام اسے اچھا خیال فرماتے ہیں کہ یہ تمہاری کی نگاہ ہے اللہ کے اس سے فضل سے جو بغیر محنت کے ملے (2) مصیبت اور تکلیف دونوں کے ذریعے بندے کو آزمایا جاتا ہے کہ وہ مصیبت پر کتنا صبر کرتا ہے اور نعمت پر کتنا شکر کرتا ہے مومن کا طرز عمل یہ ہونا چاہیے کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کے معاملے پر تعجب ہے کہ اس کا ہر معاملہ بھلائی پر مشتمل ہے اور یہ صرف مومن کے لئے ہے جسے خوشحالی حاصل ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے اور یہ اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر تنگدستی پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔ (مسلم، ص ۱۵۹۸، حدیث: ۷۴۹۹)

كَفُّوْنَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ وَ

منکر ہیں ۝ آدمی جلد باز پیدا ہوا ہے[1] میں تمہیں اپنی نشانیاں عنقریب دکھاؤں گا تو مجھ سے جلدی نہ ۝

يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ

کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب ہوگا ۝ اگر کافر اس وقت کو جان لیتے جب وہ

لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ بَلْ

اپنے چہروں سے اور اپنی پیٹھوں سے آگ کو نہ روک سکیں گے اور نہ ان کی مدد کی جائے گی ۝ بلکہ

تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَقَدِ

وہ قیامت ان پر اچانک آپڑے گی تو انہیں حیران کر دے گی پھر نہ وہ اسے ہٹا سکیں گے نہ انہیں مہلت دی جائے گی ۝ اور بیشک

اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

تم سے پہلے رسولوں کا مذاق اڑایا گیا[2] تو جس (عذاب) کا مذاق اڑاتے تھے اسی نے ان کو

شان نزول نزول عذاب میں جلدی کرنے والوں کو جواب — انکار حشر بار بار اور رسول عذاب کے وقت کفار کا حال

کفار کے مذاق سے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

نکتہ اس کا معنی یہ ہے کہ انسان میں جلد بازی کی فطرت اور عجلت کی کمی سے ظاہر ہوتا ہے کہ جلد بازی انسان کے خمیر میں ہے یا یہ معنی ہے کہ جلد بازی انسان کی فطرت اور اخلاق میں پیدا کیا گیا ہے جلد بازی یہ مذموم فعل ہے اس سے بچنا چاہئے حدیث پاک میں ہے کہ جلد بازی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے [ترمذی ۲۰۱۲، مشکوٰۃ ۲۰۲] دوسری حدیث پاک میں ہے جس نے جلدی کی تو اس نے اپنے مقصد کو پا لیا یا قریب ہے کہ پا لے اور جس نے جلدی کی تو اس نے خطا کی یا قریب ہے کہ وہ خطا کھا جائے [مسند ابو یعلیٰ ۴۳۱، مشکوٰۃ ۲۰۲] اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح آپ کی قوم نے آپ کا مذاق اڑایا اسی طرح ان سے پہلے کفار بھی اپنے نبیوں کا مذاق اڑاتے رہے جو عذاب ان کے مذاق اڑانے والوں پر نازل ہوا وہ بھی آپ کی قوم کے مذاق اڑانے والوں پر نازل ہوگا اور مستہزئین کے ہلاک و عذاب میں گرفتار ہونے کے بعد آپ اور آپ کے ساتھ مستہزئین کے مذاق اڑانے والوں کا بھی بدلہ تمام ہوگا ہے۔

پ ۱۷ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ

پھر ہنسی ○ کہہ فرما رات اور دن میں رحمٰن کے عذاب سے تمہاری کون حفاظت کرے گا؟ بلکہ وہ

عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ

اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرے ہوئے ہیں ○ یا ان کے لیے معبود ہیں جو انہیں ہم سے بچا لیں گے؟

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ

وہ اپنی جانوں کی مدد نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کی ہماری طرف سے مدد و حفاظت کی جاتی ہے ○ بلکہ ہم نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو

حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ

دنیا میں تک سے برتے گی ان پر دراز ہو گئی ؟ تو کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے اطراف سے گھٹاتے

اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۫ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ

آ رہے ہیں تو کیا وہ غالب ہیں گے ؟ تم فرما دو میں تم کو صرف وحی سے ڈر سناتا ہوں اور بہرے

الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ

پکار کو نہیں سنتے جب انہیں ڈرایا جاتا ہے ○ اور اگر انہیں تمہارے رب سے عذاب کی ہوا چھو جائے

شانِ نزول: جلد باز کفار سے ایک سوال اور ان کا حال — کفار کے میلاد معبودوں کا حال

کفار کے عمر اعراض کا اصل سبب اور تقلید آباء کے نقصانات — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منصب انذار اور وحی الٰہی کی

عذاب الٰہی کا سامنا کفار کی کسی قوت کے بس کی بات نہیں

تفسیر: ① یعنی عمر مال کی زیادتی اور حسن کی لذت عموماً غفلت اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سبب بن جاتی ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ یہ شخص سے عمر میں بہتر کون ہے؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں سے اچھا کون ہے؟ ارشاد فرمایا جس کی عمر لمبی اور عمل اچھے ہوں۔ عرض کی دونوں میں سے برا کون ہے؟ ارشاد فرمایا جس کی عمر لمبی اور عمل برے ہوں۔ (ترمذی، ابواب الزہد، باب ۲۵، حدیث ۲۳۳۰، ص ۱۹۱۲) ② یہاں اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کافروں کی زمین پر اور ان کے علاقے دے رہا ہے اور یہ شہر کے بعد دوسرا شہر فتح ہوتا چلا آ رہا ہے یوں صدر اسلام سے لے کر آج تک زمین کم ہوتی جا رہی ہے۔ ③ یعنی ہم اللہ کے نبی ہیں ہمارا کام ڈرانا ہے ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے ہمیں اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ ④ جو عذاب سے مفر حاصل کرنے کے لیے بھاگ رہے ہیں اگر یہ عذاب ان پر آ جائے تو کسی کی مجال نہیں کہ اس کو روک سکے یا اس کی قوت کو عاجز کر دے۔

لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ

تو ضرور کہیں گے ہائے ہماری خرابی! بیشک ہم ظالم تھے ﴿٤٦﴾ اور ہم قیامت کے دن عدل کے ترازو رکھیں گے

فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَ

تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگی تو ہم اسے لے آئیں گے اور

كَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاۗءً وَّذِكْرًا

ہم حساب کرنے کیلئے کافی ہیں ﴿٤٧﴾ اور بیشک ہم نے موسیٰ اور ہارون کو قرآن دیا اور روشنی اور

لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٨﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ

پرہیزگاروں کیلئے نصیحت دی ﴿٤٨﴾ جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور وہ قیامت سے

مُشْفِقُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ ع ١٢

ڈرتے ہیں ﴿٤٩﴾ اور یہ برکت والا ذکر ہے جسے ہم نے اتارا ہے تو کیا تم اس کے منکر ہو؟ ﴿٥٠﴾ اور بیشک

اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ

ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی اس کی سمجھداری دے دی تھی اور ہم اسے جانتے تھے ﴿٥١﴾ یاد کرو جب کہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا

مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿٥٢﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَاۗءَنَا لَهَا

یہ کیسے بت ہیں جن کے گرد تم جم کر بیٹھے ہوئے ہو ﴿٥٢﴾ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی

عنوان ۱ ... اور قیامت عدل و انصاف کا ظہور — حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام پر عطائے الٰہی — متقین کے دو اوصاف

عظمت قرآن کا بیان اور مکہ کے قرآن و نبیہ — شان و ہدایت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تو حید اور بتوں سے مناظرہ

ملاحظہ ۲ یہاں باپ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی والد مراد نہیں بلکہ چچا آزر مراد ہے ۱۲ باپ داد کا طریقہ شریعت کے خلاف رہے ہوں اس فاسد رسم کو ترک کر کے اپنے باپ دادا کے عمل کا صحیح بتلانا کفار کا طریقہ ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے

عٰبِدِيْنَ ﴿٥٢﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٥٣﴾ قَالُوْٓا

پوجتے ہوئے پایا ○ فرمایا بے شک تم اور تمہارے باپ ۔ سب کھلی گمراہی میں ہو ○ بولے

اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿٥٥﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ

کیا تم ہمارے پاس حق لائے ہو یا یونہی کھیل رہے ہو ○ فرمایا بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور

الْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَتَاللّٰهِ

زمین کا رب ہے جس نے انہیں پیدا کیا اور میں اس پر گواہوں میں سے ہوں ○ اور مجھے تمہارے بتوں کی قسم ہے

لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا

تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں کی بری حالت کروں گا ○ تو پھر انہوں نے ان سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا سوائے

كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿٥٨﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ

ان کے بڑے بت کے کہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں ○ کہنے لگے کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا ہے بے شک وہ

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٩﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿٦٠﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ

یقیناً ظالم ہے ○ کچھ کہنے لگے ہم نے ایک جوان کو سنا ہے جو ان کا ذکر کیا کرتا ہے جس کو ابراہیم کہا جاتا ہے ○ کہنے لگے تو اسے

عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا

لوگوں کے سامنے لے آؤ شاید لوگ گواہی دیں ○ کہنے لگے اے ابراہیم! کیا تم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ

لغات: بت شکنی کا عزم ابراہیمی اور اس پر عمل — بتوں کا مذاق کیے، قوم کا اظہار غضب

بت شکن کی تحقیق پر طلبی — حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی کوشش

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے استفسار اور آپ کا جواب

حل: ① دنیا کے سامنے بتوں کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ حق بات ہر حال میں کہنی چاہیے۔ قدرت کے باوجود حق کہنے سے خاموشی عداوت ہے اور وہ حرام ہے۔ ہاں کہاں کہنا مفید ہے کہاں نہیں یا کس نیت سے کہنا ہے یہ الگ امور ہیں چاہیے

يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۚ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا

یہ کام یہ ہے؟ ○ ابراہیم نے فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ کیا ہوگا تو ان سے پوچھ لو اگر یہ

يَنْطِقُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

بولتے ہوں ○ تو یہ دوں کی طرف پلٹے اور کہنے لگے بیشک تم خود ہی ظالم ہو ○

ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰۤؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ

پھر اوندھے پھر دوں کے بل الٹا دیے گئے (اور بولے کہ) تمہیں خوب معلوم ہے یہ بولتے نہیں ○ ابراہیم نے جواب دیا:

اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿۱۰۸﴾ اُفٍّ

تو کیا تم اللہ کے سوا اس کی عبادت کرتے ہو جو تمہیں کچھ نفع نہیں دیتا اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے ○ تم پر

لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ

اور اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو ان پر افسوس ہے تو کیا تمہیں عقل نہیں ○ (یہ سن کر) بولے ان کو جلا دو

وَانْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ

اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم کچھ کرنے والے ہو ○ ہم نے فرمایا اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور

مشکل الفاظ

قوم: اپنے دین میں اعتراف حقیقت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کو سرزنش

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کی تجویز

حکم الٰہی

تشریح ① حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ فرمانا ظاہر واقع کے خلاف لگتا ہے لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں سے عاجز و بے بس ہونے کی طرف توجہ دلانے کے لئے اس انداز میں کلام کیا کہ گویا سے یوں پوچھ رہے ہو اپنے اسی بڑے بت سے پوچھو اس نے کلہاڑا ہے تو کسی نے ان کو توڑ ہوگا یہ قسم کا شرک کرنا اور سوچنے کی طرف مائل کرنا تھا ② جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ واضح فرما دیا کہ بت عاجز ہے بس اپنی ہی خود کو بچا نہیں سکتے تو وہ دوسروں کو کیا بچائیں گے تب قوم نے آپس میں سوچا اتنے بڑے اور بے نفع بتوں کی پوجا کرنے والے آپ خود ہی ظلم کر رہے ہیں ابراہیم کے سوا کون ہے جو ان کو ایسا کرنے سے روک سکے اس لئے وہ مشورہ کرنے لگے

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾ وَ

سلامتی والا ہو جا ﴿٦٩﴾ اور انہوں نے ابراہیم کے ساتھ برا سلوک کرنا چاہا تو ہم نے انہیں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے بنا دیا ﴿٧٠﴾ اور

نَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ

ہم نے اسے اور لوط کو (وہاں) سرزمین کی طرف نجات دلا کر لے گئے جس میں ہم نے جہان والوں کے لیے برکت رکھی تھی ﴿٧١﴾ اور ہم نے انہیں

اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً

اسحاق عطا فرمایا اور مزید یعقوب (پوتا) اور ہم نے ان سب کو اچھے حال نیک بنایا ﴿٧٢﴾ اور ہم نے انہیں امام بنایا

يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ

کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی تھی نیک کام کرنے اور نماز قائم کرنے کی

وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿٧٣﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّ

اور زکوٰۃ دینے کی وحی بھیجی اور وہ ہماری عبادت کرنے والے تھے ﴿٧٣﴾ اور لوط کو ہم نے حکومت اور علم دیا اور

نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ

اسے اس بستی سے نجات دی جو گندے کام کرتی تھی بیشک وہ برے لوگ

خلاصہ قوم کی سازش کی ناکامی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت حضرت لوط علیہ السلام کو عطا کئے گئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر انعام کی حضرت لوط علیہ السلام کو انعام کی

حل لغات ① یعنی حقیقی اللہ تعالیٰ کے سوا اسباب کی تاثیر اللہ تعالیٰ کی مشیت یعنی چاہنے کے تابع ہے یعنی اللہ تعالیٰ نہیں چاہے تو آگ میں جلانے کی تاثیر نہیں رہتی ہے ② یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق عام اسباب میں مسببات کو وابستہ فرمایا ہے مثلاً کھانے میں سیری کا پانی میں پیاس بجھانے کا آگ میں جلانے کا وغیرہ ③ یعنی اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی بھیج دی ④ یعنی ہجرت کر کے شام چلے گئے ⑤ یعنی اسحاق کا بیٹا یعقوب ⑥ یعنی ان کی دعا قبول کی ⑦ یعنی ان کو نبی بنایا ⑧ یعنی ان کو نیک کاموں کی توفیق دی ⑨ یعنی ان کو نبی بنایا ⑩ یعنی ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو اللہ کی عبادت کی دعوت دیں ⑪ یعنی ان کو نبوت عطا فرمائی ⑫ یعنی ان کو علم دیا اور ⑬ یعنی ان کو نافرمان قوم سے نجات دی ⑭ یعنی وہ قوم فاسق تھی ⑮ یعنی لوط کا گندہ کام یہ تھا کہ وہ لڑکوں سے بدفعلی کرتے تھے یہ فعل حرام قطعی ہے اور اس کا مرتکب فاسق ہے احادیث میں اس کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے یہاں تفصیل کی ضرورت نہیں ⑯ یعنی لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل کیا جو قوم کے اعمال سے محفوظ رہا ⑰ یعنی اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام پر نظر رحمت فرمائی کہ ان کو اپنی قوم کے پیچھے بے مقام میں آ کر تنہا رہنے کے بعد ایسی اولاد عطا فرمائی جو ان کی نسل سے ہو کر دنیا میں پھیلی اور ان کا نام بلند کیا ⑱ یعنی نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی کہ ان کے بیٹے کو جو ان کی نظر میں ان کے اہل میں سے تھا اور ان کا وعدہ تھا کہ آپ کے اہل کو نجات دوں گا اس وعدہ کے موافق ان کے بیٹے کو بھی نجات دی جو کافر تھا اور طوفان میں غرق ہو گیا ⑲ یعنی نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی کہ ان کی قوم کے کافروں کو ہلاک کر دیا جائے ⑳ یعنی اللہ تعالیٰ سب کو ہر برے سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

فَنَجَّيْنٰهُ ۙ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۚ﴿٧٦﴾ وَنَصَرْنٰهُ

ع ١٠

ہاں تھے ﴿٧٥﴾ اور ہم نے اسے اپنی رحمت میں داخل کر لیا بیشک وہ ہمارے خاص صالحین میں سے تھا ﴿٧٦﴾ اور نوح کو یاد کرو جب

مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ

لوگوں کے مقابلے میں کی مدد ہم نے کی جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی بیشک وہ برے لوگ تھے تو ہم نے ان سب کو غرق

اَجْمَعِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ

کر دیا ﴿٧٧﴾ اور داؤد اور سلیمان کو یاد کرو جب وہ دونوں کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جب رات کو اس میں کچھ لوگوں کی بکریاں

الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿٧٨﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّ

چھوٹ گئیں اور ہم ان کے فیصلہ کا مشاہدہ کر رہے تھے ﴿٧٨﴾ ہم نے وہ معاملہ سلیمان کو سمجھا دیا اور دونوں کو حکم اور علم

عِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمْنٰهُ

عطا کیا ۚ اور داؤد کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کو تابع بنا دیا وہ سب تسبیح کرتے اور یہ سب ہمارا ہی کیا ہوا تھا ﴿٧٩﴾ اور ہم نے

معلومات حضرت نوح علیہ السلام پر احسانات — حضرت داؤد، سلیمان علیہما السلام کے لیے مقدر کی گئی خاص شان

حضرت داؤد علیہ السلام پر انعام کی — حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانے کی تعلیم

تشریح ① اس واقعے کا خلاصہ یہ ہے کہ رات کے وقت کسی کی بکریاں دوسرے کے کھیت میں چلی گئیں اور وہ کھیتی تھا گئیں۔ یہ مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا تو بکریوں کی قیمت کھیتی کے نقصان کے برابر ہونے کی وجہ سے بکریاں کھیتی والے کو دینے کا حکم دیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ تجویز پیش کی کہ بکریوں والا کاشت کرے اور کھیتی والا بکریوں سے دودھ وغیرہ سے نفع اٹھائے اور جب کھیتی اس حالت کو پہنچ جائے جس میں پہلے تھی تو کھیتی اس کے مالک کو اور بکریاں ان کے مالک کو دے دی جائیں۔ یہ تجویز حضرت داؤد علیہ السلام نے پسند فرمائی۔ ② آیت میں حکمت سے مراد اجتہاد، حکومت یا نبوت ہے اور علم سے مراد اجتہاد کے طریقوں وغیرہ کا علم ہے۔ ③ یہ تسبیح زبان کی ہے یا تسبیح سے مراد نماز میں ذکر کا کھڑا ہونا ہے۔ خود بھی ذکر میں مصروف ہونا اور پرندوں کو بھی تسبیح میں مصروف دیکھنا۔ ④ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کو خاص معجزات عطا فرمائے تھے جیسے ان سے حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ پہاڑ اور پرندے آپ کے تابع کر دیئے اور وہ آپ کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔

صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ

تمہارے فائدے کیلئے اسے یعنی خاص لباس کی صنعت سکھلادی تاکہ تمہیں تمہاری جنگ کی بچاؤ سے بچائے تو کیا تم شکر ادا کرنے والے ہو ○ اور

لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا

تیز ہوا سلیمان کے لیے تابع بنادیا جو اس کے حکم سے اس زمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکت رکھی تھی ○ اور ہم

بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا

ہر چیز کو جاننے والے ہیں ○ اور بعض جنات کو سلیمان کے تابع کر دیا جو اس کے لیے غوطے لگاتے اور اس کے علاوہ

دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ

دوسرے کام بھی کرتے تھے اور ہم ان جنات کو روکے ہوئے تھے ○ اور ایوب کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ بیشک مجھے تکلیف پہنچی ہے

وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ ۡ وَاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ

اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے ○ تو ہم نے اس کی دعا قبول کی تو جو تکلیف تھی وہ ہم نے دور کر دی اور ہم نے

وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ

اپنی طرف سے رحمت کرتے اور عبادت کرنے والوں کے لیے نصیحت جو ان کے ساتھ تھے ان کے گھر والے اور ان کے ساتھ جتنے ہی اور عطا کیے ○ اور اسماعیل

اِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ

اور ادریس اور ذوالکفل کہ یہ سب صبر کرنے والے تھے ○ اور انہیں ہم نے اپنی رحمت میں داخل کر دیا بیشک وہ نیک

شان نزول حضرت سلیمان علیہ السلام سے لئے ہوا جنوں کی تسخیر

حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا اور اس کی قبولیت) (تمکین نبوت کا تذکرہ اور ان پر انعام کی

ربط یہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام کو بارگاہ الٰہی سے یہ شان عطا ہوئی تھی کہ ہوا بھی اختیارات کی بدولت مختلف تصرفات کرتے تھے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ یہ کہنا شرک نہیں کہ فلاں سے حکم سے یہ کام ہوتا ہے جیسے یہاں اسے خود اللہ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے ہوا چلتی تھی

مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ

قرب خاص سے لائق لوگوں میں سے ہیں ﴿۸۶﴾ اور ماہی والے کو یاد کرو جب وہ غصہ ناک ہو کر چل پڑے[1] تو ان سے گمان کیا کہ ہم ان پر تنگی نہ کریں گے[2]

فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

تو اس نے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہر عیب سے پاک ہے بیشک میں ہی ظالموں سے ہوا ﴿۸۷﴾

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّآ

تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات بخشی اور ہم ایمان والوں کو ایسے ہی نجات دیتے ہیں ﴿۸۸﴾ اور زکریا کو یاد کرو

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۖ

جب اس نے اپنے رب کو پکارا اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے[3] تو ہم نے اس کی دعا قبول کی

وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ

اور اسے یحییٰ عطا فرمایا اور اس کی بیوی کو قابل بنا دیا بیشک وہ نیکیوں میں جلدی کرتے تھے

وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَالَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

اور امید اور خوف سے ہمیں پکارتے تھے اور ہمارے حضور ان سے ڈرتے تھے ﴿۹۰﴾ اور اس عورت کو یاد کرو جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی

فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ

تو ہم نے اس میں اپنی جان پھونک دی اور اسے اور اس کے بیٹے کو سارے جہان والوں کیلئے نشانی بنا دیا ﴿۹۱﴾ بیشک یہ (اسلام)

ترجمہ: حضرت یونس علیہ السلام کے ایک عمل کی طرف اشارہ اور دعا کی قبولیت۔

ربط: (حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا اور اس کی قبولیت) (حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر) (حضرت مریم پاکدامن اور قدرت الٰہی کی نشانی)

چالیس حرف اسلام ہے

شرح: [1] اس واقعے کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام کی قوم نے آپ کی دعوت قبول نہ کی اور نصیحت کرنے پر آپ کے درپے آزار ہو گئی تو آپ علیہ السلام غصہ ناک ہو کر اللہ کے حکم کے انتظار کئے بغیر اپنی قوم کے علاقے سے نکل گئے۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں مچھلی کے پیٹ میں پہنچایا۔ بعد میں آپ نے گڑگڑا کر اللہ کی بارگاہ میں دعا کی تو انہیں مچھلی کے پیٹ سے رہائی مل گئی۔ [2] عربی لفظ ظن کے مختلف معانی ہیں جیسے گمان کرنا، تہمت کرنا، قابو ہونا۔ یہاں اس کا پہلا معنی مراد ہے یعنی ہم اس پر ہرگز تنگی نہ کریں گے

أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ﴿٩٢﴾ وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ

تمہارا دین ایک ہی دین ہے اور میں تمہارا رب ہوں تو تم میری عبادت کرو ﴿٩٢﴾ اور لوگوں نے اپنے دین کو آپس میں ٹکڑے

بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ ﴿٩٣﴾ فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ ع

ٹکڑے کر لیا سب ہماری طرف لوٹنے والے ہیں ﴿٩٣﴾ تو جو نیک کام کرے اور وہ ایمان والا ہو

فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ ۖ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ ﴿٩٤﴾ وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ

تو اس کی کوشش کی ناقدری نہیں ہوگی اور ہم اسے لکھنے والے ہیں ﴿٩٤﴾ اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا ہے ممکن نہیں

لَا يَرْجِعُونَ ﴿٩٥﴾ حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ

کہ وہ لوٹیں ﴿٩٥﴾ یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے

يَنسِلُونَ ﴿٩٦﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ

دوڑتے ہوئے نکلیں گے ﴿٩٦﴾ اور سچا وعدہ قریب آ لگے گا تو کیا دیکھیں گے کہ اس وقت کافروں کی آنکھیں

ف ۱ یہ میں تفریق کرنے والوں کو تنبیہ — یہ اعمال کی قبولیت کچھ عقائد پر موقوف ہے۔

ہلاکت کے بعد یہ میں واپس نہ ہوں گی — یاجوج ماجوج کے خروج کی طرف اشارہ

قیامت کی ہولناکی دیکھ کفار کا حال

ف ۲ : جو اصول اور عقائد تمام پیغمبر علیہ السلام میں مشترک ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، جملہ رسل کی نبوت و رسالت، تقدیر، حشر و نشر اور قیامت وغیرہ کیونکہ یہ تمام پیغمبر علیہ السلام سے اسی دین کی تبلیغ کی ہے پھر لوگوں نے ان سچے عقائد کو بگاڑ کر مختلف فرقے بنا لئے جن کا ذکر آگے شروع مقرب بندوں کو حسب وعدہ بعد کی اولاد بنانا پیغمبر اور عمل کو نجات بنانا قیامت کا انکار اور اسی طرح کے کئی غلط عقیدے بنا لیے **ف ۳** اعمال کیوں ہوں گے فرمایا ایمان پر ہے اگر ایمان ہے تو عمل مقبول ہے اور اگر ایمان نہیں تو آخرت میں عمل کی کوئی جزا نہیں۔ نیز مومن کے عمل میں ایمان کے ساتھ ساتھ دوسری چیزوں کا ہونا بھی ضروری ہے (۱) پیغمبر (۲) عمل وحکم کے مطابق ادا کرنا۔ **ف ۴** یاجوج ماجوج دو قبیلوں کے نام ہیں اور یہ یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں کروڑوں ہیں حضرت ذوالقرنین رضی اللہ عنہ سے یہ دیوار تعمیر کرنے تک ان کے علاقے میں محدود تھے جب قیامت آنے کا وقت ہوگا تو یاجوج اور ماجوج دیوار کو توڑ کر دنیا کے دوسرے علاقوں کو نکل جائیں گے۔

كَفَرُوْٓا ؕ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَ

تعلی کی تعلی رہ جائیں گی کہ ہائے ہماری خرابی بیشک ہم اس سے غفلت میں تھے بلکہ ہم خود ظالم تھے ﴿۹۷﴾ بیشک تم اور

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ

جن کی تم اللہ سے سوا عبادت کرتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہیں تم اس میں جانے والے ہو ﴿۹۸﴾ اگر یہ

اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَ كُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ هُمْ فِيْهَا

معبود ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے اور سب کو ہمیشہ اس میں رہنا ہے ﴿۹۹﴾ جہنم میں ان کی گدھے جیسی آوازیں ہوں گی اور وہ

لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا

اس میں کچھ نہ سنیں گے ﴿۱۰۰﴾ بیشک جن کے لیے ہماری بھلائی کا وعدہ پہلے سے ہو چکا ہے وہ جہنم سے

مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَ هُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ

دور رکھے جائیں گے ﴿۱۰۱﴾ وہ اس کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنی من چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں

خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ

گے ﴿۱۰۲﴾ انہیں سب سے بڑی گھبراہٹ غم نہ دے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ تمہارا وہ دن

شان نزول: جب یہ آیت نازل ہوئی کہ تم اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہیں (بخاری) کہ جو معبود جہنم میں جائے وہ معبود نہیں ہو سکتا (مدارک) جہنم میں کفار کا دردناک حال (ایمان والوں کے لئے بشارتیں)

ربط: اس آیت میں ان مسلمانوں کے لئے بھی بڑی عبرت و نصیحت ہے جو ماں کا احترام معلوم ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے ماں کی اطاعت کرنے میں عظمت کا شکار ہیں۔ (2) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے سامنے اس سورت کی آیت نمبر 98 پڑھی جس میں تھا کہ "بیشک تم اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہیں۔" تو ایک کافر ابن الزبعری نے کہا کہ یہودی تو حضرت عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پوجتے ہیں اور یہ دونوں بھی فرشتوں کو پوجتے ہیں تو مطلب یہ کہ کفار تو یہ بھی جہنم میں جائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ میں بیان فرمادیا کہ حضرت عزیر حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور فرشتے وہ ہیں جن کے لئے پہلے سے وعدہ ہو چکا ہے کہ یہ جہنم سے اور عذاب و تکلیف سے دور رکھے جائیں گے۔

الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ

جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ۱۰۳ جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے جیسے طومار میں کاغذ لپیٹا جاتا ہے ہم نے جس طرح

اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَیْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ

پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح پھر پیدا کریں گے ہمارے ذمہ یہ وعدہ ہے اور ہم ضرور ایسا کرنے والے ہیں ۱۰۴ اور ہم نے

مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا

نصیحت کے بعد زبور میں لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے ۱۰۵ یقیناً اس قرآن میں عبادت کرنے والوں کے لیے

لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ

کافی سامان ہے ۱۰۶ اور ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے ۱۰۷ ہم ان سے کہہ دیں کہ میری طرف تو یہی وحی

اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰی

کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے تو کیا تم مسلمان ہوتے ہو ۱۰۸ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم کہہ دینا کہ میں تمہیں برابر کی خبر پر خبردار

سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ

کرنے والا ہوں میں نہیں جانتا ۱۰۹ کہ تمہیں جو عذاب دیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا دور ہے ۱۱۰ یقیناً اللہ بلند آواز سے کہی گئی بات کو جانتا

ترجمہ: قیامت کے بعد دوبارہ پیدا کیے جانے کا ذکر ہے۔ جن کے دوست نیک ہوں گے ان کے لیے قرآن مجید میں ایک نصیحت

مضمون: کفار و قریش اسلام کی دعوت دینے پر ہجرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی

قریب: قریش اسلام سے انکار پر اعلانِ جنگ کا حکم علم قیامت کے علم ذاتی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی علم غیب کی نفی

لغت: ① یہ قول یہ ہے کہ آیت میں آسمان سے مراد محمد ہے اور بعض کا یہ ہے کہ سجل فرشتے کا نام ہے جس کے سپرد لوگوں کی موت کے بعد ان کے اعمال نامے پہنچائے جاتے ہیں اور وہ ان اعمال ناموں کو لپیٹ دیتا ہے ② اس بات میں اختلاف ہے کہ وہ تمام کتابیں مراد ہیں جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں اور آیت میں ذکر سے مراد لوح محفوظ ہے یا زبور سے وہ آسمانی کتاب مراد ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی اور کونین سے مراد تمام جہان ہیں ③ - کافر و عام صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے خواہ وہ عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام، دونوں عالموں ہوں یا عالم عقول ہے کے لئے جامع، رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اور جو تمام عالموں سے لئے رحمت ہو تو ضرور وہ تمام جہانوں سے افضل ہے ④ عربی لفظ "ادنیت" سے اور قیاس سے جانے جاتے ہیں یہاں دونوں باتیں ہیں گئی ہے اور معنی یہ ہے کہ "اللہ حق کے بتائے بغیر محض اپنی عقل اور قیاس سے نہیں جانتا" مطلق علم کی نفی یہاں مراد نہیں ہو سکتی

الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿١٠﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿١١﴾

ع ١

قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١٢﴾

سُوْرَةُ الْحَجِّ

٢٢ — مَدَنِيَّةٌ — ١٠ع

اٰیات ۷۸ — رکوع ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿١﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا

تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى

النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴿٢﴾ وَمِنَ النَّاسِ

مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ﴿٣﴾ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ

عنوان: عام سب میں ناچیز آ ... ش ... در حیثیت ہو سکتے ہے — (منکرین سے متعلق فیصلہ کی دعا)

(اسلام سے روکنے کا حکم اور قیامت میں ہونے والے) — (بے حکمی کا انجام ہلاکت) — (اتباع شیطان کا نقصان)

معنی: (۱) اللہ عزوجل کی ذات صفات میں بغیر علم کے بحث کرنا حرام ہے۔ صرف علماء راسخین تحقیق کے لئے اس میں بحث کر سکتے ہیں اور اس میں بھی شرط یہ ہے کہ محض مقصود نہ ہو بلکہ صرف ... حق کی تحقیق کا قصد ہو۔ وسوسوں کی روک تھام صوفیہ کے حال دنیا کا سبب ہے۔ عوام کو ایسے مقامات پر بحث و ... الفاظ اللہ سبحانہ میں علم ... سے ناواقف لوگ ان مقامات پر بحث کرتے اور بے حقیقت کے تراوش ... ان کے ... لفظ ہونے کا یقین ... ہیں۔ وہ سب اس آیت کا مصداق ہیں۔

مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ

کہ جو اس سے دوستی کرے گا تو وہ اسے گمراہ کر دے گا اور اسے جہنم کے عذاب کی طرف لے جائے گا ۝ اے لوگو اگر تمہیں

كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ

قیامت کے دوبارہ اٹھنے کے بارے میں کچھ شک ہو تو (اس بات پر غور کرو کہ) ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون

ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا

سے پھر گوشت کی بوٹی سے جو شکل بنی ہوئی ہے اور ادھوری بھی ہوتی ہے تاکہ ہم تمہارے لیے اپنی قدرت ظاہر فرمائیں اور ہم ماؤں کے پیٹ

نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ

میں جسے چاہتے ہیں ایک مقررہ مدت تک ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر تمہیں بچے کی صورت میں نکالتے ہیں پھر (تمہیں بڑھاتے ہیں) تاکہ تم اپنی

يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ وَ

جوانی کو پہنچو اور تم میں کوئی پہلے ہی مر جاتا ہے اور کوئی سب سے نکمی عمر کی طرف لوٹایا جاتا ہے تاکہ (سمجھ) جاننے کے بعد کچھ نہ جانے ۝ اور

تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ

تو زمین کو مرجھائی ہوئی دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ لہلہانے اور ابھرنے لگتی ہے اور ہر قسم کی

مضمون: (تخلیقِ انسانی کے مراحل کا بیان اور وقوعِ قیامت پر استدلال)

ربط: پہلے ہوں سے متعلق تھا جس میں بتایا گیا کہ ان کے ساتھ رشتہ داری قائم کرنی چاہیے یا نہیں یہ عقیدہ بھی گمراہ ہونے کا ہے اور اپنی چکنی چپڑی باتوں، ظاہری عبادت و ریاضت اور خلوص سے پیر بنانے والوں کے ذریعے دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتے ہیں حدیث پاک میں ہے "آخری زمانے میں دجال اور کذاب ظاہر ہوں گے وہ تمہارے پاس ایسی باتیں لے کر آئیں گے جنہیں تم اور تمہارے باپ دادا نے نہ سنا ہوگا تو تم ان سے دور رہنا اور انہیں دور رکھنا کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔" (مسلم ص ۹ حدیث ۷) انسان کی عمر سے مراد انتہائی طبعی عمر ہے جس میں پہنچ کر انسان کی عقل ماؤف ہو جاتی ہے اور بالآخر ایسا ہو جاتا ہے کہ اس کی نظر کمزور، عقل ناقص اور فہم کم ہو جاتا ہے اور جو باتیں پہلے معلوم ہوتی تھیں وہ بھی بھول جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اس حالت سے محفوظ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خاص اولیاء کو بھی اس حال سے جدا رکھتا ہے اور ان کے علاوہ بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں انتہائی طبعی عمر کے عالم میں اس حال سے بچا لیا جاتا ہے۔

كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيجٍ ۝٥ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ

ہر قسم کا خوبصورت جوڑا اگاتی ہے ۝ یہ اس لیے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور یہ وہ مردوں کو زندہ کرے گا اور یہ کہ وہ

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٦ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي

ہر شے پر قادر ہے ۝ اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ ضرور اٹھائے گا جو

الْقُبُوْرِ ۝٧ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ

قبروں میں ہیں ۝ اور کوئی آدمی وہ ہے جو اللہ کے بارے میں بغیر علم اور بغیر ہدایت اور بغیر کسی روشن کتاب

مُّنِيْرٍ ۝٨ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ

کے جھگڑتا ہے ۝ اس حال میں کہ وہ حق سے پہلو تہی کرتا ہوا ہے تاکہ اللہ کی راہ سے بھٹکا دے اس کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝٩ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

قیامت کے دن ہم اسے جلانے والا عذاب چکھائیں گے ۝ یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اس لیے کہ اللہ بندوں پر ظلم

لِّلْعَبِيْدِ ۝١٠ ع وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰي حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُۨ اطْمَاَنَّ

نہیں کرتا ۝ اور کوئی آدمی وہ ہے جو اللہ کی عبادت (بھی) کنارے پر رہ کر کرتا ہے پھر اگر اسے کوئی بھلائی پہنچے تو وہ اس پر مطمئن

بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُۨ انْقَلَبَ عَلٰي وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ

ہو جاتا ہے اور اگر اسے کوئی آزمائش پہنچ جائے تو منہ کے بل پلٹ جاتا ہے (ایسا شخص) دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان اٹھاتا ہے

ف ۱ عظمت و شان الٰہی — قیامت کے آنے کی خبر — مخاصمۃ الٰہی کے بارے میں علم کے بغیر بحث کرنے والوں کا حال اور انجام

عذاب الٰہی ہر برے اعمال کا بدلہ ہے — متذبذب لوگوں کا کردار اور ان کا انجام

لغات ۝ یہاں قبر سے مراد عالم برزخ ہے جو موت اور حشر کے بیچ میں ہے۔ محض نہ گزرا ہوا مردوں کا عالم ہو بلکہ جسے وہ بھی پہنچے ہوئے ہیں، جہاں سب کی قیامت کے دن اٹھائے جانے کی امید ہے۔ برزخ کے رہنے کا حال بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ لوگوں کی بہت بڑی تعداد اپنی عقل سے جو چاہتی ہے اللہ کے بارے میں کہتی ہے اور پھر اس پر اصرار کرتی ہے بلکہ وہ اس کو ضروری سمجھتی ہے کہ اس کی بات مانی جائے۔ جب کہ اس کی بات عقل و نقل سے، قرآن و حدیث سے خلاف اور جہالت سے بھری ہو

ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَ

یہی کھلا نقصان ہے ۝ وہ اللہ کے سوا جس چیز کو پکارتا ہے جو اسے نقصان پہنچا سکے

مَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ

نہ اسے نفع دے سکے یہی دور کی گمراہی ہے ۝ وہ اسے پکارتا ہے جس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ ہے

لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا

بیشک وہ کیا ہی برا مولیٰ ہے اور بیشک کیا ہی برا ساتھی ہے ۝ بیشک اللہ ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ مَنْ

باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ۝ جو

كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ

یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ دنیا اور آخرت میں اپنے نبی کی مدد نہیں فرمائے گا تو اسے چاہیے کہ اوپر کی طرف رسی تان کر

ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ

پھر اپنا گلا گھونٹ لے پھر دیکھ لے کہ یہ تدبیر اس کے اس غیظ کو دور کرتی ہے جس پر وہ جل رہا ہے ۝ اور اسی طرح ہم نے

بَيِّنٰتٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ

یہ قرآن واضح آیتوں کی صورت میں نازل فرمایا اور بیشک اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ۝ بیشک مسلمان یہودی اور

مشکل الفاظ: يَدْعُوْا پکارتا ہے (جس سے وہ نقصان دہ ہے) لَبِئْسَ کیا ہی برا ہے (بتوں کو پوجنا گمراہی ہے) لِمَنْ ضَرُّهٗۤ جس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ ہے

حصول تقویٰ: 1 کیلئے اللہ کی نافرمانی سے بچنا ضروری ہے

مسلمانوں کے لئے بشارت: دنیوں قرآن کی حقانیت کا ذکر

مسلمانوں کے لئے بشارت: کفار میں حقیقی بھلائی قیامت کے دن ہوگا

حل: ① اس آیت میں نقصان سے مراد اخروی نقصان ہے یعنی دنیا میں قتل اور آخرت میں عذاب کے علاوہ رفیع سے مراد ان کا میان صحیح یعنی بتوں کی شفاعت وغیرہ ہے اور معنی یہ ہے کہ کافروں نے جس چیز کو امید کر رکھا ہے وہ تو بہت دور ہے وہ تو محض ہے جبکہ ان کا حقیقی نقصان عنقریب ضرور دیکھ لیں گے ② اس آیت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی مدد ضرور فرمائے گا اور یہ مدد ہو چکی ہے گی گرچہ اس مدد پر جلنے والا شخص گلے میں رسی ڈال کر بھی جائے۔

الصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ

یہودی ہوئے ہیں اور عیسائی اور آگ کی پوجا کرنے والے اور مشرک بیشک اللہ ان سب میں قیامت کے دن

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ

فیصلہ کردے گا[1] بیشک اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۝ کیا تم سے نہیں دیکھا کہ جو آسمانوں میں ہیں

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَ

اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور تمام پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے آدمی

الشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ

یہ سب اللہ کو سجدہ کرتے ہیں[2] اور بہت سے لوگ وہ ہیں (کہ) جن پر عذاب مقرر ہوچکا ہے اور جسے

يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ

اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں[3] بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۝ یہ دو فریق ہیں

[1] جسے اللہ ذلیل کردے عزت نہیں پاسکتا

[2] کائنات کی ہر چیز اللہ کو سجدہ کرتی ہے

[3] دین وعقائد الٰہی کے بارے میں جھگڑنے والے کفار کا بیان

ف ۱ ان میں سے ہر شخص اپنے اپنے کو حق اور ہدایت کا پیرو کار کہتا ہے مگر ان کا اصلی فیصلہ قیامت کے دن ہوگا جب اہل حق کو عزت واکرام کے ساتھ جنت میں بھیجا جائے گا اور اہل باطل کو آگ کے شعلوں کے ساتھ اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ البتہ یہاں یاد رہے کہ یہ انعام ان کی ہے اور ان کے لئے ہے جو ایمان لائے اور تمام انبیاء علیہم السلام خصوصاً سید الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ آج کل بعض لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں اور دین اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں معتبر نہیں۔ ف ۲ بعض مفسرین کے نزدیک پیڑوں اور جانوروں وغیرہ کے سجدے سے مراد یہ ہے کہ جب ان پر سورج طلوع ہوتا اور ان سے ظل ہوتا ہے اس وقت ان کا سایہ جھک جاتا ہے اور یہی ان کا سجدہ کرنا ہے اور دوسرے قول یہ ہے کہ یہاں سجدہ سے مراد اطاعت ہے کہ وہ حکم الٰہی سے پابند ہیں۔ تیسرے قول یہ ہے کہ یہاں سجدہ کا حقیقی معنی مراد ہے چاہے ہمیں ان کی حقیقت معلوم نہیں۔ ف ۳ یعنی جسے اللہ تعالیٰ ان کی شقاوت کے سبب ذلیل کرے تو اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ کسی کو دنیا کی عزت حاصل ہونا اس کے حق میں کوئی ضمانت نہیں کہ وہ عزت ہمیشہ اس کے پاس رہے گی بلکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دنیا کی عزت ہی اس کے لئے وبال بن جاتی ہے اور اس کی ذلت کا سبب بن جاتی ہے۔ ہاں کسی کو عزت ملے تو ایسی عزت جو اللہ کے ہاں بھی عزت ہو جیسے چار برے اعمال میں ساری زندگی عزت کے ساتھ ہی رہیں گے ایسا نہیں ہے بلکہ جو شخص ہر قسم کے عیب سے پاک ہو اس کی عزت عقلی کا اہل ثابت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ جسے عزت دیتا ہے اور جو مسلسل عزتوں میں پلتا رہتا ہے وہ عزت سے گھر سے گزرتے ہی گر پڑتا ہے۔

اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۚ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُّصَبُّ

جو اپنے رب کے بارے میں جھگڑتے ہیں تو کافروں نے لیے آگ سے کپڑے کاٹے گئے ہیں اور ان کے سروں پر

مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿١٩﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿٢٠﴾ وَلَهُمْ

کھولتا پانی ڈالا جائے گا ﴿١٩﴾ جس سے جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے وہ اور ان کی کھالیں جل جائیں گی ﴿٢٠﴾ اور ان کے لیے

مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿٢١﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا

لوہے کے گرز ہیں ﴿٢١﴾ جب گھبرا کر اس میں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں دھکا

فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿٢٢﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

دیے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ چکھو جلنے کا عذاب ﴿٢٢﴾ بیشک اللہ ایمان والوں کو اور نیک اعمال کرنے والوں کو

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ

ان باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں انہیں ان باغوں میں سونے کے کنگن اور موتی

ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَ

پہنائے جائیں گے اور جنتوں میں ان کا لباس ریشم ہوگا ﴿٢٣﴾ اور انہیں پاکیزہ بات کی ہدایت دی گئی ﴿٢٤﴾ اور

هُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿٢٤﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

انہیں تمام تعریفوں کے لائق اللہ کا راستہ دکھایا گیا ﴿٢٤﴾ بیشک جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کے رستے اور مسجد حرام

ع ١٠ — باقی مسئلوں سے اچھے اعمال کی تفصیل کا لفاظ سے پہلے حاضر گروہ کے لئے وعید

ف ١ جہنم کا پیپ اس کا یہ معنی ہے کہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ سے جلال اور اس کی کبریائی کا اندازہ ہو جائے اور لوگ اس سے ڈرتے رہیں۔ اس کے خوف کی وجہ سے گناہوں سے باز رہیں۔ افسوس آج لوگوں کے دل کی سختی کا یہ حال ہے۔ قرآن مجید میں جہنم کے ہولناک عذاب کے بار بار ذکر کے باوجود ان سے دل نہیں دہلتے اور جرأت و بیباکی سے گناہوں میں مصروف رہتے ہیں۔ ﴿٢٤﴾ پاکیزہ بات سے مراد ہے اس سے متعلق مفسرین نے مختلف اقوال لکھے ہیں۔ ﴿٢٤﴾ اس سے کلمہ توحید مراد ہے ﴿٢٤﴾ اس سے قرآن مجید مراد ہے ﴿٢٤﴾ اس سے مراد ہیں دعوت دینا اور ان سے منع کرنا ہے۔ ان سے تمام اقوال مراد ہیں۔

وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ِۨالْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ؕ وَ

سے روکتے ہیں جسے ہم نے لوگوں کے لیے بنایا ہے جس میں وہاں کے رہنے والوں اور باہر سے آنے والوں کا حق برابر ہے اور

مَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ

جو اس میں ناحق کسی زیادتی کا ارادہ کرے گا تو ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے ﴿۲۵﴾ اور یاد کرو جب ہم نے ابراہیم کو

مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَ

اس گھر کا صحیح مقام بتایا[1] حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا[2] میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور یہاں رہنے والوں اور

الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ

رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے خوب صاف ستھرا رکھو[3] اور لوگوں میں حج کا عام اعلان کر دو وہ تمہارے پاس پیدل اور ہر دبلی اونٹنی پر

يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ

دور دراز راستوں سے آئیں گے[4] ﴿۲۷﴾ تاکہ وہ اپنے فوائد پر حاضر ہو جائیں اور معلوم دنوں میں اللہ کے نام کو یاد

اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ

کریں اس بات پر کہ اللہ نے انہیں یہ زبان مویشیوں سے روزی دی[5] تو تم ان سے کھاؤ[6] اور

عنوان: بیت اللہ کو پاک رکھنے کا حکم | حج کے لئے عام اعلان کرنے کا حکم | حج سے دنیا و دین کے فوائد و برکات

تفسیر: (۱) عربی لفظ البعد کا معنی ہے بیان انعام اور حد سے تجاوز کرنا۔ جبکہ عرف میں انعام حق سے باطل کی طرف اخذ کرنے والوں کے ساتھ خاص ہو گیا ہے، یعنی ان لوگوں پر اس لفظ کا استعمال ہوتا ہے جو دین پر قائم رہنے سے پھر جاتے ہیں۔ (ابن جریر، حم سجدہ تحت الآیۃ ۲۷، ۲۸/۲۶۸) یہاں بیت اللہ میں اس سے مراد شرک سے بچنا پاک رکھنا ہے۔ یا اس سے ہر ممنوع قول اور فعل مراد ہے جس کو حرم کے خادم و نگران بھی اس میں فعل ہے۔ (۲) جہاد کرنے والے کو حکم دیا گیا کہ اس کے لئے بھی شرک نہیں کرنا چاہئے وہ شرک سے پاک ہو۔ اور گذشتہ لوگوں سے بھی معصوم ہیں اور اس آیت میں جو خطرت ابراہیم علیہ السلام سے مراد ہے کہ "میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا" یہ معصوم ہیں سے مراد نہیں کہ یہ معاذ اللہ شرک میں مبتلا تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے منع فرمایا بلکہ اس سے مراد ہے۔ خلص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حاجی کعبہ میں تحیۃ بیت اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے ساتھ ہی دوسری عرض سے طلاق۔ (۳) اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا کر اسے مراد یہ ہے کہ جانوروں پر حج کرتے وقت حاجی ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں یہ مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حج کرنے والوں کو جو یہ بیان مویشیوں سے روزی دیا اس نعمت پر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر بیان اور اس کی پاکی بیان کریں۔ نیز معلوم دنوں سے ذی الحجہ کے دس دن یا قربانی کے دن مراد ہیں۔

أَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيرَ ﴿٢٨﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَ

معیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ ﴿٢٨﴾ پھر چاہیے کہ اپنا میل کچیل اتاریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور

لْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ ۖ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ

اس قدیم گھر کا طواف کریں ﴿٢٩﴾ حکم تو یہ ہے اور جو اللہ کی حرمت کی چیزوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے

رَبِّهِ ۗ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ ۖ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ

نزدیک بہتر ہے اور تمہارے لیے چوپائے حلال کئے گئے سوائے ان کے جن کا حرام ہونا تمہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے پس تم بتوں کی گندگی

الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۚ وَمَن

سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو ﴿٣٠﴾ اللہ کیلئے ہر باطل سے جدا ہو کر (صرف) اس کے ساتھ کسی کو

يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي

شریک نہ ٹھہراتے ہوئے جو بھی اللہ کے ساتھ شرک کرے وہ گویا آسمان سے گر پڑا اسے پرند اچک لے جائیں یا

مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴿٣١﴾ ذَٰلِكَ ۖ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ﴿٣٢﴾

دور کی جگہ ہوا اسے لے پھینکے ﴿٣١﴾ بات یہی ہے اور جو بھی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے ﴿٣٢﴾

عنوان حج کے کچھ اور احکام | حرمات الٰہیہ کی تعظیم کی ہدایت | حلال چوپایوں کا بیان

بتوں | جھوٹی بات سے اجتناب کا حکم | شرک کی قبیح مثال | شعائر اللہ کی تعظیم دلوں کا تقویٰ ہے

ربط ① جس جاہلانہ رسم کا ذکر ہو رہا ہے حج سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کی طرف منسوب کیا جائے اور انہیں شرکی طریقے سے مخالفین حج یا عمرے کو جاتے تو وہ بھی حلال کیا، قرآن و حدیث میں نہیں بھی ہے جانوروں کا حرام ہونا بیان نہیں کیا یا اللہ کی شرعی دلیل کے بغیر نہیں حرام نہیں ہو گا اور نہ ہی ہے۔ ② یہاں ایک عظیم چیز ہے جسے تعظیم کرنے والا عزت و عظمت کی بلندیوں کو چھوتا ہے اور جو اس کو ترک کرے وہ ذلت و رسوائی کی پستیوں میں گر جاتا ہے۔ ③ یہاں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرنے والا دین کی اصل روح کو اجاگر کرتا ہے۔

تفسیر ① یہ حج سے متعلق ہے اور اس کے بعد سے مناسک حج کا بیان ہے۔ ② ان سے تمام عبادات مراد ہیں۔ ان کی تعظیم یہ ہے کہ ان کا التزام کیا جائے۔ ③ حج سے متعلق ہیں۔ ان کی تعظیم یہ ہے کہ بہتر سے بہتر طریقے سے ادا کیا جائے۔ ④ یعنی وہ اونٹ اور گائے مراد ہیں جنہیں قربانی کے لئے حرم میں بھیجا جائے۔ ان کی تعظیم یہ ہے کہ فربہ خوبصورت قربانی کئے جائیں۔ ⑤ دل پرہیزگاری کا مرکز ہے اور جسم کے دوسرے اعضاء میں آنکھ، پرہیزگاری ہے کی تو اس کا اثر دیگر اعضاء میں خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے دل کی اصلاح کی طرف خاص توجہ دے کیونکہ اس کی اصلاح کے بغیر دیگر اعضاء کی اصلاح مشکل ہے۔

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٣٣﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ ع ٦

تمہارے لیے ان جانوروں میں بہت سے منافع ہیں ایک مقرر وقت تک پھر ان کی قربانی کا جگہ اس گھر کے پاس ہے ﴿٣٣﴾ اور ہر امت کے لیے

جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ

ہم نے یہ قربانی مقرر فرمائی تاکہ وہ اس بات پر اللہ کا نام ذکر کریں کہ اس نے انہیں چوپایوں سے

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿٣٤﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

تو تمہارا معبود ایک معبود ہے تو اسی کے حضور گردنیں جھکاؤ اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو ﴿٣٤﴾ وہ لوگ کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے

وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِى الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا

تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو مصیبت پہنچے اس پر صبر کرنے والے ہیں اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ

میں سے خرچ کرتے ہیں ﴿٣٥﴾ اور قربانی کے بڑے جانوروں کو ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں سے بنایا ہے تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا

تو ان پر قطار میں کھڑے ہوئے اللہ کا نام لو پھر جب ان کے پہلو زمین پر گر جائیں تو ان سے خود بھی کھاؤ اور

الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٣٦﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ

قناعت کرنے والے اور سوال کرنے والے کو بھی کھلاؤ اسی طرح ہم نے ان جانوروں کو تمہارے قابو میں دے دیا تاکہ تم شکر ادا کرو ﴿٣٦﴾ اللہ تک ہرگز

لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

ان کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون اسے تمہاری طرف سے پرہیزگاری پہنچتی ہے اسی طرح اس نے یہ جانور تمہارے قابو میں دے دیئے

لغات: بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ (چوپایوں میں بہت سے قوائم ہیں) مَنْسَكًا قربانی ایک قدیم طریقہ عبادت ہے معبود حقیقی ایک ہے۔

الْمُخْبِتِيْنَ (عاجزی والوں کے لیے بشارت اور ان کے اوصاف) الْبُدْنَ (قربانی کی عظمت اور گوشت کا مصرف) شَعَآئِرِ قربانی میں خلوص کی شرط

نکتہ: ہر نیک عمل میں اخلاص ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر عمل محض عمل ایک مشقت ہوگا اور ہر وہ عمل جس میں اللہ جان کی رضا حاصل ہے ان نیتوں سے ریا کاری اور دکھاوا مقصود ہو تو وہ گناہ ہی شمار ہوگا اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنی نیت اور عمل سے محض اللہ جان کی رضا حاصل کرے کوئی اور غرض اس میں نہ ہو کوئی اور عمل اس میں دخل نہ ہو

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ

تاکہ تم اس بات پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور (نیکی) کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو ۝ بیشک اللہ

عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ ع ۵ ۱۲

مسلمانوں سے (ان کے دشمنوں کو) ہٹاتا ہے بیشک اللہ کسی دغاباز ناشکرے کو پسند نہیں فرماتا ۝ جن سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے انہیں

يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۗ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا

(جنگ کی) اجازت دی گئی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بیشک اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے ۝ یہ (مظلوم) لوگ

مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ

ان کے گھروں سے ناحق نکال دیئے گئے صرف اس بات پر کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ آدمیوں میں

بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ

ایک گروہ کو دوسرے سے رفع فرماتا رہتا تو (راہبوں کے) صومعے اور (عیسائیوں کے) گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (وہ جگہیں جن میں اللہ کا نام

اللّٰهِ كَثِيْرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَلَّذِيْنَ

بکثرت لیا جاتا ہے ضرور اللہ ان کی مدد فرمائے گا جو اس کے دین کی مدد کرتے ہیں بیشک اللہ بڑی قوت والا غلبے والا ہے ۝ یہ وہ لوگ

اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا

کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم

بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ

کریں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے قبضے میں سب کاموں کا انجام ہے ۝ اور اگر یہ تمہیں جھٹلا رہے ہیں تو بیشک

لغوی مباحث: اذن: اجازت دی گئی (اذن سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے) یقاتلون: جہاد کی اجازت دی گئی (مسلمانوں کی علامت اور جہاد کی حکمت بیان کی گئی)

دینی مباحث: دین الٰہی کے مددگاروں کی بشارت۔ ظلم اور ظالموں کی مذمت۔ سابقہ قوموں کے حوالے سے عبرتناک بیان

فوائد: ۱: حکمرانوں کی اہم ترین ذمہ داریوں میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ نماز کی پابندی کرنے والے بنیں، زکوٰۃ ادا کریں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور لوگوں کو نیکی کے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں۔ یہ یعنی خود بھی نمازی پرہیزگار بنیں اور معاشرے میں بھی نیکی پھیلائیں

۲: اس آیت سے معلوم ہوا کہ حکمرانوں کی جہاں یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی نماز کی پابندی کریں اور اپنی رعایا کو بھی پابند بنائیں وہیں یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ نماز کو اور احتساب کا نظام قائم کریں تاکہ عوام بھی ان کی پابندی کریں اور ان کی سیرت و کردار بھی پاکیزہ ہو

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿٤٣﴾ وَّ

ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود جھٹلا چکے ہیں ﴿٤٢﴾ اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم ﴿٤٣﴾ اور

اَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ

مدین والے اور موسیٰ کی تکذیب کی گئی تو میں نے کافروں کو مہلت دی پھر میں نے انہیں پکڑ لیا پس میرا عذاب کیسا

كَانَ نَكِيْرِ ﴿٤٤﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى

ہوا ﴿٤٤﴾ اور کتنی ہی بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا اور وہ ظالم تھیں تو اب وہ اپنی چھتوں کے بل پر گری پڑی

عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿٤٥﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ

ہیں اور کتنے خوبی بیکار پڑے ہیں اور کتنے بلند و بالا مضبوط محل (ویران پڑے ہیں) ﴿٤٥﴾ کیا یہ لوگ زمین میں چلے

لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَ

پھرے کہ ان کے دل ہوں جن سے یہ سمجھیں یا کان ہوں جن سے یہ سنیں پس بیشک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں

لٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿٤٦﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَ

بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں ﴿٤٦﴾ اور یہ تم سے عذاب مانگنے میں جلدی کرتے ہیں اور

لَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۚ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا

اللہ ہرگز اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا اور بیشک تمہارے رب کے ہاں ایک دن ایسا ہے جو تم لوگوں کی گنتی سے ہزار سال

لغات: ربی کا مدعا (یعنی) کفار کے مطالبہ عذاب کو سن کر

نکتہ: جس کافر کی بصیرت پہلی سمجھ بوجھ سے اندھا ہو وہ اس طاہری سبب ہو سے بڑا تو دیکھ لیتا کافر ہے اور جس دل کی بصیرت راہ چلنے سے محروم رہتا ہے حدیث پاک میں ہے اندھا وہ نہیں جو ظاہری آنکھوں سے محروم ہے بلکہ اندھا وہ ہے جو بصیرت سے محروم ہے (دوزخ الاصور ۱۵۲ مطبوعہ ۲۳۰) اس آیت میں بیان ہوا ہے کہ قیامت کافروں کو گنتی کے ایک ہزار سال کے برابر ہو گا اور سورہ معارج کی آیت نمبر ۴ میں یہ بیان ہوا ہے کہ قیامت کے دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہے اس میں مطابقت یہ ہے کہ قیامت کے دن کفار کو جن سختیوں اور ہولناکیوں کا سامنا ہو گا ان کی وجہ سے جس کفار کو ایک ہزار سال کے برابر لگے گا اور جس کفار کو پچاس ہزار سال کے برابر لگے گا

تَعُدُّوْنَ ﴿٤٧﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَ

سے ہر گز نہیں ○ اور کتنی ہی بستیاں ہیں جن کے ظالم ہونے سے باوجود میں نے انہیں ڈھیل دی پھر میں نے انہیں پکڑ لیا ۔ اور

ع ١٢ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿٤٨﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٤٩﴾ فَالَّذِيْنَ

میری ہی طرف پلٹنا ہے آنا ہے ○ تم فرما دو اے لوگو میں تو صرف تمہارے لیے کھلم کھلا ڈر سنانے والا ہوں ○ تو جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٥٠﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ

یقین لائے اور نیک کام کئے ان کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے ○ اور وہ لوگ جو

فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٥١﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ

ہماری آیتوں میں ہمیں عاجز کرنے کے ارادے سے کوشش کرتے ہیں وہ جہنمی ہیں ○ اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول اور نبی بھیجے

رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا

ان میں ایسا کوئی نہ ہوا کہ جب اس نے کچھ آرزو کی یا پڑھا تو شیطان نے اس کی آرزو یا پڑھنے میں کچھ ملا دیا ۔ پھر اللہ

يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٢﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي

شیطان کے ملائے ہوئے کو مٹا دیتا ہے پھر اللہ اپنی آیتوں کو پکا کر دیتا ہے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے ○ تاکہ

شان نزول: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب اندار اور مومن کافر کا مقام شیطانوں کی قسم گیری کی طرف اشارہ کر

شیطانوں کو قسم گیری کا موقع دینے کی دو حکمتیں

ف ٢ ① اللہ تعالیٰ عام مخلص کو تسلی دیتا ہے اور خصوصی طور پر اس کی تائید نصرت فرماتا پھر اپنا لطف اس پر فرماتا ہے اور اس وعدہ کو اس کے پاس خیر و سلامت رہنے کے کچھ مانع نہیں رہتا۔ ② اس آیت میں بیان کئے گئے واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب "سورۂ نجم" نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام میں آیتوں کے درمیان وقفہ فرماتے ہوئے بلند آواز سے اس کی تلاوت فرمائی تاکہ سننے والے خود بھی سن لیں اور دوسروں کو یاد کرنے میں مدد بھی ملے۔ جب آپ نے آیت "افرءیتم اللات والعزیٰ" پڑھ چکنے کے بعد جس طرح وقفہ فرمایا تو شیطان نے لوگوں کے کان میں اس کے علاوہ وہ کلمے پھونک دیئے جن سے بتوں کی تعریف نکلتی تھی۔ اس کے بارے میں معلوم ہونے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی کہ شیطان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کلام مرتکب اس کی اپنی آواز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز جیسا بنا دینا ممکن نہیں یہ تو کر دینا ممکن ہوتا تو پھر بھی شریعت سے اعتماد اٹھ جاتا۔

الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ

شیطان کے ڈالے ہوئے وہ ان لوگوں کیلئے فتنہ کر دے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں ۔ بیشک

الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ

ظالم لوگ دور کے تعصب میں پڑے ہوئے ہیں ○ اور تاکہ جنہیں علم دیا گیا ہے وہ جان لیں کہ یہ (قرآن) تمہارے رب کے پاس سے

رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى

حق ہے تو اس پر ایمان لائیں تو اس پر ان کے دل جھک جائیں ۔ بیشک اللہ ایمان والوں کو سیدھی راہ کی طرف

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ

رہنمائی دینے والا ہے ○ اور کافر اس سے ہمیشہ شک میں رہیں گے یہاں تک کہ ان پر

السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ

اچانک قیامت آجائے یا ان پر ایسے دن کا عذاب آئے جس میں ان کیلئے کوئی خیر نہ ہو ○ اس دن بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے ؏

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾

وہ ان میں فیصلہ کرے گا تو ایمان والے اور اچھے کام کرنے والے نعمتوں کے باغوں میں ہوں گے ○

عنوان: اہل ایمان کو ثابت قدمی کی بشارت (قرآن کے معاملے میں کفار کے قلب کا حال)

قیامت کے دن عظمت الٰہی اور مومن و کافر کا انجام

حل لغات: ؏ یعنی شیطان کو بھی طرح سے ملعونیت ملا کر کہنے کی قدرت دینے کی ایک حکمت یہ ہے کہ اہل علم کو معلوم ہے کہ انبیاء کے ساتھ ایسے واقعات ہوتے رہے ہیں کہ محکم آیات اور معلوم شدہ حقیقت کے رد کرنے کے لئے ان کے ساتھ ایسا واقعہ ہو گیا ہے کہ آپ اللہ نے ہی اس کو دور فرما دیا اور اللہ کی طرف سے پکی نشانیاں ہیں ۔ یوں ایسے معلوم شدہ حقیقت کے رد کیے جانے سے ان کا ایمان مزید مضبوط ہو جاتا ہے

؏ قیامت کے دن بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جس کا اصلاً کوئی شریک نہیں ہو گا جس طرح ہے کہ اس دن کوئی شخص سلطنت کا دعویٰ بھی نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی بادشاہ کا قانون نہ ہو گا اور نہ حقیقی بادشاہت تو آج بھی اس کی ہی ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٥٧﴾ وَ

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے ﴿٥٧﴾ اور

الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ

وہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر اس کے بعد کہ وہ قتل کر دیئے گئے یا خود مر گئے تو اللہ ضرور انہیں

رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٥٨﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا

اچھی روزی دے گا اور بیشک اللہ سب سے اچھا روزی دینے والا ہے ﴿٥٨﴾ وہ ضرور انہیں ایسی جگہ داخل کرے گا

يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿٥٩﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا

جسے وہ پسند کریں گے اور بیشک اللہ خوب علم والا بڑا حلم والا ہے ﴿٥٩﴾ بات یہی ہے اور جو کسی کو اسی کی مثل سزا دے جیسی

عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿٦٠﴾ ذٰلِكَ

تکلیف پہنچائی گئی پھر (بھی) اس پر زیادتی کی جائے تو بیشک اللہ اس کی مدد فرمائے گا بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے ﴿٦٠﴾ یہ

بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ

اس لیے ہے کہ اللہ رات کو دن کے حصے میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات کے حصے میں داخل کر دیتا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ سننے والا

بَصِيْرٌ ﴿٦١﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ

دیکھنے والا ہے ﴿٦١﴾ یہ اس لیے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں وہی باطل ہے

شانِ نزول: ہجرت و شہادت کی فضیلت — مظلوم کی مدد الٰہی — وعدۂ نصرت کی تائید پر دلائل

ربط: بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ ہمارے جو اصحاب شہید ہو گئے ہم جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بارگاہ میں ان کے بڑے درجے ہیں اور ہم جہاد میں آپ کے ساتھ رہیں گے لیکن اگر ہم آپ کے ساتھ رہے اور انہیں شہادت سے جلد موت آئی تو آخرت میں ہمارے لئے کیا ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ② جو شخص جتنا ظلم کر رہے اسے اسی کی مثل سزا دینا جائز ہے۔ یعنی تحمل صورت میں بہتر ہے۔ جیسے کہ عام طور سے خاص کو معاف کر دینا ہر حال میں بہتر اور افضل ہے یونہی معاف کرنا مجرم کو سزا دینے سے زیادہ بہتر ہے۔ ③ یعنی کبھی دن بڑھتے بڑھتے رات کا حصہ ہو جاتا ہے اور کبھی رات کا حصہ دن کا حصہ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ملہ کے یہ کرشمے مسلمانوں کو رنج و غم میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے بلکہ اپنے اقوال اور افعال میں اصلاح کرنے میں مشغول ہونا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے وعدے مسلمانوں کو کفار پر غلبہ اور نصرت عطا

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٦٢﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

اور یہ کہ اللہ ہی بلند بڑائی والا ہے ○ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے

مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿٦٣﴾ لَهٗ مَا فِي

پانی اتارا پھر زمین سرسبز ہو جاتی ہے بیشک اللہ باریک خبر رکھنے والا ہے ○ جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٦٤﴾ اَلَمْ تَرَ ع ۸

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کی کو اسی کی ہے بیشک اللہ ہی بے پروا تمام تعریفوں کا مستحق ہے ○ کیا تو نے دیکھا

اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ

کہ اللہ نے تمہارے قابو میں کر دیا جو کچھ زمین میں ہے اور کشتی جو دریا میں اس کے حکم سے چلتی ہے

وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ

اور وہ آسمان کو روکے ہوئے ہے کہ کہیں زمین پر گر پڑے مگر اس کے حکم سے بیشک اللہ لوگوں پر

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٥﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ

بڑی مہربانی کرنے والا رحم کرنے والا ہے ○ اور وہی ہے جس نے تمہیں زندگی بخشی پھر وہی تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ

بیشک آدمی بڑا ناشکرا ہے ○ ہر امت کے لیے ہم نے ایک شریعت بنا دی جس پر وہ عمل کرتے ہیں

فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٦٧﴾ وَاِنْ

تو ہرگز وہ تم سے اس معاملہ میں جھگڑا نہ کریں اور تم اپنے رب کی طرف بلاؤ بیشک تم سیدھی راہ پر ہو ○ اور اگر

منسکا عبادت کی جگہ، شریعت کی پیروی کا حکم ہے اور قربانی کی دعوت کا علم) (جھگڑنے والوں سے متعلق یہ ہدایت)

مفہوم : حضرت آدم علیہ السلام سے زمانہ مبارکہ تک سے لے کر آپ محمد کے زمانہ تک ہیں صرف ایک ہی سچی اسلام جاری شریعتیں جدا جدا ہوئیں اور ہر ایک نے شرع کی جدا نظام مختلف ہوتے ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں پہلے پیدا ہونے والے بہن کا بعد میں پیدا ہونے والی بہن سے اور بہن بھائی سے نکاح جائز تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں ماں سے چوتھائی حصے پر کوتاہی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں شراب حلال تھی۔

جٰدِلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

وہ تم سے جھگڑیں تو فرما دو کہ اللہ خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو ﴿۶۸﴾ اللہ تمہارے درمیان قیامت کے دن اس بات میں فیصلہ

فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ

کرے گا جس میں تم اختلاف کر رہے ہو ﴿۶۹﴾ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ

بیشک یہ سب ایک کتاب میں ہے بیشک یہ اللہ پر بہت آسان ہے ﴿۷۰﴾ اور مشرک اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جن کی کوئی

يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾ وَاِذَا تُتْلٰى

دلیل اللہ نے نہیں اتاری اور جن کا خود انہیں بھی کچھ علم نہیں اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ﴿۷۱﴾ اور جب ان پر ہماری روشن

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ

آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو تم کافروں کے چہروں میں ناپسندیدگی کے آثار دیکھو گے ﴿۷۲﴾ قریب ہے کہ وہ لوگ جو ان کے سامنے

بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا

ہماری آیتیں پڑھتے ہیں حملہ کر دیں تم فرماؤ کیا میں تمہیں وہ چیز بتاؤں جو تمہیں اس سے زیادہ ناپسند ہے؟ وہ آگ ہے جسے اللہ نے

مکالمہ حق و باطل کا حقیقی فیصلہ قیامت کے دن ہوگا — علم الٰہی کی شان

باتوں کے خدا ہونے پر کوئی دلیل نہیں — تلاوت قرآن پر کافروں کی حالت اور قہر الٰہی

ربط ان آیات سے معلوم ہوا کہ علمی باتوں اور جھگڑالو سے مناظرہ نہ کرنا چاہئے۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بڑا عمدہ ادب سکھایا ہے کہ جو شخص محض تعصب اور جھگڑنے کے شوق میں تم سے مناظرہ کرنا چاہے تو اسے کوئی جواب نہ دو اور نہ اس کے ساتھ مناظرہ کرو بلکہ اس کی تمام باتوں کے جواب میں صرف دو بات کہہ دو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سکھائی ہے یعنی اللہ ہی تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔ (الروح البیان، الحج، تحت الآیۃ ۶۹، ۶/۴۹۲) ﴿۷۲﴾ یعنی لقاء سے سامنے جب قرآن کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو تمہیں ان کے چہروں میں ناپسندیدگی کے آثار واضح نظر آئیں گے حتیٰ کہ ان کا جی چاہے کہ حملہ کر دیں۔ چہروں کا آئینہ ہے اور دل کی حالت چہرے سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح حدیث میں ہے اور تجربہ اس کا شاہد ہے کہ مومن کے چہرے پر خوشی اور کافر کے چہرے پر بیزاری اور غصہ واضح نظر آتے ہیں۔

اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا

کافروں سے کہ کا وعدہ دیا ہے اور وہ کیا ہی بری پلٹنے کی جگہ ہے ۝ اے لوگ یہ مثال بیان کی گئی ہے تو اسے کان لگا

لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا

سنو بیشک اللہ کے سوا جن کو تم پوجتے ہو وہ ہرگز ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ سب اس کے لیے جمع

لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ

ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے جائے تو اس سے چھڑا نہیں سکتے ۝ کتنا کمزور ہے چاہنے والا

وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَللّٰهُ

اور وہ جسے چاہا گیا ۝ لوگوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسا اس کی قدر کا حق ہے بیشک اللہ قوت والا غلبے والا ہے ۝ اللہ

يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ يَعْلَمُ

فرشتوں میں سے اور آدمیوں میں سے رسول چن لیتا ہے بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے ۝ وہ جانتا ہے

شانِ نزول: جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ (مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کی کماحقہ قدر نہیں کی)

اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسولوں کا انتخاب فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت وشان

ترجمہ: یہاں یہ مثال کے بعد پہلے بتوں کا عجز اور بے بسی بیان کی گئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام بت مجتمع ہو کر بھی ایک مکھی تک پیدا نہیں کر سکتے اور اگر کبھی ان سے مکھی ان بتوں پر غلاف زعفران وغیرہ چھین کر لے جائے تو یہ اس سے چھڑا نہیں سکتے تو ایسے بے بس کو خدا بنانا اور اس کو قادر مطلق سمجھنا کتنا عجیب اور عقل سے دور ہے۔ اس آیت میں طالب سے بت اور مطلوب سے بت پرست مراد ہے یا طالب سے وہ کافر مراد ہے جو اللہ کے پیاروں کو پوجتا ہے اور مطلوب سے وہ پیارے مراد ہیں جن کی بت پرست دنیا میں پوجا کرتے ہیں۔ اس طرح یہ آیت تمام بتوں کا طریقہ ہے یعنی بتوں کا عجز بت انبیاء اور اولیاء کی عبادت کرنے والوں کی حماقت کو ثابت کرتا ہے۔ ۱۲ منہ (۲) بتوں کی عاجزی بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بیان فرماتا ہے یعنی اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگے اور اس کی کتاب شریف اتارنے کے بعد بھی لوگوں کو رسالت سے عظیم منصب کے لئے چنتا رہے گا یہ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے اور جنہیں چن لیا وہ اللہ کے چنے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جو سلسلہ نبوت و رسالت کا جاری فرمایا ہے اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا "بیشک رسالت اور نبوت ختم ہو گئی اب میرے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ نئی وحی" (ترمذی ج ۲ ص ۱۲ حدیث ۲۲۷۲)

مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا

جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں ۝ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ

ایمان والو رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور بھلے کام کرو ان امید پر کہ

تُفْلِحُوْنَ ۝ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ

تم فلاح پا جاؤ ۝ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا اس کا حق ہے اس نے تمہیں منتخب فرمایا اور تم پر

فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ

دین میں کچھ تنگی نہیں رکھی تمہارے باپ ابراہیم کے دین کو (اختیار کرو) اس نے پہلی کتابوں

قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ

میں اور اس قرآن میں تمہارا نام مسلمان رکھا ہے تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم دوسرے لوگوں پر گواہ

عَلَى النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ

ہو جاؤ تو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو وہ

مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

تمہارا دوست ہے تو کیا ہی اچھا دوست اور کیا ہی اچھا مددگار ہے ۝

سجدہ

سجدۂ تلاوت

لغات: کل یہاں دو متعدد عبادتوں کا حکم ہے

حل: ۞ اللہ تعالیٰ نے پچھلی کتابوں اور قرآن مجید میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کا نام مسلمان رکھا اور اس معزز نام کے بھی نہیں، سب امتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے جو گزشتہ امتوں سے یہ نام لانے والے بھی مسلمان تھے لیکن امت کے نام سے طور پر یہ لفظ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہاں لانے والوں کو عطا کیا گیا ہے۔

سورۃ المؤمنون ۲۳ — مکیۃ — اٰیات ۱۱۸ — رکوعات ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ

یقیناً کامیاب ہو گئے ایمان والے ۱ جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع کرنے والے ہیں ۲ اور جو

عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ﴿۴﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ

لغو باتوں سے منہ پھیرنے والے ہیں ۳ اور جو زکوٰۃ کا کام کرنے والے ہیں ۴ اور جو

لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ

اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ۵ مگر اپنی بیویوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں کہ بیشک ان پر

مَلُوْمِيْنَ ۚ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ﴿۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ

کوئی ملامت نہیں ۶ تو جو ان کے سوا کچھ اور چاہے تو وہی حد سے بڑھنے والے ہیں ۷ اور جو

لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ﴿۹﴾ اُولٰٓئِكَ

اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرنے والے ہیں ۸ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ۹ یہی

ترجمہ: بیشک ایمان والے کامیاب ہو گئے ۱ جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع کرنے والے ہیں ۲ اور جو لغو باتوں سے منہ پھیرنے والے ہیں ۳ اور جو زکوٰۃ کا کام کرنے والے ہیں ۴ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ۵ مگر اپنی بیویوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں کہ بیشک ان پر کوئی ملامت نہیں ۶ تو جو ان کے سوا کچھ اور چاہے تو وہی حد سے بڑھنے والے ہیں ۷ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرنے والے ہیں ۸ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ۹ یہی

عنوان: فلاح پانے والے مومنوں کی سات صفات / فلاح دین و دنیا و آخرت کے حقدار

حل لغات: ۱ فلاح: کامیابی، مراد ہے ہمیشہ کی کامیابی ۲ خشوع: عاجزی، فروتنی، دل کا جھکنا ۳ لغو: بیہودہ، فضول ۴ زکوٰۃ: پاکیزگی، نشوونما، مراد ہے مال کی زکوٰۃ ادا کرنا ۵ حفظ: نگہداشت، حفاظت ۶ ملامت: مذمت، برا کہنا ۷ عدوان: حد سے بڑھنا ۸ امانت: ہر وہ چیز جو دوسرے کے سپرد کی جائے ۹ محافظت: نگہداشت، حفاظت

ملاحظہ: ۱ نماز میں ظاہری خشوع یہ ہے کہ نماز کے آداب کی مکمل رعایت کی جائے اور باطنی خشوع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت پیش نظر ہو، دل و دماغ سے توجہ ہٹی اور نماز میں دل لگا ہو۔ یہی نماز کی روح ہے۔ حدیث پاک میں یوں بیان ہوئی ہے کہ وہ نماز کے ساتھ گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے جب تک کہ وہ کوئی بھیرہ گناہ نہ کرے اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا لہٰذا جس نماز میں خشوع و خضوع سے کام نہ لیا جائے گا وہ نماز غنیمت نہ ہوگی (مسند احمد ص ۴۳ حدیث نمبر ۳۲۹ ج ۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہاں لغو سے مراد شرک ہے۔ البتہ عمومی معنی بھی مراد ہے جس میں ہر وہ قول، فعل اور کام پسندیدہ یا مباح کام داخل ہے جس کا کرنا یا کہنا کوئی فائدہ نہ دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے کہ وہ بے مقصد چیز چھوڑ دے (ترمذی، ابواب الزہد، حدیث ۲۳۱۷) ۳ لونڈیوں سے شرعی باندیوں سے جائز طریقے سے ساتھ شہوت پوری کرنے کے علاوہ شہوت پوری کرنے کی تمام صورتیں حرام ہیں۔

هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝١١

وارث ہوں گے ۝١٠ جو فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۝١١

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝١٢ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ

اور بیشک ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا ۝١٢ پھر اس کو ایک مضبوط ٹھہراؤ میں

قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝١٣ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا

پانی کی بوند بنایا ۝١٣ پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو لوتھڑا بنایا پھر جمے ہوئے خون کو گوشت کی بوٹی بنایا پھر گوشت کی بوٹی

الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ

ہڈیاں بنیں پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنایا پھر اسے ایک دوسری صورت بنایا تو بڑی برکت والا ہے اللہ

اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝١٤ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝١٥ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

جو سب سے بہتر بنانے والا ہے ۝١٤ پھر اس کے بعد تم ضرور مرنے والے ہو ۝١٥ پھر تم سب قیامت کے دن

تُبْعَثُوْنَ ۝١٦ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۚ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ

اٹھائے جاؤ گے ۝١٦ اور بیشک ہم نے تمہارے اوپر سات راستے بنائے[1] اور ہم مخلوق سے

غٰفِلِيْنَ ۝١٧ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّا عَلٰ

بے خبر نہیں ۝١٧ اور ہم نے آسمان سے ایک اندازے کے ساتھ پانی اتارا[2] پھر اسے زمین میں ٹھہرایا[3] اور بیشک ہم

مضامین: انسان پیدا کرنے کے مراحل کا بیان — موت اور قیامت کے دن اٹھنے کی خبر — آسمان و زمین کی تخلیق کا بیان

پانی کی نعمت اور قدرت الٰہی

ترجمہ: [1] یہاں انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ [2] یہاں حضرت آدم علیہ السلام کی مثل مراد ہے جو عربی بلاغت کی ایک صورت ہے کہ تمثیل کو مثل پر جو مراد ہے اس کی طرف تغییر دیتے ہوئے بعض اوقات دوسری یا تیسری مراد لی جاتی ہے۔ [3] ان سے مراد سماوات ہیں۔ [4] کیونکہ کھیتوں کے چھٹنے اور اترنے کا راستہ ہونے کی وجہ سے "راستے" فرمایا گیا۔ [5] آسمان سے مراد یہ ہے کہ بادلوں اور ہواؤں کو حکم دیا جو لوگوں کی ضروریات اور حاجات سے کے کافی ہو۔ [6] یعنی پانی اترنے کے بعد یہ تدبیر فرمائی کہ اسے تالابوں وغیرہ میں ٹھہرایا تاکہ بارش نہ ہونے کے دنوں میں لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں یونہی یہ پانی زمین کی تہ میں جمع ہو جاتا ہے جو بعد میں مستعمل ہوتا ہے

ذَهَبٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۙ لَكُمْ فِيْهَا

سے لے جانے پر قادر ہیں ﴿۱۸﴾ تو اس پانی سے ہم تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغات پیدا کئے۔ تمہارے لیے ان باغوں میں

فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ

بہت سے پھل میوے ہیں اور ان میں سے تم کھاتے ہو ﴿۱۹﴾ اور (ہم نے پیدا کیا) درخت (زیتون) کو جو طور سینا پہاڑ سے ﴿۲۰﴾ ہے

بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ

تیل اور کھانے والوں کے لیے سالن لے کر اگتا ہے ﴿۲۰﴾ اور بیشک تمہارے لیے چوپایوں میں سمجھنے کا مقام ہے ﴿۲۱﴾ ہم تمہیں ان میں سے پلاتے ہیں

بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

جو ان کے پیٹ میں ہے اور تمہارے لیے ان میں بہت فائدے ہیں اور کئی سے تم کھاتے ہو ﴿۲۱﴾ اور ان پر اور کشتیوں پر تمہیں

تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

سوار کیا جاتا ہے ﴿۲۲﴾ اور بیشک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے فرمایا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

کہ تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تم ڈرتے نہیں ﴿۲۳﴾ تو ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا

مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ

یہ تو تمہارے جیسا ہی آدمی ہے جو چاہتا ہے کہ تم پر بڑا بن جائے ﴿۲۴﴾ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ

ربط: کھجور انگور کے باغات اور ان کے منافع ۔ زیتون کی تخلیق اور اس کے منافع ۔ چوپایوں کے منافع سے قدرت الٰہی پر استدلال

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو تبلیغ ۔ کافر سرداروں کے حضرت نوح علیہ السلام پر اعتراضات

ملفوظ: یعنی ملک یہ ہوا ہے کہ اس سے روغن نکلے جس کے کھانے میں اور بدن پر ملنے میں کام آتا ہے۔ اس کا بھی کام بتایا ہے کہ تم اس سے دوا بھی بنا سکتے ہو۔ حدیث میں فرمایا ہے زیتون کے درخت کا ذکر ہے بہت اچھی ہے کیونکہ یہ مبارک درخت ہے اور کئی انبیاء کی پیدائش اس میں ہوئی ہے یہ میرے بھائی عیسیٰ سے پہلے پیدا ہوئے (علیہم السلام) (ابن کثیر ص ۲۰۱ ج ۳) چوپایوں کے بہت وجوہ سے فوائد اور ان کے فوائد منافع میں غور و فکر کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کی معرفت کا سبب بنتا ہے۔ (۳) یہ لفظ عجیب حیرت بھی ہے کہ کیوں سے انہوں نے متعلق کو نہ بتایا جو معجزہ بتایا ہے بشر و انسان کا رسول ہونا تسلیم نہ کیا لیکن خدا سے ان کی جہالت کا مظاہرہ کیا کہ پتھر کی مخلوق کو خدا مان لیا

مَلٰٓئِكَةٌ ۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ

فرشتے (تو) ہم سے تو یہ اپنے پہلے باپ دادا (کے زمانہ) میں نہیں سنی یہ تو صرف ایک ایسا مرد ہے جس پر جنون طاری ہے

فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ

تو ایک مدت تک اس کا انتظار کرو ۝ نوح نے عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے ۝ تو ہم

اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ

نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ ہماری نگاہ کے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا ۝ پھر جب ہمارا حکم آئے اور تنور ابل پڑے تو کشتی

فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَ

میں ہر جوڑے میں سے دو اور اپنے گھر والوں کو داخل کر لو سوائے ان میں سے جن لوگوں کے حق میں پہلے سے ہو چکی ہے اور

لَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ

ان ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے بات نہ کرنا یہ ضرور غرق کئے جانے والے ہیں ۝ پھر جب تم اور تمہارے ساتھی

مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَقُلْ

کشتی پر (سوار) ہو جاؤ تو تم یہ کہنا کہ تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں ان ظالموں سے نجات دی ۝ اور عرض کرنا

رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ وَاِنْ

اے میرے رب مجھے برکت والی جگہ اتار اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے ۝ بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں اور بیشک

ترجمہ: حضرت نوح علیہ السلام کی دعا — کشتی کی تیاری کا حکم اور کفار پر بددعا — طوفان نوح کی ہلاکت خیز نشانیاں عبرت ہے

حل لغات ① حکم جدا دادوں کے سامنے باپ دادا کے عمل کو دلیل بنانا اور اسی پر چلتا کفار کا طریقہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں بھی بعض لوگ ایسے ہیں جو دین پر عمل کے لئے یہ دلیل دیتے ہیں کہ شادی غمی یا دیگر موقع پر جب تک شریعت کا حکم ہمارے سامنے نہ لایا جائے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ یہ رسم تو ہمارے باپ دادا سے چلی آ رہی ہے ہم تو اسی پر عمل کریں گے۔ یہ بھی اصنام سے شباہت کی ایک شکل ہے۔ ② یہاں نگاہوں سے مراد نگرانی، حمایت اور حفاظت ہے یعنی فرمایا ہے نوح ہماری نگرانی، حفاظت میں کشتی بنا۔ یہاں جسمانی آنکھیں مراد نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان سے پاک ہے۔ ③ اس سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کا کنعان نامی ایک بیٹا اور بیوی تھی۔ کنعان سابق تھا اور بیوی کافرہ تھی۔ ④ بعض اہل ایمان اور حضرت نوح علیہ السلام کے بعض ولی جنہیں حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی یا خود آپ کی قوم سے ہی ایمان لے آئے تھے ان کا مدد فرمانا نامساعد کی ترجمانی کے علاوہ تھا نیز تعذیب ہی جب حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی تھی تو امت سے آپ کی ہجرت کرلی تھی۔

كُنَّا نَبْتَشِيْنَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٣١﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا

ہم مرد آدمی تھے (یا) پھر ان کے بعد ہم نے ایک دوسری قوم پیدا کی ﴿٣١﴾ تو ہم نے ان میں ایک رسول

مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ

انہیں میں سے بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تم ڈرتے نہیں ﴿٣٢﴾ اور ان کی قوم کے

مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

سردار جنہوں نے کفر کیا اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں خوشحالی عطا فرمائی

مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿٣٣﴾

(لوگوں سے) کہا کہ یہ تو تمہارے جیسا ایک آدمی ہے جو تم کھاتے ہو اسی میں سے یہ کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اسی میں سے یہ پیتا ہے ﴿٣٣﴾

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿٣٤﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَ

اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرنے لگے جب تو تم ضرور خسارہ پانے والے ہو گے ﴿٣٤﴾ کیا تمہیں یہ وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور

كُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٣٦﴾ اِنْ

مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے کہ (اس کے بعد پھر) تم نکالے جاؤ گے ﴿٣٥﴾ جو وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے وہ بہت بعید ہے ﴿٣٦﴾ بس

لغات قوم عاد کی طرف اشارہ ہے حضرت ہود علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے کافروں کے شبہات کا

کفار کا یہ کہنا طاعت میں بشر کا کافی نہ ہونا کفار کا مرنے کے بعد اٹھنے پر اظہار تعجب کرنا سے بعید سمجھنا کافروں کا صرف دنیا کو سب کچھ سمجھنا

ملی ﴿١﴾ اس قوم سے مراد حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد ہے ﴿٢﴾ ان کو اپنے جیسا بشر دیکھ اور ان سے طاہر کھانے پینے کو دیکھنا اور ان کے دعوی مقام اور ان کی دعوت سے کفار کا کام بنتا ﴿٣﴾ ہود علیہ السلام کی ہر بات کا کافی بنا کافروں کی عادت ہے ﴿٤﴾ یہ علیہ السلام کی اطاعت حقیقت یہ ہے کہ ان کفار کا طریقہ ہے جہنم سے بچانے اور جنت میں داخل کرانے والا ہے ﴿٥﴾ آخرت کی تیاری سے غافلوں سے افسوس کچھ ہمارے مسلمان بھی ایسے ہیں جو کفار کے حلال کردہ حرام کردہ کی دلیل اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے کو تاریکی جاہلیت اور رجعت کی راہ قرار دیتے ہیں ﴿٦﴾ ہے تو عقل کل سمجھتا اور حق بات کو کسی صورت تسلیم نہیں کرتا جاہل عقلی دلائل اور کفار کا طریقہ عمل ہے ﴿٧﴾ ہے یہ لوگوں کی کہ نہیں جو ہیں سوچ سے علاوہ کسی پیر و پیچھے سے پہ تیار نہیں ہیں ﴿٨﴾ مقابلہ تابعین و سلف صالحین پر بھی اعتراض کرنے سے نہیں ڈرتے جیسے ﴿٩﴾ عقائد و اعمال نیز ہیں ملے علماء ہیں ﴿١٠﴾ عالمین ہیں پر اعتراض کرنا ایک فیشن بن چکا ہے لیکن اتنا یاد رکھیں کہ مرنے کے بعد ہیں ان حد والوں کو جواب دینا ہے

هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا

تو صرف ہماری یہ دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے ہیں اور ہم اٹھائے جانے والے نہیں ہیں ﴿۳۷﴾ یہ تو صرف

رَجُلٌ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ

یہ ایسا شخص ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے اور ہم اس کا یقین کرنے والے نہیں ہیں ﴿۳۸﴾ عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما

بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے ﴿۳۹﴾ اللہ نے فرمایا تھوڑی دیر میں یہ پچھتانے والے ہو جائیں گے ﴿۴۰﴾ تو آخر کار انہیں

الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا

کچھ ایسا تو ہم نے کہیں سوکھی گھاس روڑا بنا دیا تو ظالم لوگوں کیلئے دوری ہو ﴿۴۱﴾ پھر ان کے بعد ہم نے

مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾

دوسری بہت سی قومیں پیدا کیں ﴿۴۲﴾ کوئی امت اپنی مدت سے نہ پہلے جاتی ہے اور نہ پیچھے ہٹتی ہے ﴿۴۳﴾

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ

پھر ہم نے لگاتار اپنے رسول بھیجے جب کبھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آیا تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے ایک کو دوسرے سے

بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى

ملا دیا اور کہانیاں بنا ڈالا تو یہ ایمان نہ لانے والے لوگ دور ہوں ﴿۴۴﴾ پھر ہم نے موسیٰ

تشریح: کافروں کا حضرت نوح علیہ السلام پر اعتراض — حضرت نوح علیہ السلام کی دعا — انہیں جواب — قوم نوح کی ہلاکت

مزید قوموں کی ہلاکت اور ان کا انجام کا ذکر — حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا فرعون کی طرف جانا اور فرعونیوں کا تکبر

حاشیہ: ① کافروں نے حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ یہ ایک ایسا آدمی ہے جس نے خود کو اللہ تعالیٰ کا پیغامبر مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جانے کی خبر دے کر اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھا ہے اور ہم اس کی بات کا یقین کرنے والے نہیں ہیں۔ ② یہاں تسلیہ دی گئی ہے کہ پہلی قوموں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تو انہیں ہلاک کر کے قصے کہانیاں بنا دیا کیا۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے بھی نہیں بچ سکیں گے۔

وَاَخُوْهُ هٰرُوْنُ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا

اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیوں اور روشن دلیل کے ساتھ بھیجا ۞ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف تو انہوں نے تکبر کیا

وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۚ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا

اور وہ بڑے ہی سرکش لوگ تھے ۞ تو کہنے لگے کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں حالانکہ ان کی قوم ہماری

عٰبِدُوْنَ ۚ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۞﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

اطاعت گزار ہے ۞ تو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلا دیا تو وہ ان لوگوں میں سے ہو گئے جو ہلاک کیے جانے والوں میں سے ہو گئے ۞ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۞﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ

تاکہ (اس سے) وہ ہدایت پا جائیں ۞ اور ہم نے مریم اور اس کے بیٹے کو نشانی بنایا[15] اور انہیں ایک بلند مقام کے قابل اور

ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۞﴿۵۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ

پانی والی سرزمین میں ٹھکانہ دیا ۞ اے رسولو پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو ۞

اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۞﴿۵۱﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ

بیشک میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں ۞ اور بیشک یہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے اور میں تمہارا رب ہوں

فَاتَّقُوْنِ ۞﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۞﴿۵۳﴾

تو مجھ سے ڈرو ۞ تو ان لوگوں نے اپنے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہر گروہ اس پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے ۞

کلمات: فرعونیوں کا متکبرانہ کلام اور تجاہلانہ — حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم پر اصلاح الٰہی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کا بطور نشانی تذکرہ — رب حلال اور طیب غذا سے متعلق تمام رسولوں کو مشترکہ ہدایت

تمام انبیاء کا عمل دین ایک ہی تھا — ہدایت سے متعلق امتوں کا رویہ

ہدایت: ① حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا نشانی ہونا اس طور پر ہے کہ انہیں کسی مرد سے چھوا نہیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کے پیٹ میں حمل پیدا فرما دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نشانی ہونا اس طور پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بغیر باپ کے پیدا فرمایا، جھولے میں انہیں کلام کرنے کی طاقت دی اور ان کے دست مبارک سے پیدائشی اندھوں اور کوڑھ کے مریضوں کو شفا دی اور مردوں کو زندہ فرمایا۔ ② تمام انبیاء علیہم السلام جس بارگاہ کے مقرب ترین بندے ہیں وہ بھی عبادات فرض تھیں جبکہ دوسرے کسی شخص خواہ وہ کسی درجہ کا ہو عبادات سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔

فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ

تو تم انہیں ایک مدت تک ان کی گمراہی میں چھوڑ دو۔ کیا یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ جو ہم مال اور بیٹوں کے ساتھ

وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ

ان کی مدد کر رہے ہیں۔ تو یہ ہم ان کیلئے بھلائیوں میں جلدی کر رہے ہیں؟ بلکہ انہیں خبر نہیں۔ بیشک وہ جو

خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَالَّذِيْنَ

اپنے رب کے ڈر سے خوفزدہ ہیں۔ اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور وہ جو

هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ

اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اور وہ جنہوں نے جو کچھ دیا وہ اس حال میں دیتے ہیں کہ ان کے دل اس بات سے ڈر رہے ہیں کہ وہ

اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾ اُولٰۗىِٕكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ

اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی بھلائیوں کی طرف سبقت لے جانے والے ہیں۔ اور

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ بَلْ

ہم کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتے ② اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو حق بیان کرتی ہے اور ان پر ظلم نہیں ہوگا۔ بلکہ

مضامین: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی — عمدہ صفتوں کی حامل [illegible] نیکی کی دلیل نہیں — کامل ایمان والوں کی صفات

ایمان والوں کو بشارت — کافروں کی [illegible] سے غفلت

حاشیہ: ① کفار کے پاس مال اور اولاد کی کثرت اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے اچھا ہونے کی دلیل نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل اور مہلت ہے۔ فی زمانہ کفار کی وجہ سے علوم و فنون میں ترقی اور ان کی دولت کی بہتات دیکھ کر بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے جبھی تو وہ ترقی یافتہ ہیں، یہ غلط فہمی ہے [illegible] ② یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ وہ اپنے بندوں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جتنی عبادات و معاملات کے متعلق دینی احکام دیئے گئے ہیں ان پر ہم عمل کر سکتے ہیں [illegible] کہ دینی احکام پر عمل کرنا ہمارے بس میں نہیں یا مشکل ہے۔

قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا

کافروں کے دل قرآن سے غفلت میں ہیں اور کافروں نے کام ان کاموں کے علاوہ کئے جنہیں یہ

عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾

کر رہے ہیں ○ یہاں تک کہ جب ہم نے ان کے خوشحال لوگوں کو عذاب میں پکڑا تو فوراً ہی وہ فریاد کرنے لگے ○

لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ ۚ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ

آج فریاد نہ کرو بیشک تمہیں ہماری طرف سے تمہاری مدد نہیں کی جائے گی ○ بیشک میری آیتیں تمہارے سامنے تلاوت کی جاتی تھیں تو تم

فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَلَمْ

اپنی ایڑیوں کے بل الٹے پلٹتے تھے ○ حرم کی خدمت پر فخر کرتے اور اس کی وجہ سے رات کو بیٹھ کر بیہودہ باتیں بناتے اور قرآن کی شان میں بکواس کرتے ہوئے ○ کیا انہوں

يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ اَمْ

نے قرآن میں غور و فکر نہیں کیا؟ یا کیا ان کے پاس وہ آیا جو ان کے باپ دادا کے پاس نہ آیا تھا ○ یا

لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۚ بَلْ

کیا انہوں نے اپنے رسول کو پہچانا نہیں ہے؟ تو وہ اس کا انکار کر رہے ہیں ○ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس رسول پر جنون طاری ہے بلکہ

جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ

وہ ان کے پاس حق کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور ان کافروں میں اکثر حق کو ناپسند کرنے والے ہیں ○ اگر حق ان کی خواہشوں کی پیروی کرتا

لغات رجّاہ سے عذاب کفار کی فریاد ۔ فریاد رسی کا حرف ۔ اجتماع حق سے عراض کرنے پر عادۃ کو تجرد ملامت کرنا

تشریح ہٰذا سے مراد قرآن ہے ۔ اعمال سے مراد کفر و شرک کی خرافات ہیں جن میں وہ مبتلا تھے ۔ قرآن خرافات کفار کے تابع نہیں

فائدہ ① یہاں عذاب سے مراد بدر میں قتل ہونا ہے اور یہ قول بھی ہے کہ اس سے مراد فاقوں اور بھوک کی وہ مصیبت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کفار پر مسلط کی گئی ہو ان کی وجہ سے ان کی حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ مردار اور ہڈیاں کھا گئے ② قتل قرآن پاک میں لفظ خواہشات و نظریات کے مطابق مضمون ہوتے جیسے یہاں ہے یا وحدانیت و غیر وحدانیت کا غلام بنا ہوا ہوتا کیونکہ قرآن مجید سچی کتاب ہے اور اس میں جو چیز مذکور ہے وہ حقیقت ہوتی ہے اب اگر قرآن میں وحدانیت لکھی ہوتی تو حقیقت میں بھی وحدانیت ہی ثابت ہوتی اور اگر اس کے خلاف ہوتا تو اب کہ سب نے اور اللہ نے اپنی رائے میں پورے ہوتے تو ان کا ثابت ہو جانا خلاف ہے ۔ قرآن حق نے بیان اور نصیحت پر مشتمل ہے لہٰذا اس میں حق ہونے کی تسلیم کر لی جائے

لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ

تو ضرور آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں سب تباہ ہو جاتے بلکہ ہم تو ان کے پاس

بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا

ان کی نصیحت لائے ہیں تو وہ اپنی نصیحت ہی سے منہ پھیرے ہوئے ہیں ﴿۷۱﴾ یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو؟

فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۚ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ

تو تمہارے رب کا (دیا) سب سے بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے ﴿۷۲﴾ اور بیشک تم انہیں

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

سیدھی راہ کی طرف بلاتے ہو ﴿۷۳﴾ اور بیشک جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ

عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ

سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے ہیں ﴿۷۴﴾ اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو تکلیف ان پر پڑی ہے وہ دور کر دیں

لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ

تو یہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے ضرور اڑے رہیں ﴿۷۵﴾ بیشک ہم نے انہیں عذاب میں گرفتار کیا

فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا

تو وہ اپنے رب کے حضور جھکے اور نہ ہی وہ عاجزی کرتے ہیں ﴿۷۶﴾ یہاں تک کہ جب ہم ان پر

عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَهُوَ

کسی سخت عذاب والا دروازہ کھولتے ہیں تو اس وقت وہ اس میں ناامید پڑے ہوتے ہیں ﴿۷۷﴾ اور وہی ہے

الَّذِيْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا

جس نے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تم بہت ہی کم

حل لغات: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کذب اخلاص صراط مستقیم سے گمراہی راہ سے ہٹا ہوا کشادگی

مصیبت ملنے کے بعد کفار کا عناد و سرکشی مصیبت کے موقع عاجزی اطاعت نہ کرنا

مبتلائے عذاب کفار کا ناامیدی حضور کی تسلی و تلقین

تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ

شکر ادا کرتے ہو ○ اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف تمہیں جمع کیا جائے گا ○ اور وہی

الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ

زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے رات اور دن کا تبدیل ہونا اسی کے اختیار میں ہے تو کیا تم سمجھتے نہیں ○ ان بلکہ

قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

انہوں نے وہی بات کہی جو پہلے لوگ کہتے تھے ○ انہوں نے کہا کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ

تو کیا پھر ہم اٹھائے جائیں گے ○ بیشک ہمیں اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا کو یہ وعدہ دیا گیا تھا

اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ

صرف پہلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں ہیں ○ تم فرماؤ زمین اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب کس کا ہے؟ اگر تم

تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

جانتے ہو ○ اب کہیں گے کہ اللہ کا۔ تم فرماؤ تو پھر تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ ○ تم فرماؤ ساتوں آسمانوں کا مالک

السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ

اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ ○ اب کہیں گے یہ سب اللہ ہی کا ہے تم فرماؤ تو پھر تم ڈرتے نہیں؟ ○ تم فرماؤ

ربط وقوع قیامت کی طرف اشارہ — قدرت الٰہی کی نشانیاں — انکار قیامت میں مشرکین کا حال

کفار مکہ کا گمراہی پر اصرار — توحید اور حقیقت حال کا بیان

حل کائنات کی تخلیق کا اصل مقصد حق کی ہدایت پانا ہے اور انسانوں کا ایک مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و الوہیت کے ان نشانیوں کا مشاہدہ کریں اور ان کی تخلیق کا یہ مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں میں غور و فکر کیا جائے جس سے ان حقیقتوں کو ان کے مقصد میں استعمال نہ کیا تو اس نے ناشکری کی اور حقیقت یہی ہے کہ لوگ بہت کم شکر ادا کرتے ہیں ○ یہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل میں غور و فکر کرنے کا پہلے اور اس غور و فکر کرنے والوں کے بعد میں ذکر کیا گیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ ان دلائل میں غور و فکر سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگی اور معرفت خوب حد تک بڑھ جائے گی معلوم ہو کہ کائنات اور کائنات میں غور و فکر کرتے رہنا چاہیے تاکہ دل معرفت حد تک بڑھ جائے اور اس سے خوف حد پیدا ہو جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ہمیں روکے

مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

ہر چیز کی ملکیت کس کے ہاتھ میں ہے؟ اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ پناہ نہیں دی جا سکتی تم کو خبر ہے ○

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ

اب کہیں گے یہ (ملکیت) اللہ ہی کی ہے تم فرما دو پھر کیسے جادو سے فریب میں پڑے ہو ○ بلکہ ہم ان کے پاس حق لائے اور وہ بیشک

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ ۚ اِذًا لَّذَهَبَ

جھوٹے ہیں ○ اللہ نے کوئی بچہ نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے ورنہ ایسا ہوتا تو

كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾

ہر معبود اپنی مخلوق لے جاتا اور ضرور ان میں سے ہر ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا (یعنی ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں ○

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ

(وہ) غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے ○ تو وہ ان سے بلند ہے جو یہ شرک کرتے ہیں ○ تم عرض کرو اے میرے رب اگر تو مجھے وہ دکھائے

مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ

جس کا ان سے وعدہ ہو رہا ہے ○ تو اے میرے رب مجھے ان ظالموں میں نہ رکھ ○ اور بیشک ہم اس پر قادر ہیں کہ

ع ۶

لغات: سُبْحٰنَ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے عَظُمَتْ شَانُہٗ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عاجزی اور اظہار بندگی

تَرَاْبِ عذاب پر قدرت کی

حاشیہ: ① اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے کیونکہ اولاد اپنے والدین کی جنس سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نہ کسی کی جنس ہے اور نہ کسی سے پاک ہے۔ ② نہ کوئی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا خدا ہے۔ اگر بالفرض کوئی دوسرا خدا ہوتا تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ہر معبود اپنی مخلوق کو جدا کر لیتا اور اپنے دوسرے سے مقابلہ میں نہ چھوڑتا اور ضرور ان میں سے ہر ایک دوسرے پر غلبہ پانا چاہتا تو ایسی صورت میں کائنات کے نظام کی تباہی یقینی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ خدا ہونا عقل کے بھی خلاف ہے اور ہر چیز کی تخلیق کے اختیار میں بھی ہے ③ قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم اپنے بندوں کو عطا فرمایا ہے لیکن ان سے باوجود حاصل لفظ "عالم الغیب" اللہ تعالیٰ کی صفت خاص ہے یہ کسی کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ ④ یقیناً اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر کا بھی علم عطا فرمائے گا ان سے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس طرح دعا کرنا عاجزی اور بندگی کے اظہار کی تعلیم دینے ہے۔

مَا تُوعَدُونَ ﴿٩٥﴾ لَقَادِرُونَ ﴿٩٥﴾ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۚ نَحْنُ أَعْلَمُ

تمہیں دی جاتی ہے جس کا ہم تمہیں وعدہ دے رہے ہیں ﴿٩٥﴾ کہ ہم یقیناً قادر ہیں ﴿٩٥﴾ تو برائی کو بھلائی سے دفع کر دو جو بہت اچھی ہے

بِمَا يَصِفُونَ ﴿٩٦﴾ وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ﴿٩٧﴾ وَأَعُوذُ بِكَ

جو وہ بیان کر رہے ہیں ﴿٩٦﴾ اور تو دعا کر کہ اے میرے رب! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں ﴿٩٧﴾ اور اے میرے رب!

رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ ﴿٩٨﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ﴿٩٩﴾

میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ شیطان میرے پاس آئیں ﴿٩٨﴾ یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آتی ہے تو کہتا ہے اے میرے رب

لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا ۖ وَمِن وَرَائِهِم

مجھے واپس لوٹا دے ﴿٩٩﴾ جس دنیا میں سے چھوڑ کر آیا ہوں شاید اب میں اس میں جا کر نیک عمل کروں ہرگز نہیں یہ تو ایک بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے

بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٠٠﴾ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ

ان کے آگے برزخ ہے ﴿١٠٠﴾ ان دن سے جس دن وہ اٹھائے جائیں گے ﴿١٠٠﴾ تو جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو اس دن ان میں

فرمان: برائی کو بھلائی سے دور کرنے کی تعلیم — شیطان کے وسوسوں اور ان کی برائی سے پناہ مانگنے کا

موت کے وقت کافر کا سوال دوبارہ دنیا میں جانے کا جواب — کافر کے سوال کی حیثیت اور اس کی باطل سے

روز قیامت نسبی تعلقات کا خاتمہ اور نفسی نفسی کا عالم

مطالب: ① رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیطان کے اثر سے محفوظ ہیں تبھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شیطان کبھی مسلط ہو گیا تھا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان مسلط کر دیا گیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے میں میری مدد فرمائی اور وہ مسلمان ہو گیا اور وہ مجھے خیر کے سوا کوئی بات نہیں کہتا۔ (مسلم، حدیث ۲۸۱۴) بخاری ۳۲۸۱، ۶۹۴۹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم بھی ہے اور اس پر عمل اور امت کی تعلیم کے لئے ہے ② عربی لغت "ہمزہ" کا اصلی معنی ہے ہر چیز دبانے کی حد اور روک تھام۔ اصطلاح میں موت سے حشر تک کے عالم کو برزخ کہتے ہیں ③ قیامت میں سب کے سب نفع پہنچانے یا حاصل کرنے سے ختم ہو جائے گا نہ نسب پر فخر صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے بارے یہ قیامت کے دن مومن صالحات و کام آئے گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان دنوں کا یہ حال ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ میری قرابت نفع دے گی ہر تعلق اور ہر قیامت میں منقطع ہو جائے گا سوائے میرے نسب اور تعلق (منقطع نہ ہوگا) کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں جاری ہے۔ صحیح الوابل ۸/۲۱۸ حدیث ۲۳۸۲

وَلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنْ

رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں گے ○ تو جن کے بھاری ہوں گے تو وہی کامیاب ہونے والے ہوں گے ○ اور

خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

جن کے ہلکے ہوئے ہوں گے تو یہ وہی ہوں گے جنہوں نے اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ○

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ

ان کے چہروں کو آگ جلا دے گی اور وہ اس میں منہ چڑائے ہوں گے ○ کیا تم پر میری آیتیں نہیں پڑھی جاتی تھیں؟

فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا

تو تم انہیں جھٹلاتے تھے ○ وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ

ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا

لوگ تھے ○ اے ہمارے رب ہمیں دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو بیشک ہم ظالم ہوں گے ○ اللہ فرمائے گا دھتکارے

فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا

ہوئے جہنم میں پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو ○ بیشک میرے بندوں کا ایک گروہ تھا کہ کہتا تھا اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے

فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى

تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے ○ تو تم نے انہیں مذاق بنا لیا یہاں تک کہ

ظالمون بھاری اور ہلکے پلڑے والوں کا حال عدد سے عدل کی حکمت اور تول کا راز پہلے ختم میں کفار کا اقرار دوسرا فریاد

فریاد نعمت کا جواب ایک بندوں کا مذاق اڑانے کا بیان

ظالمون ① یہاں کفار و جہنم میں تختی سے ہے ② یہاں ایک اور بیماری کی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا مذاق اڑاتے اور ان پر ہنستے تھے کہ یہ بے حیثیت اور گھٹیا لوگ ہم پر فضیلت لے گئے ہیں ہم کیسے گرے ہوئے ہیں افسوس! آج مسلمان ہلکے والوں کی یہ تعداد ہی تمسخر و استہزاء میں مبتلا ہے یہ بدیں تعلیم یافتہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور نشو و نما پائے ہوئے لوگ علماء کرام اور نظام شریعت سے متعلق مذاق اڑانے والے دیندار لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں پھبتیاں اور آوازے کسنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ایسے خراب عقائد رکھنے والے کافروں کے طریقے پر چل رہے ہیں ان کا انجام کتنا دردناک ہوگا۔

اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا

ان لوگوں کا مذاق اڑانے سے تمہیں میری یاد بھلا دی اور تم ان سے ہنسا کرتے تھے ﴿۱۱۰﴾ بلاشک آج میں نے

صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ

ان کے صبر کا تمہیں یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہیں ﴿۱۱۱﴾ اللہ فرمائے گا تم زمین میں برسوں کی گنتی کے شمار سے کتنا عرصہ ٹھہرے

سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ

ہو ﴿۱۱۲﴾ وہ کہیں گے ہم یہ دن بھر یا دن کا بھی کچھ حصہ ٹھہرے ہیں تو گننے والوں سے دریافت فرما ﴿۱۱۳﴾ فرمائے گا

اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا

تم بہت تھوڑا ہی ٹھہرے ہو اگر تم جانتے ﴿۱۱۴﴾ تو کیا تم یہ سمجھتے ہو

خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ

ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے ﴿۱۱۵﴾ تو وہ اللہ بہت بلند ہے جو سچا بادشاہ ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عزت والے عرش کا مالک ہے ﴿۱۱۶﴾ اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود کی عبادت کرے

لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہی ہے بیشک کافر فلاح نہیں پائیں گے ﴿۱۱۷﴾

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

اور تم دعا کرو اے میرے رب بخش دے اور رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے ﴿۱۱۸﴾

ترجمہ: یہ بندوں نے صبر کا صلہ دیا ہے جنت کی نعمتوں سے متعلق ان سے کلام ان لوگوں کو جہنم میں بھیجنے کے بعد کیا جائے گا

حکمت و نکات: دنیا میں بندوں کے عمل اور آخرت میں ان کا بدلہ مغفرت و رحمت کا دعا

ماخذ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم کا حکم اپنے درجات کی بلندی اور بارگاہ الٰہی کی کامل عاجزی کے اظہار کیلئے ہے جبکہ امت کے گناہوں کیلئے بھی ہے اور مستقبل کا ظاہر بھی علم ہے لیکن

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ

یہ ایک سورت ہے جو ہم نے نازل فرمائی اور ہم نے ہی اس کے احکام فرض کئے اور ہم نے اس میں روشن نشانیاں نازل فرمائیں تاکہ

تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّ

تم نصیحت حاصل کرو ۝ جو زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد ہو تو ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ اور

لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ

اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو تمہیں اللہ کے دین میں ان پر ذرا رحم نہ آئے اور

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ

اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ موجود ہو ۝ زنا کرنے والا مرد بدکار عورت

مُشْرِكَةً ۪ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

یا مشرکہ سے ہی نکاح کرے گا اور بدکار عورت سے زنا یا شرک ہی نکاح کرے گا یہ کام ایمان والوں پر حرام ہے ۝

شانِ نزول سورہ نور کی اہمیت — غیر شادی شدہ زانی کی سزا کا بیان — شرعی حد کے علاوہ زنا کی ممانعت

زنا کار سے متعلق حکم و ہدایت — زنا کے معاملے میں بدکاروں کا حال

تفسیر غیر شادی شدہ زانی مرد و عورت کی سزا سو سو درے ہے یہ حد سزا کی ایک قسم ہے جس کی مقدار شریعت کی جانب سے مقرر ہے کہ اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی یہ حد جاری کرنے کا اختیار حاکم اسلام یا اسکے جیسے حاکم اسلام کے اس کام کے لئے مقرر کیے عام لوگ کسی پر حد جاری نہیں کر سکتے یہ سزا شخصی اور محبت پر مبنی ہے اگرچہ یہ سزا اخلاقی ہیں لیکن ہر اخلاق کے لئے حدود ہیں نرمی و شفقت کے نام پر حدود کا ختم کر دینا حرام ہے یہ نرمی حد سے جنگ کے مترادف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی حدود قریب و بعید سب میں قائم کرو اور اللہ عزوجل کا حکم پورے کرنے میں ملامت کرنے والے کی ملامت نہیں کرنے کے بعد سورہ مائدہ آیت ۳۸ سورہ نور آیت ۲ آیت پڑھ کر فرمایا کہ جو حدود الٰہی کو معطل کرتے ہیں اور انہیں تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ② اسلام میں زانیہ عورت سے نکاح کرنا حرام تھا بعد میں یہ حکم منسوخ کر دیا گیا یا پھر اس آیت کا مطلب ہے کہ زنا کو مومنوں پر حرام کر دیا گیا ہے اس صورت میں یہ حکم مسلموں کیلئے ہے

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ

اور جو پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں

فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ﴿۴﴾

تو انہیں اسی درے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾

مگر جو اس کے بعد توبہ کریں اور اپنی اصلاح کریں تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ

اور وہ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس اپنی ذات کے علاوہ گواہ نہ ہوں تو ان میں سے

اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ

ایک کی گواہی یہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ چار بار گواہی دے بیشک وہ سچا ہے ﴿۶﴾ اور پانچویں گواہی یہ ہو کہ اس

اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۷﴾ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ

پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو ﴿۷﴾ اور عورت سے سزا کو یہ بات دور کرے گی کہ وہ اللہ کے نام کے ساتھ

اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۸﴾ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ

چار بار گواہی دے کہ بیشک مرد جھوٹوں میں سے ہے ﴿۸﴾ اور پانچویں بار یوں کہ عورت پر اللہ کا غضب ہو

عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ

اگر مرد سچوں میں سے ہو ﴿۹﴾ اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ

حکم ۱ پاکدامن مرد عورت پر تہمت زنا کی شرعی سزا ۔ جہاں سزا شوہر کو اپنی بیوی پر تہمت زنا کی اجازت دے

بیویوں پر تہمت زنا سے متعلق شرعی احکام ۔ تہمت لگانے والوں کو کیسے جانیں

فائدہ ۱ یہاں پاکدامن عورتوں سے مراد وہ ہیں جو مسلمان عفت والی اور زنا سے پاک ہوں۔ یہ یہاں صرف عورتوں کا خصوصی واقعہ کے سبب سے ہے ورنہ یہ حکم ان لئے کہ یہ وہ قسم عورتوں پر بھی تہمت لگائی جاتی ہے اگر پاکدامن مرد پر بھی تہمت زنا کی جائے تو اسی حکم کی سزا ہے

ع ۲

اللّٰهُ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ

اللہ بہت توبہ قبول فرمانے والا حکمت والا ہے۔ (۱۱) بیشک جو لوگ یہ بڑا بہتان لائے ہیں (۲) وہ تم ہی میں سے ایک جماعت ہے

شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَ

تم یہ نہ سمجھو کہ یہ تمہارے لئے برا ہے بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے (۳) ان میں سے ہر شخص کیلئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور

الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ

ان میں سے جس شخص نے اس بہتان کا سب سے بڑا حصہ اٹھایا اس کے لیے بڑا عذاب ہے (۴) ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ بہتان سنا

الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝

تو مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اپنے لوگوں پر نیک گمان کرتے اور کہتے کہ یہ کھلا بہتان ہے (۵)

لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰۗىِٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ

یہ (بہتان لگانے والے) اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے پھر جب وہ گواہ نہ لائے تو یہی لوگ اللہ کے نزدیک

هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

جھوٹے ہیں (۶) اور اگر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی

شان نزول: (الذین جاءوا بالافک) الخ افک کی طرف اشارہ اور اس میں تیرہ کا پہاڑ (یہ مضمون طرف ثانی) واقعہ افک کے موقع پر مسلمانوں کو ایک ادب کی تعلیم

(زنا کے ثبوت کے لئے چار گواہوں کا مطالبہ) بہتان لگانے والوں کو تنبیہ

ترجمہ: (۱۱) بڑے بہتان سے مراد ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا ہے (۲) یہاں بہتان سے بچنے والوں سے فرمایا گیا کہ تم اس بہتان کو اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ اس سے بچانے میں تمہارے لئے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کس پر جزا دے گا وہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان اور ان کی برأت ظاہر فرمائے گا (۳) بعض مسلمانوں کی اس معاملے میں زبان پھسل گئی تھی یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگزشت تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے طور پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی معلوم تھی جیسا کہ بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا فرمایا میں اپنے اہل خانہ کے متعلق صرف خیر ہی جانتا ہوں (صحیح بخاری ۲/۷۳۷ باب المغازی) (۴) حدیث کے واضح فرمان کے باوجود جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے گمراہی کی حیثیت سے وہ جھوٹا بہتان تراش اور باطن ہے (۵) یہاں جھوٹے ہونے سے ظاہری اور باطنی طور پر جھوٹا ہونا مراد ہے اور اگر بالفرض وہ اپنے بہتان پر گواہ بھی لے آئے تو ظاہر جھوٹے رہتے اگرچہ حقیقت پھر بھی وہ اور ان کے سارے گواہ جھوٹے ہوتے

لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ

تو جس معاملے میں تم پڑ گئے تھے اس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا ﴿۱۴﴾ جب تم اس بات کو ایک دوسرے سے سن کر اپنی زبانوں پر لاتے تھے اور

تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ

اپنے منہ سے وہ بات کہتے تھے جس کا تمہیں کوئی علم نہ تھا اور تم اسے معمولی سمجھتے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک

عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ

بہت بڑا قصور ہے ﴿۱۵﴾ اور کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے سنا تھا تو کہہ دیتے کہ ہمارے لئے جائز نہیں کہ یہ بات کہیں اے اللہ! تو پاک ہے

هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ

یہ تو بڑا بہتان ہے ﴿۱۶﴾ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ دوبارہ کبھی اس طرح کی بات کی طرف نہ لوٹنا اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ۚ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

ایمان والے ہو ﴿۱۷﴾ اور اللہ تمہارے لیے نشانیاں صاف بیان فرماتا ہے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے ﴿۱۸﴾ بیشک

يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَ

جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لئے دنیا اور

شان نزول (ام المومنین پر لگائی جانے والی تہمت کی تحقیق) (بہتان اٹھانے کا ارادہ کرنے پر وعید)

مسلمانوں کو آئندہ یہاں تک کی بچنے کی تاکید (اشاعت فحشہ کی مذمت اور اس کو وعید شدید)

ربط بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی بشری معصیت صادر ہوئی مگر وہ اس پر قائم نہ رہے بلکہ سچی توبہ کی توفیق ہوئی، ہدایہ اور بشارت ہے کہ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ فرمایا اور ان سب کو دین رضا کا مژدہ سنایا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ فاسق سے راضی نہیں ہوتا اور نہ اس سے جنت کا وعدہ فرماتا ہے۔ (۲) اب جو حضرات عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں میں جناب حسان رضی اللہ عنہ ہیں وہ مومن نہیں کافر ہے۔ علی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قذف (یعنی ان پر تہمت لگانا) قطعی ہے" (فتاوی رضویہ ج ۱۵ ص ۴۴۵) (۳) اشاعت سے مراد کشش کرنا اور ظاہر کرنا ہے جیسا آیت میں "وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ" سے مراد اقوال اور افعال مراد ہیں جن کی قباحت بہت زیادہ ہے بے حیائی پر مشتمل گانے، فلمیں، ڈرامے، ناول، افسانے، گندہ لٹریچر، فحش ویب سائٹس، فحش ٹی وی چینلز، بے حیائی پر مشتمل محفلیں جلسے، جلوس کرنے والے سب اس آیت میں داخل ہیں

الْاٰخِرَةِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

آخرت میں درد دینے والا عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ﴿۱۹﴾ اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی

وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ ع ۲۱

اور یہ کہ اللہ بہت مہربان رحم فرمانے والا ہے (تو تم پر عذاب نازل ہوتا) ﴿۲۰﴾ اے ایمان والو شیطان کے قدموں کی

الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا

پیروی نہ کرو اور جو شیطان کے قدموں کی پیروی کرتا ہے تو (یاد رکھے) شیطان تو بے حیائی اور برائی ہی کا حکم دے گا اور اگر

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ

اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی شخص بھی کبھی پاکیزہ نہ ہوتا لیکن اللہ پاکیزہ کرتا ہے

مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ

جس کو چاہتا ہے اور اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے ﴿۲۱﴾ اور تم میں فضیلت دے اور وسعت والے یہ قسم نہ کھائیں کہ

يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۡ وَلْيَعْفُوْا وَ

وہ رشتے داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (مال) نہ دیں گے اور نہیں چاہیے کہ معاف کر دیں اور

لْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ

درگزر کریں کیا تم یہ بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہارا قصور معاف فرمائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۲۲﴾ بیشک

ف ۱۹ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت، اتباعِ شیطان سے بچنے کی تاکید، گناہوں کی گندگی سے پاک کرنا اللہ جل شانہ کا فضل ہے

بالداروں کو غریبوں کی معاونت جاری رکھنے اور معاف کرنے کی تاکید، تہمت لگانے والوں کی سزا

ف ۲۰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی خالہ کے بیٹے حضرت مسطح بن اثاثہ کے ساتھ مال خرچ کیا کرتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے میں شرکت کی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ مسطح کو آئندہ کوئی مالی مدد نہیں دیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت سنائی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی بے شک میرا دل یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت کرے چنانچہ آپ نے پھر مسطح کی مدد شروع کر دی یہ صدیقیت کا اعلیٰ مرتبہ ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪

وہ جو لگاتے ہیں پاکدامن بے خبر ایمان والی عورتوں پر بہتان لگائے گئے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں لعنت کے

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ

اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے ۝ جس دن ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ

ان کے اعمال کی گواہی دیں گے ۝ اس دن اللہ انہیں ان کا پورا پورا بدلہ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ

هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ

ہی صریح حق ہے ۝ گندی عورتیں گندے مردوں کیلئے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کیلئے ہیں اور پاکیزہ عورتیں

لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کیلئے ہیں ان باتوں سے جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں ان کیلئے بخشش

وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى

اور عزت کی روزی ہے ۝ اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں داخل نہ ہو جب تک

تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ

اجازت نہ لے لو اور ان میں بسنے والوں پر سلام نہ بھیج لو یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو ۝ پھر اگر

شان نزول: قیامت میں عضاء کی گواہی — گندگی اور پاکیزگی کا ہر ایک جنس کی طرف رجحان

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان کا واقعہ) — دوسروں کے گھروں میں جانے کے آداب اور احکام

ربط: سورۃ کے شروع میں بدکاری کی سزا بیان کی گئی تھی اور اس کی شدت اور تاکید بیان فرمائی گئی تھی اب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اوپر بہتان باندھنے پر فرمائی گئی کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعت منزلت ظاہر ہوتی ہے اور آپ سے متعلق ہر چھوٹے بڑے کا بھی مقام معلوم ہوتا ہے ۔ ۲ جب بھی کسی کے گھر جائیں تو اجازت لینے میں یہ خیال رکھیں کہ دروازہ کے سامنے نہ جائیں یہ نگاہ پر تہمت ہے خصوصاً عورتوں کے پردہ والوں پر ایسا کرنا خلاف ادب ہے اور اجازت کے آداب میں معتدل مناسب انداز اپنائیں شور کرنے دستک دینے والوں کو پریشان نہ کریں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ اس میں یہ بھی مصلحت ہے کہ گھر والوں کو بھی تیار ہونے کا موقع مل جائے تین مرتبہ اجازت طلب کرنے پر بھی جواب نہ ملے تو واپس چلے جائیں

لَمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ

تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو بھی ان میں داخل نہ ہو جب تک تمہیں اجازت نہ دے دی جائے اور اگر تمہیں کہا جائے

ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨﴾ لَيْسَ

واپس لوٹ جاؤ تو تم واپس لوٹ جاؤ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب جاننے والا ہے ﴿٢٨﴾ اس بارے میں

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

تم پر کچھ گناہ نہیں ان گھروں میں جانا جو عام کسی کی رہائش نہیں جن میں تمہیں نفع اٹھانے کا اختیار ہے اور اللہ جانتا

مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٢٩﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا

ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو ﴿٢٩﴾ مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی

فُرُوْجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ

حفاظت کریں یہ ان کے لیے بڑا پاکیزہ ہے بیشک اللہ ان کے کاموں سے خبردار ہے ﴿٣٠﴾ اور مسلمان عورتوں کو حکم دو

يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا

کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنی زینت نہ دکھائیں مگر

ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا

جتنا ان کا حصہ خود ہی ظاہر ہے ﴿٣١﴾ اور وہ اپنے سینے پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں ﴿٣١﴾ مگر

ترجمہ: مسلمان مردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم عورتوں کے پردے سے متعلق احکام

حاشیہ: ① اس سے مراد ہر وہ جگہ ہے جہاں شرعاً و عرفاً اجازت لے کر جانے کی عادت نہیں جیسے مسافر خانے وغیرہ۔

② مسلمان عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے بدن کے جن حصوں کو غیر مردوں کے سامنے ظاہر کرنے کی اجازت ہے جہاں ضرورت کی وجہ سے کان، گلا وغیرہ البتہ وہ حصے جو عام طور پر ظاہر ہوتے ہیں جیسے چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں کہنیوں تک چھپانے میں مشقت ہونے کی وجہ سے ظاہر کرنے کی اجازت ہے لیکن فتنہ کا اندیشہ ہے جیں بناؤ سنگار اور گندے خیالات کی وجہ سے چہرہ چھپانے کا بھی حکم ہے ③ یعنی مسلمان عورتیں اپنے دوپٹوں کے لمبے لمبے پلوؤں کو گھما پھرا کر اپنے سینے پر ڈالے رہیں اور سینے وغیرہ کو ڈھانپ رکھیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عورتوں نے اپنی اوڑھنی چادروں کو پھاڑ اور ان سے اپنے سینے وغیرہ کو ڈھانپ لیا۔ (بخاری، ۴۷۵۹، ۴۷۵۹)

لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ

یا شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹوں یا شوہروں کے بیٹوں یا

اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ

اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنی (مسلمان) عورتوں یا اپنی کنیزوں پر

اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ

جو ان کی ملکیت ہوں یا مردوں میں سے وہ نوکر جو شہوت والے نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں

يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ

عورتوں کی شرمگاہوں کی خبر نہیں اور (عورتیں) اپنے پاؤں (زمین پر) نہ مارا کریں کہ ان کی زینت کا پتہ چل جائے جو وہ چھپائے ہوئے ہیں

زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱

ہوئی ہے اور اے مسلمانو تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ ۝

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا

اور تم میں سے جو بغیر نکاح کے ہوں اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو بھی ہیں ان کے نکاح کر دو اگر وہ

فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۳۲ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ

کنگال ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا علم والا ہے ۝ اور جو لوگ

حکم تمام مسلمانوں کو توبہ کی ہدایت — کنوارے مرد عورت کا نکاح کرنے کی ہدایت اور برکت کا بیان

نکاح کی استطاعت نہ رکھنے پر پاکدامنی کی تاکید

مسئلہ ① محرم میں سے وہ جو شہوت والے نہ ہوں مثلاً بے پورے مرد جنہیں اصلاً شہوت باقی نہ رہی ہو اور وہ نابالغ ہوں تو ان سے پردہ نہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے البتہ جو بچے سمجھ دار ہوں خواہ وہ کتنے ہی کم عمر کے ہوں ان سے عورتوں کو پردہ کرنا چاہیے ② اس آیت کے حکم سے آج کل گھر کے نوکروں، ماموں، دودھ پیچے والوں سے عورتوں کا پردہ نہ کرنا بے جا ہے یہ حرام ہے ③ اس غنا سے مراد قناعت یا کفایت ہے مال سے شوہر اور بیوی سے دونوں کا جمع ہو جانا مالکان برکت سے طبعی حاصل ہونا مراد ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق اور مال لائیں گی

حدیث ابن ابی حاتم ۱۳ ۲۷ حدیث ۱۴

لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا

نکاح سے طاقت نہیں پاتے چاہیے کہ پاک رہیں یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے اور تمہارے غلاموں میں سے

مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ

جو لونڈی کتابت کا درخواست کریں اگر تم ان میں بھلائی کے طلبگار ہو اور انہیں دے دو اس مال میں سے جو اللہ

الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا

نے تمہیں دیا اور اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاکدامن رہنا چاہیں اس لئے کہ تم

عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ

دنیا کی زندگی کا اسباب چاہو اور جو انہیں مجبور کرے گا تو بیشک اللہ ان کے مجبور کئے جانے کے بعد بہت بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ

مہربان ہے ﴿۳۳﴾ اور بیشک ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں اور تم سے پہلے لوگوں کا حال

قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ

اور ڈر والوں کے لیے نصیحت نازل فرمائی ﴿۳۴﴾ اللہ آسمانوں اور زمینوں کو روشن کرنے والا ہے اس کے

ع ۴

خلاصہ: غلاموں کو مکاتب بنانے سے متعلق ہدایت (کمائی پر مجبور کرنے کی ممانعت) قرآن مجید کے تین اوصاف

(اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال)

ربط: عورت کے حق میں زنا پر مجبور اس وقت ثابت ہوگی جب لونڈی ہوں سے ورنہ بے شمار جسم کا ہوں حضور صالح کر دیے بشدید مار مارنے کی دھمکی دے اور مجبور رہنے دے وقدرت بھی ہو اور عورت کو غالب گمان ہو اور دھمکی پر عمل کر گزرے گا اس سے مجبور کی ثابت ہو گی کنیزوں کی طرح آزاد عورتوں کو بھی مکان پر مجبور کرنا حرام ہے خواہ مال کی خاطر ہو یا کسی اور سبب سے ناپر مجبور سے سخت گناہ ہے اور عذاب الٰہی کے مستحق ہیں ﴿۲﴾ تیسرا پاکدامن رہنا چاہیں یہ شرط کی صورت بھی کنیز بدکاری پر مجبور نہیں کیونکہ آیت میں کلام کا اعتبار سے ہے کہ جب عورتیں خود بھی پاکدامن رہنا چاہتی ہیں تو پھر تو تمہیں بطریق اولیٰ ان کو بدکاری پر مجبور نہیں کرنا چاہیے ﴿۳﴾ آیت شریفہ "اللہ تعالیٰ نور ہے" اللہ تعالیٰ نور ہے اور یہاں معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو روشن فرمانے والا ہے تو یہاں دو سے حق کی راہ پاتے ہیں یا یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو منور فرمانے والا ہے بعض مفسرین سے اس نور سے قرآن مراد لیا ہے اور یہ تفسیر یہ ہے اس نور سے مراد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

نُوْرٍ ؕ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا

اور ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو جس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا

كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ

ایک موتی کی طرح چمکتا ہوا ستارہ ہے جو برکت والے درخت زیتون سے روشن ہوتا ہے جو نہ شرق والا ہے اور نہ مغرب والا ہے۔

يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ

قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ دکھاتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ فِيْ بُيُوْتٍ

جسے چاہتا ہے اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ ہر شے کو خوب جاننے والا ہے ۝ ان گھروں میں

اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝

جنہیں بلند کرنے اور ان میں اللہ کا نام یاد کئے جانے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان میں صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں ۝

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ

وہ مرد جنہیں کوئی تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر اور نماز قائم کرنے اور

الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ

زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتے وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گے ۝ تاکہ اللہ انہیں

مفردات: بیوتٍ گھروں میں۔ یسبح تسبیح بیان کرتے ہیں۔ بالغدو صبح۔ الآصال شام۔ تلھیھم غافل کرتی ہے۔ تجارۃ سوداگری۔ بیع خرید و فروخت۔ تتقلب الٹ جائیں گے۔

حاشیہ: ① ان گھروں سے مسجدیں مراد ہیں۔ ② تسبیح سے مراد نمازیں ہیں صبح سے فجر اور شام سے ظہر عصر مغرب اور عشاء کی نمازیں مراد ہیں۔ ③ دلوں کے الٹ جانے کا معنی یہ ہے کہ دل اپنی جگہ سے نکل کر حلق میں آجائیں گے پھر نہ ہلیں نہ کچھ سوچ سکیں گے اور حلق سے باہر نکل جائیں گے اور آنکھیں پھٹنے کا معنی یہ ہے کہ اس دن ہر کسی کی آنکھیں پھٹی ہو جائیں گی یہ بھی ہو سکتا ہے یہاں دل اور آنکھوں کا الٹنا بطور کنایہ استعمال ہوا ہو اور مراد یہ ہو کہ قیامت کی شدت و ہولناکی دیکھ کر دل بیحد خوفزدہ اور مضطرب ہو جائیں گے اور آنکھیں اوپر چڑھ جائیں گی۔

اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ

ان کے اچھے کاموں کا بدلہ دے اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ عطا فرمائے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی

حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ

عطا فرماتا ہے ○ اور کافروں کے اعمال ایسے ہیں جیسے کسی چٹیل میدان میں پانی کی طرح چمکتی ہوئی ریت ہو پیاسا آدمی اسے پانی سمجھتا ہے

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ

یہاں تک کہ جب وہاں آتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا اور وہ اللہ کو اپنے قریب پاتا ہے کہ اللہ اسے اس کا پورا حساب دے گا اور اللہ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ

جلد حساب کرنے والا ہے ○ یا جیسے کسی گہرے سمندر میں اندھیریاں ہوں جس کو اوپر تلے ایک موج ہے دوسری موج اس موج پر اور اس موج پر

فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ

بادل ہو اندھیریاں ہیں اوپر تلے جب نکالے اپنا ہاتھ تو اسے نہ دیکھ سکے اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لیے کوئی نور نہیں

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ ع ۱۵

○ اور جس کے لیے اللہ نور نہ بنائے اس کے لیے کوئی نور نہیں ○ کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو کوئی

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ

آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پر پھیلائے ہوئے اڑتے پرندے ہر ایک اپنی نماز اور اپنی تسبیح کا علم رکھتا ہے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ

اور اللہ ان کے کاموں کو خوب جاننے والا ہے ○ اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ ہی کی طرف

مثال: (کفار کے ظاہری اچھے اعمال کی مثال) (ان کے برے اعمال کی مثال) جو قرآن سے ہدایت نہیں لیتے وہ ہدایت سے محروم ہیں

(کائنات کی ہر چیز مشغول تسبیح ہے) (جن و انسان کا اختیاری بادشاہ اللہ ہے)

ہدایت: جسے اللہ چاہتا ہے قرآن مجید کے ذریعے ہدایت دیتا ہے قرآن کریم پر ایمان لانے کی توفیق بھی اللہ ہی دیتا ہے تو ہے اعمال کو ہدایت نہیں دے سکتا۔

الْمَصِيْرُ ﴿٤٣﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا

ہونا ہے ﴿٤٣﴾ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادل کو ساتھ ساتھ چلاتا ہے پھر انہیں آپس میں ملا دیتا ہے پھر انہیں تہ بہ تہ کر دیتا ہے

فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ

تو تم دیکھتے ہو کہ اس کے درمیان میں سے بارش نکلتی ہے اور وہ آسمان میں موجود برف کے پہاڑوں سے اولے برساتا ہے

بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ

پھر جس پر چاہتا ہے اس پر انہیں برسا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ان سے نہیں پہنچنے دیتا ہے قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک

بِالْاَبْصَارِ ﴿٤٣﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي

آنکھیں لے جائے ﴿٤٣﴾ اللہ رات اور دن کو تبدیل فرماتا ہے بیشک اس میں آنکھ والوں کیلئے بڑی عبرت ہے

الْاَبْصَارِ ﴿٤٤﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَ

مقام ہے ﴿٤٤﴾ اللہ نے ہر چلنے والا جاندار پانی سے بنایا تو ان میں کوئی ہے جو پیٹ کے بل چلتا ہے اور

مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ

ان میں کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے اور ان میں کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے اللہ جو چاہتا ہے

عنوان آسمانوں میں قدرتِ الٰہی کے مظاہر — ان آیات کی تبدیلی میں قدرتِ الٰہی کی دلیل

چوپایوں کی تخلیق اور حوالہ میں قدرت لینے کی دلیل

لغات ۔۔۔ اس آیت کے بارے میں مفسرین کے دو قول ہیں ایک تو آسمان میں وہ برف کے پہاڑ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے کسی طرح پیدا فرمایا ہے پھر وہ ان پہاڑوں میں سے جتنے اولے چاہتا ہے نازل فرماتا ہے دوسرا آسمان سے مراد حقیقی آسمان نہیں بلکہ وہ بادل ہے جو لوگوں کے سروں پر چھایا ہوا ہے بلندی کی وجہ سے آسمان کہہ دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس چیز کو جو بلندی سے اور تیزی سے اپنی طرف آتی ہے اللہ تعالیٰ کی باتوں سے اولے نازل فرماتا ہے یہی باتیں پہاڑوں کے بڑا ہونے کی وجہ سے پہاڑوں کے مشابہ ہیں اور جہاز میں سفر کرتے ہوئے ان پہاڑوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں ۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے حیوانوں کی تمام اجناس کو پانی کی جنس سے پیدا کیا اور پانی ان سب کی اصل ہے اور یہ سب اصل میں متحد ہونے کے باوجود ان سب کا حال یکساں نہیں ہے اس قدر مختلف ہیئت کی مخلوقات کو تخلیق فرمانے والے کے علم حکمت اور اس کی قدرت کے کمال کی دلیل ہے کہ اس نے پانی جیسی چیز سے ایسی عجیب مخلوق پیدا فرما دی

مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ

پیدا کرتا ہے بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے ﴿۴۵﴾ بیشک ہم نے واضح بیان کرنے والی آیتیں نازل فرمائیں

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا

اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے ﴿۴۶﴾ اور (منافقین) کہتے ہیں ہم

بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ

اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت کی پھر ان میں سے ایک گروہ اس کے بعد پھر جاتا ہے

وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ

اور درحقیقت یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں ﴿۴۷﴾ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے

بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ

درمیان فیصلہ فرمائے تو ان میں سے ایک فریق منہ پھیرے لیتا ہے ﴿۴۸﴾ اور اگر فیصلہ ان کے حق میں ہو تو ان کی طرف

مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ

خوشی خوشی چلے آتے ہیں ﴿۴۹﴾ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا یہ شک میں پڑے ہوئے ہیں یا یہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ ع ۱۲

اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم کریں گے؟ بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں ﴿۵۰﴾ مسلمانوں کی بات

منافقوں کے عذر کی قباحت — **حکم رسول سے متعلق مسلمانوں کو ہدایت**

ف۱ ① حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری ہے لہٰذا ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا گیا تھا جنہیں اللہ تعالیٰ سے ایمان اور رسول کی طرف جانا آیا ② بشر نامی منافق کا یہودی سے جھگڑا تھا، یہودی نے مطالبہ کیا کہ ہمارے مقدمے کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرایا جائے لیکن منافق نے حسب سابق اشراف یہودی سے فیصلہ کرنے کا اصرار کیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا

تو یہی ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ فرمادے تو وہ عرض کریں کہ ہم نے سنا

وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵۱ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَ

اطاعت کی اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ۝۵۱ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور

يَتَّقْهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝۵۲ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ

اس کی نافرمانی سے ڈرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں ۝۵۲ اور انہوں نے پوری کوشش سے اللہ کی قسمیں کھائیں کہ

اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا

آپ انہیں حکم دیں گے تو وہ (جہاد کے لئے) نکل کھڑے ہوں گے۔ تم فرما دو کہ قسمیں نہ کھاؤ (شریعت کے مطابق) اطاعت ہونی چاہیے بیشک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار

تَعْمَلُوْنَ ۝۵۳ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا

ہے ۝۵۳ تم فرما دو کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم منہ پھیرو تو رسول کے ذمہ صرف وہی تبلیغ ہے جس کی ان پر ذمہ داری

حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۚ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا

کا بوجھ ان پر لدا گیا ہے اور تم پر وہ اطاعت لازم ہے جس کا بوجھ تم پر لدا گیا ہے اور اگر تم رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے اور رسول کے ذمہ

عنوان عاجز رسول اور خوف خدا کا فائدہ — قسموں و حیل سے بچنا کے کھانا چاہیے

اطاعت رسول کا فائدہ اور عدم اطاعت کا نقصان

حاشیہ منافقوں کا طرز عمل بتلا دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آنے سے جی چراتے ہیں اب ان آیت میں مومنوں کا اچھا طرز عمل بیان فرمایا کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا جاتے تو وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے حکم سنا اور سر جھکا دیا اور سے قبول کر لیا اطاعت کی۔ یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سامنے اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے سے باز آجائیں اور یہ سمجھ لیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم تو تب کرنا ہے جب اس میں صرف اپنی عقل کا دخل ہو بلکہ آپ کا ہر حکم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوتا ہے اس لئے آپ کا ہر حکم بجا لانا ضروری ہے اگر اس کی وجہ سمجھ میں آجائے تو بہتر ہے ورنہ سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں بھی آپ کے حکم کے سامنے سر جھکا دینا چاہیے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ کی عقل کامل ہے اور ہماری عقل ناقص ہے ناقص عقل کامل کے حکم کی حکمت کو کیسے سمجھ سکتی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ بغیر سوال کئے آپ کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے جوڑ دینا اور آپ کے ہر حکم کے سامنے تسلیم خم کر دینا چاہیے۔ یہ بتلانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل مبارک وحی کی روشنی میں کائنات کی کامل ترین عقل ہے۔ اگر اس پر عمل ہو گیا تو ہر قسم کی دنیا و آخرت کی کامیابیاں نصیب ہوں گی

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

صرف صاف صاف تبلیغ کر دینا لازم ہے ○ اللہ نے تم میں سے ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ

کہ ضرور ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو خلافت دی ہے اور ضرور ضرور

لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ

ان کے لیے ان کے اس دین کو جما دے گا جو ان کے لیے پسند فرمایا ہے اور ضرور ضرور ان کے خوف کے بعد ان کی حالت کو امن سے بدل دے گا

يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا

نافرمان ہیں ○ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری

الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي

کرو اس امید پر کہ تم پر رحم کیا جائے ○ ہرگز کافروں کو یہ خیال نہ کرو کہ وہ ہمیں زمین میں عاجز

الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ع ۱۲

کر دیں گے بلکہ ان کا ٹھکانہ آگ ہے اور یقیناً وہ کیا ہی بری لوٹنے کی جگہ ہے ○ اے ایمان والو

مضامین مسلمانوں سے وعدہ میں خلافت کا وعدہ بازار کوتہ خلافت راشدہ میں کا حکم اور اس کا صلہ کفار کا حال اور انجام

تین وقتوں میں اجازت لے کر گھر میں آنے کی تاکید

حاشیہ نبوت کے بعد سے لے کر دس سال تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مکہ میں قیام فرمایا اور کفار کی ایذاؤں پر صبر کیا پھر مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی اور جہاد کے مکالمات و بڑی شوکت سے سر فراز ہوئے مگر کفار قریش اس پر بھی باز نہ آئے آئے دن ان کی طرف سے جنگ کے سامان ہوتے اور طرح طرح کی دھمکیاں دی جاتیں یہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہر وقت خطرہ میں رہتے اور ہتھیار ساتھ رکھتے یہ دیکھ کر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کبھی ایسا بھی زمانہ آئے گا کہ ہمیں امن میسر ہو اور ہتھیاروں کے بوجھ سے ہمیشہ کے لیے سبکدوش ہو جائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ

تمہارے غلام اور تم میں سے جو بالغ عمر کو نہیں پہنچے، انہیں چاہئے کہ تین

مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَ

وقت میں، فجر کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور

مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ

نماز عشاء کے بعد (گھر میں سونے سے پہلے) تم سے اجازت لیں یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں[1] ان تین وقت کے بعد تم پر اور ان پر

جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ

کچھ گناہ نہیں، وہ تمہارے ہاں بکثرت دوڑ کے پھرنے والے ہیں، ایک تم میں سے دوسرے کے پاس جاتا ہے، اللہ تمہارے لئے یونہی

اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ

آیات بیان فرماتا ہے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے ○ اور جب تم میں سے لڑکے جوانی کی عمر کو پہنچ جائیں[2] تو وہ بھی (گھر میں) داخل

شان نزول: بالغ ہونے پر لڑکوں کو بھی اجازت لے کر داخل ہونے کا حکم

ترجمہ: ایک انصاری غلام دوپہر کے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلانے آیا اور اجازت لئے بغیر اپنے آقا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکان میں چلا گیا۔ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بے تکلف اپنے دوست کے سامنے تشریف رکھتے تھے۔ غلام سے چانک چلے آنے سے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش غلاموں کو اجازت لے کر مکانوں میں داخل ہونے کا حکم ہوتا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں غلاموں، باندیوں اور جماعت کے قریب لڑکوں کو فجر کی نماز سے پہلے، دوپہر کے وقت اور عشاء کے بعد گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے کا حکم دیا گیا۔[2] یعنی جب تمہارے یا رشتہ داروں کے چھوٹے لڑکے جوانی کی عمر کو پہنچ جائیں تو وہ بھی تین اوقات میں گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت مانگیں جیسے ان سے پہلے بڑے مرد اجازت مانگتے ہیں۔ گھر میں اجازت لے کر داخل ہونے میں ایک حکمت ملاحظہ ہو۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! میں اپنی ماں سے ملنے جاؤں تو کیا میں اس سے بھی اجازت لوں؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ عرض کی: میں تو اس کے ساتھ ہی مکان میں رہتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: اجازت لے کر اس کے پاس جاؤ۔ عرض کی: میں اس کی خدمت کرتا ہوں (کبھی) اس کے پاس جانا ہوتا ہے پھر اجازت کی کیا ضرورت ہے؟ ارشاد فرمایا: "اجازت لے کر جاؤ۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اسے برہنہ دیکھو؟" عرض کی: نہیں۔ فرمایا: تو اجازت حاصل کرو۔ (موطا امام مالک، ۲/۹۱۴، الحدیث: ۱۸۳۷)

فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ

ہو سے پہلے (اسی طرح اجازت مانگتے) جیسے ان سے پہلے رواج ہوا ہے (بڑوں سے) جو تم سے پہلے تھے۔ اللہ تم سے اپنی آیتیں یوں ہی بیان فرماتا ہے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ

اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے ○ اور گھر میں بیٹھ رہنے والی عورتیں جنہیں نکاح کی کوئی طمع نہیں ان پر

عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ

کچھ گناہ نہیں کہ اپنے اوپر کے کپڑے (برقعہ وغیرہ) اتار رکھیں بشرطیکہ زینت ظاہر کرنے والی نہ ہوں اور ان کا اس سے بھی بچنا

خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ

ان کے لیے سب سے بہتر ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے ○ اندھے پر تنگی نہیں اور لنگڑے پر

حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ اَوْ

تنگی نہیں اور نہ تم پر کوئی پابندی ہے کہ تم کھاؤ پیو اپنے گھروں سے یا

بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ

اپنے باپ دادا کے گھروں یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں یا اپنی بہنوں کے گھروں سے

اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ

یا اپنے چچاؤں کے گھر سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا

مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ

جن گھر کے جس کی چابیاں تمہارے قبضہ میں ہیں یا اپنے دوست کے گھر سے تم پر کوئی پابندی نہیں کہ تم مل کر کھاؤ یا

عنوان ۱ بوڑھی عورتوں کے پردے سے متعلق احکام — دوسروں کے ہاں کھانا کھانے سے متعلق احکام

حاشیہ ۱ ② کہی بوڑھی عورتیں جن کی عمر یا دادو چکی ہو اس سے زیادہ ہو چکی ہو اور اس سے نکاح کی امید نہ رہی ہو عمر یا دادو کے سبب سے انہیں نکاح کی وہ حرج نہیں ہو اور ان کا اتنا حسن و جمال کا قائم ہونا جس کے لیے مردوں کو شہوت آئے تو ایسی عورتیں اپنے اوپر کے کپڑے یعنی اصائل چادر وغیرہ اتار ڈالیں مگر یہ کہ ابھی بھی جبکہ وہ اپنی زینت کی جگہوں مثلاً سینہ اور پنڈلی وغیرہ کو ظاہر نہ کریں اور ایسی بوڑھی عورتوں کا اس سے بھی بچنا اور اصائل چادر وغیرہ پہنے رہنا ان کے لیے سب سے بہتر ہے۔

أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً

الگ الگ ہو کر جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو (یہ) ملنے وقت کی اچھی دعا ہے جو اللہ کے ہاں سے مقرر ہے

طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ

پاکیزہ (کلمہ ہے) اللہ یونہی اپنی آیتیں تمہارے لئے بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو ﴿٦١﴾ ایمان والے تو وہ لوگ ہیں جو

الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے اور جب کسی ایسے کام پر رسول کے ساتھ ہوں جو جمع کرنے والا ہو تو جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں

يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ

جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں۔ (ف۱) بیشک وہ جو آپ سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر

رَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَ

ایمان لاتے ہیں پھر جب وہ تم سے کسی کام کے لئے اجازت مانگیں (تو) ان میں جسے تم چاہو اجازت دے دو اور

اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ

ان کے لئے اللہ سے مغفرت مانگو (ف۲) بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿٦٢﴾ (لوگو) رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا (معمولی) نہ سمجھو

عنوان باوقار حاضری کے آداب — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنے سے متعلق یہ ہدایت اور تلقین فرمائی گئی

ترجمہ حضور اللہ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل پاک کا ادب یہ ہے کہ وہاں سے اجازت لے کر جائیں۔ اسی نے اب بھی دوسرے مقام پر حاضری دینے والے صحابہ کو حضور کی خدمت ہوتے وقت خود کی سلام عرض کرنے کے بعد اجازت طلب کرنے کا حکم دیا۔ (ف۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حق ہے۔ جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا محتاج ہے یعنی گناہگار مسلمان جو بارگاہ الٰہی سے مردود ہیں ان کے متعلق شفاعت کا حکم دیا اور ان کا پتہ بھی بتا دیا۔ (ف۲) اس کا ایک معنی یہ ہے کہ اے لوگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنے والا معمولی نہ سمجھو جیسے تم میں سے کوئی دوسرے کو پکارتا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنے میں جو ادب اور تعظیم ہے اس کا لحاظ کرو اور ادب سے حاضر ہونا لازم جانو۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اے لوگو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک جیسا کہ تعظیم کرنے والے کرتے ہیں توقیر و احترام کے ساتھ اور عاجزی انکساری سے لیں اس طرح کے الفاظ کے ساتھ نہ پکارو یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا حبیب اللہ یا صفوۃ الرسل یا رسول رب العلمین یا خاتم النبیین یہ قلم عام ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں اور وصال ظاہر کے بعد بھی کسی سے ان الفاظ کے ساتھ نہ پکارا جائے جن میں ادب و تعظیم نہ ہو۔

بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ

جیسے تم میں سے کوئی دوسرے کو پکارتا ہے بیشک اللہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے کسی چیز کی آڑ لے کر چپکے سے

لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ

کھسک جاتے ہیں تو رسول کے حکم کی مخالفت کرنے والے اس بات سے ڈریں کہ انہیں کوئی مصیبت پہنچے یا

يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ

انہیں دردناک عذاب پہنچے ○ سن لو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک

يَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ

وہ جانتا ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن کو لوٹائے جائیں گے اس کی طرف پھر جتا دے گا انہیں جو کچھ انہوں نے کیا

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

اور اللہ ہر شے کو جاننے والا ہے ○

ع ۹

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ

۲۵ سورۃ الفرقان مکی ۷۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٰیاتہا ۷۷ رکوعاتہا ۶

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ لَهٗ

وہ اللہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں والوں کو ڈر سنانے والا ہو ○ وہ جس کے لیے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور جس نے نہ اولاد بنائی اور نہ بادشاہت میں کوئی اس کا شریک ہے

عنوان عظمت و شانِ الٰہی کا بیان (نزولِ قرآن اور رسالت عامہ کا بیان) اللہ تعالیٰ کی پانچویں صفت

ملاحظہ ۱ آیت کے اس حصے میں یہ فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عام ہے، سارے مخلوق کی طرف ہوں بنا جیسے گئے ہیں خواہ جن ہوں یا بشر، مگر مخلوقات سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ہے عوام کہے ہیں ان میں یہ سب داخل ہیں ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا "مسند ابی العلی کی ہے میں تمام مخلوق کی طرف، سو بنا کیے گیا ہوں۔ (مسلم، ص ۲۱۹، حدیث ۵۲۳)

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً

اور اس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا پھر اسے خوب اندازے پر رکھا ۝ اور لوگوں نے اس کے سوا بہت سے معبود بنا لئے

لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا

جو کسی شے کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کئے جاتے ہیں اور وہ اپنے کسی نقصان اور نفع کے مالک نہیں ہیں

وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ

اور نہ وہ کسی کی موت اور زندگی کے اور نہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں ۝ اور کافروں نے کہا یہ

اِلَّآ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝

تو صرف ایک بڑا جھوٹ ہے جو انہوں نے خود بنایا ہے اور اس پر دوسرے لوگوں نے اس کی مدد کی ہے تو بیشک وہ کافر ظلم اور جھوٹ پر آگئے ہیں ۝

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ

اور کہا کہ یہ (قرآن) پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جو اس نے لکھوا لی ہیں تو یہ اس پر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں ۝ تم فرما دو

الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَ

اسے تو اسی نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر پوشیدہ بات جانتا ہے بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ اور

رکوع ۱ کفار کے باطل معبودوں کا حال ۲ قرآن مجید پر کفار قریش کے چند اعتراضات کا جواب

۳ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کے چند اعتراضات

ف۱ مشہور اور معتبر تمام مفسرین نے نقصان دینے اور نفع پہنچانے کا مصنوعی معبودوں سے ثابت کیا ہے کسی سے بھی ان سے اولیاء مراد نہیں لئے۔ فی زمانہ بعض لوگ اس آیت کو دلیل پر منطبق کرتے ہیں جو غلط اور معانی قرآن میں تحریف سے متعلق ہے جنوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیتیں جہلاء کرام علیہم رحمۃ اللہ المنعم یا دیوبند علام رحمۃ اللہ علیہم پر چسپاں کرنا ملحد جنیوں کا طریقہ ہے مسلمان دیوبندیوں کا حرام کرے نہ تمہیں وہ بد سمجھتے ہیں پوچھ کر کہیں دیوبند نے دو پیسے میں بڑا فرق ہے (۲) کفار کہتے ہے کہ قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود بنایا ہے اور کسی پر وہ اس سے لکھی ان کی مدد کی ہے دلیل یہ تھم اسلام کے دشمنوں کی طرح پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جو کسی سے لکھوں لیں اور کبھی کچھ لوگ کسی طرح کا اعتراض کرتے ہیں ان کا جواب یہ ہے کہ اگر واقعی ایسا ہے تو یہ لوگ بھی قرآن جیسا کلام بنا کر لے آئیں جو ان پر چل جائے گا وہ یہ مخلوق کا کلام ہے یا خالق کا؟

قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ

کافروں نے کہا اس رسول کو کیا ہوا؟ کہ یہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے اس کی طرف

اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ

کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا جو اس کے ساتھ لوگوں کو ڈرانے والا ہوتا؟ ۝ یا اس کی طرف کوئی خزانہ ڈال دیا جاتا یا اس کا کوئی باغ ہوتا

يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ

جس میں سے یہ کھاتا؟ اور ظالموں نے (مسلمانوں سے) کہہ دیا تم تو ایک جادو زدہ شخص کے پیچھے ہو لئے ہو ۝ دیکھ تو سہی

ع ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ

تمہارے لئے کیسی مثالیں بیان کر رہے ہیں تو بہک گئے ہیں کہ اب نہیں کسی راہ کی طاقت نہیں ۝ اللہ بڑی برکت والا ہے جو چاہے

جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ

تو تمہارے لئے اس سے بہتر بنا دے باغات جن کے نیچے نہریں جاری ہوں اور تمہارے لئے بلند

قُصُوْرًا ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝

محلات ہوں ۝ بلکہ انہوں نے قیامت کو جھٹلایا ہے اور ہم نے قیامت کو جھٹلانے والوں کیلئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے ۝

لغات: اعتراض کرنے والوں کی عادت ہے کہ ہر نئی اور انوکھی بات پر اعتراض کرتے ہیں۔ مال: یہ لفظ ہر اس چیز کے لئے بولا جاتا ہے جس کا انسان مالک ہو۔ اکثر طور پر اس کا استعمال سونے اور چاندی کے لئے ہوتا ہے۔ کنز: خزانہ۔ سحر: جادو۔ ضلوا: گمراہ ہو گئے۔ سبیلا: راستہ۔ تبٰرک: بڑی برکت والا ہے۔ سعیرا: بھڑکتی ہوئی آگ۔

حاشیہ: ۲ ان سب باتوں سے کفار کا منشاء یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پینے سے بے نیاز کیوں نہ پیدا کیا تاکہ انہیں کھانا کھانے کی حاجت ہی نہ ہوتی۔ ہاں اگر کبھی تبلیغی ضرورت سے انہیں کھانے کی ضرورت ہوتی بھی تو بازار میں سے عام لوگوں کی طرح خرید کر کھاتے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں غیبی خزانے تھے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا "أعطيت مفاتيح خزائن الأرض" مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں۔ (بخاری ۲۵۲ حدیث ۳۳۴۶) مگر پھر بھی کفار کے سامنے ان چیزوں کا ظہور نہ ہوا جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ اعتراض کرتے رہتے تھے ۳ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب چاہتے تو راتوں رات ہی سے وہ پہاڑ کی بڑی سے بڑی چوٹیاں اور بڑے سے بڑے تکیے سونے کے بن جاتے جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر فتویٰ دیتے تھے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی کہ وہ میرے لئے ایک دن فاقہ کا اور ایک دن شکر کا مقرر فرما دے۔ جس دن میں بھوکا رہوں اس دن تیری طرف عاجزی کروں اور تجھے یاد کروں اور جب پیٹ بھر کر کھاؤں تو تیرا شکر ادا کروں اور تیری تعریف کروں۔ (ترمذی ۵۵/۳ حدیث ۲۳۵۳)

إِذَا رَأَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيرًا ﴿١٢﴾ وَإِذَا

جب وہ انہیں کسی دور کی جگہ سے دیکھے گی تو کافر اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا سنیں گے ○ اور جب

أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿١٣﴾

انہیں اس میں کسی تنگ جگہ میں بیڑیوں میں جکڑ کر ڈالا جائے گا تو وہیں موت مانگیں گے ○

لَّا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿١٤﴾ قُلْ أَذَٰلِكَ

کہا جائے گا آج ایک موت نہ مانگو بہت سی موتیں مانگو ○ ہم فرمائیں گے کیا یہ (عذاب جہنم)

خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً

بہتر ہے یا وہ ہمیشہ رہنے کا باغ جس کا ڈر رکھنے والوں کو وعدہ دیا گیا ہے وہ باغ ان کے لئے بدلہ

وَمَصِيرًا ﴿١٥﴾ لَّهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا

اور ٹھکانا ہے ○ جنتیوں کیلئے جنت میں ہر وہ چیز ہوگی جو وہ چاہیں گے وہاں ہمیشہ رہیں گے یہ تمہارے رب کے ذمہ کرم پر وعدہ

مَّسْئُولًا ﴿١٦﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ

ہے جو مانگا جائے ○ اور جس دن وہ انہیں اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں ان کو جمع فرمائے گا تو ان سے

ءَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ﴿١٧﴾ قَالُوا

فرمائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود ہی راستے سے بھٹک گئے تھے ○ وہ عرض کریں گے

لغات: سَمِعُوا سنیں گے ○ تَغَيُّظًا جوش مارنا ○ زَفِيرًا چنگھاڑنا ○ ثُبُورًا موت مانگنا اور یہیں جواب ○ خَيْرٌ بہتر ہے یا عذاب جہنم ○ الْخُلْدِ ہمیشہ رہنے کا ○ جَزَاءً بدلہ ○ مَّصِيرًا ٹھکانا ○ خَالِدِينَ ہمیشہ رہیں گے ○ مَّسْئُولًا جنتیوں کے ساتھ وعدہ والی ○ يَحْشُرُهُمْ جمع فرمائے گا ○ يَعْبُدُونَ جن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں ○ أَضْلَلْتُمْ گمراہ کیا تھا ○ السَّبِيلَ راستہ

حاشیہ: (۱۲) دور کی جگہ سے دیکھنا یہ ہے کہ جہنم کا داروغہ فرشتہ ہوگا اور آگ کا دیکھنا کچھ بعید نہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو حیات، عقل اور دیکھنے کی صلاحیت عطا فرما دے۔ (۱۳) بعض مجرموں کے ہاتھ پاؤں گردن سے جہنم میں دوسرے فرشتوں کا بھی مراد ہے۔ (۱۴) اللہ تعالیٰ حقیقت حال کا جانتے ہوئے اس سے پوچھ بھی رہے ہیں یہ سوال مشرکین کو دلیل بنانے کے لئے ہے تاکہ ان کے معبود انہیں بھٹکائیں تو ان کی حسرت دوبالا ہو۔

سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ

تو پاک ہے ہمارا تو یہ کام نہیں تھا کہ ہم تیرے سوا کسی اور کو مددگار بناتے لیکن

مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ

تو نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو (دنیا کا) سامان دیا یہاں تک کہ وہ تیری یاد کو بھلا بیٹھے اور برباد ہونے والے لوگ تھے تو (اللہ ان

كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ

(جھوٹے معبودوں سے تمہاری بات کو جھٹلا دے گا تو اب تم نہ عذاب پھیر سکتے ہو نہ مدد کر سکتے ہو اور تم میں جو ظالم ہے

مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

ہم اسے بڑا عذاب چکھائیں گے ﴿۱۹﴾ اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے

اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ

سب یقیناً کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے تھے اور ہم نے تمہیں ایک دوسرے کیلئے

لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾ ع ۲

آزمائش بنایا (دیکھیں) تم صبر کرتے ہو (یا نہیں) اور تیرا رب خوب دیکھنے والا ہے ﴿۲۰﴾

تشریح کفار کو ان کے معبودوں نے جھٹلایا اور ان پر عذاب بھیجنے پر قادر ہوئے یہ بشری اوصاف رسالت کے منافی نہیں

لوگ ایک دوسرے کے لئے آزمائش ہیں

ربط لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے جیسے امیروں کو غریبوں اور غریبوں کو امیروں کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے یہاں بطور حاصل غریبوں کے حوالے سے یہ بتایا ہے کہ غربت بے تعلقی کی طرف سے یہ آزمائش ہے ایسے موقع پر صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑنا چاہئے یہاں ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو جس پر عمل سے دل کو صبر و قرار نصیب ہوگا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا اپنے سے کم حیثیت والے کی طرف دیکھو اور جو تم سے اعلیٰ حیثیت کا ہے اس کی طرف سے دیکھو یہ عمل اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حقیر سمجھنے لگو (مسند ص ۵۸۴ حدیث ۹۹۱۳)

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ

اور جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہنے لگے کہ ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے گئے؟ یا ہم اپنے رب کو کیوں نہیں دیکھتے؟

لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ

واقعی یہ اپنے دلوں میں بہت بڑی سرکشی کر گئے ہیں بڑا ہی غرور کر بیٹھے ہیں ﴿۲۱﴾ یاد رکھو جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن

لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا

مجرموں کے لئے کوئی خوشخبری نہ ہوگی، ہوں گے (اور) کہہ رہے ہوں گے کہ روک ٹوک ہے ﴿۲۲﴾ اور ہم جو کچھ عمل

عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ

کیا ہوگا ہم اس کی طرف قصد کر کے بکھرے ہوئے ذروں کی طرح بنا دیں گے جو ﴿۲۳﴾ جنت والوں کی صبح میں طے کر رہے ہیں

مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ

جنت والے اس دن ٹھکانے کے اعتبار سے بہتر اور آرام کے اعتبار سے عمدہ ہوں گے ﴿۲۴﴾ اور جس دن آسمان بادلوں

ربط: کفار کے عناد و سرکشی کا بیان اور اس کا جواب ہے — کفار کے اعمال قیامت میں بے وزن ہیں

ربط: روز قیامت مجرموں کا چھٹکارا اور فرشتوں کا ظہور

لغات: ۱ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی پہچان سے لئے ۲ اس مجید کان تھا اس کے بہت بھی کافروں کا قول یہاں کے لئے فرشتوں نے ۳ اللہ تعالیٰ کو یہاں آنکھوں سے دیکھنے کا مطلب ۴ ان کا تکبر اور بڑی سرکشی تھی ۵ گھروں سے مراد کفار ہیں۔ مومنین و قیامت کے ان جنت کی بشارت نہ دی جائے گی ۶ یہ بات موت کے وقت یا قیامت کے دن فرشتوں کو دیکھ کر کہیں گے اس کا معنی یہ ہے کہ کاش ہمارے اور فرشتوں کے درمیان دوری یا حجاب ہوتا اور ہم فرشتوں کو نہ دیکھتے یا یہ بات وہ کہتے ہیں گے اس صورت میں معنی یہ ہوگا: اے کافرو! تمہارے لئے ان چیزوں سے کاملہ و ممانعت کر دی گئی ہے جن کی مومنوں کو بشارت دی جاتی ہے ۷ اس سے مراد یہ ہے کہ روز قیامت کفار کے کفار کی نیک اعمال کو باطل کر دیا جائے گا اور ان کا انہیں کوئی ثمرہ اور فائدہ ملے گا یونکہ قبول اعمال کے لئے ایمان شرط ہے اور وہ انہیں حاصل نہیں یاد رکھیں کہ یہاں پر حاتم انتہائی اہمیت کا حامل ہے جو شخص کے بغیر نیک اعمال کی قبولیت اور آخرت کی نجات کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ یہ بات پسند ہو کہ جہنم سے بچ جائے اور جنت میں داخل ہو جائے تو ضرور اس کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔

(مسلم، ص ۲۹ حدیث ۴۹ (۱۸۴۴)

تَنْزِيلًا ﴿٢٥﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

سمیت بھیجا جائے گا اور فرشتے پوری طرح اتارے جائیں گے ﴿٢٥﴾ اس دن سچی بادشاہی رحمٰن کی ہوگی اور کافروں پر

عَسِيْرًا ﴿٢٦﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ

وہ بڑا سخت دن ہوگا ﴿٢٦﴾ اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبائے گا کہے گا کاش کہ میں نے رسول کے ساتھ

الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿٢٧﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ

راستہ اختیار کیا ہوتا ﴿٢٧﴾ وائے میری بربادی کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا ﴿٢٨﴾ بیشک اس نے میرے پاس

عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ

نصیحت آجانے کے بعد مجھے اس سے بہکا دیا اور شیطان انسان کو مصیبت کے وقت بے مدد چھوڑ دینے والا ہے ﴿٢٩﴾ اور رسول نے

الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿٣٠﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا

عرض کی اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل بنا لیا ہے ﴿٣٠﴾ اور ہم نے اسی طرح

لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿٣١﴾ وَقَالَ

ہر نبی کے لیے مجرم لوگوں کو دشمن بنا دیا تھا اور ہدایت دینے اور مدد کرنے کے لیے تمہارا رب کافی ہے ﴿٣١﴾ اور کافروں نے کہا

مع لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ

کیوں نہ قرآن اس پر ایک ہی مرتبہ میں اتار دیا گیا؟ ہم نے اسے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے اس لیے اتارا ہے تاکہ اس کے ساتھ ہم

خلاصہ (رحمٰن کی سچی بادشاہی کا ظہور قیامت کے دن ہوگا اور کافروں پر سخت مصیبت کے دن کا بیان)

(قرآن مجید سے متعلق کفار کا اعتراض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کیلئے قرآن کریم تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کی حکمت)

تفسیر (۱) چھوڑنے سے یہاں اصل مراد قرآن پر ایمان نہ لانا ہے البتہ اس کے علاوہ بھی چھوڑنے کی کئی صورتیں ہیں۔ مسلمانوں کا حال ایسے ہی کہ جس کو جانا چاہئے اس سے لگے ہوئے ہیں نہ تو قرآن مجید کو چھوڑ دینا چاہئے بلکہ اسے پڑھنا چاہئے۔ اور اس کی تلاوت قرآن کریم کی آیات کو سمجھنے کی کوشش اور ان میں غور و تدبر کرنے اور نیز احکام پر عمل کرنے اور شعور حاصل کرنے تاکہ وہ اعتقادی طور پر تو نہیں لیکن عملی طور پر قرآن کو چھوڑ دینے والوں میں شامل نہ ہو (۲) کفار کا یہ اعتراض تھا کہ تورات و انجیل کی طرح قرآن مجید بھی یکبارگی کیوں نازل نہیں ہوا۔ ان کا یہ اعتراض بالکل فضول اور مہمل تھا جو شخص قرآن کریم کا مطالعہ کرے گا اس پر واضح ہو جائے گا کہ اس کا نازل ہونا بہر حال اس پس منظر میں ہونا چاہئے تھا جس میں یہ نازل ہوا ہے۔ اس پس منظر میں یہ نازل ہوتا تو اس کی حکمت بھی یہی تھی جو اوپر بیان کی گئی ہے

بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ

تمہارے دل کو مضبوط رکھیں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ﴿۳۲﴾ اور وہ آپ کے پاس کوئی بھی مثال لے کر نہیں آتے مگر ہم آپ کے پاس حق

وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ

اور بہتر بیان لے آئیں گے ﴿۳۳﴾ وہ جنہیں ان کے چہروں کے بل جہنم کی طرف اکٹھا کیا جائے گا

اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ ع

ان کا ٹھکانہ سب سے بدتر اور وہ سب سے زیادہ گمراہ ہیں ﴿۳۴﴾ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی

وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ

اور اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو وزیر بنایا ﴿۳۵﴾ تو ہم نے فرمایا تم دونوں اس قوم کی طرف جاؤ

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا

جس نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے تو ہم نے انہیں مکمل طور پر تباہ کر دیا ﴿۳۶﴾ اور نوح کی قوم کو جب

كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ

انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا ﴿۳۷﴾ تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور لوگوں کے لیے نشان بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لیے

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ

دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿۳۸﴾ اور عاد اور ثمود اور کنویں والے اور ان کے درمیان کی

ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۠ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾

بہت سی قوموں (کو ہلاک کر دیا) ﴿۳۹﴾ اور ہم نے ہر قوم کے لیے مثالیں بیان فرمائیں اور ہم نے سب کو مکمل طور پر تباہ کر دیا ﴿۳۹﴾

ربط: سابقہ آیات سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی — کفار کے شبہات اور ان کا ٹھکانہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ — قوم فرعون کا ہلاک ہونا — گزشتہ قوموں کی تباہی کی طرف اشارہ

ربط: اس کا معنی ہے کہ ہم نے قرآن پاک کو حضرت جبریل علیہ السلام کی زبان سے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے

پڑھو: (۱) یہاں پر قوموں سے مراد حضرات نوح، حضرت ادریس اور حضرت شیث علیہم السلام ہیں۔ یا یہ مراد ہے کہ ان قوموں علیہم السلام کا جھٹلانا تمام رسولوں علیہم السلام کو جھٹلانا ہوتا ہے اور جب قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا تو گویا تمام رسولوں کو جھٹلایا۔

وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ

اور بیشک یہ اس بستی پر ہو آئے ہیں[1] جس پر بری بارش کی گئی تو کیا یہ اس بستی کو نہیں دیکھتے تھے

بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ

بلکہ یہ مرنے کے بعد اٹھنے کی امید نہیں رکھتے تھے ۝ اور جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کو صرف مذاق بنا لیتے ہیں

اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ

(اور کہتے ہیں) کیا یہ وہ شخص ہے جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟[2] ۝ (اور کہتے ہیں) قریب تھا کہ وہ ہم کو ہمارے معبودوں سے

صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

بہکا دیتے اگر ہم ان پر جمے نہ رہتے (لیکن) انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا جب وہ عذاب دیکھیں گے کہ کون گمراہ تھا؟[3] ۝

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۭ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ اَمْ تَحْسَبُ

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا ہے تو کیا تم اس پر نگہبان ہو سکتے ہو؟ ۝ یا تم یہ گمان کرتے ہو

اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ ۭ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ ع

کہ ان میں اکثر لوگ سنتے یا سمجھتے ہیں؟[4] یہ تو صرف چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ ہیں[5] ۝

ع ۴

ترجمہ: اور بیشک یہ اس بستی پر ہو آئے ہیں جس پر بری بارش برسائی گئی تھی، کیا یہ اس کو نہیں دیکھتے تھے؟ بلکہ یہ مرنے کے بعد اٹھنے کی امید نہیں رکھتے تھے۔ اور جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کو صرف مذاق بنا لیتے ہیں (اور کہتے ہیں) کیا یہ وہ شخص ہے جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ (اور کہتے ہیں) قریب تھا کہ وہ ہم کو ہمارے معبودوں سے بہکا دیتے اگر ہم ان پر جمے نہ رہتے (لیکن) انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا جب وہ عذاب دیکھیں گے کہ کون گمراہ تھا؟ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا ہے تو کیا تم اس پر نگہبان ہو سکتے ہو؟ یا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ان میں اکثر لوگ سنتے یا سمجھتے ہیں؟ یہ تو صرف چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ ہیں۔

عنوان: اللہ کے انکار سے کفار کا عبرت پکڑنا ... کفار مکہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذاق اڑانا

کفار مکہ کی ہٹ دھرمی اور نادانی عجیب — **قبولِ ہدایت میں ایک رکاوٹ نفسانی خواہشات کی پیروی**

ربط: چوپایوں سے بدتر لوگ

تشریح: [1] اس سے مراد سدوم نامی بستی ہے یہ قوم لوط کی پانچ بستیوں میں سب سے بڑی بستی تھی۔ ان قوم کی چار بستیاں برباد ہو گئیں لیکن یہاں صرف یہ کافر اس لئے ہے کہ نظارہ کا تجارتی سفر کے دوران اس بستی سے گزر ہوتا تھا۔ [2] یہ کفار کی بات کا جواب ہے اللہ یہاں یہ بتایا گیا کہ جیسے ہو گے تم حق ہو آخرت میں یہ تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تم نے جو بھلائے کی نسبت کی ہے وہ غلط ہے جا ہے۔ [3] کفار جانوروں سے بھی بدتر گمراہ ہیں کہ جانور اپنے مالک سے فائدہ پہنچانے والے احسان کرنے والے کو پہچانتے تکلیف دینے والے سے گھبراتے نفع مند چیز طلب کرتے نقصان دہ چیز سے بچتے اور چراگاہوں کی راہ لیتے ہیں جبکہ کفار نہ اللہ کی معرفت رکھتے ہیں اور نہ اس کے احسان کو پہچانتے نہ شیطان جیسے دشمن کی شرارت کو سمجھتے نہ تو اس جیسی عظیم نفع رساں چیز طلب کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سخت نقصان دہ چیز سے بچتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ

اے محبوب! کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا کہ اس نے سایے کو کیسا دراز بنایا؟ اور اگر وہ چاہتا تو

سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۞ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا

ساکن ٹھہرا دیتا پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل بنایا ۞ پھر ہم نے آہستہ آہستہ اپنی طرف

يَّسِيْرًا ۞ وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا

سمیٹ لیا ۞ اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لیے پردہ نیند کو آرام بنایا

وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ۞ وَهُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ

اور دن کو اٹھنے کے لیے بنایا ۞ اور وہی ہے جس نے اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجا جو خوشخبری

يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ۞ لِّنُحْيِىَ بِهٖ

دینے والی ہوتی ہیں اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا ۞ تاکہ ہم اس کے ذریعے

بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِىَّ كَثِيْرًا ۞ وَلَقَدْ

کسی مردہ شہر کو زندہ کریں اور وہ پانی اپنی مخلوق میں سے جانوروں اور بہت سے لوگوں کو پلائیں ۞ اور بیشک

صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۞

ہم نے لوگوں میں بارش کے پھیرے رکھے تاکہ وہ یاد رکھیں تو بہت سے لوگوں نے ناشکری کے سوا کچھ اور ماننے سے انکار کیا ۞

عنوان: قدرت ہی کے تصرف کو بیان کرنا ہے — رات اور دن میں قدرت الٰہی کی نشانیاں

بارش میں قدرت کی نشانیاں — محبت نبی اور دین کی ناشکری

ربط: اللہ تعالیٰ نے سایہ کو پھیلایا اور اگر وہ چاہتا تو اسے ساکن کر دیتا اس سے معلوم ہوا کہ اشیاء میں جو تاثیر بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے اگر مشیت نہ چاہے تو یہ تاثیر ختم ہو جائے گی جلانا پانی کا خاصہ ہے مگر آگ میں ڈالے جانے کے باوجود ابراہیم علیہ السلام کا نہ جلنا اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو یہ تاثیر ختم ہو جائے ۞ لوگوں میں بارش کے پھیرے رکھنے سے مراد یہ ہے کہ کبھی کسی شہر میں بارش ہو کبھی کسی میں کبھی زیادہ ہو کبھی کم اور اس سے مقصود یہ ہے کہ لوگ حسبان الٰہی پر نظر کریں اور اپنی قدرت و حکمت میں غور کریں اور صرف اسباب ظاہری کی طرف منسوب نہ کریں بلکہ ہر نعمت و مصیبت کو مسبب حقیقی یعنی اللہ عزوجل کی طرف منسوب کریں لیکن بہت سے لوگوں نے اس کے برعکس کرنے یعنی ناشکری کرنے کے سوا کچھ اور کرنے سے انکار کر دیا۔

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ﴿٥١﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ

اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈر سنانے والا بھیج دیتے ﴿٥١﴾ تو آپ کافروں کی بات ہرگز نہ مانیں اور اس قرآن کے ذریعے

بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿٥٢﴾ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا

ان کے ساتھ بڑا جہاد کریں ﴿٥٢﴾ اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملا رکھا ہے ان میں سے ایک (کا پانی) نہایت شیریں ہے اور یہ

مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿٥٣﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

(دوسرا) کھاری بہت تلخ ہے اور ان کے بیچ میں ایک پردہ اور روک ہوتی ہے جو روکے ہوئے ہے ﴿٥٣﴾ اور وہی ہے جس نے

خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿٥٤﴾ وَ

آدمی کو پانی سے بنایا پھر اس کے (آپس میں) رشتے اور سسرالی رشتے بنا دیے اور تمہارا رب بڑی قدرت والا ہے ﴿٥٤﴾ اور (مشرکین)

يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۭ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰي رَبِّهٖ

اللہ کے سوا ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انہیں نفع دیں اور نہ نقصان پہنچائیں اور کافر اپنے رب کے مقابلے میں شیطان کا

ظَهِيْرًا ﴿٥٥﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿٥٦﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ

مددگار ہے ﴿٥٥﴾ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا ﴿٥٦﴾ تم فرما دو میں اس پر تم سے کچھ

ربط حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عامہ اور جہاد کبیر کا حکم ۔ سمندروں میں قدرت الٰہی کی نشانیاں

حضرت آدم کے دو شاخہ تخلیقی انسانی نسب سے بحث ۔ حضور کی بعثت پر مشرکین کی مذمت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب کا بیان ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوش خبری

لغات آیت ۵۲ کے ربط کے ذیل میں جہاد کبیر کا مکمل بیان ہے کہ اس میں موجود وعظ نصیحت اور رد و تنقیح پر مشتمل آیات و کلمات اور سابقہ متون سے جہاد کریں ۔ دلائل بیان سے جہاد کریں ۔ اس حضور پر نور کی دعوت عام ۔ جہاد کبیر ہے اور اس جہاد میں ہدایت و رہنمائی کے عمارے ان کے ۔ ابر نہیں ہو سکتے ۔ کافر کا پیٹھ حقیقی رب کی مخالفت اور بتوں کی پوجا پاٹ کر کے ہوتا ہے شیطان کا ساتھ میں شیطان کی مدد کرتا ہے ۔ خوش کرنے والی چیز سے طرف صاحب ہونا اور ناراض کرنے والی چیز سے بچنا انسانی فطرت ہے ۔ اسی راغب رہنے اور ان سے کام اخذ کرنے کو تبشیر ہے اور اس کے معنی پہلے ترغیب اور ترہیب کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں ۔ یہ اسلامی تبلیغ اور انسانی فطرت کا یہ اہم پہلو ہے جسے ترغیب اور ترہیب ۔ مشتمل بیان کیا جاتا ہے ۔

أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٥٧﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي

اجرت نہیں مگر (یہ) کہ جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ اختیار کرے ﴿٥٧﴾ اور (محمد) بھروسہ کرو اس خدا پر جو کبھی نہ مرے

لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ﴿٥٨﴾ الَّذِي خَلَقَ ع

گا اور اس کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو اور اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کے لئے وہی کافی ہے ﴿٥٨﴾ جس نے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۛ

آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا کیا ﴿٥٩﴾ پھر عرش پر استوا فرمایا جو اس کی شان کے لائق ہے ﴿٥٩﴾

الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ﴿٥٩﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا

(وہی) رحمٰن (ہے) تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھو ﴿٥٩﴾ اور جب ان سے کہا جائے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں اور

الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ﴿٦٠﴾ تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ

رحمٰن (ہے) کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کا تم ہمیں حکم دو؟ اور (اس حکم سے) ان کی نفرت (اور بڑھا دی ﴿٦٠﴾ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں

بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا ﴿٦١﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

برج بنائے اور ان میں چراغ اور روشن چاند بنایا ﴿٦١﴾ اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے

ع ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰

معانی ۱ توکل و تسبیح و تحمید کا حکم ۲ اللہ تعالیٰ کی چھ صفات ۳ کفار کا سجدہ سے انکار اور اس پر تعجب ۴ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں اور ان سے فائدہ اٹھانے والے لوگ

تفسیر ① قرآن کریم اور اللہ کی توحید پر ایمان لانے کی دعوت دینے کے بعد آنحضرت ﷺ کی تسلی اور خلوص و نصیحت کا کام جاری رکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ البتہ اجرت سے مراد عام انعام و اکرام نہیں بلکہ ایسا انعام مراد ہے جو اللہ کی رضا کا ذریعہ بنے۔ ② یہاں چھ کا عدد بتانے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ظہور ان دنوں کا محتاج نہیں تھا اور وہ چاہتا تو ایک لمحہ میں سب کچھ پیدا کر دیتا۔ ③ عرش پر استوا کے متعلق علماء سلف کے مختلف اقوال ہیں۔ زیادہ صحیح مذہب یہ ہے کہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اس کی کیفیت کسی کو معلوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے۔ ④ یہ آیت آیات سجدہ میں سے ہے پڑھنے اور سننے والے دونوں پر سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ ⑤ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رات کے ساتھ ساتھ دن کی مسخیر بھی مراد ہے اور ان دونوں کی تخلیق کا مقصد ایک ہے۔ ⑥ مثل ۱۲ ظہران ۱۳ احمد ۱۴ ظہران ۱۵ احمد ۱۶ ابن کثیر ۱۷ القرطبی ۱۸ البغوی ۱۹ الکواشی ۲۰ محاسن التاویل تحت الآیۃ ۲۱ ۸/۲۲۲۲

خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ

پیچھے آنے والا (یا) کی کیلئے (شاں) سے جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے یا چاہتا ہے شکر ادا کرنا چاہتا ہے ○ اور رحمٰن کے وہ بندے

يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَ

جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں[۱] اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام[۲] ○ اور

الَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ

وہ جو اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام کی حالت میں رات گزارتے ہیں[۳] ○ اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے

عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ

جہنم کا عذاب پھیر دے بیشک اس کا عذاب گلے کا پھندا ہے ○ بیشک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے اور

مُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ

قیام کرنے کی جگہ ہے ○ اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ حد سے بڑھتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان دونوں کے

ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ

درمیان اعتدال سے رہتے ہیں[۴] ○ اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے اور اس جان کو جسے اللہ نے

(خرچ میں اعتدال) | رحمٰن کی خاص بندگی کا حال | معزز بندوں کے اوصاف | رکوع ۴

شرک اور بڑے گناہوں سے اجتناب

حل لغات ① اطمینان وقار کے ساتھ اور عاجزانہ شان سے۔ یعنی جو آہستہ چلنا کامل ایمان والوں کا وصف ہے۔ حدیث پاک میں ہے تمہارے لئے اس سے چلنا ضروری ہے۔ (بخاری ۵۵۸۱ حدیث ۲۷۱) ② ان سے مراد اجنبی ہیں۔ سلام ہے مراد متارکت ہے اور معنی یہ ہے کہ جاہلوں کے ساتھ جھگڑنے سے اعراض کرتے ہیں یہ بھی معنی ہیں کہ اچھی بات کہتے ہیں جو سنت ہو اور جس میں بد اور گناہ نہ ہو۔ ③ حدیث پاک میں ہے تم رات میں بیدار رہا کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیکوں کا طریقہ ہے اور تمہارے رب کی طرف قربت کا ذریعہ گناہوں سے روکنے والا اور خطاؤں کو مٹانے والا ہے۔ (ترمذی ۳۵۴۹ حدیث ۳۵۴۹) ④ جس جگہ خرچ کرنا شرعوں اور وہاں خرچ نہ کرنا اسراف ہے اور تنگی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے حقوق ادا کرنے میں کمی کرے اور جس جگہ جتنا خرچ کرنے کا حکم ہے وہاں اتنا خرچ کرنا میانہ روی ہے۔ حدیث پاک میں ہے جس نے میانہ روی سے کام لیا وہ کبھی محتاج نہ ہوگا۔ (مسند البزار ۸۰۰ حدیث ۲۱۲۸)

النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام فرمایا ہے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا

يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ

وہ سزا پائے گا ﴿۶۸﴾ اس کے لیے قیامت کے دن عذاب بڑھا دیا جائے گا اور ہمیشہ اس میں

مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ

ذلت سے رہے گا ﴿۶۹﴾ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو انہوں کی برائیوں کو

اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَ

اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۷۰﴾ اور جو توبہ کرے اور

عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ

اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف ایسا ہی رجوع کرتا ہے جیسے رجوع کرنا چاہیے ﴿۷۱﴾ اور جو جھوٹی گواہی نہیں

الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا

دیتے اور جب کسی بیہودہ بات کے پاس سے گزرتے ہیں تو بچ کر شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں ﴿۷۲﴾ اور وہ لوگ کہ جب انہیں

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ

ان کے رب کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے ﴿۷۳﴾ اور وہ جو عرض کرتے ہیں

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ

اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا

تشریح شرک اور دیگر گناہوں کی سزا کا بیان — سچی توبہ کے اثرات اور قبولیت کی شرائط

جھوٹی گواہی اور لغویات سے اجتناب — نصیحت سننے میں مومن اور کافر کا حال — نیک اہل و عیال کے متعلق دعا

نکتہ ... ہوں تو نیکیوں سے بدلنے کا یہ مطلب نہیں کہ برے کام کرنے والے کو یہ کہا جائے گا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ توبہ کی برکت سے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ ان کی جگہ یکسر نیکیاں لکھ دیے جائیں گے یا یہ مراد ہے کہ انہوں کی جگہ یکسر نیکیوں کی توفیق ملے گی جیسے ظلم کی جگہ رحم کی، بدکاری کی جگہ پاکدامنی کی۔

إِمَامًا ﴿٧٤﴾ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَّ

پیشوا ﴿٧٤﴾ انہیں ان کے جمے نے کے سبب جنت کا بالا خانہ دیا جائے گا اور وہاں دعا اور سلام کے ساتھ ان کا

سَلَامًا ﴿٧٥﴾ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي

استقبال کیا جائے گا ﴿٧٥﴾ ہمیشہ اس میں رہیں گے، کیا اچھی ٹھہرنے اور قیام کرنے کی جگہ ہے ﴿٧٦﴾ تم فرما دو میرا رب تمہاری کوئی قدر نہیں فرماتے اگر

لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾

تم اس کی عبادت نہ کرو تو تم نے تو جھٹلایا تو اب عذاب (تم پر) ہمیشہ رہے گا ﴿٧٧﴾

الجزء ۱۹

الفرقان ۲۵

سورۃ الشعراء ۲۶ مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اب الف ۲۲۷ مرکوعاتہ ۱

طٰسٓمٓ ﴿١﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا

طٰسٓمٓ ﴿١﴾ ظاہر کرنے والی کتاب کی آیتیں ہیں ﴿٢﴾ (اے حبیب) کہیں آپ اپنی جان کو ختم نہ کر دو اس غم میں کہ یہ

مُؤْمِنِيْنَ ﴿٣﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا

لوگ ایمان نہیں لاتے ﴿٣﴾ اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے وہ نشان اتاریں کہ ان کے بڑے بڑے سردار اس نشانی کے

خٰضِعِيْنَ ﴿٤﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ

سامنے جھکے رہ جائیں ﴿٤﴾ اور ان کے پاس رحمٰن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت نہیں آتی مگر وہ اس سے

الجزء ۱۹

الشعراء ۲۶

عنوان: بندگانِ رحمٰن کے اوصاف کا بیان (مکرر بیانِ توحید و تحمید و وعید) آیاتِ قرآنی کی عظمت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی (کفار کے خالفین کو تہدید)

نظائر: انبیاء کی سرگزشت اور ان کی تحقیق

ربط: پہلی چیزوں کا ذکر ان کی عظمت اور ان کی طلب، اچھی نیت اور نیک مقصد کی بنا پر ہو تو یہ قابلِ تعریف ہے اور اگر حب دنیا، حب جاہ کی وجہ سے ہو تو انتباہ ہے۔ (2) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی شدید خواہش تھی کہ اہل مکہ ایمان لے آئیں لیکن جب وہ ایمان نہ لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ایمان سے محرومی کی بنا پر قلبی طور پر بہت دکھ ہوا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے۔ نیز کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل سے آپ کی مخلوق خدا پر انتہائی شفقت کا بھی اظہار ہے۔

مُّعْرِضِيْنَ ۝۵ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۶

منہ پھیر لیتے ہیں ۝ تو بیشک انہوں نے جھٹلایا تو عنقریب ان پر اس کی خبریں آئیں گی جس کا مذاق اڑاتے تھے ۝

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝۷ اِنَّ فِيْ

کیا انہوں نے زمین کی طرف نہ دیکھا کہ ہم نے اس میں کتنی قسموں کے اچھے جوڑے اگائے ۝ بیشک اس

ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۸ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

میں ضرور نشان ہے اور ان کے اکثر ایمان والے نہیں ۝ اور بیشک تمہارا رب ہی بیحد عزت والا

الرَّحِيْمُ ۝۹ ع وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰ قَوْمَ ع ۱۱

مہربان ہے ۝ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے موسیٰ کو ندا فرمائی کہ ظالم لوگوں کے پاس جاؤ ۝ فرعون کی

فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝۱۱ قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝۱۲ وَ

قوم سے کیا وہ نہیں ڈریں گے ؟ ۝ عرض کی اے میرے رب میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ مجھے جھٹلائیں گے ۝ اور

يَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ۝۱۳ وَلَهُمْ عَلَيَّ

میرا سینہ تنگ ہوگا اور میری زبان نہیں چلتی تو ہارون کو بھی رسول بنا دے ۝ اور ان کا مجھ پر ایک الزام

عنوان قدرتِ الٰہی کی کچھ نشانیوں کو ذکر کرنے کا بیان — اوصافِ باری تعالیٰ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکمِ الٰہی — حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کی طرف جانے میں معذوری ظاہر کرنا

ربط ان آیتوں میں کفار مکہ کی تین بری صفت بیان ہوئیں (۱) نصیحت سے منہ پھیرنا (۲) قرآن کو جھٹلانا (۳) عذاب الٰہی کا مذاق اڑانا۔ ان میں ہر بعد والی صفت پہلی سے زیادہ قبیح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا موجب ہے مگر اتنی اور اتنی سخت سے آگے بڑھنے والے شخص کا ایسا ہی حال ہوتا ہے کہ پہلے وہ حق اور سچائی سے منہ موڑتا ہے، پھر صریحت کے ساتھ جھٹلاتا اور اس کا مذاق اڑاتا ہے، پھر تکذیب مخالفت میں مزید آگے بڑھتے ہوئے حق کا مذاق اڑانے پر اتر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس حال سے محفوظ رکھے۔ آمین

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر فرعون کی طرف بھی رسول بنا کر بھیجا گیا تھا مگر یہاں جو پیغام دے کر انہیں فرعون کی قوم کی طرف بھیجا ہے تاکہ فرعون ان کی بدکرداری پر توبیخ اور تنبیہ و نصیحت فرمائیں۔ (۳) یہاں خوف سے مراد تحقیقی ہیبت نہیں بلکہ ظاہری ہونے کا خوف ہے۔

ذَنۢبٌ فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ ﴿١٤﴾ قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا إِنَّا مَعَكُم

بے شک میرا ایک گناہ ہے تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دیں ○ رب نے فرمایا ہرگز نہیں تم دونوں ہمارے معجزے لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں

مُّسْتَمِعُونَ ﴿١٥﴾ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ أَنْ

خوب سننے والے ہیں ○ تو دونوں فرعون کے پاس جاؤ پھر اس سے کہو بیشک ہم دونوں اس کے رسول ہیں جو تمام جہانوں کا مالک ہے ○ کہ

أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٧﴾ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ

تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے ○ فرعون نے کہا کیا ہم نے تمہیں بچپن میں اپنے ہاں نہیں پالا؟ اور تم نے

فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنتَ مِنَ

ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی سال گزارے ○ اور تم نے اپنا وہ کام کیا جو تم نے کیا اور تم ناشکرے لوگوں میں سے

الْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾ قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٢٠﴾ فَفَرَرْتُ مِنكُمْ

تھے ○ موسیٰ نے کہا میں نے وہ کام اس وقت کیا جب مجھے راہ کی خبر نہ تھی ○ پھر جب میں نے تم لوگوں سے خوف محسوس کیا

لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢١﴾ وَتِلْكَ

تو میں تمہارے پاس سے نکل گیا تو میرے رب نے مجھے حکمت عطا فرمائی اور مجھے رسولوں میں سے بنا دیا ○ اور یہ

عنوان: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کی دھمکی دینا — فرعون کا یہ احسان جتلانا — حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب

فرعون کے احسان جتلانے کا جواب

حل لغات: ① اس سے یہ مراد نہیں کہ معاذ اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوئی گناہ ہو گیا تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ فرعونیوں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام ہے کہ ہم میں سے کسی کو قتل کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جان بوجھ کر قتل نہیں ہوا تھا بلکہ ناواقفیت سے مکا مار دیا تھا جس سے وہ اتفاقاً ہی سے مر گیا تھا اور اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کوئی الزام نہیں اور نہ قتل شبہ کا یہ قتل کی طرح گناہ ہے مرنے میں آتا ہے یہ لفظ قتل کا تھا اور عام ہو موقع محل کے مناسب قدم اختیار کرنے اور مظلوم کو ظلم سے بچانا ایک مستحسن کام ہے ② فرعون سے پہلے پہلے احسانات گنوا کر پہلے قتل و حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ناشکری قرار دینا اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے قتل کی صداقت فرمائی کہ میں نے جب قبطی کو مکا مارا اس وقت مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ اس سے مر جائے گا ورنہ ظاہر ہے کہ ظلم سے روکنے کے لیے قتل کرنے کی نیت نہ تھی اور یہ ان کی ناشکری تھی۔

نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَ

وں کی نعمت ہے جس کا تو مجھ پہ احسان جتا رہا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ﴿۲۲﴾ فرعون نے کہا:

مَا رَبُّ الْعَٰلَمِينَ ﴿٢٣﴾ قَالَ رَبُّ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَآ

سارے جہان کا رب کیا چیز ہے؟ ﴿۲۳﴾ موسیٰ نے فرمایا: آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے، اگر تم

إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ ﴿٢٤﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُۥٓ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبُّكُمْ

تم یقین کرنے والے ہو ﴿۲۴﴾ (فرعون نے) اپنے آس پاس والوں سے کہا: یہ تم سنتے ہو؟ ﴿۲۵﴾ موسیٰ نے فرمایا: وہ تمہارا رب ہے

وَرَبُّ ءَابَآئِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٦﴾ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِيٓ أُرْسِلَ

اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے ﴿۲۶﴾ (فرعون نے) کہا: بیشک تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا

إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ﴿٢٧﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَآ ۖ إِن

ہے ضرور دیوانہ ہے ﴿۲۷﴾ موسیٰ نے فرمایا: وہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے،

كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ

تمہیں عقل ہو ﴿۲۸﴾ (فرعون نے) کہا: اے موسیٰ! اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں ضرور تمہیں

عنوان: فرعون کا رب العالمین سے متعلق سوال / حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب / فرعون کا دو بار یوں سے اظہار تعجب

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حاضر و غائب چیزوں سے استدلال / فرعون کی گستاخی / قدرتِ الٰہی کے آثار سے استدلال کی دعوت

فرعون کی دھمکی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب

تشریح: ① فرعون نے جو احسان جتایا تھا اس کے جواب میں فرمایا کہ میری بیت اور پرورش میں تیرا کوئی احسان نہیں بلکہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا اور ان کی اولاد کو قتل کیا تیرے ہی ظلم کی وجہ سے میرے والدین میری پرورش نہ کر سکے لہٰذا یہ بات احسان جتانے کے قابل ہی نہیں۔ ② بعض مفسرین نے فرعون کا سوال چیز کے بارے میں تھا اور اللہ خالق چونکہ جس اور ہیئت سے پاک ہے اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے سوال کا جواب دینے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے افعال اور اس کی قدرت کے وہ آثار ذکر فرمائے جن کی مثل لانے سے مخلوق عاجز ہے۔ ③ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف جنون کی نسبت اس لئے کی کہ وہ اپنے سوا کسی معبود کے وجود کا قائل نہ تھا اور جو اس کے معبود ہونے کا اعتقاد نہ رکھتا ہو وہ خارج از عقل ہوتا تھا اور حقیقتاً اس طرح کی گفتگو آدمی کی زبان پر اس وقت آتی ہے جب دماغ خراب ہو چکا ہو

الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ

قید کردوں گا ﴿۲۹﴾ موسیٰ نے فرمایا: اگرچہ میں تیرے پاس کوئی روشن چیز لے آؤں ﴿۳۰﴾ (فرعون نے) کہا: (لے آ) اگر

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ

تم سچوں میں سے ہو ﴿۳۱﴾ تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا تو یکایک وہ بالکل واضح اژدہا بن گیا ﴿۳۲﴾ اور اپنا

يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ ع ۳

ہاتھ نکالا تو یکایک دیکھنے والوں کی نگاہوں میں چمکنے لگا ﴿۳۳﴾ (فرعون نے) اپنے ارد گرد موجود سرداروں سے کہا: بیشک یہ تو بڑا علم والا

عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

جادوگر ہے ﴿۳۴﴾ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکال دے تو (اب) تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ ﴿۳۵﴾

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ

(سب نے) کہا: اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دو اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیج دو ﴿۳۶﴾ وہ تمہارے پاس ہر بڑے علم والے

سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ

جادوگر کو لے آئیں گے ﴿۳۷﴾ تو جادوگروں کو ایک مقرر دن کے وعدے پر جمع کر لیا گیا ﴿۳۸﴾ اور لوگوں سے

پ ۱۹

خلاصہ: (فرعون کی طرف سے نشان کا مطالبہ) (حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کھلا معجزہ)

(فرعون کی بوکھلاہٹ اور سرداروں سے مشورہ) سرداروں کا جواب فرعون کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلے کی تیاری

حل لغات: جب فرعون جواب دینے سے عاجز ہو گیا تو اس نے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اگر تم میرے سوا کسی اور کو معبود بناؤ گے تو میں ضرور تمہیں قید کر دوں گا فرعون کی قید کتنی سخت اور تکلیف دہ تھی اس کا تخیل عام لوگ نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو جواب دیتا ہوا کہا کہ اگر میں کوئی کھلا نشان پیش کر دوں تو پھر بھی تو مجھے قید کرے گا؟ ﴿۲﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر فرعون ڈر گیا اور اس نے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ اس پر سرداروں نے فرعون سے کہا کہ اگر آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادو کے زور سے ملک سے نکالنے کا ارادہ کیا ہے تو پھر ہمارا مشورہ یہ ہے کہ ان کو اور ان کے بھائی کو کچھ مہلت دے دی جائے اور ملک کے مختلف شہروں میں ہرکارے بھیج کر ہر ماہر جادوگر کو بلا لیا جائے تاکہ وہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہاری سرزمین سے بے دخل کر دیں۔ یہ چاپلوس درباری ہمیشہ ہر زمانہ میں ہر بادشاہ کے پاس موجود رہتے ہیں۔ یہ حقیقت میں ذہنی طور پر بیمار ہوتے ہیں۔ ہر بات میں ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ جھوٹی پروپیگنڈا کے ذریعہ ہر غلط بات کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ کوئی ان کی بات نہ ٹال سکے۔ ایسے لوگ ہر معاشرے میں ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے جو شخص کسی مسلمان کو قتل کرنے کی غرض سے کسی پر الزام عائد کرے تو اللہ تعالیٰ جہنم کے پل پر اسے اس وقت تک روکے رکھے گا یہاں تک کہ وہ اپنے کیے کی سزا بھگت لے۔ (ابوداؤد، حدیث: ۳۵۹۳)

لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ

کہ آیا تم جمع ہو گے؟ ﴿۴۲﴾ شاید ہم ان جادوگروں کی پیروی کریں اگر یہ غالب

الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا

ہو جائیں ﴿۴۴﴾ پھر جب جادوگر آئے تو انہوں نے فرعون سے کہا کیا ہمارے لئے کوئی معاوضہ بھی ہے اگر ہم

نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى

غالب ہو گئے ﴿۴۷﴾ فرعون نے کہا ہاں اور اس وقت تم میرے خاص درباریوں میں سے ہو جاؤ گے ﴿۴۸﴾ موسیٰ ان سے فرمایا

اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ

تم ڈالنے والے ہو ﴿۴۸﴾ تو انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے فرعون کی عزت کی قسم

اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۵۰﴾

بیشک ہم ہی غالب ہوں گے ﴿۴۹﴾ تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا تو اسی وقت وہ ان جھوٹوں کو نگلنے لگا ﴿۵۰﴾

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَ

تو جادوگر سجدے میں گر پڑے گئے ﴿۵۱﴾ انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اس پر جو سارے جہان کا رب ہے ﴿۵۲﴾ جو موسیٰ اور ہارون کا

هٰرُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ

رب ہے ﴿۵۳﴾ فرعون نے کہا کیا تم اس پر ایمان لے آئے اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دوں بیشک یہ (موسیٰ) تمہارا بڑا ہے جس

شان نزول فرعون کی طرف سے جادوگروں کی دعوت قبول (حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں میں مقابلے کی بات چیت)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا مار (جادوگروں کا سجدہ اور ایمان) فرعون کی جادوگروں کو دھمکی

تفسیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جادوگروں سے یہ فرمانا جادو کی مذمت نہیں ہے بلکہ یہ تو تبلیغ کرنے کے طریقہ پر تعلیم ہے کہ ان سے پہلے جادو سے جو طرح طرح کے کھیل دکھائے جائیں ان کے بعد آپ اپنا معجزہ دکھائیں اور جب حق باطل کو مٹا دے اور معجزہ جادو کو باطل کر دے تو دیکھنے والوں کو بصیرت و عبرت حاصل ہو۔ (2) جادوگروں نے فرعون کی عزت کی قسم اس لئے کھائی کہ انہیں اپنے غلبہ کا اطمینان تھا کیونکہ جادو کے کمال میں سے جو انتہا سے حاصل تھے ان وقاموں میں سے تھے اور انہیں کامل یقین تھا کہ کوئی جادو ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

السِّحْرَ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ

سے تمہیں جادو سکھایا تو جلد تم جان جاتے تو بیشک میں ضرور تمہارے ایک طرف سے ہاتھ اور دوسری طرف سے پاؤں کاٹ

وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۚ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ اِنَّا

دوں گا اور تم سب کو پھانسی دوں گا○ جادوگروں نے کہا کچھ نقصان نہیں بیشک ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں○ ہم

نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى ع ۴

امید کرتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطائیں بخش دے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں○ اور ہم نے موسیٰ

مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِى الْمَدَآئِنِ

کی طرف وحی بھیجی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چل بیشک تمہارا پیچھا کیا جائے گا○ تو فرعون نے شہروں میں جمع

حٰشِرِيْنَ ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۝ وَاِنَّا

کرنے والے بھیجے○ (اور کہلا) یہ لوگ ایک تھوڑی سی جماعت ہیں○ اور بیشک یہ ہمیں غصہ دلانے والے ہیں○ اور بیشک

لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ

ہم سب ہوشیار ہیں○ تو ہم نے نکالا فرعون اور اس کی قوم کو باغوں اور چشموں اور خزانوں سے اور نفیس مکانوں○ اور فرعونیوں پر

كَرِيْمٍ ۝ كَذٰلِكَ ۗ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝

عمدہ مکانوں سے○ اس طرح ہوا اور ہم نے ان کا وارث بنایا○ تو ان کے پیچھے فرعونیوں نے سورج نکلتے وقت پا لیا○

شان نزول جادوگروں کی توبہ ایمان اور ایمان آور جواب — حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہجرت کا حکم

فرعون کا تعاقب کرنا — فرعونیوں کا غرق ہونا اور بنی اسرائیل پر انعام

تفسیر ① اس گفتگو سے فرعون کا یہ مقصد تھا کہ لوگ شبہ میں پڑ جائیں اور وہ یہ سمجھیں کہ جادوگروں پر حق ظاہر ہو گیا اسی لئے وہ یہ بن سے آئے اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ عام قبطی اکٹھے ہو جائیں اور لوگ جادوگروں کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائیں۔ ② جادوگروں نے فرعون کی دھمکی کی کوئی پرواہ نہ کی اور ظلم حق پر ہونا اس سے معلوم ہوا۔ مسلمانوں کو حق کا اظہار کرنا چاہئے ہو حالتوں سے ظلم اور ان کی دھمکیوں کی پرواہ کرے ظلم حق نہ سہنا چاہئے۔ ③ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم فرعون کی زمینوں سے بالائی مصر کے حاصلین میں سے سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے ہیں۔ ④ بنی اسرائیل کی تعداد اگرچہ لاکھوں میں تھی لیکن یہ بیچارے بے وسائل مزدور اور غریب لوگ تھے جنہیں فرعون نے اپنے لئے حقیر سمجھ رکھا تھا اور یہ لوگ تھوڑی سی جماعت ہیں۔

فَلَمَّا تَرَاۤءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ

پھر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا بیشک ہم پکڑے گئے ﴿۶۱﴾ موسیٰ نے فرمایا ہرگز نہیں بیشک

رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ

میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ابھی مجھے راستہ دکھائے گا ﴿۶۲﴾ ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنا عصا دریا پر مار چنانچہ وہ پھٹ

فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَاَنْجَيْنَا

گیا تو ہر ٹکڑا بڑے پہاڑ جیسا ہو گیا ﴿۶۳﴾ اور وہاں ہم دوسروں کو قریب لے آئے ﴿۶۴﴾ اور ہم نے

مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ

موسیٰ اور ان کے سب ساتھ والوں کو بچا لیا ﴿۶۵﴾ پھر دوسروں کو غرق کر دیا ﴿۶۶﴾ بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور

مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾ ع وَاتْلُ

ان (فرعونیوں) میں اکثر مسلمان نہ تھے ﴿۶۷﴾ اور بیشک تمہارا رب ہی غالب مہربان ہے ﴿۶۸﴾ اور ان کے

عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ

سامنے ابراہیم کی خبر پڑھو ﴿۶۹﴾ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا تم کس کی عبادت کرتے ہو ﴿۷۰﴾ انہوں نے کہا ہم

ع ۴

مضمون بنی اسرائیل کو تشویش در حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدد — حضرت موسیٰ اور معجزہ موسیٰ کا ظہور

بنی اسرائیل کی نجات اور فرعونیوں کا انجام — قدرت الٰہی کی نشانی فرعونیوں کا حال — عظمت باری تعالیٰ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا اور قوم سے سوال و جواب

حل ① فرعونیوں میں سے صرف تین حضرات ایمان لائے تھے۔ آسیہ فرعون کی بیوی حضرت مریم بنت عمران حزقیل۔ انہیں آل فرعون یا مومن کہتے ہیں جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھے اور فرعون سے بچا رہے تھے۔ ② ہامان فرعون کا وزیر تھا یہ بڑا طاقتور تھا۔ ③ قوم کی بت پرستی کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ سوال کرنے سے مقصود قوم پر اس چیز کو واضح کرنا تھا کہ جن چیزوں کو وہ لوگ پوجتے ہیں وہ کسی طرح بھی مستحق عبادت نہیں ہو سکتے اور نہ نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ۝٧١ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ إِذْ تَدْعُوْنَ ۝٧٢ أَوْ

بتوں کی عبادت کرتے رہیں پھر ان کے سامنے خم کر بیٹھے رہتے ہیں ۝ فرمایا جب تم پکارتے ہو تو وہ تمہاری سنتے ہیں ؟ ۝ یا

يَنْفَعُوْنَكُمْ أَوْ يَضُرُّوْنَ ۝٧٣ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝٧٤ قَالَ

تمہیں کوئی نفع یا نقصان دیتے ہیں ؟ ۝ انہوں نے کہا بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے ۝ ابراہیم نے فرمایا:

أَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝٧٥ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُوْنَ ۝٧٦ فَإِنَّهُمْ

کیا تم نے ان بتوں کے بارے میں غور کیا جن کی تم اور تمہارے پہلے باپ دادا عبادت کرتے رہے ہیں ؟ ۝ بیشک وہ سب

عَدُوٌّ لِّيْ إِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٧٧ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝٧٨ وَالَّذِيْ هُوَ

میرے دشمن ہیں سوائے سارے جہانوں کے پالنے والے کے ۝ جس نے مجھے پیدا کیا تو وہ مجھے ہدایت دیتا ہے ۝ اور وہ

يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝٧٩ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝٨٠ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ

جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے ۝ اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے ۝ اور وہ جو مجھے وفات دے گا پھر

يُحْيِيْنِ ۝٨١ وَالَّذِيْ أَطْمَعُ أَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝٨٢ رَبِّ هَبْ

مجھے زندہ کرے گا ۝ اور جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری خطائیں بخش دے گا ۝ اے میرے رب

لغات: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم و گھر — حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بتوں سے اعلان برأت

تحقیق: اللہ تعالیٰ سے اوصاف کا بیان — حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عادتیں

مفہوم: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو بتوں کی پوجا پر غور و فکر کی طرف توجہ دلائی ، ان پر واضح کیا کہ وہ حقیقی طور پر غور کریں تو جان جائیں گے کہ بتوں کی عبادت بے اصل کام ہے اور وہ باطل کام پر اتنا ہی یقین رکھتے ہیں جتنا باطل کام پر رہے ہوں پھر بھی اس سے اس کام کے باطل ہونے میں کوئی کمی نہیں پڑتی ہمارے معاشرے میں بھی کئی خرابیوں کی جڑ یہی ہے کہ لوگوں کے جو اپنے آباؤ اجداد سے عمل کو بغیر سوچے سمجھے پیش کیا جاتا ہے ایسے لوگوں کو بھی شرعی احکام سامنے رکھتے ہوئے اپنے طرز عمل پر غور کرنے کی حاجت ہے ② یہاں وکیل رہے اس لئے لگائے گئے ہیں ورنہ اس مقام پر دو آیت کا ترجمہ ایک ساتھ کیا گیا ہے ③ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں ان سے گناہ صادر نہیں ہوتے ان کا استغفار کرنا در اصل اپنے رب کی بارگاہ میں عاجزی و انکساری کا اظہار ہے اور اس میں امت کو یہ تعلیم دینا مقصود ہے کہ وہ بھی مغفرت طلب کیا کریں۔

لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی

مجھے حکمت عطا کر اور مجھے ان سے ملا دے جو تیرے خاص قرب کے لائق بندے ہیں ○ اور بعد والوں میں میری نیکی

الْاٰخِرِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿۸۵﴾ وَ اغْفِرْ

شہرت رکھ دے ○ اور مجھے ان میں سے کر دے جو نعمتوں کے باغوں کے وارث ہیں ○ اور میرے

لِاَبِیْۤ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾

باپ کو بخش دے بیشک وہ گمراہوں میں سے ہے ○ اور مجھے اس دن رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے ○

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾

جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے ○ مگر وہ جو اللہ کے حضور سلامت دل لے کر حاضر ہوا ○

وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۹۰﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ ﴿۹۱﴾ وَ قِیْلَ

اور جنت پرہیزگاروں کے قریب لائی جائے گی ○ اور دوزخ گمراہوں کے لیے ظاہر کر دی جائے گی ○ اور ان سے کہا

لَهُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ یَنْصُرُوْنَكُمْ

جائے گا وہ (بت) کہاں ہیں جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے؟ کیا وہ تمہاری مدد کریں گے

رکوع ۵ قیامت میں بچوں کا نفع دینے کی خوش خبری — احوالِ قیامت کا بیان

ف یہاں بھی باپ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا آزر ہے جس کے آپ علیہ السلام سے یہ وعدہ کرنے کی وجہ قرآن میں کئی جگہ بیان ہوئی ہے جب یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اور اس کا وعدہ جھوٹا تھا تو آپ علیہ السلام نے اس سے بیزاری کا اعلان کر دیا۔ (۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس جامع جملہ دعا میں جو سب کی تعلیم بھی ہے اور دعا بھی تاکہ لوگ قیامت کی رسوائی سے بچنے کی کوشش کریں اور بارگاہِ الٰہی میں دعا بھی مانگیں۔ (۸) کافر و مشرک کا نیک کاموں میں خرچ یا ہوا مال اور اس کی اولاد قیامت کے دن اس کے کام نہ آئیں گے البتہ مسلمان کا واحد میں خرچ یا ہوا مال اور نیک اولاد اور قیامت اس کے کام آئیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے مسلمان کو اس کے صدقات خیرات کا ثواب عطا فرمائے گا حدیث پاک میں ہے "جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے تین اعمال کے علاوہ باقی عمل منقطع ہو جاتے ہیں۔ (۱) صدقہ جاریہ (۲) علم جس سے لوگ نفع اٹھائیں۔ (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے

۱۶۱ ۔۔۔ مسلم، ص۸۸۶، حدیث: ۴۳۱۰

أَوْ يَنتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾

یا بدلہ لے سکتے ہیں؟○ تو وہ یعنی وہ اور بہکانے والے ابلیس کے سارے لشکروں کو جہنم میں اوندھے منہ ڈالا جائے گا○

قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَاللَّهِ إِن كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٩٧﴾ إِذْ نُسَوِّيكُم

وہ کہیں گے اس حال میں کہ وہ اس میں باہم جھگڑ رہے ہوں گے○ خدا کی قسم بیشک ہم کھلی گمراہی میں تھے○ جب ہم تمہیں

بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَ

تمام جہانوں کے پروردگار کے برابر ٹھہراتے تھے○ اور ہمیں مجرموں نے ہی گمراہ کیا○ تو اب ہمارے لئے کوئی سفارشی نہیں○ اور

لَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

نہ ہی کوئی غم خوار دوست ہے○ تو کاش کسی طرح ہمارے لئے ایک مرتبہ لوٹنا ہوتا تو ہم مسلمان ہو جاتے○ بیشک اس میں بیان

لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ ع

ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان والے نہ تھے○ اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے○

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾

نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا○ جب ان سے ان کے بھائی قوم نوح نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں؟○

ع

(جہنم میں گمراہوں کا باہمی جھگڑا) (قوم پر کیے کا واقعہ عبرت کی نشانی ہے)

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو تبلیغ

فوائد: ① یہاں دو گروں کی طرف سے کہلائے گئے ہیں کہ اس مقام پر دو آیات کا ترجمہ ایک ساتھ کیا گیا ہے۔ ② بت جہنم میں عذاب پانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے پجاریوں کو عذاب دینے کے لئے ڈالے جائیں گے۔ ③ ابلیس کے لشکروں سے مراد اس کی پیروی کرنے والے ہیں چاہے وہ جن ہوں یا انسان۔ ④ بعض مفسرین نے یہاں سے ۱۰۴ تک کی آیات مراد لی ہیں۔ ⑤ مجرموں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے بت پرستی کی دعوت دی یا وہ پہلے لوگ مراد ہیں جن کی اس گمراہی کے پیروکار ہوئے یا ان سے شیطان اور اس کی ذریت مراد ہے۔ ⑥ بروز قیامت کفار کا کوئی سفارشی نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی غم خوار دوست جبکہ گنہگار مسلمانوں میں سے جس کے لئے اللہ تعالیٰ چاہے گا اس کے لئے شفاعت اور غم خواری کرنے والے دوست ہوں گے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ غمخوار دوست بڑھائے یہ ظاہر ہے کہ دوست شفاعت ہی کریں گے۔ (ابن کثیر، الشعراء، تحت آیۃ ۱۰۰)

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ

بیشک میں تمہارے لیے معتبر رسول ہوں ○ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ○ اور میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی

أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١١٠﴾ قَالُوا

معاوضہ نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے ○ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ○ قوم نے کہا:

أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٢﴾

کیا ہم تجھ پر ایمان لے آئیں حالانکہ تیرے پیرو کار رذیل لوگ ہیں ○ نوح نے فرمایا: مجھے ان کے کاموں کا علم نہیں ○

إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿١١٣﴾ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٤﴾ إِنْ أَنَا

ان کا حساب میرے رب ہی پر ہے، کاش تمہیں شعور ہو ○ اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں ○ میں تو صرف

إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿١١٦﴾

صاف صاف ڈر سنانے والا ہوں ○ قوم نے کہا: اے نوح! اگر تم باز نہ آئے تو ضرور تم سنگسار کیے جانے والوں میں سے ہو جاؤ گے ○

قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ

نوح نے عرض کی: اے میرے رب! بیشک میری قوم نے مجھے جھٹلایا ○ تو مجھ میں اور ان میں پورا فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے ساتھ

عنوان (قوم کا انکار اور جواب) حضرت نوح علیہ السلام کا قوم کو جواب

(قوم کی حضرت نوح علیہ السلام کو دھمکی) حضرت نوح علیہ السلام کی دعا

حل لغات ① کمینے اور گھٹیا لوگوں سے ان کی مراد غریب اور پیشہ ور لوگ تھے، اور کمین رذیل اور گھٹیا کہنا کافروں کا مسلمانوں سے نفس تعارف کے حقیقت صنعت اور دنیوی پیشہ کی چیز نہیں جس نے آدمی دین میں ذلیل ہو جائے۔ لہٰذا مومن کو گھٹیا کہنا جائز نہیں تو وہ دنیا میں محتاج و نادار ہو یا دنیا کی بھی نسب کا ہو۔ ② کنایہ ہے غریب مسلمانوں کو مجلس سے نکال دینے کا مطالبہ یا جسے حضرت نوح علیہ السلام نے تسلیم نہ کیا اور ان پر واضح کر دیا کہ میں تمہارے ایمان لانے کے بدلے میں غریب مسلمانوں کو خود سے دور نہیں کروں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غریب فقیروں سے ساتھ بیٹھنا اور ان کی دلجوئی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ حدیث پاک میں ہے: (کہ تم مجھے کمزوروں میں تلاش کرو کیونکہ تمہیں کمزوروں کے سبب رزق دیا جاتا اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔) (ترمذی ۲۶۸/۱ حدیث ۱۷۰۲) ③ یہاں حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کی ہلاکت کی دعا کا سبب بیان فرمایا ہے کہ انہوں نے اللہ کے کلام کو جھٹلایا اور سچے رسول کی رسالت کو ماننے سے انکار کیا ہے۔

مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ

والے مسلمانوں کو نجات دے ○ تو ہم نے اسے اور اس کے ساتھ والوں کو بھری ہوئی کشتی میں بچا لیا ○ پھر

اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٢١﴾ وَ

اس کے بعد ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر دیا ○ بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے ○ اور

ع ٨ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٢﴾ كَذَّبَتْ عَادُ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ

بیشک تمہارا رب ہی غلبے والا مہربان ہے ○ عاد نے رسولوں کو جھٹلایا ○ جب ان سے

اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٢٤﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

ان کے بھائی ہود نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ○ بیشک میں تمہارے لیے امانتدار رسول ہوں ○ تو اللہ سے ڈرو اور

اَطِيْعُوْنِ ﴿١٢٦﴾ وَمَا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ

میری اطاعت کرو ○ اور میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢٧﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ

جہانوں کا رب ہے ○ کیا تم ہر بلند جگہ پر یادگار نشان بناتے ہو (کھیل کے طور پر) ○ اور مضبوط محل بناتے ہو اس امید پر کہ

عنوان حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ اور کفار کی ہلاکت — قوم نوح کا واقعہ عبرت کی نشانی ہے

حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کو تبلیغ — واد صالب بادن تعالیٰ

مرعبہ عمال پر قوم و تنبیہ خوف خدا اور دینی اطاعت کی تلقین

حل لغات عاد ایک شخص کا نام تھا پھر اس کی اولاد سے ایک قبیلہ کا نام "عاد" پڑ گیا۔ اسی قبیلے کی طرف حضرت ہود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ ﴿٢﴾ یہ لوگ سر اونچے مکان بناتے، وہاں بیٹھ کر راہ چلتے لوگوں پر پتھراؤ کرتے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ قوم عاد کی اس روش نے نقاد سے ہمارے آج کے معاشرے میں بھی مکمل تصویر لیے ہوئے ہیں جیسے چوراہوں پر مالگیوں میں کھڑے ہو کر گزرنے والوں پر تنگ کرنا کسی مصور مجسمہ و آرٹ پیس پر اس کا مذاق اڑانا راہ چلتی خواتین پر آوازیں کسنا اور ان سے لگاوٹ کرنا وغیرہ یہ سب کام اسی ذہنیت کا پتہ دیتے ہیں وہ لوگ اپنے بنائے ہوئے گھروں میں گندا پانی پھینکنا بنائے ہوئے گھروں کو کئی کئی سال تک خالی چھوڑے رکھنا وغیرہ ایسی باتوں میں عبرت کا بڑا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔

تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾

تم ہمیشہ رہو گے ○ اور جب کسی کو پکڑتے ہو تو ظالم بے دردوں سے پکڑتے ہو ○ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ○

وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ

اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری اس چیز سے مدد کی جو تمہیں معلوم ہیں ○ اس نے چوپایوں اور بیٹوں کے ساتھ تمہاری مدد کی ○ اور

جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ

باغوں اور چشموں سے ○ بیشک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے ○ قوم نے کہا ہمارے اوپر برابر ہے کہ آپ

اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ

ہمیں نصیحت کریں یا آپ نصیحت کرنے والوں میں سے نہ ہوں ○ وہ تو صرف پہلے لوگوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں ○ اور

مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ

ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا ○ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں

اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ ع ۱۵

کم مسلمان ہونے تھے ○ اور بیشک تمہارا رب ہی غلبے والا مہربان ہے ○ قوم ثمود نے رسولوں

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

کو جھٹلایا جب ان سے ان کے بھائی صالح نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں ○ بیشک میں تمہارے لیے

عنوان: قوم کو انعامات الٰہیہ کی یاد دہانی اور عذاب الٰہی سے ڈرانا ۔ قوم کا جواب ۔ قوم ثمود کی ہلاکت

اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان ۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کو تبلیغ

لغات: ○ قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کی نصیحتوں کا جواب یہ دیا کہ "آپ ہمیں نصیحت کریں یا نہ کریں ہمارے لئے دونوں چیزیں برابر ہیں ہم کسی طرح آپ کی بات نہیں مانیں گے اور نہ نصیحت کو قبول کریں گے" اس سے معلوم ہوا کہ یہ کافر سرکش ہے انہوں کہ کسی واعظ اور مبلغ کے مخاطب کی حالت ایسی ہو چکی ہے کہ کسی کی سمجھائی جائے تو وہ مانے کو تیار نہیں ہوتا اور نہ سمجھانے والا اس پر ہے میں ہو تو جتنے سمجھایا جائے وہ اپنی بات پر اڑا جاتا ہے اور دوسرے کی بات ماننا چاہتے تو نہیں سمجھتا ہے اور نصیحت سے اس عورت کا مسئلہ بن جاتا ہے

أَمِينٌ (143) فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ (144) وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ

امانتدار رسول ہوں (1) ۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے

إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ (145) أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ (146) فِي جَنَّاتٍ وَ

جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ کیا تم یہاں کی نعمتوں میں امن و امان کی حالت میں چھوڑ دیئے جاؤ گے؟ باغوں اور

عُيُونٍ (147) وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ (148) وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا

چشموں میں۔ اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا شگوفہ نرم و نازک ہوتا ہے۔ اور تم بڑی مہارت دکھاتے ہوئے پہاڑوں

فَارِهِينَ (149) فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ (150) وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ (151) الَّذِينَ

میں سے گھر تراشتے ہو۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور حد سے بڑھنے والوں (2) کے کہنے پر نہ چلو۔ وہ جو

يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ (152) قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ (153)

زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔ قوم نے کہا: تم ان میں سے ہو جن پر جادو ہوا ہے۔

مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ (154) قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا

تم تو ہم جیسے ہی ایک آدمی ہو، اگر تم سچے ہو تو کوئی نشانی لے آؤ۔ صالح نے فرمایا: یہ ایک اونٹنی ہے (3)

عنوان: حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کو نصیحت، حد سے بڑھنے والوں کی اطاعت نہ کرنے کی تلقین

(قوم کا جواب) [illegible] سے متعلق قوم کی جہالت اور تعصب

حاشیہ: ① حضرت [illegible] وحی الٰہی اور لوگوں کی عزت، مال، آبرو وغیرہ سب کے امین ہوتے ہیں۔ خیانت [illegible] [illegible] حضور [illegible] [illegible] شریف سے [illegible] پکارتے تھے [illegible] [illegible] اور [illegible] آپ کے پاس [illegible] آپ سے [illegible] اللہ تعالیٰ اور [illegible] رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] [illegible] ② [illegible] ③ [illegible] قوم نے معجزہ طلب کیا [illegible] مطابق حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے پتھر سے [illegible] [illegible] جب اس کے پینے کا دن ہوتا تو [illegible] کا تمام پانی پی جاتی اور جب [illegible] [illegible]۔

شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ

پینے کی باری ہے اور ایک معین دن تمہارے پینے کی باری ہے ﴿۱۵۵﴾ اور تم اس اونٹنی کو برائی کے ساتھ چھونا بھی نہیں تمہیں

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۭ اِنَّ فِيْ

بڑے دن کا عذاب پکڑے گا ﴿۱۵۶﴾ تو انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں پھر صبح کو پچھتاتے رہ گئے ﴿۱۵۷﴾ تو انہیں عذاب نے پکڑ لیا بیشک

ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

اس میں ضرور نشانی ہے[۵۲] اور ان کے اکثر لوگ مسلمان نہ تھے ﴿۱۵۸﴾ اور بیشک تمہارا رب ہی ہے زبردست

الرَّحِيْمُ ﴿۱۵۹﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ

مہربان ہے ﴿۱۵۹﴾ لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا ﴿۱۶۰﴾ جب ان سے ان کے بھائی لوط نے فرمایا:

اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ

کیا تم نہیں ڈرتے[۵۳] ﴿۱۶۱﴾ بیشک میں تمہارے لیے امانتدار رسول ہوں ﴿۱۶۲﴾ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ﴿۱۶۳﴾ اور میں اس پر تم سے

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۴﴾ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۵﴾

کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو صرف رب العالمین کے ذمہ ہے ﴿۱۶۴﴾ کیا تم لوگوں میں سے مردوں سے بدفعلی کرتے ہو[۵۴] ﴿۱۶۵﴾

ع ۸

حکمت و شانِ الٰہی

قوم ثمود کی اونٹنی کے پاؤں کی کونچیں کاٹنے والے پر ہی عذاب کیوں؟

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو خاص کیا گیا

مردوں سے بدفعلی کرنے پر قوم کو سخت وعید

ملیے ﴿۵۲﴾ اونٹنی کے پاؤں کی کونچیں کاٹنے والے شخص کا نام قدار تھا اور چونکہ دیگر لوگ اس کے فعل سے راضی تھے اس لئے کونچیں کاٹنے کی نسبت سب کی طرف کی گئی۔ یہ لوگ سرکشی پر توبہ کرتے ہوئے نادم نہیں ہوئے تھے بلکہ دنوں عذاب کے خوف سے بچتے رہے تھے یا عذاب کا معاینہ کرکے نادم ہوئے تھے اور ایسے وقت کی ندامت کا کوئی فائدہ نہیں۔ ﴿۵۳﴾ یعنی قوم ثمود پر آنے والے عذاب میں ضرور عبرت کی نشانی ہے کہ نبی علیہ السلام کی صداقت پر نشانی ظاہر ہو جانے کے بعد بھی کفر پر قائم رہنے والوں پر عذاب کا سبب ہے۔ ﴿۵۴﴾ اس آیت کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ یا مخلوق میں ایسے قبیح اور رذیل فعل کے لئے صرف تم ہی رہ گئے ہو یا جہان سے اور لوگ بھی تو ہیں۔ یہیں کہو تمہیں ترجیح دینا چاہئے۔ اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ کثیر عورتیں موجود ہوتے ہوئے بھی تم مردوں کے ساتھ خبیث فعل کے مرتکب ہوتے ہو۔ مروی ہے کہ اس قوم میں یہ خبیث عمل شیطان نے سکھایا تھا۔ حدیث پاک میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا جو کسی مرد یا عورت کے پچھلے مقام میں وطی کرے۔" (سنن ترمذی، ۲/۲۸۸، حدیث: ۱۱۶۵)

وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ

اور چھوڑتے ہو جو تمہارے لئے تمہارے رب نے پیدا کیں تمہاری بیبیاں کچھ تم ہی لوگ حد سے بڑھے ہوئے

عٰدُوْنَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ

ہو ○ انہوں نے کہا اے لوط اگر تم باز نہ آئے تو ضرور نکالے جاؤ گے ○ لوط نے فرمایا میں تمہارے کام سے سخت

اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ

نفرت کرنے والوں میں سے ہوں ○ اے میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے اعمال سے محفوظ رکھ ○ تو ہم نے انہیں اور

اَجْمَعِيْنَ ﴿١٧٠﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿١٧٢﴾ وَاَمْطَرْنَا

ان کے سب گھر والوں کو نجات بخشی ○ مگر ایک بڑھیا جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی ○ پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا ○ اور

عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٣﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ

ہم نے ان پر ایک برسات برسائی تو کیا ہی برا مینہ تھا ڈرائے جانے والوں کی بارش تھی بری تھی ○ بیشک اس میں ضرور نشان ہے اور ان میں

اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٤﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ ع ١٠

کثر مسلمان نہ تھے ○ اور بیشک تمہارا رب ہی غلبے والا مہربان ہے ○ کی (جھٹلایا)

اَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧٦﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ اِنِّيْ لَكُمْ

والوں نے رسولوں کو جھٹلایا ○ جب ان سے شعیب نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں ؟ ○ بیشک میں تمہارے لئے

شان نزول قوم کی حضرت لوط علیہ السلام کو دھمکی اور آپ کا جواب ، حضرت لوط علیہ السلام کی عاد اور اس کی قوبت

قوم لوط پر عذاب الٰہی ، قوم لوط کی ہلاکت نشان عبرت ہے ، عظمت و شان کی

حضرت شعیب علیہ السلام کی اپنی قوم کو نصیحت

لغات (۱) یہ ، یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی تھی ، یہ چونکہ اپنی قوم کے فعل پر راضی تھی اور جو گناہ پر راضی ہو وہ بھی گناہ کرنے کے حکم میں ہوتا ہے اس لئے یہ ، یعنی بھی عذاب میں گرفتار ہوئی (۲) قوم لوط پر پتھروں یا گندھک اور آگ کی بارش برسائی گئی تھی

رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ

امانتدار رسول ہوں ○ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ○ اور میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا

اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾

اجر تو اللہ پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے ○ ناپ پورا کرو اور کم دینے والوں میں سے نہ ہو جاؤ ○

وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۲﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي

اور بالکل درست ترازو سے تولو ○ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دو اور زمین

الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوْٓا

میں فساد پھیلاتے نہ پھرو ○ اور اس سے ڈرو جس نے تمہیں اور پہلی مخلوق کو پیدا کیا ○ تو وہ کہنے لگے

اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ

اے شعیب! تم تو ان میں سے ہو جس پر جادو ہو چکا ہے ○ تو تو ہمارے جیسے آدمی ہی ہو ○ اور بیشک ہم تمہیں جھوٹوں

الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ

میں سے سمجھتے ہیں ○ تو ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرا دو اگر تم سچے ہو ○ شعیب نے فرمایا

لغات ناپ تول پورا کرنے والے ۔ اس میں کمی نہ کرنے والے ۔ ترازو سیدھا جو ہے ۔ تولو ۔ کم نہ دو ۔ ناحق جو ہے ۔ قوم کی طرف سے دردناک عذاب کا مطالبہ اور نبی کا جواب

حل ① تمام انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی اطاعت اور عبادت میں خلاص کا حکم دیتے اور رسالت کی تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں لیتے تھے اور ان سے سب سے اہم اجرت یہی تھی کہ لوگ ایمان لے آئیں ② ناپ تول میں کمی کرنا لوگوں کو ان کی چیزیں کم دے کر یا زیادہ لے کر دھوکا دینا بہت بری عادت تھی اس لئے حضرت شعیب علیہ السلام نے نہ صرف ان کاموں سے منع فرمایا اور حکم دیا بلکہ ان سے معلوم ہوا کہ یہ علیہ السلام صرف عبادت ہی نہیں سکھاتے تھے بلکہ معاملات اخلاقیات اور سیاست کا صحیح علم بھی ان کے منصب نبوت میں داخل ہے ③ جادو مخلوق کو اپنے جیسا بشر ہونا ان کی تحقیر کرنا کافروں کا پرانا طریقہ رہا ہے

رَبِّیْۤ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

میرا رب تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے ○ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا بیشک

عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۱۳﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَ

وہ بڑے دن کا عذاب تھا ○ بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان کے اکثر لوگ مسلمان نہ تھے ○ اور

ع ۱۲ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾ نَزَلَ بِهِ

بیشک تمہارا رب ہی غلبے والا مہربان ہے ○ اور بیشک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے ○ اسے

الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ﴿۱۱۷﴾ عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ

روح الامین لے کر اترا ہے ○ تمہارے دل پر تاکہ تم ڈر سنانے والوں میں سے ہو جاؤ ○ روشن عربی

مُّبِیْنٍ ﴿۱۱۹﴾ وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا

زبان میں ○ اور بیشک اس کا ذکر پچھلی کتابوں میں موجود ہے ○ اور کیا یہ بات ان کے لیے نشانی نہیں کہ اس کو بنی اسرائیل کے

بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۲۱﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰی بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ ﴿۱۲۲﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِمْ مَّا

علماء جانتے ہیں ○ اور اگر ہم اسے کسی غیر عربی شخص پر اتارتے ○ پھر وہ ان کے سامنے قرآن کو پڑھتا جب بھی وہ اس پر

شان نزول قوم شعیب کا جھٹلانا اور ان پر عذاب الٰہی — قوم شعیب کا واقعہ عبرت کی نشانی ہے

اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان — قرآن مجید کا تعارف — نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی ایک دلیل

(نکاح قرآن میں کفار مکہ کا حال)

تفسیر ① حضرت شعیب علیہ السلام نے ان لوگوں کا جواب کیا فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے تمہارے اعمال کو اور جس عذاب کے تم مستحق ہو وہ خوب جانتا ہے وہ ضرور آئے گا تو آسمان کا کوئی ٹکڑا تم پر گرے گا یا تم پر دن اور عذاب لائے گا اس کی مشیت میں ہوگا تو وہ تم پر عذاب نازل فرمادے گا۔ ② حضرت جبریل علیہ السلام نے ان سے کہا کہ جس طرح دن بدن کی روشنی کا سبب ہونے سے سورج حضرت جبریل علیہ السلام مکلف لوگوں کے دلوں کی روشنی کا سبب ہیں یہ علم بھی ان سے نازل ہوتے ہیں جس سے جہالت کے سبب مردہ دل علم معرفت پاتے ہیں اور آپ علیہ السلام کو امین کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جن کی امانت لے کر انبیاء علیہم السلام تک آپ ہی پہنچاتے تھے

كَانُوا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ

یہاں سے وہ ہے ۔ تھے ﴿۵۹﴾ یونہی ہم نے مجرموں کے دلوں میں اس کے جھٹلانے کو داخل کر دیا ہے ﴿۶۰﴾ وہ اس پر ایمان نہ لائیں

بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۶۱﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَيَقُوْلُوْا

کے یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھ لیں ﴿۶۱﴾ تو وہ عذاب اچانک ان پر آجائے گا وہ انہیں خبر بھی نہ ہوگی ﴿۶۲﴾ پھر کہیں گے

هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ

کیا ہمیں کچھ مہلت ملے گی ﴿۶۳﴾ تو کیا ہمارے عذاب کو جلدی مانگتے ہیں ﴿۶۴﴾ بھلا دیکھو تو کہ اگر ہم کچھ سال انہیں فائدہ اٹھانے

سِنِيْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۶۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

دیں ﴿۶۵﴾ پھر ان پر وہ عذاب آجائے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا ﴿۶۶﴾ تو وہ سامان ان کے کام نہ آئے گا جس سے انہیں

يُمَتَّعُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۶۸﴾ ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ع

فائدہ اٹھانے دیا جائے گا ﴿۶۷﴾ اور ہم نے جو بستی بھی ہلاک کی اس کیلئے ڈر سنانے والے رہے تھے ﴿۶۸﴾ نصیحت کے لیے اور ہم

ظٰلِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۷۰﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۱﴾

ظالم نہ تھے ﴿۶۹﴾ اور اس قرآن کو لے کر شیطان نہ اترے ﴿۷۰﴾ اور نہ ہی وہ ان کو قابل تھے اور نہ وہ ان کی طاقت رکھتے ہیں ﴿۷۱﴾

خلاصہ ان کفار کا حال ﴿ کفار مکہ کو تہدید عذاب ﴿ یہ عذاب کی جلدی مچانے والوں کو تنبیہ

فوائد (فرد بد عذاب کا سبب اور اس کا مقصد) (قرآن پر شیاطین کو دسترس نہیں)

ف ① کفار مکہ کے کفر و انکار کا یہ جواب جو ان کا اعتراض تھا اس لئے دیا کہ کسی طرح بھی قرآن مجید کو ماننے پر تیار نہ تھے حالانکہ حق کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے یہ نکتہ جس کے ذہن میں حاضر ہو وہ کبھی بھی جو بات دلیل سے کہی جائے اور دلائل پیش کیے جائیں وہ قبول نہیں کرے گا۔ ② یعنی دنیا کی زندگی میں بھی ان کا کفر ان کے لئے نقصان دہ ہے۔ یعنی دنیا کی طویل مدتی اور بیش و عشرت کی زندگی بھی ان کے لئے عذاب بن سکتی ہے اور ان کی شدت میں کوئی کمی نہیں کر سکتی۔ ان آیات میں ان مسلمانوں کے لئے بھی عبرت ہے جو دنیا کی آسائشوں کے حصول میں مگن ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی یاد اور اس کے ذکر سے غافل ہیں۔ انہیں بھی ڈر جانا چاہئے کہ کہیں یہ چیز ان کی آخرت تباہ نہ کر دے۔ حدیث پاک میں ہے جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے لہٰذا ہمیشہ رہنے والی چیز کو ترجیح دو۔

حدیث ابن ماجہ ص ۳۵۱ ج ۲ حدیث ۴۱۵۶

إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ﴿٢١٢﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ

وہ تو سننے کی جگہ سے الگ کر دیئے گئے ہیں ○ تو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پوج کہ تو بھی سزا پانے والوں میں سے ہو جائے

الْمُعَذَّبِينَ ﴿٢١٣﴾ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ

عذاب والوں میں سے ہو جائے گا ○ اور اے محبوب اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈر سنا ○ اور اپنے پیروکار مسلمانوں

اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢١٥﴾ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢١٦﴾

سے نیچی رحمت کا بازو بچھا دو ○ پھر اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو تم فرما دو میں تمہارے اعمال سے بیزار ہوں ○

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ

اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا رحم فرمانے والا ہے ○ جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو ○ اور سجدہ والوں میں تمہارے

فِي السَّاجِدِينَ ﴿٢١٩﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ

دورہ فرمانے کو دیکھتا ہے ○ بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے ○ میں تمہیں بتا دوں کہ شیطان کس پر

الشَّيَاطِينُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ

اترتے ہیں ○ شیطان ہر بہتان باندھنے والے گناہگار پر اترتے ہیں ○ شیطان اپنی سنی ہوئی باتیں ان پر ڈالتے ہیں اور ان میں اکثر

غیر اللہ کی عبادت پر دوں عذاب کی وعید — قریبی رشتہ داروں کو ڈر سنانے کا حکم

اہل ایمان پر شفقت و رحمت کی تاکید — نافرمانوں سے بیزاری کے اظہار کا حکم — اللہ پر بھروسہ کرنے کی تعلیم دی جا رہی ہے

شیاطین کس پر اترتے ہیں

① اس سے مراد یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف جو وحی آتی ہے وہ اللہ تعالیٰ سے محفوظ رہتی ہے یہاں تک کہ فرشتے سے بھی نکہ پہنچنے سے پہلے شیاطین اس کو نہیں سن سکتے ② اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے کہ اپنے آپ کی امت کو حکم یا آیا۔ جب تم اپنے قریبی رشتہ داروں کا حال جان یا تو اللہ تعالیٰ نے تو کسی اور سے جو ان عبادت کرتا ہو تو تم بھی عذاب پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے ③ بلکہ اس میں دین اسلام کی اشاعت کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ قریبی رشتہ داروں کو اسلام کی تبلیغ کریں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں کی تعداد تیس کے قریب تھی۔ اسی مطلب میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانیہ عذاب الٰہی سے ڈرایا اور خدا کا خوف دلایا ④ توکل کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنا کام اس سے سپرد کر دے جو اس سے کام کا حقیقی مالک اور اسے نفع و نقصان پہنچانے پر حقیقتاً قادر ہے اور یہ حقیقت میں صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ

جھوٹے ہیں ○ اور شاعروں کی پیروی تو گمراہ لوگ کرتے ہیں ○ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ شاعر ہر وادی میں

يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

بھٹکتے پھرتے ہیں ○ اور یہ کہ وہ ایسی بات کہتے ہیں جو کرتے نہیں ○ مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ

عمل کئے اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا اور مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا ○ اور عنقریب ظالم جان لیں

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

گے کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے ○

ع ۱۱

الجزء ۱۹

سورۃ النمل ۲۷ مکی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اٰیات ۹۳ رکوعات ۷

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾ هُدًى وَّبُشْرٰى

طس یہ قرآن اور روشن کتاب کی آیتیں ہیں ○ ایمان والوں کیلئے ہدایت اور خوشخبری

لغات شاعر ۔ شاعروں کا حال ۔ مسلمان شاعروں کے اچھے کلام مذموم نہیں ۔ اوصاف قرآن

ربط زیر نظر آیات کے پہلے شاعر وہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف شعر بناتے اور پڑھتے تھے ۔ جیسا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جادوگر ہیں یہ بھی کہہ دیتے ہیں ۔ ان کی قوم سے گمراہ لوگ ان سے ان اشعار کو نقل کرتے تھے چنانچہ ان آیات میں ان لوگوں کی مذمت فرمائی گئی ہے ۔ اس سے واضح ہو کہ شاعروں کا مجموعہ اور باطل اشعار کا یاد کرنا اور دوسروں کو سنانا ۔ جس معاشرے میں رائج ہو تو ایسے لوگوں کا کام ہے ۔ حدیث پاک میں ہے ۔ تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ مذموم اشعار سے بھرا ہو ۔ (ابن ماجہ ص ۲۷۱۴ بخاری ص ۲۰۹۲) اس وجہ سے مسلمان شاعروں کا استثناء فرمایا گیا ہے کہ ان کے کلام میں کافر شاعروں کی طرح مذموم باتیں نہیں ہوتیں بلکہ وہ اشعار کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت، دین اسلام کی تعریف، وعظ و نصیحت اور کافروں کی جو گوئیوں کا جواب لکھتے ہیں ان پر اجر و ثواب پاتے ہیں ۔ یہ کہ اشعار کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ بھی کلام ہے ۔ اگر اشعار اچھے ہیں تو وہ اچھا کلام ہے اور برے اشعار ہیں تو وہ برا کلام ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے شعر بھی کلام ہے اچھے اشعار اچھے کلام کی طرح ہیں اور برے اشعار برے کلام کی طرح ہیں ۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی ۱۰ ص ۲۴۱)

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝١ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ

ہے ۝ وہ جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝٣ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ

رکھتے ہیں ۝ بیشک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے برے اعمال ان کی نگاہ میں خوشنما بنا دیئے ہیں تو وہ

اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝٤ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

بھٹک رہے ہیں ۝ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے برا عذاب ہے اور یہی آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے

هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝٥ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝٦ اِذْ قَالَ ع ۱۲

ہیں ۝ اور (اے محبوب) بیشک آپ کو قرآن عطا فرمایا جاتا ہے حکمت والے علم والے کی طرف سے ۝ جب (یاد کریں) موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے

مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ

کہا میں نے ایک آگ دیکھی ہے (وہاں جاتا ہوں) اور عنقریب میں تمہارے پاس کوئی خبر لاؤں گا یا تمہارے پاس چنگاری لاؤں گا

لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝٧ فَلَمَّا جَاۗءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ

تاکہ تم آگ سے حاصل کرو ۝ پھر جب موسیٰ آگ کے پاس آئے تو ندا دی گئی کہ اس آگ میں جو ہیں اور جو اس کے گرد ہیں (سب) برکت والے ہیں

وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٨ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٩

اور اللہ پاک ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے ۝ اے موسیٰ بیشک یہ میں ہوں اللہ غالب حکمت والا

عنوان کامل ایمان والوں کے تین اوصاف آخرت پر یقین رکھنے والوں کا حال بیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو

[بارگاہِ الٰہی سے تعلیمِ قرآن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پہلی رات کا واقعہ (کوہِ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نور سے کی

تفسیر ① اس آیت میں بیان ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم و حکمت والے رب تعالیٰ کی طرف سے قرآن عطا کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن نہیں سیکھتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن اللہ تعالیٰ سے سیکھتے جبکہ حضرت جبریل علیہ السلام اور قاصدین تشریف لاتے رہے ہیں کبھی پتہ لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی طرح قرآن کوئی نہیں سمجھ سکتا یوں کہ سب لوگ مخلوق سے قرآن سیکھتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خالق سے سیکھا ہے۔ ② جو آگ طور میں دیکھی اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں اور جس میں ہونے سے فرمایا آگ میں ہونا نہیں بلکہ آگ کے قریب ہونا مراد ہے۔

وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ

اللہ ہوں جو عزت والا حکمت والا ہے ○ اور اپنا عصا ڈال دو تو جب اس کو دیکھا کہ وہ لہرا رہا ہے جیسے کہ وہ سانپ ہے تو

يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَىَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ

پیٹھ پھیر کر چلے اور مڑ کر نہ دیکھا (ہم نے فرمایا) اے موسیٰ ڈر نہیں بیشک میری بارگاہ میں رسول نہیں ڈرتے ہیں ○ لیکن جو شخص بے

حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِىْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ

کسی زیادتی کے پھر اس کے بعد (اچھے عمل کو) بدل دے بیشک میں بخشنے والا مہربان ہوں ○ اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو

بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ؕ فِىْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

تو وہ بغیر کسی عیب کے سفید چمکتا ہوا نکلے گا (یہ بھی) فرعون اور اس کی قوم کی طرف نو نشانیوں میں سے ہے ○ بیشک وہ (فرعون)

قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَ

نافرمان لوگ تھے ○ پھر جب ان کے پاس ہماری کھلی کھلی ہوئی نشانیاں آئیں تو وہ کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے ○ اور

جَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

انہوں نے ظلم اور تکبر کی وجہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا حالانکہ ان کے دل ان نشانیوں کا یقین کر چکے تھے تو دیکھو فساد کرنے والوں کا

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کئے گئے معجزات (فرعونیوں کا معجزات کو جادو قرار دینا)

معجزات موسیٰ کے انکار کا اصل سبب

تفسیر: ① جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سانپ کو لہراتے ہوئے دیکھا تو خوف کی وجہ سے پیٹھ پھیر کر چلے اور مڑ کر نہ دیکھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ ڈرو نہیں بیشک میری بارگاہ میں رسول ڈرتے نہیں جب میں ان کو امن دوں تو پھر کسی چیز کا یا اندیشہ ہے، لیکن اس شخص کے لئے میری رحمت کی امید ہو گا جو کہ برائی کے بعد نیکی کرے اور اس کے بعد اچھے عمل کو بدل دے بیشک میں بخشنے والا مہربان ہوں، توبہ قبول فرماتا ہوں اور بخش دیتا ہوں، ② حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں عطا کی گئیں، (۱) عصا (۲) ید بیضا ابھرنے میں دشمنوں کا خاتمہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جان مبارک کے پیچھے لگی (۴) دریا کا پھٹنا اور اس میں رستے بننا (۵) طوفان (۶) ٹڈی (۷) جوں (۸) مینڈک (۹) خون (عجائب القرآن مع غرائب القرآن ص ۱۴۱۲) ان میں سے نشانیوں کا مفصل بیان دوسرے پارے کے چھٹے رکوع میں گزر چکا ہے

ع ١٢ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

انجام کیے ہوئے ﴿١٢﴾ اور بیشک ہم نے داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا اور دونوں نے کہا تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں

فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٥﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ

جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی ﴿١٥﴾ اور سلیمان داؤد کے جانشین بنے[1] اور فرمایا

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۚ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا بیشک یہی اللہ کا

الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿١٦﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ

کھلا فضل ہے ﴿١٦﴾ اور سلیمان کے لیے جنوں اور انسانوں اور پرندوں سے ان کے لشکر جمع کیے گئے تو وہ

يُوْزَعُوْنَ ﴿١٧﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ

روکے جاتے ہیں ﴿١٧﴾ یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی پر آئے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو

ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ

اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ کہیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں تمہیں چل نہ دیں[2] تو سلیمان اس بات پر مسکرا کر

ترجمہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کو عطائے علم اور ان کی حمد الٰہی — حضرت سلیمان علیہ السلام پر فضل الٰہی

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر — طلبہ کا استاد سے پوچھ کر بیان کرنا

چیونٹی کی بات سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام کا مسکرا دینا اور دعا

تفسیر [1] یہاں وراثت سے مراد علم و نبوت میں جانشینی مراد ہے مال کی وراثت مراد نہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی کوئی مال کا وارث نہیں بناتے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہیں بنایا بلکہ انہوں نے صرف علم کا وارث بنایا تو جس نے علم حاصل کیا اس نے بڑا حصہ پایا۔ (الزہدی، ۳/۳۲۲، حدیث: ۲۶۸۲) یہاں یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں مراد علمی وراثت ہے نہ کہ مالی وراثت۔ [2] منقول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قافلہ میں تین میل دور سے چیونٹی کی آواز سننا آپ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔

ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ

تو سلیمان اس کی بات سے مسکرا کر ہنسے اور عرض کی: اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے

وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ

ماں باپ پر کیا ہے اور مجھے توفیق دے کہ میں وہ نیک کام کروں جس پر تو راضی ہو اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو

الصّٰلِحِیْنَ ⑲ وَتَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ مَا لِیَ لَاۤ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ

تیرے خاص قرب کے لائق ہیں۔ اور سلیمان نے پرندوں کا جائزہ لیا تو فرمایا: مجھے کیا ہوا کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا یا وہ واقعی غیر

الْغَآئِبِیْنَ ⑳ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِیْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ

حاضروں میں سے ہے۔ میں ضرور ضرور اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کردوں گا یا وہ کوئی روشن دلیل میرے پاس

مُّبِیْنٍ ㉑ فَمَكَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ

لائے۔ تو ہدہد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا پھر اس نے عرض کی: میں نے وہ بات دیکھی ہے جو آپ نے نہ دیکھی اور میں ملک سبا سے آپ کے پاس

بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ ㉒ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا

ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت دیکھی جو لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے ہر چیز میں سے دیا گیا ہے اور اس کا ایک

عَرْشٌ عَظِیْمٌ ㉓ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَیَّنَ

بہت بڑا تخت ہے۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے

[illegible]

[illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible]

لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَّا

ان کے اعمال ان کی نگاہ میں اچھے بنا دیے تو انہیں سیدھی راہ سے روک دیا تو وہ سیدھا راستہ نہیں پاتے ﴿۲۴﴾ شیطان سے انہیں روک دیا تاکہ

يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ

وہ اللہ کو سجدہ نہ کریں[1] جو آسمانوں اور زمین میں چھپی ہوئی چیز کو نکالتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو

مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾

ظاہر کرتے ہو سب کو جانتا ہے ﴿۲۵﴾ اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ عرش عظیم کا مالک ہے ﴿۲۶﴾

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا

سلیمان نے فرمایا ہم ابھی دیکھتے ہیں کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹوں میں سے ہے ﴿۲۷﴾ میرا یہ خط لے جاؤ

فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا

اور ان کی طرف ڈال دو پھر ان سے الگ ہٹ کر دیکھنا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں ﴿۲۸﴾ عورت نے کہا:

الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ

اے سردارو! بیشک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا ہے ﴿۲۹﴾ بیشک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بیشک وہ اللہ کے نام سے

اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ

ہے جو بہت مہربان رحم والا ہے[2] ﴿۳۰﴾ یہ کہ میرے مقابلے میں سرکشی نہ چاہو اور میرے پاس فرمانبردار بنتے ہوئے حاضر ہو جاؤ ﴿۳۱﴾ ملکہ نے کہا،

يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى

اے سردارو! میرے اس معاملے میں مجھے رائے دو میں کسی معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم

النمل ۲۷

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملکہ سبا کی طرف خط بھیجنا — ملکہ کا سرداروں کے سامنے خط پڑھنا

ملکہ کا درباریوں سے مشورے کا مطالبہ

نوٹ [1] یہ آیت اس کے بعد والی آیت پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ [2] آیت میں جو بسم اللہ بھی ہوتی ہے یہ اس آیت کا ایک حصہ ہے اور جو بسم اللہ ہر سورت کے شروع میں لکھی ہے وہ سورت کے شروع کی آیت نہیں بلکہ پورے قرآن کی ایک آیت ہے جسے ہر سورت کے شروع میں لکھ دیا تاکہ دو سورتوں کے درمیان فاصلہ ہو جائے۔

تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ

میرے پاس موجود ہو ﴿۳۲﴾ انہوں نے کہا ہم قوت والے اور بڑے سخت لڑنے والے ہیں اختیار تو

اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً

تمہارے ہی پاس ہے تو تم غور کر لو کہ تم کیا حکم دیتی ہو ﴿۳۳﴾ اس نے کہا بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں

اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ

تو اسے برباد کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور وہ ایسا ہی کیا کرتے ہیں ﴿۳۴﴾ اور میں ان کی طرف ایک

اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ

تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھوں گی کہ قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں ﴿۳۵﴾ پھر جب قاصد سلیمان کے پاس پہنچا سلیمان نے فرمایا

قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِيَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ

تم مال سے میری مدد کرتے ہو تو اللہ نے جو کچھ مجھے عطا فرما رکھا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے

شان نزول: سرداروں کی رائے اور ملکہ کا جواب — ملکہ کی طرف سے بارگاہِ سلیمان میں تحائف کی روانگی

قاصد کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا جواب

ربط: ان سے سرداروں کی مراد یہ تھی کہ تیری رائے جنگ کی ہو تو ہم لوگ اس کے لئے تیار ہیں بڑے طاقتور اور شجاع ہیں۔ قوت، توانائی والے ہیں، شیر دل ہیں کہتے ہیں اور جنگ آزما ہیں۔ ② جب بلقیس نے دیکھا کہ یہ لوگ جنگ کی طرف مائل ہیں تو اس نے انہیں ان کی رائے کی خلاف سمجھا کیا اور جنگ کے نتائج سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ جب بادشاہ کسی بستی میں بڑی قوت اور طاقت سے داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت والوں کو قتل کر کے قیدی بنا کر اور ان کو ذلیل کر دیتے ہیں یہی بادشاہوں کا طریقہ ہے ③ جب بلقیس کا قاصد تحائف لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچا تو آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کیا تم مال کے ذریعے میری مدد کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھے علم، حکومت اور نبوت کی صورت میں عطا فرما رکھا ہے وہ تمہارے مال و اسباب سے بہتر ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے تم تحفہ دے کر خوش ہو جاتے ہو اور ایک دوسرے پر بڑائی جتاتے ہو لیکن دوسرے کے تحفے پر خوش ہوتے ہو مجھے یہ چیز خوشی نہیں دیتی ہے۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا بڑا علم عطا فرمایا کہ انسانوں کو نہ دیا اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے دین اور نبوت سے بھی مشرف کیا

تَقْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَ

تم ہی خوش ہوتے ہو ﴿۳۶﴾ ان (قاصدوں) کی طرف واپس جاؤ ہم ان پر ایسے لشکر لائیں گے جن سے مقابلے کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور

لَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ

ضرور ہم ان کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور وہ ماتحت ہوں گے ﴿۳۷﴾ سلیمان نے کہا اے درباریو! تم میں کون ہے

يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ

جو ان کے میرے پاس فرمانبردار ہو کر آنے سے پہلے اس کا تخت میرے پاس لے آئے ﴿۳۸﴾ بڑا خبیث جن بولا

الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ

کہ میں وہ تخت آپ کی خدمت میں آپ کے اس مقام سے کھڑے ہونے سے پہلے حاضر کر دوں گا اور میں بیشک اس پر قوت رکھنے والا

اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ

امانتدار ہوں ﴿۳۹﴾ جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے آپ کی درگاہ میں آپ کے

يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ

پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا چنانچہ جب سلیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرے رب کے فضل

ترجمہ: تخت بلقیس اور دربار سلیمان میں اس کے لانے والے افراد کی گفتگو

تفسیر: ﴿۳۸﴾ بلقیس کا تخت منگوانے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقصود یہ تھا کہ تخت حاضر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اپنی نبوت پر دلالت کرنے والا معجزہ دکھادیں۔ یہ بھی مقصود تھا کہ بلقیس کے آنے سے پہلے اس تخت کی صورت بدل دیں اور اس کی عقل کا امتحان فرمائیں کہ وہ اپنا تخت پہچان سکتی ہے یا نہیں۔ (۲) جن وہ عفریت ہوں جو قوی ہے اللہ تعالیٰ کے نام سے پیدا فرمایا ہے اور جنوں میں سے بہت بڑے قوی دیو اور بڑے خبیث جن کو عربی میں "عفریت" کہتے ہیں۔ (۳) ﴿۳۹﴾ جمہور مفسرین کے مختار قول کے مطابق کتاب کا علم رکھنے والے حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ تھے یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جانتے تھے انہوں نے عرض کی کہ میں آپ علیہ السلام کی درگاہ میں اس تخت کو آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا چنانچہ جماعت ملنے پر حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ نے توجہ کی تو اسی وقت تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے نمودار ہو گیا یہ تخت سبا کہ اس وقت سے یمن سے شام تک حاضر ہونے کے درمیان تھا۔

رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ

سے ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شکر کرے تو وہ اپنی ہی بہتری کیلئے شکر کرتا ہے

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ۝ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ

اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے پروا ہے سخاوت والا ہے ۝ حضرت سلیمان نے حکم دیا کہ اس کے تخت کو تبدیل کر دو تاکہ ہم دیکھیں

اَتَهْتَدِیْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ

کہ وہ راہ پاتی ہے یا وہ ان میں سے ہوتی ہے جو راہ نہیں پاتے ۝ پھر جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا

اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا

کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ اس نے جواب دیا یہ گویا یہ وہی ہے اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی اور ہم

مُسْلِمِیْنَ ۝ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ

فرمانبردار ہو چکے ۝ اور اسے اس چیز نے روک رکھا تھا جس کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتی تھی بیشک وہ

مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ۝ قِیْلَ لَهَا ادْخُلِی الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ

کافر قوم میں سے تھی ۝ اس سے کہا گیا محل میں داخل ہو جا تو جب اس نے اس صحن کو دیکھا تو سمجھا کہ

لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَیْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِیْرَ ؕ

گہرا پانی ہے اور پنڈلیوں سے (اپنے کپڑے) اٹھا دیئے سلیمان نے فرمایا یہ تو شیشوں سے جڑا ہوا ایک ملائم صحن ہے۔

لغات: تخت میں تبدیلی ۔ پہچانے ملکہ کی درستگی ۔ ملکہ کی عبادت ۔ ملکہ پہلے مشرک تھی

ملکہ کا دربار سلیمان میں حاضری اور قبول اسلام

تفسیر: (۱) یعنی بلقیس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرنے سے یا تو اسلام کی طرف سبقت کرنے سے سورج کی پوجا نے روک رکھا بلقیس کا تعلق اس قوم سے تھا جو سورج کی پجاری تھی اور وہ چونکہ خود بھی اسی قوم میں پلی بڑھی تھی اس لئے سورج کی عبادت اس کی عادت ثانیہ بن چکی تھی (۲) اس آیت میں جو واقعہ بیان کیا گیا کہ شیشے سے بنے ہوئے صحن کو دیکھ کر ملکہ اسے گہرا پانی سمجھی اس سے یہ سمجھانا بھی مقصود ہو سکتا ہے کہ اپنے جیسے نظر آنے میں حقیقت میں دیئے ہوئے ہونا ضروری نہیں لہٰذا سورج کی پوجا و ملکہ بلقیس جیسے درست سمجھتی رہی تھی وہ حقیقت میں ویسی درست نہیں بلکہ مکمل طور پر خلاف حقیقت اور خلاف حق تھی۔

قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ

اس نے عرض کی اے میرے پالنے والے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ سارے جہان کا رب ہے کے حضور گردن رکھتی ہوں جو

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا ع ۸

سارے جہان کا رب ہے ○ اور بیشک ہم نے ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا کہ تم اللہ کی عبادت

اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ یٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ

کرو تو اسی وقت وہ جھگڑا کرتے ہوئے دو گروہ بن گئے ○ صالح نے فرمایا اے میری قوم بھلائی سے پہلے

بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

برائی کی جلدی کیوں کرتے ہو؟ تم اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے؟ ہو سکتا ہے تم پر رحم کیا جائے ○

قَالُوا اطَّیَّرْنَا بِكَ وَ بِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ

انہوں نے کہا ہم نے تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے برا شگون لیا ہے صالح نے فرمایا تمہارا بدشگونی اللہ کے پاس ہے بلکہ

اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ كَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ یُّفْسِدُوْنَ

تم ایسی قوم ہو کہ تمہیں آزمایا جا رہا ہے ○ اور شہر میں نو شخص تھے جو ملک میں فساد

عنوان حضرت صالح علیہ السلام کی قوم و قبیلہ اور قوم کا حال — قوم پر عذاب کے سلسلے پر قوم کو نصیحت

قوم کو بدشگونی لینے پر حضرت صالح علیہ السلام کی نصیحت — **فسادیوں کا ناپاک ارادہ**

ترجمہ ① حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلانے کی وجہ سے بارش رک گئی یوں وہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ بھوکے مرنے لگے ان مصائب کو انہوں نے آپ علیہ السلام کی شرفیہ آمد کی طرف منسوب کیا اور بدشگونی سمجھتے ہوئے کہا (معاذ اللہ) ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو منحوس سمجھتے ہیں۔ ② اس کا معنی یہ ہے کہ تمہیں جو بھلائی اور برائی پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے اور وہ تمہاری تقدیر میں لکھی ہوئی ہے یہ معنی ہے تمہارے پاس جو بدشگونی آئی ہے تمہارے کفر کے سبب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے یا یہ ہے کہ بندے کو پہنچنے والی مصیبتیں اس کی تقدیر میں لکھی ہوئی ہیں اور وہ مصیبت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی آتی ہیں اور مصیبتیں آنے کا معمول ہے بندے کے پے در پے برے اعمال ہیں جب ایسا ہے تو کسی چیز سے بدشگونی لینا اور اپنے پر آئے ان مصیبتوں کو اس کی نحوست جاننا درست نہیں، حدیث پاک میں ہے بدشگونی شرک ایسی شر ہوں کا سامنا ہے اور تمہارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں اللہ تعالیٰ سے توکل سے دور کرتا ہے۔ (ابوداؤد، ۴/۱۷، حدیث: ۳۹۱۰)

فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ

کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے ﴿۴۸﴾ وہ آپس میں اللہ کی قسمیں کھا کر کہیں گے کہ رات کے وقت ضرور صالح اور

اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا

اس کے گھر والوں پر چھاپہ مریں گے پھر اس کے وارث سے کہیں گے ہم اس گھر والوں کے قتل کے وقت ہم حاضر نہ تھے اور بیشک ہم

لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

سچے ہیں ﴿۴۹﴾ اور انہوں نے سازش کی اور ہم نے بھی خفیہ تدبیر فرمائی اور وہ غافل رہے ﴿۵۰﴾

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾

تو دیکھو کہ ان کی سازش کا کیسا انجام ہوا؟ ہم نے انہیں اور ان کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا ﴿۵۱﴾

فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

تو یہ ان کے گھر ان کے ظلم کے سبب ویران پڑے ہیں بیشک اس میں جاننے والوں کیلئے عبرت کی نشانی

يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَلُوْطًا

ہے ﴿۵۲﴾ اور ہم نے ان لوگوں کو بچا لیا جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے ﴿۵۳﴾ اور لوط

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

کو یاد کرو جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم بے حیائی کا کام کرتے ہو حالانکہ تم دیکھ رہے ہو ﴿۵۴﴾ کیا تم

شان نزول سازشیوں کی سازش اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر (فسادیوں کی سازش کا انجام)

(ہلاکت کے بعد قوم صالح کے گھروں کا حال) (اہل ایمان کی نجات) (حضرت لوط علیہ السلام کا قوم کو بدعمل پر سخت تنبیہ)

حل لغات ﴿۴۹﴾ یعنی ان لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے گھر والوں پر شب خون مارنے کی سازش تیار کی۔ ہم نے ان کی سازش کو برباد کر دیا کہ ان کے حملہ سے پہلے ہی جلدی فرشتوں اور دوسری خفیہ تدبیر سے خائف رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کا حافظ و ناصر ہے اور انہیں بدکاروں کے بد اثر سے بچاتا ہے۔ ﴿۵۴﴾ اس قول کا معنی یہ ہے کہ کیا تم بدعمل پر اترے ہو حالانکہ تم اس عمل کی قباحت جانتے ہو۔ یا یہ معنی ہے کہ یا تم بے حیائی پر اتر آئے ہو اور تم ایسے ہو کہ دوسرے کے سامنے بے پردہ ہوتے ہو۔ اعلانیہ بدعملی کا ارتکاب کرتے ہو۔ یا یہ معنی ہے کہ تم سے پہلے نافرمانی کرنے والوں کی تباہی اور ان کے عذاب کے آثار دیکھتے ہو پھر بھی اس بدعمل میں مبتلا ہو۔

الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو بلکہ تم جاہل لوگ ہو ﴿۵۵﴾

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ

تو اس کی قوم کا اس کے سوا کچھ جواب نہ تھا کہ کہنے لگے کہ لوط کے گھر والوں کو اپنی بستی سے

قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ

نکال دو یہ لوگ ہیں جو بڑے پاک صاف بنتے ہیں ﴿۵۶﴾ تو ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو بجز ان کی عورت

قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ

کے جسے ہم نے پیچھے رہ جانے والوں میں سے مقرر کر دیا تھا ﴿۵۷﴾ اور ہم نے ان پر ایک برسات برسائی تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی بارش

الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ

کتنی بری تھی ﴿۵۸﴾ تم کہو تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور ان بندوں پر سلام ہو جنہیں اللہ نے چن لیا ہے

آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

کیا اللہ بہتر یا ان کے خود ساختہ شریک؟ ﴿۵۹﴾

ع ۷

فوائد: قوم لوط کا جواب حق | قوم لوط پر پتھر برسا کر عذاب الٰہی | اللہ کے چنے ہوئے بندوں پر سلام کی تاکید

۱ مردوں کے لطف اٹھانے کی تعلیم نہ دی گئی ہے عورتیں بنائی گئی ہیں اور ان سے شرعی احکام کے مطابق شہوت پوری کرنے کی اجازت دی گئی ہے، جنہیں ہر جس پرستی، کھلے عام بدکاریوں کی طرح زنا کاری لواطت سے بھی اجتناب کا نتیجہ کسی صاحب نظر سے پوشیدہ نہیں۔ ۲ قوم لوط کا یہ قبیح جرم بدیہی تھا کہ اپنی طبیعت حرکتوں پر شرم کھاتے اور ان سے باز آتے ان کی جو سزا حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کا مذاق اڑانے سے ملی کہ یہ جڑ سے اکھیڑ پھینکے گئے۔ ہمارا معاشرہ بھی ایسی ہی شناعتوں کا مرتکب ہو چکا ہے کہ یہاں فساق و فجار تو بچے بھی محفوظ نہیں ہیں جبکہ حد سے بھی لوگوں اور ان کے مذہبی اعمال کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ

یا وہ بہتر ہے جس نے آسمان و زمین بنائے اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس پانی سے

حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ أَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ

باغ اچھے پیدا کیے تمہارے لیے ممکن نہ تھا کہ تم ان باغوں کے درخت کا پتے یا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (ہرگز نہیں)

بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ

بلکہ وہ لوگ شریک ٹھہراتے ہیں ۝ یا وہ بہتر ہے جس نے زمین ٹھہرنے کی بنائی اور اس کے درمیان

أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ أَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ

نہریں بنائیں اور اس کے لیے لنگر بنائے اور دو سمندروں کے درمیان آڑ رکھی کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ

بلکہ ان میں اکثر جاہل ہیں ۝ یا وہ بہتر جو مجبور کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے اور

يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ۗ أَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ أَمَّنْ

تمہیں زمین کا وارث کرتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم بہت ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو ۝ یا وہ

يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ

بہتر ہے جو تمہیں خشکی اور تری کے اندھیروں میں راہ دکھاتا ہے اور وہ جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اس حال میں کہ وہ خوشخبری ہیں اللہ کی رحمت کے پہلے

فوائد: آسمان و زمین کی تخلیق اور ان کی نعمتوں سے توحید پر استدلال ۔ زمین کی خصوصیات توحید کی دلیل ہیں

کھجور، چھوارے کی پیداوار کی اللہ کی نعمت ہے ۔ بحر و بر کی مشکلات سے اللہ ہی نجات دیتا ہے

مفردات: ۝ یہاں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت و وحدانیت پر پہلے زمین و آسمان کی تخلیق، بارش اور باغات اگانے سے استدلال پیش کیا ہے پھر زمین کو جائے قرار بنانے، اس میں پہاڑوں کو لنگر بنا کر مضبوط بنانے اور دریاؤں کے درمیان آڑ پیدا کرنے سے وحدانیت پر دلیل بنایا ہے پھر مجبور کی دعا قبول کرنے سے، مخلوق کی بتدا و اعادہ اور زمین و آسمان سے رزق دینے کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلیل سے غور و فکر کرنے کے بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ شریک سے پاک اور برتر ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ اس کو جو وہ نہیں ہے کا کوئی حصہ ہے سے بچنا چاہئے کہ یہ صداقت کی راہ سے

رَحْمَتِهٖ ؕ مَنْ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ

خوشخبری دینے والی ہوا کو) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ اللہ ان سے بہت بلند و بالا ہے ○ یا وہ جو پہلی بار خلق کی ابتدا

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ

فرماتا ہے پھر اسے دہرائے گا اور جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم فرماؤ

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۲﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

پیش کرو اپنی دلیل اگر تم سچے ہو○ تم فرماؤ اللہ کے سوا آسمان اور زمین میں

الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي

کوئی غیب نہیں جانتا① اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھایا جائے گا○ یا کافروں کا علم آخرت کے بارے میں

الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ ع ۲۷

کمال ہو چکا ہے؟ بلکہ وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں○ اور کافروں نے

كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَ

کہا کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر نکالے جائیں گے؟○ بیشک یہ وعدہ ہمیں اور ہم سے پہلے ہمارے

اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

باپ دادا کو دیا گیا تھا یہ تو صرف پہلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں ہیں○ تم فرماؤ زمین میں چل کر

ترجمہ قل ان ۔۔۔ غیب اور دوری سے کوئی علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے

آخرت سے متعلق علم کفار کا حال | دوبارہ زندہ کیے جانے پر کفار کے اعتراض | کفار کو تنبیہ | حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

حاشیہ ① غیب کا علم اللہ تعالیٰ سے ساتھ خاص ہے اور اس سے مراد ذاتی اور محیط شی ہر چیز کا علم ہے کہ وہی اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت اور اس سے مخصوص ہیں۔ عطائی علم کہ دوسرے کو یا اولیاء اور علم غیر محیط یعنی بعض چیزوں سے مطلع ہونا اور بعض سے ناواقف ہونا یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اور ہر چیز اور ہر چیز کے ہر جزء کے لئے جو علم غیب مانتے ہیں اس سے مراد وہ غیر محیط علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا فرمایا ہے۔ یہ تفصیل قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ

دیکھو مجرموں کا انجام کیسا ہوا ﴿۶۹﴾ اور اے حبیب! تم ان پر غم نہ کرو اور ان کی سازشوں سے

مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ عَسٰۤى

دل تنگ نہ ہو ﴿۷۰﴾ اور کافر کہتے ہیں یہ وعدہ کب (پورا ہوگا) اگر تم سچے ہو (تو بتادو) تم فرما دو ہو سکتا ہے

اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ

کہ جس (عذاب) کی تم جلدی مچا رہے ہو اس کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے لگا ہو ﴿۷۲﴾ اور بیشک تیرا رب

عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ

لوگوں پر فضل والا ہے لیکن ان میں اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے ﴿۷۳﴾ اور بیشک تمہارا رب یقیناً جانتا ہے جو

صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا

ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں ﴿۷۴﴾ اور آسمانوں اور زمین میں جتنے غیب ہیں سب

كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ

کھلے بتانے والی کتاب میں ہیں ﴿۷۵﴾ بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں بیان کرتا ہے

شانِ نزول: کفار کا سوال اور نبی حبیب اللہ تعالیٰ کی شان مخفی اور لوگوں کی ناشکری — علم الٰہی کی شان

وجہ تسمیہ: قرآن میں بنی اسرائیل کے اختلافی امور کی حقیقت کا بیان

حاشیہ: (1) خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نافرمان قوموں کی اجڑی بستیاں لوگوں کے لئے عبرت کے نشان ہیں۔ لہٰذا ہر عقیدہ کو چاہئے کہ ان قوموں سے عبرت حاصل کرے اور وہاں کے بے دینوں سے خیال اور ان سے دردناک انجام پر غور کرے اور ان سے عبرت پکڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں مصروف ہو جائے۔ (2) اس آیت کا خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ کفار قریش کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پوشیدہ اور علانیہ عداوت رکھنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں مذاکرات کرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور وہ ان کی سزا دے گا۔ (3) اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے ہر طرح کے حالات سے پوری طرح واقف ہے۔ لہٰذا سب کو چاہئے کہ وہ علانیہ و پوشیدہ ہر طرح سے گناہوں سے باز آجائیں اور دل میں کسی کے بارے میں بغض حسد کینہ اور عداوت وغیرہ نہ رکھیں۔

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ

جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں ﴿۷۶﴾ اور بیشک یہ مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے ﴿۷۷﴾ بیشک تمہارا رب

يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَى

اپنے حکم سے ان کے درمیان فیصلہ فرمادے گا اور وہ عزت والا علم والا ہے ﴿۷۸﴾ تو تم اللہ پر بھروسہ رکھو بیشک تم

الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ اِذَا وَلَّوْا

روشن حق پر ہو ﴿۷۹﴾ بیشک تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے[1] اور نہ تم بہروں کو پکار سنا سکتے ہو جب وہ پیٹھ دے کر

مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ

پھر رہے ہوں ﴿۸۰﴾ اور تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے نکال کر ہدایت پر لے آنے والے نہیں تم تو اسی کو سنا سکتے ہو

يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَاۗبَّةً

جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو وہ فرمانبردار ہیں[2] ﴿۸۱﴾ اور جب ان پر بات پڑے گی[3] تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے[4]

خلاصہ: (قرآن موحدین کے لئے ہدایت و رحمت ہے) (یہودیوں کی مخالفت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی)

اور کافر نصیحت سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور نہ گمراہوں کو ہدایت نہیں دے سکتے تو پھر قیامت میں اچھا انتظام کیسے کریں گے

حاشیہ: [1] یہاں مُردوں سے کفار مراد ہیں اور ان سے بھی مطلقاً کلام سننے کی نفی مراد نہیں بلکہ وعظ و نصیحت اور کلام ہدایت نہیں سنا سکتے کی نفی مراد ہے اور معنی یہ ہے کہ کافر مردوں کی طرح ہیں کہ نصیحت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ [2] یعنی اندھوں اور بہروں کی طرح ہیں تو جیسے بہرے اور اندھے کو بلانا کوئی فائدہ نہیں دیتا اسی طرح جھٹلانے والے کافروں کو حق کی دعوت دینا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ [3] اس کا معنی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ہدایت سے اور ایمان سے محروم (یعنی تم حق کو استقبال صالح دل) آپ سے گمراہی سے نکال کر ہدایت نہیں دے سکتے۔ [4] یعنی آپ صرف ان کو سنا سکتے ہیں جن کے پاس سمجھنے والے کان ہیں اور جو طوعاً اللہ کی تعالیٰ میں سعادت ایمان سے سرفراز ہونے والے ہیں جو وہ شخص مسلمان ہیں۔ [5] بات سے مراد وہ ہے جس کا اللہ سے وعدہ کیا گیا یعنی یہ ہے کہ جب قیامت قائم ہو جائے گی اور عذاب لازم ہو جائے گا۔ [6] اس جانور کو "دابۃ الارض" کہتے ہیں۔ اس کے بارے میں صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ یہ عجیب و غریب شکل کا جانور ہوگا وہ صفا اور مروہ کے درمیان شعب میں سے بہت جلد نکلے گا فصاحت سے ساتھ کلام کرے گا ہر شخص کی پیشانی پر مہر نشان لگائے گا ایمان داروں کی پیشانی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے نورانی خط کھینچے گا اور کافروں کی پیشانی پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے سیاہ مہر لگائے گا

مِنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٨٢﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُ

جو لوگوں سے کلام کرے گا اس لیے کہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں رکھتے تھے ﴿٨٢﴾ اور جس دن ہم ہر

مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿٨٣﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ

امت میں سے ایک گروہ ان لوگوں کے جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو ان کے بھی ان سے ملحق ہونے تک روکے جائیں ﴿٨٣﴾ یہاں تک

قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَوَقَعَ

کہ جب سب حاضر ہو جائیں گے تو اللہ فرمائے گا کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا حالانکہ تمہارا علم ان تک نہ پہنچا تھا یا تم کیا کام کرتے تھے ﴿٨٤﴾ اور

الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿٨٥﴾ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ

ان پر ان کے ظلم کے سبب بات (پوری) ہو چکی تو وہ اب کچھ نہیں بولتے ﴿٨٥﴾ کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے رات بنائی

لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَ

تاکہ وہ اس میں آرام کریں اور دن کو دیکھنے والا بنایا بیشک اس میں ان لوگوں کے لیے صریح نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں ﴿٨٦﴾ اور

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ

جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب گھبرا جائیں گے مگر وہ جنہیں اللہ چاہے

اللّٰهُ ۭ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ

اور سب اس کے حضور عاجز بنے ہوئے حاضر ہوں گے ﴿٨٧﴾ اور تو پہاڑوں کو دیکھے گا تو انہیں جمے ہوئے سمجھے گا حالانکہ وہ بادل کی طرح چل رہے ہوں گے یہ اس اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا بیشک وہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ﴿٨٨﴾

السَّحَابِ ۭ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۭ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٨٨﴾

فوائد: دوسرے حشر کا ذکر اور آیات قدرت میں سے رات دن کے منافع کی نشانیاں

صور پھونکنے سے بعد لوگوں کی گھبراہٹ صور پھونکنے کے وقت پہاڑوں کا حال

لغات: ۲ یعنی ان کے ظلم کے سبب ان پر عذاب ثابت ہو چکا تو وہ اب کچھ نہیں بولتے کیونکہ ان سے عذر کی قبولیت اور کوئی گفتگو باقی نہیں رہی۔ اس آیت کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حجتوں کو جھٹلانے کی وجہ سے ان پر عذاب کا وہ حکم چھا جائے گا کہ وہ کچھ بول نہیں سکیں گے

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾

جو کوئی نیکی لائے اس کے لیے اس سے بہتر صلہ ہے[11] اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بےخوف ہوں گے[12]

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا

اور جو برائی لائے گا تو ان کے چہرے آگ میں الٹے کر دیے جائیں گے۔ (کہا جائے گا) تمہیں تمہارے اعمال ہی کا بدلہ

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ

دیا جائے گا[13] مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے رب کی عبادت کروں جس نے

حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ۙ وَاَنْ

حرمت والا بنایا ہے اور ہر شے کی وہ مالک ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ فرمانبرداروں میں سے ہوں[14] اور یہ کہ

اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ

میں قرآن کی تلاوت کروں[15] تو جس نے ہدایت پائی تو اس نے اپنے ہی بھلے کے لیے ہدایت پائی اور جو گمراہ ہوا

فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ

تو (اس کا وبال اسی پر ہے) تم فرما دو کہ میں تو صرف ڈر سنانے والوں میں سے ہوں[16] اور تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا[17]

خلاصہ نیک اعمال پر بشارت — مشرکین کا انجام — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیئے گئے چند احکامات

حاشیہ [11] نیکی سے مراد کلمہ توحید کی شہادت ہے یا اس سے مراد مکمل دین خلاص ہے کہ خدا کے حضور ایمان و اخلاص کے ساتھ حاضر ہو گا اس کیلئے بھلائی ہے [12] اس سے قیامت کے دن عذاب کے خوف کی وجہ سے ہونے والی گھبراہٹ مراد ہے اور یہ اس گھبراہٹ کے علاوہ ہے جس کا ذکر اوپر کی آیت میں ہوا ہے [13] یہاں بدلہ سے مراد شر ہے اور آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شر کے ساتھ آئیں گے وہ اوندھے منہ آگ میں ڈالے جائیں گے اور جہنم سے جواب ان سے کہیں گے تمہیں تمہارے شرک اور گناہوں ہی کا بدلہ دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نار جہنم سے محفوظ فرمائے [14] تلاوت قرآن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور مبارک کے معمولات میں شامل تھی سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے قرآن مجید کا کچھ حصہ تلاوت فرماتے اسی طرح رات میں جب عبادت کے لئے بیدار ہوتے تو بھی تلاوت قرآن فرماتے اور رمضان شریف میں حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کا دور فرمایا کرتے تھے [15] ان نشانیوں سے مراد چاند کا ٹکڑے ہونا دھواں معجزات اور دوسری چیزیں ہیں جو کفار کے سامنے آئیں جیسا کہ بدر میں کفار کا قتل ہونا قید ہونا اور فرشتوں کا آنا دیکھا

فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

تو تم انہیں پہچان لو گے (۱) اے حبیب تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں ہے (۲)

سورۃ القصص ۲۸ — مکیہ — رکوع ۹ — آیات ۸۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓمٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ

طٰسٓمٓ (۱) یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں (۲) ہم تمہارے سامنے حق کے ساتھ موسیٰ اور فرعون کی خبر پڑھتے ہیں

بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا

ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں (۳) بیشک فرعون نے زمین میں تکبر کیا تھا اور وہاں کے لوگوں کے مختلف گروہ بنا دیے تھے

يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

ان میں ایک گروہ (بنی اسرائیل) کو کمزور کر رکھا تھا ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا بیشک وہ

مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ

فسادیوں میں سے تھا (۴) اور ہم چاہتے تھے کہ ان لوگوں پر احسان فرمائیں جنہیں زمین میں کمزور بنا دیا گیا تھا اور

شانِ نزول: (۱) عظمتِ قرآن۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ۔ فرعون متکبر ظالم اور فسادی تھا

بنی اسرائیل کو پیشوا بنانے اور اقتدار دینے کا ارادہ ہوا

ترجمہ: (۱) لوح محفوظ اور قرآنِ کریم دونوں کو کتاب مبین کہا جاتا ہے۔ ان میں فرق یہ ہے کہ لوح محفوظ اللہ عزوجل کے خاص متبنیوں کے سوا سب پر ظاہر ہے جبکہ قرآنِ کریم ہر خاص و عام کے لئے ظاہر ہے اگرچہ اس کے اسرار اور رموز کی معرفت بھی خاص بندوں کے ساتھ خاص ہے۔ (۲) کاہنوں نے فرعون سے یہ کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری بادشاہت کے زوال کا باعث ہوگا اس لئے وہ بیٹوں کو ذبح کرتا اور بیٹیوں کو چھوڑ دیتا تھا۔ یہ اس کی خیانت تھی کیونکہ وہ بچے جنہیں کاہنوں کو سچا سمجھتا تو بات ہو رہی تھی لڑکوں کو قتل کر دینے سے کوئی نتیجہ نہ ملتا اور گروہ میں سچا نہیں جانتا تھا تو اس کے نزدیک یہ لغویت تھی اور لغویت کا وہ کے اسلاف کو قتل کرنا کسی طرح درست نہ تھا۔

نَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ

تمہیں پیشوا بنائیں اور تمہیں (اگلے وبال کا) وارث بنائیں ۝ اور تمہیں زمین میں اقتدار دیں اور

فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ

فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ کچھ دکھائیں جس کا انہیں ان کی طرف سے کھٹکا تھا ۝ اور ہم نے

مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَ

موسیٰ کی ماں کو الہام کیا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس پر خوف ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور نہ خوف کرنا اور

لَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَالْتَقَطَهٗٓ

نہ غم کرنا بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسولوں میں سے بنائیں گے ۝ تو اسے فرعون کے گھر والوں نے

اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا

اٹھا لیا تاکہ وہ ان کیلئے دشمن اور غم بنے بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر

خٰطِـِٕيْنَ ۝ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۗ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى

خطاکار تھے ۝ اور فرعون کی بیوی نے کہا یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو شاید

تعارف حفاظتِ موسیٰ کے لئے خدائی نظام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی آمد اور تعمیلِ حکم

فرعون سے اس کی بیوی کا کلام

ماخذ ① یہاں وراثت سے مراد ثمرۂ کی میراث نہیں کیونکہ مومن کافر کا وارث نہیں ہوتا بلکہ اس کے صحیح مفہوم میں سے یہ مطلق موت سے بعد اس کی حکومت کا ختم ہونا مراد ہے۔ ② آیت میں لیکون لفظ لام عاقبت ہے اور "لام عاقبت" کہتے ہیں اور آیت کا معنی یہ ہے کہ فرعون کے گھر والوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اٹھایا اور ان کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ان کیلئے دشمن اور غم کا باعث بنے گا ③ فرعون کی بیوی یہ بہت نیک خاتون تھیں انبیاء علیہم السلام کی ماں تھیں غریبوں اور مسکینوں پر رحم و کرم کرتی تھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کی وجہ سے فرعون نے آپ پر بہت ظلم کیا چاہ مکن نے آپ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر سینے پر بھاری چکی رکھ دی اور اسی حال میں تھیں تخت و تاج چھوڑ کر آپ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے جنت میں گھر بنانے اور فرعون کے نظام سے نجات کی دعا کی جو قبول ہوئی اور اسی حال میں اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمائی۔

أَنْ يَّنْفَعَنَآ أَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝١١ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ

یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور وہ بے خبر تھے ۝١١ اور صبح کے وقت موسیٰ کی ماں کا دل

مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰي قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ

بے قرار ہو گیا بالکل قریب تھا کہ وہ اسے ظاہر کر دیتی اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کرتے کہ وہ ہمارے وعدے پر

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٢ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۚ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّ

یقین رکھنے والوں میں سے رہے ۝١٢ اور اس کی ماں نے اس کی بہن سے کہا اس کے پیچھے چلی جا تو وہ اسے دور سے دیکھتی رہی اور

هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝١٣ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ

ان (فریقوں) کو خبر نہ تھی ۝١٣ اور ہم نے پہلے ہی سے یہاں اس پر حرام کر دی تھیں تو موسیٰ کی بہن نے کہا کیا

اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۝١٤ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى

میں تمہیں ایسے گھر والے بتادوں جو تمہارے لئے بچہ کی پرورش کریں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں ۝١٤ تو ہم نے اسے

اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ

اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ غم نہ کھائے اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے

لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝١٥ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ ع ١٠

لیکن ان میں اکثر لوگ نہیں جانتے ۝١٥ اور جب موسیٰ اپنی جوانی کو پہنچے اور جوان ہو گئے تو ہم نے اسے

شان نزول: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی بیقراری کا اعلان کیا — والدہ کی بیٹی کو تاکید

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھ کا ٹھنڈا ہونا — حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے پاس واپسی اور اس کی تسلی

جوانی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکمت عطا کی

حل لغات: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہلے ہی منع کر دیا تھا کہ وہ اپنی والدہ کے علاوہ کسی اور کا دودھ نہ قبول فرمائیں۔ چنانچہ جس قدر دائیاں حاضر کی گئیں ان میں کسی کا دودھ آپ علیہ السلام نے نہ لیا۔ پھر آپ کی ہمشیرہ نے مشورہ دے کر والدہ کو بلوا دیا گیا تو ان کا دودھ نوش فرمایا۔ یہ اور دودھ پلانے کی مدت دیکھ کر آپ نے گھر جانے کی اجازت دی چنانچہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے مکان پر لے آئیں اور وعدہ الٰہی پورا ہوتے دیکھ کر انہیں اطمینان کامل ہوا۔

حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝١٤ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ

حکمت[1] اور علم عطا فرمایا[2] اور ہم نیکوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں[3] ۝ اور شہر میں داخل ہوا[4] جبکہ

عَلٰي حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۡ هٰذَا

شہر کے لوگ بے خبر تھے[5] تو اس میں دو مردوں کو لڑتے ہوئے پایا[6] ایک

مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَي

موسیٰ کے گروہ سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں میں سے تھا تو جو موسیٰ کے گروہ میں سے تھا اس نے موسیٰ سے اپنے مخالف پر مدد مانگی

الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۭ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ

جو اس کے دشمنوں میں سے تھا تو موسیٰ نے اس کے گھونسا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا[7] کہا یہ[8] شیطان کی طرف سے

الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ۝١٥ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ

ہوا بیشک وہ کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے[9] ۝ موسیٰ نے عرض کیا اے میرے رب میں نے اپنی جان پر زیادتی کی تو مجھے بخش دے[10]

ربط: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور قبطی کے قتل کا واقعہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہِ الٰہی میں عاجزی و انکساری

ترجمہ: [1] یہ آیت میں "حکم" سے مراد نبوت نہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت مدین سے مصر آتے ہوئے راستہ میں عطا ہوئی تھی۔ [2] یہاں "علم" سے مراد علم دین ہے جو استاد کے واسطے کے بغیر عطا ہوا تھا اور یہ علم آپ علیہ السلام کو نبوت عطا کیے جانے سے پہلے دیا گیا تھا۔ [3] شہر میں پوشیدہ طور پر داخل ہونے کا سبب یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حق کا پیروں اور فرعون اور فرعونیوں کی گمراہی کا رد اور فرعونیوں کے دین کی مخالفت شروع ہو گئی تھی۔ جب اس بات کا چرچا ہوا تو فرعونیوں نے آپ علیہ السلام کی تلاش شروع کر دی اس لئے آپ کسی بستی میں داخل ہوتے تو بہت وقت داخل ہوتے جب وہاں کے لوگ غفلت میں ہوں۔ [4] یہ اشارہ قبطی سے سرزد ہونے والے قتل کی طرف ہے یعنی قبطی کا سرزد ہونے والا قتل۔ [5] یہ اشارہ قبطی کے قتل کی طرف ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلا ارادہ ہو گیا۔ [6] یہ کام (بظاہر) شیطان کی طرف سے ہوا۔ [7] یہ اشارہ اس قتل کی طرف ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلا ارادہ ہو گیا یعنی قبطی کو قتل کرنے کا کام (بظاہر) شیطان کی طرف سے ہوا۔ [8] یہ کلام علیہ السلام معصوم ہیں ان سے گناہ نہیں ہوتے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبطی کو مارنا دراصل ظلم دور کرنا اور مظلوم کی امداد کرنا تھا اور یہ کام دین میں کبھی گناہ نہیں پھر بھی اپنی طرف تقصیر منسوب کرنا اور عاجزی و انکساری کرتے ہوئے استغفار چاہنا، اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کا شیوہ ہے۔

لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ

تو اس نے بخش دیا بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے ۝ عرض کی اے میرے رب تو نے میرے اوپر جو احسان فرمایا ہے اس کی قسم کہ اب میں

اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝ فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي

میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا ۝ پھر موسیٰ نے شہر میں ڈرتے ہوئے صبح کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ

اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ فَلَمَّآ

وہ جس نے کل ان سے مدد مانگی تھی فریاد کر رہا ہے تو موسیٰ نے اس سے فرمایا بیشک تو صریح گمراہ ہے ۝ تو جب

اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ

ان دونوں کے دشمن کو پکڑنا چاہا جو ان دونوں کا دشمن تھا تو وہ بولا اے موسیٰ کیا تم مجھے اسی طرح قتل کرنا چاہتے ہو

كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۚ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَ

جیسے تم نے کل ایک شخص کو قتل کیا تم تو یہی چاہتے ہو کہ زمین میں زبردست بن کر رہو اور

مَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ

تم اصلاح کرنے والوں میں سے نہیں ہونا چاہتے ۝ اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک (مومن) شخص دوڑتا ہوا آیا

ف ۱ سرزمین کا قبطی سے پہلا مقصد اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تنبیہ سرزنش کی حماقت سے نشانہ باز

مردِ مومن کی طرف سے فرعونیوں کے مشورے کی خبر

ف ۲ مجرموں کا مددگار نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اب میں فرعون کے ساتھ نہیں ہوں گا یا کسی کے ساتھ مل کر لوگوں پر ظلم میں اس کی تائید کی کبھی نہیں کروں گا ۔ ف ۳ صبح کے وقت آپ علیہ السلام کو مرادیہ بھی ہو سکتا ہے کہ رات کو لوگوں سے لڑتا رہا، اپنے آپ کو بھی مصیبت میں ڈالتا رہا۔ اپنے مددگاروں کو بھی، تو کیوں ایسے موقع سے نہیں بچتا اور یوں قصاص نہیں کرتا ؟ ف ۴ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اور اسرائیلی کے مشترکہ دشمن کو پکڑنا چاہا تو اسرائیلی مراد غلطی سے یہ سمجھا کہ آپ علیہ السلام مجھے مارنا چاہتے ہیں یہ سمجھ کر وہ بولا اے موسیٰ علیہ السلام کیا تم مجھے ویسے ہی قتل کرنا چاہتے ہو جیسے کل تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ تم تو سرزمین مصر میں زبردستی رہنے والا بننا چاہتے ہو اصلاح کرنے والا نہیں ۔ موسیٰ سے فرعونیوں کا کل کے مقتول کے قاتل حضرت موسیٰ علیہ السلام ہونے کی اطلاع دینا کہ فرعون نے آپ علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا اور لوگ آپ علیہ السلام کی تلاش میں نکل گئے

يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ

کہا اے موسیٰ بیشک دربار والے آپ کے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں تو آپ نکل جائیں بیشک میں آپ کے

النّٰصِحِيْنَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۚ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ

خیر خواہوں میں سے ہوں ۝ پھر موسیٰ شہر سے ڈرتے ہوئے نگاہ رکھتے ہوئے نکلے موسیٰ نے عرض کی اے میرے رب مجھے

الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ ع

ظالموں سے نجات دیجئے ۝ اور جب وہ مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو کہا قریب ہے میرا رب مجھے سیدھا

السَّبِيْلِ ۝ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۙ وَ

راستہ بتادے گا ۝ اور جب وہ مدین کے پانی پر تشریف لائے تو وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ پانی پلا رہے ہیں اور

وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى

ان کے پیچھے دو عورتوں کو دیکھا کہ اپنی بکریوں کو روکے کھڑی ہیں ۝ موسیٰ نے فرمایا تم دونوں کا کیا حال ہے انہوں نے کہا ہم پانی نہیں پلاتیں

يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۭ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ

جب تک چرواہے اپنا (جانور) پھیر نہ لے جائیں اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں ۝ تو موسیٰ نے ان دونوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سایہ کی طرف پھرے اور عرض

شانِ نزول: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدین کی طرف ہجرت — حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین آمد اور بکریوں کو پانی پلانا

تفسیر: (۱) صورتحال کا علم ہونے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شہر سے ہجرت کرنے کا ارادہ کر لیا اور یہاں سے مدین کی طرف روانہ ہو گئے۔ مدین عرب کا وہ علاقہ ہے جو فرعون کی مملکت سے باہر تھا اور اس کے علاوہ آباد بھی تھا اور قریب بھی تھا اس لئے حضرت شعیب علیہ السلام وہیں بھیج گئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خطرناک جگہ سے نکل جانا اور جان بچانے کی تدبیر کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سہولت پر عمل کرنا اور تدبیر اختیار کرنا خلافِ توکل نہیں۔ (۲) اس واقعے کا خلاصہ یہ ہے کہ مدین پہنچنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک کنویں پر تشریف لائے۔ یہاں لوگ جانوروں کو پانی پلا رہے تھے اور کنویں کی دوسری جانب عورتیں اپنی بکریوں کو روکے کھڑی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ عورتیں بھی بکریوں کو پانی پلانا چاہتی ہیں لیکن مرد زیادہ ہونے کی وجہ سے انہیں موقع نہیں ملتا اور ان کے والد بہت بوڑھے ہیں جو خود نہیں آسکتے۔ آپ علیہ السلام کو ان پر رحم آیا اور قریب موجود بڑے کنویں سے پانی نکال کر بکریوں کو پلا دیا۔ پھر آپ ایک درخت کے سایہ میں تشریف لے گئے اور بارگاہِ الٰہی میں کھانے کے لئے دعا کی۔

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَی

کی اے میرے رب میں اس چیز کا جو تو میری طرف نازل کرے محتاج ہوں جو تو میرے لیے بھیجے ہے ○ تو ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک حضرت موسیٰ کے

اسْتِحْیَآءٍ ۫ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ

پاس شرم سے چلتی ہوئی آئی کہا کہ میرے والد آپ کو بلاتے ہیں تاکہ آپ کو اس کام کی مزدوری دیں جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے تو جب

وَ قَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۫ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵﴾

موسیٰ ان کے والد کے پاس گئے اور ان سے اپنا واقعات بیان کیے ان سے کہا کہ آپ غم نہ کیجئے آپ ظالموں سے نجات پا چکے ○

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ

ان میں سے ایک نے کہا اے میرے باپ ان کو مزدور رکھ لیجئے آپ کا بہتر نوکر وہ ہوگا جو طاقتور

الْاَمِیْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤی اَنْ

اور امانتدار ہو ○ انہوں نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ میں تمہارا نکاح کر دوں بشرطیکہ

تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ

تم آٹھ سال تک میری ملازمت کرو پھر اگر تم دس سال پورے کر دو تو وہ احسان تمہاری طرف سے ہوگا اور میں تمہیں

اَشُقَّ عَلَیْكَ ؕ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَ

مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا ان شاء اللہ عنقریب تم مجھے نیکوں میں سے پاؤ گے ○ موسیٰ نے جواب دیا یہ میرے اور

نوٹ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شعیب علیہ السلام میں حاضری — دختر شعیب کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متعلق عرض

حضرت شعیب علیہ السلام کی طرف سے نکاح کی پیشکش — حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب سے پیشکش کی منظوری

حاشیہ: ۱ گھر واپس آنے کے بعد دونوں صاحبزادیوں نے اپنے والد سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایثار و احسان کا ذکر کیا تو ان میں سے ایک صاحبزادی نے فرمایا کہ جائیے اور ان نیک مرد کو میرے پاس بلا لائیے تاکہ ہم اس احسان کا بدلہ دیا جا سکے چنانچہ وہ شرم و حیا سے چلتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں اور اپنے والد محترم کا پیغام پہنچایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کی ملاقات کے ارادے سے چلے اور ان ملاقات میں انہیں اپنے تمام واقعات بیان کیے تو انہوں نے تسلی دی۔

بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ

آپ سے درمیان (معاہدہ) ہے میں ان دونوں میں سے جو بھی مدت پوری کروں (مجھ پر) کوئی زیادتی نہیں ہوگی اور جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اس پر اللہ

وَكِيْلٌ ۝٢٨ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ

نگہبان ہے ○ پھر جب موسیٰ نے (اپنی) مدت پوری کر دی اور اپنی بیوی کو لے کر چلے تو کوہ طور کی طرف

نَارًا ۭ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ

ایک آگ دیکھی۔ آپ نے اپنی گھر والی سے کہا تم (یہیں) ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں یا تمہارے لیے

مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝٢٩ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي

کوئی آگ کی چنگاری لاؤں تاکہ تم (اس سے) گرمی حاصل کرو ○ پھر جب آگ کے پاس آئے تو داہنی جانب کی میدان کے بابرکت

الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّىْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٣٠ وَاَنْ

جگہ سے ایک درخت سے آواز دی گئی اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں سارے جہانوں کا پالنے والا ہوں ○ اور یہ

اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى

کہ اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈال دے پھر جب اسے دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح لہرا رہی ہے تو پیٹھ پھیر کر پیچھے ہٹتے ہوئے بھاگے موسیٰ (ہمارا حکم ہوا) اے موسیٰ

اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۭ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝٣١ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ

سامنے آؤ اور ڈرو نہیں بیشک تم امن والوں میں سے ہو ○ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو تو

حل لغات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر کی طرف سفر — جانب طور آگ کا مشاہدہ — وہ طور جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا گیا

عصا سے موسیٰ کے سانپ بننے کا معجزہ اور اس کی مشابہت کا اثر — بغل پر ہاتھ کا معجزہ اور خوف کی دوری

حل: کہتے ہیں کہ یہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صرف اپنے مبارک کانوں ہی سے نہیں بلکہ اپنے جسم اقدس کے ہر ہر جزو سے سنا اور جب آپ علیہ السلام نے سر بسجود ہو کر عرض کیا کہ الٰہی تو جانتا ہے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی قدرت نہیں اور بیشک جو کلام یہاں سے سنا ہے اس کا متکلم اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزات عطا کیے گئے جن کی تفصیل اگلی آیات میں موجود ہے

بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ

دو بغیر کسی برص کے سفید چمکتا ہوا نکلے گا اور خوف دور کرنے کیلئے اپنا ہاتھ اپنے ساتھ ملالو تو تیرے رب کی طرف سے

مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ

فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف یہ دو روشن دلیلیں ہیں بیشک وہ نافرمان لوگ ہیں ○ موسیٰ نے عرض کی اے میرے رب میں

قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ

نے ان میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا تو مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے ○ اور میرے بھائی ہارون[3] ان کی زبان مجھ سے زیادہ

لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ ۖ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ

صاف ہے تو اسے میری مدد کے لیے میرا ساتھی بنا کہ وہ میری تصدیق کرے[1] بیشک مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے ○ اللہ نے فرمایا

سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ

عنقریب ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے دے کر قوت دیں گے اور تم دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے تو وہ تمہارے دشمنوں کے سبب تم دونوں کا

بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ

کچھ نقصان نہ کر سکیں گے تم دونوں اور تمہارے پیروی کرنے والے غالب رہیں گے[2] پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں لے کر آئے

معانی القرآن

خلاصہ: بارگاہِ الٰہی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عرض — عرضِ موسیٰ پر تقویت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی

فرعونیوں کی معجزاتِ موسیٰ کی مخالفت

مسائل: ① اس خوف کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ ہاتھ کی چمک دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خوف پیدا ہوا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے وہی خوف مراد ہے جو سانپ کو دیکھنے سے پیدا ہوا تھا جسے آیت میں بیان کئے گئے طریقے سے دور کر دیا گیا۔ ② حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے اور بچپن میں فرعون سے ہاں انکار وغیرہ میں کھانے کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان شریف میں لکنت تھی جس کے آپ نے دعا فرمائی کہ میرے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے یعنی ان میں لکنت نہیں رہی وہ اچھی بات کرتے ہیں۔ ③ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کے پیاروں کی مدد دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے لہٰذا یہ شرک نہیں ہے۔

قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَ

وہ بولے یہ تو نہیں مگر بنا ہوا جادو[ع] اور ہم نے سنا نہ تھا یہ اگلے باپ دادوں میں[ع] کہا موسیٰ نے اور

قَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ

موسیٰ نے کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لائے اور جس کے لیے آخرت کا گھر کیا (اچھا) انجام

الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ

ہوگا بیشک ظالم کامیاب نہیں ہوں گے[ع] اور فرعون نے کہا اے درباریو میں تمہارے لیے

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ

اپنے سوا کوئی معبود نہیں جانتا تو اے ہامان میرے لیے گارے پر آگ جلا پھر میرے لئے ایک اونچا محل بنا شاید میں

اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٣٨﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ

موسیٰ کے خدا کو جھانک لوں[ع] اور بیشک میں تو اسے جھوٹوں میں سے ہی سمجھتا ہوں[ع] اور اس نے اور اس کے لشکریوں نے

فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٣٩﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ

زمین میں بے حق تکبر کیا اور وہ سمجھے کہ انہیں ہماں طرف پھرنا نہیں[ع] تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو

فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً

پھر دریا میں پھینک دیا تو دیکھ ظالموں کا کیسا انجام ہوا[ع] اور انہیں ہم نے پیشوا بنا دیا

ف ۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب — فرعون کا درباریوں سے خطاب و تکبر عادت کا ذکر

ف ۲ فرعون اور اس کے لشکریوں کا ناحق تکبر — فرعون اور فرعونیوں کے باطل تکبر کا دنیا اور آخرت میں انجام

لغات یہ فرعونیوں کے معجزات کا انکار ہے یعنی انہیں جادو قرار دیا ہے ان کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح جادو کی تمام اقسام باطل ہوتی ہیں اسی طرح معاذ اللہ یہ معجزات بھی ہیں۔ فرعون نے یہ گمان کیا تھا (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ سے بھی مکان ہے۔ ۱۲ منہ قسم ہے کہ اس تکلیف پہنچانا اس کے لئے ممکن ہوگا اس لئے کہ اس سے بدون وعلامت بنانے کا حکم یا اور اپنے ارادے کا اظہار ہے ۱۲ منہ ③ حدیث پاک میں ہے "تکبر حق کی مخالفت کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے" (مسلم، ص ۶۵، حدیث ۱۴۷، ۱۴۸) یہ وہ عنوان ہے جس کیلئے یہ ساری داستان بیان کی گئی کہ گزشتہ قوموں کے واقعات اور ان کے عروج و زوال سے عبرت حاصل کی جائے۔ دنیا کی حالت کو سمجھا جائے۔ ہمیں بھی قرآن کے واقعات کو عبرت کی نگاہ سے پڑھنا چاہئے۔

يَدْعُوْنَ اِلَى الشَّرِّ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا

کہ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی ○ اور ہم نے ان کے پیچھے

لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ ع

لعنت لگا دی[1] اور قیامت کے دن وہ قبیح حالت والوں میں سے ہوں گے ○ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اس کے

بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ

بعد کہ ہم نے پہلی قوموں کو ہلاک فرمایا لوگوں کے دلوں کی بصیرت کے لئے اور ہدایت اور رحمت کے لئے تاکہ

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٣﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَ

وہ نصیحت حاصل کریں ○ اور تم[2] اس وقت طور کی مغربی جانب میں نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا اور

مَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَ

اس وقت تم موجود بھی نہ تھے ○ لیکن (وہ یہ کہا کہ) ہم نے بہت سی قومیں پیدا کیں تو ان کی عمریں لمبی ہو گئیں اور

مَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿٤٥﴾

تم اہل مدین میں ان پر ہماری آیتیں پڑھتے ہوئے مقیم تھے لیکن ہم رسول بھیجنے والے ہیں ○

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا

اور تم اس وقت طور کے کنارے پر نہ تھے جب ہم نے (موسیٰ کو) ندا فرمائی، لیکن تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے[3] تاکہ تم ایسی قوم کو ڈر

لغات عظمت نبوت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اثبات اور جنت کا تصور

حاشیہ [1] اس کا معنی یہ ہے کہ دنیا میں فرعون اور اس کی قوم پر موت کے بعد لعنت لازم فرمائی [2] یہاں سے دو احکام بیان کیے جا رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرمائے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ان واقعات کی تفصیل فرمائی اور ان کی بھی علوم کے ساتھ خاص فرمایا جو آپ نہیں جانتے تھے [3] اس کا معنی یہ ہے کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات کے وقت آپ موجود نہیں تھے اور یہ واقعات کسی کتاب سے آپ نے پڑھے گئے تھے لیکن ہم نے آپ کو مبعوث فرمایا اور ان واقعات کی خبریں آپ کو دیں تاکہ جن لوگوں کی طرف آپ کو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے تاکہ آپ عذاب الٰہی سے ڈرائیں اور ان کے سامنے آپ کی نبوت پر دلیل قائم ہو [4] کس قوم سے مراد اہل مدین ہیں ان کے پاس بھی رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نبی رسول تشریف لائے۔

مَآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ

تمہارے پاس تمہارے پہلے ولی نہ آئے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان کو

مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا

ان کے اعمال سے کوئی مصیبت پہنچے تو یہ کہنے لگیں کہ اے ہمارے رب تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا

فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا

کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان والوں میں سے ہوتے ﴿٤٧﴾ پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا

قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ۭ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ

تو لوگوں نے کہا کہ انہیں ایسا کیوں نہ دیا گیا جیسا موسیٰ کو دیا گیا تھا کیا یہ لوگ اس کے منکر نہیں ہوئے جو پہلے موسیٰ کو دیا گیا

قَبْلُ ۡ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۡ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ

تھا انہوں نے کہا دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور انہوں نے کہا ہم تو ان سب کے منکر ہیں ﴿٤٨﴾ تم فرماؤ

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٩﴾ فَاِنْ لَّمْ

کہ تم کوئی کتاب اللہ کے پاس سے لاؤ جو ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت والی ہو میں اس کی پیروی کروں گا ﴿٤٩﴾ پھر اگر

يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ۭ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ

وہ تمہاری بات نہ مانیں تو جان لو کہ وہ اپنی خواہشوں ہی کی پیروی کر رہے ہیں ﴿٥٠﴾ اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو اللہ کی طرف

مفردات: کتاب پر ایمان لانا — کتاب کہ انبیاء میں سے کسی ایک پر نازل ہوئی اور اس کا مجموعہ

نظر قرآن سے ایک مطالبہ — ہدایت کی پیروی سے اللہ کی خواہش کی پیروی کا بیڑہ ہے

حاشیہ ﴿١﴾ نظر قرآن سے یہودیوں سے معلوم ہوا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سابقہ کتابوں میں ولی خبر ہے؟ یہاں سے یہاں میں جو جواب دیا تو کہا قریش نے کہ توراۃ اور قرآن دونوں جادو اور ایک دوسرے کی مدد گار ہیں ﴿٢﴾ یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ مشرکوں سے کہہ دیں کہ اگر تم توراۃ و قرآن کا انکار کرتے ہو تو کچھ جادو کہتے ہیں۔ اچھا تو پھر اللہ تعالیٰ کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت والی ہو وہ آپ کے اتباع و قبول کریں اور اس کتاب سے ہدایت لیں تو آپ جان لیں کہ یہ کفر کی جس راہ پر ہیں اس کی ان کے پاس کوئی حجت نہیں ہے اور اس وہ اپنی خواہشوں ہی کی پیروی کر رہے ہیں حالانکہ اس سے بڑھ کر گمراہ کوئی نہیں جو خلاف ہدایت اپنی خواہشوں کی پیروی کرے۔

هُوَ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٠﴾

سے ہدایت کے غیر اپنی خواہش کی پیروی کرے بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ○

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥١﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

اور بیشک ہم نے ان کے لیے وقتاً فوقتاً مسلسل بھیجا تاکہ وہ نصیحت مانیں ○ جن لوگوں کو ہم نے

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ

ان کو قرآن سے پہلے کتاب دی وہ اس پر یہ قرآن پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے

اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿٥٣﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ

بیشک یہی ہمارے رب کے پاس سے حق ہے ہم تو قرآن سے پہلے ہی فرمانبردار ہو چکے تھے ○ ان لوگوں کا

اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا

دگنا بدلا دیا جائے گا کیونکہ انہوں نے صبر کیا اور برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ

میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں ○ اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لیے

اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۫ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿٥٥﴾ اِنَّكَ

ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں تم پر سلام ہم جاہلوں کا ساتھ نہیں چاہتے ○ بیشک ایسا نہیں ہے تم

شان نزول قرآن مجید بتدریج نازل کرنے کی ایک حکمت ۔ صحابہ اہل کتاب کا ایمان لانا اور ان کی تحسین

موحدین اہل کتاب کو گنے چنے لوگ بشارت ۔ صحابہ اہل کتاب کا ۔ ہدایت کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے

ربط ۱ اس آیت میں قرآن مجید دیکھا گیا ہے کہ اس حکمت بیان ہوئی کہ ہم نے کفار قریش کے لیے اپنا کلام مسلسل بھیجا جس میں جنت کے عذاب جہنم کی وعید سابقہ قوموں کے واقعات عبرتوں اور عبرتوں پر مشتمل آیات نازل ہوئیں تاکہ یہ لوگ باز آئیں نصیحت حاصل کریں اور ایمان لائیں ۲ یہ یقینی بات ہے قرآن پاک کو پڑھا جاتا ہے تو اہل کتاب نصیحت حاصل کرتے ہوئے ایمان لے آتے ہیں ۳ برائی کو بھلائی سے دور کرنے سے مراد طاعت سے معصیت کو یاد علم سے جہالت دلیل و حجت الٰہی کی گواہی دے کر شرک کو رد کرنا ہے۔

لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾

تم جسے چاہو اسے اپنی طرف سے ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے

وَقَالُوْۤا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ

اور کہتے ہیں کہ اگر ہم تمہارے ساتھ اس ہدایت کی پیروی کریں تو اپنی زمین سے اچک لیے جائیں گے کیا ہم نے

حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰۤى اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

انہیں امن والی جگہ حرم میں ٹھکانہ نہیں دیا جس کی طرف ہر چیز کے پھل لائے جاتے ہیں جو ہماری طرف کا رزق ہے لیکن ان میں کے

لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِیْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ

جانتے نہیں اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کر دیئے جو اپنے عیش پر اترانے لگے تھے تو یہ ان کے مکانات ہیں

لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِیْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِیْنَ ﴿۵۸﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ

جن میں ان کے بعد بہت کم رہائش رکھی گئی اور ہم ہی وارث ہیں ۝ اور تمہارا رب

شان نزول (اطاعتِ رسول میں پیشِ نقصان سمجھنے والوں کو جواب) سابقہ قوموں کے عام سے کفار قریش کو تنبیہ

(قوموں کی تباہی سے متعلق قانونِ الٰہی)

ترجمہ ۱ مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی اور اس کا معنی یہ ہے کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے چچا کے ایمان نہ لانے کا غم نہ کریں آپ اپنا تبلیغ کا فریضہ ادا کریں ہدایت دینا اور دلوں میں ایمان کا نور پیدا کرنا آپ کا فعل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور اسے خوب معلوم ہے کہ یہ دعوت کون قبول کرے گا اور کون نہیں۔ ۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت سے نفی سے مراد یہ ہے کہ آپ ذاتی طور پر کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے یعنی کسی کے دل میں ہدایت پیدا نہیں کر سکتے یہ صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے ہاں اللہ تعالیٰ کے علم و عطا سے آپ ہدایت کی طرف دعوت دیتے ہیں جیسا کہ سورۂ شوریٰ کی آیت ۵۲ میں فرمایا "اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ" بیشک تم سیدھے راستے کی طرف ہدایت فرماتے ہو البتہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سے دل کفر سے ایمان کی طرف پلٹ سکتے ہیں، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار شیبہ بن عثمان سے چابی پر اکٹھا دار اور ہر بار یہ دعا کی اے اللہ شیبہ کو ہدایت عطا فرما سے تیسری مرتبہ میں حبیب رحمۃ اللہ تعالیٰ شیبہ کی نظر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ اور دل محبوب سے زیادہ پیارا ہو گئے (معجم کبیر ج ۲۹۸/۱ حدیث ۸۰۱) ۳ نبی علیہ السلام کی اطاعت سے کفر نصیب ہوتا ہے ان کی مخالفت سے ہدایت ہوتی ہے اس کے برعکس سمجھنا کہ اطاعت سے بدامنی ہوگی اور مخالفت سے امن ملے گا کفار کا طریقہ ہے جیسا کہ آیت میں اللہ نے یہاں حدیثہ پیش کیا ہے۔

مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا

شہروں کو ہلاک کرنے والا نہیں ہے جب تک ان کے مرکزی شہر میں ہیں بھیج جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے اور ہم

مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ

شہروں کو ہلاک کرنے والے نہیں ہیں مگر جب کہ وہاں کے رہنے والے ظالم ہوں ﴿٥٩﴾ اور تمہیں جو کچھ چیز دی گئی ہے تو

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٠﴾

یہ دنیا کی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے اور جو ثواب اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے تو کیا تم سمجھتے نہیں ﴿٦٠﴾

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ

تو وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہو پھر وہ اس کو پانے والا ہو کیا اس شخص جیسا ہے جسے ہم نے دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٦١﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ

کا سامان دیا ہو پھر وہ قیامت کے دن گرفتار کر کے حاضر کیے جانے والوں میں سے ہو ﴿٦١﴾ اور جس دن ان کو پکارے گا تو کہے گا

اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ

کہاں ہیں میرے وہ شریک جنہیں تم سمجھتے تھے ﴿٦٢﴾ وہ لوگ جن پر قول ثابت ہو چکا ہے وہ کہیں گے

رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۡ مَا كَانُوْٓا

اے ہمارے رب یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے گمراہ کیا ہم نے انہیں ایسے ہی گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے تھے ﴿٦٣﴾ ہم آپ کے سامنے بیزار ہوتے ہیں یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے

ترجمہ دنیا و آخرت کی نعمتوں کا تقابل — مومن اور کافر برابر نہیں

مرنے کے بعد قیامت کے دن مومن اور کافر کے انجام کا بیان — ہدایت

تشریح یہاں بطور خاص نظارہ سے اور عمومی طور پر قرآن سے لوگوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ دنیا کی جو کچھ بھی آسائشیں ہیں وہ دنیا کی زندگی کا سازوسامان اور اس کی زینت ہے جس کی حقیقت تھوڑی ہے اور آخرکار فنا ہونا ہے جبکہ ثواب اور خزانے صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں کیونکہ جنت تمام پریشانیوں سے محفوظ اور ہر غم سے آزاد ہے تو کیا تمہیں یہ سمجھ نہیں کہ بہتر اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کو فنا ہونے والی نعمتوں پر ترجیح دو ﴿٦٠﴾ جسے اچھا وعدہ دیا گیا اس سے مومن اور دوسرے شخص سے کافر مراد ہے ﴿٦١﴾ اس سے ان کی مراد یہ ہوگی کہ جیسے ہم اپنے قصور سے گمراہ ہوئے اسی طرح یہ بھی اپنے قصور سے گمراہ ہوئے ہوں گے ہم نے تو صرف انہیں بہکایا تھا مگر انہوں نے بہکنا اختیار کیا ہم نے تو ان پر زبردستی نہیں کی تھی اس میں کوئی فرق نہیں۔

إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ﴿٦٣﴾ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَ

یہ تو ہماری عبادت کرتے تھے ○ اور ان سے کہا جائے گا[1] اپنے شریکوں کو پکارو تو وہ انہیں پکاریں گے تو وہ انہیں جواب نہ دیں گے اور

رَأَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا

یہ عذاب دیکھیں گے کہ کیا اچھا ہوتا کہ یہ ہدایت حاصل کرتے ○ اور جس دن اللہ انہیں ندا فرمائے گا تو فرمائے گا تم نے

أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿٦٦﴾

رسولوں کو کیا جواب دیا تھا؟[2] تو اس دن ان پر خبریں بند ہو جائیں گی[3] تو وہ ایک دوسرے سے نہیں پوچھیں گے ○

فَأَمَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَن يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾

تو وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا تو قریب ہے کہ وہ کامیاب ہونے والوں میں سے ہو گا ○

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ

اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے پسند کرتا ہے ان (مشرکوں) کا کچھ اختیار نہیں[4] اللہ

وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٦٩﴾

ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے ○ اور تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں ○

ربط مشرکین اور ان کے معبودوں کا حال — بیان قیامت مشرکین کی رسوائی

کلمات توبہ کرنے والے کے لئے بشارت — عظمت و شان الٰہی — علم کی وسعت

ملحوظہ بعض بتوں کے پجاریوں سے فرمایا جائے گا ان بتوں کو پکارو جنہیں تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے تھے تاکہ وہ تمہیں عذاب جہنم سے بچا لیں چنانچہ وہ ان بتوں کو پکاریں گے یعنی وہ نہیں جواب دیں گے۔ (2) یہ بات بھی ہو سکتی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت کفار کچھ بول نہ سکیں گے۔ انہوں نے رسولوں علیہم السلام کو کیا جواب دیا تھا اور کیسی وحی عذاب ان کے سامنے آئے گی جسے بطور جواب پیش کر کے وہ حجت پا سکیں۔ (3) ابن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بعثت کے لئے یوں منتخب فرمایا ہے اور یہ قرآن نہ ہوتا تو طائف کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ اتارا؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ سو یوں سمجھ لینا کہ کا بھیجنا ان لوگوں کے اختیار سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہے۔ اپنی حکمت وہی جانتا ہے کہ کس کی مرضی میں داخل ہے کی کیا مجال ہے

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ وَ

اور وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کے لیے تعریف ہے دنیا اور آخرت میں اسی کی چلتی ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ

اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ۝ تم کہو بھلا دیکھو کہ اگر اللہ تم پر قیامت تک ہمیشہ رات ہی رکھ دے تو

الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

اللہ کے سوا کون اور معبود ہے جو تمہارے پاس روشنی لائے گا کیا تم سنتے نہیں؟ ۝ تم کہو بھلا دیکھو کہ

اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ

اگر تم پر قیامت تک ہمیشہ دن ہی رہے تو اللہ کے سوا اور کون معبود ہے جو

يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ

تمہارے پاس رات لے آئے جس میں تم آرام کرو تو کیا تم سمجھتے نہیں؟ ۝ اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَ

رات اور دن بنائے کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرو ۝ اور

يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ وَنَزَعْنَا

جس دن اللہ انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جنہیں تم (میرا شریک) سمجھتے تھے ۝ اور ہم

لغات: ثم (پھر) — اتیکم (وہ تمہارے پاس لائے) — تسکنون (تم آرام کرتے ہو) — تبصرون (تم دیکھتے ہو) — تبتغوا (تم تلاش کرو) — تشکرون (تم شکر ادا کرو) — ینادیھم (وہ ان کو پکارے گا) — تزعمون (تم گمان کرتے تھے) — نزعنا (ہم نے نکالا)

ترجمہ: پھر قیامت کے دن وہ انہیں رسوا کرے گا (اور) فرمائے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم گمان کرتے تھے۔ اور ہم

حاشیہ: ۝ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے تاکہ تم رات میں آرام کرو اور دن بھر کی محنت و مشقت سے ہونے والی تھکن دور کرو اور دن میں روزی تلاش کرو جو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور تم پر معاشی دشواری نہ آنے پائے۔ اور تم پر یہ رحمت فرمانے کی حکمت یہ ہے کہ تم اس کی نعمتوں سے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا حق پہچانو۔ اس کی وحدانیت کا اقرار کرو اور صرف اسی کی عبادت کرکے اس کی نعمتوں کا شکر بجا لاؤ۔

مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ

ہر امت میں سے ایک گواہ نکال لیں گے[1] پھر فرمائیں گے اپنی دلیل لاؤ[2] تو جان لیں گے کہ حق اللہ ہی کیلئے ہے اور ان سے ان کا

ع مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ

بنایا ہوا جھوٹ گم ہو جائیں گے ﴿٧٥﴾ بیشک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر اس نے قوم پر زیادتی کی اور ہم نے اس کو

مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۚ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ

اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں (بھی) بہت طاقتور جماعت پر بھاری تھیں[3] جب اس سے اس کی قوم نے کہا[4]

لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ

اترا نہیں بیشک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا[5] ﴿٧٦﴾ اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس کے ذریعے آخرت کا گھر

الْاٰخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۚ وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۖ وَ

طلب کر اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول[6] احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور

لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٧٧﴾ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ

زمین میں فساد نہ کر بیشک اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا[7] ﴿٧٧﴾ (قارون نے) کہا یہ تو مجھے

خلاصہ قارون کی سرکشی اور اس نے غریبوں کا ستایا قارون کو بہت لوگوں کی نصیحتیں

قارون کا جواب اور اللہ تعالیٰ کی تنبیہ

حاشیہ (1) یہ گواہ اس امت کے نیک لوگ ہوں گے اور وہ پہلی تمام امتوں پر اس بات کی گواہی دیں گے کہ انہوں نے ان کو اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچائے اور سچی نصیحتیں کیں۔ (2) قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا یصہر کا بیٹا تھا، انتہائی خوب صورت اور حسین شخص، اللہ کی وحی سے موسیٰ کلیم اللہ کے بعد سامری کے ساتھ تورات کا سب سے بہتر قاری تھا، تاہم دولت کی ہوس میں بہت جابر، ظالم اور بداخلاق تھا، دولت ہاتھ آنے کے بعد اس کا حال بدل گیا اور یہ بھی سامری کی طرح منافق ہو گیا، اس سے بچنے کی تلقین کرتے تھے کہ ان کی چاپلوسی اختیار نہ کرے جو جماعت پر بھاری پڑتا تھا۔ (3) یہاں قوم سے مراد بنی اسرائیل کے مومن حضرات ہیں۔ (4) عربی لغت میں "فرح" کا حقیقی معنی بے خوشی ہونے کے ہیں اس سے مراد تکبر سے طور پر خوش ہونے کے لیے گئے ہیں یا ہے کہ کسی کی خوشی میں اللہ کا شکر ادا نہ کرنا اور فکر کی خوشی عبادت سے جرم کرنے خوش ہونا حرام جیسے عبادت کے خوش ہونا بہتر ہے ناجائز طریقے سے خوشی منانا حرام ہے جیسے خوشی میں باجا گانے کی محفل سجانا لیکن عام طور سے خوشی منانا چاہے جیسے خوشی میں صدقہ کرنا وغیرہ۔

عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ

یہ علم کی بنا پر ملا ہے جو میرے پاس ہے ؕ اور کیا یہ نہیں جانتا کہ اللہ نے اس سے پہلے وہ قومیں ہلاک کر دیں جو

اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ

زیادہ طاقتور اور زیادہ مال جمع کرنے والی تھیں اور مجرموں سے ان کے گناہوں کی پوچھ گچھ نہیں کی جائے گی ﴿۷۸﴾ تو وہ

عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ

اپنی قوم میں اپنی قوم کے سامنے نکلا تو دنیاوی زندگی کے طلبگار کہنے لگے کاش ہمیں بھی ویسا مل جاتا جیسا

اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ

قارون کو ملا بیشک یہ بڑے نصیب والا ہے ﴿۷۹﴾ اور جنہیں علم دیا گیا تھا انہوں نے کہا تمہاری خرابی ہو اللہ کا ثواب

اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ

بہتر ہے اس کے لئے جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے اور یہ نہیں دیا جائے گا جو صبر کرنے والے ہیں ﴿۸۰﴾ تو ہم نے اسے اور

بِدَارِهِ الْاَرْضَ ۟ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ وَمَا كَانَ

اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا ؕ تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کرتی اور نہ وہ

ترجمہ: قارون کا جاہ وجلال کچھ عوام کی تمنا علماء کی عوام کو تنبیہ و نصیحت

(قارون کا عبرتناک انجام)

حل لغات: ① اس سے یہ قوں کے مطابق علم یمیا مراد ہے جو قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حاصل کیا جس کے ذریعے سے وہ یہ علم وحکمت دولت وچاندی جیسا کہ اسے کو سونا بنایا جاتا تھا یا اس سے تجارت زراعت اور پیشوں کا علم مراد ہے۔ قارون کے ان تمام میں خود پسندی کا عنصر بالکل واضح ہے۔ یہ انتہائی مذموم ہے۔ حدیث پاک میں ہے خود پسندی سترسال کے اعمال برباد کر دیتی ہے۔ (کنز العمال ۲۸۵/۲ بحوالہ البیہقی، حدیث ۶۶۶۰) ② اس سے مراد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مجرموں کو سزا دینا چاہے تو سے ان کے گناہوں کی حاجت نہیں پڑتی۔ قارون کا حال جانتا ہے۔ سزا دینے میں جو پوچھ گچھ ہے وہ اس سے علاوہ ہے جو قیامت میں ہوگا اور وہ معلومات کیلئے نہیں بلکہ ذلت ورسوائی کے لئے ہوگا۔ ③ قارون اور اس کے حواریوں کے واقعہ میں عبرت حاصل کرنے کا تفصیلی واقعہ تفسیر صراط الجنان ج ۷ ص 328 پر ملاحظہ فرمائیں۔

مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿٨١﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ

خود اپنی مدد نہ کر سکا ﴿٨١﴾ اور گزشتہ کل جو لوگ اس کے مقام و مرتبہ کی آرزو کر رہے تھے وہ کہنے لگے کیا عجیب بات ہے کہ

اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا

اللہ اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے اگر اللہ ہم پر احسان نہ کرتا تو

لَخَسَفَ بِنَا ۚ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٢﴾ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ ع

ہمیں بھی دھنسا دیتا ہائے کیا عجیب بات ہے کہ کافر کامیاب نہیں ہوتے ﴿٨٢﴾ یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے بناتے ہیں جو

لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٨٣﴾ مَنْ جَآءَ

زمین میں تکبر اور فساد نہیں چاہتے اور اچھا انجام پرہیزگاروں ہی کیلئے ہے ﴿٨٣﴾ جو نیکی

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ

لائے گا اس کے لیے اس سے بہتر بدلہ ہے اور جو برائی لائے تو برائی کرنے والوں کو اتنا ہی بدلہ

اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٨٤﴾ اِنَّ الَّذِىْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۚ

دیا جائے گا جتنا وہ کرتے تھے ﴿٨٤﴾ بیشک جس نے آپ پر قرآن فرض کیا ہے وہ آپ کو لوٹنے کی جگہ ضرور واپس لے جائے گا ①

قُلْ رَّبِّىْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٨٥﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا

تم کہہ دو میرا رب خوب جانتا ہے جو ہدایت لایا ہے اور اسے بھی جو کھلی گمراہی میں ہے ﴿٨٥﴾ اور تم امید نہ رکھتے تھے ②

ترجمہ: ① کافروں کا انجام دیکھ کر تمنا کرنے والوں کی سی امید — جسے سے تحقیق لوگ

نیکی کے ساتھ فضل اور گناہگاروں کے ساتھ عدل کا معاملہ — حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ واپس لے جانے کی بشارت

ہدایت پانے اور گمراہ ہونے کو خوب معلوم کرنا — قرآن ملنے سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امید اور نہ ملنے کی تائید

حاشیہ: ① لوٹنے کی جگہ سے مراد مکہ مکرمہ ہے اور بعض مفسرین نے اس سے موت و قیامت اور جنت بھی مراد لی ہے۔ ② اس آیت کا معنی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے علاوہ اور جہت سے قرآن کی امید نہ رکھتے تھے یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں بظاہر خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو مراد آپ کی امت ہو اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ اے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو یہ توقع نہ تھی کہ کتاب یہ نازل کی جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اور اپنی طرف قرآن مجید جیسی عظیم نعمت نازل فرمائی

اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا

کہ تمہاری طرف کوئی کتاب بھیجی جائے گی لیکن تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے تو تم ہرگز کافروں کا

لِّلْكٰفِرِيْنَ ۘ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى

مددگار نہ ہونا اور ہرگز وہ تمہیں اللہ کی آیتوں سے نہ روکیں اس کے بعد کہ وہ تمہاری طرف اتاری جا چکی ہیں اور اپنے رب

رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۚ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

کی طرف بلاؤ اور ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہونا اور اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کی عبادت نہ کرنا اس کے سوا کوئی معبود

هُوَ ۭ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

نہیں ہر چیز فنا ہونے والی ہے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے ۝

۲۹ سورۃ العنکبوت ۸۵ مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝

الٓمّٓ ۝ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں صرف اتنی بات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور انہیں آزمایا نہیں جائے گا ۝

ف ۱ مسلمانوں کی آزمائش سے متعلق قانونِ الٰہی

ف ۱ اللہ تعالیٰ نے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں تمہاری طرف اتاری جا چکی ہیں تو ان کے بعد ہرگز تم کافروں کی مدد نہ کرنا اور ان کے معاشرے میں عام طور پر جو گمراہ کن باتیں ہیں ان کی طرف توجہ نہ دینا اور کسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرانا اور تم مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے پر ہمہ وقت کمربستہ رہنا اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی عبادت کرنے والوں کی مدد اور موافقت ہرگز نہ کرنا ان میں سے ہر جملہ (۲) بھی ہے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پہلے ہی طرح اب بھی عبادت کرتے رہیں اور اسی پر قائم رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی مستحق عبادت نہیں۔ (۳) مسلمانوں کا ان کی ایمان قوت کے مطابق امتحان لیا جاتا ہے۔ اس آزمائش میں مبتلا کرنا قانونِ الٰہی ہے۔ ہر مسلمان کو اپنے ایمان کی آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے آزمائش ان کے ایمان کے مطابق ہوتی ہے جو دین میں مضبوط ہوتا ہے سخت آزمائش ہوتی ہے اور جو دین میں کمزور ہوتا ہے اس کو اس کے دین کے حساب سے آزمائش کی جاتی ہے۔ بعض کے ساتھ یہ آزمائشیں ہمیشہ رہتی ہیں یہاں تک کہ دشمن ان پر اس طرح چلتا ہے کہ اس پر وہ گناہ نہیں ہوتا۔ (ابن کثیر، ۶/۴۱۲، ملخصاً)

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ

اور بیشک ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمایا تو ضرور اللہ انہیں دیکھے گا جو سچے ہیں اور ضرور جھوٹوں کو (بھی)

الْكٰذِبِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ

دیکھے گا ۝ یا (کیا) برے اعمال کرنے والوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم سے نہیں نکل جائیں گے، وہ کیا ہی برا

مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ

فیصلہ کرتے ہیں ۝ جو اللہ کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو بیشک اللہ کا مقرر کیا ہوا وعدہ ضرور آنے والا ہے اور وہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ

سننے والا جاننے والا ہے ۝ اور جو کوشش کرے تو اپنے ہی فائدے کیلئے کوشش کرتا ہے، بیشک اللہ سارے جہانوں سے

الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ

بے پروا ہے ۝ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو ہم ضرور ان سے ان کی برائیاں مٹا دیں گے اور

لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ

ضرور انہیں ان سے اچھے اعمال کا بدلہ دیں گے ۝ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ سے ساتھ اچھا سلوک کرنے

حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ

کی تاکید کی اور اسے ہمیشہ ہے، اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی بات نہ مان، میری ہی

تعارف آزمائش سے مراد ہر قسم کی آزمائش ہے خیر کی ہو یا شر کی، اچھے اعمال کرنے والوں کو بھی اور برے اعمال کرنے والوں کو بھی۔ اخروی تیاری سے متعلق تنبیہ

شانِ نزول جہاد کی فضیلت اور اس کے فائدے اور نہ کرنے کا نقصان بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا معاملہ بندوں کے ساتھ اور بندوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیان فرمایا۔ حقوق اللہ کی حقوق والدین پر فوقیت کا بیان

تشریح اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جو شخص دوبارہ زندہ کئے جانے اور حساب کے لئے جانے سے انکار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب ملنے کی امید نہیں رکھتا ہے تو وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے ثواب اور عذاب کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہونے والا ہے اور اللہ کو چاہئے کہ کسی کے لئے تیار ہے اور یہ لوگوں کے لئے بڑی اچھی بات ہے ۲ اس آیت میں "جاھدک" سے مراد اللہ تعالیٰ سے دشمنوں سے جنگ کرنا نہیں بلکہ شیطان کی مخالفت اور اس کے بہکاوے میں نہ آنے کے لئے ہے ۳ اس کا معنی یہ ہے کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے اس لئے صحیح علم اور دلیل کی بنیاد پر تو کوئی بھی کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک مان ہی نہیں سکتا ہے لیکن اس کا شریک ہونا محال ہے اور بغیر علم کے کسی کے کہنے سے اللہ تعالیٰ کا شریک ماننا تقلید کی بالکل غلط اور قبیح صورت ہے اور اس تقلید کے ماں باپ کی بھی نہیں کی جا سکتی۔

مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٨ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

طرف تمہارا پھرنا ہے تو میں تمہیں تمہارے اعمال بتاؤں گا ۝ اور جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے

لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ۝٩ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي

تو ضرور ہم انہیں نیک بندوں میں داخل کریں گے ۝ اور لوگوں میں کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اللہ کی راہ میں

اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ ۖ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ

دی تکلیف دی جاتی ہے تو لوگوں کے فتنے کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھتے ہیں اور اگر تمہارے رب کی طرف سے مدد آجائے تو ضرور کہیں گے

إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۚ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ ۝

کہ یقیناً تمہارے ساتھ تھے کیا اللہ سب خوب نہیں جانتا جو تمام جہان والوں کے دلوں میں ہے ۝

وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ ۝١١ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور ضرور اللہ ایمان والوں کو ظاہر کرے گا اور ضرور منافقوں کو ظاہر کرے گا ۝ اور کافروں نے

لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ مِنْ

مسلمانوں سے کہا ہماری راہ پر چلو اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ بوجھ

خَطَايَاهُمْ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝١٢ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ

بھی نہ اٹھائیں گے بیشک وہ جھوٹے ہیں ۝ بیشک ضرور اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ

شان نزول: یہ آیتیں مسلمانوں کو بشارت منافقوں کا حال اور ان کی تہیہ کہ منافقوں اور مخلص مومنوں میں امتیاز کئے جانے کی خبر

کافروں نے مسلمانوں سے کہا اور اسلام کی طرف سے روکا ہمارے گناہ ہم پر رہنے دو گناہ سے کا ہم

ماخذ: یعنی اللہ تعالیٰ ضرور ان لوگوں کو ظاہر کرے گا جو صدق اور اخلاص کے ساتھ ایمان لائے اور آزمائش کے وقت پر ایمان پر ثابت قدم رہے اور یہ بھی منافقوں کو بھی ظاہر کرے گا جنہوں نے مصیبت کی وجہ سے اسلام قبول کر لیا اور اللہ تعالیٰ دونوں فریقوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا۔ اس آیت میں ہمیں تنبیہ ہے کہ ہمیں دین کی راہ میں آنے والی مشکلوں پر صبر کریں اور ایمان کو کسی صورت ضائع نہ ہونے دیں۔

ع ۱۳ أَثْقَالِهِمْ ۖ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

او بوجھ اپنے اپنے ﴿۱۳﴾ اور ضرور ان سے قیامت کے دن ان کے بہتانوں سے جو باندھتے تھے پوچھا جائے گا ﴿۱۴﴾ اور بیشک ہم نے

نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ۗ فَاَخَذَهُمُ

نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس سال کم ایک ہزار سال رہے پھر ان کو قوم

الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً

طوفان نے پکڑا اور وہ ظالم تھے ﴿۱۵﴾ تو ہم نے نوح اور کشتی والوں کو بچالیا اور کشتی کو سارے جہان کے لئے نشان

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۗ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ

بنایا ﴿۱۶﴾ اور ابراہیم کو (یاد کرو) جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو یہ تمہارے لئے بہتر

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ

ہے اگر تم جانتے ہو ﴿۱۷﴾ تم تو اللہ کے سوا بتوں کو پوجتے ہو اور جھوٹ

اِفْكًا ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ

گھڑتے ہو بیشک جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو وہ تمہارے لئے روزی کے کچھ مالک نہیں تو تم اللہ سے روزی

اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۗ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ

روزی ڈھونڈو اور اس کی عبادت کرو اور اس سے شکر کرو اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ﴿۱۸﴾ اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو تم

ف۱۲ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا بیان تفصیل

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کو دعوت نصیحت

ف۱۳ جو خود گمراہ ہو اور دوسروں کو بھی گمراہی کی طرف بلاتا ہو تو اسے اپنی گمراہی کا گناہ بھی ملے گا اور جنہیں گمراہ کیا ان کی گمراہی کا گناہ بھی اور گمراہ ہونے والوں کے اپنے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ جو لوگ دوسروں کو غلط عقیدہ سمجھاتے یا برے راہ پر لگاتے شرک بدکاری اور گمراہ کن باتوں پر لگاتے تو یہ بھی قیامت کے دن بوجھ اور گناہ لے کر جائیں گے اور ان کی وعید میں داخل ہیں ﴿۲﴾ کافروں کے اعمال اور ان کا حال سب اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان سے باوجود کافروں سے جو سوال ہوگا وہ اس لئے نہ ہوگا کہ اللہ کو خبر نہ ہو بلکہ ان کے ساتھ حجت قائم کرنے کیلئے ہوگا۔

كَذَّبَ أُمَمٌ مِّن قَبْلِكُمْ ۖ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿١٨﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا

سے پہلے کتنے ہی گروہ جھٹلا چکے ہیں اور رسول کے ذمہ تو صرف صاف پہنچا دینا ہے ○ اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا

كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١٩﴾ قُلْ

کہ اللہ پیدائش کو کیسے شروع کرتا ہے پھر وہ اسے دوبارہ بنائے گا بیشک یہ اللہ پر بہت آسان ہے ○ تم فرما دو

سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ

زمین میں چل کر دیکھو کہ اللہ نے پہلے کیسے بنایا پھر اللہ دوسری مرتبہ پیدا

الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾ يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَن

فرمائے گا بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے ○ وہ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحم فرماتا

يَشَاءُ ۖ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ﴿٢١﴾ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۖ

ہے اور تم اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے ○ اور تم نہ زمین میں (اللہ کو) عاجز کرنے والے ہو اور نہ آسمان میں ○

وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَ ع ۱۲

اور تمہارے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی حامی ہے اور نہ مددگار ○ اور وہ جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا اور

ربط گذشتہ رکوع میں عذاب کے ذکر سے آثار قدرت پر غور کرنے کی دعوت

عذاب و رحمت مشیت الٰہی پر موقوف ہے (قدرت کی شان) (کفار رحمت کیسے پا سکتے ہیں)

لغات ۱ یعنی اللہ تعالیٰ پہلے جسموں کی جس طرح چاہے ابتدا کرتا ہے پھر اپنے فضل سے جیسے چاہے نشو و نما دے کر دوسری مرتبہ پیدا کرتا ہے ۲ یعنی تم اللہ کی مشیت سے نہ بچ سکو گے نہ اس کی طرف پلٹائے جانے سے رہو گے تو تمہیں تمہارے اعمال کے سبب سے عذاب جو چاہے دے گا ۳ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کافر ہو تم میں سے کوئی رب العالمین کو عاجز نہیں کر سکتا اور نہ آسمان میں۔ الغرض اس سے بچ کر بھاگ نہیں سکتے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ تم زمین والے اللہ تعالیٰ کے حکم اور قضا سے نہیں بھاگ سکتے اور نہ آسمان والے ایسا کر سکتے ہیں۔ ۴ اس آیت اور اس جیسی دیگر آیتوں میں خطاب کفار سے ہوتا ہے کہ اے کافرو! تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی کام بنانے والا ہے اور نہ مددگار جو تمہیں عذاب الٰہی سے بچا سکے۔ اس آیت میں یہ بھی بتایا ہے کہ اے لوگو! تمہارا کوئی ایسا ساتھی یا مددگار نہیں جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تمہاری حمایت و مدد کرے۔ جبکہ انبیاء اور ایمان والے اللہ کے مددگار ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اجازت و عطا سے ان کی مدد و شفاعت کرتے ہیں۔

لِقَآىِٕهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ يَىِٕسُوْا مِنْ رَّحْمَتِىْ وَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ

کی سے ملنے کا انکار یہ وہ ہی لوگ ہیں جو میری رحمت سے ناامید ہوئے ہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ○ تو

جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِىْ

اور ابراہیم کی قوم کا کوئی جواب نہ تھا مگر یہ کہ انہوں نے کہا انہیں قتل کر دو یا جلا ڈالو تو اللہ نے انہیں آگ سے بچالیا بیشک

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ

اس میں یقیناً ایمان والوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں ○ اور ابراہیم نے فرمایا تم نے تو یہ بتوں کو دنیا کی زندگی میں آپس کی محبت کی وجہ سے

مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ

اللہ کے سوا بت (معبود) بنالئے ہیں پھر قیامت کے دن تم میں سے ایک دوسرے کا انکار کرے گا اور ایک دوسرے پر

بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۖ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَ

لعنت کرے گا اور تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ○ تو ابراہیم کی تصدیق لوط نے کی[۲۴] اور

قَالَ اِنِّىْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّىْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ

ابراہیم نے فرمایا میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں[۲۵] بیشک وہی عزت والا حکمت والا ہے ○ اور ہم نے ان کو اسحاق دیئے اور

يَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِىْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِى الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى

یعقوب دیئے[۲۶] اور ہم نے اس کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی اور ہم نے دنیا میں اس کا ثواب اسے عطا فرمایا اور بیشک وہ

وقف لازم

حل لغات: قَوْمٌ کا جواب ۱: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بیان — حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا جواب

حضرت لوط علیہ السلام کی تصدیق — ہجرت پر تبصرہ — حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عبادت الٰہی

تشریح: ۲۴ یہ بات انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے یا درباریوں سے کہی ہو یا عوام سے کہی ہو اور کچھ لوگوں نے بھی ہو کہی ہو اس سے وہ سب کہنے والوں کے حکم میں ہیں ۲۵ حضرت لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے سے رسالت ابراہیمی کی تصدیق مراد ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانا مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ انبیاء علیہم السلام تو پہلے ہی یہاں تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہی تھے اور ہمیشہ سے ہی مومن ہوتے ہیں ان کی جان میں ان سے کفر کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا ۲۶ اس سے مراد یہ ہے کہ میں اپنے رب کے حکم سے ہجرت کر رہا ہوں یہ نہیں کہ خدا نے مجھے کسی خاص شہر کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ جگہ سے پاک ہے اس کے لئے میں یہاں وہاں سب برابر ہے

الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

آخرت میں (بھی) نیکوں میں سے ہوگا ﴿٧٥﴾ اور لوط (کو یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بیشک بے حیائی

الْفَاحِشَةَ ۖ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٠﴾ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

کا وہ کام کرتے ہو جو تم سے پہلے (دنیا میں) کسی نے نہیں کیا ﴿٨٠﴾ کیا تم مردوں سے

الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ

بدفعلی کرتے ہو اور (مسافروں کی) راہ مارتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برے کام کرتے ہو تو اس کی قوم کا

جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٩﴾

کوئی جواب نہ تھا مگر یہ کہنا کہ اگر تم سچے ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ ﴿٢٩﴾

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٣٠﴾ وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ ع ١٠

لوط نے عرض کی کہ اے میرے رب ان مفسد لوگوں کے مقابلے میں میری مدد فرما ﴿٣٠﴾ اور جب ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس

اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا

خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں بیشک اس شہر کے

كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۡ

باشندے ظالم ہیں ﴿٣١﴾ فرمایا کہ اس میں تو لوط (بھی) ہے۔ فرشتوں نے کہا ہمیں خوب معلوم ہے جو لوگ اس میں ہیں

لغات: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو برے کاموں سے منع کرنا — قوم کا جواب — حضرت لوط علیہ السلام کی دعا

۱ عذاب کے فرشتوں کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آمد — حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اظہار تشویش اور فرشتوں کا جواب

مفہوم: ۲۸ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لوگ مسافروں کے ساتھ بھی بدفعلی کرتے تھے حتیٰ کہ لوگوں نے اس طرف گزرنا
موقوف دیا تھا یہ بدفعلی کے علاوہ ایسے بہت سے افعال اور حرکات کے عادی تھے جو عقل اور عرفی رواجوں کی رو سے قبیح اور ممنوع تھے جیسے گالی دینا، فحش بکنا، ناں اور سیٹی بجانا، ایک دوسرے کو کنکریاں مارنا، راستہ چلتے والوں پر کنکریاں وغیرہ پھینکنا، شراب پینا، مذاق اڑانا، گندی باتیں کرنا وغیرہ۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان پر نہایت ہی نصیحت کی لیکن مذاق اڑانے کے طور پر کہنے لگے اگر تم سچے ہو تو اللہ کا عذاب لے آؤ۔ ان کے اس مطالبہ پر عذاب نازل ہوگا تو ہم عذاب سے کہتے

لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّاۤ اَنْ

ضرور ہم بچا لیں گے اور اس کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر اس کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے ○ اور جب

جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ

ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو انہیں فرشتوں کا آنا برا لگا اور ان کے سبب دل تنگ ہوا اور فرشتوں نے کہا آپ نہ ڈریں

وَلَا تَحْزَنْ ۫ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾

اور نہ غمگین ہوں بیشک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو بچانے والے ہیں مگر آپ کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے ○

اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰۤى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا

بیشک ہم اس شہر والوں پر آسمان سے عذاب اتارنے والے ہیں کیونکہ وہ

يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَاۤ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِلٰى

نافرمانی کرتے تھے ○ اور بیشک ہم نے عقل والوں کے لیے اس بستی میں روشن نشانی کو باقی رکھا ○ اور مدین

مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ

کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا تو انہوں نے فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اور آخرت کے دن کی امید رکھو اور

ترجمہ: فرشتوں کی حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آمد اور انہیں کسی قوم لوط کی تباہی عقلمندوں کے لئے نشانِ عبرت ہے

حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا ایمانی واقعہ

حاشیہ: ۱ یہاں فرشتوں نے نجات دینے کی نسبت اپنی طرف کی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کام اس کے خاص بندوں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ نجات دینا درحقیقت اللہ تعالیٰ کا کام ہے مگر فرشتے چونکہ درمیان میں واسطہ تھے اس لئے ہوں نے کہا کہ ہم بچائیں گے نہ یہ کہا کہ اللہ بچائے گا ۲ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسروں سے نجاست، پیشاب وغیرہ نجاستوں سے پاک ہیں اور مصیبت کے وقت مشکل کشائی فرماتے ہیں ۳ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے بندوں کو آنے والی مصیبتوں سے بچانے کی قدرت رکھتے ہیں اور بچاتے بھی ہیں ۴ اس نشان سے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے ویران مکان یا اس قوم کا نشیب و عریب واقعہ مراد ہے یا اس سے وہ پتھر مراد ہیں جو ان پر برسے تھے اور ان پتھروں پر ان لوگوں کے نام لکھے ہوئے تھے یہ عرصہ دراز تک باقی رہے اور بعض روایتوں سے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہیں دیکھا تھا

لَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٧٤﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي

زمین میں سرکشی پھیلاتے نہ پھرو ﴿٧٤﴾ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں زلزلے نے آلیا تو صبح اپنے گھر میں

دَارِهِمْ جٰثِمِينَ ﴿٧٥﴾ وَعَادًا وَثَمُودَا وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنْ مَسٰكِنِهِمْ ۖ وَزَيَّنَ

گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے ﴿٧٥﴾ اور ہم نے عاد اور ثمود کو (ہلاک کیا) اور ان کی رہائش کے مقامات تمہارے لئے ظاہر ہو چکے اور

لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿٧٦﴾ وَ

شیطان نے ان کے اعمال ان کیلئے خوبصورت بنا دیئے تو انہیں (اللہ کے) راستے سے روک دیا حالانکہ وہ سمجھدار تھے ﴿٧٦﴾ اور

قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۖ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُوسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي

(ہم نے) قارون اور فرعون اور ہامان کو (ہلاک کیا) اور بیشک ان کے پاس موسیٰ روشن نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا

الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سٰبِقِينَ ﴿٧٧﴾ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْۢبِهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا

اور وہ ہم سے آگے نکل جانے والے تھے ﴿٧٧﴾ تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کی وجہ سے پکڑا، پھر ان میں کسی پر ہم نے

عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ

پتھراؤ بھیجا اور ان میں کسی کو خوفناک آواز نے پکڑا اور ان میں کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا

ربط عاد ثمود کی تباہی کی طرف اشارہ اور ان کی بربادی کا سبب — قارون سے مراد یہاں متکبر لوگوں اور قارون اور ہامان

(گزشتہ قوموں پر آنے والے مختلف عذابات اور ان کا سبب)

ربط اس آیت میں عاد و ثمود کی قوم شعیب پر آنے والے عذاب کا ذکر ہے جو کہ سورۃ ہود کی آیت 94 میں مذکور ہے کہ ان پر ہولناک چیخ کا عذاب آیا دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ پہلے ہولناک چیخ کی آواز آئی پھر اس چیخ کے نتیجے میں زلزلہ پیدا ہوا جس سے گھر ان کے اوپر گر گئے اور چیخ تک حال یہ ہوگیا کہ وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل مردے بنے جا پڑے ہوئے تھے قارون صرف متکبر لوگوں کی علامت ہے یہاں فرعون اور ہامان کے ساتھ اس کا ذکر کیا گیا جو سارے ہی متکبر تھے یعنی توحید و نبوت علیہ کا انکار کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ صرف وہی شخص دین میں سے ایک چیز کا انکار کرنے والا ہے جیسے یہود و نصاریٰ کافر ہے ہیں اسی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کا حکم دیا اور مسیلمہ کذاب کی قوم پر جہاد فرمایا کیونکہ وہ مسیلمہ کو نبی مان کر مرتد ہو گئے تھے

الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

اور ان میں کسی کو ہم نے غرق کیا اور اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرے ہاں وہ خود ہی

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ

اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ۝ جنہوں نے اللہ کے سوا اور حمایتی بنا رکھے ہیں ان کی مثال

كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ

مکڑی کی طرح ہے جس نے گھر بنایا اور بیشک سب گھروں میں بودا گھر مکڑی کا گھر

الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

ہوتا ہے کیا اچھا ہوتا اگر وہ جانتے ۝ بیشک اللہ جانتا ہے اس چیز کو جس کی وہ اللہ کے سوا پوجا کرتے

مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ

ہیں اور وہی عزت اور حکمت والا ہے ۝ اور یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں

وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ

اور نہیں سمجھتے ان کو مگر علم والے ۝ اللہ نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

بیشک اس میں نشان والوں کے لیے نشانی ہے ۝

وقف لازم

لغات: بیت: گھر کے لیے بنی ہوئی کی ایک مثال — بیوت: گھروں کی صفر حقیقت اللہ تعالیٰ جانتا ہے — مثالیں: علماء ہی سمجھتے ہیں

(آیت ۴۱ میں قدرت و وحدانیت کی نشانیاں)

حاشیہ: ۱ یعنی اللہ تعالیٰ یہ شان نہیں رکھتا کہ وہ لوگوں پر ظلم کرے کیونکہ وہ کسی کو گناہ کے بغیر عذاب میں گرفتار نہیں کرتا ہاں وہ لوگ خود ہی نافرمانیوں میں مبتلا ہو کر کفر و سرکشی و غیر اللہ کی عبادت کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے اور کسی نہ کسی طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کیے گئے ۲ اس آیت میں جن کے عاجز ہونے اور بے اختیار ہونے کو بیان مثال سے واضح کیا گیا ہے کہ جیسے مکڑی کا جالا انتہائی کمزور ہوتا ہے وہ نہ تو سردی سے بچا سکتا ہے نہ گرمی سے نہ دھوپ سے نہ بارش وغیرہ کسی چیز سے کسی کی حفاظت کر سکتا ہے ایسے ہی بے بس ہیں وہ لوگ جو غیر اللہ کو نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتے اور دنیا ہی یا آخرت میں کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ

اس کتاب کی تلاوت کرو جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اور نماز قائم کرو بیشک نماز منع کرتی ہے حیاء

الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

اور بری بات سے روکتی ہے[۲] اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو ﴿۴۵﴾

وَ لَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا

اور اے مسلمانو! اہلِ کتاب سے بحث نہ کرو مگر بہتر طریقہ پر ہاں ان میں سے ظالموں

مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ اِلٰهُنَا

کے[۳] اور کہو ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف اتارا گیا اور جو تمہاری طرف اتارا گیا[۴] اور ہمارا

وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ

اور تمہارا معبود ایک ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں ﴿۴۶﴾ اے حبیب یونہی ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل فرمائی

فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ

تو وہ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور ان کافروں میں سے ہیں جو اس پر ایمان لائے ہیں[۵] اور

مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ

کافر ہی ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں ﴿۴۷﴾ اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور

خلاصہ تلاوتِ قرآن، نظامِ صلوٰۃ کی تاکید اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی۔ اہلِ کتاب کے ساتھ مناظرہ کے متعلق ہدایت

قرآن پر ایمان لانے والوں کے دو گروہوں کا بیان۔ رسالتِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلیل

حاشیہ ① مذکورہ پابندی سے اور ظاہری و باطنی ادب کے ساتھ تلاوت کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آخر کار نمازی تمام برائیوں کو ترک کر دیتا ہے۔ ② اس کا معنی یہ ہے کہ اے مسلمانو! اہلِ کتاب تمہارے ان کتاب سے بحث ہو تو بہترین انداز سے بحث کرو البتہ ان میں سے جو زیادتی میں حد سے گزر جائے تو ان کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھو جیسا کہ عیسائیوں، یہودیوں اور دیگر کافروں کے ساتھ دینی امور میں بحث و مناظرہ میں انتہائی مہارت رکھنے والے علماء کا کام ہے دیگر مسلمانوں کے لئے یہ ناجائز و حرام ہے۔ ③ ہمارا ایمان قرآن کے علاوہ دیگر کتابوں پر بھی ہے لیکن احکامِ شریعت میں عمل صرف قرآن پر ہے نیز دیگر کتابوں پر جو ایمان ہے وہ ان پر ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں اور موجودہ تحریف شدہ کتابوں پر یوں ایمان ہے کہ ان میں جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

لَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ

ہی پڑھ اپنی داہنے ہاتھ سے لکھتے ہوتے ایسا ہوتا تو اس وقت باطل والے شک کرتے ﴿۴۸﴾ بلکہ وہ ان لوگوں کے سینوں میں

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ

روشن نشانیاں ہیں جنہیں علم دیا گیا اور ہماری آیتوں کا انکار صرف ظالم لوگ کرتے ہیں ﴿۴۹﴾ اور کفار نے کہا کہ ان پر اس کے رب

عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَ

کی طرف سے نشانیاں کیوں نہیں اتریں؟ تم فرما دو نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو کھلی صاف ڈر سنانے والا ہوں ﴿۵۰﴾ اور کیا

لَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ

انہیں یہ بات کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے بیشک اس میں یقیناً بڑی رحمت

ع ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي

اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے ﴿۵۱﴾ تم فرما دو میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

آسمانوں اور زمین میں ہے اور باطل پر ایمان لائے اور اللہ کے منکر ہوئے یہی لوگ

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ

نقصان میں ہیں ﴿۵۲﴾ اور تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور اگر ایک مقرر وعدہ نہ ہوتی تو ضرور ان پر

لغات: مکتب قرآن — کتاب، مراد کلام الٰہی اور اس کے جزوی آیات — علامات و معجزات — فوری عذاب کی جلدی مچانے والوں کو جواب

حل: ۴۸ قرآن مجید نازل ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کتاب کا مطالعہ نہ فرمایا تھا اور نہ ہی کبھی اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے ان کے عادی ہوتے تو لوگ کہتے کہ قرآن بھی آپ نے گزشتہ کتابوں کو سامنے رکھ کر لکھا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع سے ہی اس سے محفوظ رکھا اور پھر بطور معجزہ غیر معمولی کے آخری ایام میں لکھنا پڑھنا عطا فرما دیا ۵۲ اس آیت میں لفظ اجل کے اختلاف کا جواب دیا گیا ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ قرآن عظیم معجزہ ہے گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات سے بڑھ کر یہ دائمی کامل اور حق کے طلبگار کو تمام نشانیوں سے بڑھ کر نشانی ہے یہ خود دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات تو قصہ بن کر رہ گئے ہیں مگر یہ قرآن ایسا معجزہ ہے جو ہمیشہ کیلئے جاری رہے گا اس پر ایمان لانا ہی نجات کا ذریعہ ہے۔

الْعَذَابُ ؕ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ

عذاب آجاتا اور ضرور ان پر اچانک عذاب آئے گا وہ نہیں جانتے ہوں گے ﴿۵۳﴾ تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور

اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ

بیشک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئی ہے ﴿۵۴﴾ جس دن عذاب انہیں ڈھانپ لے گا اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے

اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ

سے اور فرمائے گا اور (اس) فرمائے گا چکھو جو تم کرتے تھے ﴿۵۵﴾ اے میرے مومن بندو بیشک میری زمین

وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾

وسیع ہے تو میری ہی بندگی کرو ﴿۵۶﴾ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری ہی طرف تم پھیرے جاؤ گے ﴿۵۷﴾

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ

اور بیشک جو ایمان لائے اور نیکوں سے بیٹھے پھر کئے ضرور ہم انہیں جنت کے بالا خانوں پر جگہ دیں گے جس کے نیچے نہریں

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى

بہتی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے کیا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا ﴿۵۸﴾ وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب ہی پر بھروسہ

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ

رکھتے ہیں ﴿۵۹﴾ اور کتنے ہی چلنے والے ہیں جو اپنی روزی ساتھ لئے نہیں پھرتے اللہ انہیں روزی دیتا ہے اور تمہیں اور وہی ہے

خلاصہ رکوع: مظلوم مسلمانوں کو ہجرت کی ترغیب — موت اور بارگاہِ الٰہی میں لوٹنے کا بیان — باعمل مسلمانوں کی جزا

باعمل لوگوں کے دو اوصاف صبر اور توکل — **رزق کے معاملے میں اللہ خالق پر توکل کی ترغیب**

ماخوذ: ۱ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب مومن کو کسی جگہ میں اپنے دین پر قائم رہنا اور عبادت کا حق ادا کرنا دشوار ہو تو اسے چاہیے کہ دین کی طرف ہجرت کرے جائے جہاں آسانی سے عبادت کر سکے اور وہاں دین کی پیروی میں دشواریاں نہ ہوں۔ یہ حکم عام ہے خواہ ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف ہجرت ہو یا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف۔ اسی حکم کی تعمیل میں موجودہ اہل ایمان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا تو ان میں سے بعض نے عرض کی ہم مدینہ شریف کیسے چلے جائیں وہاں تو ہمارے گھر ہے نہ مکان وہاں ہمیں کون کھانے کو اور پلائے گا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے معاملے میں حاصل علوم پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے بلکہ ساری تحقیق و تدقیق کے بعد اسے رب تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیے تو حقیقی علوم پر رزق دینے والا اور ہر جگہ اپنی تحقیق و تدقیق سے پہنچنے پر قدرت رکھتا ہے۔

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ

وہ سننے والا جاننے والا ہے ۝ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے پیدا کئے اور سورج اور چاند کو

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

کس نے کام میں لگا رکھا ہے تو کہیں گے اللہ نے تو کہاں سے پھرے جاتے ہیں ۝ اللہ اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہتا ہے

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ

روزی وسیع کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے جس کیلئے چاہے بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا ہے ۝ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ

مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ

کس نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس نے زمین کو مرجانے کے بعد زندہ کیا تو ضرور کہیں گے اللہ نے

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا

تم فرماؤ سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں بلکہ ان میں اکثر نہیں سمجھتے ۝ اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف

لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۚ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۚ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا

کھیل کود ہے اور بیشک آخرت کا گھر ضرور ہمیشہ کی زندگی ہے کیا ہی اچھا تھا اگر وہ جانتے ہوتے ۝ پھر جب وہ کشتی میں

رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۖ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ

سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں اس حال میں کہ اسی کے بندگی کو خالص کرتے ہیں پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے

اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں ۝ تاکہ ہماری دی ہوئی نعمت کی ناشکری کریں اور تاکہ وہ فائدہ اٹھائیں تو عنقریب جان لیں گے ۝

لغات: مَّنْ کس نے سوال سے متعلق ہے اور کس کا جواب رزق کی وسعت اور تنگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

مشرکین عرب کا کفر کی اصل دنیا و آخرت کی حقیقت معیشت سے اور جاننے کے لئے کفر کا سبب اور کفر کی قسمیں

حالیہ: ۔۔۔ ساری تمام نعمتوں کو پیدا فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے شکر صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے لیکن اکثر بندے اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ ایمان کی حفاظت کے لیے حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں جن کے ایمان کی بھلائی مالداری سے ہوتی ہے اگر میں انہیں مالدار نہ کروں تو وہ کفر میں مبتلا ہو جائیں گے اور میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں جن کے ایمان کی بھلائی تنگدستی سے ہوتی ہے اگر میں انہیں مالدار کروں تو وہ کفر میں مبتلا ہو جائیں گے (ابن عساکر ۔ ۹۹)

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ

اور کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے حرمت والی زمین کو امن والا بنایا اور ان کے آس پاس سے لوگ اچک لیے جاتے ہیں۔ تو کیا وہ

يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ

باطل پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں ﴿٦٧﴾ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا

كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِينَ

حق کو جھٹلائے جب وہ اس کے پاس آچکا۔ کیا کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں ہے؟ ﴿٦٨﴾ اور جنہوں نے

جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾ ع

ہماری راہ میں کوشش کی ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے ﴿٦٩﴾

سُورَةُ الرُّوم ٣٠ مَكِّيَّة ٨٤ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — اٰیاتھا ٦٠ رکوعاتھا ٦

الٓمٓ ﴿١﴾ غُلِبَتِ الرُّومُ ﴿٢﴾ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُم مِّن بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ﴿٣﴾

الٓمٓ ﴿١﴾ رومی مغلوب ہو گئے ﴿٢﴾ قریب کی زمین میں اور وہ اپنی مغلوبیت کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے ﴿٣﴾

ربط: گذشتہ سورت پر احسان الٰہی اور اس کی عظمت — اس سے ظالموں کی سزا بھی اور نیکوں کا انعام

وجہ تسمیہ: وقت میں کوشش کرنے والوں کو بشارت — رومیوں کے غلبہ کی پیش خبر

لغوی: ﴿٦٧﴾ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی بہت سی صورتیں ہیں جیسے کافر کا بت پرستی کرنے پر یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے یا کسی کا اللہ کے حکم کو جھوٹا قرار دینا اور کہنا کہ مجھے خدا نے یہ بتایا ہے کہ کتاب اللہ میں یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے یا کسی کا یہ کہنا کہ یہ کلام الٰہی نہیں ہے یا کسی کا کلام الٰہی کی غلط تفسیر کرنا اور یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تفسیر بتائی ہے یا کسی کا یہ کہنا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے وغیرہ وغیرہ یہ سب جھوٹ ہے ﴿٦٨﴾ جھوٹ کی نسبت کسی کی سچی بات کی طرف کی جائے تو بڑا گناہ ہے۔ لہٰذا جھوٹی حدیث گھڑنا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یہ بھی سخت جرم ہے۔ ﴿٢﴾ اسلام کے ابتدائی سالوں میں ایران اور روم کے درمیان جنگ جاری تھی۔ اس میں ایران کے لوگ مشرک تھے اور رومی اہل کتاب تھے (جو عیسائی اہل کتاب تھے) تو ظاہر قرائن بتا رہے تھے کہ رومی مسلمانوں سے ہار جائیں گے جیسے تمہارے پڑوسی ہندو تمہارے دشمن ہیں اور وہ تم پر غالب آ رہے ہیں ایسے ہی رومی ایرانیوں پر غالب آ رہے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کو آئندہ چند سالوں کے اندر ان رومیوں کے ایرانیوں پر غلبہ کی خبر دی گئی۔ یہ خبر سات سال بعد پوری ہوئی اور رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے۔ یہ بھی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی پختہ دلیل ہے اور قرآن کریم کلام الٰہی ہونے کا روشن ثبوت ہے۔

فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۴﴾

چند سالوں میں۔ پہلے اور بعد حکم اللہ ہی کا ہے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے○

بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ﴿۵﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ

اللہ کی مدد سے اور جس کی چاہے مدد کرتا ہے اور وہی غالب مہربان ہے○ اللہ کا وعدہ ہے اللہ نہ

اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝﴿۶﴾ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ

بدلے گا اپنے وعدے کے خلاف لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں○ وہ آنکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی کو جانتے

الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝﴿۷﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۫ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ؕ

ہیں اور وہ آخرت سے بالکل غافل ہیں○ کیا انہوں نے اپنے دلوں میں غور و فکر نہیں کیا کہ

مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ

اللہ نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو حق اور ایک مقررہ مدت کے ساتھ پیدا کیا اور بیشک

كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝﴿۸﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

بہت سے لوگ اپنے رب سے ملنے سے منکر ہیں○ اور کیا انہوں نے زمین میں سیر نہ کی

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ

کہ دیکھتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا؟ وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے اور انہوں نے زمین

اَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَاۤ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ

میں ہل چلائے اور انہوں نے زمین کو اس سے زیادہ آباد کیا جتنا انہوں نے آباد کیا ہے اور ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں لے

عنوان: وعدہ خلافی اللہ تعالیٰ کی شان نہیں — کفار کا ظاہری دنیوی عمل — تخلیق کائنات میں غور و فکر کی دعوت

پچھلی امتوں کے انجام میں غور و فکر کی ہدایت

ماقبل: اس آیت میں کفار کے علم کی محدودیت بیان کی گئی ہے وہ دنیا کے ظاہری معاملات کے بارے میں جانتے ہیں لیکن آخرت کے بارے میں بالکل غافل ہیں کس طرح تجارت کی جائے اور کس وقت بازار اور فیکٹری کو جانا ہے اور کب کھانے کی جگہ جانا ہے وہ دنیا کی آخرت سے بالکل غافل ہیں۔ ان میں کوئی غور و فکر کرتے ہیں اور نہ ہی آخرت کی تیاری کرتے ہیں۔ کفار کے متعلق بیان کی گئی اس علمی اور عملی حالت کو سامنے رکھتے ہوئے ہر مسلمان کو اپنی علمی اور عملی حالت پر غور کرنے اور اسے سدھارنے کی شدید حاجت ہے

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝٩ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ

تو اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا ان لوگوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا ۝ پھر برائی کرنے والوں

الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْٓآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝١٠ ع

کا انجام بہت برا ہوا کیونکہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے ۝

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝١١ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

اللہ پہلے پیدا کرتا ہے پھر وہ دوبارہ پیدا کرے گا پھر اس کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ۝ اور جس دن قیامت قائم ہوگی

يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝١٢ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ

مجرم مایوس ہو جائیں گے ۝ اور ان کے شریکوں میں سے کوئی سفارشی نہ ہوں گے اور وہ اپنے شریکوں سے

كٰفِرِيْنَ ۝١٣ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝١٤ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

منکر ہو جائیں گے ۝ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن لوگ الگ الگ ہو جائیں گے ۝ تو وہ جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ۝١٥ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ

ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو وہ جنت کے باغ میں خوش رکھے جائیں گے ۝ اور جو کافر ہوئے اور

ترجمہ: گزروں کا دوبارہ پیدا کرنے کا انجام مردوں کو دوبارہ پیدا کرنے کے بارے میں یقینی بات پھر روز قیامت مجرموں کی مایوسی

روز قیامت باطل معبودوں کا بے دین روز قیامت لوگوں میں جدائی باعمل مسلمانوں کا جنت میں خوش رکھا جانا

لقاء کی عدم تکذیب میں حاضری

تشریح: اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی حتیٰ کہ برے اعمال کی وجہ سے وہ وقت اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانے اور ان آیتوں کا مذاق اڑانے لگ گئے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے برے اعمال کے ارتکاب کی وجہ سے اپنا انجام برا کر لیا تھا (یعنی کفر پر مرے) ان کا انجام برا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا اور ان آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ (ق) یعنی مجرموں سے مراد مشرکین ہیں اور معنی یہ ہے کہ جس دن قیامت قائم ہوگی تو مشرکوں کو کسی شفیع اور سفارشی کی شفاعت نہیں پہنچ رہی ہوگی۔ (ج) یعنی سفارشی بننے والے بت جنہیں پوجا جاتا تھا وہ قیامت کے دن سفارش کرنے کے بجائے الٹا عذاب ہی سے بچانے کی درخواست کریں گے اور مشرکین اپنے معبودوں سے بیزاری کا اظہار کریں گے اور ان سے بیزاری کا اظہار کریں گے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ

تمہیں سے ہماری آیتوں اور آخرت کے ملنے کو جھٹلایا تو وہ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے ○ تو اللہ کی

اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

پاکی بیان کرو جب شام کرو اور جب صبح کرو ○ اور اسی کیلئے تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں اور

عَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ

اس وقت جب دن کا کچھ حصہ باقی ہو اور جب تم دوپہر کرو ○ وہ مردہ کو جاندار سے نکالتا ہے اور جاندار کو مردہ

الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ ع ۱۰

سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مر جانے کے بعد زندہ کرتا ہے اور یوں ہی تم نکالے جاؤ گے ○ اور اس کی نشانیوں سے ہے

خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ

کہ تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر جبھی تم انسان ہو جو چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں ○ اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے

مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ

تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کی طرف آرام پاؤ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی ○ بے شک اس

ع ۱۰

ف ۱۵ خصوصی اور کائنات میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح سے قائم — مردوں کو زندہ کرنے کے دلائل

ف ۱۶ انسان کی پیدائش سے قدرت و وحدانیت پر استدلال — انسان کی ذات میں قدرت کی نشانیاں

لغات: ○ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے سے مراد نماز پڑھنا ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ ہر اس چیز سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو جو اس کی شان کے لائق نہیں۔ حدیث شریف میں بخاری عن سالم عن ابیہ کی حدیث پاک میں ہے کہ "دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں میزان عمل میں بھاری ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ وہ کلمے یہ ہیں "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" (بخاری ج ۲ ص ۹۶۸ طبع قدیمی) ○ یہاں سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، قدرت پر مختصر دلائل بیان کئے جا رہے ہیں اس آیت میں تمہیں کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ تمہاری اصل یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو بھی مٹی سے پیدا کیا اور چونکہ تمام انسانوں کی اصل آدم علیہ السلام ہیں تو گویا ہر انسان کی پیدائش مٹی سے ہی ہوئی۔ ○ اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کے رشتے میں عورت کو شوہر سے سکون اور آرام کا ذریعہ بنایا، چونکہ دونوں ہی ایک دوسرے سے سکون پاتے ہیں لیکن مردوں کو تسکین کیلئے عورت کی زیادہ حاجت ہوتی ہے

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں ﴿۲۱﴾ اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری

اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ

بولیوں اور رنگوں کا اختلاف اس کی نشانیوں میں سے ہے بیشک اس میں علم والوں کے لئے نشانیاں ہیں ﴿۲۲﴾ اور رات اور

مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

دن میں تمہارا سونا اور اس کا فضل تلاش کرنا اس کی نشانیوں میں سے ہے بیشک اس میں سننے والوں کے لئے نشانیاں

يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

ہیں ﴿۲۳﴾ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہیں ڈرانے اور بارش کی امید دلانے کیلئے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی اتارتا

فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ

ہے تو اس کے ذریعے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے بیشک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں ﴿۲۴﴾ اور اس

اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ

کی نشانیوں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں پھر جب تمہیں زمین سے ایک بار

الْاَرْضِ ۖ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ

فرمائے گا تبھی تم نکل پڑو گے ﴿۲۵﴾ اور اسی کی ملکیت میں ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کے

فوائد کائنات کی تخلیق اور انسان کی اپنی صفات میں قدرت الٰہی کی نشانیاں ۔ انسان کے ظاہری اوصاف میں قدرت الٰہی کی نشانیاں

کائنات کے باطنی اوصاف میں قدرت الٰہی کی نشانیاں ۔ کائنات کے باطنی اوصاف میں قدرت الٰہی کی نشانیاں

اللہ تعالیٰ کی شان الٰہیت

لغات ﴿۲۱﴾ اس میں عادت کے مطابق بیدار ہونا اور محبت کے دنیاوی میں بھی موجود ہے جس سے تحصیل دولت اور بدن و راحت حاصل ہوتی ہے۔ یونہی دن میں محنت کرنا اور اپنی معیشت کے اسباب و سامان تلاش کرنا ہر ایک ان میں سے انسانوں کا یہ مصنوعی اور ان کا یہ عارضی نظام صرف اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے جو ایسا معجزہ ہے اور اس کی قدرت کامل ہے۔ ﴿۲۵﴾ اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن آسمان و زمین کا اپنی ہیئت پر قائم رہنا اللہ تعالیٰ کے حکم اور ارادے سے ہے اور یہ بات دلیل ہے کہ نہیں قائم کرے گا وہ ایک سے اور وہ اسباب سے بے پرواہ ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے جس کے حکم سے یہ دونوں قائم ہیں۔

قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ

فرمانبردار ہیں ﴿۲۶﴾ اور وہی ہے جو پیدا کرتا ہے پہلی بار پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس پر زیادہ آسان ہے

عَلَیْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾

اور اللہ کی شان سب سے بلند تر ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی زبردست ہے بڑی حکمت والا ہے ﴿۲۷﴾

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ

اللہ نے تمہارے لئے خود تمہارے اپنے حال سے ایک مثال بیان فرمائی ہے کیا تمہارے داہنے ہاتھ کی ملکیت میں جو کچھ ہے اس میں تمہارے

فِیْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِیْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ

کوئی ساجھی ہیں تمہارا ان طرح خوف کرنا جیسے کہ تم اپنے برابر والوں کا خوف کرتے ہو کیا ہم اپنی نشانیاں اس طرح کھول کھول کر بیان فرماتے ہیں

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ

عقل والوں کے لئے ﴿۲۸﴾ بلکہ ظالموں نے محض اپنی خواہشوں

بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ یَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ

کی پیروی کی تو جس کو اللہ نے گمراہ کیا اسے کون ہدایت دے سکتا ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں ﴿۲۹﴾ تو سب طرف سے کٹ کر

وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ

اپنا چہرہ دین کی طرف سیدھا کئے چلے جاؤ اللہ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا ہے اللہ کے بنائے ہوئے

ترجمہ لوگوں کو دوبارہ زندہ کرنے سے جسم پر قدرت کی عقلی دلیل اور شرکین کے لئے ایک مثال کا بیان

خواہشات کی پیروی کا حرام ہونا دین فطرت پر قائم رہنے کا حکم اور ہدایت

حالی ۲۶ تا ۲۹ کی تفصیل بیان عمومی طور پر تو سب کے لئے ہے البتہ عقل رکھنے والوں کا خصوصی طور پر ذکر اس لئے فرمایا کہ یہی لوگ دلائل حقیقت نشانیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۲۶ اللہ تعالیٰ کے گمراہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو شرک و کفر اور گمراہی پر اصرار رکھے اور اسی حالت پر قائم رہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر کفر و گمراہی کی مہر لگا دیتا ہے اور ایسے شخص کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا ۲۹ فطرت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو توحید اور دین اسلام کو سمجھنے کی صلاحیت کے ساتھ پیدا فرمایا ہے اور فطری طور پر انسان اس دین کو قبول کرتا ہے اور اسی کا تقاضا کرتا ہے اور لوگوں میں سے جو گمراہ ہو گا وہ وجوہات اور اسباب کے شیاطین کے بہکانے سے گمراہ ہو گا حدیث پاک میں ہے ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں (بخاری ج ۱ ص ۱۸۵ مطبوعہ نور محمد ۱۳۵۸ھ)

اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ

میں تبدیلی نہ کرنا، یہی سیدھا دین ہے، مگر بہت سے لوگ نہیں جانتے ﴿۳۰﴾ اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے

وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا

اور اس سے ڈرو اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہونا ﴿۳۱﴾ ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر

دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ

دیا اور خود گروہ گروہ بن گئے، ہر گروہ اس پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے ﴿۳۲﴾ اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے

ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ

رب کو اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے پکارتے ہیں پھر جب وہ انہیں اپنے پاس سے رحمت کا مزہ چکھاتا ہے تو ان میں سے ایک گروہ

بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۟ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ

اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے ﴿۳۳﴾ تاکہ ہمارے دیئے ہوئے (انعام) کی ناشکری کریں تو فائدہ اٹھالو تو عنقریب تم جان لو گے ﴿۳۴﴾ یا

اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا

ہم نے ان پر کوئی دلیل اتاری ہے کہ وہ دلیل انہیں ہمارے شریک بتا رہی ہے ﴿۳۵﴾ اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ

لغات: مُنِيْبِيْنَ: رجوع کرنے والے — شِيَعًا: گروہ — فَرِحُوْنَ: خوش ہونے والے — سُلْطٰنًا: دلیل

معنویت اور ربط: مشرکوں میں سے نہ ہونے کی تاکید — مصیبت اور رحمت میں مشرکین کا حال اور انہیں تنبیہ

عقیدہ کی ایک نفسیاتی دلیل: نعمت ملنے اور اس کی واپسی پر لوگوں کا حال

حل: ﴿۳۰﴾ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ تم شرک کر کے اللہ تعالیٰ کے دین میں تبدیلی نہ کرو بلکہ اسی دین پر قائم رہو جس پر اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کامل خلقت پر تمہیں پیدا فرمایا ہے تم اس میں تبدیلی نہ کرو۔ ﴿۳۲﴾ اس آیت میں مشرکوں کا حال بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنے معبود کے بارے میں مختلف مسلک رکھتے ہیں دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے ان میں سے ہر گروہ اپنے مذہب پر خوش اور اپنے باطل کو حق گمان کرتا ہے۔ اسلامی فقہاء کے اختلاف سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں۔ فقہی شافعی، حنفی اور حنبلی ہونا دین میں اختلاف نہیں بلکہ فروعی مسائل میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف بھی نفسانیت کی وجہ سے نہیں بلکہ تحقیق کی بنا پر ہے البتہ ان میں سے ہر گروہ کو ضرور غلطی پر ہونا چاہیے۔ ﴿۳۵﴾ یعنی کیا ہم نے مشرکوں پر کوئی حجت یا کوئی کتاب اتاری ہے کہ وہ انہیں ہمارے شریک بتاتی ہو شرک کرنے کا حکم دیتی ہے ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ان کے پاس اپنے شرک پر کوئی حجت ہے نہ کوئی سند بلکہ وہ کسی سند و دلیل کے بغیر ان باتوں پر قائم ہیں۔

النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ

ہے تو اس پر خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہوئے اعمال کی وجہ سے کوئی برائی پہنچے تو اس وقت

يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ

وہ ناامید ہو جاتے ہیں ﴿۳۶﴾ اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ رزق وسیع فرماتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ فرماتا ہے بیشک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ

اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے ﴿۳۷﴾ تو رشتے دار کو اس کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو بھی

السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾

یہ ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ﴿۳۸﴾

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ

اور جو مال تم (لوگوں کو) سود پر دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مالوں میں بڑھتا رہے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا[1] اور جو تم

مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ

اللہ کی رضا چاہتے ہوئے زکوٰۃ دیتے ہو تو وہی لوگ اپنے مال بڑھانے والے ہیں ﴿۳۹﴾ اللہ ہی ہے جس نے

خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ

تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا کیا تمہارے شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے

مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ

جو ان کاموں میں سے کچھ کر سکے اللہ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے ﴿۴۰﴾ خشکی اور

الجزء ۲۱

لغوی زیادتی کی وسعت اور تنگی میں قدرت الٰہی کی نشانیاں — حق داروں کو ان کا حق دینے کا حکم — بارگاہ الٰہی میں مقبول صدقہ

پیدا کرنے اور روزی دینے اور زندہ کرنے سے توحید پر استدلال — مصائب و آلام میں مبتلا ہونے کا سبب

تفسیر [1] اس سے مراد وہ سود ہے جس میں تم قرض دے کر جو سود لیتے ہو۔ اپنے مالوں میں اضافہ کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اضافہ نہیں ہے۔ یہاں اس سے وہ تحفے مراد ہیں جو زیادہ ملنے کی نیت سے دیئے جاتے تھے۔ ان پر ثواب نہیں ہے گا اور نہ ان میں برکت ہوگی ہاں تحفہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتا

اَلْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ

خرابی ہیں فساد ظاہر ہو گیا ان کرتوتوں کی وجہ سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں تاکہ اللہ انہیں مزا کے طور پر

عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٤١﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

کاموں کا کچھ حصہ چکھائے تاکہ وہ باز آجائیں ﴿۴۱﴾ تم (ان سے) کہو کہ چل کر دیکھو کہ ان سے پہلے

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿٤٢﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ

لوگوں کا کیسا انجام ہوا؟ ان میں اکثر لوگ مشرک تھے ﴿۴۲﴾ تو اس دین سے

الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَىِٕذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿٤٣﴾ مَنْ

پہلے پہلے جو مستقیم ہے سیدھا ہو رہو اس دن کو اللہ کی طرف سے ٹلنا نہیں ہے اس دن لوگ الگ الگ ہو جائیں گے ﴿۴۳﴾ جس نے

كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿٤٤﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

کفر کیا اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور جس نے اچھا کام کیا وہ اپنے ہی لئے راہ ہموار کر رہا ہے ﴿۴۴﴾ تاکہ اللہ ان لوگوں کو اپنے فضل سے جزا دے جو

لغات: صَدَعَ یَصْدَعُ (ف) پھاڑنا، پھٹنا، الگ الگ ہونا۔ يَمْهَدُوْنَ صاحب ہدایت لوگوں کے آرام کا حکم دینا۔ مستقیم سیدھا قائم رہنے کی ہدایت کا اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے کیوں کیا ہے؟

ترجمہ: قیامت کے دن دوبارہ جمع کئے جانے کا مقصد

تشریح: بحر میں فساد سے مراد ہر وہ خرابی اور بگاڑ ہے جس سے انسانی معاشرہ میں بدامنی پیدا ہو جائے جیسے جنگوں کا عام ہونا، فسادات، معاشی بدحالی، بیماریوں کا پھیل جانا، سمندری طوفانوں اور دریاؤں میں سیلاب آنے کی وجہ سے جانی و مالی نقصانات زیادہ ہونا، زلزلے آنا، کھیتیاں تباہ ہو جانا، وبائی امراض پھیل جانا، قحط وغیرہ۔ یہ سب فساد کا وہ سبب بندوں کے اپنے ہی کئے ہوئے ہوتے ہیں اور بعض اوقات یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ بھی ہوتی ہے لہٰذا ہر عقلمند کو چاہئے کہ وہ برے اعمال سے بچے اور نیک اعمال کرے۔ (۲) برے انجام کے جب آثار دیکھے تو دین اسلام کی طرف رجوع کرے۔ (۳) اس کا معنی یہ ہے کہ دین اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو یا یہ معنی ہے کہ دین اسلام کو پھیلانے میں مشغول رہو اور کافروں کے ایمان لانے پر حریص ہو۔ (۴) اس سے مراد قیامت کا دن ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹلنا نہیں ہے اور اس دن حساب کے بعد لوگ یوں الگ الگ ہو جائیں گے کہ جنتی جنت کی طرف اور دوزخی دوزخ کی طرف چلے جائیں گے۔ (۵) اس آیت کا علامہ ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال سے بے نیاز اور ہم سے اچھا یا برا عمل لینے میں کسی کا فائدہ یا نقصان نہیں ہے۔ (۶) ہمارے نیک اعمال کا صلہ دینا اور ہمارے اعمال کے بدلے ثواب عطا فرمانا اللہ تعالیٰ پر لازم نہیں، وہ نیک لوگوں کو جو بھی اجر عطا فرمائے گا وہ صرف اس کا فضل کرم ہے۔

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ

جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے بیشک وہ کافروں کو پسند نہیں کرتا ۝ اور اس کی نشانیوں میں سے

اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيٰحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ

ہے کہ وہ خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے اور تاکہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے اور تاکہ اس کے حکم سے کشتی

بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ

چلے اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر گزار بنو جاؤ ۝ اور بیشک ہم نے تم سے پہلے

قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَاۗءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ

کتنے رسول ان کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لائے پھر ہم نے مجرموں سے انتقام لیا

اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ

اور مسلمانوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ لازم ہے ۝ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے تو وہ بادل

فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَاۗءِ كَيْفَ يَشَاۗءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى

اٹھاتی ہیں پھر اللہ اس بادل کو آسمان میں جیسا چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے اور کبھی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے تو تو دیکھتا ہے

الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا

کہ اس کے بیچ میں سے بارش نکلتی ہے پھر جب پہنچا دیتا ہے اس کو جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے جبھی

هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ

وہ خوش ہو جاتے ہیں ۝ حالانکہ اس بارش کے برسنے سے پہلے وہ لوگ ناامید

لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ

ہوتے ہیں ۝ تو اللہ کی رحمت کے نشانات دیکھ کہ وہ کس طرح زمین کو مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے

مُبْشِرٰتٍ خوشخبری دینے والی ہوائیں **لِتَجْرِيَ** تاکہ چلے **الْفُلْكُ** کشتی **بِاَمْرِهٖ** اس کے حکم سے **وَلِتَبْتَغُوْا** اور تاکہ تم تلاش کرو **فَضْلِهٖ** اس کا فضل **وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ** اور تاکہ تم شکر گزار بنو **اَرْسَلْنَا** ہم نے بھیجے **رُسُلًا** رسول **قَوْمِهِمْ** ان کی قوم **فَجَاۗءُوْهُمْ** تو وہ ان کے پاس آئے **بِالْبَيِّنٰتِ** کھلی نشانیاں لے کر **فَانْتَقَمْنَا** پھر ہم نے انتقام لیا **الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا** مجرموں سے **نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ** مسلمانوں کی مدد کرنا **يُرْسِلُ الرِّيٰحَ** ہواؤں کو بھیجتا ہے **سَحَابًا** بادل **كِسَفًا** ٹکڑے ٹکڑے **الْوَدْقَ** بارش **خِلٰلِهٖ** اس کے بیچ میں **اَصَابَ بِهٖ** پہنچا دیتا ہے اس کو **عِبَادِهٖٓ** اپنے بندوں میں سے **يَسْتَبْشِرُوْنَ** وہ خوش ہو جاتے ہیں **يُّنَزَّلَ** برسنے سے **لَمُبْلِسِيْنَ** ناامید ہوتے ہیں **اٰثٰرِ** نشانات **يُحْيِ** زندہ کرتا ہے **مَوْتِهَا** اس کے مرنے

مُبْشِرٰتٍ خوشخبری دینے والی ہوائیں **لِتَجْرِيَ** تاکہ چلے **الْفُلْكُ** کشتی **بِاَمْرِهٖ** اس کے حکم سے **وَلِتَبْتَغُوْا** اور تاکہ تم تلاش کرو **فَضْلِهٖ** اس کا فضل **وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ** اور تاکہ تم شکر گزار بنو **اَرْسَلْنَا** ہم نے بھیجے **رُسُلًا** رسول **قَوْمِهِمْ** ان کی قوم **فَجَاۗءُوْهُمْ** تو وہ ان کے پاس آئے **بِالْبَيِّنٰتِ** کھلی نشانیاں لے کر **فَانْتَقَمْنَا** پھر ہم نے انتقام لیا **الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا** مجرموں سے **نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ** مسلمانوں کی مدد کرنا **يُرْسِلُ الرِّيٰحَ** ہواؤں کو بھیجتا ہے **سَحَابًا** بادل **كِسَفًا** ٹکڑے ٹکڑے **الْوَدْقَ** بارش **خِلٰلِهٖ** اس کے بیچ میں **اَصَابَ بِهٖ** پہنچا دیتا ہے اس کو **عِبَادِهٖٓ** اپنے بندوں میں سے **يَسْتَبْشِرُوْنَ** وہ خوش ہو جاتے ہیں **يُّنَزَّلَ** برسنے سے **لَمُبْلِسِيْنَ** ناامید ہوتے ہیں **اٰثٰرِ** نشانات **يُحْيِ** زندہ کرتا ہے **مَوْتِهَا** اس کے مرنے

فوائد ہوائیں بھیجنے کی حکمتیں — حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے سات سال بارش نہ برسی

رحمت الٰہی کے آثار میں غور و فکر

لغت فضل تلاش کرنے سے مراد رزق تلاش کرنا ہے۔

إِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۖ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٥٠﴾ وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيْحًا

بیشک وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے ○ اور اگر ہم کوئی ہوا بھیجیں

فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوا مِنْ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿٥١﴾ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ

جس سے وہ کھیتی کو زرد دیکھیں تو ضرور اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں گے ○ پس بیشک تم مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو پکار

الصُّمَّ الدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٥٢﴾ وَمَآ أَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۖ إِنْ

سنا سکتے ہو جب وہ پیٹھ دے کر پھریں ○ اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہٹا کر راہ دکھا سکتے ہو ۔ تم

تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٥٣﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ

ہی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں پھر وہ فرمانبردار ہیں ○ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں کمزور پیدا فرمایا

ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَيْبَةً ۚ يَخْلُقُ

پھر تمہیں کمزوری کے بعد قوت بخشی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیدیا جو چاہتا ہے

مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿٥٤﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ

پیدا کرتا ہے اور وہی علم والا اور قدرت والا ہے ○ اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم قسم

الجزء الحادی والعشرون

ترجمہ: (۵۰) مطلب آئے پر لوگوں کی ناشکری (۵۱) دل کے مرض اور بہرے پن کی تین نصیحت سے محرومی

(۵۲) دل کے مرضوں کی تین قسمیں ہدایت سے محرومی اور کفر ایمان کا حال (۵۳) انسان کے مختلف حواس اور قدرت الٰہی

(۵۴) دنیا میں ٹھہرنے کے متعلق بروز قیامت مجرموں کا بیان

تفسیر: (۵۰) یہاں مردوں سے مراد موت کا شکار ہونے والے لوگ نہیں بلکہ مردہ دل لوگ مراد ہیں، جنہیں مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جیسے بے جان جسم وعظ و نصیحت سے فائدہ حاصل نہیں کرسکتے اسی طرح مردہ دل لوگ بھی ان سے فائدہ حاصل نہیں کرسکتے اور یہ آیت مردوں کے نہ سننے پر بطور دلیل پیش کرنا درست نہیں، بکثرت احادیث سے مردوں کا سننا اور زندہ قبروں پر زیارت کے لئے آنے والوں کو پہچاننا ثابت ہے۔ (۲) یہاں بھی اندھوں سے ان کے اندھے مراد ہیں۔ (۳) اس آیت میں بیان ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور بہروں اور اندھوں کو تو نہیں سنا سکتے البتہ آیت الٰہیہ پر ایمان لانے والوں کو سنا سکتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ممکن کا نہ ہونا بھی ہے اور ہونا بھی ہے۔ (۴) اس سے انسان کی پیدائش اور بچپن کی حالت مراد ہے کیونکہ اس وقت اس کا جسم اور جوڑ کمزور ہوتا ہے۔ (۵) کمزوری کے بعد قوت دینے سے جوانی کی حالت مراد ہے۔

اَبْجِرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

کھائیں گے کہ وہ تو صرف ایک گھڑی ہی رہے ہیں۔ اسی طرح وہ اوندھے ہوتے تھے ○ اور جنہیں علم

اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۚ فَهٰذَا

اور ایمان دیا گیا وہ کہیں گے بیشک اللہ کے لکھے ہوئے میں تم مرنے کے بعد اٹھنے کے دن تک رہے ہو تو یہ

يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

مرنے کے بعد اٹھنے کا دن ہے لیکن تم نہ جانتے تھے ○ تو اس دن ظالموں کو ان کا عذر

مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ

کچھ نفع نہ دے گا اور نہ ان سے توبہ کروانے کا مطالبہ کیا جائے گا ○ اور بیشک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں

كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

ہر قسم کی مثال بیان فرمائی اور اگر تم ان کے پاس کوئی نشانی لاؤ تو ضرور کافر کہیں گے تم تو نہیں

مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ

مگر باطل پر ○ اسی طرح اللہ جاہلوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے ○ تو صبر کریں بیشک

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع ۶

اللہ کا وعدہ سچا ہے اور ہرگز نہ ہلکا کر دیں آپ کو وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے ○

ع ۶

ترجمہ: مجرموں نے قسمیں کھائیں کہ وہ دنیا میں صرف ایک گھڑی ہی رہے ہیں اسی طرح وہ اوندھے ہوتے تھے ○ اور جنہیں علم اور ایمان دیا گیا وہ کہیں گے بیشک اللہ کے لکھے ہوئے میں تم مرنے کے بعد اٹھنے کے دن تک رہے ہو تو یہ مرنے کے بعد اٹھنے کا دن ہے لیکن تم نہ جانتے تھے ○ تو اس دن ظالموں کو ان کا عذر کچھ نفع نہ دے گا اور نہ ان سے توبہ کروانے کا مطالبہ کیا جائے گا ○ اور بیشک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی اور اگر تم ان کے پاس کوئی نشانی لاؤ تو ضرور کافر کہیں گے تم تو نہیں مگر باطل پر ○ اسی طرح اللہ جاہلوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے ○ تو صبر کریں بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور ہرگز نہ ہلکا کر دیں آپ کو وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے ○

خلاصہ: مجرموں نے قسمیں کھائیں کہ وہ دنیا میں صرف ایک گھڑی ہی رہے ہیں اور قیامت ظالموں کا سوال باطل کیا ہے کفار کی سب دھاندلی اور اس کا انجام

صبر کریں بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور صبر کی تاکید

ربط: ① آخرت کو دیکھ کر مجرموں کو دنیا کی زندگی بہت تھوڑی معلوم ہوگی اس لئے وہ اس سے ایک گھڑی سے زیادہ نہ ٹھہرنے کی قسمیں کھائیں گے۔ ② یہاں علم والوں سے انبیاء کرام علیہم السلام یا فرشتے مراد ہیں۔ ③ یعنی ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں بیان فرمائی ہیں جن سے ہر عقل والا ہدایت، نصیحت حاصل کر سکتا ہے اور مثالیں اس لئے بیان فرمائیں کہ کافروں کو تنبیہ ہو اور وہ عذاب سے ڈر کر اپنے آپ کو پہچانیں لیکن ہوس سے اندھی سیاہ دلی اور سخت دلی کے باعث کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا بلکہ جب ان آیات قرآن پاک کو جھٹلا دیا اور ان کا انکار کر دیا۔

الٓمّٓ ۝١ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ۝٢ نیکوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہیں ۝٣ وہ جو

نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں ۝٤

ان کے رب کی ہدایت پر ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں ۝٥ اور کچھ لوگ ایسے ہیں

جو لغو باتیں خریدتے ہیں تاکہ بغیر سمجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں اور اسے ہنسی مذاق بنائیں

ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے ۝٦ اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا پھر جاتا ہے جیسے اس نے

لغات: تلک: یہ آیات قرآنی کی عظمت شان۔ الکتاب: ایک دو گوں کی صفات۔ ہدی: ہدایت۔ رحمۃ: رحمت کا حصول۔ محسنین: نیکوکاروں کا حال

مشکل کا حل: قرآن سننے وقت دو باتیں

ترجمہ: ① قرآن مجید اگرچہ تمام انسانوں کے لئے ہدایت و رحمت ہے لیکن یہاں یہ لوگوں کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہی لوگ ہدایت و رحمت سے کچھ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ② ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اور جب تک وہ کسی کو ہدایت سے نہ نوازے کوئی ہدایت نہیں پا سکتا لیکن ہر ایک دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت طلب کرے اور نیک اعمال کی توفیق مانگتا رہے۔ ③ عربی لفظ "لھو" یعنی کھیل تماشا ان باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی سے اور اچھی باتوں سے غفلت میں ڈالے۔ اس میں ہر مقصد سے خالی اور کھیل تماشے کی باتیں جادو ناچ گانا بجانا غیر مسلم فلم وغیرہ سب داخل ہے۔ اس قسم کے آلات ہو یا لعب کو بیچنا خریدنا دونوں ممنوع ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہر وہ بات جو اللہ کے رستے سے غافل کر کے محرم کام کی طرف لے جائے لھو الحدیث ہے۔ گانا بھی اسی قسم سے ہے۔ (القسم الثانی لقمان تحت آیۃ ۶ ج ۴ ص ۹۱) یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی یہ تجارتی لوگوں کی قسم کا آدمی تھا یہ مشتمل تھا خرید تا اور قریش کو سناتا رہتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں عاد و ثمود کے قصے سناتے ہیں اور میں تمہیں رستم و اسفندیار اور بادشاہان عجم کے قصے سناتا ہوں۔ کچھ لوگ ان باتوں میں مشغول ہو گئے اور قرآن پڑھنے سے رہ گئے۔ (ص)

يَسْمَعُهَا كَانَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا وَّهُوَ عَلَيْهِ عَمًىۗ اُولٰۗىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا

اس (بات) کو سنتا ہی نہیں گویا اس کے کانوں میں بوجھ ہے تو ہے۔ دور (کھڑے) پکارے جاتے ہیں ۝ بیشک جو یہ کہتے اور

رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ

جس نے بیشک قائم کیے (اس) پر فرشتے اترتے ہیں ۝ کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ جنت کی جس کا

تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰۗؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝

تم وعدہ دیے جاتے ہو ۝ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ چیز ہے جس کو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ چیز ہے جس کا تم

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

مطالبہ کرو ۝ مہمانی بخشنے والے مہربان (اللہ) کی طرف سے ۝ اور اس سے بہتر کس کی بات ہے جو بلائے اللہ کی طرف اور کام کرے نیک اور کہے میں فرمانبرداروں سے ہوں

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝

اور برابر نہیں ہوتی نیکی اور نہ برائی ۔ دفع کر (برائی کو) اس (طریقہ) سے جو بہتر ہے تو اچانک وہ شخص کہ تیرے اور اس کے درمیان دشمنی ہے گویا وہ دوست ہے

وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ

اور نہیں ملتی یہ (خصلت) مگر انہیں جو صبر کرتے ہیں اور نہیں ملتی یہ مگر بڑے نصیب والے کو ۝ اور اگر تجھے وسوسہ ڈالے شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ تو

بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ

پناہ مانگ اللہ کی ۔ بیشک وہ سنتا جانتا ہے ۝ اور اس کی نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند ہیں ۔ نہ سجدہ کرو سورج کو

وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ

اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے پیدا کیا ان کو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو ۝ پھر اگر وہ تکبر کریں تو جو فرشتے تیرے رب کے پاس ہیں وہ اس کی تسبیح کرتے ہیں رات

وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ

اور دن میں اور وہ نہیں تھکتے ۝ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی ہوئی پھر جب ہم نے اتارا اس پر پانی تو وہ

اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ

لہلہائی اور ابھری ۔ بیشک جس نے زندہ کیا اس کو البتہ وہ زندہ کرنے والا ہے مردوں کو ۔ بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے ۝ بیشک جو لوگ کج روی کرتے ہیں ہماری آیتوں میں وہ چھپے نہیں ہیں ہم سے

اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

کیا پس جو شخص ڈالا جائے گا آگ میں بہتر ہے یا وہ شخص جو آئے گا امن سے قیامت کے دن ۔ کام کرو جو چاہو تم ۔ بیشک وہ اس کو جو تم کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ

بیشک جن لوگوں نے کفر کیا نصیحت کے ساتھ جب آئی وہ ان کے پاس ۔ اور بیشک وہ البتہ کتاب ہے زبردست ۝ نہیں آئے گا اس کے پاس باطل نہ اس کے آگے سے اور نہ اس کے پیچھے سے

تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ۝

(یہ) اتارا ہوا ہے حکمت والے خوبیوں والے کی طرف سے ۝ نہیں کہا جاتا تجھ سے مگر وہی جو کہا گیا تھا رسولوں سے پہلے تجھ سے ۔ بیشک تیرا رب البتہ بخشنے والا ہے اور دردناک عذاب والا بھی ہے

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۭ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۭ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۗءٌ ۭ

اور اگر ہم کر دیتے اس کو قرآن عجمی تو البتہ کہتے کیوں نہ کھولی گئیں آیتیں اس کی ۔ کیا (کتاب) عجمی اور (رسول) عربی ۔ کہہ دے وہ ہدایت ہے اور شفا ہے

وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

اور جو لوگ نہیں ایمان لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور وہ ان پر اندھا پن ہے ۔ یہ لوگ پکارے جاتے ہیں دور کی جگہ سے ۝ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ کو کتاب

فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

پھر اختلاف کیا گیا اس میں ۔ اور اگر نہ ہوتا ایک فیصلہ جو پہلے ہو چکا تیرے رب کی طرف سے تو البتہ فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان ۔ اور بیشک وہ البتہ شک میں ہیں اس سے بڑا شک ڈالنے والا ۝ جس نے کام کیا نیک

فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۭ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا

تو اپنے ہی لیے اور جس نے برائی کی تو اس کا وبال اسی پر ہے ۔ اور نہیں ہے تیرا رب ظلم کرنے والا بندوں پر ۝ اسی کی طرف لوٹایا جاتا ہے علم قیامت کا ۔ اور نہیں نکلتا کوئی پھل

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيْ ۭ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۝

اور نہ حمل رکھتی کوئی مادہ اور نہ جنتی مگر اس کے علم سے ۔ اور جس دن وہ پکارے گا ان کو کہ کہاں ہیں میرے شریک ۔ وہ کہیں گے ہم نے تجھ کو خبر دی ہم میں سے کوئی گواہی دینے والا نہیں ہے

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَاۗءِ الْخَيْرِ ۡ

اور گم ہو گئے ان سے وہ جن کو وہ پکارتے تھے پہلے اور وہ سمجھ لیں گے کہ نہیں ان کے لیے کوئی بچاؤ کی جگہ ۝ نہیں تھکتا انسان

ع ۱۵ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ

اللہ کے سوا اوروں سے بندگی × بلکہ تمام کل گمراہی میں ہیں ۝ اور بیشک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی ۝ کہ شکر کر

الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ

شکر ادا کر اور جو شکر ادا کرے تو وہ اپنی ذات کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو بیشک اللہ بے پروا ہے محمد والا ہے

ترکیب: یہ قبیل مبتدا کا صلہ — قدرت الٰہی کی دلیلوں پر چند دلائل — مشرکین کے ایک سوال

حضرت لقمان کی وصیتِ حکمت اور شکر کی تاکید — شکر کا فائدہ اور اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی

لغات: = بادلوں کو ستونوں کے بغیر بنانے کا ایک معنی یہ ہے کہ کوئی ستون ہے ہی نہیں اور تمہاری نظر جو اس چیز کا مشاہدہ کر رہی ہے وہ یہ ہے کہ آسمانوں سے ستون قوی نظر وہ ہے جیسے جسے تم دیکھ سکو ان سے دگویا ایسا ہے جیسے ستونوں کے بغیر ہی رہا ہے۔ ج حضرت لقمان رجل صفۃ کے ہیں ہوئے میں انسان ہے مگر علامہ کی طرف ہیں کہ آپ حکیم تھے ہی رہتے۔ حکمت کا عام معنی عقل اور فہم و فراست ہے اور قرآن کریم میں اس کے علاوہ معانی میں بھی استعمال ہوا ہے جیسے علم، علم اور دانائی، نبوت اور رسالت کی اور بھی علماء نے اس کی بہت سی تعریفات کی ہیں، ایک تعریف یہ ہے کہ حکمت وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ عقل میں راسخ کر دیتا ہے جس سے عقل ایسے راسخ ہو جاتی ہے جیسے نگاہ روشن ہوتی ہے اور وہ یہ بھی جانے والی چیز کو پا لیتی ہے۔ اس کے حصول کا ایک عمدہ طریقہ علم عمل رسالہ

غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿١٢﴾ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ

بے ○ اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا اے میرے بیٹے کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا بیشک شرک یقیناً

الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ

بڑا ظلم ہے ○ اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری برداشت کرتے ہوئے

وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ۖ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾

اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا[1] اور اس کا دودھ چھوٹنا دو سال میں ہے میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر[2] میری ہی طرف لوٹنا ہے ○

وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي

اور اگر وہ دونوں تجھ پر کوشش کریں کہ تو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں[3] تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں

الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا

اچھی طرح ان کا ساتھ دے اور میری طرف رجوع کرنے والے کے راستے پر چل[4] پھر میری ہی طرف تمہیں پھر آنا ہے تو میں

ف۱ حضرت لقمان کی بیٹے کو شرک سے بچنے کی نصیحت — اللہ تعالیٰ اور والدین کا شکر ادا کرنے کی تاکید

شرک میں والدین کی اطاعت نہ کرنے کی ہدایت اور مزید تاکید

حل لغات (۱) وہن کا لفظی معنی کمزوری ہے۔ فصال کا معنی دودھ چھڑانا ہے۔ (۲) صاحب کا معنی ساتھ رہنا ہے۔ معروف ہر اچھی بات کو کہتے ہیں۔ سبیل راستہ کو کہتے ہیں۔ انابت کا معنی رجوع کرنا ہے۔

(۱) ماں اپنی اولاد کو پیٹ میں رکھنے کی مشقت برداشت کرتی ہے جو یقیناً باپ نہیں کرتا۔ ماں کمزوری پر کمزوری برداشت کرتے ہوئے بچے کو دو سال تک پیٹ میں اٹھائے رکھتا ہے جنم دینے کے بعد بھی بچے کی تکالیف کو برداشت کرتی ہے۔ اس لیے ماں کو باپ پر تین درجے فضیلت حاصل ہے، حدیث پاک میں ہے ایک شخص نے عرض کی میری اچھی خدمت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ ارشاد فرمایا تمہاری ماں۔ عرض کی پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا تمہاری ماں۔ عرض کی پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا تمہاری ماں۔ عرض کی پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا تمہارا باپ۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبۃ، حدیث ۵۹۷۱) (۲) اس سے معلوم ہوا کہ والدین کا مقام انتہائی بلند ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ بندے سے والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم فرمایا اور اپنے ساتھ دونوں کا شکر ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ اب اگر والدین بدقسمتی سے والدین کی خدمت نہ کرے اور ان کو تکلیف دے تو یہ بڑا ہی محسن اور بدنصیب ہے۔ (۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شریک نہ کوئی ہو سکتا ہے نہ ہو سکتا ہے لہٰذا اگر کوئی بھی کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے خواہ وہ والدین ہی کیوں نہ ہوں تو ان کی بات نہیں ماننی چاہیے۔ (۴) والدین کی خدمت کرنا عظیم چیز ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے معاملے میں ان کی بات نہیں مانی جائے گی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کیا جائے گا اور ان کی اطاعت نہ کی جائے گی، لہٰذا اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور کفر کا حکم دیں تو ان کا یہ حکم نہیں مانا جائے گا۔ اسی طرح اگر وہ کسی فرض و واجب مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کو چھوڑنے کا کہیں یا کسی حرام مثلاً زنا، چوری وغیرہ کا حکم دیں تو ان کا حکم ماننے کی اجازت نہیں۔

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ

تمہیں بتادوں گا جو تم کرتے تھے ﴿۱۵﴾ اے پیارے بیٹے برائی گر رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ پتھر کی

صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ

چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں اللہ اسے لے آئے گا بیشک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا

خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي

خبردار ہے ﴿۱۶﴾ اے میرے پیارے بیٹے نماز قائم کر اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور تجھے جو

مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ

مصیبت آئے اس پر صبر کر بیشک یہ ہمت والے کاموں میں سے ہے ﴿۱۷﴾ اور لوگوں سے بات کرتے وقت اپنا رخسار پھیر نہ اور

لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِيْ

زمین میں اترا کے ہوئے نہ چل بیشک اللہ کو ہر اترانے والا شیخی بگھارنے والا ناپسند ہے ﴿۱۸﴾ اور بیچ چلے

ع مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ

میں رفتار اپنی چال سے نکل اور اپنی آواز کچھ پست رکھ بیشک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے ﴿۱۹﴾ کیا تم

تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ

نے دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اللہ نے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے اور اس نے تم پر

مضامین قیامت سے متعلق حضرت لقمان کی بیٹے کو نصیحت — صبر تبلیغ اور صبر سے متعلق نصیحت

اکڑ کر چلنے کی نصیحت — میانہ چال چلنے اور آواز پست رکھنے کی نصیحت

الوہیت اور وحدانیت پر دلالت کرنے والی نشانیاں

لغات ۱۔ امیر و غریب کسی شخص کو حقیر نہیں جاننا چاہیے بلکہ ہر ایک کے ساتھ محبت سے پیش آنا اور جتنی قدرت میں بات چیت رہنا چاہیے ۲۔ لوگوں کو حقیر جاننا ان سے منہ موڑنا اور حقارت آمیز انداز میں گفتگو کرنا کبر کی طرح امیروں و بادشاہوں کی حقارت سے کچھ کم بری علامات نہیں ان سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیے ۳۔ ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرکے اور چلا چلا کر گفتگو کرنا بدتمیزی پسندیدہ فعل ہے اور اس کی مذمت کے لیے گدھے کی آواز سے تشبیہ دی ہے

نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى

ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دیں اور کچھ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر علم کے اور بغیر عقل

وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ

اور کوئی روشن کتاب ۝ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل فرمایا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس

مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ

کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اگرچہ شیطان ان کو عذاب

السَّعِيْرِ ۝ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ

طرف بلا رہا ہو ۝ تو جو اپنا منہ اللہ کی طرف جھکائے اور وہ نیکی کرنے والا ہو تو بیشک اس نے مضبوط سہارا

الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا

تھام لیا اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے ۝ اور جو کفر کرے تو اس کا کفر آپ کو غمگین نہ کرے ہمیں ان کا

مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ نُمَتِّعُهُمْ

طرف لوٹنا ہے تو ہم انہیں بتا دیں گے جو انہوں نے کیا ہوگا بیشک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے ۝ ہم انہیں کچھ فائدہ

قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

تھوڑا دیں گے پھر انہیں سخت عذاب کی طرف مجبور کریں گے ۝ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور

شانِ نزول اللہ تعالیٰ کے بارے میں مشرکین کی بے دلیل بحث سے دل کی اذیت کی تسلیہ

تسلیہ اور بیک وقت تسلی و بشارت کافروں سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی حاملِ کائنات سے متعلق مشرکین کا کفر

تشریح ۲۰ سے آیت ان کفار کی مذمت میں نازل ہوئی جو بے علم اور جہالت ہونے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وحدت الٰہی کے متعلق جھگڑتے رہتے تھے۔ آج کل زمانہ میڈیا دوگروں سے سیاست و ریاست کے بارے میں کلام سنے و پرکھ کر حق سمجھنے کی طرح یہ اسلام، قرآن، پیغمبر، آخرت اور اللہ کے بارے میں بھی بغیر علم و مطالعہ و سمجھ کے کلام کرتے و سنتے ہیں یہ بہت خطرناک روش ہے۔ سیاست، غیر ملکی دوستی مختلف کے بارے نظر کے ہوتے ہیں لیکن عقائد اور دین کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ ہاں متعین طور پر دین عقیدہ کفار میں سے جو قرآن و حدیث میں آیت اور جسے امت مسلمہ کی اکثریت سے پہچانتے

الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِي

بنائے تو ضرور کہیں گے اللہ نے" تم فرما دو تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں بلکہ ان میں سے اکثر جانتے نہیں ﴿۲۵﴾ اللہ ہی کا ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک اللہ ہی بے پرواہ تعریف کے لائق ہے ﴿۲۶﴾ اور زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ

مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ

سب قلمیں بن جائیں اور سمندر ان کی سیاہی ہو پھر اس کے بعد سات اور سمندر مزید بڑھا دیئے تو بھی اللہ کی باتیں ختم

اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ

نہ ہوں گی بیشک اللہ عزت والا حکمت والا ہے ﴿۲۷﴾ تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں جلانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا بیشک

اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي

اللہ سنتا دیکھتا ہے ﴿۲۸﴾ کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل

الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۙ كُلٌّ يَّجْرِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا

کرتا ہے اور سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ہر ایک مقررہ مدت تک چلتا ہے اور یہ کہ اللہ تمہارے

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ

کاموں سے خبردار ہے ﴿۲۹﴾ یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جن کو لوگ پوجتے ہیں وہ سب

ترجمہ: اللہ جل شانہ کی عظمت و شان کا بیان۔ اس مثال سے اپنی عظمت کی بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی باتیں دوبارہ پیدا کرنے پر قدرت الٰہی کا بیان۔

اللہ تعالیٰ کے آفاقی و انفسی نشانات کا تسلسل توحید کی دلیل ہے

حل: آیت ۲۷ میں اللہ تعالیٰ نے ایک مثال سے اپنی عظمت بیان فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ساری زمین میں موجود تمام درختوں کو قلمیں بنا لیا جائے جو کہ بہت سے بھی ہو سکتے ہیں گنتی نہ ہو سکے اور لکھنے کے لئے سمندر یعنی سات سمندروں کو سیاہی بنا لیا جائے اور ان قلموں اور سیاہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عظمت مثلاً علم، قدرت، صفات وغیرہ لکھا جائے تو سارے قلم اور سمندر ختم ہو جائیں لیکن عظمت الٰہی کے کلمات ختم نہ ہوں یعنی سمندر سات ہوں یا سو ہوں جتنے بھی ہوں بہر حال وہ محدود ہیں اور ان کا ایک نہ ایک دن انتہا ہے جبکہ عظمت الٰہی کی کوئی انتہا نہیں، کوئی بھی چیز غیر متناہی کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ مقررہ مدت سے مراد قیامت کا دن ہے یا یہ مراد ہے کہ سورج اور چاند اپنے اپنے معین اوقات تک چلتے ہیں جیسے سورج سال کے آخر تک اور چاند مہینے کے آخر تک چلتا ہے۔

الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي

باطل ہیں اور یہ کہ اللہ ہی بلندی والا بڑائی والا ہے ○ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ دریا میں کشتی

الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ

اللہ کے فضل سے چلتی ہے تاکہ وہ تمہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے بیشک اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر کرنے

شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ

نشانیاں ہیں ○ اور جب پہاڑوں جیسی کوئی موج ان پر چھا جاتی ہے تو اللہ کو خالص اپنا عقیدہ رکھتے ہوئے اسے پکارتے ہیں

فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ

پھر جب اللہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو ان میں کوئی ہی درمیانے درجے پر رہتا ہے اور ہماری آیتوں کا انکار صرف ہر بڑے دغا

كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ

باز شکری کرتے ہیں ○ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنی اولاد کے

وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

کام نہ آئے گا اور نہ کوئی بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دینے والا ہوگا بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ

تو تمہیں دنیا کی زندگی ہرگز دھوکا نہ دے اور نہ تمہیں اللہ کے بارے میں وہ بڑا دھوکے باز دھوکا دینے پائے ○ بیشک

خلاصہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت کے دلائل ۔۔۔ سمندری طوفانوں میں مبتلا ہونے پر کفار کا حال

اللہ تعالیٰ اور قیامت کے علم کا حکم ۔۔۔ پانچ امور غیب کا بیان

حاشیہ ① آیت میں اللہ تعالیٰ نے لقمان کی دو طرح دی اور یہ عرب جان میں سے جس چیز کے لئے کہا ہے تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ جن پتھروں اور جن وغیرہ بے جان چیزوں کو لوگ پوجتے ہیں وہ باطل ہیں اور جو بعض کفار گروہ بنا کر اللہ تعالیٰ کو پوجتے ہیں تو ان کا پوجا باطل ہے مگر ان کو بھی باطل نہیں کہا جا سکتا وہ بالکل حق ہیں ② قیامت کے دن عقیدے کی درستی کے بغیر نہ باپ بیٹا کو اور نہ اولاد اپنے باپ کو بچا سکے گی ہاں عقیدہ درست ہو تو بیٹا والدین بیٹا والدین سب کی طرف سے فائدہ متوقع ہے

عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ

قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہ بارش اتارتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی

نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ

عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝۳۴

علم والا خبر رکھنے والا ہے ۝۳۴

الجزء ۲۴

سورۃ السجدۃ ۳۲ — مکیۃ ۳۰ — رکوعاتہا ۳ — آیاتہا ۳۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

الٓمّٓ ۝۱ کتاب کا اتارنا بیشک پروردگار عالم کی طرف سے ہے ۝۲ کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نبی نے یہ قرآن

افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ

خود بنا لیا ہے؟ بلکہ یہی تمہارے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ تم ان لوگوں کو ڈر سناؤ جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا

عنوان قرآن کریم کی حقانیت پر کفار کے اعتراض کا جواب اور قرآن کا مقصد

ربط قیامت کا علم بارش کا وقت، حمل میں کیا ہے، ہر شخص کو کل کیا کمانا ہے اور کہاں مرنا ہے، ان پانچوں امور کے بارے میں یہی طور پر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض انبیاء علیہم السلام و بعض ملائکہ و اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم کو بطور کرامت ان امور کی خبریں عطا ہوتی ہیں اور یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے، لیکن اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بتائے بغیر کوئی نہیں جانتا اور اس کے یہ معنی مراد ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا۔ بعض غلط اور بے بنیاد احادیث و روایات و واقعات پر لوگوں کا یقین کرنے کے خلاف ہے۔ (2) جب حضرت جبرئیل علیہ السلام قرآن پاک سے نازل ہوئے تو کفار قریش نے کہا کہ یہ کتاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس سے بنائی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قرآن خود بنایا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہے یہ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ قرآن تمہارے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ اس کے ذریعہ آپ ان لوگوں کو ڈر سنائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا، آپ کے بعد بھی ایسے ہی رہیں گے کہ وہ عراق سے ہجرت پا جائیں۔ (3) ان لوگوں سے مراد عرب کے لوگ ہیں اس عرصہ کے لئے اس زمانے کی مدت حضرت اسماعیل علیہ السلام سے لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تھی اور دیگر لوگوں کے لئے دو رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت تک تھا کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رسول نہیں آیا۔

قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝٣ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

تمہیں آیا اس امید پر (اترا) کہ وہ ہدایت پائیں ۝ اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سب کچھ

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ

چھ دن میں بنایا پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اس کے علاوہ تمہارا کوئی حمایتی نہیں اور

لَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝٤ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ

نہ کوئی سفارش کرنے والا ہے تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے ۝ وہ آسمان سے زمین تک (ہر) کام کی تدبیر فرماتا ہے پھر (ہر)

يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝٥ ذٰلِكَ عٰلِمُ

دن میں اسی کی طرف رجوع کرے گا جس کی مقدار تمہاری گنتی سے ہزار سال ہے ۝ یہ ہے (اللہ) ہر پوشیدہ

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٦ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ

اور کھلی بات کا جاننے والا غالب رحمت والا ۝ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور انسان کی

خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝٧ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ مَّهِيْنٍ ۝٨ ثُمَّ

پیدائش کی ابتدا مٹی سے فرمائی ۝ پھر اس کی نسل ایک بے قدر پانی کے خلاصے سے بنائی ۝ پھر

سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ

اسے ٹھیک بنایا اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے

خلاصہ اوصاف باری تعالیٰ اور کفار کو تنبیہ ۔ نظام کی تدبیر فرمانے اور بارگاہ الٰہی میں اعمال کی پیشی کا بیان

اللہ تعالیٰ کی تین صفات ۔ تخلیق انسان کی ابتدا ۔ مختلف مراحل کا بیان

ربط ۔ پہلی آیت سے فرمایا گیا ہے کہ اگر ہم بیان سنا دیں گے تو تمہیں کون مددگار ملے گا۔ تو کیا تم اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی نصیحت قبول نہیں کرتے ۔ (۲) اس سے مراد قیامت کا دن ہے اس کی درازی سے متعلق قرآن مجید میں دو جگہ بیان ہوئی ہیں ایک یہ جو ہزار سال کے برابر ہوگا (۲) پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا ان میں تطبیق یہ ہے کہ بعض کافروں کے لئے اس دن کی درازی شدت کے اعتبار سے ہزار برس کے اور بعض کے لئے پچاس ہزار برس کے برابر ہوگی ۔ (۳) "عالم الغیب" اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے مخلوق میں کسی کو بھی عالم الغیب کہنا جائز نہیں حتیٰ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی "عالم الغیب" نہیں کہہ سکتے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم عطا فرمایا ہے۔

قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝٩ وَقَالُوٓا۟ أَءِذَا ضَلَلْنَا فِى ٱلْأَرْضِ أَءِنَّا لَفِى خَلْقٍ

تم بہت تھوڑا شکر ادا کرتے ہو ۝٩ اور بولے کیا جب ہم مٹی میں گم ہو جائیں گے تو کیا پھر نئے سرے سے

جَدِيدٍۭ ۖ بَلْ هُم بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كَٰفِرُونَ ۝١٠ قُلْ يَتَوَفَّىٰكُم مَّلَكُ ٱلْمَوْتِ ٱلَّذِى

پیدا کیے جائیں گے بلکہ وہ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں ۝١٠ تم فرما دو تمہیں موت کا فرشتہ وہ سب دیتا ہے جو تم پر مقرر ہے ۝١١

وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۝١١ ۞ وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا۟

پھر تم اپنے رب کی طرف واپس کیے جاؤ گے ۝١١ اور کیسی طرح تم دیکھتے جب مجرم اپنے رب کے پاس اپنے سروں کو نیچے جھکائے

رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَٱرْجِعْنَا نَعْمَلْ صَٰلِحًا إِنَّا

ہوں گے (اور کہتے ہوں گے) اے ہمارے رب ہم نے دیکھا اور سنا تو ہمیں واپس بھیج دے تاکہ نیک کام کریں بیشک ہم

مُوقِنُونَ ۝١٢ وَلَوْ شِئْنَا لَءَاتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَىٰهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ ٱلْقَوْلُ مِنِّى

یقین کرنے والے ہیں ۝١٢ اور ہم چاہتے تو ہر جان کو اس کی ہدایت دیتے مگر میری یہ بات طے ہو چکی ہے کہ میں ضرور

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ ٱلْجِنَّةِ وَٱلنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝١٣ فَذُوقُوا۟ بِمَا نَسِيتُمْ لِقَآءَ

جہنم کو جنوں اور آدمیوں سب سے بھر دوں گا ۝١٣ تو اب چکھو اس بات کا بدلہ کہ تم نے اپنے اس دن کی حاضری کو بھلا دیا تھا

يَوْمِكُمْ هَٰذَآ ۖ إِنَّا نَسِينَٰكُمْ ۖ وَذُوقُوا۟ عَذَابَ ٱلْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝١٤ إِنَّمَا

بیشک ہم نے تمہیں چھوڑ دیا اور اپنے کیے کی سزا میں ہمیشہ رہنے کا عذاب چکھو ۝١٤ ہماری آیتوں پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں

ف ۱ قیامت سے متعلق منکرین کا یہ شبہ اور اس کا جواب ہر دور قیامت کفار کا اعتراف اور دنیا میں واپسی کا مطالبہ

لوگوں کی ہدایت سے متعلق اللہ تعالیٰ کا تبصرہ عذاب کفار کے پیچھے انہی کا ہاتھ ہے قرآن پر ایمان لانے والوں کے اوصاف

لغات ۱۱ اس فرشتہ کا نام حضرت عزرائیل علیہ السلام ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحیں قبض کرنے پر مقرر ہیں اپنے کام میں کچھ غفلت نہیں کرتے اور جس کی موت کا وقت آ جاتا ہے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں ۲ قیامت کے دن کفار اس بات کا اعتراف کریں گے کہ وہ دنیا میں کھوٹے عمل کرتے تھے لیکن اس وقت یہ اعتراف انہیں کچھ فائدہ نہ دے گا جیسے کہ مشاہدہ کر چکے ہوں گے جو ایمان و صبر کے جویں دیکھے اور غیب پر ہو۔ (2) شاکر دیا کہ تم جانتے تو ہر چیز پر ایمان لاتے اور تو فیق دیتے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا بلکہ تمہیں دنیا کے امتحان کا گھر دیا اور یہاں جس سے ہدایت یا گمراہی اختیار کرنی ہے اپنے اختیار سے کرنی ہے ۳ اللہ تعالیٰ بھول سے پاک ہے یہاں اس کا معنی یہ ہے کہ بیشک ہم نے تمہیں عذاب میں چھوڑ دیا اب تمہاری طرف کوئی نظر رحمت نہیں ہوگی۔

يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ

کہ جب ان کو ان سے وعظ کیا جاتا ہے تو وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی

رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ ۝١٥ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ

بیان کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے ۝ ان کی کروٹیں ان کو خوابگاہوں سے جدا رکھتی ہیں اور وہ ڈرتے اور امید کرتے

رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۖ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝١٦ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ

اپنے رب کو پکارتے ہیں[1] اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں ۝ تو کسی جان کو معلوم نہیں وہ

لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٧ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا

آنکھوں کی ٹھنڈک جو ان کے لیے ان کے اعمال کے بدلہ میں چھپا رکھی ہے ۝ تو یہ جو ایمان والا ہے

كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ۝١٨ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

وہ کیا جیسا ہو جائے گا جو نافرمان ہے[2] یہ برابر نہیں ہیں ۝ بہرحال جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے بھلے کام کئے

فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۭ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٩ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا

تو ان کے لیے ان کے اعمال کے بدلے میں مہمان کے طور پر جنت کے باغات ہیں ۝ اور وہ جو نافرمان ہوئے

فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ

تو ان کا ٹھکانہ آگ ہے جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں پھیر دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا:

ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝٢٠ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ

اب آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلاتے تھے ۝ اور ضرور ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے قریب کا عذاب

السجدة — وقف غفران — وقف غفران

لغات: جنّتی لوگ — وہی کے تصور سے باہر ہیں — مومن اور کافر برابر نہیں — (یا عمل مسلمانوں کا مصدر)

[1] خوف و طمع کا فلسفہ — [2] کفار کو یہاں عذاب میں مبتلا کئے جانے کی وجہ

عالم: ۝ یہ آیت آیت سجدہ ہے جسے پڑھنے اور سننے والے پر "سجدۂ تلاوت" کرنا واجب ہے ۔ ایمان والے رات کے وقت دل پڑھنے سے لیے رام گداز بستروں کی راحت کو چھوڑ کر اٹھتے ہیں اور دعا و عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ

چکھائیں گے تھوڑے سے عذاب کے بڑے عذاب سے امید ہے کہ یہ لوگ باز آجائیں گے ○ اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جسے

بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ ﴿٢٢﴾ ع وَلَقَدْ آتَيْنَا

آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جائے پھر وہ ان سے منہ پھیر لے بیشک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں ○ اور بیشک ہم نے

مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ ۖ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٣﴾

موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو تم اس سے ملنے میں شک نہ کرو اور ہم نے بنی اسرائیل کے لیے وہ کتاب ہدایت

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا

اور جب وہ صبر کرتے رہے اور ہمارے ان میں سے کچھ لوگوں کو پیشوا بناتے تھے جو ہمارے حکم سے راہنمائی کرتے تھے اور وہ ہماری آیتوں پر

يُوقِنُونَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ

یقین رکھتے تھے ○ بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جس میں وہ

يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٥﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي

اختلاف کرتے تھے ○ اور کیا یہ بات ان کی راہنمائی نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کر دیں جن کے

مَسَاكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ ۖ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ﴿٢٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ

رہائشی مقامات میں یہ چلتے پھرتے ہیں بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں کیا یہ سنتے نہیں ○ کیا یہ لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہم

إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ ۖ

خشک زمین کی طرف پانی بھیجتے ہیں پھر اس سے کھیتی نکالتے ہیں جس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں

لغات: آیات کی بات سے مراد قرآن کریم کا بیان ہے موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی کتاب سے مراد تورات کا بیان ہے بنی اسرائیل کے صبر کا ثمرہ یہ ہوا کہ وہ دین میں امامت کے درجہ پر فائز ہوئے

یہود کی امامت اختلافات کا شکار ہو گئی اور وہ اس نعمت سے محروم ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ نعمتوں کی ناشکری سے نعمت زائل ہو جاتی ہے

مکہ والوں کو دوبارہ دعوت دی جا رہی ہے کہ تمہارے قریب ہی کی بستیاں ہیں

نکتہ: اس کا معنی یہ ہے کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات ملنے میں شک نہ کریں یا یہ معنی ہے کہ شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام سے آپ کی جو ملاقات ہوئی اس میں شک نہ کریں

أَفَلَا يُبْصِرُونَ ﴿٥٠﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٥١﴾ قُلْ

تو یہ لوگ دیکھ لیتے ﴿٥٠﴾ اور وہ کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا؟ اگر تم سچے ہو ﴿٥١﴾ کہہ دو

يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوٓا إِيمَٰنُهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٥٢﴾ فَأَعْرِضْ

فیصلے کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور نہ انہیں مہلت ملے گی ﴿٥٢﴾ تو ان سے منہ

عَنْهُمْ وَانتَظِرْ إِنَّهُم مُّنتَظِرُونَ ﴿٥٣﴾

پھیر لو اور انتظار کرو بیشک وہ بھی منتظر ہیں ﴿٥٣﴾

سورۃ الاحزاب ۳۳ — مدنی — الجزء ۲۲ — الم ۷۳ — رکوعاتھا ۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَٰفِرِينَ وَالْمُنَٰفِقِينَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا

اے نبی اللہ سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ ماننا بیشک اللہ علم والا، حکمت والا

حَكِيمًا ﴿١﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰٓ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿٢﴾

ہے ﴿١﴾ اور اس کی پیروی کرتے رہنا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی کی جاتی ہے بیشک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ﴿٢﴾

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿٣﴾ مَّا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّن قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ ۖ

اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی کارساز ہے ﴿٣﴾ اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہیں بنائے ﴿٤﴾

تعارف قیامت کے متعلق کفار کی جلد بازی اور نبی کریم ﷺ کو جواب — جلد باز کفار کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت

اللہ سے ڈرتے رہنے اور کافروں منافقین کی اطاعت نہ کرنے کی تاکید — اتباعِ وحی کی تاکید — اللہ پر توکل کرنے کا حکم

کسی انسان کے اندر دو دل نہیں ہوسکتے

لغات یُنظَرُونَ: مہلت ملے گی — اَتَّقِ: ڈر — اَلْمُنٰفِقِیْنَ: منافق — اِتَّبِعْ: پیروی کر — یُوْحٰی: وحی کی جاتی ہے — وَکِیْلًا: کارساز — قَلْبَیْنِ: دو دل — جَوْفِهٖ: اندر

حل ۱ یعنی فیصلے کے جن سے مراد قیامت کا دن یا عذاب و بربادی کا دن ہے۔ ۲ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک دل میں متضاد چیزیں جیسے ایمان اور کفر ہدایت اور گمراہی وغیرہ اکٹھی نہیں ہو سکتیں اور نہ ظاہری دو دل مراد ہیں یعنی یہ کہ ایک انسان کے اندر دو قسم کے دل نہیں ہو سکتے تو یہ بھی اپنی جگہ درست ہے کہ اگر کسی میں بالفرض یہ نظر آئے کہ اس میں دل کی شکل کے دو گوشت کے ٹکڑے ہیں تو ان میں ایک حقیقی دل ہوگا اور دوسرا محض ایک لٹکا ہوا گوشت ہوگا یعنی اس آدمی کا نظام بدن صرف ایک حقیقی دل کے ساتھ وابستہ ہوگا

وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔي تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ أُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ

اور نہیں کیا تمہاری ان بیویوں کو تمہاری حقیقی مائیں جنہیں تم ماں کہہ بیٹھتے ہو ۚ اور نہیں کیا

أَدْعِيَآءَكُمْ أَبْنَآءَكُمْ ۚ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ ۖ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ

تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے حقیقی بیٹے یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے ۖ اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی

يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝٤ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَإِنْ لَّمْ

راہ دکھاتا ہے ۝٤ تم انہیں ان کے حقیقی باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ صاف بات ہے پھر اگر

تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۚ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ

تمہیں ان کے باپ کا علم نہ ہو تو وہ دین میں تمہارے بھائی اور تمہارے دوست ہیں اور تم پر اس میں کوئی گناہ کی

جُنَاحٌ فِيْمَآ أَخْطَأْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ

نہیں جو بھول میں غلطی ہوئی لیکن اس میں گناہ ہے جس کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا ۚ اور اللہ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝٥ اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهٗٓ

بخشنے والا مہربان ہے ۝٥ یہ نبی مسلمانوں کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں اور ان کی بیویاں

ترجمہ: ظہار اور منہ بولے بیٹے سے متعلق رحم جاہلیت کی اصلاح ۔ منہ بولے بیٹوں کو ان کے حقیقی باپ کے نام سے پکارنے کا حکم ۔ منہ بولے بیٹے کا قصد پہنایا کفارہ ہے ۔ مسلمانوں پر حضور ﷺ کا حق ۔ ازواج مطہرات کا درجہ

ربط: ظہار کا معنی یہ ہے کہ شوہر کا اپنی بیوی یا اس کے کسی عزیز شائع رشتے جیسے ماں، بہن، بیٹی یا کسی اور حرام رشتے سے تشبیہ دینا یا بیوی کے کسی عضو کو محرم رشتے سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً یوں کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے ۔ جاہلیت کے زمانہ میں ماں کی پشت کی مثل سے عورت ظہار سے حرام ہو جاتی تھی اس کی تفصیل جاننے کے لئے فقہی کتابوں کا مطالعہ کریں ۔ آیت کے اس حصے میں شادی شدہ بیوی کو ماں کہہ دینے اور کسی کے بیٹے کو اپنا بیٹا کہہ دینے دونوں کی حرف ہے یا صرف کسی کے بیٹے کو اپنا بیٹا کہہ دینے کی طرف ہے کیونکہ ماقبل کلام سے مقصود بھی یہی ہے یعنی تمہارے کسی کو منہ سے میرے بیٹے کہنا تمہارے سچے بیٹے نہیں بنا دیتا جس کی کوئی حقیقت نہیں ۔ ③ منہ بولے بیٹے کو گود لینے کی جائز ہے لیکن گود لینے والا عام طور پر جس بچے کو گود لیتا ہے اس بچے کے حقیقی باپ کا نام معلوم ہوتا ہے یا اس کی کوشش کے باوجود اصل باپ کا نام معلوم نہ ہو سکے تو بھی کسی صورت حقیقی باپ کے علاوہ اپنا نام استعمال نہیں کر سکتا ۔ اس پر لازم ہے کہ ہر حالت میں اپنا نام استعمال کرے ۔

أُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ

ان کی بیبیاں ہیں ۶ اور مسلمان اور مہاجروں سے زیادہ اللہ کی کتاب میں رشتے دار ایک دوسرے

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ إِلَّآ أَنْ تَفْعَلُوْٓا إِلٰٓى أَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ

سے زیادہ قریب ہیں مگر یہ کہ تم چاہو اپنے دوستوں پر احسان کرو ۷ یہ حکم کتاب میں

فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ

لکھا ہوا ہے ۸ اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تم سے اور نوح

وَّإِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے عہد لیا ہم نے ان سب سے مضبوط عہد ۹ ۝

لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا أَلِيْمًا ۝ يٰٓأَيُّهَا

تاکہ اللہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے ۱۰ اور اس نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۝ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

ایمان والو اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر لشکر آئے تو ہم نے ان پر

ع ۱

ترجمہ میراث کے حقدار حقیقی رشتہ دار ہیں) (غیر وارث سے ساتھ حسن سلوک کی گنجائش نہیں) میثاق سے عہد یعنی جانب قابلیں

عہد سے عہد پیغمبر کی حکمت عرب و اجر میں احسان کی یاد دہانی

حل لغات ۶ اور ان عظیم سے ذی المنصب کا تعظیم و حرمت میں اور ان سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہونے میں داخل حکم ہے جو کچھ ماں کا ہے جملہ ان کے علاوہ ہر سے انکا جیسے وراثت اور پردہ وغیرہ میں ان کا داخل حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا ہے یعنی ان سے پردہ کیا جائے گا اور وہ مسلمانوں کی وراثت میں وہ بطور ماں شریک نہ ہوں گی۔ یہ امہات المؤمنین بھی منصب کی بیٹیوں کی طرح نہیں اور ان کے بھائی اور بہنیں المؤمنین کے ماموں خالہ نہ ہو جائے گا۔ ۷ ہجرت کے بعد مہاجرین و انصار کی حکومت کے رشتے کی وجہ سے ایک دوسرے سے وارث ہوا کرتے تھے پھر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمادیا کہ میراث حقیقی رشتہ داروں کا حق ہے اور کبھی دوستی کی بنا پر ہجرت سے پہلے جو میراث ملتی تھی وہ اب نہیں ملے گی البتہ تم اپنے دوست کے لئے وصیت کر کے دوستوں پر احسان کر سکتے ہو۔ (3) نبیوں سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں اور ان سے سچ کا سوال کرنے سے مراد یہ ہے کہ جن سے پہلی قوم نے فرمایا اور جس کا کفر تکذیب و دعوت باطلہ فرمائے یا ان سے یہ معنی ہیں کہ انبیاء علیہم السلام سے ان کی امتوں نے جو جواب سنے وہ دریافت فرمائے اور ان سوال سے مقصود لفظ کو ظاہر کرنا ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک نبیوں سے مراد سوشلین ہیں اور سچ کا سوال سے مراد ان کی تصدیق کے بارے میں سوال ہے۔

رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۚ﴿۹﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ

آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے ○ جب کافر تم

مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ

تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے آئے اور جب آنکھیں خطا کر رہی تھیں اور دل گلوں کے پاس آ گئے

وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا

اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے ○ یہیں مسلمانوں کو آزمایا گیا اور انہیں خوب ہلا

شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ

جھنجھوڑ دیا گیا ○ اور جب منافق اور جن کے دلوں میں مرض تھا وہ کہنے لگے اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے

وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ

دھوکے کا وعدہ کیا ○ اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا اے مدینہ والو (انصاریو) تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں

فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ

تو تم پلٹ چلو اور ان میں سے ایک گروہ نبی سے رخصت مانگتے ہوئے یہ کہتا تھا کہ ہمارے گھر بے حفاظت ہیں

مضمون: لشکرِ کفار کی آمد اور بعض مسلمانوں کی صورتِ حال کا ذکر — اہلِ ایمان کی سخت آزمائش

منافقوں کا اللہ اور رسول کے وعدے سے متعلق بدگمانی — منافقوں کی مسلمانوں کا حوصلہ پست کرنے کی کوشش

منافقوں کی محاذِ جنگ سے بھاگنے کی تدبیر

حاشیہ: ① یعنی اسی وحشت ناک جنگ اور ہولناک حالات میں رعب اور مجاہدے کے ذریعے مسلمانوں کے صبر و اخلاص کو آزمایا اور اس جنگ میں ناکامی کی صورت میں کل دشمنوں یعنی یہود مدینہ کا خطرہ، خارجی دشمنوں کی یلغار، ان کے علاوہ اپنی بے سروسامانی وغیرہ سب مسائل جمع ہو گئے تھے اور یہ بڑی چیز تھی جن سے بہادر سے بہادر دل لرز جاتے ہیں مگر سچے غلاموں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آزمائش میں بھی اللہ تعالیٰ کی دین ہوئی توفیق سے ثابت قدم رہے۔ ② منافقوں نے مدینہ طیبہ کو "یثرب" کہا اور ہمیشہ کافروں کا یہی نام رہا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں پر فرمایا کہ مدینہ طیبہ کو "یثرب" نہ کہیں۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات پسند نہ تھی کہ مدینہ پاک کو یثرب کہا جائے یا اسے یثرب کے معنی سے جانیں۔ علی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا حرام ہے گناہ ہے اور کہنے والا گنہگار (فتاوی رضویہ، باب الحظر والاباحۃ ۲۱ ۶)

منع وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴿١٣﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا

حالانکہ وہ بے حفاظت نہ تھے وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے ﴿١٣﴾ اور اگر ان پر مدینہ کی مختلف طرفوں سے گھس آتے

ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ كَانُوا

پھر ان سے فتنے کا مطالبہ کیا جاتا تو ضرور ان کا مطالبہ پورا کر دیتے اور اس میں بہت کم دیر کرتے مگر تھوڑی سی ﴿١٤﴾ اور بیشک یہ لوگ

عَاهَدُوا اللَّهَ مِن قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا ﴿١٥﴾ قُلْ

پہلے اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ کے وعدے کا پوچھا جائے گا ﴿١٥﴾ تم فرما دو

لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا

کہ موت یا قتل سے بھاگ رہے ہو تو ہرگز تمہیں یہ بھاگنا نفع نہ دے گا اور اس وقت بھی تمہیں تھوڑی سی دنیاوی فائدہ اٹھانے کو

قَلِيلًا ﴿١٦﴾ قُلْ مَن ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُم مِّنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ

دی جائے گی ﴿١٦﴾ تم فرما دو کہ کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچائے گا اگر وہ تمہیں برا پہنچانا چاہے یا تم پر

رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٧﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ

مہربانی چاہے اور اللہ کے سوا کوئی حامی نہ پائیں گے اور نہ کوئی مددگار ﴿١٧﴾ بیشک اللہ تم میں سے

کلمات منافقوں کے عقیدے کی کمزوری منافقوں کی بد عہدی اور کمینہ موت سے خوف سے فرض کی ادائیگی سے بھاگنا حماقت ہے

اللہ کی طرف سے بچنے والی رحمت اور مہربانی والی حمایت نہیں ملتی منافقوں کی ایک سازش کی طرف اشارہ

حاشیہ ﴿١﴾ جب بندوں پر یقین اور صبر کی کمی ہو بزدلی اور دشمنوں کا خوف دل پر غالب ہو اور ہر بری چیز میں شک کرنے لگے تو ایسی حالت میں حکم پر عمل کرنے کی صورت میں ہدایت پہنچنے کا صرف امکان ہی ہوتا ہے گھبرانے لگ جاتے ہیں تو اس وقت ان کا دل عقیدے کی کمزوری اور ایمان کے مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے پھر اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی تکلیف سے ڈر کر اس سے بھاگ کر شرک کا مطالبہ کیا جائے تو وہ کرنے میں دیر نہیں لگاتا اسی طرح کی صورت حال مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہے اور ان میں بھی عقیدے کی کمزوری کا مرض عام ہوتا نظر آتا ہے ﴿٢﴾ منافقوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد کیا تھا یہاں اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کہا گیا اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کا عہد کرنا گویا رب تعالیٰ سے عہد کرنا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کے نائب اعظم اور مختار مطلق ہیں لہٰذا آپ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنا لازم ہے۔

الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا

ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ اور وہ لڑائی میں تھوڑے

قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ

ہی آتے ہیں ﴿۱۸﴾ تمہارے اوپر بخل کرتے ہوئے آتے ہیں پھر جب خوف کا وقت آتا ہے تم انہیں دیکھو گے کہ تمہاری طرف یوں نظر

اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ

کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں جیسے کسی پر موت چھائی ہوئی ہو پھر جب خطرہ کا وقت نکل جاتا ہے تو مال غنیمت کی لالچ میں تیز

حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ

باتوں کے ساتھ تمہیں طعنے دیتے ہیں [12] یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں ہیں تو اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے اور یہ

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ

اللہ پر بہت آسان ہے ﴿۱۹﴾ وہ سمجھ رہے ہیں کہ لشکر ابھی نہ گئے اور اگر وہ لشکر دوبارہ

الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَ

آئیں تو ان کی خواہش ہوگی کہ کاش وہ دیہاتیوں میں جا ہوتے اور وہیں سے تمہاری خبروں کے بارے میں پوچھ پیتے اور

لَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ ع ۸

اگر وہ تم میں رہتے تو جب بھی تھوڑے ہی لڑتے ﴿۲۰﴾ بیشک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ

عنوان جنگ احزاب کے بعد منافقوں کا حال — کہ کبھی ایمان کے ساتھ کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا

منافقوں کی دو اور نشانیاں — سیرت سے ایک اور بہترین نمونہ

ربط ﴿۱۸﴾ یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں پتا چلتا رہتا تھا کہ مسلمانوں پر کس کس لشکر سے دشمنوں نے حملہ کیا ہے۔ انہیں اپنے پاس آنے والے، عموماً دیہاتی یہ خبریں پہنچاتے تھے۔ ان منافق اور ان کے ساتھیوں نے مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے سے روکنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ (2) اس آیت میں منافقوں کا جو حال بیان ہوا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وقت پر ساتھ دینا اور زبان سے محبت کا دعویٰ کرنا منافقوں کا کام ہے جبکہ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ ہر مشکل وقت میں اپنے مسلمان بھائی کا ساتھ دیتا ہے اور زبان، عمل اور دل سے محبت کی وجہ سے عملی طور پر اس کا ساتھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے، زبان پر اور کام سے کیلئے اخلاص پیدا کرتے رہنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمارے دل میں اور کام میں پیدا فرمائے۔

حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا رَاَ

موجود ہے کس کے لیے جو اللہ اور آخرت سے ان کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے ﴿۲۱﴾ اور جب

الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَ

مسلمانوں نے لشکر دیکھے تو بولے یہ وہ ہے جس کا ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ دیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے

رَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا

سچ فرمایا تھا اور اس بات سے ان کے یہاں اور اللہ کی راہ پر کسی ہونے والے یا دادہ یار مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں

مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۫ وَمَا بَدَّلُوْا

جنہوں نے اس عہد کو سچا کر دکھایا جو ہوں نے اللہ سے باندھا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا [illegible] کوئی بھی انتظار کر رہا ہے

تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ

اور بالکل نہ بدلے ﴿۲۳﴾ تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو سزا دے اگر چاہے یا

يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ان پر توبہ کی توفیق دے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۲۴﴾ اور اللہ نے کافروں کو ان کے

بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا

دلوں کی جلن کے ساتھ واپس لوٹا دیا، نہیں پہنچی کچھ بھلائی انہیں اور مسلمانوں کو اللہ مسلمانوں پر لڑائی میں کافی ہوگیا اور اللہ قوت والا

عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَ

غلبہ والا ہے ﴿۲۵﴾ اور جن اہل کتاب نے ان مشرکوں کی مدد کی تھی انہیں ان کے قلعوں سے اتار دیا

شان نزول: لشکر کے لشکر دیکھ کر مخلص مسلمانوں کا یہ کہنا عہد الٰہی کی عظیم الشان پاسداری کرنے والے

عرض کر چکے ہوں گے اور امور غیب کافروں کی پسپائی اور مسلمانوں کو صدہا انعامات کا قرآن میں عہد تھا اور ان کا ظہور ہونا

مسائل: ۱ عبادات، معاملات، اخلاقیات، تکلیفوں اور مشقتوں پر صبر کرنے میں اور خصوصاً اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے میں ہر شخص کی اور ہر جماعت کی اور ہر جماعت کے افراد کی بہترین تربیت فرمائی گئی ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ حالتوں میں، اخلاق میں اور اپنے دیگر احوال میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔ سیرت پر عمل کرنے والوں اور پیروی کرنے کا نام محمود ہے۔ سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

قَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ﴿٢٦﴾ وَأَوْرَثَكُمْ

ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا ان میں ایک گروہ کو تم قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو قید کرتے ہو ﴿٢٦﴾ اور اللہ نے تمہیں

أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

ان کی زمین اور ان کے مکانات اور ان کے مال کا وارث بنا دیا اور ان زمین کا بھی جس پر تم نے کبھی قدم نہیں رکھا ہے ﴿٢٧﴾ اور اللہ ہر چیز

قَدِيرًا ﴿٢٧﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ

قادر ہے ﴿٢٧﴾ اے نبی اپنی بیویوں سے فرما دو اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو

زِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٢٨﴾ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ

تو آؤ تاکہ میں تمہیں مال دوں اور تمہیں اچھی طرح چھوڑ دوں ﴿٢٨﴾ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول

اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾

اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بیشک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے ﴿٢٩﴾

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ

اے نبی کی بیویو جو تم میں حیا کے خلاف کوئی کھلی بات کرے گی تو اسے دوسروں کے مقابلے میں دگنا عذاب دیا جائے گا

وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾

اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے ﴿٣٠﴾

ع ۳

خلاصہ ① جو قریظہ کی سرزمین، عورتوں، بچوں اور مسلمانوں کا قبضہ اور یہ بشارت ② ازواج مطہرات میں مسلمین و مخلصین کا انتخاب

ازواج مطہرات میں منافقین و مخلصین

تفسیر ① ان تین کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں ۱ اس سے مراد خیبر ہیں جو عرصہ خندق کے بعد مسلمانوں نے فتح کیے تھے ۲ فارس و روم کی زمین مراد ہے ۳ ہر وہ زمین جس پر مسلمان قیامت تک فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آنے والی ہے ② حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ سے دنیوی سامان طلب کیے اور نفقہ میں زیادتی کی درخواست کی جبکہ یہاں تو یہ حالت ہے کہ بھوکے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں اور فاقوں پر فاقے ہو رہے ہیں اس لئے ان کا یہ مطالبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر گراں گزرا اور یہ آیت نازل ہوئی جس میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اختیار دیا گیا ③ یہاں آیت میں "نبی" سے خطاب کچھ خاص اسباب کی بنا پر ہے ورنہ اس حکم میں عام امت کی عورتیں بھی داخل ہیں شوہر کی اطاعت میں کوتاہی کرنا اس کے ساتھ جھگڑے فساد سے پیش آنا سخت گناہ ہے حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کی بیویوں کو جنت میں داخل کرے گا

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا

اور جو تم میں اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبردار رہے گی اور نیک عمل کرے گی ہم اسے دوہرا ثواب دیں گے اور ہم نے

لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ

اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے ﴿۳۱﴾ اے نبی کی بیویو تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو دبی ہوئی بات

بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ

کرنے میں نرمی نہ کرو کہ جس شخص کے دل میں کھوٹ ہے وہ کوئی برا خیال کرے اور ہاں قاعدے کی بات کہو ﴿۳۲﴾ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ

اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو ﴿۳۳﴾ اور اللہ

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ

اور اس کے رسول کا حکم مانو اے نبی کے گھر والو ﴿۳۳﴾ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور

ف۱ ان تین آیات میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو کچھ ہدایات دی گئی ہیں جن کا تعلق ان کے مقام اور منصب سے ہے۔

ان تین آیات میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی تلقین

ان تین آیات میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو گھر کے اندر عبادت سے متعلق چند احکام

ف۲ ان تین آیات میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو بعض ایسی باتوں کی ہدایت کی گئی ہے جن کا تعلق ان کے مقام اور منصب سے ہے۔ ان کی بعض باتیں ایسی ہیں جو دوسری عورتوں کے لیے نہیں ہیں۔ مثلاً ان کے لیے یہ حکم کہ وہ اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں اور بے پردہ نہ نکلیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کسی ضرورت سے باہر نہیں جا سکتیں۔ ان کے لیے یہ حکم اس لیے ہے کہ وہ امت کی مائیں ہیں اور ان کا گھر میں رہنا ہی ان کے شایان شان ہے۔ اسی طرح ان کے لیے یہ حکم کہ وہ اپنے گھروں میں اللہ کی عبادت کریں اور نماز اور زکوٰۃ کا اہتمام کریں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسری عورتوں کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔ ان کے لیے بھی یہ حکم ہے لیکن ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے یہ حکم اس لیے زیادہ اہم ہے کہ وہ امت کی مائیں ہیں اور ان کے گھروں میں عبادت کا ماحول نہ ہو گا تو دوسروں کے گھروں میں کیسے ہو گا۔ ان کے لیے یہ حکم اس لیے بھی زیادہ اہم ہے کہ ان کے گھروں میں وحی الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ اگر وہاں سے اللہ کی یاد اور عبادت کا ماحول ختم ہو جائے تو پھر وحی الٰہی کے نزول کا ماحول بھی ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح ان کے لیے یہ حکم کہ وہ اپنے گھروں میں قرآن و حدیث کا درس دیں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے ذمہ یہ خدمت بھی ہے کہ وہ دین کا علم سیکھیں اور دوسری عورتوں کو سکھائیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے یہ خدمت سرانجام دی۔ ان کے حجروں میں درس قرآن و حدیث کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ ان کا گھر میں رہنا اس لیے بھی ضروری تھا کہ وہ امت کی مائیں ہیں۔ ان کے گھر میں کوئی مرد نہیں آ سکتا تھا۔ اگر وہ گھر سے باہر نکلتیں تو ان کو دیکھنے والے بہت سے لوگ ہوتے۔ ان کے لیے یہ حکم کہ وہ اپنے گھروں میں اللہ کی عبادت کریں اور نماز اور زکوٰۃ کا اہتمام کریں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسری عورتوں کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔ ان کے لیے بھی یہ حکم ہے لیکن ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے یہ حکم اس لیے زیادہ اہم ہے کہ وہ امت کی مائیں ہیں اور ان کے گھروں میں عبادت کا ماحول نہ ہو گا تو دوسروں کے گھروں میں کیسے ہو گا۔ ان کے لیے یہ حکم اس لیے بھی زیادہ اہم ہے کہ ان کے گھروں میں وحی الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ اگر وہاں سے اللہ کی یاد اور عبادت کا ماحول ختم ہو جائے تو پھر وحی الٰہی کے نزول کا ماحول بھی ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح ان کے لیے یہ حکم کہ وہ اپنے گھروں میں قرآن و حدیث کا درس دیں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے ذمہ یہ خدمت بھی ہے کہ وہ دین کا علم سیکھیں اور دوسری عورتوں کو سکھائیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے یہ خدمت سرانجام دی۔ ان کے حجروں میں درس قرآن و حدیث کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ ان کا گھر میں رہنا اس لیے بھی ضروری تھا کہ وہ امت کی مائیں ہیں۔ ان کے گھر میں کوئی مرد نہیں آ سکتا تھا۔ اگر وہ گھر سے باہر نکلتیں تو ان کو دیکھنے والے بہت سے لوگ ہوتے۔

ف۳ اس آیت میں اہل بیت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سب سے پہلے مراد ہیں کیونکہ آگے پیچھے کا کلام بھی ان سے متعلق ہو رہا ہے۔ نیز بعض قدیم روایات بھی یہی بتاتی ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کا اہل بیت میں داخل ہونا بھی دلائل سے ثابت ہے۔

وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿٣٣﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ

اور تمہیں پاک کر کے خوب صاف ستھرا کر دے ○ اور اللہ کی آیت و حکمت یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی

الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿٣٤﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ ع

جاتی ہیں بیشک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے ○ بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے مرد

وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَ

اور ایمان والی عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے اور

الصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَ

صبر کرنے والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے رکھنے والے اور

الصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ

روزے رکھنے والیاں اپنی پارسائی کی حفاظت کرنے والے اور حفاظت کرنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٣٥﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى

ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار رکھا ہے ○ اور کسی مسلمان مرد اور مسلمان عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ

اور اس کا رسول کسی بات کا حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار باقی رہے ؕ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا

لغوی تحقیق: عبادت کرنے والے اور عبادت کرنے والیاں، روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی فیصلے کی خلاف ورزی جائز نہیں

شانِ نزول: ① حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کا پیغام دیا تو حضرت زینب اور ان کے بھائی نے بعض وجوہات کی بنا پر انکار کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں (1) آقا پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہر حکم میں واجب ہے (2) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں کوئی اپنے نفس کا بھی خود مختار نہیں (3) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم اور حضور کے فیصلے میں تنگی محسوس کرنا بھی حرام ہے حکم پر سر جھکانا پڑے گا اور حضور کی توہین کرنے یا انکار کرنے سے کافر ہو گا

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

خطرے سے اور وہ بڑی صریح گمراہی میں جا پڑا ﴿۳۶﴾ اور (اے محبوب یاد کرو جب تم) اس سے (جس پر اللہ نے انعام

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ

جس پر آپ نے انعام فرمایا کہ اپنی بیوی اپنے پاس روکے رکھو اور اللہ سے ڈرو اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپاتے ہو جسے اللہ ظاہر

مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا

کرنے والا تھا اور لوگوں کا اندیشہ تھا اور اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو پھر جب زید نے اس سے حاجت پوری

وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ

کر لی تو ہم نے آپ کا اس سے نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں پر ان کے متبنّٰی لڑکوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں کچھ حرج نہ رہے

اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَي النَّبِيِّ مِنْ

جب ان سے اپنی حاجت پوری کر لیں اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے ﴿۳۷﴾ نبی پر اس بات میں کوئی

حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ۭ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۭ وَكَانَ اَمْرُ

حرج نہیں جو اللہ نے اس کے لیے مقرر فرمایا اللہ کا دستور چلا آتا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے ﴿۳۸﴾ اور اللہ

اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَۨا ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَ

کا حکم ٹھہرا ہوا مقرر کی ہوئی تقدیر ہے ﴿۳۹﴾ وہ جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے تھے اور اس سے ڈرتے تھے اور

لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ

اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں رکھتے اور اللہ کافی حساب لینے والا ہے ﴿۴۰﴾ محمد تمہارے مردوں میں کسی کے

شان نزول: حضرت زینب کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا واقعہ — حضرت زید کے نکاح سے متعلق سنت انبیاء

انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور ختم نبوت کا بیان

تفسیر: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام امت کو یہ بتا دیا کہ جیسے پچھلے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی نکاح کے معاملے میں وسعت فرمائی اور منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شادیاں فرمانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عین حکمت اور اس کی دی ہوئی اجازت سے تھا اور آپ کا عمل انبیاء کرام علیہم السلام کے عمل کے عین مطابق تھا۔

رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

یہ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے ○

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ

اے ایمان والو اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو ○ اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو ○ وہی (اللہ) ہے

الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ

جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لئے دعا کرتے ہیں تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا

مسلمانوں پر مہربان ہے ○ جس دن وہ اللہ سے ملاقات کریں گے اس وقت ان سے پہلے وقت کا پہلا کلام سلام ہوگا اور اللہ نے ان

كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا

کے لیے عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے ○ اے نبی بیشک ہم نے تمہیں گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا ○ اور اللہ کی

خلاصہ: مسلمانوں کو کثرت سے ذکر الٰہی اور صبح و شام تسبیح کرنے کا حکم — امت محمدیہ کی عظمت و شرف

اللہ سے ملاقات کے وقت پہلا کلام سلام ہوگا — حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرائض منصبی اور عظمت شان

تفسیر: ① اس آیت میں یہ مراد نہیں کہ آپ کسی کے باپ نہیں بلکہ "جہاں" یعنی مرد کے مردوں میں سے کسی کے باپ ہونے کی نفی ہے حضرت قاسم طیب و طاہر اور ابراہیم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقی فرزند تھے مگر وہ اس عمر کو پہنچ کر انتقال فرما گئے جس عمر میں جایا جاتا ہے کہ وہ بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے ② حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر نبی ہونا قطعی ہے اور یہ بات قرآن و حدیث و اجماع امت سے ثابت ہے لہٰذا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا تسلیم کرے وہ کافر مرتد اور اسلام سے خارج ہے ③ عربی لفظ "شاہد" کا ایک معنی ہے حاضر و ناظر یعنی مشاہدہ کرنے والا اور یہ معنی ہے گواہ کا اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاضر ناظر ہیں اور یہ عقیدہ آیات، احادیث اور بزرگان دین کے اقوال سے ثابت ہے۔ حاضر کے لغوی معنی ہیں سامنے موجود ہونا یعنی غائب نہ ہونا اور ناظر کے معنی ہیں دیکھنے والا آنکھ کا قابل نظر و بصیر اور عالم میں حاضر و ناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ آپ کی ذات ایک ہی جگہ پر نہیں تمام عالم کو اپنے ہاتھوں کی طرح دیکھتے اور دور و قریب کی آوازیں سنتے ہیں ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرتے اور بیکسوں اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے یہ برتری آپ کو روحانی جسم کی شان کے ساتھ ہو یا اسی جسم سے ہو جو قبر میں مدفون ہے ہر دو صورت میں

إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿٤٦﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِأَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا

طرف اس سے تجھ سے پلانے والا اور چمکانے والے آفتاب بنا کر بھیجا ﴿٤٦﴾ اور ایمان والوں کو خوشخبری دے دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا

كَبِيْرًا ﴿٤٧﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ أَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ وَ

فضل ہے ﴿٤٧﴾ اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانو اور ان کی ایذا پر درگزر کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور

كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٤٨﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ

اللہ کافی کام بنانے والا ہے ﴿٤٨﴾ اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر

طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ

انہیں ہاتھ لگانے سے طلاق دیدو تو ان پر تمہارا کچھ حق نہیں جسے تم شمار

فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٤٩﴾ يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَحْلَلْنَا لَكَ

کرو انہیں فائدہ پہنچاؤ اور اچھی طرح چھوڑ دو ﴿٤٩﴾ اے نبی ہم نے تمہارے لئے تمہاری وہ بیبیاں حلال فرمائیں

أَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ أُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ أَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ

جنہیں تم مہر دو اور تمہاری ملک کنیزیں جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں

بَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۖ

اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی

وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ

اور ایمان والی عورت تمہارے لئے حلال ہے اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے

خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ أَزْوَاجِهِمْ وَ

یہ خاص تمہارے لئے ہے دوسرے مسلمانوں کیلئے نہیں ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر ان کی بیبیوں اور

ربط: مسلمانوں کو اذیت دینے کی ممانعت ہے اور منافقین کی پیروی سے اور توکل کرنے کا حکم

(اذیت دینے والی مخلوق کام کرنے سے پہلے ہی جانے والی طلاق کا شرعی حکم) (نکاح سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی احکام)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر چند نکاح کی خصوصی عنایت کی حکمت

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

ان کی جمع کو کنیزوں میں مقرر کیا ہے (یہ خصوصیت ان کے نکاح کرنے پر ہوئی تھی) اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمًا ۝ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ

مہربان ہے ۝ ان میں سے جسے چاہو پیچھے ہٹا دو اور ان میں سے جسے چاہو اپنے پاس جگہ دو[1] اور جنہیں تم نے علیحدہ کر رکھا ان میں سے جسے تم چاہو

مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ

پھر چاہے تو پاس رکھو تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں یہ بات کے زیادہ نزدیک ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غم نہ کریں

وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

اور تم نہیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب کی سب راضی رہیں اور اللہ جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے اور اللہ

عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ

علم والا اور حلم والا ہے ۝ اس کے بعد (اے محمد) تمہیں عورتیں تمہارے لئے حلال نہیں اور یہ کہ ان کی جگہ اور بیویاں بدل لو

وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اگرچہ تمہیں ان کا حسن پسند آئے مگر تمہاری لونڈیاں جو تمہاری ملکیت میں ہوں اور اللہ ہر چیز پر

رَّقِيْبًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ

نگہبان ہے ۝ اے ایمان والو نبی کے گھروں میں بے حاضر ہو جب تک اجازت نہ ہو جیسے کھانے کیلئے بلایا جائے

ع ۱۲

حواشی

[1] حضور کی زوجیت سے متعلق خصوصی احکام

[2] ان سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں میں جانے سے متعلق خصوصی احکام

[1] ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں عدل نہ کرنے سے متعلق خصوصی اختیار ملنے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ آپ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ عدل فرماتے اور ان کے درمیان برابری فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل مبارک میں بعد والے لوگوں کے لئے بڑی عبرت ہے کہ جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں عدل فرمایا جن کو اللہ نے یہ اختیار دیا تھا بلکہ ان پر عدل نہ کرنے کی صورت میں کسی قسم کی سزا کا ذکر بھی نہیں فرمایا تو ہمیں کس قدر عدل کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا

یوں نہیں کہ کھانے کی تیاری کا انتظار کرتے رہو ہاں جب تمہیں بلایا جائے تو جاؤ پھر جب کھا چکو تو چلے جاؤ

وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ

اور یہ بھی نہ ہو کہ باتوں سے بیٹھے رہو بیشک یہ بات نبی کو ایذا دیتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ

لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ

حق سے نہیں شرماتا نہیں اور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو

ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ

تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے[1] اور تمہیں جائز نہیں کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور یہ

تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا

جائز ہے کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے ۝ اگر تم کوئی بات

شَيْـــًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَاۗىِٕهِنَّ

ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے ۝ عورتوں پر ان سے (پردہ نہ ہونے میں)

اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے ان لوگوں کا بیان جن سے پردہ نہیں

[1] ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن امت کی مائیں ہیں اور ان کے بارے میں کوئی شخص برے خیال لانے کا تصور تک نہیں کر سکتا اس کے باوجود مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا کہ ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو یہ حکم ان کی شیطان کی پیدا کردہ ہوس پرستی کے لئے نہیں بلکہ جب امت کے مردوں کے بارے میں یہ حکم ہے تو عام عورتوں کے بارے میں یہ حکم ہو گا کہ عام عورتوں کو پردہ کرنے اور عام مردوں کو ان سے پردہ کرنے کی حاجت زیادہ ہے کیونکہ لوگوں کی نظر میں ان کی وہ حیثیت اور مقام نہیں جو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا ہے اس لئے یہاں بھی شیطان وسوسے ڈالے اور پھر وہ خیانت پیدا ہونے کا امکان زیادہ ہے۔ [2] جب پردہ کے حکم نازل ہوا تو عورتوں نے پردہ کرنے اور قریب کے رشتہ داروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کی ہوا ہوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ہم بھی بچوں اور بیٹیوں کے ساتھ پردے کے باہر سے گفتگو کریں؟ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی جس میں ان لوگوں کا بیان کر دیا گیا جن سے پردہ نہیں ہے۔ لوٹ یہاں آیت میں چچا اور ماموں کا ذکر نہیں ہے ساتھ ہی نہیں کیا گیا یہ کہ وہ والدین کے حکم میں ہیں

وَلَآ اَبْنَآىِٕهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَ

اور بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں پر نہ ہونے میں ان عورتوں اور اپنی لونڈیوں سے پردہ نہ کرنے میں

لَا نِسَآىِٕهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

قرینہ سے ظاہر ہے اور نافرمانی نہ کرنے میں اور اللہ سے ڈرتی رہو بیشک اللہ ہر چیز پر

شَهِيْدًا ﴿٥٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ

گواہ ہے ﴿٥٥﴾ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو ان پر درود

وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا

اور خوب سلام بھیجو ﴿٥٦﴾ بیشک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت

وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

کی ہے اور ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿٥٧﴾ اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو

بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٨﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ

بے جرم کے ستاتے ہیں تو انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھایا ہے ﴿٥٨﴾ اے نبی اپنی بیویوں

الجزء ٢٢

شانِ نزول اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور مسلمانوں کو درود و سلام کا حکم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والوں کا انجام مسلمانوں کو ناحق ایذا دینا کتنا بڑا گناہ ہے

مسلمان عورتوں کو پردے کا حکم اور اس کا فائدہ

ربط اللہ تعالیٰ اس سے پہلے کفار کی دشمنی سے بچنے کے بارے میں حکم دے چکے ہیں اس لئے یہاں اللہ تعالیٰ کو ایذا دینے سے مراد اس کے حکم کی مخالفت کرنا اور نافرمانوں کا ارتکاب کرنا ہے یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر صرف تعظیم کے طور پر ہے ورنہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کو ایذا دینے کی کسی کو بھی طاقت نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے سے مراد خاص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینا ہے علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہاں ایمان والوں کو ایذا دینے کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے کے ساتھ اور جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے کا ذکر اللہ تعالیٰ کو ایذا دینے کے ساتھ ہوا اس سے معلوم ہوا کہ ایمان والوں کو ایذا دینا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینا گویا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے تو جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والا دنیا اور آخرت میں لعنت کا مستحق ہے اسی طرح ایمان والوں کو ایذا دینے والا بھی دونوں جہاں میں لعنت اور سزا کا حقدار ہے۔ (روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ ٥٨، ٧/٢٣٣)

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾

اور اب عورتیں تمہیں اور مسلمانوں کی عورتوں سے دوسری کہ اپنی چاہو کا تمہیں سے اپنے اوپر حلال رکھیں، یہ

اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۳﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ

اس سے زیادہ نزدیک ہے کہ وہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں اور غم نہ کھائیں اور راضی رہیں جو کچھ تم نے دیا ان سب پر اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ ہے علم والا بردبار ﴿۵۳﴾ حلال نہیں تم کو عورتیں

مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾

اس کے بعد اور نہ یہ کہ ان کے بدلے اور بیبیاں کرلیں اگرچہ تمہیں بھلا لگے ان کا حسن مگر جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہو اور اللہ ہے ہر چیز پر نگہبان ﴿۵۲﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۗ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۖ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۗ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۗ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۗ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۗ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾

اے ایمان والو نہ جاؤ نبی کے گھروں میں مگر جب تمہیں اجازت دی جائے کسی کھانے کو نہ تاکتے رہو اس کے پکنے کا وقت لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو جاؤ پھر جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ بیٹھے رہو بات چیت میں بیشک اس میں نبی کو تمہاری وجہ سے ایذا ہوتی ہے تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے ہیں اور اللہ حق فرمانے سے نہیں شرماتا اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو یہ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی بڑی پاکیزگی ہے اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کی بیبیوں سے نکاح کرو ان کے بعد کبھی بیشک یہ اللہ کے یہاں بڑی بات ہے ﴿۵۳﴾

اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾

اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ سب کچھ جانتا ہے ﴿۵۴﴾ ان عورتوں پر گناہ نہیں اپنے باپ اور اپنے بیٹے اور اپنے بھائی اور اپنے بھتیجے اور اپنے بھانجے اور اپنی عورتیں اور اپنی کنیزیں اور اللہ سے ڈرتی رہو بیشک اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے ﴿۵۵﴾

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۗ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو ﴿۵۶﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ نے ان پر لعنت کی دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے تیار کر رکھا ہے خواری کا عذاب ﴿۵۷﴾

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾

اور جو ایذا دیتے ہیں مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بے کئے ہوئے تو بیشک انہوں نے اپنے سر لی بہتان اور کھلا گناہ ﴿۵۸﴾

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۗ ذٰلِكَ

اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا کچھ حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کریں یہ

اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ

اس سے زیادہ نزدیک ہے کہ وہ پہچانی جائیں تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۵۹﴾ منافق اور وہ کہ جن کے دلوں میں

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ

مرض ہے اور وہ لوگ جو مدینے میں جھوٹی خبریں پھیلاتے ہیں باز نہ آئے تو ضرور ہم تمہیں ان کے حلق اکسائیں گے

بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا

پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہنے پائیں گے مگر تھوڑے دن ﴿۶۰﴾ اللہ کی رحمت سے دور کئے ہوئے وہ جہاں کہیں پائے جائیں انہیں پکڑا

وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ

جائے اور بری طرح قتل کئے جائیں ﴿۶۱﴾ اللہ کا دستور چلا آتا ہے ان لوگوں میں جو پہلے گزر گئے اور تم اللہ کے دستور میں ہرگز

اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾ يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا

کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے ﴿۶۲﴾ لوگ تم سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں تم فرما دو اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور تم کیا

يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ

جانو شاید قیامت قریب ہی ہو ﴿۶۳﴾ بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے جہنم

الاحزاب ۳۳ — منافقوں کا بری طرح انجام ہونا — نفاق اور منافقین کے متعلق دستور الٰہی — قیامت ضرور آئے گی مگر اس کا وقت معلوم نہیں — کافروں کا انجام

شان نزول ﴿۵۲﴾ غلط خبریں پھیلا کر مسلمانوں کا حوصلہ شکنی کرنے والے دراصل مسلمانوں کی حالت کو آج کے دور میں آسمان سے گرا ہوا دیکھ کر ہی ایسا کرتے ہیں کہ مغرب کے علاوہ کہیں مسلمانوں کو اپنے مغربی آقاؤں سے ڈرانے دھمکانے کی طاقت نہیں، تہذیب کا سبق پڑھانے کے بہانے مسلمانوں کی طاقت، تہذیب اور ماضی و حال کو اس طرح تاریک بنا پیش کرتے ہیں۔ ﴿۶۳﴾ علامہ محمد صادق، رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم کس وقت دیا گیا جب ان سے قیامت کے بارے میں سوال ہوا تھا اور اس سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ سے تشریف لے گئے اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو عام چیزوں کا علم عطا فرمایا تھا۔ ان میں سے یہ قیامت کا علم ہے جس کو نہیں بتایا گیا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو قیامت کا صحیح وقت نہیں بتایا۔ (صادقی الاحزاب، تحت آیۃ ۶۳، ۲۲ / ۲۵۸)

سَعِيْرًا ﴿٦٤﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ

بھڑکتی ہوئی ہے ○ ان میں ہمیشہ رہیں گے ۔ نہ کوئی حمایتی پائیں گے اور نہ مددگار ○ جس دن ان کے چہرے آگ

وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ

میں بدل بدل جائیں گے ﴿۱﴾ تو کہتے ہوں گے: ہائے کاش ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا ○ اور کہیں گے:

اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ

اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کے کہنے پر چلے تو انہوں نے ہمیں راہ سے بھٹکا دیا ○ اے ہمارے رب! انہیں

الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ ع ١٠

گنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر ○ اے ایمان والو! ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے

اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

موسیٰ کو ستایا ﴿۲﴾ تو اللہ نے ان کی بات سے انہیں بری کر دیا تھا اور وہ اللہ کے ہاں بڑی وجاہت والا تھا ○ اے

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہا کرو ○ اللہ تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش

ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾ اِنَّا عَرَضْنَا

دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے وہ بڑی کامیابی پائے ○ بیشک ہم نے

لغوی: عذاب ہے جہنم کی ہلاکت اور کافروں کی طرح سے بنی آدم کی ناقدری اور ناشکری میں ان کی مخالفت

مسلمانوں کو نبی اکرم ﷺ کے طرزِ عمل سے بچنے کی تلقین اللہ کے بارے میں حق بات کہنے کا حکم اور اس پر عمل کا ثمرہ

(اسلامی تعلیمات کا بیان ہے)

ملحوظہ: ﴿۱﴾ جہنم میں کافروں کے چہرے کا تغیر ہوگا اور یہاں آیت میں چہرے کا ذکر ہے کہ اس وجہ سے کہ چہرہ انسان کے جسم کا سب سے محترم اور معظم عضو ہوتا ہے اور جب ان کا چہرہ آگ میں بدلا جائے گا تو یہ ان کے لئے بہت رسوائی اور ذلت کا باعث ہوگا ﴿۲﴾ یہ ضروری نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جس قسم کی ایذا دی گئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہی پہنچی ہو اس لئے یہاں آیت میں تشبیہ کی گئی بلکہ ممکن ہے کہ آپ کو ایسے کام سے بچانے کے لئے پیش بندی کے طور پر تشبیہ دی گئی ہو۔

الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ

آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر امانت پیش فرمائی تو سبھوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے

مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ

اور انسان نے اس امانت کو اٹھا لیا[1] بیشک وہ بڑا بے انصاف بڑا نادان ہے○ تاکہ اللہ منافق مردوں اور

الْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ

منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور اللہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی

الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾

توبہ قبول فرمائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے○

الاحزاب ۳۳ — متوسط — سبا ۵۸ مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیات ۵۴ — رکوع ۶

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ؕ

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس کی ملکیت میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ○ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا

اور وہی حکمت والا خبردار ہے○ وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو زمین سے نکلتا ہے[2] اور جو

عنوان: انسان پر امانت پیش کرنے سے حکمت — (تمام تعریفوں کا حقیقی مستحق صرف اللہ ہے)

(اللہ تعالیٰ کے علم، رحمت اور مغفرت کا بیان)

ربط: (1) اس آیت میں امانت سے کیا مراد ہے، اس کے بارے میں مفسرین سے مختلف اقوال ہیں ان میں سے 2 قول یہ ہیں (1) امانت سے مراد اطاعت و فرائض ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پیش کیا تھا یعنی آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تھا کہ اگر وہ انہیں ادا کریں گے تو ثواب دیے جائیں گے اور ادا نہ کریں گے تو عذاب کئے جائیں گے۔ (2) امانت سے مراد بار امانت ہے۔ گویا رمضان سے روزے، حج سے حج کعبہ کا حج کرنا، والدین سے والدین کے حقوق ادا کرنا، لوگوں کی امانتوں میں عدل کرنا وغیرہ۔ (2) "جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے" سے مراد بارش، پانی، سردی، گرمی اور دفینے وغیرہ ہیں "جو زمین سے نکلتا ہے" سے مراد پودے، درخت، چشمے، کانیں، مردے وغیرہ ہیں

يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ

کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے اور وہی مہربان بخشنے والا ہے ۝ اور کافروں نے کہا

كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ

کہ ہم پر قیامت نہ آئے گی۔ تم فرما دو کیوں نہیں میرے رب کی قسم جو غیب جاننے والا ہے بیشک وہ قیامت تم پر ضرور آئے گی

عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَ

آسمانوں میں اور نہ زمین میں ذرہ بھر بھی وہ چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے اور نہ اس سے کوئی چھوٹی اور بڑی چیز نہیں

لَاۤ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ۝ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ

ہے مگر وہ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے ۝ تاکہ اللہ ایمان لانے والوں اور اچھے عمل کرنے والوں کو بدلہ دے

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ

ان کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے ۝ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو عاجز کرنے کی کوشش کی

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْۤ

وہ بخشش کی ان کے لیے سخت عذاب میں سے ناپاکی ہے ۝ اور جنہیں علم دیا گیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ تمہاری طرف

اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝

تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا وہ حق ہے اور وہ عزت والے تعریف کے لائق اللہ کے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے ۝

عنوان: قیامت اور علم غیب کی باتیں | قیامت کا تذکرہ | قیامت کی جھٹلانے والوں کا انجام

قرآن سے متعلق اہل ایمان کا عقیدہ

لغت: جو کچھ آسمان کی طرف سے اترتا ہے اس سے مراد بارش، رزق، فرشتے، طرح طرح کی چیزیں اور نور ہے جو آسمان میں پیدا ہوتا ہے اس سے مراد فرشتے، دعائیں، بندوں کے عمل ہیں۔ (۲) اس کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے (۳) اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں کوشش دو طرح کی ہے۔ ایک تو یہ کہ اچھی اور دوسروں کی بری باتیں سن کر آپ پاک کی آیتوں کو سمجھنے سے روکنے کی کوشش ان کے مسائل میں سے اور اسرار نکالنے کی کوشش بھی اور عبادت ہے یعنی جس قطع ثابت کرنے ان میں باطل قرار دینے کی کوشش کی نظر سے۔ یہاں آیت میں یہ دوسری کوشش مراد ہے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ

اور کافر بولے کیا ہم تمہیں ایسا مرد بتادیں جو تمہیں خبر دے کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ ہوجاؤ گے تو پھر

اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۚ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِيْنَ

تم نئے بنا کر پیدا کئے جاؤ گے ۝ کیا اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے یا اسے کچھ جنون کا مرض ہے؟ بلکہ وہ لوگ

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ

جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ عذاب اور گمراہی میں ہیں دور کی ۝ تو کیا انہوں نے نہ دیکھا جو

اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ

آسمان اور زمین ان کے آگے اور پیچھے ہے اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر

نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَ

آسمان کا کوئی ٹکڑا گرادیں بیشک اس میں بڑی نشانی ہے ہر رجوع لانے والے بندے کے لیے نشانی ہے ۝ اور بیشک ہم نے داؤد کو

لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝

ہم نے اپنے پاس سے بڑا فضل دیا اے پہاڑو اس کے ساتھ (اس کی تسبیح میں) آواز ملاؤ اور پرندوں کو بھی ۝ اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کردیا ۝

ع ۲

ترجمہ کفار کا قیامت کے آنے کا انکار اور جواب اس کا حضرت داؤد علیہ السلام کا اور نعمتیں

تفسیر اس آیت میں ایک احتمال یہ ہے کہ یہ کفار کی گفتگو کا بقیہ حصہ ہے اور ایک احتمال یہ ہے کہ یہ کفار گفتگو کرنے سے تھے بلکہ ان سے جا کر یا ان سے اللہ تعالیٰ کی طرف یہ بات منسوب کرکے کہیں کہ محمد نے باندھا ہے یا اسے جنون کا مرض ہے جو وہ ایسی عجیب و غریب باتیں بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں باتوں سے پاک اور بری ہیں البتہ قیامت اور حساب کے منکر تعذیب اور دوزخ کے مستحق ہیں۔ کفار کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کا انکار اس بنا پر تھا کہ وہ آسمان و زمین کی طرف نظر نہیں کرتے تھے جو انہیں معلوم ہوجاتا کہ وہ ہر طرف سے اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو ان کو عذاب دینے کے لیے آسمان کی طرف سے یا زمین میں دھنسا کر یا ان پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا کر۔ بیشک زمین و آسمان کی طرف نظر کرنے اور ان میں غور و فکر کرنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لانے والے ہر بندے کے لیے نشانی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے اور عذاب دینے پر ضرور قادر ہے۔

اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱﴾ وَ

کہ کشادہ زرہیں بنا اور بنانے میں اندازے کا خیال رکھ اور تم سب نیکی بیشک میں تمہارے کام دیکھ رہا ہوں ﴿۱۱﴾ اور ہم نے

لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ

سلیمان کے قابو میں دیدی ہوا کہ صبح کا چلنا ایک مہینہ کی راہ اور شام کا چلنا ایک مہینے کی راہ اور بہا دیا ہم نے اس کے لیے

الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ بَیْنَ یَدَیْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ یَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا

پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ اور کچھ جن اقلیم میں اس کے آگے اس کے رب کے حکم سے کام کرتے تھے اور ان میں سے جو

نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ ﴿۱۲﴾ یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ

ہمارے حکم سے پھرے ہم سے ہوا کی آگ کا عذاب چکھیں گے ﴿۱۲﴾ وہ جنات سلیمان کے لیے بناتے جو وہ چاہتا تھا

وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِیْلٌ مِّنْ

اونچے اونچے محل اور تصویریں اور بڑے بڑے حوضوں کے برابر لگن اور چولہوں پر جمی ہوئی دیگیں اے داؤد کی اولاد شکر کرو اور میرے

عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰی مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ

بندوں میں شکر والے تھوڑے ہیں ﴿۱۳﴾ پھر جب ہم نے سلیمان پر موت کا حکم بھیجا تو جنوں کو اس کی موت کسی نے نہ بتائی

شان نزول: حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہ سازی اور اہل حبشہ کو ایک خاص زرہ کی ہدایت — حضرت سلیمان علیہ السلام کے فضائل و معجزات

جنات کا مسخر ہونا اور آل داؤد کو شکر کی تاکید — حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات اور جنات پر کشف حقیقت

ربط: حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے زرہیں بنایا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ صاحب فضیلت کسی حرفت کا ہونا معاش کے لئے وہ صنعت اور فن سیکھنا جائز ہے اس سے کسی کے مرتبے میں فرق نہیں آتا۔ حکموں علم پر ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے ہاتھ کی محنت سے کھائے اور اس سے خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے۔ حدیث پاک میں ہے کہ کوئی کھانا اس سے بہتر نہیں جو وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے اور بیشک اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔ (بخاری، ۱۱۱۰ ۱۱۱۰ ۱۱۱۰ ۱۱۱۰) حضرت سلیمان علیہ السلام کی شریعت میں تصویر بنانا حرام نہ تھا ہماری شریعت میں جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے۔ (۲) حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارگاہ کی یہ بھی شان تھی کہ ان کی وفات کا حال جنات پر ظاہر نہ ہو تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جن غیب نہیں جانتے چنانچہ آپ علیہ السلام کی وفات سے پورے ایک سال بعد تک جنات اس پر مطلع نہ ہوئے یہاں تک کہ گھن کی دیمک نے آپ علیہ السلام کا عصا کھا لیا اور آپ کے سہارے قائم آپ علیہ السلام کا جسم مبارک زمین پر گر گیا اس وقت جنات کو وفات سلیمان کا علم ہوا۔

الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

جو اس کا عصا کھا رہی تھی پھر جب سلیمان نیچے آ پڑا جنوں پر یہ حقیقت کھل گئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے

الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ

ذلت کے عذاب میں نہ رہتے ﴿۱۴﴾ بیشک قوم سبا کے لئے ان کی آبادی میں نشان تھی

جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۚ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۚ بَلْدَةٌ

دو باغ سے ایک داہنی طرف اور ایک بائیں طرف اپنے رب کا دیا کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو پاکیزہ شہر

طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ

ہے اور بخشنے والا رب ﴿۱۵﴾ تو انہوں نے منہ پھیرا تو ہم نے ان پر بند کا سیلاب بھیجا اور ان کے باغوں کے عوض

بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ

دو باغ ایسے بدلے جن کے پھل بدمزہ ہیں اور جھاؤ کے اور کچھ تھوڑی سی بیریوں کے ﴿۱۶﴾ ہم نے انہیں ان

جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ

کی ناشکری کی وجہ سے بدلہ دیا اور ہم ناشکرے ہی کو سزا دیتے ہیں ﴿۱۷﴾ اور ہم نے ان میں اور ان شہروں میں جن

الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ۭ سِيْرُوْا فِيْهَا

برکت کی تھی ظاہر بستیاں بنا دیں جن میں ہم نے برکت رکھی تھی اور ان بستیوں میں سفر کو ایک اندازہ سے رکھا تھا اور فرمایا کہ ان

لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

میں راتوں اور دنوں کو امن سے چلو ﴿۱۸﴾ تو انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہمارے سفروں میں دوری کر دے اور انہوں نے

معانی (قوم سبا کے علاقہ کی تاریخ) قوم سبا کی شکر سے روگردانی اور ان کا انجام ناشکری کا نتیجہ

(قوم سبا کو دی گئی نعمتوں کی تفصیل) قوم سبا کا شکر نہ کرنے کا انجام

نکتہ ① جنات غیب کا علم نہیں رکھتے جو بات غیب کی بات ہو یقین کرنا حرام ہے اور کہنے والے پر پہلا عقلی حماقت شرعاً حرام ہے ان کی غیب دانی کا دعویٰ جھوٹا ہے ② سبا والوں کے حالات و انجام سے معلوم ہوا کہ نعمتوں کی ناشکری ان کے زوال اور مصائب و آلام میں مبتلا ہونے کا سبب بن جاتی ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہیے

فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ

تو ہم نے انہیں (ایک دوسرے کے) افسانے بنا دیا اور انہیں بالکل ہی تتر بتر کر ڈالا۔ بیشک اس میں ہر بڑے صبر والے شکر گزار

شَكُوْرٍ ۝ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ

بندے کے لیے بڑی نشانیاں ہیں ۝ اور بیشک ان پر ابلیس نے اپنا گمان سچ کر دکھایا تو سب نے اس شیطان کے پیرو کار بن گئے مگر

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ

کچھ ایمان والے ۝ اور شیطان کا ان پر کچھ قابو نہ تھا مگر اس لیے کہ ہم دیکھ لیں کہ کون آخرت پر ایمان لاتا

مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ۭ وَرَبُّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ ع

اور کون اس کے بارے میں شک میں ہے ۝ اور تیرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے ۝ تم فرماؤ تم انہیں پکارو جنہیں

زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ

اللہ کے سوا تم سمجھ رہے ہو وہ آسمانوں میں اور زمین میں ذرہ بھر چیز کے مالک نہیں ہیں ۝ اور ان کا ان دونوں میں کچھ حصہ

وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ

ہے اور ان میں سے اللہ کا مددگار نہیں ۝ اور اللہ کے پاس شفاعت کام نہیں آتی ع ۱۲ مگر جس کے لیے وہ اجازت

ع ۱۲

ترجمہ: قسم ہے شیطان کا اپنا گمان سچ کر دکھانا — شیطان کو اقتدار نہ دینے کی حکمت

نظم: نظام سے متعلق شبہات کا بیان — اہل شفاعت کا بیان

لغت: ۞ شیطان نے یہ گمان کیا تھا کہ وہی آدم و شیث و حرص اور غضب سے دور رہے گا اور اس سے یہ گمان اہل سبا بلکہ تمام کافروں پر سچا ہوا کہ وہ اس سے بیزار ہو گئے اور اس کی اطاعت سے لگ گئے۔ حقیقی مقصد یہ ہے کہ شیطان کے پہچاننے اور گمان کو جاننے کے بعد اس کے طریقہ سے ہوشیار ہو جائے ۞ شیطان لوگوں کو برائی پر مجبور نہیں کرتا بلکہ صرف اس سے بہکاتا اور پھسلاتا ہے اور شیطان کو یہ اختیار دینا بھی کائناتی نظام کا حصہ ہے کہ حق کی دعوت دینے والوں کے مقابلے میں باطل کی طرف بلانے والے بھی موجود ہوں تاکہ امتحان کا اصل طور پر تحقق ہو اور لوگوں کی پوری آزمائش ہو کہ انہوں نے کس کا انتخاب کیا ۞ یعنی بت آسمانوں اور زمین میں ذرہ برابر بھی نفع یا ضرر کے مالک نہیں ہیں۔ اس بات کا اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کے ساتھ بھی تعلق نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے فائدہ پہنچانے اور ان سے نقصان دور کرنے کی طاقت رکھتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ۔ اسی طرح فرشتوں کی شفاعت بھی ہے ۞ لغات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کریں گے جس کے بارے میں فرمایا گیا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس صرف اسی کی شفاعت کام آئے گی جس کو اللہ تعالیٰ شفاعت کرنے کی اجازت دے گا۔

عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ

وہ سفارش نفع نہیں دیتی مگر اس کو جس کے لئے خدا اجازت دے دی جائے یہاں تک کہ جب ان لوگوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جاتی ہے تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟

قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

تو وہ جواب دیتے ہیں کہ (جو) حق فرمایا ہے اور وہی بلند (اور) بڑا (رتبہ) والا ہے ○ تم فرماؤ کہ کون ہے جو تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے؟

قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّاۤ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ

تم خود ہی فرماؤ کہ اللہ اور (یہ بھی) ممکن ہے کہ ہم یا تم (ہی) راہ ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں ○ تم فرماؤ کہ ہم سے تمہارے گناہوں میں گرفت نہ ہوگی

عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ

جرم ہیں ان کے متعلق تم سے سوال نہیں پوچھا جائے گا اور نہ ہم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال ہوگا ○ تم فرماؤ ہمارا رب

يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ

ہم سب کو جمع کرے گا پھر ہم میں سچا فیصلہ فرما دے گا اور وہی انصاف کرنے والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے ○ تم فرماؤ مجھے بھلا

شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ

وہ (بزرگ) دکھاؤ جنہیں تم نے اس کے ساتھ شریک بنا رکھا ہے (یہ تو) کچھ نہیں بلکہ وہ اللہ ہی (سب پر) غالب (اور) حکمت والا ہے ○ اور

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ

ہم نے تمہیں (اے محمد) تمام لوگوں کیلئے خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ○ اور کہتے ہیں

لغات — راذی: ثقیل، بھاری بوجھ ۔ یفزع: گھبراہٹ دور کی جائے گی ۔ یقنطون: مایوس ہوتے ہیں ۔ یبسط: کشادہ کرتا ہے ۔ یقدر: تنگ کرتا ہے ۔ یخلفہ: اس کے بدلے عطا فرماتا ہے ۔ یقذف: پھینکتا ہے ۔ یقبضون: روکے جائیں گے ۔ یزلفی: قریب کرتا ہے ۔ زلفی: قرب ۔ یعبدون: پوجتے تھے ۔ مفترٰی: جھوٹ ۔ مبین: کھلا ۔ یصدون: روکتے ہیں ۔ مزق: ٹکڑے ۔ ممزق: ریزہ ریزہ ۔ آیات بینات: واضح نشانیاں ۔ یاتفکون: سوچتے ہیں ۔ جنۃ: جنون ۔ نذیر: ڈر سنانے والا ۔ شدید: سخت ۔ یحال: روکا جائے گا ۔ اشیاعھم: ان کے ہم مشرب ۔ مریب: شک میں ڈالنے والا ۔ ارتاب: شک میں پڑ گیا ۔ یرجمون: اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں ۔ یقذفون: پھینکتے ہیں ۔ یتناوشون: ہاتھ پاؤں مارتے ہیں ۔ التناوش: ہاتھ پاؤں مارنا ۔ یئس: مایوس ہوا ۔ کفروا بہ من قبل: (کفر کرتے تھے پہلے) ۔ یقذفون بالغیب: (پھینکتے تھے غیب پر) ۔ قذف: پھینکنا ۔ بعد: دور ۔ شہوۃ: خواہش ۔ یشتہون: (خواہش کرتے ہیں) ۔ شیع: گروہ ۔ اشیاع: گروہ ۔ مریب: شک میں ڈالنے والا ۔ ارتاب: شک میں پڑ گیا ۔ یرجمون: اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں ۔ یقذفون: پھینکتے ہیں ۔ یتناوشون: ہاتھ پاؤں مارتے ہیں ۔ التناوش: ہاتھ پاؤں مارنا ۔ یئس: مایوس ہوا ۔ کفروا بہ من قبل: (کفر کرتے تھے پہلے) ۔ یقذفون بالغیب: (پھینکتے تھے غیب پر) ۔ قذف: پھینکنا ۔ بعد: دور ۔ شہوۃ: خواہش ۔ یشتہون: (خواہش کرتے ہیں) ۔ شیع: گروہ ۔ اشیاع: گروہ

نکات — رازق حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے ۔ ہر شخص سے اس کے اپنے عمل کا سوال ہوگا (گناہ کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھائے گا) ۔ ہدایت سے محروم ہونے کا سبب ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عامہ کا بیان ۔ قیامت سے متعلق مشرکین کا مطالبہ اور اس کا جواب

ملغوظ — یہ ظاہر و یقینی اور قطعی بات ہے کہ جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کو روزی دینے والا اور ہر قسم کی برکت دینے والا سمجھتا ہو گا اسے ہی اپنا مالک اور آقا سمجھے گا اور اسی کی عبادت کرے گا ۔ اور غیر کی چیز کے مالک نہیں ہو سکتے ۔ (یعنی) ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مشرکین سے فرما دیں کہ ہم سے تمہارے گمان میں کوئی جرم کیا تو اس کے بارے میں تم سے سوال نہیں کیا جائے گا ۔ ہم سے تمہارے عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا بلکہ ہر شخص سے اس کے اپنے عمل کا سوال ہوگا اور ہر ایک اپنے عمل کا ذمہ دار ہوگا ۔ تم اپنی فکر اور اصلاح کی کوشش کرو ۔ ③ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عامہ کے تمام انسان اس کے احاطہ میں ہیں گو وہ اس وقت پیدا نہ ہوئے ہوں یا کبھی پیدا ہوں یا بعد سے سب کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کی طرف اور سب آپ کے امتی ہیں ۔ یہ مرتبہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی عطا ہوا ہے ۔

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٩﴾ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّ

ہیں یہ وعدہ کب آئے گا؟ ۲۹ تم کہو تمہارے لیے ایک دن کا وعدہ ہے جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکو گے اور

لَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ

نہ آگے بڑھ سکو گے ۳۰ اور کافروں نے کہا ہم ہرگز نہ اس قرآن پر اور نہ اس سے اگلی کتابوں پر ایمان لائیں گے

بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ

اور تم (اس وقت کا حال) کیا دیکھو گے جب ظالم اپنے رب کے پاس کھڑے کیے جائیں گے ان میں ایک

اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَاۤ

دوسرے پر بات لوٹائے گا تو وہ جو دبے ہوئے تھے وہ بڑے بنے والوں سے کہیں گے اگر تم نہ

اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْۤا اَنَحْنُ

ہوتے تو ہم ضرور ایمان والے ہوتے ۳۱ بڑے بنے والے دبے ہوئے لوگوں سے کہیں گے کیا ہم نے

صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

تمہیں ہدایت سے روکا تھا جبکہ وہ تمہارے پاس آئی تھی بلکہ تم خود ہی مجرم تھے ۳۲ اور دبے ہوئے لوگ

اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَاۤ اَنْ نَّكْفُرَ

بڑے بننے والوں سے کہیں گے بلکہ (تمہارے) رات اور دن کے فریب تھے کہ جب تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ

بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا

کا انکار کریں اور اس کے لیے برابر والے ٹھہرائیں اور وہ جب عذاب دیکھیں گے تو دل ہی دل میں پچھتانے لگیں گے اور ہم

الرکوع ۳

ترجمہ: کفار کا آسمانی کتابوں پر ایمان سے انکار / روزِ قیامت ظالم کافروں کا اپنے سرداروں سے مکالمہ

روزِ قیامت کفار کی ندامت اور عذاب کی کیفیت

لغات: ۱ یہاں اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جو موت کے حاضر ہونے کا وقت ہے۔ بعض مفسرین نے اس سے بدر کا دن بھی مراد لیا ہے۔ ۲ کفارِ مکہ نے اللہ تعالیٰ سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال یہود سے جو جواب دیا ہے ہم ان کے اوصاف اپنی کتابوں میں لکھے ہوئے پاتے ہیں۔ اس پر کفار نے کہا کہ ہم کبھی بھی نہ قرآن پر اور نہ ہی اس سے پہلی کتابوں یعنی تورات اور انجیل وغیرہ پر ایمان لائیں گے۔ اس سے کفار کی جہالت اور عناد ہی ظاہر ہوتا ہے۔

الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

کافروں کے گلے میں طوق ڈالیں گے کیا ان کو ان کے عملوں ہی کا بدلہ دیا جائے گا ○

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ

اور ہم نے جب کبھی کسی شہر میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا کہ تم جس (ہدایت) کے ساتھ بھیجے گئے

بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝

ہے ہم اس سے منکر ہیں ○ اور انہوں نے کہا ہم مال اور اولاد میں بڑھ کر ہیں اور ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا ○

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

تم فرما دو میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے روزی تنگ کرتا ہے اور کشادہ کرتا ہے لیکن بہت لوگ

لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا

نہیں جانتے ○ اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد میں کوئی چیز نہیں کہ تمہیں ہمارے قریب کر دیں مگر وہ جو ایمان لایا

مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۡ فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ جَزَاۗءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي

اور اس نے نیک عمل کیا تو ایسے لوگوں کے لیے ان کے عملوں کے بدلے میں کئی گنا جزا ہے اور وہ بالاخانوں

الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ فِي الْعَذَابِ

میں امن و چین سے ہوں گے ○ اور جو ہماری آیتوں (کو جھٹلانے) میں کوشش کرتے ہیں ہمارے عاجز کرنے میں

شان نزول: جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ساتھ نجران کا وفد آیا۔ مالدار کفار کا طعن تھا اور اس کی تردید

ربط: گزشتہ مومن کا مال اور اولاد قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ آیات کی بشارت ہے ان کے لیے

لغوی: مکہ والے اپنے مال اور اولاد پر فخر کیا اور یہ سمجھا کہ مال و اولاد کی کثرت اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دے گی۔ اس پر ان کا رد کیا گیا کہ محض مال اور اولاد کی کثرت قرب الٰہی کا سبب نہیں بلکہ صرف مومن کا عمل اس میں فرق کیا جو مال اور اس مومن کی اولاد قرب الٰہی کا ذریعہ ہے جو نہیں یہ علم کھلے دین کی تعلیم سے اور صالح متقی بنائے۔ دنیوں کی مثل مسلمانوں میں بھی مال و اولاد کی وجہ سے فخر و تکبر سے غریب رہنے والوں کو ذلیل و حقیر سمجھنے والوں اور مال کی کثرت کو قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھ کر بے عمل اور علم دین اور تقویٰ پر عمل کا کچھ نہ سمجھنے والوں کو اس سورۃ میں قرآن کی تعلیم پر توجہ دینے کی دعا سکھائی ہے۔

مُحْضَرُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ

حاضر کیے جائیں گے ۝ تم فرماؤ بیشک میرا رب اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے رزق وسیع فرماتا ہے اور جس کے لیے چاہے تنگ

لَهٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ وَيَوْمَ

فرما دیتا ہے اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے میں اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے ۝ اور (یاد

يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝

رکھو) جس دن اللہ ان سب کو جمع فرمائے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ تمہیں کی پوجا کرتے تھے ۝

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ

وہ عرض کریں گے تو پاک ہے ہمارا تعلق تو ان سے نہیں بلکہ تو ہمارا دوست ہے (وہ ہماری نہیں) بلکہ جنوں کی عبادت کرتے تھے ان میں اکثر

بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ وَنَقُوْلُ

انہیں پر یقین رکھتے تھے ۝ تو آج تم میں کوئی دوسرے کیلئے کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہے[۱۵] اور ہم

لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ وَاِذَا

ظالموں سے فرمائیں گے اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلاتے تھے ۝ اور جب

تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا

ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں تو وہ کہتے ہیں[۱۶] یہ صرف ایک مرد ہے جو تمہیں چاہتا ہے تمہارے باپ دادا کے معبودوں سے

مفردات رزق کی وسعت و تنگی مشیت الٰہی پر موقوف ہے (حدیث میں فرشتوں کا بھی معذوریت سے اظہار ہے) کفار کی شقاوت سے تحزنی اور عذاب

کفار کی شقاوت سے تحزنی اور عذاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر انکار سے اظہار ہے

مدنی آیت کفار فرشتوں کی عبادت کرتے تھے اور یہ فرشتوں سے جنوں کی عبادت تھی کہ جنات سے کفار نے سنا ہے وہ فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں یا کفار ان سے جنات کی اطاعت کرتے ہوں گے فرشتوں کی عبادت نہ تھی اگرچہ فرشتوں کی عبادت کرتے تھے لیکن درحقیقت جنوں کی عبادت کرتے تھے[۱۴] یہ بھی مراد ہے کہ کفار و مشرکین جن کی عبادت کرتے تھے وہ قیامت کے دن نہیں بلکہ کوئی بھی ان سے نفع نہیں اٹھا سکیں گے[۱۵] اس آیت میں کفار کا طریقہ عمل بیان ہوا کہ جب ان کے سامنے توحید کی حقیقت اور شرک کے بطلان پر دلائل روشن آیتیں بھی جاتیں تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتے ہیں یہ صرف ایک مرد ہے جو تمہیں تمہارے باپ دادا کے معبودوں یعنی بتوں سے روکنا چاہتا ہے اور قرآن پاک کے بارے میں کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں گھڑا ہوا کلام ہے۔

كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ

رہا چاہتا ہے اور وہ کہتے ہیں یہ (قرآن) تو ایک گھڑا ہوا بہتان ہے اور کافروں نے حق کے بارے میں کہا

كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ

جب وہ ان کے پاس آیا یہ تو صرف کھلا جادو ہے ۝ اور ہم نے نہیں دیں انہیں کتابیں کہ وہ

يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ۝ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ

پڑھتے ہوں اور نہ تم سے پہلے ان کے پاس بھیجا ڈر سنانے والا نبی ۝ اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا اور یہ لوگ تو نہیں پہنچے

ع ۳

قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۭ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝

کے دسویں حصے کو بھی جو ہم نے ان پہلے لوگوں کو دیا تھا پھر جھٹلایا انہوں نے میرے رسولوں کو تو کیسا ہوا میرا انکار کرنا ۝

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۚ مَا

تم فرما دیں تمہیں ایک نصیحت تمہیں کہ تم اللہ کے لیے کھڑے رہو دو دو اور اکیلے اکیلے پھر تم غور و فکر کرو تو تم جان جاؤ گے کہ

بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝ قُلْ

تمہارے ان صاحب میں جنون کی کوئی بات نہیں وہ تو تمہیں ایک سخت عذاب سے پہلے صرف ڈر سنانے والے ہیں ۝ تم فرما دو

لغات: لقاء کے معنی اصل میں ہے دو چیزوں کا آمنے سامنے ہونا۔ کنایہ قریب و محبت سے

نظم: ربط حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دو قسم کی تہمت کی تردید کی نصیحت

حل: آ یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے پہلے مشرکین عرب کے پاس کوئی کتاب آئی جس میں شرک صحیح ہونے پر دلیل ہو اور نہ ان کے پاس کوئی رسول آیا جس کو وہ منسوب کر لیں جو جی خیال پر وہ ہے۔ نقل اور صرف ان کے نفس کا فریب ہے ۞ یعنی اے حبیب اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ فرما دیں کہ میں تو تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں جس پر اگر تم نے عمل کیا تو حق تم پر واضح ہو جائے گا۔ تم طرفداری اور تعصب سے جدا ہو جاؤ اور اللہ سے ڈرتے ہوئے آپس میں مشورہ کرو یا علیحدہ علیحدہ کھڑے ہو جاؤ تاکہ تجربہ اور غور و خوض سے طبیعت میں حقیقت پیدا ہو پھر سوچو اور انصاف کے ساتھ غور کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جنون کی نسبت کرنے میں سچائی کا پتہ لگتا ہے یا کچھ تمہیں ان جیسا شخص (یعنی صاحب الرائے سچا اور پختہ عقل) نظر آتا ہے؟ جب تمہیں معلوم ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یکتائی تو تم یقین جانو کہ ان میں جنوں کی بات نہیں وہ تو اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں اور تمہیں اخروی عذاب سے پہلے صرف ڈرانے والے ہیں

مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

میں نے تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی معاوضہ مانگا ہو تو وہ تمہارے لئے ہے میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور وہ ہر چیز پر

شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ

گواہ ہے ﴿۴۷﴾ تم فرماؤ بیشک میرا پروردگار (باطل پر) حق کو پھینکتا ہے (اور) غیبوں کا جاننے والا ہے ﴿۴۸﴾ تم فرماؤ حق آ گیا

وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَ

اور باطل نہ (تو کسی کو پہلے) دے سکتا ہے اور نہ (دوبارہ) لوٹا سکتا ہے ﴿۴۹﴾ تم فرماؤ اگر میں بھٹک جاؤں تو اپنی جان کے خلاف ہی بھٹکوں گا اور اگر میں سیدھے راستہ

اِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ﴿۵۰﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا

پر ہوں تو اس وحی کی وجہ سے جو میرا رب میری طرف بھیجتا ہے بیشک وہ سننے والا نزدیک ہے ﴿۵۰﴾ اور کسی طرح تم دیکھو جب وہ گھبرائے

فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۵۱﴾ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ

ہوئے ہوں گے پھر (کہیں) بچ کر (نکلنا) ممکن نہ ہوگا اور نزدیک ہی جگہ سے (کہیں) پکڑ لیا جائے گا ﴿۵۱﴾ اور کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے اور

مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ

اب (ایمان) دور کی جگہ سے (ہاتھ) پہنچا سکتے ہیں ہوگا ﴿۵۲﴾ حالانکہ وہ پہلے اس کا انکار کر چکے اور بغیر دیکھے ہی دور کی

لغات: وحی اللہ حالی اس طرف سے ہوتی ہے — حق کی آمد — باطل کا جانا — گمراہی کا نقصان اور ہدایت کا ذریعہ

بوقت عذاب گھبراہٹ کے وقت ایمان لانا — گواہی میں قبول نہیں

تشریح: ① حق سے مراد دین اسلام اور باطل سے مراد کفر و شرک ہے اور باطل کا بند و بست سے مراد یہ ہے کہ یہ اسلام آنے سے پہلے بھی کبھی باطل سے حق ہونے کا شبہ ہو جاتا تھا اب باطل کی حقیقت سے اہل بصیرت ناواقف ہو گئے یعنی اس کا باطل ہونا خوب ظاہر ہو گیا اب اس کے حق ہونے کا کبھی شبہ ہو سکے گا قیامت تک یہ حق ظاہر رہے گا۔ ② تمام انبیاء اور فرشتے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں ضلالت و معصیت کا ان سے صدور نہیں ہوتا۔ یہاں آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو فرمایا ہے اپنے نفس کی طرف سے ضلالت کی نسبت فرمائی تو یہ لوگوں کو اس حقیقت کی خبر دینے کے لئے ہے کہ ضلالت کے پیدا ہونے کی جگہ انسان کا نفس ہے جبکہ ہدایت نفس کا کارنامہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و توفیق سے حاصل ہوتی ہے۔ ③ دور کی جگہ سے مراد یا تو یہ ہے کہ آخرت سے دور دنیا میں ایمان لانا مقبول نہیں۔

مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٥٤﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ

جگہ سے پکارتے تھے ﴿٥٤﴾ اور ان کے درمیان اور ان کی چاہت سے درمیان رکاوٹ ڈال دی گئی جیسے ان سے پہلے گروہوں کے

مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿٥٤﴾

ساتھ کیا گیا تھا بیشک وہ شک میں پڑے تھے ﴿٥٤﴾

سورۃ فاطر ٣٥ مکیہ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — الم السجدۃ ٣٢ — رکوعاتھا ٥

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ

تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے فرشتوں کو قاصد بنانے والا ہے جن کے

مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

دو دو تین تین چار چار پر ہیں پیدائش میں جو چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے بیشک اللہ ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ﴿١﴾ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ

قادر ہے ﴿١﴾ اللہ لوگوں کیلئے جو رحمت کھول دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک لے تو اس کے بعد

فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ

اسے کوئی چھوڑنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے ﴿٢﴾ اے لوگو تم پر اللہ کا احسان یاد

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ

کرو کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے جو آسمان اور زمین سے تمہیں روزی دیتا ہے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں،

ف ١ فرشتوں کے پروں کا بیان ۔ **ف ٢** حقیقی خالق سے متعلق سوال اور اس کا جواب

حل لغات ﴿١﴾ فاطر: چاہت سے مراد تخلیق اور بیان کرنے کی چاہت ہے۔ ﴿٢﴾ فرشتوں کے پروں کی تعداد کا بیان اس طرح پر نہیں کہ ان سے صرف اتنے ہی پر ہیں اس سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ بعض فرشتے ایسے ہیں کہ جن کے بہت زیادہ پر ہیں جیسے صحیح مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کے چھ سو پر ملاحظہ فرمائے۔ (صحیح مسلم، حدیث ٤٤٨) ﴿٣﴾ آسمانوں سے بارش اور زمین سے روئیدگی نازل فرماتا ہے۔ یہی رزق ہے۔ مراد آسمان سے بارش اور زمین سے اناج، پھل اور پیداوار ہے۔

إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٣﴾ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن

تو تم کہاں سے پھرے جاتے ہو؟ ﴿٣﴾ اور اگر یہ تمہیں جھٹلاتے ہیں تو بیشک تم سے پہلے کتنے ہی رسول جھٹلائے گئے

قَبْلِكَ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٤﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ

اور سب کام اللہ ہی کی طرف پھیرے جاتے ہیں ﴿٤﴾ اے لوگو! بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ﴿٥﴾ إِنَّ الشَّيْطَانَ

تو کہیں یہ دنیا کی زندگی تمہیں دھوکا نہ دے اور نہ کہیں بڑا فریبی تمہیں اللہ سے فریب نہ دے ﴿٥﴾ بیشک شیطان

لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ﴿٦﴾

تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو وہ تو اپنے گروہ کو اسی لیے بلاتا ہے کہ وہ بھی دوزخیوں میں سے ہو جائیں ﴿٦﴾

الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

کافروں کے لیے سخت عذاب ہے اور ایمان لانے والوں اور اچھے کام کرنے والوں کے لیے بخشش اور بڑا

لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿٧﴾ أَفَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا ۖ فَإِنَّ اللَّهَ ع ۱۲

ثواب ہے ﴿٧﴾ تو کیا وہ شخص جس کے لئے اس کا برا عمل خوبصورت بنا دیا گیا[1] تو وہ اسے اچھا (ہی) سمجھنے لگا (ہدایت یافتہ ان کی طرح ہو سکتا ہے)

يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ ۚ

جسے اللہ گمراہ کرتا ہے (اور) جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے تو (اے محمد) افسوس کے مارے ان پر تمہاری جان

شان نزول: کفار کے جھٹلانے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی (اور دنیوی زندگی سے دھوکا نہ کھانے کی تاکید)

ربط: انسان کے دشمن شیطان سے متعلق یکے بعد دیگرے دو ہدایت (اور اس کے مقابلہ میں اللہ کے نیک بندوں کے لئے بشارت)

تفسیر: گمراہ اور ہدایت یافتہ میں فرق (اور اس سے متعلق مزید تفصیل)

نوٹ: ① یعنی جس شخص کے لئے اس کا برا عمل خوبصورت بنا دیا گیا اور وہ اسے اچھا سمجھنے لگا ہے (وہ ہدایت یافتہ انسان جیسا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں) جو برے کام کو برا سمجھے (اور) برے کاموں سے بچتا ہو (اور) جو اچھے عمل کو اچھا جانتا ہو اور حق کو حق اور باطل کو باطل جانتا ہو۔ جیسے آج کل بہت سے لوگ بدعات و خرافات کو توحید کے نام پر اور صحابہ کی گستاخی و عداوت اہل بیت کے نام پر جائز سمجھنے لگے ہیں بلکہ عام ہے کہ بہت سے لوگوں نے غلط کو صحیح کا کام سمجھ کر کیا جاتا ہے

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٨﴾ وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ

بیشک اللہ کو سب معلوم ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ﴿٨﴾ اور اللہ ہی ہے جس نے ہوائیں بھیجیں تو وہ بادل اٹھاتی ہیں پھر

سَحَابًا فَسُقْنَاهُ إِلَىٰ بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ كَذَٰلِكَ

ہم اس بادل کو ایک مردہ شہر کی طرف ہانک لے جاتے ہیں پھر اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتے ہیں اسی طرح

النُّشُورُ ﴿٩﴾ مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۚ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ

قبروں میں سے نکلنا ہوگا ﴿٩﴾ جو عزت کا طلب گار ہو تو ساری عزت اللہ ہی کے پاس ہے پاکیزہ کلام اسی کی طرف

الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ

بلند ہوتا ہے[1] اور نیک عمل کو وہ بلند کرتا ہے[2] اور جو لوگ بری بری تدبیریں کرتے ہیں ان کے لیے

عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ ﴿١٠﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ

سخت عذاب ہے اور ان کا مکر و فریب برباد ہوگا[3] ﴿١٠﴾ اور اللہ نے تمہیں مٹی سے بنایا

ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا

پھر پانی کی بوند سے پھر تمہیں جوڑا جوڑا بنا دیا اور کوئی مادہ اللہ کے علم کے بغیر نہ حاملہ ہوتی ہے نہ بچہ جنتی

بِعِلْمِهِ ۚ وَمَا يُعَمَّرُ مِن مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ

ہے اور جس بڑی عمر والے کو عمر دی جاتی ہے یا جس کی عمر کم کی جاتی ہے یہ سب پہلے کتاب میں ہے بیشک

لغوی تحقیق: لغوی تحقیق کے لیے دیکھیں سورۃ یونس آیت ۲۲ — الطیب: پاکیزہ کلام — العمل الصالح: نیک عمل — یرفعہ: بلند کرتا ہے — یمکرون: تدبیریں کرتے ہیں — السیئات: برائیاں — یبور: برباد ہوگا

ترجمہ: پاکیزہ کلام اور نیک عمل کی رفعت و بلندی — بری تدبیریں کرنے والوں کا انجام — اللہ تعالیٰ کی قدرت، کمال علم اور نظام ارادہ کا بیان

تشریح: پاکیزہ کلام سے مراد کلمہ توحید، تسبیح، تحمید اور تکبیر وغیرہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلند ہونے سے مراد ان کلمات کا بارگاہ الٰہی میں مقبول ہونا ہے۔[1] نیک کام سے مراد وہ عمل عبادت ہے جو خلاص سے ہو ریاء سے پاک ہو اس کے متعلق بہت سی باتیں کہی گئی ہیں[2] کلمہ طیبہ عمل صالح کو بلند کرتا ہے یہ بلند توحید اور ایمان کے بغیر عمل مقبول نہیں ہوتا[3] خبیث عمل والے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہتے ہیں اور ان کا مکر و فریب برباد ہو جاتا ہے خبیث عمل عمل کرنے والے کا منہ کالا کرتے ہیں اور جو عزت چاہے اس پر واجب ہے کہ نیک عمل کرے[4] مکر کرنے والوں سے مراد قریش کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دارالندوہ میں جمع ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کرنے، قتل کرنے اور جلا وطن کرنے کے مشورے کئے تھے

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۚ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ

یہ اللہ پر بہت آسان ہے ۝ دونوں سمندر برابر نہیں، یہ میٹھا خوب پیاس ہے جس کا پانی خوشگوار ہے

وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً

اور یہ سخت نمکین بہت کڑوا ہے اور ہر ایک سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو

تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

جسے تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو اس میں پانی چیرتے ہوئے دیکھے گا تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرو ۝

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ

وہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور سورج اور چاند کو اس نے کام میں لگا رکھا ہے ہر ایک

يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

مقررہ میعاد تک چلا جا رہا ہے یہی اللہ تمہارا رب ہے اسی کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو

دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ ۚ وَلَوْ

وہ کھجور کے چھلکے کے (بھی) مالک نہیں ہیں ۝ اگر تم ان سے دعا کرو وہ تمہاری دعا نہیں سنیں گے اور اگر بالفرض

لغات: مسخرون = تابع کیے ہوئے ہیں، قدرت الٰہی کی جلوہ سامانیاں — مواخر = پانی کو چیرتے ہوئے، عجائبات صنعت الٰہی پر شاہد ہیں

قطمیر = کھجور کی گٹھلی پر باریک چھلکا

ترجمہ: بہت سی "ذٰلِكُمْ" اسم اشارہ کی تفسیر میں یہ بات کہی گئی ہے کہ اس کا مشار الیہ ہونا اللہ تعالیٰ کا بہت آسان ہونا ہے۔ ممکن احتمال یہ ہے کہ وہ کئے ہوئے اور پیدا کیے ہوئے حالات سے تعبیر کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس کا اشارہ یا تم عمر دینا اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے اور حقیقتاً مختار ہیں جو چاہیں اللہ تعالیٰ کیلئے آسان ہیں۔ (۲) دریا اگرچہ عموماً میٹھے ہیں لیکن چونکہ سمندروں کے لئے جاتی ہیں اس لئے ان کے لفظ کی نسبت دونوں کی طرف ہے۔ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ عرف و عادت کے مطابق ہو۔ عورتوں کے مشابہ نہ ہو اور ہوتا چاندی کے پہنا مردوں کیلئے مطلقاً حرام ہے۔ البتہ انگوٹھے کے سوا کسی پر چاندی کی ایک انگشتری کی اجازت ہے جو ایک مثقال سے کم ہو۔ (۳) لفظ بتوں کا غلبہ حاصل کرنے ان کی طرف دیکھے اور ان کے سامنے اپنی حاجات پیش کرنے اور ان سے مرادیں مانگنے کا ہے یہاں ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا۔ جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو اگر تم ان سے دعا کرو تو تمہاری دعا نہیں سنتے کیونکہ وہ بے جان جمادات ہیں اور بالفرض اگر ان میں بھی سن لینے کی قوت ہو تو تمہاری حاجت پوری نہیں کر سکتے کیونکہ قدرت و اختیار حاصل نہیں۔ قیامت کے دن وہ بتوں سے تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے اور تمہارے بارے میں آخرت کے احوال اور بت پرستی کے نتائج کی خبر اللہ تعالیٰ جانے ہے اور وہی دے سکتا ہے۔

سَمِعُوْا مَا اسْتُجِيْبَ لَهُمْ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ

سن بھی لیں تو تمہاری دعاؤں کو نہیں دیتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے انکار کر جائیں گے اور باخبر کرنے والا

خَبِيْرٍ ﴿۱۵﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنْ ع ۲

کوئی تم کو بتائے گا ﴿۱۵﴾ اے لوگو تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ تو بے پروا تعریف والا ہے ﴿۱۶﴾ اگر

يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۷﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَزِرُ

وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے ﴿۱۷﴾ اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں ﴿۱۸﴾ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان

وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ

دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی اگر کوئی لدی ہوئی جان اپنے بوجھ کی طرف کسی کو بلائے گی تو اس کے بوجھ میں سے کچھ بھی نہیں اٹھایا جائے گا

كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَ

گرچہ قریبی رشتہ دار ہو تو ڈرا سکتا ہے تو صرف انہیں کو جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور

مَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾

جس نے پاکیزگی اختیار کی تو پاکیزگی اس کے اپنے ہی بھلے کے لئے ہی پاکیزگی اختیار کی اور اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے ﴿۱۸﴾ اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ﴿۱۹﴾

شان نزول: لوگوں کی قسمت اور اللہ تعالیٰ کی سنت بازی کا بیان ۔۔۔ ہر روز قیامت ہر شخص اپنا بوجھ اٹھائے گا

حشمت مال اور پیروکار میں عدم مساوات کی مثالیں ۔۔۔ مومن اور کافر میں عدم مساوات کی مثالیں

لغوی: ۱۵ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور چونکہ انسان ہی مالدار سے کاروبار کرتے اور اسے اپنی طرف منسوب کرتے ہیں اس لئے یہاں خاص انسانوں کا ذکر کیا گیا ۱۶ اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک جان پر کسی کے گناہوں کا بوجھ نہ ہوگا جو دوسرے کئے ہیں اور جو جان کسی دوسرے کے عوض نہ پکڑی جائے گی البتہ گمراہ کرنے والے گمراہ ہونے والے جو دونوں گمراہ ہوئے ان کی قسم گمراہیوں کا بوجھ گمراہ ہونے والوں پر بھی ہوگا اور ان گمراہ کرنے والوں پر بھی ۱۸ اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن گمراہ کرنے والوں کا گناہ گمراہ ہونے والوں پر نہیں ہوگا ہر شخص اپنے ہی گناہوں کا ذمہ دار ہوگا اور ان کے گناہوں کا کچھ بوجھ اپنے سر سے نہ اتار سکے گا ۱۹ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومن اور کافر کا فرق بیان فرمایا کہ جیسے اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں اسی طرح مومن اور کافر برابر نہیں ہیں

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ﴿٢١﴾ وَ
اور نہ اندھیرے اور اجالا ﴿٢١﴾ اور نہ سایہ اور تپش ﴿٢١﴾ اور

مَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنْتَ
برابر نہیں مردے زندوں کے برابر نہیں ﴿٢٢﴾ بیشک اللہ سناتا ہے جسے چاہتا ہے ﴿٢٢﴾ اور تم نہیں سنانے والے انہیں

بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴿٢٢﴾ إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ ﴿٢٣﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا
جو قبروں میں ہیں ﴿٢٢﴾ تم تو یہی ڈر سنانے والے ہو ﴿٢٣﴾ بیشک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ خوشخبری دیتے ہوئے اور

وَنَذِيرًا ۚ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ
ڈر سناتے ہوئے بھیجا اور کوئی امت نہیں جس میں کوئی ڈر سنانے والا نہ گزرا ہو ﴿٢٤﴾ اور اگر یہ تمہیں جھٹلائیں تو

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ﴿٢٥﴾
ان سے پہلے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں اور صحیفے اور روشن رہنمائی دینے والی کتابیں لے کر آئے ﴿٢٥﴾

ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٢٦﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ
پھر میں نے کافروں کو گرفت میں لے لیا تو کیسا ہوا میرا انکار ﴿٢٦﴾ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے

الجزء ۲۲

ربط ان کفار کی خوب نصیحت سے محرومی — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منصب انذار و تبشیر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تسلی — قدرت الٰہی کی نشانیاں

حل لغات ﴿١﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کافر اور مومن کے اوصاف میں فرق بیان فرمایا کہ جیسے اندھیرے اور سایہ برابر نہیں ایسے ہی کفر و ایمان بھی برابر نہیں ہیں۔ ﴿٢﴾ اس آیت میں اللہ سبحانہ نے قیامت کے دن کافر اور مومن کے مکان میں فرق بیان فرمایا ہے مومن کا مکان جنت ہے جسے سایہ اور کافر کا مکان جہنم ہے جسے تپش و حرور سے تعبیر کیا ہے بعض مفسرین نے فرمایا کہ سایہ سے مراد حق اور تپش و حرور سے مراد باطل ہے ﴿٣﴾ دونوں سے مراد اموات یعنی علماء حق اور مردہ دل جاہل لوگ مراد ہیں اور یہ دونوں برابر نہیں ﴿٤﴾ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ سے مراد یہ ہے کہ جس کی ہدایت منظور ہو اسے اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق عطا فرماتا ہے ﴿٥﴾ آیت کے اس حصے میں کفار کو قبر والوں سے تشبیہ دی گئی اور سننے سے مراد وہ سننا ہے جس پر ہدایت کا نفع مرتب ہو خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح مردے کی بری بات سے نفع نہیں اٹھا سکتے اور نصیحت قبول نہیں کرتے اسی طرح یہ بدبخت کفار بھی ہدایت و نصیحت سے فائدہ نہیں اٹھاتے ﴿٦﴾ ہر امت میں کوئی نہ کوئی ڈر سنانے والا گزرا ہے خواہ وہ نبی ہو یا عالم دین جو نبی کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتا ہے

السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ

پانی نازل فرمایا پھر ہم نے اس سے مختلف رنگوں والے پھل نکالے اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگ والے

وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَ

اور کچھ سیاہ مختلف رنگ ہیں اور کچھ انسان اور چوپائے اسی طرح مختلف رنگوں کے ہیں ﴿۲۷﴾ اور اسی طرح آدمیوں اور

الْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ

چوپایوں کے مختلف رنگ ہیں اللہ سے اس کے بندوں میں سے ان ہی لوگوں کو ڈر ہے جو علم رکھتے ہیں بیشک

اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا

اللہ عزت والا بخشنے والا ہے ﴿۲۸﴾ بیشک وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ

میں سے پوشیدہ اور علانیہ کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو ہرگز تباہ نہیں ہوگی ﴿۲۹﴾ تاکہ اللہ انہیں ان

اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ

کے ثواب بھرپور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بیشک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے ﴿۳۰﴾ اور وہ کتاب جو ہم نے

اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ

تمہاری طرف وحی بھیجی سب وحی حق ہے اپنے سے پہلے کتابوں کی تصدیق فرمانے والی ہے ﴿۳۱﴾ بیشک اللہ اپنے بندوں سے خبردار

شان نزول اللہ سے ڈرنا اہل علم کی شان ہے ۔ نیک اعمال کرنے والوں کو بھرپور ثواب کی بشارت ۔

عظمت قرآن کا بیان ۔

ربط ﴿۲۸﴾ علم والوں سے مراد وہ ہیں جو اپنے کا علم رکھتے ہیں اور ان کے عقائد و اعمال درست ہوتے ہیں یہاں ان کی شان یہ بیان ہوئی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں لہٰذا علماء کو چاہئے کہ وہ عام لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈریں اور دوسروں کو بھی ڈرائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "صحیح معنوں میں فقیہ وہ شخص ہے جو لوگوں کو رحمت الٰہی سے مایوس نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اجازت نہ دے، اللہ تعالیٰ سے غافل نہ کرے اور قرآن کے علاوہ کسی چیز سے بے پروا نہ کرے" (تفسیر ابن کثیر، ج ۶، ص ۴۰۸، ملخصاً) ﴿۳۱﴾ اس کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور اس کی شان یہ ہے کہ اس میں تحریف اور شک کا کوئی شائبہ تک نہیں اور یہ اپنے سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں کے عقائد، اصول اور احکام کی تصدیق کرتی ہے

بَصِيْرٌ ۝ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ

دیکھنے والا ہے ۝ پھر ہم نے کتاب کا وارث بنایا چنے ہوئے بندوں کو ۔ کیا تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے

لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ

اور ان میں کوئی درمیانہ راستہ اختیار کرنے والا ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں بہت آگے جانے والا ہے

الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ

یہی بڑا فضل ہے ۝ (ان کیلئے) ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے ۔ وہاں ان باغوں میں سونے کے کنگن

ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا

اور موتیوں سے پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشم ہوگا ۝ اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہم سے

الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ۝ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

غم دور کر دیا، بیشک ہمارا رب بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے ۝ جس نے ہمیں اپنے فضل سے ہمیشہ ٹھہرنے کے گھر میں اتارا ہے

لغات: امت مصطفیٰ سے تین گروہ) مسلمانوں کا آخری حصہ) جنتیوں کی خدمت کیلئے

تفسیر: ① حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں چنے ہوئے بندوں سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے یعنی اللہ جل جلالہ نے ہمیں تمام کتابوں پر فضیلت دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی و پیروی کی برکت سے شرافت سے نوازا۔ (خازن، صافر، الفاطر، تحت الآیۃ ۳۲، ۳/۵۱۳) ② آیت کے اس حصے میں امت محمدیہ کے تین مدارج اور مراتب بیان کئے گئے ہیں (۱) ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے (۲) کوئی درمیانہ راستہ اختیار کرنے والا ہے (۳) کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں بہت آگے جانے والا ہے۔ ان تینوں نے مصداق کے متعلق مفسرین کے کثیر اقوال ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہمیشہ سے چلے آنے والے گھر یعنی جنت کے وہ خاص حضرات ہیں جن کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت اور رضوان کی بشارت دی اور ان کو ہمیشہ جنت میں رہنے کی خبر دی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے اور دنیا سے بے رغبتی اختیار کرتے ہوئے دنیا سے گئے ہیں (الطبقات الکبریٰ، ۸/۶۳، حدیث: ۲۰۷۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اپنے آپ کو تیسرے طبقے میں شمار فرمانا انکساری کے طور پر ہے ③ امت میں داخل محض اعمال کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوگا جبکہ اعمال اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل ہونے کا ذریعہ اور جنت میں درجات کی بلندی کا سبب ہیں۔ حدیث پاک میں ہے "تم میں سے کسی کو اس کا عمل جنت میں نہ لے جائے گا۔" لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! آپ بھی نہیں؟ ارشاد فرمایا "مجھے بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ عزوجل مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔ (مسلم، کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار، حدیث: ۷۱۳۲، ص ۱۵۶۱)

لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ

ہمیں اس میں نہ تو کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہمیں اس میں کوئی تھکاوٹ چھوئے گی ○ اور جنہوں نے کفر کیا ہے ان کیلئے جہنم کی

جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ

آگ ہے نہ ان پر فیصلہ آئے کہ وہ مر جائیں اور نہ ان سے جہنم کا عذاب ہلکا کیا جائے گا اس طرح ہر بڑے ناشکرے کو ہم

كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿۳۶﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ

بدلہ دیتے ہیں ○ اور وہ اس میں چیخ چلائیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں نکال دے تاکہ ہم نیک کام کریں ان کے برخلاف

الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۚ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ

جو ہم پہلے کرتے تھے کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں کوئی سمجھنے والا سمجھ سکتا تھا تمہارے پاس

النَّذِيْرُ ۚ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَ

ڈرانے والا (نبی) بھی آیا تو اب مزہ چکھو ظالموں کیلئے کوئی مددگار نہیں ○ بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کی

الْاَرْضِ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي

ہر مخفی بات کو جاننے والا ہے بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے ○ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں (پہلے لوگوں کا) جانشین

الْاَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

بنایا تو جس نے کفر کیا کفر کا وبال اسی پر ہے اور کافروں کے حق میں ان کا کفر ان کے رب کے حضور سے صرف

اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

غضب ہی کو بڑھاتا ہے اور کافروں کے حق میں ان کا کفر ان کے نقصان میں ہی اضافہ کرتا ہے ○ تم فرماؤ بھلا بتاؤ

شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ

وہ شریک تو بتلاؤ جنہیں تم اللہ سے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین میں سے کونسا حصہ بنایا ہے

اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ

یا آسمانوں میں ان کی کوئی شرکت ہے یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اس کی روشن دلیلوں پر (قائم) ہیں؟ بلکہ

ع ۴

تشریح کفار کی عبرتناک آخروی سزا کا بیان ۔ جہنم میں موت نہیں جو سزا سے نجات دلا دے ۔ علم غیب کی شان

رکاوٹ دور کرنے والے ۔ عمر کا نقصان ۔ اللہ تعالیٰ کا شریک ۔ اور سے مراد

الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ

ظالم ہیں میں ایک دوسرے کو دھوکے فریب کا ہی وعدہ دیتے ہیں ۝ بیشک اللہ آسمانوں اور

وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ

زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ ٹل نہ جائیں اور اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے سوا نہیں کوئی نہ روک سکے گا

اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاۗءَهُمْ

بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے ۝ اور انہوں نے پکی قسمیں کھائیں بڑے زور شور سے کہ اللہ کی قسم اگر کوئی ڈر سنانے والا ان کے پاس کوئی

نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ نَذِيْرٌ

آ جائے تو یہ ضرور ہر امت سے بڑھ کر ہدایت پر ہوں گے پھر جب ان کے پاس ڈر سنانے

مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَۨا ۝ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَ

والا تشریف لایا تو اس سے ان کی نفرت میں ہی اضافہ ہوا ۝ تکبر میں بڑا بننا چاہتے اور مکر و فریب کرنے کی وجہ سے

لَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ

اور بدی کا وبال اسے کرنے والے پر ہی پڑتا ہے تو وہ پہلے لوگوں کے ساتھ ہونے کی راہ تک رہے ہیں

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝

تو تم ہرگز اللہ کے دستور کو کبھی تبدیل نہیں پاؤ گے اور ہرگز اللہ کے قانون کو کبھی ٹلتا نہ پاؤ گے ۝

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا

لغوی: آسمان، زمین کا ظہور اور دنیا جہان کی شاب علم — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے اور بعد میں کفار قریش کا حال

کفار قریش کے ویران مکانوں کا عبرت ناک منظر — گزشتہ قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت

ملی: برے مکر و فریب سے مراد شر اور برائی ہے جس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکر و فریب کرنے والے

ہیں جس کی سازش خود ان پر الٹ پڑی اور ہلاک ہوئے۔ اگر اس میں ان لوگوں کے لئے نصیحت ہے جو پیغمبر کے خلاف سازشیں کرتے اور ساتھی

لوگوں کو مدد کرتے تھے۔ حدیث پاک میں ہے "سازش کرنے والے اور دھوکا دینے والے جہنم میں ہیں" (مستدرک الحاکم، ۲/۱۴، الطبرانی، ۱۰۵۸)

وَ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَیْءٍ فِی

اور وہ ان سے زیادہ طاقت تھے اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی شے

السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾ وَ لَوْ يُؤَاخِذُ

اسے عاجز کر سکے۔ بیشک وہ علم والا قدرت والا ہے ○ اور اگر اللہ

اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ

لوگوں کو ان کے عمل سے سبب پکڑتا تو زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا لیکن وہ انہیں ایک

اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

نہیں ڈھیل دیتا ہے پھر جب ان کی مقررہ مدت آئے گی تو بیشک اللہ اپنے تمام بندوں کو دیکھ رہا ہے ○

الجزء ۲۲

۳۶ سورۃ یٰسٓ مکیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اٰیات ۸۳ رکوعات ۵

يٰسٓ ﴿۱﴾ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾

یٰسٓ ○ حکمت والے قرآن کی قسم ○ بیشک تم رسولوں میں سے ہو ○

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴﴾ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۵﴾ لِتُنْذِرَ

سیدھی راہ پر ہو ○ عزت والے مہربان کا اتارا ہوا ○ تاکہ تم

شانِ نزول کفاروں پر عذاب سے متعلق دستورِ الٰہی — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ... ثابت ہونے کا بیان

فضائل قرآن کا پہلا اور آخر مقصد

یٰسٓ یہ حروفِ مقطعات میں سے ایک حرف ہے اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہر کسی کا نام "یٰسین" اور کوئی کہنا منع ہے کہ بعض علماء کے نزدیک یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نام ہیں جن کے معنی معلوم نہیں، یا عجیب کہ ان سے وہ معنی ہوں جو غیر اللہ پر صادق نہ آ سکیں، اور بعض علماء کے نزدیک یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام ہیں جن کے معنی معلوم نہیں ہو سکتے ہاں فائدہ معنی ہو جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنے حاصل ہو۔ اس لئے یہ نام رکھنے سے پرہیز ادب ہے اور جس حضرت کا نام "یٰسین" ہے وہ حضور "غلام یٰسین" فرماتے ہیں اور دوسرے سے "غلام یٰسین" فرمانا بھی۔

قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى

اس قوم کو تو کہ جس کے باپ دادا نہ ڈرایا گیا تو وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ۝ بیشک ان میں اکثر پر بات ثابت

اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ

ہو چکی ہے تو وہ ایمان نہ لائیں گے ۝ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں تو وہ

اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا

ٹھوڑیوں تک ہیں تو وہ اپنے کو سر اٹھائے ہوئے ہیں ۝ اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی

وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ

اور ان کے پیچھے بھی ایک دیوار (بنا دی) پھر انہیں ڈھانک دیا تو انہیں کچھ سوجھتا نہیں ہے ۝ اور تم انہیں

ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ

ڈراؤ یا نہ ڈراؤ ان پر برابر ہے وہ یقین نہیں کریں گے ۝ تم تو صرف اسے ڈرا سکتے ہو جو نصیحت کی

الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝

پیروی کرے اور رحمٰن سے بغیر دیکھے ڈرے تو اسے بخشش اور عزت کے ثواب کی بشارت دو ۝

لغات: دی ہوئی کی بیان سے عروی — ازلی کلمہ کی تفریق جنگی ن ایک مثال — دن لفظ پر جو یہاں بند ہوئے ن ایک مثال

ر دلی کلمہ کو ... ہے — نصیحت قبول ... سے وصاف ... سے بشارت

حل: ① یہاں بات میں بطور خاص قریش و عرب ہی سے ... کا فرمایا گیا ... عمومی طور پر حضور ... ہے اہل عرب اہل کتاب وغیرہ تمام عربی و عجمی ... ② قوم قریش میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ... ③ یعنی جیسے کسی شخص کے دونوں طرف دیواریں ہوں اور ہر طرف سے ... پاگیا ہو تو وہ کسی طرح منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا یہی حال ان کفار کا ہے ... ان کے سامنے دنیا کے غرور کی دیوار ہے اور ان کے پیچھے آخرت کا جھٹلانا ہے اور وہ جہالت کے قید خانہ میں قید ہیں جس کی وجہ سے آیات اور دلائل میں غور کرنا انہیں میسر نہیں ہے ... یہاں ... ہے ان پر جبر نہیں یا یہ کہ ان کے کفر اصرار ... ہٹ دھرمی کو مستقل حقیقت سے ... کے لئے ان کا ایمان کا ... دیا گیا ہے

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ

بیشک ہم مُردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو وہ عمل آگے بھیجا اور ان کے پیچھے چھوڑے ہوئے نشانات کو ①

أَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ إِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٢﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا أَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ إِذْ جَآءَهَا

اور ہر چیز ہم نے روشن کتاب میں شمار کر رکھی ہے اور ان سے شہر والوں کی مثال بیان کر دو جب

الْمُرْسَلُوْنَ ﴿١٣﴾ إِذْ أَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ

ان کے پاس رسول آئے ② جب کہ ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے پھر انہوں نے ان کو جھٹلایا تو ہم نے تیسرے سے تقویت دی

فَقَالُوْٓا إِنَّآ إِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿١٤﴾ قَالُوْا مَآ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ

تو سب نے کہا کہ بیشک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ○ لوگوں نے کہا تم تو ہمارے جیسے ہی ہو ③ اور

أَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿١٥﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ

رحمٰن نے کوئی چیز نہیں اتاری تم صرف جھوٹ بول رہے ہو ○ رسولوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ

إِنَّآ إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿١٦﴾ وَمَا عَلَيْنَآ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿١٧﴾ قَالُوْٓا إِنَّا

بیشک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ○ اور ہمارے ذمہ صرف صاف صاف تبلیغ کر دینا ہی ہے ○ لوگوں نے کہا ہم

لغات: ﴿۱۲﴾ اَحْصَيْنٰهُ: ہم نے شمار کر رکھا ہے ﴿۱۳﴾ اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ: شہر والوں کی ﴿۱۴﴾ فَعَزَّزْنَا: ہم نے تقویت دی

شان نزول: ﴿۱۳﴾ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ انطاکیہ کا ہے۔ وہاں کے لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ نے تین رسول بھیجے جن کے نام صادق، مصدوق اور شلوم تھے۔ انہوں نے جا کر پہلے ان کو توحید کی دعوت دی۔ پھر معجزات دکھائے۔ پھر بھی وہ لوگ نہ مانے تو ان رسولوں نے کہا کہ ہم تین بار تمہارے پاس آئے ہیں اور تم ہمیں جھٹلا رہے ہو۔ اب ہم تمہارے پاس نہیں آئیں گے۔ تم جو چاہو کرو۔ اس پر شہر والوں نے ان رسولوں کو ستانا شروع کر دیا۔ ایک دن ایک شخص حبیب نجار شہر کے دور دراز حصہ سے دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ اے میری قوم! رسولوں کی بات مان لو۔ اس پر قوم نے اس کو بھی ستانا شروع کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۵۴۳)

تفسیر: ① یعنی ہم وہ نشانیاں اور طریقے لکھ رہے ہیں جو لوگ اپنے پیچھے چھوڑ گئے یہ طریقے اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔ دونوں کا ذکر ہے لفظ آثار جو یہاں طریقے نکالنے کے معنی میں ہے۔ اس لئے کہ اچھے طریقے نکالتے ہیں اور ان پر عمل کرنے والوں کو ثواب ملتا ہے اور جو برے طریقے نکالتے ہیں ان کو بھی یہ طریقے نکالنے والے اور عمل کرنے والے کے برابر گناہ ہوتے ہیں۔ ② اس سے پہلے بیان کئے گئے واقعہ کی تفصیل تفسیر صراط الجنان ج ۸ ص ۶۶ پر ملاحظہ فرمائیں۔ ③ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو بشر کہنا ہمیشہ سے کفار کا طریقہ رہا ہے۔

تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ

تمہیں کو بُرا سمجھتے ہیں ① بیشک اگر تم باز نہ آئے تو ضرور ہم تمہیں سنگسار کریں گے اور ضرور تمہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے

اَلِيْمٌ ۝ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ

گی ۝ سبھوں نے کہا تمہارا نحوست تو تمہارے ساتھ ہے ② کیا تمہیں نصیحت کی جائے (تو یہ بدشگونی ہے) بلکہ تم تو ہو ہی

مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ

حد سے بڑھ جانے والے لوگ ③ ۝ اور شہر کے دور کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اس نے کہا اے میری قوم!

اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

ان رسولوں کی پیروی کرو ۝ ان لوگوں کی پیروی کرو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں ۝

رکوع ۲ — رسولوں کا جواب — ایک مرد مومن کی آمد — قوم کو نصیحت

تفسیر ① اللہ تعالیٰ کے نبی اور مقرب بندوں کو منحوس سمجھنا اور انہیں تکلیف پہنچانے کی دھمکیاں دینا کافروں کا طریقہ ہے غیر مومنوں میں یہ عادت ہوتی ہے کہ جس چیز کی طرف ان سے دل ہوں اور ان کی طبیعت اسے چاہے تو اسے اچھا سمجھتے ہیں اور جس چیز سے طبیعت نفرت کرتی اور اسے ناپسند کرتے ہوں تو اسے اپنے حق میں منحوس سمجھتے ہیں اسی لئے گمراہ لوگ ہر نبی کو منحوس کہتے ہیں کہ یہ ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے اور اس کی وجہ سے ہمارا یہ نقصان ہو گیا، ہمارا کاروبار ٹھپ ہو گیا، بیمار ہو گئے، گرچہ ان سب کی حقیقی وجہ کچھ اور ہی ہو رہی ہے۔ شرعی طور پر نہ تو کوئی شخص منحوس ہے نہ دن نہ جگہ۔ ہاں ہر چیز منحوس ہے جو اسلام میں منع کی ہوئی امور ہیں یہ شخص اور اگلی خبیث ہوتے ہیں۔ ہاں گناہ اور معصیت ہیں۔

وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٢﴾ ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِ آلِهَةً

اور مجھے کیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ﴿٢٢﴾ کیا میں اللہ کے سوا اور معبود بنالوں

إِن يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنقِذُونِ ﴿٢٣﴾ إِنِّي إِذًا

کہ اگر رحمٰن مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے کوئی نفع نہ دے اور نہ وہ مجھے بچا سکیں ﴿٢٣﴾ بیشک جب میں

لَّفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ إِنِّي آمَنتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ﴿٢٥﴾ قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ

کھلی گمراہی میں ہوں گا ﴿٢٤﴾ بیشک میں تمہارے رب (اللہ) پر ایمان لایا تم میری سنو ﴿٢٥﴾ اسے کہا گیا جنت میں داخل ہو جا

قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ﴿٢٧﴾ وَ

اس نے کہا کاش کہ میری قوم جان لیتی ﴿٢٦﴾ کہ کس سبب سے میرے رب نے میری مغفرت کی اور مجھے عزت والوں میں شامل کیا ﴿٢٧﴾ اور

مَا أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِ مِن بَعْدِهِ مِن جُندٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنزِلِينَ ﴿٢٨﴾

ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہ اتارا اور نہ ہم (کبھی) اتارنے والے تھے ﴿٢٨﴾

إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ ﴿٢٩﴾ يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ

وہ صرف ایک چیخ تھی تو جبھی وہ بجھ کر رہ گئے ﴿٢٩﴾ اور ہائے افسوس ان بندوں پر

ربط: مرد مومن کا قوم سے نصیحت آمیز کلام — مرد مومن کا اعلان ایمان — مرد مومن کا عزت اور اس کی وجہ

مرد مومن کی قوم پر ہلاکت کی کیفیت — رسولوں کا مذاق اڑانے والے قابل افسوس ہیں

۲۰ قوم سے اخیر تک مرد مومن نے کہا: میں اس مالک حقیقی کی عبادت کیوں نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا، جس کی طرف سب کو جانا ہے۔ مرد مومن نے علیحدہ جو بات ظاہر کی وہ یہ تھی کہ وعظ و نصیحت میں ایسا انداز ہو جس سے سامع کی طرف توجہ ہو جائے نہ کہ مخالفت پر آمادہ ہو۔ ۲۱ یعنی جھوٹے معبودوں میں سے کوئی بھی شفاعت نہ کر سکیں گے جبکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے جنہیں اذن شفاعت مل چکا ہے، ضرور شفاعت کریں گے۔ ۲۵ مرد مومن کی شہادت کے بعد عزت و اکرام کے طور پر فرمایا گیا، تو جنت میں داخل ہو جا جب وہ جنت میں داخل ہوا تو وہاں کی نعمتیں دیکھ کر یہ تمنا کی۔ اے کاش! قوم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا، میری بہت عزت افزائی فرمائی ہے۔ اس میں مرد مومن اور خصوصاً مبلغ کیلئے نصیحت ہے کہ دشمنوں کی دشمنی اور مخالفت کی طرف توجہ نہ کرے بلکہ ہر حال میں ان کا خیر خواہ اور ان کی اصلاح کا خواہاں رہے۔ ۲۸ یہ دشمنوں نے کہا یا مومن نے کہا اور یہ بھی ممکن ہے یہ کلام اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو، اس صورت میں یہاں حضرت سے ان کا حقیقی معنی مراد نہیں ہوگا کیونکہ حضرت شان الٰہی کے لائق نہیں۔

مَا يَأْتِيهِمْ مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا

کہ ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے تو اس سے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں ○ کیا انہوں نے دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی

قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾ وَإِن كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا

قومیں ہلاک کر دیں کہ وہ اب ان کی طرف پلٹ کر نہیں آئیں ○ اور جتنے بھی ہیں سب کے سب ہمارے حضور

ع مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا

حاضر کئے جائیں گے ○ اور ان کے لیے ایک نشانی مردہ زمین ہے کہ ہم نے اسے زندہ کیا اور اس سے (طرح طرح کا) اناج

فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا

تو ان میں سے وہ کھاتے ہیں ○ اور ہم نے ان میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے اور ہم نے ان میں

مِنَ الْعُيُونِ ﴿٣٤﴾ لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٥﴾

کچھ چشمے بہائے ○ تاکہ وہ لوگ ان کے پھلوں میں سے کھائیں اور یہ ان کے ہاتھوں نے نہیں بنائے تو پھر وہ شکر ادا نہیں کریں گے؟ ○

سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا

پاک ہے وہ جس نے سب جوڑے بنائے زمین کی اگائی ہوئی چیزوں سے اور خود ان لوگوں سے اور ان چیزوں سے جنہیں

لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ ۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ ﴿٣٧﴾ وَ

وہ جانتے بھی نہیں ○ اور ان کے لیے ایک نشانی رات ہے ہم اس پر سے دن کو کھینچ لیتے ہیں تو یکایک وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں ○ اور

مضمون کفار مکہ کو تنبیہ (تمام انسانوں کو بارگاہ الٰہی میں پیش ہونا ہوگا)

(تجدید دین و سیر سیر کرنے سے دوبارہ زندہ کرنے پر استدلال) (اللہ کی قدرت کا بیان اور نقصانات شکر

(حائل سیاہ کی کیا ہیں) (رات کے وجود سے قدرت اور وحدانیت پر استدلال)

(قدرت الٰہی کی دو نشانیاں کھجور اور انگور)

ربط یعنی تمام انسان قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے کے بعد حساب و جزاء کے لئے ہماری بارگاہ میں حاضر کئے جائیں گے اور وہاں ان کے اچھے برے تمام اعمال کی جزا پائیں گے۔

الشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ

سورج اپنے ٹھیرنے کے وقت تک چلتا رہتا ہے یہ زبردست علم والے کا مقرر کیا ہوا ہے ﴿۳۸﴾ اور چاند کے لیے

قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ

ہم نے منزلیں مقرر کیں یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ جیسا ہو جاتا ہے ﴿۳۹﴾ سورج کو لائق نہیں کہ

تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ

چاند کو پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جانے والی ہے اور ہر ایک دائرے میں تیر رہا ہے ﴿۴۰﴾ ان کے لیے یہ نشانی

اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ

ہے کہ ہم نے ان کی نسلوں کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا ﴿۴۱﴾ اور ہم نے ان کے لیے ویسی ہی کشتیاں بنائیں

مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً

جن پر وہ سوار ہوتے ہیں ﴿۴۲﴾ اور ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں پھر نہ تو ان کا کوئی فریاد رس ہو اور نہ وہ بچائے جائیں ﴿۴۳﴾ مگر ہماری مہربانی سے

مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ

اور ایک وقت مقرر تک فائدہ دینا منظور ہے ﴿۴۴﴾ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ڈرو اس سے جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے آنے والا ہے

عنوان قدرت الٰہی کی نشانیاں | سمندر میں ڈوبنے سے بچنے کے دو اسباب | عذاب الٰہی سے ڈرنے اور بچنے پر کفار کی بے توجہی

حل لغات ﴿۳۸﴾ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ جس وقت تک سورج کے چلنے کی انتہا مقرر فرمائی گئی ہے اس وقت تک وہ چلتا رہے گا اور یہ انتہا قیامت کا دن ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ سورج اپنی منزلوں میں چلتا ہے اور جب سب سے دور والے مغرب میں پہنچتا ہے تو پھر واپس لوٹ کر مشرق ہو جاتا ہے اور وہ مقام اس کا مستقر ہے۔ ﴿۳۹﴾ چاند کی ٹھہرنے کی منزلیں ہیں یہ ہر رات ایک منزل میں ہوتا ہے پھر طلوع ہونے کی جگہ سے روانہ ہو کر انتیسویں تاریخ تک تمام منزلیں طے کر لیتا ہے، اگر مہینہ تیس کا ہو تو ایک رات چھپتا ہے، آخری منزل میں باریک کھجور کی پرانی شاخ جیسا ہو جاتا ہے جو ٹیڑھی پتلی، کمان کی طرح خم کھائی ہوئی ہوتی ہے۔ ﴿۴۳﴾ یعنی اگر ہم چاہیں تو کشتیوں میں موجود لوگوں کو ڈبو دیں اور اس وقت ان ڈوبنے والوں کی فریاد کو پہنچ کر مدد کرنے والا کوئی نہ ہوگا اور نہ ہی ہمارے حکم کے بغیر لوگوں کو ڈبونے سے بچایا جا سکتا ہے سوائے اس صورت کے کہ ہم ان پر رحم فرمائیں اور ان لوگوں کو دنیا سے فائدہ اٹھانے کی مہلت دی جائے جو کہ اللہ کی رحمت ہی میں سے ہے کہ اپنی حفاظت سے ہٹا دیتا ہے اور رجوع پر اور توبہ کرنا چاہیے بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہنا چاہیے۔ ہر وقت عیش و آرام کی حالت میں عذاب الٰہی سے غافل اور بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا

اس امید پر کہ تم پر رحم کیا جائے ○ اور جب کبھی ان کے رب کی نشانیوں سے کوئی نشانی ان کے پاس آتی ہے تو وہ اس سے

مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

منہ پھیر لیتے ہیں ○ اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں سے کچھ اس کی راہ میں خرچ کرو تو کافر

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ

مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ کیا ہم ان لوگوں کو کھلائیں جنہیں اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا؟ تم تو کھلی گمراہی

مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا

میں ہو ○ اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب آئے گا؟ اگر تم سچے ہو ○ وہ صرف ایک چیخ کا انتظار کر رہے

صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى

ہیں جو انہیں اس حالت میں پکڑ لے گی جب وہ اپنے جھگڑے میں پھنسے ہوئے ہوں گے ○ تو وہ وصیت کرنے کے اور نہ ہی اپنے

اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ ع ۳

گھر والوں کی طرف پلٹ کر جا سکیں گے ○ اور صور میں پھونک دی جائے گی تو اس وقت وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف

مسئلہ روضہ میں خرچ کرنے کا کیا حکم ہے؟ روضہ کا حکم مسجد سے متصل کھڑکی کا مطالبہ ہے نہیں جو اب

کھڑکی کے دروازہ ہونے کا وقت

ملحوظہ ① مسلمانوں نے انسان بھی کی بنا پر کفار قریش سے کہا کہ تم نے اپنے مال کا جو حصہ اللہ تعالیٰ کیلئے نکالا ہے اسے مسلمانوں پر خرچ کرو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں اور ہم ان کو بھائیں جنہیں اللہ تعالیٰ کھلانا چاہتا تو کھلا دیتا۔ جب اللہ تعالیٰ ہی ان کا محتاج بنانا منظور ہے تو ہمیں کھلانے دینا اس کی مشیت کے خلاف ہوگا۔ یہ بخیل لوگوں کا حیلہ ہے جو کہ باطل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو امیر اور بعض کو فقیر بنایا ہے تاکہ مالدار لوگ فقیروں پر مال خرچ کر کے عقبیٰ بھلائیں اور فقیر پر تحمل و دفاع پیدا ہو۔ اس کی اور مخلوق میں حکمت مشیت ہے۔ کسی کو اس پر اعتراض کا حق نہیں۔ ② اس کا معنی یہ ہے کہ لوگ اپنے دنیاوی معاملات میں مشغول ہوں گے اور قیامت ان پر اچانک آجائے گی۔ ③ اعادہ مکہ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا تو نہیں ان کا وقت نہیں بتایا گیا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی علم سے خلاف ہے البتہ لوگ قیامت کے وقت اور چیز کی تحقیق میں وقت ضائع کرنے کی بجائے قیامت کی تیاری کریں اور یہی مختصر مدت میں دنیا کی زندگی ہے جس سے نہیں قیامت کے دن کامیابی نصیب ہو۔

يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ

نکلنے چلے جائیں گے ○ کہیں گے ہائے ہماری کمبختی کس نے ہمیں ہماری نیند سے جگا دیا؟ یہ وہ ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ دیا تھا

وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا

اور رسولوں نے سچ فرمایا تھا ○ وہ تو صرف ایک چیخ ہوگی تو ہی وقت وہ سب کے سب ہمارے حضور

مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ

حاضر کر دیئے جائیں گے ○ تو آج کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور تمہیں تمہارے اعمال ہی کا بدلہ

تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ

دیا جائے گا ○ بیشک جنت والے ان دن بہلانے والے کاموں میں خوش ہو رہے ہوں گے ○ وہ اور ان کی بیویاں

ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ

تختوں پر تکیے لگائے سایوں میں ہوں گے ○ ان کے لیے جنت میں میوے ہوں گے اور ان کے لیے وہ ہوں جو وہ مانگیں گے ○ مہربان

قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ

رب کی طرف سے فرمایا ہوا سلام ہوگا ○ اور (کہا جائے گا) اے مجرمو آج الگ الگ ہو جاؤ ○ کیا میں نے تمہارے پاس آدم کے

يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ ۙ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ؕ

بیٹو سے عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ○ اور میری عبادت کرنا

شان نزول: یہ ہے جہنم جس کا کفار کو وعدہ دیا جاتا تھا اور دوسرے قول پر یہ جواب ہے کفار کا اور دوسرے قول پر یہ ظلم ہوگا ہر روز قیامت کی

ربط: اہل جنت کے مشغول احوال کا بیان ہر روز قیامت مجرموں میں جدائی کا بیان ہر روز قیامت مجرموں کی سرزنش

وضاحت: ان بیویوں میں دنیا کی عورتیں بھی داخل ہیں اور حوریں بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حوریں لونڈیوں کی حیثیت سے نہ ہوں گی بلکہ بیویوں کی حیثیت سے ہوں گی۔ ② جنت میں اہل جنت کو ہر چیز دی جائے گی جو وہ تمنا کریں گے ۔ جنت میں کچھ نہ کچھ کمی رہ جانا کہ پورا کر دیا جائے گا اس لئے دی گئی ہے اور گنہگاروں کی خواہش نہ رہے گی ③ اس کی یہ تفسیر ہے کہ جس وقت مومن جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے اس وقت کفار سے کہا جائے گا کہ الگ ہٹ جاؤ اور مومنین سے کہا جائے گا کہ ٹھہرے رہو۔ دوسری یہ ہے کہ ظلم یہ ہوگا کہ الگ الگ جہنم میں اپنے اپنے مقام پر چلے جاؤ۔ تیسری یہ ہے کہ قیامت کے دن مجرموں کو ایک دوسرے سے الگ الگ کر دیا جائے گا جیسے بیویاں جیسے گنہگار اور نیکوکار وغیرہ کہ الگ الگ ہوتے ہیں یعنی دوسرے سے جدا کر دیا جائے گا۔

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا

یہ سیدھی راہ ہے ○ اور بیشک اس نے تم میں سے بہت سی مخلوق کو گمراہ کردیا تو کیا

تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٢﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿٦٣﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ

تم سمجھتے نہ تھے ○ یہ ہے وہ جہنم جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا ○ اب کفر کے سبب آج اس میں داخل

تَكْفُرُوْنَ ﴿٦٤﴾ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ

ہو جاؤ ○ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ

ان کے اعمال کی گواہی دیں گے ○ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھیں مٹا دیتے تو وہ جلدی سے راستے کی طرف جانے

فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿٦٦﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّ

تو یہاں سے کہاں سوجھتا ○ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی جگہ پر ہی ان کی صورتیں بدل دیتے تو نہ وہ آگے بڑھ سکتے اور

لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ

نہ پیچھے ہٹ سکتے ○ اور جسے ہم زیادہ عمر دیتے ہیں (تو) خلقت (کے اعتبار) سے اسے اوندھا کر دیتے ہیں تو کیا یہ سمجھتے نہیں ○ اور ہم نے پیغمبر کو شعر (کہنا) نہیں سکھایا

وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦٩﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ

اور نہ یہ ان کو شایاں ہے یہ تو صرف نصیحت اور روشن قرآن ہے ○ تاکہ جو (عاقبت میں) زندہ ہو اس کو ڈر سنائے اور

الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٠﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا

کافروں پر حجت ثابت ہو جائے ○ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے چوپائے

فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ

پیدا کئے تو یہ ان کے مالک ہیں ○ اور ہم نے ان کو ان کے تابع کر دیا تو ان میں سے بعض پر سوار ہوتے ہیں اور بعض کو کھاتے ہیں ○ اور ان کے لئے

فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ

ان میں منافع اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا یہ شکر نہیں کرتے ○ اور انہوں نے خدا کے سوا اور معبود بنا لئے ہیں

يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ

تاکہ ان کی مدد کی جائے ○ وہ ان کی مدد کر ہی نہیں سکتے اور یہ ان کے لشکر ہیں جو حاضر کئے جائیں گے ○ تو ان کی باتیں

قولہ تعالیٰ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ ۔۔۔ الخ (اور ہم نے پیغمبر کو شعر نہیں سکھایا) یہ آیت کفار کے اس قول کے جواب میں نازل ہوئی جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہا تھا کہ آپ شاعر ہیں اور قرآن شعر ہے۔

ترجمہ حزیں ہم سے دست مجرموں سے کلام ۔۔۔ بہ قیامت عصائے موسیٰ کی گویی

(یہ ہمیں کسی کو سکھانے پر اللہ تعالیٰ کا ۔۔۔) (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شاعر ہونے کی نفی

تشریح (۱) بلکہ وہیں (قیامت میں) کلام کریں گے اپنے کفر و تکذیب کا اقرار کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہر لگا دے گا تاکہ وہ بول نہ سکیں، پھر ان کے دیگر اعضاء بول اٹھیں گے اور جو کچھ ان سے صادر ہوا ہے سب بیان کریں گے کہ کس کے بعد ان کے موجوں پر لگی مہر توڑ دی جائے گی۔ (۲) یعنی عذاب جہنم تو آخرت میں ہوگا لیکن اگر ہم چاہتے تو یہیں بھی ان کے کفر کی سزا کے طور پر ان کی آنکھیں مٹا دیتے کہ نہ راستہ بھی نظر آتا یعنی ہم نے ایسا نہیں کیا اور اپنے فضل و کرم سے آنکھیں ان کے پاس باقی رکھی تو اب ان پر حق ہے کہ وہ شکر گزاری میں دیر نہ کریں۔ (۳) کفار قریش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاعر اور قرآن مجید کو شعر کہتے تھے اور اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ جیسے اشعار جھوٹ اور مبالغہ آمیزیوں پر مشتمل ہوتے ہیں (نعوذ باللہ) قرآن مجید جھوٹا کلام ہے۔ یہاں اس کا رد کر دیا گیا کہ ہم نے یہ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعر کی تعلیم نہیں دی اور یہ کتاب اشعار کی طرح جھوٹی باتوں پر مشتمل نہیں۔

وَمَا يَنۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶۹﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّ

اور نہ وہ ان کو شایان ہے اور نہ ان کے لائق ہے وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن ○ تاکہ وہ ہر اس شخص کو ڈرائے جو زندہ ہو اور

يَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَاۤ

کافروں پر بات ثابت ہو جائے ○ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے چوپائے ان کے لیے پیدا

اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾

کیے تو یہ ان کے مالک ہیں ○ اور ہم نے ان چوپایوں کو ان کے تابع کر دیا تو ان چوپایوں میں سے بعض ان کی سواریاں ہیں اور بعض کو وہ کھاتے ہیں ○

وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور ان کے لیے ان چوپایوں میں کئی قسم کے منافع اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا وہ شکر ادا نہیں کرتے ○ اور انہوں نے اللہ کے سوا

اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾

اور معبود بنا لیے ہیں کہ شاید ان کی مدد ہو جائے ○ وہ معبود ان کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ لوگ ان معبودوں کے لیے حاضر خدمت لشکر بنے ہوئے ہیں ○

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ

تو ان کی بات تجھے غمگین نہ کرے بیشک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں ○ اور کیا آدمی نے یہ نہیں دیکھا کہ

اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ

ہم نے اسے ایک بوند سے بنایا پھر جب ہی وہ کھلم کھلا جھگڑنے والا ہے ○ اور ہمارے لیے مثال بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش

وقف لازم

لغات: قرآن = نصیحت اور روشن ہونے کا مقصد — چوپایوں کی تخلیق = ان کے منافع سے توحید پر استدلال

صرفی: مرا = امر واحد مذکر حاضر — خلقنا = ہم نے پیدا کیا — عملت = ان سے بعید ہیں کا حال — مخالفت ضمیر جمع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و قتل

مرجع: مرنے کے بعد جینے کے معاملے میں بحث کرنے والے کو جواب

نکتہ: ① دین سے ڈرانے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن مجید نازل ہوا ہے اور زندہ سے مراد وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ سے علم میں کیوں لائے ہوئے ہے ② ہاتھ کا لفظ بطور کنایہ کے ہے اور مراد قدرت ہے ③ اللہ تعالیٰ جسم اور جسمانی تعلق سے پاک ہے ④ یعنی مشرکین کے معبود ان کی مدد تو ان سے نہیں کر سکتے بلکہ وہ جماعت ہے جان ہے قدرت اور بے شعور ہیں اور الٹا معاملہ یہ ہے کہ یہ سب مل کر اپنے معبودوں کی حفاظت کیلئے ان کے لشکر بنے ہوئے اور بتوں کی خدمت کیلئے موجود رہتے ہیں۔

خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ

بھول گیا۔ شبہ لگا لیا۔ کون ہے جو ہڈیوں کو زندہ کردے جبکہ وہ بالکل گل سڑ چکی ہوں ○ تم فرما دو ان ہڈیوں کو وہی زندہ کرے گا جس نے

اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ

پہلی بار نہیں بنایا بلکہ وہ ہر پیدائش کو جاننے والا ہے ○ جس نے تمہارے لیے سبز درخت سے

نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

آگ پیدا کی تو جس تم اس سے آگ جلاتے ہو ○ اور کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے وہ اس بات پر

بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۙ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ

قادر نہیں کہ ان جیسے اور پیدا کردے کیوں نہیں اور وہی بڑا پیدا کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے ○ اس کا حکم تو یہ ہے کہ جب

اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ

کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے فرماتا ہے: ہو جا" تو وہ ہو جاتی ہے ○ تو پاک ہے وہ جس کے ہاتھ میں

كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

ہر چیز کا قبضہ ہے اور اسی کی طرف تم پھیرے جاتے ہو ○

وقف معانقہ

ع ۴

شانِ نزول قدرت الٰہی کا شاہکار۔ مردوں کو زندہ کرنے پر قدرت الٰہی کی پہلی دلیل۔ حکم الٰہی کی شان

(اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی کا بیان)

ربط عرب کے جنگلوں میں دو درخت پائے جاتے تھے ایک کا نام مرخ دوسرے کا عفار ان کی خاصیت یہ ہے کہ جب ان کی سبز شاخیں یعنی ایک دوسرے پر ملتی ہیں تو پانی سے تر ہونے کے باوجود ان سے آگ نکلتی ہے۔ اس میں قدرت کی عجیب و غریب شان ہے کہ آگ اور پانی دونوں ایک دوسرے کی ضد دونوں ایک ہی جگہ یعنی لکڑی میں موجود ہیں مگر پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے جس قادر مطلق کی یہ حکمت ہے وہ اگر یہ بدن پر موت کے بعد زندگی وارد کرے تو اس کی قدرت سے یہ عجیب اور نہ ناممکن بنتا ہے انکار قدرت یکھ کر جاہلانہ اور سرکشانہ انکار کرتا ہے ② یعنی جس رب عظیم نے آسمان اور زمین جیسی عظیم مخلوق بنائی کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ مرنے کے بعد تمہیں دوبارہ پیدا کردے یقیناً وہ اس پر قادر ہے اور ضرور پیدا کرے گا کیونکہ اس کی یہ شان ہے کہ آسمان و زمین جیسی عظیم مخلوق پیدا کرنے پر قدرت رکھنے والا انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر یقیناً قدرت رکھتا ہے ③ یعنی کلام قدرت کا وجود اس کے علم سے تابع ہے اور جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے صرف حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے کسی کی غرض مختلف چیزوں کی حاجت نہیں ہوتی بلکہ وہ کے حکم پر ہر چیز وجود میں آجاتی ہے۔

۳۷ سُوْرَةُ الصّٰفّٰت مَكِّيَّة ۵۶ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیات ۱۸۲ رکوع ۵

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝١ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝٢ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝٣ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝٤

ان کی قسم جو باقاعدہ صفیں باندھے ہوئے ہیں ۝١ پھر جو جھڑکنے والے ہیں ۝٢ پھر جو نصیحت کی باتیں سنانے والے ہیں ۝٣ بیشک تمہارا معبود ایک ہے

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝٥ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ

رب ہے ۝ آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے اور مشرقوں کا مالک ہے ۝ بیشک ہم نے سجایا

الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ۝٦ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝٧ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى

کہ آسمان کو ستاروں کے گلدستہ سے آراستہ کیا ۝٦ اور ہر سرکش شیطان سے حفاظت کیلئے ۝٧ وہ شیطین عالم بالا کی

الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝٨ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝٩

طرف کان نہیں لگا سکتے اور انہیں ہر جانب سے مار بھگایا جاتا ہے ۝٨ انہیں بھگانا کیلئے اور ان کے لیے ہمیشہ کا عذاب ہے ۝٩

اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝١٠ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ

مگر جو کچھ اڑتا ہوا سن لے جائے تو روشن انگارا اس کے پیچھے لگ جاتا ہے ۝١٠ تو ان سے پوچھ کیا ان لوگوں کی پیدائش زیادہ مضبوط ہے یا

ربط چند آیتوں کی قسم اور اس قسم پر توحید کا بیان — توحید کی تائید میں آسمان و ستاروں کے فوائد میں سے دو کا بیان

شیطین کی آسمان کی گفتگو سننے کی کوشش — کواکب سے ان کا استحصال

لغات ① صٰفّٰت صف باندھنے والوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو آسمانوں کی طرف صف باندھ کر حکم الٰہی کے منتظر رہتے ہیں یا وہ آدمی مراد ہیں جو جہاد میں صفیں باندھ کر عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ زٰجِرٰت جھڑکنے والوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو بادلوں کو ہانکتے اور انہیں حکم الٰہی کے ساتھ متعلق کرتے ہیں ② تٰلِيٰت پڑھنے والوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم کو لے کر چلتے ہیں یا وہ عبادت گزار مراد ہیں جو وعظ و نصیحت سے لوگوں کو نفع پہنچاتے اور موضوع کی مناسبت سے بعض اوقات سخت الفاظ کے ساتھ لوگوں کو راہ راست پر چلاتے ہیں۔ یا وہ تلاوت کرنے والے مراد ہیں جو لوگوں کو وعظ و نصیحت کیلئے تلاوت کرتے ہیں ③ آسمان دنیا کو ستاروں سے سجانے کے بہت سے مقاصد ہیں جن میں سے یہ تین ہیں (۱) آسمان کو روشنی اور نگاہوں کو جمال سے اور جب آسمان پر روشنیوں کا یہ جال نظر آتا ہے تو بہت حسین و جمیل لگتا ہے۔ (۲) آسمان پر تارے ہی چادر پر بکھرے ہوئے رنگ برنگ موتیوں جیسے لگتے ہیں۔ (۳) آسمان کو چوروں، پیچھے سے شیطان کی باتیں سننے والے سرکش شیطانوں سے محفوظ رکھنے کے لئے۔ ④ شیطین آسمان کے قریب جاتے اور بعض اوقات فرشتوں کا کلام سن کر کاہنوں کو خبر دیتے تھے۔ کاہن اس بنا پر غیب کی باتیں جاننے کا دعویٰ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شہاب کے ذریعے شیطانوں کو آسمان تک پہنچنے سے روک دیا

مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝ وَاِذَا

(ہماری دوسری) مخلوق کو (بیشک) ہم نے تمہیں چپکنے والی مٹی سے بنایا ۝ بلکہ تم نے تعجب کیا اور وہ مذاق اڑاتے ہیں ۝ اور جب

ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ

نصیحت کی جائے تو نصیحت نہیں مانتے ۝ اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹھٹھا کرتے ہیں ۝ اور کہتے ہیں یہ تو

اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَ

کھلا جادو ہی ہے ۝ کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم ضرور اٹھائے جائیں گے ؟ ۝ اور

اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۝ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ

یا ہمارے اگلے باپ دادا بھی ؟ ۝ تم فرما دو ہاں اور اس وقت تم ذلیل و رسوا ہو گے ۝ تو وہ تو بس ایک جھڑک ہی ہو گی

فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ

تو جبھی وہ دیکھنے لگیں گے ۝ اور کہیں گے ہائے ہماری خرابی یہ بدلے کا دن ہے ۝ یہ وہ فیصلے کا دن ہے

الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا ع ۱۰

جسے تم جھٹلاتے تھے ۝ ظالموں اور ان کے ساتھیوں کو اور جن کی یہ اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے ان سب کو

يَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ

جمع کرو ۝ پھر ان سب کو دوزخ کا راستہ دکھاؤ ۝ اور انہیں ٹھہراؤ بیشک ان سے

شان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال اور کفار کی روش مرنے کے بعد اٹھنے سے متعلق تعارکہ کا ہونا اور کہیں جو ہے

قیامت کے دن دوبارہ اٹھنے کی کیفیت — روز قیامت کفار کی حسرت اور کہیں جو ہے

کفار کو کٹہرے کے پاس روک کر سوال کرنے کا حکم — پل صراط کے پاس پوچھ گچھ کے لئے کھڑا کرنے کا حکم

ربط ۝ یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے کفار کے انکار پر تعجب یا کہ آپ کی رسالت اور مرنے کے بعد اٹھنے پر دلائل سے اتنی واضح نشانیاں ہونے کے باوجود وہ کس طرح انکار کرتے ہیں یعنی وہ کفار آپ کا اور آپ نے جو کچھ فرمایا لوگوں کے مرنے کے بعد قیامت میں دوبارہ جینے کا مذاق اڑاتے ہیں اور جب انہیں کسی چیز کے ذریعے سمجھایا جائے تو سمجھتے نہیں اور جب چاند کے ٹکڑے ہونا وغیرہ دلی نشانی معجزہ دیکھتے ہیں تو مذاق کرتے رہتے ہیں یہ تو کھلا جادو ہی ہے

مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ

پوچھ گچھ کی جائے گی ☐ کیا ہوا ہے تمہیں کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ ☐ بلکہ وہ آج گردن جھکائے ہوئے ہیں ☐

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾

اور ان میں ایک دوسرے کی طرف آپس میں متوجہ ہو کر سوال کریں گے ☐ کہنے والے کہیں گے تم ہمارے پاس طاقت ور بن کر آتے تھے ☐

قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ

سردار کہیں گے بلکہ تم خود ہی ایمان والے نہیں تھے ☐ اور ہمارا تم پر کچھ زور نہ تھا بلکہ تم

قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۚ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا

سرکش لوگ تھے ☐ تو ہم پر ہمارے رب کی بات ثابت ہو گئی (کہ) ہم ضرور مزہ چکھنے والے ہیں ☐ تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا بیشک ہم

كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ

خود گمراہ تھے ☐ تو یہ سب کے سب عذاب میں شریک ہیں ☐ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے

بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ

ہیں ☐ بیشک جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے تھے ☐ اور

يَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ

کہتے تھے کیا ہم ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں ☐ بلکہ وہ تو حق لائے ہیں اور

معلومات جہنم کے داروغوں کا جواب پیش کرنا ☐ روزِ قیامت کفار کی بے بسی ☐ روزِ قیامت کفار کا آپس میں مکالمہ ☐ تمام عذاب میں برابر کے شریک ہوں گے ☐ مجرموں کا انجام اور متقیوں کا انعام ☐ عذاب میں مبتلا ہونے کا سبب ☐ حضور ﷺ کی توحید اور مشرکین کی جہالت کا بیان

حل لغات ① جہنم کے داروغے ہوئے مشرکین سے کہیں گے کہ آج تمہیں کیا ہوا تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے جیسا کہ دنیا میں تم ایک دوسرے کی مدد کرنے پر بہت گھمنڈ کرتے تھے روزِ قیامت مشرکین تو ایک دوسرے کی مدد کر نہیں سکیں گے جبکہ انبیاء اور نیک لوگ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اہلِ ایمان کی شفاعت اور مدد کریں گے البتہ ان کی شفاعت کی امید پر طاعت الٰہی چھوڑ دینا اور عذاب الٰہی سے بے خوف ہو جانا اور گناہوں میں جتا رہنا کی صورت نہیں بنتی ہے ② کفار نے حضور ﷺ کو شاعر اور دیوانہ کہا تھا جس کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نبی ہے شاعر نہیں بلکہ وہ تو حق لے کر آئے ہیں اور انہوں نے اور توحید کے عقیدے میں اور شرک میں اپنے سے پہلے رسولوں علیہم السلام کی تصدیق فرمائی ہے

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۰﴾ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ

رسولوں کی تصدیق فرمائی ہے ○ بیشک تم ضرور دردناک عذاب چکھنے والے ہو ○ اور تمہیں تمہارے عمل ہی کا بدلہ

تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾

دیا جائے گا ○ مگر جو اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں ○ ان کے لیے وہ روزی ہے جو معلوم ہے ○

فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ

پھل میوے ہیں اور وہ معزز ہوں گے ○ نعمت کے باغوں میں ○ تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے ○ ان میں

عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ

شراب کے جام لیے دورہ کریں گے ○ سفید رنگ کی شراب ہوگی پینے والوں کے لیے لذت بخش ہوگی ○ نہ اس میں خمار ہوگا

وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ

اور نہ اس سے بہکیں گے ○ اور ان کے پاس نیچی نگاہیں بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی ○ گویا وہ چھپا کر

مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ

رکھے ہوئے انڈے ہیں ○ پھر جنتی آپس میں سوال کرتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے ○ ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا بیشک

شانِ نزول حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر اور مجنون کہنے والوں کے لئے یہ آیت ﴿عذاب سے مستثنیٰ ہیں﴾

﴿مخلص مومنوں کے ثواب کی بیعت﴾ ﴿مخلص مومنوں کو ملنے والی جنتی شراب کے اوصاف﴾

﴿مخلص مومنوں کو ملنے والی جنتی حوروں کے اوصاف﴾ ﴿اہلِ جنت کی باہمی گفتگو﴾

تفسیر ① چنے ہوئے بندوں سے مراد ایمان اور اخلاص والے بندے ہیں جو عذاب میں نہ ڈالے جائیں گے اور ان کے حساب میں جو کوتاہیاں ہوگی ہیں وہ معاف کر دی جائیں گی ② ان سے مراد جنت کی وہ روزی ہے جو قرآن کے ذریعے معلوم ہو چکی ہے یا وہ روزی مراد ہے جو اللہ تعالیٰ سے علم میں ہے ③ جنتی شراب میں خمار نہیں ہے جس سے عقل میں خلل آئے اور ان سے جنتی نشے میں نہ آئیں گے جبکہ دنیا کی شراب میں یہ اوصاف نہیں ان سے پیٹ اور سر میں درد ہوتا پیشاب میں بھی تکلیف ہو جاتی طبیعت متلانے لگتی ہے قے سر چکر آتا ہے اور عقل ٹھکانے نہیں رہتی ④ جنتی حوریں شوہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گی کہ ان کے نزدیک ان کا شوہر علی صفت حسن اور پیارا ہے ⑤ وہ خوبصورت آنکھوں والی ہوں گی ⑥ وہ انڈے شترمرغ کے ہیں اور ان انڈوں کا رنگ صاف شفاف اور سفید ہوں گی گویا کہ وہ چھپا کر رکھے ہوئے انڈے ہیں

كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿٥١﴾ يَّقُوْلُ اَىِٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿٥٢﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا

میرا ایک ساتھی تھا ﴿٥١﴾ (مجھ سے) کہتا تھا کیا تم تصدیق کرنے والوں میں سے ہو؟ ﴿٥٢﴾ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی

وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿٥٤﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ

اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں جزا دی جائے گی؟ ﴿٥٣﴾ کہتا ہے کیا تم جھانک کر دیکھو گے؟ ﴿٥٤﴾ تو وہ جھانکے گا تو اس ساتھی کو

فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿٥٥﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿٥٦﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ

بیچ جہنم کے دیکھوں میں کہے گا اللہ کی قسم قریب تھا کہ تو مجھ کو ہلاک کر دیتا ﴿٥٥﴾ ﴿٥٦﴾ اور اگر میرے رب کا احسان نہ ہوتا

لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٥٧﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿٥٨﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ

تو حاضر کیا جاتا ﴿٥٧﴾ تو کیا ہم مریں گے نہیں؟ ﴿٥٨﴾ سوائے ہماری پہلی موت کے اور ہمیں عذاب نہیں

بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿٥٩﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٠﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿٦١﴾

دیا جائے گا ﴿٥٩﴾ بیشک یہی بڑی کامیابی ہے ﴿٦٠﴾ ایسی ہی کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے ﴿٦١﴾

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿٦٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٣﴾ اِنَّهَا

تو یہ مہمانی اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟ ﴿٦٢﴾ بیشک ہم نے اس درخت کو ظالموں کے لیے آزمائش بنایا ہے ﴿٦٣﴾ بیشک وہ

لغات موت کے بعد کی جنت کی نعمتوں سے متعلقہ کامیابی سب سے بڑی کامیابی ہے آخرت کی کامیابی کے لئے اعمال کرنے

کی ترغیب جنتی مہمانی اور جہنمی کھانے، قوم میں نقاش آخرت، قوم کافروں کے لئے آزمائش ہے درخت، قوم کا تعارف

حل ﴿٥١﴾ جب موت واقع ہو جائے گی تو اہل جنت دوستوں سے ملیں گے یہ ہم دنیا میں ہونے والی پہلی موت کے بعد اب دوبارہ مریں گے نہیں اور ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا؟ دوست کہیں گے نہیں لگی ہے تمہیں بھی موت نہیں آئے گی۔ اس پر جنتی کہیں گے کہ بیشک یہ بڑی کامیابی ہے جو ہمیں اعلیٰ درجہ کی جنت کا یہ دیدار کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت حاصل کرنے والوں نے ہونا تاکہ وہ اپنی جنت کی نعمت اور عذاب سے آسان ہونے کے احسان پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کریں۔ اس سے بھی بڑی کامیابی حاصل ہو ﴿٦١﴾ حاصل اور حقیقی کامیابی عذاب جہنم سے بچ جانا، جنت میں داخل ہو جانا ہے لہٰذا دنیا کی کامیابی کو حاصل کرنے کی بجائے وہ عمل کرو جو جنت میں داخلہ کا سبب بنے ﴿٦٢﴾ جب کافروں سے جہنمی درخت کے بارے میں سنا تو وہ احمق کہنے لگے کہ آگ کے بیچ میں پڑنے والے درخت کو کھا کر جسم کیسے نکلے گا۔ آگ میں درخت ہو حالانکہ آگ تو ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔ یہ لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے جانتے نہیں کہ جو ذات جہنم میں زندگی کے ساتھ آگ سے اور اس سے مدت حاصل کرنے والا کیڑا پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے تو وہ آگ میں درخت پیدا کرنے اور اسے جلنے سے محفوظ رکھنے پر بھی قادر ہے۔

شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ

یہ درخت ہے جو جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے ○ اس کا شگوفہ ایسا ہے جیسے شیطانوں کے سر ہوں ○ پھر بیشک

لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ

وہ اس میں سے کھائیں گے پھر ان سے پیٹ بھریں گے ○ پھر بیشک ان کے لیے اس پر کھولتے پانی کی ملاوٹ

حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾

ہے ○ پھر بیشک ان کا لوٹنا بھڑکتی آگ کی طرف ہے ○ بیشک انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا ○

فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ

تو وہ انہیں کے نقش قدم پر دوڑے جا رہے ہیں ○ اور بیشک ان سے پہلے بہت سے پچھلے لوگ گمراہ ہوئے ○ اور بیشک

اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ

ہم نے ان میں ڈر سنانے والے بھیجے ○ تو دیکھو ڈرائے جانے والوں کا کیسا انجام ہوا ○ مگر اللہ کے چنے

اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ ع ۲

ہوئے بندے ○ اور بیشک نوح نے ہمیں پکارا تو ہم کیا ہی اچھے دعا قبول فرمانے والے ہیں ○ اور ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں

مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي

کو بڑی تکلیف سے نجات دی ○ اور ہم نے ان کی اولاد باقی رکھی ○ اور ہم نے بعد والوں

عنوان جہنم میں نکلنے کے کھانے اور مشروب کا بیان ○ جہنم میں نکلنے کے ہونے کی جگہ ○ نکلنے کے عذاب کا مستحق ہونے کی وجہ

سابقہ گمراہوں کے انجام کی طرف اشارہ اور عبرت سے مستثنیٰ لوگ ○ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا اور اس پر قبولیت کی

حضرت نوح علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی عنایت کا بیان

حل لغات ۱ یہاں نکلنے کے عذاب کا مستحق ہونے کی وجہ بیان فرمائی گئی ہے کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا باوجود اس کے کہ وہ ان کے نقش قدم پر دوڑے جا رہے ہیں اور گمراہی میں ان کی پیروی کرتے ہیں جبکہ حق کے واضح دلائل سے یہ بات معلوم ہو کہ گمراہوں کی پیروی کی بات میں بھلائی کا سبب ہے اس سے لوگ محروم ہیں جس سے پاس عبرت حاصل کرنے کی دلیل ہوتی ہے ۔ یہاں کے باپ دادا کا طریقہ ہے ۲ حضرت نوح علیہ السلام کے کشتی سے اترنے کے بعد آپ علیہ السلام کی اولاد اور ان کی بیویوں کے علاوہ جتنے مرد و عورت تھے سبھی مر گئے دنیا میں نسل چلانے کے لیے صرف حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد اللہ تعالیٰ نے باقی رکھی اور ان سے یہاں نسل چلی تو یہ یاد رکھیں جتنے انسان اس وقت حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہیں

الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾

میں اس کی تعریف باقی رکھی ﴿۷۸﴾ تمام جہان والوں میں نوح پر سلام ہو ﴿۷۹﴾ بیشک ہم نیکوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں ﴿۸۰﴾

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ

بیشک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل ایمان والے بندوں میں سے ہے ﴿۸۱﴾ پھر دوسروں کو ہم نے ڈبو دیا ﴿۸۲﴾ اور بیشک اسی (نوح) کے گروہ

لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا

سے ابراہیم ہے ﴿۸۳﴾ جبکہ اپنے رب کے پاس سلامت دل سے حاضر ہوا ﴿۸۴﴾ جب اس نے اپنے باپ[1] اور اپنی قوم سے فرمایا تم کیا

تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾

پوجتے ہو؟[2] کیا جھوٹ معبود اللہ کے سوا تم چاہتے ہو؟[3] تو تمہارا رب العالمین پر کیا گمان ہے؟[4] ﴿۸۷﴾

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾

پھر اس نے ستاروں کو ایک نگاہ دیکھا ﴿۸۸﴾ تو کہا میں بیمار ہونے والا ہوں ﴿۸۹﴾ تو قوم اسے چھوڑ کر پیٹھ پھیر کر چلے گئے ﴿۹۰﴾

فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ

پھر آپ ان کے خداؤں کی طرف چھپ کر چلے پھر فرمایا: تم کھاتے نہیں؟[5] تمہیں کیا ہوا کہ بولتے نہیں؟[6] تو ان پر نظر پھیر کر

معانی: قوم لوط کا انجام — حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت و شان — حضرت نوح علیہ السلام کی نجات اور قوم کا غرقاب

تارے دیکھ کر بیماری کی خبر دینا — حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بت شکنی

ربط: ① یعنی بعد والے انبیاء کرام علیہم السلام ان کی امتوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا جیسا باقی رکھا اس سے معلوم ہوا کہ وفات کے بعد دنیا میں ذکر خیر رہنا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ ② اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور عبادت کی دعوت دی تو بہت سی طرح کی وہ تقریریں کیں جن میں اللہ تعالیٰ سے خلاص حاصل کرنے کے لئے بتوں سے دور رہنے کی ہر ممکن سعی کی اپنے دل و جان سے ان کو نکال دیا تھا۔ ③ یہاں باپ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی والد نہیں بلکہ چچا آزر مراد ہے۔ ④ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان سوالات کا مقصد تحقیر اور ان بتوں کی تذلیل و تحقیر کے لئے تھے۔ جب بتوں سے آپ کے سوالات کا بالکل کوئی جواب نہ دیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی عدم موجودگی میں داہنے ہاتھ میں تبر اٹھا کر بتوں پر وار شروع کر دیے یہاں تک کہ ان کا کچھ پارہ پارہ کر دیا

ضَرْبًۢا بِالْيَمِيْنِ ﴿٩٣﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿٩٤﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿٩٥﴾

دائیں ہاتھ سے خوب مارنے لگے ○ تو لوگ اس کی طرف جلدی کرتے ہوئے آئے ○ فرمایا کیا تم ان کی عبادت کرتے ہو جنہیں

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِى الْجَحِيْمِ ﴿٩٧﴾

خود تم بناتے ہو ○ اور تمہیں اور تمہارے کاموں کو اللہ نے پیدا فرمایا ○ کہنے لگے اس کے لئے ایک عمارت بناؤ پھر اسے بھڑکتی آگ میں ڈال دو ○

فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَقَالَ اِنِّىْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّىْ

تو انہوں نے اس کے ساتھ فریب کرنا چاہا تو ہم نے انہیں پست کر دیا ○ اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں [۱]

سَيَهْدِيْنِ ﴿٩٩﴾ رَبِّ هَبْ لِىْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠٠﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَمَّا بَلَغَ

وہ مجھے راہ دکھائے گا ○ اے میرے رب مجھے ایک [۲] صالح اولاد عطا فرما ○ تو ہم نے اسے بردبار لڑکے کی خوشخبری سنائی ○ پھر جب وہ اس کے

مَعَهُ السَّعْىَ قَالَ يٰبُنَىَّ اِنِّىْٓ اَرٰى فِى الْمَنَامِ اَنِّىْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ

ساتھ چلنے پھرنے کے قابل عمر والا ہو گیا [۳] تو ابراہیم نے کہا اے میرے پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس تو دیکھ تیری رائے کیا ہے؟

قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾ فَلَمَّآ

بیٹے نے کہا اے میرے باپ جو تجھے حکم ہوا ہے کر ڈال جس کا چاہے اللہ تعالیٰ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائے گا ○ تو جب

اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿١٠٣﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿١٠٤﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا

ان دونوں نے سر جھکا دیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل گرا دیا ○ اور ہم نے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم ○ یقیناً

لغات قَوْمِهٖ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبی قوم ہے قَوْمٌ کا لفظ عموماً اولاد آدم میں سے کافروں کے لئے استعمال ہوتا ہے

قَوْمِ ابراہیم کی مذمت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ارادہ ہجرت یہ ارادہ سے متعلق دعا ہے جو کی اور اس کی قبولیت

حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ذبح کا واقعہ

حل ① یہاں قریب سے مراد عراق کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ میں ڈالنے کا ارادہ کرنا ہے۔ ② یعنی میں اس مقام طرف ہجرت کرتے اس علاقے میں جانے والا ہوں جہاں جانے کا میرے رب جل جلالہ نے حکم دیا ہے ③ نیک اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس لئے جب بھی خلیل سے اولاد کی دعا کی جائے تو نیک صالح اولاد کی ہی طلب چاہیے ④ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بشارت دی گئی کہ ان کے ہاں بیٹے کی ولادت ہو گی اور وہ عقلمند اور بردبار ہو گا بیٹے کی ولادت سے پہلے اس کی خبر دینے میں حکمت یہ تھی کہ ان پر کچھ ہوم ہو جائے جس کا حکم اللہ تعالیٰ کے پاس پہلے سے لکھا ہوا ہے خاص قرآن میں مذکور ہے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں پر ان علوم غیب کی خبر عطا فرماتا ہے

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿١٠٦﴾ وَفَدَيْنٰهُ

ہم نے خواب کا ٹھیک مطلب کر دکھایا ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں ○ بیشک یہ صریح کھلی آزمائش تھی ○ اور ہم نے اسماعیل کے فدیہ میں

بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿١٠٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿١٠٩﴾ كَذٰلِكَ

ایک بڑا ذبیحہ دیدیا ○ اور ہم نے پیچھے والوں میں اس کی تعریف باقی رکھی ○ ابراہیم پر سلام ہو ○ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی

نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٠﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١١﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ

صلہ دیتے ہیں ○ بیشک وہ ہمارے کامل ایمان والے بندوں میں سے ہے ○ اور ہم نے اسے اسحٰق کی خوشخبری دی جو

نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٢﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ

اللہ کے خاص قرب کے لائق بندوں میں سے نبی ہے ○ اور ہم نے اس پر اور اسحٰق پر برکت نازل فرمائی اور ان کی اولاد میں کوئی چھوٹا کام کرنے

وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿١١٣﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰي مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿١١٤﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا

والا ہے اور کوئی بڑی جان پر صریح ظلم کرنے والا ہے ○ اور بیشک ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان فرمایا ○ اور انہیں

ع ۳

منزل ۵ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت اور ان پر الطافِ الٰہی کا بیان — حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت اور ان کے فضائل

حضرت ابراہیم و اسحاق علیہما السلام پر برکت اور ان کی اولاد میں کبھی کے دو — حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام پر احسانات الٰہیہ

ترجمہ ۱۰۵ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جان مال اور دشمن کی قربانیاں پہلے ہی پیش فرمالی تھیں اور اب اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیٹے اس کی راہ میں بھی قربانی کے لئے پیش کر دیئے پھر آخری عمر میں بہت سے امتحانوں کے بعد بڑھاپا جو گھر کا سہارا کو کا پیارا اور آنکھوں کا نور تھا اور یقیناً بہت لاڈلا تھا اس کی قربانی کا حکم ہوا ۱۰۷ علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس ذبیح کی شان بہت بلند ہونے کی وجہ سے بڑا فرمایا گیا یہ وہی ہے جس کی جگہ سے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاوی، الصافات تحت آیۃ ۱۰۷

۱۰۸ یعنی ہم نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق علیہما السلام پر دین اور دنیا کی ہر طرح کی برکت نازل فرمائی اور ظاہر کی برکت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں بکثرت نبی حضرت یعقوب علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت سے پیغمبر مبعوث ہوئے ۱۱۳ یعنی ان دونوں کی اولاد میں سے کوئی اچھا کام کرنے والا بھی ہے اور کوئی اپنی جان پر صریح ظلم کرنے والا بھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی باپ سے حضرت اطاعت والا ہونے سے اولاد کا بھی فرمانبردار ہونا لازم نہیں اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ کبھی بد سے نیک پیدا فرماتا ہے کبھی بد سے بدتر اور کبھی نیک سے نیک تر کافر ہونے سے عیب ہوا اور نہ فرمانبردار اولاد ہونے سے باعث عار ہوا

وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَ

اور ان کی قوم کو بہت بڑی تکلیف سے نجات بخشی ○ اور ہم نے ان کی مدد فرمائی تو وہی غالب ہوئے ○ اور

اٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا

ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب عطا فرمائی ○ اور انہیں سیدھی راہ چلایا ○ اور پچھلوں میں

عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

ان کی تعریف باقی رکھی ○ موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو ○ بیشک نیکی کرنے والوں کو ہم ایسا ہی صلہ

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ

دیتے ہیں ○ بیشک وہ دونوں ہمارے کامل ایمان والے بندوں میں سے ہیں ○ اور بیشک الیاس ضرور

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ

رسولوں میں سے ہے ○ جب کہ اس نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں ○ کیا تم بعل (بت) کی پوجا کرتے ہو اور

اَحْسَنَ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ

بہترین خالق کو چھوڑتے ہو ○ اللہ جو تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب ہے ○ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا تو وہ

لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾

ضرور پیش کئے جائیں گے ○ مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے ○ اور ہم نے بعد والوں میں اس کی تعریف باقی رکھی ○

شان حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی عظمت شان ۔ حضرت الیاس علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ

حضرت الیاس علیہ السلام کی عظمت و شان

حل لغات ① اس کتاب سے مراد تورات شریف ہے یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلا واسطہ اور حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے سے عطا ہوئی ② بعد میں آنے والوں سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے اور اچھے الفاظ سے ان کی تعریف، توصیف اور ثنا جمیل مراد ہے ③ حضرت الیاس علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں ④ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہت عرصہ بعد پیغمبر بنائے گئے ان کے اطراف کے لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے ہے آپ ان چار انبیاء میں سے ایک ہیں جو ابھی تک زندہ ہیں قرب قیامت میں دوبارہ تشریف لائیں گے اور بعض بزرگوں کی ان سے ملاقات بھی ہوئی ہے ⑤ یعنی ان لوگوں کے بت کا نام تھا جس کی وہ پوجا کرتے تھے اور اسی کے نام پر ان کے شہر کا نام بعلبک تھا

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

الیاس پر سلام ہو ○ بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں ○ بیشک وہ ہمارے کامل ایمان والے بندوں سے

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

ہیں سے ہے ○ اور بیشک لوط ضرور رسولوں میں سے ہے ○ جب ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات دی ○

اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ

مگر ایک بڑھیا پیچھے رہنے والوں میں اور کر دیا ○ پھر دوسروں کو ہلاک کر دیا ○ اور اے لوگو بیشک تم ان کے پاس سے گزرتے

مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾

ہو ○ صبح کے وقت اور رات کو ان بستیوں سے گزرتے ہو تو کیا تم سمجھتے نہیں ؟ ○ اور بیشک یونس ضرور رسولوں میں سے ہے ○

اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ

جب وہ بھری کشتی کی طرف بھاگ گیا ○ تو قرعہ اندازی کی اور ملزموں میں سے ہو گئے ○ پھر انہیں

الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى

مچھلی نے نگل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے ○ تو اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے ہوتا ○ تو ضرور قیامت تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہتا

يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ

جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے ○ پھر ہم نے اسے میدان میں ڈال دیا اور وہ بیمار تھا ○ اور ہم نے اس پر کدو کا پیڑ

عنوان حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ — قوم لوط کی بستیوں سے گزرنے پر کفار مکہ کی سرزنش

حضرت یونس علیہ السلام اور مچھلی کا واقعہ

حل لغات اس پارہ میں "الیاس" کی یاء لغت سے ہے جیسے یاسر اور سینین دونوں "طور سینا" کی لے سے ہیں جیسے کی یاس اور "آل یاسین" محمد کی امت سے ہیں ○ یہ بڑھیا حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی "واہلہ" تھی جو کافرہ اور عاقبہ تھی ○ حضرت یونس علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں ○ آپ علیہ السلام کا لقب ذوالنون اور صاحب الحوت ہے آپ بستی نینوا کے نبی تھے جو موصل کے علاقہ میں دجلہ کے کنارے پر واقع تھی ○ (4) حدیث پاک میں ہے مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام نے یہ دعا کی "لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظٰلمین" اور جو مسلمان اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے گا تو اس کی دعا قبول کی جائے گی ○ ابن ماجہ ص ۲۵۵

يَّقُطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى

کا پانی ﴿۱۴۶﴾ اور ہم نے اسے ایک لاکھ بلکہ زیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا ﴿۱۴۷﴾ تو وہ ایمان لے آئے تو ہم نے انہیں ایک وقت تک

حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنٰتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ

عیش دیا ﴿۱۴۸﴾ تو ان سے پوچھو، کیا تمہارے رب کے لیے بیٹیاں ہیں اور ان کے بیٹے ہیں ﴿۱۴۹﴾ یا ہم نے فرشتہ کو

اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَ

عورتیں پیدا کیا اور وہ موجود تھے ﴿۱۵۰﴾ خبردار بیشک وہ اپنے بہتان سے یہ بات کہتے ہیں ﴿۱۵۱﴾ کہ اللہ نے اولاد کی ہے اور

اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنٰتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ

بیشک وہ ضرور جھوٹے ہیں ﴿۱۵۲﴾ کیا اللہ نے بیٹوں پر بیٹیاں پسند کیں ﴿۱۵۳﴾ تمہیں کیا ہے تم کیسا

تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ

حکم لگاتے ہو ﴿۱۵۴﴾ تو کیا تم خیال نہیں کرتے ﴿۱۵۵﴾ یا تمہارے پاس کوئی کھلی دلیل ہے ﴿۱۵۶﴾ تو اپنی کتاب لاؤ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدْ عَلِمَتِ

اگر تم سچے ہو ﴿۱۵۷﴾ اور انہوں نے اللہ اور جنوں کے درمیان نسب کا رشتہ ٹھہرایا اور بیشک

الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

جنوں کو معلوم ہے کہ انہیں کی پیشی کی جائے گی ﴿۱۵۸﴾ اللہ ان سے پاک ہے جو یہ بتاتے ہیں ﴿۱۵۹﴾ مگر اللہ کے

شان نزول: حضرت یونس علیہ السلام کی بعثت رقوم کا ایمان لانا اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں قرار دینے والوں کی تردید

اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان کسی رشتہ کے قائل کا رد

ربط: ﴿۱۴۶﴾ کدو کی بیل ہوتی ہے جو زمین پر پھیلتی ہے مگر حضرت یونس علیہ السلام کا لگایا تھا یہ بڑا اور سخت کدو ہے اور مکھیوں کی طرح نہیں کھاتا اور ان سے بڑے پتوں سے سایہ کیا ﴿۱۴۷﴾ یہ ملک نینوا آباد کرنے کے لئے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ﴿۱۴۸﴾ بعض مشرکین کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جنات میں شادی کی جس سے فرشتے پیدا ہوئے معاذ اللہ اس آیت میں ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان سب کا رشتہ ٹھہرا کر بڑے عظیم کفر کے مرتکب ہوئے اور بیشک جنوں کو معلوم ہے کہ یہ بے ہودہ بات کہنے والے ضرور جہنم میں پھینکے جائیں گے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ

چنے ہوئے بندے ○ تو قسم اور تمہیں تم (اللہ کے) پوچھتے ہو ○ تم ان کے خلاف اکیلے دیکھتے ہیں اسے ○ مگر اپنے جو

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۹۴﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۹۵﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ فِيْ جَنّٰتِ

چنے ہوئے بندے ○ ان کے لئے ہے روزی مقرر ○ میوے اور وہ عزت کئے جائیں گے ○ باغوں

النَّعِيْمِ ﴿۹۷﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۹۸﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۹۹﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ

نعمت کے ○ تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے ○ ان کے آس پاس پھرائے جائیں گے ایک جام شراب کا ○ سفید مزہ

لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۱۰۲﴾

پینے والوں کو ○ نہ اس میں خرابی ہے اور نہ وہ اس سے بہکتے ہیں ○ اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی

كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۱۰۳﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ

بڑی آنکھوں والی عورتیں ہیں ○ جیسے چھپا کر رکھے ہوئے انڈے ○ پھر ان میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے پوچھتے ہوئے ○ کہنے والا ان میں سے

اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

کہ میرا ایک ساتھی تھا ○ کہتا تھا کیا تم (قیامت کی) سچائی مانتے ہو ○ کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں

ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۰۹﴾

رہ جائیں گے کیا ہم بدلہ دیئے جائیں گے ○ کہا کیا تم جھانکتے ہو ○ پھر جھانکا تو اسے بیچ دوزخ میں دیکھا ○

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۱۱۰﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ اَفَمَا نَحْنُ

کہا اللہ کی قسم تو تو مجھے ہلاک کرنے کو تھا ○ اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی پکڑ کر حاضر کیا جاتا ○ تو کیا ہم

بِمَيِّتِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۴﴾

مرنے والے ہیں ○ مگر پہلی موت اور ہم عذاب کئے جانے والے نہیں ○ بیشک یہ بڑی کامیابی ہے ○

شان نزول ظالموں جیسی کو گمراہ کرنے والے فرشتے ہیں قرین کے بعد میں کفار مکہ کی باتیں

بندگانِ خدا کو جنت کی بشارت کفار مکہ سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت

غلط عقیدہ کا مدلل انداز سے رد کرنا ضروری

ربط کفار مکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے کہتے تھے اگر ہمیں بھی توریت اور انجیل کی طرح دین کتاب ملتی تو ہم اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے ہوتے اس کی اطاعت کرتے اور اخلاص کے ساتھ عبادت الٰہی بجا لاتے اور پہلے لوگوں نے جھٹلایا اور مخالفت کی ویسے ہم سر جھکاتے اور اطاعت کرتے یہاں پھر جب سب سے افضل و اشرف اور بے مثل کتاب دیکھی بھی قرآن مجید جادو ہوا کہنے لگے ان کے منکر ہو گئے ہیں عنقریب یہ اپنے کفر کا انجام جان لیں گے۔

الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

ڈر سنا چکے ہو ﴿۱۷۷﴾ اور پھیر لو تم ان سے منہ کچھ وقت تک ﴿۱۷۸﴾ اور دیکھتے رہو تو عنقریب وہ بھی دیکھ لیں گے ﴿۱۷۹﴾

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَ

پاک ہے رب تمہارا عزت والا ان تمام باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں ﴿۱۸۰﴾ اور سلام ہو ﴿۱۸۱﴾ اور

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے ﴿۱۸۲﴾

ع ۵

سورۂ صٓ ۳۸ مکی ۳۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس رکوع میں ۸۸ آیات ۵ رکوع ہیں

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمْ

ص نصیحت والے قرآن کی قسم ﴿۱﴾ بلکہ کافر تکبر اور مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں ﴿۲﴾ ہم نے

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾ وَعَجِبُوْٓا اَنْ

ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کر دیں تو وہ پکارے تھے حالانکہ بھاگنے کا وقت نہ تھا ﴿۳﴾ اور انہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ

شانِ نزول کفار مکہ سے متعلق خاص ہدایت — اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے پر سلامتی اور حمد کی بیان

قرآن کی قسم کھا کر کفار کے تکبر و مخالفت کا بیان — گزشتہ امتوں کی ہلاکت سے عبرت دلانا

کفار مکہ کے تعجب اور تکذیب کا بیان

ف ① یہاں دو مادہ یعنی کلام عرب کی عادت کے مطابق بیان کرنے کے لئے لایا گیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آیت نمبر 174 اور 175 میں جو حوالے ہیں ان کے بارے میں کلام فرمایا گیا اور یہاں سے ان کے اگلے احوال کے بارے میں کلام فرمایا جا رہا ہے اس صورت میں آیات میں تکرار نہیں ہے ② اس سے پہلی آیت میں کفار مکہ کے تکبر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا بیان ہوا یہاں فرمایا گیا ہے کہ ان سے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تکبر اور انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کے باعث اگلی آپ کی قوم سے پہلے کتنی امتیں ہلاک ہو چکی ہیں اور جب ان پر عذاب نازل ہونے کا وقت آیا تو وہ لوگوں سے فریاد کی اور توبہ و استغفار کرنے لگے تاکہ اس عذاب سے نجات پا جائیں حالانکہ وہ بھاگنے اور عذاب سے نجات پانے کا وقت نہ تھا اور اس وقت ان کا فریاد کرنا بھی بیکار تھا کیونکہ وہ وقت ایمان لانے کا تھا یعنی کفار مکہ ان کے حال سے عبرت حاصل کریں۔

جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۖ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ

ان کے پاس کہیں میں سے ڈر سنانے والا (رسول) تشریف لایا اور کافروں نے کہا یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے ۝ کیا اس نے

الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ

بہت سارے خداؤں کو ایک خدا کر دیا؟ بیشک یہ عجیب بڑی عجیب بات ہے ۝ اور ان میں سے جو سردار تھے وہ یہ کہتے ہوئے

امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي

چل پڑے کہ (اے لوگو) تم بھی چلے جاؤ اور اپنے معبودوں پر جمے رہو بیشک اس بات میں اسی کی کوئی غرض ہے ۝ ہم نے یہ بات

الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ۚ

پچھلے دین میں بھی نہیں سنی یہ صرف خود بنائی ہوئی جھوٹی بات ہے ۝ کیا ہمارے درمیان ان پر قرآن اتارا گیا؟

بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ

بلکہ وہ میری کتاب کے بارے شک میں ہیں بلکہ کبھی انہوں نے میرا عذاب نہیں چکھا ۝ کیا ان کے پاس

خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۝ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

تمہارے رب کی رحمت دے بہت عطا فرمانے والے رب کی رحمت کے خزانے ہیں ۝ یا ان کے لیے آسمانوں اور

خلاصہ کفار کا انکار توحید بت پرستی پر اصرار اور اس پر عذاب کا مطالبہ

شان نزول ① ابوطالب کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے فرمایا کہ کیا ایک کلمہ تم قبول کرتے ہو جس سے عرب و عجم کے مالک ہو جاؤ ابوجہل نے کہا ایک نہیں دس کلمے قبول کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ "لا الٰہ الا اللہ" اس پر وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کیا ہم نے بہت سے خداؤں کا ایک خدا کر دیا تیری بھی کلموں کے لئے ایسا حد کیسے کافی ہو سکتا ہے بیشک یہ بڑی عجیب بات ہے یہ تمہارے "باوا اجداد" کے متفقہ نظریہ کے خلاف ہے۔ ② جب اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس سعادت سے مشرف فرما دے۔ البتہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد اب کسی دوسرے کو نبوت نہیں مل سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم فرما دیا ہے۔ حدیث پاک میں ہے عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے نبی ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں سب سے آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں (سنن ابوداؤد، ج ۲، ص ۱۳۲، طبع ۱۳۵۲ھ)

الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۝ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ

ان کے درمیان ہے سب کی حکومت ہے؟ پھر تو چاہیے کہ رسیوں سے وہ اوپر چڑھ جائیں ۝ یہ لشکروں میں سے ایک حقیر

مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۝ وَ

لشکر ہے جو یہاں شکست کھانے والا ہے ۝ ان سے پہلے جھٹلا چکے ہیں ۝ نوح کی قوم اور عاد اور میخوں والا فرعون ۝ اور

ثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الْاَحْزَابُ ۝ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ

ثمود اور لوط کی قوم اور ایکہ (گھنے جنگل) والے یہی گروہ ہیں ۝ ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے

ع الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ

رسولوں کو نہ جھٹلایا ہو تو میرا عذاب ان پر واقع ہو گیا ۝ اور یہ ایک چیخ کا انتظار کر رہے ہیں جسے کوئی

فَوَاقٍ ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِصْبِرْ عَلٰي مَا

پھیر نے والا نہیں ۝ اور کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمارا حصہ ہمیں حساب کے دن سے پہلے جلد دیدے ۝ تم ان کی باتوں پر صبر

يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ

کرو اور ہمارے قوی بندے داؤد کو یاد کرو بیشک وہ رجوع کرنے والا ہے ۝ بیشک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑوں کو تابع

مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝

کر دیا کہ وہ شام اور سورج کے چمکتے وقت تسبیح کریں ۝ اور جمع کئے ہوئے پرندے سب کے سب اس کے فرمانبردار تھے ۝

عنوان کفار مکہ کی شکست کی پیش گوئی (گزشتہ امتوں کے حالات سے عبرت کا بیان) (کفار مکہ کے طعنہ کا جواب)

(کفار مکہ کی طرف سے جلد عذاب کی دعا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین اور حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر خیر

حضرت داؤد علیہ السلام کے پہاڑ اور پرندوں کی تسبیح

حل لغات ① اے محمد کو میخوں والا اس لئے فرمایا گیا کہ جب کسی پر غصہ آتا تو اسے لٹا کر اس کے ہاتھ پاؤں کھینچ کر چاروں طرف کھونٹوں میں بندھوا دیتا پھر اوپر سے کوڑے برساتا اور اس پر طرح طرح کی سختیاں کرتا ۔ ② اس کا مقصد یہ ہے کہ حضرت نبی پر دل مضبوط ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے مقبول اور محبوب بندوں کو اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے ۔ ③ یعنی پہاڑ اور پرندے بھی آپ علیہ السلام کے فرمانبردار تھے ۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح کرتے تو پہاڑ آپ علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرتے اور پرندے بھی آپ علیہ السلام کے پاس جمع ہو کر تسبیح کرتے تھے

وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا

اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا اور اسے حکمت اور حق و باطل میں فرق کر دینے والا علم عطا فرمایا ﴿۲۰﴾ اور کیا تمہارے پاس ان

الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ ۭ قَالُوْا

مقدمہ کرنے والوں کی خبر آئی جب وہ دیوار پھاند کر عبادت خانے میں آئے ﴿۲۱﴾ جب داؤد پر داخل ہوئے تو وہ ان سے گھبرا گئے انہوں نے عرض کی

لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَ

کہ آپ نہ گھبرائیں ہم دو فریق ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو ہم میں حق کے ساتھ فیصلہ فرما دیجئے اور حق کے خلاف نہ کیجئے گا اور

اهْدِنَآ اِلٰى سَوَاۗءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۡ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ

ہمیں سیدھی راہ بتا دیجئے ﴿۲۲﴾ بیشک یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس

نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۡ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ

ایک ہی ہے پھر یہ کہتا ہے کہ وہ بھی میرے حوالے کر دو اور اس نے بات چیت میں مجھ پر زور ڈالا ہے ﴿۲۳﴾ آپ نے فرمایا بیشک

بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاۗءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ

تجھ پر ظلم کیا کہ تیرا دنبہ اپنے دنبوں کے ساتھ ملانے کا سوال کرنے میں تجھ پر زیادتی کی ہے اور بیشک اکثر ملے جلے ساجھی آپس میں زیادتی کرتے ہیں

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۭ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ

مگر ایمان والے اور اچھے کام کرنے والے اور وہ بہت تھوڑے ہیں اور داؤد نے سمجھ لیا کہ ہم نے تو انہیں آزمایا ہے

عنوان: حضرت داؤد علیہ السلام اور فرشتوں کا آزمائش کیلئے آنا

داؤد علیہ السلام کے دو فرشتوں کے بھیس میں حضرت داؤد علیہ السلام کی آزمائش کا واقعہ

حل لغات: ① حکمت سے مراد نبوت یا عدل ہے۔ نام داؤد ہے اور قوت عمل سے فیصلہ کا علم مراد ہے جو حق و باطل میں فرق و تمیز کر دے۔ ② مشہور روایات کے مطابق یہ آنے والے فرشتے تھے جو حضرت داؤد علیہ السلام کی آزمائش کے لئے آئے تھے۔ ③ دیوار پھاند کر آنے والوں کو دیکھ کر حضرت داؤد علیہ السلام کا گھبرانا طریق اور طبعی تھا کیونکہ کسی شخص کا عادت سے برخلاف بے وقت اور پھاند کر آنا عام طور پر بری نیت سے ہی ہوتا ہے اور طبعی خوف کھانا اس نبوت کے منافی نہیں ہوتا ④ اس واقعہ کی تفصیل تفسیر صراط الجنان ج ۸ ص 182 پر ملاحظہ فرمائیں۔

فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۩ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا

تو اس نے اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑا اور رجوع کیا ۩ تو ہم نے اسے معاف کر دیا اور بیشک اس کے لیے

لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ

ہماری بارگاہ میں بلند قرب اور اچھا ٹھکانہ ۝ اے داؤد بیشک ہم نے تجھے زمین میں (اپنا) نائب کیا تو لوگوں میں

النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

حق کے ساتھ فیصلہ کر اور خواہش کے پیچھے نہ جانا وہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی بیشک وہ جو

يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝ وَمَا

اللہ کی راہ سے بہکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس بنا پر کہ حساب کے دن کو بھلا دیا ہے ۝ اور

خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ

ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بیکار پیدا نہیں کیا یہ (بیکار پیدا کرنے کا) ان کافروں کا گمان ہے

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۝ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

تو کافروں کے لیے آگ سے خرابی ہے ۝ کیا ہم ایمان لانے والوں اور اچھے اعمال کرنے والوں کو

الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝ كِتٰبٌ

ان لوگوں کی طرح کر دیں گے جو زمین میں فساد کرتے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں جیسا کر دیں گے ؟ ۝ یہ قرآن بابرکت کتاب ہے

عنوان ۱ حضرت داؤد علیہ السلام کی معافی کی قبولیت اور ان کی عظمت کا بیان

حضرت داؤد علیہ السلام کو عطائے خلافت اور لوگوں کے درمیان فیصلے سے متعلق تاکید — کائنات کو بیکار پیدا نہیں کیا گیا

بدکار مومن اور کافر پرہیزگار اور بدکار برابر نہیں (قرآن کے دو مقاصد)

معانی ۱ یہ آیت ان آیات میں سے ہے جن کے پڑھنے اور سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء علیہم السلام کا مقام و مرتبہ انتہائی بلند ہے، اسی لئے ان سے ادنیٰ خلاف شان کام وقوع ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت فرماتا ہے اور یہ بھی بارگاہ الٰہی میں انتہائی درجے کی عاجزی و انکساری سے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے مقبول بندوں کا معاملہ ہے عام لوگوں کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ان کے خلاف شان کاموں اور ان دعووں پر لئے گئے عجز و انکسار کو بنیاد بنا کر ان کے خلاف بدظنی و بدزبانی کریں اور ان کی عصمت پر اعتراضات کرنا شروع کر دیں یہ ایمان کے لیے زہر قاتل سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا

ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور و فکر کریں اور عقلمند نصیحت حاصل کریں ﴿۲۹﴾ اور ہم نے داؤد کو

لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ

سلیمان (جیسا فرزند) عطا فرمایا (وہ) بہت اچھا بندہ تھا (ہر طرح) رجوع کرنے والا تھا ﴿۳۰﴾ جب اس کے سامنے شام کے وقت عمدہ عمدہ تیز رفتار گھوڑے پیش کئے گئے

الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ

(جو) کھڑے ہوئے تھے (بہت دیر تک) تو سلیمان نے کہا کہ میں نے اپنے پروردگار کی یاد سے (گھوڑوں کی) محبت کو پسند کیا ہے (یہاں تک) کہ

بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا

(سورج) پردے میں چھپ گیا ﴿۳۲﴾ (حکم دیا کہ) ان کو میرے پاس واپس لاؤ تو (ان کی) پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا ﴿۳۳﴾ اور بیشک ہم

سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ

سلیمان کو آزمایا اور (ان کے) تخت پر (ایک) بے جان جسم ڈال دیا پھر (سلیمان) رجوع لائے ﴿۳۴﴾ (تب) عرض کی کہ اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے

عنوان حضرت داؤد علیہ السلام کو حق کے فرمانبردار اور ان کے اوصاف کا بیان

بارگاہ سلیمانی میں پیش کیے جانے والے گھوڑوں کے اوصاف — گھوڑوں سے محبت کا سبب اور اس سے بازآنے کی قسم

پیش کیے جانے والے گھوڑے حضرت سلیمان علیہ السلام کی ملکیت نہ تھے — حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا

لغوی لفظ عربی عبارت پڑھنے والوں کو قرآن کے مقصد و پیغام تک پہنچنے والی نہیں اس کے ساتھ ساتھ آیات کا معنی اور مطلب سمجھنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے ان میں غور و فکر کرنا عبرت حاصل کرنا اور حکمتوں کو حاصل کرنا ممکن ہو۔ ② آیات قرآن سے نصیحت تو ہر شخص کو حاصل ہوتی ہے لیکن ان سے دینی احکام نکالنا ہر شخص کا کام نہیں بلکہ اس کے لیے علم کی ضرورت ہے اس لیے عوام کو چاہئے کہ قرآن و حدیث سے خود مسائل نکالنے کی بجائے علماء سے مسائل سیکھیں تاکہ غلطیوں سے بچ سکیں۔ ③ جب گھوڑے واپس پہنچے تو حضرت سلیمان علیہ السلام ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے یہ ہاتھ پھیرنا گھوڑوں کی عزت و شرف کا باعث مقصود تھا کہ وہ دشمن کے مقابلے میں بہتر مدد گار ہیں بعض مفسرین کی تحقیق یہ ہے کہ آپ نے جہاد کی تیاری کے لیے گھوڑوں کی اصیل نسل کے امتیازی اوصاف کے اعتبار سے ان کا معائنہ فرمایا ④ اس آیت میں لفظ آزمائش کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ یہ بھی ہو سکتی ہے جس کے بارے میں بتایا گیا کہ اس کا مصداق کون ہے ⑤ مستحب کام سے بازرکھنے پر بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی اور انکساری کا اظہار کر کے اس پر مغفرت طلب کرنا چاہیے حضرت سلیمان علیہ السلام اور صالحین کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عجز و انکسار اس لیے تھا کہ ان کے مقام و مرتبہ میں ترقی ہو

لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ

(کہ) میری سلطنت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بیشک تو ہی بہت عطا فرمانے والا ہے ﴿۳۵﴾ تو ہم نے ہوا سلیمان کے قابو میں کر دی

تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّ

کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ پہنچنا چاہتے ﴿۳۶﴾ اور ہر معمار اور غوطہ خور جن کو ﴿۳۷﴾ اور

اٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ

دوسرے بیڑیوں میں جکڑے ہوئے (جنوں و سلیمان سے خطاب کر دیا) ﴿۳۸﴾ یہ ہماری عطا ہے تم احسان کرو یا روکے رکھو (تم پر) کوئی

حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ

حساب نہیں ﴿۳۹﴾ اور بیشک اس کے لیے ہماری بارگاہ میں ضرور قرب اور اچھا ٹھکانا ہے ﴿۴۰﴾ اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ

جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف اور بڑی پہنچائی ہے ﴿۴۱﴾ ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مارو

هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ

یہ ہے ٹھنڈا پینے کا پانی ﴿۴۲﴾ اور ہم نے انہیں عطا فرمائے اس کے گھر والے اور ان کے ساتھ اتنے اور ان سے

رکوع ۲

شانِ نزول حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو دعا جنوں کی تسخیر

عطائے الٰہی تقسیم کرنے سے متعلق حضرت سلیمان علیہ السلام و اختیار — حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے حکمرانی تھی

حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر اور ان کی دعا — دعا کے ذریعہ شفا ہونا

اللہ تعالیٰ سے متعلق حضرت ایوب علیہ السلام کی حسن ادب

ترجمہ اس آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو دینے اور روکنے کا اختیار دیا گیا کہ جسے چاہو دے دو جسے چاہو نہ دو اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور وہ حضرات اس کے حکم سے مخلوق میں تقسیم فرماتے ہیں اور جس کو نہ دینے کا حکم ہو اس کو نہیں دیتے اور خود دینے کا مطلقاً اختیار نہیں ہوتا ہے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے "اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں" (بخاری، [illegible]) تکلیف اور بیماری سے آپ علیہ السلام کی بیماری اور اس کے شدائد یا بیماری سے دوران شیطان کی طرف سے ڈالے جانے والے وسوسے مراد ہیں جو کہ ناکام ثابت ہوئے۔

ذِكْرَى لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٤٣﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ ۗ إِنَّا

اور عقل والوں کے لئے نصیحت ﴿٤٣﴾ اور (ہم نے کہا) اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دے اور قسم نہ توڑ ۗ بے شک ہم نے اسے

وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ نِّعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٤٤﴾ وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ

صبر کرنے والا پایا وہ کیا ہی اچھا بندہ ہے بیشک وہ بہت رجوع لانے والا ہے ﴿٤٤﴾ اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق

وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ﴿٤٥﴾ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى

اور یعقوب کو یاد کرو جو قوت والے اور آنکھ والے تھے ﴿٤٥﴾ بیشک ہم نے انہیں ایک خالص بات سے چن لیا وہ

الدَّارِ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٧﴾ وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَ

آخرت کے گھر کی یاد ہے ﴿٤٦﴾ اور بیشک وہ ہمارے نزدیک بہترین چنے ہوئے بندوں میں سے ہیں ﴿٤٧﴾ اور اسماعیل اور

الْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٨﴾ هَٰذَا ذِكْرٌ ۗ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ

یسع اور ذوالکفل کو یاد کرو (۱) اور سب بہترین لوگ ہیں ﴿٤٨﴾ یہ نصیحت ہے اور بیشک پرہیزگاروں کے لئے اچھا

مَآبٍ ﴿٤٩﴾ جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ﴿٥٠﴾ مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا

ٹھکانہ ہے ﴿٤٩﴾ ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوئے ہیں ﴿٥٠﴾ ان میں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے ان باغوں میں وہ

بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ﴿٥١﴾ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾ هَٰذَا

بہت سے میوے اور پینے کی چیزیں منگائیں گے ﴿٥١﴾ اور ان کے پاس نیچی نگاہیں والی بیویاں ہوں گی جو شوہر کے سوا کسی اور کی طرف نگاہ نہیں اٹھائیں گی ہم عمر ہوں گی ﴿٥٢﴾ یہ

عنوان قسم سے متعلق حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم دینے کا واقعہ ۔ چند انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ ۔ ان کی عظمت کا بیان ۔ پرہیزگاروں کے لئے جنت کی بشارت ۔ جہنم کے عذاب کا بیان

ربط ① حضرت ایوب علیہ السلام کے آزمائش میں صبر کرنے کا ذکر ہوا ۔ آزمائش ختم ہونے پر شکر کرنے کا بیان ہے اس میں عقلمندوں سے نصیحت ہے کہ وہ مصیبت آنے پر واویلا کرنے کی بجائے صبر کریں اور مصیبت سے خلاصی پانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں ۔ ② بیماری کے زمانہ میں حضرت ایوب علیہ السلام سے کسی سبب کی بنا پر ناراضگی کا اظہار ہوا جس کی وجہ سے آپ نے اپنی بیوی کو سو درے مارنے کی قسم کھائی جب صحت یاب ہوئے تو علم الٰہی ہوا کہ انہیں قسم توڑنے کا گناہ نہ ہو اور اپنی قسم پوری کرنے کا بھی ثواب ملے چنانچہ آپ علیہ السلام نے سو تنکوں والا ایسا جھاڑو لے کر اپنی بیوی کو ایک ہی بار مارا دیا ۔ ③ حضرت یسع علیہ السلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں انہیں حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی امت پر اپنا خلیفہ مقرر کیا بعد میں انہیں نبوت سے سرفراز کیا گیا ۔ حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے راجح یہ ہے کہ وہ نبی تھے ۔

مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝٥٣ إِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِنْ نَفَادٍ ۝٥٤

وہ ہے جس کا تمہیں حساب کے دن کیلئے وعدہ دیا جاتا ہے ۝ بیشک یہ ہمارا رزق ہے، جس کیلئے کبھی ختم ہونا نہیں ہے ۝

هٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطّٰغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ۝٥٥ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝٥٦

(نیکوں کیلئے) تو یہ ہے اور بیشک سرکشی کرنے والوں کیلئے ضرور برا ٹھکانہ ہے ۝ جہنم ہے جس میں داخل ہوں گے تو وہ کیا ہی برا بچھونا ہے ۝

هٰذَا ۙ فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ۝٥٧ وَآخَرُ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ۝٥٨ هٰذَا

یہ کھولتا پانی اور پیپ ہے تو اسے چکھیں① اور اسی طرح کے دوسرے مختلف قسم کے عذاب ہوں گے ۝ یہ

فَوْجٌ مُقْتَحِمٌ مَعَكُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ ۝٥٩ قَالُوا بَلْ

ایک اور فوج ہے جو تمہارے ساتھ (جہنم میں) گھسی جارہی ہے، انہیں کوئی خوش آمدید نہیں، بیشک یہ تو آگ میں داخل ہونے والے ہیں ۝ (پیروکار) کہیں گے بلکہ

أَنْتُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝٦٠ قَالُوا

تمہیں کوئی خوش آمدید نہیں، تم ہی یہ مصیبت ہمارے آگے لائے ہو تو یہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے② (پھر) وہ کہیں گے

رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝ وَقَالُوا مَا لَنَا

اے ہمارے رب! جو یہ مصیبت ہمارے آگے لایا ہے اسے آگ میں دگنا عذاب بڑھا دے ۝ اور (جہنمی) کہیں گے ہمیں کیا ہوا کہ

مضامین: سرکشی کرنے والوں کی سزا | جہنم میں کھانے پینے کا تذکرہ | جہنم میں پیروکاروں کی سرداروں سے ملاقات | جہنم میں غریب مسلمانوں کو نہ دیکھ کر حیرت کا اظہار

① جہنمیوں کی پیپ سے متعلق حدیث پاک میں ہے اگر غساق یعنی جہنمیوں کی پیپ کا ایک ڈول دنیا میں بہا دیا جائے تو پوری دنیا والے بدبودار ہو جائیں۔ (ترمذی، ۴/۲۶۳، حدیث: ۲۵۹۳) ② جب سرداران کفار جہنم میں داخل ہوں گے اور ان کے پیچھے پیچھے ان کے پیروکار بھی جا رہے ہوں گے تو داروغۂ جہنم ان سرداروں سے کہیں گے یہ تمہارے پیروکاروں کی فوج ہے جو تمہارے ساتھ جہنم میں گھسی جا رہی ہے تو سردار جواب دیتے ہوئے کہیں گے ان پیروکاروں کو خوش آمدید نہ ہو اور نہ ان کیلئے کشادگی ہو، بیشک ہماری طرح یہ بھی آگ میں داخل ہونے والے ہیں۔ پیروکار کہیں گے بلکہ تمہیں خوش آمدید نہ ہو اور نہ تمہیں کشادگی نصیب ہو، تم ہی یہ عذاب ہمارے آگے لائے ہو کیونکہ تم نے پہلے کفر اختیار کیا اور پھر ہمیں بھی اس کی دعوت دی تو جہنم کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ

ہم ان مردوں کو نہیں دیکھ رہے جنہیں ہم برے شمار کرتے تھے ﴿۶۲﴾ کیا ہم نے انہیں بیجا ہی ہنسی بنا لیا تھا یا

عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ

کہ انکی طرف سے نگاہیں پھر گئی ہیں ﴿۶۳﴾ بیشک یہ دوزخیوں کا باہم جھگڑا ضرور حق ہے ﴿۶۴﴾ تم فرما دو میں صرف ڈر سنانے والا ہوں

وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

اور کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ جو سب پر غالب ہے ﴿۶۵﴾ وہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا مالک ہے

الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ

عزت والا بڑا بخشنے والا ہے ﴿۶۶﴾ تم فرما دو یہ عظیم خبر ہے ﴿۶۷﴾ تم اس سے منہ پھیرے ہوئے ہو ﴿۶۸﴾ مجھے عالم بالا

لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ

کی کوئی خبر نہیں تھی جب وہ بحث کر رہے تھے ﴿۶۹﴾ مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے کہ میں کھلا ڈر سنانے والا

ربط جہنمیوں کا باہمی جھگڑا ضرور ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب اور دعوت الٰہی کا بیان

۱ اللہ تعالیٰ کی شان مالکیت اور اوصاف عظمت قرآن اور کفار کی حماقت (عالم بالا کے فرشتوں کی بحث جاننے کی نفی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منصب

ترجمہ ﴿۶۲﴾ جس میں عرب مسلمانوں سے کہیں گے کفار کے سردار جن کو ہم عرب مسلمان نظر کیوں نہیں آرہے جنہیں ہم دنیا میں ہم سے لوگوں میں شمار کرتے تھے یا ہم نے انہیں اپنے دین کا مخالف ہونے کی وجہ سے ذلیل اور عرب ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھتے تھے؟ پھر کہیں گے کہ یا ہم سے انہیں حقارت سے دیکھنے میں غلطی ہوئی یا ہماری آنکھیں ہی ان کو دیکھ نہیں رہیں ﴿۶۳﴾ بیشک ان کا دوزخ میں داخل ہونا اور ہم سے جھگڑنا ضرور حق ہے ﴿۶۴﴾ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرما دیں کہ میں تو صرف ڈر سنانے والا ہوں ﴿۶۵﴾ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے سب پر غالب ہے ﴿۶۶﴾ وہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا مالک ہے وہ عزت والا بڑا بخشنے والا ہے ﴿۶۷﴾ آپ فرما دیں یہ بڑی اہم خبر ہے ﴿۶۸﴾ تم اس سے منہ پھیرے ہوئے ہو ﴿۶۹﴾ مجھے عالم بالا کے فرشتوں کی کوئی خبر نہیں تھی جب وہ بحث کر رہے تھے ﴿۷۰﴾ مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے کہ میں کھلا ڈر سنانے والا ہوں

نوٹ ﴿۶۲﴾ جس میں عرب مسلمانوں سے کہیں گے کفار کے سردار جن کو ہم عرب مسلمان نظر کیوں نہیں آرہے جنہیں ہم دنیا میں ہم سے لوگوں میں شمار کرتے تھے یا ہم نے انہیں اپنے دین کا مخالف ہونے کی وجہ سے ذلیل اور عرب ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھتے تھے؟ پھر کہیں گے کہ یا ہم سے انہیں حقارت سے دیکھنے میں غلطی ہوئی تھی جبکہ حقیقت میں ایسے تھے اور دوزخ میں آئے ہی نہیں یا ہماری آنکھیں ہی ان کو دیکھ نہیں رہیں ﴿۶۳﴾ بیشک ان کا دوزخ میں داخل ہونا اور ہم سے جھگڑنا ضرور حق ہے ﴿۶۴﴾ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرما دیں کہ میں تو صرف ڈر سنانے والا ہوں ﴿۶۵﴾ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے سب پر غالب ہے ﴿۶۶﴾ وہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا مالک ہے وہ عزت والا بڑا بخشنے والا ہے ﴿۶۷﴾ آپ فرما دیں یہ بڑی اہم خبر ہے ﴿۶۸﴾ تم اس سے منہ پھیرے ہوئے ہو ﴿۶۹﴾ مجھے عالم بالا کے فرشتوں کی کوئی خبر نہیں تھی جب وہ بحث کر رہے تھے ﴿۷۰﴾ مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے کہ میں کھلا ڈر سنانے والا ہوں ﴿۷۱﴾ یعنی قرآن پاک جو کچھ اس میں توحید نبوت قیامت حشر اور جنت و دوزخ وغیرہ کے بارے میں بیان کیا گیا یہ عظیم الشان خبر ہے ﴿۷۲﴾ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت صحیح ہونے کی دلیل ہے گویا کہ یوں ارشاد فرمایا کہ میں ہی سچا ہوں تو عالم بالا میں فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں سوال و جواب مجھے معلوم ہی نہ ہوتا اس کی خبر دینا میری نبوت اور میرے پاس وحی سے آنے کی دلیل ہے ﴿۷۳﴾ بحث کرنے والوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے یا وہ فرشتے مراد ہیں جو اس چیز میں بحث کر رہے تھے کہ کن سے کام گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں

مُّبِيْنٌ ۝ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ

ظاہر ہوں ۝ جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان بنانے والا ہوں ۝ پھر جب میں اسے ٹھیک بنا دوں

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ

اور اس میں اپنی خاص روح پھونکوں تو تم اس کے لیے سجدے میں پڑ جانا ۝ تو تمام فرشتوں نے

اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا

سجدہ کیا ۝ سوائے ابلیس کے اس نے تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا ۝ (اللہ نے) فرمایا اے ابلیس تجھے

مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝ قَالَ

کس چیز نے روکا کہ تو نے سجدہ کیا اس کے لیے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا؟ کیا تو نے تکبر کیا ہے یا تو بڑی شان والوں میں سے ہے؟ ۝ اس نے کہا

اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ

میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا ۝ اللہ نے فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ بیشک تو

رَجِيْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى

دھتکارا ہوا ہے ۝ اور بیشک قیامت تک مجھ پر میری لعنت ہے ۝ اس نے کہا: اے میرے رب! (اگر ایسا ہی ہے) تو مجھے

يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝

اس دن تک مہلت دے جب لوگ اٹھائے جائیں گے ۝ اللہ نے فرمایا: بیشک تو مہلت والوں میں سے ہے ۝ معین وقت کے دن تک

عنوان: حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور ابلیس کے سجدہ نہ کرنے کا واقعہ

فرشتوں کے سجدہ کرنے پر ابلیس سے پوچھ گچھ اور اس کا تکبر سے جواب — ابلیس کی جنت سے بے دخلی اور اس کا دنیا میں انجام

ابلیس کی طرف سے مہلت کا مطالبہ اور اسے حاصل ہونے تک مہلت ملنا

ربط: گذشتہ رکوع میں کفار کے حسد اور تکبر کی وجہ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑتے تھے اس لئے یہاں پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور ابلیس کے سجدہ نہ کرنے کا واقعہ بیان فرمایا تاکہ وہ عبرت حاصل کریں اور اپنے حسد و تکبر سے باز آجائیں اس واقعہ کی تفصیلی تفسیر صراط الجنان ج ۸ ص ۲۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔ ۲ اس سے ابلیس کی مراد یہ تھی کہ وہ اسالوں و گمراہ کرنے کے لئے فرصت پائے اور ان سے پیچھا چھڑانا اور موت سے بالکل بچ جائے کیونکہ ملنے کے بعد موت نہیں۔ ۳ یہاں معین وقت سے قیامت کے پہلے نفخہ تک کا وقت مراد ہے جو وقت مخلوق کی فنا کے لئے معین فرمایا گیا ہے۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾

اس نے کہا تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کروں گا ﴿٨٢﴾ مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں ﴿٨٣﴾

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

اللہ نے فرمایا تو حق ہے اور میں حق ہی فرماتا ہوں ﴿٨٤﴾ میں جہنم کو تجھ سے اور ان سب سے جو تیری

أَجْمَعِينَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾ إِنْ هُوَ

کریں سے بھر دوں گا ﴿٨٥﴾ کہہ دو کہ میں اس پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں ﴿٨٦﴾ یہ تو

إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ﴿٨٨﴾

سارے جہان والوں کیلئے نصیحت ہے ﴿٨٧﴾ اور تم ضرور ایک وقت کے بعد اس کی خبر ہی لو گے ﴿٨٨﴾

ع ۱۰ ۲۹ سورۃ الزمر ۵۹ مکی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اب لفظ ۷۵ مرکوعات ۸

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ

کتاب کا نازل ہونا اللہ کی طرف سے ہے جو عزت والا حکمت والا ہے ﴿١﴾ بیشک ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب

بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ﴿٢﴾ أَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ

حق کے ساتھ اتاری تو اللہ ہی کی عبادت کر دین کو اسی کے لئے خالص کر کے ﴿٢﴾ سن لو خالص عبادت اللہ ہی کیلئے ہے اور وہ جنہوں نے

عنوان: (لوگوں کو گمراہ کرنے سے متعلق بعض کا سوال) (اللہ تعالیٰ سے بعض کو جواب)

تشریح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نیازی — عظمت قرآن — اللہ کا کلام — تمام عزت و حکمت والے سے نازل ہونے کا کلام ہے

حق کے ساتھ عبادت اللہ ہی کا حق ہے — جنوں کی پوجا سے متعلق غلط نظریہ اور اس کی تردید

تشریح: یعنی میں اپنی خدمت سے ہونے کا دعویٰ نہ کرتے اور اپنے پاس سے قرآن بنا کر جھوٹ گھڑنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ عام [illegible] وہ کسی مسئلہ معلوم نہ ہو تو وہ جاہلوں کی اختیار کرے اور خود گھڑ کر بتانے کی یہ بھی تکلف میں شامل ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اپنے خطبے میں فرمایا جو کسی کی چیز کا علم نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ لوگوں کو سکھانے اور دوسروں سے کہنے سے بچے جس کا علم نہ ہو اور دوسروں سے کہہ جانے کو بھی تکلف کہتے ہیں اس میں سے ہوگا (صحیح بخاری) [illegible] ان سے سنو کے بعد کا وقت یا قیامت کا ان آجانے سے بعد کا وقت مراد ہے۔

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ

اس کے سوا اور حمایتی بنا رکھے ہیں (اور) کہتے ہیں کہ ہم تو ان بتوں کی صرف اس لئے عبادت کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے نزدیک کر دیں۔ ۳

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ

اللہ ان کے درمیان اس بات میں فیصلہ کر دے گا جس میں یہ اختلاف کر رہے ہیں یقیناً اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا

مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝۳ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ

جو جھوٹا بڑا ناشکرا ہو ۝ اگر اللہ بچے پیدا کرنے کا ارادہ فرماتا تو اپنی مخلوق میں سے

مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۴ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

جسے چاہتا چن لیتا وہ پاک ہے وہی اللہ سب پر غالب ہے ۝ اس نے آسمان اور زمین

بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَ

حق کے ساتھ بنائے وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اس نے سورج اور

الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝۵ خَلَقَكُمْ مِّنْ

چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ہر ایک ایک مقررہ مدت تک چلا رہے گا ہے نا وہی زبردست (اور) بخشنے والا ہے ۝ اس نے تمہیں

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ

ایک جان سے پیدا کیا پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا ۝ اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے آٹھ

شان نزول یہ آیتیں اولاد سے پاک ہے — وحدانیت اور قدرت ہی کی آیتیں نشانیاں — وحدانیت اور قدرت الٰہی کی روشن نشانیاں

ربط کسی کو واسطہ تعالیٰ سے قرب حاصل ہونے کا وسیلہ سمجھنا شرک ہیں کیونکہ گمراہی تک پہنچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرنا تو ضلالت میں حکم ہے کیونکہ ضلالت جسے وسیلہ سمجھا جائے اسے معبود جاننا اور اس کی پوجا کرنا ضرور شرک ہے۔ وسیلہ سے متعلق اہل حق کا عقیدہ اگر یہ شرک ہوتا تو کبھی انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم کو معبود نہیں مانتے اور نہ ہی ان کی عبادت کرتے ہیں بلکہ معبود صرف اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں جبکہ یہاں صرف وسیلہ تعالیٰ کا معنوں بندہ اس کی بارگاہ تک پہنچنے کا ذریعہ اور وسیلہ سمجھتے ہیں۔ یہ ان سے مراد ہے کہ کبھی بن کا وقت کم کرکے بات بڑھتا ہے اور کبھی رات کا وقت کم سے دن زیادہ رہتا ہے یوں رات اور دن میں سے کم ہونے والا کم ہونے کی گھٹنے کم ہو جاتا ہے اور بڑھنے والا بڑھتے بڑھتے بڑھ جاتا ہے ۔ ۱ یہ جان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور جوڑے سے مراد حضرت حوا رضی اللہ عنہا ہیں۔

أَزْوَاجًا ۚ يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّن بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ۚ

جوڑے بنائے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں تین اندھیروں میں پیدا کرتا ہے ایک حالت کے بعد دوسری حالت تخلیق ہوتی ہے

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ۝ إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ

یہ اللہ تمہارا رب ہے اسی کی بادشاہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں پھیرے جاتے ہو ۝ اگر تم ناشکری کرو تو بیشک

اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ ۖ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۖ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ وَ

اللہ تم سے بے پروا ہے اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری کو پسند نہیں کرتا اور اگر شکر کرو تو اسے تمہارے لیے پسند فرماتا ہے اور

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ

کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی پھر تمہیں اپنے رب ہی کی طرف پھرنا ہے تو وہ تمہیں بتا دے گا جو تم

تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا

کرتے تھے بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے ۝ اور جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے پکارتا

رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ

ہے پھر جب اللہ اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت دیدے تو وہ اس تکلیف کو بھول جاتا ہے جس کی طرف وہ پہلے پکار رہا تھا

وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ

اور اللہ کے شریک بنانے لگتا ہے تاکہ اس کے راستے سے بہکا دے کہہ دو کہ تھوڑے دن اپنے کفر کے ساتھ فائدہ اٹھا لے بیشک تو

شان اللہ تعالیٰ کی شان ہے بندوں کی ہر آخرت سے متعلق لوگوں کو تنبیہ

معصیت اور راحت میں کافر کا حال اور اس سے تنبیہ

ربط بندوں کے کفر ناشکری یعنی اور شکر کی سے اللہ تعالیٰ بے پروا ہے ان سے کسی نفع یا نقصان کا نہیں ہوتا بیان اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے کفر اور ناشکری کو پسند نہیں کرتا چنانچہ ان کے بیان سے شکر گزاری کو پسند فرماتا ہے ② اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کی وجہ سے کبھی پکڑا جائے گا بلکہ ہر شخص اپنے کیے کا ذمہ دار ہوگا اور ان کا اپنا بوجھ بھی ہوگا اور ان کا بھی جنہیں اس نے بہکایا ہوگا ③ عادت معصیت سے وقت اللہ جیسی و پکارتے اور راحت میں بھول جاتے ہیں مسلمانوں کو ان سے بچنا چاہیے اور معصیت و راحت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا اور اس سے دعا کرتے رہنا چاہیے حدیث میں ہے جسے یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ تکلیفوں اور مصائب میں اس کی دعاؤں قبول فرمائے اسے چاہیے کہ وہ راحت و آسائش کے دنوں میں اللہ تعالیٰ سے کثرت سے دعا کرے (ترمذی ۳۳۸۲، مستدرک حاکم ۱۸۳۳)

أَصْحٰبِ النَّارِ ۝٨ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ ءَانَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ

والوں میں سے ہے ۝ بلکہ وہ شخص جو تابعدار ہے اور رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتا اور قیام کرتا ہے آخرت سے ڈرتا ہے اور

يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ

اپنے رب کی رحمت کی امید لگا رکھا ہے (تو کیا یہ اور وہ برابر ہو جائیں گے) کہہ دیجئے کہ کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟ ع

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝٩ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ

عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں ۝ کہہ دو کہ اے میرے مومن بندو اپنے رب سے ڈرو

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى

جنہوں نے بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے صبر کرنے والوں ہی کو

الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝١٠ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ

ان کا ثواب بے حساب بھرپور دیا جائے گا ۝ تم فرما دو مجھے حکم ہے کہ میں اللہ کی عبادت اس کی تابعداری میں

لغات (عبادت گزار اور فرمانبردار ہونے کی حالت میں ہے) (علم والے اور علم نہ رکھنے والے) (عقل والے)

نکتہ اللہ پر ایمان لانے والوں پر اپنے گھروں اور عبادت و ریاضت کی ترغیب دینے کا حکم ہے جو مسلسل جاری رہنے والا ہے

تشریح ۝ مومن کے لئے لازم ہے کہ وہ امید اور خوف کے درمیان ہو اپنے عمل کی تقصیر پر نظر کر کے عذاب ہی سے ڈرتا رہے اور رحمت کی امید نہ چھوڑے (دیکھئے حدیث میں نکل ہے خوف ہونا یا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مطلقاً مایوس ہونا یہ دونوں حالتیں غلط ہیں ۝ اس سے معلوم ہوا کہ علم اور علم والوں کی بہت فضیلت ہے حدیث پاک میں ہے عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے آسمانوں اور زمین کی مخلوق حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں لوگوں کو علم کی بات سکھانے والے پر درود بھیجتے ہیں (ترمذی ۲ ص ۹۱۳ حدیث ۲۶۸۵ ۝ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر ملنے کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن صبر کرنے والوں کے اعمال کا وزن نہیں کیا جائے گا حدیث پاک میں ہے مصیبت اور بیماری میں مبتلا رہنے والے قیامت کے دن (اللہ کے سامنے) حاضر کئے جائیں گے تو ان کے لئے میزان قائم کی جائے گی اور نہ ان کے لئے اعمال ناموں کے دفتر کھولے جائیں گے ان پر اجر و ثواب (بے حساب) بارش ہوگی یہاں تک کہ دنیا میں عافیت کی زندگی بسر کرنے والے کہیں گے کہ کاش (دنیا میں) ہمارے جسم قینچیوں سے کاٹے گئے ہوتے تاکہ آج یہ اجر ہمارا ہوتا (ترمذی ۲ ص ۱۳۱ حدیث ۱۳۸۴)

الدِّيْنَ ﴿١١﴾ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُوْنَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٢﴾ قُلْ إِنِّيْ أَخَافُ إِنْ

عمل کرتے ہوئے ○ اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان بنوں ○ تم فرماؤ بیشک میں اگر مجھ سے

عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٣﴾ قُلِ اللّٰهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِيْنِيْ ﴿١٤﴾

نافرمانی ہو جائے تو مجھے ڈر ہے بڑے سخت دن کے عذاب کا ○ تم فرماؤ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں خالص اس کا بندہ ہو کر ○

فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ إِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا أَنْفُسَهُمْ

تو تم اس کے سوا جس کی عبادت کرنا چاہتے ہو کرو ○ تم فرماؤ بیشک خسارے میں وہ ہیں جو قیامت کے دن اپنی جانوں

وَأَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ أَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿١٥﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ

اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن خسارے میں ڈالیں گے ○ سن لو یہی کھلا نقصان ہے ○ ان کے لئے ان کے اوپر سے

ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ

آگ کے سائبان ہوں گے اور ان کے نیچے سائبان ہوں گے۔ اللہ اپنے بندوں کو اسی سے ڈراتا ہے۔

يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿١٦﴾ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ أَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَأَنَابُوْٓا إِلَى

اے میرے بندو تم مجھ سے ڈرو ○ اور جنہوں نے بتوں کی پوجا سے بچنا چاہا اور اللہ کی طرف رجوع

اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ

کیا تمہیں کے لئے خوشخبری ہے تو میرے بندوں کو خوشخبری سنا دو ○ جو کان لگا کر بات سنتے ہیں پھر اس کی بہتر بات کی پیروی

عنوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا — کفار پر غضب اور حقیقی نقصان اٹھانے والے کون

عذاب کفار کی ایک نوعیت — خوف خدا کا حکم — رہا آخرت میں خوفناک سے محفوظ لوگ

ربط اللہ تعالیٰ نے پہلے اخلاص کا حکم دیا جو دین کا مغز ہے پھر اطاعت یعنی احکام جو روح کا حکم رکھتے ہیں اور چونکہ شرعی احکام رسول سے حاصل ہوتے ہیں اور نبی اور احکام پہنچانے والے ہیں تو وہ اس سے شروع کرتے ہیں سب سے مقدم اور اول ہونے سے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا ہے کہ لوگوں کو بتلا دیں کہ وہ ان پر عمل کرنے کی انتہائی ضرورت ہے اور دوسروں کی ترغیب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا ہے ○ یہ جو فرمایا آپ نے تم اللہ تعالیٰ کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو اس میں شرک کی اجازت نہیں بلکہ انتہائی غضب کا اظہار ہے

اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اَفَمَنْ حَقَّ

سے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور یہی عقلمند ہیں ۝ تو کیا وہ شخص جس پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی ہے

عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ

(وہ جنت والوں کے برابر ہو جائے گا) جو کہ عذاب کا مستحق ہے تو کیا تم اسے جو جہنم کا مستحق ہے چھڑا لو گے ۝ لیکن جو اپنے رب سے ڈرتے رہے

لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ

ان کیلئے بلند مکانات ہیں جن کے اوپر اور بلند مکانات بنے ہوئے ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے

لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ

اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ۝ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اسے زمین میں سوتے چشموں

فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا

میں داخل کیا پھر اس سے مختلف رنگوں کی کھیتی نکالتا ہے پھر وہ کھیتی خشک ہو جاتی ہے تو تو دیکھتا ہے کہ وہ پیلی پڑ جاتی ہے

ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ

پھر اللہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے بیشک اس میں عقل مندوں کیلئے نصیحت ہے ۝ تو کیا وہ جس کا

ع ۱۴

مشکل الفاظ عذاب کا مستحق اور جہنم والا ۔ اولوا الالباب عقل والے ۔ ان پر بدبخت کو عذاب سے کون نہیں بچا سکتا

(ہمیشہ کے لئے) ۔ غرف بالا خانے ۔ مبنیۃ بنے ہوئے ۔ ینابیع چشمے ۔ حطاما ریزہ ریزہ ۔ ذکری نصیحت

تشریح ۱ قرآن و حدیث میں مسلمانوں کو دیئے گئے احکام میں ثواب کے اعتبار سے فرق ہے یوں تو ہر نفل اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے لیکن بعض نفل دوسرے نفل سے بہتر ہیں جیسے تنگدست مقروض کو آسانی دینا یا اس کا قرض معاف کر دینا صدقہ سے بہتر ہے اسی طرح مجبور کسی کے تکلیف پہنچانے سے صبر کرنا بدلہ لینے سے بہتر ہے جو لوگ جائز احکام پر عمل کرتے ہیں وہ رخصت کے مستحق ہیں اور جو ثواب کے کام کرتے ہیں وہ فائق تعریف ہیں یعنی جو زیادہ بہتر کام بجا لاتے ہیں وہ زیادہ ثواب کے مستحق اور زیادہ قابل تعریف ہیں ۲ اس آیت کا مصداق ہے کہ جو اس بدبخت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے علم ازلی میں یہ لکھ دیا ہے کہ وہ پکا جہنمی ہے جسے جہنم میں جانے کا فیصلہ کر لیا ہے تو آپ اسے بدبختی سے جہنم سے بچا لیں گے ہرگز نہیں۔ یہ فیصلہ صرف توفیق کے دینے والے سے متعلق ہے کہ وہ کسے دیتا ہے کسے نہیں دیتا

صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ

اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے (اس جیسا ہو جانا کہ جو محروم ہے) تو خرابی ہے ان کے لیے جن کے دل

اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا

اللہ کے ذکر کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں ﴿۲۲﴾ اللہ نے سب سے اچھی کتاب اتاری کہ سب ایک جیسی ہے

مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ

بار بار دہرائی جاتی ہے[1] جس سے ان لوگوں کے بدن پر بال کھڑے ہوتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور

قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ

دل اللہ کی یاد کی طرف نرم پڑ جاتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت ہے وہ جسے چاہتا ہے اس کے ذریعے ہدایت دیتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَقِيْلَ

اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں ﴿۲۳﴾ کیا وہ جو قیامت کے دن اپنے چہرے سے برے عذاب کو روکے گا (جنت والوں کی طرح جو آگ سے محفوظ ہیں)[2] اور

لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ

ظالموں سے کہا جائے گا چکھو جو کچھ تم کماتے تھے ﴿۲۴﴾ ان سے پہلے لوگوں نے جھٹلایا تو ان کے پاس وہاں سے

معانی: کفار کی طرف سے سخت دل لوگوں کا حال — قرآن کریم کے اوصاف

جہنم کا عذاب کافر سب سے بچاؤ پہنے والے کی طرح نہیں — گزشتہ قوموں کے حال، ان کے دنیاوی انجام و بیان

حل لغات: قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کی جائے تو وہ پہلے سے یاد شدہ باتوں کو تازہ کر دیتی ہیں اور ان کے دلوں کی تختی دور ہو جاتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زیادہ گفتگو سے پرہیز کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ زیادہ گفتگو دل کی سختی ہے اور لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے دور وہ ہوتا ہے جس کا دل سخت ہو۔ (ترمذی، ۲۴۱۱، ابن ماجہ ۳۷۹۳)

[1] اس کا ایک معنی یہ ہے کہ یہ وعظ و تبلیغ کے بیان والی ہے کہ اس میں وعدے وعید، امر و نہی کے ساتھ کبھی اور انکار کے ساتھ کبھی اور دوسرا معنی یہ ہے کہ یہ کتاب بار بار پڑھی جانے والی ہے۔ [2] اس سے مراد یہ ہے کہ جس شخص کی بدعملیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس میں گرمی پیدا کر دے تو کوئی اسے بجھانے والا نہیں۔ [3] اس شخص سے مراد یا تو وہ ہے جس کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف سے سخت ہو گیا ہو یا اس سے مراد وہ کافر ہے جس کے ہاتھ گردن کے ساتھ ملا کر باندھ دیے جائیں گے اور اس کی گردن میں گندھک کا ایک جلتا ہوا پہیا پڑا ہو گا جس کے چہرے کو بھون ڈالے گا اور اس طرح سے اوندھا کر کے آگ جہنم میں گرا دیا جائے گا۔

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ

عذاب وہاں سے جہاں سے نہیں خبر ﴿۲۵﴾ تو اللہ نے انہیں چکھایا رسوائی کی مار دنیا کی زندگی میں اور

لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

بیشک آخرت کا عذاب سب سے بڑا ہے کیا اچھا ہوتا اگر جانتے ﴿۲۶﴾ اور بیشک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں

مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ

ہر قسم کی مثال بیان فرمائی کہ وہ نصیحت حاصل کریں ﴿۲۷﴾ عربی زبان کا قرآن جس میں کوئی کجی نہیں کہ

يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا

وہ ڈریں ﴿۲۸﴾ اللہ نے ایک غلام کی مثال بیان فرمائی جس میں کئی بد اخلاق آقا شریک ہیں اور ایک اور غلام جو خاص

لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ

ایک ہی کا غلام ہو کیا ان دونوں کا حال یکساں ہے؟ سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ ان میں اکثر نہیں جانتے ﴿۲۹﴾ اے محبوب تمہیں

مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾

انتقال فرمانا ہے اور انہیں بھی مرنا ہے ﴿۳۰﴾ پھر تم سب قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے ﴿۳۱﴾

وقف لازم

ع ۲

شانِ نزول قرآن میں مثالیں بیان فرمانے کی حکمت — مقصد قرآن اور اس کے نزول کا ایک مقصد

(مومن و کافر میں قرآن کی ایک مثال — وفات حضور کے متعلق انکار کا رد — روزِ قیامت لوگوں کے جھگڑنے کا ذکر)

ربط ﴿۱﴾ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم مثالیں بیان فرمائی تاکہ جن باتوں کے سمجھنے میں عقل کام کرے ان کے معاملے میں غور کرے اور ضرورت ہے تاکہ وہ انہیں پڑھ اور سمجھ کر نصیحت حاصل کریں۔ یہ ہر قرآن عربی میں نازل کیا، مثالیں، بشارت، ڈرانا، عشق کی اور محبت حاصل کرنے کی سب باتیں ہیں جو قرآن پاک سارے جہان کے لئے لائے ہیں۔ ہر جگہ اور علاقے کے لوگوں کی طبیعتیں مختلف ہیں، ان میں سے کوئی دلائل سے مانتا ہے، کوئی خوف سے، کوئی عشق و محبت سے، اس لئے قرآن پاک میں سب کی ضرورتوں کی تسکین ہے ﴿۲﴾ اس آیت میں ان لوگوں کا رد ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا انکار کیا کرتے تھے۔ فرمایا گیا کہ جو مرنے والے ہو ان کے مرنے کی خبر دینا اور ان کی موت کا انتظار کرنا ثابت ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی موت یقینی ہے اس کے ہوتی ہے پھر انہیں حیات عطا فرمائی جاتی ہے حدیث پاک میں ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرمایا ہے پس اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، ۲ / ۲۹۱، حدیث: ۱۶۳۷)

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچ کو جھٹلائے جب وہ اس کے پاس آئے؟ کیا

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ

کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں؟ ﴿٣٢﴾ اور وہ جو یہ سچ لے کر آیا اور وہ جس نے اس کی تصدیق کی یہی

الْمُتَّقُونَ ﴿٣٣﴾ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٤﴾

پرہیزگار ہیں ﴿٣٣﴾ ان کیلئے ان کے رب کے پاس ہر وہ چیز ہے جو یہ چاہیں گے یہ ہے بدلہ نیکوں کا ﴿٣٤﴾

لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ الَّذِي

تاکہ اللہ ان سے ان کے برے کام مٹا دے جو انہوں نے کیے اور انہیں ان کا اجر دے ان اچھے کاموں پر

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٣٥﴾ أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۖ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ ۚ

جو وہ کرتے تھے ﴿٣٥﴾ کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟ اور وہ تمہیں اللہ کے سوا دوسروں سے ڈراتے ہیں

وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٣٦﴾ وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّضِلٍّ ۗ

اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ﴿٣٦﴾ اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی بہکانے والا نہیں؟

لغات اللہ پر جھوٹ باندھنے والا، سچ جھٹلانے والے کو تنبیہ — پرہیزگاروں کے لیے بشارت

پرہیزگاروں کو نیک کاموں کی جزا دینے کی حکمت — حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کفایت الٰہی کا بیان

خاوند کا احمقانہ طرز عمل — ہدایت سے محروم گمراہ شخص — گمراہی سے محفوظ ہدایت یافتہ شخص اور شان الٰہی

تشریح ﴿1﴾ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی بدترین صورت اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا ہے اس میں اللہ کا حرام کو حلال یا حلال کو حرام کہنا بھی اس میں داخل ہے یا کسی اللہ جل شانہ کی طرف ایسی بات یا فعل منسوب کرنا بھی اسی میں داخل ہے جو کہیں ثابت نہ ہو یا کسی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھی کسی طرح سے کچھ منسوب کرنا حرام ہے۔ حدیث پاک میں ہے جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے تو اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (بخاری، ج ۱، ص ۳۴، حدیث ۱۰۹) ﴿2﴾ سچ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ہدایت یا قرآن مجید ہے اور اسے لے کر تشریف لانے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا جو باتیں حضور لے کر آئے ان کی تصدیق کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا تمام مومنین مراد ہیں۔ ﴿3﴾ یہاں بندے سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آیت سے مراد یہ ہے کہ یقیناً جس طرح اللہ تعالیٰ آپ سے پہلے دوسروں کو کافی ہوا اسی طرح آپ کو بھی کافی ہے۔ ﴿4﴾ یعنی جس کی بدعملیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر پیدا فرمائے تو اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ ہدایت یعنی ایمان اور تقویٰ سے نوازے تو اسے کوئی بہکانے والا نہیں۔

أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿٣٧﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ

کیا اللہ سب پر غالب بدلہ لینے والا نہیں؟ ﴿٣٧﴾ اور اگر تم ان سے پوچھو آسمان اور زمین

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ

کس نے بنائے؟ تو ضرور کہیں گے "اللہ نے" تم فرماؤ بھلا بتاؤ کہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو

اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ

اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو یہ اس کی بھیجی ہوئی تکلیف دور کر دیں گے یا اگر اللہ مجھ پر مہربانی فرمانا چاہے تو کیا

هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ ۚ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٣٨﴾ قُلْ

وہ اس کی مہربانی کو روک لیں گی؟ تم فرما دو مجھے اللہ کافی ہے توکل کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں ﴿٣٨﴾ تم فرما دو

يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ

اے میری قوم تم اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں تو عنقریب تم جان لو گے ﴿٣٩﴾ کس پر آتا ہے وہ عذاب

يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٤٠﴾ إِنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ

جو اسے رسوا دے اور کس پر ہمیشہ کا عذاب اترتا ہے ﴿٤٠﴾ بیشک ہم نے حق کے ساتھ تم پر یہ کتاب لوگوں کی

بِالْحَقِّ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنتَ

ہدایت کیلئے اتاری تو جس نے ہدایت پائی تو اپنی جان کیلئے نفع پایا اور جو گمراہ ہوا تو اپنی جان پر گمراہی کا وبال ڈالا اور تم

عنوان: اللہ تعالیٰ سے صادق ہونے کا اقرار اور اس پر قیام مجلس — کفار مکہ سے خطاب کن کا ہے

ہدایت کا نفع اور گمراہی کا نقصان بندے کو ہی ہوگا

مسئلہ: ① توکل کا مفہوم یہ ہے کہ اپنا کام کسی سے سپرد کرکے اس پر اعتماد کرنا۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی کارساز ہونے کا یقین رکھتے ہوئے اپنے کام اس کے سپرد کر دینا۔ حدیث پاک میں ہے جو اللہ عزوجل پر بھروسہ کرے تو ہر مشکل میں اللہ تعالیٰ اسے کافی ہوگا اور اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو اور جو دنیا پر بھروسہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے سپرد فرما دیتا ہے۔ (معجم اوسط، ۲/۳۰۲، الحدیث: ۳۳۵۹)

عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ

ان پر کوئی ذمہ دار نہیں ہو﴿۴۱﴾ اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت وفات دیتا ہے اور جو نہ مریں

فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى

نیند میں ان کی نیند کی حالت میں ۱۱ پھر جس پر موت کا حکم فرما چکا ہے اسے روک لیتا ہے اور دوسری کو چھوڑ دیتا ہے مقررہ مدت تک

اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا

بھیج دیتا ہے بیشک اس میں ضرور سوچنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں﴿۴۲﴾ یا کیا ان

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـــًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾

اللہ کے سوا جنہیں یہ سفارشی بنا رکھے ہیں؟ تم فرماؤ کیا گرچہ وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں﴿۴۳﴾

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ

تم فرماؤ تمام شفاعتوں کا مالک اللہ ہی ہے ۱۲ اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے پھر اسی کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ

لوٹائے جاؤ گے﴿۴۴﴾ اور جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے

ترکیب — **فائدہ** — **شانِ نزول**

(نکتہ: موت اور نیند کی برابری سے بچو)

فائدہ — اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ ہم نے آپ کو سمجھانے اور دل میں ہدایت بٹھانے کا کام پورا کر دیا اور قرآن آپ پر نازل فرما دیا ہے لہٰذا جو ہدایت حاصل کرے تو اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جو گمراہ ہو تو اس کی گمراہی کا نقصان اور وبال اسی پر پڑے گا۔ آپ کی یہ ذمہ داری نہیں کہ چاہے ناچار نہیں کفار کو ہدایت پر مجبور کریں بلکہ ایمان قبول نہ کرنا ان کی شرارت کی وجہ سے ہے آپ سے ان کی کارروائیوں کا سوال نہ ہوگا۔ 2 یہ بھی اسی قسم کی موت سے بعد میں چاہے کہ سوتے وقت روح قبض ہو جاتی ہے اور بیدار ہوتے وقت حدیث میں بیان کی گئی دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ یہ حدیث پاک میں ہے، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے وقت اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو داہنی کروٹ کے نیچے داہنا ہاتھ رکھ لیتے پھر یہ دعا پڑھتے "اللھم باسمک اموت واحیا" اور جب بیدار ہوتے تو یہ فرماتے "الحمد للہ الذی احیانا بعد ما امتنا والیہ النشور" (بخاری، ۲/۹۳۳، حدیث ۶۳۱۲) 3 تمام شفاعتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی شخص جب تک کسی کی شفاعت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا جب تک اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن نہ ملے۔

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

منکر ہوجاتے ہیں اور جب اللہ کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو اس وقت وہ خوش ہوجاتے ہیں ﴿۴۵﴾

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ

تو عرض کر اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! ہر پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے تو اپنے بندوں میں

بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي

اس چیز کا فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے ﴿۴۶﴾ اور اگر جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اور اس

الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

کے ساتھ اس جیسا اور بھی ظالموں کی ملک میں ہوتا تو قیامت کے دن برے عذاب سے چھٹکارا لینے کے لئے وہ سب کا سب دیدیتے

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا

اور ان کیلئے اللہ کی طرف سے وہ ظاہر ہوگا جس کا انہوں نے سوچ بھی نہیں تھا ﴿۴۷﴾ اور ان پر ان کے کئے ہوئے برے اعمال

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۡ ثُمَّ

کھل گئے اور ان پر وہ آپڑا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے ﴿۴۸﴾ پھر جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے پھر

اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ ۭ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ

جب ہم اپنی طرف سے اس کو نعمت عطا فرمائیں تو کہتا ہے یہ تو مجھے اپنے علم کی بدولت ملی ہے بلکہ وہ تو بڑی آزمائش ہے مگر

عنوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان تعلیم — مشرکین کا قیامت میں انجام

ترکیب، راحت میں مشرکین کا حال

لغت ① اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے ڈر کے متنفر ہونا اور بتوں کے ذکر سے خوش ہونا کفار کی جہالت و حماقت ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کا تو سب سے بڑی عبادت، تمام انبیاء کی دعوت اور ان کی تعلیم کا خلاصہ ہے جبکہ بتوں کی جان اور نفسیس تو درکنار ان میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے ② اس کا معنی یہ ہے کہ مشرکین کے لئے یہ ایسے شدید عذاب ظاہر ہوں گے جن کا انہیں گمان بھی نہ تھا۔ ③ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مشرکین گمان کرتے ہوں گے کہ ان کے پاس نیکیاں ہیں جب نامہ اعمال کھلیں گے تو برائیاں ظاہر ہوں گی۔ ④ جن مشرکین پر ان کے وہ اعمال کھلے ہوئے ہیں گے اعمال کے آثار ظاہر ہو جائیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جس عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے وہ نازل ہو جائے گا اور مشرکین کو گھیر لے گا۔

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٩﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا

ان میں اکثر لوگ جانتے نہیں ﴿٤٩﴾ ان سے پہلوں نے بھی ایسے ہی بات کہی تھی تو ان کی کمائیاں ان کے

كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٥٠﴾ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۚ وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَٰؤُلَاءِ

کچھ کام نہ آئیں ﴿٥٠﴾ تو ان سے کیے ہوئے اعمال کی برائیاں انہیں پہنچیں ، ان میں سے (بھی) جو ظالم ہیں

سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۚ وَمَا هُم بِمُعْجِزِينَ ﴿٥١﴾ أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

عنقریب ہی انہیں بھی کیے ہوئے اعمال کی برائیاں پہنچیں گی اور وہ اللہ کو بے بس نہیں کر سکتے ﴿٥١﴾ کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾ ع

روزی کشادہ کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ بھی فرماتا ہے ، بیشک اس میں ایمان والوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں ﴿٥٢﴾

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ

تم کہو اے میرے وہ بندے جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا ، بیشک

اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٥٣﴾ وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَ

اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے ﴿٥٣﴾ اور اپنے رب کی طرف رجوع لاؤ اور

شان نزول (گزشتہ امتوں کے حال و انجام کی طرف اشارہ دیکھ کر کفار کو تنبیہ)

رزق کی تنگی و وسعت اللہ کے اختیار میں ہے گنہگاروں کو بھی اللہ سے مایوس نہ ہونے کی تاکید

اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اس کی فرمانبرداری کرنے کا حکم

ربط پہلوں سے مراد قارون اور اس کی قوم ہے قارون سے کہا گیا تھا کہ اللہ نے تجھے جو علم کی بنا پر مال دیا ہے اس میں اللہ کا شکر ادا کر اور اس کی قوم چونکہ اس کی اس بات پر راضی تھی اس لیے وہ بھی اسی کے ساتھ عذاب میں شریک ہوئی ، یہ تمثیل ہے کہ قارون کے علاوہ سابقہ امتوں میں سے اور لوگوں نے بھی ایسا کہا ہوگا ﴿٢﴾ جس کی سزا میں اللہ تعالیٰ رحمت و مغفرت سے بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے یہ نکتہ اس کی رحمت بے انتہا سبق ہے اور موت سے قبل عرغرہ کی حالت کو پہنچنے سے پہلے تک اس کی بارگاہ میں توبہ کی قبولیت کا دروازہ کھلا ہوا ہے اس سے پہلے پہلے کی جو سچی توبہ کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے قبول فرما کر سب گناہ بخش دے گا اس آیت میں اگرچہ توبہ و مغفرت سے متعلق رحمت الٰہی سے مایوسی کی ممانعت ہے لیکن عمومی طور پر ہر حوالے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی اور ناامیدی ممنوع ہے۔

أَسْلِمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ ﴿٥٤﴾ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ

اس وقت سے پہلے اس کے حضور گردن رکھ دو کہ تم پر عذاب آ جائے پھر تمہاری مدد نہ کی جائے ○ اور تمہارے رب کی طرف سے

مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنْتُمْ

جو بہترین پیروی تمہاری طرف اتاری گئی ہے اس کی اس وقت سے پہلے پیروی اختیار کر لو کہ تم پر اچانک عذاب آ جائے اور

لَا تَشْعُرُونَ ﴿٥٥﴾ أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ وَإِنْ

تمہیں خبر (بھی) نہ ہو ○ (پھر ایسا نہ ہو کہ) کوئی جان یہ کہے کہ ہائے افسوس اس (کوتاہی) پر جو میں نے اللہ کے (حق کے) بارے میں کی اور

كُنْتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ ﴿٥٦﴾ أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿٥٧﴾

بیشک میں مذاق اڑانے والوں میں سے تھا ○ یا کہے اگر اللہ مجھے ہدایت دیتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں سے ہوتا ○

أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾ بَلَىٰ

یا جب عذاب دیکھے تو کہے کاش مجھے ایک مرتبہ (دنیا میں) واپس لوٹنا (نصیب) ہوتا تو میں نیکی کرنے والوں میں سے ہو جاتا ○ ہاں کیوں نہیں،

عنوان: انابت قرآن کا حکم، قیامت کی حسرتوں کا بیان — حسرت کا جواب

ربط: ① علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انسان ہمیشہ زندگی سے امید وابستہ رکھتا ہے، اس کی یہ امید یہاں تک ہوتی ہیں اور سن رسیدہ انسان اپنے نفس کو یہاں تک شہوتوں اور گناہوں پر دلیر کر لیتا ہے اور شیطان سے آخری عمر میں توبہ کی امید دلاتا ہے پھر جب اسے موت کا یقین اور زندگی سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس وقت وہ یہاں شہوتوں کے شکنجے سے باہر آتا ہے تب اسے پہلی کوتاہیوں پر حسرت ندامت ہوتی ہے اور وہ قریب دیکھ اعمال کے لیے دنیا کی طرف لوٹ جانے کا مطالبہ کرتا ہے لیکن اب اسے کوئی جواب نہیں دیا جاتا، اس کی حسرت ندامت کے ساتھ موت کی تختیوں سے پہلی پیشی میں سے ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے بندوں کو اس حسرت سے خبردار کیا ہے اب انہیں چاہئے کہ جلد از جلد نیک اعمال کرنے میں لگ جائیں تاکہ موت آنے سے پہلے اس کے لیے تیار ہو جائیں۔ (لطائف المعارف، ص ۴۴۵ ملخصاً) ② یعنی ہاں کیوں نہیں تیرے پاس قرآن یا میرے پیغمبر اور تیرے باطل کو واضح کرنے والی تیرے حق کو ثابت کرنے والی قدرت بھی دی گئی۔ اس کے باوجود تو نے حق کو چھوڑا اور تکبر کرنے سے تکبر کیا۔ اگر اس اختیار اور جو حکم یا آیات کی تکذیب و مخالفت کی تو اب تیرا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے راہ دکھاتا تو میں ڈرنے والوں میں سے ہوتا اور تیرے تمام عذر جھوٹے ہیں۔

قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٩﴾ وَيَوْمَ

بیشک تیرے پاس میری آیتیں آئیں تو تو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو انکار کرنے والوں میں سے ہو گیا ﴿٥٩﴾ اور قیامت کے دن

الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ

تم اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں کو دیکھو گے کہ ان کے منہ کالے ہوں گے کیا متکبروں کا ٹھکانہ جہنم

مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٦٠﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۚ لَا يَمَسُّهُمُ

میں نہیں ہے ﴿٦٠﴾ اور اللہ پرہیزگاروں کو ان کی جگہ کے ساتھ نجات دے گا نہیں عذاب چھوئے گا

السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿٦٢﴾

اور نہ وہ غمگین ہوں گے ﴿٦١﴾ اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے ﴿٦٢﴾

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ

آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کی ملکیت میں ہیں اور جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہ نقصان اٹھانے

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَ ع

والے ہیں ﴿٦٣﴾ تم فرما دو اے جاہلو! کیا تم مجھے یہ بات کا حکم دیتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں ﴿٦٤﴾ اور

روز قیامت اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں کا انجام — پرہیزگاروں کے لیے بشارت

اللہ ہر چیز کا خالق و نگہبان ہے — زمین و آسمان کی کنجیوں کا مالک اللہ ہے — آیات الٰہی سے منکروں کا انجام

غیر اللہ کی عبادت کا حکم دینے والوں کو جواب — شرک کرنے والے کو بربادی اعمال کی وعید

ع ۱ یعنی حکمت، رزق اور بارش وغیرہ کے خزانوں کی کنجیاں اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں، وہی ان کا مالک ہے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ ان کے خزانوں کی کنجیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دی گئی ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں ہے مجھے تین خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئی ہیں۔ بخاری ۱ ص ۴۵۱ باب ۲۳ حدیث ۱۳۴۳ ؟ حقیقی معبود الٰہ عظیم اور صاحبہ سے متصف ہے جبکہ بتوں کا تعلق بنانے سے ہے اور وہ وہی نفع یا نقصان نہیں پہنچ سکتے اور جو شخص عظیم صفات سے موصوف معبود کی عبادت سے منہ پھیر کر ان جیسے جان نکموں کی عبادت میں مشغول ہو تو وہ بہت بڑی جہالت ہے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے انکار اور کسی جھوٹی عبادت کی طرف بلانا اس سے بڑی جہالت ہے کہ کسے یہاں، کہیں جانا فرما گئے۔

لَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَ اِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

پہلے تیری طرف اور تجھ سے اگلوں کی طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو یقیناً تیرا عمل برباد

وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۶۶﴾ وَ

ہو جائے گا اور ضرور تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا ﴿۶۵﴾ بلکہ اللہ ہی کی بندگی کر اور شکر گزاروں میں سے ہو جا ﴿۶۶﴾ اور

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَ الْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ

انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا اس کی قدر کرنے کا حق ہے اور قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہو گی اور آسمان

مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ

اس قدرت سے لپٹے ہوئے ہوں گے اور وہ ان کے شرک سے پاک اور بلند ہے ﴿۶۷﴾ اور صور میں پھونک ماری جائے گی

فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ

تو جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں سب بیہوش ہو جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے پھر اس میں دوسری بار پھونک

اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ وُضِعَ

ماری جائے گی تو کیا دفعتہً وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے ﴿۶۸﴾ اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور کتاب

الْكِتٰبُ وَ جِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ هُمْ

رکھی جائے گی اور نبیوں اور گواہوں کو لا کر حاضر کیا جائے گا اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور ان پر

ترجمہ: اللہ کی بندگی اور شکر گزاری کا حکم — منکرین کا انکار کرنا اور قیامت عظمت و جلال الٰہی

پہلی اور دوسری بار صور پھونکے جانے پر مخلوق کا حال — اور قیامت کے حوال اور عظمت الٰہی

تفسیر 1 اس آیت میں خطاب اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے لیکن مراد سننے والے ہیں۔ یا یہاں تک ناممکن چیز کو ناممکن چیز پر موقوف کیا گیا ہے یعنی اگر بالفرض تم سے اللہ تعالیٰ کا شریک یا تو ضرور تمہارا ہر عمل برباد ہو جائے گا اور ضرور تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ 2 آیت کے اس حصے میں پہلی یا صور پھونکنے کا بیان ہے۔ اس سے طاری ہونے والی بیہوشی کا اثر یہ ہو گا کہ جو فرشتے اور زمین پر موجود زندہ لوگ ہیں بھی تک موت سے بچی ہوئی وہ مر جائیں گے۔ 3 یہاں دوسری بار صور پھونکے جانے کا بیان ہے جس سے مرے ہوئے زندہ ہو جائیں گے۔ 4 دیکھتے ہوئے کھڑے ہونے سے یا تو یہ مراد ہے کہ وہ حیرت میں آکر بہت مختلف طرح ہر طرف نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے یا یہ معنی ہیں کہ وہ دیکھتے ہوں گے کہ اب ہمیں کیا معاملہ پیش آئے گا۔

لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٠﴾

ظلم نہ ہوگا ﴿٧٠﴾ اور ہر جان کو اس نے اعمال کا بھرپور بدلہ دیا جائے گا اور وہ (اللہ) خوب جانتا ہے جو وہ کیا کرتے ہیں ﴿٧٠﴾

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ

اور کافروں کو گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو جہنم کے دروازے کھولے

اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ

جائیں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے وہ رسول نہ آئے تھے جو تم پر

اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ

تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں تمہارے اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں مگر

كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧١﴾ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

عذاب کا قول کافروں پر ثابت ہو چکا ہے ﴿٧١﴾ کہا جائے گا: جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ تم ان میں ہمیشہ

فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ

رہنا ہے تو متکبروں کا کیا ہی برا ٹھکانا ہے ﴿٧٢﴾ اور اپنے رب سے ڈرنے والوں کو گروہ در گروہ

اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ

جنت کی طرف چلایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور اس کے داروغے

خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ

ان سے کہیں گے: تم پر سلام ہو تم پاکیزہ رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے کو ﴿٧٣﴾ اور وہ کہیں گے سب خوبیاں

عنوان قیامت میں کفار کا جہنم میں داخلے کا حال (پرہیزگاروں کے جنت میں داخلے کا حال)

ترجمہ جب وہ اس پر پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے

حل لغات ① سب کی بات سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ فیصلہ ہے جو اس نے ابلیس کے چیلنج کے جواب میں سنایا تھا کہ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ "بیشک میں جہنم بھر دوں گا تجھ سے اور ان سب سے جو تیری پیروی کرے گا" (ص ۸۵)

لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ

اللہ کیلئے ہیں جس نے سچا کیا ہم سے اپنا وعدہ اور ہمیں اس زمین کا وارث بنایا ہم جنت میں جہاں چاہیں

نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَی الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ

رہیں گے تو کیا ہی اچھا اجر ہے عمل کرنے والوں کا ﴿۷۴﴾ اور تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ وہ طرف سے عرش کو گھیرے ہوئے

الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِیْلَ الْحَمْدُ

اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کر رہے ہیں اور لوگوں میں ٹھیک فیصلہ فرما دیا جائے گا اور کہا جائے گا تمام تعریفیں

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۵﴾

اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے ﴿۷۵﴾

۴۰۔ سُوْرَةُ الْمُؤْمِن مَكِّيَّة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اٰیات ۸۵ | رکوع ۹

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۲﴾ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ

حٰمٓ ﴿۱﴾ کتاب کا نازل کرنا اللہ کی طرف سے ہے جو عزت والا علم والا ہے ﴿۲﴾ گناہ بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا

التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ﴿۳﴾ مَا

سخت عذاب دینے والا بڑے انعام والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف لوٹنا ہے ﴿۳﴾ اللہ

عنوان روزِ قیامت فرشتوں کے گروہ کا تسبیح کرنا (قرآن کی عظمت و شان)

اللہ تعالیٰ کی مبارک صفات — توبہ کی بھی کئی شکلیں ہوتی ہیں

حل لغات ۱ اس میں سے جس کی زمین مراد ہے اور متقی لوگ بھی جنت میں ہمارے ساتھ شریک تصرف کریں گے تو گویا وہ جنت کے وارث ہیں۔ ۲ اللہ تعالیٰ کافروں کو ان کے کفر کی وجہ سے جہنم میں سخت عذاب دے گا اور بعض گناہگار مسلمان بھی گناہوں کی بنا پر عذاب جہنم پائیں گے۔ ۳ روزِ قیامت دوبارہ زندہ ہونے کے بعد سبھی سے اپنے تمام کاموں کا حساب دینے اور ان کی جزا پانے کیلئے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونا ہے خواہ وہ خوشی سے جائے یا لے جائے جبراً طور پر سے جایا جائے

يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝

کی آیتوں میں کافر ہی جھگڑا کرتے ہیں[1] تو (اے نبی) ان کا شہروں میں چلنا پھرنا تجھے دھوکا نہ دے ۝

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ

ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد کے گروہوں نے جھٹلایا اور ہر امت نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے رسول کو

لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۡ فَكَيْفَ كَانَ

پکڑ لیں اور باطل کے ذریعے جھگڑتے رہے تاکہ اس سے حق کو مٹا دیں تو میں نے انہیں پکڑ لیا تو میرا عذاب

عِقَابِ ۝ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ

کیسا ہوا ۝ اور یونہی تمہارے رب کی بات کافروں پر ثابت ہو چکی ہے کہ وہ دوزخی

النَّارِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ

ہیں ۝ عرش اٹھانے والے اور اس کے گرد موجود فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اور

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ

اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بخشش مانگتے ہیں[2] (کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تیری رحمت اور علم ہر چیز کو

مشکل الفاظ: سَبَّحَ اللہ کی پاکی بیان کرنا۔ سُبْحَانَ اللہ اللہ پاک ہے۔ حَمْد تعریف۔ حَامِد تعریف کرنے والا۔ مَحْمُود جس کی تعریف کی جائے۔ اَحْمَد بہت تعریف کرنے والا۔ مُحَمَّد بہت تعریف کیا گیا۔ حَمِیْد تعریف والا۔ مَجِید بزرگی والا۔ حَمَّالَة الْحَطَب لکڑیاں اٹھانے والی (عورت)۔ تَبَّتْ ہلاک ہو۔ تَبَابٌ ہلاکت۔ خَسَارٌ نقصان۔ خَاسِر نقصان میں رہنے والا۔ خُسْرَان نقصان۔ مَوْت خاتمہ۔ مَیِّت خاتمہ والا۔ مَیِّت حالت موت میں مرنے والا (جس میں زندگی کی رمق ہو)۔ مَات مر گیا۔ مَاتَ یَمُوْتُ مرنا۔ مَوْتَان دو موتیں۔ اَمْوَات مردے۔ مَوْتٰی مردے۔ مَمَات موت کا وقت۔ مَمَاتٌ موت۔ مَیْتَة مردار۔ اَمْوَات مردے۔ مَوْتٰی مردے۔ مَمَات موت کا وقت۔ مَمَاتٌ موت۔ مَیْتَة مردار۔

فرشتوں کی تسبیح اور ان کیلئے دعائیں

حل لغات [1] قرآن مجید کی آیات کے بارے میں جھگڑنے کی مختلف صورتیں ہیں۔ بعض کفر بعض شرک قریب اور حرام ہیں۔ مشرکین کا قرآن کو شعر، کہانت اور سابقہ لوگوں کی داستان کہنا یہ سب قرآن عظیم کو اپنی رائے کے مطابق بنانے میں جھگڑنا کہ ہر ایک اپنی رائے اور اپنے مذہب کے مطابق اس کا ترجمہ و تفسیر کرے۔ یہ کفر بھی ہو سکتا ہے اور ضلالت و گمراہی بھی۔ اسی طرح علم کے بغیر قرآن کا مطلب بیان کرنا حرام اور سچے بیان کردہ مطلب کے درست ہونے پر اصرار بھی حرام ہے۔ مفسرین اور مجتہدین کے مشکل مقامات کو حل کرنے اور پیچیدہ مسائل کو واضح کرنے کے لئے جو علمی اور اصولی بحثیں کی ہیں ان کا اس جھگڑے سے کوئی تعلق نہیں جو کہ مفسرین اور مجتہدین کا اختلاف، جھگڑا نہیں بلکہ تحقیق ہے [2] یہاں کافروں سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی موت کفر پر ہوئی اور وہ کافر ہونے کے بعد جہنم میں ہیں گے [3] فرشتوں کی شفاعت برحق ہے کہ مومنوں کے لئے آخرت میں دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ ہر مسلمان کے لئے عالم اور کی طرح بغیر دعا کرنا فرشتوں کی سنت اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے۔ اس میں کوشش کی جائے

عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝

ہے تو انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیرے رستے کی پیروی کریں اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچائے ۝

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ

اے ہمارے رب اور انہیں اور ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں ان کو ہمیشہ رہنے کے ان باغوں میں

اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ

داخل فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے ۭ بیشک تو ہی غلبہ والا حکمت والا ہے ۝ اور انہیں گناہوں کی شامت سے بچا اور جسے

ع ۱۰ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

تو نے اس دن گناہوں کی شامت سے بچایا تو بیشک تو نے اس پر رحم فرمایا اور یہی بڑی کامیابی ہے ۝ بیشک کافروں کو

كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ

ندا دی جائے گی (فرشتوں کی طرف سے) کہ تمہیں اللہ کی ناراضی تم سے بڑھ کر ہے اپنی جانوں پر آج کہ تمہیں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا

فَتَكْفُرُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا

تو تم کفر کرتے تھے ۝ وہ کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو مرتبہ موت دی اور دو مرتبہ زندگی دی تو اب ہم نے اپنے

گناہوں ۔۔۔ روزِ قیامت کفار سے رب تعالیٰ کی ناراضی ۔۔۔ کفار کی بارگاہِ الٰہی میں عرض

ربط ۔۔۔ پچھلی آیت میں فرمایا تھا کہ جو شخص توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مومن جنت میں داخل ہوگا تو پوچھے گا کہ میرا باپ کہاں ہے؟ میرا بیٹا کہاں ہے؟ میری بیوی کہاں ہے؟ میرے بچے کہاں ہیں؟ اس سے کہا جائے گا کہ تم نے جس طرح نیک اعمال کئے ان کو نہیں پایا۔ اس لئے وہ یہاں موجود نہیں تو وہ جنتی جواب میں کہے گا میں نے تجھ سے اور ان کے لئے نیک اعمال کیا تھا۔ پھر کہا جائے گا کہ ان لوگوں کو بھی جنت میں داخل کر دو۔ (تفسیر الدر المنثور، ج ۷، ص ۱۸۲)

لغات ۔۔۔ (۲) حقیقی اور اصل کامیابی یہ ہے کہ قیامت کے دن بندے کے گناہ معاف کر دیئے جائیں اور اسے عذاب جہنم سے بچا لیا جائے۔

(۳) یہاں اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے مراد وہ ناراضی ہے جو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کافروں پر فرمائے گا۔ (۴) دو مرتبہ موت اور دو مرتبہ زندگی دینے جانے سے مراد یہ ہے کہ پہلے کفار بے جان اجسام تھے، پس موت کے بعد انہیں جان دی گئی۔ یہ دوسری بار پھر پوری ہو جانے پر انہیں موت دی، پھر اعمال کا حساب دینے اور ان کی جزا پانے کے لئے۔ منہ

بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۱۱﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ

گناہوں کا اقرار کر رہے ہیں تو یہ نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ (۱۱) یہ اس وجہ سے ہے کہ جب ایک اللہ کو پکارا جاتا تھا تم کفر

كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۚ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿۱۲﴾ هُوَ الَّذِیْ

کرتے تھے، اور اس کے ساتھ شرک کیا جاتا تو تم مان لیتے تھے تو بڑائی اللہ کا ہے جو بلند بھی والا اور بڑی والا ہے (۱۲) وہی ہے

يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾

جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لیے آسمان سے روزی اتارتا ہے اور نصیحت نہیں مانتا مگر وہی جو رجوع کرے (۱۳)

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ

تو اللہ ہی کی بندگی کرو خالص اسی کے بندے بن کر اگرچہ کافروں کو ناپسند ہو (۱۴) اللہ بلند درجات دینے والا

ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ

عرش کا مالک ہے، وہ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے جان (وحی) ڈالتا ہے تاکہ وہ ملنے کے

التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ

دن سے ڈرائے (۱۵) جس دن وہ بالکل ظاہر ہو جائیں گے ان کے حال میں سے کوئی چیز اللہ پر پوشیدہ نہیں ہوگی آج کس کی

الْيَوْمَ ۚ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ

بادشاہی ہے؟ ایک اللہ زبردست کا (۱۶) آج ہر جان کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا آج کسی پر زیادتی

عنوان حشر کے دن جہنم میں جانے کا سبب — توحید باری تعالیٰ کی نشانیاں — ان سے نصیحت پانے والے لوگ

خلاص کے ساتھ عبادت کرتے رہنے کا حکم — عظمت و جلال والی صفات باری تعالیٰ — قیامت کے چند احوال

ربط (۱۱) قیامت کا دن وہ ہے جس میں کافر و مشرک اولین و آخرین ملیں گے یہ وہ ہیں جنہوں نے اور وہ عمل کیے اور وہ عمل کرنے والے ہیں سے ملے گا، اس مناسبت سے روز قیامت کو یوم تلاق یعنی ملنے کا دن کہتے ہیں۔ (۱۲) دنیا میں ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ جب ہم مر کر مٹی میں چھپ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں کیسے دیکھتا اور ہمارے اعمال پر مطلع ہوتا ہے یہاں قیامت کے دن وہ یہ خیال بھی نہ کر سکیں گے جو قبر میں دوسروں کے لئے دن دہاڑے ہونے والی چیز ہوگی جس نے دنیا سے ہی یہ خیال میں بھی یہ جان چھپا سکیں، ان دن کسی بھی یقین ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ سے دن رات، اعلیٰ چھپی نہیں ہے

الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٧﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ

نہیں ہوگی، بیشک اللہ جلد حساب چکانے والا ہے ﴿١٧﴾ اور انہیں قریب آنے والی آفت سے ڈراؤ جب دل گلوں کے پاس

لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۭ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿١٨﴾ يَعْلَمُ

آچکے ہوں گے اس حال میں کہ غم سے بھرے ہوئے ہوں گے ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جائے ﴿١٨﴾ اللہ

خَاۗىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿١٩﴾ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ

آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو کچھ دل چھپائے ہوئے ہیں ﴿١٩﴾ اور اللہ سچا فیصلہ کرتا ہے اور اس کے سوا جن

ع ٢ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿٢٠﴾ اَوَلَمْ

کو وہ پوجتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کرتے بیشک اللہ ہی سننے والا دیکھنے والا ہے ﴿٢٠﴾ کیا

يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

یہ لوگ زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا

كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَمَا

وہ پہلے لوگ قوت اور زمین میں بڑی نشانیوں کے اعتبار سے ان سے بڑھ کر تھے ﴿٢١﴾ تو اللہ نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب پکڑ لیا ﴿٢١﴾ اور

كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿٢١﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

ان کیلئے اللہ سے کوئی بچانے والا نہ تھا ﴿٢١﴾ یہ اس وجہ سے ہوئی کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح نشانیاں لے کر آتے

شان نزول (کفار مکہ کو قیامت کے ہولناک دن سے ڈرانے کا حکم) اللہ تعالیٰ کی شان علم

اللہ تعالیٰ کی شان اور نیتوں کا حال (گزشتہ قوموں کے احوال کا بیان اور کفار مکہ کو تنبیہ)

تفسیر یہاں ظالموں سے کفار مراد ہیں گناہ گار مسلمان اس آیت میں بیان کی گئی وعید میں داخل نہیں، ان کے لئے دوسری آیات و احادیث میں شفاعت کرنے والے ہوں گے اور ان کی شفاعت قبول بھی کی جائے گی ﴿٢﴾ آنکھوں کی خیانت سے مراد چوری چھپے نامحرم عورت کو دیکھنا اور ممنوعات پر نظر اٹھانے اور سینوں میں چھپی چیز سے مراد عورت کے حسن و جمال کے بارے میں سوچنا ہے اللہ سب چیزیں گو چھپی ہوئی ہیں سب کو جانتا ہے اور معلوم ہوں لیکن نہیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے ﴿٣﴾ چھپی ہوئی نشانیوں سے مراد قلعے محل ہیں، حوض، سونے چاندی کی بنی عمارتیں وغیرہ تھیں ﴿٤﴾ گناہوں کے سبب پچھلی قوموں کا کام تمام ہوا ان میں مسلمانوں کے لئے بھی بڑی عبرت و نصیحت ہے انہیں بھی خود کو گناہوں سے دور رکھنے اور نیک اعمال سے کی خوب کوشش کرنی چاہئے۔

فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی

پھر (بھی) انہوں نے کفر کیا تو اللہ نے انہیں پکڑا بیشک اللہ قوت والا سخت عذاب دینے والا ہے ﴿۲۲﴾ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو

بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ

اپنی نشانیوں اور روشن دلیل کے ساتھ بھیجا ﴿۲۳﴾ فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف تو وہ بولے جادوگر ہے

كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْۤا اَبْنَآءَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

جھوٹا ہے ﴿۲۴﴾ پھر جب وہ ان کے پاس ہماری طرف سے حق لایا تو انہوں نے کہا ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کے بیٹوں کو

مَعَهٗ وَاسْتَحْیُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَیْدُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

قتل کرو اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھو اور کافروں کا مکر و فریب تو گمراہی میں ہی ہے ﴿۲۵﴾ اور فرعون نے کہا

ذَرُوْنِیْۤ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ

مجھے چھوڑو کہ میں موسیٰ کو قتل کروں ﴿۲۶﴾ اور وہ اپنے رب کو پکارے بیشک مجھے ہے کہ وہ تمہارا دین بدل دے گا یا

یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰۤی اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ

ملک میں فساد ظاہر کرے گا ﴿۲۶﴾ اور موسیٰ نے کہا میں تمہارے اور اپنے رب کی پناہ لیتا ہوں ہر اس

خلاصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون، ہامان اور قارون کی طرف بھیجنا

فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے بیٹوں کو قتل کرنے اور عورتوں کو زندہ چھوڑنے کا حکم (فرعون کی دو عملیاں)

(فرعون کو جواب)

ربط فرعون اور ہامان تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر اور جھوٹا کہتے تھے جبکہ قارون کی طرف یہ کہنے کی نسبت آگے آنے والے امر کے اعتبار سے ہے یعنی قارون شروع میں تو ایمان لایا پھر آخر میں منافق ہو گیا یا یہ بھی کہا گیا کہ آپ علیہ السلام کو جھوٹا کہنے میں فرعون اور ہامان کے ساتھ شریک ہو گیا۔ ﴿۲﴾ فرعون اور اس کی قوم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا خطرہ محسوس کرنے پر اس سے بچنے کی یہ تدبیر کی کہ اہل ایمان کے بیٹوں کو قتل اور عورتوں کو زندہ رکھنے کا حکم جاری کر دیا یعنی یہ تدبیر کچھ بھی کارآمد ثابت نہ ہوئی۔

﴿۳﴾ فرعون کا یہ کہنا صرف حیلہ ہی تھا کیونکہ اسے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق پر ہونے کا یقین تھا اور وہ جانتا تھا کہ آپ کے معجزات جادو نہیں ہیں ﴿۴﴾ وہ آپ کو برحق نبی سمجھتا تو قتل کرنے میں ہرگز دیر نہ کرتا یونکہ وہ بڑا جھوٹا، بے باک اور ظالم تھا چھوٹی سی بات پر ہزاروں بے گناہوں کو مروا دیتا تھا۔

مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ

متکبر ہے جو حساب کے دن پر یقین نہیں رکھتا ○ اور فرعون والوں میں سے ایک مسلمان مرد نے

فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ

کہا جو اپنا ایمان چھپاتا تھا ① کیا تم ایک مرد کو اس بنا پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور بیشک وہ

جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ

تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن نشانیاں لے کر آیا ہے اور اگر بالفرض وہ جھوٹ کہتا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر ہے اور

يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ

اگر وہ سچا ہے تو جس عذاب کی وہ تمہیں وعید سنا رہا ہے اس کا کچھ حصہ تمہیں پہنچ جائے گا۔ بیشک اللہ ہدایت نہیں دیتا جو

مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫

حد سے بڑھنے والا بڑا جھوٹا ہو ○ اے میری قوم! زمین میں غلبہ رکھتے ہوئے آج بادشاہی تمہاری ہے

فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا

تو اللہ کے عذاب سے ہمیں کون بچائے گا اگر وہ ہم پر آ جائے فرعون بولا میں تو تمہیں وہی سمجھا رہا ہوں

مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ

جو میں خود سمجھتا ہوں اور میں تمہیں وہی بتا رہا ہوں جو بھلائی کی راہ ہے ○ اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم!

اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ

مجھے تم پر (گزشتہ) گروہوں کے دن جیسا خوف ہے ○ جیسا نوح کی قوم

مؤمن ۴۰ ۱۲ فرعون کے مومن کی نصیحت اور فرعون کا جواب — مرد مومن کا عذاب سے بچنا

① یہ مومن فرعون کا چچا زاد بھائی تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا اور اپنے ایمان کو فرعون اور اس کی قوم سے چھپا کر رکھتا تھا کیونکہ اسے اپنی جان کا خطرہ تھا۔ یہی وہ شخص تھا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ساتھ نجات حاصل کی تھی۔ یہ قول بھی ہے کہ وہ شخص اسرائیلی تھا وہ اپنے ایمان کو فرعون اور آل فرعون سے مخفی رکھتا تھا۔

وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝۳۱

اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد والوں کا طریقہ گزرا ہے اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں چاہتا ۝

وَيٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝۳۲ۙ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ

اور اے میری قوم میں تم پر پکارے جانے کے دن کا خوف کرتا ہوں ۝ جس دن تم پیٹھ دے کر پھر جاؤ گے

مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝۳۳

اللہ سے تمہیں کوئی بچانے والا نہیں ہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں ۝

وَلَقَدْ جَاۗءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ

اور بیشک اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف روشن نشانیوں سے کر آئے ۝ تو تم ان کے لائے ہوئے پر شک

مِّمَّا جَاۗءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ

ہی میں رہے یہاں تک کہ جب وہ انتقال کر گیا تو تم نے کہا اب اس کے بعد کوئی رسول نہ

رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ۝۳۴ۚ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ

بھیجے گا اللہ یونہی اسے گمراہ کرتا ہے جو حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ہو ۝ وہ جو اللہ کی آیتوں میں

مشکل الفاظ: مُدْبِرِيْنَ: پیٹھ پھیرنے والے، بھاگنے والے

ترجمہ: عاد اور ثمود اور ان کے بعد والوں کا طریقہ گزرا ہے اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں چاہتا ۝ اور اے میری قوم میں تم پر پکارے جانے کے دن کا خوف کرتا ہوں ۝ جس دن تم پیٹھ دے کر پھر جاؤ گے اللہ سے تمہیں کوئی بچانے والا نہیں ہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں ۝ اور بیشک اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف روشن نشانیوں سے کر آئے ۝ تو تم ان کے لائے ہوئے پر شک ہی میں رہے یہاں تک کہ جب وہ انتقال کر گیا تو تم نے کہا اب اس کے بعد کوئی رسول نہ بھیجے گا اللہ یونہی اسے گمراہ کرتا ہے جو حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ہو ۝ وہ جو اللہ کی آیتوں میں

عنوان: مرد مومن کا مدلل اور پُرحکمت انداز میں اپنی قوم کو سمجھانا

ذیلی عنوان: قوم کو ان کے ماضی کی گمراہی یاد دلانا

ذیلی عنوان: بلا دلیل حق کا مقابلہ کرنے والوں کا انجام

تشریح: ① قیامت کے دن دوزخ کے داروغے دوزخیوں کو پکاریں گے تو اس وقت طرح طرح کی پکاریں مچی ہوں گی جیسے منڈی جاتے ہیں کہ فلاں سخاوت مند ہو اب کبھی بدبخت نہ ہوگا اور فلاں بدبخت ہو یا اب کبھی سخاوت مند ہوگا وغیرہ ② یہاں خطاب کرنے والوں اور اس قوم سے جس میں مرد مومن آباء جد ہیں یعنی حضرت یوسف علیہ السلام ان کے پاس نہیں بلکہ ان کے آباء اجداد کے پاس دلائل بینات لے کر تشریف لائے تھے ③ یعنی حد سے بڑھنے والے اور شک کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو بغیر کسی دلیل کے رد کرتے ہیں ان کا یہ جھگڑا کسی دلیل کے ساتھ نہیں ہوتا جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہو بلکہ محض آباء اجداد کی اندھی تقلید اور جاہلانہ شبہات پر مبنی ہوتا ہے اور یہ جھگڑا اللہ تعالیٰ سے نزدیک اور یہاں لانے والوں کے نزدیک انتہائی سخت ناپسندیدہ بات ہے اور جس طرح ان جھگڑنے والوں پر مہر لگا دی اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر متکبر سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے کہ اس میں ہدایت کی بات نہ سما سکے نہ قبول کر سکے۔

فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ

جو کسی دلیل کے بغیر اترے ہیں جو بات اللہ کے نزدیک اور ایمان لانے والوں کے نزدیک بہت ہی ناپسند ہے

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ

اللہ ہر متکبر سرکش کے دل پر یونہی مہر لگا دیتا ہے ﴿۳۵﴾ اور فرعون نے کہا: اے ہامان

ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى

میرے لیے اونچا محل بنا شاید میں راستوں تک پہنچ جاؤں ﴿۳۶﴾ آسمان کے راستوں تک تو موسیٰ کے خدا کو جھانک کر

اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ

دیکھوں اور بیشک میرے گمان میں تو وہ جھوٹا ہے اور یونہی فرعون کی نگاہ میں اس کا برا کام خوبصورت بنا دیا گیا

وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ

اور وہ سیدھی راہ سے روک دیا گیا اور فرعون کا داؤ ہلاکت میں ہی تھا ﴿۳۷﴾ اور ایمان والے نے کہا

يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

اے میری قوم میرے پیچھے چلو میں تمہیں بھلائی کی راہ بتاؤں گا ﴿۳۸﴾ اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی تو

ع ۴

شان نزول: ہامان کو محل بنانے کا حکم اور فرعون کا مقصد — مرد مومن کی قوم کو دوبارہ نصیحت

قوم کے سامنے یہ آخرت کی حقیقت کا بیان

ربط: ① تکبر اور سرکشی دل پر مہر لگا دیے جانے کے دو بڑے اسباب ہیں اور مہر لگانے سے مقصود یہ ہے کہ متکبر و سرکش کے دل میں جو حق قبول کرنے کی صلاحیت ہے وہ ختم ہو جائے اور پھر کبھی اس میں داخل نہ ہو سکے۔ ② اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بہت بڑی سزا ہے لہٰذا ہر عقلمند کو چاہیے کہ وہ ان اسباب و محرکات سے بچنے کی کوشش کرے جن کی وجہ سے دل پر مہر لگ جانے کا سبب بنتا ہے۔ ③ اس میں اشارہ ہے کہ ہر امت کے ہدایت یافتہ علیہ السلام اور ہر امام ظالم کی پیروی میں رکھی گئی ہے اور جس طرح یہاں علیہ السلام اپنی امتی کو ہدایت کا راستہ دکھا رہے ہیں اسی طرح نبی علیہ السلام کے تابع رہنے والے یا وہ صالحین جن کی ہدایت کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰۤی

تھوڑا سا سامان ہی ہے اور یقیناً آخرت ہمیشہ رہنے کا گھر ہے ﴿۳۹﴾ جو برا کام کرے تو اسے بدلہ نہ ملے گا

اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ

مگر اتنا ہی اور جو اچھا کام کرے مرد ہو خواہ عورت اور وہ ہو مسلمان تو وہ

یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَیٰقَوْمِ مَا لِیْۤ اَدْعُوْكُمْ

جنت میں داخل کیے جائیں گے جہاں بے حساب روزی پائیں گے ﴿۴۰﴾ اور اے میری قوم مجھے کیا ہوا کہ میں تمہیں نجات کی طرف

اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾ تَدْعُوْنَنِیْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ

بلاتا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلا رہے ہو ﴿۴۱﴾ تم مجھے اس طرف بلاتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں اور ایسے کو اس کا شریک

بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ۫ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا

کروں جو میرے علم میں نہیں اور میں تمہیں عزت والے بہت بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں ﴿۴۲﴾ آپ اس میں شبہ نہ کریں

تَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَى

جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو اس کو بلانا نہیں کام کا نہیں دنیا میں نہ آخرت میں اور یہ کہ ہمارا پھرنا

اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَ

اللہ کی طرف ہے اور یہ کہ حد سے گزرنے والے ہی دوزخی ہیں ﴿۴۳﴾ تو جلد ہی تم وہ یاد کرو گے جو میں تم سے کہہ رہا ہوں، اور

شان نزول قوم کے سامنے اپنے اعمال کے انجام کا بیان — مرد مومن کا قوم کے اور اپنے حال کا بیان

قوم پر حجت پوری ہو مرد مومن کا جواب

ربط یہاں دو قسم کے اعمال کا ذکر ہے جو کہ ایمان کے بغیر کسی صورت جنت میں داخلہ ممکن نہیں اور دوسرے قسم کے اعمال کے لیے ایک عمل کرنے کا ذکر ہے۔ قیامت اللہ کے اصل درجت اور بے بندوں کی شفاعت سے محرومی اور مخصوص عرصہ تک عذاب جہنم کا سامنا ہو سکتا ہے ﴿۲﴾ جب مرد مومن نے یہ محسوس کیا کہ قوم میری باتوں پر توجہ نہیں دے رہی تو میری بات سنانے کی بجائے مجھے پیچھے داخل دین کی طرف بلانا چاہتے ہیں تو اس نے قوم کو ملامت کی کہ تم کیسے عجیب لوگ ہو میں تمہیں ایمان اور اطاعت کی تلقین کرتے جنت کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے کفر و شرک کی دعوت دے کر جہنم کی طرف بلا رہے ہو۔

أُفَوِّضُ أَمْرِيٓ إِلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٤٤﴾ فَوَقٰىهُ اللَّهُ سَيِّـَٔاتِ مَا

میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں ﴿۴۴﴾ بیشک اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے ﴿۴۵﴾ تو اللہ نے اسے ان کے مکر

مَكَرُوا۟ وَحَاقَ بِـَٔالِ فِرْعَوْنَ سُوٓءُ الْعَذَابِ ﴿٤٥﴾ ٱلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ ۖ

کی برائیوں سے بچا لیا اور فرعونیوں کو برے عذاب نے گھیر لیا ﴿۴۵﴾ آگ جس پر صبح شام پیش کیے جاتے ہیں

أَدْخِلُوٓا۟ ءَالَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿٤٦﴾ وَإِذْ

اور جس دن قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا) فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو ﴿۴۶﴾ اور جب

يَتَحَآجُّونَ فِى النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَٰٓؤُا۟ لِلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُوٓا۟ إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا

وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے تو کمزور ان سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے ہم تمہارے تابع تھے

فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ ٱلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُوٓا۟ إِنَّا كُلٌّ

تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ کم کر سکتے ہو ﴿۴۷﴾ وہ بڑے بننے والے کہیں گے ہم سب

فِيهَآ إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ ٱلْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ ٱلَّذِينَ فِى النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ

آگ میں ہیں بیشک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا ﴿۴۸﴾ اور جو آگ میں ہیں وہ جہنم کے داروغوں سے کہیں گے

شانِ نزول: (حضرت موسیٰ کا چچازاد اور فرعون کا رشتہ دار) (فرعونیوں پر دنیا اور آخرت میں عذاب)

(یا جہنم میں کافروں اور کمزور کفار کا جھگڑا) (کمزور کفار کی داروغہ جہنم سے درخواست اور ان کا جواب)

تفسیر: تفویض کا معنی یہ ہے کہ اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے اور تفویض یہ بھی ہے کہ دوسروں کے معاملات کے سدھار اور عاقبت کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے لہذا ہر کام کرنے والے کو حتی الوسع تدبیر کرنی چاہئے اور کوشش کی جائے اس کے باوجود اگر دوسروں سے نقصان پہنچے تو یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بہتر بدلہ عطا فرمائے گا بلکہ ان کے اعمال کے انجام کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بہتر سلوک کرے گا وہ ہو کر رہے گا۔ (2) یہاں پہلے صبح و شام فرعونیوں کو آگ پر پیش کئے جانے کا ذکر ہے اور اس کے بعد قیامت کے دن سخت عذاب میں داخل کئے جانے کا بیان ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے بھی انہیں آگ پر پیش کر کے عذاب دیا جاتا ہے اور یہی قبر کا عذاب ہے۔ کثیر احادیث سے بھی قبر کا عذاب برحق ہونا ثابت ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے جب کسی کا مقام صبح و شام پیش کیا جاتا ہے جنتی پر جنت کا اور دوزخی پر دوزخ کا اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھے اس کی طرف اٹھائے۔ (ابن ماجہ، ص ۳۶۸، حدیث ۱۳۷۱)

ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ

آپ اپنے رب سے دعا کریں وہ ہمارے ایک دن کچھ عذاب ہلکا کر دے ﴿۴۹﴾ وہ فرشتے کہیں گے کیا تمہارے پاس

رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ

تمہارے رسول نشانیوں سے لاتے تھے؟ کافر کہیں گے کیوں نہیں فرشتے کہیں گے تو تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا نہیں مگر

ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ

بھٹکنے کے لئے ہو ﴿۵۰﴾ بیشک ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں مدد کریں گے اور اس دن بھی جس دن

الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ

گواہ کھڑے ہوں گے ﴿۵۱﴾ جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کچھ فائدہ نہ دے گی اور ان کے لیے لعنت ہے

الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾

برا گھر ہے ﴿۵۲﴾ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو ہدایت عطا فرمائی اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنایا ﴿۵۳﴾

هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ

نصیحت والوں کی ہدایت اور نصیحت کیلئے ﴿۵۴﴾ تو تم صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنوں سے گناہوں کی معافی چاہو ﴿۵۵﴾

شان نزول رسولوں اور اہل ایمان کو دنیا و آخرت میں مدد کی بشارت ۔ دربار قیامت کھلنے کا انجام

ربط آیات بنی اسرائیل کو ہدایت و کتاب ملنے کا بیان ۔ تورات کے اوصاف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر، استغفار اور تسبیح کی تلقین

تفسیر یہاں انسان سے مراد تورات ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے جانے والے معجزات ہیں جو ان کی قوم کے لئے رہنمائی اور ہدایت کا حصول سے فائدہ اٹھانے والے تھے یہ اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کئے جانے والے وہ شرف مراد بھی ہو سکتے ہیں جو دنیا و آخرت میں نفع مند ہیں۔ اس کتاب سے مراد تورات ہے۔ کتاب ہدایت و نصیحت سے تمام لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اس لئے یہاں خاص طور حاصل نہیں کیا گیا ہے۔ آیت نمبر ۵۵ اس آیت کے اس حصے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی خطاب ہونا متعین نہیں بلکہ اس کا امکان ہے اس صورت میں اس کا معنی ہو گا کہ اے حبیب آپ اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس آیت میں خطاب ہر سامع سے ہو اس صورت میں معنی یہ ہو گا کہ اے سننے والے اپنے گناہ کی معافی مانگ

لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے تسبیح اور شام اس کی پاکی بولو ﴿۵۵﴾ بیشک وہ جو

يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا

اللہ کی آیتوں میں کسی سند کے بغیر جھگڑتے ہیں جو نہیں ہے مگر ان کے دلوں میں بڑا

كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾

بڑائی کی ہوس جس تک یہ کبھی نہیں پہنچیں گے تو تم اللہ کی پناہ مانگو بیشک وہی سنتا دیکھتا ہے ﴿۵۶﴾

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ہے لیکن بہت

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ

لوگ نہیں جانتے ﴿۵۷﴾ اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں اور جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ

ایمان لائے اور نیکے کام کیے اور بدکار (برابر) نہیں تم بہت کم نصیحت مانتے ہو ﴿۵۸﴾ بیشک

السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾

قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں لیکن بہت لوگ یقین نہیں لاتے ﴿۵۹﴾

شان نزول: آیت کی میں ہے دلیل جھگڑنے والوں کا حال دوبارہ زندہ کیے جانے سے منکرین کا۔

ربط: جاہل اور عالم بیشک مومن اور بدکار برابر نہیں قیامت کا آنا یقینی ہے

تفسیر: آیت میں جھگڑنے سے وہ باتیں مراد ہیں جو کفار قریش نبی سے بڑائی کی ہوس کہتے تھے اسی ہوس کی وجہ سے یہ اللہ کی آیتوں کا انکار اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب و مخالفت کرتے تھے ان کے بارے میں فرمایا گیا یہ لوگ جس چیز کی ہوس رکھتے ہیں اسے کبھی نہ پا سکیں گے اور انہیں بڑائی میسر نہ آئے گی بلکہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت اور انکار ان لوگوں کے حق میں ذلت اور رسوائی کا سبب ہوگا **ربط:** ان لوگوں سے سرکشی اور ان کی طرف سے دوبارہ زندہ کیے جانے سے انکار کا سبب ان کی یہ جہالت ہے کہ وہ یہ سوچتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی پیدائش پر قادر ہے لیکن ان سے یہ نہیں سمجھتے کہ جو ذات اتنے بڑے کاموں پر قادر ہے وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ

اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بیشک وہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں

سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ

عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں جائیں گے ۝ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ اس میں آرام پاؤ

وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

اور دن بنایا سجھانے کو بیشک اللہ لوگوں پر فضل والا ہے لیکن بہت لوگ

لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى

شکر نہیں کرتے ۝ وہی اللہ ہے تمہارا رب ہر شے کا خالق اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو کہاں

تُؤْفَكُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ

اوندھے جاتے ہو ۝ یونہی اوندھے ہوتے ہیں وہ جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ۝ اللہ ہی ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ

تمہارے لیے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور آسمان کو چھت اور تمہاری صورتیں بنائیں تو تمہاری صورتیں اچھی بنائیں ۝ اور

لغات دخرین: ذلیل ہونے والے، تکبر کے سبب عاجز ہونے والے ۔ یؤفکون: پھیرے جاتے ہیں، اوندھے ہوتے ہیں ۔ یجحدون: انکار کرتے ہیں

ترجمہ وہ لوگ جو تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے، عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے ۔ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام حاصل کرو اور دن بنایا تاکہ تم دیکھ سکو ۔ بیشک اللہ لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے ۔ وہی اللہ تمہارا رب ہے، ہر چیز کا خالق، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کہاں الٹے پھرائے جا رہے ہو ۔ اسی طرح الٹے پھرائے جاتے ہیں وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ۔ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور آسمان کو چھت، اور تمہاری صورتیں بنائیں تو تمہاری صورتیں اچھی بنائیں، اور

نکتہ ۱ دعا مانگنے کا حکم اور تکبر کے سبب عاجز ہونے والوں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگو، وہ سب پر یکساں فضل فرمانے والا ہے لیکن اکثر لوگ نہ تو شکر ادا کرتے ہیں اور نہ ہی عبادت، حقیقی معبود اللہ تعالیٰ ہی ہے، آیات الٰہی سے انکار کرنے والوں کا حال اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے پر مزید دلائل

ملحوظہ ۱ دعا مانگنے کی بہت فضیلت ہے حدیث پاک میں ہے، عبادت کی مغز دعا ہے جو نہ مانگی جائے اور جو بھی مانگی جائے ان میں بھی فائدہ ہی ہے تو سب کو تم پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو (مستدرک ۲ ۔ ۷۶ ۔ حدیث ۸۵۸)

۲ ایک قول یہ ہے کہ یہاں عبادت سے مراد دعا ہے، جس آیات و احادیث میں ترک دعا پر جہنم میں ڈالنے یا غضب الٰہی وغیرہ کی وعیدیں آئی ہیں ان میں وہ لوگ مراد ہیں جو مطلقاً دعا کو بھول جائیں ترک کر دیتے ہیں یعنی کچھ بھی ہو جائے ہم سے دعا نہیں ہوتی یا معاذ اللہ خود کو بارگاہ الٰہی سے بے نیاز سمجھ کر دعا ترک کر دیتے ہیں یہ صورت عام طور پر اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث ہے ۔ ۳ انسان کی صورت تمام مخلوق میں سب سے اچھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑھ کر قد والا، خوبصورت و مناسب اعضاء والا بنایا، نیز اس میں عقل، تدبر اور فہم و فراست بھی رکھی ہے

رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٤﴾

تمہیں پاکیزہ چیزیں روزی دیں۔ یہ ہے اللہ تمہارا رب۔ تو وہ اللہ بڑی برکت والا ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے ○

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

وہی زندہ ہے ① اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اس کی عبادت کرو خالص اسی کے بندے ہو کر۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو سارے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٥﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا

جہانوں کا رب ہے ○ تم فرماؤ مجھے منع کیا گیا ہے کہ ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو جبکہ

جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۘ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ

میرے پاس میرے رب کی طرف سے روشن دلیلیں آچکی ہیں اور مجھے حکم ہے کہ رب العالمین کے حضور گردن رکھوں ○ وہی ہے

خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ

جس نے تمہیں مٹی سے بنایا ② پھر پانی کی بوند سے پھر جونک کی شکل سے پھر تمہیں بچے کی صورت میں نکالتا ہے پھر تمہیں جوان کیا ہے

لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا

تاکہ اپنی جوانی کو پہنچو پھر اس لیے کہ بوڑھے ہو اور تم میں کوئی پہلے ہی بلا لیا جاتا ہے اور اس لیے کہ تم

عنوان ① ثابت الٰہی اور خالص بے ساتھ جانے الٰہی کا حکم — بندے پرستی کی ممانعت دینے والوں کو جواب

انسانی زندگی کے مختلف مراحل اور ان کی حکمتیں

مقام ① ... والی طور پر اللہ تعالیٰ کی زندہ ہے ... سے موت آتا اور اس کا فنا ہو جانا محال ہے ... کفار مکہ سے جہالت اور گمراہی کی بنا پر ہے باطل دین کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دیں اور ... کی ... خوشخبری کی ... پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا ... اے حبیب آپ ان کافروں سے فرما دیں ... مجھے جس کی پوجا ... سے منع کیا گیا ہے اور بیشک میرے پاس میرے ... کی طرف سے اس کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی ... روشن دلیلیں آچکی ہیں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں رب العالمین کے حضور گردن جھکا کر خلوص اور اخلاص کے ساتھ اسی کے دین پر قائم ہوں۔ ② اس سے مراد یہ ہے کہ تمہاری اصل ... تمہارے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا۔

اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى

یہ مقرر وعدہ تمہیں پہنچے اور اس لیے کہ تمہیں سوجھ ہو ○ وہی ہے کہ جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب کسی کام کا فیصلہ

اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۸﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ

فرماتا ہے تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے ○ کیا تم نے نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں

فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿۶۹﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا

جھگڑتے ہیں کہاں پھیرے جاتے ہیں ○ وہ جنہوں نے کتاب کو اور اسے جو ہم نے اپنے رسولوں

بِهٖ رُسُلَنَا ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ

کے ساتھ بھیجا تو وہ عنقریب جان جائیں گے ○ جب ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی

يُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ

وہ کھینچے جائیں گے ○ کھولتے پانی میں پھر آگ میں جلائے جائیں گے ○ پھر ان سے کہا جائے گا کہاں گئے وہ

مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا

جنہیں تم شریک بناتے تھے ○ اللہ کے سوا کہیں گے وہ تو ہم سے گم ہو گئے بلکہ ہم پہلے

سورۃ ۴۰ | رکوع ۴

عنوان: قدرت و شانِ الٰہی کے مظاہر | آیاتِ الٰہی میں جھگڑنے والوں پر اظہارِ تعجب

کتاب اور رسولوں کو جھٹلانے والوں کو تنبیہ اور ان کا انجام

لغوی تحقیق: ① یعنی اللہ وہی ہے جس کی یہ شان ہے کہ وہ حقیقی طور پر کسی کو زندگی عطا کرتا اور موت دیتا ہے اور اس کی قدرت کے کمال کا یہ حال ہے کہ کسی چیز کو وجود عطا کرنے میں اسے کوئی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے نہ کوئی مشقت کا سامنا ہوتا ہے اور نہ ہی کسی معاون کی حاجت ہوتی ہے بلکہ اس کا جو ارادہ کا تابع ہے کہ جیسے ہی کسی چیز کا ارادہ فرمایا وہ چیز حکم ہی کے مطابق وجود میں آجاتی ہے ② اس سورت میں ۸ مقامات پر آیاتِ قرآنی میں جھگڑنے والوں کا ذکر ہے جن کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ ہر مقام پر جھگڑنے والے مختلف لوگوں کا گروہ ہو ③ یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ جس آیت میں جھگڑا کیا گیا وہ مختلف ہو ④ یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ اس معاملے کی اہمیت کی وجہ سے تاکید کے طور پر چار بار ذکر کیا گیا ہو ⑤ رسولوں علیہم السلام کے ساتھ جو بھیجی گئی ان سے مراد یا تو وہ کتابیں ہیں جو پہلے رسول کو دی گئیں یا وہ حق عقائد ہیں جو تمام انبیاء علیہم السلام سے پہچانے جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا وغیرہ۔

مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ

کچھ پوجتے ہی نہ تھے اللہ یونہی گمراہ کرتا ہے کافروں کو ○ یہ اس کا بدلہ ہے جو تم

فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾ اُدْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ

زمین میں ناحق پر خوش ہوتے تھے اور اس کا بدلہ ہے جو تم اترتے تھے ○ چلو جہنم کے دروازوں میں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ

ہمیشہ رہنے کو تو متکبروں کا یہ ہی برا ٹھکانہ ہے ○ تو تم صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے

فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾

تو کہ ہم تمہیں اس عذاب کا کچھ حصہ دکھادیں جس کی ہم انہیں وعید سنا رہے ہیں یا تمہیں (پہلے) اٹھالیں (دونوں صورتیں برابر ہیں) ان کا پھرنا ہماری طرف ہے ○

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ

اور بیشک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول بھیجے کہ جن میں کسی کے حال تم سے بیان فرمادیے اور کسی کے احوال

لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

تم سے نہ بیان فرمائے اور کسی رسول کے بس میں نہ تھا کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لے آئے

فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾

پھر جب اللہ کا حکم آئے گا تو سچا فیصلہ کردیا جائے گا اور باطل والے تو وہیں خسارہ میں رہے ○

ع ۴

تفسیر (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر کی تاکید) (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لیے گزشتہ انبیاء کا تذکرہ)

لغات ① باطل پر خوش ہونے سے مراد شرک بت پرستی، گناہوں اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کا انکار کرنے پر خوش ہونا ہے ② جہنم کے سات طبقے ہیں اور ہر طبقے کا ایک دروازہ ہے ہر کافر کے لئے اس کے کفر کے حساب سے جہنم کا ایک طبقہ معین ہے اور وہ اس دروازے سے جہنم میں داخل ہوگا ③ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء مختلف زمانوں میں مختلف علاقوں کی طرف بھیجے اور ان میں سے کسی کے احوال آپ سے اس قرآن میں صراحت کے ساتھ بیان فرمائے اور کسی کے احوال اس طرح بیان نہیں فرمائے۔ اس تذکرہ سے مقصود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دینا ہے جس طرح کے واقعات قوموں کی طرف سے آپ کو پیش آرہے ہیں پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بھی یہی حالات گزر چکے ہیں اور جیسے انہوں نے صبر کیا اسی طرح آپ بھی صبر فرمائیں۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ

اللہ ہے جس نے تمہارے لیے چوپائے بنائے کہ کسی پر تم سواری کرو اور کسی کا گوشت کھاؤ ﴿۷۹﴾ اور تمہارے لیے

فِیْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَیْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

ان میں کتنے ہی فائدے ہیں اور اس لیے کہ تم ان کی پیٹھ پر اپنے دل کی مرادوں کو پہنچو اور ان پر اور کشتیوں پر

تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ ۫ فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا

سوار ہوتے ہو ﴿۸۰﴾ اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تو تم اللہ کی کون سی نشانی کا انکار کرو گے ﴿۸۱﴾ کیا یہ لوگوں نے

فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا

زمین میں سفر نہ کیا تو دیکھتے کہ ان سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا وہ ان سے

اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

تعداد میں زیادہ اور قوت اور زمین میں نشانیوں کے اعتبار سے زیادہ قوی تھے تو ان سے یہ کچھ نہ ہوسکا جو

یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَ

کماتے تھے ﴿۸۲﴾ تو جب ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے تو وہ اسی پر خوش ہوئے جو ان کے پاس دنیا کا علم تھا اور

عنوان ۱ قدرت اور عذاب پر دلالت کرنے والی اشیاء کا بیان — نشانیوں سے منکرین کا انکار

عنوان ۲ کفار قریش کے لئے بطور عبرت گزشتہ قوموں کے حالات و انجام کا بیان

حل لغات (۱) یعنی جب قافلہ مکہ سے ملک شام یمن کی طرف جاتے ہیں تو وہ پچھلی قوموں مثلاً عاد اور ثمود کی بربادی کے آثار اور کھنڈرات وغیرہ دیکھتے ہیں (۲) یعنی وہ ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے، وہ سابقہ لوگ ان کفار قریش سے تعداد میں زیادہ جسمانی قوت اور بلند و بالا عمارتوں کے اعتبار سے زیادہ مضبوط تھے لیکن جب کفر و شرک کی وجہ سے ان پر عذاب آیا تو اس کی تحمل و مدافعت کی ان میں سے کوئی چیز بھی عذاب الٰہی سے نہ بچا سکی (۳) یہاں کافروں کے علم سے مراد ان کے یونانی علوم ہیں جیسے فلسفوں، ستارہ شناسی وغیرہ کا علم یا ان سے مراد ان کے فاسد عقائد اور باطل شبہات ہیں جیسے وہ کہتے تھے کہ ہمیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا، قیامت قائم نہیں ہوگی وغیرہ یہ حقیقت علم نہیں بلکہ جہالت ہے اور ان پر علم کا اطلاق اس معنی میں ہے کہ کافر اسے اپنے گمان میں علم سمجھے ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے معلوم ہونا دنیوی علوم کے مقابلے میں دینی علوم کو کم تر خیال کرنا اور ان کی ہنسی اڑانا یہ کافروں کا علم حاصل ہونے پر ناز اں ہونا اور اسے اپنے لئے کافی سمجھنا یہ سب کافروں کا پسندیدہ لیکن بارگاہ الٰہی میں ناپسندیدہ طریقہ ہے۔

حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ

گھیر لیا ان پر جس کی ہنسی بناتے تھے ۞ پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو بولے ہم ایک اللہ پر ایمان لائے

وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿٤٩﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا

اور جن چیزوں کو ہم اللہ کا شریک بناتے تھے ان سے منکر ہوئے ۞ تو ان کے ایمان نے انہیں کچھ کام نہ دیا جب انہوں نے

بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ ع

ہمارا عذاب دیکھ لیا اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں گزرا ہے اور وہاں کافر گھاٹے میں رہے ۞

سورۃ حٰمٓ السجدۃ

مکی ہے

پ ۲۴
رکوع ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٢﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

حٰمٓ ۞ یہ قرآن مہربان بہت مہر والے کی طرف سے اتارا ہوا ہے ۞ یہ کتاب ہے جس کی آیتیں جدا جدا

لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٣﴾ ۙ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿٤﴾

سمجھنے والوں کے لیے تفصیل سے بیان کی گئیں ۞ خوشخبری دینے والی اور ڈر سنانے والی تو ان میں سے اکثر نے منہ پھیر لیا تو وہ سنتے ہی نہیں ۞

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ

اور بولے ہمارے دل پردوں میں ہیں جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور

حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿٥﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ

تمہارے درمیان ایک پردہ ہے تو تم اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہیں ۞ تم فرما میں تمہارے جیسا انسان ہوں مجھے میری طرف

خلاصہ سورۂ حٰمٓ السجدۃ کی مکیت اور فضائل کا بیان ۔ توحید و بیان کی دعوت اس کے فضائل و کمالات کا بیان

مفہوم ۔۔۔ سے مشرکوں کی عبرت کی تھی کہ تم سے پہلے توحید و نبوت کے منکروں کو کیسے ہی کی طرح آنے والے نہیں ۔۔۔ سے ملنے میں تم ان جیسی طرح ہیں جو کھٹا ہو سکتا ہو ۔۔۔ حضور ﷺ کو ایک فرمان توضیح کے طور پر ہے اور جو علامات توضیح سے لئے گئے جائیں وہ توضیح کرنے والے کے ساتھ ملتے ہوئے دلیل ہوتے ہیں تاہم ان علامات کو ان کی شان میں بنایا اس سے بڑی ہو ڈھونڈنا تو بے ادبی اور گستاخی ہوتا ہے۔

اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۙ﴿۶﴾

دی گئی ہے کہ تمہارا معبود معبود ہی ہے تو تمہیں اسی کی طرف سیدھے رہو اور اس سے معافی مانگو اور مشرکوں کیلئے خرابی ہے ۝

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جو زکوٰۃ نہیں دیتے[1] اور وہ آخرت کے منکر ہیں ۝ بیشک ماننے والوں

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۸﴾ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ ع ۵

اور اچھے اعمال کرنے والوں کیلئے بے انتہا ثواب ہے ۝ تم فرماؤ کیا تم اس خدا کے ساتھ کفر کرتے ہو جس نے

خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۗ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹﴾ وَ

دو دن میں زمین بنائی[2] اور تم اس کیلئے شریک ٹھہراتے ہو وہ سارے جہانوں کا رب ہے ۝ اور اس نے زمین میں

جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ

اس کے اوپر سے پہاڑ رکھ دیئے اور اس میں برکت رکھی[3] اس میں بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں یہ سب چار دن میں (ہوا)[4]

اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ﴿۱۰﴾ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ

مانگنے والوں کے لئے برابر جواب ہے ۝ پھر اس نے آسمان کی طرف قصد کیا[5] اور آسمان دھواں تھا[6] تو اللہ نے اس سے اور زمین سے

ف ۱ مشرکوں سے دو جرم زکوٰۃ نہ دینا اور انکار آخرت ۔ بعض مفسروں کے نزدیک انہیں کے پیچھے بے انتہا ثواب کی بشارت

مشرکوں کی تفہیم ۔ آسمان اور زمین کی تخلیق میں قدرت الٰہی کے آثار

ف ۲ ۱ بعض مفسرین کے نزدیک یہاں زکوٰۃ کا حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ اس سے توحید کا معتقد ہونا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ کہنا مراد ہے۔ اس صورت میں اس سے معنی یہ ہوں گے کہ مشرکین وہ لوگ ہیں جو توحید کا اقرار نہ کرکے اپنے لئے شرک سے پاکیزگی نہیں رکھتے بعض مفسرین کے نزدیک یہاں زکوٰۃ دینے سے مراد یہ ہے کہ مشرکین زکوٰۃ کے فرض ہونے پر ایمان نہیں لاتے اور اس کا اقرار نہیں کرتے۔ بعض مفسرین کے نزدیک اس سے یہ مراد ہے کہ مشرکین وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسوں کا تزکیہ نہیں کرتے اور ایمان لاکر نیکیوں سے اپنے نفسوں کو پاک نہیں کرتے۔ ۲ ان دو دنوں میں پیدا فرمانا حکمت سے پیش نظر ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کیلئے تو کسی چیز کا پیدا کرنا لمحے بھر میں پوری دنیا بنا دینا یکساں قدرت ہے۔ ۳ ان چار دنوں میں دو دن شامل ہیں جن میں زمین پیدا کیا گیا تھی دو دن میں زمین کی پیدائش ہوئی اور ان دو دنوں میں پہاڑ، نہریں، کھیتیاں وغیرہ پیدا کی گئیں یوں یہ مکمل چار دن ہوئے ۴ یعنی زمین اور اس کے ماحول کو آسمان سے پہلے بنایا گیا پھر آسمان کی تخلیق ہوئی، اس کے بعد زمین کو پھیلایا اور ہموار کیا گیا لہٰذا یہ آیت سورۃ نازعات کی آیت سے متخالف نہیں جس میں زمین کو آسمان کے بعد بنانے کا ذکر ہے۔ ۵ یہ دھواں پانی کا بخار تھا جس سے آسمان پیدا کیا گیا۔

بِالْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ۝ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ

فرمایا کہ دونوں خوشی یا ناخوشی سے آجاؤ۔ دونوں نے عرض کی ہم خوشی کے ساتھ حاضر ہوئے ۝ تو اللہ نے کئی زمینوں میں

سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا

سات آسمان بنا دیا اور ہر آسمان میں اس کے کام کے انتظام بھیج دیے اور ہم نے سب سے نیچے کے آسمان کو

بِمَصَابِيْحَ ۚ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ

چراغوں سے آراستہ کیا اور نگہبان بنا دیے۔ یہ زبردست علم والے کا مقرر کیا ہوا ہے ۝ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم کہہ دو

اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ

کہ میں تمہیں ایسی ہلاکت سے ڈراتا ہوں جیسی ہلاکت عاد اور ثمود پر نازل ہوئی تھی ۝ جب ان کے پاس ان کے اور ان سے پہلے (بہت سے) رسول ان

اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ قَالُوْا لَوْ شَاۗءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً

آئے (اور کہا) کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ انہوں نے کہا اگر ہمارا رب چاہتا تو فرشتوں کو اتارتا سو جس

فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ

چیز کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے ہم اس کا انکار کرتے ہیں ۝ تو وہ جو عاد تھے انہوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور

قَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ

کہنے لگے کہ ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟ کیا یہ نہیں دیکھتے تھے کہ جس اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے کہیں زیادہ

قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ

طاقت والے ہیں اور وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے ۝ تو ہم نے ان پر (ان کے) منحوس دنوں میں تیز و تند

عنوان آسمان و زمین کی تخلیق کی مزید تفصیل — گذشتہ قوموں کے عذاب سے ڈرانا — قرآن کا ظاہر و مخفی — ان کا انجام

تشریح اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ارشاد فرمایا کہ تم پر سورج چاند اور ستاروں کو طلوع کر دو اور میں تمہارے لئے ان آسمانوں و زمین سے ارشاد فرمایا کہ تم میں سورج کو روشن کر دو اور چھتوں کو نکال دو اور ہر کام خوشی سے کرو یا ناخوشی سے تمہیں ہر حال میں رہنا ہے آسمان اور زمین نے عرض کی ہم خوشی سے ایسا کرتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی، فصلت تحت الآیۃ ۸ ۲۲۶ دار احیاء التراث العربی)

نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى

کچھ نحوست کے دن تھے کہ ہم چکھائیں انہیں مزا رسوائی کے عذاب کا دنیا کی زندگی میں اور بیشک آخرت کا عذاب بہت رسوا کرنے والا ہے

وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١٦﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ

اور ان کی مدد نہ ہوگی ﴿16﴾ اور رہے ثمود تو ہم نے ان کو راہ بتائی تو انہوں نے اندھا بننا بھلائی کی راہ سے زیادہ پسند کیا تو

صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٧﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا

ان کے اعمال کے سبب ذلت کے عذاب کی کڑک نے آلیا ﴿17﴾ اور ہم نے انہیں بچا لیا جو ایمان لائے اور

يَتَّقُوْنَ ﴿١٨﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٩﴾ حَتّٰۤى اِذَا

ڈرتے تھے ﴿18﴾ اور جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف ہانکے جائیں گے تو ان کے پہلوں کو روکا جائے گا پیچھے آنے سے ﴿19﴾ یہاں تک کہ

مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾

جب وہ اس کے پاس آئیں گے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں سب ان کے اعمال کی گواہی دیں گی ﴿20﴾

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ

اور اپنی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی کہیں گی ہمیں اس نے بولنے کی قوت بخشی جس نے ہر

شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ

چیز کو بولنے کی طاقت دی ہے اور اس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاتے ہو ﴿21﴾ اور تم اس بات سے کہیں چھپ سکتے تھے کہ

شان نزول: قوم ثمود کا عذر عمل اور ان کا انجام — قوم ثمود کے متعلق موسیٰ کی پیشگوئی

پس منظر: قیامت کے دن کفار کی ان سے خلاف گواہی — کفار کا اپنے بدن کی کھالوں سے کلام — قیامت کے مناظر

تشریح: قوم ثمود پر آنے والے عذاب کی تفصیل قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے۔ یہ قوم حضرت صالح علیہ السلام کی نافرمانی کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ ان کے عذاب کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی قسم زلزلے سے ہلاک ہونے والوں کی ہے۔ دوسری قسم چنگھاڑ سے ہلاک ہونے والوں کی ہے۔ تیسری قسم آسمان سے آگ برسنے والوں کی ہے۔ یہ تینوں عذاب قوم ثمود پر نازل ہوئے۔ لہٰذا قوم ثمود کی ہلاکت کو ان میں سے کسی ایک طرف بھی منسوب کیا جا سکتا ہے۔ یعنی قوم ثمود کے دس بڑے افراد کو اونٹنی کے قتل کے ساتھ ہی آسمان سے ایک زبردست چیخ کی طرح کی آواز سنائی دی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور وہ مر گئے۔ پھر دوسرے دن ان کے باقی ساتھیوں پر ایک زبردست زلزلہ آیا جس سے ان کے گھر ان پر گر پڑے اور وہ ہلاک ہو گئے۔ تیسرے دن ان کے باقی ساتھیوں پر آسمان سے آگ برسائی گئی جس سے وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ اس طرح قوم ثمود کی ہلاکت کو ان تینوں عذابوں میں سے کسی ایک کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔

يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ

تمہارے خلاف تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی دیں گی لیکن تم تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اللہ

لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ

تمہارے بہت سے کاموں کو نہیں جانتا ﴿٢٢﴾ اور یہ تمہارا وہ گمان تھا جو تم نے اپنے رب پر کیا اسی گمان نے تمہیں برباد کر دیا تو

فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا

اب نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے ﴿٢٣﴾ پھر اگر وہ (اس پر) صبر کریں تو (بھی) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور اگر وہ (اللہ کو) راضی کرنا چاہیں گے

فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿٢٤﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا

تو وہ (بھی) ان میں سے نہیں ہوں گے جن سے اللہ راضی ہے ﴿٢٤﴾ اور ہم نے کافروں کیلئے (شیطان) ساتھی مقرر کر دیئے تھے جو ان کے سامنے اور پیچھے کے کاموں کو ان کی نظر میں

خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ

(بہت اچھا) کر دکھاتے تھے (آخر) ان پر بھی عذاب کا حکم ثابت ہو کر رہا جو ان سے پہلے (گزرے ہوئے) جنوں اور انسانوں کے گروہوں میں (ثابت ہو چکا تھا) شک نہیں

اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ

یہ نقصان اٹھانے والے تھے ﴿٢٥﴾ اور کافروں نے کہا کہ اس قرآن کو مت سنو اور اس میں فضول شور و غل مچاؤ

ع ١٣

معانی اور قیامت کے دن جس چیز کا تمہیں سامنا ہو گا کفار کے ساتھ شیطان ساتھیوں کا تقرر اور کفار کا مکمل جاں

تلاوت قرآن کے وقت تعارف کا طریقہ مکمل

مطلب ① اللہ تعالیٰ کے بارے میں گمان رکھنا کافروں کا طریقہ ہے اور گمان رکھنے والا بڑا ہی نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔ برے گمان کی ایک مثال یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد بھی یہ گمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف نہیں فرمائے گا اور اچھے گمان کی ایک مثال یہ ہے کہ سچی توبہ کرنے کے بعد بھی یہ گمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا اور اس کے گناہ بخش دے گا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا ضروری ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بندہ بے فکر ہو جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بندہ توبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مالا مال ہو جائے اور ساتھ ہی اس کے عذاب اور اس کے خوف کا جائے بلکہ امید اور خوف کے درمیان رہے کہ یہی سلامتی کا راستہ ہے ② تلاوت قرآن کے وقت کفار قریش شور مچانا شروع کر دیتے سیٹیاں بجاتے اور طرح طرح سے آوازیں بلند کرتے تھے اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگ قرآن پاک کی تلاوت نہ سن سکیں کیونکہ وہ اس بات سے خوفزدہ تھے کہ کہیں سے بھی قرآن سن کر لوگ ایمان نہ لے آئیں

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ

تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۝ تو بیشک ہم کافروں کو سخت عذاب چکھائیں گے اور بیشک ہم انہیں ان کے

اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا

برے کاموں کا بدلہ دیں گے ۝ یہ اللہ کے دشمنوں کا بدلہ آگ ہے ان کے لئے اس میں

دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ

ہمیشہ رہنے کا گھر ہے سزا یہ کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے ۝ اور کافر کہیں گے جہنم میں جاکر کہ

اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا

اے ہمارے رب ہمیں دکھا دے وہ دو جن اور آدمی جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا کہ ہم انہیں اپنے پاؤں تلے روندیں تاکہ

مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ

وہ خوب نیچے والوں میں سے ہوجائیں ۝ بیشک جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابت قدم رہے ان پر

الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

فرشتے اترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت پر خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے ۝

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ

ہم دنیا کی زندگی میں تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی ہیں اور تمہارے لئے جنت میں ہر وہ چیز ہے جو تمہارا جی چاہے

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ

اور تمہارے لئے اس میں ہر وہ چیز ہے جو تم طلب کرو بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے اور اس سے بات کس کی اچھی جو

ع ۲

لغات: اَعْدَآءِ دشمن، مخالف۔ دَارُ الْخُلْدِ ہمیشہ رہنے کا گھر۔ اَضَلّٰنَا گمراہ کیا۔ اَقْدَامِنَا ہمارے پاؤں۔ اَلْاَسْفَلِيْنَ نیچے والے۔ اسْتَقَامُوْا ثابت قدم رہے۔ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ ان پر اترتے ہیں۔ نُزُلًا مہمانی۔

ترجمہ: اس سے بڑھ کر کس کی بات اچھی ہے

تشریح: 1 جن کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت قرآن کی آواز سن کر چاہا کہ شور مچا کر اللہ تعالیٰ سے بچا کر دیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا دشمن اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے 2 جہنم میں کافروں کو ان کے عذاب دیا جائے گا۔ جو گناہگار مسلمان دنیا میں فوت ہوں گے ان کا بھی پیش قیامت ہوگا بعد میں کئی جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا 3 جو شخص شہادت دے بعد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قرار اور اخلاص کے ساتھ پھر اس پر ثابت قدم

دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ

اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ بیشک میں مسلمان ہوں ﴿۳۳﴾ اور بھلائی اور برائی برابر نہیں

وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ

ہو سکتی۔ ان کو بھلائی کے ساتھ دور کرو تو تمہارے اور جس شخص کے درمیان دشمنی ہوگی وہ اس وقت ایسا ہو جائے گا کہ جیسے

وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾

وہ گہرا دوست ہے ﴿۳۴﴾ اور یہ دولت صبر کرنے والوں کو ہی ملتی ہے اور یہ دولت بڑے نصیب والے کو ہی ملتی ہے ﴿۳۵﴾

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾

اور اگر تجھے شیطان کی طرف سے وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ مانگ بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے ﴿۳۶﴾

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ

اور رات اور دن اور سورج اور چاند سب اس کی نشانیوں میں سے ہیں سورج کو سجدہ نہ کرو اور نہ چاند کو

وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا

اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو ﴿۳۷﴾ تو اگر یہ تکبر کریں تو

فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔـمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمِنْ

جو تجھ سے رب کے پاس ہیں وہ رات اور دن اس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور وہ اکتاتے نہیں ﴿۳۸﴾ اور اس کی نشانیوں

السجدۃ

معانی بھلائی اور برائی برابر نہیں ۔۔۔ برائی کو بھلائی سے دور کرنا ۔۔۔ برائی کو بھلائی سے ٹالنے کی عظیم ہدایت کے حیرت انگیز نتائج

وسوسہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم ۔۔۔ قدرتِ الٰہی کی نشانیاں اور سورج و چاند کو سجدے کی ممانعت

انکار کرنے والوں اور فرمانبرداروں کا حال ۔۔۔ فرشتوں کی سربراہی سے غیر دانستہ طور پر کوتاہی ہونے کی قدرت پر استدلال

مسائل ① دعوت دینے والے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہے کہ آپ نے پہلے اپنے آپ کو اللہ کی طرف دعوت دی پھر دوسروں کو نیکی کی دعوت دی ② امام ابن منذر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب کی طرف سے آنے والے میرے پاس آئے اور مجھے یہ آیت سکھائی اور فرمایا کہ جب تجھ پر کوئی ظلم کرے تو اس کو معاف کر دے جو تجھ سے قطع تعلق کرے تو اس سے ملنا شروع کر دے جو تجھ پر زیادتی کرے تو اس کو معاف کر دے ③ یہ آیت بھی اس بات پر دلیل ہے کہ جو لوگوں کی طرف دعوت دیتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے سے وہ اس آیت میں داخل ہے ④ یہ الفاظ اس بات سے منع کرتے ہیں کہ دین اسلام کا مذاق اڑانے والے کافروں کے ساتھ بیٹھا جائے ⑤ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ بیشک میں مسلمان ہوں کہنے سے بچے کیونکہ یہ آیت سجدہ تلاوت ہے ⑥ یہ آیت سجدہ تلاوت ہے جو پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہے

اٰيٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ

میں سے ہے کہ تو زمین کو بے قدر پڑی ہوئی دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں لہلہانے لگتی ہے بڑھ جاتی ہے بیشک

الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ

جس نے اس کو زندہ کیا ضرور مردوں کو زندہ کرنے والا ہے بیشک وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے ۝ بیشک جو لوگ ہماری آیتوں میں

فِیْۤ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ

سیدھی راہ سے ہٹتے ہیں[3] وہ ہم پر پوشیدہ نہیں ہیں تو کیا وہ اچھا ہے جو آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت میں امن سے

الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

آئے گا تم جو چاہو کرتے رہو بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ۝ بیشک جنہوں نے کفر کیا جب وہ ان کے

بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۫ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ۝ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ

پاس آیا[4] انکیلئے قابل ہے اور بیشک وہ عزت والی کتاب ہے[5] ۝ باطل جس کے سامنے اور جس کے پیچھے کسی طرف سے بھی اس کے پاس

وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ۝ مَا یُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ

نہیں آسکتا[6] وہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے جو حکمت والا تعریف کے لائق ہے ۝ اے حبیب! آپ کو وہی بات کہی جاتی ہے

ترجمہ آیات الٰہی میں الحاد کرنے والوں کی مذمت — عظمت قرآن — کفار کی جاہلانہ فرمائشوں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی

لغات (1) اس سے مراد زمین کا خشک اور بنجر ہونا ہے۔ (2) الحاد کا معنی ہے کسی جانب مائل ہونا، انحراف کرنا۔ عرف میں حق سے باطل کی طرف انحراف کرنے کو الحاد کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں الحاد کی مختلف صورتیں ہیں جیسے ان پر اعتراض کرنا، ان میں جھگڑنا، ان میں جھوٹ، دجل اور شعبدہ بازی سے کام لینا، آیات قرآنیہ کو شعر، کہانت یا سحر کہنا، ان کے معانی کو باطل معانی پر محمول کرنا وغیرہ۔ اس آیت میں ان لوگوں کو بڑی عبرت ہے جو قرآن مجید کی آیات کے بے جا مرضی کے مطابق معنی بیان کرتے ہیں اور قرآن پاک کے صحیح اور حقیقی معنی اور مفہوم سے ہٹ کر اپنی مرضی کے معنی بیان کرتے رہتے ہیں۔ (3) عربی لفظ عِوَجٌ کے دو معنی ہیں، ایک اعتقاد اور کلام میں جس کی تعلیم سے بچنا ضروری ہے۔ قرآن مجید چونکہ انسانی قوت سے بالا اور غالب ہے اور بے مثل بھی ہے کہ ساری مخلوق مل کر بھی اس کی ایک سورت جیسی کوئی سورت نہیں بنا سکتی۔ (4) قرآن مجید باطل کی رسائی سے ہر لحاظ سے محفوظ ہے کسی طرح اور کسی جہت سے بھی باطل اس تک راہ نہیں پا سکتا۔ نہ تو تحریف و تبدیلی کی دیمک سے محفوظ ہے شیطان اس میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ علاوہ ازیں یہ کتاب حق ہونے کا آپ مجید حکم فرمانے سے کوئی باطل نہیں سکتا۔ جس سے باطل ہونے کا حکم فرمانے سے کوئی حق نہیں بنا سکتا۔

لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ

جو تم سے پہلے رسولوں سے کہی گئی تھی بیشک تمہارا رب بخشش والا ہے اور دردناک عذاب والا ہے ﴿۴۳﴾ اور اگر ہم اسے عربی کے علاوہ

قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۭ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۭ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ

کسی عجمی زبان کا قرآن کر دیتے تو کفار ضرور کہتے کہ اس کی آیتیں کیوں نہ کھول دی گئیں[1] کیا عجمی کتاب اور عربی رسول[2] آپ فرما دیں

اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۗءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ

ایمان والوں کے لیے ہدایت و شفا ہے اور وہ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے[3] اور وہ ان پر اندھاپن ہے[4]

اُولٰۗىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ

کہ گویا انہیں دور جگہ سے پکارا جا رہا ہے[5] اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو اس میں اختلاف کیا گیا[6] اگر تمہارے

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾

لیے ایک بات پہلے نہ کر چکی ہوتی جو ان سے فیصلہ کر دیتی[7] یہ بیشک وہم میں ڈالنے والے شک میں ہیں[8]

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

جو نیکی کرتا ہے وہ اپنی ذات کیلئے ہی کرتا ہے اور جو برائی کرتا ہے تو اپنے خلاف ہی کرتا ہے اور تمہارا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا[9]

ف ۱ (قرآن پر کفار کے اعتراض کا جواب دیا جا رہا ہے شان قرآن کریم میں اختلاف کرنے والوں نے یہ کہا تھا)

ف ۲ جیسے برے عمل کا فائدہ و نقصان بندے ہی کو ہوگا

ف ۱ اس آیت میں کفار کے اس اعتراض "قرآن عجمی زبان میں کیوں نازل نہیں ہوا" کا جواب دیا گیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن پاک عجمی زبان میں ہوتا تو کافر اعتراض کرتے جبکہ سب عربی میں آیا ہے تو بھی اعتراض کر رہے ہیں تو حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ اعتراض محض بہانے کا ایک بہانہ ہے ورنہ حق کے طلبگار شخص کی شان سے لائق نہیں کہ وہ ایسے اعتراض کرے۔ ② اس سے مراد یہ ہے کہ یہ کفار قرآن پاک کو اس کے حق کے مطابق سننے کی سعادت سے محروم ہیں اور ان پر اندھاپن ہے۔ ③ مراد یہ ہے کہ وہ شکوک و شبہات کی ظلمتوں میں گرفتار ہیں۔ ④ اللہ تعالیٰ بندوں پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور ان کے ساتھ وہی معاملہ فرماتا ہے جس کے وہ حق دار ہیں یا ان پر تفضل فرماتا ہے حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندو! بیشک میں نے اپنی ذات پر ظلم حرام کیا ہے اور تمہارے درمیان بھی آپس میں ظلم و حرام کر دیا ہے لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

(مسند ص ۱۴۳ احادیث ۵۵ر۷۵۷۰)

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ

قیامت کے علم کا حوالہ اللہ ہی کی طرف کیا جاتا ہے۔ اور کوئی پھل اپنے غلاف سے نہیں نکلتا اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور

اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ

نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے۔ اور جس دن وہ انہیں ندا فرمائے گا میرے شریک کہاں ہیں؟ وہ کہیں گے ہم تجھ سے عرض کر چکے کہ

مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۝ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ

ہم میں کوئی گواہ نہیں۔ اور جن کو وہ پہلے پوجتے تھے وہ ان سے غائب ہوگئے اور وہ سمجھ گئے کہ ان کے لئے کہیں

مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ لَا يَسْـَٔـمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَاۗءِ الْخَيْرِ ۡ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔـوْسٌ

بھاگنے کی جگہ نہیں۔ آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا اور اگر اسے کوئی برائی پہنچے تو بہت ناامید اور مایوس

قَنُوْطٌ ۝ وَلَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّاۗءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ

ہو جاتا ہے۔ اور اگر ہم اسے اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی تھی اپنی رحمت کا مزہ چکھائیں تو ضرور کہے گا کہ یہ تو میرا حق ہے

وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَاۗىِٕمَةً ۙ وَّلَىِٕنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ

اور میرے گمان میں قیامت قائم ہونے والی نہیں اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو ضرور میرے لیے اس کے پاس بھی بھلائی ہی ہے

فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝

تو ضرور ہم کافروں کو ان کے اعمال کی خبر دیں گے اور ضرور ضرور انہیں سخت عذاب چکھائیں گے۔

ربط قیامت سے متعلق سوال کا جواب اور علم الٰہی کی شان ۔ قیامت مشرکین کا شرکاء سے علانیہ برأت

قیامت مشرکین کی ناامیدی ۔ بھلائی مانگنے اور برائی پہنچنے میں کافر کا حال ۔ اعمال کے برا کرنے قبیح اقوال اور نفاق کے لیے وعید

حل یعنی جب کسی سے قیامت کا وقت پوچھا جائے تو وہ صحیح جواب دے کہ اس کا وقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ مخلوق میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر قیامت کا وقت نہیں جان سکتا اور دلائل سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت قائم ہونے کا وقت بتا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

وَإِذَآ أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَٰنِ أَعْرَضَ وَنَـَٔا بِجَانِبِهِۦ ۖ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَآءٍ

اور جب ہم انسان پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور پہلو تہی کرتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے

عَرِيضٍ ﴿٥١﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُم بِهِۦ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ

چوڑی ہوتا ہے ﴿٥١﴾ تم فرما دو بھلا دیکھو کہ اگر یہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو پھر تم اس کے منکر ہو تو اس سے زیادہ گمراہ کون ہو جو

هُوَ فِى شِقَاقٍۭ بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ سَنُرِيهِمْ ءَايَٰتِنَا فِى ٱلْءَافَاقِ وَفِىٓ أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ

دور کی ضد و مخالفت میں ہے ﴿٥٢﴾ عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں گے آسمان و زمین کے کناروں میں اور خود ان کی ذاتوں میں یہاں تک کہ ان پر ظاہر

لَهُمْ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُۥ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ ﴿٥٣﴾ أَلَآ إِنَّهُمْ فِى

کر دیں گے کہ بیشک وہی حق ہے کیا یہ بات کافی نہیں کہ تمہارا رب ہر چیز پر گواہ ہے ﴿٥٣﴾ سن لو بیشک وہ

مِرْيَةٍ مِّن لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ۗ أَلَآ إِنَّهُۥ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيطٌ ﴿٥٤﴾

شک میں ہیں اپنے رب سے ملنے کے متعلق سن لو بیشک وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے ﴿٥٤﴾

الجزء ٢٥

٤٢ سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٰیات ٥٣
رکوع ٥

حٰمٓ ﴿١﴾ عٓسٓقٓ ﴿٢﴾ كَذَٰلِكَ يُوحِىٓ إِلَيْكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكَ ٱللَّهُ

حٰمٓ ﴿١﴾ عٓسٓقٓ ﴿٢﴾ غلبہ والا اللہ تمہاری طرف اور تم سے پہلے لوگوں کی طرف یونہی

شان نزول آنحضرت ﷺ کے لئے اور تکلیف پہنچنے پر کافروں کا رویہ ۔۔۔ حکم ہے قرآن سے ایک حد تک ۔۔۔ شمس و آفاق میں اللہ کی نشانیاں

آخرت سے متعلق کفار کا رویہ ۔۔۔ تمہیں تنبیہ ۔۔۔ انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی میں یکسانیت اور صفات باری تعالیٰ

ربط اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت سے ہر چیز گھیرے ہوئے ہے اور کوئی چیز اس کے علم سے احاطے سے باہر نہیں۔ (ف) اس آیت مبارکہ میں یہ اشارہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نہیں ہو سکتی کیونکہ ایسا ہوتا تو یہاں اس کا بیان ضروری تھا۔ (ف) ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ اور جب یہ وحی نہیں تو ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی ہو سکتی ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے ہیں لہٰذا وہ قرب قیامت میں ان کا نزول اس آیت کے خلاف نہیں۔

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَهُوَ الْعَلِيُّ

عزت والا ہے حکمت والا ہے ۝ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہ بڑی بلندی والا

الْعَظِيْمُ ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ

عظمت والا ہے ۝ قریب ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ جائیں اور فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ

کرتے ہیں اور زمین والوں کے لیے مغفرت مانگتے ہیں[1] سن رکھو اللہ ہی بخشنے والا

الرَّحِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۫ وَ

مہربان ہے ۝ اور جنہوں نے اللہ کے سوا (جنوں کو) مددگار بنا رکھا ہے اللہ ان پر نگہبان ہے اور

مَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ

تم ان کے کاموں پر ذمہ دار نہیں ۝ اور یونہی ہم نے تمہاری طرف عربی قرآن کی وحی بھیجی تاکہ تم

اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ

مرکزی شہر (مکہ) اور اس کے گرد رہنے والوں کو خبردار کرو اور تم جمع ہونے کے دن سے ڈراؤ جس میں کچھ شک نہیں، ایک گروہ

فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً

جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں ۝ اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک امت بنا دیتا

ربط: حکمت الٰہی کا بیان ۱ فرشتوں کی شفاعت اور اہل ایمان کے لئے استغفار مشرکین کو وعید رحمت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تسلی

عرب میں نزول قرآن کا مقصد اور لوگوں کے دو گروہ قیام قیامت کا یقینی ہونا اور گمراہ کے لیے وعید

ترجمہ: (۱) یہاں زمین والوں سے مراد اہل ایمان ہیں۔ ان سے نیچے رہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کافر اس لائق نہیں کہ فرشتے ان کے لیے استغفار کریں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کافروں کے لئے یہ عاء کریں کہ اے اللہ جل جلالہ کفر سے ان کی مغفرت فرما۔ (۲) فرشتوں کی شفاعت حق ہے۔ نبی اکرم شفاعت کر چکے ہیں اور آج بھی وہ مسلمانوں کی شفاعت کر رہے ہیں جب فرشتے شفاعت کر رہے ہیں تو پھر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت میں کیسے شک کیا جا سکتا ہے

وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّ

لیکن اللہ اپنی رحمت میں داخل فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور ظالموں کیلئے نہ کوئی دوست ہے اور

لَا نَصِيْرٍ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ

نہ مددگار ۝ یا کافروں نے اللہ سے سوا مددگار ٹھہرا رکھے ہیں ۝ تو اللہ ہی مددگار ہے اور وہ مُردوں کو زندہ

الْمَوْتٰى ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ ع

کرے گا اور وہ ہر شے پر قادر ہے ۝ اور (اے لوگو) تم جس بات میں اختلاف کرو

فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۬ؕ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝ فَاطِرُ

تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے ۝ وہ اللہ میرا رب ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ۝ وہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ

آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمہارے لئے تمہیں سے جوڑے بنائے اور چوپایوں سے

اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

جوڑے بنائے اس جوڑے سے تمہاری نسل پھیلاتا ہے اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سننے والا دیکھنے والا ہے ۝

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ

آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کی ملکیت ہیں وہ جس کے لئے چاہتا ہے روزی وسیع کرتا ہے اور تنگ فرماتا ہے۔

الفاظ: حقیقی مددگار کا بیان — کافروں کا اللہ تعالیٰ کے سوا مددگار بنانا — اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل

تشریح: ① یہاں ظالموں سے مراد کافر ہیں ان کے لئے کوئی دوست اور مددگار نہیں ہوگا اللہ کے علاوہ وہ گمراہوں میں مشغول ہو رہے ہیں ظلم سے دنیا میں بھی مدد گاروں سے جو ان سے عذاب دور کریں گے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میری شفاعت میری امت میں سے ہر گناہ کرنے والے کیلئے ہے" (ترمذی ۲۴۳۵ حدیث ۲۴۳۵) ② یہاں مددگاروں سے مراد کفار نے بت ہیں جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا مددگار اور کارساز سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ایسا نہیں ہے جو حقیقی طور پر مددگار ہو اور معبود بنانے کے قابل ہو درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی اس مدد کرتا ہے کہ کوئی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا وہ اسی کی توفیق ہو تو کوئی طاقت سے مدد کرتے ہیں۔ ③ یہاں کفار کے ساتھ اختلافات سے متعلق مسلمانوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ جس دینی بات میں ان سے اختلاف ہو تو کہیں جو یہ کہا جائے کہ اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے وہ قیامت کے دن تمہارے درمیان فیصلہ فرمادے گا۔

إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٢﴾ شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَّ

بیشک وہ سب کچھ خوب جاننے والا ہے ○ اس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر فرمایا ہے جس کی اس نے نوح کو تاکید فرمائی اور

الَّذِيٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِۦٓ إِبْرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰٓ أَنْ

جس کی ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی اور جس کی ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو تاکید فرمائی کہ

أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ

دین کو قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو ۔ مشرکوں پر یہ بات بہت بھاری ہے جس کی طرف تم انہیں بلاتے

إِلَيْهِ ۚ اللَّهُ يَجْتَبِيٓ إِلَيْهِ مَن يَشَآءُ وَيَهْدِيٓ إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ ﴿١٣﴾ وَمَا

ہو اور اللہ اپنی طرف چن لیتا ہے جسے چاہتا ہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف جو رجوع کرتا ہے ○ اور انہوں نے

تَفَرَّقُوٓا إِلَّا مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

پھوٹ ڈالی مگر اپنے پاس علم آجانے کے بعد اپنی باہمی حسد کی وجہ سے ۔ اور اگر تمہارے رب کی طرف سے ایک مقررہ مدت تک

خلاصہ تمام انبیاء کا اصل دین ایک ہی ہے ۔ توحید مشرکین پر بھاری ہونے کا بیان ۔ انتخاب نبوت سے متعلق دستور الٰہی

کو قیامت پر اٹل کتاب کو ملامت

حل ○ دین کا لغوی معنی ہے اطاعت اور اصطلاحی اعتبار سے دین ان اصول اور عقائد کا نام ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام میں مشترک ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی وحدانیت اور صفات پر ایمان لانا، تمام نبیوں اور رسولوں پر نازل کتابوں، فرشتوں، تقدیر، قیامت اور حشر و نشر پر ایمان لانا وغیرہ تمام نبیوں اور رسولوں کا اصل دین ہے اگرچہ ان کی شریعتیں مختلف رہی ہیں، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں مال غنیمت حلال نہ تھا اور مسجد کے علاوہ نماز جائز نہ تھی جبکہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت میں مال غنیمت حلال ہے اور تمام روئے زمین پر نماز جائز ہے ۔ ○ یعنی اہل کتاب نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد جو دین میں اختلاف ڈال کر کسی سے توحید اختیار کی اور کوئی کافر ہو گیا وہ اس سے پہلے جان چکے تھے کہ اس طرح اختلاف کرنا اور فرقہ فرقہ ہو جانا گمراہی ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے آپس کے حسد کی وجہ سے، ریاست و اقتدار اور علوم و فنون کے شوق میں اور اصل حقیقت کے علم ہونے پر بھی سب کچھ کیا ۔ اس آیت کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اہل کتاب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر جب تک اس وقت نہیں کی آپس میں حسد کی وجہ سے پھوٹ ڈالی۔

مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِىَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ

کی بات سے پہلے طے ہو چکی تو ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور یقیناً وہ لوگ جو ان کے بعد کتاب کے وارث بنائے گئے وہ

بَعْدِهِمْ لَفِىْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝١٤ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ

اس (قرآن) کے متعلق ایک الجھا ڈالنے والے شک میں ہیں ۝ تو اسی لیے بلاؤ اور ثابت قدم رہو جیسا تمہیں حکم دیا گیا ہے

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ

اور ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلو[13] اور کہو کہ میں اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے اتاری ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے

لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ

درمیان انصاف کروں۔[14] اللہ ہمارا اور تمہارا سب کا رب ہے۔ ہمارے لیے ہمارا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا عمل ہے۔ ہمارے اور

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝١٥ وَالَّذِيْنَ يُحَاۗجُّوْنَ فِى اللّٰهِ

تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں۔ اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف پلٹنا ہے ۝ اور وہ لوگ جو اللہ کے دین کے بارے میں جھگڑتے ہیں[15]

شانِ نزول: (قرآن سے متعلق اہل کتاب کا عالم کفار سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چند ہدایات دین الٰہی میں جھگڑنے والوں سے بے وعید)

ترجمہ: [13] مشرکین کی خواہش تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بتوں کی تعظیم کرنے یا کم از کم نہیں اللہ نہیں اور یہود و نصاریٰ کی خواہش یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قبلہ کی پیروی کریں اور تورات کے عمل سے اعراض کو منسوخ کر دیں۔ یہاں ان کی باطل خواہشات پر عمل کرنے سے ممانعت کی گئی ہے۔ انسانی خواہشات عموماً احکام خداوندی کے خلاف ہی ہوتی ہیں اس لئے ان کے بارے میں بہت ہوشیار رہنے کی حاجت ہوتی ہے حدیث پاک میں ہے۔ ہوائے نفس خواہشوں پر عمل کرنا۔ (مسند شہاب، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما) [14] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل و انصاف انتہائی اعلیٰ درجے کا تھا اور بڑے بڑے دشمن بھی اس کا اعتراف کرتے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ مکہ والوں کا اس بات پر اتفاق تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ کے امین و دعاوں میں کی لئے جاتے تھے حضرت سے پہلے اس مکہ پہنچے متعدد بار جھگڑوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرتے اور آپ کے تمام فیصلوں کو انتہائی احترام کے ساتھ بلا چوں و چرا تسلیم کیا جاتے تھے کہ یہ اس کا فیصلہ ہے۔ (اللہ شریعت اور الاول، ص ۱۳۱، ملتقطاً) [15] ان جھگڑے والوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

مِنۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ

اس کے بعد کہ اس کی (دین) قبول کیے جانچکا ہے ان جھگڑنے والوں کی دلیل ان کے رب کے نزدیک بیہودہ ہے اور ان پر

غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝١٦ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَ

غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے ۝١٦ اللہ وہی ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب کو نازل کیا

الْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝١٧ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ

اور میزان (١٧) اور تم کو کیا خبر شاید قیامت قریب ہی ہو (١٧) قیامت کی جلدی وہ لوگ مچا رہے ہیں جو

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا

اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جو ایمان لائے ہیں وہ اس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ بیشک وہ

الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝١٨ اَللّٰهُ

حق ہے سن لو بیشک قیامت کے بارے میں شک کرنے والے صریح گمراہی میں ہیں ۝١٨ اللہ

لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝١٩ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ

اپنے بندوں پر لطف فرمانے والا ہے جسے چاہتا ہے روزی دیتا ہے اور وہ قوت والا عزت والا ہے ۝١٩ جو آخرت کی

حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ

کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اسے

ف ١٩

ربط مخالفین کے دلائل مظہر ہونے کے سبب قیامت کی طرف اشارہ — قیامت کے انکار کی بے پروائی اور اہل ایمان کا خوف

قیامت میں شک کرنے والوں کی گمراہی کا بیان — چار اوصاف باری تعالیٰ

دنیا اور آخرت کے لیے اعمال کرنے والوں کے لیے دستور

لغات یہاں میزان سے مراد وہ آلہ ہے جس کے ذریعے اشیاء کا وزن کیا جاتا ہے یا اس سے مراد عدل ہے اور عدل کو میزان اس لیے کہتے ہیں کہ یہ انصاف اور حق کا آلہ ہے۔ یا یہاں میزان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق و عدل کو جانچنے کا معیار ہیں۔ ② یہاں روایت کی نفی ہے اور درایت کی اثبات کرنے کے لیے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو وقت قیامت کا علم ہے یہ اندازے اور قیاس سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بتانے سے ان کا علم ہوا ہے۔

مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ

کی کھیتی سے کچھ دیدیتے ہیں اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ۝ کیا کافروں نے کچھ شریک ٹھہرائے ہیں جنہوں نے ان کے لیے دین کا

الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ

وہ راستہ مقرر کیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ۚ اور اگر فیصلہ کرنے کی بات طے نہ ہوتی تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا ۝

وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا

اور بیشک ظالموں ۝ کے لیے دردناک عذاب ہے ۝ تم ظالموں کو دیکھو گے کہ اپنے کئے ہوئے اعمال سے ڈر رہے

كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ

ہوں گے اور ان پر وہ (عذاب) واقع ہو کر رہے گا اور ایمان لانے والے اچھے اعمال کرنے والے جنتوں کے پھولوں سے مہکتے

الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ ذٰلِكَ

ہوئے باغات میں ہوں گے ان کے لیے ان کے رب کے پاس وہ سب چیزیں ہوں گی جو وہ چاہیں گے یہی بڑا فضل ہے ۝ یہی ہے وہ

الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ قُلْ

جس کی اللہ اپنے ان بندوں کو خوشخبری دیتا ہے جو ایمان لائے اور اچھے اعمال کرتے رہے ۔ تم فرما دو

لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ

میں اس پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا مگر قرابت کی محبت ۝ اور جو بھلا کام کرے ہم اس کے لیے

ترجمہ: (مشرکوں کے دین پر تعجب اور ان کے لیے وعید اور قیامت کفار کے رسے اور مکمل مسلمانوں سے اچھے حال کا بیان
مکمل مسلمانوں کے لیے بشارت اظہار قریش سے صلہ داری کا حکم کرنے کا مطلب نیکی کا صلہ اور شان الٰہی)

حل: ① یہاں خاص کر ایسی اور ہر قسم کی بیہودہ دعوتوں کی ہے کہ کافروں نے کچھ سوچ رکھی ہیں۔ شیطانی وغیرہ وسوسوں سے نفسیہ ہوس میں سے وہ ان سے پیش کیا جو شرک اور کفار قیامت پر مشتمل ہے اور ان سے ایسی دعوتوں کو قبول کر لیا جو اللہ تعالیٰ کے دین کے خلاف ہے ② فیصلے کی بات سے مراد عذاب کو مؤخر کئے جانے اور قیامت کے دن مزا ملنے کا فیصلہ ہے ③ یہاں ظالموں سے مراد کافر ہیں ۔ ④ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا اور اکثر عرب بھی بنی مختلف شاخوں سے عبد مناف سے قریش سے تعلق رکھتے تھے یہاں انہیں ظلم و ستم سے باز رکھنے کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ اگر تم ایمان قبول نہیں بھی کرتے تو کم از کم رشتے داری کا خیال کرتے ہوئے ہمیں ایذا رسانی سے تو باز رہو ۔ تبلیغ حق کی راہ میں کانٹے نہ

لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٢٣﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

اس کی اور خوبی بڑھا دیں گے بیشک اللہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے ○ بلکہ یہ کافر کہتے ہیں اس نے اللہ پر

كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ

جھوٹ گھڑا ہے پھر اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر مہر لگا دے اور اللہ باطل کو مٹاتا ہے اور

الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٢٤﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ

اپنی باتوں کے سچے حق کو ثابت فرماتا ہے بیشک وہ دلوں کی باتیں جانتا ہے ○ اور وہی ہے جو اپنے بندوں سے

التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٢٥﴾ وَ

توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور

يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ

ایمان والوں اور اچھے کام کرنے والوں کی دعا قبول فرماتا ہے اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ عطا فرماتا ہے

وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ

اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے ○ اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کے لیے روزی وسیع کر دیتا

لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ

تو ضرور وہ زمین میں سرکشی پھیلاتے لیکن اللہ اندازہ سے جتنا چاہتا ہے اتارتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں سے

ترجمہ کیا کہتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہتے ہیں گناہگاروں کو توبہ کی ترغیب

باعمل مسلمانوں کے لیے بشارت اور کافروں کے لیے وعید تمام بندوں کو بالقدر روزی ملنے کی حکمت

حاشیہ ﴿٢٤﴾ کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے کا الزام لگایا اس سے آپ کو اذیت پہنچی اس پر ارشاد ہوا کہ اے حبیب اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو آپ کے دل پر صبر کی مہر لگا کر آپ کے قرار عطا فرما دے۔ آیت کے اس حصے کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ اگر بالفرض آپ جھوٹی بات گھڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کے دل پر مہر لگا دیتا جس سے قرآن آپ کے بھولنے سے سلب ہو جاتا اور جب اللہ تعالیٰ نے کبھی مہر نہیں لگائی تو معلوم ہوا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں باندھا اور لگانا کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹ ہے۔

خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٢٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ

خبردار ہے نہیں، کیا ہے ○ اور وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہونے کے بعد بارش اتارتا ہے اور

رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٢٨﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور وہی کام بنانے والا تعریف کے لائق ہے ○ اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش

وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ﴿٢٩﴾ وَ ع ١٠

اور ان میں جو جاندار اس نے پھیلائے ہیں سب ان کی نشانیوں میں سے ہیں اور وہ ان سب کو اکٹھا کرنے پر جب چاہے قادر ہے ○ اور

مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿٣٠﴾ وَ

تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ تمہارے ہاتھوں کے کمائے ہوئے اعمال کی وجہ سے ہے اور بہت کچھ تو وہ معاف فرما دیتا ہے ○ اور

مَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ

تم زمین میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ کے مقابلے میں تمہارا کوئی دوست ہے اور

لَا نَصِيْرٌ ﴿٣١﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِى الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ

نہ مدد گار ○ اور سمندر میں چلنے والے پہاڑوں جیسے جہاز اس کی نشانیوں میں سے ہیں ○ اگر وہ چاہے تو ہوا کو روک

الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ

دے تو جہاز سمندر کی پشت پر ٹھہرے رہ جائیں یقیناً اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر کرنے والے کیلئے نشانیاں

ترجمہ: لوگوں کی ناامیدی کے بعد بارش نازل کرنے کا بیان — قدرت الٰہی کے عجائبات — گناہ مصائب و آلام کا سبب ہیں

مرضی الٰہی کے خلاف مصیبت سے بچنا ناممکن ہے — سمندر میں پہاڑوں کی روانی قدرت الٰہی کا کرشمہ ہے

حاشیہ: ○ یعنی اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تمہارا کوئی یار و مددگار نہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف تمہیں مصیبت اور تکلیف سے بچا لے۔ اس آیت میں دعا میں دخل نہیں کیونکہ دعا اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کبھی کچھ نہیں لیتی بلکہ اس کی مرضی کے موافق کرتی ہے یہی اللہ تعالیٰ سے پسندیدہ بندوں کا معاملہ ہے کہ ان کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ شکر بدل دیتا اور بلائیں ٹال دیتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے تقدیر کو دعا بدل سکتی ہے اور نیکی ہی سے عمر بڑھتی ہے (ترمذی ۲۱۴، مشکوٰۃ ۲۰ ۲۲)

شَكُوْرٍ ﴿٣٣﴾ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ﴿٣٤﴾ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ

ہیں ﴿٣٣﴾ یا (اللہ چاہے تو) ان کشتیوں کو لوگوں کے گناہوں کے سبب تباہ کر دے اور بہت سے گناہوں سے درگزر فرمائے ﴿٣٤﴾ اور ہماری

يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ

آیتوں میں جھگڑنے سے جان جائیں کہ ان کیلئے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں ﴿٣٥﴾ تو (اے لوگو) تمہیں جو کچھ دیا گیا ہے

فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وہ دنیوی زندگی کا سامان و اسباب ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے (یہ) ان لوگوں کیلئے

وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ

ہے جو ایمان لائے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ﴿٣٦﴾ اور (وہ) جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے

وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا

بچتے ہیں اور جب انہیں غصہ آئے تو معاف کر دیتے ہیں ﴿٣٧﴾ اور (وہ) جو اپنے رب کا حکم مانتے اور نماز قائم

الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَ

کرتے ہیں اور ان کا کام ان کے باہمی مشورے سے ہوتا ہے اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں ﴿٣٨﴾ اور

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ

(ان کے لئے) جنہیں جب کوئی زیادتی پہنچے تو وہ صاف لے ساتھ بدلہ لیتے ہیں ﴿٣٩﴾ اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی ہے

فوائد: قرآن میں جھگڑنے والوں کو سخت نامردانہ کا علم — دنیاوی چیزوں سے اخروی اجر و ثواب ہی بہتر ہے

(اخروی اجر و ثواب کے حقدار لوگ — جرم سے درگزر یا بدلہ لینا جائز اور معاف کر دینا افضل ہے)

حاشیہ: ﴿٣٣﴾ یہاں صبر و شکر سے مخلص مومن مراد ہے جو تنگی، تکلیف میں صبر اور راحت و عیش میں شکر کرتا ہے اور مقصد یہ ہے کہ معرفت الٰہی کے دلائل سے کسی طرح غافل نہ ہونا مومن بندے کی شان ہے۔ حدیث پاک میں ہے مومن کے معاملے پر تعجب ہے کہ اس کا ہر معاملہ بھلائی پر مشتمل ہے اور یہ صرف اسی مومن کے لئے ہے جسے خوشحالی حاصل ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے تو اس کے حق میں بھی بہتر ہے اور اگر تنگدستی پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔ (مسلم ص ۵۹۸ حدیث ۷۳۰۰) ﴿٣٩﴾ اس کا معنی یہ ہے کہ بدلہ جرم کے برابر ہونا چاہئے اور اس میں بدلہ کو برائی سے موسوم کرنا مشابہ ہونے کی وجہ سے ہے ورنہ بدلہ تو اچھا کہا جاتا ہے جیسے وعدہ کو قرض کہا جاتا ہے۔ (معلوم ہوتا ہے)

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ

تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے، بیشک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا ﴿۴۰﴾ اور بے شک جس نے

بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ

بعد اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا بدلہ لیا ان پر کوئی راہ نہیں ﴿۴۱﴾ گرفت صرف ان لوگوں پر ہے

يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لیے دردناک

اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَمَنْ ع ۶

عذاب ہے ﴿۴۲﴾ اور بیشک جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا تو یہ صبر اور حوصلہ والے کاموں میں سے ہے[2] ﴿۴۳﴾ اور جسے

يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِىٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا

اللہ گمراہ کرے تو اس کے بعد اس کے لیے کوئی مددگار نہیں[3] اور تم ظالموں کو دیکھو گے کہ جب وہ عذاب

الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ

دیکھیں گے تو کہیں گے، کیا واپس جانے کا کوئی راستہ ہے؟ ﴿۴۴﴾ اور تم انہیں دیکھو گے کہ انہیں اس حال میں

عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِىٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

جہنم پر پیش کیا جائے گا کہ وہ ذلت کے بوجھ سے جھکے ہوئے ہوں گے، چھپی نگاہوں سے دیکھ رہے ہوں گے، اور ایمان والے کہیں گے

ع ۶

لغات بدلہ لینے کی صورت میں مظلوم پر کوئی گرفت نہیں — ظالم اور فسادی لوگ — ظلم پر صبر اور معاف کرنے کی فضیلت

بدکار سے محروم شخص اور عذاب دیکھ کر کہنے والا حال — بعد کا حال بھی — اہل ایمان کا کلام

حاشیہ [1] مظلوم کا ظالم سے بدلہ لینا ظلم نہیں اور نہ ہی اس پر گرفت ہے لیکن جن مظلوموں کو یہ بدلہ لینے کا اختیار حاصل ہے حکم اسلام کے پاس سے انتقال کر جاتے ہیں اور خود نہیں لے سکتے۔ [2] یعنی جس نے اپنے مجرم سے ظلم اور زیادتی پر صبر کیا اور اپنے ذاتی معاملات میں بدلہ لینے کی بجائے اسے معاف کر دیا تو یہ صبر اور حوصلہ والے کاموں میں سے ہے۔ اس میں کسی کے معاف کر دینے کا یہ مطلب نہیں کہ اپنے مجرم سے بدلہ لینے کا کسی کو تقاضا کرنا ہے جائز ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ مظلوم جب ظلم پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت زیادہ کرتا ہے۔ (مسلم ۲۵۸۸ ابوداؤد ۴۸۷۶) [3] یعنی جس کی بدعملیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس میں گمراہی پیدا کر دے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اس کے لیے کوئی مددگار نہیں جو اسے عذاب سے بچا سکے

إِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ

بیشک نقصان والے وہی ہیں جنہوں نے اپنا جانوں اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن نقصان میں ڈالا۔ خبردار بیشک

الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ

ظالم ہمیشہ کے عذاب میں ہیں ۝ اور ان کیلئے دوست نہ ہوں گے جو اللہ کے مقابلے میں ان کی مدد

اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ

کریں اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لئے کوئی راستہ نہیں ۝ اس (اللہ) کے آنے سے پہلے پہلے جو تمہارے رب کا حکم ہے

يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝

جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں۔ اس دن تمہارے لئے کوئی پناہ ہوگی اور نہ تمہارے لئے کچھ انکار کرنا ممکن ہوگا ۝

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاِنَّآ اِذَآ

تو اگر وہ پھر جائیں تو ہم نے تمہیں ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا تم پر صرف تبلیغ کی ذمہ داری ہے اور جب ہم آدمی کو اپنی

اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ

طرف سے کسی رحمت کا مزہ دیتے ہیں تو وہ اس پر خوش ہوجاتا ہے اور اگر انہیں ان کے ہاتھوں نے کئے پہلے ہوئے اعمال

اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۝ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ

کی وجہ سے کوئی برائی پہنچے تو انسان بڑا ناشکرا ہے ۝ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے وہ جو

لغات: ضَلَّ: گمراہ ہونا، گمراہ کرنا۔ ضَلٰلٌ: گمراہی اور ہدایت سے محرومی۔ مَلْجَأٌ: پناہ گاہ۔ نَكِيْرٌ: انکار کرنا۔ حَفِيْظٌ: نگہبان۔ بَلَاغٌ: پہنچا دینا۔ كَفُوْرٌ: ناشکرا۔

ترجمہ: بیشک نقصان والے وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن نقصان میں ڈالا۔ خبردار بیشک ظالم ہمیشہ کے عذاب میں ہیں ۝ اور ان کیلئے دوست نہ ہوں گے جو اللہ کے مقابلے میں ان کی مدد کریں اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لئے کوئی راستہ نہیں ۝ اس (اللہ) کے آنے سے پہلے پہلے جو تمہارے رب کا حکم ہے جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں۔ اس دن تمہارے لئے کوئی پناہ ہوگی اور نہ تمہارے لئے کچھ انکار کرنا ممکن ہوگا ۝ تو اگر وہ پھر جائیں تو ہم نے تمہیں ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا تم پر صرف تبلیغ کی ذمہ داری ہے اور جب ہم آدمی کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ دیتے ہیں تو وہ اس پر خوش ہوجاتا ہے اور اگر انہیں ان کے ہاتھوں نے کئے پہلے ہوئے اعمال کی وجہ سے کوئی برائی پہنچے تو انسان بڑا ناشکرا ہے ۝ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے وہ جو

مسائل: ① جس جسے اللہ تعالیٰ دنیا میں حق کے راستے سے بھٹکا دے تو اس کے لئے دنیا و آخرت میں حق تک پہنچانے والا کوئی نہیں ہوتا کیونکہ ہدایت دینا یا نہ دینا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کے اختیار میں نہیں۔ ② اس آیت سے موت یا قیامت کا دن مراد ہے

مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنٰثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ

چاہے بیٹیاں دے جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بے

يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَ

نہیں بیٹے اور بیٹیاں دونوں ملا دے اور جسے چاہے بانجھ کر دے بیشک وہ علم والا قدرت والا ہے اور کسی آدمی کے

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ

لئے نہیں کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی سے طور پر یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجے

رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

پیغام لانے والا فرشتہ کہ وہ وحی پہنچائے جو اللہ چاہے بیشک وہ بلندی والا حکمت والا ہے اور یونہی ہم نے تمہاری طرف

رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ

اپنے حکم سے روح (قرآن) وحی کی جسے اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ شریعت کے احکام کی تفصیل لیکن ہم نے قرآن کو

نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ

نور کیا جس سے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں راہ دکھاتے ہیں اور بیشک تم ضرور سیدھے رستے کی

ترجمہ: جیسا کہ طرح وحی کرتے ہیں ۶ صور میں روح قرآن سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا حال قرآن سے ہدایت کے معنی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت دیتے ہیں

تفسیر: ان آیت میں اللہ تعالیٰ نے بندوں میں اولاد کی تقسیم کے متعلق صورتیں بیان فرمائی ہیں چنانچہ فرمایا کہ وہ جسے چاہے صرف بیٹے دے جسے چاہے صرف بیٹیاں دے جسے چاہے بیٹے اور بیٹیاں دونوں عطا کر دے اور جسے چاہے اولاد سے محروم رکھے اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بیٹی دینے یا نہ دینے کی قدرت و اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے کسی عورت کے اختیار میں نہیں کہ وہ اپنے ہاں بیٹا ہی جو چاہے پیدا کرے اس حقیقت سے صرف نظر کرتے ہوئے ہی پیدا ہونے والی اولاد کا سارا الزام عورت کو مشق ستم بنانا ظلم نا انصافی اور گناہ کا طریق ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے (2) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی کے اور ان سے کلام کے تین صورتیں بیان فرمائی ہیں (1) وحی کے طور پر یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر کسی واسطہ کے انکے قلوب اور بیداری میں یا خواب میں الہام کرکے کلام فرمائے (2) وہ اوٹ عظمت کے پردے کے پیچھے سے یعنی جس پر وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنے یہاں پر وہ سے مراد سننے والے کا بیداری میں ہونا ہے (3) اللہ تعالیٰ کوئی فرشتہ بھیجے تو وہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وحی پہنچائے جو اللہ تعالیٰ چاہے

مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

طرف رہنمائی کرتے ہو ۝ اس اللہ کے رستے کی طرف (کہ) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے

اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝

سنو سب کام اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں ۝

سورۃ الزخرف ۴۳ مکیۃ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — اٰیاتھا ۸۹ رکوعاتھا ۷

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَ

حٰمٓ ۝ روشن کتاب کی قسم ۝ ہم نے اسے عربی قرآن بنایا تاکہ تم سمجھو ۝ اور

اِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ

بیشک وہ ہمارے پاس اصل کتاب میں لکھا ہوا بڑی بلند حکمت والا ہے ۝ کیا ہم تم سے قرآن کا اترنا اس لئے بند کر دیں

كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ

کہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو ۝ اور ہم نے کتنے ہی پہلے لوگوں میں نبی بھیجے ۝ اور ان کے پاس جو

مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ

بھی نبی آیا وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے ۝ تو ہم نے ان سے زیادہ قوت والوں کو ہلاک کر دیا اور پہلے

ع ۱ — معارف: صراط مستقیم کی پہچان — عربی میں قرآن نازل کرنے کی حکمت — (قرآن کی عظمت و اہمیت)

کفار و مشرکین کے سبب سے وحی قرآن نہیں رک سکتا — کفار کے مذاق اڑانے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

معارف: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرمایا ہے۔ یہاں اصل کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اے کفار مکہ تمہارے قرآن سے اعراض کرنے کی وجہ سے یا تم ہمیں بیکار سمجھ کر ہم اپنی اور تمہاری طرف سے کتاب نازل کرنا چھوڑ دیں اور تمہیں حکم دینا اور تمہیں نصیحت کرنا ترک کر دیں یا تم ایسا نہیں کریں گے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے قرآن پاک نازل فرمایا جب اس امت کے پہلے لوگوں نے اس سے اعراض کیا تھا تو وہ عذاب ہلاک ہو جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و کرم سے اس امت کی آن کا ذکر جاری رکھا۔ خازن الوجیز الجزء الثانی ۵

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ

لوگوں کا حال گزر چکا ہے ○ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے ہیں تو فوراً کہیں گے

خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ

انہیں زبردست دانا و علیم ذات نے بنایا ○ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور

لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ

تمہارے لیے اس میں رستے بنائے تاکہ تم راہ پاؤ ○ اور وہ جس نے ایک اندازے سے آسمان سے

مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَالَّذِيْ

پانی نازل کیا پھر اس کے ذریعہ سے ہم نے مردہ زمین کو زندہ کر دیا اسی طرح تم نکالے جاؤ گے ○ اور جس

خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾

نے تمام جوڑوں کو پیدا کیا اور تمہارے لیے کشتیوں اور چوپایوں کی سواریاں بنائیں ○

لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ

تاکہ تم ان کی پیٹھوں پر سیدھے ہو کر بیٹھو پھر جب اس پر سیدھے ہو کر بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کا احسان یاد کرو

وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

اور یوں کہو پاک ہے وہ جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں کر دیا ورنہ ہم سے قابو کرنے کی طاقت نہ تھی ○

حل لغات (رشتہ دار آسمان سے خالق سے متعلق لغات سے سوال اور ان کا جواب ۱۰ دنیا کی پیدائش پر دلالت کرنے والی مصنوعات الٰہیہ کا بیان

سواری نعمت کا شکر اور سوار ہو کر پڑھی جانے والی دعا

حاشیہ ۷ جس پھیلاؤ اور ٹھہرنے کے ہوئے ہیں سفر کی غرض سے بیٹھنے کو ہموار اور نرم بنانا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، اگر وہ چاہتا تو سفر سے بیٹھنے کو ناہموار سخت بنا دیتا لیکن اس صورت میں وہ پیدل سفر کرنے اور زمین سے فائدہ اٹھانے میں دشواری محسوس کرتا۔ ۸ آسمان سے مراد یہ ہے کہ وہ پانی۔ اندازہ ہے جس سے لوگوں کی حاجتیں پوری ہوں نہ اتنا مادہ ہے جس سے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی طرح لوگ ہلاک ہو جائیں بلکہ لوگوں کے حاجت و ضرورت کے عین مطابق ہے۔ ۹ تمام جوڑے پیدا کرنے سے مراد یہ ہے کہ مخلوق کی تمام اقسام کے جوڑے بنائے یا یہ مراد ہے کہ تمام انواع کے جوڑے بنائے جیسے میٹھا اور نمکین، سفید اور سیاہ، مذکر اور مؤنث وغیرہ۔

وَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ جَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ

اور بیشک ہم اپنے رب ہی کی طرف پلٹنے والے ہیں ﴿۱۴﴾ اور ان لوگوں نے اللہ کے بندوں میں سے کچھ کو اس کا جز ٹھہرا دیا بیشک آدمی

لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّ اَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَ اِذَا ع ۱۰

صریح ناشکرا ہے ﴿۱۵﴾ کیا اس نے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں لیں اور تمہیں بیٹوں سے ساتھ خاص کیا ﴿۱۶﴾ اور جب

بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾

ان میں کسی کو اس چیز کی خوشخبری سنائی جائے جسے اللہ کے ساتھ اس نے وصف کیا ہے جس کی مثال دی گئی تو اس کا منہ سیاہ ہو جائے اور وہ غم سے بھرا ہوا ہو ﴿۱۷﴾

اَوَ مَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَ هُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾ وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

اور کیا وہ جس کی پرورش زیور میں ہوتی ہے اور وہ بحث میں صاف بات سے اپنی حجت نہیں بنا سکتا ﴿۱۸﴾ اور انہوں نے فرشتوں کو

الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَ

جو کہ رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں ٹھہرا دیا کیا یہ لوگ ان کے بنائے وقت موجود تھے؟ اب ان کی گواہی لکھ لی جائے گی اور

يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ؕ

اس سے جواب طلب ہوگا ﴿۱۹﴾ اور یہ لوگ کہتے ہیں اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان (فرشتوں) کی عبادت نہ کرتے انہیں اس حقیقت کی کچھ خبر نہیں

اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾

وہ صرف جھوٹ بول رہے ہیں ﴿۲۰﴾ یا ہم نے اس سے پہلے ان کو کوئی کتاب دی ہے جسے وہ مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں ﴿۲۱﴾

خلاصہ: اللہ تعالیٰ سے بے جا عقیدے رکھنے والوں کا رد، اپنی بیٹیوں کو اللہ کا حصہ قرار دینے والوں کا حال، عورتوں میں پائی جانے والی دو عمومی کمزوریوں

اور فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دینے کا رد، فرشتوں کی پوجا پر مشرکین کی دلیل اور اس کی تردید

ربط: ﴿۱۴﴾ کفار کا فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہنا کیسی بے تکی بات ہے اس کا ذکر فرمایا ہے یہ ظاہر ہے کہ جو مولود ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت کرنا غلط ہے اور کفر سب سے بڑی ناشکری ہے ﴿۲۰﴾ کفار کہتے ہیں اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان (فرشتوں) کی عبادت نہ کرتے ان کے اس دعویٰ کی تردید فرمائی ہے کہ ہم جو فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہے ﴿۲۱﴾ اگر ایسا ہوتا تو ہمیں ایسے سے دینا بلکہ ہمارے کسی دعوے پر جب تک دلیل و ثبوت نہ ہو کوئی دعویٰ ثابت نہیں ہوتا ہے ان کا دعویٰ کیا کہ ہمیں وحی الٰہی کا کچھ علم نہیں اور نہ ہمیں معلوم ہوا ہے ﴿۲۲﴾ مشرکین کا اصل عقیدہ یہ تھا کہ کائنات کو پیدا کرنے والا اللہ ہے اور اس کے ساتھ دوسرے معبود بھی ہیں ان کا یہ عقیدہ ان کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ﴿۲۳﴾ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں ﴿۲۴﴾ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ پیدا ہونے والے تمام جانوروں سے اللہ تعالیٰ راضی ہے اور یہ عقیدہ شان نبی سے بعید ہے۔

بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ

بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کے نقش قدم پر راہ پا رہے ہیں ﴿۲۲﴾ اور

كَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ

اسی طرح ہم نے تم سے پہلے جب کسی شہر میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا تو وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی

اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَلَوْ

کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کے نقش قدم کی پیروی کر رہے ہیں ﴿۲۳﴾ اس نے فرمایا کیا اگر میں

جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ

تمہارے پاس اس سے بہتر دین لے آؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے؟ انہوں نے کہا جس دین کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے ہم

بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾

اس کا انکار کرنے والے ہیں ﴿۲۴﴾ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا تو دیکھ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا ﴿۲۵﴾

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا میں تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں ﴿۲۶﴾ مگر

الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ

وہ جس نے مجھے پیدا کیا تو وہ ضرور مجھے جلد سیدھا راستہ دکھائے گا ﴿۲۷﴾ اور ابراہیم نے یہ کلمہ اپنی نسل میں باقی رہنے والا کلمہ بنا دیا

ع ۳

ربط: اس کے سامنے میں کفار قریش کی مذمت تھی ۔ قریش اور عرب کفار کے عقیدہ میں مشغول ۔ گزشتہ کفار کا انجام

باطل معبودوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلان ۔ اعلان براءت کی روایت و نبی نسل میں باقی رہنا

تفسیر ﴿۲۲﴾ ان آیات میں خوش حال اور مترفین کفار کا جو طرز عمل بیان ہوا اس سے معلوم ہوا کہ مال و دولت کی کثرت اور دنیا کی نعمتیں اور عیش و نشاط نے جب انسان پر آخرت کے معاملے میں غفلت کا زنگ چڑھا دیا ہے اور اس کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ نے جو بندوں کی قدر اور ان کی بات کی اہمیت رکھی ہے وہ بالکل کم ہو جاتی ہے ﴿۲۳﴾ یعنی باپ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی والد مراد نہیں بلکہ چچا مراد ہے۔
﴿۲۸﴾ کلمہ توحید کو باقی رہنے والا کلمہ بنانے سے مراد یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا میں قیامت تک ایسے لوگ پیدا کرتے رہیں گے جو توحید پر قائم اور توحید کی دعوت دینے والے ہوں اور یہ سلسلہ جاری رہے اور کلمہ اس لئے بنایا کہ ان کی نسل میں سے جو شرک کرے وہ توحید کی دعوت دینے والوں کی بات سن کر شرک سے باز آ جائے اور توحید کے کلمہ کی طرف لوٹ آئے اور یہ کلمہ ختم نہ ہونے پائے۔

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَ

تاکہ وہ رجوع کریں ﴿۲۸﴾ بلکہ میں نے تو انہیں اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیئے یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور

رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

صاف بتانے والا رسول تشریف لایا ﴿۲۹﴾ اور جب ان کے پاس حق آیا تو کہنے لگے یہ جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں ﴿۳۰﴾

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ

اور کہنے لگے ان دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر یہ قرآن کیوں نہ اتارا گیا ﴿۳۱﴾ کیا

يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ

تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں ﴿۳۲﴾ یا ہم زندگی میں ان کے درمیان ان کی روزی کا ہم نے ہی تقسیم کی ہے اور

رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَ

ہم نے ان میں کسی کو دوسرے پر کئی درجے بلند کیا ہے تاکہ ان میں ایک دوسرے کو اپنا خادم بنائے اور

رَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً

تمہارے رب کی رحمت ان کے جمع کئے ہوئے سے بہتر ہے جو وہ جمع کر رہے ہیں ﴿۳۲﴾ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک طریقہ کے ہو جائیں گے ﴿۳۳﴾

تعارف ﴿۲۸﴾ کفار قریش پر اتمام حجت کی راہ ان کا قرآن سے ساتھ دیدہ نظر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض اور کہیں جو بات لوگوں کے ضلالت میں تقاومت کی علت دنیا کی بے ثباتی اور حقارت کا بیان

حل لغات ﴿۲۹﴾ دو شہروں سے مراد مکہ اور طائف ہیں بڑے آدمی سے مراد مکہ مکرمہ میں ولید بن مغیرہ اور طائف میں عروہ بن مسعود ثقفی ہے ﴿۳۲﴾ یہاں سے رحمت سے مراد نبوت ہے نبوت عطا فرمانے کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اس لئے اسے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اور اس کا قرآن میں اعلان بھی فرما دیا ہے اور اس کا قرآن میں اعلان بھی فرما دیا ہے اور اس کو دوسرا شخص پا نہیں سکتا ﴿۳۳﴾ یہاں رحمت سے مراد جنت ہے اور یہ یقیناً کفار کے جمع کردہ دولت سے بہتر ہے ﴿۳۴﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر اس بات کا لحاظ نہ ہوتا کہ کفار کا مال و دولت اور عیش و عشرت دیکھ کر سب لوگ کفر کی طرف رغبت کریں گے اور کفر میں فضیلت سمجھ کر سبھی کفر کو اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور کافروں کے گھروں کو سونے اور چاندی کا بنا دیتا۔ اس آیت کی صداقت کی زندہ مثال کھلی آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہے کہ کفار کے پاس دولت اور عیش و عشرت سے متاثر ہو کر کچھ مسلمان بنا دین چھوڑ چکے ہیں اور کچھ اسلام سے برگشتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت دے۔ آمین

لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ

تو ہم ضرور رحمٰن کے منکروں کے لئے ان کے گھروں کی چھتیں اور سیڑھیاں چاندی کی بنا دیتے

عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۵﴾

جن پر وہ چڑھتے ﴿۳۴﴾ اور ان کے گھروں کے لئے دروازے اور تخت بنا دیتے جن پر وہ تکیہ لگا کر

وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ

اور (سونے چاندی کے) آرائش کے سامان (بھی بنا دیتے) اور یہ سب کچھ نہیں مگر دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور آخرت

عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ ع ۱۳

تمہارے رب کے ہاں پرہیزگاروں کے لئے ہے ﴿۳۵﴾ اور جو رحمٰن کے ذکر سے آنکھ پھیرے تو ہم

لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ

اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی رہتا ہے ﴿۳۶﴾ اور بیشک وہ شیطان ان کو رستے سے روکتے ہیں

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ

اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں ﴿۳۷﴾ یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا تو (اپنے ساتھی شیطان سے) کہے گا کاش!

بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ

میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کے برابر دوری ہوتی (تو اچھا تھا) کیا ہی برا ساتھی ہے ﴿۳۸﴾ اور آج یہ بات تمہیں ہرگز نفع

الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ

نہیں دے گی جب تم (دنیا میں) ظلم کرتے تھے کہ تم سب عذاب میں شریک ہو ﴿۳۹﴾ تو کیا تم بہروں کو سنا

ترجمہ یعنی جو اللہ کی یاد سے منہ پھیرے اس پر شیطان مسلط کیا جاتا شیطانوں اور ان کی پیروی سے منہ پھیرنے والوں کا حال

اور قیامت کے دن اللہ سے منہ پھیرنے والے ان آیات کا پڑھنا یا سننا ظالموں کی حسرت کا باعث ہوگا کفار کی ہمیشہ عبرتناک حالت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی

نوٹ ① یہاں رحمٰن سے ذکر سے مراد قرآن کریم ہے اور اس سے اندھا ہونا یہ ہے کہ بندہ قرآن کی ہدایتوں کو نہ سمجھے نہ اس سے فائدہ اٹھائے اور رحمٰن کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی یاد مراد ہے اور اس سے اندھا ہونا یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جائے اور عذاب سے بے خوف ہو جائے

الصُّمَّ اَوْ تَهْدِی الْعُمْیَ وَمَنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا

کے یا اندھوں کو راہ دکھا دے اور نہیں جو کھلی گمراہی میں ہیں ﴿۴۰﴾ پھر اگر ہم تمہیں لے جائیں تو ان سے ہم

مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَوْ نُرِیَنَّكَ الَّذِیْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَیْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾

ضرور بدلہ لینے والے ہیں گے ﴿۴۱﴾ یا ہم تمہیں دکھا دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے تو ہم ان پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۴۲﴾

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۴۳﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ

تو تم مضبوطی سے تھامے رکھو جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے بیشک تم سیدھی راہ پر ہو ﴿۴۳﴾ اور بیشک یہ قرآن

لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ

تمہارے اور تمہاری قوم کیلئے شرف دیرپا ہے اور (اے لوگو) عنقریب تم سے پوچھا جائے گا ﴿۴۴﴾ اور جو ہم نے تم سے پہلے بھیجے

رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى

رسولوں سے ان سے پوچھ لو کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے سوا کچھ اور معبود مقرر کئے ہیں جن کی عبادت کی جائے ﴿۴۵﴾ اور بیشک ہم نے موسیٰ

ع ۵

لغات: قرآن کریم و مضبوطی سے تمہارے تھامنے کی تاکید — قرآن یہ عظمت و ناموری کا سبب ہے — جواب پوچھ گچھ کا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور قرآن کا ذکر

ملاحظہ: ۱ یہاں بہرے سے مراد ان کا بہرہ اور اندھوں سے مراد ان کا اندھا ہے — ھی گمراہی میں ہونے سے مراد وہ کافر ہے جس کے نصیب میں ایمان نہیں وہ کبھی ہدایت نہیں پا سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تسلی نہیں سنا جا رہی کہ وہ قرآن سن کر سمجھ نہیں سکتے قبول نہیں کرتے وہ اس لائق نہیں رکھتا وہ کبھی ہدایت کی راہ پر نہیں لگ سکتے کہ وہ حق بات سمجھنے والی آنکھ ہی سے محروم ہے۔ جو کھلی گمراہی میں ہے اسے سنانا سمجھانا بے سود ہے۔ غرض کافر کبھی ہدایت پانے کے انعام میں یہاں سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اس میں کفار کے یہاں ناکام ہونے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے ۲ قرآن کریم بطور عام حاصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور عمومی طور پر پوری امت کے لئے عظمت و شرافت کا ذریعہ ہے۔ قرآن کے ذریعے عظمت و شرافت حاصل ہونے کی صورت یہ ہے کہ اس کے احکامات و تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ مسلمانوں کے سنہرے دور میں پوری دنیا میں عظمت و شرافت قرآن و سنت پر عمل کرنے کی ہی برکت سے تھی اور آج کے مسلمانوں کی ذلت و پستی کی بہت بڑی وجہ قرآن پر عمل چھوڑ دینا ہے ۳ یہاں دونوں سے مراد ان سے ادا یاں اور باتیں ہیں۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ رسولوں کے ادیان اور ان کی شریعتوں میں توحید کی ہی دعوت دی گئی ہے یا رسولوں سے مراد اہل کتاب ہیں سے یہاں سے وہ اہل کتاب میں سے ہیں۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے جو یہاں ہے ان سے پوچھ لو کہ کیا کسی رسول نے غیر اللہ کی عبادت کی اجازت دی تھی۔

بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

ہماری نشانیوں سے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو اس نے کہا بیشک میں سارے جہانوں کے رب کا رسول ہوں ﴿۴۶﴾ پھر جب

بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ

وہ ان کے پاس ہماری نشانیوں لایا تو وہ اس پر ہنسنے لگے ﴿۴۷﴾ اور ہم نہیں جو نشانی دکھاتے تھے وہ پہلی نشانی سے بڑی ہوتی ﴿۴۸﴾

اُّخْتِهَا وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ

اور ہم نے انہیں عذاب میں گرفتار کیا تاکہ وہ باز آجائیں ﴿۴۸﴾ اور انہوں نے کہا اے جادوگر ہمارے لئے اپنے رب سے دعا

لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ

کر اس عہد کے سبب جو اس نے تجھ سے کر رکھا ہے بیشک ہم ہدایت پر آجائیں گے ﴿۴۹﴾ پھر جب ہم نے ان سے وہ مصیبت ٹال دی تو کیا

اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ

فوراً ہی انہوں نے عہد توڑ دیا ﴿۵۰﴾ اور فرعون نے اپنی قوم میں اعلان کرتے ہوئے کہا اے میری قوم کیا مصر کی بادشاہت میری

مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ

نہیں ہے اور یہ نہریں جو میرے نیچے بہہ رہی ہیں کیا تم دیکھتے نہیں ﴿۵۱﴾ یا میں اس سے بہتر ہوں جو

هٰذَا الَّذِىْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْلَآ اُلْقِىَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ

معمولی درجہ کا ہے اور صاف طریقے سے بات نہیں کر سکتا ﴿۵۲﴾ پھر اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں اتارے گئے

اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا

یا اس کے ساتھ فرشتے قطار باندھ کر آتے ﴿۵۳﴾ تو فرعون نے اپنی قوم کو بیوقوف بنایا تو وہ اس کے کہنے پر چل پڑے بیشک وہ

مفردات: نشانیاں دیکھ کر فرعونیوں کا ہنسنا — نشانیوں کی وضاحت اور فرعونیوں پر مصائب

قرعونیوں کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نشانی کی درخواست اور ایمان نہ لانا — مصیبت ٹلنے پر فرعونیوں کی عہد شکنی

فرعون کی طرف سے اپنی قوم کی رہنمائی — فرعون کا اپنی قوم کو بیوقوف بنانا

مفہوم: یعنی ہر ایک نشانی اپنی خصوصیت میں دوسری سے بڑھ چڑھ کر اور ایک سے ایک بڑھی تھی۔

قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿٥٤﴾ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٥٥﴾

نافرمان لوگ تھے ○ پھر جب انہوں نے ہمیں ناراض کیا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا یا تو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا ○

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا

تو ہم نے انہیں اگلی داستان کر دیا اور بعد والوں کیلئے مثال بنا دیا ○ اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی جاتی ہے تو جھٹ

قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا

تمہاری قوم اس سے چیخنے لگتی ہے ○ اور کہتے ہیں کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ؟ انہوں نے یہ مثال تم سے صرف جھگڑنے کیلئے

جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿٥٨﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ

بیان کی ہے بلکہ وہ جھگڑنے والے لوگ ہیں ○ عیسیٰ تو نہیں ہے مگر ایک بندہ جس پر ہم نے احسان کیا ہے اور ہم نے اسے

مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰۗىِٕكَةً فِي الْاَرْضِ

بنی اسرائیل کے لئے عجیب نمونہ بنایا ○ اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے تمہارے بدلے فرشتے

يَخْلُفُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ

بنا دیتے ○ اور بیشک عیسیٰ ضرور قیامت کی ایک خبر ہے ○ تو ہرگز قیامت میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو یہ سیدھا

نام: قوموں کا نام آیا ہے۔ ان کے علاقے کا نام ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب و شان کا بیان

اللہ تعالیٰ کی شان: بے پیارے۔ قیامت میں شک کرنے کی ممانعت۔ اطاعت رسول کی تاکید

شانِ نزول: عبداللہ بن زبعری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ یعنی اے مشرکو! تم اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن چیزوں کو تم پوجتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہیں۔ بیشک سورج چاند فرشتوں حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کی گئی ہے پھر تو یہ سب بھی ہمارے معبودوں کے ساتھ (معاذ اللہ) جہنم میں ہوں گے۔ اس کی بات سن کر کفار قریش ہنسنے لگے اور کہنے لگے یہ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ جس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اس میں ان بتوں کا ذکر ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں۔ **۲** عجیب نمونہ بنانے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو باپ کے بغیر پیدا فرما کر اس عمل کے کرنے پر قدرت کا عجیب شاہکار بنایا۔ **۳** یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے دوبارہ زمین پر تشریف لانا قیامت کی بہت بڑی علامت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ہونا اور نبی اللہ ہونے کی حیثیت سے ہوگا

مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٦٥﴾ وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى

راستہ ہے ○ اور ہرگز شیطان تمہیں روکے بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ○ اور جب عیسیٰ روشن نشانیاں لایا تو

بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ

اس نے کہا میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں اور میں اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں بعض وہ باتیں بیان کر دوں جن میں

فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿٦٦﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۚ

تم اختلاف کرتے ہو تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ○ بیشک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے تو اس کی عبادت کرو

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦٧﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

یہ سیدھا راستہ ہے ○ پھر دو گروہ آپس میں مختلف ہوگئے تو ظالموں کیلئے

مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿٦٨﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

بڑے دن کے عذاب سے بڑی خرابی ہے ○ وہ قیامت ہی کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان پر اچانک آجائے اور انہیں

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٧﴾ يٰعِبَادِ ع ۲۱

خبر بھی نہ ہو ○ اس دن گہرے دوست بھی دوسرے کے دشمن ہوجائیں گے سوائے پرہیزگاروں کے ○ ان سے فرمایا جائے گا اے

حواشی: شیطان سے متعلق یہ تاکید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری اور مقصد بعثت کا بیان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقانیت توحید عیسائیوں کا باہمی اختلاف اور ظالموں کے لیے وعید کفار کا انجام

قیامت پرہیزگاروں کے علاوہ گہرے دوستوں کی دشمنی کی خبر سعادت ابدی کی بشارت اور خوف و غم سے حفاظت کا حکم

مفہوم: آپس کی دوستی جو دنیا کی طمع اور معصیت کی بنا پر تھی وہ قیامت کے دن دشمنی میں بدل جائے گی البتہ دینی دوستی اور وہ محبت جو اللہ تعالیٰ کے لیے تھی دشمنی میں تبدیل نہ ہوگی بلکہ باقی رہے گی دراصل یہاں کے کام وہاں کے لیے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہوگی؟ ارشاد فرمایا تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ عرض کی میں نے کوئی تیاری نہیں کی ہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا تو اس کے ساتھ ہے جس سے تجھے محبت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسلام سے بعد مسلمانوں کو اس کلمہ سے خوشی ہوئی اتنی خوشی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ (بخاری، ۲/۵۲۰، حدیث: ۳۶۸۸)

لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا

مجھ سے بندو! آج نہ تم پر خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے ○ وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے

وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾

اور وہ فرمانبردار تھے ○ تم اور تمہاری بیبیاں جنت میں داخل ہو جاؤ اور تمہیں خوش کیا جائے گا ○

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ

ان پر سونے کی طشتریاں اور جاموں کے دور ہوں گے اور جنت میں وہ تمام چیزیں ہوں گی جن کی ان سے نفس خواہش

الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ

کریں گے اور جن سے آنکھوں کو لذت ملے گی اور تم ان میں ہمیشہ رہو گے ○ اور یہ وہ جنت ہے

الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ

جس کا تمہارے اعمال کے صلے تمہیں وارث بنایا گیا ہے ○ تمہارے لیے اس میں بہت سے پھل ہیں

مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾

جن میں سے تم کھاتے رہو گے ○ بیشک مجرم جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ○

ترجمان اُن جنت سے ہے جنتی تمہیں جنت کا وارث ہے کا ظاہری سبب (جنتی پھلوں کا بیان)

کفر کے لیے جہنم بدں سزا کا بیان

عالم ۱ سب میں خدا تعالیٰ کی رحمت و فضل سے ہو گا اور فضل رحمت نصیب ہونے کا سبب اور ذریعہ نیک اعمال ہیں۔ یونہی جنت میں درجات کی تقسیم بھی نیک اعمال کے مطابق ہو گی۔ ۲ جنت کا وارث بنائے جانے سے متعلق حدیث پاک میں ہے: تم میں سے ہر شخص کا ایک گھر جنت میں اور ایک گھر جہنم میں ہے کافر جہنم میں مومن کے گھر کا وارث بن جاتا ہے اور مومن جنت میں کافر کے گھر کا وارث بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے۔ (ابن ابی حاتم الاعراف تحت آیۃ ۴۳ ، ۴۸۶۹) ۳ یہاں مجرموں سے مراد کفار ہیں۔ قرآن مجید میں کفار کے لئے بیان کی گئی سزاؤں میں مسلمانوں کے لئے بھی عبرت اور نصیحت ہے یہ الگ بات ہے گرچہ اس میں شک نہیں کہ اکثر اوقات مسلمان ہیں لیکن کسی کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مرتے دم تک مسلمان رہے گا کیونکہ جس طرح بے شمار کفار خوش قسمتی سے مسلمان ہو جاتے ہیں اسی طرح بہت سے مسلمان بھی بدقسمتی سے کفر اختیار کر لیتے ہیں اور ممکن ہے کچھ مسلمانوں کو بھی اپنا خاتمہ بالشر ہونے اور اپنے ایمان کی سلامتی کے لئے فکر مند ہونا چاہئے۔

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا هُمُ

کبھی ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اس میں مایوس پڑے رہیں گے ○ اور ہم نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧٦﴾ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ

ظالم تھے ○ اور وہ پکاریں گے اے مالک (داروغۂ جہنم) تیرا رب ہمارا کام تمام کر دے وہ جواب فرمائے گا تمہیں

مّٰكِثُوْنَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٨﴾ اَمْ

ٹھہرنا ہے ○ بیشک ہم تمہارے پاس حق لائے مگر تم میں اکثر حق کو ناپسند کرنے والے تھے ○ کیا

اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿٧٩﴾ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ

انہوں نے کام پکا کر لیا ہے تو ہم بھی (اپنا کام) پکا کرنے والے ہیں ○ یا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی خفیہ باتیں اور ان کی خفیہ مشاورت

وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٨٠﴾ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ

نہیں سنتے (سنتے ہیں) ہاں (سنتے ہیں) اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں ○ تم فرماؤ اگر رحمٰن کے

وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿٨١﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ

کوئی بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرنے والا ہوتا ○ آسمانوں اور زمین کا رب عرش کا مالک

الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ

ان باتوں سے پاک ہے جو کافر بیان کرتے ہیں ○ تو تم انہیں چھوڑ دو کہ بیہودہ باتیں کریں اور کھیلیں یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن کو پائیں

خلاصہ: کفار کی اولاد جہنم سے فرار اور ان کا جواب (کفار قریش کو تنبیہ، عذاب کی دھمکی اور انہیں کے ایک گمان کی تردید)
اللہ تعالیٰ سے بے ادبی قرار دینے، ان سے بیعد ان کام (کفار کی شرکیہ باتوں سے اللہ تعالیٰ کے پاک ہونے کا بیان)
کفار سے متعلق ایک ہدایت

ہدایت: ان آیات سے بہت سی باتوں کا اظہار ہوتا ہے کفار کا انجام ان سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو مسلمان ہونے کے باوجود اسلامی شعائر کو ناپسند کرتے ہیں اسلامی احکامات پر عمل کرنے والوں کو بری نظر سے دیکھتے ہیں اس کام سے اور اسلامی احکام پر عمل سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں

الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ

جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے ﴿۸۳﴾ اور وہی آسمان والوں کا معبود ہے اور زمین والوں کا معبود ہے اور وہی

الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۴﴾ وَ تَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

حکمت والا علم والا ہے ○ اور وہ اللہ بڑی برکت والا ہے جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

وَ مَا بَیْنَهُمَا ۚ وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَ لَا یَمْلِكُ

سب کی بادشاہی ہے اور قیامت کا علم اسی کے پاس ہے اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے ○ اور اللہ کے سوا

الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ

جن کو یہ لوگ پوجتے ہیں وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے ہاں (شفاعت کا اختیار انہیں ہے) جو حق کی گواہی دیں اور

یَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾

ہم کہیں ○ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور کہیں گے "اللہ نے" تو کہاں اوندھے جاتے ہیں؟ ○

وَ قِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَ قُلْ

رسول کے اس کہنے کی قسم "اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے" تو ان سے منہ پھیر لو اور فرما دو

سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

بس سلام ہے تو عنقریب جان جائیں گے ○

الدخان ۴۴

لغات: مَنْ = جن و آسمان والوں کا معبود ہونا ثابت ہے — کفر کے باطل معبود شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے

مشرکین کے خلاف اظہار تعجب — کلام حبیب کی قسم — کے متعلق مزید بحث

حاشیہ: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی بجائے لفظ جن جنوں کی عبادت کرتے ہیں وہ بیکار کا الجھن میں کسی کی شفاعت کرنے کا اختیار نہیں رکھتے ہاں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیں اور دل سے اس بات کا علم رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا رب ہے ایسے متقیوں کے لیے اللہ والوں کی شفاعت ہو گی ﴿۸۷﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں قسم یاد فرمائی اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ظاہر ہے

سورۃ الدخان ٤٤ مکیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رکوعاتہا ٣ اٰیاتہا ٥٩

مع

حٰمٓ ۝١ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝٢ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا

حٰمٓ ۝١ اس روشن کتاب کی قسم ۝٢ بیشک ہم نے برکت والی رات میں اتارا[1] بیشک ہم

مُنْذِرِيْنَ ۝٣ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝٤ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا

ڈر سنانے والے ہیں ۝٣ اس رات میں ہر حکمت والا کام بانٹ دیا جاتا ہے[2] ۝٤ ہمارے پاس سے حکم سے بیشک ہم

كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝٥ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٦

بھیجنے والے ہیں ۝٥ تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے ۝٦

رکوع ١

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝٧

وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تم یقین رکھنے والے ہو ۝٧

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٨

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے وہ تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب ہے ۝٨

بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝٩ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاۗءُ بِدُخَانٍ

بلکہ وہ کافر شک میں پڑے کھیل رہے ہیں ۝٩ تو تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں

ترجمہ: قرآن اتارنے کے لیے خصوصی اہتمام کا بیان — مبارک رات میں نئی حکمت امور کی تقسیم

کفار قریش کو نصیحت — انکار قرآن کی اصل وجہ — کفار قریش کے پاس دلیل اور اس کی شدت کا بیان

حاشیہ: (1) اکثر مفسرین کے نزدیک برکت والی رات سے شب قدر مراد ہے اور بعض مفسرین اس سے شب برات مراد لیتے ہیں

(2) بعض احادیث میں بیان ہوا ہے کہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو لوگوں کے امور کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے ان احادیث اور اس آیت میں مطابقت یہ ہے کہ فیصلہ تو شعبان کی رات ہو جاتا ہے اور شب قدر میں وہ فیصلہ ان فرشتوں سے حوالے کر دیا جاتا ہے جنہوں نے اس فیصلے کے مطابق عمل کرنا ہوتا ہے (3) یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے جو دلائل دیے گئے ان کا تقاضا تو یہ تھا کہ کفار اس کی وحدانیت کو مان لیتے لیکن یہ پھر بھی نہیں مانتے بلکہ وہ اس طرف سے شک میں پڑے اور دنیا کے کھیل کود میں مصروف ہیں اور اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے۔

مُّبِيْنٍ ۝ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ

لائے گا ۝ جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ دردناک عذاب ہے ۝ وہ دن کہیں گے اے ہمارے رب ہم سے عذاب دور کر دے

اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝

ہم یقیناً ایمان لاتے ہیں ۝ ان کیلئے نصیحت (کا کیا) ہوگا حالانکہ ان کے پاس حقائق بیان فرمانے والا رسول تشریف لا چکا ۝

ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا

پھر وہ اس سے منہ پھیر گئے اور کہنے لگے یہ تو سکھایا ہوا دیوانہ ہے ۝ ہم کچھ دنوں کیلئے عذاب دور کرنے والے ہیں

وقف لازم

اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ۝ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۝ وَ

بیشک تم پھر لوٹنے والے ہو ۝ جس دن ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے بیشک ہم بدلہ لینے والے ہیں ۝ اور

وقف لازم

لَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۝ اَنْ اَدُّوْٓا

بیشک ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو آزمایا ان کے پاس ایک معزز رسول تشریف لائے ۝ (اور کہا) کہ اللہ کے بندوں کو

اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْٓ

میرے حوالے کرو بیشک میں تمہارے لیے امانت والا رسول ہوں ۝ اور یہ کہ اللہ کے مقابلے میں سرکشی نہ کرو بیشک میں

مقاصد مشاہدۂ معصیت کے بعد کفار کی دعا اور ایمان لانے کا وعدہ ۔ کفار قریش کے عہد ایمان کی تردید ۔ کفار قریش کی دعا کا جواب

دوبارہ قیامت کی گرفت کی یاد دہانی ۔ کفار قریش اور قوم فرعون کے حالات میں مشابہت کی طرف اشارہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کی واپسی کا مطالبہ اور فرعون کو نصیحت

ربط ۝ ان دھوئیں سے مراد بھوک کی شدت سے آنکھوں کے سامنے چھا جانے والا اندھیرا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب کفار نے مسلسل سرکشی کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف بددعا فرمائی جس سے وہ قحط میں مبتلا ہوئے اور بھوک کی شدت سے حال یہ ہوا کہ جب وہ آسمان کی طرف دیکھتے تو انہیں دھواں ہی دھواں دکھائی دیتا تھا یا ان سے وہ دھواں مراد ہے جو علامات قیامت میں سے ہے۔ اس وجہ سے مقصود یہ ہے کہ وہ لوگ پتا نہیں کیا کیا عہد پورا نہیں کریں گے یہ تو کفر و معصیت کی وجہ سے عاجز ہو جائے پر بارگاہ ہی میں گڑگڑاتے ہیں اور معصیت دور ہونے پر پھر کفر اور نافرمانی کی اندھی گلی کی طرف پلٹ جاتے ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان کی معصیت دور ہو جانے کے بعد ایسا ہی ہوا کہ وہ لوگ پھر سے اور بھی شرک و کفر پر ہی قائم ہے

اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿٣٩﴾

تمہارے پاس روشن دلیل لاتا ہوں ○ اور میں نے اس بات سے اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ لی کہ تم مجھے سنگسار کرو ○

وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿٤٠﴾ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ

اور اگر تم مجھ پر ایمان نہ لاؤ تو مجھ سے الگ ہو جاؤ ○ تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ

مُّجْرِمُوْنَ ﴿٤١﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ

مجرم لوگ ہیں ○ تو (حکم دیا کہ) میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جاؤ کہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا اور دریا کو جگہ جگہ سے

رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٤٣﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٤٤﴾

کھلا ہو چھوڑ دو بیشک وہ لشکر غرق کر دیے جائیں گے ○ کتنے باغ اور چشمے چھوڑ گئے ○

وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٤٥﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿٤٦﴾ كَذٰلِكَ ۭ

اور کھیت اور عمدہ مکانات ○ اور نعمتیں جن میں وہ عیش کرنے والے تھے ○ ہم نے یونہی کیا

وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿٤٧﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ وَ

اور ان چیزوں کا دوسری قوم کو وارث بنا دیا ○ تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور

مَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿٤٩﴾

نہیں مہلت دی گئی ○ اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات بخشی ○

نوٹ فرعونیوں کے دھمکی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب — حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روانگی میں تیزی اور لشکر کی

فرعونیوں کے چھوڑے ہوئے باغوں کا سبب کی طرف اشارہ — فرعونیوں کی تباہی پر آسمان و زمین کے رونے

بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات دینا

حل ① دریا پار کرنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ عصا مار کر دریا کو ساکن کر دیں تاکہ فرعون اور اس کا لشکر اس میں سے گزر سکے تو آپ کو علم ہوا کہ دریا جگہ جگہ سے گزرنے کیلئے کھلا ہو چھوڑ دو تاکہ فرعونی ان راستوں سے دریا میں داخل ہو جائیں، بیشک وہ لشکر غرق کر دیا جائے گا اس سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعونیوں کی موت کے وقت، جگہ اور کیفیت سے مطلع فرمایا تھا اور یہ سب چیزیں ان پانچ علوم میں سے ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو علوم غیب سے بھی نوازتا ہے ② یہاں اور قرآن کے بہت سے مقامات پر اخلاق مشقت سے بچو، حدیث میں بھی ہے اور اسلاف و قائل پایا جاتا ہے

مِنْ فِرْعَوْنَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ

فرعون سے بیشک وہ متکبر حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا ﴿۳۱﴾ اور بیشک ہم نے انہیں

عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا

جانتے ہوئے سب جہان والوں پر چن لیا ﴿۳۲﴾ اور ہم نے انہیں وہ نشانیاں عطا فرمائیں جن میں واضح

مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى

انعام تھا ﴿۳۳﴾ بیشک یہ (کفار مکہ) ضرور کہتے ہیں ﴿۳۴﴾ بیشک موت تو صرف ہماری پہلی موت ہی ہے

وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾

اور ہم اٹھائے نہ جائیں گے ﴿۳۵﴾ تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ ﴿۳۶﴾

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۛ اَهْلَكْنٰهُمْ ۖ

کیا وہ بہتر ہیں یا تبع (یمنی بادشاہ) کی قوم ﴿۳۷﴾ اور ان سے پہلے والے (جن) کو ہم نے ہلاک کر دیا

اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

بیشک وہ مجرم لوگ تھے ﴿۳۷﴾ اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

سب کو کھیل کے طور پر نہیں بنایا ﴿۳۸﴾ ہم نے انہیں حق کے ساتھ ہی بنایا لیکن ان میں سے اکثر

ربط بنی اسرائیل کو اہل مکہ پر انتخاب — بنی اسرائیل کو واضح انعام پر مشتمل نشانیاں عطا فرمائیں

قیامت سے متعلق کفار مکہ کا غلط دعویٰ اور مطالبہ — کفار مکہ کے مطالبہ کا جواب — کائنات کی تخلیق بیکار نہیں بلکہ بامقصد ہے

حل لغات ﴿۳۱﴾ مُسْرِفِيْنَ: حد سے بڑھنے والے، متکبر ﴿۳۲﴾ عَلٰى عِلْمٍ: جانتے ہوئے ﴿۳۳﴾ بَلٰٓؤٌا: انعام، آزمائش ﴿۳۴﴾ مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى: ہماری پہلی موت ﴿۳۵﴾ مُنْشَرِيْنَ: اٹھائے جانے والے ﴿۳۶﴾ اٰبَآئِنَآ: ہمارے باپ دادا ﴿۳۷﴾ تُبَّعٍ: یمن کے بادشاہوں کا لقب ﴿۳۸﴾ لٰعِبِيْنَ: کھیل کے طور پر

تفسیر ﴿۳۴﴾ کفار مکہ سے یہ سوال ہو رہا تھا کہ مرنے کے بعد کسی کا دوبارہ زندہ نہ ہونا تو کفار و مشرکین کا بھی عقیدہ ہے اس کی وجہ سے یہ بات بھی ہے کہ جس کام کے لئے وقت معین ہو اس کا اس وقت سے پہلے وجود میں آنا اس کے مکمل ہونے کی دلیل نہیں ہوتا اور اس کا انکار صحیح ہوتا ہے ﴿۳۷﴾ اس آیت میں جس تبع کا ذکر ہے یہ تبع حمیری تھے یہ خود مومن اور جن کے بادشاہ تھے لیکن ان کی قوم کافر تھی یہ تبع سے علیحدہ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوں تو میرے پیچھے چلیں گے

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ

وہ جانتے نہیں ○ بیشک فیصلے کا دن ان سب کا مقرر کیا ہوا وقت ہے ○ جس دن کوئی

مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۲﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ

کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی ○ مگر جس پر اللہ

اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۳﴾ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۴﴾

مہربانی فرمائے بیشک وہی عزت والا مہربان ہے ○ بیشک زقوم کا درخت ○

طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۵﴾ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۶﴾ كَغَلْيِ

گناہگار کی خوراک ہے ○ تیل کی تلچھٹ کی طرح پیٹ میں جوش مارتا ہوگا ○ جیسا کھولتا ہوا

الْحَمِيْمِ ﴿۴۷﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ صُبُّوْا

پانی جوش مار رہا ہے ○ اسے پکڑ لو پھر گھسیٹتے ہوئے جہنم کے درمیان کی طرف لے جاؤ ○ پھر اس کے

فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۹﴾ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ

سر سے اوپر کھولتے پانی کا عذاب ڈالو ○ چکھ تو تو بڑا عزت والا

الْكَرِيْمُ ﴿۵۰﴾ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ

عزت والا ہے ○ بیشک یہ وہ ہے جس میں تم شک کرتے تھے ○ بیشک ڈر والے

ع ۲

ترجمہ: روز قیامت کا حال / قیامت اہل ایمان کے علاوہ کوئی کسی کے کام نہ آئے گا / خدا کی رحمت ہی عذاب قوم کی کیفیت

کافر سے متعلق جہنم کے نگہبان فرشتوں کا مکالمہ / عذاب کے وقت کافر کی ذلت و حقارت / پرہیزگاروں کی جنت میں آرام کی زندگی

تشریح: ۴۰ قیامت نے ان کفار کو تو ان کا کوئی دوست کام نہ آئے گا اور نہ ہی ان کی کوئی مدد کی جائے گی البتہ ایمان والے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نیک لوگ سفارش کریں گے اور ان کی مدد بھی کی جائے گی۔ ۴۱ مفسرین لکھتے ہیں کہ جہنم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جہنم کے ان دو پہاڑوں کے درمیان مجھ سے زیادہ عزت والا اور مرتبہ والا کوئی نہیں تو جھوٹی قسم آپ کو اور میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ان سے کئے وعید کے طور پر یہ آیت نازل ہوئی اور اسے عذاب کے وقت یہ کہا جائے گا

مَقَامٍ اَمِيْنٍ ﴿۵۱﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۲﴾ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ

امن والی جگہ میں ہوں گے ﴿۵۱﴾ باغوں اور چشموں میں ﴿۵۲﴾ باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے

وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ ۗ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۵۴﴾

جو ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں گے ﴿۵۳﴾ یونہی ہوگا اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کر دیں گے ﴿۵۴﴾

يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا

وہ جنت میں ہر قسم کا پھل منگوائیں گے ﴿۵۵﴾ اس میں پہلی موت کے سوا کبھی موت کا

الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰىهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۚ ذٰلِكَ

ذائقہ نہ چکھیں گے ﴿۵۶﴾ اور اللہ نے انہیں آگ کے عذاب سے بچا لیا ﴿۵۷﴾ تمہارے رب کے فضل سے یہی

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾

بڑی کامیابی ہے ﴿۵۷﴾ تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کر دیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں ﴿۵۸﴾

ع ۳ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

تو تم انتظار کرو وہ بھی انتظار کر رہے ہیں ﴿۵۹﴾

سورۃ الجاثیۃ ۴۵ — مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجاثیۃ ۴۵ — رکوعاتہا ۴

تعارف قرآن کے آسان ہونے کا ایک پہلو — غار سے متعلق انتظار کی روایت

حاشیہ ① یعنی پرہیزگار لوگ آخرت میں بھی جا بجا امن میں ہوں گے جہاں رہنے والا آفات، دہشت، عذاب اور تکلیف دہ چیز سے محفوظ و مامون رہے گا۔ ② اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تمہیں ایک مرتبہ جو موت آچکی، بس وہ چکی۔ اب جنت میں کوئی موت نہیں آئے گی۔ حدیث پاک میں ہے جب جنتی جنت اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو چیخ کر بیٹھ کے موت لائی جائے گی پھر ذبح کر دی جائے گی پھر جنتیوں اور جہنمیوں کو اس کی پہچان کرا کر منادی کی جائے گی کہ اے جنتیو! ہمیشگی ہے اور کوئی موت نہیں۔ اے جہنمیو! ہمیشگی ہے اور کوئی موت نہیں۔ (بخاری ۲/۷۷۳ حدیث ۴۷۳۰)

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَ

حٰمٓ ۔ کتاب کا نازل ہونا اللہ کی طرف سے ہے جو عزت والا حکمت والا ہے ﴿۲﴾ بیشک یقین والوں کے لیے آسمانوں

الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ وَ فِيْ خَلْقِكُمْ وَ مَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ

اور زمین میں نشانیاں ہیں ﴿۳﴾ اور تمہارے پیدا کرنے میں اور جو جانور وہ (زمین میں) پھیلاتا ہے ان میں یقین کرنے والوں کے لیے

يُّوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ

نشانیاں ہیں ﴿۴﴾ اور رات اور دن کی تبدیلیوں میں اور اس میں جو اللہ نے آسمان سے روزی کا سبب بارش اتاری

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۵﴾

تو اس سے زمین کو اس کے مرے کے بعد تازہ کیا اور ہواؤں کی گردش میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں ﴿۵﴾

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تم پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں پھر اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کون سی بات پر ایمان لائیں گے ﴿۶﴾

خلاصہ قرآن کریم کی عظمت و اہمیت وحدانیت کی کچھ نشانیاں اور ان سے فائدہ اٹھانے والے لوگ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نبی اور کفار کو ملامت

ربط ان آیات میں اللہ جل جلالہ کی قدرت و وحدانیت پر دلالت کرنے والی مختلف نشانیاں بیان فرمائی گئیں یہ چوتھا مقام ہے جہاں فرمایا گیا کہ یہ آیتیں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں دوسری جگہ فرمایا گیا یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں تیسری جگہ فرمایا گیا عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں اس میں اسلوب کے تنوع کے علاوہ اس طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ ان نشانیوں سے کامل فائدہ وہی اٹھا سکتے ہیں جو ایمان لائیں اور یہ ان لوگوں کے لئے بھی فائدہ مند ہو سکتی ہیں جو کسی نہ کسی درجہ میں ایمان لائے ہوں اس لئے کہ ان سے وحدانیت کا یقین ہر اس شخص کو حاصل ہو سکتا ہے جو یقین کی دولت سے مالا مال ہو یہی لوگ بھی ان نشانیوں سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں جو کہ تو اگرچہ ایمان لائے ہوں اور یقین کرنے والے نہیں عقل سلیم رکھتے ہوں اور بصیرت کے ساتھ ان نشانیوں میں غور کریں عقل و بصیرت کے ساتھ غور کرنے سے یہ دونوں چیزیں یقین پیدا ہو ہی جائے گا ﴿۲﴾ سماوی اور ارضی کائنات اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل جو چیز جس حیثیت سے دیکھی جائے تو یہ بتلاتا ہے اور بول اٹھتا ہے ﴿۳﴾ آیت میں حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مراد نہیں بلکہ کفار کی بکواس مراد ہے جیسا کہ دوسری جگہ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مراد لی جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو خاطب کا حکم دیا گیا ہے لیکن یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حدیث کا لفظ جو یہاں بولے جانے والی بات کے معنی میں استعمال ہوا ہے اس حدیث کی سطلاق پر مشتمل کر دیا جائے

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۙ﴿۷﴾ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ

ہر بڑے جھوٹ باندھنے والے گناہگار کے لئے خرابی ہے ۞ جو اللہ کی آیتیں سنتا ہے کہ اس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں پھر

مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۸﴾ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا

تکبر کرتے ہوئے ضد پر اڑا رہتا ہے گویا اس نے ان آیتوں کو سنا ہی نہیں تو اسے دردناک عذاب کی خوشخبری سنا ۞ اور جب ہماری

شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹﴾ مِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَ

آیتوں میں سے کسی کا علم ہوتا ہے تو انہیں ہنسی بنا لیتا ہے ایسے لوگوں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے ۞ ان کے پیچھے جہنم ہے اور

لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَاۗءَ ۚ وَلَهُمْ

ان کا کمایا ہوا مال انہیں کچھ کام نہ دے گا اور نہ وہ جنہیں اللہ کے سوا انہوں نے حمایتی بنا رکھا ہے اور ان کے لئے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۭ ﴿۱۰﴾ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ

بڑا عذاب ہے ۞ یہ ظاہر رہنما ہے اور جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو ماننے سے انکار کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے

رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ ع اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَ

دردناک عذاب کا ۞ اللہ وہی ہے جس نے دریا کو تمہارے تابع کر دیا تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور

لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر گزار بنو ۞ اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں

الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ قُلْ لِّلَّذِيْنَ

ہے سب کا سب اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا دیا بیشک اس میں سوچنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں ۞ تم ایمان والوں

ع ۱۱

ترجمہ: کافر کے لئے بڑے ادھیڑ اور اس سے بعد عبرت کا بیان عظیم قرآن کی نشانیاں اور منکرین قرآن کے لئے وعید)

قدرت و وحدانیت کی دلیل اللہ کی نشانیوں پر نہ گزرنے کی ترغیب

حاشیہ: محض تلاش کرنے سے سب معاشی سے جدوجہد کرنا مراد ہے تاکہ یہاں اس کے ذریعے عبادت کرنا اور حصول میں پیدا ہونے والی نفع بخش چیزوں کو تلاش کرنا ان سے نفع حاصل کرنا بھی مراد ہو سکتا ہے جدید تحقیقات سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ سمندر میں اس قسم کی معدنیات ہیں کہ اتنی خشکی میں بھی نہیں ہیں، فراوانی اور ملکی سطح پر جتنی تلاش کے ان سے بیش بہا فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا

ے فرما کہ ان لوگوں سے درگزر کریں جو اللہ کے دنوں کی امید نہیں رکھتے[1] تاکہ اللہ ایک قوم کو ان کی کمائی کا

يَكْسِبُوْنَ ﴿١٤﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

بدلہ دے ﴿١٤﴾ جو نیک کام کرے تو اپنی ذات کیلئے (ذخیرہ کرتا ہے) اور جو برائی کرے تو اسی پر ہے پھر تم اپنے رب کی طرف ہی

تُرْجَعُوْنَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَ

لوٹائے جاؤ گے ﴿١٥﴾ اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائی اور

رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ

ہم نے انہیں ستھری روزیاں دیں اور انہیں ان کے زمانے والوں پر فضیلت بخشی[2] ﴿١٦﴾ اور ہم نے انہیں اس کام کی روشن دلیلیں دیں

فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۢ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۗ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ

تو انہوں نے اپنے پاس علم آجانے کے بعد ہی آپس کے حسد کی وجہ سے اختلاف کیا تھا بیشک تمہارا رب قیامت کے

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٧﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ

دن ان کے درمیان اس بات کا فیصلہ کر دے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے ﴿١٧﴾ پھر ہم نے آپ کو (اس معاملہ میں)

عنوان یک اعمال کا خاتمہ ... سرے اعمال کا انحصار ہونے کو ہوگا ... کی سرکشی، اختلافات الہیہ

کی سرکشی کی بدولت ... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین میں ثابت قدم رہنے کی تاکید

حل لغات [1] یہاں اللہ تعالیٰ کے دنوں سے مراد وہ دن ہیں جن میں اس نے ایمان والوں کی مدد کیلئے مقرر فرمائے ہیں یا ان دنوں سے وہ واقعات مراد ہیں جن میں وہ اپنے دشمنوں کی پکڑ فرماتا ہے اور ان دنوں کی امید نہ رکھنے والوں سے مراد کفار ہیں۔ [2] بنی اسرائیل کو یہ فضیلت ان کے اپنے زمانے میں حاصل تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر انہیں فضیلت حاصل نہیں۔ [3] بنی اسرائیل کے علماء کو آیات میں بیان کی گئی علامات کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو بخوبی پہچانتے تھے اس کے باوجود انہوں نے اختلاف کیا اور آپ کا انکار سراسر منصب رسالت ختم ہو جانے کے اندیشے کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسد کرنا تھا۔ علم میں حسد پیدا ہو جائے تو ان کا علم اختلافات ختم کرنے کی بجائے مزید اختلافات پیدا کرتا ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ حسد جیسی خطرناک بیماری سے خود کو بچا کر رکھیں تاکہ ان میں باہمی اختلاف و انتشار ہو اور ان کی وحدت برقرار رہے۔ بنی زمانہ کی صرف حسد ہی بیماری نہیں

الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا

کے معاملہ میں پس آپ اس راستے پر چلیں اور نادانوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلیں ﴿١٨﴾ بیشک وہ اللہ کے مقابلے

عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ

میں تمہیں کچھ کام نہ دیں گے اور بیشک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ پرہیزگاروں کا

الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٩﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿٢٠﴾ اَمْ

دوست ہے ﴿١٩﴾ یہ قرآن لوگوں کیلئے آنکھیں کھول دینے والی نشانیاں اور یقین رکھنے والوں کے لیے ہدایت و رحمت ہے ﴿٢٠﴾ کیا

حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

جن لوگوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور انہوں

الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٢١﴾ وَخَلَقَ اللّٰهُ ع ١٨

نے اچھے کام کیے (یہ) ان کی زندگی اور موت برابر ہوگی؟ برا ہے جو یہ فیصلہ کرتے ہیں ﴿٢١﴾ اور اللہ نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ

آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ بنایا اور تاکہ ہر جان کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے اور ان پر ظلم

لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٢﴾ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ

نہیں ہوگا ﴿٢٢﴾ بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا اور اللہ نے سمجھ بوجھ کر اسے گمراہ کر دیا اور اس کے کان

خلاصہ: یہ قرآنی کی شان کافر اور بدعمل لوگوں کے ساتھ یکساں معاملہ نہ ہوگا آسمان و زمین کی تخلیق بامقصد ہے

ہر جان کو اس کے کیے کا بدلہ ملے گا

حاشیہ: ① حق سے ساتھ بنانے سے مراد یہ ہے کہ انسان ورنہ بے فائدہ نہیں بلکہ بامقصد بنایا گیا ہے تاکہ یہ تخلیق اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی دلیل بنے۔ ② یعنی قیامت بدکاروں کے ثواب میں نیکوکاروں کے برابر نہیں ہوگا بلکہ ان کو ان کے کیے کی سزا دی جائے گی۔ ایک کے ساتھ دوسرا انصاف کا معاملہ ہوگا البتہ قیامت کے دن بعض مجرموں کو معافی دے دینا اور بعض کو ان کے عمل سے زیادہ عطا فرما دینا اللہ تعالیٰ کا اختیار ہوگا جبکہ بعض لوگوں سے اعمال صالحہ ہو جانا ان کے اپنے تصوری وجہ سے ہوگا ورنہ ان پر اللہ تعالیٰ کا ظلم ہوگا جو کہ اللہ تعالیٰ ظلم کرنے سے پاک ہے

عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ

اور دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا تو اللہ کے بعد اسے کون راہ دکھائے گا؟

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا

تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے ﴿٢٣﴾ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ بس ہماری یہی دنیا کی زندگی ہے کہ مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں

الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿٢٤﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

زمانہ ہلاک کرتا ہے اور انہیں اس کا کچھ علم نہیں وہ صرف گمان دوڑاتے ہیں ﴿٢٤﴾ اور جب ان پر

اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ

ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کی حجت بس یہ ہوتی ہے کہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ

صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

دادا کو لے آؤ ﴿٢٥﴾ تم فرما دو کہ اللہ تمہیں زندگی دیتا ہے پھر وہ تمہیں مارے گا پھر تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا

لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

جس میں کوئی شک نہیں، لیکن بہت آدمی نہیں جانتے ﴿٢٦﴾ اور آسمانوں اور زمین کی سلطنت

ع ١٣

ترجمہ: منکرین قیامت کا یہ کہنا کہ ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو اس کا جواب۔ قرآن والا کے بتانے سے منکرین قیامت کی دو دلیل اور اس کا جواب۔ روز قیامت اہل باطل خسارے میں رہیں گے

حل لغات: ① مشرکین مرنے کے بعد جینے کے قائل نہیں تھے جب طاقت موت سے مرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے علم سے دنیا میں نہیں لائے جانے کا انکار کرتے اور ہر مصیبت کو دہر اور زمانے کی طرف منسوب کرتے تھے آج کل سے دہریوں کا بھی یہی حال ہے وہ ہر نئی بات کو زمانے کی طرف ہی سب کچھ منسوب کرتے ہیں۔ خدا کا انکار کرتے ہیں کہ پتہ نہیں آج تک اس بات کی کوئی دلیل نہیں ملی کہ خدا کوئی ہستی ہے تو تحقیق ایسے وجود میں آگئی؟ یہ لوگ قیامت تک جانے والے وجود میں آنے کی کوئی توجیہ نہیں کر سکتے جب تک خالق حقیقی کے وجود کو تسلیم نہیں کریں گے۔ مسند مصائب و آلام کو زمانے کی طرف منسوب کرنا اور ناکامیوں کو مصیبتیں آنے پر زمانے کو برا بھلا کہنا ممنوع ہے، حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "ابن آدم زمانے کو گالیاں دیتا ہے حالانکہ زمانہ کا خالق میں ہوں رات اور دن میرے قبضے میں ہیں۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۵۰۴ حدیث ۷۱۸۱)

وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَتَرٰى

اللہ ہی کے لیے ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن باطل والے خسارہ پائیں گے ۝ اور تم

كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ

ہر گروہ کو دیکھو گے کہ گھٹنے ٹیکے ہوئے ہیں ہر گروہ اپنے نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا آج

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ

تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا ۝ یہ ہمارا لکھا ہوا ہے جو تم پر حق بولتا ہے بیشک ہم لکھتے ہے تھے

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ

جو تم کیا کرتے تھے ۝ تو وہ جو یہاں لائے ہوں میں سے اچھے ہوئے کہ ان کا رب انہیں اپنی

رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ

رحمت میں داخل فرمائے گا یہی کھلی کامیابی ہے ۝ اور جو کافر ہوئے ان سے کہا جائے گا

اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝

کیا تمہارے سامنے میری آیتیں نہ پڑھی جاتی تھیں تو تم تکبر کرتے تھے اور تم مجرم لوگ تھے ۝

وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ

اور جب کہا جاتا کہ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے

ترجمہ: روز قیامت گناہ گاروں کا حال اور نامہ اعمال ۔ نیک عمل مسلمانوں کا اچھا بدلہ

روز قیامت کفار و ان کے برے اعمال ۔ قرآن کی یاد دہانی

ربط: ۱ قیامت سے ان لوگوں کو خسارہ ہوگا جو اپنے خدا سے بارے میں بے اعتنائی کرتے ہیں اور حساب سے ڈرتے ہیں اسی وجہ سے یہ پھٹی ہوئی ہوں گے اور گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے ۔ ۲ ان سے مراد اعمال نامے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا فرشتوں کا لکھنا چونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ ہی کا لکھا ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندوں سے بعض کام اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیے جاسکتے ہیں ۔ ۳ اس آیت میں ان کفار کا ذکر ہے جن تک نبی کی تعلیم پہنچی اور جن سے قرآن کی بات دونوں جو قیامت کے منکر تھے ۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو مانتے ہوئے تھے تو حساب پائیں گے ۔ توحید کے عقیدہ سے دور تھے تو ان کے بارے میں اگلی آیت میں سزا کا اختلاف ہے

مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ

قیامت کیا چیز ہے؟ ہمیں تو اس کی کچھ گمان سا ہوتا ہے اور ہمیں یقین نہیں ہے ○ اور ان پر اپنے اعمال کے برے نتائج ظاہر

مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ

ہو جائیں گی اور انہیں اس عذاب کی برے گا جس کی وہ ہنسی اڑاتے تھے ○ اور فرمایا جائے گا کہ آج ہم تمہیں بھلا دیں گے

كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٤﴾

جیسے تم نے اپنے اس دن کے ملنے کو بھلایا ہو گا اور تمہارا ٹھکانہ آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ○

ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ

یہ اس لیے ہے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کا خوب مذاق بنایا اور دنیا کی زندگی نے تمہیں دھوکہ دیا تو آج

لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ

نہ وہ جہنم سے نکالے جائیں اور نہ ان سے اللہ کو راضی کرنے کا مطالبہ ہوگا ○ تو اللہ ہی کے لئے سب خوبیاں ہیں جو آسمانوں

وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

کا رب اور زمین کا رب سارے جہان کا رب ہے ○ اور آسمانوں اور زمین میں اسی کے لئے بڑائی ہے ۞

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣٧﴾

اور وہی عزت والا حکمت والا ہے ○

الجاثية

مخلوق ۱ کفار کے برے اعمال سے برے نتائج کا ظہور ہونا اور قیامت کفار کو ان کے انجام بد سے آگاہ کیا جانا

حمد و کبریائی کا حقدار صرف اللہ ہے

مسائل ۱ عقائد کے معاملے میں بے یقینی کی کیفیت تباہ کن ہوتی ہے اس سے بچنا اور اپنے عقائد پر پختہ یقین ہونا بہت ضروری ہے۔ ۲ اعمال کی برائیاں کھلنے سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں کفار کے سامنے ان کے برے اعمال انتہائی بری شکلوں میں ظاہر ہوں گے۔ ۳ آسمانوں اور زمین میں بڑائی سے مراد یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں اس کی عظمت، قدرت، سلطنت اور شان کے آثار ظاہر ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی بڑائی بیان کرنے کا حقدار ہے۔

سورۃ الاحقاف ۴۶ — مکی — رکوعات ۴ — آیات ۳۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۝١ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝٢ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ

حٰمٓ ۝ کتاب کا نازل ہونا اللہ کی طرف سے ہے جو عزت والا حکمت والا ہے ۝ ہم نے آسمان اور

الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ

زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب حق کے ساتھ اور ایک مقررہ مدت تک کیلئے بنایا اور کافر اس چیز سے منہ پھیرے ہوئے ہیں

اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝٣ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا

جس سے انہیں ڈرایا گیا ہے ۝ فرما دیجئے بھلا بتاؤ تو کہ اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو مجھے دکھاؤ کہ

خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِى السَّمٰوٰتِ ۚ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ

انہوں نے زمین کا کون سا ذرہ بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب

هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٤ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ

یا کچھ بچا کھچا علم ہی لے آؤ اگر تم سچے ہو ۝ اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہو گا جو اللہ کی بجائے ان بتوں کی

خلاصہ: (حقانیت قرآن کا بیان) کائنات کی تخلیق بامقصد اور معین مدت تک ہے اور کفار کے اعراض کا بیان

(بت پرستی کے جواز پر کفار کے عقلی اور نقلی دلیل پیش کرنے کا مطالب) بت پرستوں کی گمراہی اور بتوں کی بے بسی کا بیان

حل لغات: ① آسمان و زمین اور ان کے درمیان موجود تمام چیزوں کو حق کے ساتھ پیدا فرمانے سے مراد یہ ہے کہ انہیں صحیح مقصد اور عمل درست کی حکمت کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے۔ ② یہاں مقررہ مدت سے مراد قیامت کا دن ہے جس کے آجانے پر آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب فنا ہو جائیں گے۔ ③ اس چیز سے مراد عذاب یا قیامت کے دن کی وحشت ہے یا ان سے قرآن پاک مراد ہے جو قیامت اور اس کے حساب کا خوف دلاتا ہے۔ ④ اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید توحید کی حقانیت اور شرک کے باطل ہونے کو بیان فرماتا ہے اور یہی بات تمام آسمانی کتابوں میں بھی موجود ہے لہٰذا تمہارے پاس بت پرستی کے درست ہونے کی کوئی نقلی دلیل موجود ہو تو اس قرآن سے پہلے کی کوئی آسمانی کتاب پیش کرو جس میں شرک کی اجازت دی گئی ہو۔ تم کتاب نہیں تو کم از کم پچھلے لوگوں سے منقول ہونا ہو کوئی مستند معمول ان سے جس میں بت پرستی کی اجازت کا ذکر ہو۔

دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵

عبادت کرے جو قیامت تک اس کی نہ سنیں گے اور وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں ۝۵

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۶ وَاِذَا تُتْلٰى

اور جب لوگوں کا حشر ہوگا وہ بت ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت سے منکر ہو جائیں گے ۝۶ اور جب ان کے سامنے

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷

ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کافر اپنے پاس آئے ہوئے حق کے بارے میں کہتے ہیں یہ کھلا جادو ہے ۝۷

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ

بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نبی نے خود ہی قرآن بنالیا ہے تم فرماؤ اگر میں نے خود ہی بنایا ہو تو اللہ سے میرے لئے

شَيْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ

کسی چیز کے مالک نہیں ہو وہ خوب جانتا ہے ان باتوں میں تم مشغول ہو اور میرے اور تمہارے درمیان وہ گواہی کو کافی ہے اور وہی

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۸ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَاۤ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ

بخشنے والا مہربان ہے ۝۸ تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے

حاشیہ دوزِ قیامت بتوں کی پجاریوں سے دشمنی اور انکارِ عبادت — خدا کا قرآن کریم پر کھلا جادو ہونے کا الزام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن گھڑنے کا الزام اور اس کا جواب — منکرین رسالت و نصیحت اور علم والی کی کمی

ف۱ ۱ بت سے بے جان ہونے کی وجہ سے نہ سن سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں تو جو ان کی پوجا کرے ان سے بڑھ کر اور کون ہوگا۔ ۲ قرآن کریم کے بارے میں کفار کہتے تھے کہ یہ خلا جادو ہے ان کی یہ بات باطل تھی جس کی وجہ صحیح مثل یہ ہے کہ جادو کی مثل لانا ممکن ہے اور قرآن بے مثل کلام ہے ممکن ہی نہیں لہٰذا یہ جادو ہرگز نہیں ہے۔ ۳ اس آیت میں ہر جو دوسرے ان تمام لوگوں کے لئے بھی جو سے وجود ہے جو قرآن پاک کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تصنیف قرار دیتے ہیں۔ گویا اس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن بنا کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب دیتے تو عذاب کی مستحق ہو جاتے اور جب عذاب نہیں ہوا تو یہ بات کی روشن دلیل ہے کہ قرآن کلام الٰہی ہے۔ ۴ اس کی بہت علماء کرام نے مختلف توجیہات بیان کی ہیں ان میں سے دو یہ ہیں حضور پر اور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اللہ تعالیٰ کے یہ بات بتانے سے پہلے کا ہے کہ قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ کیا فیصلہ ہوگا۔ 2۔ یہاں دنیا کی حد پر جانے کی نفی ہے یعنی خود جان لینے کی ورنہ کی اور بات سے لیکن اس سے اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہر چیز کے جاننے کی نفی نہیں ہوتی۔ مزید تفصیل تفسیر صراط الجنان ج ۹ ص ۲۷۹ تا ۲۸۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

وَلَا بِكُمْ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ قُلْ أَرَأَيْتُمْ

ساتھ کیا ہوگا؟ میں تو اسی کا پیرو ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے اور میں تو صاف ڈر سنانے والا ہوں ۝ تم فرماؤ بھلا دیکھو

إِن كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَكَفَرْتُم بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ

اگر یہ (قرآن) اللہ کے پاس سے ہو اور تم اس کا انکار کرو اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس پر گواہی دے چکا ہے تو

مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ وَقَالَ ع

وہ (یہاں آیا اور تم نے تکبر کیا) بیشک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ۝ اور کافروں نے مسلمانوں کے متعلق جو

الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَا إِلَيْهِ ۚ وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا

کہ اگر (قرآن) میں کچھ بھلائی ہوتی تو یہ مسلمان اس کی طرف ہم سے سبقت نہ لے جاتے اور جب ان کے پاس قرآن سے

بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَٰذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ ۝ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ

ہدایت نہیں پہنچی تو کہیں گے کہ یہ پرانا جھوٹ ہے ۝ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت تھی ۝

وَهَٰذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ وَبُشْرَىٰ

اور یہ (قرآن) عربی زبان میں ہوتے ہوئے تصدیق کرنے والی ایک کتاب ہے تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور نیکوں

لِلْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ

کیلئے بشارت ہو ۝ بیشک جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے تو ان پر نہ خوف ہے اور

ع ۱ مگر ان قرآن کا مخالف ۲ تکبر اللہ کلام اور قرآن پر ایمان لانے والوں کے

فرمان قرآن کریم توحید و رسالت پر ایمان لانے اور اس پر ثابت قدم رہنے والوں کے

حل ① جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت میں بنی اسرائیل سے گواہ سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہیں۔
② اس کتاب سے مراد تورات ہے اس کے پیشوا ہونے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن اور اس کی شریعت کی تورات کی شریعت کی وہ ہی حالت کی تھی اور تورات کا رحمت ہونا ان لوگوں کے لئے تھا جو اس پر ایمان لائے اور اس کے احکام پر عمل کیا ③ "جن نے کہا اللہ ہے" کے قول سے مراد اللہ تعالیٰ پر مکمل اور صحیح ایمان ہے اور صحیح ایمان میں سالت پر ایمان بھی شامل ہے اور استقامت سے مراد یہ ہے کہ مرتے دم تک ایمان پر قائم رہا جائے۔

لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۴﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

نہ وہ غمگین ہوں گے ○ وہ جنت والے ہیں ہمیشہ رہیں گے وہیں ان کے اعمال کا بدلہ ہے

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ

جو وہ کرتے تھے ○ اور ہم نے آدمی کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے[ع] اس کی ماں نے پیٹ میں مشقت سے رکھا اور

وَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ

مشقت سے اس کو جنا[ا] اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے میں تیس مہینے ہیں یہاں تک کہ جب وہ اپنی کامل قوت کو

بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ

عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے

عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ

مجھ پر اور میرے ماں باپ پر فرمائی ہے اور یہ کہ میں نیک کام کروں جس سے تو راضی ہو جائے[ب] اور میرے لیے میری اولاد میں نیکی رکھ دے

تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا

تیری طرف رجوع کیا اور میں مسلمانوں میں سے ہوں ○ یہی وہ لوگ ہیں جن سے ہم نیک اعمال ہی قبول فرمائیں گے

وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا

اور ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائیں گے یہ لوگ جنت والوں میں سے ہوں گے یہ سچا وعدہ ہے جو ان سے کیا جاتا

لغات اَشُدَّ: والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید اور اولاد سے ماں باپ کی فرمانبرداری کا حکم اور دودھ چھڑانے کی مدت کا بیان

والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے بیٹے کا وصف اعمال کی قبولیت اور خطاؤں سے درگزر کا وعدہ

حل [ا] یعنی حمل کا ظاہری حصہ جب تین ماہ کا ہوتا ہے اور اس کا خلق شروع ہوتا ہے اور جس میں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور جس کی بدولت جنت میں عمل سے بڑھ کر جنت ملنے کا ذکر ہے ان میں ظاہری سبب کا بیان ہے اور جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنت ملنے کا ذکر ہے ان میں حقیقی سبب کا بیان ہے [ب] یہاں میں "توفیق" کا معنی ہے تاکید کی ہے اور "احسان" کا معنی ہے حسن سلوک ۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک میں ان کی خدمت و اطاعت کرنا اور ان کی عزت و تکریم کرنا دونوں داخل ہیں [ج] اللہ تعالیٰ سے پہلے ماں باپ دونوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی پھر ماں کا بطور خاص بڑھ کر ذکر فرمایا اور اس کی ان تین تکلیفوں کو بیان فرمایا جو حمل و ولادت اور دودھ پلانے میں پیش آتی ہیں جس سے معلوم ہوا کہ اولاد پر ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے [د] نعمت پر شکر اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے نیک اعمال کی توفیق بارگاہ الٰہی سے ہی ملتی ہے اس لئے ہمیں بھی اس توفیق کا طلبگار رہنا چاہیے

يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ

تھا ﴿۱۷﴾ اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا ہاں تم سے لئے اف ہو تم مجھے یہ خبر دیتے ہو کہ میں نکالا جاؤں گا

وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ

حالانکہ مجھ سے پہلے کئی زمانے گزر چکے ہیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) تیری خرابی ہو ایمان لے آ بیشک

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۖ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ

اللہ کا وعدہ سچا ہے تو وہ کہتا ہے یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ﴿۱۸﴾ یہ وہ لوگ ہیں جن پر

عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ

بات ثابت ہو چکی ہے (یعنی عذاب) ان امتوں کے ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں بیشک وہ

كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ

نقصان اٹھانے والے تھے ﴿۱۹﴾ اور سب کے لیے ان کے عملوں کے سبب درجات ہیں اور تاکہ اللہ انہیں ان کے کاموں کا پورا بدلہ دے اور ان

لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ

پر ظلم نہیں ہوگا ﴿۲۰﴾ اور جس دن کافر آگ پر پیش کیے جائیں گے (تو کہا جائے گا) تم اپنے حصے کی پاک چیزیں اپنی

حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ

دنیا کی زندگی میں فنا کر چکے اور ان سے فائدہ اٹھا چکے تو آج تمہیں ذلت کے عذاب کا بدلہ دیا جائے گا کیونکہ تم

تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاذْكُرْ ع

زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور اس لیے کہ تم نافرمانی کرتے تھے ﴿۲۰﴾ اور یاد کرو تم قوم

حل لغات کافر بیٹے کا رویہ اور مومن الدین کا حال اور تکبر یا نعمت و انعام کی ناشکری کی حال سے معذب ہونے کی وجوہات

نام اور پس منظر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق یہ سورت مکہ اور طائف کے درمیان مقام جعرانہ پر پڑاؤ کے وقت نازل ہوئی

ربط سابقہ سورت میں والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس سورت میں اس بیٹے کا ذکر کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے اور والدین کا اس قدر نافرمان ہوتا ہے کہ جب اسے والدین کی طرف سے یہ حق کی دعوت دی جاتی ہے کہ قیامت اور حشر و نشر کو تسلیم کرے تو اس سے انکار کر دیتا ہے اور تکبر اور غرور کی وجہ سے اللہ کی نعمتوں کو بیان کرتا ہے اور ان کو بھلاتا ہوا نہیں بھلاتے ہوئے کہتا ہے کہ جسے تم اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہہ رہے ہو اس کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جنہیں کتابوں میں لکھ دیا گیا ہے

اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ

یاد کرو عاد کے بھائی کو جب کہ اس نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا اور بیشک اس سے پہلے اور اس کے بعد کئی ڈر سنانے والے

مِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

گزر چکے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو بیشک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے ۝

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

انہوں نے کہا کیا تو اس لیے ہمارے پاس آیا ہے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دے تو لے آ ہم پر وہ جس کی تو ہمیں دھمکی سناتا ہے اگر تو سچوں میں ہے ۝

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۫ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا

فرمایا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور میں تمہیں وہی چیز کی تبلیغ کرتا ہوں جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے لیکن میں تمہیں بڑی جہالت قوم

تَجْهَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ

سمجھتا ہوں ۝ پھر جب انہوں نے اسے (یعنی عذاب کی بدلی کو) صورت میں پھیلتا ہوا اپنی وادیوں کی طرف آتا ہوا دیکھا تو کہنے لگے یہ ہمیں برسنے والا بادل ہے

خلاصہ (قوم کی طرف سے جواب اور عذاب کا مطالبہ ۔ مطالبہ عذاب پر حضرت ہود علیہ السلام کا جواب

بادل کی شکل میں عذاب آنے کا ظہور ۔ قوم کا حشر

حاشیہ ① آیت میں عاد کے بھائی سے مراد عاد کی قوم کا فرد ہے اور وہ حضرت ہود علیہ السلام ہیں۔ آپ کا پورا نام عبداللہ بن رباح بن الخلود بن عاد ہے ② قوم عاد کی رہائشی بستیوں کا نام احقاف ہے یہ جگہ عمان اور حضرموت کے درمیان سمندر کا ساحل ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یمن میں حضرموت کے پاس ایک وادی ہے ③ قوم عاد کی جہالت یہ تھی کہ وہ حضرت ہود علیہ السلام سے عذاب لانے کا مطالبہ کر رہے تھے حالانکہ یہ ان کے دائرہ اختیار میں شامل نہیں ۔ یہ بھی ان کی جہالت تھی کہ ایک طرف توحید کا انکار کر رہے تھے اور دوسری طرف بے جا مسئلہ سے مصیبت وبلا مانگ رہے تھے ④ لفظ عارض پر صرف و نحو کے سبب قوم عاد کے حالات میں بارش رکی ہوئی تھی ، ایک دن انہوں نے آسمان کے کناروں میں پھیلا ہوا ایک بادل دیکھا جو ان کی وادیوں کی طرف آ رہا تھا ، یہ دیکھ کر خوش ہوئے اور کہنے لگے یہ ہمیں بارش دینے والا بادل ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا یہ برسنے والا بادل نہیں بلکہ وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے ۔ اس بادل میں ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ چنانچہ بادل کے آتے ہی قوم عاد کی کایا عذاب آندھی نے ان کے مرد، عورتوں، چھوٹوں، بڑوں سب کو ہلاک اور مکانات کو ویران کر دیا۔

مُمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ

والا بادل ہے (کہا گیا) کہ نہیں (بلکہ) یہ وہ ہے جس (کے لانے) کی تم نے جلدی مچائی تھی (یعنی) ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے ○ (وہ) ہر

كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي

(چیز) کو اپنے پروردگار کے حکم سے برباد کر دیتی ہے تو صبح کو (یہ حال ہوا) کہ ان کے (سوا) ان کے رہنے کے مکان (ہی) نظر آتے تھے ہم مجرموں کو

الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ

ایسی ہی سزا دیتے ہیں ○ اور بیشک ہم نے ان کو (ان چیزوں میں) قدرت دی تھی جن میں (اے اہل مکہ) ہم نے تمہیں قدرت نہیں دی اور

سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَ

ان کے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور

لَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

ان کے دل ان کے کچھ کام نہ آئے جبکہ وہ خدا کی آیتوں سے انکار کرتے تھے اور جس عذاب سے (کفار) ٹھٹھا کرتے تھے

ع ۳ بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا

وہ عذاب انہیں آ گھیرا ○ اور (اے اہل مکہ) بیشک ہم نے تمہارے آس پاس کی بستیوں کو ہلاک کر دیا اور (بار بار)

الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

نشانیاں لے آئے تاکہ وہ باز آ جائیں ○ تو جن چیزوں کو (قرب حاصل کرنے کے لئے) خدا کے سوا معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان (عذابوں) کے

خلاصہ قوم عاد کا حال و انجام اور کفار مکہ کو تنبیہ — سابقہ امتوں کی ہلاکت کے سبب کی طرف اشارہ اور کفار مکہ کو تنبیہ

لغات ○ قوم عاد پر جو آندھی آئی اس سے ان کے مکانوں، عمارتوں، چھوٹوں، بڑوں سب چیزوں کو ریزہ ریزہ کر دیا ان کے اموال آسمان اور زمین کے درمیان اڑتے پھرتے تھے، ان کی چیزیں پارہ پارہ ہو گئیں اور صبح سے وقت ان کے مکان ہی نظر آتے تھے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عذاب سے محفوظ رکھے، آمین۔ آندھی سے متعلق حدیث پہلے گزر چکی ہے آندھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آتی ہے یہ رحمت بھی آتی ہے اور عذاب بھی آتی ہے مومن آندھی کو دیکھے تو اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر کا سوال کرے اور اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔ (ابوداؤد ۲ ص ۳۳ مطبوعہ ۱۹۹۷ء)

○ اس آیت سے مقصود اہل مکہ کو یہ بتانا ہے کہ قوم عاد ان سے زیادہ طاقت، قوت اور مکہ والوں اور ان سے زیادہ مالدار تھی اس کے باوجود ان کی قوت و طاقت اور مال و دولت نہیں عذاب الٰہی سے بچا سکے اور تم تو ان کے مقابلہ بھی نہیں پھر تم عذاب الٰہی سے کیسے بچ سکتے ہو۔

قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَ ذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَ مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ اِذْ

کیوں نہیں کی[۲۱] بلکہ وہ ان سے گم ہو گئے اور یہ ان کا بہتان تھا اور جو وہ گھڑتے رہتے تھے ○ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم تمہاری

صَرَفْنَاۤ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ

طرف جنوں[۲۲] کی ایک جماعت[۲۳] پھیر دی جو کان لگا کر قرآن سنتی تھی پھر جب وہ وہاں (پڑھنے کی) جگہ میں حاضر ہوئے تو کہنے لگے خاموش رہو اور (غور سے)

فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا

پھر جب (تلاوت) ختم ہو گئی تو وہ اپنی قوم کی طرف (جاتے ہوئے) ڈراتے ہوئے پلٹ گئے ○ کہنے لگے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی ہے

اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِيْقٍ

جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے[۲۴] وہ پچھلی کتابوں کی تصدیق فرمانے والی ہے، حق اور سیدھے رستے کی طرف

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَاۤ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ

رہنمائی کرتی ہے ○ اے ہماری قوم اللہ کے منادی کی بات مانو اور اس پر یہاں لاؤ وہ تمہارے گناہوں میں سے بخش دے گا[۲۵] اور

يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَ مَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ

تمہیں دردناک عذاب سے پناہ دے گا ○ اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے تو وہ زمین میں

ترجمہ جنوں کے ایمان لانے کا واقعہ

حاشیہ (۲۱) جن جن کو اپنا شفیع مددگار اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہونے کا ذریعہ سمجھا تھا جنہیں سے محبوب بندوں کو اس کی عطا سے مدد گار اور شفیع مانا تھا۔ کہاں اب وہ ہی حاصل ہونے کا ذریعہ سمجھا تھا کہاں ایمان سے یہ عظیم فوں کو جو پشت در پشت سے یہ آیت اللہ تعالیٰ کے کی ہی علیہ السلام اور دین پر چسپاں کرتا اور سے ان کے عطا سے ہی مدد گار اور شفیع نہ ہونے کی دلیل بنانا غلط ہے (۲۲) محقق علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جن سب سے سب مکلف ہیں (۲۳) مشہور قول کے مطابق جن لفظ "نفر" کا اطلاق تین سے کر تک افراد کی جماعت پر ہوتا ہے۔ جنوں کی جو جماعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجی گئی وہ 7 یا 9 جنات پر مشتمل تھی۔ (۲۴) قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل ہوا گیا تھا جنوں نے آپ سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام لیا اس کی ایک توجیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ جنات یہودی تھے جن سے یہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہ لیا۔ (۲۵) یعنی ایمان لانے سے جو گناہ بخشے جائیں گے ان سے مراد وہ گناہ ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور جو حقوق العباد کا مال وغیرہ چھینا ہو تو وہ محض یہاں توبہ کرنے سے معاف نہیں ہو گا بلکہ اس کی ادائیگی ضروری ہے۔

فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٢﴾ أَوَلَمْ

قابو سے نکل کر بھاگنے والا نہیں ہے اور اللہ کے مقابلہ میں اس کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ وہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں ○ کیا یہ لوگ

يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلَىٰ

یہ نہیں دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور ان کے بنانے میں نہ تھکا وہ اس بات پر قادر ہے کہ

أَن يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ۚ بَلَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٣﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا

مُردوں کو زندہ کر دے؟ کیوں نہیں بیشک وہ ہر شے پر قادر ہے○ اور جس دن کافر آگ پر پیش کیے جائیں

عَلَى النَّارِ ۖ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ

گے (تو کہا جائے گا) کیا یہ حق نہیں؟ کہیں گے کیوں نہیں ہمارے رب کی قسم اللہ فرمائے گا تو چکھو

بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٤﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ

کفر کے بدلے عذاب پس○ تو اے حبیب! تم صبر کرو جیسے ہمت والے رسولوں نے صبر کیا[1] اور ان کافروں

لَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً

کے لیے جلدی نہ کرو جس دن وہ دیکھیں گے اس چیز کو جس کی وعید انہیں سنائی جاتی ہے (تو سمجھیں گے کہ) گویا وہ دنیا میں نہیں ٹھہرے

ترجمہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے سے منکرین کا کفر جہنم پر پیشی سے وقت عذاب کی ضخامت کا قرار

کفار کی ایذاؤں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین

تفسیر اس آیت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ اس نے کسی سابقہ مثال کے بغیر ابتداء سے آسمان اور زمین جیسی عظیم اور بڑی مخلوق پیدا کی اور تخلیق بنانے میں وہ تھکا نہیں اور جو اللہ تعالیٰ آسمان و زمین جیسی مخلوق کو پیدا کرنے پر قادر ہے وہ مردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ مزید دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور روح کا جسم کے ساتھ تعلق عام ہونے کو دیکھا جائے تو یہ بھی مشکل نہیں ہے کیونکہ تعلق نہ ہونا تو پہلی بار بھی عام ہوا تھا اور جب یہ ممکن ہے تو اللہ تعالیٰ تمام ممکنات پر قادر ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے ② یوں تو تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام عزم و ہمت اور صبر والے تھے لیکن ان کی مقدس جماعت میں پانچ رسول ایسے تھے جن کا راہ حق میں صبر دیگر انبیاء و رسل سے زیادہ تھا اس لئے انہیں بطور خاص "اولوالعزم رسول" کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۵) حضرت نوح علیہ السلام۔

مِّنْ نَّهَارٍۭ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

ایک گھڑی بھر ہم نے تھے یہ ایک تبلیغ ہے تو نافرمان لوگ ہی برباد کئے جاتے ہیں ○

سورۃ محمد ۴۷ مدنیہ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — پارہ ۲۶ رکوع ۳

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے ﴿۱﴾ اور جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ

اور نیک کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اتارا گیا اور وہی ان کے رب کے پاس سے حق ہے ﴿۲﴾ اللہ

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَ

نے ان کی برائیاں مٹا دیں اور ان کی حالتوں کی اصلاح فرمائی ○ یہ اس لئے کہ کافروں نے باطل کی پیروی کی ہوئے ﴿۳﴾ اور

اَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ

ایمان والوں نے حق کی پیروی کی جو ان کے رب کی طرف سے آیا ہے ﴿۴﴾ اللہ لوگوں کے حالات اسی طرح بیان فرماتا ہے

ف ۱ کفر کرنے والوں اور خدا کے راستے سے روکنے والوں کے لیے وعید ہے اور عمل مومنوں کے لیے بشارت ہے

اعمال کفار کی بربادی اور اعمال صالحہ کی روئی کا سبب

شان نزول : حالت کفر میں کئے گئے جو اعمال آخرت میں ولی ثواب دینے کا کیونکہ ایمان کے جڑ بنیاد ہیں اور حالت ایمان میں کیے گئے جو اعمال بھی مرتد ہونے کی صورت میں ضائع ہو جاتے ہیں لہذا آخرت میں ایک اعمال کا ثواب پانے کے لیے صحیح ایمان لانا کر نیک اعمال کرنا اور ایمان پر ثابت قدم رہنا بہت ضروری ہے ﴿۲﴾ ایمان لانے کے تمام چیزوں کو لانا ضروری ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں کسی ایک بھی انکار یا توہین کافر ہو جائے گا ﴿۳﴾ یہاں باطل سے مراد شیطان یا نفس امارہ یا برے کام ہیں ﴿۴﴾ یہاں حق سے مراد اللہ تعالیٰ کی کتاب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے امت کا اجماع اور مجتہد علماء کا قیاس چونکہ سنت کے ماتحت حق ہے اس لئے یہ بھی حق میں داخل ہے۔ یا حق سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول اور فعل شریف ہے۔ حق ہے

أَمْثَالَهُمْ ۝٤ فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا

بیان فرماتا ہے ۝ تو جب کافروں سے تمہارا سامنا ہو تو میں مارو یہاں تک کہ جب تم انہیں خوب قتل کر لو ۝

أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ

تو (قیدیوں کو) مضبوطی سے باندھ لو پھر اس کے بعد چاہے احسان سے چھوڑ دو یا فدیہ لے لو یہاں تک کہ لڑائی اپنے بوجھ کو

أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ ۖ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُم

رکھ دے ۝ (حکم یہی ہے اور) اگر اللہ چاہتا تو آپ ہی ان سے بدلہ لے لیتا مگر (تمہیں اس لئے حکم دیا) تاکہ تم میں سے ایک کو دوسرے

بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝٥ سَيَهْدِيهِمْ وَ

کے ذریعے جانچے ۝ اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے اللہ ہرگز ان کے عمل ضائع نہیں فرمائے گا ۝ عنقریب اللہ انہیں راستہ دکھائے گا اور

يُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝٦ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝٧ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن

ان کے حال کی اصلاح دے گا ۝ اور انہیں جنت میں داخل فرمائے گا جس سے انہیں پہچنوا دی تھی ۝ اے ایمان والو اگر

تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝٨ وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَّهُمْ

تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا ۝ اور جنہوں نے کفر کیا تو ان کیلئے

شانِ نزول دورانِ جنگ کفار سے متعلق حکم — جہاد کا حکم دینے کی حکمت اور شہیدوں کے فضائل

دینِ الٰہی کے مددگاروں کو بشارت — کفار کی سزا اور اس کا سبب

ربط ۱ دورانِ جنگ کفار کو قتل کرنے کی حد یہ ہے کہ کافروں کا زور ٹوٹ جائے اور مسلمانوں پر غالب آنے کا امکان نہ رہے۔ ۲ یعنی قتل کرنے کا حکم اس وقت تک ہے کہ لڑائی کرنے والے کافر اپنا اسلحہ رکھ دیں اور جنگ یوں ختم ہو جائے کہ مشرکین مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لیں یا اسلام لائیں۔ ۳ یہاں اللہ تعالیٰ نے جانچنے سے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے معلوم نہ تھا اور اس جانچ کے ذریعے سے معلوم ہوا بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ ایسا معاملہ فرماتے ہیں جیسا امتحان لینے والے کرتے ہیں تاکہ فرشتوں اور جن و انس کے سامنے معاملہ ظاہر ہو جائے اس آدمی پر بھی حجت قائم ہو جائے ۴ اللہ تعالیٰ کی اور اپنے دین کی مدد کرنے سے مراد جہاد اور شہادت علیہ کے لئے بندوں کی مدد کی دو حالتیں ہیں یہاں جو بندوں کو دینِ الٰہی کی مدد کرنے کا فرمایا گیا یہ مراد اصل ان سے پہلی حالت کے لئے ہے کہ اس صورت میں انہیں اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوگی اور ان کی طرف سے انہیں ثابت قدمی نصیب ہوگی۔ نیز اس آیت سے ثابت ہوا کہ بندوں کی مدد کا اثر ہے کہ جب بندہ اللہ کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دین کی مدد کرنے کا وعدہ فرمایا ہے تو عام بندے کا کسی سے مدد طلب کرنا کیوں شرک ہوگا؟

وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝

تباہی و بربادی ہے اور اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے ۝ یہ (سزا) اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اللہ کے نازل کئے ہوئے کو ناپسند

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

کیا وہ اللہ نے ان کے اعمال صالح کر دیے ہیں ۝ کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی اور دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا؟

دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

اللہ نے ان پر تباہی ڈالی اور ان کافروں کے لیے بھی ایسے ہی انجام ہیں ۝ یہ اس لیے کہ اللہ مسلمانوں کا

اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ع ۱۱ ۵

مددگار ہے اور کافروں کا کوئی مددگار نہیں ۝ بیشک اللہ ایمان لانے والوں اور اچھے اعمال کرنے والوں کو

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا

ان باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور کافر عارضی فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ایسے کھاتے ہیں جیسے

تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ

جانور کھاتے ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے ۝ اور کتنی ہی بستیاں ہیں جو تمہاری اس بستی سے زیادہ قوت والی تھیں جس نے تمہیں

قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ

باہر نکالا ہے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا ان کا کوئی مددگار نہیں ۝ تو جو شخص اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو یا

عنوان: کافروں کے انجام کا بیان اور کفار سے قتال کا حکم — مسلمانوں کی مدد اور کفار کی خبر کا سبب

عنوان: مکمل مسلمانوں اور کفار کا قرآن حال — نبی کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی — مومن و کافر میں فرق کا بیان

ترجمہ: ۝ یعنی کافروں کا کوئی ایسا مددگار نہیں جو ان سے عذاب کو دور کر سکے حتیٰ کہ ان سے جو سامان مضبوطی بھی ان کے کام نہیں آئے گا کیونکہ وہ خدا ہے جس سے کوئی زبردست و لاچار نہیں کسی کی مدد کیا کریں گے۔ (ج) جانوروں کو یہ تمیز نہیں ہوتی کہ کہاں سے اور کیا کھانا ہے اس لئے نہیں جہاں سے جو کچھ چارہ سے کھانا شروع کر دیتے ہیں: کی طرح کھاتے وقت جانور اس چیز سے غافل ہوتے ہیں کہ اس کے بعد کیا دیا جائے گا۔ یہی حال کفار کا ہے کہ وہ حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر کھاتے پیتے ہیں غفلت سے ساتھ دیا ہے اور ان کے عیش و عشرت سے فائدہ اٹھانے میں مشغول ہیں اور آنے والی مصیبتوں کا خیال بھی نہیں کرتے حالانکہ جہنم کی آگ ان کا ٹھکانہ ہے

رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ

وہ اس جیسا ہو گا جس کے برے عمل اس کیلئے خوبصورت بنا دیئے گئے اور وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلے ﴿۱۴﴾ جنت کا حال جس کا

الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ

پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں خراب نہ ہونے والے پانی کی نہریں ہیں اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ

بدلا نہ ہو اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کیلئے سراسر لذت ہے اور صاف شفاف شہد کی نہریں ہیں اور ان کے لیے اس میں

كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَاۗءً

ہر قسم کے پھل اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے (یہ نعمتیں) کیا ان کے برابر ہو سکتا ہے جو ہمیشہ آگ میں رہنے والا ہے اور

حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ ﴿۱۵﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا

ایسے کھولتے پانی پلایا جائے گا کہ وہ ان کی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا ﴿۱۵﴾ اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو تمہاری طرف کان

مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ

لگاتے ہیں یہاں تک کہ جب تمہارے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو علم والوں سے کہتے ہیں کہ ابھی انہوں نے کیا کہا تھا یہی وہ لوگ ہیں

اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّ

جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی اور وہ اپنی خواہشوں کے تابع ہو گئے ﴿۱۶﴾ اور جنہوں نے ہدایت پائی اللہ نے ان کی ہدایت

عنوان جنت کے اوصاف اور جنتی و دوزخی میں فرق کی بیان، منافقوں کے بے کردار کا ذکر و عمل اور اس کا نتیجہ

ہدایت کا صلہ

ترجمہ ﴿۱۵﴾ یعنی شراب ایسی خوش ذائقہ ہو گی کہ پینے والے کو بہت لذت دے گی اور سر میں چکر نہ لائے گی جس کے پینے سے عقل زائل ہوتی ہے اور پیٹ میں جا کر پیشاب بن جاتا ہے جبکہ جنت کی شراب ان سب عیوب سے پاک انتہائی مفید فرحت بخش اور خوش گوار ہے۔ ﴿۱۶﴾ اس آیت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ آخرت میں کفار اور مومنین کا حال ایک جیسا نہیں بلکہ بہت مختلف ہو گا مومنین جنت کے باغات میں عیش و آرام میں ہوں گے جبکہ کفار نار جہنم میں جل رہے ہوں گے۔ مومنین کے پینے کے لئے انواع و اقسام کے لذیذ ترین مشروبات ہوں گے جبکہ کافروں کے لئے ایسا کھولتا ہوا پانی ہو گا جو ان کی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا

أَنَّهُمْ تَقْوَىٰهُمْ ﴿١٣﴾ فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ

اور پرواہ نہ کریں ان پر پرہیزگاری عطا فرمائی ○ تو وہ قیامت ہی کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان پر اچانک آجائے تو بیشک

أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ﴿١٤﴾ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَ

اس کی نشانیاں آچکیں تو جس وقت ان پر قیامت آجائے گی تو ان کا نصیحت ماننا کہاں سے ہو گا ○ تو جان لو کہ اللہ کے

اسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ

سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اے حبیب اپنے خاص غلاموں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو اور اللہ

مَثْوَاكُمْ ﴿١٥﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ ع ١٥

تمہارے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کو جانتا ہے ○ اور مسلمان کہتے ہیں کوئی سورت کیوں نہیں

مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ

پھر جب کوئی صاف سورت اتاری جاتی ہے اور اس میں جہاد کا حکم ہوتا ہے تو تم ان لوگوں کو دیکھو گے جن کے دلوں میں بیماری

إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٠﴾ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ

ہے کہ تمہاری طرف ایسے دیکھتے ہیں جیسے وہ شخص جس پر موت چھائی ہوئی ہو تو ان کے لئے بہتر تھا ○ فرمانبرداری کرنا اور اچھی

شان نزول: کفار کے بے نصیحت سے فائدہ اٹھانے کا سوال — توحید کا بیان اور استغفار کا حکم

حکم جہاد پر مشتمل سورت اترنے پر منافقوں کا حال — اللہ پر ایمان کا تقاضا

ترجمہ: ۱۹ یہاں جانے سے پہلے مار جانا جس جملہ سے مراد ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں جو علم اور یقین رکھتے ہیں اس پر قائم رہیں۔ ۲۰ یہاں آیت میں اگرچہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن کلام کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی گناہ ہوا تھا جس کی معافی مانگنے کا حکم دیا گیا کیونکہ آپ یقینی طور پر گناہوں سے معصوم ہیں بلکہ یہ اس لئے فرمایا گیا ہے کہ متقدمین کے معاملے میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا یہ حال ہے تو یہ بھی بظاہر خطاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مراد آپ کے اہل بیت اور خاص غلام ہیں۔ ۲۱ روایت کا معنی ہے کہ آپ اپنے اہل بیت اور خاص غلاموں کے گناہوں کی مغفرت طلب فرمائیں۔ ۲۲ ایمان والے راسخ عمل جہاد کے بے پناہ شوق کی بنا پر کہتے تھے کہ کسی سورت کیوں نہیں اترتی جس میں جہاد کا حکم ہو تاکہ ہم جہاد کریں۔ یہی بات منافق بھی کہہ دیا کرتے تھے پھر جب کوئی صریح قطعی حکم جہاد والی سورت نازل ہو جاتی تو منافقین سخت بزدلی کا مظاہرہ کرتے اور حکم الٰہی پر عمل کرنے سے جی چراتے تھے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں منافقوں کا حال بیان کرکے انہیں نصیحت کی گئی ہے

فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ ۖ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿٢١﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن

بات نہیں پھر جب حکم جہاد کا قطعی ہو جائے تو اگر یہ سچے ہوتے اللہ سے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا ﴿٢١﴾ تو کیا تم اس بات کے قریب ہو کہ

تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

اگر تمہیں حکومت ملے تو تم میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے ناطے توڑ دو ﴿٢٢﴾ یہ وہ لوگ ہیں جن پر

لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ

اللہ نے لعنت کی تو انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں اندھی کر دیں ﴿٢٣﴾ تو کیا یہ قرآن میں غور و تدبر نہیں کرتے؟ بلکہ

قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ

دلوں پر ان کے تالے لگے ہوئے ہیں ﴿٢٤﴾ بیشک وہ لوگ جو پیٹھ پھیر گئے اس کے بعد کہ ان کے لیے ہدایت بالکل واضح

الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٥﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ

ہو چکی تھی شیطان نے انہیں فریب دیا اور لمبی امیدیں دلائیں ﴿٢٥﴾ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ کے نازل کردہ

كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾

دین کو پسند کرنے والوں سے کہا کہ ہم بعض کام میں تمہاری اطاعت کریں گے اور اللہ ان کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے ﴿٢٦﴾

لغات: رِدَّتُّمْ = پھرے، پلٹے، مرتد ہوئے | اَدْبَارٌ = پیٹھ، پیچھے | سَوَّلَ = آراستہ کیا، خوبصورت بنایا | اَمْلٰی = ڈھیل دی، لمبی امیدیں دلائیں | اَسْرَارٌ = چھپی ہوئی باتیں، راز

ترجمہ: پھر جب لڑائی کا حکم ہو جائے تو فرمانبرداری اور اچھی بات کہنا | منافقین پر اللہ کی لعنت اور اس کا اثر | منافق قرآن میں غور نہیں کرتے

دلوں پر قفل | ایمان سے کفر کی طرف پلٹنے سے شیطان روکنے کا ذکر ہے | منافقوں کے بیان سے کفر کی طرف پلٹنے کا سبب

ملحوظہ: (۲۰) جب منافقوں و مشرکوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا گیا تو کہنے لگے کہ ہم مشرکوں کے خلاف جہاد کیسے کریں گے کہ آپس میں قتل و قتال کرنا زمین میں فساد پھیلانا ہے نیز عرب کے ہمارے رشتہ دار ہیں تو ان سے جنگ کرنے میں قتل و ہر طرح کے نقصان کا خوف ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اپنے کام میں سچے ہوتے اور ان میں یہ آپس کی پھوٹ نہ ہوتی تو بھی اسلام کے دشمن مسلمان جہاد پر کسی طرح بھی اطمینان حاصل نہیں کر سکتے ہیں ان کے خلاف مسلمان دشمنی کے درپے ہیں (۲۱) اس پر قتل کیے جانے سے مراد دل کا مختلف اور بے چین ہو جانا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دل کی صورت حکمت نہیں کر سکتا۔ (۲۲) اس آیت میں اہل کتاب کے ان کفار کا حال بیان کیا گیا ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانا پھر ان کی نعت و صفت دین کتاب میں کبھی پھر جانے سے جان بوجھ کر انکار کیا و یہ کہ ان میں یہ ہے کہ ان لوگوں سے مراد منافق ہیں جو ایمان لا کر کفر کی طرف پلٹ گئے (۲۳) شیطان کا فریب یہ تھا کہ اس نے برے اعمال ان کی نظر میں اچھا کر دیا اور وہ انہیں اچھا سمجھنے لگے۔

فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَٰرَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ

تو ان کا کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کے منہ اور ان کی پیٹھوں پر مارتے ہوئے ان کی جان قبض کریں گے ﴿٢٧﴾ یہ اس لیے ہے کہ

بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَآ أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَٰنَهُۥ فَأَحْبَطَ أَعْمَٰلَهُمْ ﴿٢٨﴾

جس سے اللہ ناراض ہوا اس کی پیروی کی اور جس سے اللہ کی خوشنودی کو ناپسند کیا تو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے ﴿٢٨﴾

أَمْ حَسِبَ ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَن لَّن يُخْرِجَ ٱللَّهُ أَضْغَٰنَهُمْ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ نَشَآءُ

یا جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ اس گمان میں ہیں کہ اللہ ان کے چھپے ہوئے بغض کو ظاہر نہ فرمائے گا ﴿٢٩﴾ اور اگر ہم چاہتے

لَأَرَيْنَٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُم بِسِيمَٰهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِى لَحْنِ ٱلْقَوْلِ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ

تو تمہیں وہ منافقین دکھا دیتے تو تم انہیں ان کی صورت سے پہچان لیتے اور ضرور تم انہیں گفتگو کے انداز میں پہچان لو گے ﴿٣٠﴾ اور اللہ

أَعْمَٰلَكُمْ ﴿٣٠﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ ٱلْمُجَٰهِدِينَ مِنكُمْ وَٱلصَّٰبِرِينَ ۙ وَنَبْلُوَا۟

تمہارے اعمال جانتا ہے ﴿٣١﴾ اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو دیکھ

أَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَصَدُّوا۟ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ وَشَآقُّوا۟ ٱلرَّسُولَ

لیں اور تمہاری خبریں آزمائیں ﴿٣١﴾ بیشک جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی اس کے بعد کہ ان کیلئے

مِنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ ٱلْهُدَىٰ لَن يَضُرُّوا۟ ٱللَّهَ شَيْـًٔا ۚ وَسَيُحْبِطُ أَعْمَٰلَهُمْ ﴿٣٢﴾

ہدایت بالکل ظاہر ہو چکی تھی وہ ہرگز اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور بہت جلد اللہ ان کے اعمال برباد کر دے گا ﴿٣٢﴾

تعارف رکوع کے وقت منافقوں کا عجیب تاک حال اور ان کا سبب منافقوں کا تعصب اور ان کی پہچان کروانے سے متعلق مشیت الٰہی

مسلمانوں کی تمہیں جہاد کے ذریعے آزمائش منافقین و کفار کو تنبیہ

حل لغات ① اللہ تعالیٰ کو ناپسند آنے والی بات سے مراد لوگوں کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جانے سے انکار اور کافروں کی مدد کرنا ہے یا وہ بات جو قرآن کے ان مضامین کو چھپانے سے متعلق ہے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت اور فضائل بیان کیے گئے ہیں ② یہاں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے مراد ایمان و طاعت مسلمانوں کی مدد اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں حاضر ہونا ہے ③ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منافقوں کو ان کی صورت یا انداز کلام سے پہچان لیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطائے الٰہی سے کثیر صحابہ میں سے علم کی ایک قسم ہے ④ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہی ہر فعل کے حال کا علم رکھتا ہے یہاں علم سے مراد ظہور ہے یعنی جو چیز پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی وہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جائے گی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾

اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے اعمال باطل نہ کرو ﴿۳۳﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ

بیشک جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا پھر کافر ہی مرگئے تو اللہ انہیں

يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۚ وَاللّٰهُ

ہرگز نہیں بخشے گا ﴿۳۴﴾ تو تم سستی نہ کرو اور خود صلح کی طرف عاجز نہ ہو اور تم ہی غالب ہو گے اور اللہ

مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا

تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں تمہیں نقصان نہ دے گا ﴿۳۵﴾ یہ دنیا کی زندگی تو یہی کھیل کود ہے اور اگر تم ایمان لاؤ

وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا

اور پرہیزگاری کرو تو وہ تمہیں تمہارے ثواب عطا فرمائے گا اور کچھ تم سے تمہارے مال نہ مانگے گا ﴿۳۶﴾ اگر وہ تم سے تمہارے مال طلب کرے

ربط: اطاعت رسول کا حکم اور اعمال باطل کرنے کی ممانعت — کفر پر مرنے والے کی مغفرت سے محرومی

کفار کے مقابلے میں بزدلی دکھانے کی ممانعت — دنیا کی ناپائیداری اور ایمان اور تقویٰ کی فضیلت

(بندوں کی آزمائش میں ہونے کی وجہ)

شان نزول: عمل کو باطل کرنے سے ممنوع ہے بعد ان تمام اعمال سے پچنا ضروری ہے جن کی وجہ سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں جیسے کفر، شرک، اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام چھوڑ دینا، منافقت اختیار کرنا، جہاد سے بھاگنے کی خاطر یا کسی اور غرض سے عمل ترک کرنا اور ایک عمل شروع کرنے کے بعد اسے فاسد کر دینا وغیرہ۔ (۲) غزوہ احد کے لئے یہاں پر حالت ضروری ہے جس کی وجہ حالت کفر میں ہوں اس کی کسی صورت مغفرت نہ ہو گی۔ اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو ایمان پر جانے کے بعد بھی گناہوں میں گرفتار رہتے ہیں انہیں بھی ایمان پر جانے کی فکر کرنی چاہئے۔ (۳) اس آیت میں بظاہر حاضر صحابہ سے خطاب ہے اور عمومی طور پر تمام مسلمانوں کے لئے بھی یہی احکام ہیں کہ وہ دشمنان اسلام کے مقابلہ کے میں سستی نہ کریں اور نہ ہی ضروری کھائیں پئیں بلکہ صلح کی دعوت نہ دیں کہ جنگ میں ہمت کا پہلو ہے۔ (۴) اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے تمام اموال طلب نہیں کرے گا بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے بھی حاجت و ضرورت کے لئے مال طلب نہیں کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہے۔ زکوٰۃ، صدقات، خیرات میں جو مال خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس میں بھی بندوں ہی کا فائدہ ہے کہ وہ اس پر ثواب پائیں گے۔

فَيُحْفِكْكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ

اور زیادہ طلب کرے تو تم بخل کرنے لگو اور وہ بخل تمہارے دلوں کے کھوٹ ظاہر کر دے گا ﴿۳۷﴾ ہاں ہاں یہ تم ہو جو بلائے جاتے ہو

لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ

تاکہ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرتا ہے وہ اپنی ہی جان سے بخل کرتا ہے[۱]

نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ

اور اللہ بے پروا ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل دے گا

ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾

پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے[۲] ﴿۳۸﴾

الفتح ۴۸ — سورۃ الفتح مدنیۃ — الیہا ۲۹ رکوعہا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ

بیشک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح کا فیصلہ فرما دیا[۳] تاکہ اللہ تمہارے صدقے تمہارے اگلوں کے اور پچھلے گناہ بخش دے[۴]

ف ۱ (باوجود اس خرچ کرنے میں بخل کرنے والوں کی مذمت اور تحریص)

ف ۲ (اللہ کا فیصلہ فرمانے کی بشارت اور اس کی بشارت دینا)

لغت ۱ بخل سے لغوی معنی ہیں "کنجوسی" اور اصطلاح میں جہاں خرچ کرنا شرعاً واجب ہو وہاں خرچ نہ کرنا بخل کہلاتا ہے۔ بخل کے بہت سے نقصانات ہیں جن کا سامنا بخل کرنے والے کو بھی کرنا پڑتا ہے جیسے بخل کرنے والا کامل مومن نہیں بن سکتا اور مال خرچ کرنے کا ثواب نہیں پا سکتا کبھی بخل دوسری کی بدولت عداوت اور خصومت حتیٰ کہ قتل و غارت تک پہنچ جاتا ہے۔ خونریزی اور فساد میں بڑھ جاتا ہے اور بدحالی کا سبب بنتا ہے۔ ۲ اس آیت میں مخاطب کرام صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں تو یہ تبدیلی فضل و شرف کی نہیں ہو سکتی یہ تبدیلی بعد والوں میں سے ہوں گی صحابہ رضی اللہ عنہم سے نہیں ہے اور شرط کے لیے ضروری نہیں کہ اس کا وقوع بھی ہو اگر یہ خطاب منافقین سے ہے تو یہ تبدیلی بالفعل واقع ہوئی اور بعد میں ایسے لوگ آئے جو منافقین جیسے بالکل نہ تھے ۳ مفسرین کے نزدیک روشن فتح سے صلح حدیبیہ مراد ہے جبکہ بعض مطلق فتوحات مراد لیتے ہیں جیسے مکہ خیبر حنین طائف فارس روم وغیرہ کی فتوحات۔ یہ فتوحات چونکہ یقینی تھیں اس لیے ماضی کے صیغہ سے بیان ہوئیں۔ ۴ آیت میں "ذنب" کی نسبت بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیوں کے اگلے اور پچھلے گناہ ہیں۔

وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ﴿٢﴾ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا

اور پورا انعام تم پر تمہارے رب سے اور تمہیں سیدھی راہ چلا دے ۲ اور اللہ تمہاری زبردست مدد

عَزِيْزًا ﴿٣﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا

کرے ۳ وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اتارا تاکہ ان کے یقین پر یقین

مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

میں اضافہ ہو ۴ اور آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر اللہ ہی کی ملک ہیں اور اللہ علم والا

حَكِيْمًا ﴿٤﴾ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

حکمت والا ہے ۵ تاکہ وہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ان باغوں میں داخل فرمائے جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا

نہریں بہتی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور تاکہ اللہ ان کی برائیاں ان سے مٹا دے اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی

عَظِيْمًا ﴿٥﴾ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ

ہے ۶ اور تاکہ وہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور شرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے

الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ

جو اللہ پر برا گمان رکھتے ہیں ۷ برائی کا چکر انہیں پر ہے ۸ اور اللہ نے ان پر غضب فرمایا اور

ترجمہ: تلوار کی طاقت کے ذریعے مسلمانوں کی مدد اور برکتیں

حاشیہ: ۲ اس سے پہلی آیت میں مدد کرنے کا وعدہ تھا اور اس آیت میں مدد کی صورت بیان کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کے ذریعے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اتارا تاکہ ان کے یقین میں مزید اضافہ ہو جائے اور عقیدہ اور عمل کی پختگی کے ساتھ ساتھ نفس کو اطمینان حاصل ہو اور یہ چیز ہے جس سے بڑے بڑے جنگی معرکے وجود میں آتے ہیں۔ منافقوں کا اللہ تعالیٰ پر برا گمان یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کی مدد نہیں کرے گا اور نہیں مکہ سے مدینہ کی طرف سلامتی کے ساتھ واپس لوٹائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیوں کا شکار ہونا منافقوں کا طرز عمل اور حرام فعل ہے مسلمانوں کو ایسے خیالات سے بچتے ہوئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اس سے حسن ظن رکھنا چاہیے۔ ۷ اس سے مراد ہے اللہ کے بارے میں برا گمان کا وبال عذاب اور ہلاکت کی صورت میں ان پر ہی پڑے گا

لَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝١ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ

ان پر لعنت کی اور ان کے لیے جہنم تیار فرمائی اور وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے ۝١ اور آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اللہ

الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝١ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ

ہی کی ملکیت میں ہیں اور اللہ عزت والا حکمت والا ہے ۝١ بیشک ہم نے تمہیں گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا

نَذِيْرًا ۝١ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ

بنا کر بھیجا ۝١ تاکہ (اے لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی

اَصِيْلًا ۝١ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ

بیان کرو ۝١ بیشک جو لوگ تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے

فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ

تو جس نے عہد توڑا تو وہ اپنی جان سے عہد توڑتا ہے اور جس نے اللہ سے کیے ہوئے اپنے عہد کو پورا کیا تو بہت

اَجْرًا عَظِيْمًا ۝١٠ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَاۤ اَمْوَالُنَا وَ ع

جلد اللہ اسے عظیم ثواب دے گا ۝١٠ پیچھے رہ جانے والے دیہاتی اب تم سے کہیں گے ① کہ ہمیں اپنے مالوں اور اپنے گھر والوں

مناسبت: (عظمت و شانِ الٰہی) (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام و مرتبہ) (بیعت کے کچھ مقاصد)

بیعت رضوان کرنے والوں کی تعریف اور ان سے وعدہ / منافقوں سے متعلق غیبی خبر اور انہیں جواب

ماقبل: اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاہد و گواہ بنایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزِ قیامت اپنی امت کے اعمال و احوال اور انبیاء کی تبلیغ کی گواہی دیں گے یہ شاہد کا ایک معنی مشاہدہ کرنے والا بھی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ صفت بھی عطا فرمائی ہے کہ امت کے تمام اعمال و احوال کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشاہدہ فرماتے ہیں جیسا کہ خود فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اور اس کے اندر والی تمام چیزوں سے اور جو کچھ میں قیامت تک ہونے والا ہے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ (کنز العمال، ۱۲: ۴۸۴، الجزء السابع عشر، حدیث ۳۱۹۶۸) ② مفسرین کے نزدیک اس آیت میں تعظیم و توقیر کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے ③ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ سے مدینہ کی طرف عمرہ کے لیے کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا تو قریبی گاؤں والے اور دیہاتی آپ سے پیچھے رہ گئے اور کام کا بہانہ بنا کر وہیں رہ گئے اور حقیقت میں ان کا گمان یہ تھا کہ قریش بہت طاقتور ہیں مسلمان ان سے کبھی زندہ نہیں بچیں گے اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم سے معاملہ ان کے گمان کے بالکل برعکس ہوا اور اس آیت میں ان لوگوں کی معذرت سے متعلق غیبی خبر دی گئی جو ہو بہو پوری ہوئی

أَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَن

ے مشغول رکھا تو آپ ہمارے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔

يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ

تم سے اگر اللہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے یا تمہارا بھلا کرنا چاہے تو اللہ کے مقابلے میں کون تمہارے لئے کسی چیز کا اختیار

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١١﴾ بَلْ ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَنقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ

رکھتا ہے؟ بلکہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ﴿١١﴾ بلکہ تم تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ رسول اور مسلمان ہرگز کبھی اپنے گھر والوں کی طرف

أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖ وَكُنتُمْ قَوْمًا

واپس نہ آئیں گے اور یہ بات تمہارے دلوں میں بڑی خوبصورت بنا دی گئی تھی اور تم نے بری بات کا گمان کیا تھا اور تم ہلاک ہونے

بُورًا ﴿١٢﴾ وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ﴿١٣﴾

والے لوگ تھے ﴿١٢﴾ اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو بیشک ہم نے کافروں کے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے ﴿١٣﴾

وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَ

اور آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے جس کی چاہے مغفرت فرمائے اور جسے چاہے عذاب دے اور

كَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٤﴾ سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿١٤﴾ جب تم غنیمتیں حاصل کرنے کے لئے ان کی طرف چلو گے تو پیچھے رہ جانے والے کہیں گے،

مطلب: (توحید) ایمان پر ایمان لانے والے کے لئے عید — اللہ تعالیٰ کی شان مشیت اور مغفرت و عذاب سے متعلق مشیت الٰہی

غزوۂ خیبر کے پیچھے رہ جانے والے منافقوں کے بارے میں یہ خبر

معارف: (١) کسی کو ضرر یا نفع پہنچانے کا حقیقی مختار اللہ تعالیٰ کے پاس کے سوا کوئی نہیں۔ پہنچانا چاہے تو کوئی اس سے ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ جسے نفع پہنچانا چاہے تو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے معاملے میں ان کے حکم کو پیش نظر رکھنا چاہیے نہ کہ نفع و نقصان کا خوف کرنا چاہیے۔ (٢) عمرہ کے اس سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے تمام منافقین و اللہ تعالیٰ نے "مؤمنون" فرمایا۔ گویا ان صحابہ کا ایمان حد حق گوئی سے ثابت ہے۔ (٣) گویا مسلمان کی مغفرت فرمانا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اس کے وعدہ پر مبنی ہے۔ یہ اس کا حق نہیں ہے۔ اس پر مشرکین کے لئے کوئی حق نہیں ہے۔

لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا

کہیں بھی پیچھے آنے دو وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا کلام بدل دیں یہ کہہ تم فرما دو کہ تم ہمارے پیچھے نہ آؤ

كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ كَانُوْا

اللہ نے پہلے سے اسی طرح فرما دیا ہے تو یہ کہیں گے بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو بلکہ وہ سمجھتے بہت

لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ

تھوڑی بات سمجھتے ہیں ۝ پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے فرما دو عنقریب تمہیں ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف

اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا

بلایا جائے گا تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے پھر اگر تم فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا

حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لَيْسَ

اور اگر پھرو گے جیسے تم اس سے پہلے پھر گئے تھے تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا ۝ نہ ہے کوئی

عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۭ وَمَنْ

تنگی نابینا پر اور نہ تنگی ہے لنگڑے پر اور نہ کوئی حرج ہے بیمار پر اور جو

يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ

اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے گا اللہ اسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور جو پھرے

شان نزول منافقوں کی آزمائش کے لیے یہ کہنا کہ معذوروں کے لئے شرعاً جہاد سے رخصت

اطاعت رسول کی تاکید اور نافرمانی کی وعید

حاشیہ ① یہاں اللہ تعالیٰ کے کلام کو بدلنے کا محل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ وحی فرمائی تھی کہ خیبر کا مال صرف حدیبیہ میں حاضر ہونے والوں کے لئے ہے جو منافق خیبر کا مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے ساتھ ہو لئے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو بدلنا چاہتے تھے۔

② جب کہ سے پہلی آیت نازل ہوئی تو بیمار اور معذور لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت ہم پر کیا حال ہوگا؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا کہ جہاد سے رہ جانے کی صورت میں نہ اندھے پر کوئی تنگی ہے نہ لنگڑے پر کوئی مضائقہ اور نہ بیمار پر کوئی حرج کہ یہ حضرات ظاہر میں اور ان کے لئے جہاد میں حاضر ہونا جائز ہے کیونکہ یہ لوگ دشمن پر حملہ کرنے اس کے حملہ سے بچنے اور بھاگنے پر قادر نہیں کہتے ہیں لشکر میں بوجھ ضعیف اور وہ بیمار بھی، جن میں حرکت چلنا پھرنا دشوار ہے

يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ

اللہ ہے بڑا بخشنے والا مہربان ۝ بیشک اللہ ایمان والوں سے خوش ہوا جب وہ درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کرتے تھے ۝

الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ۙ

تو اللہ کو معلوم تھا جو ان کے دلوں میں تھا تو اس نے ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا ۝

وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ

اور بہت سی غنیمتیں جنہیں وہ لیں گے اور اللہ عزت والا حکمت والا ہے ۝ وہ اللہ نے تم سے

مَّغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَ

بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جو تم حاصل کرو گے تو تمہیں یہ جلد عطا فرمادی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور

لِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ۙ وَّاُخْرٰى

تاکہ ایمان والوں کے لیے نشانی ہو اور تاکہ وہ تمہیں سیدھا راستہ دکھائے ۝ اور دوسری غنیمتوں کا (بھی) وعدہ فرمایا ہے)

لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا ۭ قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ

جن پر تمہیں قدرت نہیں ۝ مگر اللہ نے گھیر رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۝ اور اگر

قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

کافر تم سے لڑیں گے تو ضرور تمہارے مقابلہ سے پیٹھ پھیر لیں گے پھر وہ کوئی حمایتی اور مددگار نہ پائیں گے ۝

عنوان بیعت رضوان میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فتح مکہ میں اللہ تعالیٰ کے غنیمتوں کا وعدہ اور اس کی صورت میں کفار کی طرف سے حفاظت کی پیشگی خبر

شانِ نزول اس بیعت سے مراد بیعت رضوان ہے جو حدیبیہ کے مقام پر ہوئی۔ بیعت رضوان میں شرکت کرنے والوں کو کسی تخصیص کے بغیر مومن قرار دیا گیا اور رضائے الٰہی کی بشارت دی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیعت رضوان میں شریک تمام حضرات مخلص مومن تھے اور ان سب سے اللہ تعالیٰ راضی ہو چکا ہے۔ ② جلد سے مراد فتح خیبر ہے۔ ③ لوگوں کے ہاتھ روکنے سے مراد یہ ہے کہ خیبر والوں کے ہاتھ مسلمانوں سے روک دیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تھا ورنہ وہ قوت رکھتے ہوئے کے باوجود مسلمانوں پر فتح حاصل نہ کر سکے۔ یا یہ مراد ہے کہ مسلمانوں سے اہل و عیال سے لوگوں کے ہاتھ روک دیئے کہ وہ جو فرزند ہو رہے تھے نقصان سے بچ گئے۔ ④ اس سے مکہ مکرمہ اور دوسری فتح مراد ہے، یا اس سے فتح مکہ مراد ہے، یا اس سے ہر وہ فتح مراد ہے جو مسلمانوں کو کفار پر قیامت تک ہونے والی ہو۔ ⑤ یعنی اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو مسلمانوں پر غلبہ عطا فرمایا۔ یا یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ فتح کرنے کی قدرت عطا فرمائی۔

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ﴿۲۳﴾ وَهُوَ

اللہ کا دستور ہے جو پہلے لوگوں میں گزر چکا ہے اور تم ہرگز اللہ کے دستور میں تبدیلی نہ پاؤ گے ﴿۲۳﴾ اور وہی ہے

الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ

جس نے ان (کافروں) کے ہاتھوں کو تم سے روکے رکھا ہے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روکے رکھا وادیٔ مکہ میں اس کے بعد کہ اللہ نے تمہیں ان پر قابو دے

عَلَیْهِمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ

دیا تھا اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے ﴿۲۴﴾ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْیَ مَعْكُوْفًا اَنْ یَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْلَا رِجَالٌ

قربانی کے جانوروں کو کہ ان کی جگہ میں نہ وہ ہیں قربانی کو پہنچنے سے روکے ہوئے تھے اور اگر نہ ہوتے (مکہ میں) کچھ مسلمان مرد اور مسلمان

مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِیْبَكُمْ مِّنْهُمْ

عورتیں جنہیں تم نہیں جانتے جن کو تمہیں خبر نہیں (اور یہ بات نہ ہوتی) کہ تم انہیں روند ڈالو گے پھر تمہیں ان کی طرف سے (ان کی) میں کوئی ناپسندیدہ بات پہنچے

مَّعَرَّةٌۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ لِیُدْخِلَ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا

(کہ تم نہیں جانتے تھے جو ان کا حال) بے خبری میں (ان کو قتل کر بیٹھو) اور اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہتا ہے داخل کرتا ہے اگر مسلمان

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۲۵﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ

وہاں سے الگ ہو جاتے تو ہم ضرور ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے ﴿۲۵﴾ جب کافروں نے اپنے

الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَ

دلوں میں (ضد) جاہلیت کی (یعنی) جہالت کی ضد رکھی ﴿۲۶﴾ تو اللہ نے اپنا تحمل اپنے رسول اور ایمان والوں پر اور

لغات: اظفر: غالب کر دیا، قابو دے دیا — معکوفا: روکا ہوا — معرۃ: بدنامی، عیب

حدیث میں لفظ لی: حدیبیہ میں لفظ لی ہے

حدیث میں عبارت سے جنگ کی جہالت ہے کی حکمت: کفار مکہ کی بیجا ضد اور ہٹ دھرمی اور مسلمانوں پر تحمل کی کارروائی

ملی: کفار کی ضد یہ تھی کہ ہمیں بے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو مکہ میں داخل اور طواف حرم سے روکا۔

اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ

پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا (۱) اور مسلمان اس کلمہ کے زیادہ حق دار اور اس کے اہل تھے اور اللہ سب کچھ

شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۲۶﴾ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ

جاننے والا ہے ○ بیشک اللہ نے اپنے رسول کا سچا خواب سچا کر دکھایا (۲) کہ اللہ چاہے تو تم ضرور

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ۙ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِیْنَ ۙ

مسجد حرام میں امن سے داخل ہو گے کچھ اپنے سروں کے بال منڈاتے ہوئے اور کچھ بال کترواتے ہوئے

لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِیْبًا ﴿۲۷﴾

تمہیں کسی بات کا خوف نہ ہوگا تو اللہ وہ معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں (۳) تو اس سے پہلے یہ ایک آسان فتح دی ○

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى

وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا (۴) کہ سب دینوں

الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۲۸﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ

پر غالب کرے اور اللہ کافی گواہ ہے ○ محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے

ف۱ خواب میں کی صداقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کا یہ اہم مقصد تھا۔

ف۲ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اخلاص اور ان کی بے مثال قربانیاں

ف۱ پرہیزگاری کے کلمے سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے اور اسے ان کی طرف اس لئے منسوب فرمایا کہ یہ تقویٰ و پرہیزگاری حاصل ہونے کا سبب ہے۔ پرہیزگاری کا کلمہ ارشاد فرمانے سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اعمال حدیبیہ میں شریک ہونے والوں سے جدا نہ کئے جائیں گے۔ اس میں ان سب کے حسن خاتمہ کی یقینی خبر ہے اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیان وفات کے وقت قبر میں اور حشر میں تقویٰ عطا ہو سکے گا۔ **ف۲** حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کا قصد فرمانے سے پہلے مدینہ طیبہ میں خواب دیکھا کہ آپ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ بلد حرام میں امن سے داخل ہوئے اور اصحاب میں سے بعض نے سر کے بال منڈوائے اور بعض نے کترائے۔ یہ خواب آپ نے بیان فرمایا تو بہت خوش ہوئے اور صحابہ نے خیال کیا کہ اسی سال وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے جب معاملہ حدیبیہ سے صلح کے بعد واپس ہوئے تو منافقین نے مذاق اڑانا شروع کیا اور کہا کہ خواب کا کیا ہوا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس خواب کے مضمون کی تصریح فرمائی گئی کہ حرم امن ہوگا چنانچہ اگلے سال ایسا ہی ہوا۔

مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا

ساتھ والے کافروں پر سخت آپس میں رحم دل ہیں تو انہیں رکوع کرتے ہوئے سجدے کرتے ہوئے دیکھے گا

يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ

اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں ان کی علامت ان کے چہروں میں سجدوں کے

السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚۛ

نشان سے ہے یہ ان کی صفت توریت میں (اور) ہے اور ان کی صفت انجیل میں کھیتی کی (طرح) ہے

كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ

ان کی مثل ایسے ہے جیسے کھیتی ہو جس نے پہلے اپنی کونپل نکالی پھر اسے طاقت دی پھر وہ موٹی ہو گئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی

يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہو گئی کسانوں کو اچھی لگتی ہے اللہ نے مسلمانوں کی یہ شان اس لئے بڑھائی تاکہ ان سے کافروں کے دل جلائے اللہ نے ان میں سے ایمان والوں

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۧ

اور اچھے کام کرنے والوں سے بخشش اور بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے

سورۃ الفتح ۴۸ مدنیۃ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — اٰیات ۸ رکوع ۲

ماخذ: (۱) اس آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعدد اوصاف اور ان کی عظمت شان بیان کی گئی ہے (۲) وہ کافروں پر سخت ہیں (۳) آپس میں رحم دل اور ایک دوسرے پر مہربان ہیں (۴) کثرت سے رکوع و سجود کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں (۵) اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں (۶) ان کی عبادت کی علامت ان کے چہروں میں سجدوں کے نشان سے ظاہر ہے (۷) ان کے اوصاف توریت اور انجیل میں بھی مذکور ہیں (۸) ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم کی بشارت ہے (۹) یہ گروہ ایسی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام بہت بلند ہے ان کی عظمت اور اوصاف حمیدہ کا تذکرہ سے بیان فرمائے اور ان سے کافروں کے دل جلائے عظمت صحابہ بیان کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جنگ انکار کا طریقہ ہے (۱۰) تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صاحب ایمان اور نیک اعمال کرنے والے ہیں اس لئے مغفرت و اجر عظیم کا یہ وعدہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا

سے پہلے بڑھنا والو تقدم اور کی سے آگے نہ بڑھو اللہ سے

اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا

اللہ بیشک اللہ سنتا جانتا والا ہے اے یہاں والو ایمان آواز اپنی

اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ

آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے حضور زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کہو جیسے کھلے دوسرے کے سامنے

لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

بلند آواز سے بات کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو بیشک جو لوگ

يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ

اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو

اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے بیشک جو لوگ

شانِ نزول: یہ بارگاہِ رسالت میں آواز بلند کرنے سے منع کرنے والی آیت کے بعد نازل ہوئی (بارگاہِ رسالت میں آواز بلند کرنے کی ممانعت اور اس پر وعید)

یہ گاؤں بنی تمیم کے بارے میں نازل ہوئی جب بارگاہِ رسالت میں آواز پست رکھنے والوں کی تعریف حجروں سے باہر سے پکارنے والوں کو سخت تنبیہ کی گئی

ربط: [1] اللہ تعالیٰ سے آگے بڑھنا ممکن ہے یہاں اللہ تعالیٰ سے آگے بڑھنے کی ممانعت سے مقصود یہ بتانا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھنا گویا اللہ تعالیٰ سے آگے بڑھنا ہے۔ [2] بعض لوگ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ وہ کھانے میں اپنے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ بڑھیں اس آیت کا شانِ نزول چاہے عام ہے لیکن آگے بڑھنے کی ممانعت عام ہے یعنی کسی بات میں کسی کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے ہونا منع ہے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاکم کی حیثیت سے یا کسی عہدے کی بنا پر آپ سے اجازت لے کر آگے بڑھنا اس ممانعت میں داخل نہیں۔ [3] بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی قسم کی آواز بلند کرنا منع ہے جو آپ کی تعظیم و توقیر کے برخلاف اور بے ادبی کے زمرے میں داخل ہے اور اس سے ایمان کی تباہی کا خطرہ ہے۔ [4] جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل تعظیم کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقویٰ کے لئے منتخب کیے ہوئے ہیں۔

يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى

آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں کے بہت بے عقل ہیں ۝ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ

تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

تم ان کے پاس خود تشریف لے آتے تو ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ اے ایمان والو!

اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي

اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو لاعلمی میں تکلیف نہ دے بیٹھو پھر اپنے

مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ

کئے پر شرمندہ ہونا پڑے ۝ اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول تشریف فرما ہیں اگر بہت سے معاملات میں وہ تمہارا

مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ

کہا مانیں تو تم سخت مشقت میں پڑ جاؤ لیکن اللہ نے تمہیں ایمان محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور

كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ

کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی یہی لوگ راہ راست پر ہیں ۝ اللہ کا فضل

ربط: فرقوں کے آپس کے جھگڑے کے بارے میں تائید اور اس کی حکمت (عاصی ہونے کا حکم اور عاصی پر اقدام کی)

شان نزول: ۱ سو تیم کے چند لوگ دوپہر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے، اس وقت آپ میں صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے، ان لوگوں نے حجروں کے باہر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا شروع کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے۔ ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پکارنا جہالت اور بے عقلی ہے۔ ۲ اگر کوئی فاسق کسی شخص یا قوم کی شکایت کرے تو صرف اس بات پر عمل نہ کیا جائے بلکہ تحقیق کر لی جائے کہ وہ سچ ہے یا نہیں کیونکہ جو شخص فسق سے نہیں بچا وہ جھوٹ سے بھی نہ بچے گا اگر اس اصول پر عمل کریں تو آج بھی ہمارا معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکتا ہے کیونکہ ہمارے ہاں زوال تفرقے اور اختلافات کی یہ وجہ ہے کہ بغیر تصدیق کے ہی سنی سنائی بات پر غصہ کھا جاتے ہیں اور پھر آپس میں پریشان رہتے ہیں۔ بھائی کو بھائی سے لڑا دینے میں بھی یہی وجہ کثرت سے پائی جاتی ہے۔ ۳ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر جگہ پر بلا تحقیق عمل کریں تو تم سب مشقت میں پڑ جاؤ۔ ۴ یہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیضان صحبت سے تربیت پائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فسق اور گناہ سے دور اور نیز ان میں ایمان، تقویٰ اور رشد و ہدایت ایسی بسی گئی ہے جیسے کلیجے کے پھول میں رنگ و بو۔

وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا

اور احسان ہے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے ۝ اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان میں

بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى

صلح کرا دو پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ

اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر وہ پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں صلح کرو اور عدل کرو بیشک اللہ

الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

عدل والوں سے محبت فرماتا ہے ۝ صرف مسلمان بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دو اور اللہ سے ڈرو

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا

تاکہ تم پر رحمت ہو ۝ اے ایمان والو مرد دوسرے مردوں پر نہ ہنسیں ممکن ہے کہ وہ ان سے

خَيْرًا مِّنْهُمْ ۚ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ

بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں پر ہنسیں ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں کسی کو طعنہ نہ دو

ع ۲۰ الحجرات

شان نزول (مسلمانوں میں صلح کرانے سے متعلق آیات نازل ہوئیں) (مسلمان بھائی بھائی ہیں)

(چند معاشرتی حکام جو ان آیات سے معلوم ہوئے) (برے القاب سے نام رکھنے کی ممانعت وغیرہ)

ربط جنگ و جدل گناہ ہے مگر آیت میں دو طریقوں سے فرمایا گیا اس سے ثابت ہوا کہ کبیرہ گناہ سے مسلمان کافر نہیں ہوتا ۲ مسلمانوں میں صلح کرانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ۳ اللہ کی عبادت سے زیادہ ان میں ہی صلح کرانا جائز ہے جو شریعت کے دائرے میں ہو جبکہ ناجائز صلح جو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرے وہ جائز نہیں ہے ۴ بات اور تحقیر کیلئے زبان یا اشارت یا کسی اور طریقے سے مسلمان کا مذاق اڑانا حرام و گناہ ہے البتہ گناہ سے توبہ کرنے والا جو خوش رہے جسے خوش طبعی اور خوش مزاجی کہتے ہیں جائز ہے بلکہ کبھی کبھی خوش طبعی سنت بھی ہے ۵ اپنی جانوں کو عیب لگانے سے مراد ایک دوسرے کو عیب لگانا ہے کیونکہ مومن ایک جان کی طرح ہیں جب کسی دوسرے مومن پر عیب لگایا جائے تو گویا اپنے پر ہی عیب لگایا جائے گا۔

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ

اور یہ دوسرے کے برے نام نہ رکھو مسلمان ہونے کے بعد فاسق کہلانا برا نام ہے اور جو تو

لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ

نہ کریں تو وہی ظالم ہیں ﴿۱۱﴾ اے ایمان والو بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو

الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ

بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور (پوشیدہ باتوں کی) جستجو نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو

اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ

کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں ناپسند ہوگا اور اللہ سے ڈرو بیشک

اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ

اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ﴿۱۲﴾ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں

شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ

عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا

جاننے والا خبردار ہے ﴿۱۳﴾ دیہاتیوں نے کہا ہم ایمان لے آئے تم فرماؤ تم ایمان تو نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ

مقاتلہ بدگمانی، عیب تلاش کرنے اور غیبت کرنے کی ممانعت — انسانوں کی قومیں قبیلوں میں تقسیم کی حکمت

عزت و فضیلت کا حقیقی معیار — دیہاتیوں کے بعض ایمان کی کمی اور کامل نصیحت

حاشیہ (1) ایک دوسرے کے برے نام رکھنے سے مراد یہ ہے کہ کسی برائی سے توبہ کرنے کے بعد اس برائی سے یاد دلایا جائے۔ بعض علماء کے نزدیک برے نام رکھنے سے مراد کسی مسلمان کو لنگڑا یا کانا یا گدھا یا سور وغیرہ کہنا ہے۔ (2) اس آیت میں مسلمانوں کو تین احکام دیے گئے ہیں۔ (1) بہت زیادہ گمان نہ کریں یہ نہ ہو کہ محض گمان بعض گناہوں کا باعث بن جائے۔ (2) مسلمان کے پوشیدہ عیب تلاش نہ کریں۔ (3) ایک دوسرے کی غیبت نہ کریں۔ غیبت سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو جسے وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو اس کی برائی کرنے سے علی الاعلان کی تصدیق کے ذکر کرنا۔ اگر اس میں وہ بات نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے

اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

ہم فرمانبردار ہوئے[1] اور ابھی یہاں تمہارے دلوں میں ایمان نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے

لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ

تو تمہارے اعمال سے کچھ کمی نہ کرے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۱۴﴾ ایمان والے تو وہ ہیں جو

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ

اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی

اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا

راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں ﴿۱۵﴾ تم فرماؤ کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو حالانکہ اللہ جانتا ہے جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ

آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے[2] ﴿۱۶﴾ اے محبوب وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ

اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ

وہ مسلمان ہو گئے تم فرماؤ اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام

لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

کی ہدایت دی اگر تم سچے ہو[3] ﴿۱۷﴾ بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کے سب غیب جانتا ہے

رکوع (سچے مومنوں کے اوصاف — خلاص کے مدعی منافقوں کو تنبیہ — ایمان کا احسان جتانے والوں کو تنبیہ — علم الٰہی کی شان)

ترجمہ ① یہاں اسلام سے لغوی معنی "اطاعت و فرمانبرداری" مراد ہیں، شرعی معنی میں اسلام اور ایمان یکساں ہیں ان میں کوئی فرق نہیں ② جب ان سے پہلے کی دونوں آیتیں نازل ہوئیں تو عرب کے دیہاتیوں نے قسمیں کھا کر کہا کہ ہم مخلص مومن ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا۔ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تم ان سے فرماؤ کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کا پتا بتاتے ہو حالانکہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں موجود ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ان سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے مومن کا ایمان بھی اسے معلوم ہے اور منافق کا نفاق بھی اس کے علم میں ہے۔ تمہارے بتانے اور خبر دینے کی حاجت نہیں۔ ③ فرمایا کہ اے لوگو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ رکھو یہ تمہارا احسان نہیں بلکہ اللہ عزوجل کا تم پر احسان ہے کہ تمہیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے اور زیارت کی نعمتوں سے بہرہ ور فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ۝

سورۃ ق ۵۰ — مکیہ — رکوعاتہا ۳ — اٰیاتہا ۴۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ

ق ۱ عزت والے قرآن کی قسم ۝ بلکہ انہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک ڈر سنانے والا تشریف لے آیا کافر

هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝

کہنے لگے کہ تو عجیب بات ہے ۝ کیا جب ہم مر جائیں اور مٹی ہو جائیں گے (تو ہم پھر زندہ کئے جائیں گے) یہ لوٹنا بہت دور کا ہے ۝

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا

ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین ان سے گھٹاتی ہے ۱ اور ہمارے پاس یاد رکھنے والی کتاب ہے ۲ ۝ بلکہ انہوں نے حق کو جھٹلایا ۳

بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ

جب وہ ان کے پاس آیا تو وہ پریشان کن بات میں پڑ گئے ۴ ۝ تو کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا

كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا

ہم نے کیسے بنایا اور سجایا اور اس میں کہیں کوئی شگاف نہیں ۵ ۝ اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں

لغوی تحقیق: کلام کا حصہ مؤنث ہونا — ماضی کا صیغہ — ماضی کا صیغہ — تعجب — دوبارہ زندہ کیے جانے پر کفار کا تعجب

علم الٰہی کا بیان — خالقہ کا حق ہونا — دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت کی دلیل

ف ۱ اللہ تعالیٰ انسانوں اور زمین کے سب عیب جانتا ہے تو ان کے مرنے کے بعد کی حالت کیسے چھپ سکتی ہے، بلکہ منکروں کا انکار بیان بیکار ہے جبکہ مسلمانوں کا سچے بیان کا اظہار ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے احسان کا خطاب کرتا ہے ۔ ② قرآن کریم یا ہماری کتاب لوح محفوظ ہے یا ہمارا علم ہے یہ قرآن کریم بھی عزت والا ہے اور عزت میں بھی عزت والا ہے یہ اپنے ماننے والوں کی شفاعت کرے گا اور ان کی شفاعت قبول بھی کی جائے گی ۔ ③ جس نے انسان کو مکرر مرنے سے مرادیں کا جسمانی حصے جیسے گوشت خون اور ہڈیاں وغیرہ کھا جاتا ہے ۔ ④ اس کتاب سے لوح محفوظ مراد ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے جاننے کے لئے کہیں بڑا حافظ بندوں کا علم ہے ۔ ⑤ حق سے مراد نبوت یا قرآن مجید ہے ۔ ⑥ واقعات یہ ہے کہ کفار کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر کبھی جادوگر اور کبھی کاہن کہتے ہیں اسی طرح قرآن پاک کو کبھی شعر کبھی جادو اور کبھی کہانت کہتے ہیں کسی ایک بات پر قائم نہیں رہتے

رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۙ﴿۷﴾ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ

مضبوط پہاڑ دے اور اس میں ہر بارونق جوڑا اگایا ۝ ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے بصیرت

مُّنِيْبٍ ۝﴿۸﴾ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۙ﴿۹﴾

اور نصیحت کیلئے ۝ اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا تو اس سے باغات اور کاٹا جانے والا اناج اگایا

وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۙ﴿۱۰﴾ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ

اور کھجور کے بلند درخت اگائے جن کے گچھے اوپر تہ بہ تہ لگے ہوئے ہیں ۝ بندوں کی روزی کے لیے اور ہم نے اس سے مردہ شہر زندہ کر دیا

كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝﴿۱۱﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۙ﴿۱۲﴾ وَ

یہی (قبروں سے) نکلنا ہوگا ۝ ان (کفار مکہ) سے پہلے نوح کی قوم اور رس (والی کنویں) والوں نے اور ثمود نے جھٹلایا ۝ اور

عَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۙ﴿۱۳﴾ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ

عاد اور فرعون نے اور لوط کے ہم قوم لوگوں نے ۝ اور جنگل والوں اور تبع کی قوم نے ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو

الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝﴿۱۴﴾ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ

میرے عذاب کا وعدہ ثابت ہوگیا ۝ تو کیا ہم پہلی بار بنانے کی وجہ سے تھک گئے؟ بلکہ وہ نئی پیدائش کے

جَدِيْدٍ ۝﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ

متعلق شبہ میں ہیں ۝ اور بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس اس کو لاتا ہے اور ہم اس کی

ع ۱ ۱۵

لغات وَلَّى کی قدرت سے نکالنے والا فیصلہ مدت نئی نئی پیدائش سابقہ مثلوں سے حال اور انجام کی طرف اشارہ

بار بار کہے جانے کے مقصد کی وجہ اب قدرت اور علم کی کمی کا حال

حاشیہ ۱ یعنی آسمان و زمین اور ان سے متعلق جو کچھ چیزیں ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے بصیرت اور نصیحت حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں تو اللہ جل شانہ جیسی بڑی بڑی چیزوں اور حقیقت کے نظام میں غور و فکر کرکے اس کی طرف رجوع کرنے والا بندہ ان کفار کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کرنے کے باوجود اس بات کو محال اور بعید سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو دوبارہ پیدا فرمائے گا یہ ان کی جہالت تھی یہ کام پہلے کام کے مقابلے میں زیادہ مشکل اور زیادہ آسان ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کے لئے دونوں برابر ہیں اور یہ لوگ ایجاد پر تو قدرت مان رہے ہیں اور اس سے زیادہ آسان پر قدرت کا انکار کر رہے ہیں۔

إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ﴿١٦﴾ إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ

رگ سے بھی زیادہ ان سے قریب ہیں ﴿١٦﴾ جب ان سے لینے والے دو فرشتے لیتے ہیں، ایک داہنی جانب اور دوسرا بائیں

قَعِيدٌ ﴿١٧﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ

جانب بیٹھا ہوا ہے ﴿١٧﴾ وہ بات کی بات نہیں نکالتا مگر یہ کہ اس کے پاس تیار نگہبان ہوتا ہے ﴿١٨﴾ اور موت

الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ﴿١٩﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ

کی سختی حق کے ساتھ آ گئی ﴿١٩﴾ یہ وہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا ﴿١٩﴾ اور صور میں پھونک دی جائے گی یہ

الْوَعِيدِ ﴿٢٠﴾ وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ ﴿٢١﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِي

عذاب کی وعید کا دن ہے ﴿٢٠﴾ اور ہر جان یوں حاضر ہوئی کہ اس کے ساتھ ہنکانے والا اور ایک گواہ ہو گا ﴿٢١﴾ بیشک تو

غَفْلَةٍ مِنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ﴿٢٢﴾ وَقَالَ

اس سے غفلت میں تھا تو ہم نے تجھ سے تیرا پردہ اٹھا دیا تو آج تیری نگاہ بہت تیز ہے ﴿٢٢﴾ اور اس کا ساتھی فرشتہ کہے گا

قَرِينُهُ هَٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيدٌ ﴿٢٣﴾ أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٢٤﴾ مَنَّاعٍ

یہ ہے جو میرے پاس تیار موجود ہے ﴿٢٣﴾ (حکم ہو گا) تم دونوں ہر بڑے ناشکرے ہٹ دھرم دشمن میں ڈال دو ﴿٢٤﴾ جو بھلائی

لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُرِيبٍ ﴿٢٥﴾ الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ

سے بہت روکنے والا حد سے بڑھنے والا شک میں پڑنے والا ہے ﴿٢٥﴾ جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہرایا ہم دونوں اسے سخت عذاب

مضامین: لوگوں کے خیال، قول لکھنے کا انتظام، موت کی سختی آنے کا بیان، دوبارہ قیامت کا ذکر

قیامت پیشی سے ملنے کا حال اور نصیحت، ہر ایک کے ساتھ ایک فرشتوں کا حکم ہونے اور جہنم کے مستحق لوگوں کا بیان

حالِ ربط: یہاں علم اور قدرت کے تعلق سے قریب ہونے کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے لکھنے سے بے نیاز ہے یہ لکھنا اس نے کچھ بھی چھپا نہیں رہنے دیا۔ ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے لگا دیئے جاتے ہیں ایک فرشتہ اس کے نیک اعمال لکھتا ہے اور دوسرا برے اعمال لکھتا ہے۔ قیامت کے دن ہر شخص کے اعمال نامے اس کے ہاتھ میں دے دیئے جائیں گے۔ ﴿١٩﴾ حق سے مراد حقیقی طور پر موت آنا ہے یا اس سے مراد آخرت کا معاملہ ہے جس کا انسان خوف محسوس کرتا ہے یا اس سے مراد جہالت اور ضلالت ہے ﴿٢٠﴾ موت سے ڈرانا کیسی بات ہے جو موت سے غافل ہو گی وہ موت کے بعد روح کی حالت میں طاری ہونے والی مختلف بلاؤں سے کیسے بچ سکے گی اور موت کے بعد برزخ اور حشر کی ہولناکی کے لئے وہ کیا تیاری کر سکے گی۔ ﴿٢١﴾ ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ ہو گا جو اس کو ہانکے گا یا اس کے اعمال کا نگران ہو گا اور گواہی دینے والا فرشتہ اس کا اپنا نفس ہو گا یا اس کے بدن کے اعضاء ہاتھ پاؤں وغیرہ ہوں گے جو اس کے خلاف گواہی دیں گے۔

الشَّدِيْدِ ﴿٢٧﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٢٨﴾

میں الزام ﴿٢٧﴾ اس کا ساتھی شیطان کہے گا اے ہمارے رب میں نے اسے سرکش نہیں بنایا تھا ہاں یہ خود ہی دور کی گمراہی میں پڑا تھا ﴿٢٨﴾

قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿٢٩﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ

اللہ فرمائے گا میرے پاس جھگڑا نہ کرو میں پہلے ہی تمہاری طرف عذاب کی وعید بھیج چکا تھا ﴿٢٩﴾ میرے ہاں بات

لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٣٠﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُوْلُ ع ٢

بدلتی نہیں اور نہ میں بندوں پر ظلم کرنے والا ہوں ﴿٣٠﴾ جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی؟ وہ عرض کرے گی

هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿٣٠﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿٣١﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ

کیا کچھ اور بھی ہے؟ ﴿٣٠﴾ اور جنت پرہیزگاروں کے قریب لائی جائے گی ان سے دور نہ ہوگی ﴿٣١﴾ (کہا جائے گا) یہ ہے جو تم سے وعدہ

لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿٣٢﴾ مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ﴿٣٣﴾

کیا جاتا ہے ہر رجوع کرنے والے، حفاظت کرنے والے کے لیے ہے ﴿٣٢﴾ جو رحمن سے بن دیکھے ڈرا اور رجوع کرنے والے دل کے ساتھ آیا ﴿٣٣﴾

ربط: گمراہ کرنے کے جرم پر شیطان کا جھگڑا ۔۔۔ قیامت پر گواہ کی میں نفاذ و شیاطین کا جھگڑا ہے

اور قیامت جہنم سے سوال اور اس کا جواب ۔۔۔ اور قیامت پرہیزگاروں کی عزت افزائی

جنت سے مستحق لوگوں کے داخلہ کا حکم اور جنت میں داخلہ

حاشیہ: ① قیامت کے دن جب کافر کو جہنم میں لے جانے کا حکم دیا جائے گا تو اس وقت وہ کہے گا اے ہمارے رب مجھے اس شیطان نے اور غلط راہ پر لگایا اور راہ راست پر چلنے سے روکا اس لئے میں بے قصور ہوں اس پر وہ شیطان جو دنیا میں اس پر مسلط تھا کہے گا اے ہمارے رب میں نے بھی اسے کچھ نہیں کہا تھا بلکہ میں تو نے تجھ سے شکوہ کیا اور یہ اس پر عمل کرتا رہا اور گمراہی کی تمام وادیوں میں جا گھسا ② رجوع کرنے والے سے مراد وہ شخص ہے جو معصیت و نافرمانی کو چھوڑ کر طاعت اختیار کرے یا وہ شخص ہے جو گناہ کرے پھر توبہ کرے پھر اس سے گناہ صادر ہو پھر توبہ کرے "حفاظت کرنے والے" سے مراد وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کا خیال رکھے یا وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھے اور ان سے استغفار کرے یا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں اس کے حقوق کی حفاظت کرے ③ یعنی جو شخص عذاب الٰہی دیکھے بغیر اس سے ڈرتا رہا طاعت کرتا رہا اور اپنے دل سے ساتھ لایا جو خالص منہ اطاعت گزار اور صحیح العقیدہ ہو ایسے لوگوں سے قیامت کے دن فرمایا جائے گا بے خوف و خطر امن اور اطمینان کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ یہ تمہارے عذاب کا دن ہے اور تمہاری نعمتیں زائل ہونے کی جنت میں ہمیشہ رہنے کا دن ہے وہ جنت سے نکالے جانے سے محفوظ ہیں۔

ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا

ان سے کہا جائے گا سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے ○ ان کے لیے جنت میں وہ تمام چیزیں ہوں گی جو وہ چاہیں گے

مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي

اور ہمارے پاس ان سے کہیں زیادہ ہے ○ اور ان سے پہلے ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا، وہ ان سے زیادہ طاقت میں تھیں تو انہوں

الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى

نے شہروں میں کوشش کی کہ کیا کوئی بھاگنے کی جگہ ہے ○ بیشک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل رکھتا ہو یا کان

السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ

لگائے اور وہ متوجہ ہو ○ اور بیشک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں

اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ

بنایا اور ہمیں کوئی تھکاوٹ نہیں ہوئی ○ تو ان کی باتوں پر صبر کرو اور سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے

طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾

پہلے اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو ○ اور رات کے کچھ حصے میں بھی اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد ○

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۴۱﴾ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ

اور کان لگا کر سنو جس دن ایک پکارنے والا قریب کی جگہ سے پکارے گا ○ جس دن لوگ حق کے ساتھ ایک چیخ ○ سنیں

ف ۱ اس جنت پر انعام کی بات ہو رہی ہے جو متقین کی ہلاکت کی جگہ تھی، عبرت کی نگاہ سے نصیحت حاصل کرنے والے لوگ

دنیا میں تکلیف کا بیان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ و صبر کا تیسرا تقریر ○ اللہ پر توبہ کا بیان

ف ۲ یہاں زیادہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جس کی تجلی سے جبل طور ریزہ ریزہ ہو گیا اور امت کے لوگ اس سے محروم رہیں گے ○ ۲ وعظ و نصیحت اور عبرت سے دنیا کی فانی حقیقت سامنے آتی ہے جس سے پند و عبرت پکڑنے والے ہی فائدہ اٹھاتے ہیں جو غور سے سننے والے کان ہوں اور دل سے حاضر رہے، وعظ و نصیحت سے ○ ۳ اللہ تعالیٰ تھکنے سے پاک ہے اور وہ اس پر قادر ہے کہ ایسے آسمان جیسی بڑی مخلوق کو صرف ایک لمحہ میں پیدا کر دے، لیکن وہ چونکہ ہر چیز کو حکمت سے تدریج کے مطابق پیدا کرتا ہے اس لئے اس نے کائنات کو چھ دنوں میں تخلیق فرمایا ہے، ان میں بندوں کے لئے علم بھی ہے، اللہ تعالیٰ قادر ہونے کے باوجود کسی کام میں جلدی نہیں کرتا تو تم مجبور ہو کر جلدی کیوں کرتے ہو ○ ۴ قریب کی جگہ سے یا تو القدس کا صخرہ مراد ہے جہاں سے حضرت اسرافیل علیہ السلام اور یا ہر انسان کے کان مراد ہیں جن میں فرشتے روح پھونکیں گے ○ ۵ یہ وہ پہلا نفخہ ہے جو حضرت اسرافیل علیہ السلام صور میں پھونکیں گے جس سے تمام مخلوق مر جائے گی، دوسرا نفخہ جو پہلے نفخہ کے چالیس سال بعد ہوگا اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو زندہ کرنے کے لئے پھونکیں گے ○ ۶ اس چیخ سے مراد دوسرا نفخہ ہے

بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿٤٢﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا

کے یہ قبروں سے باہر آنے کا دن ہوگا ○ بیشک ہم زندگی دیتے ہیں اور ہم موت دیتے ہیں اور ہماری طرف

الْمَصِيْرُ ﴿٤٣﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا

ہی پلٹنا ہے ○ جس دن ان پر سے زمین پھٹ جائے گی تو وہ جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے یہ

يَسِيْرٌ ﴿٤٤﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۟

آسان ہے ○ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں اور تم ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو

فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿٤٥﴾

تو اس شخص کو قرآن سے نصیحت کرو جو میری وعید سے ڈرے ○

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ ٥١ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجزء ٦
المجموعی ٣

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۙ﴿١﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ﴿٢﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۙ﴿٣﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ

کھیر کر اڑا دینے والیوں کی قسم ○ پھر بوجھ اٹھانے والیوں کی ○ پھر آہستگی سے چلنے والیوں کی ○ پھر حکم تقسیم کرنے والیوں

اَمْرًا ۙ﴿٤﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۙ﴿٥﴾ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿٦﴾ وَالسَّمَآءِ

کی ○ بیشک جس کی تمہیں وعید سنائی جا رہی ہے وہ ضرور سچ ہے ○ اور بیشک بدلہ دیا جانا ضرور واقع ہونے والا ہے ○ آسمان

الذّٰرِيٰت زندگی اور موت دینا اللہ کے اختیار میں ہے ○ دوبارہ قیامت قبروں سے نکلنے کی منکر کشتی

وَالذّٰرِيٰتِ قیامت پر ہوا، بادل، کشتیوں، فرشتوں کی قسم ○ نظر تو بیل کا بھی اختلاف و نحوست کی

خصوصی نکتہ: اللہ تعالیٰ کو قسم کھانے کا حق ہے ○ ان کی وجہ والا ہے

ملاحظہ ○ اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ کفار قریش کا آپ کو جھٹلانا قیامت کا انکار کرنا ہمارا معاملہ ہے تم ان سے نہ گھبراؤ ہم ان سب کو اچھی طرح جانتے ہیں اور ہم ان سب کو اس کی سزا دیں گے اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں کہ ہمیں طاقت سے اپنے سامنے جھکا دیں بلکہ آپ کی ذمہ داری دعوت دینا ہے اللہ آپ کو قرآن مجید کے ذریعے کافروں کو میرے عقاب سے ڈرائیں ○ ظالموں کو میرے عذاب سے اور اطاعت گزاروں کو میرے ثواب سے ڈرائیں ○ جس بات کی وعید سنائی گئی اس سے مراد دوبارہ زندہ کیا جانا اعمال کا حساب کیا جانا ہے اور ان سے بچنے کا حکم ہے کہ ایسا ہم صورت ہو رہے گا۔

ذَاتِ الْحُبُكِ ۙ﴿۷﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۙ﴿۸﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ

راستوں والی قسم ہے ۷ تمہاری بات میں اختلاف ہے ۸ جو شخص اس سے پھیرا جاتا ہے جو اوندھا کیا

اُفِكَ ۝﴿۹﴾ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۙ

گیا ہو ۹ مارے جائیں اٹکل سے باتیں بنانے والے ۱۰ جو غفلت میں بھولے ہوئے ہیں ۱۱

يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ؕ﴿۱۲﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝﴿۱۳﴾

پوچھتے ہیں کہ بدلے کا دن کب ہوگا ۱۲ یہ اس دن ہوگا جس دن وہ آگ پر تپائے جائیں گے ۱۳

ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝﴿۱۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ

اور (فرمایا جائے گا) اپنا عذاب چکھو یہ وہی عذاب ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے ۱۴ بیشک پرہیزگار لوگ

فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۙ﴿۱۵﴾ اٰخِذِيْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

باغوں اور چشموں میں ہوں گے ۱۵ اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے بیشک وہ

قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ؕ﴿۱۶﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝﴿۱۷﴾

اس سے پہلے نیکیاں کرنے والے تھے ۱۶ وہ رات میں کم سویا کرتے تھے ۱۷

وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝﴿۱۸﴾ وَفِيْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ

اور رات کے آخری پہروں میں بخشش مانگتے ہیں ۱۸ اور ان کے مالوں میں مانگنے والے

خلاصہ (شاخان رسول اللہ کی طرف سے پرجلال جواب) (پرہیزگاروں کا صلہ)

پرہیزگاروں کی صفات یاد اللیل اور اخلاق یا صلی اللہ

حل لغات ۷ اس سے مراد کبھی کفار مکہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی شاعر کبھی جادوگر کبھی کاہن اور کبھی مجنون کہنا یا نبی قرآن پاک کو کبھی شعر کبھی جادو کبھی کہانت اور کبھی اگلوں کی کہانیاں کہنا ہے۔ ۱۲ اس سے مراد وہ وقت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے بارے میں مختلف باتوں کے قائل تھے۔ ۱۸ رات کا آخری حصہ مغفرت طلب کرنے اور دعا کے لئے بہت موزوں ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ ہمارا رب تعالیٰ ہر رات کو اس وقت دنیا کے آسمان کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے اور فرماتا ہے: "کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں کوئی ایسا ہے جو مجھ سے سوال کرے تاکہ میں اسے عطا کروں کوئی ایسا ہے جو مجھ سے معافی چاہے تاکہ میں اسے بخش دوں" (بخاری، ۱۱۴۵، مسلم، ۱۲۵)

وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ

اور محروم کا حق تھا ﴿۱۹﴾ اور زمین میں یقین والوں کیلئے نشانیاں ہیں ﴿۲۰﴾ اور خود تمہاری ذاتوں میں

اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَوَرَبِّ

تو کیا تم دیکھتے نہیں ﴿۲۱﴾ اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے ﴿۲۲﴾ تو آسمان

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ هَلْ وقف لازم

اور زمین کے رب کی قسم بیشک یہ حق ہے (اسی طرح) جس طرح تم بولتے ہو ﴿۲۳﴾ کیا تمہارے

اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ

پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی ہے ﴿۲۴﴾ جب وہ ان کے پاس آئے

فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ

تو کہنے لگے سلام (ابراہیم نے) کہا سلام (آپ) اجنبی لوگ ہیں ﴿۲۵﴾ پھر وہ چپکے سے گھر والوں کی طرف گئے

فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾

اور (ایک) موٹا تازہ بچھڑا لے آئے ﴿۲۶﴾ پھر اسے ان کے پاس رکھا (اور) کہا تم کھاتے نہیں ﴿۲۷﴾

مضامین: زمین، انسان اور آسمان میں قدرت الٰہی کی نشانیوں کی طرف اشارہ حقانیت قرآن کا بیان

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں سے واقعہ کی طرف اشارہ معزز مہمانوں کی بارگاہ ابراہیم میں حاضری اور سلام و جواب

(مہمانوں کے سامنے بچھڑا پیش کرنا اور کھانے پر مہمانوں سے سوال)

لغات: آیت کے ٹکڑے سے مراد وہ ہے جو اپنی حاجت کے لئے لوگوں سے سوال کرے، محروم سے مراد وہ ہے جو حاجت مند ہو اور حیا کی وجہ سے سوال بھی نہ کرسکے۔ رزق سے مراد بارش اور برف وغیرہ ہے اور ان کے آسمان میں ہونے سے مراد آسمان کی طرف سے نازل ہونا ہے یا آسمان میں رزق ہونے سے مراد یہ ہے کہ جو بھی رزق تمہارا مقدر ہے وہ آسمان میں لکھا ہوا ہے۔ آخرت کا ثواب و عذاب بھی آسمان میں لکھا ہوا ہے جس کا تم سے یا ہمیں وعدہ کیا جاتا ہے۔ اس سے مراد قرآن کریم یا آسمان میں رزق ہونا یا آخرت کے ثواب و عذاب کا وعدہ ہے۔ معزز مہمانوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں معزز مہمان بن کر حاضر ہوئے تھے

فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾

تو اپنے دل میں ان سے خوف محسوس کیا۔ فرشتوں نے عرض کی آپ نہ ڈریں اور انہوں نے انہیں ایک علم والے لڑکے کی خوشخبری سنائی ○

فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾

تو ابراہیم کی بیوی چلاتی ہوئی آئی پھر اپنے چہرے پر ہاتھ مارا اور کہا کہ میں بوڑھی بانجھ عورت (بچہ جنے کی) ○

قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾

فرشتوں نے کہا: تمہارے رب نے یونہی فرمایا ہے بیشک وہی حکمت والا علم والا ہے ○

شانِ نزول: خوف محسوس کرنے پر مہمانوں کی طرف سے تسلی اور بچے کی بشارت

حضرت اور حضرت علیہ السلام کی زوجہ کا حیرت کرنا اور فرشتوں کا جواب

شانِ نزول: جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علم والے لڑکے کی خوشخبری سنائی تو بات آپ علیہ السلام کی زوجہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے بھی کہی گئی اس پر آپ حیرت سے چلاتی ہوئی آئیں اور حیرت سے اپنے چہرے پر ہاتھ مارے ہوئے کہا: یا وہ عورت بچہ جنے گی جو اولاد (۹۰ یا ۹۹ برس) بوڑھی ہے اور اس کے ہاں کبھی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ اس بات سے ان کا مطلب تھا کہ کس حالت میں بچہ ہونا انتہائی تعجب کی بات ہے۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٣١﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣٢﴾

ابراہیم نے فرمایا تو (پھر) تمہارا کیا مقصد ہے اے بھیجے ہوئے فرشتو ﴿٣١﴾ انہوں نے کہا بیشک ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ﴿٣٢﴾

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿٣٣﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣٤﴾

تاکہ ان پر گارے کے پتھر برسائیں ﴿٣٣﴾ جن پر تمہارے رب کے پاس حد سے بڑھنے والوں کے لیے نشان لگے ہوئے ہیں ﴿٣٤﴾

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣٥﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ

تو ہم نے وہاں جو شہر میں موجود ایمان والے تھے ان کو نکال لیا ﴿٣٥﴾ تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر

مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٣٧﴾

مسلمان پایا ﴿٣٦﴾ اور ہم نے اس میں ان لوگوں کے لیے نشانی باقی رکھی ﴿٣٧﴾ جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں ﴿٣٧﴾

وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَ

اور موسیٰ میں (بھی نشانی ہے) جب ہم نے اسے روشن سند کے ساتھ فرعون کی طرف بھیجا ﴿٣٨﴾ تو وہ (فرعون) اپنے لشکر سمیت پھر گیا اور

قَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿٣٩﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ

بولا (موسیٰ تو) جادوگر ہے یا دیوانہ ﴿٣٩﴾ تو ہم نے فرعون اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ ملامت زدہ تھا

عنوان قوم لوط کے اہل یہاں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ — ابراہیم کے مقصد کا سوال اور فرشتوں کا جواب

قوم لوط کی بستی میں عبرت کی نشانی — حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعہ میں عبرت کی نشانی

حاشیہ ﴿٣٣﴾ یہاں مجرم قوم سے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم مراد ہے ﴿٣٤﴾ ان پتھروں پر جیسے نشان تھے جن سے یہ پتھر اس سے ممتاز نظر آتے تھے اور بعض مفسرین نے یہ کہا ہے کہ پتھر پر اس شخص کا نام لکھا ہوتا تھا جسے اس پتھر سے ہلاک کیا جانا تھا ﴿٣٥﴾ یہ گھر وہ تھا جس میں حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی بیٹیاں اور ان کے متبعین تھے۔ ﴿٣٧﴾ اس نشانی سے مراد عذاب سے دوچار ہیں جو قوم لوط کے شہروں میں بکھرے ہوئے تھے اور یہ کہ عرصہ تک ان بستیوں میں ویران رہے ﴿٣٨﴾ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا جرم عمل قوم کی عورتوں کے ساتھ بدفعلی کرنا تھا، اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانیاں عبرت بنانا کہ ان سے دوسرے لوگ انجام سے عبرت حاصل کریں ہوئے بدفعلی اور ہم جنس پرستی سے بچنا اور عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہیے اور بطور خاص ان لوگوں کو سبق آموز طرز عمل اور اس کے نتائج پر غور کرنا چاہیے جو معاشرے میں ہم جنس پرستی سے فروغ کے لئے ترقی اور عمل سے پوری ہم سے اور اسے قانونی جواز مہیا کرنے میں مصروف ہیں۔

مُلِيْمٌ ﴿٥٤﴾ وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿٤١﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ

ملامت کر رہا تھا ○ اور قوم عاد میں (بھی نشانی ہے) جب ہم نے ان پر بانجھ آندھی بھیجی ○ وہ جس چیز پر گزرتی

اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿٤٢﴾ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى

تھی سے گئی ہوں چیز کی طرح ریزہ ریزہ کر چھوڑتی ○ اور ثمود میں نشانی ہے جب ان سے کہا گیا ایک وقت تک

حِيْنٍ ﴿٤٣﴾ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿٤٤﴾

فائدہ اٹھاؤ ○ تو انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو ان کو کڑک نے آلیا ان کے دیکھتے

فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ

تو نہ کھڑے ہو سکے اور نہ وہ بدلہ لے سکتے تھے ○ اور ان سے پہلے قوم نوح کو ہلاک فرمایا

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿٤٦﴾ ع وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿٤٧﴾

بیشک وہ حد سے نکلے ہوئے لوگ تھے ○ اور آسمان کو ہم نے اپنی قدرت سے بنایا اور بیشک ہم وسعت و قدرت والے ہیں ○

وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ

اور زمین کو ہم نے فرش بنایا تو ہم کیا ہی اچھا بچھانے والے ہیں ○ اور ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں بنائیں

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٩﴾ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٥٠﴾ وَ

تاکہ تم نصیحت حاصل کرو ○ اور اللہ ہی کی طرف بھاگو بیشک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے کھلم کھلا ڈر سنانے والا ہوں ○ اور

شان نزول: (قوم عاد اور قوم ثمود کے بیان میں عبرت کی نشانی) (قوم نوح کی ہلاکت کی طرف اشارہ)

(قدرت و عظمت کی طرف توجہ دلانے والی نشانیوں) (اطاعت الٰہی کی طرف بلانے کا حکم) (اللہ کی طرف بھاگنے کی مراد)

حل لغات: عقیم: بانجھ ہونے کی طاقت نہ رکھنے سے مراد یہ ہے کہ جب طرف یہ نازل ہوا اس وقت قوم ثمود کے لوگ لڑنے بھڑنے پر تلے تھے۔ مگر اپنی صحت کی وجہ سے گوں ہونے کے باوجود فرش کی طرح بچھی ہوئی معلوم ہوں گے۔ یہ ریزہ ریزہ ہونے کی جمع ہے سخت ہے کہ اس پر چلنا تو درکنار ہو جائے ہوا کی نرم قسموں میں دھنس جائے۔ عائشہ نے قائل اور صرصر یا بات اپنے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ (۲) اللہ کی طرف بھاگنے سے مراد یہ ہے۔ کفر سے ایمان کی طرف نافرمانی سے اطاعت کی طرف اپنے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ توبہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے آئے۔

لَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۫ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ كَذٰلِكَ مَا

اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ ٹھہراؤ بیشک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں ﴿۵۰﴾ یونہی جب

اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾

ان سے پہلے لوگوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو وہ یہی بولے کہ (یہ) جادوگر ہے یا دیوانہ ﴿۵۲﴾

اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ

کیا یہ لوگ اسی بات کی وصیت کرتے آئے ہیں بلکہ یہ سرکش لوگ ہیں ﴿۵۳﴾ تو اے حبیب تم ان سے منہ پھیر لو تو تم

بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقْتُ

پر کوئی ملامت نہیں ﴿۵۴﴾ اور سمجھاؤ کہ سمجھانا ایمان والوں کو فائدہ دیتا ہے ﴿۵۵﴾ اور میں نے

الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّ

جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں ﴿۵۶﴾ میں ان سے کچھ روزی نہیں مانگتا اور

مَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ

نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں ﴿۵۷﴾ بیشک اللہ ہی رزق دینے والا قوت والا قدرت والا ہے ﴿۵۸﴾ تو بیشک

ترجمہ: کفار کی جہالت والی باتوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی — کفار سے منہ پھیر لینے کی اجازت — سمجھاتے رہنے کا حکم

رجحانات اور حساسیوں کی تخلیق کا مقصد — اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی — کفار کو سمجھ اور ان کے لیے وعید

تفسیر: اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ جس طرح کفار مکہ نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کو جادوگر یا دیوانہ کہا اسی طرح پہلی امت نے کفار نے بھی اپنے رسولوں کو جادوگر یا دیوانہ کہا ہے۔ لہٰذا آپ ان کے سب شتم سے رنجیدہ اور غمگین نہ ہوں۔ (2) یہاں یہ ماننے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو ازل میں ایمان لائیں گے جس سے اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ یہ ضرور ایمان لائیں گے یا ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو ایمان لا چکے تھے۔ اس صورت میں نصیحت سے نفع کا حکم اس لیے ہوگا کہ ان کا ایمان مزید مضبوط اور مستحکم ہو جائے۔ (3) جنوں اور انسانوں کی تخلیق کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کریں اور اس کی عبادت کریں اور زندگی کے تمام کام عبدیت یعنی بندگی کے تقاضوں کے مطابق سر انجام دیں۔ ان سے رزق دنیا کا طلبگار ہونا حدیث قدسی میں فرمان الٰہی ہے اے انسان تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کا دروازہ بند کر دوں گا اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تیرے دونوں ہاتھ مصروفیت سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کا دروازہ بند نہیں کروں گا۔ (الترغیب ۲ ص ۴۷۲ حدیث ۲۲۷۰) (4) اللہ تعالیٰ کھانا کھانے سے بھی پاک ہے اور اس سے بھی کہ مخلوق کو دینے کے لئے دوسروں سے کھانا لے۔

لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿٥٩﴾

ان ظالموں کے لیے عذاب کا ایک حصہ ہے جیسے ان کے ساتھیوں کے عذاب کا حصہ تو وہ مجھ سے عذاب مانگنے میں جلدی نہ کریں ○

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿٦٠﴾

تو کافروں کے لیے ان کے اس دن سے خرابی ہے جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے ○

الم الٓ ٣٩
رکوعاتها ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

٥٢ سورۃ الطور مکیۃ

وَالطُّوْرِ ﴿١﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴿٢﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ﴿٣﴾ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ﴿٤﴾

طور کی قسم ○ اور لکھی ہوئی کتاب کی ○ (جو) کھلے ہوئے صفحوں میں (ہے) ○ اور بیت معمور کی ○

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ﴿٥﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ﴿٦﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾ مَّا لَهٗ

اور بلند چھت کی ○ اور بھڑکائے ہوئے سمندر کی ○ بیشک تیرے رب کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے ○ اسے

مِنْ دَافِعٍ ﴿٨﴾ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ﴿٩﴾ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿١٠﴾ فَوَيْلٌ

کوئی ٹالنے والا نہیں ○ جس دن آسمان تھرتھرا جائے گا ○ اور پہاڑ تیزی سے چلیں گے تو اس دن

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى

جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ○ جو شغل میں پڑے کھیل رہے ہیں ○ جس دن انہیں جہنم کی طرف

وقف لازم

نزول وقوع عذاب کے یقینی ہونے کی قسم جس قیامت کے منکر تھے اور جھٹلانے والوں کو وعید

آخرت و جھٹلانے والوں کا انجام

لغت ① یہاں طور سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام الٰہی سننے کا شرف عطا فرمایا۔ ② لکھی ہوئی کتاب سے تورات یا وہ صحیفے یا اعمال لکھنے والے فرشتوں کے دفاتر یا قرآن پاک مراد ہے ③ بیت المعمور ساتویں آسمان میں بعینہ خانہ کعبہ کے بالمقابل ایک گھر ہے جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے اس میں عبادت کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ ④ سمک سے مراد آسمان ہے جو زمین کے لئے چھت کی طرح ہے۔ یا اس سے مراد عرش ہے جو جنت کی چھت ہے۔

نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿۱۴﴾ أَفَسِحْرٌ هٰذَا

آگ سے دھکیلا جائے گا ﴿۱۳﴾ یہ وہ آگ ہے جسے تم جھٹلاتے تھے ﴿۱۴﴾ تو کیا یہ جادو ہے

أَمْ أَنْتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ﴿۱۵﴾ اصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا أَوْ لَا تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ

یا تمہیں دکھائی نہیں دے رہا ﴿۱۵﴾ اس میں داخل ہو جاؤ اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو سب تم پر برابر ہے

إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۶﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ ﴿۱۷﴾ فَاكِهِينَ

تمہیں اسی کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم کرتے تھے ﴿۱۶﴾ بیشک پرہیزگار باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے ﴿۱۷﴾ اپنے رب کی

بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَاهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا

عطا کردہ نعمتوں پر خوش ہو رہے ہوں گے اور انہیں ان کے رب نے آگ کے عذاب سے بچا لیا ہے ﴿۱۸﴾ اپنے اعمال کے بدلے میں خوشگوار نعمتیں کھاؤ

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۹﴾ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَصْفُوفَةٍ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ﴿۲۰﴾

پیو ﴿۱۹﴾ وہ قطار در قطار بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح دیں گے ﴿۲۰﴾

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم نے ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیا اور

ترجمہ: پرہیزگاروں کی اخروی جنت میں اولاد کو ماں باپ کا وسیلہ کام آئے گا یوں

تفسیر: ① عذاب الٰہی سے متعلق آیات کو نظر انداز کرتے اور انہیں جھوٹ کہا کرتے تھے جب قیامت کے دن انہیں جہنم کی طرف سختی سے دھکیلا جائے گا تب انہیں دکھتے ہوئے یہ کہا جائے گا کہ یہ وہی جہنم ہے جس سے متعلق آیات کو تم جھٹلاتے تھے اب دیکھ بتاؤ یہ جادو ہے یا اب بھی تمہیں نظر نہیں آ رہا۔ ② نظر انداز کرنے پر جہنم سے نکال جائے گا اور نہ ہی انہیں عذاب پر صبر سے نجات ملے گی بلکہ دونوں صورتوں میں جہنم ہی ان کا ٹھکانہ ہوگا۔ ③ قیامت پر پرہیزگاروں کو وہ صدمے نہیں ہوں گے جو کافروں کو ہوں گے وہ باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔ ④ اپنے رب کی عطاؤں پر خوش ہو رہے ہوں گے۔ ⑤ اللہ تعالیٰ انہیں جہنم سے محفوظ رکھیں گے۔ ⑥ انہیں کھانے پینے میں خوشگوار نعمتیں عطا ہوں گی۔ ⑦ وہ خوبصورت ترتیب سے بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ⑧ انہیں بڑی بڑی آنکھوں والی حسین حوروں سے نکاح ہوگا۔ ⑨ جنت میں والدین کے درجے گرا دیئے جائیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ والدین کی خوشی کے لیے ان کی اولاد کو بھی ان کے ساتھ ملا دے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جنت میں اولاد کو ان کے ماں باپ کا وسیلہ کام آئے گا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بارگاہ الٰہی میں نیک لوگوں کا وسیلہ مقبول ہے۔

مَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾ وَ

ان (والدین) سے عمل میں کچھ کمی نہ کی ہر آدمی اپنے اعمال میں گروی ہے ﴿ اور

اَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا

پھلوں میووں اور گوشت جو وہ چاہیں گے ان کے ساتھ ہم ان کی مدد کریں گے ﴿ جنتی لوگ جس میں ایک دوسرے سے چھین

لَا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ

جس میں نہ کوئی بیہودگی ہوگی نہ بدگناہ کی کوئی بات ﴿ اور ان کے خدمت گار لڑکے ان کے گرد پھریں گے گویا

لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾

وہ چھپا کر رکھے ہوئے موتی ہیں ﴿ اور آپس میں سوال کرتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے ﴿

قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ

کہیں گے بیشک ہم اس سے پہلے اپنے گھر والوں میں سے ڈرتے تھے ﴿ تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور

وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ

ہمیں (جہنم کی) سخت گرم ہوا کے عذاب سے بچا لیا ﴿ بیشک ہم اس سے پہلے (دنیا میں) اللہ کی عبادت کرتے تھے بیشک وہی احسان

لغات ہر شخص اپنے عمل کے بدلے گروی ہے — اہل جنت کی مدارات، لطف و سرور کا بیان

اہل جنت کے خدمت گار لڑکوں کا وصف — اہل جنت کا ایک دوسرے سے حال دریافت کرنا

ترجمہ ۱ جنتیوں کی نعمتوں سے ساتھ مدد سے مراد یہ ہے کہ اہل جنت کی نعمتیں ہمیشہ بڑھتی ہی جائیں گی کبھی کم نہ ہوں گی۔
۲ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ شراب پینے سے بعد گناہگار نہ ہوں گے جبکہ جنت کی شراب پینے سے جنتی کو گناہ نہ ہوگا
۳ جنتیوں کا ایک دوسرے سے دریافت کرنا معلومات کے لیے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اعتراف کرنے کے لیے ہوگا
۴ جہنم کی گرم ہوا سے متعلق حدیث پاک میں ہے اگر اللہ تعالیٰ یہ ہوا کو (دنیا کے) پانی پورے کی مقدار گرم ہونے عذاب کو کھول دے تو اس پر موجود تمام چیزیں جل جائیں گی۔ (روح المعانی تحت الآیۃ ۲۷ ج ۲۷ ص ۱۳) اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کی گرم ہوا سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین

الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ اَمْ

مہربان ہے ○ تو اے محبوب تم نصیحت فرماؤ تو تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہو اور نہ ہی مجنوں ○ کیا

يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ

کافر کہتے ہیں یہ شاعر ہیں ہم ان کے حق میں حادثہ کا انتظار کر رہے ہیں ○ تم فرما دو تم انتظار کرتے رہو میں بیشک میں بھی تمہارے ساتھ

الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾ اَمْ

انتظار کرنے والوں میں سے ہوں ○ کیا ان کی عقلیں انہیں یہی حکم دیتی ہیں یا بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں ○ یا بلکہ

يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا

وہ کہتے ہیں کہ اس نے یہ قرآن خود ہی بنا لیا ہے بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے ○ کہ یہ سچے ہیں تو اس جیسی ایک بات تو

صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَمْ خَلَقُوا

لے آئیں ○ یا وہ کسی شے کے بغیر ہی پیدا کر دیئے گئے ہیں یا وہ خود ہی پیدا کرنے والے ہیں ○ یا انہوں نے

ع ۲

شان نزول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاعر اور نصیحت کرتے رہنے کی وجہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شاعر ہونے کا الزام اور اس کا جواب — طائف کی مخالفت کا سبب ان کی سرکشی ہے

قرآن میں خوف سے گھڑنے کے الزام کا جواب — معترض عبارت سوالات

ترجمہ ﴿۲۹﴾ کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کاہن اور مجنون کہتے تھے، اس پر فرمایا گیا کہ کفار کے ان باتوں کی بنا پر آپ نصیحت سے باز نہ رہیں کیونکہ آپ اپنے رب عزوجل کے فضل سے نہ کاہن ہیں نہ مجنون۔ غیب کی جھوٹی خبریں دینے والے کاہن اور بہکی بہکی باتیں کرنے والے مجنون ہوتے ہیں۔ آپ میں یہ دونوں باتیں نہیں۔ اس میں یہ بھی نصیحت ہے کہ تبلیغ کی دعوت دینے والے کو دوسروں کی طرف سے طعن و تشنیع کا سامنا ہو تو اس سے دل برداشتہ ہو کر تبلیغ کی دعوت دینے کا عمل چھوڑنا نہیں چاہئے بلکہ صبر اور برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تبلیغ کی دعوت دیتے رہنا چاہئے ﴿۳۰﴾ یعنی قریش آج کے ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو قرآن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ اگر وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو قرآن جیسا کلام بنا لائیں جو حسن خوبی اور فصاحت و بلاغت میں اس جیسا ہو ﴿۳۵﴾ یہاں کافروں کو بڑے احسن انداز میں سمجھایا گیا کہ وہ ان سوالوں پر غور کریں جن کا محال جواب یہ ہے کہ ان کا خالق اللہ عزوجل ہے اور ان کافروں کے پاس نہ تو رب کے خزانے ہیں نہ ہی یہ خود خالق ہیں اور نہ ہی کسی حد تک کوئی عاقل سے تو ان تمام باتوں کے باوجود یہ کیوں ہی نہیں اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے اور کیوں اطاعت و عبادت نہیں کرتے۔

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿٣٦﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ

ہوں سے پیدا کئے ہیں؟ بلکہ وہ یقین نہیں کرتے ○ یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں؟ یا

هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ

وہ حکم چلانے والے ہیں ○ یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر وہ سن لیتے ہیں؟ تو ایسا سننے والا ان کے پاس کوئی

مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿٣٩﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ

روشن دلیل لائے چاہیے ○ یا اللہ کے لئے بیٹیاں اور تمہارے لئے بیٹے ہیں؟ ○ یا کہ ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو کہ (جس سے وہ

مُّثْقَلُوْنَ ﴿٤٠﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٤١﴾ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ۭ

تاوان کے بوجھ میں دبے جا رہے ہیں ○ یا ان کے پاس غیب ہے کہ وہ اس سے (اپنے لئے فیصلہ) لکھتے ہیں؟ ○ یا وہ کسی فریب کا ارادہ کر رہے ہیں

فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

تو کافر خود ہی فریب کا شکار ہونے والے ہیں ○ یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے؟ اللہ ان

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٤٣﴾ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ

کے شرک سے پاک ہے ○ اور اگر یہ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا ہوا دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ تہ بہ تہ

مَّرْكُوْمٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿٤٥﴾ يَوْمَ

بادل ہے ○ تو تم انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں بیہوش کئے جائیں گے ○ جس دن ان کا

عنوان کفار کی تردید حق پر مبنی کلام) (حق کے خلاف سازش کرنے والوں کا انجام) (اللہ تعالیٰ شریعت سے پاک ہے)

(اللہ اپنے دشمن کفار سے نمٹنے کا حال) (باقی کفار سے متعلق حضور ﷺ کو تسلی دینے کا انداز)

لغوی ① اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے اس کی طرف بیٹیاں یا کسی کی نسبت کرنا کیسی جاہلانہ بات ہے یہاں دشمنان اللہ کی بیٹیاں لینے والے کفار کی جہالت و حماقت بیان کی گئی ہے کہ اپنے لئے تو وہ اعلیٰ اور جو چیز یعنی بیٹے پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں جنہیں وہ خود اپنے لئے ناپسند کرتے اور کمتر سمجھتے ہیں۔ ② یہاں کھٹنے سے مراد کافروں کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ مرنے کے بعد کبھی نہیں اٹھائے جائیں گے اور اگر اٹھے بھی تو کبھی عذاب نہیں دیا جائے گا۔ ③ اس سے مراد وہ سازش ہے جو کفار نے حضور ﷺ کو شہید کرنے کے لئے دارالندوہ میں تیار کی تھی اس سازش کا وہاں انکشاف ہو گیا اور بعد میں 70 کافر قتل کر دیئے گئے

④ اس دن سے یا تو قیامت کا دن یا فتح مکہ کا دن یا اس لڑائی کا دن مراد ہے جس میں کافروں کو شکست ہوئی

لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

وں قریب نہیں کچھ کام نہ دے گا وہ سے ان کی مدد ہوگی ○ اور بیشک ظالموں کے لیے

عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

اس سے پہلے ایک عذاب ہے مگر ان میں کثر لوگ جانتے نہیں ○ اور اے محبوب اپنے رب کے حکم پر صبر کیے رہو

فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ

کہ بیشک تم ہماری نگاہ میں ہو اور اپنے قیام سے وقت اپنے رب کی تعریب کے ساتھ پاکی بیان کرو ○ اور رات سے بھی

فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾

حصے میں اس کی پاکی بیان کرو اور تاروں کے جانے کے بعد ○

سورۃ النجم ۵۳ — مکیۃ — رکوعاتہا ۳ — اٰیاتہا ۶۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿١﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿٢﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ

تارے کی قسم جب وہ اترے ○ تمہارے صاحب نہ بہکے اور نہ بے راہ چلے ○ اور وہ کوئی بات خواہش سے نہیں

شان نزول: کفار قریش کو عذاب کی وعید

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر اور مخصوص اوقات میں تسبیح وحمد کرنے کا حکم ○ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان

قرآن کی اہمیت

ربط: کہ سے مراد ہے کہ ان کافروں پر آخرت کے عذاب سے پہلے دنیا میں بھی یہ عذاب ہے آخرت سے پہلے اسے عذاب سے مراد قتل ہونا یا جو بدر وغیرہ میں حالت مصیبت یا عذاب قبر مراد ہے ② اس قیام سے نماز ہے لیے ہوا مراد ہے ③ اس صورت میں تسبیح سے تکبیر اولیٰ سے بعد سبحانک اللھم الخ پڑھنا مراد ہے یا اس سے ہو کر اٹھنا یا کسی بھی مجلس سے اٹھنا مراد ہے ④ صاحب سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور بہکنے کا معنی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی حق اور ہدایت کے راستے سے ہٹنا نہیں پایا اور ہمیشہ اپنے رب عزوجل کی توحید پر قائم اور عبادت کرنے میں مشغول رہے اور نہ ہی راہ راست سے چلے ⑤ سے مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ شدید وحی کی حالت میں رہتے ہیں فائدہ عقائد کا شائبہ بھی نہیں آپ کی مبارک زندگی تک سے ثابت

الْهَوٰى ۝٣ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝٤ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝٥ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ

کہتے ۝ وہ وحی ہی ہوتی ہے جو انہیں کی جاتی ہے ۝ انہیں سخت قوتوں والے نے سکھایا

فَاسْتَوٰى ۝٦ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝٧ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝٨

پھر اس نے قصد فرمایا ۝ اس حال میں کہ وہ آسمان کے سب سے بلند کنارہ پر تھے ۝ پھر وہ جلوہ قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہو گیا ۝

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝٩ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝١٠

تو دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا ۝ پھر اس نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو اس نے وحی فرمائی ۝

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝١١ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝١٢ وَلَقَدْ رَاٰهُ

دل نے جھوٹ نہ کہا جو (آنکھ نے) دیکھا ۝ پھر کیا تم ان سے اس پر جھگڑتے ہو جو وہ دیکھتے ہیں ۝ اور انہوں نے تو وہ

نَزْلَةً اُخْرٰى ۝١٣ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝١٤ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝١٥

جلوہ دوسری بار دیکھا ۝ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ۝ جس کے پاس جنت الماویٰ ہے ۝

ترجمہ حضرت جبریل کے اوصاف — شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب الٰہی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار الٰہی

تفسیر ① یہاں قرآن کریم کے بارے میں فرمایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ وحی نفسانی طرف سے نہیں بلکہ یہ قرآن کی ہر بات وہ وحی ہوتی ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جاتی ہے ② یہاں دو گروہ ہیں ایک گروہ نے ان کے لئے لگائے ہیں کہ اس مقام پر وہ بات کہی جا رہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے بارے میں کہی ہے ③ دوسرا گروہ ہے جس کے بارے میں مفسرین کے کئی قول ہیں۔ ۱) حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب ہوئے ۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے قرب سے مشرف ہوئے ۳) اللہ تعالیٰ اپنی شان کے لائق اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوا ④ فاصلے کی یہ مقدار بتانے میں انتہائی قرب کی طرف اشارہ ہے کہ جو کچھ بھی تصور کیا جا سکتا ہے وہ یہاں تک پہنچ گیا ⑤ راجح قول یہ ہے کہ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ⑥ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دو مرتبہ دیکھا۔ پہلی مرتبہ عرض ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر ان میں تخفیف ہونے کے بعد اپنے رب کے پاس جا کر آئے تھے

إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ ﴿١٦﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ﴿١٧﴾ لَقَدْ

جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا ﴿١٦﴾ نگاہ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی ﴿١٧﴾ بیشک

رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ﴿١٨﴾ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ﴿١٩﴾ وَ

اس نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں ﴿١٨﴾ تو (اب تم) کہو تم نے لات اور عزیٰ دیکھا ﴿١٩﴾ اور

مَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ ﴿٢٠﴾ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ ﴿٢١﴾ تِلْكَ إِذًا

منات تیسری دوسری کو ﴿٢٠﴾ کیا تمہارے لئے بیٹا اور اس کے لئے بیٹی ہے ﴿٢١﴾ جب تو یہ

قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ﴿٢٢﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم

تقسیم انصاف کی تقسیم ہے ﴿٢٢﴾ یہ تو صرف چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں

مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى

اللہ نے ان (کی حقانیت) پر کوئی سند نہیں اتاری ﴿٢٣﴾ وہ تو صرف گمان اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے

الْأَنفُسُ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَىٰ ﴿٢٣﴾ أَمْ لِلْإِنسَانِ مَا

لگے ہوئے ہیں حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آچکی ہے ﴿٢٣﴾ یا انسان کو ہر وہ چیز حاصل ہے جس کی

تَمَنَّىٰ ﴿٢٤﴾ فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾ وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي ع ٢

وہ تمنا کرے ﴿٢٤﴾ تو آخرت اور دنیا سب کا مالک اللہ ہی ہے ﴿٢٥﴾ اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں کہ

شان نزول: رب جل جلالہ کی ان نشانیوں کا مشاہدہ بت پرستی پر کفار قریش کو ملامت کفار کی بتوں سے وہ امیدیں باطل ہیں

(عبادت عرصی نہ ہے جبکہ فرشتے بھی شفاعت نہیں کر سکتے)

تفسیر: (١) یعنی اس دیدار کے وقت آنکھ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی۔ اس میں حضور علیہ السلام کی عصمت کے کمال کا اظہار ہے کہ اس مقام میں آپ ثابت قدم رہے جہاں عقلیں حیرت زدہ ہیں اور جس کو کبھی دیدار مقصود تھا اس سے مشرف ہوئے۔ (٢) یعنی بائیں کی طرف توجہ و مائل ہونا دور مقصود سے دیدار سے آنکھ پھیرنا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بے ہوش ہونا۔ (٣) یعنی ان بتوں کا نام اللہ اور معبود تم نے اور تمہارے باپ دادے نے بالکل غلط طور پر رکھ لیا ہے یہ حقیقت میں الٰہ اور معبود نہیں اللہ تعالیٰ سے ان حقانیت پر کوئی سند نہیں اتاری۔ (٤) یہاں انسان سے مراد مشرکین ہیں ان کی تمنا سے مراد بتوں کی شفاعت ہے اور آیت کا معنی یہ ہے کافروں نے جو بتوں سے امیدیں وابستہ کر لی ہیں کہ وہ ان کی شفاعت کریں گے اور ان کے کام بنائیں گے، یہ امیدیں باطل ہیں۔

شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿٢٦﴾ اِنَّ

ان کی سفارش کچھ کام نہیں دے سکتی مگر جبکہ اللہ اجازت دے جس کے لیے چاہے اور پسند فرمائے ﴿٢٦﴾ بیشک

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿٢٧﴾

آخرت پر ایمان نہ رکھنے والے فرشتوں کے عورتوں جیسے نام رکھتے ہیں ﴿٢٧﴾

وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ

اور انہیں اس کا کوئی علم نہیں وہ تو صرف گمان کے پیچھے ہیں اور بیشک گمان حق کی جگہ

مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿٢٨﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ

کچھ کام نہیں دیتا ﴿٢٨﴾ تو تم ان سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا اور نرا دنیا

اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

ہی کی زندگی چاہا ﴿٢٩﴾ یہ ان کے علم کی انتہا ہے بیشک تمہارا رب ہی خوب جانتا ہے

ترجمہ کتنے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی نیابتیں کرنے والوں کا رد ہدایت سے منہ پھیر لینے والے سے مراد کافر ہیں

کلمات لغات کا علمی بیان اور نحوی تجزیہ

تفسیر ① یعنی درگاہ الٰہی میں قریب اور مقام رکھنے والے باوجود فرشتے ہونے کے اس لیے شفاعت نہ کریں گے جس لیے اللہ تعالیٰ کی اجازت و مرضی ہو جب شفاعت کے معاملے میں بتوں کا یہ حال ہے تو انسانوں سے شفاعت کی امید رکھنا انتہائی جہالت اور حماقت ہے یہ کفار نہیں بلکہ کلام الٰہی میں قرب حاصل ہے ② یہاں ان کفار شفاعت کے رد میں ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے فرمان کے موافق ہو جیسا کہ اس آیت کی بنا پر مجتہد علماء سے قیاس و اجتہاد بھی حجت ہے ③ مشرکین چونکہ آخرت والے نہیں تھے اس لیے تیاری نہ کی نادانی سے ان کی ہر خواہش پوری ہوتی تھی۔ مسلمان آخرت کا فکر تو نہیں کرتے بلکہ اس کا خیال رکھتے ہیں لیکن فکر آخرت کی تیاری سے گھبرانا انتہائی غافل اور صرف دنیا کے ہو رہنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے ④ ان سے مراد یہ کفار اس قدر کم عقل اور کم علم ہیں کہ انہوں نے جنت سے محروم رہنے والی آخرت پر فنا ہونے والی دنیا کو ترجیح دی۔ یہ بتایا ہے کہ کفار سے علم کی انتہا وہ گمان ہیں جو انہوں نے باندھ رکھے ہیں۔

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿٣٠﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے جس نے ہدایت پائی ﴿٣٠﴾ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

اور جو کچھ زمین میں ہے تاکہ بدی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو

اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿٣١﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا

بہایت اچھا صلہ عطا فرمائے ﴿٣١﴾ وہ جو بڑے گناہوں[1] اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں[2] مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے

اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

اور رہ گئے چھوٹے گناہ بیشک تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا

وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ

اور جب تم بچے تھے اپنی ماؤں کے پیٹ میں تو اپنی جانوں کی پاکیزگی بیان نہ کرو وہ خوب جانتا ہے اسے جو

اتَّقٰى ﴿٣٢﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ﴿٣٣﴾ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿٣٤﴾ اَعِنْدَهٗ

پرہیزگار ہو ﴿٣٢﴾ تو کیا تم نے دیکھا جو پھر گیا[1] ﴿٣٣﴾ اور کچھ دیا تھوڑا سا مال دیا اور رک رہا[2] ﴿٣٤﴾ کیا اس کے پاس

لغات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اور اس کا ادب کے نتیجے — نیک لوگوں کے اوصاف اور اللہ تعالیٰ کی شان مغفرت

بے ہودہ کاموں کی تحریک کرنے والوں کی تنبیہ — سلام سے منحرف ہونے والے کی تنبیہ

حل [1] کبیرہ گناہ وہ ہے جس کے کرنے پر دنیا میں حد جاری ہو جیسے قتل، زنا اور چوری وغیرہ یا اس پر آخرت میں عذاب کی وعید ہو جیسے سود کھانا، چغل خوری اور جادو چلانا وغیرہ (معالم التنزیل، النجم، تحت الآیۃ ۳۲، ۴/۲۸۸) [2] یہاں لفظ "فواحش" میں بڑے گناہ داخل ہیں اور تمام صغیرہ گناہ داخل ہیں: البتہ آیت میں "فواحش" سے وہ کبیرہ گناہ مراد ہیں جن پر قباحت اور شناعت بہت زیادہ ہو جیسے بلا قتل ناحق چوری کرنا، کبیرہ۔ [1] ناکارہ، بیکار، مردود اور خوار و پستی محض ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی نعمت سے اعتراف اور اطاعت و عبادت پر مسرت اور اس کے ادنیٰ شکر کے بدلے نیکیوں کا ثواب دیا جانے کا بیان ہے۔ [2] وہ بدبخت شخص جو اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکین کے طعنہ سے یا ان کی طرف سے کچھ مال ملنے کی لالچ میں عذاب الٰہی کے خوف سے مسلمان ہوا ہو، جو دوسرے سے اسلام سے منحرف ہونے کی صورت میں کچھ مال ملنے کے بدلے اس کا عذاب اپنے اوپر لینے کی ذمہ داری لی تو یہ دوبارہ مشرک ہو گیا۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ

غیب کا علم ہے تو وہ دیکھ رہا ہے ○ یا جو کچھ اس کی بڑی بڑی کتابوں میں ہے ○ اور ابراہیم کے جنہوں نے حق

الَّذِيْ وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا

پوری طرح ادا کیا ○ وہ بات یہ ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی ○ اور یہ کہ انسان کیلئے وہی

مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ

ہوگا جس کی اس نے کوشش کی ○ اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی ○ پھر اسے اس کا بھرپور بدلہ دیا جائے گا ○ اور بیشک

اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَ

تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے ○ اور یہ کہ وہی ہے جس نے ہنسایا اور رلایا ○ اور یہ کہ وہی ہے جس نے موت اور

اَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَ

زندگی دی ○ اور یہ کہ اسی نے نر اور مادہ کا جوڑا بنایا ○ نطفہ سے جب وہ ٹپکایا جائے ○ اور

اَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ

یہ کہ دوبارہ پیدا کرنا اسی کے ذمہ ہے ○ اور یہ کہ وہی ہے جس نے غنی بنایا اور قناعت دی ○ اور یہ کہ وہی شعریٰ کا مالک ہے

مضمون: صحائف موسیٰ اور ابراہیم کے مضمون کا خلاصہ ○ کوئی کسی کا بار گناہ نہ اٹھائے گا

انسان اپنے عمل کا بدلہ پائے گا ○ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مختلف شانوں کا بیان

لغت: ① صحیفوں سے تورات کی تختیاں یا وہ صحیفے مراد ہیں جو تورات سے پہلے نازل ہوئے یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پہلے ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ ان کا واسطہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مقابلے میں اہل قریش سے زیادہ قریب ہے۔ ② الیصاں ثوب کے جائز درست ہونے پر قرآن حدیث کے دلائل کی وضاحت میں علماء امت کا اجماع ہے اور اس آیت کے مفسرین نے متعدد معانی بیان کئے ہیں ایک یہ ہے کہ قیامت کے دن بندے کو اپنا ہی عمل فائدہ دے گا کسی دوسرے کا عمل کام نہیں آئے گا۔ یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ آخرت کی خوبیوں سے دوسرے کی نیکیاں کسی کو نہیں مل سکتیں ہاں دوسرا شخص اپنی نیکیوں میں سے کچھ نیکیاں دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دلوا سکتا ہے ③ اس آیت کا یہ معنی نہیں کہ دوسرا شخص اللہ تعالیٰ پر واجب ہے بلکہ یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت میں مدد فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے اس لئے ہم دوسرے کے لیے وہ مخلوق وصول ثواب کی موت کے بعد مدد فرمائے گا

الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ِۨالْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَا فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَ

کا رب ہے ﴿۴۹﴾ اور یہ (اسی نے پہلی عاد ﴿۵۰﴾ اور ثمود کو (بھی) اس نے کسی کو باقی نہ چھوڑا ﴿۵۱﴾ اور

قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ

ان سے پہلے (اس نے) نوح کی قوم کو (ہلاک کیا) بیشک وہ (ان سب سے) بڑے ظالم اور سرکش تھے ﴿۵۲﴾ اور (اس نے) الٹی ہوئی بستیوں کو (پھینکا)

اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾

گرایا ﴿۵۳﴾ پھر ان بستیوں پر جس نے چھا جانا تھا چھا دیا ﴿۵۴﴾ تو (اے سننے والے) تو اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں میں شک کرے گا ﴿۵۵﴾

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ

یہ (رسول) پہلے ڈر سنانے والوں میں سے (ایک) ڈر سنانے والے ہیں ﴿۵۶﴾ قریب آنے والی (قیامت) قریب آگئی ﴿۵۷﴾ اللہ کے سوا اسے کوئی

اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَ

کھولنے والا نہیں ﴿۵۸﴾ تو کیا اس بات پر تم تعجب کرتے ہو ﴿۵۹﴾ اور ہنستے ہو

لَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾

رونے نہیں ہو ﴿۶۰﴾ اور تم غفلت میں پڑے ہوئے ہو ﴿۶۱﴾ تو اللہ کے لیے سجدہ کرو اور عبادت کرو ﴿۶۲﴾

الربع الثالث

ترجمہ مخالف قوموں کی ہلاکت کا بیان (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب اور کلام کا بیان)

قرب قیامت اور اس کے ظہور کا بیان) منکرین قرآن کا رد اور انہیں سجدہ عبادت الٰہی کا حکم)

تفسیر ﴿۴۹﴾ شعریٰ ایک ستارہ ہے شدید گرمی کے موسم میں جوزا کے ستارے کے بعد طلوع ہوتا ہے عرب قبیلے کے لوگ اس کی عبادت کرتے تھے اس آیت میں بتایا گیا کہ جس ستارے کی تم پوجا کرتے ہو اس کا رب بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو ﴿۵۰﴾ اس سے مراد حضرت ہود علیہ السلام کی قوم ہے طوفان نوح کے بعد سب سے پہلے یہ لوگ تیز آندھی سے ہلاک ہوئے اس لئے انہیں اولیٰ کہا گیا ہے ﴿۵۶﴾ اس کا معنی یہ ہے کہ جب قیامت قائم ہونے کا وقت آئے گا تو اسے اللہ تعالیٰ کی ظاہر فرمائے گا یا یہ معنی ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو اس کی ہولناکیوں اور شدتوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ نہیں دور فرمائے گا ﴿۶۰﴾ اس بات سے مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن نازل ہونا ہے ﴿۶۲﴾ یہ آیت آیات سجدہ میں سے ہے اسے پڑھنے والے یا سننے والے پر سجدہ تلاوت کرنا واجب ہے۔

سورۃ القمر ۵۴ مکیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رکوع ۳ آیات ۵۵

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا

قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا ۝ اور اگر کفار کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں

وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ۭ وَكُلُّ

اور کہتے ہیں یہ تو پرانا جادو ہے ۝ اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہو لئے اور ہر

اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَاۗءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَاۗءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝

کام قرار پکڑنے والا ہے ۝ اور بیشک ان کے پاس وہ خبریں آچکیں جن میں کافی ڈانٹ ڈپٹ تھی ۝

حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ ۡ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ

(یہ قرآن) انتہا کو پہنچی ہوئی حکمت ہے تو (پہلے ڈر سنانے والوں سے) کچھ فائدہ نہیں اٹھایا ۝ تو تم ان سے منہ پھیر لو جس دن پکارنے والا

وقف لازم

عنوان: قرب قیامت اور آپ کی بعثت نشانی کا ظہور (صدق نبوت کی نشانی کچھ نظارہ کا دیکھنا)

کفار مکہ کی تکذیب اور انشقاق قمر کا بیان — نظارہ کا پچھلی قوموں کے حالات سے سبق حاصل کرنا

جب دعوت حق سے متعلق ہر ایک اتمام حجت ہو چکے تو صبر کرنے کا بیان

تفسیر: ۱ چاند کا دو ٹکڑے ہونا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن معجزہ اور قرب قیامت کی یہ نشانی ہے جو ظاہر ہو چکی ہے ۲ اس آیت میں نظارہ کی یہ عادت بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و نبوت کی دلالت کرنے والی کوئی نشانی جیسے چاند کا دو ٹکڑے ہونا دیکھتے ہیں تو اس میں غور سے کام نہیں لیتے اس کی حقیقت جاننے اس کی تصدیق کرنے کی بجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بہتان لگا دیتے ہیں کہ یہ تو پرانا جادو ہے ۳ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ وقت آنے پر ہی اس کام کا ہونا ہے اس میں سکتا نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دین غالب نہیں لیکن یہ اپنے مقررہ وقت پر ضرور غالب ہو کر رہے گا ۴ جو لوگ اللہ جل جلالہ کی نافرمانی اور اس سے کفر کرنے کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے ان کے حالات معلوم کرنا عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے بہت کافی و وافی ہے ۵ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ رسولوں کی تکذیب کرنے والے ان کافروں کو آخرت سے ڈرانا بیکار ہے قرآن پاک میں بیان کردہ گزشتہ قوموں کے عبرتناک واقعات بہت بڑی حکمت ہیں لیکن گزشتہ کفار قوموں کی بات ہی نہ ہے عذاب آخرت کی پرواہ نہ ہے اور گزشتہ قوم کے حالات سے عبرت ہی نہ پکڑیں تو یہ سب چیزیں انہیں نفع نہیں دے سکتیں یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد اب اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا فیصلہ

إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝٦ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ

ایک سخت ہولناک چیز کی طرف بلائے گا ۝ تو ان کی آنکھیں نیچی ہوئی ہوں گی۔ قبروں سے یوں نکلیں گے

كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ۝٧ مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُولُ الْكَافِرُونَ

گویا وہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہیں ۝ اس بلانے والے کی طرف دوڑتے ہوئے کافر کہیں گے

هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝٨ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا

یہ بڑا سخت دن ہے ۝ ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تو ہمارے بندے کو جھوٹا کہا

وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ۝٩ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ ۝١٠

اور کہنے لگے یہ پاگل ہے اور نوح کو جھڑکا گیا ۝ تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے ۝

فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝١١ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا

تو ہم نے موسلا دھار پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے ۝ اور زمین کو چشمے کر کے بہا دیا

فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝١٢ وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ۝١٣

تو پانی اس مقدر پر مل گیا جو مقدر تھی ۝ اور ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کیا ۝

تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَن كَانَ كُفِرَ ۝١٤ وَلَقَد تَّرَكْنَاهَا

جو ہماری نگاہوں کے سامنے بہہ رہی تھی (سب کچھ) اس (نوح) کے (ساتھ) بدلہ دینے کو جس کے ساتھ (ہر) کیا گیا تھا ۝ اور ہم نے اس واقعہ کو

عنوان (مسلسل پانی برسنے کے بعد قبروں سے نکلنے کا منظر) (قوم نوح پر عذاب الٰہی کا بیان)

(قوم نوح کے عبرتناک انجام سے نصیحت لینے کی ترغیب)

ربط (۱) اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے سابقہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان فرمانے میں اپنا کارخانہ بیان فرمایا کہ ان کے حالات بیان کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی حاصل ہو (۲) حضرت نوح علیہ السلام نے کئی صدیاں اپنی قوم کو تبلیغ کی اور ان کی اذیتوں پر صبر فرمایا جب وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے اور ایمان قبول نہ کیا تو آپ علیہ السلام نے ان کے خلاف بددعا فرمائی (۳) اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو معلوم ہوا یا ان کی کافر قوم کو غرق کرنا اس پیمانہ سے ہو گا جو پہلے سے طے تھا جس کے ساتھ ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا گیا تھا (۴) یہاں ضمیر کا مرجع حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ یا آپ علیہ السلام کی کشتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ یا کشتی کو عبرت کی نشانی کے طور پر باقی رکھا تاکہ بعد میں آنے والی نسلیں اس سے عبرت نصیحت حاصل کریں

اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا

نشانی بنا چھوڑا تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟ ﴿۱۵﴾ تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟ ﴿۱۶﴾ اور بیشک ہم نے

الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ

قرآن یاد کرنے کیلئے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے نصیحت لینے والا؟ ﴿۱۷﴾ عاد نے جھٹلایا تو میرا عذاب

وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ

اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟ ﴿۱۸﴾ بیشک ہم نے ان پر ایک دن میں ایک سخت آندھی بھیجی جس کی نحوست ان پر

مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ

ہمیشہ کے لیے رہی ﴿۱۹﴾ وہ لوگوں کو یوں اٹھا اٹھا کر گراتی تھی گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے درخت تھے ہوں ﴿۲۰﴾ تو میرا

كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ

عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟ ﴿۲۱﴾ اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے نصیحت لینے کیلئے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے

مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا ع

نصیحت لینے والا؟ ﴿۲۲﴾ ثمود نے ڈرانے والوں (رسولوں) کو جھٹلایا ﴿۲۳﴾ تو کہنے لگے کیا ہم اپنے میں سے ہی ایک

ربط قرآن نصیحت لینے اور یاد کرنے کے لیے آسان ہے (قوم عاد کے انجام کا بیان)

قرآن نصیحت لینے اور یاد کرنے کے لیے آسان ہے (قوم ثمود کے حال اور انجام کا بیان)

لغات لفظ "ذکر" کا معنی ہے یاد کرنا نصیحت لینا یہاں دونوں معنی درست ہیں اور انگلش ورژن میں امریکی علامت کے ساتھ دونوں ترجمے کیے گئے ہیں ﴿۱۵﴾ کس سے مراد یہ ہے کہ جس قوم عاد پر عذاب نازل ہوا وہ ان کے حق میں ہمیشہ کے لیے منحوس یا کہ اس دن سے عذاب کے برسنے کا عذاب اور ڈرانے عذاب سے قیامت کا عذاب متصل ہو گیا جو ان سے کبھی منقطع نہ ہوگا قوم عاد پر یہ عذاب مہینے کے آخری بدھ کے دن آیا اسی لیے بعض لوگ مہینے کے آخری بدھ کو منحوس کہتے ہیں ان کا یہ خیال غلط ہے جو عذاب اس بدھ کی نحوست سے قوم عاد پر آیا تھا وہ تو ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا ﴿۱۷﴾ سابقہ آسمانی کتابیں صرف انبیاء علیہم السلام کو ملی یا تھیں اور انہوں کے لوگ صرف دیکھ کر ہی ان کی تلاوت کر لیتے تھے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو یہ خصوصیت ملی ہے کہ ان میں چھوٹے بڑے بے شمار لوگوں کو قرآن پاک زبانی یاد ہے۔

نَتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِیَ الذِّكْرُ عَلَیْهِ مِنْۢ بَیْنِنَا

آدمی کی تابعداری کریں جب تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں ہیں ﴿۲۴﴾ کیا ہم سب میں سے (صرف) اس پر وحی اتاری گئی؟

بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَیَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾

بلکہ یہ بڑا جھوٹا متکبر ہے ﴿۲۵﴾ بہت جلد کل جان جائیں گے کہ کون بڑا جھوٹا متکبر تھا ﴿۲۶﴾

اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَ اصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَ نَبِّئْهُمْ

بیشک ہم ان کی آزمائش کیلئے اونٹنی کو بھیجنے والے ہیں تو (اے صالح!) تم ان کا انتظار کرو اور صبر کرو ﴿۲۷﴾ اور انہیں خبر دے

اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَیْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ

کہ ان کے درمیان پانی تقسیم ہے ہر گھاٹ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے ﴿۲۸﴾ تو انہوں نے اپنے ساتھی کو پکارا [1]

فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَ نُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ

تو اس نے (اونٹنی کو) پکڑا پھر (اس کی) کونچیں کاٹ دیں ﴿۲۹﴾ تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟ ﴿۳۰﴾ بیشک ہم نے ان پر ایک زبردست

صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِیْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ

چیخ بھیجی تو وہ ایسے ہو گئے جیسے باڑ بنانے والے کے روندے ہوئے خشک کانٹوں کی طرح ہو گئے ﴿۳۱﴾ اور بیشک ہم نے قرآن کو

لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ اِنَّاۤ

یاد کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کیا کوئی نصیحت لینے والا ہے؟ ﴿۳۲﴾ لوط کی قوم نے ڈرانے والوں (رسولوں) کو جھٹلایا ﴿۳۳﴾ بیشک

عنوان قوم ثمود کی ہلاکت کا واقعہ

حل لغات ① اس ساتھی کا نام قدار بن سالف تھا اس نے اونٹنی کو پکڑ کر تیز چھری سے اس کی کونچیں کاٹ دیں جس سے اونٹنی گر کر مر گئی ② قرآن پاک کی ایک آیت حفظ کرنا ہر مکلف مسلمان پر فرض عین ہے اور پورا قرآن مجید حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور سورۃ فاتحہ اور ایک دو سورتیں چھوٹی سورت والوں کے مثل، مثلاً تین چھوٹی سورتیں یا ایک بڑی آیت حفظ کرنا واجب عینی ہے ③ قوم ثمود گرچہ صرف حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلایا تھا مگر چونکہ ایک رسول کا انکار تمام رسولوں کا انکار شمار ہوتا ہے اس لئے یہاں آیت میں جمع کا صیغہ "کذبت" ذکر کیا گیا ہے

اَمْ سَتْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ

کیا ہم نے ان پر ایک پتھراؤ بھیجا ہوا سوائے لوط کے گھر والوں کے ہم نے انہیں رات کے آخر میں بچا لیا ﴿۳۴﴾ اپنے پاس سے

عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا

احسان فرما کر ہم یونہی بدلہ دیتے ہیں شکر کرنے والے کو صلہ دیتے ہیں ﴿۳۵﴾ اور بیشک اس نے انہیں ہماری گرفت سے ڈرایا

فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ

تو انہوں نے ڈر کے ڈرانے میں شک کیا ﴿۳۶﴾ اور بیشک انہوں نے اس کے مہمانوں کے متعلق پھسلانا چاہا تو ہم نے ان کی آنکھوں کو مٹا دیا

فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾

تو فرمایا میرے عذاب اور میرے ڈر کے ڈرانے کا مزہ چکھو ﴿۳۷﴾ اور بیشک صبح سویرے ان پر ٹھہرنے والا عذاب آیا ﴿۳۸﴾

فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ

تو میرے عذاب اور میرے ڈر کے ڈرانوں کا مزہ چکھو ﴿۳۹﴾ اور بیشک ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لیے آسان کر دیا تو

مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

ہے کوئی یاد کرنے والا نصیحت لینے والا ﴿۴۰﴾ اور بیشک فرعونیوں کے پاس ڈر سنانے والے (رسول) آئے ﴿۴۱﴾ انہوں نے ہماری سب نشانیوں

ع ۲

حواشی

۳۹ قرآن نصیحت لینے اور یاد کرنے کے لیے آسان ہے

۴۱ قوم فرعون کے انجام کی طرف اشارہ

ملحوظہ (۳۴) اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ خوبصورت لڑکوں کی شکل میں فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس مہمان بن کر آئے قوم کو مسلمین لڑکوں کی آمد کا علم ہو تو یہ لوگ آئے اور آپ علیہ السلام کے گھر کے اس مہمان لڑکوں کو زبردستی سے لینا چاہا پھر جیسے ہی یہ گھر میں داخل ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پر پھیرا جس سے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی آنکھیں مٹا دیں اور وہ اندھے ہو گئے ان کا نشان بھی باقی نہ رہا اور چیخ سے ہلاک ہو گئے ۔ اس سے مراد ہے یا وہی عذاب جو قوم عاد کی عذاب سے اور بدر کی عذاب آخرت کے عذاب سے ملا ہوا ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا ۔ (۴۰) قرآن پاک یاد کرنے کی فضیلت سے متعلق حدیث پاک میں ہے جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کر لیا اس کے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام سمجھا اللہ تعالیٰ اس کے گھر والوں میں سے دس ایسے شخصوں کے بارے میں جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا (ترمذی، ۲ : ۱۲۳، حدیث ۲۹۰۳) اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔

كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ

کو جھٹلایا تو ہم نے ان پر پکڑ کی جیسی پکڑ عزت والے، بڑی قدرت والے کی کرنا شان ہوتی ہے ﴿۴۲﴾ کیا تمہارے کافر ان

اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِى الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ

(پہلوں) سے بہتر ہیں یا کتابوں میں تمہارے لئے بیزاری لکھی ہوئی ہے؟ ﴿۴۳﴾ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم سب بدلہ

مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ

لے لیں گے ﴿۴۴﴾ عنقریب سب بھگا دیئے جائیں گے اور وہ پیٹھ پھیر دیں گے ﴿۴۵﴾ بلکہ ان کا وعدہ

مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِىْ ضَلٰلٍ

قیامت ہے اور قیامت سب سے زیادہ سخت اور سب سے بڑھ کر کڑوی ہے ﴿۴۶﴾ بیشک مجرم گمراہی اور دیوانگی

وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِى النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾

میں ہیں ﴿۴۷﴾ جس دن وہ آگ میں اپنے چہروں کے بل کھینچے جائیں گے (فرمایا جائے گا) دوزخ کا چھونا چکھو ﴿۴۸﴾

اِنَّا كُلَّ شَىْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ

بیشک ہم نے ہر چیز ایک اندازے سے پیدا فرمائی ﴿۴۹﴾ اور ہمارا کام تو صرف ایک بات ہے جیسے پلک

ع ۲

معانی: کفار قریش کو تنبیہ کفار قریش وعدہ پر یا اور عذاب آخرت کی وعید

مجرموں کا حال اور آخرت کا انجام ہر چیز ایک اندازے سے پیدا کرنا گئی ہے (علم ہی کے وقوع کا حال)

ربط: سابقہ امتوں کی تباہی و بربادی کے واقعات سنانے سے مقصود اس امت کے لوگوں کو اس بات سے ڈرانا ہے کہ کہیں وہ بھی ان جیسے اعمال اختیار کر کے اللہ اور اس کے رسول کی پکڑ کو دعوت نہ دے بیٹھیں۔ ① اگر ان کی بڑی سخت گرفت ہو گئی ہے۔ ② حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ غزوہ بدر کے دن کفار قریش نے کہا کہ ہم سب مل کر بدلہ لیں گے (مصنف ابن ابی شیبہ، ۸: ۳۷۰، حدیث: ۱۹۷۶۶) جس میں بھگا دیئے جانے اور ان کے پیٹھ پھیرنے کی پیش گوئی کی گئی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ③ فتح نصیب ہوں اور کفار قلیل سے دوچار ہوں۔ ④ یعنی بدر کی شکست، مقدر کا فیصلہ ہے اس کے بعد انہیں قیامت کے دن اصل عذاب کا وعدہ ہے اور قیامت سب سے زیادہ سخت اور سب سے بڑھ کر کڑوی ہے کیونکہ عذاب کے مقابلے میں اس کا عذاب بہت زیادہ سخت ہے۔ ⑤ یہاں مجرموں سے مراد مشرکین ہیں۔

بِالنُّذُرِ ﴿۵﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ

بھلانا ﴿۵﴾ اور بیشک ہم نے تمہارے جیسے بہت سے گروہوں کو ہلاک دیے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ﴿۵۱﴾ اور ہر

فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ

جو کچھ کیا وہ سب کتابوں میں موجود ہے ﴿۵۲﴾ اور ہر چھوٹی اور بڑی چیز لکھی ہوئی ہے ﴿۵۳﴾ بیشک پرہیزگار لوگ

فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

باغوں اور نہروں میں ہوں گے ﴿۵۴﴾ عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور سچی مجلس میں ہوں گے ﴿۵۵﴾

الرحمٰن ۵۵ — سورۃ الرحمٰن — مکی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیات ۷۸ — رکوع ۳

اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾

رحمٰن نے قرآن سکھایا ﴿۲﴾ انسان کو پیدا کیا ﴿۳﴾ اسے بیان سکھایا ﴿۴﴾

خلاصہ ہلاک شدہ قوموں سے نصیحت لینی چاہیے۔ بندوں کے عمل خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے سب محفوظ ہیں لکھے ہیں۔

(پرہیزگاروں کا آخرت میں مقام — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن سکھایا

انسان کی پیدائش اور اس پر انعام الٰہی)

ربط ① اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت بیان فرمائی کہ ہم جس چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمائیں تو وہ جانے صرف یہ حکم فرمانے کے ساتھ ہی وجود میں ہو جاتی ہے جتنی ۔ ہم میں سے کسی کو پلک جھپکنے میں لگتی ہے اور بھی حقیقتاً کچھ ہے جیسے مرتبہ یہ مثال ہے۔ ② اس کتابوں سے مراد بندوں کے اعمال نامے ہیں۔ ③ یعنی چھوٹے اور بڑے تمام اعمال اپنی تفصیل کے ساتھ لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں۔ ④ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قرآن پاک بظاہر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے آیا لیکن درحقیقت اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود قرآن سکھایا ہے۔ ⑤ یہاں دو گروں دائرے سے بنے لگائے گئے ہیں کہ اس مقام پر آیت کا مرجع یہ ساتھ یا آیا ہے۔ ⑥ یہاں انسان سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اگلی آیت میں بیان سے ماکان ومایکون یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہوگا کا بیان مراد ہے یا انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور بیان سے مراد تمام چیزوں کے اسماء اور تمام قوانین کا بیان ہے یا یہاں انسان سے مراد جنس انسان ہے اور بیان سے مراد گفتگو کی صلاحیت ہے جس کی وجہ سے انسان دیگر حیوانوں سے ممتاز ہوتا ہے۔

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝۵ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝۶

سورج اور چاند حساب سے ہیں ۝ اور بغیر تنے والی نباتات اور درخت سجدہ کرتے ہیں ۝

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝۷ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝۸

اور آسمان کو اللہ نے بلند کیا اور ترازو رکھی ۝ کہ تولنے میں ناانصافی نہ کرو ۝

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝۹ وَالْاَرْضَ

اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور ترازو میں کمی نہ کرو ۝ اور زمین کو

وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝۱۰ فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝۱۱

مخلوق کے لئے پیدا کیا ہے جس میں میوے ہیں ۝ اور غلاف والی کھجوریں ہیں ۝

وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝۱۲ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۱۳

اور بھوسے والا اناج اور خوشبودار پھول ہیں ۝ تو تم دونوں جن انسان، تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ۝

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝۱۴ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ

اس نے انسان کو ٹھیکری جیسے بجنے والی سوکھی مٹی سے پیدا کیا ۝ اور جن کو بغیر دھوئیں والی آگ کے شعلے سے پیدا کیا ۝ تو تم دونوں جن انسان، تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ۝

مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝۱۵ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۱۶ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ

وہ دونوں مشرقوں کا رب

عنوان: وہ آسمانی نعمتیں سورج اور چاند — نباتات اور درخت کی سجدہ ریزی — آسمان اور میزان کا ذکر — میزان رکھنے کی حکمت

رسالت کے ساتھ میزان رکھنے کا حکم — رسولوں کے ذریعے قدرت کی طرف سے انسانوں اور جنوں کو خطاب

انسان اور جن کی پیدائش کی تفصیل — مشرق، مغرب کا رب اللہ تعالیٰ ہے

حل لغات: ۵ بِحُسْبَانٍ: حساب سے ہیں ۶ يَسْجُدٰنِ: سجدہ کرتے ہیں ۷ رَفَعَهَا: اس کو بلند کیا ۸ اَلَّا تَطْغَوْا: کہ تم سرکشی نہ کرو ۹ اَقِيْمُوا: قائم کرو ۹ الْوَزْنَ: تولنا ۹ تُخْسِرُوا: کمی نہ کرو ۱۰ وَضَعَهَا: اس کو رکھا ۱۱ الْاَكْمَامِ: غلاف ۱۲ الْعَصْفِ: بھوسا ۱۲ الرَّيْحَانُ: خوشبودار پھول ۱۴ صَلْصَالٍ: بجنے والی مٹی ۱۴ كَالْفَخَّارِ: ٹھیکری کی طرح ۱۵ مَّارِجٍ: شعلہ ۱۵ مِّنْ نَّارٍ: آگ سے ۱۶ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ: دونوں مشرقوں کا رب

تشریح: ۵ آیت ۵ و ۶ نباتات اور درخت کے سجدہ سے مراد ان کے سایوں کا سجدہ کرنا ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم اور برقرار ہیں۔ (۲) آپ نے معاملات میں عدل و انصاف اور ہر ایک کی تعلیم اسلام کی شاندار تعلیمات میں سے ایک ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ناپ تول میں ناانصافی سے معاشرے میں بڑے بڑے فساد برپا ہوں گے۔ باہمی بغض و عناد بھی پیدا ہوگا اور یہ چیز معاشرتی امن کو تباہ کر دیتی ہے۔ (۳) یہاں انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی پیدائش کی کیفیت کا بیان فرمایا ہے۔ (۴) یہاں جن سے مراد ابلیس ہے

وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ

اور دونوں مغربوں کا رب ہے ﴿۱۷﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۱۸﴾ اس نے دو سمندر بہائے کہ دونوں

يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾

ملے ہوئے بہتے ہیں ﴿۱۹﴾ ان کے درمیان ایک آڑ ہے کہ ایک دوسرے کی طرف بڑھ نہیں سکتے ﴿۲۰﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۲۱﴾

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ

ان سمندروں سے موتی اور مرجان نکلتا ہے ﴿۲۲﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۲۳﴾ اور دریا

الْجَوَارِ الْمُنْشَـَٔاتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾

الف رکوع ۳ پارہ ۲۷

میں پہاڑوں جیسی اونچی ہوئی کشتیاں اسی کی ہیں ﴿۲۴﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۲۵﴾

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾

زمین پر جتنی مخلوق ہے سب فنا ہونے والی ہے ﴿۲۶﴾ اور تمہارے رب کی عظمت اور بزرگی والی ذات باقی رہے گی ﴿۲۷﴾

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۲۸﴾ آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب اسی کے سوال کرتے ہیں

شان نزول یہ دو سمندر ان میں قدرت الٰہی کا عجیب و غریب منظر ہے

(۱) بڑی بڑی کشتیوں کی روانی کی نعمت **(۲)** ہر چیز فانی ہے اور ذات رب باقی رہنے والی ہے

(۳) مخلوق کی حاجتیں، شان الٰہی

لغوی ﴿۱﴾ یعنی مشرق و مغرب کے گرمیوں اور سردیوں کے سورج طلوع اور غروب ہونے کے دونوں مقام مراد ہیں ﴿۲﴾ ان سے مراد میٹھے اور کھارے دو سمندر ہیں جنہیں اللہ نے بہایا ہے کہ دیکھنے میں ایک کی لہریں دوسرے میں ملی ہوئی لگتی ہے کیونکہ ان کے درمیان فاصلہ کرنے کے لئے ظاہری طور پر کوئی چیز حائل نہیں ﴿۳﴾ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ان کے درمیان ایسا حجاب ہے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کی طرف بڑھ نہیں سکتے ہر ایک اپنی حد پر رہتا ہے ان میں سے کسی کا پانی بھی تبدیل نہیں ہوتا ﴿۴﴾ اس سے مراد یہ ہے کہ جن چیزوں سے وہ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں اور ان چیزوں سے بنائی گئیں وہ بھی اللہ تعالیٰ سے پیدا کیں اور ان چیزوں کو ایسا جوڑنے اور کاریگری کرنے کی عقل بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی دریا میں ان کشتیوں کا چلانا تیرانا سب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴿٢٩﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٠﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ

وہ ہر دن کسی کام میں ہے ﴿۲۹﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۳۰﴾ اے جنوں اور انسانوں کے گروہ ہم بھی

الثَّقَلَانِ ﴿٣١﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٢﴾ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ

تمہارے حساب کا قصد فرمائیں گے ﴿۳۱﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۳۲﴾ اے جنوں اور انسانوں کے گروہ اگر

اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۚ

تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ تم جہاں نکل کر جاؤ گے

لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٣﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٤﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا

وہاں ہی کی سلطنت ہے ﴿۳۳﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۳۴﴾ تم پر آگ کا بھیجا دھواں اور انسانوں

شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ ۙ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ﴿٣٥﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٦﴾

شعلہ اور بغیر شعلے والا تانبا ہم ان بھیجا جائے گا تو تم بدلہ دوسرے کی مدد نہ پا سکو گے ﴿۳۵﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۳۶﴾

فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب سے سرخ چمڑے جیسا ہو جائے گا جیسے سرخ چمڑا ﴿۳۷﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو

عنوان آیات: حساب اعمال سے متعلق تنبیہ | مجرموں کا عجز | قبروں سے نکلتے وقت خوف کا عالم | قیامت کا ہیبت ناک منظر

ربط آیات: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنی قدرت کے نئے نئے مظاہر فرماتا ہے کسی کو زندگی دیتا ہے اور کسی کو موت دیتا ہے کسی کو عزت دیتا ہے اور کسی کو ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے کسی کی دعا قبول کرتا ہے اور کسی کی دعا رد کر دیتا ہے کسی کے گناہ بخشتا ہے اور کسی کو تکلیف دور کرنا ہے یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ جیسے مصروف اور مشغول کا لفظ استعمال نہیں کیونکہ یہ تمام اللہ تعالیٰ ان اوصاف سے پاک ہے آیت میں "سنفرغ" سے ان کا حقیقی معنی "فراغت" مراد نہیں بلکہ اس کا مجازی معنی "قصد" مراد ہے اللہ تعالیٰ کے لئے "فارغ" کا لفظ استعمال نہیں کیونکہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے منافی ہے اس آیت میں تمام انسانوں کے لئے بشارت ہے کہ دنیا میں دو جیسی چاہیں زندگی گزاریں لیکن مرنے کے بعد تمہیں ہر حال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور پھر جس طرح کے عمل کئے ہوں گے اسی طرح کی جزا پائیں گے۔

تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

جھٹلاؤ گے؟ ○ تو اس دن کسی آدمی اور جن سے اس کے گناہ کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا؟ ○ تو تم دونوں اپنے رب

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ

کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ○ مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے تو انہیں پیشانی اور پاؤں سے

وَالْاَقْدَامِ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ

پکڑ لیا جائے گا؟ ○ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ○ یہ وہ جہنم ہے جسے مجرم جھٹلاتے

بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۳۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

تھے؟ ○ پھر وہ جہنم اور کھولتے ہوئے پانی میں چکر لگائیں گے ○ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۷﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۳۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

جھٹلاؤ گے؟ ○ اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا اس کے لیے دو جنتیں ہیں ○ تو تم دونوں اپنے رب کی کون

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۹﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۱﴾ فِيْهِمَا

کون کی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ○ شاخوں والی ہیں ○ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ○ ان میں

وقف لازم

رکوع ۳ ۔ قیامت نافرمانوں سے سوال سے ہونے کی خبر ۔ قیامت مجرموں کی پہچان و پکڑ کا بیان

فی جہنم کا حال خوف خدا رکھنے والے دو جنتوں کی بشارت ۔ جنتوں کے اوصاف اور ان کی نعمتیں

لغات ﴿۳۱﴾ ۔ قیامت کے دن جنوں اور انسانوں سے سوالات ہوں گے اس آیت میں جو سوال کی نفی ہے اس کی علماء نے متعدد توجیہات بیان کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور آثار پہچانے جائیں گے تو اس وقت مجرموں سے دریافت نہیں کریں گے بلکہ ان کی صورتیں ہی کافی پہچان بن جائیں گی ان سے سوال دوسرے وقت میں ہوگا جب وہ حساب کے مقام میں جمع ہوں گے ﴿۳۵﴾ ۔ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے تھے وہ ان سے دور نہیں بلکہ ان کے قریب ہے دوسرا معنی یہ ہے کہ جب کفار جہنم کے قریب ہوں گے تو اس وقت جہنم کے داروغے ان سے کہیں گے یہ وہ جہنم ہے جسے تم دنیا میں جھٹلاتے تھے ﴿۳۸﴾ ۔ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جسے دنیا میں قیامت کے دن اپنے رب عزوجل کے حضور حساب کی جگہ میں حساب کے لئے کھڑے ہونے کا ڈر ہو وہ گناہ چھوڑ دے اور فرائض ادا کرتا رہے تو اس کے لئے آخرت میں دو جنتیں ہیں۔

عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ

دو چشمے بہہ رہے ہیں ○ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ○ ان دونوں جنتوں میں ہر پھل کی

زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍ

دو دو قسمیں ہیں ○ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ○ (جنتی) ایسے بچھونوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں

بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

گے جن کے اندرونی حصے موٹے ریشم کے ہیں اور دونوں جنتوں کے پھل جھکے ہوئے ہوں گے ○ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ

نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ○ ان جنتوں میں وہ عورتیں ہیں جو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے والی ہیں، انہیں ان کے شوہروں سے پہلے

لَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾

نہ کسی آدمی نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے ○ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ○ گویا وہ لعل اور مرجان ہیں ○

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾

تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ○ نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہے ○

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ○ ان کے علاوہ دو جنتیں اور ہیں ○ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو

تفسیر (۵۰) نیکی کی جزا کا بیان — مزید دو جنتوں، ان کے اوصاف و نعمتوں کا بیان

لغت ① دو قسموں سے مراد یہ ہے کہ بعض وہ پھل ہیں جو دنیا میں پہلے گئے اور بعض وہ عجیب و غریب پھل ہیں جو دنیا سے پہلے کبھی نہ دیکھے گئے۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ بعض پھل خشک ہیں، بعض تر۔ یا یہ مراد ہے کہ بعض پھل خالص قسم کے ہیں، بعض رنگ کی طرف مائل ہیں۔ ② یعنی ان دونوں جنتوں کا پھل اتنا قریب ہوگا کہ کھڑا، بیٹھا اور لیٹا ہر شخص اسے چن سکے گا جبکہ دنیا کے پھلوں میں یہ صفت نہیں ہے۔ ③ نعمتوں اور شرم و حیا کے بہت بڑا کمال ہے۔ حسین عورتوں کا عظیم وصف ہے۔ ④ ان بیویوں سے مراد حور عین ہیں جو خاص جنت میں پیدا کی گئی ہیں اس لئے انہیں کسی نے نہیں چھوا ہوگا اور نہ اس سے شوہر ہی نہیں چھوئیں گے یہ بھی ان کی خوبی ہے کہ ان سے مراد دنیا کی عورتیں نہیں جنہیں دوبارہ خوبیاں پیدا کیا جائے گا اور اس پیدائش سے پہلے انہیں کسی نے نہ چھوا ہوگا۔ ⑤ یعنی جن دو جنتوں کا ذکر ہے ان کے علاوہ دو جنتیں اور بھی ہیں، مگر یہ دونوں ان پہلی جنتوں سے مرتبے مقام اور فضیلت میں کم ہیں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۲﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾

محمدؐ کے ﴿۱۲﴾ دونوں جنتیں سرسبز و خوشی کی وجہ سے سیاہی مائل سبز رنگ کی ہیں ﴿۶۴﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۱۳﴾

فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۴﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ

ان میں دو چشمے جوش مارتے ہوئے ﴿۶۶﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۱۴﴾ ان جنتوں میں میوے

وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۵﴾ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ

اور کھجوریں اور انار ہیں ﴿۶۸﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۱۵﴾ ان میں اچھے اخلاق والی

حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿۷۲﴾

حسین عمل والی عورتیں ہیں ﴿۷۰﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۱۶﴾ خیموں میں پردہ نشین حوریں ہیں ﴿۷۲﴾

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۷﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾

تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۱۷﴾ ان کے شوہروں سے پہلے نہیں انہ کسی آدمی نے چھوا اور نہ کسی جن نے ﴿۷۴﴾

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾

تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۱۸﴾ جنتی سبز قالینوں اور نفیس خوبصورت تکیوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے ﴿۷۶﴾

(۱) ہر رنگ تیری خوشنمائی اور آنکھوں کے لئے بہت عمدہ ہے۔ حدیث پاک میں ہے سبز رنگ کی طرف دیکھنے سے بصارت میں اضافہ ہوتا ہے۔ (مسند الشہاب، ۲/۱۹۳، حدیث: ۱۲۸۱) (۲) جنت میں اچھی عادت و اخلاق والی اور حسین و جمیل عورتیں ہیں یہاں دنیا کی چھاپ و اللہ تعالیٰ سے پہلے کہ یہاں سے معلوم ہوا کہ اچھی عادت اچھی صورت سے افضل ہے بعد نکاح کے لئے کسی عورت کا مشہ جیسے دنیا میں اس کے حسن و جمال کے مقابلے میں اس کی اچھی عادت اس کے پیچھے کو دیکھتا ہے اس کی اچھی عادت کو ریاد کرتا ہے۔ (۳) یعنی جیسے ان سابقہ دو جنتوں کی حوریں اپنے جنتی شوہروں کے علاوہ جن و انس کے چھونے سے محفوظ تھیں ایسے ہی یہ دونوں جنتوں کی حوریں بھی محفوظ ہیں۔ (۴) اللہ تعالیٰ کے حضور خشوع سے ڈرنے والوں کو دو جنتیں عطا ہوں گی ان کے جنتی پھلوں کا ظاہری حال بیان کیا گیا کہ ان پھلوں کی مثال بہت ملتی ہے۔ ان کا ظاہری حال عقل و فہم کے دائرہ سے باہر ہے جبکہ دوسری جنتوں میں اعلیٰ جنس و عطا ہوئے والے پھلوں کا ظاہری حال یہاں بیان کیا گیا دونوں جنتیں مختلف ہوں گی اس سے ان پھلوں میں فرق صاف ظاہر ہو رہا ہے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی

تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿۷۷﴾ تمہارے رب کا نام بڑی برکت والا ہے جو

الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾

عظمت اور بزرگی والا ہے ﴿۷۸﴾

الواقعة ۵۶ — سورۃ الواقعۃ ۹۶ — الرحمٰن ۹۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿۲﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾

جب واقع ہونے والی واقع ہو گی ﴿۱﴾ (اس وقت) اس کے واقع ہونے میں کسی کو جھوٹا کرنے کی گنجائش نہ ہوگی ﴿۲﴾ کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلند کرنے والی ﴿۳﴾

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً

جب زمین جھٹکے پر جھٹکے سے ہلا دی جائے گی ﴿۴﴾ اور پہاڑ خوب چور چور کر دیئے جائیں گے ﴿۵﴾ تو وہ ہو کر بکھرے

مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ

ہوئے غبار جیسے ہو جائیں گے ﴿۶﴾ اور (اے لوگو) تم تین قسم کے ہو جاؤ گے ﴿۷﴾ تو ایک جانب (والے) یعنی دائیں

ترجمہ عظمت اور بزرگی والے رب کا نام بڑا بابرکت ہے (قرب قیامت کے وقت کون سے جھٹلانے کی

قیامت کے تین گروہ — وقوع قیامت کے وقت خوفناک مناظر — وہ قیامت والوں کے تین گروہوں کے

(تین گروہوں کی تفصیل)

تفسیر ان خاتمہ [illegible] دعائیں شامل کرنا چاہئے کہ اس سے دعا جلد قبول ہوتی ہے (۲) واقع ہونے والی سے مراد قیامت ہے اور قیامت چونکہ بہرصورت واقع ہو گی اس لئے اس کا نام واقعہ رکھ دیا گیا ہے (۳) اس سے مراد ہے کہ قیامت بدکاروں کو اعمال کی وجہ سے جہنم میں گرانے سے پہلے کہ وہ جو لوگ دنیا میں اونچا بنے تھے قیامت انہیں پست کر دے گی (۴) اس سے مراد یہ ہے کہ قیامت صالحین کو ان کے اعمال کی وجہ سے جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ عطا کرنے والی ہے یا یہ مراد ہے کہ جو لوگ دنیا میں اللہ کے مقابلہ پر بڑی اکڑ دکھاتے تھے انہیں پست کرے گی (۵) اس جانب والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے یہ وہ لوگ مراد ہیں جو قیامت کے دن عرش کی دائیں جانب ہوں گے

الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ

خوب والے ہیں ○ اور بائیں جانب والے کیا (یعنی کیسے) بائیں جانب والے ہیں ○ اور آگے بڑھ جانے والے

السّٰبِقُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ﴿۱۱﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ

تو آگے ہی بڑھ جانے والے ہیں ○ وہی قرب والے ہیں ○ نعمتوں کے باغوں میں ہیں ○ وہ پہلے لوگوں میں سے

الْاَوَّلِيْنَ ۙ﴿۱۳﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۙ﴿۱۵﴾

ایک بڑا گروہ ہوگا ○ اور بعد والوں میں سے تھوڑے ہوں گے ○ (جو ہر طرح سے) گندے ہوئے تختوں پر ہوں گے ○

مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۙ﴿۱۷﴾

ان پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے ○ ان کے ارد گرد ہمیشہ رہنے والے لڑکے پھریں گے ○

بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۙ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ

کوزوں اور صراحیوں اور چشموں کے سامنے بہنے والی شراب کے جام کے ساتھ ○ جس سے نہ تو سر درد ہوگا اور

لَا يُنْزِفُوْنَ ۙ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۙ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۭ

نہ ان کے ہوش میں فرق آئے گا ○ اور پھل جیسے جو وہ پسند کریں گے ○ اور پرندوں کا گوشت جو وہ چاہیں گے ○

لغات سبقت سے جانے والوں کی ج سبقت سے جانے والوں کی اضافی تعداد

سبقت میں مقرب بندوں کا حال جنت میں مقرب بندوں کی خصوصی خدمت

تشریح ① بائیں جانب والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے نامۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے یا وہ لوگ مراد ہیں جو قیامت کے دن عرش کی بائیں جانب ہوں گے۔ ② سبقت لے جانے والوں سے مراد انبیاء میں سے آگے بڑھ جانے والے یا ہجرت کرنے والے مسلمان قومیں مراد ہیں جو سبقت لے جانے والے ہیں۔ ③ صحیح قول کے مطابق پہلے لوگوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے وہ لوگ مراد ہیں جو مہاجرین و انصار میں سے سابقین اولین کے بعد ایمان لائے اور بعد والوں سے سابقین اولین کے بعد کے لوگ مراد ہیں۔ ④ خدمت گار لڑکوں کا اہل جنت کے پھل اور گوشت پیش کرنا ان کی خصوصی خدمت کے طور پر ہوگا ورنہ جنتی درختوں پر لگے ہوئے پھل ان سے اتنے قریب ہوں گے کہ وہ کھڑے بیٹھے ہر حال میں اسے پکڑ سکیں گے اور جس پرندے کی تمنا کریں گے وہ بھنا ہوا ان کے سامنے حاضر ہو جائے گا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ تم جس میں اڑتے ہوئے پرندے دیکھو گے اور تمہارے دل میں اسے کھانے کی خواہش پیدا ہوگی تو وہ اسی وقت بھنا ہوا تمہارے سامنے پیش ہو جائے گا۔ (ابن ابی حاتم، صفۃ الجنۃ ج ۲ ص ۲۲۲ حدیث ۱۰۳۱)

وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴿٢٢﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿٢٣﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٤﴾

اور (بڑی) آنکھوں والی خوبصورت حوریں ہیں ○ جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی ہوں ○ ان کے اعمال کے بدلے کے طور پر ○

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿٢٥﴾ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿٢٦﴾ وَاَصْحٰبُ

اس میں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ کوئی گناہ کی بات ○ مگر سلام سلام کہنا ○ اور دائیں

الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ﴿٢٧﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿٢٨﴾ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿٢٩﴾

جانب والے کیا (ہی اچھے) دائیں جانب والے ہیں ○ بے کانٹے کی بیریوں کے درختوں میں ہوں گے ○ اور تہ بہ تہ کیلوں میں ○

وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿٣٠﴾ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿٣١﴾ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا

اور لمبے لمبے سایوں میں ○ اور جاری پانی میں ○ اور بہت سے پھلوں میں ○ جو نہ ختم ہوں گے اور نہ

مَمْنُوْعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿٣٤﴾ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ

روک کے جائیں گے ○ اور بلند بچھونوں میں ہوں گے ○ بیشک ہم نے ان جنتی عورتوں کو خاص انداز سے پیدا کیا ○ تو ہم نے انہیں

اَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٣٨﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٩﴾

کنواریاں بنایا ○ محبت کرنے والیاں ہم عمر دنیاں ○ دائیں جانب والوں کے لیے ○ پہلے لوگوں میں سے بہت سے ہوں گے ○

ع ۲

لغات مقرب بندوں کی جنتی حوروں کا وصف — یک بارگی جنتی تحفتیں ملنا اور ریشم

مقرب بندوں کا جنت میں مزید انعام — دائیں جانب والوں کی

بائیں جانب والوں کے لیے پہلے کی کئی جنتی عورتوں سے زیادہ — دائیں جانب والوں کی بہتات

حل ① بیری کے درختوں کو جنت پر اٹھائے ہوئے ہیں لیکن جنتی درخت پر اٹھائے نہیں ہوں گے حدیث پاک میں ہے اللہ تعالیٰ ان کے کانٹے کاٹ دے گا اور ہر کانٹے کی جگہ پھل پیدا فرمائے گا ایک درخت کا پھل اٹھائے گا اور اس سے پھل میں 72 رنگ ظاہر ہوں گے اور ان میں سے ہر رنگ کھانے میں مشابہ نہ ہوگا (مسند احمد ۳/۲۸۷ حدیث ۱۱۷۴۳) ② جنت میں سایہ سے متعلق بعض مفسرین کا قول ہے کہ جنت میں سورج نہ ہونے کے باوجود سایہ ہے اور بعض مفسرین نے فرمایا جنت کی سایہ کہیں اور یہاں آیت میں سایہ سے ان کا مجازی معنی راحت و آرام مراد ہے ③ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ دائیں جانب والے جنتوں میں آرام کے بستروں میں ہوں گے جو ریشم سے بنے ہوئے اونچے اونچے تختوں پر بچھے ہوئے ہوں گے ④ پہلے لوگوں سے مراد صحابہ کرام ہیں اور بعد والے امتی ہیں

وَكُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِيْ

اور بعد والوں میں سے کچھ یہ بڑا گروہ ہے ﴿۴۰﴾ اور بائیں جانب والے یہ بائیں جانب والے کیا ہیں؟ شدید گرم

سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ

ہوا اور کھولتے پانی میں ہوں گے ﴿۴۲﴾ اور شدید سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے ﴿۴۳﴾ جو نہ سایہ دار ہوگا اور نہ آرام بخش ﴿۴۴﴾ بیشک

كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾

وہ اس سے پہلے خوشحال تھے ﴿۴۵﴾ اور بڑے گناہ پر اڑے ہوئے تھے ﴿۴۶﴾

وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾

اور کہتے تھے کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ضرور ہم اٹھائے جائیں گے؟ ﴿۴۷﴾

اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ

اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی ﴿۴۸﴾ تم فرما دو بیشک سب اگلے اور پچھلے لوگ ﴿۴۹﴾ ضرور اکٹھے

اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾

معین دن کے وقت پر کئے جائیں گے ﴿۵۰﴾ پھر اے گمراہو جھٹلانے والو بیشک تم ﴿۵۱﴾

لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ

ضرور تھوہڑ کے درخت میں سے کھاؤ گے ﴿۵۲﴾ پھر ان سے پیٹ بھرو گے ﴿۵۳﴾ پھر

عنوان بائیں جانب والوں کے حالات بائیں جانب والوں کے جرائم کفار قریش و مکہ

تفسیر بعد والوں سے قیامت تک کے صحیح مسلم میں ابن مسعود سے بعد سے مراد ہیں ﴿۴۶﴾ بڑے گناہ پر اصرار سے مراد شرک پر اڑے رہنا ہے۔ مشرکوں کا شرک جیسے بڑے گناہ پر قائم رہنا اور اسی حال میں مر جانا ان کے جہنمی ہونے کا اصل سبب ہے اور مسلمان کے لیے بھی گناہ پر اصرار ایسی خطرناک چیز ہے جس کا انجام ایمان سلب ہونے اور حالت کفر میں خاتمہ کی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ روح البیان میں ہے، گناہوں پر اصرار بہت سے گنہگار مسلمانوں کو کفر پر موت کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔

روح البیان، الاحقاف، تحت الآیۃ ۴۶، ج ۹، ص ۵۱۳

عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿٥٤﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿٥٥﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ

پر کھولتا ہوا پانی پیو گے ﴿٥٤﴾ تو ایسے پیو گے جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں ﴿٥٥﴾ میزبانی ان کی

الدِّيْنِ ﴿٥٦﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿٥٧﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿٥٨﴾

جزا کے دن ہوگی ﴿٥٦﴾ ہم نے تمہیں پیدا کیا تو تم کیوں سچ نہیں مانتے؟ ﴿٥٧﴾ تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو تم گراتے ہو ﴿٥٨﴾

ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ

کیا تم اسے (آدمی) بناتے ہو یا ہم ہی بنانے والے ہیں؟ ﴿٥٩﴾ ہم نے تمہارے درمیان موت مقرر کر دی ①

وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٦٠﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا

اور ہم پیچھے رہ جانے والے نہیں ہیں ﴿٦٠﴾ اس پر کہ تم جیسے اور بدل دیں اور تمہیں ان صورتوں میں بنا دیں جن کی

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَفَرَءَيْتُمْ

تمہیں خبر نہیں ﴿٦١﴾ اور پہلی پیدائش تو تم جان چکے ہو تو پھر کیوں نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ ﴿٦٢﴾ تو بھلا بتاؤ تو کہ

مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿٦٣﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَآءُ

تم جو بوتے ہو ﴿٦٣﴾ کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم ہی بنانے والے ہیں؟ ﴿٦٤﴾ اگر ہم چاہیں

لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ

تو اسے چورا چورا کر دیں پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ ﴿٦٥﴾ کہ ہم پر تاوان پڑ گیا ہے ﴿٦٦﴾ بلکہ ہم

شان نزول: انسان کی پیدائش سے قدرت کی پہچان، موت کا مقرر اور قدرت کی

الجھنوں کی کہانی اور اللہ کی پہچان

ف ①: اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور مشیت سے انسانی نسلوں کے سلسلے کو جاری رکھنے کے لئے مرد اور عورت میں جنسی کشش رکھی ہے کوئی بچپن میں فوت ہو جاتا ہے کوئی جوان ہوتا ہے کوئی بڑھاپے اور جوانی کے درمیان عمر میں اور کوئی بڑھاپے تک پہنچ کر مر جاتا ہے یہ موت کبھی وبا کی شکل میں خاص جگہ بھی خاص جگہ میں بھی آ جاتی ہے اور کسی بھی صورت میں ہو سکتا ہے کسی کو بھی اس بات کی خبر نہیں کہ اس کی موت کب اور کس جگہ کس حلیے میں اور کہاں پر آئے گی، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ ہر وقت نیک اعمال میں مصروف رہے اپنی عمر پر بھروسہ نہ کرے اور آخرت کی تیاری سے کسی بھی وقت غفلت نہ برتے

مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ

بے نصیب رہے ﴿۶۷﴾ تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو تم پیتے ہو ﴿۶۸﴾ کیا تم نے اسے بادلوں سے

مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا

برسایا یا ہم برسانے والے ہیں ﴿۶۹﴾ اگر ہم چاہتے تو اسے سخت کھاری کر دیتے

فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ

پھر تم کیوں شکر نہیں کرتے ﴿۷۰﴾ تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو ﴿۷۱﴾ کیا تم نے اس کا درخت پیدا

اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾

یا ہم اسے پیدا کرنے والے ہیں ﴿۷۲﴾ ہم نے اسے یاد گار بنایا اور جنگل میں سفر کرنے والوں کے لئے نفع رکھا ﴿۷۳﴾

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ

تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بیان کرو ﴿۷۴﴾ تو مجھے تاروں کے ڈوبنے کی جگہوں کی قسم ﴿۷۵﴾ اور

لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾

اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے ﴿۷۶﴾ بیشک یہ عزت والا قرآن ہے ﴿۷۷﴾ چھپی ہوئی کتاب میں ہے ﴿۷۸﴾

الواقعة ۵۶ ع ۳

شان نزول آگ کے دو درخت — الحمد سے کام — عظمت قرآن کا بیان اور منکرین قرآن کا رد وغیرہ

ربط ﴿۶۷﴾ اہل عرب اس زمانے میں خصوصاً خلوتوں میں پیاس لگنے سے ڈرتے تھے اور وہاں لکڑی کو رگڑ کر آگ جلایا کرتے تھے اور وہاں لکڑی کو مرخ اور عفار کہتے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پانی کا بندوبست کیا اور جس درختوں سے یہ لکڑیاں حاصل ہوتیں انہیں مرخ اور عفار کہتے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پانی حاصل کرنے کے ذرائع پیدا کئے ہیں اور ان سے حاصل کرنے کے بعد پینے سے روکنے کی چیزیں بھی پیدا کی ہیں جیسے گیس اور تیل وغیرہ ظاہر ہے کہ یہ چیزیں ان سے حاصل ہوتی ہیں اور ان سے ہم آسانی سے ساتھ پانی کی ضروریات پوری کرتے ہیں اور جس طرح ان درخت و اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے گزر اوقات حاصل کیا جاتا تھا اسی طرح وہ تیل گیس وغیرہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے البتہ ان سب نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ ﴿۷۱﴾ یہاں آگ کے دو فوائد بیان فرمائے گئے پہلا فائدہ یہ ہے کہ اس آگ کو جہنم کی آگ کی یاد گار بنایا تاکہ دیکھنے والوں کو جہنم کی آگ یاد آئے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے عذاب سے ڈرے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اسے جنگل میں سفر کرنے والوں کیلئے نفع مند بنایا کہ وہ اپنے سفروں میں شعلیں جلا کر کھانا وغیرہ پکا کر اور جانوروں سے بچاؤ کر اس سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ ﴿۷۵﴾ پوشیدہ کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔

لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ

سے پاک دل ہی چھوتے ہیں ﴿۷۹﴾ یہ تمام جہانوں کے مالک کا اتارا ہوا ہے ﴿۸۰﴾ تو کیا تم اس بات سے

اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ

سستی کرتے ہو ﴿۸۱﴾ اور تم اپنا حصہ یہ بناتے ہو کہ تم جھٹلاتے رہو ﴿۸۲﴾ پھر کیوں نہیں جب

الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَ اَنْتُمْ حِيْنَىِٕذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ

جان گلے تک پہنچے ﴿۸۳﴾ حالانکہ تم اس وقت دیکھ رہے ہو ﴿۸۴﴾ اور ہم تم سے بھی اس کے قریب ہیں مگر

لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَاۤ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ

تم دیکھتے نہیں ﴿۸۵﴾ تو اگر تمہیں بدلہ نہیں دیا جانا ہے ﴿۸۶﴾ کیوں نہیں ﴿۸۷﴾ روح کو لوٹا لیتے اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ ۙ

سچے ہو ﴿۸۷﴾ پھر وہ فوت ہونے والا اگر مقرب بندوں میں سے ہے ﴿۸۸﴾ تو راحت اور خوشبودار پھول

وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ

اور نعمتوں کی جنت ہے ﴿۸۹﴾ اور اگر وہ دائیں جانب والوں میں سے ہے ﴿۹۰﴾ تو (اے حبیب) تم پر دائیں جانب والوں

مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾

کی طرف سے سلام ہو ﴿۹۱﴾ اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہے ﴿۹۲﴾

فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾

تو کھولتے ہوئے گرم پانی کی مہمانی ﴿۹۳﴾ اور جہنم میں داخل کیا جانا ہے ﴿۹۴﴾ بیشک یہی وہ یقینی بات ہے ﴿۹۵﴾

کفار کی ناشکری — **مرنے والوں کے تین گروہ اور ان کی جزا**

ف ۱ قرآن عظیم کو چھونے سے وضو کرنا فرض ہے اور جو شخص کافر یا بے وضو یا ناپاکی کی حالت میں ہو اس کا قرآن مجید یا اس کی آیت وغیرہ چھونا حرام ہے البتہ چھونے جیسی زبانی یاد کچھ کر کوں آیت پڑھنے میں حرج نہیں۔ **۲** یہاں قریب ہونے سے مراد علم اور اللہ تعالیٰ سے قریب ہونا ہے۔ **۳** یعنی اس سورت نے مصنفین مشرکین پیدا کیے گئے تھے اور کافروں پیدا کیے گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے وحدانیت سے مطلق بیان کر دیا اگر سب یقینی ہے۔ یہ بھی یقینی بات ہے اور اس میں تردد کی کوئی گنجائش نہیں۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٩٦﴾

تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بیان کرو ○۹۶

الپ لام ۲۹
رکوع ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

۵۷ سورۃ الحدید ۹۲
مدنیہ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ لَهُ مُلْكُ

اللہ کی پاکی بیان کی ہر اس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے[1] اور وہی عزت والا حکمت والا ہے○ آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ هُوَ

زمین کی حکومت اسی کے لیے ہے وہ زندگی اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے○ وہی

الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ هُوَ

[2] اور [3] ظاہر [4] اور باطن ہے[5] اور وہ سب کچھ جانتا ہے○ وہی ہے

الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى

جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کیے پھر عرش پر متمکن ہوا جیسا اس کی شان کے لائق

ترجمہ: تسبیح سورت کا ہر حصہ کائنات کا ہر حصہ تسبیح بیان کرتی ہے صحابہ الٰہی کا بیان

تفسیر: تفسیر و علم کی مزید تفصیل

[1] یعنی جو کچھ زمین و آسمان میں ہے چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان سب زبان حال سے کہتے ہیں کہ اے تعالیٰ ذات، صفات، افعال اور احکام میں ہر عیب سے پاک ہے، ہر ایک کے سب ہونے کا قرار کرتے اور اس کی اطاعت کا یقین رکھتے ہیں۔ [2] اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے ہر چیز سے پہلے ہے کہ وہ ازلیت بھی قدیم کسی چیز کا وجود اس کے لئے کوئی حد نہیں۔ [3] اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باقی اور فنا ہونے کے بعد بھی ہے اسے کہ سب فنا ہو جائیں گے اور وہ باقی رہے گا یہ حقیقی ابدیت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ [4] اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ناقابل ادراک ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ کسی چیز کے ادراک میں اس کے وجود پر دلالت کرنے والے دلائل موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ظاہر ہونے کے معنی یہ بھی ہیں کہ وہ ہر چیز پر غالب ہے۔ [5] اس سے مراد یہ ہے کہ حواس اللہ تعالیٰ کا ادراک نہیں کر سکتے اور اس کی ذات عقل کی پوشیدہ ہے اور عقل بھی اس تک رسائی نہیں کر سکتی یہ پوشیدگی دنیا اور آخرت دونوں میں ہے۔

الْعَرْشِ ؕ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَ مَا

ہے وہ جانتا ہے جو کچھ زمین کے اندر جاتا ہے اور جو کچھ اس سے باہر نکلتا ہے اور جو کچھ

يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ

آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو①

وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۴ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے○ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اسی کیلئے ہے

وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۵ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ

اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کو لوٹایا جاتا ہے○ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو

النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؕ وَ هُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶ اٰمِنُوْا

رات میں داخل کرتا ہے اور وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے○ اللہ اور اس کے

بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ

رسول پر ایمان لاؤ اور (اس راہ میں) جس مال میں سے خرچ کرو② جس میں اللہ نے تمہیں دوسروں کا جانشین بنایا ہے③

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷ وَ مَا لَكُمْ

تو تم میں جو ایمان لائے اور انہوں نے خرچ بھی کیا ان کے لیے بڑا ثواب ہے○ اور تمہیں کیا ہے

لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَ الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَ قَدْ

کہ تم نے اللہ پر ایمان نہ لانا حالانکہ رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ اور بیشک

ترجمہ: ایمان لانے اور صدقہ دینے والوں پہلے بڑے اجر کی بشارت (مال کے باوجود ایمان نہ لانے پر انکار کی مذمت)

ربط: ① اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عام طور پر اپنے علم و قدرت سے اور خاص طور پر اپنے فضل و رحمت سے تمہارے ساتھ ہے۔ ② یہاں توحید و رسالت پر ایمان کو پہلے اور خرچ کرنے کو بعد میں ذکر کیا اس سے معلوم ہوا کہ ہر نیک اعمال سے پہلے عقائد کی اصلاح ضروری ہے۔ ③ جانشین بنانے سے مراد بطور وراثت دوسروں سے مال کا جانشین بنانا ہے یا یہ مراد ہے کہ جو مال تمہارے قبضے میں ہے اس کا اصلی مالک اللہ تعالیٰ ہے اور تم نائب اور وکیل کی حیثیت سے اس کو خرچ کرو۔

أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝٨ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ

اللہ تم سے عہد لے چکا ہے اگر تم یقین رکھتے ہو ۝ وہی ہے جو اپنے بندہ پر روشن آیتیں

بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ

اتارتا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے اور بیشک اللہ تم پر مہربان

رَحِيمٌ ۝٩ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ

رحمت والا ہے ۝ اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین سب

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ

کا وارث اللہ ہی ہے تم میں فتح سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے

وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ

برابر نہیں ان کا درجہ بعد میں خرچ کرنے والوں اور لڑنے والوں سے بڑھ کر ہے

وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝١٠ مَنْ ذَا الَّذِي ع ١٤

اور ان سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ۝ کون ہے جو

لغات: (قرآن تاریکیوں سے نکالنے والا ہے) (روحانی طور پر خرچ کرنے والوں کی فضیلت)

(فتح سے پہلے خرچ کرنے والے صحابہ کرام کی فضیلت) (جہاد میں خرچ کرنے کی فضیلت)

تشریح: اس سے مراد وہ عہد بھی ہو سکتا ہے جو تمام ارواح نے جمع ہو کر رب تعالیٰ کے بارے میں لیا تھا جس کا قرآن کریم میں "الست بربکم" کے الفاظ سے موجود ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے وہ عہد مراد ہو جو انبیاء علیہم السلام کی معرفت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے سے متعلق لیا گیا تھا۔ ۲ یہاں اللہ تعالیٰ کے وارث ہونے سے مراد یہ ہے کہ گرچہ کائنات کی تمام چیزوں کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اس سے پہلے محل سے کچھ چیزوں کی ظاہری ملکیت لوگوں کو بھی عطا ہے اور بالآخر ان کی ظاہری ملکیت بھی ختم ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ ۳ فتح سے پہلے سے مراد صلح حدیبیہ میں خرچ کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت و مقام بیان کیا گیا ہے جن کا درجہ بہت بلند ہے۔ ان میں حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں اور ان کی عظمت پر گواہی خود اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں دے رہا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۚ

اللہ کو اچھا قرض دے تو اللہ اس کیلئے اس کو کئی گنا بڑھا دے گا اور اس کیلئے بڑا اجر ہے○

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ

جس دن تم مومن مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے

اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ

آگے اور ان کی دائیں جانب ہو رہا ہوگا[2] آج تمہاری بشارت ہے باغوں کی جن کے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۚ يَوْمَ

نیچے نہریں بہتی ہیں تم ان میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے○ جس دن

يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ

منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہم پر نظر کرو ہم تمہارے نور سے کچھ

مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ

روشنی حاصل کرلیں، کہا جائے گا تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ تو وہاں نور تلاش

فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ

کرو پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی[3] جس میں ایک دروازہ ہوگا جس کے اندر کی طرف رحمت[4] اور اس کے باہر کی طرف

ربط: (پہلی صدقہ دینے والے مردوں کو عظیم اجر اور دوہرے حصوں کی بشارت) (پہلی صدقہ نہ دینے والے منافقوں کی بری حالت)

تفسیر: [1] یہ ورا ان کے ایمان اور نیکی کا نور ہوگا جو پل صراط پر ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ایمان والوں کو ان کے اعمال کے مطابق نور عطا کیا جائے گا جس کی روشنی میں پل صراط پار کریں گے حتیٰ کہ ان میں سے بعض مومن ایسے ہوں گے جس کا نور پہاڑ کی مانند ہوگا۔ ان میں سے سب سے کم نور اس شخص کا ہوگا جس کا نور اس کے انگوٹھے پر ہوگا جو کبھی روشن ہوگا اور کبھی بجھ جائے گا۔" (مصنف ابن ابی شیبہ، ۱۳ / ۲۲۲، حدیث: ۳۴۳۳۳) [2] اس نور کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، ایک قول قوی یہ ہے کہ یہی دیوار اعراف ہے۔ [3] اندرونی جانب سے مسلمانوں کی طرف اور بیرونی جانب سے کافروں کی طرف۔ اندر کی جانب میں رحمت ہے اور رحمت سے مراد جنت اور جنت سے متعلق ہر چیز ہے۔

مِنْ قَبْلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ ۖ قَالُوا

صاحب ہوگا ○ منافق مسلمانوں سے پکار کر کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے

بَلَىٰ وَلَٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ

کیوں نہیں، مگر تم نے تو اپنی جانوں کو فتنے میں ڈالا اور مسلمانوں کے نقصان کے منتظر رہے اور شک میں پڑے رہے اور جھوٹی خواہشات نے

الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ

تمہیں دھوکے میں ڈالے رکھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچا اور بڑے شیطان نے تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکے میں رکھا ﴿۱۴﴾ تو آج

لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ مَأْوَاكُمُ

نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ ان سے جنہوں نے کفر کیا تمہارا ٹھکانہ

النَّارُ ۖ هِيَ مَوْلَاكُمْ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۱۵﴾ أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ

آگ ہے، وہ تمہاری ساتھی ہے اور کیا ہی برا ٹھکانہ ہے ○ کیا ایمان والوں کیلئے ابھی

آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ

وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جھک جائیں جو نازل ہوا ہے ﴿۱۶﴾

منافقوں کی اپنی بعض سے فریاد، ان کا جواب — الٰہی میں کو نصیحت

ربط ﴿۱﴾ اس آیت میں منافقین کی یہ بری صفات بیان کی گئی ہیں ① منافقت اور ظاہر اعتقاد کے بیچ جانوں کو فتنے میں ڈالنا (2) مسلمانوں کے نقصان کا منتظر رہنا (3) دین اور حقانیت میں شک کرتے رہنا (4) جھوٹی خواہشات کے دھوکے میں مبتلا رہنا ان صفات کو سامنے رکھیں تو ہمیں بھی غور کرنا چاہیے کہ ان میں سے کوئی صفت ہم میں تو نہیں پائی جاتی اگر ہو تو فوراً اس سے چھٹکارا پانے کی کوشش کریں۔ ﴿2﴾ قیامت کے دن منافقوں اور کافروں سے پاس کوئی چیز نہ ہوگی اور بالفرض اگر ہوئی بھی تو وہ سب بطور فدیہ پیش کرنے سے بھی قبول نہ کیا جائے گا۔ ﴿3﴾ یاد الٰہی کے لیے دل کے خشوع سے مراد ان کا رام ہونا، وعظ و نصیحت قبول کرنا اور اطاعت کی تیاری کرنا ہے اور قرآن کے لیے خشوع یہ ہے کہ بندہ اس کے احکامات پر عمل کرے اور ممنوعات سے بچے اور اس پر عمل کرنے میں کسی قسم کی سستی و کاہلی کا مظاہرہ نہ کرے۔

وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ

اور مسلمان ان جیسے نہ ہوں جنہیں پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز

الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِعْلَمُوْٓا

ہوگئی تو ان کے دل سخت ہوگئے اور ان میں بہت سے فاسق ہیں ۝ جان لو

اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

کہ اللہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے بیشک ہم نے تمہارے لیے نشانیاں بیان کر دیں تاکہ

تَعْقِلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ

تم سمجھو ۝ بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ

قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کو اچھا قرض دیا ان کیلئے کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لئے عزت کا ثواب ہے ۝ اور وہ لوگ

بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۚ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ

اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق ہیں اور گواہ

رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

ہیں۔ ان کے لیے ان کا ثواب ہے اور ان کا نور ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری

شان صدقہ کرنے والوں کے لیے بشارت — اہل ایمان کے لیے بشارت اور کفار کے لیے وعید

حدیث حدیث پاک میں ہے بیشک اللہ تعالیٰ صدقہ قبول فرماتا اور اسے دہنی شان کے لائق دائیں ہاتھ میں لیتا ہے پھر عرض میں سے کسی کے لیے اس کی لیے پرورش کرتا ہے جیسے تم میں سے کوئی بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ لقمہ احد پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے (بخاری، ۱۳۴۲، مسلم، ۲۲۲) صدقہ کے ۸ مراتب ہیں (۱) کافر کا صدقہ (۲) فاسق کا صدقہ (۳) ریا کا صدقہ (۴) غرض کا صدقہ (۵) احسان جتانے کا صدقہ (۶) ناجائز جگہ پر دینے کا صدقہ (۷) ناجائز کام کے لئے صدقہ (۸) جائز جگہ پر جائز نیت سے صدقہ یہ آخری مرتبہ ہے۔ مقامات میں اچھے کا توکل۔ صبر۔ شکر کی حقیقت کا دل سے خواہاں ہونا اور ان کے تمام پر قائم رہنا۔ کیمیائے سعادت ۲ ۸۸۰۔ ۸۸۲) جب تک کسی میں یہ مراتب نہ پائے جائیں جب تک وہ کامل صدیق نہیں ہو سکتا

ع ۱۸ بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں ﴿۱۹﴾ جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی تو صرف

لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ

کھیل ہے اور تماشہ اور آپس میں فخر و غرور کرنا اور مالوں اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی

وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ

چاہنا جیسے (زور کی) مینہ جس سے (کھیتی) اگی ہو (جو) کسانوں کو اچھی لگتی ہے پھر وہ خشک ہو جاتا ہے

فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

تو تم اسے زرد دیکھتے ہو پھر وہ پامال ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور آخرت میں (کافروں کے لئے)

شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ

عذاب ہے اور (مومنوں کے لئے) اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضامندی (بھی ہے) اور دنیا کی زندگی

اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ

تو صرف دھوکے کا سامان ہے ﴿۲۰﴾ اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جلد دوڑو

مشکل الفاظ: حُطَامًا: ریزہ ریزہ ہونا، پامال ہونا

معلومات: دنیوی زندگی کی حقیقت — مغفرت و جنت کے حصول میں مسابقت کا حکم

ترجمہ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں 4 چیزیں بیان فرمائی ہیں: 1 دنیوی زندگی تو صرف کھیل ہے جو کہ بچوں کا کام ہے اور صرف اس کے حصول میں محنت و مشقت کرتے ہوئے وقت ضائع کرنے سے کچھ حاصل نہیں۔ 2 دنیوی زندگی دھوکے کا سامان ہے جو عقل کو ماؤف کر دیتی ہے۔ 3 دنیوی زندگی آپس میں فخر و غرور کرنے اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنے کا نام ہے۔ 4 دنیوی زندگی کی مثال اس سبزے جیسی ہے جو کسانوں کو اچھا لگتا ہے پھر وہ سوکھ کر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد آخرت کے بارے میں بیان ہوا کہ وہاں ہر انسان دو حالوں میں سے ایک حال کو ضرور پہنچے گا یا تو اسے شدید عذاب ہوگا یا اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور جنت ہے۔ جو انسان اس دنیا میں رہتے ہوئے تو صرف ناپائیدار چیزوں میں مشغول ہو کر اپنی آخرت برباد کرے یا اس میں اس لگائے اور اس کے حصول کی کوشش کرتے رہنے کی بجائے آخرت کو بہتر بنانے والے کاموں میں مشغول رہ کر اپنی اخروی زندگی سنوارے۔ ② آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور جنت حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں

جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ

جس کی چوڑائی آسمان و زمین کی وسعت جیسی ہے۔ اللہ اور اس کے سب

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

رسولوں پر ایمان لانے والوں کیلئے تیار کی گئی ہے[۲] یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ

دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے ○ زمین میں اور تمہاری جانوں میں

فِى الْاَرْضِ وَلَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ

جو مصیبت پہنچتی ہے وہ اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں (ہی) ایک کتاب میں

اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا

(لکھی ہوئی) ہے[۳] بیشک یہ اللہ پر آسان ہے ○ تاکہ تم اس پر غم نہ کھاؤ

عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ

جو تم سے جاتا رہے اور اس پر اترا نہ جاؤ جو تمہیں اللہ نے دیا ہے[۴] اور اللہ ہر متکبر

عنوان (تقدیر کا بیان) تکبر اور شیخی کی مذمت

ترجمہ ان آیات سے معلوم ہوا کہ جنت تیار کی جا چکی ہے یہ غلط ہے یہاں ماضی کا صیغہ تحقیق کے لیے آیا ہے۔[۲] بندے کو پہنچنے والی ہر مصیبت اس کی تقدیر میں لکھی ہوتی ہے اور ہر مصیبت اللہ تعالیٰ کے علم سے ہی پہنچتی ہے البتہ بعض مصیبتیں بعض وجوہات جیسے گناہ کرنے کی وجہ سے یا مومن کے گناہوں کو معاف کرنے اس کے درجات بلند کرنے کے لئے بھی آتی ہیں جب کسی پر کوئی مصیبت آئے تو وہ اس بات پر یقین رکھے کہ یہ مصیبت اس کے نصیب میں لکھی ہوئی تھی اور اس بات پر غور کرے کہ کہیں اس سے کوئی بڑا گناہ صادر نہ ہو جس کے نتیجے میں اس پر یہ مصیبت آئی ہو اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھے کہ وہ اس مصیبت کے سبب اس کے گناہوں کو معاف فرما کر اس کے درجات بلند فرمادے گا ایسا کرنے سے اسے بہت سے ثواب ملے گا اور مصیبت پر صبر کرنا آسان ہو جائے گا۔[۳] اس آیت مبارکہ سے انسان کی دو حالتوں کی اصلاح ہوتی ہے جس میں صبر نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی نہ ہو اور ثواب کی امید بھی نہ رکھے ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور توبہ کرے جبکہ خوشی سے دوچار ہو جس میں مست ہو کر اللہ تعالیٰ کے شکر سے غافل ہو جائے ایسا غم اور خوشی مذموم و ممنوع ہے البتہ وہ غم جس میں بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اس کی رضا پر راضی ہو ایسے ہی وہ خوشی جس پر حق تعالیٰ کا شکر گزار ہو ممنوع نہیں۔

كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ﴿۲۳﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ

بڑائی جتانے والے کو ناپسند کرتا ہے○ وہ جو بخل کریں اور لوگوں کو بخل کرنے کا

بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ

کہیں[۵] اور جو منہ پھیرے تو بیشک اللہ ہی بے پرواہ سب سے لائق ہے○ بیشک

اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ

ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور

الْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ

عدل کی ترازو اتاری تاکہ لوگ عدل پر قائم ہوں[۶] اور ہم نے لوہا اتارا جس میں

بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَ

سخت لڑائی کا سامان ہے اور لوگوں کیلئے فائدے ہیں اور تاکہ اللہ اس شخص کو پہچانے جو بے دیکھے

رُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا ع ۷

اللہ اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے[۷] بیشک اللہ قوت والا غالب ہے○ اور بیشک ہم نے

لغات: سوں کے بھیجے کے۔ واحد متکلم ماضی۔ ہم نے اتارا۔ ہم نے پیدا کیا طرف اشارہ

ترجمہ ① بخل انتہائی مذموم فعل ہے اس سے صرف بچنا چاہیے حدیث پاک میں ہے دو خصلتیں کسی مومن میں جمع نہیں ہوتیں ۱ بخل ۲ بدخلقی (المرقاۃ ۳۹۷/۳ حدیث ۹۶۹) ② یہاں ترازو سے مراد عدل ہے اور ترازو نازل کرنے سے مراد عدل کا حکم دینا ہے تاکہ لوگ عدل و انصاف پر قائم رہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ترازو سے رزق کی آسانی مراد ہے اور لوہے سے جنگ کرنے سے مراد اس کے اسباب نازل کرنا ہے ③ اسے جاننے کا حکم دینا ہے تاکہ لوگ جس میں توں کریں پہلے سے اس معاملے میں انصاف پر قائم ہوں اور ولی کی ولی حق تعالیٰ سے کرے۔ ④ اللہ تعالیٰ کی مدد کرنے سے کی مدد کرنا مراد ہے اللہ تعالیٰ کی مدد سے مراد اس کے دین کی مدد کرنا ہے اور دین کی مدد کا حکم بھی لوگوں کے ہی فائدے کے لئے ہے۔ آج کے اس دور میں دین کے خلاف جو فتنوں کا سامنا ہے اور آج دین کا نام لے کر دین کا حلیہ بگاڑنے میں مصروف عمل ہیں ہمیں غور کرنا چاہیے کہ ہم دین حق کے مددگاروں میں سے ہیں یا ان سے آنکھیں پھیر کر غافل بیٹھے ہوئے ہیں؟

نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ

نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب کی

فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى

تو ان میں کوئی ہدایت پانے والا ہے اور ان میں بہت نافرمان ہیں ﴿۲۶﴾ پھر ہم نے ان کے پیچھے ان کے

اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ

قدموں کے نشانات پر اپنے اور رسول بھیجے اور ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اسے

الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ

انجیل عطا فرمائی اور اس کے پیروکاروں کے دلوں میں نرمی اور رحمت رکھی

وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ

اور رہبانیت ایجاد کی جسے انہوں نے خود ایجاد کیا ہم نے ان پر یہ مقرر نہ کیا تھا ہاں اللہ کی رضا

رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ

طلب کرنے کے لئے انہوں نے یہ بدعت نکالی پھر اس کی جیسی رعایت کرنی چاہئے تھی نہ کر سکے تاہم ان

اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا

میں ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا فرمایا اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں ﴿۲۷﴾ اے

عنوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت اور بعض یوں فرمائی اہل کتاب کو تقویٰ و ایمان کا حکم بشارت ورسول کی بعثت کا

حل ۲۶ ہدایت کا حاصل یہ ہے کہ نافرمانوں اور لوگوں سے میل جول چھوڑ دیا جائے۔ یہاں ہدایت اختیار کرنے پر مدحت نہیں دی گئی بلکہ جیسے عمل کرنے کا حکم تھا ویسے عمل نہ کرنے پر مذمت کی گئی ہے۔ بدعت یعنی ہر نئی بات کو بدعت کہنا درست نہیں بلکہ بدعت کی مختلف صورتیں ہیں اگر بدعت اچھی ہو اور اس سے کوئی مقصود ہو تو بہتر ہے اس پر ثواب ملتا ہے اور اسے بدعت حسنہ یعنی اچھی بدعت کہتے ہیں البتہ دین میں نئی بات نکالنا ممنوع اور ناجائز ہے اسے بدعت سیئہ یعنی بری بدعت کہتے ہیں اور بدعت سیئہ وہ ہے جو خلاف سنت ہو اور اس کے نکالنے سے دین میں خلل واقع ہو جائے۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ

ایمان لانے والو[15] اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ تو وہ اپنی رحمت کے دو حصے

مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ

تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے ایک ایسا نور کرے گا جس کے ذریعے تم چلو گے اور وہ تمہیں بخش دے گا

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ تاکہ اہل کتاب جان لیں کہ وہ اللہ کے فضل میں سے

عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے[16] ○

الجزء ۲۷

یہاں ایمان والوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے یا وہ لوگ مراد ہیں جو پچھلے انبیاء اور پچھلی کتابوں پر ایمان لائے۔ [16] جب اوپر والی آیت نازل ہوئی جس میں اہل کتاب میں سے مومنین و حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی صورت میں دگنے اجر کا وعدہ یا گیا تو اہل کتاب میں سے کفار نے کہا کہ اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں تو دگنا اجر ملے گا اور ایمان نہ لائیں تو ہمارے لئے یہ اجر جب بھی رہے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو محروم نہیں کیا ہے ایمان لانے کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ وہ جان لیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بغیر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل یعنی دگنے اجر اور مغفرت میں سے کچھ نہیں پا سکتے۔

سورۃ المجادلۃ ۵۸ — مدنیہ — رکوع ۳ — پارہ ۲۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ

بیشک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے معاملے میں آپ سے جھگڑ رہی ہے اور اللہ کی بارگاہ میں شکایت کر رہی ہے

تَحَاوُرَكُمَا ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ

اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے۔ بیشک اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں

مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا

حالانکہ وہ ان کی مائیں نہیں ہیں ان کی مائیں تو صرف وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنم دیا ہے۔ اور بیشک وہ ایک سخت ناپسندیدہ اور بالکل جھوٹی بات

مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ

کہتے ہیں اور بیشک اللہ بہت معاف کرنے والا بہت بخشنے والا ہے۔ اور وہ جو اپنی بیویوں کو ماں کہنے کہیں پھر اپنی کہی

ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ

ہوئی بات کا تدارک (کفارہ) کرنا چاہیں تو (کفارہ) میاں بیوی کے ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ یہ وہ ہے

لغات: ظہار کا بیان ہوں (ظہار کی حقیقت) ظہار کا کفارہ

حالت: ① یہ بحث سے والی حالت حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کے شوہر حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے کسی بات پر کہا تھا کہ "تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے" یہ ظہار کے الفاظ تھے۔ اس زمانے میں ایسی طلاق شمار ہوتی تھی اور بھی نہیں ظہار سے متعلق ہوں یا شرعی حکم نہیں آیا تھا۔ آپ نے حضرت خولہ سے کہا کہ میرے خیال میں تو شوہر سے کسی طرح جدا نہیں ہو سکتی۔ اس پر بارگاہ رسالت میں اپنی مجبوریاں بیان کیں۔ اس مسئلہ سے متعلق بار بار عرض کی اور جب وحی کے مطابق حکم خداوندی بارگاہ الٰہی میں پیش کیا گیا تو اس پر آیات نازل ہوئیں۔ ② ظہار کا معنی یہ ہے کہ میاں بیوی میں سے کسی جو وشتع یا ایسے ② جو کل سے تعبیر کیا جاتا ہو، اس کی کسی عضو سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو یا اس سے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے

③ اس آیت سے ظہار کا شرعی حکم بیان کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں اگر اس ظہار کی حرمت و سختی جاننے کے باوجود ظہار کا کفارہ ادا کرنا لازم ہے۔ اگر غلام آزاد کرنے پر قدرت ہو تو ظہار کا کفارہ غلام آزاد کرنے سے ہی ادا ہو گا۔ یہ ظہار کا کفارہ اس وقت واجب ہے جب ظہار کرنے والا بیوی سے صحبت کرنے کا ارادہ کرے۔ اگر یہ چاہتا ہے کہ صحبت کرے اور بیوی حرام ہی رہے تو کفارہ واجب نہیں۔

تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

جس کی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبردار ہے ۝ پھر جو شخص (غلام) نہ پائے تو اسے دو مہینے کے

مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ

لگاتار روزے رکھنا ہے اس سے پہلے کہ دونوں ایک دوسرے کو چھوئیں پھر جو اس کی طاقت نہ رکھے تو اسے ساٹھ مسکینوں

ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

کو کھانا کھلانا (لازم) ہے[1] یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک

اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ

عذاب ہے ۝ بیشک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں ذلیل و رسوا کر دیے جائیں گے جیسے ان سے پہلے

مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ

لوگ ذلیل و رسوا کر دیے گئے ہیں بیشک ہم نے روشن آیتیں اتاریں اور کافروں کے لیے ذلت کر دینے والا عذاب ہے ۝ جس دن

يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى

اللہ ان سب کو دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے گا پھر وہ انہیں ان کے اعمال بتائے گا اللہ نے ان اعمال کو گن رکھا ہے اور وہ لوگ انہیں

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ ع

بھول گئے ہیں اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے ۝ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

لغوی تحقیق: مُحَآدُّوْنَ: مخالفت کرتے ہیں، دشمنی کرتے ہیں۔ كُبِتُوْا: ذلیل و رسوا کیے گئے۔ اَحْصٰى: گن رکھا ہے، شمار کر رکھا ہے۔

حل لغات: يَتَمَآسَّا: ایک دوسرے کو چھوئیں، ہم بستری کریں۔ مُهِيْنٌ: ذلت آمیز، رسوا کن۔ شَهِيْدٌ: گواہ، حاضر و ناظر۔

نوٹ: [1] یہاں ظہار سے کفارے کی جو مزید دو صورتیں بیان کی گئی ہیں وہ غلام نہ ملنے کی صورت میں ہیں۔ غلام نہ ملے تو دو مہینے کے روزے رکھنا لازم ہے۔ علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں کہ اس پر اجماع ہے۔ اگر کوئی شخص روزے رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا لازم ہے جیسے بہت بوڑھا آدمی جو روزے رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ [2] اس آیت میں بطور خاص کفارے سے وعید اور تنبیہ ہے اور عمومی طور پر قابل گناہ مسلمانوں کے لیے بھی اس میں تنبیہ ہے کہ یہ گرچہ سب قدرتی اور بے ساختگی سے سرزد ہوئے گناہ ہوں گے تاہم یہ نہ سمجھیں کہ ان کا ہر عمل اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ رکھا ہے اور قیامت کے دن وہ انہیں ان کے اعمال بتا دے گا اور جو چاہے اس سے رحم کا فرمانے والے گناہوں سے درگزر کرے گا لہٰذا ہمیں تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ غفلت کی نیند سے بیدار ہوں اور گناہوں سے سچی توبہ کرکے نیک اعمال میں مصروف ہو جائیں۔

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ

جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو وہاں میں چوتھا اللہ ہی ہے اور پانچ کی سرگوشی ہو تو وہ اللہ ہی ان کا چھٹا ہوتا ہے اور

لَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا

اس سے کم اور اس سے زیادہ جتنے بھی لوگ ہوں[7] اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں[8] پھر اللہ انہیں قیامت کے دن

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ

بتائے گا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا بیشک اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے ۝ کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں خفیہ مشورے سے منع کیا گیا

النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ

تھا[9] پھر وہ اسی کام کی طرف لوٹتے ہیں جس سے انہیں منع کیا گیا تھا اور آپس میں گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کے

مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۣ وَاِذَا جَاۗءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ

مشورے کرتے ہیں اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان الفاظ سے تمہیں سلام عرض کرتے ہیں جن سے اللہ نے تمہیں سلام نہیں کہا[10] اور وہ

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ

اپنے دل میں کہتے ہیں کہ ہماری باتوں کی وجہ سے اللہ ہمیں کیوں عذاب نہیں دیتا[11] ان کے لئے جہنم کافی ہے جہاں یہ داخل ہوں گے وہ بدترین

ترجمہ منافقوں اور یہودیوں کا برا مشورہ اور مسلمانوں کو ہدایت

تفسیر [7] اس آیت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا علم رکھتا ہے وہ لوگ تین ہوں یا پانچ یا اس سے کم زیادہ اور یہ جہاں بھی ہوں یعنی یہ ایک دوسرے سے بہت فاصلہ پر بھی ہوں بہر صورت اللہ تعالیٰ اپنے علم اور قدرت کے اعتبار سے ان کے پاس موجود ہوتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے دیکھتا ہے اور وہ روز قیامت لوگوں کو ان کے تمام اعمال بتا دے گا اور ان کے اعمال کے مطابق انہیں جزا بھی دے گا۔ [8] یہاں ساتھ ہونے سے مراد علم اور قدرت کے اعتبار سے ساتھ ہونا ہے۔ [9] کچھ یہودیوں اور منافقوں نے آپس میں سرگوشیاں کرنے کا جو مسلمانوں کی طرف کنکھیوں سے دیکھتے اور آنکھوں سے ان کی طرف اشارے کرتے تھے تاکہ مسلمان یہ سمجھیں کہ ان کے خلاف کوئی خوفناک بات کی جارہی ہے اور اس سے انہیں رنج ہوتا تھا۔ ان کی یہ حرکتیں بڑھ جانے پر مسلمانوں نے بارگاہ رسالت میں شکایت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منع کرنے کے باوجود وہ یہی حرکتیں کرتے رہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ [10] یہودی جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے تو "السلام علیکم" کہنے کی بجائے "سام علیکم" کہتے جس کا معنی ہے تم پر موت آئے۔ یہاں آیت میں ان کی اسی بری عادت کے بارے میں بتایا گیا ہے

الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ

ٹھکانہ ہے ۝ اے ایمان والو! جب تم آپس میں مشورہ کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور

مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

رسول کی نافرمانی کا مشورہ نہ کرو اور نیکی اور پرہیزگاری کا مشورہ کرو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تمہیں جمع کیا جائے گا ۝

اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَيْـــًٔا اِلَّا

وہ پوشیدہ مشورہ تو شیطان ہی کی طرف سے ہے تاکہ وہ ایمان والوں کو غمگین کرے وہ اللہ کے حکم کے بغیر ایمان والوں کا

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا

کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا ۔ مسلمانوں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ۝ اے ایمان والو جب تم

قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا

سے کہا جائے (اس) مجلسوں میں جگہ کشادہ کرو تو جگہ کشادہ کر دے اللہ تمہارے لئے جگہ کشادہ فرمائے گا اور جب کہا جائے کھڑے ہو جاؤ

فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ

تو کھڑے ہو جایا کرو اللہ تم میں سے ایمان والوں کے اور ان کے جنہیں علم دیا گیا ہے درجے بلند فرماتا ہے تمہیں علم دیا گیا ہے ۝

شان نزول: مشورے سے متعلق مسلمانوں کی تربیت) (منافقوں کی سرگوشیوں پر مسلمانوں کو تسلی)

بارگاہ رسالت کے حاضرین کو ادب کی تعلیم) (اہل ایمان اور علماء کی فضیلت)

ربط: (۱) اس آیت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ جب آپس میں مشورہ کریں تو یہودیوں اور منافقوں کی طرح گناہ اور حد سے بڑھنے اور نافرمانی کا مشورہ کرنے سے بچیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ آپس میں جتنے مشورے بھی کریں اور جہاں جلوت کی جلوت کی طرح پاکیزہ رکھیں۔ (۲) یہ دن چند مدنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارگاہ رسالت میں اس وقت پہنچے جب جلسے کی جگہ بھر چکی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قریب والوں کو اٹھا کر ان کیلئے جگہ بنا دی۔ اٹھنے والوں کو اٹھنا شاق ہوا تو ان پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (۳) اللہ تعالیٰ نے علمائے دین کے درجات کی بلندی کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس سے ان کی فضیلت ظاہر ہوئی اور اس میں علم دین حاصل کرنے پر ترغیب ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے لوگو! اس آیت کو سمجھو اور علم حاصل کرنے کی طرف رغبت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مومن عالم کو اس مومن سے بلند درجہ عطا فرمائے گا جو عالم نہیں ہے۔ (خازن، المجادلۃ تحت الآیۃ ۱۱، ۴/ ۲۲۷)

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا

اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبردار ہے ۝ اے ایمان والو جب تم رسول سے تنہائی میں کوئی بات عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض

بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ

سے پہلے کچھ صدقہ دے دو یہ تمہارے لیے بہت بہتر اور بہت ستھرا ہے پھر اگر تم کچھ نہ پاؤ تو بیشک

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ

اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے ۝ کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقے دو

فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

پھر جب تم نے نہ کیا اور اللہ نے تم پر اپنی مہربانی سے تم پر رجوع فرمائی تو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار رہو

وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ ع

اور اللہ تمہارے کاموں کی خوب خبر رکھنے والا ہے ۝ کیا تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جنہوں نے ان لوگوں کو دوست بنایا جن پر اللہ

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

نے غضب فرمایا وہ نہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے اور وہ جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسم کھاتے ہیں ۝

شان نزول: بارگاہ رسالت میں بازاری بات کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم کہ حکم صدقہ کی منسوخی اور غریب صحابہ کی تائید منافقوں کی حماقت پر تعجب اور کوتاہ بینی

ربط: ① حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مالدار اپنی عرض پیش کرتے رہتے جس کی بناء غریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع نہ ملتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور عرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم دیا گیا شروع میں اس حکم پر عمل کرنا واجب تھا بعد میں اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ ② اس بات میں منافقین کو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی تخصیص کا بیان نہیں بلکہ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے والی عام رحمت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دلجوئی فرمائی اور ان کے صدقے پوری طرح آسان فرما دی ③ عبداللہ بن نبتل منافق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر رہتا اور یہاں کی باتیں کہیں سے پار کر دیتا تھا ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا "تو اور تیرے ساتھی ہمیں کیا کیا دھوکے دیتے ہیں" وہ قسم کھا گیا کہ یہ نہیں کرتا پھر اپنے ساتھیوں کو بھی سے آیا ہوں نے بھی قسم کھائی کہ ہم نے آپ سے ہرگز نہیں کہا اس پر آیت یہ نازل ہوئی

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ

اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بیشک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں ﴿١٥﴾ انہوں نے اپنی قسموں کو

جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٦﴾ لَّن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَ

ڈھال بنا لیا ہے تو لوگوں نے اللہ کی راہ سے روکا تو ان کے لیے سوا کر دینے والا عذاب ہے ﴿١٦﴾ ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے

لَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٧﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ

سامنے نہیں ہرگز کچھ کام نہ دیں گے وہ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ﴿١٧﴾ جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے

جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ

گا تو ان کے حضور بھی یہ ان قسموں کی طرح قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھا رہے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ کسی چیز پر ہیں خبردار بیشک

هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٨﴾ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ

وہی جھوٹے ہیں ﴿١٨﴾ ان پر شیطان غالب آ گیا تو اس نے انہیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کا گروہ ہیں

أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

سن لو بیشک شیطان کا گروہ ہی خسارہ پانے والا ہے ﴿١٩﴾ بیشک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں

ربط: منافقوں کی سخت مذمت بیان ہوئی۔ قسموں سے متعلق منافقوں کا رویہ اور ان کا انجام۔ جھوٹی قسمیں کھانے میں منافقوں کا وطیرہ اور ان کی سزا۔

منافقوں پر شیطان کا تسلط اور شیطانی گروہ کا تعارف۔ مخالفین رسول کی سزا کا بیان۔

حل لغات: (۱) یہاں منافقوں کے دو برے کام بیان کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ انہوں نے اپنی جھوٹی قسموں کو اپنی جان و مال کی حفاظت کے لیے ڈھال بنا لیا ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ اپنی حیلہ سازی سے دوسروں کو بھی راہ حق میں رکاوٹ بنے رہتے ہیں۔ (۲) یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ منافق جیسے آج تمہارے سامنے جھوٹی قسمیں کھا رہے ہیں ایسے ہی یہ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں بھی اپنے مخلص مومن ہونے اور منافق نہ ہونے کی قسمیں کھائیں گے یہ اپنی جھوٹی قسموں کو کارآمد سمجھتے ہیں کہ ان کی بدولت بچ جائیں گے حالانکہ ایسا ہرگز نہ ہوگا اور بیشک یہی آخرت میں جھوٹے ہیں۔ (۳) رسالت کے کفار منافقین اپنے گمان میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت نہیں کرتے تھے بلکہ کافر تو کفر بھی یہ سمجھ کر کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اسی میں ہے البتہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے بھی مخالفت فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے۔

أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ﴿٢٠﴾ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ

وہ سب سے ذلیل لوگوں میں ہیں ○ اللہ لکھ چکا ہے کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول، بیشک اللہ قوت والا

عَزِيزٌ ﴿٢١﴾ لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ

سب پر غالب ہے ○ تو ایسے لوگوں کو نہیں پائے گا جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں کہ وہ ان لوگوں سے دوستی کریں

اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ

جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی، چاہے وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے ہوں،

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ

یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی، اور وہ انہیں ایسی باغوں میں داخل

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ

فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہو، اور وہ اللہ سے راضی ہوئے

أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾

یہ اللہ کی جماعت ہے، سن لو! اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے ○

ع ۲

عنوان: یہود کے حلیف سے متعلق قانون (جاری)

اللہ اور رسول کے دشمنوں سے دوستی کی ممانعت

ربط: منافقوں اور ان کے یہودی حلیفوں کے بارے میں گفتگو

لغوی: ① رسولوں علیہم السلام نے غالب آنے کے دلیل اور حجت کے ساتھ یا تلوار کے ساتھ غالب آنا مراد ہے۔ دلیل حجت کے ساتھ تو کئی رسولوں غالب تھے البتہ بہت سارے رسولوں کو تلوار کے ساتھ بھی غلبہ عطا کیا گیا۔ ② اس آیت میں مخلص ایمان والوں کا یہ وصف بیان ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے دوستی نہیں کرتے اگرچہ وہ ان کے بہت ہی قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر کے دکھایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقابلے میں رشتہ داروں کا لحاظ نہیں کرنا چاہیے۔ ان سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہیے جو دینی مفاد کی خاطر صلح کلیت سے قائل ہوتے اور دشمنانِ خدا اور رسول کے ساتھ دوستیاں بھاتے ہیں۔ ③ یہاں روح سے مراد قرآن کا نور یا وہ کلام ہے جس سے بندہ مشکل سے مشکل حالات کے نیچے قرب خداوندی کے مدارج طے کرتا ہے۔ یہ دلوں کی حیات کا باعث ہے اس لئے اسے روح کہا گیا۔

سورۃ الحشر ٥٩ — مدنیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجزاء ٢٤ — رکوعاتہا ٣

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ

اللہ کی پاکی بیان کی ہے جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اور وہی عزت والا بڑا حکمت والا ہے ۝ وہی

الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ

ہے جس نے ان کافر اہل کتاب کو ان کے گھروں سے ان کے پہلے حشر کے وقت نکالا

مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ

تمہیں گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچا لیں گے تو اللہ کا حکم ان کے پاس

اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ

وہاں سے پہنچا جہاں سے نہیں گمان بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا وہ اپنے گھروں کو اپنے

بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ

ہاتھوں سے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے ویران کرتے تھے تو سمجھو آنکھوں والو عبرت حاصل کرو ۝ اور یہ بات نہ ہوتی کہ

ترجمہ: کائنات کی ہر چیز تسبیح کرتی ہے ... بنو نضیر سے یہودیوں کی جلاوطنی

بنو نضیر کے بارے میں روایتوں کا بیان اور عرب کے یہود کا مختصر تعارف

ربط: ہر چیز زبان حال سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے جسے ہم نہیں سمجھتے، مگر ان کی تسبیح کا مفہوم جو کائنات سے سمجھ میں آتا ہے اس کی تسبیح سے عذاب قبر دور ہوتا ہے۔ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنا چاہئے۔ حدیث پاک میں ہے وہ کلمے زبان پر ہلکے میزان میں بھاری اور رحمن کو محبوب ہیں، "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" (بخاری ۲/۹۶۸ حدیث ۶۴۰۶ مسلم ۲/۳۴۷ حدیث ۶۶۸۲) یہاں بیان کئے گئے واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ بنو نضیر کے یہودیوں کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاہدہ تھا مدینہ سے آپ کے ساتھ ہو کر ہی سے لڑیں گے اور نہ آپ سے جنگ کریں گے جنگ احد میں مسلمانوں نے نقصانات دیکھے تو یہودیوں نے وہ معاہدہ توڑ دیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلاف کفار عہد سے معاہدہ کر لیا اس کا علم ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لشکر کے ساتھ بنو نضیر کا محاصرہ کر لیا آخر کار انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے جلاوطن ہونا پڑا وہ شام اذرعی اور خیبر کی طرف چلے گئے (۱) سو نضیر کی جلاوطنی ان کا پہلا حشر ہے۔

كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ

اللہ نے ان پر گھروں سے اجڑنا لکھ دیا تھا تو ضرور دنیا ہی میں انہیں عذاب دیتا اور ان کے لیے آخرت میں آگ کا عذاب ہے

النَّارِ ۝٣ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ

ہے ۝ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ کی مخالفت کرے تو بیشک اللہ

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا

سخت عذاب دینے والا ہے ۝ اے مسلمانو تم نے جو درخت کاٹے یا انہیں جڑ پر قائم چھوڑ دیئے تو یہ سب

فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ

اللہ کی اجازت سے تھا اور اس لیے تاکہ اللہ نافرمانوں کو رسوا کرے ۝ اور اللہ نے اپنے رسول کو ان سے جو غنیمت دلائی تو

اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۚ

تم نے اس پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ ہاں اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غلبہ دیدیتا ہے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى

اور اللہ ہر شے پر خوب قادر ہے ۝ اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے جو غنیمت دلائی

شانِ نزول یہ آیت غزوۂ بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ غنیمت کے درخت کاٹنے اور چھوڑ دینے دونوں کے بارے میں تھی۔ مال غنیمت کا حکم

مالِ غنیمت کا مصرف۔ (از صاحب خزائن)

شرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نضیر کے درخت کاٹنے اور جلانے کا حکم فرمایا اس پر یہودیوں نے عرض کی کہ آپ تو فساد فی الارض سے منع فرماتے ہیں پھر یہ کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت سے کاٹنے کا حکم دیا۔ اس پر مسلمانوں میں اختلاف ہوا بعض نے کاٹنے کو برا سمجھا بعض نے اچھا۔ اس موقع پر ان کی تائید میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اے مسلمانو تم نے جو درخت کاٹے اور جو چھوڑ دیئے یہ سب اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اور اس کی رضا کے موافق تھا اور یہ اجازت دینا فتنہ پردازوں کو رسوا کرنے کے لیے تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو غنیمت بے جنگ ہاتھ آئے وہ مال غنیمت حاصل ہو اس لیے مسلمانوں کو جنگ بھی کرنا پڑی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر عطا فرمادیا تو یہ مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پر موقوف ہے وہ جہاں چاہیں خرچ کریں۔ بعض مفسرین نے یہاں جو غنیمت سے حاصل ہونے والے مال غنیمت کے حکم کی تفصیل کا بیان ہے اور بعض نے ایک یہاں اس شہر کے اموال غنیمت کے حکم کا بیان ہے جسے مسلمان اپنی قوت سے حاصل کریں اور یہاں ان اموال سے بحث ہے جو بغیر جنگ کے مصرف یہاں بتایا گیا ہے۔

فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ

تو وہ اللہ اور رسول کے لیے ہے اور قرابت داروں کے لیے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَ

تاکہ وہ دولت تمہارے مالداروں کے درمیان (ہی) گردش نہ کرتی رہے اور جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور

مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَاۗءِ

جس سے تمہیں منع فرمائیں تو تم باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ۝ ان فقیر

الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ

مہاجروں کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکالے گئے اس حال میں کہ اللہ کی طرف سے فضل

اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

اور رضا چاہتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں ۝ اور جنہوں نے

تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ

ان مہاجروں سے پہلے (مدینہ) میں گھر (بنا رکھے تھے) اور ایمان (پر قائم تھے) جو ان کی طرف ہجرت کرکے آئے ان سے محبت کرتے ہیں اور اپنے دلوں میں

وقف لازم

ربط اطاعت رسول کی فرضیت — مال غنیمت کے مستحقین کا بیان اور مہاجرین و انصار کی عظمت — اصل کا بیان

لغات [illegible] مال غنیمت تھا۔ سردار مال قسمت میں سے بیت چن لیتے تھے باقی قوم کیلئے چھوڑ دیتے اس سے مال دار دن بہت زیادہ لے لیتے اور غریبوں کیلئے بہت تھوڑا بچتا تھا اس معنوں کے مطابق دولت سے مال غنیمت تقسیم کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا تقسیم کا اختیار ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر اس کا حل فرمادیا۔ ② اس کا یہ معنی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت میں سے جو کچھ تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لیا کرو تمہارے لئے حلال ہے اور جو کچھ دینے سے منع کریں اس سے باز رہو اور اس کا مطالبہ نہ کرو دوسرا معنی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جو حکم دیں اس کی تعمیل کرو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ ③ مہاجر صحابہ رضی اللہ عنہم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ سے بھی اس کا پتا چلا معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی مدد کرنا ہے ④ اس آیت میں انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کی دینی اور جذبہ ایثار کا بیان ہے کہ وہ مہاجرین سے محبت کرتے تھے اپنے گھروں میں ٹھہراتے اپنے مالوں سے انہیں حصہ دیتے اور حاجت کے باوجود اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے اپنا گھر بار کرکے مہاجرین کو دیدیا جائیداد پر قبضہ کرکے بیچ دیا بلکہ دوسری طرح سے مہاجروں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو عطا ہو اس میں سے بالکل بھی نہیں لیتے

فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ

اس کے متعلق اپنے سینوں میں حسد نہیں پاتے جو ان کو دیا گیا اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود

خَصَاصَةٌ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

حاجت ہو اور جو اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں ۝ اور ان کے بعد

جَاۗءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا

آنے والے[D] عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے

بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ

ایمان لائے[E] اور ایمان والوں کیلئے کوئی کینہ نہ رکھ[F] اے ہمارے رب بیشک تو بہت مہربان

رَّحِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ ع ۱۰

بہت رحم والا ہے ۝ کیا تم نے منافقوں کو نہیں دیکھا کہ اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ

اَهْلِ الْكِتٰبِ لَىِٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّ

قسم ہے اگر تم نکالے گئے تو ضرور ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے اور ہرگز تمہارے بارے میں کسی کا کہا نہیں مانیں گے اور اگر تم سے

اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَىِٕنْ اُخْرِجُوْا

لڑائی کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے[G] اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً وہ ضرور جھوٹے ہیں ۝ قسم ہے اگر وہ نکالے گئے

ربط اپنے سے پہلے بہت عظیم عمل ہے کہ فوت شدہ مسلمانوں کے لئے کیسے دعا کرنی ہے

منافقوں کی بھائیوں سے غداری کی حقیقت

حل لغت ۱ مہاجرین و انصار کے بعد آنے والوں میں قیامت تک پیدا ہونے والے تمام مسلمان داخل ہیں۔ ۲ یہاں ایمان لانے میں سبقت کرنے والوں میں تمام صحابہ اور تمام مسلمان داخل ہیں۔ ۳ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں دل میں کینہ نہ رکھنا عرفان اور ایمان کی علامت ہے اور یہی حکم تمام صالح مسلمانوں کے بارے میں ہے۔ ۴ عبداللہ بن ابی سلول منافق اور اس کے ساتھیوں نے بنی نضیر کے یہود کو جو مدینہ منورہ کے قریب آباد تھے یہ پیغام بھیجا کہ اگر تمہیں مدینہ منورہ سے نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور تمہارے خلاف ہرگز کسی کی بات نہیں مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور تمہارے ساتھ مل کر لڑیں گے۔ منافقوں کی یہ گفتگو بہت دلداری کے ساتھ تھی جس سے یہود مطمئن ہو گئے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی خبر دے دی اور اگلی آیت میں منافقوں کا حال بھی بیان فرما دیا۔

لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ

تو ان کے ساتھ نکلیں گے اور اگر ان سے لڑائی ہوئی تو ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر مدد کریں گے تو

الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ

پیٹھ پھیر دیں گے پھر ان کی مدد نہ کی جائے گی ﴿۱۲﴾ بیشک ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ

یہ اس لیے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں ﴿۱۳﴾ یہ سب مل کر بھی تم سے نہ لڑیں گے مگر قلعہ بند شہروں میں یا

مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ

دیواروں کے پیچھے سے ان کی آپس میں لڑائی بہت سخت ہے تم انہیں کچھ سمجھتے ہو حالانکہ ان کے دل الگ الگ ہیں

شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا

یہ اس لیے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں ﴿۱۴﴾ ان کی مثال، ان لوگوں کی مثال جیسی ہے جو کچھ قریب زمانے میں ان سے پہلے ہو گزرے ہیں

ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ

انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿۱۵﴾ جیسے شیطان کی مثال جب اس نے آدمی سے کہا

خلاصہ: منافقوں کا مسلمانوں سے خوف، یہودیوں اور منافقوں کی بزدلی اور باہمی عداوت کا حال

منافقوں کی شیطان کی طرح دھوکا دہی

حاشیہ: ۱ یعنی بنی نضیر مسلمانوں سے لڑنے کی خاطر مدینہ منورہ سے یہودیوں کے بارے میں جو ان کے بارے میں یہ خبر ثابت ہوئی ہے وہ دیگر علاقوں سے یہودیوں یا مشرکین کے بارے میں یہ خبر نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ میں شریک ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دیگر علاقوں کے یہودی، عیسائی مسلمانوں کے مقابلے میں آئے اور ان سے بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں ۲ یعنی مسلمانوں کے مقابلے میں کسی حاصل مقصد پر متفق ہو جاتے ہیں، یہ حقیقت نہیں ہے کہ ان میں باہمی اتفاق اور اتحاد نہیں بلکہ یہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور ایک دوسرے کے نقصان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ۳ یہاں یہود بنی نضیر کے بارے میں خبر دی گئی کہ ان کا حال ان مشرکین جیسا ہے جو بدر میں عداوت، ہوس اور کفر کا مال چھیننے اور عزت و جان سے ہاتھ ملک کے لئے آئے اور خریداں کے لیے آخرت میں جہنم کا دردناک عذاب ہے اور زیادہ تر مشرکین جو حشر میں مشرکوں کا ہو گا ۴ یعنی جیسے شیطان بھی دھوکا دے کر چاہتا ہے اور اس کے بعد اس سے برأت کا اظہار کرتا ہے کہ میں تجھ سے بیزار ہوں اور تمام جہانوں کے رب کے وعدے کے مطابق جنگ شروع ہو جائے، منافق اپنے گھروں میں بیٹھے رہے اور یہودیوں کا ساتھ نہ دیا

اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيٓءٌ مِّنكَ إِنِّيٓ أَخَافُ ٱللَّهَ رَبَّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٦﴾ فَكَانَ

"کفر کر" پھر جب اس نے کفر کیا کہا بیشک میں تجھ سے بیزار ہوں بیشک میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہانوں کا رب ہے ﴿۱۶﴾ تو ان

عَٰقِبَتَهُمَآ أَنَّهُمَا فِي ٱلنَّارِ خَٰلِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَٰٓؤُا ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٧﴾ يَٰٓأَيُّهَا

دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے اور ظالموں کی یہی سزا ہے ﴿۱۷﴾ اے ایمان

ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ

والو اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ اس نے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ

خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُونُوا۟ كَٱلَّذِينَ نَسُوا۟ ٱللَّهَ فَأَنسَىٰهُمْ أَنفُسَهُمْ ۚ

تمہارے اعمال سے خوب خبردار ہے ﴿۱۸﴾ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں ان کی جانیں بھلا دیں

أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ ﴿١٩﴾ لَا يَسْتَوِىٓ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ وَأَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ ۚ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ

وہی نافرمان ہیں ﴿۱۹﴾ دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں، جنت والے

هُمُ ٱلْفَآئِزُونَ ﴿٢٠﴾ لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُۥ خَٰشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ

ہی کامیاب ہیں ﴿۲۰﴾ اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تم سے جھکا ہوا اللہ کے خوف سے

ترجمہ: مسلمانوں کو اللہ سے ڈرتے رہنے اور فکر آخرت کا حکم جنتی اور جہنمی برابر نہیں عظمت و شان قرآن

حاشیہ: (۱) انسان کی اصل قیام گاہ آخرت ہے جہاں اسے ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے جو دنیا میں اس کا قیام عارضی ہے جو کسی بھی وقت ختم ہو سکتا ہے آخرت قیام گاہ سے بے پروا ہو کر میں انسان اعمال کا بہت بڑا عمل دخل ہے ایمان اور نیک اعمال کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے جنت میں کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی ہے جس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملے گا جبکہ کفر کرنے پر ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا اور اس کے دردناک عذابوں میں مبتلا ہونا پڑے گا اور کبھی گناہوں کی صورت میں مخصوص مدت تک عذاب جہنم میں مبتلا رہنا بھی ممکن ہے ہر انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے اعمال پر غور کرے اور دیکھے کہ اس کے بعد اصل قیام گاہ آخرت کے لیے کیا عمل کیا ہے (۲) یعنی قرآن کی عظمت اور اس کی تاثیر کا حال یہ ہے کہ اگر پہاڑ جیسی سخت، مضبوط اور انتہائی وزنی چیز پر اتارا جاتا اور پہاڑ کو قرآن کا پورا علم دیا جاتا تو یہ عظمت قرآن کے سامنے جھک جاتا جبکہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے پاش پاش ہو جاتا جبکہ انسان کا حال یہ ہے کہ تلاوت قرآن کے وقت بھی اس میں غور و فکر کر کے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور اس کی اثر قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق سے محروم نہ فرمائے

خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ

پاش پاش ہوتے اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ سوچیں ﴿۲۱﴾ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ

نہیں ہر غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے وہی بڑا مہربان بہت رحمت والا ہے ﴿۲۲﴾ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ

بادشاہ[۱۱] بہت پاک سلامتی دینے والا امن بخشنے والا نگہبانی کرنے والا بہت عزت والا بڑی عظمت والا ہر کبر کو دور کرنے والا[۱۲]

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ

اللہ ان مشرکوں کے شرک سے پاک ہے ﴿۲۳﴾ وہی اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا ہر چیز کو صورت دینے والا ہے سب اچھے نام

الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

اسی کے ہیں آسمان اور زمین میں موجود ہر چیز اسی کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہی بہت عزت والا حکمت والا ہے ﴿۲۴﴾

ع ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الممتحنۃ ۶۰ مدنیۃ

اس رکوع میں ۲ رکوع ہیں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ

اے ایمان والو[۱۳] میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم نہیں ہو سکتی کی وجہ سے خبریں پہنچاتے ہو

لغات: صفات الٰہی کا بیان — کفار سے دوستی کی ممانعت

ربط: ملک و حکومت کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے — تمام موجودات اس نے خلق اور حکومت کے تحت ہیں اور اس کی مخلوقات — حکومت کی ہے جسے دوام نہیں جبکہ بندوں کی مخلوقات و حکومت ظاہری اور عارضی ہے — اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور تمام صفات میں عظمت والا ہے اور ہر برائی کا انکار کرنا ان کی شایان شان ہے — یہ تو خالق کی ظاہر اور عظیم اور صفت عدل ہے جبکہ مخلوق میں کی وجہ تین حاصل نہیں کہ وہ ظلم یعنی بری باتوں کا تصور — حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں مقیم اپنے اہل خانہ سے متعلق اندیشہ تھا کہ کفار مکہ میں ستائیں گے اس نے خط لکھ کر عورت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان کے خلاف جنگی تیاری سے متعلق خبر بھیجی تاکہ وہ اس احسان کے بدلے ان کے اہل و عیال پر ظلم و ستم سے باز رہیں — اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کی خبر دے دی اور خط کی برآمدگی کا حکم دیا گیا — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریافت طلب کرنے پر حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے اپنا عذر پیش کیا گواہ سامنے لائے گئے — واقعہ سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ

حالانکہ یقینا وہ اس حق کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا وہ رسول کو اور تمہیں اس بنا پر نکالتے

وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۗ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ

ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا طلب کرنے کیلئے

وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۚ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ

چلے تھے (تو ایسا نہ کرو) تم ان کی طرف محبت کا خفیہ پیغام بھیجتے ہو اور میں ہر اس چیز کو خوب جانتا ہوں جسے تم نے چھپایا

وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ اِنْ

اور جسے تم نے ظاہر کیا اور تم میں سے جو یہ (حرکت) کرے تو یقینا وہ سیدھی راہ سے بہک گیا ۝ اگر

يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ

وہ تمہیں پالیں تو تمہارے دشمن ہوں گے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ دراز کریں

بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ

گے اور وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ ۝ تمہارے رشتے اور تمہاری اولاد قیامت کے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ

دن ہرگز تمہیں نفع نہ دیں گے اللہ تمہارے درمیان جدائی کر دے گا اور اللہ تمہارے کام خوب دیکھ رہا ہے ۝ بیشک ابراہیم اور ان

مضمون اللہ کی محبت اور کفار سے دوستی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں — کفار و منافقین کو پیغام محبت بھیجنے والوں کو تنبیہ

کفار کی عداوت کا حال — روز قیامت کفار سے برأت و بیزاری کا اعلان — کفار سے تعلق رکھنے میں دنیوی نقصان کی بجائے دینی نقصان

ربط آیت ۱ میں مسلمانوں کو کفار سے دوستی کی وجہ سے تم کفار سے دوستی اور رشتہ داری کی بنا پر قیامت کے دن ہرگز تمہیں نفع نہ دیں گے یاد رکھو قیامت کے دن مسلمان سے کافر رشتے دار اور کافر اولاد اس کے کام نہ آئے گی جبکہ مومن رشتے دار اور مومن اولاد اللہ تعالیٰ کے حکم سے ضرور کام آئے گی۔

اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ
کے ساتھیوں میں اچھی پیروی تھی، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: بیشک ہم تم سے اور ان سے بیزار ہیں
مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ٘ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ
جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، ہم نے تمہارا انکار کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کیلئے دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی
الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ
حتی کہ تم ایک اللہ پر ایمان لے آؤ مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے یہ کہنا کہ میں ضرور تیرے لیے مغفرت ما
لَكَ وَ مَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَیْكَ تَوَكَّلْنَا وَ اِلَیْكَ اَنَبْنَا وَ
نگوں گا اور میں اللہ کے سامنے تیرے لئے کسی شے کا مالک نہیں ہوں۔ اے ہمارے رب! ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع
اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ اغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ
کیا اور تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں کافروں کی آزمائش کا سبب نہ بنا اور ہمیں بخش دے، اے ہمارے رب! بیشک
اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا
تو ہی بہت عزت والا، حکمت والا ہے۔ بیشک یقیناً تمہارے لیے ان میں اچھی پیروی تھی اس کے لئے جو اللہ اور

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کفار سے اعلانِ براءت ... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ کیلئے دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام ... اسوۂ ابراہیمی کی پیروی سے متعلق ایک اہم تنبیہ

[illegible]

ع ۲

اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ عَسَى اللّٰهُ اَنْ

آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور جو منہ پھیرے تو بیشک اللہ ہی بے پرواہ سزاوار حمد ہے ۝ قریب ہے کہ اللہ تمہارے

يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اور ان لوگوں کے درمیان جنہیں تم نے ان سے دشمن سمجھا ہے محبت پیدا کر دے گا اور اللہ بہت قدرت والا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ۝ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ

بڑا مہربان ہے ۝ اللہ تمہیں ان لوگوں سے احسان کرنے اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے

مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

دین میں جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا بیشک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے ۝

اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ

اللہ تمہیں صرف ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع فرماتا ہے جنہوں نے دین میں لڑائی کی اور تمہیں تمہارے گھروں

وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اور تمہارے نکالنے پر تمہارے مخالفین کی مدد کی اور جو ان سے دوستی کرے تو وہی ظالم ہیں ۝

شان نزول: مخالفت و موافقت میں ملنے کی بشارت — کفار سے میل جول اور دوستی سے متعلق حکم

ترجمہ ① جس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دشمن کفار کو ایمان کی توفیق دے کر ان کے اور تمہارے درمیان محبت پیدا کر دے

گا۔ ② کفار کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ (1) اصلی صورت اپنی کسی جائز غرض کے بغیر بالقصد محض کافر کو نفع دینے اور بھلائی پہنچانا مقصود ہو۔ (2) دوسری صورت اپنی کسی مصلحت جیسے کافر سے کچھ پانا یا اس کے شر سے دنیا یا دین کا محفوظ رہنا وغیرہ کے لئے ہو مگر اس میں کچھ ناجائز امور اور مسلمانوں کی مصلحت کے خلاف چال کے طور پر کچھ نہ کیا جائے۔ (3) تیسری صورت یہ ہے کہ اپنی کسی جائز غرض کے لئے کافر سے بھی ایسا برتاؤ کرے جس سے معاہدہ اور ذمی کافر کے ساتھ بھی جائز ہے جس سے معاہدہ ہو سکے۔ ③ عربی لفظ القسط یعنی صاف ترازو سے تین معانی بیان کئے ہیں: (1) ان پر ظلم نہ کرو۔ اس معنی کے لحاظ سے یہ ظلم حربی معاہد ہر طرح سے کافر کیلئے عام ہے۔ حربی پر بھی ظلم کرنے کی حالت میں اور یہ ظلم واجب ہے۔ ذمی کافروں سے یہ ظلم معاہدہ پورا کرنا یہ ظلم بھی واجب ہے البتہ معاہدے کی مدت پوری ہونا جب تک مصلحت ہو مدت سے پہلے بتا معاہدہ توڑ دینا جائز ہے۔ (2) القسط سے مراد اپنے مال سے کچھ حصہ دیدینا ہے اور یہ حربی پر بھی نفلی صدقہ ہے اور ذمی کافروں سے جزیہ میں ہو تو القسط ایک ٹیکس چیز ہو گئے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ

اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں (کفر ستان سے) ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان کرو[1] اللہ

اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ

ان کے ایمان کا حال تم سے بہتر جانتا ہے پھر اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو[2]

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۡ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

نہ یہ کافر ان عورتوں کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ ان کافروں کے لئے حلال ہیں[3] ان کافروں نے جو مہر ان عورتوں کو دیئے ہوں وہ انہیں واپس کر دو

اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ

اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان سے نکاح کر لو جب ان کے مہر تم ادا کر دو اور کافرہ عورتوں کے نکاح اپنے پاس نہ رکھو[4]

وَسْـَٔـلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔـلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۭ وَ

اور جو خرچ تم نے کیا ہو اور کافر مانگ لیں جو خرچ کیا ہو اللہ کا حکم ہے وہ تم میں فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ بہت

اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا

علم والا حکمت والا ہے[5] اور اگر تم مسلمانوں سے تمہاری کچھ عورتیں کافروں کی طرف نکل جائیں پھر تم کافروں پر

الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ

داؤ لگا جاؤ تو جن کی بیویاں گئی تھیں انہیں ان کے خرچ کے برابر دیدو[6] اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم

مضامین: مہاجر عورتوں کے بارے میں چند مسئلوں کا حکم

ماخذ: ان عورتوں کا امتحان لینے کا طریقہ یہ ہے کہ ان سے قسمیں لی جائے کہ شوہروں کی محبت یا کسی دنیوی وجہ سے نہیں بلکہ صرف اپنے دین کی خاطر یہاں چلے آئے ہیں ہجرت کے لئے۔ [2] اگر کافر شوہر کی کافرہ بیوی ایمان لا کر ہجرت کر جائے تو وہ اس کافر کے نکاح سے نکل جاتی ہے۔ [3] نہ ان کافر شوہروں کو دیا ہوا حق مہر واپس لینے کا حق ہے۔ یہ مہر دینا اس صورت میں ہے جب کہ عورت کا کافر شوہر سے طلب کرنے پر مہر نہ ملے تو اس کو کچھ نہیں دیا جائے گا۔ اسی طرح کافر کے اس مہاجر عورت کو مہر نہیں دینا تو بھی وہ کچھ نہیں پائے گا۔ [4] یہ آیت منسوخ ہو گئی بعد صلح حدیبیہ کے اس شرط کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے کی تھی۔ یعنی یہ مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان کی عورت مرتد ہو جائے تو اس کے نکاح سے باہر ہو گئی اب عورت کے مسلمان ہونے کے بعد دوبارہ اسی شوہر سے نکاح ضرور پڑھا جائے گا۔ [5] ان آیات میں جو احکام بیان ہوئے تمام احکام جہاد ان آیتوں سے یا بعض ان آیتوں سے یا احادیث سے منسوخ ہو گئے ہیں۔ یہ حکم بدستور باقی رہے گا جب تک یہ عہد رہا اور جب وہ عہد اٹھ گیا تو حکم بھی نہ رہا۔

مُؤْمِنٰتُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ

یمان لائے ہو ۝ اے نبی جب مسلمان عورتیں تمہارے حضور اس بات پر بیعت کرنے کیلئے حاضر ہوں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی

بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ

کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور وہ بہتان نہیں گھڑیں گی

بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ

جسے اپنے ہاتھوں اور اپنے پاؤں کے درمیان ہی گھڑیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی

فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

تو ان سے بیعت کر لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بیشک اللہ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے ۝ اے ایمان والو ان لوگوں

اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا

سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ نے غضب کیا بیشک وہ آخرت سے ناامید ہو چکے ہیں جیسے کافر قبر والوں (کے پانے) سے ناامید

يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝

ہو چکے ہیں (یا) کافر قبر والوں میں سے کہ (انہوں نے آخرت سے ناامید ہو چکے ہیں ۝

سورۃ الصف مکیۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اٰیات ۱۴ رکوع ۲

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا

اللہ کی پاکی بیان کی ہر اس چیز نے جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اور وہی بہت عزت والا بہت حکمت والا ہے ۝ اے لوگو

نوٹ عورتوں سے بیعت لینے کی بیعت اشتراک سے اور عورتوں کی مبایعت مخلصانہ ہے

اور دلی تعلق پر مشتمل ہے۔

حل جب فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لینا شروع کی تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی

کہ مسلمانوں کا مشائخ کے ہاتھ پر بیعت ہونا ثابت ہے یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی بیعت کرنی تھی کہ

اور تمام گناہوں سے بچیں گی یہ بھی مشائخ کی بیعت کا مشابہ ہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا

والو وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ۝ اللہ کے نزدیک یہ بڑی سخت ناپسندیدہ بات ہے کہ تم وہ

مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ

کہو جو نہ ۝ بیشک اللہ ان لوگوں سے محبت فرماتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صفیں باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ

مَّرْصُوْصٌ ۝۴ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ

پلائی دیواریں ۝ اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو

اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں پھر جب وہ ٹیڑھے ہوئے تو اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے اور اللہ نافرمان

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّيْ

لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ۝ اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے فرمایا اے بنی اسرائیل میں

ربط مجاہدین کی فضیلت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دینے والوں کا انجام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر کفار کی تکذیب اور کفار کا حال

لغات (۱) قول اور فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے بلکہ اپنے قول کے مطابق عمل بھی کرنا چاہیے۔ اس مضمون کی بہت سی حدیثیں ہیں جیسے جو کہو وہ کرو، جس بات کا یقین نہ ہو اس پر عمل نہ کرو، کسی سے وعدہ کرو تو اس وقت یہ خیال کرنا کہ میں یہ کام کروں گا یا نہیں۔ صرف اپنی وعدہ خلافی پر نہیں بلکہ احادیث میں ان چیزوں کی عام طور پر شدید مذمت اور وعیدیں آئی ہیں۔ یہ کیسی عجیب بات ہے جس میں چار عیب ہوں اور اس خصلت سے اور جس میں ان میں سے ایک عیب ہو اس میں منافقت کا عیب ہو گا جب تک کہ اسے چھوڑ نہ دے۔ جب امانت دی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، جب لڑے تو گالیاں دے (بخاری، ۲۵۱ حدیث ۳۴) (۲) یہ کام کا کون ہے جسے یہ کہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بہت ناراضی کا سبب اور ناجائز گناہ ہے اس سے بچنا چاہیے۔ (۳) اس آیت سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جہاد مجاہد پسند ہیں جو دشمن کا مقابلہ کریں اور پیٹھ نہ دکھائیں۔ جہاد میں صفیں بنانے سے معلوم ہوا کہ یہ طریقہ داخل ہے جس میں ایک عمدہ نظم و ضبط ہو اور جو اس کی ایک دوسرے کی قوت، طاقت اور دشمن پر فتح کا ذریعہ ہے۔ ترتیب اور نظم و ضبط جہاد سے یعنی اسلام کے ہاں اس کی کتنی اہمیت ہے ہر روز مرہ کا معمول ہے بے حکم فریضہ، نماز اور فرضوں وغیرہ میں سوار ہوتے وقت بے نظمی اور قطار توڑ کر اپنا کام پہلے ہونے کی جلدی اس کی عام مثالیں ہیں۔ یہ سب مقاصد شرع کے خلاف ہے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ان کی والدہ کی طرف کی گئی، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں اور یہ قدرت الٰہی کا عظیم نشان ہے

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ

تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، پہلے سے جو کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوا اور اس حکم رسول کی بشارت دیتا ہوا

يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ

جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے، پھر جب وہ ان کے پاس واضح نشانیوں سے رونق افروز ہوئے تو انہوں نے کہا یہ

مُّبِيْنٌ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ

کھلا جادو ہے ۝ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ

اور اللہ ظالم لوگوں کو راہ نہیں دیتا ۝ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى

اور اللہ اپنے نور کو مکمل کرنے والا ہے اگرچہ کافروں کو ناپسند ہو ۝ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت

وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ع

اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کردے اگرچہ مشرکوں کو ناپسند ہو ۝ اے ایمان

ربط: اللہ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے والا ظالم ہے ۔۔۔ دین اسلام دعائے کفر کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوسکتا

خلاصہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اہم مقصد ۔۔۔ آپ کا مخالفین سے قتال اور ان کی حجت بازیوں کا جواب

ف ۱ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں کہ جن کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف آپ کی بشارت دی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا ان سے یہ وعدہ لیا کہ وہ اپنی امت سے عہد لیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جائے گا، وہ لوگ زندہ ہوں تو ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے، ضرور ان کی مدد کریں گے۔ (ابن کثیر، الصف، تحت الآیۃ ۶ ۸ ۳۶۷) **ف ۲** یہاں اللہ کے نور سے مراد دین اسلام ہے اور نور بجھانے سے مراد اسلام کو مٹانا ہے

ف ۳ یہاں غلبہ سے دلائل کے اعتبار سے غلبہ مراد ہے، ورنہ حقانیت پر جو دلائل دین اسلام نے پیش کئے ان سے مضبوط دین کے دلائل دنیا میں پیش نہ ہوئے ہیں نہ ہوں گے، غلبہ آج بھی، قرون میں اور قیامت تک رہے گا، یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں قوت کے اعتبار سے غلبہ مراد ہو جس کو گرچہ بہت سے علماء قوت کے اعتبار سے غالب نہیں لیکن یہ بعید از مراد ہے کہ یہاں صدر اسلام ہی غالب تھا اور اب کفار ان کا کامل غلبہ ہو گا جب حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ و دیگر اکابر تشریف لائیں گے

اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ

والو! میں تمہیں کی تجارت پر تمہاری رہنمائی کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے ۝ تم اللہ اور اس کے رسول پر

رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

یمان رکھو اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے ساتھ جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

تم جانو ۝ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ان باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں

وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ

اور پاکیزہ رہائش گاہوں میں جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ہیں یہی بہت بڑی کامیابی ہے ۝ اور ایک اور چیز تمہیں دے گا جسے

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا

تم پسند کرتے ہو وہ اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح ہے ۝ اور (اے حبیب) مسلمانوں کو خوشخبری سنا دو ۝ اے ایمان والو! اللہ

اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ

کے (دین کے) مددگار بن جاؤ جیسے عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے فرمایا کہ اللہ کی طرف (لوگوں کو بلانے میں) میرے مددگار کون ہیں؟

شانِ نزول: (دینِ الٰہی کی مدد کا حکم اور حواریوں کا قابلِ تعریف کردار)

ترجمہ: ۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کی راہ میں جان مال سے جہاد کرنے و تجارت سے بہتر فرمایا گیا یونکہ جس طرح تجارت سے نفع کی امید ہوتی ہے اسی طرح ان عملوں سے بہترین نفع یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا جنت اور مغفرت حاصل ہوتی ہے۔ ۲) کافر ہم سے تجارت کی طرف زیادہ متوجہ ہوں۔ ۳) ایمان کے بعد نماز کا درجہ ہے لیکن چونکہ اس وقت جہاد کی سخت ضرورت تھی اس لئے یہاں ایمان کے بعد جہاد کا ذکر کیا گیا ہے۔ جہاد کی فضیلت سے متعلق حدیث پاک میں ہے اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے کہ جو میرے راستہ میں نکلے اور مجھ پر ایمان لا کر میرے رسولوں کی تصدیق کرے وہ سبب ہے جس نے گھر سے نکلا ہو تو میں اسے اجر و غنیمت کے ساتھ واپس بھیجوں گا یا جنت میں داخل کردوں گا (بخاری، ۲۵۰ حدیث ۳۹۳۶) ۴) یہاں فتح سے فتح مکہ یا فارس اور روم کے شہروں کی فتح مراد ہے۔ دوسرے قول کے مطابق اس سے حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے خلافتوں کی طرف اشارہ ہے یا تمام فتوحات مراد ہیں۔ ۵) مغفرت سے وقت اللہ تعالیٰ سے حوض سے مدد مانگنا انبیاء کرام علیہم السلام سے ثابت ہے یہ شرک نہیں۔

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ

حواریوں نے کہا ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں تو بنی اسرائیل سے ایک گروہ ایمان لایا اور

كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝١٤

ایک گروہ نے کفر کیا ہم نے ایمان والوں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو وہ غالب ہو گئے ۝

الجزء ٢٨

سورۃ الصف مدنیۃ ۱۴ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سب اللہ کی تسبیح کرتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے جو بادشاہ ہے بہت پاک ہے بہت عزت والا ہے بڑی حکمت والا ہے ۝

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝١

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتا ہے بیشک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے ۝ اور ان سے دوسروں کو بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝٢ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ

پاک رہتے اور علم سکھاتے ہیں اور وہ دوسرے لوگوں سے جو ابھی ان سے نہیں ملے ۝ اللہ غالب حکمت والا ہے ۝ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے

لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

شان نزول: صحابہ کی گواہیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل اور فیصلے

ربط: حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مدد مانگی مگر عرض یہ کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں۔ ان کے طفیل ہم اللہ تعالیٰ سے چاروں یار مدد مانگتے ہیں حقیقۃً اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگتے ہیں جیسے فرمایا ہے ۱ رمضان و شعبان میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کی ہے اس کی تسبیح اس کے حال سے مطابق ہے ۲ یہاں سے ۔۔۔ تک کی تسبیح یعنی جیسا ہے وہ ہمیں معلوم نہیں یا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ۳ یہاں کتاب سے مراد قرآن مجید اور حکمت سے مراد احادیث شریفہ کے علاوہ اور طریقت کے اسرار ہیں یا مراد ہے کہ قرآن و حدیث کے وہاں ہیں کہ لوگوں کی محض اپنی عقل سے سمجھ سے ان کی تعلیم سے کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے ہوسکے ہر قرآن مجید کو محض اپنی عقل سے نہ سمجھا جائے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سے سمجھا جائے ورنہ گمراہ ہو جائیں گے ۴ یعنی ان امیین میں سے دوسرے لوگوں سے مراد یا تو تابعین ہیں یا وہ تمام لوگ مراد ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے ان لوگوں سے ملنے سے مراد یہ ہے کہ ان کا زمانہ ان پہلوں کے بعد آئے۔

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا

اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے ۝ جن پر توریت کا بوجھ رکھا گیا پھر انہوں نے اس کا بوجھ نہ اٹھایا

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ

ان لوگوں کی مثال گدھے کی مثال جیسی ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہو ۔ ان لوگوں کی کیسی بری مثال ہے جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ

جھٹلایا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ۝ تم فرما دو اے یہودیو ! اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ صرف

اَنَّكُمْ اَوْلِيَاۗءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَ

تم اللہ کے دوست ہو دوسرے لوگ نہیں تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو ۝ اور وہ کبھی

لَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ

موت کی تمنا نہیں کریں گے ان اعمال کے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے ۝ تم فرما دو بیشک

الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو پس وہ موت تو تمہیں ملنے والی ہے پھر تم اس کی طرف پھیرے جاؤ گے جو غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ

پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال بتا دے گا ۝ اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کیلئے اذان دی جائے

لغات: تورات پر عمل نہ کرنے والوں کی مثال — بوجھ لادے ہوئے چوپائے — گدھوں کی — بدترین مثال — ظالموں کو ہدایت نہ دینا

موت سے فرار ممکن نہیں (جمعہ کی اذان ہونے پر نماز جمعہ کی تیاری کا حکم)

حل: ① یہاں یہودیوں کی ایک مثال بیان فرمائی گئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ لوگ جن پر توریت کے احکام کی پیروی کرنا لازم کیا گیا پھر انہوں نے توریت پر عمل نہ کیا ان کی مثال گدھے کی ہے جو اپنی کمر پر کتابوں کا بوجھ لادے ہوئے ہو اور ان کتابوں کو نہ جانتا ہو۔ یہ مثال بہت ہی بری ہے اور اس مثال کی بدولت یہودیوں کی حقارت اور مذمت کی گئی ہے باوجود آپ پر ایمان نہ لانے کے ان لوگوں کی مثال گدھے جیسی ہے جو پیٹھ پر کتابیں لادے ہوئے ہو ان سے کچھ بھی نفع نہ پائے اور جو علوم ان کتابوں میں ہیں ان سے اصلاً واقف نہ ہو یہی حال ان یہودیوں کا ہے جو توراۃ کو پڑھتے ہیں پھر اس کے الفاظ رکھتے ہیں لیکن اس سے نفع نہیں اٹھاتے اور ان کے مطابق عمل نہیں کرتے ② یہ پہلی مثال تھی جو یہودیوں کی مذمت میں بیان فرمائی گئی اب دوسری مثال میں فرمایا گیا کہ یہ بھی موت کی تمنا نہیں کریں گے موت کی تمنا کیوں نہیں کریں گے اس لئے کہ یہ جانتے ہیں کہ موت سے فرار ممکن نہیں ③ یہاں اذان سے مراد خطبہ کی اذان ہے لہٰذا جمعہ کی تیاری واجب ہوئی اور خرید و فروخت ترک کرنے کا تعلق اسی اذان سے ہے دوسری اذان سے نہیں جو خطبہ سے متصل ہوتی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم

تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

جانتے ہو ۝ پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا

اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ تم کامیاب ہو جاؤ ۝ اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل تماشا دیکھا تو اس کی طرف

اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَ

چل دیئے اور تمہیں کھڑا چھوڑ گئے تم فرماؤ جو اللہ کے پاس ہے وہ کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے اور

اللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

اللہ بہتر روزی دینے والا ہے ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ المنٰفقون ۶۳ — رکوع ۲ — المنٰفقون ۱۰۴

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک

ترجمہ اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جانے میں جلدی کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ تم کامیاب ہو جاؤ اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل تماشا دیکھا تو اس کی طرف چل دیئے اور تمہیں کھڑا چھوڑ گئے تم فرماؤ جو اللہ کے پاس ہے وہ کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے ۝

رسالت کی گواہی دینے میں منافقوں کی حقیقت

ربط اذان جمعہ سے فراغت کے بعد تجارت اور روزی کی اجازت اور اس کا حکم دوران خطبہ تجارتی قافلے کی طرف جانے والوں کی مذمت

شان نزول اذان جمعہ سے پہلے کوئی ممانعت نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ نماز کیلئے تیاری شروع ہو اور یوں اللہ کے حضور علماء کے خطبہ مراد ہے ۔ لیکن جب نماز پڑھ لی جائے تو اب تمہارے لئے جائز ہے کہ معاش کے کاموں میں مشغول ہو جاؤ یا علم حاصل کرو یا مریض کی عیادت وغیرہ کرو یا علماء کی زیارت کرو وغیرہ ان جیسے دیگر کاموں میں مشغول ہو کر نیکیاں حاصل کرو ۔ اس کے علاوہ بھی ہر حال میں اللہ کا ذکر جاری رکھو تاکہ تمہیں کامیابی نصیب ہو ۔ یہ ہر شخص حضور ﷺ کے زمانہ میں جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک مدینہ طیبہ میں ایک تجارتی قافلہ آپہنچا یہ بہت بڑی اور طاقتور جنگی قافلہ تھا اور تمام لوگ اس کے مال خرید کرنے کے شوق سے چند کے علاوہ تقریباً تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی طرف بھاگ پڑے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی کہ ایسا کرنا ان کی شان کے لائق نہیں ہے۔

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ

ترجمہ: اور اللہ گواہی دیتا ہے بیشک منافق ضرور جھوٹے ہیں ۝ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ

اللہ کے راستے سے روکا بیشک وہ بہت برا کام کر رہے ہیں ۝ یہ اس لیے ہے کہ وہ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے تو ان

عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۭ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا

کے دلوں پر مہر لگا دی گئی تو اب وہ سمجھتے نہیں ۝ اور جب تم انہیں دیکھتے ہو تو ان کے جسم تمہیں اچھے لگنے لگتے ہیں اور اگر وہ بات کریں تو تم ان کی

تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ

بات غور سے سنتے ہو گویا وہ لکڑی کے تختے ہیں جنہیں دیوار سے سہارے کھڑا کیا ہوا ہے ہر چیخ کو اپنے خلاف ہی سمجھتے ہیں

هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا

وہی دشمن ہیں تو ان سے محتاط رہو اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کہاں بہکے جا رہے ہیں ۝ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تاکہ

شانِ نزول منافقوں کے دوسرے کام، قسمیں کھانا اور ڈھال بنانا اور راہ سے روکنا منافقوں کے بارے میں فرمایا گیا

منافقوں کے حاضر ہونے میں جلدی کرنا منافقوں کا کچھ حالات میں حاضری سے گھبرانا

ربط آیت بات بنانے کے باوجود منافقوں کو جھوٹا کہا گیا کہ وہ زبان سے تو یہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا رسول ہے لیکن دل میں ان کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ (۲) منافقین کی عادت تھی کہ جہاں کہیں یہ اپنے بعد ہونے کا خطرہ محسوس کرتے تو فوراً قسم کھا لیتے تاکہ موحدوں سے بچ جائیں یوں یہ اپنی قسموں کو موحدوں سے بچنے کے لئے بعد ڈھال استعمال کرتے تھے اور عملی طور پر ان کا حال یہ تھا کہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کبھی کبھی اسلام میں داخل ہو جاتے اور پھر اسلام سے خارج ہو جاتے تھے۔

3 مشہور منافق عبداللہ بن ابی سخت مغرور اور خود پسند آدمی تھا۔ اس کے ساتھی بھی تقریباً ایسے ہی تھے۔ ان کی جسمانی صحت اچھی اور گفتگو پرکشش ہوتی تھی۔ یہاں آیت میں ان منافقوں کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ ان کے اجسام دیکھ کر اور کلام سن کر لوگ متعجب ہوتے ہیں لیکن درحقیقت یہ ایمان کے بغیر کھوکھلی لکڑی کی طرح ہیں۔ جس طرح یہ لکڑی پھل دینے کی صلاحیت سے محروم اور بے جان ہے اسی طرح ان منافقوں میں ایمان کی روح نہیں ہے اور نہ ہی یہ عام لوگوں کے لئے کسی فائدے کا باعث ہیں۔ عبداللہ بن ابی منافق نے عزوۂ بنی مصطلق سے واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ اور بیہودہ کلمات کہے اور پھر قسم کھا کر مواخذے سے بچ گیا۔ پھر جب اس کا جھوٹ ظاہر ہوا تو اسے کہا گیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے مغفرت کی دعا کریں گے تو اس نے استہزاء کے طور پر سر ہلا دیا اور کہنے لگا تم نے مجھے یہ کہا ایمان لاؤ میں ایمان لے آیا، تم نے کہا زکوٰۃ دو تو میں نے زکوٰۃ بھی دے دی باقی رہ گیا یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ وہ سجدہ کریں پر یہ تو میں نہیں کروں گا۔

يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ

اللہ کے کہ تمہارے لیے معافی چاہیں تو وہ اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور تم انہیں دیکھو گے کہ تکبر کرتے ہوئے

مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۵ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ

پھیر لیتے ہیں ۝ ان کے حق میں برابر ہے کہ تم ان کے لیے مغفرت مانگو یا ان کے لیے مغفرت نہ مانگو ہرگز

اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا

نہیں بخشے گا بیشک اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا ۝ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ ان پر خرچ نہ

عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

کرو اللہ کے پاس کے یہاں تک کہ وہ تتر بتر ہو جائیں حالانکہ آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ ہی کی ملک ہیں

لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۷ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ

مگر منافق سمجھتے نہیں ۝ وہ کہتے ہیں قسم ہے اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے بیعزت

مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۸

نکال دے گا حالانکہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافق نہ معلوم نہیں ۝

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ

اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں اور جو ایسا کرے گا تو وہی

لغات منافقوں نے مظلومیت سے مراد لی ۔ عبداللہ بن ابی منافق کا لقب اور اسے جواب

منافقوں کا گستاخی کرنا ۔ مال اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کریں

ملی ① منافقوں و حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار سے اول ظاہر ہے کہ بچتے اور اس کی کبھی مغفرت نہ ہونے کا حکم سب یہ ہے کہ یہ لوگ عمر بھر حق میں سخ ہو چکے تھے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ کفر حقیقی پر قائم ہیں ② یہ بات عبداللہ بن ابی نے کہی بڑی عزت والے سے کس نے بڑی ذلت والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور کس قدر بیہودہ مراد لیتے ہوئے فرمایا گیا ۔ عزت تو اللہ اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو معلوم نہیں ③ دو بہت بڑی باتیں بھی بیان کر دیتے ۔ مال اولاد انسان کو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی چیزیں ہیں مال اور اولاد کی محبت یہاں صرف نہی کی وجہ کا بیان ہے اس میں وہ چیز داخل ہے جو یاد الٰہی سے غافل

ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ

تو یہ نقصان اٹھانے والے ہیں ۝ اور ہم نے تمہیں جو روزی دیا ہے اس میں سے اس وقت سے پہلے پہلے خرچ کرو کہ تم میں کسی

الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ

کو موت آ جائے تو وہ کہنے لگے کہ اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی سی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالحین میں سے

الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ع ۱۲

ہو جاتا ۝ اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا مقررہ وقت آ جائے اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبردار ہے ۝

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ ۱۸ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — الرکوع ۲ — ۸ رکوعاتھا

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۚ وَهُوَ عَلٰي

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے سب تعریف ہے اور وہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا

ہر چیز پر خوب قادر ہے ۝ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تو تم میں سے کوئی کافر ہے اور تم میں سے کوئی مسلمان ہے اور اللہ

لغات مَوت سے پہلے پہلے اور خدا میں خرچ کرنے کا حکم — موت اپنے وقت سے پیچھے نہ ہٹے گی

اللہ تعالیٰ کی تسبیح، حمد، سلطنت اور قدرت کا بیان — قدرت الٰہی کے مظاہر

حل ① یہاں موت آنے سے مراد موت کے آثار کا مشاہدہ کرنا ہے اور آیت سے مراد یہ ہے کہ موت کے آثار ظاہر ہونے سے پہلے پہلے اپنے مالوں میں واجب صدقات ادا کر دو ورنہ موت کے بعد تو سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا ۔ ② انسان خواہ اطاعت گزار ہو یا نافرمان، چھوٹا ہو یا بڑا، جب اس کی عمر کا آخری وقت آ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے ہرگز مہلت نہیں لے گا البتہ جو نیک کام کرتا ہے وہ آخری وقت آنے سے پہلے پہلے ہی کرتا ہے گا اور آخری وقت چونکہ کسی کو معلوم نہیں اس لئے ہر وقت نافرمانی سے محفوظ ہو اور نیک اعمال کی کثرت ہو تاکہ موت کے وقت حسرت نہ ہو ۔ ③ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت سی اور مجبور نہیں بنایا بلکہ اسے عمر کے آخری لمحے تک یہ اختیار دیا ہے کہ وہ ظاہر اور بیان میں دی ہوئی چیزوں میں سے جسے چاہے اختیار کرے۔ اب کسی کا کافر یا مسلمان ہونا یہ بھی ایک گناہگار ہونا ان کے اپنے اختیار سے ہے اور جو کچھ انسان اپنے اختیار سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو ازل سے ہی علم تھا اور اسی کے مطابق روح مختلف ماؤں کے پیٹ میں فرشتے لکھتے

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ

تمہارے کام خوب دیکھ رہا ہے ۝ اس نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ بنائے اور تمہاری صورتیں بنائیں تو تمہاری اچھی صورتیں

صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا

بنائیں اور اسی کی طرف پھرنا ہے ۝ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے جو

تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا

تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور اللہ دلوں کی بات خوب جانتا ہے ۝ کیا تمہارے پاس تم سے پہلے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

لوگوں کی خبر نہیں آئی جنہوں نے کفر کیا اور اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ۝

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَ

یہ اس لیے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آتے تھے تو وہ کہنے لگے کیا آدمی ہمیں راہ دکھائیں گے تو انہوں نے کفر کیا اور

تَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ

منہ پھیر لیا اور اللہ نے بے پروائی ظاہر کی اور اللہ بے پروا اور خوبیوں سے سراہا جانے کے لائق ہے ۝ کافروں نے گمان کیا کہ ہرگز

يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

اٹھائے نہ جائیں گے تم فرما دو کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر ضرور تمہارے اعمال تمہیں بتا دیئے جائیں گے

لغوی: عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ: علم الٰہی کی شان۔ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا: سابقہ کفار کے انجام اور ان کے سبب کی طرف اشارہ۔ بَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا: منکرین بعثت کا وجہ انکار اور شبہ۔

ملی: ① انسان صورت بہترین صورت ہے۔ حرام ہے خدا کا بنایا چہرہ بگاڑنا۔ فوٹو گرافی کرنا حرام ہے۔ ② دنیا کی مخلوقات کی شکل یا عادتوں کو دیکھ کر ان کی شکل بنانا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت کا کمال ہے کہ آسمانوں اور زمین میں موجود ہر چیز جانتا ہے۔ انسانوں کی نیتوں اور ارادوں اور اعمال کو بھی جانتا ہے ان سے ظاہر کی اور چھپائی ہوئی تمام باتیں حتیٰ کہ دلوں کے خیالات میں بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے اور ان سے بچنے کی عقیدہ قائم کرے ③ ہر نبی علیہ السلام کو معجزات ضرور دیئے گئے ہیں کسی کو زیادہ کسی کو کم۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ معجزات عطا کیے گئے ④ کافروں نے بشر سے رسول ہونے کا انکار کیا یہ ان کی بے عقلی اور نادانی کی انتہا ہے کہ پتھروں سے نہ ٹکرانے والا انسان ہو تو اسے نہ ماننا جبکہ پتھر سے ٹکرانے والا انسان ہو تو اسے ماننا۔ یہ تمام مخلوق میں سب سے بڑی بے وقوفی ہے انبیاء علیہم السلام کو بشر نہ ماننا انکار حرام اور کفار کا طریقہ ہے۔

يَسِيْرٌ ۝ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

(یہ) اللہ پر بہت آسان ہے ۝ تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر جو ہم نے اتارا ۭ اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب

خَبِيْرٌ ۝ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْ

خبردار ہے ۝ جس دن وہ جمع کرے گا تم کو جمع ہونے کے دن میں ۭ وہ دن ہے ہار جیت کا ۭ اور جو ایمان لائے

بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اللہ پر اور کرے بھلا کام تو اس سے اس کی برائیاں مٹا دے گا اور اسے ان باغوں میں داخل کرے گا جس کے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ

نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہی بہت بڑی کامیابی ہے ۝ اور جنہوں نے کفر کیا اور

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ مَآ ع ۱۶

ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ لوگ دوزخ والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے ۭ اور وہ پلٹنے کی بری جگہ ہے ۝ کوئی مصیبت

اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ

اللہ کے حکم سے ہی پہنچتی ہے ۭ اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیوے گا اور اللہ ہر چیز کو

خلاصہ: توحید و رسالت اور قرآن پر ایمان لانے کا حکم ۔۔۔ روز قیامت کے کچھ مسئلوں کا بیان اور کفار کی سزا

(مصیبت اور ہدایت سے متعلق قانونِ الٰہی)

حاشیہ: ۱ یہاں نور سے مراد قرآن پاک ہے اسے نور اس لیے فرمایا گیا کہ اس کی بدولت گمراہی کی تاریکیاں دور ہوتی ہیں اور ہدایت و گمراہی میں فرق واضح ہو جاتا ہے ۲ جمع ہونے کے دن سے مراد قیامت کا دن ہے جس میں سب اولین و آخرین جمع ہوں گے اور یہ دن ہو گا جس میں کفار کی محرومی اور مسلمانوں کی کامیابی پوری طرح ظاہر ہو گی: غبن یعنی شکست و ناکامی کا اقرار کریں گے جبکہ اہل جنت سے یا نیز مومنین کی نیکیاں منادی جائیں گی اور ان سے جنتوں کے محلوں میں ہمیشہ زندگی جینے داخل ہو جانے کا حق یقینی طور پر حاصل ہو جائے گا جو بڑی کامیابی ہے ۔ ۳ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ صرف کفار کے لئے ہے اور جو گنہگار مومن دخول جہنم ہو گا وہ بھی ہمیشہ نہ رہے گا بلکہ حسب نبی یا کسی کی شفاعت سے یا گناہوں کی سزا پا کر جہنم سے نکال لیا جائے گا ۔ ۴ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی مصیبت نہیں پہنچتی ہے اور اس بات پر ایمان جتنا پختہ ہو گا اتنا ہی مصائب و آلام میں صبر کرنا آسان ہو گا نیز یاد رہے کہ بعض مصیبتیں ہمارے گناہوں کی شامت سے بھی آتی ہیں جیسا کہ سورہ شوریٰ کی آیت ۳۰ میں بیان ہوا، مصائب و آلام کے وقت اس پختہ ایمان کو سامنے رکھنے سے بھی دل کو تسلی ملے گی اور گناہوں سے بچنے کا بھی سبق ملے گا

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا

خوب جانتا ہے ۝ اور اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پھر اگر تم منہ پھیرو تو ہمارے رسول پر صرف صاف صاف پہنچا

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

دینا ہی کام ہے ۝ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے ۝

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ

اے ایمان والو بیشک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں تو ان سے محتاط رہو ۝

وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ

اور اگر تم معاف کر دو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا بہت مہربان ہے ۝ تمہارے مال

وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ

اور تمہاری اولاد صرف آزمائش کی چیز ہے ۝ اور اللہ کے پاس بہت بڑا ثواب ہے ۝ تو اللہ سے ڈرتے رہو جہاں تک تم سے ہو سکے اور

اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ

سنو اور حکم مانو اور راہ خدا میں خرچ کرو یہ تمہاری جانوں کے لیے بہتر ہوگا اور جسے اس کے نفس کے لالچ پن سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ

فوائد: اطاعت رسول کا حکم اور روگردانی کرنے والوں کو تنبیہ توحید کا بیان اور اللہ تعالیٰ پر توکل کا حکم

بیویوں اور اولاد سے متعلق ہدایات مال و اولاد بسا اوقات آزمائش ہیں تقویٰ، اطاعت اور راہ خدا میں خرچ کا حکم

مسائل: ۱ اللہ تعالیٰ پر توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اسباب کو اختیار کیا جائے مگر نتائج اور بھروسہ صرف رب تعالیٰ پر کیا جائے ۲ بعض اہل ایمان کے بیوی بچوں سے محبت کرنے سے رکا تھا حالانکہ محبت ان پر فرض تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے بیوی بچے اچھے عمل سے روکنے اور فضول چیزوں کا حکم کرنے میں دشمن ہیں کہ فرض کی ادائیگی سے روکتے ہیں لہٰذا ایسے معاملات میں ان کی بات نہیں ماننی چاہئے ۳ بیوی بچوں کے قصور معاف کرو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے ہمیں بھی چاہئے کہ بیوی بچوں سے کوئی قصور واقع ہو تو موقع محل کی مناسبت سے مناسب تنبیہ بھی کریں اور ساتھ ہی ساتھ ان کا قصور معاف بھی کر دیا کریں ۴ بسا اوقات مال اور اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے ان کو بھی آزمائش ہی میں ڈالتے ہیں کہ کبھی ان کی وجہ سے گناہ اور معصیت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ان میں مشغول ہو کر دین اور آخرت سے غافل ہو جاتا ہے

هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٨﴾ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ

طلاق پسند نہیں کرتے ﴿٨﴾ اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے تو وہ تمہارے لیے اسے کئی گنا بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا

وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿٩﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٠﴾

اللہ قدر کرنے والا بہت حلم والا ہے ﴿٩﴾ وہ پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا زبردست اور حکمت والا ہے ﴿١٠﴾

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ ٦٥ — مَدَنِيَّةٌ ٩٩

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجزء ٢٨ — ركوعاتها ٢

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا

اے نبی (امت سے فرما دیں کہ جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اور عدت کو شمار کرو

الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ

اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے تم عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں

عنوان: رجوع میں خرچ کرنے کا حکم — صفاتِ باری تعالیٰ کا بیان — طلاق، عدت اور عورت کی رہائش سے متعلق احکام

ربط: ① اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دینے سے مراد ہے کہ خوش دلی اور نیک نیتی کے ساتھ حلال مال سے راہِ خدا میں صدقہ کیا جائے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے قرض سے تعبیر فرمایا ہے تاکہ لوگوں کو صدقہ کی ترغیب ہو۔ 2 عالم الغیب وہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے مخلوق میں سے کسی کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے انبیاء مرسلین علیہم السلام اور اولیاء کرام غیب کا علم رکھتے ہیں۔ ③ یہاں عورتوں سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے شوہر کا حق زوجیت ادا ہوا ہو اور جن کی عدت میں سے شمار کی جائے۔ اگر کسی کو طلاق دینی ہو تو ایسے پاکی کے دنوں میں طلاق دی جائے جن میں اس سے تعلق نہ کیا گیا ہو اور جب گزرے تھوڑا رجوع کر لیں۔ اسے طلاقِ حسن کہتے ہیں۔ عدت کا شمار مرد کی بجائے عورت کے ذمہ ہے کیونکہ عدت شمار کرنے کا اس لئے فرمایا گیا ہے کہ وہ دورانِ عدت رجوع، نان نفقہ اور طلاق و نکاح سے متعلق کچھ حساب کا خیال رکھ سکیں۔ ④ عورت دورانِ عدت شوہر کے گھر ہی رہنا لازم ہے۔ شوہر کو جائز نہیں کہ طلاق یافتہ دورانِ عدت اس گھر سے نکالے اور نہ ان عورتوں کو وہاں سے خود نکلنا جائز ہے کیونکہ یہ رہائش محض شوہر کا حق نہیں ہے جو اس کی صوابدید سے ساقط ہو جائے بلکہ یہ شریعت کا حق بھی ہے البتہ عورت اگر فحش ہو اور گھر والوں کو ایذا دے تو اسے نکالا جا سکتا ہے یعنی نافرمانی عورت کے حکم میں ہے۔

اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِؕ وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ

مگر یہ کہ وہ کسی صریح بے حیائی کا ارتکاب کریں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا

فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗؕ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝ فَاِذَا بَلَغْنَ

تو بیشک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ تم نہیں جانتے شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا معاملہ پیدا فرمادے ۝ تو جب عورتیں اپنی

اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ

مدت تک پہنچنے کو ہوں تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا انہیں بھلائی کے ساتھ جدا کردو اور اپنے میں سے دو

عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَ اَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِؕ ذٰلِكُمْ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ

عادل گواہ بنالو اور اللہ کیلئے گواہی قائم کرو۔ اس چیز کے ذریعے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر

الْیَوْمِ الْاٰخِرِ۬ؕ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ

ایمان رکھتا ہو اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنادے گا ۝ اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں

لَا یَحْتَسِبُؕ وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖؕ قَدْ جَعَلَ

اس کا گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے بیشک اللہ نے

اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝ وَ الّٰٓـِٔیْ یَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ

ہر چیز کیلئے ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے ۝ اور تمہاری عورتوں میں جو حیض سے ناامید ہوچکی ہوں اگر تمہیں کچھ شک ہو تو

عدت کی حد سے تجاوز کرنے والا ظالم ہے، طلاقِ رجعی کی عدت میں عورت کو گھر سے نہ نکالنے کی حکمت

عدت پوری ہونے کا وقت جب آئے تو شوہر کو دو باتوں کا اختیار ... رجوع یا جدائی، گواہ بنانے کا حکم

اللہ سے ڈرنے اور اس پر توکل کرنے کا فائدہ ... آئسہ اور حاملہ عورت کی عدت کا بیان

... یعنی طلاقِ رجعی والی عورت کی عدت ختم ہونے کے قریب پہنچ جائے تو اس وقت شوہر کو اختیار ہے کہ اس کے ساتھ حسنِ معاشرت اور اچھا سلوک کرتے ہوئے رجوع کر لے ... یا طلاق دینے کا ارادہ ہو تو اس عورت کے ساتھ نرمی اور بھلائی سے ... اسے جدا کر دے ... عدت ... ان کا نقصان نہ پہنچائے ... تفصیل فقہی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔ ② ... جب حیض منقطع ہو جائے ... اور اس عمر کو پہنچ چکی ہو ... عورت کی عدت تین مہینے

فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ

ان کی اور جنہیں حیض نہیں آتا ان کی عدت تین مہینے ہے[۱۰] اور حمل والیوں کی عدت کی حد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن

حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ

لیں[۱۱] اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرما دے گا ۝ یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف

اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝ اَسْكِنُوْهُنَّ

اتارا اور جو اللہ سے ڈرے تو اللہ اس سے اس کی برائیاں مٹا دے گا اور اس کیلئے ثواب بڑھا دے گا ۝ عورتوں کو

مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَاۗرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۭ وَاِنْ

وہیں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی گنجائش کے مطابق اور نہیں تکلیف دو ان کو کہ ان پر تنگی کرو[۱۲] اور اگر وہ

كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ

حمل والیاں ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ بچہ جن دیں[۱۳] پھر اگر وہ تمہارے لیے (بچے کو) دودھ پلائیں[۱۴]

ترجمہ: حکم بجا لانے والوں کو اطمینان دلانا — طلاق والی عدت عورت کی رہائش سے متعلق حکم

حاملہ اور دودھ پلانے والی کے اخراجات کے احکام

لغت (۱۰) لڑکی نابالغ ہو یا اس سے پانچ ہونے کی عمر تو گئی مگر کبھی حیض نہیں شروع ہوا تو ان دونوں کی عدت بھی تین ماہ ہے۔ (۱۱) حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے خواہ وہ عدت طلاق کی ہو یا وفات کی۔ نیز وضع حمل سے عدت پوری ہونے کے لیے وہ حمل عدت مقرر نہیں ہوت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی گرچہ ایک منٹ بعد ہو یہی اگر حمل ساقط ہو گیا یعنی بچے کے کچھ اعضا بن چکے ہیں تو عدت پوری ہو گئی اور بچے کے اعضاء بننے سے پہلے حمل ساقط ہوا تو عدت ختم نہیں ہوئی (۱۲) طلاق والی ہو یا وفات والی عورت کو عدت پوری ہونے تک رہنے کیلئے اپنی حیثیت کے مطابق مکان دینا شوہر پر واجب ہے اور عدت کے بعد اس کا نفقہ یعنی خرچہ بھی واجب ہے۔ (۱۳) لفظ بتلاتے ہیں کہ حاملہ عورت کو دینا واجب ہے لیکن غیر حاملہ کو بھی دینا واجب ہے خواہ طلاق رجعی دی ہو یا بائن۔ (۱۴) بچے کو دودھ پلانا ماں پر واجب نہیں باپ پر واجب ہے کہ اگر ماں سے دودھ پلوائے یعنی بچہ ماں کے سوا کسی اور عورت کا دودھ نہ لے یا باپ فقیر ہو تو اس حالت میں ماں پر دودھ پلانا واجب ہو جاتا ہے بچے کی ماں جب تک اس کے باپ کے نکاح میں ہو یا طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو کسی حالت میں بھی دودھ پلانے کی اجرت لینا جائز نہیں عدت کے بعد لینا جائز ہے

فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ

تو نہیں انہیں ان کی اجرت ۔ اور آپس میں اچھے طریقے سے مشورہ کرو اور اگر تم آپس میں دشواری سمجھو

فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ۝ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ

تو عنقریب اسے دودھ پلائے گی دوسری عورت ۝ چاہیے کہ خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق اور جس پر

عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۭ

اس کا رزق تنگ کیا گیا ہے تو چاہیے کہ خرچ کرے اس میں سے جو دیا ہے اسے اللہ نے اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اتنا ہی جتنا اس نے اسے دیا ہے

سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ ع

عنقریب کر دے گا اللہ بعد تنگی کے آسانی ۝ اور کتنی ہی بستی تھی جس نے سرکشی کی حکم

رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝

اپنے رب کے اور اس کے رسولوں کے تو حساب کیا ہم نے اس سے سخت حساب ۙ اور عذاب دیا ہم نے اسے عذاب

فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ

تو چکھ لیا اس نے وبال اپنے کام کا اور تھا انجام کار اس کے کام کا خسارہ ہی ۝ تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان کے لیے

عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ ع

عذاب سخت ۙ پس ڈرو اللہ سے اے عقل والو جو ایمان لائے ہو

لغات: سابقہ قوموں نے پیغام کی طرف اشارہ اور مسلمانوں کو نصیحت

حل: دودھ پلانے کی اجرت سے متعلق مرد و عورت آپس میں اچھے طریقے سے مشورہ کریں اور یہ خیال رکھیں کہ نہ مرد عورت کے حق میں کوتاہی کرے نہ عورت اس معاملہ میں سختی کرے پھر اگر یہ آپس میں معاملہ طے کرنے میں دشواری سمجھیں اور بچے کی ماں کسی وجہ سے دودھ پلانا چاہے تو اس عورت کی اجرت کے علاوہ اجرت لینے پر راضی ہو جائے یا دودھ اجرت کا مطالبہ کرے اور باپ یا دودھ پلانا چاہے تو پھر یہ کسی دوسری عورت کا انتظام کرے۔ ② یہاں سخت حساب سے مراد آخرت کا حساب ہے۔ چونکہ اس کا واقع ہونا یقینی ہے اس لئے یہاں اسے ماضی کے صیغہ سے بیان فرمایا گیا۔ ③ برے عذاب سے جہنم کا عذاب مراد ہے یا اس سے مراد یہ ہیں قحط اور قتل وغیرہ عذابوں میں مبتلا کرنا ہے۔

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۙ﴿۱۰﴾ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ

بیشک اللہ نے تمہاری طرف نصیحت اتاری ﴿۱۰﴾ وہ رسول (بھیجا) جو تم پر اللہ کی روشن آیتیں پڑھتا ہے

لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ

تاکہ وہ ان لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے جو ایمان لائے اور نیکیاں کرتے رہے اور

مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے وہ اللہ اسے ان باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ

ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے بیشک اللہ نے اس کے لیے اچھی روزی رکھی ﴿۱۱﴾ اللہ وہ ہے جس نے

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا

سات آسمان بنائے اور زمین کے بھی ویسے ہی حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾ ع ۱۸

کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے ﴿۱۲﴾

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیات ۲ رکوع ۲

شانِ نزول: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقامِ عظمت اور کچھ مسلمانوں کا حد — قدرت الٰہی کے مظاہر

ربط: آیت میں "ذکر" سے مراد قرآن ہے اور بعض تفسیر کے مطابق "ذکر" سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اگلی آیت سے شروع کا لفظ "رسولا" بھی "ذکر" کی تفسیر ہے ﴿۲﴾ یہاں اندھیروں سے مراد کفر و جہالت کے اندھیرے اور نور سے مراد ایمان و علم کا نور ہے ﴿۳﴾ آیت میں "ذکر" کی دوسری تفسیر کے مطابق یہاں اندھیروں سے لوگوں کی طرف نکالنے کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے اور یہ بھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بھی ہے کہ لوگوں کو علم سے ایمان، جہل سے علم اور فسق سے حسن کی طرف نکالتے ہیں ﴿۴﴾ یہاں ایمان کا ذکر عمل صالح سے پہلے ہوا کیونکہ ایمان عمل پر مقدم ہے۔ یونہی نجات کے لئے ایمان کے ساتھ بعض اعمال کی بھی ضرورت ہے ﴿۵﴾ آسمان و زمین کے درمیان حکم اترنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ان سب میں جاری و نافذ ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ

اے نبی! تم اپنی بیویوں کی رضا چاہتے ہوئے کیوں اس چیز کو اپنے اوپر حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہے؟

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ

اور اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے ۝ بیشک اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا کھولنا مقرر کر دیا ہے اور اللہ

مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ

تمہارا مددگار ہے اور وہی بہت علم والا بڑا حکمت والا ہے ۝ اور جب نبی نے اپنی ایک بیوی کو ایک بات کی

حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ

خبر چپکے سے دی پھر جب اس نے اس بات (راز) کی خبر دیدی اور اللہ نے نبی پر اس (راز) کو ظاہر فرما دیا تو نبی نے اس بات کا کچھ حصہ جتا دیا اور کچھ سے

عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ

چشم پوشی فرمائی پھر جب نبی نے اس بیوی کو اس (راز) کی خبر دی تو اس نے عرض کی آپ کو کس نے بتایا فرمایا مجھے بہت علم والے بہت خبر رکھنے

الْخَبِيْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا

والے نے بتایا ۝ (اے نبی کی دو بیویو!) اگر تم دونوں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تو (بہتر ہے) تمہارے دل (حق کی طرف) جھک گئے ہیں اور اگر تم

نام واقعہ تحریم کا بیان قسموں کے کفارہ کا بیان ایلاء رجوع سے حصہ صوفی صاحب بعد رسم کے ادا کا اشارہ

دو ازواج مطہرات کو توبہ کی تاکید اور تنبیہ

ربط ؟ اس آیت کا ایک شان نزول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے یہاں شہد پیا کرتے تھے تو وہ شہد پیش کیا کرتی تھیں یوں ان نے یہاں کچھ دیر تشریف فرما رہتے ہی کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ شرارت کی جب یہ وجہ سے یہ بات دیگر ازواج مطہرات پر بہت بھاری ہوئی انہوں نے باہمی مشورے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ گاؤں کچھ عرض نہیں کی سے لیئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شہد کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے قسم کا طریقہ مقرر فرما دیا ہے یہ یہ فرمایا ہے کہ قسم کے بعد ان شاء اللہ کہا جائے تاکہ اس کے خلاف کرنے سے قسم ٹوٹی نہ ہو یہاں بیان کئے گئے واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی کو دو چیزوں پر مشتمل راز کی ایک بات بتانے سے کسی سے ساتھ کلام سے منع فرمایا لیکن ہوں نے دوسری زوجہ کو بتا دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے عمل کی خبر پر رکھنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی زوجہ سے پوچھا کہ تم نے بات ظاہر کر دی ہے لیکن دوسری بات بتائی پھر جب اس نے بھی خبر دی تو انہوں نے عرض کی آپ کو اس کی خبر کس نے دی فرمایا مجھے علیم خبیر اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے جس سے کچھ بھی چھپا نہیں

عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ

ہی نے مقابلے میں تم ہیں دے کی مدد کرو تو بیشک اللہ خود ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے[11] اور ان کے بعد

ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ

مرتبے مددگار ہیں۝ اگر وہ نبی تمہیں طلاق دے دیں تو قریب ہے کہ ان کا رب تمہارے بدلے بہت بہتر بیویاں بدل دے

مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝ يٰٓاَيُّهَا

جو اطاعت والیاں، ایمان والیاں، فرمانبرداری کرنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزے رکھنے والیاں، بیوہ اور کنواریاں ہوں۝ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ[12] جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں[13]

عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا

اس پر سخت کرے دل فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو

يُؤْمَرُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ

انہیں حکم دیا جاتا ہے۝ اے کافرو آج تم بہانے نہ بناؤ تمہیں تو وہی بدلہ دیا جائے گا

خلاصہ: اس رکوع میں مطہرات کو تنبیہ اور نیک بیویوں کے اوصاف اور گھر والوں کو جہنم سے بچانے کا حکم

دوسرا قیامت کفار کی معذرت پر کا ہے

لغات: (1) حضرت جبریل علیہ السلام مسلمانوں کے بہت مددگار ہیں جیسے بادشاہ رعایا کا مددگار اور مومن صالح صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے مددگار ہیں جیسے خدام اور پولیس بادشاہ کے بعد اس آیت کی بنا پر فرشتوں کا جا سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں سے بہت کم ہیں۔ (2) یہاں حضرت جبریل علیہ السلام اور نیک مسلمانوں کو صالح یعنی مددگار کہا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے مددگار ہیں۔ (3) اس آیت میں اردو مطہرات کو نصیحت کی گئی ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ازواج سے تنگ آ کر دوسری بیویاں لے آئیں تو اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے ان سے بہتر بیویاں عطا فرمائے گا۔ (4) ہر مسلمان پر اپنی اصلاح کرنا اور اہل خانہ کی اسلامی تعلیم و تربیت کرنا لازم ہے۔ ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنے بیوی بچوں اور گھر میں موجود دیگر ماتحت افراد کو اسلامی احکامات کی تعلیم دے یا دلوائے نیز اسلامی تعلیمات کے مطابق ان کی تربیت کرے تاکہ وہ سب جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں۔ (5) یہاں آدمی سے کافر اور پتھر سے بت وغیرہ مراد ہیں۔ معنی یہ ہے کہ جہنم کی آگ جہاں شدید حرارت والی ہے وہاں کا ایندھن لکڑیاں نہیں بلکہ کافر انسان اور پتھر سے بت ہیں۔

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٨ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ

جو تم کرتے تھے ۝ اے ایمان والو اللہ کی طرف سچی توبہ کرو جس کے بعد گناہ کی طرف لوٹنا ہو ①

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے مٹادے اور تمہیں ان باغوں میں داخل کرے جن

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ

کے نیچے نہریں رواں ہیں جس دن اللہ نبی کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے رسوا نہ کرے گا ان کا نور

يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ

ان کے آگے اور ان کے داہنے دوڑ رہا ہوگا وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارا نور پورا کردے اور ہمیں بخش دے

اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٨ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ

بیشک تو ہر چیز پر خوب قادر ہے ۝ اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو

عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٩ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ

اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بری پلٹنے کی جگہ ہے ۝ اللہ نے کافروں کیلئے

خلاصہ: سچی توبہ کرنے کا حکم اور اس کے فضائل — کفار و منافقین سے جہاد اور ان پر سختی کا حکم

کفار کے لیے دو بری عورتوں کی مثال

حل: ① توبہ نصوح یہ ہے کہ بندہ گناہ سے سچی توبہ کرے کہ اس کے بعد گناہ کی طرف نہ لوٹے یہ سچی توبہ ہر گناہ کی معافی میں مطلوب و معین ہے۔ نیز اگلے زمانے میں گناہوں کی کثرت ہے ان سے بچنے کی سچی توبہ کی توفیق پانے کا یہی طریقہ ہے صحیح بخاری وغیرہ کی یہ حدیث مشہور ہے۔ ② یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ حکمت کے تقاضوں کے مطابق اور موقع محل کی مناسبت سے کافروں پر تلوار سے جبکہ منافقوں پر سخت کلامی اور مضبوط دلائل کے ساتھ جہاد فرمائیں اور ان دونوں گروہوں پر سختی کریں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔ ③ یہاں بری عورتوں کی مثال بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ جس طرح کفر کرنے والی عورتوں کو انبیاء علیہم السلام سے نسبت و قرابت کام نہ آئی اسی طرح کفار کا گھر میں رہتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں سے بغض رکھنا کام نہ آئے گا اور اچھی عورتوں کی مثال بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کو راہِ حق میں مظالم برداشت کرنے پڑیں تو اس میں صبر و استقامت سے کام لیں۔

كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا

دین کی بیوی اور لوط کی بیوی کو مثال بنا دی وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو صالح بندوں کے نکاح میں

صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ

تھیں پھر ان دونوں عورتوں نے ان سے خیانت کی تو وہ (صالح بندے) اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آ سکے اور فرما دیا گیا کہ جاؤ دوزخ والوں کے ساتھ

الدّٰخِلِيْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ

تم بھی جہنم میں جاؤ ۝ اور اللہ نے مسلمانوں کے لئے فرعون کی بیوی کو مثال بنا دیا جب اس نے عرض کی

رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ

اے میرے رب میرے لیے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے

مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا

ظالم لوگوں سے نجات عطا فرما ۝ اور عمران کی بیٹی مریم کو مثال بنا دیا جس نے اپنے پارسائی کے مقام کی حفاظت کی تو ہم نے

فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝

اس میں اپنی طرف کی روح پھونک دی اور اس نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی ۝ اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی ۝

وقف لازم

ربط: اہل ایمان کے لیے فرعون کی موحدہ بیوی کی مثال ۱۱ اہل ایمان کے لیے حضرت مریم علیہا السلام کی مثال

لغوی (۱) یہاں خیانت سے مراد یہاں کی بجائے مراد لینا کرنے دینے کے معاملے میں خیانت کرنا ہے۔ (۲) یہ تھے دو ان کے بغیر دو لوگوں کی محبت فائدہ نہیں دے گی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کے ساتھ کی کافر شوہر یا کی کا سب کام نہیں آئیں گے۔ (۳) یہ بات ان دونوں عورتوں کی موت کے وقت ان سے کہہ دی گئی یا قیامت کے دن ان سے کہی جائے گی۔ (۴) فرعون کی بیوی کا نام آسیہ تھا آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی تھیں۔ فرعون کو معلوم ہوا تو اس نے آپ کو بہت سزا دی۔ فرعون نے کیلوں پر لٹکانے کے بعد آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ مکان ان کو ظاہر فرما دیا جس کی وجہ سے فرعون کی سختیوں برداشت کرنا آسان ہو گیا پھر عرض کی مجھے فرعون اور اس کے عمل شرک اور ظلم سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات عطا فرما چنانچہ ان کی یہ دعا بھی قبول ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمائی۔ (۵) یہاں سب سے افضل خواتین میں سے ۴ کا ذکر فرمایا ان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مقرر فرمائے اور کتابوں سے مراد یہ کہ ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئے دس کتابیں مراد ہیں

سورۃ الملک ۶۷ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — الم السجدۃ ۳۰ — رکوعاتھا ۲

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیْ خَلَقَ

بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضے میں ہی ساری بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے ○ وہ جس نے

الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۙ﴿۲﴾

موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے اور وہی بہت غالب بہت بخشنے والا ہے ○

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ

وہ جس نے ایک دوسرے کے اوپر سات آسمان بنائے (اے دیکھنے والے) تو رحمٰن کے بنانے میں کوئی خلل نہیں دیکھے گا

فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ

پس تو نگاہ الٹ کر دیکھ کیا تجھے کوئی خلل نظر آتا ہے ○ پھر دوبارہ نگاہ اٹھا کر دیکھ، نگاہ

اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ

تیری طرف ناکام ہو کر تھکی ماندی پلٹ آئے گی ○ اور ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے زینت دی ہے

مضامین

عظمت و قدرت الٰہی کا بیان — موت اور زندگی کی پیدائش کا مقصد

قدرت الٰہی کے مظہر آسمان کی تخلیق و تزئین — آسمان دنیا کی ستاروں سے آرائش اور شیاطین کا ایک استعمال

لغات

(۱) موت "انسانوں اور حیوانوں میں روح کے جسم سے جدا ہو جانے اور حواس کی طاقت زائل ہو جانے کا نام ہے جبکہ "زندگی" جسم میں روح کے وجود کے ساتھ حواس کی حالت باقی رہنے کا نام ہے" دونوں کو پیدا کرنے سے مراد انہیں وجود بخشنا ہے (۲) موت اور زندگی کو پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ یہ انتظام کرے کہ اچھے لوگوں کی آزمائش کرے کہ ان میں سے کون اللہ کے فرمانبردار اور اچھے عمل کرنے والے ہیں (۳) اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے اوپر سات آسمان بنائے اور ان میں کسی قسم کا نقص یا خلل نہیں رکھا اور یہ مناسب ہے کہ بندہ انتہائی تلاش اور بار بار کوشش کے باوجود بھی ان میں کوئی خلل یا عیب تلاش نہیں کر سکتا اور آسمانوں کی یہ تخلیق قدرت الٰہی کی بہت بڑی دلیل ہے (۴) چھوٹے ستاروں سے مراد ستارے ہیں جن سے آسمان دنیا کو آراستہ کیا گیا اور ان ستاروں کو شیاطین کو دور بھگانے کا ذریعہ بنایا ہے جو آسمان کی طرف فرشتوں کی گفتگو سننے اور باتیں چرانے جاتے ہیں

وَ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝۵ وَ

اور ہم نے شیطانوں کو مار بھگانے کا ذریعہ بنایا اور ہم نے ان کے لیے بھڑکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۝۵ اور

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اِذَآ اُلْقُوْا

جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے ۝ جب وہ اس

فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّ هِيَ تَفُوْرُ ۝ۙ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ

جہنم میں ڈالے جائیں گے وہاں اس کی چنگھاڑ سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی ۝ معلوم ہوتا ہے کہ غصہ سے پھٹ جائے گی ۝ جب بھی

اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ

اس میں کوئی فوج ڈالی جائے گی اس کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرسنانے والا نہیں آیا تھا ۝ وہ کہیں گے کیوں نہیں بیشک

جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ

ہمارے پاس ڈرسنانے والے تشریف لائے پھر ہم نے جھٹلایا اور ہم نے کہا اللہ نے کوئی چیز نہیں اتاری تم تو

اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ

بڑی گمراہی میں ہی ہو ۝ اور وہ کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو دوزخ والوں

اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝

میں سے نہ ہوتے ۝ تو اب وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے تو دوزخیوں کے لیے پھٹکار ہو ۝

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

بیشک جو لوگ بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے ۝

شان نزول: کفار کے بے عقلی کے اعتراف کا بیان ہے (خازن) کفار کے کفر کی وجہ سے جہنم کے وقت جہنم کا حال۔

ربط: پہلی آیتوں میں دنیا میں دوزخ جہنم کا سوال اور عذاب کا جواب کفار کا آخرت میں اعتراف جرم اللہ کے ڈر سے ڈرنے والوں کے لیے بشارت۔

حل لغات: ① جب غصہ جہنم میں ڈالا جائے گا تو وہ گھبرائے گی اور اس طرح جہنم کی خوفناک چنگھاڑ سنیں گے اور اس وقت جہنم ایسے جوش میں ہوگی جیسے پانی جوش میں ہوتا ہے جہنم کی غصہ ناک چیخ پکار اور جہنم کی غصہ ناک حالت سے ظاہر ہوگا کہ یوں لگے گا جیسے غصہ کی شدت کی وجہ سے جہنم ابھی پھٹ جائے گی۔ اس کے داروغہ یعنی فرشتے جہنم سے مخاطب ہو جائیں گے۔

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾ اَلَا يَعْلَمُ

اور تم اپنی بات چپکے کہو یا ڈنکے سے بیشک وہ تو دلوں کی بات خوب جانتا ہے ﴿۱۳﴾ کیا جس نے پیدا کیا وہ

مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۴﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

نہیں جانتا حالانکہ وہی ہر باریکی کو جاننے والا بڑا خبردار ہے ﴿۱۴﴾ وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو

ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾

چلنے کا رام کر دیا تو تم اس کے راستوں میں چلو اور خدا کی روزی میں سے کھاؤ اور اسی کی طرف جانا ہے ﴿۱۵﴾

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾

یا تم اس سے بے خوف ہو گئے جس کی سلطنت آسمان میں ہے اس بات سے کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے تو وہ زمین اچانک کانپنے لگے ﴿۱۶﴾

اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ

یا تم اس سے بے خوف ہو گئے جس کی سلطنت آسمان میں ہے اس بات سے کہ وہ تم پر پتھراؤ بھیجے تو تم جلد جان لو گے کہ

كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۱۸﴾

میرا ڈرانا کیسا تھا ﴿۱۷﴾ اور بیشک ان سے پہلے لوگوں نے جھٹلایا تو میرا انکار کیسا ہوا ﴿۱۸﴾

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۛؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ

کیا وہ اپنے اوپر پرندوں کو پر پھیلاتے ہوئے اور سمیٹتے ہوئے نہیں دیکھتے کہ انہیں رحمٰن کے سوا کون

الا الرحمٰن

لغات: علم الٰہی اس کی دو قسمیں — اللہ تعالیٰ کی عظیم صفت "رحمٰن" کا بیان — کفار کو عذاب سے ڈرنے کے بعد ڈرنے کے دلائل بیان

پھیلانے والی مخلوق کے بچاؤ کی طرف اشارہ — ہوا میں پرندوں کو اڑانے کی قدرت کس کی ہے

فائدہ: زمین کو ناقابل رہائش سے تعبیر کرنے سے یہ بتانا ہے کہ اس سے نفع حاصل کیا جائے چنانچہ زمین کھودنے پھرنے کی طرح کی دوسری صنعتیں وغیرہ وسیع وحدت کی تعلیم بیان کی گئی ہیں کیونکہ "ذلول" ہوں گی زمین "رحمٰن" ہو جائے اور ہر دو میں انسان ٹھنڈی ہوا میں زمین پر چلنا دشوار ہو جاتا۔ اسی طرح یہ بیان کی طرح "ذلول" نہ ہوتا اگر ایسا ہوتا تو سب چیز کھود نہ سکتی اور یوں زمین پر رہنا بھی دشوار ہو جاتا۔ ان دونوں سے جبل و مناسب طور پر رکھا گیا ہے تاکہ لوگوں کے لیے اس میں کنویں کھودنے، چشمے جاری کرنا، مکان بنانا، معدنیات اور غلہ وغیرہ کی تعمیر بنا کھیتی باڑی اور ماحول ناممکن ہو جائے۔

إِلَّا الرَّحْمٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ﴿١٩﴾ أَمَّنْ هٰذَا الَّذِي هُوَ جُندٌ لَّكُمْ

نہیں رحمٰن بیشک وہ ہر چیز کو خوب دیکھ رہا ہے ﴿19﴾ یا وہ کون سا تمہارا لشکر ہے

يَنصُرُكُم مِّن دُونِ الرَّحْمٰنِ ۚ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ﴿٢٠﴾ أَمَّنْ هٰذَا

جو رحمٰن کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے گا؟ کافر صرف دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں ﴿20﴾ یا وہ کون ایسا ہے

الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ بَل لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ﴿٢١﴾ أَفَمَن يَمْشِي

جو تمہیں روزی دے اگر اللہ اپنی روزی روک لے؟ بلکہ وہ سرکشی اور نفرت میں حیران رہ گئے ہیں ﴿21﴾ تو کیا وہ جو

مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّن يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٢﴾ قُلْ هُوَ

چہرے کے بل گھسٹ رہا ہے وہ زیادہ راہ پر ہے یا وہ جو سیدھا چل رہا ہے سیدھی راہ پر؟ ﴿22﴾ تم فرماؤ وہی ہے

الَّذِي أَنشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا

جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے، تم بہت کم

مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٢٣﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَ

شکر ادا کرتے ہو ﴿23﴾ تم فرماؤ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف تمہیں اکٹھا کیا جائے گا ﴿24﴾ اور

ترجمان: کفار مدد و نصیحت — خلق کا حقیقی رازق صرف اللہ ہے — مومن و کافر کی مثال

مضمون: جہنم کے حال میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور بندوں کا قلیل شکر — حاضیت اور قیامت کا بیان — نظارہ کا پہلے سوال اور جواب کا جواب

حاشیہ: ① اس سے معلوم ہوا کہ پرندوں کا اڑنا اس طرح حقیقی طور پر ان کے پر نہیں رکھتے بلکہ نہیں اللہ تعالیٰ روکے ہوئے ہے، اسی طرح پانی میں مچھلی کا تیرنا ہوا میں پرندوں کا اڑنا جہازوں کا مخلوق مشین وغیرہ کے نہیں بچاتے بلکہ نہیں بھی اللہ تعالیٰ ہی گرنے سے بچاتا ہے یعنی موثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اسی نے جب چاہتا ہے تو مشین وغیرہ کو بھی سب سے موجود ہوتے ہوئے بھی بیکار کر دیتے ہیں۔ ② ساری مخلوق و حقیقی حق پر رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہ اس کا بہت بڑا انعام ہے اور جس نے مخلوق پر اتنا عظیم احسان اور انعام فرمایا اسی کی عبادت کرنے والا حق دار ہے۔ ③ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومن اور کافر کی ایک مثال بیان فرمائی ہے اور اس مثال کا مقصود یہ ہے کہ کافر اپنی کے میدان میں اس طرح الٹا سر کے بل جا رہا ہے کہ اسے منزل معلوم ہے نہ راستہ کا پتہ، اور مومن آنکھیں کھولے ہوئے سیدھا راستہ پہچانتا اور پہچان کر چلتا ہے۔ ④ اس آیت میں خطاب گرچہ کفار سے ہے لیکن اس میں مسلمانوں کے لیے بھی نصیحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کان، آنکھ اور دل جو نعمت عطا فرمائے ہیں ان کا مقصد ہے کہ ان اعضاء سے اس کی عبادت کریں جس نے ہمیں یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔

يَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٥﴾ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ

وہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو تو بتاؤ ﴿٢٥﴾ تم فرماؤ یہ علم تو اللہ ہی کے پاس ہے

وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٦﴾ فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں ﴿٢٦﴾ پھر جب وہ اسے قریب دیکھیں گے تو کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے

وَقِيلَ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تَدَّعُونَ ﴿٢٧﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكَنِيَ اللَّهُ

اور (ان سے) کہا جائے گا یہی ہے وہ عذاب جو تم مانگتے تھے ﴿٢٧﴾ تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ مجھے اور میرے

وَمَن مَّعِيَ أَوْ رَحِمَنَا فَمَن يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٨﴾ قُلْ هُوَ

ساتھ والوں کو ہلاک کرے یا ہم پر رحم فرمائے تو (ان دونوں میں سے جو کام بھی ہو) کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا ﴿٢٨﴾ تم فرماؤ وہی

الرَّحْمَٰنُ آمَنَّا بِهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٩﴾

رحمٰن ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے تو تم جلد جان جاؤ گے کہ کون کھلی گمراہی میں ہے ﴿٢٩﴾

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَن يَأْتِيكُم بِمَاءٍ مَّعِينٍ ﴿٣٠﴾

تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی زمین میں دھنس جائے تو (دوسرا) کون ہے جو تمہیں بہتا ہوا پانی لا دے ﴿٣٠﴾

ع ۲

شان نزول: (مطلوبہ عذاب کب کفار کا سوال) مسلمانوں پر گرفت دیکھ کر مختلف کفار کا یہی فکر کرنے کی خواہش

رحمٰن: یہاں دو قول اور کفار کو تنبیہ — قدرت کاملہ پر عجیب قریب تنبیہ ہیں

مائل: (۱) قیامت کا واقعی علم اللہ عزوجل ہی کو ہے اس کی عطا کے بغیر کسی کو نہیں اور یہی یہاں مراد ہے اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کا علم دیا ہے۔ (۲) یہ علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا گیا مگر آپ نے اللہ عزوجل کی عطا سے اس کا علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے ہمیں خلق کی ابتداء سے متعلق خبر دینا شروع کی یہاں تک کہ جنتیوں نے جنت میں اور جہنمیوں نے جہنم میں داخل ہونے تک کے احوال بیان کر دیئے۔ (بخاری ۳۱۹۲، مسلم ۷۱۳۲) (۳) اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وفات کی خبر دی تھی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ آپ ان لوگوں سے فرما دیں کہ تمہاری آرزو کے مطابق اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو وفات دیدے یا اللہ تعالیٰ تمہارے مقابلے میں ہماری مدد فرمائے دونوں صورتوں میں تمہارا ہی فائدہ ہے پہلی صورت میں تو یہ ہوگا کہ ہم جنت میں چلے جائیں گے اور دوسری صورت میں اللہ تعالیٰ کا ہمارا مدد فرمانا ہم پر ظاہر رہے گا یعنی ہر صورت ہم جیتیں گے تمہیں اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب سے کون بچائے گا تمہیں تو ہر حال اپنے کفر کے سبب ضرور عذاب میں مبتلا ہونا ہے۔

سورۃ القلم ۶۸ مکیۃ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — پارہ ۲۹ رکوعاتھا ۲

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ

ن قلم اور اس کی قسم جو لکھتے ہیں ۱ تم اپنے رب کے فضل سے ہرگز مجنون نہیں ہو ۲ اور یقیناً تمہارے لیے

لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ﴿۳﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۵﴾

بے انتہا ثواب ہے ۳ اور بیشک تم یقیناً عظیم خلق پر ہو ۴ تو جلد ہی تم بھی دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے ۵

بِاَيِّىكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۖ وَهُوَ اَعْلَمُ

کہ تم میں کون مجنون تھا ۶ بیشک تمہارا رب ہی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ ہدایت والوں کو بھی خوب جانتا

بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۷﴾ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَا تُطِعْ

ہے ۷ تو تم جھٹلانے والوں کی بات نہ سنو ۸ انہیں تو یہی خواہش ہے کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرمی کریں ۹ اور ہرگز ایسے کسی کی بات نہ سنو جو

ربط: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنون کے الزام کا رد — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اجر غیر ممنون کی بشارت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ کا بیان — الزام جنون پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی

کفار کے متعلق ہدایات — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدخواہ کافروں کے لیے وعید

لغات: ۱ قلم سے مراد وہ قلم ہے جس سے لوگ لکھتے ہیں ۲ ان سے لکھنے سے مراد لکھنے والوں کی دینی تحریریں یا تعلیم دینا ہے ۳ قلم مراد ہے جس سے لوح محفوظ پر لکھا گیا اور "ان سے لکھے" سے لوح محفوظ پر لکھا ہوا مراد ہے ۴ کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ اللہ تعالیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھا کر ان کی بدگوئی کا رد فرمایا کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلم اور ان سے لکھے کی قسم آپ مجنون نہیں کیونکہ آپ پر آپ کے رب تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کا طفیل ہر آپ کے شایانِ حال ہے ۵ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق اچھائیوں سے تمام گوشوں جیسے عفو، علم، حلم، رحم، عدل و انصاف، جود و سخا، ایثار، مہمان نوازی، شجاعت، ایفاء عہد، حسنِ معاملہ، صبر و قناعت، استقامت، خوش خلقی، غمخواری، سادگی، بے تکلفی، توضع و انکساری اور حیا داری وغیرہا سے جامع اور ان کی انتہائی بلندی پر فائز تھے ۶ مراد یہ ہے جیسے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخالفوں کی بات نہیں مانتے تھے اسی طرح ہمیشہ قدم رہیں گے ۷ یعنی جو حاضرین کے حالات میں خلاف شرع امور کا مشاہدہ کرتے ہیں یہ ناجائز امور سے کنارہ کشی کا اظہار یا تعلیم پر یہ آیت نازل ہوئی۔

كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝١٠ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝١١ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝١٢

بات قسمیں کھانے والا ذلیل ہے ۝ طعنے دیتا ہے چغلیاں کھاتا ہے ۝ بھلائی سے روکتا ہے حد سے بڑھتا ہے گناہگار ہے ۝

عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝١٣ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝١٤ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا

سخت مزاج اس کے بعد نامزد پیدا ہوا ہے ۝ اس بنا پر کہ مال اور بیٹوں والا ہے ۝ جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں

قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝١٥ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝١٦ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا

تو کہتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں ۝ قریب ہے کہ ہم اس کی سونڈ پر داغ لگائیں گے ۝ یقیناً ہم نے انہیں جانچا ہے جیسا

بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۝١٧ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝١٨

باغ والوں کو جانچا تھا جب انہوں نے قسم کھائی کہ ضرور صبح ہوتے ہی اس باغ کو کاٹ لیں گے ۝ اور ان شاء اللہ نہیں کہہ رہے تھے ۝

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝١٩ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۝٢٠

تو اس پر تیرے رب کی طرف سے ایک پھیرنے والا پھیر گیا جبکہ وہ سو رہے تھے ۝ تو صبح کے وقت وہ باغ ایسا ہو گیا ۝

فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ۝٢١ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ۝٢٢ فَانْطَلَقُوْا

کہ جیسے سے صبح ہوتے ہی پکارے ۝ کہ تم اپنے کھیت پر صبح ہی صبح چلے جاؤ اگر تمہیں پھل توڑنا ہے ۝ تو وہ چلے

مخلوق: اللہ جان بوجھ کر قسمیں کھانے والے کا اعتماد نہیں کرتا

حاشیہ: ۱ عربی لغت کے اعتبار سے حلاف اسے کہتے ہیں جو حق اور باطل دونوں طرح کے معاملات میں بہت زیادہ قسمیں کھاتا ہو۔ یہ بات کہ اس کے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے ۲ اس باغ کا نام حرد ان علماء نے بتایا ہے جن کا تعلق صنعاء سے ہے۔ یہ واقعہ مسیح علیہ السلام کے رفع سماء سے کچھ پہلے کا ہے۔ اس کا مالک ایک بوڑھا شخص تھا اور وہ باغ کے پھل فقراء میں تقسیم کر دیتا تھا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کے تین بیٹے وارث ہوئے۔ انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ مال قلیل اور کنبہ بہت زیادہ ہے اس لئے اگر والد کی طرح ہم بھی خیرات جاری رکھیں گے تو کنبہ ہی ختم ہو جائے گا۔ اس لئے انہوں نے یہ طے کیا کہ صبح سویرے لوگوں کے جمع ہونے سے پہلے ہی باغ میں چل کر پھل توڑ لیں گے تاکہ مسکینوں کو خبر ہی نہ ہو سکے۔ ۳ ان سے وہ گناہ سرزد ہوئے جو ان لوگوں کی نیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے علم میں رات کے وقت اس باغ کو تباہ کر دینے کی صبح سے وقت تک وہ باغ جل کر سیاہ رات کی طرح ہو گیا اور ان لوگوں کو اس کی کچھ خبر نہ ہوئی۔ یہ صبح سویرے چلے جا رہے تھے دوسرے دوستوں کو بلانے کہ اگر تم باغ کا پھل کاٹنا چاہتے ہو تو صبح منہ اندھیرے ہی چلو۔ چنانچہ وہ لوگ باغ کی طرف چلے اور اس دوران آپس میں سرگوشی کر رہے تھے کہ آج وہاں مسکین باغ میں آنے پائے اور اس ارادے پر خود کو قادر سمجھتے ہوئے صبح سویرے چلے

وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾ وَّغَدَوْا

اور آپس میں آہستہ آہستہ کہتے جاتے تھے ○ کہ آج کسی ولی مسکین تمہارے پاس باغ میں نہ آنے پائے ○ اور وہ

عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ

خود وہاں کچھ نہ دینے کا قادر سمجھتے ہوئے صبح سویرے چلے ○ پھر جب اس باغ کو دیکھا تو کہنے لگے بیشک ہم راستہ بھٹک گئے ہیں ○ بلکہ ہم

مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ

محروم ہو گئے ہیں ○ ان میں جو بہتر تھا اس نے کہا کیا میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے ○ انہوں نے کہا

رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا

ہمارا رب پاک ہے بیشک ہم ظالم تھے ○ پھر وہ ایک دوسرے کی طرف ملامت کرتے ہوئے متوجہ ہوئے ○ بولے

يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا

ہائے ہماری خرابی بیشک ہم سرکش تھے ○ امید ہے کہ ہمارا رب ہمیں اس سے بہتر بدلہ دے دے ہم اب اپنے رب کی طرف ہی

رُغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا

رغبت رکھنے والے ہیں ○ سزا ایسی ہی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کا عذاب سب سے بڑی ہے کیا ہی اچھا ہوتا کہ لوگ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ

جانتے ○ بیشک پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس نعمت کے باغ ہیں ○ تو کیا ہم

الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ

مسلمانوں کو مجرموں جیسا کر دیں ○ تمہیں کیا ہو گیا کیسا حکم لگاتے ہو ○ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے

خلاصہ پرہیزگاروں کا صلہ ۔ روزِ قیامت بھلے حال اور بُرے حال والے کے درجہ میں فرق کا بیان

ربط (۱) جب یہ لوگ باغ کے قریب پہنچے اور اسے جلا ہوا اور پھلوں سے خالی دیکھا تو کہنے لگے یقیناً ہم تو کسی اور ہی باغ پر آ گئے ہیں کیونکہ اتنا بڑا باغ تو بہت پھل دار ہے۔ پھر جب غور کیا اور اس کے درو دیوار کو دیکھا اور پہچان لیا کہ یہ ہمارا ہی باغ ہے تو کہنے لگے ہم واقعی بڑے ہی بدنصیب ہیں جو حق تعالیٰ کی نعمتوں کو ٹھکرانے کی سزا میں اس کے پھل سے محروم ہو گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کے حقوق ادا نہ کرنے والے حق سے محروم کر دیے جاتے ہیں بہت سے گناہ ایسے ہیں جن سے بندہ اس طرح محروم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے مخلوق کی طاعت اور ان کے حقوق ادا کرنے سے بچا جاتا ہے

فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا

جس میں تم پڑھتے ہو ﴿۳۷﴾ کہ تمہارے لیے قیامت تک جو کچھ تم پسند کرو ﴿۳۸﴾ یا تمہارے لیے ہمارے

بٰلِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ

قیامت تک کے ذمے پہنچی ہوئی کچھ قسمیں ہیں کہ تمہیں وہی کچھ ملے گا جو تم فیصلہ کرو گے ﴿۳۹﴾ تم ان سے پوچھو کہ ان میں سے کون اس کا

زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ ع

ضامن ہے ﴿۴۰﴾ یا ان کے لیے کچھ شریک ہیں تو وہ اپنے شریکوں کو لے آئیں اگر وہ سچے ہیں ﴿۴۱﴾ جس دن

يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً

ساق ننگی ہو جائے گی اور انہیں سجدے کی طرف بلایا جائے گا تو وہ نہیں کر سکیں گے ﴿۴۲﴾ ان کی

اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ

آنکھیں نیچی ہوں گی ان پر سے ذلت چھا رہی ہوگی اور وہ سلامت تھے سجدے کی طرف بلایا جاتا تھا جبکہ وہ

سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۭ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ

تندرست تھے ﴿۴۳﴾ تو مجھ پر اس بات کو جھٹلانے والے کو چھوڑ دو عنقریب ہم انہیں آہستہ آہستہ وہاں سے لے جائیں گے ﴿۴۴﴾ جہاں سے

ترجمہ روز قیامت سجدے سے محرومی اور اس کی وجہ کا بیان — قرآن جھٹلانے والوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

تفسیر ﴿۴۲﴾ جمہور علماء کے نزدیک آیت میں ساق کھلنے سے روز قیامت کی شدت اور سختی ہے جو قیامت کے دن حساب دینے کے لئے پیش آئے گی اور بعض مفسرین کے نزدیک یہ آیت متشابہات میں سے ہے ہم اس پر ایمان لاتے اور اس کی مراد اللہ تعالیٰ سے سپرد کرتے ہیں۔ ﴿۴۳﴾ قیامت کے دن کفار سے فقیر والوں سے ایمان کے امتحان کے دنیا میں سجدہ کرنے سے پرزور دینے کے طور پر سجدے کی طرف بلایا جائے گا تو وہ سجدہ نہ کر سکیں گے کیونکہ ان کی پشتیں تختے کی طرح سخت ہو جائیں گی اور سر اس لئے ہوں گے کہ دنیا میں سجدے سے ہنسی کرنے کی طرف بلایا جاتا تھا اور یہ انکار کرتے تھے ﴿۴۴﴾ قیامت کے دن سجدے کی طاقت نہ رکھنے کی وعید اگرچہ کفار منافقین کے بارے میں ہے لیکن ان مسلمانوں کے لئے بھی بہت عبرت اور نصیحت ہے جو مال کی کثرت کی وجہ سے حدیث پاک میں ہے جس کے قصد سے تکبر کے طور پر تہبند اس کا ٹخنوں سے نیچے لٹکتا ہے اس سے وہ جہنم میں داخل ہوگا (کذا فی الصفا ۱۲ منہ) (بخاری ۸۷۰ ج ۲ باب ما یکرہ من اسبال الازار) کافر مرتبین نے باوجود یہاں تک سمجھانے کے اپنی ضد نہ چھوڑی اور ہٹ دھرمی پر اڑے رہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ ﴿۴۵﴾ ان میں مزید اصلاح کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل کی بجائے اس کی وہ مخفیہ تدبیر بھی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا جب بھی دل میں عجب آئے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو توبہ و استغفار کرنے میں دیر نہ کرے۔

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿٤٠﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ

نہیں جانتے ہوگی ○ اور میں انہیں مہلت دوں گا بیشک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے ○ یا تم ان سے اجر مانگتے ہو کہ وہ

مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿٤١﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٤٢﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

تاوان کے بوجھ میں دبے جاتے ہیں ○ یا ان کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ لکھ رہے ہیں ○ تو تم اپنے رب کے حکم پر

وقف لازم

وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿٤٨﴾ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ

اور مچھلی والے کی طرح نہ ہونا[11] جب اس نے بے حال میں پکارا کہ وہ بہت غمگین تھا ○ اگر اس کے رب کی نعمت اسے

نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبٰىهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ

نہ پہنچتی تو وہ ضرور چٹیل میدان میں پھینک دیا جاتا اور وہ مذمت کیا ہوا ہوتا ○ تو اسے اس کے رب نے چن لیا اور اپنے قرب خاص سے

وقف لازم

الصّٰلِحِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا

صالحین میں بنایا ○ اور بیشک کافر جب قرآن سنتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتے ہیں گویا وہ اپنی نگاہوں سے تمہیں ضرور

الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٢﴾

گرا دیں گے[12] اور وہ کہتے ہیں کہ یہ ضرور مجنون ہے ○ حالانکہ وہ تو تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہی ہے

سورۃ ن مکیۃ ٦٨ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — الجزء ٢٩ — الآیات ٥٢ — رکوعاتہا ٢

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کرنے اور جلد بازی سے بچنے کی تلقین — قرآن کریم کا کفار کو چیلنج

حضرت قرآن

حاشیہ: [11] یہاں مچھلی والے سے مراد حضرت یونس علیہ السلام ہیں اور ان کی طرح ہونے سے مراد یہ ہے کہ جیسے انہوں نے اپنی قوم پر عذاب نازل کرنے کے معاملے میں جلدی کی اس طرح آپ کسی سے خلاف دعوت کے معاملے میں جلدی نہ کریں۔ [12] مفہوم یہ ہے کہ عرب میں بعض لوگ نظر لگانے میں شہرۂ آفاق تھے، وہ عناد کرکے نظر لگاتے اور جس پر نقصان پہنچانے کے ارادے سے دیکھتے تو وہ اسی وقت ہلاک ہو جاتا۔ کفار مکہ نے ان سے رابطہ کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر لگانے کے لیے بلایا۔ انہوں نے آپ کو بڑی تیز نگاہوں سے دیکھا اور نظر لگانے کی پوری کوشش کی لیکن ان کی تمام جدوجہد ناکام ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلْحَآقَّةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْحَآقَّةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ؕ﴿۳﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ

یقینی طور پر واقع ہونے والی ○ کیا ہی یقینی طور پر واقع ہونے والی ہے؟ ○ اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ یقینی طور پر واقع ہونے والی کیا ہے؟ ○ ثمود اور عاد نے

بِالْقَارِعَةِ ﴿۴﴾ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ

دل دہلا دینے والی کو جھٹلایا ○ تو قوم ثمود کے تو ایک حد سے گزر جانے والی چنگھاڑ سے ہلاک کیے گئے ○ اور عاد کے تو

صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿۶﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى

سخت تیز آندھی سے ہلاک کیے گئے ○ اللہ نے وہ آندھی ان پر لگاتار سات راتیں اور آٹھ دن چلائی تھی تو تم

الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿۷﴾ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ

ان لوگوں کو اس میں اس طرح پچھڑے ہوئے دیکھتے کہ گویا وہ کھوکھلی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں ○ تو کیا تم ان میں کسی کو

بَاقِيَةٍ ﴿۸﴾ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ﴿۹﴾ فَعَصَوْا

بچا ہوا دیکھتے ہو؟ ○ اور فرعون اور اس سے پہلے والے اور الٹی ہوئی بستیوں نے خطا کا ارتکاب کیا ○ تو انہوں نے

رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿۱۰﴾ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي

اپنے رب کے رسول کا حکم ماننے سے انکار کیا تو اللہ نے انہیں زیادہ سخت گرفت سے پکڑا ○ بیشک جب پانی نے سر اٹھایا تھا تو ہم نے تمہیں

الْجَارِيَةِ ﴿۱۱﴾ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِي

کشتی میں سوار کیا ○ تاکہ اسے تمہارے لیے یادگار بنا دیں اور سن یاد رکھنے والے کان اس واقعہ کو یاد رکھیں ○ پھر جب صور میں

عنوان قیامت کے وقوع اور اس کی شدت و ہولناکی کا انداز بیان

قیامت کو جھٹلانے والی قوموں کا انجام

قوموں کی قوم دشمنی کی طرف اشارہ قوم ثمود کے واقعہ کی طرف اشارہ اور اس کا مقصد

وقوع قیامت پر زمین و آسمان کا حال

لغات ۱ قیامت کی دو شکلیں اور ہولناکیاں بیان کی گئی ہیں جن سے ہر دل دہل جاتے ہیں اس لئے ان کا یک نام کثرت سے آیا ہے ۲ مخاطب لوگوں کو کشتی نوح میں سوار کرانا اس طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ بھی آباء سابقین عام اور بالخصوص قوم ثمود کی پیشوں میں تھے جب وہ کشتی میں سوار ہوئے تو ان کے ساتھ یہ بھی ہوئے ۳ نام نوح کے لفظی معانی ہیں یادگار بنانے سے مراد یہ ہے کہ اللہ لوگوں کے لئے عبرت و نصیحت کا سبب ہو اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کے حال دان سے قبر کی قوت کی مثل ہو جو سابق امتوں کے واقعات بیان کرنے اور ان پر آنے والے عذاب کا ذکر کرنے سے مقصود ہے ہمارے امت کے لوگ ہوا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچیں

الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً

(پہلی مرتبہ) پھونک ماری جائے گی ﴿۱۳﴾ اور زمین اور پہاڑ اٹھا لیے جائیں گے پھر ایک ہی ٹکر سے ریزہ ریزہ کر دیئے

وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ

جائیں گے ﴿۱۴﴾ تو اس دن واقع ہونے والی واقع ہو جائے گی ﴿۱۵﴾ اور آسمان پھٹ جائے گا تو اس دن وہ

وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ

بہت کمزور ہو گا ﴿۱۶﴾ اور فرشتے اس کے کناروں پر (کھڑے) ہوں گے اور آٹھ فرشتے تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوں گے

ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ

ہوں گے ﴿۱۷﴾ اس دن تم سب اس حال میں پیش کئے جاؤ گے کہ تم میں سے کسی کی کوئی پوشیدہ حالت چھپی نہ رہے گی ﴿۱۸﴾ تو ہر حال جس کا نامہ اعمال

بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾

اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ (خوش ہو کر) کہے گا لو میرا نامہ اعمال پڑھو ﴿۱۹﴾ مجھ یقین تھا کہ میں اپنے حساب کو پہنچنے والا ہوں ﴿۲۰﴾

فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۲۱﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوْا وَ

تو وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا ﴿۲۱﴾ بلند باغ میں ﴿۲۲﴾ جن کے پھل قریب ہوں گے ﴿۲۳﴾ (کہا جائے گا) کھاؤ اور

اشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا ۢبِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ

دنوں میں جو تم نے آگے بھیجا ان کے بدلے میں خوشگواری کے ساتھ کھاؤ اور پیو ﴿۲۴﴾ اور رہا وہ جسے اس کا نامہ اعمال

محشر کا حال روز قیامت فرشتوں کا حال ۔ قیامت کی پہچان کا بیان

داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ پانے والے کا جواب (داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ پانے والے کا حال)

بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ پانے والے کا حسرت آمیز کلام

ربط ۱ اس وقت کا حال بیان فرمایا ہے کہ اس میں کسی قسم کی بھگدڑ یا شکاف نہیں ہوگا لیکن قیامت قائم ہونے کے وقت آسمان میں یہ مضبوطی نہ رہے گی، اس وقت یہ پھٹ جائے گا اور بہت کمزور ہو گا۔ ۲ یہ دو فرشتے ہوں گے جن کا ذکر نہیں ہے، یہ آسمان پھٹنے کے بعد اس کے کناروں پر کھڑے ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو اٹھا لیں گے۔ ۳ جنتی پھل جانے کے کتنے قریب ہوں گے کہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں جیسے چاہے کھا سکے گا

بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿۲۵﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿۲۶﴾ يٰلَيْتَهَا

اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا کاش مجھے میرا اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا ○ اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے ○ کاش کہ

كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿۲۷﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿۲۹﴾ خُذُوْهُ

دنیا کی موت ہی (میرا) کام تمام کر دیتی ○ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا ○ میرا سب زور (و اقتدار) جاتا رہا ﴿۲۹﴾ (ارشاد ہوگا) اسے پکڑو

فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا

پھر اسے طوق والو ○ پھر اسے بھڑکتی آگ میں جھونک دو ○ پھر ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ دو جس کی ابتدا سر ہاتھ

فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ

ہے ○ بیشک وہ عظمت والے اللہ پر ایمان نہ لاتا تھا ○ اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں

الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾

دیتا تھا ○ تو آج یہاں اس کا کوئی دوست نہیں ○ اور نہ (زخموں کے) دھوون کے سوا کچھ کھانے کو ہے ○

لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخٰطِـُٔوْنَ ﴿۳۷﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع ۲

اسے خطا کار لوگ ہی کھائیں گے ○ تو مجھے ان چیزوں کی قسم ہے جنہیں تم دیکھتے ہو ○ اور ان چیزوں کی بھی جنہیں تم نہیں دیکھتے ○

لغات: شِمَالِهٖ: بائیں ہاتھ میں۔ اعمال نامہ پانے والے کا عذاب اور اس کے سبب

قرآن سے متعلق بعض علماء کے نظریات کا رد:

ظَنَنْتُ: آیت ۲۰ میں عربی لغت "ظن" کا یہ معنی ہے غلبہ اور تسلط اور یہ معنی ہے تہمت۔ یہاں دونوں معنی درست ہیں۔ پہلی صورت میں آیت کا معنی ہوگا کہ میں دنیا میں مجھے لوگوں پر جو برتری اور غلبہ حاصل تھا یہ روز قیامت میرے کچھ کام نہ آیا۔ دوسری صورت میں معنی یہ ہوگا کہ میں دنیا میں جو جھوٹی دلیلیں دے کر اپنا عقیدہ سب باطل تھا وہ سب میرے کچھ کام نہ آئیں اور اب میرے پاس کوئی حجت نہیں جس کے ذریعے عذاب سے نجات حاصل ہو سکے۔ ② یہاں بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ پانے والے کو شدید عذاب دیئے جانے کا سبب بیان کیا گیا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا اور اس کی عظمت و وحدانیت کا انکار کرنا۔ کھانا دینے کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کو اور اپنے اہل خانہ کو مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب دینا تھا۔ ③ یہاں خطا کاروں سے مراد کافر ہیں۔ ④ جس سے مراد وہ تمام مخلوقات ہیں جنہیں دیکھ سکتے ہیں یا اس سے دنیا یا زمین سے اوپر موجود چیزیں یا اجسام۔ خاص کر فرشتے مراد ہیں۔ ⑤ جس سے مراد وہ تمام مخلوقات ہیں جنہیں دیکھ نہیں سکتے۔ یا اس سے آخرت یا زمین کے اندر موجود چیزیں اور جن یا روحانی مخلوقات مراد ہیں۔

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿٤٠﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾

بیشک یہ قرآن ضرور ایک معزز رسول سے (کا) قول ہے ○ اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں ہے تم بہت کم یقین کرتے ہو ○

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٣﴾

اور نہ کسی کاہن کی بات ہے تم بہت کم نصیحت مانتے ہو ○ یہ قرآن سارے جہانوں کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے ○

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ﴿٤٤﴾ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ﴿٤٥﴾

اور اگر وہ (نبی) کچھ باتیں خود بنا کر ہمارے اوپر لگا دیتے ○ تو ضرور ہم ان سے قوت کے ساتھ بدلہ لیتے ○

ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ﴿٤٦﴾ فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿٤٧﴾

پھر ضرور اس کی شہ رگ کاٹ دیتے ○ پھر تم میں کوئی اس سے روکنے والا نہ ہوتا ○

وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٨﴾ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنكُم مُّكَذِّبِينَ ﴿٤٩﴾

اور بیشک یہ قرآن (اللہ سے) ڈرنے والوں کے لئے ضرور نصیحت ہے ○ اور بیشک ضرور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے کچھ جھٹلانے والے ہیں ○

وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٥٠﴾ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ﴿٥١﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ

اور بیشک وہ کافروں پر ضرور حسرت ہے ○ اور بیشک وہ ضرور یقینی حق ہے ○ تو (اے محبوب!) تم پڑھو

رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٥٢﴾

عظمت والے رب کے نام کی پاکی بیان کرو ○

ع ۲

شان نزول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی طرف سے قرآن بنانے کے الزام کا جواب — قرآن سے متعلق چند غلط باتوں کا بیان

اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے کا حکم

ربط ان آیات کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ کفار و مشرکین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی بات منسوب نہیں کر سکتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جواب کرے گا اللہ تعالیٰ اسے مار ڈالے گا اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مہلت کو رد کر دے گا پھر کوئی بھی کافر نہیں یہ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول صدق نہ ہونے کا دعویٰ کرنے میں مشرکین دو جھوٹوں کا قائل ہونے کی وجہ سے قائل ہوتے ہیں ۱۲ ان سے مراد کفار کی جماعت ہے یا ان سے قرآن کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونا یا خود قرآن مراد ہے ۱۲

سورۃ المعارج ۷۰ مکی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اٰیات ۴۴ رکوعات ۲

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي

مانگنے والے نے وہ عذاب مانگا جو واقع ہونے والا ہے ۔ کافروں کے لئے کوئی ٹالنے والا نہیں ۔ اللہ کی طرف سے ہوگا جو

الْمَعَارِجِ ۝﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ

بلندیوں کا مالک ہے ۔ فرشتے اور جبریل اس کی بارگاہ کی طرف چڑھتے ہیں ۔ ایسے عذاب کے دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس

اَلْفَ سَنَةٍ ۚ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝﴿۵﴾ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝﴿۶﴾ وَّنَرٰىهُ

ہزار سال ہے ۔ تو تم اچھی طرح صبر کرو ۔ یہ لوگ اسے دور سمجھ رہے ہیں ۔ اور ہم اسے

قَرِيْبًا ۝﴿۷﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۙ﴿۸﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝﴿۹﴾ وَ

قریب دیکھ رہے ہیں ۔ جس دن آسمان پگھلی ہوئی چاندی جیسا ہو جائے گا ۔ اور پہاڑ اون کی طرح ہلکے ہو جائیں گے ۔ اور

لَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝﴿۱۰﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ

دوست کی دوست سے حال سے پوچھے گا ۔ دوان کو دکھائے جا رہے ہوں گے ۔ مجرم آرزو کرے گا کاش اس دن کے عذاب سے

يَوْمِىِٕذٍۢ بِبَنِيْهِ ۝﴿۱۱﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝﴿۱۲﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۝﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِي

چھوٹنے کے بدلے میں اپنے بیٹے دیدے ۔ اپنی بیوی اور اپنا بھائی ۔ اور اپنا وہ کنبہ جو اسے پناہ دیتا ہے ۔ اور جتنے لوگ

خلاصہ کفار کے لیے عذاب ضرور آئے گا ۔ فرشتوں کا مقام قرب کی طرف عروج ۔ کفار کے لیے عذاب قابل

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر جمیل کی ہدایت ۔ عذاب سے متعلق کفار کا خیال اور اصل حقیقت ۔ قیامت کے ہولناک مناظر

شان نزول ؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اہل مکہ کو عذاب الٰہی سے ڈرایا تو وہ آپس میں کہنے لگے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھو ۔ کس عذاب سے مستحق ہوں گے ۔ ان میں سے کون ایمان لائے گا ۔ ان میں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں ۔ ایک قول یہ ہے کہ نضر بن حارث نے (جب عذاب کی دعا کی تھی) اس کے جواب میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور فرمایا گیا کہ کافر جس عذاب کی درخواست کریں وہ عذاب ان کیلئے مقدر ہے وہ ضرور آنا ہے کوئی ٹال نہیں سکتا ۔ یہاں دو گروہ ہیں ایک وہ جو اس کے لئے جلدی مچا رہے ہیں کہ اس مقام پر دو آیت کا ترجمہ یہ ساتھ دیا گیا ہے ۔

الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ ﴿۱۴﴾ كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا

زمین میں ہیں سب کے سب پھر یہ (بدلہ) اسے بچا لے ○ ہرگز نہیں وہ تو بھڑکتی آگ ہے ○ کھال کھینچ لینے والی ہے ○ بلا رہی ہے

مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ

اسے جس نے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا ○ اور جمع کر کے (حفاظت سے) محفوظ کر لیا ○ بیشک آدمی بڑے ہی بے صبر (حریص) پیدا کیا گیا ہے ○ جب اسے

الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ

کوئی تکلیف پہنچے تو بہت گھبرا جاتا ہے ○ اور جب اسے بھلائی پہنچے تو بہت روک رکھنے والا ہو جاتا ہے ○ مگر نمازی ○ جو

عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَ

اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرنے والے ہیں ○ اور وہ جن کے مالوں میں مقرر حق ہے ○ مانگنے والے کے لیے جو مانگے اور

الْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ

(نہ مانگنے والے) محروم کے لیے ○ اور وہ لوگ جو انصاف کے دن کی تصدیق کرتے ہیں ○ اور وہ جو اپنے رب سے

عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ

عذاب سے ڈر رہے ہیں ○ بیشک ان کے رب کا عذاب ایسی چیز ہے جس سے بے خوف ہو جانے کی کچھ نہیں ہے ○ اور وہ جو

مضمون: ۱ ہر قیامت جہنم کا بلانا ۲ انسان کی حرص اور بے صبری کا حال ۳ اچھے نمازیوں کی صفات اور ان کا صلہ

ماخذ: ۱ قیامت کے دن کافر کو اپنے ہی عزیز سے محبت ہو رہی ہے گی اور وہ چاہے گا کہ میرے بچے بیوی بھائی خاندان سارے دنیا کے لوگ میرے بدلے دوزخ میں چلے جائیں اور میں کسی طرح عذاب سے بچ جاؤں ۲ جہنم کی بھڑکتی آگ کافر کی کھال جلا دے گی اور ایک بار کھال جل جانے کے بعد پھر نئی نہیں ہو جائے گی بلکہ اللہ تعالیٰ دوبارہ ان کے جسم پر کھال پیدا کرے گا تاکہ یہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں ۳ جہنم کا یہ بلانا یا تو اس حال سے ہو گا یا اللہ تعالیٰ جس میں کلام کرنے کی صلاحیت پیدا کر دے گا اور وہ صاف طور پر کلام کرے گی یا اس سے مراد یہ ہے کہ جہنم پر مامور فرشتے بلائیں گے ۴ معلوم حق سے مراد زکوٰۃ ہے جس کی مقدار معلوم ہے یا اس سے وہ صدقہ مراد ہے جو انسان اپنے اوپر لازم کر لے اسے اس کے ذمہ واجب نہیں کیا گیا ہے ۵ آیت میں "سائل" سے مراد وہ شخص ہے جو عادت سے وقتاً سوال کرے اور "محروم" سے مراد وہ شخص ہے جو حاجت کے باوجود شرم و حیا کی وجہ سے کسی سے مانگتا اس کی محتاجی ظاہر نہیں ہوتی۔

لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ

اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ۝ مگر اپنی بیویوں یا اپنی کنیزوں سے تو بیشک ان پر کچھ

مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ

ملامت نہیں ۝ تو جو اس کے سوا اور کوئی صورت چاہیں تو یہی حد سے بڑھنے والے ہیں ۝ اور جو

لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرنے والے ہیں ۝ اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں ۝ اور جو

هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝ فَمَالِ الَّذِيْنَ ع ۲

اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں ۝ یہ لوگ وہ ہیں جن کی جنت میں باعزت کی جائے گی ۝ تو ان

كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ۝ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ۝ اَيَطْمَعُ كُلُّ

کافروں کو کیا ہوا تمہاری طرف تیز نگاہ سے دیکھتے دوڑے آتے ہیں ۝ گروہ کے گروہ دائیں اور بائیں جانب سے ۝ کیا ان میں

امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ۝ كَلَّا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ۝

شخص یہ طمع رکھتا ہے کہ وہ نعمت بھری جنت میں داخل کیا جائے گا ۝ ہرگز نہیں بیشک ہم نے انہیں اس چیز سے پیدا کیا جسے وہ جانتے ہیں ۝

شان نزول (کفار کا بارگاہِ رسالت اور جنت سے محرومی)

مسائل ① شہوت پوری کرنا انسان کی فطرت کا ایک تقاضا ہے اور اس کے لیے کھلی چھوٹ دینا جہاں جس سے اور جس طرح چاہیں شہوت پوری کرلیں خلافِ اقدارِ انسانی ہے خیال ہر بے شرمی نے فرد اور معاشرے میں فتنہ فساد کا بیج بویا ہے اور اس کا نظارہ ان ملکوں میں کیا جاسکتا ہے جہاں شہوت پوری کرنے والے آزادی اور اس کا بیان حق قرار دے کر کھلی چھوٹ دی گئی اور اس کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی گئی ہے۔ یہ اسلام کا انسانیت پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے شہوت پوری کرنے کے لیے باقاعدہ ایک حد مقرر کی ہے اور وہ یہ صرف دو طرح کی عورتوں سے جائز طریقے کے ساتھ شہوت پوری کی جاسکتی ہے ایک تو اپنی بیوی سے جو اپنی ملکیت میں موجود ہو دوسرے لونڈی سے جس سے صحبت کرنا شرعاً حلال ہے۔ اس کے علاوہ ہر کسی صورت جیسے نامحرم عورت سے یا اپنے ہاتھ سے یا کسی اور طریقے سے شہوت پوری کرنا حرام ہے۔ ② اپنی حفاظت سے مراد زنا کے علاوہ ان تمام باتوں سے بچنا ہے جو شرعاً ناجائز ہیں جیسے ستر کھولنا اور صحبت کو قابل طعن بنانا ہے۔

③ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حلقے باندھ کر گروہ کے گروہ جمع ہوتے، کلام میں مذاق اڑاتے اور کہتے تھے اگر یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو ہم ان سے پہلے اس میں داخل ہو جائیں گے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ

تو مجھے تمام مشرقوں اور تمام مغربوں کے رب کی قسم بیشک ہم ضرور قادر ہیں ﴿۴۰﴾ اس بات پر کہ ان سے اچھے لوگ بدل دیں

وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ

اور ہم سے کامل نہیں جا سکتے ﴿۴۱﴾ تو انہیں بیہودہ گوئیوں میں پڑے اور کھیلتے ہوئے چھوڑ دو یہاں تک کہ اپنے اس دن سے ملیں

الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى

جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے ﴿۴۲﴾ جس دن قبروں سے جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے گویا وہ

نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ

نشانوں کی طرف دوڑ رہے ہیں ﴿۴۳﴾ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی ان پر ذلت چھا رہی ہوگی یہ وہ دن ہے جس کا

كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾

ان سے وعدہ کیا جاتا تھا ﴿۴۴﴾

سورۃ نوح مکی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس رکوع میں ۲۸ کلمے ۲ رکوع اور ۱۰۴ حرف ہیں

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ

بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ﴿۱﴾ کہ اس سے پہلے اپنی قوم کو ڈر سنا دے کہ ان پر دردناک عذاب

معلوم ہوا: قیامت کی حاضریاں اور گذشتہ سے متعلق ایک بحث ہے کفار کا قیامت میں قبروں سے نکلتے ہوئے حال

حضرت نوح سے سلسلہ کو حکم تبلیغ

ربط: ﴿۴۰﴾ جس سے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جو مشرکین آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہیں ان سے یہاں قوموں سے پردہ کرلیں بلکہ انہیں چھوڑ دیں کہ بیہودہ باتوں میں پڑے رہیں ﴿۴۲﴾ یہاں تک کہ اپنے عذاب سے اس دن سے ملیں جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے ﴿۱﴾ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم بتوں کی پجاری تھی اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو پہلے سے ہی ڈرا دیں کہ اگر وہ ایمان نہ لائے تو ان پر دنیا و آخرت کا دردناک عذاب آئے گا تاکہ ان کے لئے اصلاح کی مہلت باقی رہے۔

أَلِيمٌ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوهُ وَ

آ لے ۝ اس نے کہا اے میری قوم بیشک میں تمہارے لیے کھلا ڈرانے والا ہوں ۝ اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور

أَطِيعُونِ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ

میرا حکم مانو ۝ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے گا اور ایک مقرر وعدہ تک تمہیں مہلت دے گا بیشک اللہ کی مقرر

اللّٰهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا

جب آجائے تو پھیرا نہیں جاتا کاش تمہیں علم ہوتا ۝ عرض کی اے میرے رب بیشک میں نے اپنی قوم کو رات

وَنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ۝ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ

اور دن ۝ تو میرے بلانے سے ان کے بھاگنے میں ہی زیادہ ہوا ۝ اور بیشک میں نے جتنی بار انہیں بلایا کہ تو انہیں بخش دے

جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا

تو انہوں نے اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ڈال لیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لیے اور اڑ گئے اور بڑا تکبر

اسْتِكْبَارًا ۝ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ

کیا ۝ پھر بیشک میں نے انہیں بلند آواز سے دعوت دی ۝ پھر بیشک میں نے ان سے اعلانیہ بھی کہا اور آہستہ

إِسْرَارًا ۝ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ

خفیہ بھی کہا ۝ تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو بیشک وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے ۝ وہ تم پر موسلا دھار

شانِ نزول (حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو تبلیغ) دعائے نوح میں قوم کے قبول تبلیغ سے فرار اور تکبر کا ذکر

دعائے نوح میں تبلیغی جدوجہد کا ذکر

حل لغات ۲ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی آمد کا اصل مقصد احسن طریقے سے پورا کیا لیکن قوم نے مسلسل ان کی بات سے انکار اور اعراض کیا وہ جب بھی ان کے پاس آتے تو وہ اکثر حضرت نوح علیہ السلام سے بار بار کہتی تھی میں مناجات کیں یہاں سے کئی مناجات کا بیان کیا جا رہا ہے۔ ۳ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم بہت عرصہ تک آپ علیہ السلام کو تبلیغی دن و رات اللہ تعالیٰ کے ان سے بارش روک دی اور پچاس سال تک ان کی عورتوں کو بانجھ کر دیا ان سے مال ہلاک ہو گئے اور جانور مر گئے جب ان کا یہ حال ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تم اپنے رب سے توبہ کرو اس کے ساتھ غیر کو شریک کرنے پر اس سے معافی مانگو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اس سے مغفرت طلب کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر بارش کے دروازے کھول دے یونکہ اطاعت و عبادت الٰہی میں مشغولیت حقیقی خیر و برکت اور سعادت و فلاح کا سبب ہوتی ہے اور نافرمانی مال اور اولاد کی بربادی کا بھی باعث ہو جاتی ہے۔

عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴿۱۱﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ

بارش بھیجے گا ﴿۱۱﴾ اور مالوں اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغات بنا دے گا اور

يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ وَّقَدْ خَلَقَكُمْ

تمہارے لیے نہریں بنا دے گا ﴿۱۲﴾ تمہیں کیا ہو کہ تم اللہ سے عزت کی امید نہیں رکھتے ﴿۱۳﴾ حالانکہ اس نے تمہیں کئی حالتوں سے

اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ

پیدا کیا ﴿۱۴﴾ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے ایک دوسرے کے اوپر کیسے سات آسمان بنائے ہیں ﴿۱۵﴾ اور ان میں چاند کو

فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

روشنی بنایا اور سورج کو چراغ بنایا ﴿۱۶﴾ اور اللہ نے تمہیں زمین سے کی طرح

نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

اگایا ﴿۱۷﴾ پھر تمہیں اسی میں لوٹائے گا اور تمہیں دوبارہ نکالے گا ﴿۱۸﴾ اور اللہ نے تمہارے لیے زمین کو

بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَ ع ۲

بچھونا بنایا ﴿۱۹﴾ تاکہ تم اس کے کشادہ رستوں میں چلو ﴿۲۰﴾ نوح نے عرض کی اے میرے رب بیشک انہوں نے میری نافرمانی کی اور

اتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَ

ایسے کے پیچھے لگ گئے جس کے مال اور اولاد سے اس کے نقصان ہی کو بڑھایا ﴿۲۱﴾ اور انہوں نے بہت بڑا مکر فریب کیا ﴿۲۲﴾ اور

ترجمہ: یہ دعا ہے ہوں میں قوم کی نافرمانی، مکر اور صد ابر فقرا کر

حاشیہ: ① بارگاہ الٰہی میں استغفار اور اپنے گناہوں سے توبہ سے بے شمار دینی اور دنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے جس نے استغفار کو اپنے لیے ضروری قرار دیا اللہ تعالیٰ اسے ہر غم، تکلیف سے نجات دے گا اور اسے ایسی جگہ سے روزی عطا فرمائے گا جہاں سے وہ گمان بھی نہ کرتا۔ ابن ماجہ ۳۸۱۹ حدیث ۲۵۷۱ ② سورج و چاند کی اس طرح تخلیق یہ دونوں روشن ہیں اور دنیا کو اس کی روشنی میں رہتے ہیں جیسے گھر کے چراغ کی روشنی میں رہتے ہیں۔ ③ مال اور اولاد کی کثرت کسی کے اولیاء ہونے کی دلیل نہیں بلکہ بعض اوقات مال اور اولاد دنیا کی تباہی اور آخرت کی ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے۔ اس مسئلہ میں ہمیں چاہئے کہ کافروں کی مال و دولت اور آسائشیں دیکھ کر ان سے مرعوب نہ ہوں اور اپنے مال اور اولاد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر سے غافل نہ ہوں بلکہ اس کی اطاعت فرمانبرداری اور عبادت میں مصروف رہیں۔

قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَ

انہوں نے کہا تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو اور نہ ہی ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر (بتوں) کو

نَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ

چھوڑنا ﴿۲۳﴾ اور بیشک انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور تو ظالموں کو گمراہی میں اضافہ کر ﴿۲۴﴾ اپنی خطاؤں کی وجہ سے

اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ

وہ ڈبو دیئے گئے پھر آگ میں داخل کیے گئے تو انہوں نے اللہ کے مقابلے میں کوئی مدد گار نہ پایا ﴿۲۵﴾ اور نوح نے عرض کی

رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا

اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ ﴿۲۶﴾ بیشک اگر تو انہیں چھوڑے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے

عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ

اور نہ پیدا کریں گے مگر بدکار بڑے ناشکرے ﴿۲۷﴾ اے میرے رب بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور میرے گھر میں

بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾

حالت ایمان میں داخل ہونے والے کو اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو بخش دے اور کافروں کی تباہی میں اضافہ فرما دے ﴿۲۸﴾

الجزء ۲۹

سُوْرَةُ الْجِنِّ ۷۲ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجن ۲۸ — رکوعاتها ۲

شان نزول (قوم نوح کے غرق ہونے کا سبب) حضرت نوح علیہ السلام کی گفتگو کے خلاف دعا

حضرت نوح علیہ السلام کی قبل ایمان سے بچنے دعا سے مغفرت

ماخذ) ود اور سواع وغیرہ ان بتوں کے نام ہیں جنہیں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پوجا کرتی تھی۔ ② اس سے ثابت ہوا کہ قبر کا عذاب برحق ہے یہ قوم حضرت نوح علیہ السلام کی قوم غرق ہونے کے بعد ہی آگ میں داخل کر دی گئی اور یہ بات سمجھ نہیں آ سکتی کہ یہ لوگ آگ میں کفار قیامت سے پہلے ہی داخل کیے جائیں گے اور ابھی قیامت قائم نہیں ہوئی ③ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے والدین مومن تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قتال کرنے والے مسلمانوں کے لئے مغفرت کی دعا کرنی چاہیے کہ اس سے قتل کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ

اے حبیب تم فرما دو میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنات کے ایک گروہ نے (میرے) قرآن کی طرف کان لگائے تو انہوں نے کہا بیشک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے

یَّهْدِیْۤ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَ لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا

جو بھلائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ ٹھہرائیں گے اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّ لَا وَلَدًا ۙ وَّ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰهِ شَطَطًا ۙ وَّ

نہ اس نے کوئی بیوی اور نہ بچہ بنایا اور یہ کہ ہم میں کے بیوقوف اللہ پر بہت بڑھ کر بہتان باندھتے تھے اور

اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۙ وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ

یہ کہ ہم سے یہ خیال کیا تھا کہ آدمی اور جن ہرگز اللہ پر جھوٹ نہ باندھیں گے اور یہ کہ آدمیوں میں سے کچھ

مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا

جن کے کچھ مردوں کی پناہ لیتے تھے تو انہوں نے ان جنوں کی سرکشی اور بڑھا دی اور یہ کہ انہوں نے جیسا تمہارا گمان کیا جیسا

ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ

(اے جنوں تم نے گمان کیا کہ اللہ کسی کو رسول بنا کر نہیں بھیجے گا اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے پایا

ربط: جنوں کے ایک گروہ سے متعلق وحی — گروہ جنات کا عجیب بیان اور یہاں توحید

جنوں اور انسانوں سے متعلق معلومات اور جنوں کا بیان — قیامت سے متعلق کافر جنوں اور انسانوں کے گمان باطل

آسمانوں سے متعلق جنات نے یہ حاصل تحریر کیا

شان نزول: ۱ دورِ جاہلیت میں عرب کے لوگ جب سفر کرتے اور کسی بیابان میدان میں انہیں شام ہو جاتی تو وہ کہتے کہ ہم اس جگہ کے شریر جنات سے ان کے سردار کی پناہ چاہتے ہیں، اس طرح ان کی رات امن سے گزر جاتی۔ ان کے اس عمل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا جنات سے بات کرنے والے قوم سے کہا کہ آدمیوں میں سے کچھ مردوں نے جنوں کے کچھ مردوں کی پناہ لیتے تھے، ان کی یہ حالت دیکھ کر جنات میں سرکشی بڑھ گئی اور وہ شیطانوں کی پیروی کرنے اور ان کے دوسرے قبیلوں سے بھی طرف مزید رغبت ہو گئے ۲ یہ بات معلوم جنات نے کافر جنات سے کہی یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفار قریش سے فرمائی گئی ہے پہلی صورت میں معنی یہ ہو گا کہ انسانوں سے بھی دنیائی گمان تمہارے جیسا ہے جو تم نے گمان کیا۔ دوسری صورت میں معنی یہ ہو گا کہ جنات سے بھی دنیائی گمان تمہارے جیسا ہے کفار قریش تم نے گمان کیا۔

حَرَسًا شَدِيدًا وَّشُهُبًا ۝٨ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۚ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ

سخت پہرے اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا ۝٨ اور یہ کہ ہم پہلے آسمان میں بیٹھنے کی جگہوں پر بیٹھ لیا کرتے تھے پھر اب جو کوئی سنے

الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝٩ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ

وہ اپنے تئیں گھات میں شعلہ پائے گا ۝٩ اور یہ کہ ہمیں نہیں معلوم کہ زمین میں رہنے والوں سے کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے

اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝١٠ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا

یا ان کے رب نے ان کے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے ۝١٠ اور یہ کہ ہم میں نیک بھی ہیں اور کچھ اس سے علاوہ بھی ہم مختلف

طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا ۝١١ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝١٢

راہوں میں پڑے ہوئے تھے ۝١١ اور یہ کہ ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ ہم اللہ کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتے اور نہ اس سے بھاگ کر اسے عاجز کر سکتے ہیں ۝١٢

وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝١٣

اور یہ کہ ہم نے جب ہدایت کی بات سنی تو اس پر ایمان لائے تو جو اپنے رب پر ایمان لائے اسے نہ کسی کمی کا خوف ہوگا اور نہ کسی زیادتی کا ۝١٣

وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝١٤ وَ

اور یہ کہ ہم میں کچھ مسلمان ہیں اور کچھ حق سے ہٹ جانے والے ہیں تو جو اسلام لائے وہ تو راہ راست کا قصد رکھتے ہیں ۝١٤ اور

اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝١٥ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ

جو حق سے ہٹ جانے والے ہیں تو وہ جہنم کے ایندھن ہو گئے ۝١٥ اور یہ کہ اگر وہ سیدھے راستے پر جمے رہتے تو ضرور ہم انہیں

لغات: اَلْاٰن: آسان کلام میں ہونے والے کو کہتے ہیں | شِهَاب: چمکتا ہوا شعلہ، ستارہ | رَصَدًا: جنات کے گھات کرنے والے | رَشَدًا: بھلائی، ہدایت کی طرف اشارہ

ترجمہ: اور یہ کہ ہم نہیں سمجھتے کہ ہم اللہ کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتے | اور ہم اس سے بھاگ کر عاجز نہیں کر سکتے | یہ کہ ہم نے جب ہدایت کی بات سنی تو اس پر ایمان لائے | جو اپنے رب پر ایمان لائے اسے نہ کسی کمی کا خوف ہوگا | اور نہ کسی زیادتی کا | اور یہ کہ ہم میں کچھ مسلمان ہیں اور کچھ حق سے ہٹ جانے والے ہیں | جو اسلام لائے وہ تو راہ راست کا قصد رکھتے ہیں | اور جو حق سے ہٹ جانے والے ہیں تو وہ جہنم کے ایندھن ہو گئے | اور یہ کہ اگر وہ سیدھے راستے پر جمے رہتے تو ضرور ہم انہیں

تشریح: ① جن آسمانوں کی طرف چڑھتے اور ابتدائی عمر سے فرشتوں کی باتیں سنتے تھے اور جب کوئی بات سنتے تو اس میں اپنی طرف سے بہت سے جھوٹ ملا لیتے تھے ایک بات سچ ثابت ہوتی تھی تو ستر جھوٹ ظاہر ہوتے تھے (ابن کثیر) ② جنوں نے جب یہ سنا کہ آسمان پر پہرے لگا دیے گئے ہیں اور شہاب ثاقب ان کی طرف پھینکے جاتے ہیں تو ان کو یہ خیال ہوا کہ شاید زمین والوں کے ساتھ کوئی خاص معاملہ ہونے والا ہے اس لیے یہ پہرے لگائے گئے ہیں یا تو ان کو عذاب دیا جائے گا یا کوئی نبی آئے گا جو ان کی اصلاح کرے گا اس لیے وہ اس کی تحقیق کے لیے نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ آسمان پر پہرے لگے ہوئے ہیں اور شہاب ثاقب ان کی طرف پھینکے جاتے ہیں یا ان پر ایمان لاتے ہیں یا ان کا انکار کرتے ہیں یا ان کو یہ خیال تھا کہ ہم اللہ کو زمین میں عاجز کر دیں گے اور کہیں بھاگ کر نہیں جا سکتے کہ اللہ ہم کو پکڑ نہ سکے اور ہم اس سے بھاگ کر اسے عاجز نہیں کر سکتے یا ان کو یہ خیال تھا کہ ہم نہیں جانتے کہ اللہ آسمانوں پر جانے والوں کے ساتھ کیا ارادہ فرما رہا ہے یا ان کی بھلائی چاہی گئی ہے

مَاٰۗءً غَدَقًا ۙ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا

بافراط مقدر میں چل رہا ہے ﴿۱۶﴾ تاکہ اس بات میں ہم انہیں آزمائیں اور جو اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے گا وہ اسے بڑے سخت عذاب میں

صَعَدًا ۙ﴿۱۷﴾ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۙ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ

ڈالے گا ﴿۱۷﴾ اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو ﴿۱۸﴾ اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ کھڑا ہوا اس کی عبادت کرنے

يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ ع

لگے تو قریب تھا کہ وہ اس پر ہجوم کر لیں ﴿۱۹﴾ تم فرما دو میں تو اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کا

اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّىْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ

شریک نہیں ٹھہراتا ﴿۲۰﴾ تم فرما دو میں تمہارے لئے کسی نقصان اور نفع کا مالک نہیں ہوں ﴿۲۱﴾ تم فرما دو مجھے ہرگز

اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۭ وَمَنْ

اللہ سے کوئی نہ بچا سکے گا اور ہرگز میں اس کے سوا کوئی پناہ نہ پاؤں گا ﴿۲۲﴾ مگر (میرا کام) اللہ کی طرف سے (اس کے احکام) پہنچا دینا ہے اور جو

يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا

اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے تو بیشک اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ﴿۲۳﴾ یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں گے

مضامین: آخرت کے بارے میں مشرکین کا مقصد اور ان کی سوچ سے بالکل برعکس فیصلہ کرنے کا اعلان — مسجدوں میں صرف اللہ کی عبادت کرنے کا حکم

عبادت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جنات کا ہجوم — کفار سے دو ٹوک گفتگو کی ہدایت

اللہ رب العزت کا فرمان کہ وہ — عذاب سے متعلق کفار کو تنبیہ

حاشیہ: ۱ یہاں نفع نقصان کا مالک بنانے کی نفی اس طور پر ہے کہ میں ان چیزوں کا حقیقی مالک نہیں بلکہ حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس کی دی ہوئی قدرت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفع نقصان دونوں کے مالک ہیں جس کی ایک مثال خود میں ہوں۔ ۲ یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مشرکین سے فرما دیں کہ بالفرض اگر میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤں تو ہرگز مجھے مخلوق میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے قہر اور اس کے عذاب سے نہ بچا سکے گا اور نہ ہی کوئی مددگار میری مدد کرے گا اور میں مخلوق کے ہاتھ ہرگز ان کے سوا کوئی پناہ کی جگہ

مَا يُوعَدُونَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا وَأَقَلُّ عَدَدًا ﴿٢٤﴾ قُلْ إِنْ أَدْرِي

جس کی تمہیں دھمکی دی جاتی ہے تو جلد جان جائیں گے کہ کس کا مددگار کمزور ہے اور کس کی تعداد کم ہے ﴿٢٤﴾ تم فرما دو میں نہیں جانتا کہ

أَقَرِيبٌ مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا ﴿٢٥﴾ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ

جس کی تمہیں دھمکی دی جاتی ہے وہ قریب ہے یا میرا رب اس کے لیے کوئی لمبی مدت مقرر کرے گا ﴿٢٥﴾ غیب کا جاننے والا

غَيْبِهِ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ

اپنے غیب پر کسی کو اطلاع نہیں دیتا ﴿٢٦﴾ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے

مِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ﴿٢٧﴾ لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا

پہرے دار مقرر کر دیتا ہے ﴿٢٧﴾ تاکہ اللہ دیکھ لے کہ بیشک انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے ہیں اور اللہ نے ان سب کو گھیر رکھا ہے

لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿٢٨﴾

ان کے پاس ہے اور اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے ﴿٢٨﴾

سورۃ الجن ۷۲ — مکیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اٰیاتھا ۲۸ — رکوعاتھا ۲

لغات: رَبِّي أَمَدًا = میرا رب اس کا وقت مقرر کرے، سے وجوب — عَالِمُ الْغَيْبِ = غیبوں کا جاننے والا، علم غیب عطا فرمایا — فَلَا يُظْهِرُ = کسی کی اطلاع کا انتظام

ترجمہ: ﴿٢٤﴾ اس سے یہ مراد نہیں کہ جب قیامت کافروں کے سر پر گھر آئے گی لیکن ان پر تھوڑے مسلمانوں کے مددگاروں سے کم ہو گا یہ جملہ معترضہ ہے اس سے کافر کا کوئی مددگار نہ ہو گا اور مومن کا مددگار اللہ تعالیٰ ہے ﴿٢٥﴾ یعنی پیارے علیہم السلام کے اور غیب وہ علوم مسلمان سب ہیں گے ﴿٢٦﴾ یعنی اس طرح پر کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر نہیں جان سکتے جہاں اللہ تعالیٰ نے بتانے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم ہے اور اس کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کی علامات اور نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں جو وقت بھی بتا دیں جس میں قیامت قائم ہو گی ﴿٢٧﴾ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام پسندیدہ رسولوں میں سب سے اعلیٰ ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب سے زیادہ غیب کے علوم عطا فرمائے ہیں جیسا کہ متعدد کثیر روایات سے ثابت ہے یہاں آیت میں حاصل غیب مراد ہے دوسرے پیارے علیہم السلام کو بھی رسولوں کے واسطے سے غیب کا علم عطا کیا جاتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ﴿۳﴾

اے چادر اوڑھنے والے ۱ رات کو تھوڑے سے حصے کے سوا قیام کر ۲ آدھی رات (قیام کر) یا اس سے کچھ کم کر دو ۳

اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۭ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ

یا اس پر کچھ اضافہ کر دو ۴ اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو ۵ بیشک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے ۶ بیشک

نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا

رات کو قیام کرنا زیادہ موافقت کا سبب ہے ۷ اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے ۸ بیشک دن میں تو تمہیں

طَوِيْلًا ﴿۷﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿۸﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ

بہت سے کام ہیں ۹ اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو ۱۰ وہ مشرق اور

الْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿۹﴾ وَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ

مغرب کا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم اسی کو اپنا کارساز بنالو ۱۱ اور کافروں کی باتوں پر صبر کرو اور انہیں

نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام لیل کا حکم اور اس کے وقت کا بیان — ترتیل کے ساتھ تلاوت قرآن کا حکم

قیام لیل کے حکم کا مقصد — قیام لیل کے حکم کی حکمت — رات کی تنہائی میں پوری طرح متوجہ ہونے کا حکم

صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا کارساز بنانے کا حکم — کفار کی باتوں پر صبر کا حکم

ربط ۱ اس آیت میں قیام سے مراد تہجد کی نماز ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں سورہ مزمل کی ان آیات کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی امت پر تہجد کی نماز فرض تھی پھر تخفیف کر دی گئی اور امت کے حق میں تہجد کا وجوب منسوخ ہو گیا اور ان کے لئے تہجد کی نماز ادا کرنا مستحب ہو گیا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک قول کے مطابق آپ کا وجوب باقی رہا ۲ اس کا معنی یہ ہے کہ اطمینان کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر آہستہ آہستہ حروف جدا جدا پڑھو جن مقامات پر وقف کرتے ہیں ان کا اور تمام حرکات و مدات کی ادائیگی کا خاص خیال رکھے۔ ۳ بھاری بات سے مراد قرآن پاک ہے اسے اس کی انتہائی عظمت، جلالت اور قدر والا ہونے کی وجہ سے بھاری فرمایا گیا یا اس طور بھاری فرمایا گیا کہ اس کے احکام و ممنوعات عام لوگوں پر بھاری پڑیں گے ۴ یعنی رات سونے کے حصہ تہجد عبادت کرو دنوں کی مشقت کے مقابلے میں رات اور اس کے درمیان زیادہ موافقت کا سبب ہے ۵ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت یکسو ہو کر دل اللہ تعالیٰ سے لگا ہو اور کسی کی یاد میں مشغول نہ ہو، اس کی عبادت کے وقت سب سے تعلق ختم ہو جائے اور صرف اسی کی طرف توجہ ہے۔

هَجْرًا جَمِيلًا ۝١٠ وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ۝١١ إِنَّ

اچھی طرح چھوڑ دو ۝١٠ اور ان جھٹلانے والے مالداروں کو مجھ پر چھوڑ دو اور انہیں تھوڑی مہلت دو ۝١١ بیشک

لَدَيْنَا أَنكَالًا وَجَحِيمًا ۝١٢ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ۝١٣ يَوْمَ تَرْجُفُ

ہمارے پاس بھاری بیڑیاں اور بھڑکتی آگ ہے ۝١٢ اور گلے میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے ۝١٣ جس دن میں

الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ۝١٤ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا

اور پہاڑ تھرتھرا جائیں گے اور پہاڑ ریت کا بہتا ہوا ٹیلہ ہو جائیں گے ۝١٤ بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے

شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۝١٥ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ

جو تم پر گواہ ہیں جیسے ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجے ۝١٥ تو فرعون نے اس رسول کا

الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا ۝١٦ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ

حکم نہ مانا تو ہم نے اسے سخت گرفت سے پکڑ لیا ۝١٦ پھر اگر تم کفر کرو تو اس دن کیسے بچ سکو گے جو

الْوِلْدَانَ شِيبًا ۝١٧ السَّمَاءُ مُنفَطِرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۝١٨ إِنَّ هَٰذِهِ

بچوں کو بوڑھا کر دے گا ۝١٧ جس کی وجہ سے آسمان پھٹ جائے گا اللہ کا وعدہ ہو کر رہنا ہے ۝١٨ بیشک یہ

تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝١٩ إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ

پند نصیحت ہے، تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کرے ۝١٩ بیشک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم

ع ۱۲

مکذبین: جھٹلانے والوں کو دھمکی — **مکذبین قریش کو تنبیہ**

قیامت میں حضور ﷺ کی امت اور صحابہ کرام کی مشقت

مالی: ۱ یہاں تھوڑی مہلت سے مراد موت کے ساتھ یا قیامت کے ساتھ ملا رہا ہے ۲ قیامت کے دن کفار کے لئے تیار کئے گئے عذاب کے بارے میں پڑھ یا سن کر ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرے نیکی کا راستہ اختیار کرے ۳ بیشک یاد آخرت کے عذاب سے ڈرانے والی یہ آیات مخلوق کے لئے نصیحت ہیں تو جو چاہے ایمان اور طاعت اختیار کرے اپنے رب تک جانے کی طرف راستہ اختیار کرے

أَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَ

اور تمہارے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کبھی دو تہائی رات سے قریب قیام کرتی ہے اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات۔ اور

اللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا

اللہ رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے اسے معلوم ہے کہ تم سے صحیح طور پر نہیں ہو سکے گا تو اس نے تم پر رحم فرمایا[۳] ہے

مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ

قرآن میں سے جتنا آسان ہو اتنا پڑھو[۴] اسے معلوم ہے کہ عنقریب تم میں سے کچھ لوگ بیمار ہوں گے اور کچھ

فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ

زمین میں اللہ کا فضل تلاش کرنے کیلئے سفر کریں گے اور کچھ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوں گے[۵]

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ

تو جتنا قرآن آسان ہو پڑھو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو

قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ

اچھا قرض دو[۶] اور جو بھلائی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس پاؤ گے وہ بہتر اور

اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۰

بڑے ثواب کی پاؤ گے اور اللہ سے بخشش مانگو بیشک اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

ع ۲

لغات: قیام اللیل سے مراد تہجد کی نماز ہے۔ تخفیف کی حکمت، مصلحت۔ جزیہ سب کاموں کی ہدایت

حل: [۱] اس سورت کی ابتدا اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تہجد کی فرضیت کا بیان ہوا اور یہ قول کے مطابق اس آیت میں بہت سے تہجد کی فرضیت منسوخ ہونے کا بیان ہے۔ [۲] اس آیت سے نماز تہجد مطلقاً امت پر فرض ثابت ہوتی ہے [۳] یہاں سے اس تخفیف کی حکمت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ عنقریب تم میں سے کچھ لوگ بیمار ہوں گے اور کچھ لوگ تجارت کے لیے زمین میں اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرتے یا علم حاصل کرنے چلے جائیں گے اور کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوں گے ان وجوہ سے ان سب پر رات کا قیام دشوار ہوگا۔ [۴] اس قرآن سے مراد نماز کے علاوہ بعض لوگ خارج نماز پڑھتے ہیں جیسے شروع دن سے صوفی کرتے ہیں اور بعض لوگ نماز میں خارج کرتے ہیں بعض مفسرین نے فرمایا اس سے تمام صدقات مراد ہیں جنہیں اچھی طرح حلال مال سے اور خوش دلی کے ساتھ راہ خدا میں خرچ کیا جائے

۷۴ سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٰیاتہا ۵۶ رکوعاتہا ۲

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ﴿۳﴾ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ

اے چادر اوڑھنے والے ○ کھڑے ہو جا پھر ڈر سنا ○ اور اپنے رب کی بڑائی بول ○ اور اپنے کپڑے پاک رکھ ○ اور گندگی سے

فَاهْجُرْ ۟﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۟﴿۶﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۟﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۟﴿۸﴾

دور رہ ○ اور یہ احسان نہ کر کہ زیادہ ملے ○ اور اپنے رب کے لئے ہی صبر کرتے رہو ○ پھر جب صور میں پھونکا جائے گا ○

فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۟﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۟﴿۱۰﴾ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ

تو وہ دن بڑی سخت دن ہوگا ○ کافروں پر آسان نہیں ہوگا ○ مجھے اور مجھ سے میں نے اکیلا

وَحِيْدًا ۟﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۟﴿۱۲﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۟﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ

پیدا کیا ○ اور بہت سا مال دیا ○ اور ساتھ حاضر رہنے والے بیٹے دیئے ○ اور میں نے اس کے لیے خوب

تَمْهِيْدًا ۟﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۟﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۟﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ

بچھایا ○ پھر وہ طمع کرتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں ○ ہرگز نہیں، یقیناً وہ ہماری آیتوں سے دشمنی رکھتا ہے ○ جلد ہی میں اسے آفت سے چڑھاؤں

شانِ نزول: (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کا حکم ملنا) کافروں پر مشکل ترین دن

وحید بن مغیرہ والے واقعہ اور وعید وحید بن مغیرہ ملعون

ربط: ① اس سے مراد کپڑے ہیں جو عادت کے مطابق پہنے جاتے ہیں کیونکہ عام طور پر کپڑوں کو ہی نجاست سے پاک رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے اور نماز کے علاوہ دوسرے حالتوں میں بھی پورے پاک رکھنا بہتر ہے۔ ② یہاں گندگی سے مراد "بتوں کی عبادت" ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح آپ پہلے بتوں کی پوجا سے دور رہتے تھے اسی طرح ہمیشہ اس سے دور رہیں۔ ③ یعنی فرائض سے زیادہ ملنے کی امید سے تحفہ دینا اگرچہ جائز ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے منع فرمایا گیا کیونکہ یہ شان نبوت کے لائق نہیں۔ ④ ولید بن مغیرہ مخزومی بہت بڑا دشمن تھا اللہ نے اسے اکیلا پیدا کیا تھا، اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ⑤ ولید بن مغیرہ کی دولت مال کا حال یہ تھا کہ اس کے پاس 1000 مثقال یعنی تقریباً 4 کلو چاندی تھی اور اس کے پاس دس گھوڑے تھے جو ہمیشہ اس کے پاس رہتے تھے اور ان کے علاوہ کثیر تعداد میں کھیتیاں، غلام اور لونڈیاں بھی تھیں۔

صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ

صعود پر چڑھانا گاؤں ہے شک اس نے سوچا اور دل میں ایک بات ٹھہرائی ○ تو اس پر لعنت ہو اس نے کیسی بات ٹھہرائی ○ پھر اس پر لعنت

قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ

اس نے کیسی بات ٹھہرائی ○ پھر نظر اٹھا کر دیکھا ○ پھر اس نے تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑا ○ پھر پیٹھ پھیری غرور کیا اور بولا

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ

یہ تو نہیں جادو ہے جو منقول چلا آتا ہے ○ یہ تو کسی بشر کا کلام ہے ○ عنقریب میں اسے دوزخ میں

سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾

جھونکوں گا ○ اور تجھے کیا معلوم کہ دوزخ کیا ہے؟ ○ نہ باقی رہنے دے گی اور نہ چھوڑے گی ○ لوگوں کی کھال جلا دینے والی ہے ○

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا

اس پر انیس داروغے ہیں ○ اور ہم نے دوزخ کے داروغے فرشتے ہی بنائے اور ان کا

عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ

ان کی یہ گنتی کافروں کی آزمائش کے لیے ہی رکھی ہے تاکہ جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ یقین کر لیں اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا ۙ وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ

ایمان والوں کا ایمان بڑھے اور اہل کتاب اور مسلمان شک نہ کریں

خلاصہ وحید بن مغیرہ کا تکبر اور قرآن سے متعلق نظریہ یہ بیان مغیرہ سے بعث بعد الموت اور جہنم کے داروغوں کی تعداد و

کیفیت کے متعلق کفار کے سوالات کا جواب ہے

حاشیہ ۱: وحید بن مغیرہ نے قرآن مجید کی آیت سن اس کی تعریف کی قوم نے اس پر الزام لگا دیا کہ یہ اپنے دین سے پھر گیا ہے اور جس کے طعنہ دلانے پر اس نے قوم کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر بات کی قوم نے پوچھا پس کیا کہتا ہے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جادوگر اور قرآن جادو ہے اس سے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں ۲: جب وہ آیت نازل ہوئی جس میں دوزخ مقرر فرشتوں کی تعداد ۱۹ بتائی گئی تو ابوجہل نے قریش سے کہا تمہارا ناس ہو کیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کے داروغوں سے دوزخ ۱۹ ہیں اور تم اتنی بہادر اور تعداد میں لشکر ہو تو کیا تم میں سے ہر دس نے ایک ایک داروغہ نہیں پکڑ لینا ابوالاشد بن اسید نے کہا میں ان میں سے دو کا ذمہ لیتا ہوں میں اکیلا ستر پر بھاری ہوں باقی تم سنبھال لینا ۳: یہ آیت نازل ہوئی

وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا

اور تاکہ جن کے دلوں میں مرض ہے وہ اور کافر کہیں اس عجیب و غریب بات سے اللہ کی کیا

مَثَلًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَمَا يَعْلَمُ

مراد ہے؟ یونہی اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے[1] اور تمہارے رب کے لشکروں کو

جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ﴿٣١﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿٣٢﴾ وَاللَّيْلِ

ان کے سوا کوئی نہیں جانتا[2] اور وہ جہنم تو انسان کیلئے نصیحت ہی ہے[3] ہرگز نہیں چاند کی قسم[4] اور رات کی

إِذْ أَدْبَرَ ﴿٣٣﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ﴿٣٤﴾ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿٣٥﴾ نَذِيرًا

جب وہ پیٹھ پھیرے[5] اور صبح کی جب وہ خوب روشن ہو جائے[6] بیشک وہ (جہنم) بہت بڑی چیزوں میں سے ایک چیز ہے[7] آدمیوں کو ڈرانے

لِّلْبَشَرِ ﴿٣٦﴾ لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿٣٧﴾ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ

والی ہے[8] ہر اس شخص کیلئے جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے رہنا چاہے[9] ہر جان اپنے کمائے ہوئے اعمال میں

رَهِينَةٌ ﴿٣٨﴾ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ﴿٣٩﴾ فِي جَنَّاتٍ ۖ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٤٠﴾ عَنِ

گروی رکھی ہے[10] مگر دائیں طرف والے[11] باغوں میں ہوں گے، وہ پوچھ رہے ہوں گے[12] مجرموں

الْمُجْرِمِينَ ﴿٤١﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿٤٣﴾

سے[13] کون سی چیز تمہیں دوزخ میں لے گئی؟[14] وہ کہیں گے ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے[15]

فوائد: چند اعمالِ شنیعہ جہنم کے ساتھ جہنم سے متعلق امور — اپنے عمل میں گروی ہونا — جنتیوں کا مجرموں سے سوال اور ان کا جواب

حواشی: (1) یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ گنتی بیان کی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ (2) جہنم کے امور و فرشتوں کی تعداد کے متعلق ابوجہل نے کہا تھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رب کا علم صرف 19 تک ہے؟ کیا ہم میں سے ہر شخص ان سب پر بھاری نہیں ہے؟ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ کے لشکروں کی تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ جو مخلوقات ہمارے سامنے یا ہمیں موجود ہیں ہمیں کوئی بھی طرح شمار نہیں یا سکتا جو نظر آتے ہیں ان مخلوقات میں ان کا تو بیان ہی کیا ہے۔ (3) اس سے معلوم ہوا انسان اپنے اعمال میں مجبور محض نہیں بلکہ اسے ایک طرح کا اختیار حاصل ہے۔ وہ چاہے تو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم کی طرف آگے بڑھے یا نیکی اختیار کر کے جنت کی طرف پیچھے ہٹ جائے اور جہنم کے عذاب میں گرفتار ہو جائے۔

وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا

اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے ○ اور بیہودہ گو لوگوں کے ساتھ بیہودہ باتیں کرنے لگ جاتے تھے ○ اور ہم

نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٤٦﴾ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ

حساب کے دن کو جھٹلاتے رہے ○ یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی ○ تو انہیں سفارشیوں کی سفارش

الشَّافِعِينَ ﴿٤٨﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿٤٩﴾ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ﴿٥٠﴾

کام نہ دے گی ○ تو انہیں کیا ہو گیا ہے کہ نصیحت سے منہ پھیرے ہوئے ہیں ○ گویا وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں ○

فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُؤْتَىٰ صُحُفًا

جو شیر سے بھاگے ہوں ○ بلکہ ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اسے کھلے ہاتھ میں دیدیے

مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا ۖ بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾

جائیں ○ ہرگز نہیں بلکہ وہ آخرت سے ڈرتے نہیں ○ ہاں یہ یقیناً نصیحت ہے ○

فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ

تو جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے ○ اور وہ اللہ کے چاہنے سے ہی نصیحت حاصل کر سکتے ہیں وہی لائق ہے کہ اس سے

الع ۲

التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾

ڈرا جائے اور مغفرت فرمانے والا ہے ○

کفار کی شفاعت سے محرومی (نصیحت سے منہ موڑنے میں کفار کی روش) (آخر تک نصیحت ہے)

توفیق الٰہی کے بغیر حصولِ نصیحت ممکن نہیں

① یعنی اہل جہنم شہداء و صلحاء جنہیں اللہ تعالیٰ نے شفاعت کرنے کا اذن دیا ہے وہ گناہگاروں کی شفاعت کریں گے، کافروں کی شفاعت نہیں کریں گے لہٰذا جو لوگ یہاں نہیں لے رہے انہیں قیامت کے دن شفاعت میسر بھی نہ ہوگی ② سورۃ کریمہ کی اس آیت ﴿هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ کے بارے میں، ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے یہ شان ہے کہ مجھ سے ڈرا جائے لہٰذا جو مجھ سے ڈرے اس سے میرے ساتھ کوئی دوسرا خدا بنایا تو میری شان کے لائق ہے کہ بخش دوں۔ (الترمذی، ج ۵، ص ۲۰۱، حدیث ۳۳۲۹)

سورۃ القیامۃ ۷۵ — مکیۃ — ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجزء ۲۹ — رکوعاتہ ۲

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝١ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝٢ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ

مجھے قیامت کے دن کی قسم ہے ۝١ اور مجھے اس جان کی قسم ہے جو اپنے اوپر ملامت کرے ۝٢ کیا آدمی یہ سمجھتا ہے

اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝٣ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝٤ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ

کہ ہم ہرگز اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے ۝٣ کیوں نہیں ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کے انگلیوں کے پوروں (تک) کو ٹھیک کر دیں ۝٤ بلکہ آدمی چاہتا ہے

لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝٥ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝٦ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝٧ وَخَسَفَ

کہ وہ آگے کو جھٹلائے ۝٥ پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا ۝٦ تو جس دن آنکھ خیرہ ہو جائے گی ۝٧ اور چاند

الْقَمَرُ ۝٨ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝٩ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝١٠

تاریک ہو جائے گا ۝٨ اور سورج اور چاند جمع کر دیے جائیں گے ۝٩ اس دن آدمی کہے گا بھاگنے کی جگہ کہاں ہے ۝١٠

كَلَّا لَا وَزَرَ ۝١١ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمُسْتَقَرُّ ۝١٢ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا

ہرگز نہیں، کوئی پناہ نہیں ہوگی ۝١١ اس دن تیرے رب ہی کی طرف جا ٹھہرنا ہے ۝١٢ اس دن آدمی کو اس کا سب

قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝١٣ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝١٤ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝١٥

اگلا پچھلا بتا دیا جائے گا ۝١٣ بلکہ آدمی خود اپنے حال پر پوری نگاہ رکھنے والا ہوگا ۝١٤ چاہے کتنے معذرتیں لائے ۝١٥

عنوان: قسم قیامت کا قسم کے بیان میں — قیامت کے بارے سوال — قیامت کا منظر — قیامت کا بنیادی مقصد

دور قیامت انسان کی خوبی کو اس کی معصیت کو بیان کرنا

حل لغات: ① کسی سے مراد وہ شخص ہے جو نیکی اور گناہ سے تکلیف کرنے والا ہونے سے باوجود اپنے نفس کو ملامت کرتا ہے ② جس بیت میں کسی سے مراد ہر وہ خاص عدی ہے جو دنیا سے ہر کافر مرد کے جو مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتا ہے ③ اس بیت کا معنی یہ ہے کہ کوئی مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور قیامت کے دن حساب ہونے کو جھٹلاتا ہے حالانکہ یہ اس کے سامنے ہے ④ اس کا معنی ہے کہ کوئی گناہ کو معمولی اور توبہ کو مؤخر کرتا رہتا ہے کہ اب توبہ کروں گا اب عمل کروں گا یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے اور وہ اسی بری میں مبتلا ہوتا ہے ⑤ یہ ملا پنے طلوع ہونے میں ہوگا دونوں مغرب سے طلوع ہوں گے یہ ہونے میں ہوگا کہ دونوں کی روشنی ختم ہو جائے گی۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ

تم (یاد کرنے) کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان نہ ہلایا کرو ﴿۱۶﴾ بیشک اس کا جمع کرنا اور (تمہارے) پڑھنے کا ذمہ ہمارے ذمہ ہے ﴿۱۷﴾ تو جب ہم اسے پڑھ لیں

فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَ

تو اس وقت اس پڑھے ہوئے کی پیروی کرو ﴿۱۸﴾ پھر بیشک اسے بیان کرا دینا ہمارے ذمہ ہے ﴿۱۹﴾ ہرگز (ایسا نہ کرنا چاہئے) بلکہ تم جلد ہونے والی (دنیا) کو پسند کرتے ہو ﴿۲۰﴾ اور

تَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وَوُجُوْهٌ

آخرت کو چھوڑتے ہو ﴿۲۱﴾ کچھ چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے ﴿۲۲﴾ اپنے رب کو دیکھتے ہوئے ہوں گے ﴿۲۳﴾ اور کچھ چہرے

يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾

اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے ﴿۲۴﴾ سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ دینے والا سلوک کیا جائے گا ﴿۲۵﴾ ہاں ہاں جب جان گلے تک پہنچ جائے گی ﴿۲۶﴾

وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾

اور کہا جائے گا کہ جھاڑ پھونک کرنے والا کون ہے ﴿۲۷﴾ اور وہ سمجھے گا کہ یہ جدائی کا وقت ہے ﴿۲۸﴾ اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی ﴿۲۹﴾

لغات حفاظت قرآن کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لی ہے

اگلا قیامت کا حال جب

اور قیامت کفار کے چہروں پر بے نوری کی تاریکی

اور قیامت کے دن کافروں کے چہروں پر بے نوری کی تاریکی اور پریشانی

موت سے وقت مایوسی اور بے کسی کی بات

حل (۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لے کر آتے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل علیہ السلام کے پڑھنے کے ساتھ ہی زبان اور ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشقت ہوتی جو دوسروں کو بھی معلوم ہو جاتی تھی اس پر یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابن جریر ۲۶۹۱۳، عبدالرزاق ۳۹۲۹) (۲) صرف دنیا سے محبت رکھنا اس کی بہتری میں مشغول ہونا آخرت کو فراموش کرنے کے لیے کوشاں ہونا یہ سب باتیں سراسر نقصان دہ ہیں اس سے بچنا لازم ہے (۳) اس آیت سے ثابت ہوا کہ آخرت میں مومنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے اور اس پر قرآن و حدیث اور اجماع سے کثیر دلائل قائم ہیں اور یہ دیدار کسی کیفیت و جہت کے بغیر ہوگا۔ (۴) اس آیت سے لفظ منافقین کا معنی سمجھ آجاتا ہے کہ قیامت کے دن کچھ چہرے ایسے ہوں گے کہ وہ اپنی بدبختی کے آثار کچھ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو چکیں گے ان کا رنگ سیاہ ہو جائے گا اور ان سے خوشی کے آثار ختم ہو جائیں گے (۵) اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ موت کی سختی اور تکلیف انسان کے پاؤں ایک دوسرے سے لپٹ جائیں گے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ دونوں پاؤں کفن میں لپیٹ دیئے جائیں گے۔ تیسرا معنی یہ ہے کہ ایک سختی کے ساتھ دوسری سختی جمع ہو جائے گی۔

اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِ ۨالْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾

اس دن تیرے رب ہی کی طرف چلنا ہوگا ○ تو کافر نے نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی ○ ہاں جھٹلایا اور پھیر ○

ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾

پھر اپنے گھر والوں کی طرف اکڑتا ہوا چل گیا ○ تیرے لئے خرابی ہے پھر خرابی ہے ○ پھر تیرے لئے خرابی ہے پھر خرابی ہے ○

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ

کیا آدمی اس گمان میں ہے کہ اسے آزاد چھوڑ دیا جائے گا ○ کیا وہ اس منی کا ایک قطرہ نہ تھا جو گرائی جاتی ہے ○

عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ

خون کا لوتھڑا ہوگیا تو پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا ○ تو اس سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنائیں ○ کیا

ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

جس نے یہ سب کچھ بنایا وہ اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے ○

سُوْرَةُ الدَّهْرِ ۷۶ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلسَّابِقُ ۲ رُكُوْعَاتُهٗ ۲

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا

بیشک آدمی پر زمانہ میں ایک وقت وہ آیا کہ وہ کوئی چیز نہ تھا قابل ذکر ○ بیشک ہم نے

شانِ نزول: یہ کافروں کی بری صفات اور ان کے لئے جہنم کا بیان (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر قدرت الٰہی کی ایک دلیل)

انسان کو اپنے وجود پر غور کی دعوت

ربط: (۱) ہمیں بالکل آزاد نہیں چھوڑا گیا کہ جیسے چاہیں زندگی گزاریں، جیسے چاہیں اعمال کریں اور کسی مرضی کے مطابق جس طرح اور جہاں چاہیں رہیں بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ نے ہمیں بعض چیزوں کا پابند اور بعض سے منع کیا اور زندگی گزارنے کے لئے ایک دائرہ کار عطا فرمایا ہے جس میں رہ کر ہمیں اپنی زندگی کے ایام پورے کرنے ہیں شریعت کے احکامات سے آزاد ہو کر جینا ان کی نافرمانی اور ناشکری ہے (۲) کلبی مفسرین کے نزدیک اس آیت میں الانسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں جو وقت سے بہت پہلے کا وقت ہے جس کے گزرنے کا ذکر ہے بعض مفسرین کے نزدیک یہاں الانسان سے مراد ہر وہ شخص ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے اور اس وقت سے مراد ہے جب وہ رحم مادر میں تھا۔

الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ اِنَّا هَدَيْنٰهُ

آدمی کو ہم نے ملی ہوئی منی سے پیدا کیا تاکہ ہم اس کا امتحان لیں تو ہم نے اسے سننے والا دیکھنے والا بنا دیا ۝ بیشک ہم نے اسے

السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۠ وَ

راستہ دکھایا اب وہ شکر کرنے والا ہو یا ناشکرا ہو ۝ بیشک ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں اور

اَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا

طوق اور بھڑکتی آگ تیار کی ہیں ۝ بیشک نیک لوگ اس جام سے پئیں گے جس میں

كَافُوْرًا ۝ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝ يُوْفُوْنَ

ملاوٹ ہوگی کافور ۝ وہ کافور ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے خاص بندے پئیں گے وہ اسے جہاں چاہیں گے کاٹ کر لے جائیں گے ۝ یہ لوگ

بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ

منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہوگی ۝ اور وہ اللہ کی محبت میں

مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ

مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں ۝ ہم تمہیں خاص اللہ کی رضا کے لیے کھلاتے ہیں ہم تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور

ترجمہ: محبت کے باوجود انسانوں کے دو گروہ — کفار کے لیے طوق، زنجیریں اور بھڑکتی آگ

نیک لوگوں کے جنتی مشروب کا حال — (نیک لوگوں کی صفت)

تفسیر: ۲ یہاں انسان سے حضرت آدم علیہ السلام اور مراد ہے اور آگے سے ان جیسے تمام انسانوں کی پیدائش سے متعلق اللہ تعالیٰ نے بتانا چاہا ہے کہ اس نے نر اور مادہ عورت کی ملی ہوئی منی سے پیدا کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت انسان کی پیدائش کے سلسلے میں اس درجے کی نمایاں نظر آئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا کر دیا حضرت حوا کو صرف باپ سے بغیر ماں کے پیدا کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا ۳ اللہ تعالیٰ کے انعام خاص بندے جن پر کائنات کی وجہ سے جنت کے عظیم ثواب کے حق دار ہوئے وہ یہ ہیں: (۱) وہ لوگ جو عبادت اور شریعت کے واجبات پر عمل کرتے ہیں یعنی وہ عبادات جو ان پر واجب ہیں لیکن منت مان کر نہیں بلکہ واجب کر لینے کی وجہ سے ادا کرتے ہیں ۷ قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں اس کی شدت اور سختی پھیلی ہوئی ہوگی ۸ مسکین یتیم اور قیدی کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کھانا کھلاتے ہیں۔

لَا شُكُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ

ہم شکریہ ۝ بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک دن کا ڈر ہے جو بہت منہ بگاڑنے والا بہت سخت ہے ۝ تو اللہ نے انہیں

ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ

اس دن کے شر سے بچالے گا اور انہیں تازگی اور خوشی دے گا ۝ اور ان کے صبر کے بدلے جنت اور

حَرِيْرًا ۝ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّ

ریشمی کپڑے بدلے میں دے گا ۝ وہ جنت میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے نہ وہاں دھوپ دیکھیں گے اور

لَا زَمْهَرِيْرًا ۝ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝ وَيُطَافُ

نہ سخت سردی ۝ اور ان کے سایے ان پر جھکے ہوں گے اور جنت کے پھل ان کے بالکل پاس ہوں گے ۝ اور

عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ۝ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ

ان پر چاندی کے برتن اور گلاس کے اور ہوں گے جو شیشے کی طرح ہوں گے ۝ چاندی کے شفاف شیشے

قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۝ عَيْنًا

جنہیں پلانے والوں نے پورے اندازے سے بھر کر تیار کیا ہوگا ۝ اور جنت میں انہیں ایسے جام پلائے جائیں گے جس میں زنجبیل ملا ہوا ہوگا ۝ جنت کا چشمہ

فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۝ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ

جنت میں ہمیشہ رہنے والوں کو پلایا جائے گا جس کا نام سلسبیل ہوگا ۝ اور ان کے پاس ہمیشہ رہنے والے لڑکے خدمت کے لیے پھریں گے جب تو انہیں دیکھے گا

حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ۝

تو انہیں بکھرے ہوئے موتی سمجھے گا ۝ اور جب تو وہاں دیکھے گا تو نعمتیں اور بہت بڑی سلطنت دیکھے گا ۝

ترجمہ: شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی صاحب

فوائد: ① صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جس نے ساتھ بھلائی کی جائے چاہے وہ لوگوں کو کھانا کھلانا ہو یا دعوت دینا ہو جس کے ساتھ بھلائی کی جائے احسان جتانا یا کسی طرح سے اس بدلہ حاصل کرنا مقصود نہ ہو ② نیک بندے گناہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے پر اور اللہ کے بدلے پر صبر کرنے والے ہیں اس کے بدلے اللہ تعالیٰ انہیں جنت اس کی عظیم الشان نعمتیں عطا کرے گا۔

عَلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۚ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَ

ان پر باریک اور موٹے ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور

سَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ

ان کا رب انہیں پاکیزہ شراب پلائے گا۔ (ان سے کہا جائے گا) بیشک یہ تمہارے لئے صلہ ہے اور تمہاری محنت کی

مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ ع ۱۶

قدر کی گئی ہے ﴿۲۲﴾ (اے حبیب!) بیشک ہم نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کرکے اتارا ہے ﴿۲۳﴾ تو اپنے رب کے حکم پر

رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾

ہو اور ان میں کسی گناہگار یا ناشکرے کی بات نہ سنو ﴿۲۴﴾ اور صبح و شام اپنے رب کا نام یاد کرو ﴿۲۵﴾

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَ

اور رات کے کچھ حصے میں اس کے آگے سجدہ کرو اور لمبی رات میں اس کی پاکی بیان کرو ﴿۲۶﴾ بیشک یہ لوگ جلد جانے والی (دنیا) سے محبت کرتے ہیں اور

يَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا

اپنے آگے ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں ﴿۲۷﴾ ہم نے انہیں پیدا کیا اور ان کے اعضا اور جوڑ مضبوط کئے اور ہم جب

شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى

چاہیں ان جیسے اور بدل دیں ﴿۲۸﴾ بیشک یہ نصیحت ہے تو جو چاہے اپنے رب کی طرف

ترجمہ: قرآن کی حفاظت ہم نے کی ہے ۔ حکم ہے صبر اور مطلب نفلی عبادت کے بڑھنے کی تاکید ۔ مخصوص اوقات میں ذکر کرنے کا حکم

کفار کی دنیا سے محبت اور آخرت سے بے پروائی ۔ کفار کا انجام ۔ قرآن کے نصیحت ہونے کا اعتبار

حل لغات: ﴿۱﴾ بعض مفسرین کے نزدیک آیت میں "لیل" سے نماز مراد ہے چنانچہ صبح سے مراد نماز فجر اور شام کے سے ظہر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں جبکہ رات کے کچھ حصے میں سجدہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور رات کی لمبی رات میں سے جس کی پاکی بیان کرنے سے مراد یہ ہے کہ فرائض کی ادائیگی کے بعد نوافل پڑھتے رہیں جس میں تہجد کی نماز بھی شامل ہو گئی اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہاں "لیل" سے مراد زمانہ ہے اور مقصد یہ ہے کہ رات کے تمام اوقات میں دن اور رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہیں ﴿۲﴾ بھاری دن سے قیامت کا دن مراد ہے جس کی سختیاں کافروں پر بھاری ہوں گی

سَبِيْلًا ﴿٣٩﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

راہ اختیار کرے ﴿٣٩﴾ اور تم کچھ نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے بیشک اللہ خوب علم والا،

حَكِيْمًا ﴿٣٠﴾ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

حکمت والا ہے ﴿٣٠﴾ وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں لے جاتا ہے اور ظالموں کے لیے اس نے دردناک عذاب تیار

اَلِيْمًا ﴿٣١﴾

کیا ہے ﴿٣١﴾

الجزء ٢٩

سورۃ المرسلٰت ۷۷ مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٰیاتھا ۵۰ رکوعاتھا ۲

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿١﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿٢﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿٣﴾ فَالْفٰرِقٰتِ

قسم ان کی جو لگاتار بھیجی جاتی ہیں ﴿١﴾ پھر ان کی جو جھکڑ چلاتی ہیں ﴿٢﴾ اور خوب پھیلا دینے والیوں کی ﴿٣﴾ پھر خوب جدا کرنے والیوں

فَرْقًا ﴿٤﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿٥﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ﴿٦﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾

کی ﴿٤﴾ پھر دل میں القا کرنے والیوں کی ﴿٥﴾ عذر کے لیے یا ڈر کے لیے ﴿٦﴾ بیشک جس بات کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے ضرور واقع ہونے والی ہے ﴿٧﴾

عنوان: مشیت الٰہی کے سب پر غالب ہونے کا بیان (پانچ صفات کی قسم اور قیامت کے ضرور واقع ہونے کا ذکر)

حاشیہ: ﴿٢٩﴾ تمہاری چاہت ارادہ اللہ تعالیٰ کی چاہت و ارادہ کے تابع ہے تمہاری تحصیل یہ ہے کہ انسان کسی طرح بے اختیار اور مجبور محض نہیں بلکہ اسے اختیار اور ارادہ عطا ہوا ہے جس سے انسان اچھے برے کام کرتا ہے لیکن یہ اختیار اور ارادہ بالکل مستقل اور اللہ تعالیٰ سے بے نیاز بھی نہیں بلکہ اس کا ارادہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ماتحت ہے لہٰذا انسان مختار مطلق نہیں، یہی عقیدہ ہے ایمان کا۔ اسے یوں بھی تعبیر کیا جاتا ہے کہ بندہ ارادہ کرے جب کوئی کام کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے ارادے سے اس فعل کو پیدا کر دیتا ہے اور یوں وہ فعل وجود میں آتا ہے ﴿٣٠﴾ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی پہلی پانچ آیات میں پانچ صفات کی قسم ارشاد فرمائی اور ان چیزوں کی یہ صفات ہیں ان آیات میں ذکر نہیں کیا گیا اسی لئے مفسرین نے ان چیزوں کی تعیین میں بہت کی وجہات بیان کی ہیں۔ (1) یہ پانچوں صفتیں ہواؤں کی ہیں۔ (2) یہ پانچوں صفتیں فرشتوں کی ہیں۔ (3) یہ پانچوں صفتیں قرآن پاک کی آیات کی ہیں۔ (4) پہلی تین صفتیں ہواؤں کی ہیں چوتھی صفت قرآن پاک کی آیات کی اور پانچویں صفت فرشتوں کی ہے۔ (5) پہلی تین صفتیں ہواؤں کی ہیں چوتھی اور پانچویں صفت فرشتوں کی ہے ﴿٣١﴾ یعنی روز القاء رسالت جس میں قرآن نازل کرنا ہے کہ مخلوق میں سے کس کے عذر بیان کرنے ہیں کس کی نجات ہے یا یہ کہ کل عذاب اسی دن کے لئے ہے۔

فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝ وَ

پھر جب تارے مٹا دیئے جائیں گے ۝ اور جب آسمان پھاڑ دیئے جائیں گے ۝ اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے ۝ اور

اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۝ لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ۝ لِیَوْمِ الْفَصْلِ ۝ وَ

جب رسولوں کو ان کے حاضر ہونے کا وقت مقرر کیا جائے گا ۝ کس دن کے لئے ملتوی کیا گیا تھا ۝ فیصلہ کے دن کے لئے ۝ اور

مَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ۝ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝ اَلَمْ نُهْلِكِ

تجھے کیا معلوم کہ وہ فیصلے کا دن کیا ہے ۝ اس دن جھٹلانے والوں کیلئے خرابی ہے ۝ کیا ہم نے پہلے لوگوں کو

الْاَوَّلِیْنَ ۝ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ ۝ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ۝

ہلاک نہیں کر دیا ۝ پھر بعد والوں کو ان کے پیچھے پہنچائیں گے ۝ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں ۝

وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۝ فَجَعَلْنٰهُ فِیْ

اس دن جھٹلانے والوں کیلئے خرابی ہے ۝ کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہیں فرمایا ۝ پھر ہم نے ایک محفوظ

قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۝ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ فَقَدَرْنَا ۟ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝

جگہ میں رکھا ۝ ایک معلوم اندازے تک ۝ تو ہم قادر تھے ہم ہی اچھے قدرت والے ہیں ۝

وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ۝ اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا ۝ وَّ

اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے ۝ کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی نہیں بنایا ۝ زندوں اور مُردوں کو ۝ اور

خلاصہ ہولناک قیامت کا بیان اور جھٹلانے والوں کو تنبیہ گزشتہ قوموں کی ہلاکت کی طرف اشارہ اور جھٹلانے والوں کو تنبیہ

منکرین قیامت کو جواب (پہلی دلیل انسان کے اپنے وجود سے)

فائدہ خاص وقت سے وہ وقت مراد ہو سکتا ہے جس میں رسول اپنی قوموں پر گواہی دینے کے لئے حاضر ہوں گے یا اس سے وہ وقت مراد ہو سکتا ہے جس میں ثواب یا فضیلت حاصل کرنے سے پیچھے رہ جانے والے افسوس کریں گے ② پہلے لوگوں سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی قوم قوم عاد اور قوم ثمود وغیرہ ہیں ③ یہاں بعد والوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو گزشتہ امتوں سے عبرت نہ پکڑنے پر چل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلا رہے ہیں ④ یہ محفوظ جگہ ماں کا رحم ہے ⑤ معلوم اندازوں سے مراد وقت کا وقت ہے جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ۔ دوسرا معنی ہے پانی سے کم یا زیادہ ⑥ اللہ جل شانہ نے زمین کو تمام زندہ اور مردہ لوگوں کو جمع کرنے والی بنایا ہے ۔ زندہ لوگ اس کی پشت پر مکانات اور محلات میں رہتے ہیں اور مردہ لوگ اس کے اندر بنی قبروں میں رہتے ہیں

جَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شَمِخَاتٍ وَأَسْقَيْنَاكُم مَّاءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

ہم نے اس میں اونچے اونچے مضبوط پہاڑ بنا دیئے اور تمہیں خوب میٹھے پانی سے تمہیں یہ سب کیا ﴿۲۷﴾ اس دن

لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٨﴾ انطَلِقُوا إِلَىٰ مَا كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٩﴾ انطَلِقُوا إِلَىٰ ظِلٍّ ذِي

جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے ﴿۲۸﴾ اس کی طرف چلو جسے تم جھٹلاتے تھے ﴿۲۹﴾ تین دھوئیں کے سائے کی طرف چلو جس کی

ثَلَاثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَّا ظَلِيلٍ وَلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ

تین شاخیں ہیں ﴿۳۰﴾ جو نہ سایہ دے نہ وہ شعلے سے بچائے ﴿۳۱﴾ بیشک وہ محل بڑی بڑی چنگاریاں پھینکتی

كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾ كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٤﴾ هَٰذَا يَوْمُ

ہے ﴿۳۲﴾ گویا وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں ﴿۳۳﴾ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے ﴿۳۴﴾ یہ وہ دن ہے جس میں

لَا يَنطِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ﴿٣٦﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٧﴾

وہ بول نہ سکیں گے ﴿۳۵﴾ اور نہ انہیں اجازت ملے گی کہ عذر پیش کریں ﴿۳۶﴾ اس دن جھٹلانے والوں کیلئے خرابی ہے ﴿۳۷﴾

هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۖ جَمَعْنَاكُمْ وَالْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ فَإِن كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ ﴿٣٩﴾

یہ فیصلے کا دن ہے ہم نے تمہیں اور سب اگلوں کو جمع کر دیا ﴿۳۸﴾ پس اگر تمہارا کوئی داؤ ہو تو مجھ پر چلو ﴿۳۹﴾

عنوان روزِ قیامت منکرین سے ہولناک خطاب (جہنمی چنگاریوں کا حال اور جھٹلانے والوں کو تنبیہ)

روزِ قیامت عذاب ہے ان کا / روزِ قیامت کفار کا عذر قبول نہیں

ترجمہ ① یعنی قیامت کے دن کافروں سے کہا جائے گا کہ اس آگ اور عذاب کی طرف چلو جسے تم یہاں جھٹلاتے تھے۔ ② اس آیت میں جس دھوئیں کا ذکر ہے اس سے جہنم کا دھواں مراد ہے یہ دھواں اونچا ہو کر تین شاخوں میں تقسیم ہو جائے گا اور اس کی یہ تین شاخیں کافروں کے سروں پر پہنچ کر بائیں طرف اور پیچھے کی طرف سے دائیں طرف ہوں گی۔ ③ قیامت کے دن بہت سے موقع ہوں گے جن میں سے بعض موقع پر کفار کلام کریں گے اور بعض میں کچھ بول نہ سکیں گے۔ ④ قیامت کے دن کفار سے عذر معذرت کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس بات کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے پاس کوئی عذر موجود ہوگا لیکن عذر پیش کرنے کی اجازت نہ ہوگی بلکہ درحقیقت ان کے پاس کوئی عذر ہی نہ ہوگا یہ کہنا کہ ہم تحقیق تمام کر دیں گے اور آخرت جیسے اہم معاملہ کی تحقیق نہ کی جائے یہ بات نہیں مانی جائے گی البتہ نہیں یہ فاسد خیال آئے گا کہ کچھ جھوٹے بہانے بنائیں یہ جھوٹے بہانے پیش کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ

اس دن جھٹلانے والوں کیلئے خرابی ہے ○ بیشک ڈر رکھنے والے سایوں اور چشموں میں ہوں گے ○ اور پھل

مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا

میں سے جو وہ چاہیں گے ○ (ان سے کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو مزے سے اپنے اعمال کے بدلے میں ○ بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا

ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ○ اس دن جھٹلانے والوں کیلئے خرابی ہے ○ (اے کافرو) تم تھوڑا سا کچھ دن کھا لو اور فائدہ اٹھا لو

اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ

بیشک تم مجرم ہو ○ اس دن جھٹلانے والوں کیلئے خرابی ہے ○ اور جب ان سے کہا جائے کہ

ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ

جھک جاؤ تو وہ نہیں جھکتے ○ اس دن جھٹلانے والوں کیلئے خرابی ہے ○ پھر اس کے بعد وہ کون سی

بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾

بات پر ایمان لائیں گے؟ ○

پارہ ۲۹

مضامین پہلے گروہ کا حال — کفار قریش سے خطاب — عبادت الٰہی نہ کرنے پر ملامت

منکرین نبوت، عرب پر خصوصی التفات — قرآن کی عظمت

ملاحظہ ! قیامت کے دن جب نفاق کو سجدے کے لئے بلایا جائے گا تو وہ سجدہ نہیں کرے گا اور وہ سجدہ نہیں کریں گے تو کہا جائے گا کہ سجدہ کریں ان سے کہا جائے گا کہ ایمان لاؤ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھو تو یہ نماز نہیں پڑھتے تھے اس لیے آج یہ سجدہ کرنے سے محروم کر دیے گئے ۔ یعنی قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں سب سے آخری کتاب اور بہت ظاہر معجزہ ہے جب یہ لوگ اس پر ایمان نہ لائے تو پھر اس کے بعد وہ کس کتاب پر ایمان لائیں گے۔

۷۸ سُوْرَةُ النَّبَإِ ۸۰ مَكِّيَّة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٰیات ۴۰ رکوعات ۲

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝١ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيْمِ ۝٢ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝٣

وہ کس امر میں کس چیز کے بارے میں سوال کر رہے ہیں؟ ۲ بڑی خبر کے متعلق ۳ جس میں یہ مختلف ہے

كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝٤ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝٥ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝٦

خبردار وہ جلد جان جائیں گے ۵ پھر خبردار وہ جلد جان جائیں گے ۶ کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا؟

وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝٧ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝٨ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝٩ وَّجَعَلْنَا

اور پہاڑوں کو میخیں ۷ اور ہم نے تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کیا ۸ اور تمہاری نیند کو تمہارے لئے راحت بنایا ۹ اور رات کو

الَّيْلَ لِبَاسًا ۝١٠ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝١١ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝١٢

لباس بنایا ۱۰ اور دن کو روزی کمانے کا وقت بنایا ۱۱ اور تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنا دیئے

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝١٣ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝١٤ لِّنُخْرِجَ

۱۲ اور ایک بہت چمکتا چراغ (سورج) بنایا ۱۳ اور بدلیوں سے زور دار پانی اتارا ۱۴ تاکہ اس سے دانہ

بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝١٥ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝١٦ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝١٧ يَّوْمَ

اناج اور سبزہ نکالیں ۱۵ اور گھنے باغات ۱۶ بیشک فیصلے کا دن یہ مقرر وقت ہے ۱۷ جس دن

عنوان قیامت کے بارے میں سوال کرنے والوں کو تنبیہ کائنات میں قدرت کی کچھ نشانیاں

آیات ۱ تا ۱۶ کائنات اور انسان سے متعلق مناظر

ربط ۱ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں یہاں اس بات کے عظیم الشان ہونے کی وجہ سے سوال کے بارے میں بیان فرمایا گیا ہے ۲ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار و مشرکین کی موت اور مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کی خبر دی اور قرآن کریم کو جھوٹ بتایا تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا لائے ہیں؟ اس کی اسی گفتگو کو یہاں بیان کیا گیا ہے ۳ بڑی خبر سے مراد قرآن پاک ہے اور اس میں اختلاف یہ تھا کہ کوئی قرآن پاک کو جادو یا شعر کہتا تھا یا دیوانے کی بڑ کہتا تھا یا پہلے لوگوں کی کہانیاں کہتا تھا اور آپ کو کاہن کہتا تھا اور اس میں اختلاف یوں تھا کہ کوئی کافر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر کہتا تھا اور کوئی شاعر اور کوئی کاہن بتاتا تھا

يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾

صور میں پھونک ماری جائے گی (۱) تو تم فوج در فوج چلے آؤ گے ○ اور آسمان کھول دیا جائے گا تو وہ دروازے ہی دروازے ہو جائے گا ○

وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطّٰغِيْنَ

اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ ایسے ہو جائیں گے جیسے ریت چمکتی ہوئی (جو دور سے پانی کا) دھوکا دیتی ہے ○ بیشک جہنم تاک میں ہے ○ سرکشوں

مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا

کے لئے ٹھکانہ ہے ○ (جس میں) وہ مدتوں رہیں گے ○ (اس میں) کسی طرح کی ٹھنڈک کا مزہ نہ چکھیں گے اور نہ پینے کو ○ مگر کھولتا پانی

وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا

اور دھوون کی پیپ (۲) ○ ان کو پورا پورا بدلہ ملے گا (۳) ○ بیشک وہ حساب کا خوف نہ رکھتے تھے ○ اور ہماری

بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ

آیتوں کو بہت زیادہ جھٹلاتے تھے ○ اور ہم نے ہر چیز لکھ کر شمار کر رکھی ہے ○ (تو آپ چکھو) تو ہم تمہارے

اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ ع اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ ۱۵ پ

عذاب ہی کو بڑھائیں گے ○ بیشک پرہیزگاروں کے لئے کامیابی کی جگہ ہے (۴) ○ باغات اور انگور ○ اور جوبن کی بھری ہوئی

اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً

جوان عورتیں ○ اور چھلکتا جام ہے ○ وہاں نہ بیہودہ بات سنیں گے اور نہ جھوٹ (۵) ○ (یہ) بدلہ ہے

ترجمہ: باغوں اور انگوروں کا، ہم عمر (حسین) عورتوں کا جو ہم سن ہوں، اور چھلکتے ہوئے جام کا۔ (ان نعمتوں کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ

تفسیر: ۱ یہاں دو بار صور میں پھونک مارے جانے کا ذکر ہے۔ ۲ مفسرین نے اس آیت سے مختلف معنی بیان کیے ہیں۔ (۱) جہنم کافروں کی گھات میں ہے۔ (۲) جہنم کے فرشتے لفافہ کے منتظر ہیں۔ (۳) جہنم ایک گھر ہے اور وہی اس کا ٹھکانہ ہے۔ ۳ جس سے گزرے بغیر جنت تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ ۴ سرکش و متکبر جہنم میں کسی طرح کی ٹھنڈک محسوس نہ کریں گے جس سے تھوڑا سا بھی راحت نصیب ہو اور جہنم کی گرمی سے کچھ بچاؤ ہو سکے اور نہ جہنم سے نکلنے اور وہاں کے پانی اور جہنمیوں کی پیپ کے علاوہ کچھ پینے کو ملے گا ۵ یعنی جیسے عمل ہوں گے ویسی جزا ملے گی۔ چونکہ کفر سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں ہے اس لئے سب سے سخت عذاب بھی انہی کا ہوگا ۶ اصل کامیابی وہ نہیں جو دنیا میں پیسے کی کامیابی ہے بلکہ حقیقی کامیابی وہ ہے جو قیامت کے دن جنت حاصل کرنا ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ایسے اعمال کرے جس سے یہ کامیابی اسے حاصل ہو اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے جنت اور اس کی ابدی نعمتیں حاصل کرے۔

مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

تمہارے رب کی طرف سے بہت کافی عطا ﴿۳۶﴾ وہ جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے

الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ

نہایت رحم فرمانے والا ہے لوگ اس سے بات کرنے کا اختیار نہیں رکھیں گے ﴿۳۷﴾ جس دن جبریل اور سب فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے

لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ

کوئی نہ بولے گا مگر وہی جسے رحمٰن نے اجازت دی ہو اور جس نے ٹھیک بات کہی ہو ﴿۳۸﴾ یہ سچا دن ہے

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ

اب جو چاہے اپنے رب کی طرف ٹھکانا بنالے ﴿۳۹﴾ بیشک ہم تمہیں نزدیک آئے ہوئے عذاب سے ڈرا چکے ﴿۴۰﴾ جس دن

يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۧ ع ۲

آدمی وہ دیکھے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور کافر کہے گا کاش میں کسی طرح مٹی ہوجاتا ﴿۴۰﴾

سورۃ النبا ۷۸ — مکیۃ — ۴۰ آیات — ۲ رکوعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ ﴿۳﴾

قسم ہے جان کھینچنے والوں کی ﴿۱﴾ اور نرمی سے بند کھولنے والوں کی ﴿۲﴾ اور آسانی سے تیرنے والوں کی ﴿۳﴾

عنوان: روزِ قیامت عقمت جہاں انسانی کا حال — قیامت کی حقانیت اور کفار کی اس میں حیرت

مختلف قسموں کے ساتھ قیامت کے مناظر کا بیان

ربط: ① قیامت کے دن لوگ اللہ تعالیٰ کے جلال اور خوف کی وجہ سے اس سے مخاطبت دور رہے اور غلط بخشے بات کرنے کا اختیار نہیں رکھیں گے البتہ جسے رحمٰن و رحیم اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کی اجازت دی ہو اور جس نے دنیا میں ٹھیک بات کہی ہو۔ اس کی مطابق جس نے ہو تو وہ بارگاہِ الٰہی میں کلام کرسکے گا۔ ② بعض مفسرین کے نزدیک وہ سے قبل ظرف لاالٰہ الا اللہ محذوف ہے۔ قریب آنے والے عذاب سے مراد قیامت کا عذاب ہے۔ اس کا آنا یقینی اور حتمی ہے اس لئے یہ کہا گیا کہ قریب ہے۔ ④ یہاں ان فرشتوں کی قسم ارشاد فرمائی گئی ہے جو کافروں کے جسموں سے ان کی روح سختی سے کھینچ کر نکالتے ہیں۔ ⑤ یہاں ان فرشتوں کی قسم ارشاد فرمائی گئی ہے جو مومنوں کے جسموں سے ان کی روح نرمی سے قبض کرتے ہیں۔

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ﴿۵﴾ یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ﴿۶﴾

پھر آگے بڑھنے والوں کی ۙ﴿۴﴾ پھر کام کی تدبیر کرنے والوں کی ۘ﴿۵﴾ جس دن لرزہ ڈالنے والی لرزہ ڈالے گی ۙ﴿۶﴾

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ؕ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ یَّوْمَىٕذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ؕ﴿۹﴾

اس کے پیچھے آنے والی ؕ﴿۷﴾ کئی دل اس دن خوفزدہ ہوں گے ۙ﴿۸﴾ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی ؕ﴿۹﴾

یَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَةِ ؕ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ؕ﴿۱۱﴾

کافر کہتے ہیں کیا بیشک ہم لوٹا دیے جائیں گے پہلی حالت پر ؕ﴿۱۰﴾ کیا جب ہم گلی ہڈیاں ہوجائیں گے ؕ﴿۱۱﴾

قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۘ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ

کہنے لگے جب تو یہ پلٹنا نقصان کا پلٹنا ہے ۘ﴿۱۲﴾ تو وہ (پھوٹک) تو ایک جھڑکنا ہی ہے ۙ﴿۱۳﴾ تو کیا وہ

بِالسَّاهِرَةِ ؕ﴿۱۴﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰى ۘ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ

کھلے میدان میں آجائے ہوں گے ؕ﴿۱۴﴾ کیا تمہیں موسیٰ کی خبر آئی ۘ﴿۱۵﴾ جب اسے اس کے رب نے پاک جنگل

الْمُقَدَّسِ طُوًى ۚ﴿۱۶﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۚ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ

طوی میں ندا فرمائی ۚ﴿۱۶﴾ کہ فرعون کے پاس جا بیشک وہ سرکش ہوگیا ہے ۚ﴿۱۷﴾ تو اس سے کہہ کیا تجھے اس بات کی طرف

اِلٰۤى اَنْ تَزَكّٰى ۙ﴿۱۸﴾ وَاَهْدِیَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۚ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰیَةَ

کوئی رغبت ہے کہ تو پاکیزہ ہوجائے ۙ﴿۱۸﴾ اور یہ کہ میں تجھے تیرے رب کی طرف راہ بتاؤں تو تو ڈرے ۚ﴿۱۹﴾ پھر موسیٰ نے اسے

عنوان قیامت کی ردمچی پر کفار کی حیرت اور تعجب جو بے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے متعدد واقعات

ف یعنی ان فرشتوں کی قسم جن کا وصف یہ ہے کہ وہ بڑی اس عجلت سے جلد پہنچتے ہیں جس پر وہ مقرر ہیں ۲ اللہ تعالیٰ کی قدرت تو یہ ہے کہ ہر چھوٹا بڑا کام کسی ذریعے کے بغیر صرف اس کے حکم سے ہوجائے لیکن قانون یہ ہے کہ کام ذریعے سے ہو یہ کبھی ظاہر کام کا نظام چلانے پر مقرر فرشتوں سے پورا ہوتا ہے ۳ اس سے مراد صور میں مارا جانے والی پہلی پھونک کا وقت ہے جس سے یہ پھونک ماری جائے گی زمین و پہاڑ شدید حرکت سے لگیں گے پہاڑ ریت بن جائے گا اور زمین ہموار ہوجائے گی ۴ اس سے مراد صور میں ماری جانے والی دوسری پھونک ہے اس پھونک سے بعد ہر چیز حکم الٰہی سے زندہ ہوجائے گی ۵ یعنی صور میں ماری جانے والی دوسری پھونک صرف ایک ہولناک آواز ہوگی ۶ یہ جنگل ملک شام میں طور پہاڑ کے قریب تھا

الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۳۸﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۳۹﴾ فَقَالَ اَنَا

بہت بڑی مصیبت ہوگی ﴿۳۴﴾ تو اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی ﴿۳۷﴾ پھر اس نے پیٹھ پھیری اور دوڑ دھوپ کرنے لگا ﴿۳۸﴾ تو اس نے لوگوں کو جمع کیا پھر پکارا ﴿۳۹﴾

رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً

تمہارا سب سے اعلیٰ رب ہوں ﴿۲۴﴾ تو اللہ نے اسے پکڑا آخرت والوں سے عذاب میں پکڑا ﴿۲۵﴾ بیشک اس میں ڈر والے

لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۭ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾

لئے عبرت ہے ﴿۲۶﴾ بھلا تمہیں پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا آسمان کا؟ اللہ نے بنایا ﴿۲۷﴾ اس کی چھت اونچی کی پھر اسے درست کیا ﴿۲۸﴾

وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾

اور اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو ظاہر کیا ﴿۲۹﴾ اور اس کے بعد زمین پھیلائی ﴿۳۰﴾

اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾

اس میں سے اس کا پانی اور اس کا چارہ نکالا ﴿۳۱﴾ اور پہاڑوں کو جما دیا ﴿۳۲﴾ تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدے کے لئے ﴿۳۳﴾

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ

پھر جب وہ عام سب سے بڑی مصیبت آئے گی ﴿۳۴﴾ جس دن انسان یاد کرے گا جو اس نے کوشش کی تھی ﴿۳۵﴾ اور جہنم

الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ

ہر دیکھنے والے کے سامنے ظاہر کر دی جائے گی ﴿۳۶﴾ تو بہرحال وہ جس نے سرکشی کی ﴿۳۷﴾ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی ﴿۳۸﴾ تو بیشک جہنم ہی

معنی دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت الٰہی سے دلائل — (قیامت میں انسان سب اعمال یاد کرے گا)

(دوبارہ قیامت جہنم کا ظہور — سرکش اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والے کا انجام)

مفہوم ① ...کی نشانی سے عصا کے سانپ بن جانے یا ہاتھ روشن ہونے کا معجزہ مراد ہے۔ ② زمین آسمان سے پہلے پیدا فرمائی گئی تھی لیکن اسے پھیلایا آسمان کی تخلیق کے بعد گیا تھا۔ ③ سب سے بڑی مصیبت سے مراد دوسری بار صور میں پھونک مارنے پر قیامت یا وہ گھڑی مراد ہے جب اہل جنت کو جنت کی طرف اور اہل جہنم کو جہنم کی جانب چلایا جائے گا تو یہ گھڑی انسان کے لئے سب سے بڑی مصیبت ہوگی۔ ④ بندہ انتہائی غفلت یا طویل عرصہ گزرنے کی وجہ سے اپنے اعمال بھول چکا ہوگا اور جب وہ قیامت کے دن اپنے اعمال نامہ میں لکھا ہوا دیکھے گا تو اسے سب کچھ یاد آ جائے گا۔

الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ

رہنے کا ٹھکانہ ہے ○ اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا ○ تو بیشک

الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ

جنت ہی (اس کا) ٹھکانہ ہے ○ تم سے قیامت کے بارے پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لیے ٹھہرائی ہوئی ہے ○ تمہیں اس سے کیا سے

ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ

تعلق ہے ○ تمہارے رب ہی تک اس کی انتہا ہے ○ تم تو انہیں ڈرانے والے ہو جو اس سے ڈریں ○ گویا

يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

جس دن وہ اسے دیکھیں گے (تو سمجھیں گے کہ) وہ صرف ایک شام یا دن چڑھے کے وقت دنیا میں ٹھہرے تھے ○

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ ۸ سورۃ عبس ۲۴ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٰیات ۴۲ رکوع ۱

عَبَسَ وَتَوَلّٰۤى ۙ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ؕ﴿۲﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰۤى ۙ﴿۳﴾ اَوْ

تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا ○ اس بات پر کہ ان کے پاس نابینا حاضر ہوا ○ اور تمہیں کیا معلوم شاید وہ ستھرا ہو جائے ○ یا

شانِ نزول (اللہ سے ڈرنے والے کا نفس کو خواہش سے روکنے کا صلہ) (قیامت کے بارے میں سوال پر جواب)

(اللہ تعالیٰ سے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ نما ہدایت)

ربط (۱) یہ آیت بتا رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم نہ ہونے سے نبی ہونے میں کمی نہیں آتی کیونکہ یہاں جو نہ ہونے کی بات ہے وہ اس وقت کی بات ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت واقع ہونے کے وقت کا علم نہیں دیا تھا بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم دے دیا گیا تھا جیسا کہ کثیر احادیث سے ثابت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی چیزوں کا بھی معلومات نہ بتانا تو یہ بھی اس بات کی دلیل نہیں کہ آپ غیب کا علم نہیں تھا یونکہ علم ہونے کے باوجود آپ کو بہت سی چیزوں کا علم نہ ہونا ثابت ہے۔ اس سورت کی ابتدائی دس آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بلند مقام کو بیان فرمایا ہے ان کی محبت کا ایک پیارا انداز بیان فرمایا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اجتہاد سے ایک کام دوسرا اہم سمجھتے ہوئے اس دوسرے کام پر توجہ دی اور دوسرے کام کی طرف توجہ فرمائی تو اس پر اللہ تعالیٰ نے عتاب نہیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت فرمائی۔ (۲) یہ نابینا حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے اور یہاں بیٹا کہنے سے ان کی عظمتوں کی طرف اشارہ کیا ہے

يَّذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝٤ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝٥ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝٦

نصیحت حاصل کرے تو نصیحت سے فائدہ دے۔ اس حال میں وہ شخص جو بے پروا بنا ہوا ہے تو تم اس کے پیچھے پڑتے ہو ۝

وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝٧ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝٨ وَهُوَ يَخْشٰى ۝٩

اور تم پر اس بات کا کوئی الزام نہیں کہ وہ پاکیزہ ہو جائے اور رہا وہ جو تمہارے حضور دوڑتا ہوا آیا ۝ اور وہ اللہ سے ڈر رہا ہے ۝

وقف لازم

فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝١٠ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝١١ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝١٢

تو تم اس سے بے توجہی برتتے ہو ۝ ہرگز نہیں بیشک یہ (آیتیں) نصیحت ہیں ۝ تو جو چاہے یاد رکھے ۝

فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝١٣ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝١٤ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝١٥

ان عزت والے صحیفوں میں ۝ جو بلند اور پاک ہیں ۝ لکھنے والوں کے ہاتھوں میں رکھے ہوئے ۝

كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝١٦ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝١٧ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ

جو معزز نیکوکار ہیں ۝ آدمی مارا جائے، کتنا ناشکرا ہے ۝ اللہ نے اسے کس چیز سے

خَلَقَهٗ ۝١٨ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝١٩ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝٢٠

پیدا کیا ہے ۝ نطفہ سے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کی حالتوں میں کیا ۝ پھر راستہ آسان کر دیا ۝

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝٢١ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝٢٢ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ

پھر اسے موت دی پھر اسے قبر میں کیا ۝ پھر جب چاہے گا اسے (دوبارہ) اٹھا کھڑا کرے گا ۝ یقیناً اس نے اس حکم کو پورا نہیں کیا

عنوان خطبہ قرآن کا (انسان کی ناشکری کا بیان) انسان کی پیدائش موت اور دوبارہ زندگی کی طرف اشارہ

انسان کو اپنے خالق و مالک کی یاد دہانی

حل لغات اَلذِّكْرٰى یاد دہانی، نصیحت سے مراد قرآن ہے۔ اَلْاَبْتَر جس کی نسل منقطع ہو۔ تَلَهّٰى تو غافل ہوتا ہے۔ صُحُف صحیفے، کتابیں۔ مُكَرَّمَة عزت والے۔ مُّطَهَّرَة پاک۔ سَفَرَة لکھنے والے۔ كِرَام معزز۔ بَرَرَة نیکوکار۔ قُتِلَ مارا جائے۔ اَكْفَرَهٗ کتنا ناشکرا ہے۔ نُّطْفَة منی کا قطرہ۔ قَدَّرَهٗ اندازہ مقرر کیا۔ اَقْبَرَهٗ قبر میں رکھا۔ اَنْشَرَهٗ زندہ کر کے اٹھائے گا۔ لَمَّا يَقْضِ پورا نہیں کیا۔

تشریح ① یہاں پانچ لفظ سے نصیحت سے مراد پوری کتاب میں ہے۔ اس شخص کی مثال جو قرآن کریم کو پڑھتا ہے یہاں تک کہ اسے دل نشین ہو جاتا ہے تو وہ بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور اس شخص کی مثال جو قرآن کریم پڑھتا ہے اور اسے دل نشین کرتے ہوئے سخت دشواری کا سامنا ہوتا ہے اس کے لئے دگنا ثواب ہے (بخاری ۲ ص ۷۴۲ مسلم ۱ ص ۲۷۳ ابوداؤد) جس نے قرآن مجید حفظ کرنا اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنا ممکن ہوتا ہے حفظ قرآن کی سعادت صرف اسے حاصل ہوتی ہے ② یہاں آدمی سے کافر شخص مراد ہے اور مراد اللہ تعالیٰ کی کثیر نعمتوں اور بے انتہا احسانات کے باوجود ان کے ساتھ کفر کرنے ناشکری کرنا ہے ③ اس سے مراد یہ ہے کہ اس نے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کا منظر یاد نہیں کیا

أَمَرَهُۥ ﴿٢٣﴾ فَلْيَنظُرِ ٱلْإِنسَٰنُ إِلَىٰ طَعَامِهِۦٓ ﴿٢٤﴾ أَنَّا صَبَبْنَا ٱلْمَآءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾

جو اللہ نے اسے حکم دیا تھا ○ تو آدمی کو چاہیئے کہ کھانے کو دیکھے ○ کہ ہم نے ہی خوب پانی

ثُمَّ شَقَقْنَا ٱلْأَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَأَنۢبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ﴿٢٩﴾

پھر زمین کو خوب پھاڑ ○ تو اس میں اناج اگایا ○ اور انگور اور چارہ ○ اور زیتون اور

وَحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾ وَفَٰكِهَةً وَأَبًّا ﴿٣١﴾ مَّتَٰعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَٰمِكُمْ ﴿٣٢﴾ فَإِذَا

کھجور ○ اور گھنے باغیچے ○ اور پھل اور گھاس ○ تمہارے فائدے کے لئے اور تمہارے چوپایوں کے لئے ○ پھر جب

جَآءَتِ ٱلصَّآخَّةُ ﴿٣٣﴾ يَوْمَ يَفِرُّ ٱلْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِۦ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَ

وہ کان پھاڑنے والی آواز آئے گی ○ اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا ○ اور اپنی ماں اور اپنے باپ ○ اور

صَٰحِبَتِهِۦ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ ٱمْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوهٌ

اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے ○ ان میں سے ہر شخص کو اس دن ایسا فکر ہوگا جو اسے دوسروں سے بے پروا کر دے گا ○ بہت سے چہرے

يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾

اس دن روشن ہوں گے ○ ہنستے ہوئے خوشیاں مناتے ہوں گے ○ اور بہت سے چہروں پر اس دن گرد پڑی ہوگی ○

ف ۲ روز قیامت، کفار اور ان کا حال — روز قیامت ہر کسی کو اپنی فکر ہوگی

روز قیامت نیک لوگوں اور کفار کے چہروں کا حال

ف ۳ ۔ جس کافر انسان کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ کھانے اور نطفہ سے پیدا کیے جانے کے بعد کھائے جانے اور حشر و نشر کا انکار کرنے پر قائم رہے، لیکن اس نے اب تک حکم الٰہی پر عمل کرتے ہوئے یہاں تو غور کیا نہیں اور نہ ہی اپنے تکبر سے باز آیا ہے۔ (2) یہ آواز دوسری بار صور پھونکے جانے کی ہوگی جب یہ آواز آئے گی تو ہر شخص اپنے بھائی، ماں، باپ، بیوی اور بیٹوں سے بھاگے گا اور ان میں سے کسی کی طرف توجہ نہیں دے گا تاکہ وہ اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کرے۔ ان میں سے ہر ایک کو اس دن اپنی ہی فکر ہوگی جو اسے دوسروں سے بے پروا کر دے گی۔ (3) مکلف لوگ۔ واضح رہے کہ یہ علامات صرف بالغ اور عقل والے انسانوں کے چہروں کے بارے میں ہیں یا عمومی طور پر آثار کے روشن ہوں گے اور حساب کے فراغت کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اس کے دیدار اور اس کی رضا پر ہنستے ہوئے خوشیاں منا رہے ہوں گے اور بدبختوں کا حال یہ ہوگا کہ اس دن بد عملیوں کی وجہ سے ان کے چہروں پر گرد پڑی اور فقر کی وجہ سے ان پر سیاہی چھا رہی ہوگی۔

تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

ان پر خاک چڑھ رہی ہوگی ﴿۴۱﴾ یہ لوگ وہی کافر بدکار ہیں ﴿۴۲﴾

سورۃ التکویر مکیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اٰیاتھا ۲۹ رکوعھا ۱

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿۱﴾ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ﴿۲﴾ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿۳﴾

جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا ﴿۱﴾ اور جب تارے بکھر پڑیں گے ﴿۲﴾ اور جب پہاڑ چلا دیئے جائیں گے ﴿۳﴾

وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿۴﴾ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴿۵﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ

اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی ﴿۴﴾ اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں گے ﴿۵﴾ اور جب سمندر

سُجِّرَتْ ﴿۶﴾ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴿۷﴾ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ﴿۸﴾ بِأَيِّ ذَنْبٍ

سلگائے جائیں گے ﴿۶﴾ اور جب جانیں جوڑ دی جائیں گی ﴿۷﴾ اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا ﴿۸﴾ کس گناہ کی وجہ سے

قُتِلَتْ ﴿۹﴾ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿۱۰﴾ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ﴿۱۱﴾ وَإِذَا الْجَحِيمُ

وہ قتل کی گئی تھی ﴿۹﴾ اور جب نامہ اعمال کھولے جائیں گے ﴿۱۰﴾ اور جب آسمان کھینچ لیا جائے گا ﴿۱۱﴾ اور جب جہنم

ربط: احوال قیامت کا بیان اور لوگوں کو تنبیہ

تشریح: ① حدیث پاک میں ہے کہ جسے یہ پسند ہو کہ وہ قیامت کے دن کو اپنی آنکھوں سے گویا دیکھ رہا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ سورۃ اذا الشمس کورت اور سورۃ اذا السماء انفطرت اور سورۃ اذا السماء انشقت پڑھے (ترمذی ۵ ۲۲۰ حدیث ۳۳۳۳) یہاں سے قیامت کا حال بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت یہ واقعات شروع ہوں گی اس وقت دہشت زدہ حالت ہوگی ہر شخص پریشان ہوگا دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں جو بہت قیمتی ہوتی ہیں چھوڑ دی جائیں گی کوئی نہ پوچھے گا اور نہ ہی ان کا کوئی نگران ہوگا یا یہاں بطور تمثیل کلام ہے یعنی قیامت میں ہولناکیوں کا عالم یہ ہے کہ جس کے پاس دس ماہ کی حاملہ اونٹنی ہوتی کہ جس سے بچہ ملنے کی امید ہوتی ہے تو وہ بھی اسے چھوڑ دیتا اور اپنی جان کی فکر میں مشغول ہو جاتا۔ ② مفسرین نے اس آیت کے مختلف معنی بیان کئے ہیں بعض لوگ نیکیوں کے ساتھ اور برے لوگ بروں کے ساتھ ملا دیئے جائیں گے۔ (۲) جائیں گے اپنے جنسوں کے ساتھ یہ اپنے عملوں کے ساتھ ملا دی جائیں گی۔ (۳) ایماندار حوروں کے ساتھ اور کافر حوروں کے ساتھ شیاطین کے ساتھ ملا دی جائیں گی۔ (۴) جنسوں کی طرح ملا دی جائیں گی۔

سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ﴿۱۴﴾

بھڑکائی جائے گی ○ اور جب جنت قریب لائی جائے گی ○ ہر جان کو معلوم ہو جائے گا جو حاضر لائی ○

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾

تو ان تاروں کی قسم جو سیدھے چلیں ○ جو سیدھے چلیں چھپ جائیں ○ اور رات کی جب پیٹھ پھیر کر جائے ○

وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ

اور صبح کی جب سانس لے ○ بیشک یہ ضرور عزت والے رسول کا کلام ہے ○ جو قوت والا ہے،

ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۱﴾ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾

عرش کے مالک کے حضور عزت والا ہے ○ وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے امانت دار ہے ○ اور تمہارے صاحب ہرگز مجنوں نہیں ○

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾

اور بیشک انہوں نے اسے روشن کنارے پر دیکھا ○ اور یہ غیب بتانے پر تہمت نہیں ○

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِنْ هُوَ

اور وہ قرآن ہرگز کسی مردود شیطان کا کہا نہیں ○ پھر تم کدھر جا رہے ہو ○ وہ تو

اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ

سارے جہانوں کے لیے نصیحت ہے ○ اس کے لیے جو تم میں سے سیدھا ہونا چاہے ○ اور تم کچھ نہیں چاہ سکتے

عنوان (قرآن حضرت جبریل علیہ السلام کا لایا ہوا کلام ہے ۔ حضرت جبریل اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کلام)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب بتانے پر تہمت نہیں ۔ قرآن پر شیطان سے والوں کو جواب ۔ بندوں کا چاہنا مشیت الٰہی کے تابع ہے

تفسیر ① اس سے مراد ہے قیامت کے دن جہنم کی بھڑک میں مزید اضافہ کیا جانا کہ وہ انگارے جنت کے لئے جلائی گئی ہے اور جہنم تو جب سے پیدا کی گئی ہے تب سے ہی بھڑک رہی ہے ۔ ② صبح کے سانس لینے سے مراد یہ ہے کہ وہ ظاہر ہو جائے اور اس کی روشنی خوب پھیل جائے ۔ ③ جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت میں "رسول" سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں ۔ ④ اس آیت سے ثابت ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم عطا فرمایا ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے بہت کچھ پہلے بتا دیا ہے ۔ ⑤ قرآن عظیم تمام جہانوں کے انسانوں کے لئے نصیحت ہے ۔ اس سے وہی نصیحت حاصل کر سکے گا جو حق کی طلب رکھتا ہو ۔ اس پر قائم رہنا اور اس سے نفع حاصل کرنا اللہ کی مشیت پر موقوف ہے ۔

إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٢٩﴾

مگر یہ کہ اللہ چاہے جو سارے جہان کا رب ہے ○

سُورَةُ الْإِنْفِطَارِ ٨٢ — مَكِّيَّةٌ — ١٩ — رکوعات ١

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنفَطَرَتْ ﴿١﴾ وَإِذَا ٱلْكَوَاكِبُ ٱنتَثَرَتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا ٱلْبِحَارُ

جب آسمان پھٹ جائے گا ○ اور جب تارے بکھر پڑیں گے ○ اور جب سمندر

فُجِّرَتْ ﴿٣﴾ وَإِذَا ٱلْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ﴿٤﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ

بہا دیے جائیں گے اور سب قبریں کریدی جائیں گی ○ ہر جان کو معلوم ہو جائے گا جو اس نے آگے بھیجا اور

أَخَّرَتْ ﴿٥﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْإِنسَٰنُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ ٱلْكَرِيمِ ﴿٦﴾ ٱلَّذِى

جو پیچھے چھوڑا ○ اے انسان تجھے کس چیز نے اپنے کریم رب کے بارے میں دھوکے میں ڈالا ○ جس نے

خَلَقَكَ فَسَوَّىٰكَ فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾ فِىٓ أَىِّ صُورَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿٨﴾

تجھے پیدا کیا پھر تجھے ٹھیک بنایا پھر اعتدال والا بنایا ○ جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا ○

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِٱلدِّينِ ﴿٩﴾ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَٰفِظِينَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا

ہرگز نہیں بلکہ تم انصاف ہونے کو جھٹلاتے ہو ○ اور بیشک تم پر کچھ نگہبان مقرر ہیں ○ معزز

عنوان اس میں قیامت کا بیان اور لوگوں کو تنبیہ ہے اپنے رب سے متعلق دھوکے میں مبتلا انسان کو خبیث اعمال لکھنے والے فرشتوں سے متعلق خبر

لغات ① اللہ تعالیٰ کی مشیت، ارادہ اور رضا میں بہت فرق ہے بندے کا ہر کام اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادے سے ہوتا ہے لیکن ہر کام سے اللہ تعالیٰ راضی ہو یہ ضروری نہیں ② یہ جانتا اعمال نامہ پڑھنے کے لیے ہوگا ③ جو آگے بھیجا اس سے مراد نیک اعمال ہیں ④ مکمل ہے ⑤ اس سے صدقات مراد ہیں اور جو پیچھے چھوڑا اس سے مراد مثلی بیٹی ہے یا کسی سے میراث مراد ہے ⑥ اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر کام فرمانے والا ہے لیکن کسی کا ہر جرم پر فوراً گرفت کرنے کی جرأت نہیں کرے گی بلکہ اس سے عذاب کا موخر کرنا اس کی نافرمانی سے ہر جرم بچنے کا چاہیے اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہیے کہ جو گناہ کرنے کے بعد پکی توبہ کرنے کی بجائے یہ سوچ کر اپنے آپ کو تسلی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو بخشنے والا ہے وہ معاف کر دے گا کوئی بات نہیں

كَاتِبِيْنَ ۙ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ وَّاِنَّ

لکھنے والے ۙ O جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو O بیشک نیک لوگ ضرور نعمت میں ہیں O

الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝

اور بدکار ضرور دوزخ میں ہیں O انصاف کے دن اس میں جائیں گے O اور وہ اس سے کہیں چھپ نہ سکیں گے O

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝

اور تجھے کیا معلوم کہ انصاف کا دن کیا ہے O پھر تجھے کیا معلوم کہ انصاف کا دن کیا ہے؟ O

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝ ع

جس میں کوئی جان کسی جان کے لئے کچھ اختیار نہ رکھے گی اور سارا حکم اس دن اللہ کا ہوگا O

سورۃ المطففین ۸۳ — مکی — آیات ۳۶ — رکوعات ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا

تباہی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے ۙ O وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں O اور جب

كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا يَظُنُّ اُولٰۗىِٕكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ

انہیں ناپ یا تول کر دیں O کیا یہ لوگ خیال نہیں رکھتے کہ انہیں دوبارہ زندہ کرکے اٹھایا جائے گا O بڑے سخت دن کے

معانی تنگی کا معنی اور بدکاروں کا انجام — ترجمہ و انصاف کی حقیقت — ناپ تول میں خیانت کرنے والوں کو سخت وعید

ربط ① ان سے معلوم ہوا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں مامور ہیں ② جو اچھے اور ظاہر و باطن کی عمل فرشتوں سے پوشیدہ نہیں، اسی لئے وہ ہر عمل لکھ لیتے ہیں ③ صحیح ناپنے اور تولنے کا انتظام یہاں بھی بہتر ہوتا ہے کہ اس سے لوگوں کا اعتبار قائم رہتا ہے، تجارت میں جب اضافہ ہوتا اور دل میں برکت ہوتی ہے اور آخرت میں بھی بہتر ہوگا کہ اس حوالے سے لوگوں کا حساب آسان ہوگا ④ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ان آیات میں سخت وعید ہے ⑤ ناپ تول میں کمی کرنے کی تمام صورتیں اس آیت میں شامل ہیں جیسے کم ناپنے یا تولنے کا آلہ ہے یا کچھ کم کرنے کے لئے کوئی حیلہ کیا جاتا ہے جس سے ناپ یا تول کے وقت اس کے پیچھے سے کچھ نکال لیا جائے اور کرنے کے الیکٹرونک آلات میں سافٹ ویئر میں تبدیلی کرکے کم تولنے کے لیے کیا جاتا ہے

عَظِيْمٍ ۝٥ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ

ہی کے لیے ۝ جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے ۝ یقیناً بدکاروں کا نامہ عمل ضرور

سِجِّيْنٍ ۝٧ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝٨ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٩ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

سجین میں ہے ۝ اور تجھے کیا معلوم کہ سجین کیا ہے ۝ (وہ) مہر لگا ہوا نامہ اعمال ہے ۝ اس دن جھٹلانے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝١١ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ

والوں کے لئے خرابی ہے ۝ جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں ۝ اسے نہیں جھٹلاتا مگر ہر

مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝١٢ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝١٣ كَلَّا بَلْ

سرکش بڑا گناہگار ۝ جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے، یہ (قرآن) اگلوں کی کہانیاں ہیں ۝ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ

رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝١٤ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ

ان کے کئے ہوئے اعمال نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ۝ یقیناً بیشک وہ اس دن اپنے رب سے جدا

لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝١٥ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝١٦ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ

ضرور محروم ہوں گے ۝ پھر بیشک وہ ضرور جہنم میں داخل ہونے والے ہیں پھر کہا جائے گا یہ وہ ہے جسے

عنوان کفار کے نامہ اعمال کا مقام اور اس کی حقیقت — بدکار اور فاجر کو جھٹلانے والے کا انجام

بدکار اور فاجر کو جھٹلانے والوں کی صفت — جھٹلانے والے کافروں کا آخروی انجام

لغات ① یعنی جس دن سب لوگ اپنے اعمال کے حساب اور ان کی جزا کے لئے رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے اس دن ان دونوں فریقوں میں فیصلہ ہو جائے گا ② یہاں بدکاروں سے مراد کفار ہیں اور سجین کے بارے میں بعض نے کہا ہے کہ یہ ساتویں زمین کے نیچے ایک مقام ہے اور یہ مقام ابلیس اور اس کے لشکروں کا محل ہے ③ گناہ سے مراد کفر کرتے ہیں اور گناہوں کی زیادتی دل کے زنگ کا باعث ہے حدیث پاک میں ہے "جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہوتا ہے، جب اس گناہ سے باز آجاتا ہے اور توبہ و استغفار کرتا ہے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر پھر گناہ کرتا ہے تو وہ نقطہ بڑھتا ہے یہاں تک کہ پورے دل پر چھا جاتا ہے اور یہی ان لوگوں کا حال ہے جس کا اس آیت میں ذکر ہے" (ترمذی ص ۲۲۰ ج ۲ ابواب التفسیر) ④ آخرت میں دیدار الٰہی کی نعمت سے محرومی کی وعید کفار کے لیے ہے مومنین کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دائمی نعمت نصیب ہوگی۔

كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۷﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾

تم جھٹلاتے تھے ○ ہرگز نہیں بیشک نیک لوگوں کا نامہ اعمال ضرور علیین میں ہے ○

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور تجھے کیا معلوم کہ علیین کیا ہے ؟ ○ رقم شدہ مہر لگائی ہوئی کتاب ہے ○ قرب والے اس کی زیارت کرتے ہیں ○

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۲۲﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ تَعْرِفُ فِيْ

بیشک نیک لوگ ضرور چین میں ہوں گے ○ تختوں پر نظارے کر رہے ہوں گے ○ تم ان کے

وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿۲۴﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ

چہروں میں نعمتوں کی تروتازگی پہچان لو گے ○ انہیں مہر بند خالص شراب پلائی جائے گی جس پر مہر لگائی ہوئی ہوگی ○ اس کی مہر

مِسْكٌ ۭ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَمِزَاجُهٗ مِنْ

مشک کی ہے اور لینے والوں کو تو اسی پر للچانا چاہئے ○ اور اس کی ملاوٹ

تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا

تسنیم سے ہے ○ یہ چشمہ جس سے مقرب پیتے ہیں گے ○ بیشک مجرم لوگ

مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾

ایمان والوں پر ہنسا کرتے تھے ○ اور جب وہ ان کے پاس سے گزرتے تو یہ آپس میں ان پر آنکھوں سے اشارے کرتے تھے ○

عنوان نیک لوگوں کے اعمال نامے کا مقام اور اس کی حقیقت — بدکاروں کے لیے سخت عذاب

یہ ہیں کفار کا اہل ایمان کے ساتھ استہزاء اور ان کا انجام

لغات (۱) علیین ساتویں آسمان میں عرش سے نیچے سب سے اونچا مقام ہے (۲) اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار نیک بندے جنت میں تختوں پر بیٹھے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو دیکھ رہے ہوں گے اور ان کے علاوہ طرح طرح کے مذاق میں گرفتار اپنے دشمنوں کو دیکھیں گے (۳) یعنی بلانے والوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف سبقت کرنے اور برائیوں سے باز رہ کر جنت میں مشک کی مہر لگی شراب پر للچانا چاہئے (۴) ابوجہل، ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ کفار کے سردار حضرت عمار، حضرت خباب، حضرت صہیب اور حضرت بلال وغیرہ غریب مومنین پر ہنسا کرتے تھے اور جب وہ غریب مومنین ان مالدار کافروں کے پاس سے گزرتے تو یہ سردار آپس میں طنز کے طور پر ان مومنین پر آنکھوں سے اشارے کرتے تھے ان کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فٰكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا

اور جب یہ کافر اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے تو خوش ہو کر لوٹتے ○ اور جب مسلمانوں کو دیکھتے تو کہتے

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَالْيَوْمَ

بیشک یہ لوگ بہکے ہوئے ہیں ○ حالانکہ ان کافروں کو مسلمانوں پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا گیا ○ تو آج

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

ایمان والے کافروں پر ہنسیں گے ○ تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے ○

هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

کیا بدلہ دیا گیا کافروں کو جس کا وہ کام کرتے تھے ○

سورۃ الانشقاق ۸۴ مکیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پ ۳۰ رکوعات ۱

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴿۱﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۲﴾ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ﴿۳﴾

جب آسمان پھٹ جائے گا ○ اور وہ اپنے رب کا حکم سنے گا اور اسے یہی لائق ہے ○ اور جب زمین دور تک ہموار کر دی جائے گی ○

وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ﴿۴﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۵﴾ يٰٓاَيُّهَا

اور جو کچھ اس میں ہے باہر ڈال دے گی اور خالی ہو جائے گی ○ اور وہ اپنے رب کا حکم سنے گی اور اسے یہی لائق ہے ○ اے

عنوان ۱: قیامت کے وقت آسمان و زمین کا حال — انسان کو پیش آنے والے احوال

۱ یعنی ان کافروں کو مسلمانوں پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا گیا کہ وہ ان کے حوالات اور اعمال پر گرفت کریں بلکہ ان کو تو یہ اصلاح کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنا حال درست کریں ۲ جب جہنم کا دروازہ کھول دیا جائے گا تو کافر جہنم سے نکلنے کے لئے دروازے کی طرف دوڑیں گے ۳ جب قریب پہنچیں گے تو دروازہ بند ہو جائے گا ان کے ساتھ بار بار ایسا ہی ہوگا کافروں کی یہ حالت دیکھ کر مسلمان ان پر ہنسیں گے اور مسلمانوں کا ہنسنا کفار کے پیسے کا بدلہ ہوگا ۴ یعنی جب زمین کی وسعت میں اضافہ کر کے دراز کر دیا جائے گا اور اس پر موجود عمارات اور پہاڑ وغیرہ سب ختم کر دیے جائیں گے ۵ یعنی جب یہ زمین اپنے اندر موجود سب مردوں کو باہر اگل دے گی اور مردوں سے خالی ہو جائے گی

الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝۶ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ

انسان بیشک تو اپنے رب کی طرف دوڑنے والا ہے پھر اس سے ملنے والا ہے ۝ تو بہرحال جسے اس کا نامہ اعمال

بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝۸ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ

اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا ۝ تو عنقریب اس سے آسان حساب لیا جائے گا ۝ اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف

مَسْرُوْرًا ۝۹ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ فَسَوْفَ يَدْعُوْا

خوشی خوشی پلٹے گا ۝ اور رہا وہ جسے اس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا ۝ تو وہ عنقریب موت

ثُبُوْرًا ۝۱۱ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝۱۲ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝۱۳ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ

مانگے گا ۝ اور وہ بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا ۝ بیشک وہ اپنے گھر والوں میں خوش حال تھا ۝ بیشک اس نے سمجھا کہ

لَّنْ يَّحُوْرَ ۝۱۴ بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝۱۵ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝۱۶

وہ ہرگز لوٹ کر نہیں جائے گا ۝ ہاں کیوں نہیں بیشک اس کا رب اسے دیکھ رہا ہے ۝ تو مجھے شام کی قسم ہے ۝

وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝۱۷ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۝۱۸ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ

اور رات کی اور ان چیزوں کی جنہیں رات جمع کرلے ۝ اور چاند کی جب وہ پورا روشن ہوجائے ۝ ضرور تم ایک حالت سے بعد دوسری

مناسبت ایمان بالآخرت میں اعمال نامہ پائے جانے کا حال — بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ پانے والے کا حال اور اس کا سبب

(انسانوں کو مختلف احوال پیش آنے کی خبر اور یہاں سے پہلے پر علامت

شرح ۱ قیامت کے دن بعض اہل ایمان ایسے ہوں گے کہ پہلا گناہ انہی میں عالم کی ہے دفعت ان سے تحقیق اور جرح والا حساب نہیں ہوگا بلکہ صرف ان کے اعمال ان پر پیش کئے جائیں گے وہ اپنی نیکیوں اور گناہوں کو پہچانیں گے پھر انہیں نیکیوں پر ثواب دیا اور گناہوں سے درگزر کیا جائے گا یہ وہ آسان حساب ہے جس کا ذکر آیت میں ہے یعنی نہ شدید اعتراضات ہوں گے اعمال کی تنقیح ہوگی اور سرسری کیا جائے گا کہ ہاں یہ کیا اور یہ کیا جنت قائم کی جائے گی یہ نعمت جس سے مطالبہ کیا گیا تو اس کے پاس کوئی عذر نہ ہوگا اور نہ ہی وہ کوئی حجت پائے گا اس طرح وہ سرخرو ہو جائے گا ۲ اس سے مراد یہ ہے کہ دنیا کے اندر اپنے گھر والوں میں اپنی خواہشات میں مگن اور اپنے نفس و غرور میں خوش تھا ۳ ان چیزوں سے مراد ماتو حالوں ہیں جو کہ دن میں منتشر ہوتے اور رات میں اپنے آشیانوں اور ٹھکانوں کی طرف چلے آتے ہیں یا ان سے مراد وہ اعمال ہیں جو رات میں کئے جاتے ہیں جیسے تہجد کی نماز یا ان سے مراد تاریکی اور ستارے ہیں کہ یہ رات میں جمع ہوتے ہیں ۴ چاند کا ہر ایام میں کبھی کم کبھی بیشی کی تین حالتیں چودھویں اور پندرھویں تاریخ میں کامل ہوتا ہے

طَبَقٍ ﴿١٩﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ﴿٢١﴾

حالت کی طرف سے چڑھتے جاؤ ﴿١٩﴾ تو انہیں کیا ہوا کہ وہ ایمان نہیں لاتے ﴿٢٠﴾ اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے ﴿٢١﴾

بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ﴿٢٢﴾ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ﴿٢٣﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ

بلکہ کافر جھٹلاتے ہیں ﴿٢٢﴾ اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ اپنے دلوں میں رکھتے ہیں ﴿٢٣﴾ تو انہیں دردناک عذاب کی بشارت

أَلِيمٍ ﴿٢٤﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٢٥﴾

سناؤ ﴿٢٤﴾ مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے بے انتہا ثواب ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا ﴿٢٥﴾

الجزء ٣٠ — سورۃ البروج ٨٥ — مکیۃ — الیاتھا ٢٢ — رکوعاتھا ١

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ﴿١﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ﴿٢﴾ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ ﴿٣﴾ قُتِلَ

برجوں والے آسمان کی قسم ﴿١﴾ اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے ﴿٢﴾ اور گواہ دینے والے کی اور جس پر گواہی دی جائے اس کی قسم ﴿٣﴾

أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ﴿٤﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ ﴿٥﴾ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ﴿٦﴾ وَهُمْ عَلَىٰ مَا

کھائی والوں پر لعنت ہو ﴿٤﴾ بڑی آگ والے ﴿٥﴾ جب وہ اس کے کناروں پر بیٹھے ہوئے تھے ﴿٦﴾ اور جو کچھ وہ مومنوں کے ساتھ

ترجمہ: کفار کی مذمت اور مومنوں کی مدح — **شانِ نزول:** اصحاب الاخدود کے واقعہ کی طرف اشارہ

تفسیر: ① اس آیت میں عام انسانوں سے خطاب ہے اور یہ حالت مرنے کے بعد دوسری حالت کی طرف اشارہ ہے یعنی موت کی سختیوں اور ہولناکیوں میں مبتلا ہونا پھر مرنے کے بعد قبر اور پھر حساب کیلئے جانے کی جگہ میں پیش ہونا ہے۔ یا اس آیت میں خاص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے۔ مراد یہ ہے کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف چڑھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کی رات تک آسمان پر تشریف لے گئے پھر دوسرے آسمان پر اسی طرح درجہ بدرجہ اور مرتبہ بمرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے قریب کی منازل میں پہنچے ② آسمان میں موجود برجوں کی تعداد بارہ ہے۔ ان کی قسم کس لئے ارشاد فرمائی گئی۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کے عجائبات نمودار ہیں جیسے سورج چاند اور ستاروں کا ان برجوں میں ایک معین اندازے پر چلنا اور کبھی اس چال میں اختلاف نہ ہونا وغیرہ ③ موعود سے یوم قیامت مراد ہے۔ شاہد و مشہود سے وہ دن مراد ہے جس میں گواہ گواہی دیں گے اور جس پر گواہی دی جائے گی۔ ابن کثیر، ۵/۲۲۲، الجزء الثلاثون ④ کھائی والوں کے واقعہ کی تفصیل جاننے کے لیے تفسیر صراط الجنان کے اس مقام کا مطالعہ کریں۔

يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝٧ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

گواہ ہیں جو وہ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے ۝٧ انہیں مسلمانوں کی طرف سے صرف یہی بات بری لگی کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئے

الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝٨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ

جو بہت غالب اور قابل تعریف ہے ہے ۝٨ وہ جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی حکومت ہے اور اللہ ہر چیز پر

شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝٩ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا

گواہ ہے ۝٩ بے شک جنہوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو آزمائش میں مبتلا کیا پھر توبہ نہ کی

فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝١٠ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے جلنے کا عذاب ہے ۝١٠ بے شک جو ایمان لائے اور نیکیوں نے

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝

اچھے کام کئے ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے ۝

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝١٢ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝١٣ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

بے شک تیرے رب کی پکڑ بہت سخت ہے ۝١٢ بیشک وہی پہلے پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا ۝١٣ اور وہی بہت بخشنے والا ہے

ع ۱

شان نزول مسلمانوں کو جلانے والوں کے بارے میں وعید — مخلص مسلمانوں کے لیے بشارت

صفات باری تعالیٰ کا بیان

ترجمہ (1) کافر مومن سے کسی وجہ سے اس کا دشمن ہے ہو، کوئی مومن مومن سچے ہوئے کفار کو خوش نہیں کر سکتا ہر مومن کی علامت یہ ہے کہ کفار اس سے ناخوش ہیں اور مومن کفار کو ناخوش رکھتا ہے، لہذا جو کفار کو خوش کرنے کی کوشش میں مصروف ہو وہ گویا دین میں مداہنت کرنے والا ہوتا ہے۔ اس سے ان لوگوں کو اپنے طرز عمل پر غور کرنا چاہیے جو کفار کی خوشی کے لئے ان کی مذہبی تقریبات منعقد کرتے یا ان میں شرکت کرتے ہیں۔ کفار کی خوشی کے لئے اسلام کے حفاظت پر عمل کرنا چھوڑتے اور مسلمانوں کو ایذائیں دیتے ہیں۔ (2) اللہ تعالیٰ جب ظالموں کو اپنے عذاب میں پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ بہت سخت ہوتی ہے اگرچہ یہ پکڑ کچھ عرصہ ظالموں کو مہلت دینے کے بعد ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مہلت دینے سے عاجز ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ حکمت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس آیت میں یہ مضمون شخص کے لئے نصیحت ہے اگرچہ بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا نہیں فرماتا لیکن جب بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کی ظلم کی وجہ سے اس کی گرفت فرماتا ہے تو بہت سخت ہوگی اور گرفت دنیا و آخرت دونوں میں بھی ہو سکتی ہے۔

الْوَدُوْدُ ﴿۱۴﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿۱۵﴾ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۶﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ

بہت محبت کرنے والا ہے ○ عرش کا مالک بڑی عظمت والا ہے ○ جو چاہے کر گزرنے والا ہے ○ کیا تمہارے پاس

الْجُنُوْدِ ﴿۱۷﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ﴿۱۸﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿۱۹﴾ وَّاللّٰهُ

لشکروں کی بات پہنچی ○ فرعون اور ثمود ○ بلکہ کافر جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں ○ اللہ

ع ۱۰ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿۲۰﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾

ان کے پیچھے سے نہیں گھیرے ہوئے ہے ○ بلکہ وہ بہت بڑی شان کا قرآن ہے ○ لوح محفوظ میں ○

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ ۸۶ — سورۃ الطارق مکی ۳۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٰیات ۱۷ رکوعات ۱

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿۲﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿۳﴾ اِنْ كُلُّ

آسمان کی اور رات کو آنے والے کی قسم ○ اور تمہیں کیا معلوم کہ رات کو آنے والا کیا ہے ○ چمکتا ہوا ستارہ ہے ○ کوئی جان نہیں مگر

نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿۴﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿۶﴾

اس پر نگہبان مقرر ہے ○ انسان کو غور کرنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ○ اچھل کر نکلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ○

لغات: (کل) ہر جان پر ایک نگہبان مقرر ہے — (لما) زیادہ ہر مرنے پر قدرت ہی کی وجہ انسان سے دلیل — (ثاقب) چمکنے والا — (ما ادراک) تعظیم قرآن

ربط: اس سے پہلی آیت میں کفار کی طرف سے اہل ایمان کو تکلیفیں پہنچانے کے قصے سے اصحاب الاخدود کا حال بیان کر کے حضور ﷺ کو تسلی دی گئی تھی اور یہاں سے اصحاب الاخدود سے بھی پہلے کفار کا حال بیان کر کے تسلی دی جا رہی ہے۔ (۱) اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کو جانتا ہے اور ان کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ سے چھپا ہوا نہیں اور وہ ان کو سزا دینے پر قادر ہے کہ ان کفار پر بھی وہی عذاب نازل کر دے جو ان سے پہلے کفار پر نازل کیا تھا۔ (۲) یہ نگہبان بھی فرشتے ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ خود سب کی ہر طرح حفاظت فرمانے پر قادر ہے۔ مگر قانون یہ ہے کہ یہ کام اس کے مقرر کردہ فرشتے کرتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے محض نام کی برکت سے بھی لوگ بچتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ایک نام حافظ ہے اور یہاں آیت میں فرشتوں کو حافظ بنایا گیا ہے۔ بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ بھی بہت سے حافظ و ناصر ہیں

يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝ يَوْمَ

جو پیٹھ اور سینوں کے درمیان سے نکلتا ہے ۝ بیشک اللہ اس کے واپس کرنے پر ضرور قادر ہے ۝ جس دن

تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝ وَ

چھپی باتوں کو جانچا جائے گا ۝ تو آدمی کے پاس نہ کچھ قوت ہوگی اور نہ کوئی مدد گار ۝ اس آسمان کی قسم جو بار بار پانی برساتا ہے ۝ اور

الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝ اِنَّهُمْ

پھاڑ نکلنے والی زمین کی ۝ بیشک قرآن ضرور فیصلہ کرنے والا کلام ہے ۝ اور وہ کوئی فضول مذاق کی بات نہیں ہے ۝ بیشک کافر

يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ ع

اپنی چالیں چل رہے ہیں ۝ اور میں اپنی خفیہ تدبیر فرما رہا ہوں ۝ تو تم کافروں کو مہلت دو تھوڑے دن انہیں چھوڑ دو ۝

سورۃ الاعلیٰ ۸۷ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — رکوعات ۱

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝

اپنے رب کے نام کی پاکی بیان کرو جو سب سے بلند ہے ۝ جس نے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا ۝ اور جس نے اندازہ مقرر کیا پھر راہ بتائی ۝

شان نزول روز قیامت منکر بیشک کی ہے ہی قرآن فیصلہ کرنا ہے

(کفار مکہ کے لئے تسلی ہے) رب تعالیٰ کی تسبیح سے علم اور اس کی صفت کا بیان

تفسیر (۱) چھپی باتوں سے مراد عقائد نیتیں اور وہ کام ہیں جنہیں آدمی چھپاتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سب کو ظاہر کردے گا۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ بندے کو چاہئے کہ نیک کاموں کو درست کرنے کے ساتھ ساتھ باطنی اور پوشیدہ اعمال بھی درست رکھے تاکہ قیامت کے دن لوگوں کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچ سکے۔ (۲) یعنی کفار مکہ اللہ تعالیٰ کے دین کو مٹانے حق کے نور کو بجھانے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے کے لئے طرح طرح کی چالیں چل رہے ہیں اور میں بھی خفیہ تدبیر فرما رہا ہوں جس کی انہیں خبر نہیں تو اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کافروں کی ہلاکت کی جلدی نہ فرمائیں بلکہ انہیں مہلت دیں اور انہیں چند روز کے لئے چھوڑ دیں تھوڑوں ہی کی مہلت ہے کیونکہ وہ عنقریب ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور عنقریب ہی یہ کافر عذاب الٰہی سے ہلاک کر دیئے گئے۔

وَالَّذِیْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰىۙ ﴿۵﴾ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰىؕ ﴿۵﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤىۙ ﴿۶﴾

اور جس نے چارہ نکالا پھر اسے خشک سیاہ کردیا ○ اے محبوب ہم تمہیں پڑھائیں گے تو تم نہ بھولو گے ○

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰىؕ ﴿۷﴾ وَنُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰىۚ ﴿۸﴾

مگر جو اللہ چاہے بیشک وہ ظاہر کھل اور چھپی بات کو جانتا ہے ○ اور ہم تمہارے لئے آسانی کا سامان کردیں گے ○

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰىؕ ﴿۹﴾ سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰىۙ ﴿۱۰﴾ وَیَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَىۙ ﴿۱۱﴾

تو تم نصیحت فرماؤ اگر نصیحت فائدہ دے ○ عنقریب وہ نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے ○ اور نصیحت سے دور رہے گا بدبخت دور رہے گا ○

الَّذِیْ یَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰى ﴿۱۳﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ

جو سب سے بڑی آگ میں جائے گا ○ پھر وہ نہ اس میں مرے گا اور نہ جیے گا ○ بیشک جس نے خود کو پاک کرلیا

تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۱۶﴾

وہ کامیاب ہوگا ○ اور اس نے اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی ○ بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو ○

شانِ نزول: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ بشارتیں نصیحت کرنے سے متعلق ہدایت

حقیقی کامیاب شخص کی صفات دنیوی زندگی کو ترجیح دینے والوں کو تنبیہ

تفسیر ① حضرت جبریل علیہ السلام وحی سے کر فارغ ہوتے اور کچھ آیت کا آخری حصہ پڑھ کر فارغ ہوتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کا اگلا حصہ پڑھنا شروع کردیتے تاکہ اسے بھول نہ جائیں اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے تمہیں قرآن پڑھائیں گے جو بھی آپ کے سامنے پڑھا جائے گا آپ سے کبھی بھولیں گے۔ ② یہاں نصیحت کرنے میں جو نصیحت فائدہ دینے کی شرط لگائی گئی اس کا یہ مطلب نہیں کہ نصیحت فائدہ دے تو نصیحت کی جائے بلکہ نصیحت فائدہ دے یا نہ دے دونوں صورتوں میں نصیحت کرنے کا حکم ہے یہ شرط قرآن پاک کی آیت میں مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ہے۔ ③ آیت میں لفظ تزکیٰ سے مراد خود کو کفر و شرک اور گناہوں سے پاک کرنا ہے یا اس سے مراد عبادت کے لئے طہارت حاصل کرنا ہے۔ پہلی صورت میں اس آیت سے عبادت کے وجوب پر استدلال ہوتا ہے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ دنیا کی زندگی کی فانی لذتوں، رنگینیوں اور رعنائیوں میں کھو کر اپنی آخرت برباد نہ کرے بلکہ اپنی سانسوں کو غنیمت جانتے ہوئے اپنی زندگی اطاعت الٰہی میں گزارے اور آخرت میں جنت کی دائمی نعمتیں حاصل کرنے کی کوشش کرے افسوس آج کی مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جو اپنی دنیا بنانے میں اس قدر مصروف ہے کہ اسے اپنی آخرت کی کوئی فکر نہیں۔

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٧﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٨﴾

اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے ﴿١٧﴾ بیشک یہ بات اگلے صحیفوں میں ہے ﴿١٨﴾

صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿١٩﴾

ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں ﴿١٩﴾

سورۃ الغاشیہ ۸۸ مکی ۶۸ آیتیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رکوعات ۱

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ﴿١﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿٢﴾ عَامِلَةٌ

بیشک تمہارے پاس پہنچا ہے اس مصیبت کی خبر لپیٹ لینے والی ﴿١﴾ بہت سے چہرے اس دن ذلیل و رسوا ہوں گے ﴿٢﴾ کام کرنے والے

نَّاصِبَةٌ ﴿٣﴾ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿٥﴾ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ

مشقتیں برداشت کرنے والے ﴿٣﴾ بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے ﴿٤﴾ انہیں سخت گرم چشمے سے پلایا جائے گا ﴿٥﴾ ان کے لیے

اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ﴿٦﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴿٧﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿٨﴾

کانٹے دار گھاس کے سوا کوئی کھانا نہیں ﴿٦﴾ جو موٹا نہ کرے گا اور نہ بھوک سے نجات دے گا ﴿٧﴾ بہت سے چہرے اس دن چین سے ہوں گے ﴿٨﴾

ربط حضرت ابراہیم و موسیٰ کے صحیفوں سے مضمون کی طرف اشارہ — قیامت کے مجرموں کے پیش آنے والی صورت حال

جہنمیوں کا مشروب اور کھانا — **روز قیامت کے مختلف گروہوں کا حال اور ان کا صلہ**

لغات چھا جانے والی مصیبت سے مراد قیامت ہے جس کی شدتیں اور ہولناکیاں ہر چیز پر چھا جائیں گی ﴿۲﴾ اس سے مراد پست یا گمراہ کافر مراد ہیں جنہوں نے ہر طرف سے عبادات و ریاضت کے نام پر مختلف بھی اختیار کی ہوں گی مشقتیں بھی جھیلیں اور نتیجہ یہ ہو کہ جہنم میں جائیں گے۔ یہ وہی جوگی سادھو لوگ کہ دنیا چھوڑ بیٹھے بدنوں سے منہ موڑتے اور خلاف اٹھاتے ہیں مگر آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور یہی جدید ہوں کہ اپنے باطل عقائد کے تحفظ و ترویج میں کوشش کرتا اور تکلیفیں اٹھاتا ہے سب بے فائدہ رہے گا ﴿۳﴾ حرف لفظ "ناصبۃ" عرب میں یہ محاورہ رہا ہے جو عامل سخت محنت کے بعد تھکاوٹ سے چور ہو جائے۔ جہنم کے پیٹ میں آگ ہی لگا رہی ہے، نہایت بدمزہ اور سخت نقصان دہ چیز سے یاد رہے کہ قیامت کے دن عذاب مختلف طرح کا ہوگا اور عذاب پانے والوں کے بہت سے طبقے ہوں گے ان میں بعض کو قوم زقوم اور بعض کو حمیم اور بعض کو غسلین یعنی دوزخیوں کا پیپ اور بعض کو جہنم کے کانٹے کھانے کو دیئے جائیں گے۔ یہی مختلف اقسام کی وجہ سے قرآن پاک میں مختلف مقامات پر جہنمیوں کے کھانے پینے مختلف انداز میں بیان کی گئی ہیں۔

لِسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿٩﴾ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿١٠﴾ لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ﴿١١﴾ فِيهَا عَيْنٌ

اپنی کوشش پر راضی ہوں گے ﴿٩﴾ بلند باغ میں ﴿١٠﴾ نہ اس میں کوئی بیہودہ بات سنیں گے ﴿١١﴾ اس میں جاری چشمے

جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾ فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ﴿١٣﴾ وَّأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ﴿١٤﴾ وَّنَمَارِقُ

ہوں گے ﴿١٢﴾ اس میں بلند تخت ہوں گے ﴿١٣﴾ اور رکھے ہوئے گلاس ہوں گے ﴿١٤﴾ اور صف صف گاؤ تکیے

مَصْفُوفَةٌ ﴿١٥﴾ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ﴿١٦﴾ أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾

لگے ہوئے ہوں گے ﴿١٥﴾ اور عمدہ قالین بچھے ہوئے ہوں گے ﴿١٦﴾ تو کیا یہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس بنایا گیا ہے ﴿١٧﴾

وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿١٨﴾ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٩﴾ وَإِلَى الْأَرْضِ

اور آسمان کو کیسا اونچا کیا گیا ہے ﴿١٨﴾ اور پہاڑوں کو کیسے قائم کیا گیا ہے ﴿١٩﴾ اور زمین کو

كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾

کیسے بچھائی گئی ہے ﴿٢٠﴾ تو تم نصیحت کرو تم تو نصیحت کرنے والے ہی ہو ﴿٢١﴾ تم کچھ ان پر زبردستی کرنے والے نہیں ہو ﴿٢٢﴾

إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ﴿٢٣﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ إِلَيْنَا

ہاں جس نے منہ پھیرا اور کفر کیا ﴿٢٣﴾ تو اسے اللہ بہت بڑا عذاب دے گا ﴿٢٤﴾ یقیناً ہماری ہی طرف

إِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ﴿٢٦﴾

ان کا لوٹنا ہے ﴿٢٥﴾ پھر یقیناً ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب (لینا) ہے ﴿٢٦﴾

وقف لازم

تمت السورۃ

شان نزول: حبشہ کا لشکر ابرہہ اور سامان آرائش — مظاہر قدرت کی طرف اشارہ

تنبیہ: نصیحت سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی و تسکین

ربط: ① اس آیت میں خطاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے لیکن ہمیں بھی یہی حکم ہے کہ جو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو اسے سمجھائیں ② اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واجب نہیں کہ آپ خدا کو مسلمان کریں جو کچھ ہمیں اللہ تعالیٰ کا پیغام حسن طریقے سے پہنچا دینا آپ کا کام ہے، اس کے بعد اگر کوئی شخص ایمان نہ لائے تو آپ کی ذمہ داری نہیں۔ ③ بڑے عذاب سے مراد جہنم کا عذاب ہے

سورۃ الفجر ۸۹ مکی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجزء ۳۰ رکوعات ۱

وَالْفَجْرِ ۝١ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝٢ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝٣ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝٤ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ

صبح کی قسم ۝١ اور دس راتوں کی ۝٢ اور جفت ۝٣ اور طاق کی ۝٣ اور رات کی جب وہ چلنے لگے ۝٤ کیا اس میں

قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝٥ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝٦ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝٧

قسم ہے عقلمند کے لیے ۝٥ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا؟ ۝٦ ارم والوں (یعنی عاد اولیٰ) کے ساتھ جو ستونوں (جیسے قد والے تھے) ۝٧

الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝٨ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝٩ وَ

کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہیں ہوا ۝٨ اور ثمود کے ساتھ (جنہوں نے وادی میں پتھر کی چٹانیں کاٹیں ۝٩ اور

فِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝١٠ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝١١ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝١٢

فرعون کے ساتھ جو کیلوں والا تھا ۝١٠ جنہوں نے شہروں میں سرکشی کی ۝١١ پھر ان میں بہت فساد پھیلایا ۝١٢

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝١٣ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝١٤ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ

تو ان پر تمہارے رب نے عذاب کا کوڑا برسایا ۝١٣ بیشک تمہارا رب تاک میں ہے ۝١٤ تو جہاں تک آدمی کا

ربط اور اب عقل والے کے لیے یہ دو قسمیں (تو عاد، ثمود اور فرعون کے احوال و انجام کی طرف اشارہ)

نعمت پانے اور نعمت سے محرومی کے وقت انسان کا حال

لغات ۱ صبح سے پہلی محرم کی یا نحر والی کی یا عید الاضحیٰ کی یا ہر دن کی صبح مراد ہے ۲ ان سے ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں یا محرم کے پہلے عشرہ کی دس راتیں مراد ہیں ۳ جفت سے دو کا عدد یا مخلوق یا اور اور نعمت والی نمازیں مراد ہیں ۴ طاق سے واحد کی ذات یا تاریخ یا اللہ تعالیٰ کی ذات یا وحدت والی نماز یعنی مغرب مراد ہے ۵ اس بات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ رات یا شب قدر یا ہر رات مراد ہے اور رات کے چلنے سے مراد اس کا گزرنا ہے ۶ قوم عاد دو تھیں ۱ عاد اولیٰ عاد اخریٰ یہاں عاد اولیٰ مراد ہے جن کے قد بہت دراز تھے انہیں عاد ارم بھی کہتے ہیں ۷ قوم عاد کی قوت و طاقت اور قد و قامت کے بارے میں بہت کچھ مروی ہے جس میں بہت کچھ مبالغہ کی آمیزش ہے لیکن یہ بات قطعی ہے جو قرآن میں بیان کی گئی کہ وہ غیر معمولی قوت طاقت اور قد کاٹھ والے تھے ۸ فرعون کے جس وصف کا یہاں ذکر ہے اس کے ہاتھ پاؤں میخوں سے باندھ کر یا ہاتھ پاؤں میں میخیں گاڑ کر یا

إِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾

جب اس کا رب آزماتا ہے کہ اس کو عزت اور نعمت دے تو اس وقت وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دی ○

وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾

اور بہرحال جب وہ اسے آزماتا ہے کہ اس کا رزق اس پر تنگ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا ○

كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾

ہرگز نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے ○ اور تم ایک دوسرے کو مسکین کے کھانے کی ترغیب نہیں دیتے ○

وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّآ اِذَا

اور میراث کا سارا مال جمع کر کے کھا جاتے ہو ○ اور مال سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہو ○ ہاں ہاں جب

دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَجِايْٓءَ

زمین کو کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گی ○ اور تمہارے رب کا حکم آئے گا اور فرشتے قطار در قطار (آئیں گے) ○ اور اس

يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾

دن جہنم لائی جائے گی اس دن آدمی سوچے گا اور اب اس کے لئے سوچنے کا وقت کہاں ○

لغات: كَلَّا بلکہ، ہرگز نہیں (یہ حرف ردع ہے) — تَحٰٓضُّوْنَ ابھارتے ہو، ترغیب دیتے ہو — التُّرَاثَ میراث، مال جو پہلے لوگوں سے ورثہ میں پہنچے — لَمًّا سارا، سمیٹ کر — جَمًّا بہت زیادہ — دُكَّتِ کوٹ کوٹ کر برابر کر دی گئی — دَكًّا ریزہ ریزہ کر دینا — صَفًّا صَفًّا صف در صف، قطار در قطار — جِايْٓءَ لائی جائے گی — يَتَذَكَّرُ سوچے گا، نصیحت حاصل کرے گا — الذِّكْرٰى سوچنا، نصیحت حاصل کرنا

تشریح: ① اللہ تعالیٰ بندوں کو مال و دولت اور نعمت و عزت دے کر اور واپس لے کر آزماتا ہے۔ اس میں مومن و مخلص اور مطیع فرمانبردار تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو کر نعمت پر شکر اور مصیبت پر صبر کرتا ہے لیکن غافل اور حاسد کا طرز عمل اس کے برخلاف ہوتا ہے کہ اگر اسے نعمت و عزت سے نوازا جائے تو وہ خود پسندی کا شکار ہو جاتا ہے نعمت پر شکر کرنے اور اسے فضل الٰہی قرار دینے کی بجائے اپنا حق سمجھتا ہے یہ مال یا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کی دلیل قرار دیتا ہے۔ اس کے برعکس جب اللہ تعالیٰ اسے رزق کی تنگی میں مبتلا کر کے یا دوسری تکالیف کے ذریعے آزماتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے شکوہ و شکایت کا اظہار کرتا ہے سامنے جا کر دل برا ہونا یا کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے ہاں مردودیت کی علامت سمجھنا سے یہ طرز عمل حقیقی مسلمان کی شان کے برخلاف ہے۔ ② اس آیت میں کفار کی دو بری رسموں کے یہ اسباب بیان کئے گئے ہیں (1) یتیم کی عزت نہ کرنا (2) مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دینا (3) حقدار وں کا مال دبا کر ہڑپ کر جانا (4) مال سے بہت زیادہ محبت رکھنا ان اسباب و وجوہ سے بچتے ہوئے ہمیں بھی اپنی عملی حالت پر غور کرنے کی شدید حاجت ہے۔

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ

وہ کہے گا کاش کہ میں نے اپنی زندگی میں (اس کے) آگے بھیجی ہوتی ﴿٢٤﴾ تو اس دن اللہ کے عذاب کی طرح کوئی عذاب نہیں

اَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾

دے گا ﴿٢٥﴾ اور کسی سے باندھنے کی طرح کوئی نہ باندھے گا ﴿٢٦﴾ اے اطمینان والی جان ﴿٢٧﴾

ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَ

چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ (اللہ سے) راضی (اور اللہ تجھ سے) خوش ہو ﴿٢٨﴾ پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا ﴿٢٩﴾ اور

ادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾

میری جنت میں داخل ہو جا

الجزء ٣٠

سُوْرَةُ الْبَلَدِ ٩٠ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٰیاتھا ٢٠ رکوعھا ١

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿١﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿٢﴾ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿٣﴾

مجھے اس شہر کی قسم ﴿١﴾ جبکہ تم اس شہر میں تشریف فرما ہو ﴿٢﴾ اور باپ کی قسم اور جو اس کی اولاد ہوئی ﴿٣﴾

ربط عذاب الٰہی کی شدت — متقین سے ملنے والی بشارت کی طرف اشارہ — انسان کے مشقت میں ہونے کا تیسرا بیان

ملغوظ ① یہاں زندگی سے مراد دنیاوی زندگی ہے یا اخروی زندگی۔ پہلی صورت میں آیت کا مطلب یہ ہے کہ کاش میں دنیا میں کچھ نیکیاں اپنے آگے بھیج چکا ہوتا۔ دوسری صورت میں مطلب یہ ہے کہ کاش میں نے آخرت کی دائمی زندگی کے لئے کچھ بھیجا ہوتا۔ ② یہ خطاب کی طرف سے غیبت کی طرف التفات ہے جس کا مقصد قرب اور حضور میں حاضر ہونا ہے۔ ③ اس آیت سے نیک بندوں کی محبت و قرب الٰہی کی معیت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پہلے مخلص مومن و نیک بندوں کی معیت مل جائے گا فرمایا، چلو جنت میں داخل ہو جاؤ اور یہ حقیقت ہے کہ نیکوں کی صحبت اصلاح قلب اور وصول جنت کا ذریعہ ہے۔ ④ اس آیت میں شہر سے مراد مکہ مکرمہ ہے یہ شہر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام معزز و محترم شہروں سے افضل ہے یہ عظمت اس لئے ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں تشریف فرما ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ ⑤ یہاں باپ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام یا باپ سے حضرت آدم علیہ السلام اور اولاد سے آپ کی ذریت مراد ہے یا والد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اولاد سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مراد ہے

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ ﴿٤﴾ أَيَحْسَبُ أَنْ لَنْ يَقْدِرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ ﴿٥﴾ يَقُولُ

یقیناً ہم نے آدمی کو مشقت میں رہتا پیدا کیا ﴿۴﴾ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ ہرگز اس پر کوئی قدرت نہیں پائے گا ﴿۵﴾ کہتا ہے

أَهْلَكْتُ مَالًا لُبَدًا ﴿٦﴾ أَيَحْسَبُ أَنْ لَمْ يَرَهُ أَحَدٌ ﴿٧﴾ أَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ ﴿٨﴾

کہ میں نے ڈھیروں مال خرچ کر ڈالا ﴿۶﴾ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اسے کسی نے نہ دیکھا ﴿۷﴾ کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہ بنائیں ﴿۸﴾

وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ﴿٩﴾ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿١١﴾ وَمَا

اور زبان اور دو ہونٹ ﴿۹﴾ اور ہم نے اسے دونوں راستے کھول کر بتا دیئے ﴿۱۰﴾ پھر وہ گھاٹی میں کودا نہیں ﴿۱۱﴾ اور

أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿١٢﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿١٣﴾ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ﴿١٤﴾ يَتِيمًا

تجھے کیا معلوم کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟ ﴿۱۲﴾ کسی بندے کی گردن چھڑانا ﴿۱۳﴾ یا بھوک کے دن میں کھانا دینا ﴿۱۴﴾ رشتہ دار

ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿١٥﴾ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿١٦﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا

یتیم ﴿۱۵﴾ یا خاک نشین مسکین کو ﴿۱۶﴾ پھر ان میں سے ہو جو ایمان لائے اور جنہوں نے آپس میں صبر کی

عنوان: جہنم قریش کے کچھ لوگوں کے گمان اور عقیدہ کی طرف اشارہ

کفار قریش کے کچھ لوگوں کا نعمتوں کی ناشکری اور تکبر — اعمال صالحہ کی تلقین

اعمال صالحہ کو اپنانے کی بنیادی شرط

حل لغات: (۱) کبد: مشقت، تکلیف (۲) لبدا: ڈھیر، بہت سا (۳) النجدین: دو راستے، خیر و شر کے راستے (۴) اقتحم: کودا، داخل ہوا (۵) العقبۃ: گھاٹی، مشکل راستہ (۶) مسغبۃ: بھوک، قحط (۷) مقربۃ: رشتہ دار (۸) مترب: خاک نشین، محتاج

حل: (۱) دنیا کی پیدائش سے لے کر اس جگہ پر مال خرچ کرنے کا انجام بہت سخت ہے۔ اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو رشوت کے پیسے یا کاروبار اور منصب حاصل کرنے اور شادی کی ناجائز رسمیں پوری کرنے کے لئے بے تحاشہ مال خرچ کرتے ہیں۔ اس طرح وہ لوگ بھی درس حاصل کریں جو ظاہری عزت کے لئے یا ٹیکہ کاموں میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں یا ان کی نیت یہ ہے کہ اس عمل سے لوگوں میں ان کی نیک نامی مشہور ہو۔ (۲) مفسرین کا یہ قول ہے کہ اس سے چھان اور بران کے وہ ستو مراد ہیں جو جنت یا جہنم تک پہنچاتے ہیں۔ (۳) حدیث پاک میں ہے جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے، اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اسے ختم شدہ یعنی جنت کی سربمہر شراب پلائے گا۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ) (۴) حدیث پاک میں ہے یتیموں اور مسکینوں کی مدد کرنے والا جہاد میں سعی کرنے والے اور تھکے مسلسل شب بیدار رہنے والے اور ہمیشہ روزہ رکھنے والے کی مثل ہے۔ (مسند احمد ص ۵۹۲ حدیث ۲۱۸۲۳) (۵) ایمان کے بغیر اچھی جگہوں پر مال خرچ کرنے کا ثواب نہیں ملے گا البتہ جو کافر حدود میں خرچ کرنے کا ثواب چاہتا ہو تو اسے پہلے توحید و رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے ورنہ یہ مال توجہ دنیا مل جائے گا لیکن آخرت میں نہیں۔

بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿١٧﴾ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ﴿١٨﴾ وَالَّذِينَ

صبر کی اور آپس میں مہربانی کی تاکید کرتے رہے ﴿١٧﴾ یہی لوگ دہنی طرف والے ہیں ﴿١٨﴾ اور جنہوں نے

كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ﴿١٩﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُؤْصَدَةٌ ﴿٢٠﴾

ع ۱۵

ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کیا وہی بائیں طرف والے ہیں ﴿١٩﴾ ان پر آگ طرف سے بند کی ہوئی آگ ہوگی ﴿٢٠﴾

الجزء ۱۵ ۔ ع ۱۰ ۔ مکیہا ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۹۱ سُوْرَةُ الشَّمْسِ ۲۶ رکوعہا

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ﴿١﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلٰهَا ﴿٢﴾ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلّٰهَا ﴿٣﴾

سورج اور اس کی روشنی کی قسم ﴿١﴾ اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے ﴿٢﴾ دن کی جب وہ سورج کو چمکائے ﴿٣﴾

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰهَا ﴿٤﴾ وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنٰهَا ﴿٥﴾ وَالْأَرْضِ وَمَا

اور رات کی جب وہ سورج کو چھپا لے ﴿٤﴾ اور آسمان کی اور اس کے بنانے والے کی قسم ﴿٥﴾ اور زمین کی اور اس کے

طَحٰهَا ﴿٦﴾ وَنَفْسٍ وَمَا سَوّٰهَا ﴿٧﴾ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰهَا ﴿٨﴾

پھیلانے والے کی قسم ﴿٦﴾ اور جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا ﴿٧﴾ پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری کی سمجھ اس کے دل میں ڈالی ﴿٨﴾

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ﴿٩﴾ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ﴿١٠﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ

بیشک جس نے نفس کو پاک کر لیا وہ کامیاب ہو گیا ﴿٩﴾ اور بیشک جس نے نفس کو گناہوں میں چھپا لیا وہ ناکام ہو گیا ﴿١٠﴾ قوم ثمود نے اپنی سرکشی سے

عنوان ۱ عمل صالحہ اور کفار کے انجام میں فرق ۲ کلموں کی قسمیں اور شاہد قسم کا صحیح اور ناصحیح انسان کا بیان

(قوم ثمود کے رسول اور انجام کی طرف اشارہ)

ربط ① اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت ... وحدانیت کا اظہار کرنے کے لئے سات چیزوں کی قسم اور شاہد فرمائی ہے اور یہ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے ساتھ مخلوق کے عظیم منافع وابستہ ہیں ذرا ان میں غور و فکر کرے ہر انسان اللہ تعالیٰ کی قدرت ... اس کی وحدانیت کے بارے میں جان سکتا ہے۔ ② پھر نفس ... چیزوں سے پاک ... ناکامیابی حاصل ... کے اور بعد ... کے گناہوں میں چھپا دینا ناکامی کا سبب ہے۔ نفس ... چیزوں سے کس وقت پاک ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ ... اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاعت کی جائے۔ لہذا جو شخص حقیقی کامیابی حاصل ... اور ناکامی سے بچنا چاہتا ہے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ... سے اپنے نفس کو ... چیزوں سے پاک ...

بِطَغْوٰىهَآ ﴿۱۱﴾ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿۱۲﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ

جھٹلایا ﴿۱۱﴾ جس وقت ان کا سب سے بڑا بدبخت تیار ہو کر اٹھا ﴿۱۲﴾ تو اللہ نے ان سے فرمایا اللہ کی اونٹنی

اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿۱۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۫ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ

(کا خیال رکھو) اس کے پینے (کے دن) سے ﴿۱۳﴾ پس انہوں نے اسے جھٹلایا پھر اس کی کونچیں کاٹ دیں تو ان پر ان کے رب نے ان کے گناہ کے سبب تباہی ڈال

فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾

پس اس (بستی) کو برابر کر دیا ﴿۱۴﴾ اور اسے ان کے پیچھے (کسی کا) خوف نہیں ﴿۱۵﴾

الم نشرح ۲ — رکوعات ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الیل ۹۲ — مکیۃ

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳﴾

رات کی قسم جب وہ چھا جائے ﴿۱﴾ اور دن کی جب وہ روشن ہو ﴿۲﴾ اور اس کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا ﴿۳﴾

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ﴿۶﴾

بیشک تمہاری کوشش مختلف قسم کی ہے ﴿۴﴾ تو بہرحال وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی ﴿۵﴾ اور سب سے اچھی بات کو سچا مانا ﴿۶﴾

عنوان لوگوں کی کوشش مختلف ہونے کا تذکرہ جاری — آسان کو نیکی بنانے سے متعلق

ربط ① یہ سب سے بڑا بدبخت آدمی قدار بن سالف تھا۔ ② اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے پیچھے سے کوئی خوف نہیں کیونکہ کسی کو اس سے آگے دم مارنے کی مجال نہیں۔ بعض مفسرین نے اس آیت کا معنی یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں سے کسی کو خوف نہیں کہ عذاب نازل ہونے کے بعد وہ نہیں بچ پائے گا۔ ③ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتیں اور اس کی قدرت کی عظیم نشانیاں ہیں۔ کس طرح رات سے بعد دن کا آنا اور دن سے بعد رات کا آنا بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ اگر قیامت تک ہمیشہ رات ہی رہے تو مخلوق کے لئے بڑی مصیبت ہو گی اور اگر قیامت تک ہمیشہ دن ہی رہے تو مخلوق کا چین سکون اور راحت ختم ہو جائے گی۔ عقلمند لوگ اس میں بھی غور کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی وحدانیت کے بارے میں جان سکتے ہیں۔ ④ اس سے معلوم ہوا کہ

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝٧ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝٨ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝٩

تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے ۝ اور رہا وہ جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا ۝ اور سب سے اچھی راہ کو جھٹلایا ۝

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝١٠ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝١١ اِنَّ عَلَيْنَا

تو بہت جلد ہم اسے دشواری میں پہنچنے دیں گے ۝ اور جب وہ ہلاکت میں پڑے گا تو اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا ۝ بیشک

لَلْهُدٰى ۝١٢ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝١٣ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝١٤

ہمارے ذمہ راہ بتانا ہے ۝ اور بیشک آخرت اور دنیا ہماری ہی ملک ہیں ۝ تو میں تمہیں اس آگ سے ڈرا چکا جو بھڑک رہی ہے ۝

لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝١٥ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝١٦ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝١٧

اس میں بڑا بدبخت ہی داخل ہوگا ۝ جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا ۝ اور عنقریب سب سے بڑے پرہیزگار کو اس سے دور رکھا جائے گا ۝

الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝١٨ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝١٩ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ

جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ پاک ہو جائے ۝ اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جانا ہو ۝ صرف اپنے سب سے

رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝٢٠ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝٢١

بلند شان والے رب کی رضا تلاش کرنے کے لئے ۝ اور بیشک قریب ہے کہ وہ خوش ہو جائے گا ۝

الضحیٰ

مشکل الفاظ: بخل: کنجوسی کرنے والے ۔ استغنیٰ: بے پروا بنا ۔ تردّیٰ: ہلاکت میں پڑے گا ۔ تلظّیٰ: بھڑک رہی ہے ۔ الاتقیٰ: بہت پرہیزگار ۔ یتزکّیٰ: پاک ہو جائے ۔ تجزیٰ: بدلہ دیا جائے ۔

شانِ نزول: تمام مفسرین کے نزدیک اس آیت میں سب سے بڑے پرہیزگار سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے افضل معلوم ہوئے کہ جنتوں سے محفوظ رہیں گے کیونکہ سب سے بڑے متقی ہیں۔ (۲) اس میں جہنم سے بہت دور رکھے جانے کا ذکر ہے جہنم سے دور رکھے جانے میں ان کے لئے جنتی ہونے کی بشارت ہے۔ (۳) یہ آیت اگرچہ عام ہے لیکن اس کے مصداق اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۴) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام صدقات و خیرات کئے ہیں۔ (۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہر صدقے میں اعلیٰ درجے کا اخلاص ہے جس کی گواہی رب تعالیٰ دے رہا ہے۔ (۶) جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بہت مہنگی قیمت پر خرید آزاد کیا تو کفار و مشرکین بولے کہ ابوبکر نے بلال پر احسان کیا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ظاہر فرما دیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ فعل محض اللہ کے لئے تھا کسی کے احسان کا بدلہ نہیں۔

۹۳ سورۃ الضحیٰ مکیۃ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — اٰیاتہا ۱۱ رکوعہا ۱

وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ﴿۳﴾ وَ

چمکتے دن کے وقت کی قسم[1]○ اور رات کی جب وہ چھا جائے○ تمہارے رب نے تمہیں چھوڑا نہیں اور ناپسند نہیں کیا○ اور

لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ؕ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ﴿۵﴾

بیشک تمہارے لئے ہر پچھلی گھڑی پہلی سے بہتر ہے[2]○ اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے○

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ؗ﴿۶﴾ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ؗ﴿۷﴾ وَوَجَدَكَ

کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی[3]○ اور اس نے تمہیں اپنی محبت میں گم پایا تو راہ دی خاطر فرمائی[4]○ اور اس نے تمہیں

عَآئِلًا فَاَغْنٰى ؕ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ؕ﴿۹﴾ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ؕ﴿۱۰﴾

حاجت مند پایا تو غنی کر دیا[5]○ تو کسی بھی صورت یتیم پر سختی نہ کرو[6]○ اور کسی بھی صورت مانگنے والے کو نہ جھڑکو[7]○

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۧ﴿۱۱﴾

رکوع ۱

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو[8]○

عنوان: قسموں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانوں کا بیان

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاکم نعمتوں کی بیان — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یتیم و سائل پر شفقت کا حکم — نعمت ملنے پر چرچا کا حکم

حاشیہ: [1] بعض مفسرین کے نزدیک آیت میں "ضحیٰ" سے وہ وقت مراد ہے جس وقت سورج بلند ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک یہاں ضحیٰ سے پورا دن مراد ہے۔ [2] اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیشک تمہارے لئے آخرت دنیا سے بہتر ہے کیونکہ وہاں آپ کے لئے بے انتہا عزتیں ہیں۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ آپ کے لئے آنے والا ہر لمحہ گزشتہ سے بہتر و برتر ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ہر لمحہ آپ کے درجے بلند کرے گا اور عزت پر عزت اور منصب پر منصب عطا فرمائے گا اور ہر آنے والی گھڑی میں آپ کے مراتب "پہلوں" سے بڑھ جائیں گے۔ [3] یہاں نعمت سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائیں اور وہ نعمتیں بھی مراد ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے اور نعمتوں کا چرچا کرنے کا اسی لئے حکم فرمایا کہ نعمت کو بیان کرنا شکر کرنا ہوتا ہے۔

سورۃ الم نشرح ۹۴ — مکی — رکوعات ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اب لك ۹

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝١ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝٢ الَّذِيْٓ أَنْقَضَ

کیا ہم نے تمہارے خاطر تمہارا سینہ کشادہ نہ کر دیا؟ ۝١ اور ہم نے تمہارے اوپر سے تمہارا بوجھ اتار دیا ۝٢ جس نے تمہاری پیٹھ

ظَهْرَكَ ۝٣ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝٤ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٥ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ

توڑ دی تھی ۝٣ اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا ۝٤ تو یقیناً دشواری کے ساتھ آسانی ہے ۝٥ یقیناً دشواری کے ساتھ

يُسْرًا ۝٦ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝٧ وَإِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝٨

آسانی ہے ۝٦ تو جب تم فارغ ہو تو محنت کرو ۝٧ اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو ۝٨

سورۃ التین ۹۵ — مکی — رکوعات ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اب لك ۹

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝١ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝٢ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِيْنِ ۝٣ لَقَدْ

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی ۝١ اور طور سینا کی ۝٢ اور اس امن والے شہر کی ۝٣ یقیناً

شانِ نزول: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کی بشارت

مناسبت: (سابقہ سورت سے) (انسان کی تخلیق کا تذکرہ)

ربط: اس پوچھ سے وہ حکم مراد ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے ہوا تھا۔ یہ قول ہے کہ اس سے امت کے گناہوں کا حکم مراد ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مہموم مشغول رہتا تھا۔ (۳) مفسرین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کے جلد ایمان نہ لانے کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں۔ ان میں سے وہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی اطاعت کرنا تمام پر لازم کر دیا ہے جس کو کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اس کی وحدانیت کا اقرار اور اس کی عبادت کرنا اس وقت تک مقبول نہیں جب تک وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لے آئے اور ان کی اطاعت نہ کرنے لگے۔ (۷) اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اذان، اقامت، تشہد، خطبے، نماز میں پڑھنے کے ساتھ آپ کا ذکر کیا ہے۔

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۝

یقیناً ہم نے آدمی کو سب سے اچھی صورت میں پیدا کیا ۝ پھر اسے ہم نے نیچوں سے نیچا کر دیا ۝

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ فَمَا

مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے تو ان کے لئے بے انتہا ثواب ہے ۝ تو اب دین کی بابت

یُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ ۝ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ۝ ع

تجھے جھٹلانے کی جرأت کون کرتا ہے ۝ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں؟ ۝

سورۃ العلق ۹۶ مکیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اٰیاتہا ۱۹ رکوعہا ۱

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ۝ انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا ۝ پڑھ اور تیرا رب بڑا

الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝ كَلَّاۤ اِنَّ

سب سے بڑا کریم ہے ۝ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا ۝ انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا ۝ ہاں ہاں یقیناً

شان نزول یہ عمل مسلمانوں کے لیے بے انتہا اجر و بشارت کا باعث ہے ۔ رب کے نام سے پڑھنے کا حکم

رب جلال کی عظمت و بڑائی ۔ انسان کی پیدائش اور اسے تعلیم

ربط اس کا یہ معنی ہے کہ انسان کو سب سے اچھی صورت پر پیدا کرنے کے بعد سے جوانی کی طرف پھیر دیا اور وہ بوڑھا ہو کر ضعیف ناکارہ اور نکمی ناقص پشت خم بال سفید ہو جاتے اور جلد میں جھریاں پڑ جاتی ہیں دانت بھی گر جاتے ہیں کمزوری بڑھ جاتی ہے اور دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے دوسرا معنی یہ ہے کہ جسے ہم نے اچھی شکل و صورت کی شکر گزاری پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر لوٹا دیا ۔ ہاں ایمان لا کر اس کا انجام یہ ہوا کہ ہم نے جہنم کے سب سے نیچے درکات میں اس کا ٹھکانہ کر دیا ۲ حدیث پاک میں ہے جو سورہ والتین والزیتون پڑھتے ہوئے "الیس اللہ باحکم الحاکمین" پڑھے تو اسے چاہیے کہ وہ کہے بلیٰ وانا علی ذالک من الشاہدین یعنی ہاں ضرور میں اس بات پر گواہوں میں سے ہوں ۔ (الدر المنثور ۵ ۳۳۰ حدیث ۳۳۵۸) دوسرا پڑھنے کا حکم دینے سے یہ بھی بتا دیا ہے کہ دوبارہ قرأت سے حکم سے مراد یہ ہے کہ تبلیغ و امت کی تعلیم کے لئے پڑھ ۴ یہاں انسان سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں اور جو تعلیم سکھانے کی بات ہے اس سے مراد اشیاء کے ناموں کا علم ہے ۔ یا یہاں انسان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کے علوم عطا فرمائے

الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝

آدمی حد سے نکل جاتا ہے ۝ اس بنا پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا ۝ بیشک تیرے رب ہی کی طرف لوٹنا ہے ۝

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى

کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو منع کرتا ہے ۝ بندے کو جب وہ نماز پڑھے ۝ بھلا دیکھو تو اگر وہ ہدایت پر

الْهُدٰٓى ۝ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝

ہوتا ۝ یا پرہیزگاری کا حکم دیتا ہو تو (پھر بھی منع کرتا ہے) ۝ بھلا دیکھو تو اگر اس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا (تو کیا حال ہوگا) ۝

اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۝ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۝

کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے ۝ ہاں اگر باز نہ آیا تو ضرور ہم پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے ۝

نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝ كَلَّا ۭ

وہ پیشانی جو جھوٹی خطاکار ہے ۝ تو وہ چاہیے کہ اپنی مجلس کو بلا لے ۝ ہم بھی دوزخ کے داروغوں کو بلائیں گے ۝ خبردار

لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝

تو اس کی بات نہ مان اور سجدہ کر اور (ہم سے) قریب ہو جا ۝

سجدہ

لغات ایک خاص کافر کا نام کہ دیتے ہیں سے مجھے | جو میں کا وہ سخت الفاظ میں وعید اور ایک پیش

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت

ملاحظہ ① یہاں آدمی سے مراد ابوجہل ہے اس کے پاس کچھ مال آگیا تو اس کے پاس اسلام کی دعوت سے پہلے میں آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور اس کا غرور و تکبر بہت بڑھ گیا تھا۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ مال کی فراوانی سختی اور گناہوں میں دلیری سے۔ ② پیشانی سے بالوں سے گھسیٹنا سرکشوں کا کام ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم گھسیٹیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حق کی مدد کے کام اپنی طرف منسوب فرمائے ہیں۔ ③ ابوجہل نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھمکی دی کہ وہ اپنے ہم مجلس لوگوں کو آپ سے نمٹنے کے لئے بلائے گا تو اس کے جواب میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم بھی فرشتوں کو بلائیں گے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مددگار خود اللہ تعالیٰ ہے ④ یہ آیت آیات سجدہ میں سے ہے پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہے۔

سورۃ القدر ۹۷ مکیۃ ۲۵ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — رکوعات ۱ اٰیات ۵

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۚ﴿۱﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ؕ﴿۲﴾ لَیْلَةُ

بیشک ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں اتارا ۚ﴿۱﴾ اور تجھے کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے ؕ﴿۲﴾ شب

الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ؕ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ

قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے ؕ﴿۳﴾ اس رات میں فرشتے اور جبریل اپنے رب کے حکم سے

رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۙ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ؕ﴿۵﴾

ہر کام کے لیے اترتے ہیں ۚ﴿۴﴾ وہ رات سراسر سلامتی ہے صبح طلوع ہونے تک ؕ﴿۵﴾

سورۃ البینۃ ۹۸ مدنیۃ ۸ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — رکوعات ۱ اٰیات ۸

لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰی

کتابی کافر اور مشرک رہنے والے نہ تھے کہ ان کے پاس روشن دلیل آئے جب تک

ترجمہ (شب قدر میں دیوں قرآن) شب قدر کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے کفار اہل کتاب اور مشرکین کا حال

شرح شب قدر انتہائی شرف و برکت والی رات ہے اسے شب قدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں سال بھر کے احکام لکھ دیے جاتے ہیں اور فرشتوں کو سال بھر کے کاموں اور خدمات پر مامور کیا جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس رات کی دیگر راتوں پر شرافت و قدر کے باعث اس کو شب قدر کہتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے جس نے اس رات میں ایمان و اخلاص کے ساتھ شب بیداری کی اس کے سابقہ (صغیرہ) گناہ بخش دیے جاتے ہیں (بخاری، ۲۵ حدیث ۲۰۱۴) اگرچہ اہل کتاب اور مشرکین سب ہی کافر ہیں مگر پوری اہل کتاب کی قبیح اور کتاب سے ثابت ہے اس لئے ان کے حکم میں ہیں اگر یہ یہاں قبول ہیں تو کہیں کی توب ملتی ہے۔ جب کتاب اور علم سے ثابت کفار کو اتنا فائدہ دیتی ہے تو جس مومن حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن سے خصوصی نسبت ہو جائے تو اس کو کتنا فائدہ ہوگا۔

تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝١ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝٢ فِيْهَا

ان کے پاس روشن دلیل نہ آئے ۝١ یعنی اللہ کا رسول جو پاک صحیفوں کی تلاوت فرماتا ہے ۝٢ ان صحیفوں میں

كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝٣ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا

سیدھی (اللہ کی) کتابیں لکھی ہوئی ہیں ۝٣ اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی انہوں نے (انہیں نہ) مانا تو اس کے بعد کہ

جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝٤ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

ان کے پاس روشن دلیل آچکی تھی ۝٤ اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی عبادت کریں اس کے لئے

لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ

دین کو خالص کرتے ہوئے ہر باطل سے علیحدہ ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ

دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝٥ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

سیدھا دین ہے ۝٥ بیشک اہل کتاب میں جو کافر ہوئے وہ اور مشرک

فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝٦ اِنَّ الَّذِيْنَ

سب جہنم کی آگ میں گئے جس میں ہمیشہ اس میں رہیں گے ۝٦ وہی تمام مخلوق میں سب سے بدتر ہیں ۝٦ بیشک جو

عنوان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد اہل کتاب کا حال

نتیجہ اہل کتاب و مشرکین سے بچنے کی تاکید

شان نزول کامل مسلمانوں کے لیے بشارت

ف ① اس سے مراد قرآن کریم ہے جو سب صحیفوں کے مضامین کی جامع کتاب ہے اور یہ باطل سے پاک ہے یہ پاک چیز ہے پاک فرشتوں کے ذریعہ پاک نبی پر آئی پھر ہمیشہ پاک زبانوں پاک سینوں پاک ہاتھوں میں ہے گا تغیر تحریف اور باطل سے محفوظ ہے۔ ② اس آیت سے مراد ہے کہ پہلے تو سب اس بات پر متفق تھے کہ جب وہ نبی تشریف لائیں گے جس کی بشارت دی گئی ہے تو ہم ان پر ایمان لائیں گے لیکن جب وہ نبی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہوئے تو ان میں پھوٹ پڑ گئی اور ان میں سے بعض ان پر ایمان لائے اور بعض نے حسد اور عناد کی وجہ سے کفر اختیار کیا۔ ③ اہل کتاب میں سے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو مانتے اور اس کی عبادت کرتے تھے یعنی سب سے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو مانتا اور ان کی عزت و توقیر کرتا تو اللہ تعالیٰ سے ایسے کافر دیدہ دلیر کافر چاہے کتابی ہو یا مشرک جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝٧ جَزَآؤُهُمْ

یہاں لائے اور جنہوں نے بھلے کام کئے وہی تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہیں ۝ ان کا صلہ

عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

ان کے رب کے پاس ہمیشہ کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ

اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝٨

رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہ صلہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے ۝

الجزء ٣٠

سورۃ ۹۹ الزلزال ۹۳ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — الربع ۸ رکوعہا

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝١ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝٢

جب زمین تھرتھرا دی جائے گی جیسے اس کا تھرتھرانا ہے ۝ اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے گی ۝

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝٣ يَوْمَىِٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝٤ بِاَنَّ رَبَّكَ

اور آدمی کہے گا اسے کیا ہوا ۝ اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی ۝ اس لیے کہ تیرے رب نے

اَوْحٰى لَهَا ۝٥ يَوْمَىِٕذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝٦ فَمَنْ

اسے حکم بھیجا ۝ اس دن لوگ مختلف حالتوں میں واپس لوٹیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں ۝ تو جو

نوٹ: قیامت قائم ہونے کے وقت کی ہولناکیاں ۔ قیامت میں اعمال کا حساب اور مشاہدہ

لغات: ۔ ہر وہی اور بے عقل کو بھی اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے کسی بڑے علم کی ضرورت نہیں۔ اس آیت میں یہ مضمون صاف موجود ہے۔ ۔ زمین کا یہ تھرتھرانا اس وقت ہوگا جب قیامت قریب ہوگی یا قیامت کے دن زمین تھرتھرائے گی۔ ۔ زمین کے بوجھ سے مراد اس کے اندر مدفون مردے اور مردے وغیرہ ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔ زمین کی خبریں یہ ہیں کہ وہ ہر مرد و عورت کے اچھے برے اعمال کی گواہی دے گی جو انہوں نے اس کی پیٹھ پر کئے وہ کہے گی کہ اس نے فلاں دن یہ عمل کیا یا اس نے فلاں دن یہ عمل کیا یہی اس کی خبریں ہیں۔ (ترمذی ۲۱۰ صفحہ ۲۲۳ جلد ۲ مسند احمد حدیث پاک میں ہے زمین بے قطار رو کر یہ گواہی دے گی کہ یہ گواہی عمل ہے اور جو وہی اس پر اچھا یا برا عمل کرے گا یہ اس کی خبر دے گی۔ (مسند احمد ۲ صفحہ ۲۶۵ حدیث ۷۹۶۲)

يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

یہ دیکھ لے گا ۝ اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے وہ اسے دیکھ لے گا ۝

سورۃ العٰدیٰت ۱۰۰ — مکی — رکوعہا ۱ — اٰیاتہا ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝

ان گھوڑوں کی قسم جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں ۝ پھر سم مار کر پتھروں سے چنگاریاں نکالتے ہیں ۝ پھر صبح کے وقت غارت کرنے والوں ۝

فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝

پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں ۝ پھر اسی وقت دشمن کے لشکر میں گھس جاتے ہیں ۝ بیشک انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے ۝

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝ اَفَلَا يَعْلَمُ

اور بیشک وہ اس بات پر خود گواہ ہے ۝ اور بیشک وہ مال کی محبت میں بہت شدید ہے ۝ تو کیا وہ نہیں جانتا

اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ رَبَّهُمْ

جب وہ اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں ۝ اور جو سینوں میں ہے وہ ظاہر کر دی جائے گی ۝ بیشک ان کا رب

مضمون: انسان کی ناشکری کا تذکرہ بیان — انسان کی محبت مال اور اسے تنبیہ

ماخذ: نیکی تھوڑی سی بھی کارآمد ہے اور گناہ چھوٹا سا بھی وبال ہے حدیث پاک میں ہے بندہ کبھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی بات بتاتا ہے اور اس کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا لیکن جس کی وجہ سے انسان کے درجے بہت بلند ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اس بات کی وجہ سے اس سے بہت خوش ہوتا ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی بات کرتا ہے اس کا خیال بھی نہیں کرتا اس بات کی وجہ سے جہنم میں جاتا ہے (بخاری ۲۴۱۱ مسلم ۳۸۸۶) آیت میں ظاہر ہونے سے مراد غازیوں کے گھوڑے ہیں جو جہاد کرتے ہیں تو ان کے سینوں سے آوازیں نکلتی ہیں (۲) ناشکرے سے مراد وہ انسان ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مکر جاتا ہے یا اس سے مراد گناہگار انسان ہے یا اس سے مراد وہ انسان ہے جو مصیبتوں کو یاد رکھے اور نعمتوں کو بھول جائے (۳) محبتیں چار طرح کی ہے ۱ انسان محبت جیسے حج وغیرہ کے لئے مال کی چاہت ۲ نفسانی محبت جیسے اپنے آرام اور راحت کے لیے مال سے رغبت ۳ شیطانی محبت جیسے محفل جمع کرنے کو چھوڑ جانے کے لئے مال سے محبت ۴ شیطانی محبت جیسے گناہ، سرکشی کے لیے مال کی محبت ماں سے محبت تو مطلقاً اچھی ہے لیکن یاد رکھو وہ ہے جو حد سے نہ گزرے

بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۝

کہ دن ان کی یقیناً خوب خبر رکھنے والا ہے ۝

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ ۱۰۱ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد ۱ رکوعها

اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ يَوْمَ

دھوں دھا دینے والی ہے ۝ وہ کیا دھا دینے والی ہے ۝ اور تجھے کیا معلوم وہ کیا دھا دینے والی ہے ۝ جس

يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ

دن لوگ پھیلے ہوئے پتنگوں کی طرح ہوں گے ۝ اور پہاڑ رنگ برنگی دھنکی ہوئی اون کی طرح

الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ

ہو جائیں گے ۝ تو جس کے بھاری ہوں گے ۝ وہ من پسند عیش

رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَ

میں ہوگا ۝ اور جس کے ترازو ہلکے پڑیں گے ۝ تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا ۝ اور

مَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝

تجھے کیا معلوم وہ کیا ہے ۝ تپتی ہوئی آگ ہے ۝

عنوان: قیامت کی ہولناکیاں، میزان عمل بھاری ہونے کا نتیجہ، میزان عمل ہلکا ہونے کا انجام

ربط: ۱ قیامت کی دہشت، ہولناکی اور سختی سے تمام انسانوں کے دل دہل جائیں گے، اس لئے اسے "قارعہ" کہتے ہیں اور بعض مفسرین نے چونکہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی آواز کی وجہ سے قیامت کو "صیحہ" کہتے ہیں، چونکہ جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو اس کی آواز کی شدت سے تمام مخلوق مر جائے گی ۲ اگرچہ یہاں خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے تاہم یہ ہر مخاطب کے لئے ہے کہ وحی کے بغیر آپ قیامت کی ہولناکی کا علم نہیں ہے، مطلق علم کی نفی مراد نہیں ۳ قیامت کے دن مومنوں اور کافروں کے اعمال کا وزن کیا جائے گا، مومن کی نیکیوں والی پلڑی بھاری ہوگی تو میزان میں رکھی جائیں گی، اگر وہ غالب ہوگیں تو اس کے لئے جنت ہے ورنہ گناہ غالب ہوئے اور اسے سزا کے لئے فرمایا تو اسے مخصوص مدت تک دخول جہنم دیا جائے گا کافر کی نیکیاں بدرجہ اولیٰ صورت میں لاکر میزان میں رکھی جائیں گی، پھر اسے خلود جہنم دیا جائے گا، نیز بعض مومن ایسے ہوں گے جنہیں اللہ کا فضل سے حساب و میزان کے بغیر ہی خلود جنت کر دیا جائے گا

سورۃ التکاثر ۱۰۲ مکیۃ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — اٰیاتھا ۸ رکوعھا ۱

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝١ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝٢ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٣ ثُمَّ كَلَّا

یاد رکھا ہے تم کو طلب نے فخر نے غافل ۝١ یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں ۝٢ ہاں ہاں عنقریب جان جاؤ گے ۝٣ پھر

سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٤ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝٥ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝٦ ثُمَّ

تم جلد جان جاؤ گے ۝٤ ہاں اگر تم یقینی علم سے جانتے ہوتے ۝٥ البتہ تم ضرور جہنم کو دیکھو گے ۝٦ پھر

لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝٧ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝٨

پیشک تم ضرور اسے یقین کی آنکھ سے دیکھو گے ۝٧ پھر بیشک اس دن تم سے نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا ۝٨

سورۃ العصر ۱۰۳ مکیۃ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — اٰیاتھا ۳ رکوعھا ۱

وَالْعَصْرِ ۝١ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝٢ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ

زمانے کی قسم ۝١ بیشک انسان خسارے میں ہے ۝٢ مگر جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور

لغوی طلب مال کی حرص کا بیان اور محنت تنبیہ — قبر کو جانے اور دیکھنے کا بیان — ہر نعمت کے متعلق سوال ہوگا

زمانے کی قسم سے انسان کے خسارے میں ہونے کا بیان — خسارے سے محفوظ ہونے کا

مفہوم ۱ طلب مال کی حرص اور اس پر اترانا اور فخر کرنا غفلت کا سبب ہے اور اس میں مبتلا ہونا آخرت کی طرف سے غافل ہونا ہے حدیث پاک میں ہے بھوکے بھیڑیے جو بکریوں میں چھوڑ دیے جائیں وہاں بکریوں کو اتنا تباہ نہیں کرتے جتنا مال اور عزت کی حرص انسان کے دین کو خراب کرتی ہے۔ (الترمذی، ۲/۶۷، حدیث: ۲۳۷۶) اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے آمین۔ ۲ قیامت کے دن ہر نعمت کے بارے میں سوال ہوگا چاہے وہ نعمت جسمانی ہو یا روحانی ضروریات کی ہو یا تعیشات کی حتیٰ کہ ٹھنڈے پانی درخت کے سائے اور راحت کی نیند کے بارے میں بھی سوال ہوگا ۳ یہاں عصر سے متعلق مفسرین علیہم الرحمۃ کا مختلف اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ اس سے وہ وقت مراد ہے جو سورج غروب ہونے سے پہلے ہوتا ہے یہاں سے مراد نماز عصر ہے۔ ۴ بیشک انسان صریح نقصان میں ہے کہ اس کی عمر جو اس کا سرمایہ اور اصل پونجی ہے وہ مسلسل ختم ہو رہی ہے مگر جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق بات کی تلقین کی اور ایک دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی اطاعتوں اور مشقتوں پر صبر کرنے کی وصیت کی جو دین کی راہ میں پیش آئیں تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خسارے میں نہیں بلکہ نفع پانے والے ہیں کیونکہ ان کی جتنی عمر گزری وہ نیکی اور طاعت میں گزری ہے۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کی ۝

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ ۱۰۴ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٰیاتہا ۹ رکوعہا ۱

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ

اس کے لیے خرابی ہے جو ہر کسی کے منہ پر عیب نکالے پیٹھ پیچھے برائی کرے ۝ جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا ۝ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال

اَخْلَدَهٗ ۝ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝

اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا ۝ ہرگز نہیں وہ ضرور چکنا چور کرنے والی میں پھینکا جائے گا ۝ اور تجھے کیا معلوم کہ چکنا چور کر دینے والی کیا ہے ۝

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝

وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے ۝ وہ جو دلوں پر چڑھ دوڑے گی ۝ بیشک وہ ان پر بند کر دی جائے گی ۝

فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

لمبے لمبے ستونوں میں ۝

سُوْرَةُ الْفِيْلِ ۱۰۵ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٰیاتہا ۵ رکوعہا ۱

شان نزول یہ آیت چغل اور مال جمع کرنے والے کافر کے لئے نازل ہوئی (جمل) یا جمیل بن عامر کے بارے میں (خازن)

ربط ان آیتوں میں ان کفار کے بارے میں وعید نازل ہوئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اکثر اعتراضات اور ان کی عیب جوئی کرتے رہتے تھے جیسے عاص بن شریق، امیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ وغیرہم۔ پہلی آیت میں مذکور حکم ہر عیب جو اور غیبت کرنے والے کے لئے عام ہے۔ (۲) مال جمع کرنا اور گن گن کر رکھنا چند صورتوں میں روا ہے، حرام ذرائع سے مال جمع کیا جائے۔ (۳) جمع شدہ مال سے شرعی حقوق ادا نہ کئے جائیں۔ (۴) مال جمع کرنے میں ایسا مشغول ہو جانا کہ اللہ تعالیٰ کو بھول جائے۔ (۵) اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی بجائے صرف مال کو آفات دور کرنے کا ذریعہ سمجھا جائے۔ (۶) دل ایسی چیز ہے جس میں دنیا کی محبت برداشت کرنے کی تاب نہیں تو جب جہنم کی آگ ان پر چڑھ جائے گی اور موت آئے گی نہیں تو اس وقت یہ حال ہوگا اور دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ کفار کا محل مقام اور سونے کی جگہیں جہنم کے مقام ہیں۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ

کیا تم نے نہ دیکھا کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کا کیا حال کیا؟ کیا اس نے ان کے مکر و فریب کو

تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ

تباہی میں نہ ڈالا اور ان پر غول در غول پرندے بھیجے ۝ جو ان پر کنکر کے پتھروں

سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝

سے مارتے تھے ۝ تو انہیں جانوروں کے کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا ۝

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ ۱۰۶ — مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٰیاتہا ۴ — رکوعہا ۱

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ

قریش کو مانوس کرنے کی وجہ سے ۝ انہیں سردی اور گرمی دونوں کے سفر سے مانوس کرنے کی وجہ سے ۝ تو انہیں اس گھر کے رب

هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝

کی عبادت کرنی چاہیے ۝ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور انہیں خوف سے امن بخشا ۝

عنوان اصحاب فیل کا واقعہ ، قریش پر احسان الٰہی اور حکم عبادت

تشریح اس سورت کا خلاصہ یہ ہے کہ یمن اور حبشہ کے بادشاہ ابرہہ نے صنعاء میں ایک عظیم الشان عمارت بنائی کہ لوگ حج کرنے کے بجائے وہاں جانے لگیں مگر کسی کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اس عرب کو یہ بہت برا لگا۔ کنانہ کے ایک شخص نے موقع پا کر اس کعبہ میں قضائے حاجت کر دی۔ یہ معلوم ہونے پر ابرہہ طیش میں آیا اور کعبہ کو برباد کرنے کی قسم کھائی۔ پھر یہ اپنے لشکر کے ساتھ جس میں بہت سے ہاتھی بھی تھے مکہ مکرمہ پہنچا۔ یہاں جب اس نے لوٹ مار کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو بھیجا جنہوں نے کنکر کے پتھروں سے ابرہہ اور اس کے لشکریوں کو ایسا کر دیا جیسے جانوروں کے کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔ (۲) یعنی ان کو خوف معاش سے بھی نجات دی اور بدکاریوں کی تعداد میں اضافے کی وجہ سے جو امن کی شرح زمانے بھر میں گر رہی ہے اس سکون پسند علاقے میں اتنا خطرناک نہیں رہنے دیا جبکہ بھوک کا ختم ہونا اور خوف کا دور ہو جانا معاشرے میں پاکیزہ ماحول اور امن و امان کی فضا قائم کرنے میں بہت معاون ہے۔ دین اسلام کے حلال و حرام کی تعلیمات پر نظر کی جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح سے زیادہ صاف نظر آئے گی کہ لوگوں کی بھوک و خوف ختم کرنا جیسی اہم بات حرام کرنا پاکیزہ معاشرے کا قیام اور امن قائم کرنا اسلام کی بنیادی تعلیمات اور خصوصیات میں سے ہے جبھی ان احکام پر عمل پیرا ہونا چاہیے

سورۃ الماعون ۱۰۷ — مکی — رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝

بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو (روزِ) جزا کو جھٹلاتا ہے ۝ تو وہ یہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے ۝

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ

اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا ۝ تو ان نمازیوں کے لئے خرابی ہے ۝ جو اپنی نماز سے

صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

غافل ہیں ۝ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں ۝ اور برتنے کی معمولی چیز بھی نہیں دیتے ۝

سورۃ الکوثر ۱۰۸ — مکی — رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

بے شک ہم نے تمہیں (بے شمار خوبیوں والا) کوثر عطا فرمایا ۝ تو تم اپنے رب کی (خوشنودی کے لئے) نماز پڑھا کرو اور قربانی دیا کرو ۝ بے شک تمہارا دشمن ہی بے نسل اور بے نام و نشان ہوگا ۝

سورۃ الکافرون ۱۰۹ — مکی — رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عنوان: انکارِ آخرت، یتیم سے بدسلوکی اور بخل کی مذمت کے بارے میں ہے، غافلین، ریاکار، بخیل کے لئے وعید ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کثیر عطا کرنے کا ذکر ہے — نماز قربانی کی تاکید ہے — دشمن رسول کے لئے وعید ہے

تفسیر: ① نماز سے متعلق ان چند صورتوں میں جن میں پہلی صف سے پیچھے ہٹ کر پڑھنا صحیح، وقت پر نماز پڑھنا، فرائض و واجبات و صحیح طریقے سے ادا کرنا، بلا عذر کے بغیر جماعت سے پڑھنا، عادی پر دوام کرنا، تنہائی میں تعداد رکعات لوگوں کے سامنے پڑھنا جیسے امور میں ریاکاری ہے۔ ② آیت میں "کوثر" کے متعلق مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ کوثر سے مراد آخرت کی بے شمار خوبیاں مراد ہیں۔ ③ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو لوگوں نے کہا کہ ان کی نسل ختم ہوگئی، ان کے بعد آپ کا نام کیسے رہے گا، اس پر سورہ کوثر نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کفار کا رد فرمایا۔ ان سورتوں کا ایک لفظ بھی نہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بیان نہ کیا ہو کہ آپ کے دشمن اور جو آپ کو رب تعالیٰ دیتا ہے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ

تم فرما دو اے کافرو ﴿۱﴾ میں ان کی عبادت نہیں کرتا جنہیں تم پوجتے ہو ﴿۲﴾ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی

اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ؕ﴿۵﴾

میں عبادت کرتا ہوں ﴿۳﴾ اور نہ میں اس کی عبادت کرنے والا جسے تم پوجتے رہے ﴿۴﴾ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں ﴿۵﴾

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۧ﴿۶﴾

تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے ﴿۶﴾

سورۃ النصر ۱۱۰ مدنیۃ ۳ رکوعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ﴿۱﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ

جب اللہ کی مدد اور فتح آ گئی ﴿۱﴾ اور تم لوگوں کو دیکھ لو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل

اَفْوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۧ﴿۳﴾

ہو رہے ہیں ﴿۲﴾ تو اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو اور اس سے مغفرت چاہو بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے ﴿۳﴾

مناسبت عبادت سے متعلق کفار سے دو ٹوک اعلان — عدد نبی اور فتح کی بشارت

کافروں کی صورت میں کوئی سمجھوتہ نہیں — **فتح مکہ اور استغفار کی تلقین**

شان نزول ① قریش کی ایک جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ایک سال ہمارے معبودوں کی عبادت کریں ہم ایک سال آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کروں۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ آپ ہم پر کچھ تو ہاتھ رکھیے۔ ہمارے کسی معبود کو ہاتھ ہی لگا دیجئے ہم آپ کی تصدیق کر دیں گے اور آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ ② یہاں فتح سے مراد فتح مکہ یا اسلام کی عام فتوحات مراد ہیں۔ ③ اس آیت میں بھی خبر دی گئی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر پوری ہوئی اور لوگ مختلف علاقوں سے فوج در فوج اسلام لائے۔ ④ سورت نازل ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبحانک اللھم وبحمدک استغفرک وأتوب إلیک کی بہت کثرت فرمائی۔ ہمیں بھی اس کی کثرت کرنی چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزانہ تقریباً ۷۰ مرتبہ استغفار کرتے تھے۔

سُوْرَةُ اللَّهَبِ ۱۱۱ — مَكِّيَّة — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیات ۵ رکوع ۱

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝

ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوجائیں اور وہ تباہ ہو ہی گیا ۝ اس کا مال اور اس کی کمائی اس کے کچھ کام نہ آئی ۝

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ ۚ

اب وہ شعلوں والی آگ میں داخل ہوگا ۝ اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھانے والی ہے ۝

فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝ ع

اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسہ ہے ۝

سُوْرَةُ الْاِخْلَاص ۱۱۲ — مَكِّيَّة — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیات ۴ رکوع ۱

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ ۙ وَ

تم فرماؤ وہ اللہ ایک ہے ۝ اللہ بے نیاز ہے ۝ نہ کسی کو جنم دیا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ۝ اور

لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ ع

کوئی اس کے برابر نہیں ۝

شانِ نزول: ابولہب اور اس کی بیوی کی بدبختی اور بدانجامی کا بیان / توحید جیسے اہم مسئلہ کا جامع بیان

ربط: ① جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوتِ عرب کے لوگوں کو دعوت دی تو ہر طرف سے لوگ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان سے سچے صدق و امانت کی شہادتیں لینے کے بعد فرمایا: اِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ۔ کہ میں ابولہب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم تباہ ہو جاؤ یا ہمارے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا۔ اس پر یہ سورت شریف نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اس گستاخ کو جواب دیا۔ ② غار سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ رب العزت کے متعلق طرح طرح کے سوال کئے، کوئی کہتا تھا کہ اللہ خاوند کا سسر ہے؟ کوئی کہتا تھا کہ وہ سونے کا ہے یا چاندی کا ہے؟ وہ لوہے کا ہے یا لکڑی کا ہے؟ کس چیز کا ہے؟ کسی نے یہ بھی کہا کہ وہ کھاتا ہے؟ پیتا ہے؟ بولتا ہے؟ چلتا ہے؟ اس کے شکم پائے؟ اور اس کا کون وارث ہوگا؟ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ وہ بے نیاز ہے، وہ وارث دیتا ہے نہ لیتا ہے، وہ ہر عیب سے پاک ہے

سُوْرَةُ الْفَلَق ۱۱۳ مَكِّيَّة — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیات ۵ رکوع ۱

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا

تم فرماؤ میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں ۙ اس کی سب مخلوق کے شر سے ۙ اور رات اندھیری کے شر سے جب

وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۙ

وہ چھا جائے ۙ اور گرہوں پر پھونکنے والیوں کے شر سے ۙ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے ۙ

سُوْرَةُ النَّاس ۱۱۴ مَكِّيَّة — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیات ۶ رکوع ۱

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ

تم کہو میں تمام لوگوں کے رب کی پناہ لیتا ہوں ۙ تمام لوگوں کا بادشاہ ۙ تمام لوگوں کا معبود ۙ بار بار وسوسے ڈالنے والے

الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۧ

چھپ جانے والے کے شر سے (پناہ لیتا ہوں) ۙ وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے ۙ جنوں اور انسانوں میں سے ۙ

عنوان مخلوقات کے شر سے پناہ کی تعلیم — جادو کے شر سے پناہ — حاسد کے شر سے پناہ

وسوسے ڈالنے والے کے شر سے پناہ کی تعلیم — جن اور انسان دونوں کے وسوسے رد کیے جاتے ہیں

شانِ نزول لبید بن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سحر کا ظاہری اثر محسوس ہوا۔ البتہ آپ کی عقل اور اعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ملی اور جادو کے سامان کا پتہ بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بھیج کر یہ سامان نکلوایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور سورۂ فلق نازل فرمائی۔ اس سے جادو کا اثر ختم ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالکل تندرست ہو گئے۔ ۲ حسد والا وہ ہے جو دوسرے کی نعمت چھن جانے کی تمنا کرے۔ یہاں حاسد سے بطور خاص یہودی مراد ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد رکھتے تھے یا خاص لبید بن اعصم یہودی مراد ہے اور عمومی طور پر ہر حاسد سے پناہ چاہنے پر آیت مبارکہ دلالت کرتی ہے۔ ۳ وسوسے ڈالنے والا بھاگ جانے والا شیطان ہے اور یہ اس کی عادت ہے۔ انسان جب غافل ہوتا ہے تو اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور ہٹ جاتا ہے۔

دعائے ختم القرآن

اللّٰھمّ انس وحشتی فی قبری اللّٰھمّ ارحمنی بالقرآن العظیم واجعلہ لی امامًا ونورًا وّھدًی وّرحمۃً اللّٰھم ذکرنی منہ ما نسیت وعلمنی منہ ما جھلت ورزقنی تلاوتہ آناء اللیل واطراف النھار واجعلہ حجۃً لی یا ربّ العالمین

اللّٰھمّ صلّ علی سیدنا محمدٍ وّاٰلہ واصحابہ وسلّم بعدد ما فی جمیع القرآن حرفًا حرفًا وّبعدد کلّ حرفٍ لھ اللّٰہ

دعائے ختم القرآن

صدق اللّٰہ العلیّ العظیم ○ وصدق رسولہ النبیّ الکریم ○ ونحن علی ذالک من الشّٰھدین ○ ربّ تقبّل منّا انک انت السّمیع العلیم ○ اللّٰھمّ وفّق بکلّ حرفٍ من القرآن حلاوۃً وبکلّ جزءٍ من القرآن جزاءً اللّٰھمّ رزقنی بالانس باللّٰہ وّبالبکاء برکۃً وّبالثّناء توبۃً وّبالثّناء ثوابًا وّبالتعلیم حملًا وّبالحفاظ حکمۃً وّبالحفاظ خیرًا وّبالتذلّل دلیلًا وّبالتذلّل ذکاءً وّبالذّکاء رحمۃً وّبالبکاء ذکرہ وّبالتّعلیم سعادۃً وّبالتّعلیم شفاءً وّبالتعلّم صدقًا وّبالتعلّم ضیاءً وّبالتعلّم طراوۃً وّبالتعلّم ظفرًا وّبالتعلیم علمًا وّبالتعلیم علی وّبالتعلّم فلاحًا وّبالتعلّم قربۃً ربّ بالتعلّم کرامۃً وّبالتعلّم لطفًا وّبالتعلیم موعظۃً وّبالتعلّم نورًا وّبالتعلّم ووصلہ وّبالتعلیم ھدایۃً وّبالتعلیم یقینًا اللّٰھمّ تعلّقنا بالقرآن العظیم ○ وارفعنا بالایات والذکر الحکیم ○ وتقبّل منّا قراءتنا وتجاوز عمّا کان فی تلاوۃ القرآن من خطءٍ وتحریف او تصحیف او تحریف کلمۃٍ عن موضعھا او تبدیلھا وتاخیر او زیادۃٍ او نقصانٍ وتاویلٍ علی غیر ما انزلتہ علیہ وریبٍ وشکٍّ او سھوٍ وسوء الصّحبۃ وتعجیلٍ عند تلاوۃ القرآن او کسلٍ او شرعۃ او ربیع لسانٍ ووقفٍ بغیر وقوفٍ او ادغامٍ بغیر مدغمٍ او اظھارٍ بغیر بیانٍ او مدٍّ او تشدیدٍ او ھمزۃٍ او حرفٍ او اعرابٍ بغیر ما کتبتہ اوقفہ رغبۃً وّرغبۃً عند ابیات الرّحمۃ وابیات العذاب فاغفر لنا ربّنا وکتّب مع الشّاھدین ○ اللّٰھمّ نوّر قلوبنا بالقرآن ونوّر حلالک بالقرآن ونجّنا من النّار بالقرآن وادخلنا فی الجنّۃ بالقرآن اللّٰھمّ اجعل القرآن لنا فی الدّنیا قرینًا وّفی القبر مونسًا وّعلی الصّراط نورًا وّفی الجنّۃ رفیقًا وّمن النّار سترًا وّحجابًا وّانی الخیر کلّہ دلیلًا فاکتب علی القیام ورزقنا ادائہ بالفھم والحسن وحبّ الخیر وشھادۃ والبشارۃ من الایمان ○ وصلّی اللّٰہ تعالی علی خیر خلقہ محمّدٍ مظھر لطفہ ونور عرشہ سیّدنا محمّدٍ وّاٰلہ واصحابہ اجمعین وسلّم تسلیمًا کثیرًا کثیرًا

رموزِ اوقافِ قرآنِ مجید

ہر ایک زبان کے اہلِ زبان جب گفتگو کرتے ہیں تو کہیں ٹھہر جاتے ہیں کہیں نہیں ٹھہرتے کہیں کم ٹھہرتے ہیں کہیں زیادہ، اس ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کو بات کے صحیح بیان کرنے اور اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں بہت دخل ہے۔ قرآن مجید کی عبارت بھی گفتگو کے انداز میں واقع ہوئی ہے۔ اسی لیے اہلِ علم نے اس کے ٹھہرنے نہ ٹھہرنے کی علامات مقرر کر دی ہیں جس کو "رموزِ اوقافِ قرآنِ مجید" کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے ان رموز کو ملحوظ رکھیں، اور وہ یہ ہیں

○ جہاں بات پوری ہو جاتی ہے وہاں چھوٹا سا دائرہ بنا دیتے ہیں۔ یہ حقیقت میں گول "ت" ہے۔ جو بصورت تا لکھی جاتی ہے اور یہ وقف تام کی علامت ہے یعنی اس پر ٹھہرنا چاہیے، ب تا تو نہیں لکھی جاتی البتہ چھوٹا سا دائرہ بنا دیا جاتا ہے، اسی کو آیت کہتے ہیں۔

م یہ علامت وقف لازم کی ہے اس پر ضرور ٹھہرنا چاہیے، اگر نہ ٹھہرے تو احتمال ہے کہ مطلب کچھ کا کچھ ہو جائے۔ اس کی مثال اردو میں یوں سمجھنی چاہیے کہ مثلاً کسی کو یہ کہنا ہو کہ اٹھو، مت بیٹھو جس میں اٹھنے کا امر اور بیٹھنے کی نہی ہے تو اٹھو پر ٹھہرنا لازم ہے، اگر نہ ٹھہرے تو اٹھو مت بیٹھو ہو جائے گا۔ جس میں اٹھنے کی نہی اور بیٹھنے کے امر کا احتمال ہے اور یہ قائل کے مطلب کے خلاف ہو جائے گا۔

ط یہ وقف مطلق کی علامت ہے اس پر ٹھہرنا چاہیے مگر یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں مطلب تمام نہیں ہوتا اور بات کہنے والا بھی کچھ اور کہنا چاہتا ہے۔

ج یہ وقف جائز کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا جائز ہے۔

ز یہ وقف مجوز کی علامت ہے یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص یہ وقف مرخص کی علامت ہے یہاں نہ ٹھہر کر پڑھنا چاہیے لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو رخصت ہے۔ معلوم رہے کہ "ص" پر رک کر پڑھنا "ز" کی بہت زیادہ ترجیح رکھتا ہے۔

صلے یہ "الوصل اولیٰ" کا اختصار ہے یعنی یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق یہ "قیل علیہ الوقف" کا خلاصہ ہے یہاں ٹھہرنا نہیں چاہیے

صل یہ "قد یوصل" کی علامت ہے یعنی یہاں کبھی ٹھہر بھی جاتا ہے اور کبھی نہیں بھی ٹھہر جاتا لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔

قف یہ لفظ "قف" ہے جس کے معنی ہیں ٹھہر جاؤ اور یہ علامت وہاں استعمال کی جاتی ہے جہاں پڑھنے والے کے مدغم پڑھنے کا احتمال ہو۔

س یا سکتہ یہ دونوں سکتہ کی علامات ہیں یہاں اس طرح ٹھہرنا چاہیے کہ آواز ٹوٹ جائے مگر سانس نہ ٹوٹنے پائے۔

وقفة یہ بھی سکتہ کی علامت ہے البتہ یہاں ماقبل دونوں علامات "س یا سکتہ" کی نسبت ذرا ٹھہرنا چاہیے اور سانس بھی نہ ٹوٹے۔ سکتہ اور وقفہ میں یہی فرق ہے کہ سکتہ میں کم اور وقفہ میں زیادہ ٹھہر جاتا ہے۔

لا "لا" کے معنی "نہیں" ہیں، یہ علامت کہیں آیت کے اوپر استعمال کی جاتی ہے اور کہیں عبارت کے مدغم۔ عبارت کے مدغم ہو تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہیے البتہ آیت کے اوپر ہو تو اس پر ٹھہرنے یا نہ ٹھہرنے میں اختلاف ہے لیکن ٹھہر جانے یا نہ ٹھہرا جائے اس سے مطلب میں خلل واقع نہیں ہوتا۔

ك یہ "کذلک" کی علامت ہے یعنی اس سے پہلے جو علامت وقف کے یہاں بھی وہی سمجھی جائے۔

..... اگر کوئی عبارت تین تین لفظوں کے درمیان ہو تو پڑھنے والے کو اختیار ہے کہ پہلے تین لفظوں پر وقف کر کے دوسرے تین لفظوں پر وقف نہ کرے یا پہلے تین لفظوں پر وقف نہ کر کے دوسرے تین لفظوں پر وقف کرے۔ اس قسم کی عبارت کو معانقہ یا معرقبہ کہتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن مجید کی سورتوں کی فہرست

ترتیب	سورت کا نام	منزل	ترتیب	سورت کا نام	منزل	ترتیب	سورت کا نام	منزل	ترتیب	سورت کا نام	منزل
1	سُوْرَةُ الْفَاتِحَة	1	30	سُوْرَةُ الرُّوْم	740	59	سُوْرَةُ الْحَشْر	1017	88	سُوْرَةُ الْغَاشِيَة	1113
2	سُوْرَةُ الْبَقَرَة	2	31	سُوْرَةُ لُقْمٰن	752	60	سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَة	1023	89	سُوْرَةُ الْفَجْر	1115
3	سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰن	80	32	سُوْرَةُ السَّجْدَة	759	61	سُوْرَةُ الصَّف	1026	90	سُوْرَةُ الْبَلَد	1117
4	سُوْرَةُ النِّسَآء	135	33	سُوْرَةُ الْاَحْزَاب	764	62	سُوْرَةُ الْجُمُعَة	1032	91	سُوْرَةُ الشَّمْس	1119
5	سُوْرَةُ الْمَآئِدَة	188	34	سُوْرَةُ سبا	782	63	سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْن	1034	92	سُوْرَةُ الَّيْل	1120
6	سُوْرَةُ الْاَنْعَام	226	35	سُوْرَةُ فَاطِر	794	64	سُوْرَةُ التَّغَابُن	1037	93	سُوْرَةُ الضُّحٰى	1122
7	سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	265	36	سُوْرَةُ يٰسٓ	804	65	سُوْرَةُ الطَّلَاق	1041	94	سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَح	1123
8	سُوْرَةُ الْاَنْفَال	314	37	سُوْرَةُ الصّٰفّٰت	816	66	سُوْرَةُ التَّحْرِيْم	1045	95	سُوْرَةُ التِّيْن	1123
9	سُوْرَةُ التَّوْبَة	333	38	سُوْرَةُ صٓ	829	67	سُوْرَةُ الْمُلْك	1050	96	سُوْرَةُ الْعَلَق	1124
10	سُوْرَةُ يُوْنُس	370	39	سُوْرَةُ الزُّمَر	840	68	سُوْرَةُ الْقَلَم	1055	97	سُوْرَةُ الْقَدْر	1126
11	سُوْرَةُ هُوْد	395	40	سُوْرَةُ الْمُؤْمِن	857	69	سُوْرَةُ الْحَآقَّة	1059	98	سُوْرَةُ الْبَيِّنَة	1126
12	سُوْرَةُ يُوْسُف	420	41	سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَة	875	70	سُوْرَةُ الْمَعَارِج	1064	99	سُوْرَةُ الزِّلْزَال	1128
13	سُوْرَةُ الرَّعْد	444	42	سُوْرَةُ الشُّوْرٰى	885	71	سُوْرَةُ نُوْح	1067	100	سُوْرَةُ الْعٰدِيٰت	1129
14	سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْم	466	43	سُوْرَةُ الزُّخْرُف	898	72	سُوْرَةُ الْجِن	1070	101	سُوْرَةُ الْقَارِعَة	1130
15	سُوْرَةُ الْحِجْر	487	44	سُوْرَةُ الدُّخَان	911	73	سُوْرَةُ الْمُزَّمِّل	1074	102	سُوْرَةُ التَّكَاثُر	1131
16	سُوْرَةُ النَّحْل	477	45	سُوْرَةُ الْجَاثِيَة	916	74	سُوْرَةُ الْمُدَّثِّر	1078	103	سُوْرَةُ الْعَصْر	1131
17	سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْل	504	46	سُوْرَةُ الْاَحْقَاف	924	75	سُوْرَةُ الْقِيٰمَة	1082	104	سُوْرَةُ الْهُمَزَة	1132
18	سُوْرَةُ الْكَهْف	527	47	سُوْرَةُ مُحَمَّد	933	76	سُوْرَةُ الدَّهْر	1084	105	سُوْرَةُ الْفِيْل	1132
19	سُوْرَةُ مَرْيَم	550	48	سُوْرَةُ الْفَتْح	941	77	سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰت	1088	106	سُوْرَةُ قُرَيْش	1133
20	سُوْرَةُ طٰهٰ	564	49	سُوْرَةُ الْحُجُرٰت	949	78	سُوْرَةُ النَّبَا	1092	107	سُوْرَةُ الْمَاعُوْن	1134
21	سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآء	584	50	سُوْرَةُ قٓ	955	79	سُوْرَةُ النّٰزِعٰت	1094	108	سُوْرَةُ الْكَوْثَر	1134
22	سُوْرَةُ الْحَجّ	602	51	سُوْرَةُ الذّٰرِيٰت	960	80	سُوْرَةُ عَبَسَ	1097	109	سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْن	1134
23	سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن	620	52	سُوْرَةُ الطُّوْر	967	81	سُوْرَةُ التَّكْوِيْر	1100	110	سُوْرَةُ النَّصْر	1135
24	سُوْرَةُ النُّوْر	635	53	سُوْرَةُ النَّجْم	972	82	سُوْرَةُ الْاِنْفِطَار	1102	111	سُوْرَةُ اللَّهَب	1136
25	سُوْرَةُ الْفُرْقَان	653	54	سُوْرَةُ الْقَمَر	979	83	سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْن	1103	112	سُوْرَةُ الْاِخْلَاص	1136
26	سُوْرَةُ الشُّعَرَآء	667	55	سُوْرَةُ الرَّحْمٰن	985	84	سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاق	1106	113	سُوْرَةُ الْفَلَق	1137
27	سُوْرَةُ النَّمْل	688	56	سُوْرَةُ الْوَاقِعَة	992	85	سُوْرَةُ الْبُرُوْج	1108	114	سُوْرَةُ النَّاس	1137
28	سُوْرَةُ الْقَصَص	705	57	سُوْرَةُ الْحَدِيْد	999	86	سُوْرَةُ الطَّارِق	1110		رکوع القرآن (ثانی)	1138
29	سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْت	726	58	سُوْرَةُ الْمُجَادَلَة	1010	87	سُوْرَةُ الْاَعْلٰى	1111		رکوع القرآن (اول)	1138

سرٹیفکیٹ



محکمہ اوقاف حکومت سندھ

رجسٹریشن سرٹیفکیٹ

تصدیق کی جاتی ہے کہ فرید کتب گھر پریس کا مطبوعہ ۔۔۔ سرٹیفکیٹ برائے ۔۔۔ سندھ کو ادا

(حیدرآباد سندھ)

کو اشاعت قرآن پاک (طباعتی اغلاط سے مبرا) ایکٹ ایل آف دی ۱۹۷۴ء کے تحت بطور ناشر قرآن رجسٹر کر لیا گیا ہے

تصدیق

الحمد للہ!

محکمۂ اوقاف حکومتِ سندھ نے اس کی تصدیق کی ہے کہ

"کَنْزُ الْعِرْفَان فِی تَرْجَمَةِ الْقُرْآن"

کے متن میں کوئی کمی بیشی اور کتابت کی غلطی نہیں ہے۔

2nd option not final

سرٹیفکیٹ

محکمہ اوقاف حکومت سندھ

ترتیب نمبر 201

رجسٹریشن نمبر F.A.A- 201

تاریخ اجراء 26-8-2022

مقام اجراء

رجسٹریشن سرٹیفکیٹ

تصدیق کی جاتی ہے کہ فرم / کمپنی / پریس معلم القرآن ... مسمی سرپرستان ... کو ادائیگی قرآن پاک (طباعتی اغلاط سے مبرا) بیک ایل سی مورخہ ... 19ء کے تحت بطور ناشر قرآن رجسٹر کیا گیا ہے

الدستخط

سید محمد عظمت علی شاہ

ڈپٹی ڈائریکٹر (ایڈمن)

"کنزالعرفان فی ترجمۃ القرآن" محکمہ اوقاف حکومت سے تصدیق شدہ ہے۔

دفتر ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر اوقاف حکومت سندھ

فون نمبر 021-99232012

موبائل 0300-3311811

لائسنس نمبر آر۔آر۔او (اوقاف)

ر۔ر-176-2022

مورخہ 14-12-2022

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

ترجمہ ''کنزالعرفان'' ایک نظر میں

1. اسے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے شاہکار ترجمہ ''کنزالایمان'' کو بنیاد بنا کر لکھا گیا۔
2. اس میں متوسط درجے کے پڑھے لکھے حضرات کی ضرورت کے پیشِ نظر اردو کے آسان الفاظ کا استعمال کیا گیا۔
3. اردو زبان کی فصاحت، جملوں میں سلاست و روانی اور باہمی ربط کا بطورِ خاص خیال رکھا گیا۔
4. دورانِ ترجمہ جملوں کی تکمیل اور قابلِ فہم ہونے پر تکمیلی توجہ کی گئی۔
5. آیت کے مضمون سے آگاہی کے لیے جامع عنوانات کا ذکر اور منفرد انداز میں عنوانات کی حد بندی کی گئی۔
6. نفسِ ترجمہ کے علاوہ مطلب سمجھنے کے لیے ضروری مقامات پر حواشی لکھے گئے۔

97M-969-722-162-2
01140093
فیضانِ مدینہ کلفٹن سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
+92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net